ہمدرد صحت دہلی

کی

اشاعت خاص

"الاطفال"!

جس میں بچوں کے امراض و علاج کے علاوہ ان کی تعلیم و تربیت پر بہت ہی وسعت کیساتھ بحث کیگئی ہے۔ یورپ اور ہندوستان کے ماہرین کی ایک بڑی جماعت نے اسمیں مضامین لکھے ہیں۔ غالبًا یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ بچے کے متعلق اسقدر معلومات اور تفصیلات اردو زبان میں تو کیا کسی مشرقی زبان میں بھی آسانی نہیں مل سکینگی

اس اشاعت خاص کا مطالعہ حکیموں، ڈاکٹروں، ویدوں اور والدین و معلمین سب کے لئے یکساں ضروری اور مفید ہے +

مضامین کے ۲۰۸ صفحات کے علاوہ ۸۰ صفحات میں تقریبًا ۱۴۴ بلاک کی تصاویر ہیں دلچسپ دستی تصاویر، مرقع اور کارٹون اور بہترین افسانے اور نظمیں بھی شامل ہیں جن کا موضوع بھی بچہ ہی ہے +

مفصل فہرست مضامین اور فہرست تصاویر کیلئے آئندہ صفحات ملاحظہ فرمائیے

۱۵۲۰۱

معمولی ایڈیشن
قیمت ایڈیشن
آٹھ آنہ (۸)

قیمت اعلیٰ ایڈیشن
بارہ آنے ۱۲

مقام اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

یہ اعلیٰ ایڈیشن ہے

قیمت سالانہ ایک روپیہ ، ممالک غیر سے دو روپے (عار)

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

جلد ۴ | جولائی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱

فہرست تصاویر

فہرست مضامین

آہ کوئٹہ!

مشہور ہے کہ کسی زمانے میں اہل یونان نے عقل و علم میں اس درجہ ترقی کرلی تھی کہ خدائی دعوے کرنے لگے تھے اسی بناء پر وہ خطہ پورا کا پورا الٹ دیا گیا تھا۔ غریب ہندوستان کے تو خیال میں بھی کبھی اس قسم کی سرکشی نہ آسکتی تھی پھر یہ کیا مصیبت ہے کہ آئے دن کے زلزلے اسے تباہ و برباد کئے ڈالتے ہیں۔ ممکن ہو کہ ہمارا قصور یہ ہو کہ ہم دنیا میں سب سے زیادہ بیوقوف اور جاہل ہیں۔

بہرحال وہ سبب کچھ بھی ہو لیکن نتیجہ جو کچھ ان آنکھوں کے سامنے آیا وہ برباد شدہ بہار اور تباہی زدہ کوئٹہ ہیں۔ کوئٹہ کا دوسرا نام ہندوستان کا کیلیفورنیا تھا اور یہ نام اسے اپنے پھلوں کی عمدگی اور نفاست کی بدولت ملا تھا۔ افسوس کہ زمین کے ایک ذرا سے جھٹکے نے اسے صفحہ ہستی سے ایسا مٹا دیا کہ گویا کبھی اس کا کہیں وجود ہی نہ تھا۔ کوئٹہ کی بیشتر آبادی پردیسیوں پر مشتمل تھی۔ اس لئے بہت تھوڑے سے ایسے خوش نصیب شہر ہونگے جہاں کسی نہ کسی خاندان میں اپنے کسی عزیز کی ناگہانی موت پر آنسو نہ بہائے جا رہے ہوں۔

اس عالمگیر تباہی اور مرگ سے بچے کھچے کچھ لوگ دہلی میں بھی آئے ہوئے ہیں، اور ان کی دردناک کہانی [illegible] زبانی سننے کے لئے پتھر کے دل کی ضرورت ہے۔ ان مصیبت زدوں سے ہر طرف اظہار ہمدردی کیا جا رہا ہے، کانگریس بھی چندہ جمع کر رہی ہے، اور حکومت بھی، اور لوگ کھلے دل سے ان کے لئے جو کچھ دے سکتے ہیں دے بھی رہے ہیں، لیکن کیا یہ چندے کسی ماں کو اس کا اکلوتا بچہ، کسی یتیم کو اس کا باپ اور کسی بیوہ کو اس کا خاوند بھی واپس دلا سکتے ہیں!!

ایسے دردناک سانحہ کے مصیبت زدگان سے یہ کہنا کہ ہمیں آپ کے ساتھ دلی ہمدردی ہے فی الحقیقت ان کی مصیبت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اس لئے ہم اس دعا کے سوا اور کچھ کہنا نہیں چاہتے کہ اگر ان حالات میں کسی طرح دلوں کو صبر آسکتا ہے تو خدائے پاک ان ستم رسیدوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے!

آہ حکیم بھورے میاں!

بعض واقعات کا تعلق بعض حوادث سے کچھ اس طرح پیدا ہوجاتا ہے کہ ظاہرہ طور پر ان کی کوئی تعبیر و توجیہہ نہیں کیجاسکتی ۱۸ مئی ۳۵ء کی شام کو جب ہم دارالسلام میں بیٹھے ہوئے ہارٹ فیلیور پر محترم ڈاکٹر انصاری صاحب کے خیالات سے مستفید ہو رہے تھے اس وقت کس کو معلوم تھا کہ دوسرے ہی روز صبح کو ہماری طب کا ایک علمبردار، ہمارے ملک کا ایک طبی خادم ہمارے شہر کا مخدوم اور خاندان شریفی کا ایک نامور سپوت اس طرح رحلت کر جائیگا کہ ابھی آدھ گھنٹے پہلے مطب میں بیٹھا ہوا مریضوں کی نبضیں دیکھ رہا تھا۔ اور اب خود اس کا قلب اور اس کی نبض بند ہو چکی ہے۔ ابھی کچھ ہی منٹ پہلے جو تنومند جسم اپنی صحت کی بہاریں دکھا رہا تھا۔ لیکن اب وہ محض مٹی کا ایک ڈھیر ہے۔ نو بجے جو لوگ اسکے اخلاق اور مکارم کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اب ساڑھے نو بجے وہ اس کا ماتم کر رہے ہونگے۔ آہ کسقدر مقام عجز و عبرت ہے۔

تلک الایام نداولہا بین الناس

حکیم غلام کبریا خاں صاحب کی وفات درحقیقت طب یونانی کیلئے ایک بڑا زبردست حادثہ ہے جس پر ہم جس قدر بھی ماتم کریں کم ہے ہم کو اس حادثہ میں مرحوم و مغفور کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے۔

پہلے باب میں جناب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیر اور جناب لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر اشرف الحق صاحب اور جناب ڈاکٹر عطا اللہ صاحب بٹ پرنسپل طبیہ کالج علیگڈھ اور جناب حکیم مولوی محمد عبد اللطیف صاحب لکچرار طبیہ کالج علیگڈھ اور جناب حکیم مولوی ڈاکٹر لطافت حسین صاحب راشد۔ جناب حکیم مولوی حبیب اللہ صاحب سنبھوری اور پنڈت اوپندر ناتھ داس صاحب دہلوی اور پنڈت اوپندر ناتھ داس صاحب سہارنپوری اور جناب راج وید سنتوش رام ویدا نچارج ویدک ڈسپنسری نئی دہلی وغیرہ حضرات نے اپنے فاضلانہ مضامین میں جس قابلیت سے اظہار خیال ہی اسکو ہر صاحب فہم سمجھ سکتا ہی، ایثار خدمت کی واقعی جزا کو خدائے برتر ہی دے سکتا ہی۔ ہم سوائے اظہار تشکر کے اور کیا کر سکتے ہیں؟

دوسرے باب کی تکمیل (تربیت اطفال) میں جن ماہرین تعلیم و تربیت نے حصہ لیا ہی وہ بھی ہمارے قلبی تشکر و امتنان کے مستحق ہیں خالدہ ادیب خانم بعد مکانی کے باوجود ہم ہندوستانیوں کو نہ بھولیں اور ہماری استدعا پر فوراً ہی اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا جسمیں ہمارے لئے بہت سے اسباق موجود ہیں مشہور فاضل ڈاکٹر ای اے بنیٹ۔ ایم سی ایم اے، ایم ڈی، پی ایم فرنٹین انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائکالوجی نے "اعتماد اور یقین کامل" میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہی وہ والدین اور معلمین دونو کیلئے قابل غور ہیں۔ ہم مس ایم بی۔ اسٹیفنس ایم اے کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر ... ٹ کا مضمون ارسال کر کے ہماری مدد کی۔ مسز ولیم۔ ٹی بی مچیل صاحبہ بی اے، آر این ڈائرکٹر مینٹل ہائجین انسٹی ٹیوٹ مانٹریل (کینیڈا) کا شکریہ اسطرح ادا کیا جاسکتا ہی کہ انہوں نے ہمدرد صحت سے کافی دلچسپی کا ثبوت دیا اور نہایت ہی اعلیٰ تین مضامین ارسال فرمائے جنمیں دو مضامین اس رسالہ میں شائع ہو رہے ہیں، ایک مضمون گنجائش نہ ہونیکی وجہ سے آئندہ اشاعت پر ملتوی کیا گیا ہی۔ .... "بچہ کی پرورش گاہ کی اہمیت" میں مسز گریس ہادوین ایم اے۔ اور بی ای آنریری ایڈوائزر نرسری سکول ایسوسی ایشن گریٹ برٹین لندن نے مناسب انداز سے اظہار خیال کیا ہی شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم اے۔ پی ایچ ڈی نے اس اشاعت خاص سے خاص دلچسپی کا ثبوت دیا ہے آپکا مضمون "بچوں کی تربیت اور انکے سرپرست" خاص طور پر بلندی خیال اور سادگی اظہار کا حامل ہے اور اس میں بچے کی تعلیم و تربیت کے جس خاص پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہی۔ امید ہی کہ بچوں کے بہت سے سرپرست اس سے سبق حاصل کرینگے۔ اس رسالہ میں ایک دلچسپ اور نہایت مفید مضمون "کھلونے" بھی آپ دیکھیں گے۔ یہ ہندو کالج دہلی کے قابل و فاضل پروفیسر اندر سین۔ ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ ڈی کی عنایت کا نتیجہ ہی۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی کے مضامین اور انکے طبی افسانے اور کوثر چاندپوری کے افسانے بھی اس نمبر کی خاص چیزیں ہیں، امید ہی کہ ناظرین کے لئے مفید اور دلچسپ ثابت ہونگے +

ہمدرد صحت کے آرٹسٹ مسٹر سمیع۔ جی۔ ڈی آرٹ نے بھی اس اشاعت خاص کے لئے بہت سے کارٹون اور مرقع بنائے ہیں۔ جن میں سے اکثر شائع ہو رہے ہیں۔ بعض کارٹون جو رہ گئے ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ ماہ میں شائع ہو جائینگے جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب سہوانی ایڈیٹر "رسالہ تندرستی" نے بھی اس اشاعت خاص میں بہت مدد دی۔ رسالہ کے وقت پر شائع ہو جانے کا تعلق زیادہ تر جناب لالہ شمبھو ناتھ صاحب مالک "دلی پرنٹنگ ورکس دہلی" سے ہے۔ یہ موصوف ہی کی سرگرمی اور توجہ کا نتیجہ ہی کہ اس دو سال کے عرصہ میں آج تک "ہمدرد صحت" ایک دن بھی دیر سے شائع نہیں ہوا۔ ہمارا کام بہت وزنی ہو جاتا اگر کاپیوں اور پروفوں کی تصحیح میں جناب مولینا مولوی محمد مشرف علی صاحب بدایونی کی امداد شامل حال نہوتی۔ ہم ان تمام اصحاب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں +

—— •(०)• ——

"الاطفال"

الامراضِ و العلاجُ

و

تربیت جسمانی

ملک معظم کی سلور جوبلی

ملک معظم کے عہد حکومت کے پچیس سال پورے ہونے پر گذشتہ ماہ جون میں ان کی سلور جوبلی تمام ہندوستان میں منائی گئی تھی۔ تمام شہروں میں چراغاں کیا گیا تھا، آتشبازی چھوڑی گئی تھی، بچوں کو شیرینی تقسیم کیگئی تھی اور عورتوں کی تفریح کیلئے مینا بازاروں کا انتظام کیا گیا تھا اور اس عیش و خوشی کے مظاہرے نے اچھی طرح ثابت کر دیا تھا کہ حکومت ہند یا حکومت برطانیہ کی بعض سرگرمیوں سے ہندوستانیوں کو خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو ملک معظم کی ذات گرامی سے سب کو عقیدت اور محبت ہے۔ مرد، عورتیں اور بچے اور شہری اور دیہاتی سب جس طرح جوق در جوق تماشا دیکھنے اور جشن میں شرکت کرنے کیلئے گھروں سے بھاگے چلے جا رہے تھے اسے دیکھکر ان جذبات وفاداری کا صحیح اندازہ ہو سکتا تھا کہ جو ہر قلب میں موجزن تھے

چراغاں اور آتشبازی، اور میلہ اور دعوت سب کا انتظام ہر شہر میں میونسپل کمیٹیوں نے کیا تھا اور جو کچھ ہوا یا جو کچھ نہ ہوا اس تمام کا سہرا یا تمام کی ذمہ داری ہمارے خدایان شہر کے سر ہے۔ ہماری میونسپل کمیٹیاں بجا طور پر فخر کے ساتھ سر اونچا کر کے یہ کہہ سکتی ہیں کہ اس عالمگیر کساد بازاری اور ہندوستان کی اس مفلسی اور ناداری کے باوجود ہم نے بہت کچھ کیا۔ لیکن بدقسمتی سے اسی قدر بجا طور پر اور اسی قدر نہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ صحت کے ساتھ ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ "ہم نے وہ بہت کچھ بھی نہیں کیا جو ہم بہ آسانی کر سکتے تھے"۔ آرائش، چراغاں، میلے تماشے، شیرینی اور مینا بازار۔ یقیناً اظہار مسرت کے صحیح طریقے ہیں، لیکن یہ بہترین طریقے ہرگز نہیں ہیں۔ جشن منانے کے یہ تمام طریقے جن پر ہمارے خدایان شہر کی نظر انتخاب پڑی ایک بالکل ہنگامی اور عارضی چیز تھے۔ شیرینی کھا لینے کے پندرہ یا بیس منٹ بعد کسی بچے کی زبان پر اس کا ذائقہ باقی نہ رہ سکتا تھا، اور آتشبازی اور چراغاں دیکھتے وقت ہمارے دل خواہ کتنی ہی مسرت سے کیوں نہ بھر گئے ہوں لیکن گھر واپس پہونچتے پہونچتے انکا خیال تک دل سے نکل چکا تھا، ہندوستان نے تھوڑا سا نہیں بلکہ کئی لاکھ روپیہ ملک معظم کی جوبلی کا جشن مناسب طریقے پر منانے کیلئے اکٹھا کیا تھا اور اگر جن ہاتھوں سے یہ روپیہ صرف ہوا انکے پاس ایک عقیدتمند دل کے علاوہ ایک دماغ بھی ہوتا تو اتنی بڑی رقم سے ہم اس جشن کو اس خوبی کیساتھ منا سکتے تھے کہ ہنگامی تفریح و انبساط بھی حاصل ہو جاتا ہے اور ایک دوامی یادگار بھی قائم رہتی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستانی ماں محبت کی خواہ دیوی ہی کیوں نہ ہو اور اپنے بچے پر خواہ کتنی ہی جان کیوں نہ دیتی ہو، لیکن وہ اگر تھوڑا بہت پڑھنا لکھنا جانتی بھی ہو تب بھی پرورش اطفال کے متعلق بالکل جاہل ہوتی ہے وہ اپنے بچوں کو صحیح طریقے پر پالنا، اور انکی عادات کو مناسب انداز پر ڈھالنا بالکل نہیں جانتی۔ یہی وجہ ہے کہ آج مصر کے علاوہ دنیا کے تمام مہذب اور نیم مہذب ملکوں کی بہ نسبت ہندوستان میں ننھے بچوں کے مرنے کا اوسط بہت بڑھا ہوا ہے۔ ہر سال لاکھوں ننھی ننھی جانیں ماں کی جہالت اور باپ کی حماقت کا شکار بنتی رہتی ہیں اور ہندوستان کی "عقل کل" دائی کے ہاتھوں جتنے بچے موت کے گھاٹ اترتے ہیں وہ انکے علاوہ ہیں۔ ایسی صورت میں کیا یہ مناسب نہ ہوتا کہ اس لاکھوں روپیے کو آگ اور بجلی کی دیویوں کے نذر کر دینے کی بجائے ہم ایک اعلیٰ درجے کی فلم ایسی تیار کرا لیتے کہ جس کا قصہ بھی بدرجۂ غایت دلچسپ ہوتا جسکی زبان بھی بالکل سادہ اور سلیس ہوتی، اور جسمیں بچوں کی پرورش اور بچوں کی تیمارداری، اور بچوں کی تربیت کے متعلق مفید ترین اور مؤثر ترین مناظر اور مکالمے بھی موجود ہوتے اور چراغاں اور آتشبازی کی بجائے ہر شہر اور ہر قصبہ میں بائیسکوپ کے ذریعے اس فلم کے دکھانے کا انتظام کر دیا جاتا۔ ہر بڑے شہر میں دس دس اور پندرہ پندرہ تماشا گاہیں بنی بنائی موجود ہیں انہیں ایک دو روز کے لئے کرایہ پر لیا جا سکتا تھا، اور جہاں یہ موجود نہیں ہیں وہاں عارضی انتظام تنبو کے ذریعہ سے کیا جا سکتا تھا۔ سینما مفت میں دیکھکر بچوں اور بوڑھوں اور مردوں اور عورتوں کو خوشی بھی آتشبازی دیکھنے سے زیادہ ہوتی اور اسکا اثر اسدرجہ مفید ہوتا کہ فیصدی کچھ بھی نہیں تو بیس پچیس عورتیں تو ضرور ہی بچوں کی پرورش اور تربیت سیکھ جاتیں اور اس طرح جتنی جانیں ضائع ہونے سے بچتیں وہ گویا دوامی طور پر ملک معظم کی سلامتی اور صحت کی دعا گو تھیں۔ خود ملک معظم، اور ملکہ معظمہ کو بھی اس خبر کے سننے سے دلی مسرت حاصل ہوتی، اور اگر دہلی لاہور، لکھنؤ بمبئی، کلکتہ، کراچی، اور مدراس وغیرہ میں ہر صوبے کے لئے بہبود اطفال کا ایک مرکز قائم ہو جاتا تو یقیناً ملک معظم اور ملکہ معظمہ زندہ جاوید بنجاتے۔

میدان جنگ میں سپاہی کا ایک قدم اگر بڑھ جائے تو اس کے معنی فتح ہوتے ہیں، اور یہی ایک قدم اگر پیچھے ہٹ جائے تو اسکا نام شکست ہے۔ وہی ایک حرکت صحیح سمت میں ہو تو نصرت و کامرانی اور غلط سمت ہو تو ذلت و ناکامی ہوتی ہے۔ ہم بھی ملک معظم کی جوبلی کی خوشی میں لوگوں کو تماشا دکھانا چاہتے تھے۔ صحیح چیز دکھا دیتے تو ملک معظم بھی خوش ہوتے اور قوم کو بھی گراں بہا فائدہ پہونچتا۔ غلط چیز دکھائی تو کسی کو ایک ذرا سی ہنگامی تفریح سے زیادہ کچھ لطف بھی نہ آیا، اور اخبارات میں مینا بازاروں کے متعلق جو رسوائیاں ہوئیں وہ اسکے علاوہ۔ کاش ہمارے خدایان شہر صحیح طریقے پر کام کرنا سیکھ جائیں!

تلاش راہ

از جناب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیّر بیڑ (دکن)

پھول تو کچھ دن بہار اپنی یہاں دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مُرجھا گئے

تمہید خدا کے بھید خدا ہی جانے، ضلع بیڑ جس میں ریل، تار اور نئی نئی ایجادوں کی [illegible] پراگندہ دماغ کے پاؤں میں قدرتی موانعات نے کیوں زنجیریں ڈالدی ہیں۔

میں فٹ بال کی طرح ارباب غرض کی خواہشوں کا کھلونا یا نگاہوں کے لئے سرمۂ مفت نظر سہی لیکن غور کرتا ہوں تو اپنا کوئی دھندا اپنے ہاتھوں انجام دینے کا موقع نصیب ہی نہیں ہوتا، بلکہ اکثر ایسے ہی حالات میں جب گھر میں کوئی نہ کوئی بیمار ہوتا ہے، میرے سر پر بیگار عرش سے اُتر پڑتی ہے اور دوسروں کے لئے مارا مارا پھرتا ہوں "دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں" اور گھر والوں کا اللہ ہی والی ہے۔

انہی گردشوں میں تین مرتبہ ایسے ناخوشگوار اور سوء اتفاق سے ناقابل تلافی سابقہ پڑا کہ گھر میں ولادت کا زمانہ قریب تھا، ہر چند دایہ کو ہر مرتبہ اتنا سمجھایا کہ صرف اپنا دماغ اُس کے چوکھٹے میں حلول کرا دینا باقی رہ گیا تھا مگر تینوں میں یہ خمیازہ اُٹھانا پڑا [illegible] کاٹ سکی [illegible] ڈھائی ڈھائی تین تین سال تک بچوں کو تکلیف، بے چینی، درد اور گوناگوں بے کیفیتوں [illegible] غنیمت سمجھا گیا [illegible] جان بچی [illegible] پائے ورنہ موت نے جھنجھوڑنے میں تو کسر باقی نہیں رکھی تھی۔

ارباب حل وعقد اس تمہید کو جملۂ معترضہ نہ سمجھئے حقیقت ہے جس کے بیسیوں مظاہرات آنکھوں نے دیکھے اور اس سے کہیں زیادہ کانوں نے سُنے ہیں۔ کیا اس متمدن ملک کے ارباب حل وعقد [illegible] بلکہ "اک مرغ خوش الحان ہے کہ کچھ بول رہا ہے" کا مصداق بنتے ہیں وہ کبھی اس [illegible] تک کیوں مرغول، نیم جان، اور مُردہ کی صورت اپنی زندگی کے دن تیر کرتی ہے۔ اور یہ کہ ہزاروں [illegible] خیال کی تصویریں بن کر روزانہ ہماری نگاہوں کے سامنے گذر جاتی ہیں اور جن کی تصویر حیات، قومی [illegible] قابل نظر آتی ہے۔ [illegible] ملک اور ماہران سیاست میں ایک بھی مرد میدان دیکھنے میں نہیں آتا کہ اپنی نغمہ سنجیوں، شیوا بیانیوں، یا قلمی حرکات سے سوتے ہوئے اہل ملک کو جگائے اور اپنی جادو بھری تحریروں کا منتر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ذریعے سے اپنے جاہل بھائیوں اور قصبات، قریات، اور ہر ایک مقام کے واجب الرحم باشندوں کے دل و دماغ پر پہونچنے میں ہمدردی، حمیت اور ملکی غیرت کا فریضہ ادا کرے۔ شاید ایسے ہی [illegible] کھیوں کی بھنکار میں سوراج کے الاپوں کے مزے لوٹتے ہوں۔

آہ، ہندوستان افلاس نشان کیا ہم نہیں دیکھتے کہ ہندوستان میں بہ نسبت انگلستان کے معصوم، بے زبان اور ہزاروں تمناؤں کے [illegible] بچے [illegible] سے بھی زیادہ والدین کے لئے داغ، ناسور، اور ایک پُر اندوہ خواب و خیال بنتے رہتے ہیں اور انگلستان میں اگر سو میں چودہ بچے ضائع ہوتے ہیں تو ہمارے ملک ہندوستان افلاس نشان میں فیصدی کم سن بچے ۳۲ سے کچھ اعشاریہ زیادہ ہی دار البقار کے مسافر ہوتے رہتے ہیں۔

دنیا عالم اسباب ہے، اور بغیر سبب کے کوئی پتہ ہل سکتا ہے اور نہ کوئی [illegible] پر مار سکتا ہے تو آخر [illegible] ہندوستان کے نونہال گہوارے ہی میں تڑپ کر جان دینے کے لئے تاک میں رہتی ہے۔ "از ماست کہ بر ماست" یہ اپنے ہی ہاتھوں کے [illegible] کلفت انگیز فضا، اور نامساعد غذا میں جھٹکے کھا کھا کر ایام حمل طے کرتی ہے اُس کا بیان واقعات کی [illegible]

(۹) موسمی بخاروں، پیچش اور دستوں وغیرہ سے مرضعہ (دودھ پلانے والی) کا کمزور اور نحیف ہونا جس سے بچہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

(۱۰) زچگی کے بخار میں ماں کے ساتھ بچے کو ڈالے رکھنا اور دودھ پلانا۔

(۱۱) حالتِ حمل اور رضاعت میں جب کوئی بیماری پیدا ہو جائے، علاج کے مشوروں میں وقت گذارنا، اور جب تک سخت مجبوری سر پر نہ منڈلانے لگے لائق طبیب اور قابل ڈاکٹر کو دکھانے کی زحمت میں نہ پڑنا۔

(۱۲) زچہ اور بچہ دونوں عموماً تنگ و تاریک، گندی ہوا، میلے کچیلے لباس اور بدترین نگرانیوں میں تن بتقدیر چھوڑ دیئے جائیں گے باعث مضمحل ہر سل اور بسورتی اولاد کا غیر مکمل نشوونما پانا وغیرہ وغیرہ اور بھی چند اسباب ہیں جو کسی وقت معرض بیان میں آئیں گے تو کیا اسباب فہم و فراست کے لئے ناقابل معافی جرائم کی فہرست میں ان گناہوں کو بر سرِ عنوان نہ لکھا جائے گا ہم تو اپنے ہمدردانہ ملت کی رُو سے ان ہزاروں معصوم بے گناہوں کی موت کے سوال کو ہوم رول اور سلف گورنمنٹ کے مسئلے سے بہت زیادہ عظیم الشان اور مقدم سمجھتے ہیں۔

این و آن کا فرق

بلاشبہ بچے کی پیدائش (ولادت) ایک فطری عمل ہے لیکن جو قومیں فطرت کے قانون کو ٹھکراتی ہیں اور جن کے سر پر جاہلانہ خرافات کا بھوت سوار ہو کر اصول فطرت کے عمل کو پاش پاش کر دیتا ہے اُن قوموں کو قانون شکنی کی سزا ضرور بھگتنی پڑتی ہے، اور اس سزا کے مشاہدے نہایت عریاں اور کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔

ممالک متمدنہ میں جب کسی حاملہ کو ذرا غیر فطری حالت کا احساس ہوتا ہے، فوری ڈاکٹر سے مشورہ لیتی ہے اور دورانِ حمل کی ادنیٰ اور معمولی تکالیف کو پُر خطر سمجھ کر دور اندیشانہ اصلاحات میں مصروف ہو جاتی ہے۔ کیا ایسی مثال کوئی ہم متوسط الحال بیچارے ہندوستانیوں میں پیش کر سکتا ہے؟

ہندوستان میں اس نازک موقع کے لئے عورتیں نہ کسی قسم کی اصلاح سے واقف ہوتی ہیں، نہ پہلے سے کوئی تیاری کر سکتی ہیں نہ احتیاط کرتی ہے اور نہ کسی ڈاکٹر یا طبیب کا تصور دماغوں میں آتا ہے جب تک کہ نازک حالت اور بدترین صورت اختیار نہ کر لے، اس پر طرہ یہ کہ ملک کے اطبا اور ڈاکٹر بھی ایسے مشاق نہیں ہیں جن کو ایسے خصوصی عملیات سے سابقہ پڑتا ہو اور جو مشق یا مہارت تامہ کی رہنمائی سے ان گتھیوں کو آسانی سے سلجھا سکتے ہوں۔

ہم نے بعض اللہ آمین کے گھروں میں دیکھا ہے کہ بچے کی پیدائش میں دیر اور دقت کے احساس پر تیمارداروں اور نادان دائیوں میں چشم و ابرو کے اشارات شروع ہوئے، کچھ پریشانیاں بڑھیں، کبھی ہڈیوں کے تنگ ہونے کا سوال پیدا ہوا، کبھی ہڈی کے ٹیڑھے پن سے گفتگو کی کجروی ہوئی، اور کبھی بچے کے ٹیڑھے آنے کی ٹیڑھی کھیر پر چہ میگوئیاں ہونے لگیں، آخر ڈاکٹر صاحب کو بادل نخواستہ بلایا گیا وہ تھے تو پڑھے لکھے ڈاکٹر بھی تھے، مگر جینے جنانے کے دھندوں میں کالج سے نکلنے کے بعد بہت ہی کم موقعے ملے تھے اس کیس (بیمار) پر مشق اور یقین نے ستم ہی کر دیا۔ ... نے تو ان نااہلوں کے مشوروں کے وقت سے تاکنا شروع کر دیا تھا اب اچھے خاصے معاون کے ہاتھوں میں زچہ کو دیکھ کر یکایک آہی دبوچا، آناً فاناً میں ایک ایسی حسینہ جس کی آنکھوں کی دلکشی شوہر کے لئے رازِ محبت تھی اُسکی نگاہ واپسیں عمکدہ حسرت بن گئی، اور تمام گھر ماتم خانہ ہو گیا۔

دردناک ناواقفیت

جس زمانہ میں مضمون "مقابلہ رسالہ المسیح" میں نکل رہا تھا میرے عزیز دوست حکیم عبدعلی صاحب فاضل طب و جراحت طبیہ کالج میں مسلسل مطالعہ کرتے تھے۔ ایکدن ایسا ہی کیس دواخانے میں آیا، تماشائی بنکر حکیم صاحب بھی ... قابل ترین ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ زچہ بدحال ہے اور بچے کا ہاتھ باہر نکل آیا ہے فوراً ہاتھ کاٹ دیا اور چند منٹ میں والدہ اور مولود دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اگرچہ ایک دایہ نے کہا کہ بچہ پلٹا جا سکتا ہے اس واقعہ کے بعد حکیم صاحب گھر آئے تو ڈاک سے المسیح کا پرچہ آیا رکھا تھا اور اس میں ہاتھ نکلنے کے وقت بچہ کے پلٹانے کا بیان درج تھا، حکیم عبدعلی صاحب نے مجھ سے ایک ملاقات میں اس واقعہ کا تذکرہ بڑے رنج اور افسوس کیساتھ کرنے کے بعد کہا اگرچہ المسیح پہلے ملجاتا تو میں خود اس آزمائش پر سب کو متوجہ کرنے کی جرات کرتا۔

ہم اُس حسن سلوک کی داستانوں کو کہاں تک دہرائیں جو نازک پھول جیسے بچوں کیساتھ ناتربیت یافتہ دائی، ناسمجھ تیمارداروں، اور ناتجربہ کار غیر سائنٹفک طبیبوں یا ڈاکٹروں کی رواداریوں کا آئے دن ماجرا بنی ہوتے ہیں۔

ولادت کے ان مرحلوں سے جو بچے آگے قدم بڑھاتے ہیں، وہ اپنی بیماری، دُکھ اور درد، اور صحیح حالت بول کر نہیں بتا سکتے، یہ نہایت ہی

ناتوان زچہ نالائق دایہ کے ہاتھ میں پڑکر اتنی ہلکان ہوجاتی ہے کہ اپنی اور نو مولود کی سُدھ بدھ نہیں رہتی، اور بے زبان بچہ کس زبان سے کہے کہ اس پر کیا گذر رہی ہے۔

اُسکے بعد مولود کی صفائی اور نال کاٹنے کے مراحل ایسے چشم دید واقعات ہیں جنکو ممالک متمدنہ کے لوگ آنکھوں سے دیکھ پائیں تو تعزیرات ہند میں چند دفعات کا اضافہ بلا تعصب کرنیکے لئے وائسریگل کونسل تک دم نہ لیں۔

مختصر یہ کہ پیدائش کی تمام منزلیں ایک جان لیوا ماحول کے اندر اس طرح کٹتی ہیں کہ ہر قدم پر موت کے سنگ گراں کی ٹھوکر معصومیت کی بیکسانہ حالت کا نوحہ و شیون متصور ہوتی ہے پھر جب کوئی سخت جان معصوم کسی طرح ایک دو منزل طے کرجاتا ہے تو حیرت بھی انگشت بدنداں رہ جاتی ہے کہ موت کو اس ناتوان و نزار نے کیسے چکمہ دیا؟ پھر پرورش کا حال تو زبون تر ہے،

کیا کبھی ہمارے ملک کے نیک نیت افراد نے غور فرمایا ہے کہ ابتدا سے انتہائے پرورش کے طریقوں میں کتنے طریقے ایسے ہیں جو ہم کو ایوان حفظ و صحت کے بام و در کا تماشائی بننے میں موصل الے المطلوب ہیں، کیا صرف یہی مضمون اتنا وسیع نہیں ہے کہ سوراج اور ہوم رول سے کم وقیع نہ سمجھا جائے، خیر اس بحث میں ہم ایک بسیط رسالہ لکھ چکے ہیں۔ جو افسوس ہے کہ گمنامیوں کی بھول بھلیوں میں پڑچکا ہے، اور کیا عجب ہے کہ پبلک میں آئیکے دن پھر کبھی جاگ اُٹھیں۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ جو نسل اپنی آفرینش میں موت و حیات کا متلاطم سمندر اپنے نشو و نما کے دور سے بھی پہلے طے نہ کرپائے وہ اگر اتفاق موجوں کے مد و جزر سے نکل بھی جائے تو مضبوط قوی، اور توانا نسل بننے کا خواب دیکھنا محالات سے ہے

ہندوستانی بچے فیصدی ۲۳ مرتے ہیں اور انگریز بچے ۱۴ فیصدی اسی طرح ہندوستانیوں کی عمر کا اوسط ۲۲ سال ہے اور انگریزوں کی عمر کا اوسط ۵۲ ہوتا ہے، پھر کیا اچنبھے کی بات ہے کہ بہ نسبت ہندوستانیوں کے اقوام یورپ زیادہ صحیح، زیادہ تندرست اور زیادہ توانا ہیں کیونکہ یہاں بچوں کی پیدائش اور پرورش کے حالات قابل افسوس اور ناگفتہ بہ جہالتوں کے جنجال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

ہم بداہتہً دیکھتے ہیں کہ فوجی ہندوستانی بارگوں میں رکھے جاتے ہیں، ان کے حفظان صحت پر بھی بے شمار روپیہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن فیصدی حساب لگایا جائے تو ہندوستانی سپاہی انگریزی سپاہیوں سے دُگنے مرجاتے ہیں۔ اس کی وجہ اسکے سوا کیا ہوگی کہ جوان ہونے سے پہلے ہی جسم کے تار و پود اور اُسکی بناوٹ تیار ہوچکتی ہے۔ اس لئے بڑی عمر کے لوگوں کو دیرپا فائدہ پہنچانا دشوار اور غیر ممکن ہوجاتا ہے۔ کیونکہ ابتدائی (حملات عزیزی) پیدائش اور پرورش کی بے احتیاطیوں میں بہت کچھ افسردہ ہوچکتی ہے، اور جسم کی ساخت بھی کمزوریوں کے پھندوں میں ہوتی ہے

بچوں کے ضعف اور موت کے اسباب

ہم جہاں تک غور کرتے ہیں کمزوری اور موت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) نسلاً بعد نسلٍ والدین میں بعض امراض اور کمزوریاں جنکی وجہ سے مولود ناتوان پیدا ہوتا ہے

(۲) عموماً چھوٹی عمر میں شادی یا آوارگیوں کی وجہ سے خانہ بربادی۔

(۳) حاملہ عورتوں کی جہالت اور ذمہ دار لوگوں کی ناواقفیت کہ ایام حمل میں کن کن پابندیوں کی ضرورت ہے۔

(۴) ناقابل قابلہ کی نالائقی اور ویسے بُرے طریقے سے ولادت کا سرانجام پانا جس سے دکھ بھرا طریقہ تفتیش پولس کے سوا نظر نہ آئے گا، مولود ابتدائے ولادت سے ہی نیم جان ہوجاتا ہے۔

(۵) زچہ کو گندے اور نجس حالات میں رکھنا، اور کوئی مرض ہوجائے تو گندے فتیلوں سے اُسکے دماغ کو صدمہ پہنچانے کی احمقانہ تدبیریں کرتے رہنا۔

(۶) زچہ کی خوراک کا بندوبست نہ ہونا اور نامناسب غذا کا دیا جانا

(۷) تنگ و تار اور گندے مکانوں میں زچہ کو بند رکھنا اور والدہ و مولود دونوں کو ایک خوفناک چلہ پورا کرانا۔

(۸) بعض حالات میں ماں کا مرجانا اور بچے کا مصنوعی غذا پر پالنا، نیز قدرتی اور اصلی غذا کے ساتھ مصنوعی غذا کے اجزائے تماز کا نامناسب ہونا۔

(۱۰) عاشراً ، بچوں کی پرورش اور ابتدائی داخلۂ تعلیم کے زمانوں تک ان کے نشو و نما اور فطری قوتوں کی حفاظت کا پورا خیال رکھا جائے ، اور پڑان چڑھنے کے اس دور دورے میں طبی امتحان بچوں کی حالتوں اور صحت و قوت کے متعلق ہوتے رہیں ، تاکہ ان نقائص کی تلافی کا کم و بیش موقع مل سکے ، جو ناوانیوں کے طفیل میں ہمزاد کی طرح ساتھ ساتھ ہیں۔

ہم نے ہمدرد صحت کے ایبار پر ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہے آگے قدم بڑھانے کے لئے اس بات کا اندازہ کرنا ہے کہ کتنے لوگ اس حال زار پر ہمدردی کے آنسو بہاتے ہیں اور کتنے دل لگی میں اڑا کر بے دردی کیساتھ دُرّے لگاتے ہیں۔

تجربہ کار اہل فن کا کام ہے کہ بچوں کو دیکھ بھال کر مرض کی تشخیص قابل اطمینان کر سکیں، کیونکہ صدیوں سے ایسے معالجات محلے کی بڑھیوں اور نائیوں یا تعویذ گنڈے والے جاہل لیڈروں کے ذمہ رہے ہیں اور ہندوستانی بچوں کی جانیں اس طرح بھی بہ تعداد کثیر ضائع ہو رہی ہیں کیا تعجب ہے کہ ملک کے دانشور اور ارباب فراست دیدہ و دانستہ ان حالات پر متوجہ نہیں ہوتے، اور جیتی مکھی نگلنے پر ہر ایک آمادہ ہیں۔

حمل کے ایام کی عدم احتیاطی، نال کاٹنے کے لئے زنگ آلود کند چاقو کا کام، بچہ پیدا ہوتے ہی دائی کی انگلی اور اس کے پاخانہ کا مقام اور تیز گھنیوں سے نازک آنتوں پر مسہلہ انتقام، ولادت نہیں عداوت کے رنگ ڈھنگ ہیں یا شاید یہ مثل کہ نادان دوست دشمن سے بدتر ہوتا ہے انہی حالات پر صادق آتی ہے۔

بقیۃ السیف کی حالت

اس فضا میں جب ہم نشو و نما کی منزلیں طے کرتے ہیں تو آفات سے بقیۃ السیف ایسے لوگ اقلیم ہند کے میدان میں مبارز طلبی کے لئے نظر آتے ہیں جو ذہانی اور دماغی بڑائیوں میں چاہے کتنے ہی سورما ہوں مگر صحت، قوت، عزم، استقلال اور جوانمردی میں دنیا کی قوموں سے صدیوں پیچھے ہیں اور بلا تخصیص مذہب و ملت ہم جتنے ہندوستان کے باشندے ہو گئے ہیں ہر ایک عادات و خصائل اور معاشرت و تمدن میں کچھ ایک دوسرے پر تفوق اور برتری کا دعویٰ نہیں کر سکتا، کیونکہ ان تمام خصوصیات میں سب کے سب ایک ہی کشتی کے سوار بن چکے ہیں

اب ہم اگر کمر ہمت باندھیں تو کوششوں کے ان ٹھیک قدم منزل مقصود تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیکھتے ہیں، بشرطیکہ تعصب کی پٹیاں آنکھوں پر بندھی نہ رہیں، اور اتحاد و اتفاق سے ہمارے اہل قلم، صاحبان دماغ۔ اور سرمایہ دار ہزاروں معصوموں کے خون ناحق کا بچاؤ کرنے میں ایثار، غیرت و حمیت اور انسانیت کے فرائض اپنا نصب العین قرار دے لیں۔

تجاویز

(۱) اولاً، ہمارا فرض یہ ہے کہ ملکی زبانوں میں کثرت سے چھوٹے چھوٹے رسالے ہر ضلع کو مرکز قرار دے کر شائع کئے جائیں۔ جن کے لئے ہر مقام پر ایک قومی انجمن (کمیٹی) کام کرے۔

(۲) ثانیاً ان رسالوں میں حفظان صحت سے لیکر پرورش اور نشو و نمائے اطفال وغیرہ تک ایسے دلچسپ مضامین لکھے جائیں جو جاہلوں کے جذب خیال میں سہولتیں پیدا کر سکیں اور قصے کہانیوں کے طور پر ایک دوسرے کو آسانی سے واقفیت بہم پہنچا سکیں۔

(۳) ثالثاً، انجمن کی جماعت عامہ خود تصویر عمل بن کر عام صفائی اور حفظان صحت کا اشتہار بنے، اور اپنے ہمسایوں پڑوسیوں میں ہر ایک کو ہم خیال بنانے کی کوشش کرتا رہے۔

(۴) رابعاً، عورتوں کو پڑھانے لکھانے یا ضروری باتیں سمجھنے سمجھانے کیساتھ ان کو صفائی اور حفظان صحت کی پابندی کا عادی کیا جائے تاکہ وہ خود اپنے لخت جگر اور پیارے بچوں کے ملانے کا احساس کریں۔

(۵) خامساً، جہاں تک امکان ہو زنانے دواخانے بڑھاتے جائیں جن میں ماہر فن ہاتھوں سے کام لیا جا سکے۔

(۶) سادساً، دائیوں کو خصوصیت سے تعلیم دی جائے، اور جو دائیاں گھر گھر جاتی پھرتی ہیں انکو زنانے شفاخانوں میں بہلا پھسلا کر اور کچھ دے دلا کر جابرانہ چیر دستیوں سے علم نشتر کی صلاح دی جائے تاکہ بیچاری زچاؤں کی مصیبت رفتہ رفتہ آسان ہو جائے۔

(۷) سابعاً۔ ہر صوبہ میں کوئی ایسا دلکشا مقام تجویز کیا جائے جہاں زنانہ شفاخانہ قائم ہو، اور جس میں ولادت اور علاج کے لئے قابل ترین دائیاں تیار کی جائیں جس سے اہل ثروت اپنی دولت سے فائدہ اٹھائیں اور غریب ان کے ایثار و سخاوت سے مستفیض ہوا کریں۔

(۸) ثامناً مسلسل تحریکیں کر کے صوبہ کی کونسل میں ایسا بل پیش کیا جائے جس کی رو سے میونسپل کمیٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کو یہ اختیار حاصل ہو کہ ہر جگہ دائیوں کو اپنا نام سرکاری رجسٹروں میں درج کرانے کے لئے مجبور کیا جا سکے، اور جب تک وہ کسی زنانے شفاخانے میں کام کرنے کے بعد اطمینان کا سارٹیفکیٹ ایک معین زمانے میں حاصل نہ کر لیں ان کو چلانے کی اجازت نہ دی جائے۔

(۹) تاسعاً۔ ایسا ہی ملک زچہ اور بچہ کی بہبودیوں کے کمیٹیاں بنائیں اور گورنمنٹ میں قابلیت سے پیش کر کے امداد حاصل کریں۔ ان کمیٹیوں میں اختلاف قومی کا سوال اٹھا دیا جائے بلکہ ہر قوم کا کام کرنے والا اور ہمدرد انسان ملک کے لئے ایک فرشتہ سمجھا جائے اور اس فرشتہ رحمت کا احترام ہمارا فرض اور اس کا حق تصور کیا جائے۔

سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس فالج کے ہو جانے کی صورت میں تو بھنبھنانے کے علاوہ آواز تک صاف نہیں نکلتی۔ تلفظ صحیح طور پر ادا نہیں ہوتا اور حروف شفوی اور لسانی منہ سے بہت ہی ناقص طور پر نکلتے ہیں ایسے مریض اس جملہ کو کہ "پیڑ آموں سے لدا ہوا ہے" اس طرح ادا کرے گا ۔" انیٹر آن اون مین، ایں یا، ٹوا ٹین"۔

چوتھے ایک قسم کی عصبی صلابت (صلابت مخلوطی) Multiple Sclerosis اِس بیماری کے مریض الفاظ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اور آہستہ بولتا ہے۔ مثلاً لفظ" عدالت" کو وہ" عد۔ دال۔ لت" کہے گا۔

پانچویں صورت وہ ہے جب انسان زیادہ نشے کی حالت میں گفتگو کرتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ منہ کھول کر صاف گفتگو نہیں کر سکتا مثلاً "برٹش" کو وہ "برلیش" اور "سر یرام" کو وہ" سی رام" کہے گا۔ ایسی حالت میں وہ اکثر الفاظ کے مختلف ٹکڑوں کو الٹ پلٹ بھی کر دیا کرتا ہے

ایک ہکلا عموماً جب بولنا شروع کرے گا تو لفظ کے ابتدائی حروف کو کئی مرتبہ نکالے گا اسکے بعد پورا لفظ جلدی سے نکال جائے گا۔ مثلاً لفظ "کتاب" کہنے میں وہ "ک۔ک۔ک کئی بار کہے گا اور اسکے بعد "کتاب جلدی سے کہے گا بعض موقعوں پر ابتدائی حرف وہ نہایت ہی زور سے بولے گا اور لفظ کا باقی حصہ معمولی طور سے کہہ جائیگا۔ مثلاً کتاب کہنے میں ک کو بہت زور سے نکالے گا اور "تاب" کو بہت جلدی اور نسبتاً آہستہ سے۔

اب ہم ان مذکورہ بالا حالتوں میں سے بعض کو یا سب کو ہکلانے میں داخل کریں یا نہ کریں ان سب کا علاج بلا کسی تغیر کے ایک ہی ہے۔ یعنی مریض کو ایک قسم کے مخرجی حروف ہجا Physiological Alphabet میں باضابطہ طور پر تربیت دینا البتہ اس طریقہ علاج میں وہ صورتیں مستثنیٰ ہیں جہاں یہ آثار کسی اور خطرناک خرابی کے سبب ہوں اور انہی خطرناک خرابیوں کے مخصوص علاج ڈاکٹر صاحب کی جیب خالی نہیں رہنے دیں گے۔

فقدان التکلم Alphasia سے مراد دماغ پر اس قسم کا صدمہ پہنچنے سے ہے جسکی وجہ سے گفتار ہی کے بننے کی قوت دماغ سے جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح فقدان التلفظ Anarthria سے مراد اس نظام کو صدمہ پہنچنا یا کمزوری کا واقع ہونا ہے جس کے ذریعہ سے تلفظ کیا جاتا ہے اور عام طور سے یہ نخاعی خلیات Bulbar Nuclei سے ہٹ کر تلفظ کی بیرونی مشین Perepheral apparatus کے کمزور ہو جانے یا اسکی قوت بالکل زائل ہو جانے کو بھی فقدان التلفظ کہتے ہیں۔ لیکن اس بات کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ یہ حالت دماغ کے بیرونی حصہ میں بعض "تلفظی خلیات articulation cells کو صدمہ پہنچ جانے کے سبب سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اکثر فقدان التکلم کے مرض سے اچھا ہونے پر مشاہدہ کیا گیا ہے۔ اسلئے میرا مشورہ ہے کہ مخرجی حروف ہجا کا استعمال صرف ہکلوں ہی کے لئے مخصوص نہیں کر دینا چاہیئے بلکہ ہکلہ پن کی دوسری حالتوں میں بھی یہ مفید ثابت ہوگا۔

ہکلے پن کے علاج میں یہ ضروری اور لابدیک ہے کہ سب سے پہلے مریض کو یہ صاف طور پر سمجھا دیا جائے کہ بولنے میں دو نظام کام کرتے ہیں اور پروفیسر وائیلی نے نہایت مناسب طور پر ان کو وائلن بجانے والے کے دو ہاتھوں سے تشبیہ دی ہے۔ اس کا بایاں ہاتھ تاروں پر ہوتا ہے اور دائیں ہاتھ میں کمان ہوتی ہے۔ اگر انسان کی توجہ کسی ایک ہاتھ پر زیادہ ہو جائیگی تو موسیقی زائل ہو جائیگی۔ مبتدی عموماً اس قسم کی غلطی کرتے ہیں آؤ ہم اپنے آواز کے پیدا کرنے والے بکس یعنی نرخرہ Larynx کو کمان والے ہاتھ سے تشبیہ دیں اور منہ زبان اور تالو وغیرہ کو تاروں پر رہنے والے ہاتھ سے۔ اگر ہم لفظ "کاشی پور" منہ سے نکالیں تو ہم اپنے نرخرہ کو تین مرتبہ استعمال کریں گے۔ آ۔ ای۔ او۔ یہ تینوں حروف صوتی تینوں حروف اصلی ک۔ ش۔ پ۔ میں ملے ہوئے ہیں۔ اور اس طرح آواز تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی ہے اور دونوں نظام اپنا اپنا کام کرنے میں کامیاب۔ ۔ ۔ ۔ ہو گئے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ ہکلانے کی بیماری ان دونوں نظاموں کے ساتھ ساتھ کام نہ کرنیکی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

دوسری بات مریض کو یہ سمجھنی چاہیئے کہ تمام حروف تہجی کی دو قسمیں کی گئی ہیں (۱) آواز والے حروف (۲) وہ حروف جو آواز والے نہیں ہیں۔ مریض کو یہ کرنا ہے کہ آواز والے حروف کو پوری آواز کے ساتھ نکالے اور بے آواز کے حروف کو ہلکا سا مس کرتا

ہکلے پن کا علاج

از لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب ایم ۔بی ۔سی ۔ایچ ۔بی (اڈنبرا) ایم ۔ڈبلیو ۔ایل ۔این ۔آر (برلن) حیدرآباد دکن ۔

"مکرمی زاد کرمہٗ ۔السلام علیکم ۔امراض الطفال میں آپنے طفل کی تعریف نہ فرمائی ۔طفل شیرخوار ،طفل مکتب اور کیا اور کیا تو لغت میں ملتے ہیں اور سنتا ہے کہ طفولیت کا زمانہ مراہقت کے آغاز تک ہوتا ہے ۔وقت کم ہے جو آپسے لکھکر دریافت کرسکوں ۔ دوسرے جو انوکھا مرض ذہن میں آیا ہے خدا جانے اطبائے یونانی اس کو مرض بھی سمجھتے ہیں یا نہیں ۔غرض عمر کے لحاظ سے تو اوسط عمر ذہن میں قرار دے لی اور ہکلانے کی شکایت کو بھی مرض ہی سمجھکر کچھ عرض کرتا ہوں ۔قابل تعریف نہ سہی ،ردی کی ٹوکری کے تو شاید قابل ہو" اشرف

مجھے اس بات کا یقین ہے (شاید میں غلطی پر ہوں) کہ ہکلے پن کو ڈاکٹر اور غیر ڈاکٹر سب ہی کم و بیش صرف ایک "ناقص عادت" سمجھتے ہیں ۔اور اس کا مرض ہونا عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم سے (ڈاکٹروں سے) اس کے متعلق شاذ و نادر ہی کوئی مشورہ لیتا ہے ۔اور اسی سبب سے شاید ہی کوئی صاحب اس کا دعویٰ کر سکیں کہ انہوں نے ہکلوں کی ایک معتد بہ جماعت کا کامیابی کے ساتھ علاج کیا ہے ۔لیکن پس پردہ ایک اور سبب بھی ہے ۔یہ سبب بذات خود طریقہ علاج ہے ۔یہ علاج مجموعہ ہے باقاعدہ اور منظم طریقوں کے ساتھ مریض کو ایک خاص قسم کی تربیت دینے کا ۔یہ طریقہ محنت تو زیادہ مانگتا ہے لیکن ڈاکٹر کی جیب میں بہ نسبت ایک کڑوی دوا تجویز کر دینے کے روپیہ کم آتا ہے ۔اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہاں کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر کی محنت میں تو ایک معقول حد تک کمی ہو جائے لیکن اسکی جیب کے وزنی ہونے میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو میں نے طریقہ علاج کو زیادہ آسان اور عام فہم بنا دیا ہے تاکہ ایک معمولی اردو پڑھا ہوا انسان بھی اس کو آسانی سے سمجھ سکے اور پورے طور سے مستفید ہو سکے ۔

جزائر برطانیہ میں سب سے بڑا ڈاکٹر جو گویائی کے نقائص Disorders of speech* پر سند سمجھا جاتا ہے میں فخر اور خوشی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میرا اپنا استاد پروفیسر جان وائیلی Prof. John Wyllie ہے جان وائیلی اسکاٹلینڈ کا باشندہ تھا اور اڈنبرا کی یونیورسٹی میں طب کا پروفیسر ۔اس وقت ہندوستان میں صدہا ایسے ہونگے جو اس سے طب میں سبق لے چکے ہونگے ۔اور اس وقت جو کچھ میں کہوں گا اسکے لئے میں نے زیادہ تر اسی سے استفادہ کیا ہے ۔

ہکلانے کے مرض کی تعریف کرنے سے پہلے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مرض سے ملتی ہوئی اور بھی بیماریاں ہوتی ہیں ۔لیکن وہ بعض خصوصیات میں یعنی نوعیت اور اسباب میں ہکلانے سے بالکل مختلف ہوتی ہیں ۔

اول تتلانے کو لیجئے ۔آپنے دیکھا ہوگا کہ بچے اور پاگل Idiots عموماً تتلاتے ہیں ۔وجہ یہ ہے کہ اُن میں توجہ سے سننے اور بولنے کی قابلیت نہیں ہوتی ۔اس لئے وہ زبان کی حرکت تلفظ میں درستی اور صحت پیدا کرنیکی کوشش نہیں کرتے ۔پھر یہی بے پروائی ناقص تربیت کی وجہ سے ناقص ہی رہجاتی ہے ۔ایسے بچے سے کہا جائے کہ تم کہو "اشرف الحق" تو وہ کہے گا "آتلا پلت" یا راؤ صاحب بمبئی گئے ہیں تو وہ کہے گا "لاؤ چھاب بمبئی دے ہیں" ۔اگر خاص توجہ نہ کیجائے تو ایک معمولی آدمی بھی بعض اوقات الفاظ کی خاص بندشوں میں کچھ سے کچھ کہہ جاتا ہے ۔مثلاً کچھ تو اونچا اونٹ ہے کچھ پیٹ اونچی اونٹ کی" کے جلدی جلدی کہنے میں وہ سٹ پٹا کر کچھ سے کچھ کہہ جائیگا ۔

دوسرے فالج عام جنونی General Paralysis of the Insane کی بیماری ۔ اس بیماری میں انسان الفاظ کے مختلف ٹکڑوں میں تقدیم و تاخیر کرکے الٹ پلٹ دیتا ہے مثلاً اگر مریض سے کہا جائے کہ جلدی سے کہو "میں سیڑھیوں پر سے پھسلا" تو وہ کہے گا کہ "میں پھس پھسلیوں پر سے سیڑھا" اس بیماری میں دماغ اور زبان ساتھ نہیں دیتے ۔

تیسرے بھنبھنانا Nasal Twang یہ بیماری ناتمام یا شگاف دار تالو Cleft palate یا تالو کے نیچے غدودوں کے پھول جانے Adenoids یا ایک قسم کے زیر نخاعی فالج Balbar paralysis کے ہوجانے

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number,"
July 1935.

ہمدرد صحت - دہلی
اشاعت خاص
"الاطفال"



پروفیسر ای - نوبل وڈم

چلا جائے۔ایک ہکلے کی خاصی غلطی یہ ہوتی ہے کہ وہ مذکورہ بالا طریقہ کے بالکل برعکس کرتا ہے۔

آواز والے حروف پھر دو قسموں میں تقسیم کئے گئے ہیں (۱) وہ جن کی آوازیں حروف صوتی سے ملتی ہوئی ہیں (۲) وہ جن کی آوازیں حروف صحیح سے ملتی ہوئی ہیں۔اسی طرح حروف تہجی کی تین قسمیں ہوگئیں۔ذیل میں وہ حروف درج کئے جاتے ہیں جو قسم اوّل میں آتے ہیں یعنی وہ حروف جن کی آوازیں حروف صوت سے ملتی ہوئی ہیں۔

ا۔ اس کو اِی پڑھنا چاہیئے   و (مجہول) اسکو او پڑھنا چاہیئے
و۔ " اُو " "   دہ " ھو " "
ی۔ " ای " "   ج " جھ " "

مذکورہ بالا حروف آواز والے حروف ہیں اور ان کو پوری آواز کے ساتھ اور ابتدائی حروف پر زور دیکر نکالا جانے بمثال کے طور پر لفظ "یوسف" کو لیجئے۔حرف "ی" کی آواز ہے ہے اور اس میں "اوسف" ملا یا جائے تو یے اوسف ہوجائیگا۔لیکن اب "ی" کی بجائے "ای" کہا جائے تو لفظ ای۔یوسف ہوجائیگا۔اسی طرح لفظ "دہ" کو اُو، اوٗ پڑھنا چاہیئے اور "دہ یار" کو او۔اوہ۔ای۔یار"

اگر صرف چند روز ہی اس طرح مشق کی جائے تو میرا خیال ہے کہ مبتدی حیرت انگیز ترقی کرسکیں گے۔اب میں ذیل میں چند جملے مشق کے لئے دیتا ہوں جس میں قسم اوّل کے تمام حروف آگئے ہیں۔

"ان کی آپا گوری ہیں" کو پڑھیئے۔این کی آآپا، گو او ری ہیں۔
"انکار کا ارادہ کرتا ہوں" کو پڑھئے۔این کار کا ای رادہ کار تا ہوں۔
"وہ آم ان کو دیدو" کو پڑھیئے۔اُو او آم اُون (یا) اوٗ۔اُون کو دیدو۔
"یہ یرقان کی بیماری ہے" کو پڑھئے۔ای۔یہ۔ای یرقان کی بیماری ہے۔
"سور، خوار جانور ہے" کو پڑھئے۔سوا و آر خو آر۔جانور ہے۔
"ایک وھیل ملی" کو پڑھئے۔ایک ہُو، ایل۔می، لی۔
"بخار آتا ہے" کو پڑھئے۔بُو خا ر آتا ہے۔
"جاپان ترقی کرتا ہے" کو پڑھئے۔جھا یا ژھا پان، تا، رتی قی کارتا ہے۔

(۲) ذیل میں وہ حروف درج کئے جاتے ہیں جو بے آواز کہلائے جاتے ہیں۔

پ۔ت۔ٹ۔چ۔ح (ہ) س۔ش۔فد۔ک۔

مذکورہ بالا حروف کو ادا کرنے کی مشق اس طرح پر کیجائے کہ اول لفظ کا پچھلا حصہ کئی مرتبہ کہا جائے اور پھر آہستہ سے حرف اوّل کو شامل کردیا جائے۔مثلاً اگر سینگ کہنا ہو تو پہلے۔اینگ، اینگ کہیں اور پھر "س" لگا کر سینگ کہیں ایسا ہی چند جملے دئے جاتے ہیں جن پر مشق کی جاسکتی ہے۔

پاگل پانی پیتا ہے (آگل آنی ایتا ہے)۔طوطا رام تربوز تولا کرتا ہے ٹب ٹیڑھا ہو کر ٹوٹ گیا۔چار چور چلے۔حامد نے ہنستے ہنستے ہوئے کھالئے۔سارے سوٹ سلوا کر سلائی دیدو۔شکر صد شکر کہ آپ نے شور کرنا چھوڑ دیا۔فہیم فوراً فٹ بال کھیلنے لگا۔کل کوٹ صاحب کرکٹ میچ کھیلے۔

(۳) ب۔خ۔د۔ڈ۔ر۔ز۔ژ۔غ۔ق۔گ۔ل۔م۔ن۔اور آنگ۔

یہ مذکورہ بالا حروف تمام آواز والے ہیں، اُن حروف کی مانند جن کا ذکر قسم اوّل میں آچکا ہے۔اور ان کو پوری آواز سے زور دیکر اور موٹا کرکے پڑھنا چاہیئے۔آپ دیکھیں گے کہ یہ حروف صرف قسم دوم کے حروف کو موٹا کرنے اور آواز میں زور دینے سے پیدا ہوجاتے ہیں۔مثلاً پ کو زور دیکر اور موٹا کرکے پڑھئے تو ب ہوجائیگا۔اسی طرح ٹ کو اس طرح پڑھئے تو ڈا ہوجائیگا اور

کت گت ہوجائیگا۔ذیل میں جو جملے مشق کے لئے دئے جاتے ہیں ان کو بلند آواز سے ابتدائی حروف پر خوب زور دیکر پڑھا جائے۔

بابر برابر بے جگری سے لڑتا رہا۔ بیماری کے باوجود باندی نے بوندی کے لڈو باندھے۔خوجہ کی دوکان سے خوارزم کا خربوزہ خرقہ خریدتا ہے۔ ولدار خاں کو دو پیسے دو تاکہ وہ دوا پی لے۔ ڈول کوئیں میں ڈالا تو ڈبی نہیں نکلی ڈول نکلا۔ رام راؤ رو رو کر رسا کھینچتا تھا زور و زمین پر زور سے گرا۔ ژالہ بر لالہ فرو د آمدہ ہنگام سحر۔ ژولیدہ۔ ژرف۔ ژالہ۔ غمکدہ کے غمناک قصہ کو غور سے پڑھو۔ قوم کی قوم قماربازی میں ہے۔ ترقی میں قیمت نہ آئے گی۔ گوجری نے گجرہ گلے میں پہنا۔ لالہ میرلال لڈو پیڑے لادو۔ میرا مکان سنگِ مرمر اور موتے کا بنا ہے۔ نوواردنے نانا وتی کو نرالا سبق دیا۔ پتنگ سے پتنگ لڑانے کا کیا ڈھنگ ہے۔ مجھ میں جنگ کی امنگ ہے۔

اسکے بعد میں چند نکات کی طرف اور اشارہ کردوں گا۔ بلند آواز سے پڑھنا یا دائی کی رائے کے مطابق کوئی چیز پڑھنے میں گانے کی سی آواز نکالنا اور ساتھ ساتھ اس کو غور اور توجہ سے سنتے رہنا بہت مفید ہوتا ہے اور علاج کی مدت کو بہت کچھ کم کردیتا ہے۔ اور اگر گانے کو بیکاری میں اپنا مشغلہ بنا لیا جائے تو ہکلے پن کے لئے بیحد مفید ہوگا۔چنانچہ ذیل میں چند مشقیں درج کیجاتی ہیں:۔

(۱) سارے گاماپا دھانی سا۔ سانی دھاپا ما۔ گارے سا۔ (تال ترتال)

(۲) سارے گا۔ رے گاما۔ گاپا ما۔ ماپا دھا۔ پادھانی۔ دھانی سا۔ سانی دھا۔ نی دھاپا۔ دھاپا ما۔ پاماگا۔ ماگا رے۔ گارے سا۔

(۳) سارے سارے گا۔ رے گا رے گاما۔ گاما گاماپا الخ

اسی طرح اور مختلف مجموعہ بناکر تال کی لئے کو کبھی تیز کبھی مدھم اور کبھی بہت تیز کرکے مشق کرنے سے ہکلاپن تھوڑے ہی روز میں رفوچکر ہوسکتا ہے۔ پس اگر مریض ذہین اور ہمت والا ہے تو اپنے لئے خود ہی یا ڈکشنری کی مدد سے مشقیں تیار کرسکتا ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں بڑے سے بڑے مجمع میں بلا کسی حجاب کے بول سکتا ہے۔ بچوں کے لئے اُن کی عمر کے لحاظ سے مناسب جملے والدین بناسکتے ہیں +

"Hamdard-i-Sehat," Delhi,
"Child Number,"
July 1935.

ہمدرد صحت - دہلی
اشاعت خاص
"الاطفال"



اجتماع الماء فی الراس
خارجی

جسمیں جمجمہ (بڑے دماغ) کی غیر معمولی نشو و نما دکھائی گئی ہے۔



اجتماع الماء فی الراس داخلی

جسمیں بطون دماغ پھیلے ہوئے ہیں۔ اور دماغ کے خاکی مادے کی مرضی حالت دکھائی گئی ہے۔

خرابیاں ہوتی ہیں۔ یہاں یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ فتق سحائی اور فتق دماغی کا 'مرض اجتماع المار فی الراس' سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ آخر الذکر مرض اور اسکے اسباب اور کیفیات مقدم الذکر مرض سے مختلف ہیں ؛

فتق نخاعی، یا تو پیدائشی ہوتا ہے یا اکتسابی۔ اور وہ تشکل جو پیدائش کے بعد ظاہر ہوتی ہے وہ مرض "اجتماع المار فی الراس" کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بڑھتا ہوا دماغ کا اندرونی دباؤ، تالو کے کمزور حصے سے اپنا راستہ بنا لیتا ہے اور فتق خوفناک حد تک بڑھ جاتا ہے؛ متذکرہ بالا فتق کی تینوں قسموں میں یہ بات مشترک ہے کہ وہ ایک رسولی نما شکل رکھتی ہیں اور ان کا نشو و نما ان ہی حصص سے تعلق رکھتا ہے۔ جن سے وہ نکلی ہوں۔ مثلاً دماغی فتق جس کا تعلق خاص دماغ کے خلیات سے ہوتا ہے۔ وہ ان ہی خلیات سے اسوقت تک بڑھتا رہتا ہے۔ جب تک کہ اسکے بڑھنے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ فتق کی شکل گول اور اوپر کا حصہ گاؤدم ہوتا ہے۔ صاف طور سے سمجھنے کے لئے ہم اس کو ناشپاتی نما کہہ سکتے ہیں۔ جسکی سطح چکنی اور نرم ہوتی ہے۔ عام طور سے اس کا حجم معمولی سنگترہ کے برابر ہوتا ہے اگر چھوٹا ہو تو اس کا حجم عموماً اخروٹ کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن اگر بڑا ہو تو مریض کے سر کے برابر تک بھی ہو سکتا ہے۔ کھوپڑی کی جلد اسکی سطح کو بناتی ہے۔ جس پر اکثر بال نہیں ہوتے۔ اور انفراج صلب Spina bifida کی طرح یہ انگوری ساخت سے بھی ڈھکا ہوا ہو سکتا ہے۔ یا اس میں ایک خاص قسم کا مرکزی نشان پایا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ دیگر نقائص ہیئت مثلاً انفراج صلب Spina bifida تعوج القدم Clubfoot اور شفقت الارنبیہ Harelip اکثر پائے جاتے ہیں +

فتق کی یہ خاص قسمیں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ لیکن بہرحال یہ خطرناک اور مہلک ہیں۔ خصوصاً اسوقت جب کہ ان کا تعلق مرض "اجتماع المار فی الراس" سے ہو۔ بہت کم استثنا کے ساتھ یہ فتق یا تو بالکل ہی خط وسطانی پر ہوتے ہیں یا اسکے قریب، لیکن اکثر آخر الذکر ہی صورت واقع ہوتی ہے۔ مجدوہ کا فتق عظم القمحدوہ سے یا قصبہ عظیمہ سے ملتا ہے۔ عظم القمحدوہ خط وسطانی پر تقسیم ہوتی ہے۔ لیکن شاذ و نادر یہ ہڈی موجود ہی نہیں ہوتی +

سلع الغنی۔ عام طور سے ناک کی جڑ پر خط وسطانی سے قدرے ہٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اس کا سوراخ اکثر عظم الجبہ اور عظم المصفاۃ کے درمیان ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ جمجمہ کی دوسری درزوں میں سے بھی فتق کی پیدائش ہو سکتی ہے۔ مثلاً درز جانبی (درز قشری) پر سلع الغنی کا رجحان حلقوم کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ یہ رسولی عام طور سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ بڑی بھی دیکھی گئی ہے جس میں دماغ کی ساخت موجود ہوتی ہے ؛

علامات سلع اور فتق گول اور لچکدار رہتا ہے۔ جس میں رطوبت کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ دماغ کی تجاویف سے جب ان کا کافی تعلق ہو جاتا ہے تو ان میں نبض کی حرکتیں محسوس ہوتی ہیں۔ رونے یا گہرے تنفس سے ان کا حجم بھی بڑھ جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ممکن ہے کہ فتق میں کلی یا جزوی تخسیف ہو جائے۔ لیکن دماغ کا اندرونی دباؤ کم و بیش جاری رہتا ہے۔ ایسی صورت میں ٹٹول کر سر کی ماؤف جگہ کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے فتق اور سلعات میں خورد سری Microcephaly اور مرض اجتماع المار فی الراس Hydrocephelus بھی موجود ہو سکتے ہیں یا دماغ کے جانبی حصوں کی غیر مساوی نشو و نما پائی جائے گی۔ اگر ذرا غور کیا جائیگا تو تشخیص میں کسی غلطی کا امکان نہیں ہے ؛

فتق سحائی Meningocele اور سلع فی سحاق الجمجمہ Caphalhewatoma کی تشخیص اس طرح کی جا سکتی ہے۔ کہ سلع فی السحاق الجمجمہ، عظم الیافوخ پر واقع ہوتا ہے۔ یہ کبھی بھی خط وسطانی یا درز قشری تک نہیں پہنچتا اور نہ ہی ابتداً اس میں تخفیف ہوتی ہے۔ البتہ کچھ عرصہ میں غائب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی نقائص ہیئت سے بچے۔ پیدائش کے چند ہفتے کے بعد مر جاتے ہیں۔ یہ صورت ان بچوں میں یقینی طور پر واقع ہوتی ہے۔ جن کا فتق درز لامی وغیرہ Lembdoid Suture پر واقع ہو۔ موت درحقیقت مراکز نخاع کے اختلال سے واقع ہوتی ہے۔ اور بعض حالات میں فتق سے ورم اغشیہ دماغ بھی ہو جاتا ہے جو موت کا سبب ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ

دماغ کے بعض اہم پیدائشی نقائص

(از عبدالحمید)

تمہید اس عنوان میں دماغ کے ان خاص اور مختلف حالات سے بحث کی گئی ہے۔ جو بچہ کی پیدائش کے فوراً ہی بعد ظاہر ہوتے ہیں مثلاً اہم نقائص ہیئت، نشو و نما کی کمی، یا بالکل بند ہو جانا، اور وہ امراض و نقائص جو زمانہ حمل کا حاصل ہوتے ہیں + استرخا (جو پیدائش کے وقت کسی منفذ سے بذریعہ جریان خون لاحق ہوا ہو) کو پیدائش سے قبل کے حالات سے جدا کر نہیں جو وقت واقع ہوسکتی ہے اس نے ہمیں مجبور کر دیا ہے۔ کہ استرخا کو بھی اسی زمرہ میں شامل کر دیں۔ اگرچہ جنین کے نشو و نما کے طریقوں سے ہم ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہیں پھر بھی اس سلسلہ میں جو تجربات کئے ہیں۔ انہوں نے گذشتہ ربع صدی میں کافی ترقی کی ہے۔ سٹاکرڈ Stakard کے تجربات نے واضح کیا ہے کہ اگر کچھ عرصے کیلئے مچھلی کے انڈے کو برف کے بکس میں رکھدیا جائے تو اسکے بچے کی نہ صرف نشو و نما ہی رک جاتی ہے بلکہ اسکے اعضا میں مستقل طور سے نقص ہیئت واقع ہو جاتا ہے اسی طرح یہ خیال بعید از عقل نہ ہوگا کہ جنین کے انجذاب نسیم کا عارضی اختلال، رحم میں اسکی نشو و نما کی رکاوٹ کا سبب بن جاتا ہے جیساکہ بیضۂ انثیٰ کے غیر صحیح استقرار یا مشیمہ کے انحراف سے واقع ہو جاتا ہے۔ ابھی حال میں حاملہ کے جوف عانہ پر ریڈیم یا رنجن ریز X-Rays سے جو تجربات کئے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۷۵ میں ۳۸ جنین مختلف اثرات سے متاثر ہیں۔ جن میں سے ۳۸ "خورد سری" Microcephaly اور بلاہت یا "خورد عقلی" Idiocy اور تشنج۔ کور چشمی "خورد چشمی" Microphtelmia انفراج صلب، تعوج القدم Clubfoot ارتفاع الراس Oxycephely اور اجتماع الماء فی الراس Hydrocephelus میں مبتلا تھے۔ علم اسباب الامراض Itiology کی رو سے نظام عصبی کے بڑھتے ہوئے فساد کا اہم سبب موروثی نقائص ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات وقتی اور اکتسابی اثرات بھی کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً اس مسئلہ خاص میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں سوائے ان امراض کے جن کا سبب آتشک ہو سکتا ہے۔ دماغ کے نقائص ہیئت بہت ہی قسموں پر مشتمل ہیں۔ جنمیں سے اکثر علم التشریح سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہاں، ہم صرف اُن مشہور اور بار بار پیش آنے والے اقسام ہی کا ذکر کریں گے۔ جن کا علم طبیب اور مریض دونوں کے نقطۂ نظر سے ضروری ہے۔

تعدّم دماغ Anencephaly یہ اصطلاح مخ (بڑے دماغ) کی کم و بیش عدم موجودگی کو ظاہر کرتی ہے۔ لیکن اس میں عام طور سے دماغ کے خلیات اور مراکز اعصاب موجود ہوتے ہیں۔ اور مخیخ (چھوٹا دماغ) کم و بیش مکمل نشو و نما پایا ہوا ہوتا ہے۔ اور مخ کی خالی جگہ خاص قسم کی رطوبات سے بھری ہوئی ہوتی ہے +

فتق سحائی Meningocele
فتق دماغی Encephalocele
فتق نخاعی Hydrencephalocele

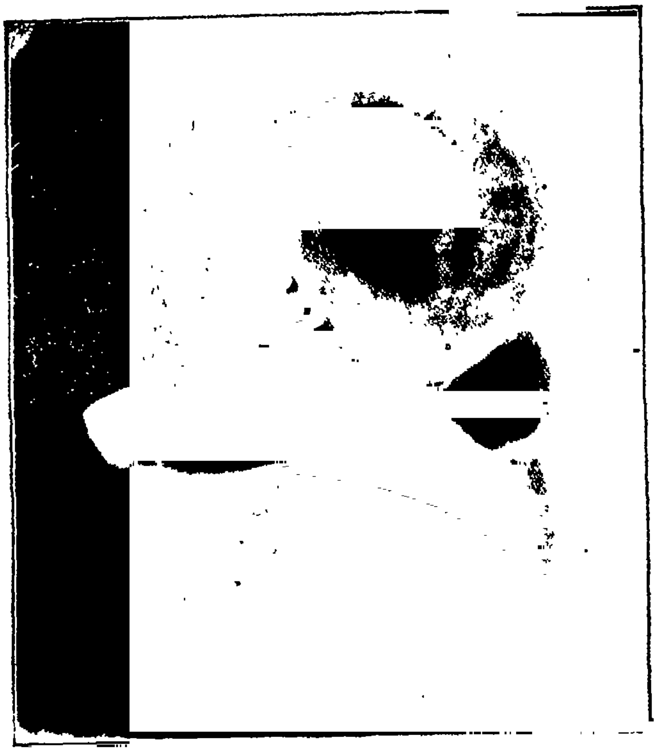
کھوپری کے اندر کسی حصّہ کا ابھار ان تینوں حالتوں میں ایک امر مشترک ہے۔ فتق سحائی صرف دماغی جھلیوں کا اُبھار ہوتا ہے۔ یہ کیسہ نما ابھار دماغی پردوں کے نچلے حصّے سے تعلق رکھتا ہے اور عام طور پر رطوبات سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ فتق دماغی، کا تعلق خود دماغ کی ساخت سے ایک ایسے سکڑے ہوئے حصّے سے ہوتا ہے جس کو ہم عنق فتق کہ سکتے ہیں۔ اور اس کیسہ میں کبھی رطوبات موجود ہوتی ہیں۔ اور کبھی نہیں ہوتیں ۔:۔

فتق نخاعی۔ کا تعلق دماغی ساخت کے ایک حصّہ سے ہوتا ہے جسمیں بطون دماغ بھی حصّہ لیتے ہیں +

فتق سحائی۔ اور فتق دماغی کا آغاز پیدائش سے پہلے ہی ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سبب نشو و نما کی ابتدائی

"Hamdard-i-Sehat," Delhi
"Child Number,"
July 1935

ہمدرد صحت - دہلی
اشاعت خاص
''الاطفال''



قلق سمائی

ایک ماہ کے بچے میں -



قلق دماغی

ایک تین مہینے کے بچے میں ۔

فتق اور سلعات کے مذکورہ بالا تمام اقسام میں اختلال دماغ کی علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں +

علاج فتق اور سلعات کے علاج میں بچہ کی عمر، فتق کا حجم اور اصل نوعیت، اجتماع الماء فی الراس کی موجودگی یا عدم موجودگی، دماغ کے نقائص ہیئت کی دیگر علامتیں اور مریض کی کیفیت دماغ، یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا خیال رکھنا ایک معالج کے لئے ضروری ہے۔ مریض کی شفا یابی کے لئے سلعات کو دور کرنا بہرحال ضروری ہے لیکن ہر موقع پر یہ طرز عمل مناسب نہیں ہو سکتا۔ اگر اس قسم کے مواقع طبیب کی رائے میں موجود ہوں تو ایسی حالت میں ہمیں اس سے بچنا چاہیئے۔ معمولی فتق سحائی بہت حد تک قابل علاج ہے۔ اس پر عمل جراحی اکثر بے خطر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن حالات موافق نہ ہوں تو اسے اس وقت تک ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ جب تک کہ بچے کی عمر کافی نہ ہو جائے۔ اور یہ عمل اسکے لئے خطرناک نہ رہے۔ فتق کے مسلسل دباؤ سے یہ بھی ممکن ہے کہ مقامی جلد کمزور ہو جائے۔ اس طرح فتق یا سلع کا انشقاق واقع ہو سکتا ہے۔ یہ انشقاق بچے کے لئے نہایت مضر ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس دباؤ کو کسی نہ کسی طرح کم کیا جائے۔ ایسے موقع پر بعض خاص قسم کی گدیاں اور پٹیاں کام میں لائی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی صورت ہی باقی نہ رہے تو جزوی یا مکمل عمل جراحی ہی آخری علاج ہوتا ہے۔

اس قسم کے نقائص ہیئت کا کامیابی کیساتھ دور کر دینا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ کیسے عموماً بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اور ان میں اکثر مخ کے اجزا موجود ہوتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ مرض اجتماع الماء فی الراس بھی پایا جاتا ہے۔ اسلئے نہایت ضروری ہے کہ عمل جراحی سے پہلے ہم اجتماع الماء فی الراس کی موجودگی یا عدم موجودگی کا صحیح پتہ چلا لیں۔ کیونکہ فتق سحائی کے ساتھ اکثر یہ مرض موجود ہوتا ہے۔ کیسے میں سے کسی آلہ کے ذریعہ رطوبت نکالنا لاحاصل ہے۔ کیونکہ چند ہی گھنٹے میں کیسہ رطوبت سے پھر بھر جاتا ہے۔ بلاہت وغیرہ کی موجودگی میں بھی عمل جراحی مناسب نہیں ہوتا۔

خورد سری
Microcephaly

یہ اصطلاح سر کے ان مختلف حالات پر منطبق ہوتی ہے۔ جن میں سر غیر فطری طور پر چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اکثر یہ صورت دماغ کے کافی نشو و نما نہ ہونیکی وجہ سے لاحق ہوتی ہے۔ ہمیں ان مثالوں کو تلاش کرنے میں قطعی کوئی دشواری لاحق نہیں ہوگی۔ جن میں ایک ہی خاندان کے کئی فرد اس بیماری میں مبتلا ہوں۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اسی خاندان کی ایک ہی جنس میں یہ مرض پایا جاتا ہے۔ مثلاً بعض خاندان ایسے ہو سکتے ہیں جن کے ذکور میں یہ مرض پایا جاتا ہو۔ اسی طرح بعض کنبوں میں اناث اس کی حصہ دار ہوتی ہیں۔ اور ذکور بالکل مامون ہوتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا جا سکتا ہے۔ کہ مرض خورد سری کا باعث اکثر جنسی تعلقات بھی ہوتے ہیں اور یہ مرض وراثتاً لڑکے یا لڑکی کو پہنچ سکتا ہے۔ بعض صورتوں میں بچوں کو یہ مرض پیدائش کے بعد بھی کسی صدمہ وغیرہ سے لاحق ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں سر کا حجم معمولی حجم سے کچھ ہی کم ہوگا +

اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ بچہ کو ناکافی غذا ملنے سے یا مسلسل علالت سے بھی کھوپڑی کی درزیں قبل از وقت ہڈی کی ساخت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہ اسباب بھی "خورد سری" پیدا کر سکتے ہیں جس میں سر تندرستی کی حالت سے چھوٹا رہ جاتا ہے۔ ان خارجی اسباب سے جو مرض پیدا ہوگا اس کو ہم "غیر حقیقی خورد سری" کہیں گے۔ اور اول الذکر "حقیقی خورد سری" کہنا چاہیئے۔ ان دونوں میں ظاہرا طور پر یہ امتیاز بھی قائم کیا جا سکتا ہے کہ "حقیقی خورد سری" میں سر ہی کی مناسبت سے تمام جسم بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ بخلاف "غیر حقیقی خورد سری" کے کہ اس میں یہ تناسب قائم نہیں رہتا۔ یعنی جسم کافی نشو و نما پایا ہوا ہوتا ہے۔ اور سر نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے +

خورد سری میں اکثر نقص عقلی بھی پایا جاتا ہے۔ اور خاص طور پر استرخا عامہ Diplegia موجود ہوتا ہے تشنج کی موجودگی بھی عام ہے۔ یہ علامت کم و بیش تمام حالتوں میں پائی جاتی ہے +

تشخیص اسکی تشخیص کچھ مشکل نہیں ہے۔ پیدائش کے وقت ہم اسکی فوراً تشخیص کر سکتے ہیں اور پیدائش سے پہلے بھی "اکس ریز" سے تشخیص کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اس کا کامیاب علاج نہ تو دوران حمل میں کیا جا سکتا ہے اور نہ پیدائش کے بعد +

تکہف دِماغ Porencephelus یہ دماغ کی وہ حالت ہے جس میں اسکے اندر غار سے پائے جاتے ہیں اور یہ غار دماغ کے بطون میں سے کسی بطن میں یا دماغی جھلیوں کے نچلے حصے میں کھلتے ہیں۔ اسکی اندرونی و بیرونی دو قسمیں ہیں کبھی کبھی دماغ میں دو غار بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی جائے وقوع متوازی ہوتی ہے۔ مثلاً اگر ایک غار دماغ کے دائیں بطن میں کھلا ہے تو دوسرا اس کے مقابل بائیں بطن میں پایا جائیگا۔

اسباب۔ اسکے اسباب مختلف خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ پردہ گمنامی میں ہیں۔ غالباً دوران حمل میں ادعیہ کی کوئی خاص شکایت یا مخ دماغ کا کوئی نقص۔ یا شاید نشو و نما کی خرابی اس کا سبب ہوتی ہے۔ اس مرض کے کچھ بچے استرخاء عامہ اور کچھ استرخاء نصفی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ صرع اور نقص عقل بھی عموماً پائے جاتے ہیں۔ تعجب تو اس بات پر ہوتا ہے کہ اس قسم کے بڑے بڑے نقائص ان بچوں میں پائے جاتے ہیں جن کے متعلق شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اسکی علامات کا انحصار نقص کا خاص سبب معلوم ہو جانے پر ہے۔ اسکی تشخیص میں ایکسرے کی شعاعوں سے بھی مدد لیجا سکتی ہے۔

اجتماع الماء فی الراس خارجی External Hydrocephelus یہ مرض نزف اغشیۂ دماغ (دماغی جھلیوں سے خون نکلنا) اور ورم ام جافیہ یا ہزال مخی وغیرہ امراض کے بعد واقع ہوتا ہے۔ رطوبات کا زیادہ اجتماع مخ کے باہر شاذونادر ہی ہوتا ہے۔ دماغ کے پیدائشی نقائص ہیئت جب موجود ہوں تو یہ مرض اکثر پایا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب مخ کا نشو و نما نامکمل ہو (تصویر ۴)، ام جافیہ پر عمل جراحی کرنے سے کچھ اوقیہ یا بعض اوقات ایک رطل تک رطوبات کا اخراج ہوتا ہے۔ اس مرض میں دماغ کی تزاریہ دب جاتی ہیں اور کافی حد تک ہزال واقع ہو جاتا ہے۔ اور دیگر خرابیاں یا تو ام جافیہ میں پائی جاتی ہیں یا مخ میں، اجتماع الماء فی الراس خارجی سے تعظم دماغ اور کشادگی درز دماغ ہو جاتا ہے۔ جس میں اجتماع الماء فی الراس داخلی کی علامات بھی پائی جاتی ہیں لیکن عام طور سے رطوبات اسی خالی جگہ کو بھرتی ہیں۔ جو ہزال دماغ سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں رطوبات کا دباؤ دماغ پر زیادہ نہیں رہتا۔ ممکن ہے کہ اس صورت سے بعض معالج غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔ لیکن دماغ میں رطوبات کی موجودگی مرض اجتماع الماء فی الراس کا یقینی ثبوت ہے۔ اجتماع الماء فی الراس داخلی میں مخ کا خاکی پرت اگر دب جائے تو اسکی صورت بھی ایسی ہوگی۔ جیسی تصویر (۴) میں دکھائی گئی ہے۔ بطون دماغ کی ایکسرے کے ذریعہ تصویر سے تشخیص میں آسانی ہو سکتی ہے۔ نیز تالو میں سے ام جافیہ میں سوراخ کرنے سے بھی اسکی تشخیص میں مدد ملتی ہے یہ سوراخ تالو میں کیا جاتا ہے۔

اجتماع الماء فی الراس داخلی Internal Hydrocephelus یہ امر مسلمہ ہے کہ مرض اجتماع الماء فی الراس داخلی تقریباً ہمیشہ جسمانی اسباب پر منحصر ہوتا ہے، یہ بات بھی یقین کا درجہ رکھتی ہے۔ کہ نخاعی رطوبت بھی دماغی بطون کے عروق سے تعلق رکھتی ہے جو جانبی بطون سے ایک خاص نالی کے ذریعہ دماغ کے چوتھے بطن میں آتی ہے اور پھر ثقبہ لشکا اور میجینڈی Formina of Luschka and Magendie کے ذریعہ دماغ کے زیرین پردول میں پہنچ جاتی ہے۔ اور اغشیہ دماغ کی اوردہ سے واپس چلی جاتی ہے۔ مرض اجتماع الماء فی الراس داخلی در اصل ان ہی اوردہ میں رکاوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ رطوبت اس رکاوٹ سے دماغی بطون میں واپس چلی جاتی ہے۔ اور دباؤ کا باعث ہوتی ہے۔

اکثر یہ مرض پیدائشی ہوتا ہے۔ اور حمل کے آخری ماہ میں اسکی ابتدا ہو جاتی ہے اس کا سبب شاذونادر آتشک ہوتا ہے یعنی اسکی تعداد دو فی صدی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ وراثت بھی اس میں کچھ اہمیت رکھتی ہے۔ ایسی مثالیں کچھ زیادہ نہیں ملینگی جن میں ایک ہی خاندان کے دو بچے اس مرض میں مبتلا ہوں۔ اس مرض کے اسباب کی وضاحت صرف پیدائشی نقص سے بآسانی کیجا سکتی ہے۔ پیدائشی کساح Chondrody strophy میں بھی معمولی درجہ کا اجتماع الماء فی الراس پایا جاتا ہے۔

فتق دماغی اور انفراج صلب کے کامیاب اپریشن کے بعد بھی "اجتماع الماء فی الراس" پیدا ہو کر ترقی کر جاتا ہے لیکن اکثر مرضیوں میں مقدم الذکر مرضوں کے ساتھ اجتماع الماء فی الراس ابتدائی شکل میں پایا جاتا ہے اگرچہ پہلے سے اسکی علامات معلوم نہیں ہوتیں، رطوبات کی کمی اور زیادتی کا دارو مدار زمانہ مرض اور اسکے اسباب پر ہے۔ رطوبت چند اوقیہ یا ایک دو رطل یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ دو ہفتہ کے بچہ میں ۱۵۰۰ سی سی تک اور چار ماہ کے بچہ میں ۲۵۰۰ سی سی تک پائی گئی ہے۔ آخر الذکر بچہ

"Hamdard-i-Sehat," Delhi
"Child Number,"
July 1935.

ھمدرد صحت - دھلی
اشاعت خاص
"الاطفال"



جوان ہوی
ے
نوعمراص



اجتماع الماء فی الراس

جسم میں بچے کے دماغ کی وریدیں بہت
نمایاں ھیں۔

شاذونادر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مرض کی علامتیں کافی شدید ہو کر یکایک کم ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن سر کے حجم میں خاطر خواہ کمی نہیں ہوتی اور شعور کم و بیش متاثر ہوتا ہے۔ یہ صورت مرض کے تقریباً ہر درجہ میں ہو سکتی ہے۔ بہرحال اسکو خارج از بحث ہی سمجھنا چاہیئے

تشخیص اجتماع الماء فی الراس، کی تشخیص تو سر کے بڑے ہونیسے کیجا سکتی ہے۔ اور صحت خیال کیلئے ہم اسکو معمولی سر سے ناپ کر معلوم کرسکتے ہیں۔ سر کے بڑھنے کی رفتار بھی تشخیص کے لئے اتنی ہی اہم ہے جتنا کہ سر کا بڑھنا ہے۔ اگر سر کا حجم ایک مہینہ میں ایک انچ تک بڑھ جائے تو یہ اسکی اہم تشخیصی علامت ہے بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ رطوبت کی مقدار اور سر کی بڑھوتری میں تطابق نہیں ہوتا۔ بعض اوقات مرض کساح اور اجتماع الماء فی الراس کی تشخیص میں معالج دھوکہ کھا سکتا ہے۔ لیکن کساح میں سر کی ہڈیاں بے ترتیبی کے ساتھ ابھری اور پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ پیشانی کے ابھار بڑے ہوتے ہیں لیکن اجتماع الماء فی الراس میں یکساں طور پر بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ اور علامتیں بھی اس مرض کی تشخیص میں مدد دے سکتی ہیں۔ یلپو Ylpho کی تحقیق یہ ہے کہ کساح کی اس شکل میں دماغ کے بطون نہیں بڑھتے۔ اور وہ اسکو "میگا سیفلس Megacephalus" کے نام سے یاد کرتا ہے

سوئی کے ذریعہ ہم دماغ میں رطوبات کی صحیح مقدار معلوم کرسکتے ہیں۔ اسکے بعد ہم کو یہ بھی پتہ لگ سکتا ہے کہ دماغ کے جوہر خاکی کی موٹائی کسقدر ہے۔ بعض اوقات صاف ہونیکی بجائے رطوبات میں تقلیح ہوتا ہے لیکن تعجب ہے کہ اسکے ساتھ بخار نہیں ہوتا۔ یہ تقیح دماغ کی کسی متاثر جگہ میں پھوڑے کی موجودگی کا ثبوت ہے۔

ورم ام جافیہ اور اجتماع الماء فی الراس میں بھی مغالطہ ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں سر تدریجی طور پر بڑھتا ہے اور یافوخ میں سوراخ کرنے سے رطوبت کافی مقدار میں نکلتی ہے اس کا رنگ سرخ یا سرخی مائل زرد ہوتا ہے اور اس میں ذرات دموی موجود ہوتے ہیں۔

ڈینڈی Dandy نے الجسرے کے ذریعہ جو تجربات کئے ہیں۔ اُن سے بطون کی اصلی حالت اور مقام انسداد کا ٹھیک ٹھیک پتہ چلا ہے۔ اور اسکے متعلق مزید تحقیق تھیلیں Phthalein رنگ سے کیجا سکتی ہے۔ بطون دماغ میں پچکاری سے رنگ داخل کر دینے کے بعد نخاعی رطوبت اور پیشاب میں اسکے اثرات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ معمولی حالات میں انجکشن کے پانچ منٹ بعد رنگ کے اثرات رطوبات قطن میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پہلے کے دو گھنٹہ میں یہ رنگ پندرہ سے بیس فی صدی تک پیشاب میں شامل ہو جاتا ہے۔ اگر مقام انسداد دماغ تیسرے اور چوتھے بطن کی درمیانی نالی میں واقع ہوگا۔ تو رنگ کے وہ اثرات جو اوپر ظاہر کئے گئے ہیں۔ ظہور پذیر نہیں ہونگے۔ بلکہ تین چار روز کے بعد پیشاب میں اسکی موجودگی کا پتہ چل سکیگا +

انجام مرض ایسے بچے جن کو یہ مرض پیدائش کے فوراً ہی بعد ہو جائے۔ اور وہ تیزی سے بڑھنے لگے تو وہ ایک سال کے اندر ہی مر جاتے ہیں یہ اتفاقیہ صورت ہے کہ بچہ سات سال کی عمر تک پہنچ سکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بچہ کچھ عرصہ اس مرض میں مبتلا رہ کر خود بخود اچھا ہونا شروع ہو جائے۔ اس صورت میں سر ذرا معمول سے بڑا اور دماغ کی کیفیات عقلی میں نقص رہجاتا ہے۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ دماغ کی کیفیات عقلی بالکل صحیح رہیں اور محض عضلات کی کمزوری اور استرخار باقی رہ جائے +

علاج اجتماع الماء فی الراس، کا علاج بذریعہ عمل جراحی شاذونادر ہی کامیاب ہوتا ہے۔ دماغ کی بعض عروقی غشیہ علیحدہ کرکے رطوبات کی پیدائش کو روکنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن یہ عمل کافی خطرناک ہے اور نتائج کے اعتبار سے بھی اسکو ناکام ہی کہا جاسکتا ہے مختصر یہ کہ اسکے علاج کے متعلق ہمارے تجربات ابھی بے نتیجہ ہیں +

کا امتحان اس وقت کیا گیا تھا جب اسکی موت واقع ہو چکی تھی۔ اور وہ بچے جو کچھ سال اور زندہ رہے ان کے دماغ میں رطوبات کی اس سے زیادہ مقدار پائی گئی اور یہ رطوبت حقیقی نخاعی رطوبت سے ملتی جلتی تھی۔ اس کے علاوہ کم و بیش مقدار بھی ہو جاتی ہے۔ رطوبت رنگ ہلکا زرد ہوتا ہے۔ خلیات کی کثرت ایسے مریضوں میں ہو جاتی ہے۔ جن میں "التہاب اغشیہ دماغ" بھی ہو جائے۔ اپریشن کے بعد اتفاقی تعدیہ سے جو رطوبات خارج ہوتی ہیں ان میں صدید بھی ہوتی ہے۔ یہی صورت انشقاق یا انفراج صُلب کے کیسہ میں تعدّیہ کی ہے۔

انسداد کا مقام صحیح طور پر معلوم کرنے کے لئے بہت ہی احتیاط سے معائنہ کی ضرورت ہے اور جب فارمالین انجکشن Formalin Injection سٹرائن سیاتی غائرہ میں کیا جاتا ہے تو دماغ کے اجزا میں ایک قسم کی سختی آجاتی ہے۔ اس وقت یہ بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ انسداد کہاں واقع ہوا ہے + انسداد کا مقام اکثر دماغ کے تیسرے اور چوتھے بطن کی درمیانی نالی پر واقع ہوتا ہے۔ بعض حالتوں میں اس نالی پر ایک رقیق جھلی چڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن نالی جیسی ساختیں عصبی خلیات سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور میجنڈی اور لشکا کا سوراخ بغیر کسی ظاہری سبب کے غائب ہوتا ہے۔ اور اس جگہ کی اغشیہ موٹی اور غیر شفاف ہو جاتی ہیں +

علامات پیدائشی اجتماع الماء فی الراس کے جنین اکثر پیٹ ہی میں مرجاتے ہیں اور انکے سر کافی بڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یا تو حاملہ کے شکم میں آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے یا اس مردہ جنین کے سر کو آلات جراحی سے کاٹ کر جنین نکالنا پڑتا ہے۔ لیکن شاید اکثر بچوں میں پیدائش کے وقت اس مرض کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی اور ان کا سر بھی معمول کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ یا کچھ بڑا ہوتا ہے۔ عام طور پر جب تک بچہ کی عمر دو تین ماہ نہ ہو جائے، مرض کی علامات ظاہر نہیں ہوتیں۔ اسکے بعد سر تیزی سے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ عموماً ایک مہینہ میں ایک انچ یا دو تین انچ تک بڑھ جاتا ہے۔ اگر مرض غیر معمولی ترقی کر رہا ہو۔ اس کی دیگر علامات بھی بہت جلدی ظاہر ہو جاتی ہیں۔ بچہ سر کو قائم نہیں رکھ سکتا اور کاہل ہوتا ہے۔ حواس بھی سست ہوتے ہیں شاذ و نادر اندھاپن اور بہراپن بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن نظر میں فتور تو اکثر ہوتا ہے۔ اگرچہ اس قدر چھوٹے بچوں میں اس کا معلوم کرنا ذرا مشکل ہے۔ پتلیاں مساوی ہوتی ہیں۔ لیکن ذرا پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ ارتعاش العین اور تحول، بھی اکثر موجود ہوتا ہے +

جب مرض نہایت شدید ہو۔ تو رطوبات کی کثرت کے دباؤ سے حجاج کی آنکھ کا گڑھا) چھت کی ہیئت بگڑ جاتی ہے اور آنکھ نیچے اور قدرے آگے کو ابھر آتی ہے۔ اور طبقہ صلبیہ کا کچھ حصہ قرنیہ پر نظر آتا ہے۔ بعض اوقات شدید حالتیں Papilledena بھی نظر آجاتا ہے۔ بہرحال یہ مستثنیات سے ہے۔ اور ہزال العین کی کیفیت کم یا زیادہ ضرور پائی جاتی ہے۔ ظواہر کے عضلات کی سختی عام ہوتی ہے۔ خصوصاً ٹانگوں کے عضلات میں یہ کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ علامات منعکسہ بھی بڑھ جاتی ہیں +

کچھ عرصہ تک تغذیہ ٹھیک ہوتا رہتا ہے۔ لیکن سر نمایاں طور پر بڑھ جاتا ہے۔ اور جسم گھٹنے لگتا ہے اور دماغ و جسم اس سے زیادہ غیر متناسب معلوم ہوتے ہیں جتنے کہ حقیقتاً نہیں ہوتے بعض اوقات تشنج بھی ہوتا ہے۔ حالت شدت میں عام طور سے بچہ ایک سال ہی کی عمر میں مرجاتا ہے۔ یا اکثر بچے چھ ماہ ہی میں ختم ہو جاتے ہیں۔ موت کے اسباب ظاہر ہے کہ نقص تغذیہ۔ تشنج اور بعض شدید اعراض سے ہوتے ہیں۔ مرض اجتماع الماء فی الراس، جو ورم اغشیہ دماغ کے بعد واقع ہوتا ہے۔ عموماً اسکی رفتار ترقی سست ہوتی ہے۔ جب ہم اس پر مزید غور کرتے ہیں۔ تو اسکے اسباب میں جرثومہ غشائی Meningococcus کا کافی دخل پاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بخار بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔ جس کی صحیح تشخیص نہیں ہوتی ہے۔ جب علامات کا اظہار کم ہو جاتا ہے۔ تو سر معمول سے قدرے بڑا ہوتا ہے۔ لیکن تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اس مرض کے بعض مریضوں میں دماغی مرض کی کوئی خاص علامت نہیں پائی جاتی +

اگر مرض کی رفتار آہستہ بھی ہو۔ پھر بھی جسمانی ترقی بہت حد تک رک جاتی ہے۔ مرض کی یہ رفتار موت کو بہرحال نہیں روک سکتی۔ اگرچہ کچھ مہینے کے لئے ملتوی ہو جاتی ہے۔ حواس خمسہ زیادہ متاثر نہیں ہوتے۔ مریض کافی لاشعور ہوتا ہے یا اس میں یہ کیفیت کچھ کم ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات بلاہت تک نوبت پہونچ جاتی ہے +

اطبائے کرام اس طرف توجہ کریں۔ تاکہ ایک طبیب، والدین، اور قوم کی حیثیت سے ان پر جو فریضہ عاید ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہو سکیں۔

بچوں کی نشوونما

اس سلسلہ میں ہم ان اُمور کا ذکر کرینگے جن میں بچے جوانوں سے مختلف حیثیت رکھتے ہیں۔ نمو کی وجہ سے جوانوں کے مقابلہ میں وزن کی زیادتی کے لئے بچے کو زیادہ خوراک درکار ہوتی ہے کیونکہ مدارج نمو میں جسم صرف اپنی حالت پر قائم نہیں رہتا، بلکہ اسی غذا کے ذریعہ جسمانی انسجہ میں افزائش ہوتی رہتی ہے مگر یہ واضح رہے کہ سب بچے یکساں نہیں بڑھتے۔ قوی اور موروثی اثرات کے ماتحت نشوونما میں اختلاف ہوتا ہی، لیکن اسکے باوجود ہندوستان میں لکھو کھا بچوں کا معائنہ کرنے کے بعد ان کے وزن کا اوسط نکالنا ممکن ہو گیا ہو ان امتحانات کے بعد ایسے اصول بھی مرتب کئے جاسکتے ہیں جن کے ذریعے آئندہ نسل کے بچوں کی حالت بہتر بنائی جاسکتی ہی انکو ہم تجربوں میں بھی لا سکتے ہیں اور مذکورہ فوائد حاصل بھی کر سکتے ہیں۔ بچوں کے متعلق ان مرتبہ اصول کا جدول یورپ کے اکثر ممالک میں دستیاب ہوتا ہے اُن پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے اور اپنے ملک کے لئے خاص لائحہ عمل پیش کر سکتے ہیں۔ نشوونما گرمی کے زمانہ میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور لڑکے لڑکیوں کے اعتبار سے زیادہ بڑھتے ہیں۔ مگر ۱۲ سے پندرہ سال تک لڑکیاں جیسے جیسے بالغ ہوتی ہیں لڑکوں سے زیادہ جلد بڑھتی ہیں، لڑکے، لڑکیوں کے سن نمو کے بعد بھی زیادہ دنوں تک بڑھتے رہتے ہیں۔ مقررہ اوقات پر لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے قد کی اونچائی اور جسمانی وزن کا معلوم کرنا ضروری ہے کیونکہ اس سے ان کے نمو کے متعلق صحیح علم حاصل ہوتا ہے۔ جن بچوں کی نشوونما بہت تیزی کیساتھ جاری ہو انکی طاقت اتنی ہی تیزی کیساتھ استعمال ہوتی رہتی ہے، لہذا وہ زیادہ انہماک کیساتھ دماغی کام نہیں کر سکتے۔ ان سے اس قسم کے کاموں کی اس حد تک امید کرنا جتنا کہ دوسرے قسم کے نمو والے بچے انجام دے سکتے ہیں۔ ایک صریح غلطی ہوگی۔

اگر کسی بچے کے قد کی اونچائی اوسط حد سے بہت زیادہ ہو گئی ہو درخالیکہ جبکہ اسکا وزن اس تناسب سے نہ بڑھا ہو تو اسکا طبی معائنہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ایسی حالت میں کسی مرض کی موجودگی کا امکان ہے علیٰ ہذا القیاس عمر کے لحاظ سے اگر کسی بچے کی نشوونما رک گئی ہو تو اس کا مفہوم بھی یہی ہو سکتا ہے کہ بچہ کسی مرض میں مبتلا ہے یا ہونے والا ہے۔ علاوہ بریں ناکافی اور نامناسب غذا، دماغی کاموں کی زیادتی، پہننے اوڑھنے کی کمی جس سے موسمی تکالیف جیسے سردی وغیرہ سے تحفظ ممکن نہ ہو، جسمانی محنت و مشقت اور نیند کی کمی بھی نشوونما کے رک جانیکا باعث ہوا کرتے ہیں۔

سکولوں میں کام

بھی بچوں کے نمو پر خراب اثر رکھتا ہے اور نشوونما رک جاتی ہی اسی وجہ سے ماہرین نے سوچ سمجھکر تعلیمی سال کم دنوں کے رکھے ہیں، تاکہ تعطیل کے زمانہ میں بچوں کو کچھ دنوں کے لئے آزادی بھی حاصل ہو جائے۔ لہذا جو والدین تعطیل کے زمانہ میں بھی بچوں سے اتنا ہی کام لیتے ہیں، جتنا کہ زمانہ تعلیم میں وہ غلطی کرتے ہیں اور قانون صحت کے خلاف ایک جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ زمانہ تعطیل میں تعلیمی زمانہ کے لحاظ سے ۱/۴ حصہ کام لینا بہت کافی وافی ہے۔

ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ کچھ وقفہ کے بعد بچوں کا وزن معلوم کرنا ضروری ہے اسکے متعلق یہ خیال رہے کہ صبح اُٹھکر حوائج ضروریہ سے فراغت کے بعد ناشتہ کے قبل ایک ہی قسم کے کپڑے پہنا کر وزن لیا جائے یعنی ہمیشہ یکساں حالات کا خیال رکھا جائے اسی سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہو۔ چاہیئے کہ دس سال کے بچوں کا وزن صبح و شام کا مختلف ہوتا ہے جسکا باعث کھانا، پینا اور رات کیوقت جسم سے رطوبات کا تحلل ہوتا ہی، ماہرین کا تجربہ اس کا شاہد ہے۔

بچوں کے مستقل دانت

۶ سال کی عمر سے نکلنا شروع ہوتے ہیں۔ ان کا بھی نشوونما پر اثر ہوتا ہے۔

First-molars	...... ۶ سال	پیسنے والے	طواحن اولیٰ
Lower Central Incisors	۷ سال	(کاٹنے والے)	زیریں قواطع مرکزی
Upper Central Incisors	۸ سال		بالائی قواطع مرکزی
Lateral Incisors	۹ سال		جانبی قواطع
First Bicuspids	۱۰ سال		نواجذ اولیٰ
Second Bicuspids	۱۱ سال		نواجذ ثانوی
Canines	۱۲ سال	(کچلیاں)	انیاب
Second molars	۱۲-۱۳ سال		طواحن ثانوی
Third molars (wisdom)	۱۷-۲۰ سال	(ڈاڑھ)	طواحن ثالث

بچوں کی صحت عمومی

از جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ ایم ڈی (برلن) بی ، ایس (پنجاب) ممبر مجلس ماہرین امراض چشم (جرمنی)
پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی ، علیگڈھ

اس موضوع کے متعلق کچھ بیان کرنیسے پیشتر چند باتیں بطور تمہید کے ذکر کیجاتی ہیں۔

تاریخی حیثیت سے موجودہ زمانہ کے علاوہ کوئی ایسا دور نہیں ملتا جس میں اطباء و دیگر بہی خواہان قوم کو بچوں کی صحت کا مطالعہ کرنیکے لئے اتنے مواقع ہاتھ آئے ہوں جتنے کہ آجکل حاصل ہیں۔ ترقی یافتہ تمام قومیں بچوں کی نگہداشت کو اپنا اولیں فرض صرف اس لئے نہیں سمجھتیں کہ یہی بچے آئندہ چلکر قوم کے افراد ہونگے یا انہی پر قوم کی فلاح و بہبود کا دارومدار ہوگا ، بلکہ ان کے پیش نظر یہ امر بھی ہوتا ہے کہ بچے اپنے والدین کے نام لیوا ، اور بعض حیثیتوں سے انکی خودداری کے بین ثبوت ہوتے ہیں۔ علاوہ اسکے یہ بقائے نسل کے ذمہ دار بھی ہیں

مذکورۂ بالا خیال کے ماتحت سلسلہ تولید و تناسل کو جاری رکھنے اور اپنی تخلیق کا ایک اہم مقصد پورا کرنیکا صرف وہی شخص حقدار ہے جو فطرت سلیمہ و صحت کاملہ کا حامل ہو اور اس پر بھی قدرت رکھتا ہو کہ ان تمام برے اثرات سے بچوں کا ماحول پاکیزہ بنا سکے جو کسی طرح بھی انکی نشوونما کیلئے مضر ہوں دوسرے الفاظ میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارا یہ اہم فریضہ ہے کہ ہم طبیب ہونے کی حیثیت سے اپنی قوم کے سامنے ایسی شاہراہ پیش کریں جسکے طے کرنیسے ان کے بچے باعتبار موجودہ افراد سے کہیں زیادہ بہتر انسان بن سکیں لیکن اس نظریہ کو عملی صورت میں لانے کیلئے ضروری ہے کہ ہماری کوششوں کی ابتدا اسی وقت سے ہو جب کہ بچوں کی ہستی معرض وجود میں بھی نہ آئی ہو یعنی آئندہ والدین بننے والے افراد کو ان ضروری امور سے مطلع کیا جائے جو کہ بہترین بچوں کی پیدائش کے اصل الاصول ہیں۔

استقرار حمل سے وضع حمل تک ماں کو ایسے ماحول میں رکھا جائے اور ایسی فضا و حالات پیدا کئے جائیں جو بچے کیلئے بہترین ثابت ہوں۔

آجکل یورپ میں اگر ماؤں کو خود اپنی روزی حاصل کرنے کی وجہ سے بچوں کی نگہداشت کا پورا موقع نہیں ملتا تو ہندوستان میں بھی ماں کی لاعلمی اور جہالت سے بچوں کے رکھ رکھاؤ میں ایسی باتیں پیش آتی رہتی ہیں جو انکی آئندہ زندگی اور تندرستی پر برا ہی نہیں بلکہ تباہ کن اثر رکھتی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ ہندوستان کے تعلیمیافتہ طبقہ میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ اس طبقہ میں بھی بہت سی ہیں جو بچوں کی نگہداشت کے اصول سے ناواقف ہیں ، اور انکی تعداد اکثر و بیشتر ہے تاہم تعلیمیافتہ و غیر تعلیمیافتہ دونوں طبقوں میں بون بعید ہے۔ کاش کہ ہماری بچیوں کی تعلیم پر عملی طور پر ان امور کا بھی لحاظ رکھا جائے اور ان کو یہ معلوم ہوتا رہے کہ آئندہ زندگی میں اپنی ضروریات کو کس طرح انہیں انجام دینا چاہیئے۔

ابتک ساری گفتگو صرف بچوں کی گھریلو زندگی کے متعلق تھی ، اس سے ذرا تجاوز کرنے پر انکی تعلیمی زندگی اور تعلیمی زمانہ میں جو مشکلات ہمارے سامنے پیش آتی ہیں انکی طرف مہذب و متمدن اقوام تو متوجہ ہو چکی ہیں۔ ان کے اسکولوں میں بچوں کے طبی معائنے بھی کئے جاتے ہیں تاکہ والدین کو انکے فرائض کی طرف توجہ دلائی جائے ، اور ان تعلیم گاہوں میں بھی بچوں کی صحت کا خیال رکھا جائے جس سے قوم کے افراد اعلیٰ معیار پر پہنچ جائیں اور صحیح معنی میں اپنے اسلاف کے قائم مقام بن سکیں ، لیکن ہندوستان میں اسطرف تشفی بخش رجحان نہیں ، ہم مانتے ہیں کہ یہاں بھی ان امتحانات کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے مگر اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے پیاسے کو ایک چلو پانی کہ جس سے اسکی سیرابی کا تو کیا ذکر حلق تک تر نہ ہو ، اگر غور کیا جائے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے رہنما قوم اپنی تمام توجہ ان نونہالان کے لئے وہ سامان فراہم کرنے میں صرف کریں جس سے خود بخود آئندہ ملک و قوم کو وہ باتیں حاصل ہوسکیں جو صرف تندرست افراد ہی کے خیال میں آسکتی ہیں ، اور جن کو تندرست اشخاص ہی انجام دیسکتے ہیں۔ اسی لئے ضروری ہے کہ ان نونہالان قوم کی ذہنی پرداخت ہر شعبۂ زندگی میں کافی وافی کیجائے تاکہ وہ اپنی جسمانی و دماغی نشوونما میں کمال حاصل کرکے ایک کارآمد ہستی بن سکیں

اس وقت ہندوستان کے ماحول اور بچوں کے متعلق جو کچھ باتیں بیان کی گئی ہیں ان کا سلسلہ بہت طول و طویل ہے ، لہذا آئندہ کسی موقع کیلئے ملتوی رکھتا ہوں اور اپنے اصل موضوع سے دور نہیں ہونا چاہتا کیونکہ اس کو میں نے صرف تمہید کے طور پر شروع کیا تھا اور وہ بھی اس لئے کہ ہمارے

کو ہڑپ کر جانے کے خوگر ہو جاتے ہیں۔ اور پھر انکی اس عادت کو چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے

نرم غذا کو بچے چبا نہیں سکتے کیونکہ اسکے چبانے کی ضرورت ہی نہیں واقع ہوتی۔ اسی وجہ سے اسکے اجزا الگ الگ ہو کر معدہ میں نہیں پہنچتے بعض نرم غذائیں مثلاً دلیا، پڈنگ وغیرہ کے کھلانے میں نرم ہونیکے باوجود کوئی حرج نہیں ہے۔ انکے نشاستہ والے اجزا معا میں بھی ہضم ہو سکتے ہیں نرم غذاؤں کو اگرچہ ہیں بھی تو چبانا دشوار ہو جاتا ہے، لہذا چبانے کی تاکید کیساتھ اس امر کا خیال بھی ضروری ہے کہ غذا چبانے کے قابل ہو، ہندوستانی غذاؤں میں روٹی (چپاتی)، غذا کا ایک ایسا حصہ ہے جسکا چبانا ضروری ہوتا ہے۔

چبانے میں نہ صرف غذا کے ہضم میں آسانی ہو جاتی ہے۔ بلکہ غذا کی مقدار بھی کم کھائی جاتی ہے اور اس کی سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لہذا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ غذا کو خوب چبا کر بچت بھی کیجا سکتی ہے۔ قومی مفاد کے لحاظ سے اگر ہر شخص اس پر عمل پیرا ہو جائے تو نہ چبانے سے جو حصہ غذا کا ضائع ہو جاتا ہے، وہ دوسروں کے کام آ سکتا ہے۔

اجابت کی باقاعدگی

بھی اتنی ہی ضروری اور اہم ہے کیونکہ جسمانی و دماغی صحت کا انحصار اسپر ہے قبض یا خلاصہ اجابت نہ ہونے سے جوان اکثر چڑچڑے پن اور تکلیف دہ عوارض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، چہ جائیکہ بچے۔ یہ تو اور بھی ان تکالیف کا شکار ہوتے ہیں۔ اجابت باقاعدہ ہونے کیلئے ضروری ہے کہ غذا بھی اس قسم کی ہو جو اس میں مدد کرے۔ براز یا فضلہ دراصل غذا کا وہ جزو ہے جسکا ہضم کرنا جسم کیلئے ممکن نہیں ہوتا۔ اگر ایسی غذا کھائی جائے جو تیار شدہ ہو اور جلکے نہ ہضم ہونے والے اجزا فضلیہ الگ کر دیئے گئے ہوں تو ظاہر ہے کہ براز یعنی فضلہ آنتوں میں بہت ہی کم ہوگا جسکی وجہ سے اسکو آگے دھکیلنے کے لئے آنتوں کا سکڑنا ممکن نہ ہوگا یعنی آنتوں میں فضلہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی طبعی تحریک غائب ہو جائیگی اور یہی قبض کی ابتدا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ غذا میں ایسے اجزا بھی شریک ہوں جو خود ہضم ہونے کے لائق نہ ہوں اسکی مثال میں سبزیوں کی ریشہ دار ساخت کو پیش کیا جاتا ہے، جو سبزیوں میں بیشتر موجود ہوتی ہے۔ وہ چوکر بھی ایسا ہی ہے جس کو آٹا پیسنے کے بعد ہم چھان کر نکال پھینکتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ ریشہ دار ساخت والی سبزیاں اور بغیر چھنا ہوا آٹا، ہماری صحت کے واسطے اشد ضروری ہیں۔ مگر ہم امارت کیوجہ سے بالکل سفید میدہ کی طرح کا آٹا کھانا فخر سمجھتے ہیں جو کہ ہمارے لئے مخرب صحت ہے۔

غذا کا ہر طرح صاف ہونا اور شوایب ردیہ سے . . . پاک ہونا ضروری ہے، اسکے پکانیکا طریقہ جتنا زیادہ سادہ ہو اتنا زیادہ بہتر ہے۔ مرچ مصالحہ جات وغیرہ جتنے کم ہوں اتنا ہی صحت کے لئے اچھا ہے اور بالکل نہ ہوں تو سب سے بہتر ہے۔ سالن کا مرغن ہونا اسکو دیر ہضم اور ثقیل بناتا ہے، لہذا بہتر ہے کہ گھی کو مکھن کی صورت میں الگ اور اسکی کم سے کم مقدار استعمال کیجائے، اور کھانے وقت اوپر سے نمک خوب ڈالا جائے۔ اطبا کا فرض ہے کہ کھانا پکانے کے سادے طریقے غور و خوض کے بعد وضع کر کے پبلک کے سامنے پیش کریں، تاکہ صحت کی اصلاح ہو

لباس

ہمارے ملک میں بچوں کے لباس کے متعلق جس قدر بے اعتنائی سے کام لیا جاتا ہے شاید ہی کسی دوسری چیز کی طرف سے اس قدر بے توجہی برتی جاتی ہو، لباس کے مسئلہ کو صحیح طور پر سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ جسمانی جلد کے افعال و وظائف کو بخوبی سمجھ لیا جائے

جلد

جہاں ایک طرف پسینہ اور جسمانی فضلات کے خارج کرنیکا راستہ ہے وہاں جسمانی حرارت کی تنظیم کا اہم فریضہ بھی اسی کے سپرد ہے، کیمیاوی افعال کیوجہ سے جسم کے اندر ہر وقت حرارت پیدا ہوتی رہتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ بچوں میں جوانوں سے زاید پیدا ہوتی ہے۔ یہ کیمیاوی افعال انجذاب غذا کے سلسلہ میں انجام پانیکے علاوہ جسمانی مختلف حصص میں استعمال غذا کے ساتھ بھی وابستہ ہوتے ہیں۔ اگر اس حرارت کی تولید کے لئے غذا ناکافی ہو تو جسمانی انسجہ خود اسکے پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

تولید حرارت کیساتھ ساتھ سطح جسم یا جلد سے ملحقہ اشیا کو گرم کرنے، شعاعی طور پر ہوا میں منتشر ہونے اور سب سے زیادہ پسینہ کو بخارات بنا کر اڑانے کی صورت میں گرمی فضا میں خارج بھی ہوتی رہتی ہے۔

ہوا ایک ایسا عنصر ہے جسکے اجزا گرمی کو آپس میں آسانی کیساتھ منتقل نہیں کرتے، اسی لئے جسم سے متصل ہوا کے ذریعہ حرارت زیادہ خارج نہیں ہوتی لیکن اگر ہوا میں پانی کے اجزا زائد ہوں تو ممکن ہے کہ جسم سے متصل ہوا اپنے اندر کافی گرمی جسم سے حاصل کرے اسکی بہترین مثال موسم سرما میں مرطوب ہوا ہے سردیوں میں جب مرطوب ہوا کے اندر جسم کھلا ہوا ہو تو حرارت جسم سے بہت زیادہ خارج ہوتی ہے، اسی لئے سردی لگنے کا خطرہ رہتا ہے اس خطرے سے

سب سے پہلے طوحن ادنی نکلتے ہیں اور یہ جلد خراب ہو سکتے ہیں کیونکہ کیڑا لگے ہوئے عارضی دانت کے پاس ہوتے ہیں۔

بچوں کے تقریباً تمام جسمانی انسجہ باعتبار جوانوں کے زیادہ سرعت کیساتھ اپنے عضوی افعال انجام دیتے ہیں۔ لہٰذا ان کے جسم میں جوانوں سے زیادہ گرمی پیدا ہوتی ہے مگر اسی کیساتھ جسم سے زیادہ خارج بھی ہوتی ہے اور اس طرح توازن قائم رہا کرتا ہے۔ بچوں کے جسم کی طبعی حرارت جوانوں سے زائد ہوتی ہے اور بمقابلہ جوانوں کی حرارت کے خفیف وجوہ سے بھی بڑھ جاتی ہے، ورزش، گھبراہٹ، نفسیاتی ہیجان باعتبار جوانوں کے ان میں زیادہ حرارت بڑھانے کا باعث ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر حرارت جسمانی زائد ہو مگر بچہ ہر طرح اچھا ہو تو والدین کو پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ ان کا فی منٹ تنفس بھی جوانوں کے تنفس سے زیادہ تیز ہوتا ہے اور زیادہ بے قاعدہ بھی ہوا کرتا ہے نبض زیادہ سریع ہوتی ہے، مگر عمر کے بڑھنے کیساتھ نبض کی تعداد فی منٹ کم ہو جاتی ہے،

غذا

بچوں کی غذا کی نوعیت اور مقدار میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(۱) تغذیہ کے خیال سے غذا بہترین قسم کی ہو۔

(۲) ایسی ہو کہ اس کا چبانا ضروری ہو، اور بغیر چبائے ہوئے نگل نہ سکے۔

(۳) قابض نہ ہو، بلکہ فضلہ اجابت لانے والی ہو،

بعض لوگ صرف زیادہ تغذیہ کو اہمیت دیتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ تغذیہ کو اہمیت ضرور حاصل ہے۔ مگر دوسری باتوں کا نظر انداز کرنا بھی کسی طرح جائز نہیں۔ غذا جس قدر زیادہ چبائی جائے اسیقدر وہ زیادہ باریک ہو جاتی ہے اور اسکے اجزا کو اتنا ہی زیادہ لعاب دہن سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔ اسیوجہ سے یہ غذا آسانی سے ہضم ہو جانیکے لائق ہو جاتی ہے، اسلئے قدرتی فعل میں امداد جسمانی و دماغی بہبود کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس امداد سے تغذیہ بھی کامل طور پر حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، جوانوں کے مقابلہ میں بچوں کے جسمانی انسجہ کی نہ صرف تخریب ہوتی ہے بلکہ یہ اپنی طبعی حالت میں باقی بھی رہتے ہیں اور زمانہ طفلی میں جسمانی نمو بھی ہوتے ہیں، اسی لئے ان کے واسطے زیادہ غذا درکار ہوتی ہے، اور بچے باعتبار جوانوں کے زیادہ کھانے والے معلوم ہوتے ہیں۔ جوانوں سے زیادہ کھانے کی ایک وجہ اور بھی ہے وہ یہ کہ بچوں کے جسم سے حرارت زیادہ خارج ہوتی ہے جوانوں کے مقابلہ میں ان کی غذا کا تناسب ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

۳ سے ۵ سال عمر کا بچہ	چالیس فیصدی غذا بمقابلہ جوان کے کھاتا ہے
۶ " ۹ " "	۵۰ " " " "
۱۰ " ۱۳	۶۰ " " " "
۱۴ " ۱۶ (لڑکی)	۷۰ " " " "
۱۴ " ۱۶ (لڑکا)	۸۰ " " " "

جسمانی زندہ خلیات میں لحمی، شحمی، نشاستی، شکری، نمکیاتی اجزا کے علاوہ پانی بھی موجود ہوتا ہے لہٰذا انسان کو ایسی مخلوط غذا کھانا چاہیئے جسمیں یہ سب اجزا موجود ہوں۔ تاکہ جسم کے لئے بقدر ضرورت یہ اجزا حاصل ہو سکیں۔ غذا کے سلسلہ میں ہم زیادہ زور اسکے چبانے پر دینگے۔ کیونکہ بڑی حد تک زندگی کا اس پر دارومدار ہے۔ چبانے سے غذا کے مختلف اجزا الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ تقریباً ۲½ سال کی عمر میں بچوں کے دودھ کے سب دانت نکل آتے ہیں، لہٰذا اس عمر میں یہ اپنی غذا اچھی طرح چبا سکتے ہیں۔ مگر عام طور پر مائیں یہ سمجھتی ہیں کہ ابھی بچہ اس قابل نہیں ہے کہ اپنی غذا اچھی طرح چبا سکے، لہٰذا وہ اس قدر نرم غذا دیتی ہیں کہ بغیر چبائے ہوئے اسکو بچہ نگل جاتا ہے، حالانکہ اس عمر میں بچے کی غذا زیادہ سخت قسم کی ہونی چاہیئے مثلاً ڈبل روٹی کے ٹکڑے دودھ میں بھگو کر دینے کی بجائے بہتر ہے کہ ڈبل روٹی کو کاٹ کر اسکے توسٹ بنالیں اور سینک کر بچے کو دیں۔ تاکہ وہ اسکو منہ میں تھوڑا تھوڑا لے کر خوب چبائے اور اپنے لعاب دہن سے اسقدر نرم کرے کہ آسانی سے نگل سکے۔

مذکورہ بالا ہدایات اس قدر اہم ہیں کہ ان کے متعلق جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے۔ غذا کو خوب چبانے سے اسکے اجزا کیساتھ لعاب دہن کے بخوبی ملنے کے علاوہ، بچے کے دانت بھی اچھی حالت میں رہتے ہیں، اور اسکا جبڑہ چبانے کی ورزش سے عمر کیساتھ مناسب حجم میں بڑھتا رہتا ہے تاکہ آگے چل کر تکلیف دہ لعابی غدد بھی نہیں پیدا ہوتے۔ لہٰذا بچے کو ابتدائے عمر ہی سے خوب غذا چبانے کا عادی بنانا چاہیئے، ورنہ یہ جلد اور بغیر چبائے ہوئے غذا

تمام گرم ممالک میں پگڑی باندھی جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ اچھا اصول ہے جسم کو گرمی اور لُو سے بچانے کے لئے موٹا سوتی کپڑا پہننا ضروری ہے۔ ایسے کپڑے جسم کو گرمی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اندر کی گرمی کو سوتی ہونے کی وجہ سے باہر جلد خارج کر دیتے ہیں۔

گرمی کے موسم میں کپڑوں کے متعلق مذکورہ اصولوں کے علاوہ اس امر کا بھی خیال رکھا جائے کہ مصنوعی طور پر سرد بنائے ہوئے مکانات مثلاً خس خانے وغیرہ سے لو کے وقت باہر نکلنے میں اندیشہ ہے۔ باہر نکلنے سے پہلے خوب پانی پی لیا جائے، تاکہ جسمانی حرارت کیساتھ بخارات بنکر پانی کے نکلنے پر جسم کے اندر پانی کی مقدار بہت کم نہ ہو جائے اس پر مزید احتیاط اتنی اور کیجائے کہ باہر نکلتے وقت موٹے سوتی کپڑے کا کوٹ پہن لیں تاکہ جسم باہر کی گرم ہوا سے محفوظ رہ سکے۔

بارش کے موسم میں کپڑے ڈھیلے اور ایسے ہونے چاہئیں جو پسینہ کو خوب جذب کریں۔ جہانتک ممکن ہو بود و باش ہوادار مقام پر ہو، کام کاج بھی باہر کئے جائیں۔

اِن تمام اصولوں کی پابندی کا خیال بچوں کے لئے بہت زیادہ رکھا جائے، اور جہانتک ممکن ہو ان کو گرمی میں باہر نکلنے دیا جائے۔ کیونکہ ان کا جسم گرمی کی کمی و بیشی کو برداشت کرنیکا اس قدر عادی نہیں ہوتا جتنا کہ جوانوں کا۔

موزے اگر پہنے جائیں تو پاؤں کے مناسب ہوں نہ تو بڑے ہوں اور نہ چھوٹے۔ اس کا بھی خیال رہے کہ گیٹس اتنی تنگ نہ ہو کہ دوران خون میں رکاوٹ پیدا کرے

جوتے پاؤں کی شکل کے بنے ہوئے چاہئیں۔ پتلی تو والے جوتے نہ پہنے جائیں چوڑے منہ والے جوتے اچھے ہوتے ہیں۔ ان کو پہننے سے انگلیاں بہت تنگ نہیں پڑتے۔ ان کے اندر کا کنارہ ذرا سا ٹیڑھا ہو جیسا کہ انسان کے پاؤں کی قدرتی وضع ہوتی ہے۔ جوتے کا تلہ موٹا ہو۔ تاکہ زمین کی گرمی و ٹھنڈک کا اثر موزوں تک نہ پہنچے۔ اوپر کا چمڑا نرم ہو۔ ان کا وزن بہت زیادہ نہ ہو۔ گھروں کے اندر پہننے کے لئے ہلکے قسم کے جوتے استعمال کریں، اگر گھر سے باہر پہننے کے لئے دو جوڑے جوتے ہوں تو بہتر ہے۔ تاکہ ایک کے خراب ہونے پر دوسرا فوراً بدلا جا سکے۔

رات کے کپڑے ایک ہی کپڑے دن رات بچوں کو نہ پہنائیں، سردی کے زمانہ میں رات کو فلالین کا پاجامہ اور کرتا بہتر ہے گرمیوں میں ہلکا بنیان اور لنگوٹا یا جانگیا کافی ہے۔۔

بستر نرم اور آرام دہ ہو۔ نیچے بچھانے کیلئے روئی کا گدا، اوڑھنے کیلئے لحاف یا رضائی اور سر کے نیچے رکھنے کیلئے تکیہ کافی ہے۔ گرمیوں میں نرم اور روئی دار بستر کے بجائے ایک دری اور صاف چادر، مچھروں سے محفوظ رہنے کیلئے مسہری ہونا چاہیئے۔ بارش کے زمانہ میں بعض لوگ خاص قسم کی چٹائی استعمال کرتے ہیں یہ صحت کیلئے بہتر نہیں۔

آرام تمام جانداروں کی زندگی میں کام اور آرام دونوں یکے بعد دیگرے ہوا کرتے ہیں۔ کام میں جو طاقت صرف ہوتی ہے اسکی تلافی کے لئے جسم کو آرام کی ضرورت پڑتی ہے، صغر سنی میں حرکات یا کام کا وقت جوانی کے اعتبار سے کم ہوتا ہے مگر اسکے باوجود اسی قدر زیادہ آرام درکار ہوتا ہے۔ اسی لئے دن میں اکثر بچوں کو آرام کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ آرام سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ بچہ جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر لیٹ جائے بلکہ اس میں آرام کی وہ صورتیں بھی شامل ہیں جنہیں پہلے جو اعضا کام کرتے تھے اب وہ کام نہیں کرتے، مگر دوسرے اعضا کام کرتے رہتے ہیں؛ جیسا کہ ایک قسم کا کام چھوڑ کر دوسری قسم کا کام کرنے میں ہوا کرتا ہے یعنی پہلے جو اعضا کام کر رہے تھے ان کو آرام ملتا ہے اور دوسرے اعضا کام میں مشغول ہو جاتے ہیں، مثلاً حساب کے سوالات حل کرنے میں دماغ منہمک ہوتا ہے۔ اسکے بعد اگر جسمانی ورزش شروع کر دیجائے تو ظاہر ہے کہ دماغ کو آرام ملتا ہے، اور دوسرے اعضا برسر کار ہو جاتے ہیں۔ مگر عام اصطلاح میں آرام کا مطلب یہ نہیں ہوتا۔

صغیر سن بچے اپنے خیال کو کسی خاص جانب ۲۰ منٹ سے زائد قائم نہیں رکھ سکتے، اسکے بعد وہ دوسری جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لہذا انکی تعلیم میں سبق پڑھاتے وقت اس کا خیال رکھیں، جیسے جیسے بچہ بڑا ہو اس وقت کو بھی آہستہ آہستہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ آئندہ کی تعلیم اور اوقات تعلیم پر کسی دوسری جگہ بحث کیجائیگی۔ اس وقت ہم آرام ہی کے متعلق بیان کرنا چاہتے ہیں۔

رات کو تمام جسم آرام طلب کرتا ہے، اسی لئے انسان لیٹنا پسند کرتا ہے، لیٹنے سے اکثر عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اور قلب پر بھی کام کا بوجھ کم ہو جاتا ہے۔

محفوظ رہنے کیلئے موسم سرما میں زیادہ حرارت خارج ہونے کی وجہ سے گرمی کا زیادہ پیدا ہونا بھی ضروری ہے، اور یہ ضرورت خوراک کی زیادتی کو مستلزم ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اسکی تلافی کی دوسری صورت یہ ہے کہ جسم سے حرارت کے ضائع ہونے کو روکا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سردی میں اونی اور گرم کپڑے پہنے جاتے ہیں، تاکہ جسمانی حرارت محفوظ رہے یا زائد نہ خارج ہو، لباس سے مذکورہ غرض پوری ہونیکے علاوہ یہ فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ ہوا کی وجہ سے جسمانی جلد سے بخارات بنکر اڑنے پر جسم زیادہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے، اسوقت لباس اس ٹھنڈک کو روکتا ہے۔

ہندوستان میں موسم سرما و گرما کے لئے مناسب لباس کے بغیر تکالیف سے بچنا ممکن نہیں، بالخصوص بچوں کیلئے کیونکہ ان کے جسم بہت ہی نازک ہوتے ہیں۔ تکلیفوں کے برداشت کرنیکی طاقت ان میں آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہے۔ اس موقع پر سب سے پہلے ہم موسم سرما کے لباس اور اہتمام کے متعلق بیان کرتے ہیں، اسکے بعد گرمی کے زمانہ کے متعلق ضروری ہدایات کا ذکر ہوگا۔

موسم سرما میں چونکہ جسمانی حرارت کی حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے، لہذا لباس اس قسم کا ہونا چاہیئے کہ حرارت جسمانی ضرورت سے زائد ضائع نہ ہو۔ اس مقصد کے لئے وہ کپڑے پہنے یا اوڑھے جائیں جو گرمی کو محفوظ رکھنے والے ہوں۔ گرم کپڑے جو اکثر اونی ہوتے ہیں، ان کو ہم اسلئے گرم نہیں کہتے کہ کسی قسم کی گرمی ان کے اندر موجود ہوتی ہے، بلکہ یہ گرم اسلئے کہلاتے ہیں کہ ان کو پہن لینے کے بعد انسان گرمی محسوس کرتا ہے۔ اصلی سبب یہ ہے کہ جو اندر سے باہر نکلتی رہتی ہیں گرمی کو یہ کپڑے روکتے ہیں۔ اس طریقے سے چونکہ جسمانی حرارت باہر خارج نہیں ہو پاتی، اسلئے انکی اندرونی گرمی بنی رہتی ہے اور انسان گرمی محسوس کرتا ہے۔ لہذا موسم سرما میں اونی کپڑے یا اور ایسے کپڑے جو گرمی کو محفوظ رکھنے والے ہوں استعمال کئے جائیں۔

اگر ہم صرف کھدر یا گاڑھے کا ایک کرتا پہن لیں تو سردی کے زمانہ میں سردی سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مگر جب اوپر تین چار کرتے پہن لیں تو معلوم ہوگا کہ یہ کپڑے گرم ہیں، یعنی اسوقت یہ سردی کو جسم تک پہنچنے سے روکتے ہیں، اور جسم کی گرمی کو باہر ضائع ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ حالانکہ خود یہ کپڑے اونی نہیں ہیں، اسکی وجہ یہ ہے کہ کھدر کی بناوٹ کشادہ ہوتی ہے اور اسمیں موٹا سوت صرف ہوتا ہے۔ اسکے ہر دو تاگوں کے درمیان خالی جگہ ہوتی ہے جسمیں ہوا موجود رہتی ہے۔ اسکے برعکس لٹھے یا اسی قسم کے دوسرے کپڑوں کے تاگوں کے درمیان خالی جگہ اور ہوا بالکل نہیں ہوتی، یہ معلوم رہے کہ ہوا کسطرح ہوا بھی گرمی کو محفوظ رکھتی ہے۔ اسی لئے کھدر کا ایک کرتا جو گرمی کو ضائع ہونے سے روکنے کے ناقابل ہوتا ہے جب اسکے بجائے دو کرتے پہن لیں تو ان کے درمیان ہوا کی خفیف تہہ موجود ہوتی ہے۔ اگر تین کپڑے پہنے ہوں تو اس قسم کی دو تہیں ہوا کی آجاتی ہیں۔ لہذا تین کرتے ویسا ہی کام دیتے ہیں جیسا کہ اونی کپڑے، یعنی گرمی کو ضائع نہیں ہونے دیتے، اسکو محفوظ رکھتے ہیں جسکی وجہ سے جسم کو گرمی کا احساس ہوتا ہے۔

سب سے پہلا سوال اس کپڑے کی نوعیت کے متعلق ہے جو جسم کے ساتھ متصل رہتے ہیں یا دوسرے کپڑوں کے نیچے پہنے جاتے ہیں۔ آیا کپڑے ریشمی، اونی یا روئی کے ہیں۔ ریشمی کپڑے پہننے کی ہر شخص استطاعت نہیں رکھتا، اونی کپڑے بھی گراں ملتے ہیں، کھدر یا روئی کے بنے ہوئے کپڑے ہندوستانیوں کیلئے بہترین ہیں۔ اگر صاحب استطاعت اشخاص چاہیں تو اونی بنیائن نیچے پہنیں۔ امیر لوگ ریشمی کپڑے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

سرد ممالک میں سوتی کپڑے کی بنیائن پہننے کی ماہرین نے سفارش کی ہے مگر بعض اسکے خلاف بھی ہیں، ہمارے خیال میں ہر شخص اس کو استعمال کر سکتا ہے۔ کمزور بچوں کو ضرور اونی بنیائن پہنائی جائیں، جو بچے بالکل تندرست ہوں اور روزانہ موسم سرما میں ان کو غسل کا عادی بنایا گیا ہو، اگر ان کو سوتی بنیائن بھی پہنائی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سردی کے زمانہ میں سوتی کپڑے کی قمیص پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اس پر اونی کوٹ ضرور ہو، جو لوگ ذی استطاعت نہیں ہیں اگر وہ روئی کی مرزئی یا روئی دار شلوکہ استعمال کریں تو بہتر ہے، لیکن ہم انکو زیادہ بہتر نہیں سمجھتے، کیونکہ ان کو پہننے پر جسم بہت زیادہ ڈھکا رہتا ہے اور گرمی بہت زیادہ محفوظ رہتی ہے جسکی وجہ سے یہ اتنی زیادہ گرمی کا عادی ہوجاتا ہے کہ ذرا کھلنے اور سردی لگنے پر فوراً کھانسی، زکام، التہاب شعبی کی شکایت لاحق ہوجاتی ہے اسی بنا پر ہم ان کی سفارش نہیں کرتے۔ جسم کو اس قدر زیادہ گرمی کا عادی بنانا بہتر نہیں ہے۔ مگر جو لوگ ہمیشہ سے ان کے عادی ہوں وہ یکایک ترک کرکے اپنی وضع نہ بدلیں ورنہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ البتہ نئے بچے کو شروع ہی سے اسکا عادی نہ بنانا چاہیئے۔ دوسرے بچے جنکو شروع ہی سے اسکی عادت ہوچکی ہے۔ اُن کے لباس کی تبدیلی آہستہ آہستہ کی جائے تاکہ نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کے مصداق ان کے والدین نہ بنیں۔

ہندوستان کے مختلف حصص میں گرمی کے زمانہ میں کہیں زیادہ گرمی ہوتی ہے اور کہیں کم۔ ایسے حصص جہاں گرمی اور لو دونوں باتیں ہوتی ہیں، وہاں ان دونوں امور کا لحاظ رکھتے ہوئے مقامی ماحول کے مناسب لباس تیار کیا جائے، سر پر پگڑی باندھنا ہندوستان میں ضروری سمجھا جاتا ہے، اور تقریباً

بنتی ہیں۔ اُن سے چھٹکارا ملجائے۔

معمولی حالات میں جب ہم کھڑے یا بیٹھے ہوتے ہیں تو جسم کے بہت سے عضلات چست ہوتے ہیں اور کام کرتے رہتے ہیں یعنی اس حالت میں دماغ سے عصبی تحریک انکی طرف مسلسل جاری رہا کرتی ہے۔ تاکہ یہ کام کرنے کیلئے مستعد رہیں۔ اگر ہم ان عضلات کو ڈھیلا کرکے آرام پہونچا سکیں تو ظاہر ہے عصبی طاقت نسبتاً کم خرچ ہوگی۔ لہٰذا بچے ہوں یا بڑے سبھوں کو چاہیئے کہ اس آرام کو حاصل کرنے کیلئے کسی آرام کرسی یا صوفے پر لیٹ جائیں۔ اور ہاتھ و پیروں کو بالکل اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیں کہ اگر ان کو ہلایا جائے تو بالکل مردہ کے ہاتھ پیروں کی طرح بے نیچے گر جائیں۔ استقلال کے ساتھ مشق بہم پہنچانے سے اس حالت پر بہت جلد قدرت حاصل ہوسکتی ہے اسکا اثر بہت بہتر ہے۔ اور اسکے بعد جسم میں بہت زیادہ چستی آجاتی ہے۔

بچوں کو آرام سے سلانے کیلئے مکان کے خاموش حصہ میں ایک کمرہ ہو، اسی میں ان کو سلایا جائے، اس میں شک نہیں کہ اکثر بچے شور و غل میں بھی سو جانیکے عادی ہوتے ہیں، مگر جب ہم آسانی کیساتھ اس سے بچ سکیں تو بہتر ہے کہ اجتناب کریں۔ سونیکے کمرے میں اسباب و سامان بہت کم ہوں۔ بچے کے نیچے بچھانیکا بستر نرم نہ ہو بلکہ سخت ہو، سردی کے زمانے میں پرندوں کے پروں کا بستر بالکل نہ استعمال کیا جائے، اوڑھنے کا سامان کافی ہو مگر بہت بھاری نہ ہو۔

بعض لوگ زیادہ کپڑے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس بارے میں بچے بھی مختلف عادت کے ہوتے ہیں۔ سونے کے کمرہ میں صاف ہوا کافی آتی ہو۔ اگر کھڑکیوں کو کھلا رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے، دو منزلہ یا سہ منزلہ مکانات میں ممکن ہے نیچے کی منزل کی ہوا پہنچے لہٰذا ہوا کی درآمد برآمد کا کافی انتظام کیا جائے مگر اس کا خیال رکھیں کہ ایسی جگہ یا ایسے رخ پر نہ لیٹیں کہ سرد ہوا چہرہ و جسم سے آکر ٹکرائے۔

ورزش جتنی اہمیت آرام کے لئے تسلیم کیجاتی ہے اتنی ہی ورزش کو بھی حاصل ہے، آرام اور ورزش تندرست بچہ کیلئے ان میں سے ہر ایک کی ضرورت ہے، حقیقتاً یہی دونوں ایکدوسرے کے بعد انجام پاتی ہیں، ورزش بچوں کی تندرستی کی زبردست مظہر ہے، دوڑنا، کودنا، پھاندنا، اور شور مچانا یہ سب امور بچوں کے لئے اتنے ہی ضروری ہیں جتنا کہ سونا اور آرام کرنا؛ یہ بچہ کی فطری چستی کا معیار ہیں، جو بچے کودتے، پھاندتے، دوڑتے، دھوپتے نہیں وہ ضرور بیمار ہوتے ہیں۔ کھیلنے، کودنے اور شور مچانے کا جوش یکایک پیدا ہوتا ہے اور تبدیل ہوجاتا ہے اور ٹھہر ٹھہر کر اسکا اظہار ہوتا رہتا ہے مسلسل گھنٹوں تک یہ حالت نہیں رہا کرتی۔ سکول کی تعلیم میں ان حالتوں کا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ عام طور پر اسکول کے اوقات میں آزادی کیساتھ ان چیزوں کے اظہار کا بچوں کو کم موقع ملتا ہے، ہماری رائے ہے کہ ہر سبق کے بعد ان کو کھیلنے کا تھوڑا وقت ضرور ملنا چاہیئے، اگر تمام عرصہ تعلیم میں ان امور کا پورا خیال رکھا جائے تو یقیناً اچھے نتائج مرتب ہونگے بعض مغربی ممالک میں جہاں ان اصولوں کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد سکولوں میں رواج دیا گیا ہے، وہاں کے لڑکے زیادہ چست و چالاک اور پڑھنے لکھنے میں بھی زیادہ ہوشیار پائے گئے ہیں۔

ورزش کا لحاظ دو حیثیتوں سے کرنا چاہیئے (۱) تعلیمی (۲) جسمانی۔ سابق الذکر کا مفہوم یہ ہے کہ انکی دماغی تربیت ایسی کی جائے کہ یہ ہدایت پذیر ہوجائیں اور اس پر جلد عمل پیرا ہوسکیں، اور کسی کام کیطرف اچھی طرح متوجہ ہوسکیں، اپنی حرکات پر قابو پاسکیں۔ ارادوں میں مستقل ہوں، موخر الذکر کا مقصد یہ ہے کہ صحت درست رہے۔ فضلات کا اخراج کافی ہو، سینہ فراخ ہو، تنفس اور دوران خون تیز ہو، تاکہ تغذیہ بہتر ہوسکے، علاوہ ازیں عضلات کا تناؤ اور ان کی لچک بھی بہتر حالت میں قائم رہے جسمانی تندرستی کے علاوہ ورزش کا مقصد بد وضعی کی اصلاح بھی ہوتی ہے، ہر ورزش جس میں متعدد عضلات ایکساتھ کام کرتے ہیں، مثلاً چلنا پھرنا، دوڑنا، کودنا، پھاندنا اور سکپ Skip کرنا یہ سب تغذیہ جسمانی پر بہتر اثر رکھتے ہیں۔ مذکورہ تمام ورزشیں بچہ بتدریج سیکھتا ہے اور آخر میں خود بخود بغیر کسی کوشش کے اس سے انجام پانے لگتی ہیں۔ کسی خاص توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی تعلیمی فائدہ حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ ورزشیں ہمیشہ نئی قسم کی کیجائیں، اور انکے نئے طریقے اختراع کئے جائیں۔ کیونکہ نئے طریقے انکے سیکھنے میں انہماک پیدا کرتے ہیں، ان ورزشوں کو اس طرح انجام دینے کی ہدایت کریں کہ بچے کی کم سے کم طاقت خرچ ہو مثلاً اچھا دوڑنا اکثر بچے نہیں جانتے، اگر ان کو سکھایا جائے تو نہایت شوق سے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دو اسباق کے درمیان جب بچوں سے کوئی ورزش کرائی جائے تو ایسی ہو کہ جسمیں دماغی انہماک کی زیادہ ضرورت نہ پڑے، صرف اسی قدر ان کو سمجھنا پڑے کہ وہ اسکو بخوبی انجام دے سکیں، یہ ورزشیں اس قسم کی ہوں کہ متعدد عضلات کو ایک ہی مرتبہ حرکت دیں۔

اگر کسی جسمانی خرابی کو رفع کرنیکے واسطے ورزش کرائی جائے تو اسکے واسطے کسی ماہر طبیب سے رجوع کیا جائے، جو ورزشیں بتائی جائیں ان کو

سونے کی حالت میں دماغ کی طرف خون کم مقدار میں پہنچتا ہے، اور دماغ کام بھی بہت ہی کم کرتا ہے، قلب آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے، ضغطۂ دموی کم ہو جاتا ہے۔ (ضغطۂ دموی کے متعلق ملاحظہ ہو جلد ۳ و ۴ طبیہ کالج میگزین علیگڈہ) تنفس ہلکی ہوتا ہے۔

مختلف اشخاص کی نیند میں فرق ہوتا ہے، بعض بہت گہری نیند سوتے ہیں۔ اور بعض کی آنکھ ذرا سے کھٹکے پر فوراً کھل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک شخص کی نیند بھی رات کے وقت مختلف اوقات میں مختلف یعنی ہلکی اور گہری ہو سکتی ہے، تجربات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عام اشخاص کی نیند پہلے گھنٹہ کے آخر میں سب سے زیادہ گہری ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اسوقت کوئی خواب بھی دکھائی نہیں دیتا۔ دوسرے گھنٹے کے آخر میں نیند ہلکی ہو جاتی ہے اس کے بعد چار گھنٹے تک پھر گہری رہتی ہے، اور پھر ہلکی ہونا شروع ہوتی ہے یہانتک کہ انسان اٹھ بیٹھتا ہے خواب صرف اسی وقت دکھائی دیتا ہے جبکہ نیند ہلکی ہو، کیونکہ اسوقت دماغ زیادہ کام کرتا ہے۔ مذکورۂ بالا حالت تندرست اشخاص میں پائی جاتی ہے لیکن اس میں اختلاف بھی ممکن ہے، مثلاً بہت زیادہ پڑھنے سے ممکن ہے کہ گہری نیند کا وقت ذرا دیر میں آئے یعنی بجائے پہلے گھنٹہ کے دوسرے یا تیسرے گھنٹہ میں نیند گہری ہو، بچوں میں اگر ہضم کی خرابی موجود ہو تو شروع کی گہری نیند بہت جلد ہلکی نیند میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور خواب دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ حالت بالخصوص عصبی المزاج بچوں میں دیکھی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے شروع رات میں بچے سونے کی حالت میں ڈرتے یا چیختے ہیں۔

ہر شخص کے لئے نیند کس قدر ضروری ہے اس کا تخمینہ عمر اور مزاج کے لحاظ سے مختلف ہے تاہم بچوں کے لئے والدین کو موٹے اصول کا جاننا ضروری ہے تاکہ وہ ان کی نیند کی تنظیم کر سکیں۔ ذیل میں ڈاکٹر "ڈیوکس" کا تخمینہ جو کہ بچوں کی نیند کے متعلق ہے بیان کیا جاتا ہے۔

۶ سال	سے کم عمر بچوں کے لئے	۱۳	گھنٹے	۲۴	گھنٹوں میں سونا	ضروری ہے
۷	"	۱۲½	"	"	"	"
۸	"	۱۲	"	"	"	"
۹	"	۱۱½	"	"	"	"
۱۰	"	۱۱	"	"	"	"
۱۳	"	۱۰½	"	"	"	"
۱۵	"	۱۰	"	"	"	"

اگر ہم بچوں کو اس تخمینہ پر عمل کرا سکیں تو بہترین نتائج مترتب ہوتے ہیں، مگر آجکل اسکی پوری پابندی مشکل ہے اکثر ماہرین کا خیال ہے کہ ۱۲ سال سے ۲۰ سال کی عمر تک گرمی کے زمانہ میں کم از کم ۹ گھنٹہ اور سردی کے موسم میں ۱۰ گھنٹہ سونے کی ضرورت ہے۔ ہمارے خیال میں اگر بچے کی عمر کیساتھ اسکے قد کی اونچائی کا بھی لحاظ رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہے، اگر بچہ بہت جلد جلد بڑھ رہا ہو تو اسکی نیند کے وقت کو بھی بڑھا دیا جائے۔

کمرے میں اکیلا سونے کیلئے بچے کی عادت ڈالیں، اور اس امر کی کوشش کریں کہ اندھیرے میں وہ سو سکے، اگر بچہ عصبی المزاج ہو تو اسکی خواہش کے مطابق کمرے میں خفیف روشنی ضروری ہے جب اسکو بستر پر لٹائیں تو کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی اور سکون ہو تاکہ بچے کو نیند آجائے جو بچے گھروں میں دیر تک سکول کا کام کیا کرتے ہیں ان کو دیر میں نیند آتی ہے، اور بہت دیر میں جاکر گہری ہوتی ہے، اس لئے زیادہ غور طلب مضامین کو دن میں پڑھنے کی ہدایت کریں، اور بقیہ مضامین کو رات کے وقت یاد کرنے کیلئے کہیں۔ حساب وغیرہ کا کام دن میں بچے کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔ پڑھنے کا وقت بہت زیادہ لمبا نہ ہو، اور نہ اس بارے میں زیادہ سختی کیجائے، اسکول کا کام ختم کرنے کے بعد بچے کو کھانے پینے میں مشغول کر دیا جائے، مگر غذا ہلکی ہو، اسکے بعد اسکو سونے کیلئے لٹا دیا جائے، بعض اوقات رات میں بچوں کو نیند نہ آنا تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے۔ اسکے تدارک کے لئے سردی کے زمانہ میں گرم گرم دودھ کا پلانا، یا گرم غسل دیکر سلانا، یا گرم پانی کی بوتل بستر میں رکھنا مفید ہے۔ بعض بچوں کے پاؤں ٹھنڈے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ جاگ اٹھتے ہیں، اور انکو نیند نہیں آتی، اس تکلیف کے ازالہ کے لئے موزے پہنا کر بستر پر سلانا بالکل کافی ہوتا ہے، پاؤں کے پاس ربڑ کی گرم پانی سے بھری ہوئی بوتل رکھنا بھی مفید ہے۔

زیادہ عمر کے بچوں کے لئے یہ بھی ضروری اور صحت کیواسطے مفید ہے کہ یہ اپنے عضلات کو پوری طرح ڈھیلا کر سکیں۔ ہمارا خیال ہے کہ ہر شخص کو اسکی مشق بہم پہنچانا چاہیئے، اور اس کا عادی ہونا ضروری سمجھنا چاہیئے۔ اگر ہم اس کے عادی ہو جائیں تو آجکل جو عصبی شکایات لاحق ہوتی

ایسی ورزش کرا سکتے ہیں۔

آب و ہوا صحت پر آب و ہوا کا مستقل اور عارضی دونوں طرح کا اثر ہوتا ہے، سرد آب و ہوا میں انسان چست و چالاک، توانا و دلیر ہوتا ہے گرم و خشک آب و ہوا میں عصبی نظام میں اضمحلال پیدا ہوجاتا ہے، انسان سست اور نڈھال رہتا ہے اور گرم و مرطوب آب و ہوا میں یہ سستی اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ہندوستان میں آب و ہوا کی یہ تمام قسمیں پائی جاتی ہیں۔ سرحدی ممالک کے رہنے والے لوگ پنجاب کے باشندوں سے زیادہ تندرست ہوتے ہیں، اور پنجاب کے باشندے ممالک متحدہ و دوسرے حصص سے بہتر، وسط ہند کے باشندے جنوبی حصص کے باشندوں سے تندرستی میں اچھے ہوتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ شمالی آب و ہوا سرد ہوتی ہے اور جیسے جیسے جنوب کی طرف جائیں اس میں سردی کم ہوتی جاتی ہے اور اسی طرح تندرستی میں بھی فرق آتا جاتا ہے، پنجاب کے رہنے والے لوگ ممالک متحدہ میں رہ کر بیس سال کے اندر اپنی اصل صحت کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ ممالک متحدہ میں رہنے والے اگر جنوبی ریاستوں میں اقامت پذیر ہوں تو انکی صحت بھی گر جاتی ہے۔

آب و ہوا کا لفظ ایک وسیع معنی اپنے اندر رکھتا ہے جسمیں تمام وہ باتیں شامل ہیں جو ملکر ماحول کا مترادف سمجھی جاتی ہیں۔ اس ماحول کا خاص درجۂ حرارت ہوتا ہے، اسکے علاوہ کچھ خصوصیات اور بھی ہوتی ہیں، اسی کو ہم آب و ہوا کے نام سے موسوم کرتے ہیں کسی جگہ کی آب و ہوا کو بخوبی سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ وہاں کے مختلف حالات سے پوری طرح آگاہ ہوں جس جگہ کی آب و ہوا کا اندازہ لگانا چاہیں، اسکے متعلق سب سے پہلے یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ آیا وہ مقام سرد یا گرم ہواؤں سے محفوظ ہے یا نہیں، سورج کی روشنی اور شعاعیں اس پر براہ راست پڑتی ہیں، یا وہ کسی وجہ سے ان سے محفوظ رہتا ہے اس مقام کے ارد گرد پانی کے وسیع رقبے موجود ہیں یا نہیں، یہ مقام کس قدر مرتفع ہے، سمندر کی سطح سے کتنا اونچا ہے کیونکہ اونچائی جتنی زیادہ ہو اتنی ہی ہوا صاف اور لطیف ہوتی ہے اور رطوبت کم ہوتی ہے، اونچے مقام کی صبح و شام کی حرارت میں تفاوت بھی زیادہ ہوگا، مذکورہ بالا حالات جسم کے اندر تحریک پیدا کرتے ہیں اور ان مقامات پر تنفس اور نبض کی رفتار زیادہ تیز ہوجاتی ہے۔ جسم زیادہ چست رہتا ہے، حواس خمسہ زیادہ حساس ہوتے ہیں۔

زمین کی سطح کے نیچے طبقات بھی آب و ہوا پر کسی قدر موثر ہوتے ہیں جن مقامات پر پانی جمع رہتا ہے یعنی زمین میں جذب نہیں ہوتا۔ خواہ اسکی وجہ اس مقام کا نشیب ہو یا اس جگہ زمین کے طبقات ایسے ہوں جنمیں سے پانی گذر کر نیچے نہ جا سکتا ہو، ایسی جگہوں کی آب و ہوا مرطوب ہوتی ہے، اور سردی کے زمانہ میں زیادہ تکلیف دہ ہوجایا کرتی ہے۔ کیونکہ سردی کے لگنے کا امکان بڑھ جاتا ہے

علم الفصول کے لحاظ سے آب و ہوا کو متاثر کرنے والے اور بھی اسباب ہوتے ہیں، علم الفصول سے مقصود وہ اصول ہیں جنکی بنا پر موسم کے اختلافات، دھوپ کا اثر، بارش کی کمی، زیادتی، اور ہوا کی رطوبت وغیرہ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

دھوپ زمین کو گرم کردیتی ہے اور زمین سے ہوا گرم ہوجاتی ہے۔ سورج کی شعاعیں ہوا میں سے گذرتے ہوئے اسکو گرم نہیں کرتیں بلکہ زمین سے متصل ہوا زمین سے گرم ہو ہوکر اوپر اٹھتی رہتی ہے اور کرۂ ہوائی گرم ہوتا رہتا ہے۔

دھوپ کیونکہ ہوا کے اندر کے جراثیم ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اسکے علاوہ جلدی افعال میں تحریک پیدا ہوتی ہے اور یہ جسمانی صحت پر اچھا اثر رکھتی ہے یہ اثر کچھ تو بلاواسطہ جسم کے اندر گرمی پہنچانے سے متعلق ہے اور کچھ نفسیاتی نظام کے واسطہ ساتھ عصبی نظام پر مترتب ہوتا ہے۔

تیز ہوا، ہوا کی حرکت نسبتی کا نام ہے جسکا باعث گرم زمین سے ہوا کا گرم اور ہلکی ہوکر اوپر اٹھنا ہے جب کوئی ہوا گرم ہوکر اوپر کو اٹھتی ہے تو اسکی جگہ پر کرنے کے لئے چاروں طرف کی ٹھنڈی ہوا حرکت میں آتی ہے، اسی وجہ سے ہوا کی رفتار میں تیزی پیدا ہوجاتی ہے یہ تیزی اسی قدر زیادہ اور جلد ہوتی ہے جتنی زیادہ ہوا گرم اور ہلکی ہوکر اوپر کو اٹھتی رہے۔ ہندوستان میں خلیج بنگال کے ساحلوں سے مرطوب ہوا، آندھی، بادل اور بارش پہنچاتی ہے کیونکہ شمالی ہند کی ہوا گرم اور ہلکی ہوکر اوپر اٹھتی ہے جسکی جگہ کو پر کرنے کیلئے انہی ساحلوں سے یہ مرطوب ہوا پہنچتی ہے اور بارش ہوتی ہے، پھر جب یہ ہمالیہ پہاڑ سے ٹکرا کر واپس ہوتی ہے تو بھی بارش ہوتی ہے، اسی لئے گرم و خشک موسم کے بعد بارش کا زمانہ ہوتا ہے، علی ہذا جنوبی ساحلوں کے دونوں طرف سے مرطوب ہوائیں چلکر جنوبی ہند میں بارش کا سبب بنتی ہیں بحر ہند کی مرطوب ہوائیں بمبئی سے گذر کر شمالی ہند میں بھی بارش کا سبب بنتی ہیں۔ رطوبت یا پانی کی مقدار بخارات کی صورت میں ہوا کے اندر موجود ہوتی ہو اسکو Humidity کہتے ہیں پانی کی یہ مقدار مختلف موسموں میں کم و بیش ہوتی رہتی ہے رطوبت کلی، پانی کی اس مقدار کو ظاہر کرتی ہے، جو ہوا کے کسی مخصوص حجم میں موجود ہو، اور رطوبت اضافی یا نسبتی، سے فیصدی اعداد میں پانی کی وہ مقدار معلوم ہوتی ہے، جو مشبع مرطوب ہوا کے مقابلہ میں کسی خاص وقت میں ہوا کے اندر موجود ہوتی ہے۔ ۱۰۰ سے ۸۰ فیصدی تک

نہایت باقاعدہ اور روزانہ کرانا ضروری ہے۔ ان کے دوران میں بچوں کی وضع اور ہیئت درست ہونا چاہیئے، ورنہ جسمانی خرابی پھر اپنی حالت پر عود کر آئیگی

جہانتک ممکن ہو ان کے مختلف قسم کے کھیلوں میں شرکت کی ترغیب دیجائے۔ لڑکیوں کو اسکول میں ٹینس، بیس بال، والی بال میں ضرور حصہ لینا چاہیئے۔ لڑکوں کے لئے ہاکی، فٹ بال، کرکٹ کا کھیلنا زیادہ بہتر ہے۔ لڑکی اور لڑکے دونوں کیلئے تیرنا بہترین ورزش ہے۔ کیونکہ اس میں جسم کے تمام عضلات حرکت کرتے ہیں کشتی کھینا بھی اچھی ورزشوں میں سے ہے۔

فٹ بال اور ہاکی کے متعلق خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان میں ورزش بہت زیادہ شدید ہوتی ہے اور انکو زیادہ دیر تک بچے نہیں جاری رکھ سکتے۔ کیونکہ انکی طاقت بہت جلد خرچ ہو جاتی ہے، لہذا تھکنے کے بعد کھیلتے رہنا خطرناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ بڑے بچوں کو بتدریج زیادہ دیر تک کھیلنے کا عادی بنا سکتے ہیں۔ مگر تیرہ سال سے کم عمر بچوں کو بڑے بچوں کیطرح زیادہ دیر تک کھیلنے کا عادی نہیں بنا سکتے۔ اس طرح تمام وہ ورزشیں جو جمنزم میں داخل ہیں، ان میں تکان جلد پیدا ہوتا ہے، ان کو زیادہ دیر تک انجام دینے کی اجازت دینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

آجکل سکاوٹ کے کاموں میں تقریبًا ہر طالب علم حصہ لیتا ہے، اور اس میں شک نہیں کہ اس کام میں مفید ورزش بھی کسی حد تک ہو جاتی ہے مگر چھوٹے بچوں کے واسطے یہ مفید نہیں۔ اگر طول طویل سفر کرنا پڑے جیسا کہ بعض مغربی ممالک میں سکاوٹ میں شریک ہونے والے طالبعلموں کو کرنا پڑتا ہے تو یہ صورت بڑے بچوں کیلئے بھی مناسب نہیں ہے، تندرست اور اچھی صحت رکھنے والے بچوں کیلئے یہ مفید ضرور ہے، مگر عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ سکاوٹ ماسٹر چلنے میں اپنے تدموں کی تنظیم تندرست اور قوی لڑکوں کے قدموں کے لحاظ سے رکھتے ہیں اور انہی کی اتباع کمزور بچوں کو بھی کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے یہ پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جمناسٹک میں اکثر ٹانگوں سے بازوؤں کی ورزش زیادہ ہوتی ہے، کودنا، پھاندنا، اور ناچنا بھی لڑکیوں کے جسم کو بہتر بنانے کیلئے اچھی ورزش ہے، اس سے انکی جسمانی حرکات میں ایک قسم کا تناسب پیدا ہوتا ہے جو دوسری قسم کی ورزش سے ممکن نہیں ہے، اسکول میں تمام بچوں کو اسکی تعلیم دینا چاہیئے، سرد ممالک کے افراد اسکی تعلیم میں خاص حصہ لیتے ہیں، سرحدی ممالک مثلاً افغانستان وغیرہ میں اس کا مشاہدہ خوش کن ہوتا ہے۔ لڑکیوں کے سکول میں ورزش کا یہ طریقہ آج کل عام طور پر رائج ہے۔ ہمارے خیال میں اس کو اور زیادہ رواج دینا لڑکیوں کی صحت کے لئے مفید ہے، بہت چھوٹے بچوں کیلئے "کنڈرگارٹن" کے کھیل زیادہ بہتر ہیں۔ اور یہ مسرت کی بات ہے کہ آجکل اسکولوں میں انکو رواج دیا جا رہا ہے۔

ورزش کے لئے چند اصول جنکو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہمیشہ مدنظر رکھے جائیں۔

(۱) ورزش کے وقت لباس تنگ نہ ہو تاکہ حرکات میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔

(۲) جوتا اس قسم کا ہونا چاہیئے کہ پاؤں آرام کیساتھ ہر طرح حرکت کر سکے۔

(۳) کھانے کے بعد کافی وقت گذر جانے پر ورزش کیجائے یعنی کھانا اور ورزش کے درمیان کافی وقفہ ہو۔

(۴) ورزش کھلی ہوا میں کریں۔

(۵) ورزش کے بعد اس امر کی کافی احتیاط رکھیں کہ سردی نہ لگنے پائے۔

ہر بچہ سے ڈرل یا اسکول کے کھیل نہ کھلائے جائیں، بچوں کی حالت کے مطابق انکی ورزش کے لئے سکول کا طبیب مناسب ہدایات کرے جو بچہ زیادہ توانا و تندرست نہ ہو اور وہ دور سے چلکر اسکول آوے تو اسکو ورزش کرانا زیادتی ہے۔ اگر ورزش کرانا ہی ہو تو زیادہ سے زیادہ بازوؤں اور سانس کی ورزش کافی ہے، جن بچوں کے قلب کمزور ہوں انکو پوری ڈرل میں شریک کرنا تکلیف دہ اور بعض اوقات خطرناک ہوتا ہے، علی ہذا قیاس جن بچوں میں خون کی کمی ہو ان سے سخت اور شدید قسم کی ورزش کرانا جائز نہیں۔

ایسے تمام بچے جو کسی سخت بیماری سے اچھے ہوئے ہوں، انکو سکول کی شدید ورزشوں میں شرکت کی اجازت نہ دیجائے۔ اگر کسی بچے کے متعلق یہ خیال ہو کہ اسکا فعل تغذیہ درست نہیں ہے یا یہ کسی مرض کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہے تو اسکے واسطے ہلکی ورزش کافی ہے۔ مگر یہ ورزش ان کو تھکانے والی بالکل نہ ہو۔ ان بچوں کو پڑھنے میں بھی جہانتک ممکن ہو سہولت بہم پہنچائی جائے۔

اگر کسی بچہ کو فتق کی شکایت لاحق ہو تو اس سے کوئی ایسی ورزش نہ کرائی جائے جس میں پیٹ کے عضلات پر زور پڑے۔ اسی طرح ان بچوں سے بھی ایسی ورزش نہ کرائی جائے جن کے پیٹ پر کسی قسم کا اپریشن ہوا ہو۔ اندمال زخم کے ایکسال بعد اور مندمل شدہ زخم کے مضبوط اور سخت ہو جانے پر ان سے

ماء الرأس (استسقاء دماغی)

ازجناب حکیم محمد یحییٰ صاحب فاضل الطب والجراحت دہلی

ماہیت یہ مرض عموماً بچوں کو دامنگیر ہوتا ہے، یہ یا تو ولادت کے وقت ہوتا ہے یا ولادت کے بعد ہوتا ہے جس میں بچہ کے سر کے اندر غیر معمولی طور پر رطوبت جمع ہو جاتی ہے کہ دماغ اسکے سبب سے دیکر بہت پتلا ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے شیخ نے اس کا ذکر امراض صبیان میں کیا ہے، یہ رطوبت بطون دماغ کی رطوبت دماغیہ نخاعیہ سے مشابہ ہوتی ہے، اسکے جمع ہونیکی صورت یہ ہے کہ جب کوئی ورید مثلاً ورید جالینوس کسی وجہ سے دب جاتی ہے تو عروق سے ترشح کی مقدار بڑھ جاتی ہے جس سے بطون دماغ اور غشیۂ دماغ کی فضاؤں میں رطوبت بڑی مقدار میں بڑھ جاتی ہے اسی قسم کو علامہ گیلانی نے مرض کی "حقیقی صورت" بتایا ہے۔

اسباب یہ مرض اکثر جنینی حالت میں ہوتا ہے جسکی وجہ سے پیدائش میں دقت ہوتی ہے، وہ بچے اس مرض میں مبتلا ہونیکی زیادہ استعداد رکھتے ہیں، جن کے والدین شراب خوری، خنازیری مزاج اور آتشک میں مبتلا ہو چکے ہوں، اسکے علاوہ سردی کا لگنا، غذا کا کم میسر ہونا خراب ہوا میں زندگی بسر کرنا، سر پر چوٹ کا لگنا، جلدی امراض کا یکایک زائل ہو جانا، دانتوں کا نکلنا، پیٹ میں کیڑے کا ہونا، کان کے ورم کا دماغ تک پہنچ جانا وغیرہ اسکے اسباب ہوا کرتے ہیں۔

علامات اس مرض میں بچے کا سر بڑا ہو جاتا ہے، گدی اور پیشانی ابھر جاتی ہے، دماغ لاغر اور کم زور ہو جاتا ہے، تشنج کے دورے پڑتے ہیں بچہ آنکھ بند کرنے کی قوت نہیں پاتا، آنکھوں سے آنسو ہمیشہ بہتے رہتے ہیں۔ (گیلانی)

پیدائش کے بعد جب یہ مرض شروع ہوتا ہے، تو بچے کا نمو اچھی طرح سے نہیں ہوتا، اور چند ہفتوں کے بعد بچہ کا سر بوجھ کی وجہ سے اپنے سہارے پر قائم نہیں رہتا، بلکہ کسی نہ کسی جانب جھک جاتا ہے جسکا محیط ۲۴ قیراط اور بعض اوقات ۳۳ قیراط تک ہو جاتا ہے، درآنحالیکہ اصلی حالت میں اس کا محیط ایکسال کی عمر تک ۱۶ سے ۱۸ قیراط ہوتا ہے، چوڑی ہڈیوں کے درز علیحدہ ہو جاتی ہیں: دباؤ کی وجہ سے چشم خانہ کی چھت نیچے دب جاتی ہے جس سے آنکھ کا ڈھیلا نیچے آ جاتا ہے، گاہے بصارت میں فرق آ جاتا ہے، اور مریض بھینگا ہو جاتا ہے، اکثر اوقات سر کے تالو جو نسبتہً بڑے ہوتے ہیں، موجی حرکت پائی جاتی ہے، سر کی جلد تنی اور پتلی ہوتی ہے جسمیں وریدیں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ بال بہت کم اور باریک ہو جاتے ہیں، چہرہ کی شکل مثلث سی ہو جاتی ہے جسکا قاعدہ پیشانی اور راس ٹھوڑی ہوتا ہے، گاہے دردسر اور دوران سر کی شکایت ہوتی ہے عقل کمزور ہوتی ہے نیند کم ہو جاتی ہے، اور بچہ دن بھر نیم غنودگی کی حالت میں پڑا رہتا ہے، بچہ چڑچڑا اور پست ہمت ہوتا ہے، سونے میں دانت پیستا ہے، بھوک بہ زیادتی ہوتی ہے۔ گاہے قے اور اسہال آتے ہیں، مگر اکثر قبض کی شکایت رہتی ہے، چلنے پھرنے پر قادر نہیں ہوتا، یا بہت دیر میں چلنا سیکھتا ہے، اگر اسکی چال میں فتور رہ جاتا ہے، مرض کی ترقی کی صورت میں ناک اور لب کو نوچتا ہے، آخر میں نقاہت کا غلبہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے سبات، تشنج ہو کر یا حبس تنفس ہو کر مر جاتا ہے۔ اس مرض میں صحت کمتر ہی ہوتی ہے، اور عموماً بلوغ سے پہلے ہی مریض ختم ہو جاتا ہے

اصول علاج بقول گیلانی "اس مرض کے علاج میں کامیابی مشکل ہے، بہر صورت اخراج مائیت کی کوشش کیجائے" عمل بزل کیا جائے یعنی آلہ میل تہان سے پانی نکالا جائے، امالہ کے لئے گردن پر زخم ڈالا جائے، مدرات استعمال کئے جائیں عام تقویت بدن استعمال کئے جائیں، غذا زود ہضم اور کثیر التغذیہ کھلائی جائیں +

رطوبت جب ہوا کے اندر موجود ہو تو موسم نہایت خوشگوار ہوتا ہے اگر اس سے ہوا کے اندر رطوبت کم ہو جائے تو ہمارے جسم کے اندر سے پانی بخارات بن کر ہوا میں شامل ہوتا رہتا ہے اور جسم خشک معلوم ہوتا ہے، لیکن جب ہوا میں رطوبت کی مقدار اس سے زائد ہو تو جسم کی رطوبت بخارات بنکر نہیں اُڑتی، بلکہ پسینہ کی صورت میں یہ پانی جسم پر موجود رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرم اور مرطوب زمانہ میں حبس کی ہمکو تکلیف زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ بارش کے زمانہ میں۔

جب ہوا میں نسبتی رطوبت زیادہ ہو تو اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ ہوا کے اندر معمولی سے زائد پانی کی مقدار بصورت بخارات موجود ہے اور اسکی وجہ سے زمین کی گرمی باہر جلد نہیں خارج ہوتی، اسی حرارت کیوجہ سے پسینہ نکلتا ہے، اور ہوا کے اندر رطوبت موجود ہونیکی وجہ سے بخارات میں تبدیل ہوکر غائب نہیں ہوتا، سرد ممالک میں اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ مگر گرم ممالک میں حبس کی تکلیف پیدا ہوجاتی ہے اگر ہوا کی حرارت کم ہوجائے تو ظاہر ہے کہ اسکے اندر بخارات نسبتی طور پر بڑھ جائینگے کیونکہ سرد ہوا میں بخارات کی کلی مقدار کم ہوجاتی ہے، یا جب ہوا ٹھنڈی ہوجاتی ہے تو اسکے بخارات زمین پر بصورت شبنم کے گر پڑتے ہیں۔

کسی مقام کا درجۂ حرارت اس گرمی کو ظاہر کرتا ہے جو ہوا کے اندر موجود ہوتی ہے۔ اوپر ذکر کردہ اسباب پر بھی اس گرمی کی کمی و بیشی کا انحصار ہوتا ہے۔ یہ اسباب اکثر باہمی طور پر بھی موثر ہوتے ہیں۔

ہندوستان میں مختلف حصص کی آب و ہوا مختلف ہے۔ جسکے متعلق ہم اس وقت بحث نہیں کرنا چاہتے مگر اتنا بتانا ضروری ہے کہ کسی مرض سے اچھا ہونیکے بعد بچوں کو سمندر کی فضا کے قریب لیجانے سے ان میں چستی پیدا ہوتی ہے بھوک بڑھجاتی ہے اور صحت کا اعادہ جلد ہوتا ہے۔

امراض صدر کے لئے پہاڑوں، مثلاً کشمیر، نینی تال، الموڑہ، دھرم پور وغیرہ کی آب و ہوا بہترین ثابت ہوتی ہے۔

چیچک

از جناب حکیم سید محمد حسن صاحب طبیب سرکاری صدر شفاخانہ یونانی بھوپال

چیچک کو عام طور پر ایک میعادی مرض خیال کیا جاتا ہے اس لئے اکثر لوگ اس کا کوئی خاص علاج نہیں کرتے ہیں بلکہ اسکو دیوی کا ...سمجھ کر گنڈے تعویذ کرتے ہیں اور تعلیمیافتہ طبقہ کے بھی کم لوگ اسکے شافی علاج کے قائل ہیں۔ چونکہ اسکے ٹیکہ کی بانی ایک ہندو عورت سیتلا نامی ...ی جاتی ہے جس نے عمل تلقیح (ٹیکہ) میں بڑی کامیابی حاصل کی تھی اس لئے لوگوں نے اسکو مادر مہربان کے نام سے بچوں کا محافظ مانا اور ماتا ...نام سے اسکو ایک دیوی قرار دیدیا جسکی ابتک پوجا کرتے ہیں اور اس خیال کے اس قدر حامی ہیں کہ جب تک ماتا گھر میں رہتی ہے گوشت مچھلی کا گھر ...لانا اسکی دل شکنی کا باعث خیال کرتے ہیں چنانچہ اگر چیچک وقت پر ڈہل جاتی ہے تو خوشی کیساتھ ماتا دیوی کا گھر سے چلا جانا خیال کیا جاتا ہے اور اگر ...علنے میں غیر معمولی دفعہ ہوجاتا ہے یا چیچک میں کوئی خرابی پیدا ہوجاتی ہے تو وہ "ماتا" کی ناراضی اور ضد پر محمول کیا جاتا ہے اور عوام کا یہی خیال ہے کہ جب ماتا ...میں داخل ہوتی ہے تو پہلے گھر والوں میں سے کسی کو اسکی آمد کا خواب نظر آتا ہے اور جس رات کو ماتا ڈہلتی ہے تو کسی عورت کا گھر سے چلا جانا خواب میں معلوم ...ہوتا ہے۔ پس ان باطل عقیدوں اور بے سروپا اصولوں سے مرض چیچک کا صحیح اور فی الوقت علاج نہ ہونے سے بہت سے شاخسانات پیدا ہوکر ایسے بُرے ...نتائج پیدا ہوتے ہیں جو مدت العمر اصلاح پذیر نہیں ہوتے، چنانچہ اکثر مریضوں کی آنکھوں میں چیچک کے زخم رہ جاتے ہیں اور پھلی پڑجاتی ہے بعض بچوں کی ناک کا ...بانسہ سڑجاتا ہے بعض کے زخم خراب ہوکر ناصور بن جاتے ہیں بعض مریض عدم تدابیر کے سبب بہرے گونگے فالج زدہ نظر آتے ہیں بہت سے مریض بحالت ...خناق ،مونیا، سرسام، ام الصبیان، سرخبادہ وغیرہ میں مبتلا ہوکر راہی ملک عدم ہوجاتے ہیں لہذا اس مرض میں علاج کی جانب سے غفلت کرنا ...ان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، وقتی اور بہتر تدابیر نہ ہونے سے سخت نقصان پہنچتا ہے اور سینکڑوں عزیز جانیں توہم پرستی کے دیوتا کی بھینٹ چڑھکر ...والدین کو داغ مفارقت دیجاتی ہیں پس جسوقت اس مرض کی وبا عام طور پر پھیلی ہوئی ہو اور ابتدائی بخار شروع ہو تو فوراً ہی کسی قابل طبیب سے مشورہ ...کرنا چاہیئے اور قبل از ظہور مرض حفظ ماتقدم کی تدابیر پر عمل کرنا مناسب ہے۔

"چیچک کی تعریف"

اطبا کے نزدیک چیچک ایک شدید وبائی بخار ہے جس میں بدن پر خاص قسم کے دانے نکلتے ہیں، چنانچہ جس بستی اور جس گھر میں یہ مرض پھیلتا ہے ...اس کے اکثر لوگ اسکی چھوت و وبائیت سے مبتلائے مرض ہوجاتے ہیں

اسباب

خون میں جوش و تعفن کا پیدا ہونا، چیچک کی چھوت لگنا، ہوا میں عفونت کا پیدا ہونا، تغیر موسم گرما، طبیعت کا فضلات کو خارج جلد کی طرف سے ...ان دفع کرنا، گرمی میں رہنا، اور گرم اشیا کھانا، بدن میں اخلاط فاسدہ کا موجود ہونا۔

علامات بروز چیچک

بخار آنیسے پہلے اعضا میں گرانی اور ماندگی پیدا ہوتی ہے، ۱ یا ۲ دن کے بعد لرزہ دیکر بخار چڑھتا ہے متلی، درد پشت، درد کمر، درد سر، گرانی ...ناک کا کھجلانا اور آنکھوں سے اور ناک سے پانی بہنا، دانے نکلنے کے قریب رخسار کے سرخ ہونا، رخساروں کا تمتمانا، نیند میں ڈرنا اور چونکنا اعضا پر ...تیج پیاس اور منہ میں خشکی، ہذیان، بیہوشی اعضا کا اینٹھنا، دکا نپنا، غذا سے تنفر ہونا، ۱۰۴ سے ۱۰۶ تک بخار ہونا، سانس میں تنگی، یہ سب اسکے کلی اور اکثری ...علامات ہیں، جو بعض مریضان میں ان میں کی اکثر اور بعض میں باختلاف مادہ کے مطابق کم تر ظاہر ہوتی ہیں

شہید آسیب


بچہ اَلا بَلا کھا رہا ہے لیکن ماں کو ذرا بھی
احساس نہیں
بیمار ہوا تو سب پریشان ہیں !
بچّہ بیماری سے تڑپ رہا ہے لیکن مُلّا جی
آسیب کو دُور کر رہے ہیں !
نتیجہ ظاہر ہے !
چند دِن رو دھو کر بیٹھ رہیں !
SAM/-35

ں جاتی ہو، ایام چیچک میں اونٹ کا دودھ تین چار ماشہ یا زیادہ حسب عمر جوان و بچوں کو تین روز تک پلادیں اس سے بھی چیچک نہیں نکلتی ہے یا کم نکلتی ہے۔
سات عدد مروارید ناسفتہ بچوں کو کھلانے سے چیچک نہیں نکلتی ہے جوان آدمی کے لئے نصف ماشہ سچے موتی نگلوا دئے جائیں۔
خوش قطعہ اور معتدل ہوادار صاف ستھرے مکان میں بود و باش اختیار کریں، گندگی اور کوڑے کرکٹ سے مکانات کو صاف رکھیں ٹھنڈے خوشبودار بخور گھروں میں روزانہ سلگاتے رہیں۔ تازہ پانی سے بچوں کو روزانہ غسل دیتے رہیں۔ گرم ہوا، دھوپ گرمی، گرم غذاؤں و دواؤں گوشت شراب مٹھائی، خرما، شہد، انگور، خربوزہ، انجیر و دیگر مولدات خون و تر چیزوں سے بچوں کو پرہیز کرائیں۔ سرکہ در و دیوار پر چھڑکیں اور سونگھیں اور کھلاتے رہیں ترنس، عطر گل، عطر گلاب، عطر برگ حنا کپڑوں و بستروں پر ملتے رہیں۔

ضروری علاج بحالت چیچک

جب چیچک نکل آوے تو عناب تین دانہ عرق گاؤزبان تین تولہ، عرق کو تین تولہ میں پیس کر صاف کرکے قدرے شکر ملا کر خاکسی ۳ ماشہ پھانک کر پلادیں۔ ابتداء سے لیکر دانہ بھرنے کے بعد تک ذیل کا نسخہ پلاتے رہیں، اس سے ہر حالت میں نفع ہوتا ہے۔ بیخ کیوڑہ ۳ ماشہ عناب دو دانہ ریشا منترہ ۱ ماشہ، خاکسی دو ماشہ جوش دیکر صاف کرکے شربت نیلوفر ۲ تولہ ماشہ ملا کر صبح و شام پلاتے رہیں۔ اگر دانہ کم ابھریں اور رفع قبض و فتح مسام کی ضرورت ہو تو نسخہ بالا میں منقیٰ ۵ دانہ، انجیر زرد ایک عدد کا اضافہ کردیں۔ اگر پیاس ہو تو برگ شاہترہ کا اضافہ کریں گل بنفشہ، املی اسی میں اضافہ کردیں۔ ابتدائے مرض میں عرق عناب ترنج بیخ ملا کر مریض کو صبح و شام بطور دوا کے پلائیں۔ یہ پانی نہایت اس مرض میں عظیم النفع ہے۔ ابتدائے مرض سے دانہ نکلنے تک ذیل کا نسخہ دیا جاتا ہے جو ہمیشہ مفید پڑتا ہے اور دانے اچھی طرح نکلتے ہیں نیز مسامات کھل جاتے ہیں تبدریج دانے نکلتے ہیں اور ہر عضو رئیسہ کو تقویت پہنچتی ہے، روزانہ اجابت بھی ہو جایا کرتی ہے۔

نسخہ :- خمیرہ مروارید ایک ماشہ ہمراہ خاکسی دو ماشہ، عناب دو دانہ، منقیٰ ۵ دانہ، گل سوس منقیٰ ۱ ماشہ پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور دن میں تین مرتبہ پلادیں۔ چیچک نکلنے میں جب سوزش اور کرب و بےچینی اور خفقان عارض ہو تو خمیرہ گاؤزبان مروارید ناسفتہ نصف ماشہ سودہ۔ ورق نقرہ کلاں ایک شربت عناب انوانہ شربت کیوڑہ ایک تولہ۔ عرق بید مشک دو تولہ، عرق نیلوفر دو تولہ میں حل کرکے خاکسی دو ماشہ چھڑک کر پلادیں۔ تفتیح مسام اور خروج چیچک کیلئے خاکسی بدن اور بستر پر چھڑکیں، طاقت بحال رکھنے اور تقویت اعضائے رئیسہ کیلئے خمیرہ مروارید ۲۔۲ ماشہ صبح و شام بچہ کو دیتے رہیں بحالت گھبراہٹ و شدت کرب عرق بید مشک یا عرق صندل میں کپڑا تر کرکے سینہ و دل پر رکھیں جب دانے خشک کرنا منظور ہوں تو خاکستر اپلے چھلنی مریض کے بستر پر بچھادیں، اور اگر دانوں میں خارش ہو تو پانی گرم (جو ٹھنڈا کیا ہو) ، بھوسی پستہ یا منڈی کی بدن پر ڈھوئی دیں۔ ہاتھوں پر تھیلیاں باندھیں تاکہ بچہ کھجلا نہ سکے۔ اگر زخم ہو کر عفونت پیدا ہو جائے تو قدرے کافور روغن دلیودا میں ملا کے لگائیں۔ یا مرہم کافوری روغن گل زخموں پر ملیں۔ یا سفیدہ کاشغری یا نشاستہ چھڑکیں مریض کی آنکھوں کو تازہ پانی سے چندبار دھلاتے رہیں بلکہ سرمہ لگادیں، ناک کی خشکی اور خراش دور کرنے کیلئے روغن گل نتھنوں میں لگائیں۔ ڈھلنے کے بعد پپڑی (کھرنڈ) نکلنے کیلئے تل کا تیل اور قدرے پانی ہاتھوں میں چپڑ کر بدن پر ملدیں۔ دانے خشک ہو کر دب جاویں تو کرنجوہ کی پتی بستر پر بچھا کر بچہ کو اس پر لٹادیں۔

ضروری احتیاطیں بحالت مرض

مریض کو ہلکا کپڑا اڑھائے رکھیں، ٹھنڈی ہوا سے بچائیں، بہت ٹھنڈا پانی اور برف کا پانی نہ پلادیں، پنکھے سے ہوا نہ کریں، بہت سرد مقام و دریا میں مریض کو نہ رہنے دیں، مریض کے کمرہ میں معتدل تازہ ہوا آنے دیں، اور ٹھنڈی خوشبویات جیسے برادہ صندل گلاب کافور وغیرہ سلگا کر ہوا کو صاف کرتے رہیں، قدرے سونا (طلا) نیلے کپڑہ میں باندھ کر بچہ کے گلے میں لٹکائیں، اندھیرے کمرے میں شور و غل سے بچاکر مریض کو لٹائیں چھاؤ کی لکڑی کے پانی میں کرتہ رنگ کر بچہ کو پہنادیں، زیادہ بات چیت نہ کریں اور نقل و حرکت کی تکلیف نہ پہنچاویں سکون لیٹا ہوا بیٹھا رہنے دیں۔

مریضان چیچک کی غذا و پانی مسور یا مونگ کی دال پکا کر اسکا پانی، دودھ اونٹا ہوا، فیرنی، آش جو، قدرے میٹھی روٹی، ڈبل روٹی، بسکٹ، مونگ و مسور کی کھچڑی، بھنے ہوئے چنے، تھولی، شیر برنج، چاول شکر میں پکے ہوئے، سیر منت کی مٹھائی کی ٹکیاں۔ منقیٰ، تازہ صاف سادہ پانی پلائیں یا بجائے پانی کے عناب کا عرق، نیلوفر کا عرق یا گاؤزبان کا عرق ملائیں۔

بخار [illegible] تیسرے یا چوتھے دن جب بخار کم ہو جاتا ہے تو دانے بدن پر ظاہر ہونے ہیں جو پہلے پیشانی اور رخسارہ پر یا پشت [illegible] ایک دو دن میں [illegible] دانوں میں پیپ پڑ جاتی ہے تو بخار تیز ہو کر بتدریج اُتر جاتا ہے، عموماً ۱۱ دن سے چودہ دن کے ڈھلک جاتے ہیں [illegible] تیسرے چوتھے دن پھنسیاں نمودار ہو کر دسویں دن تک بخار اُتر جاتا ہے

علاماتِ ردیّہ

[illegible] بخار [illegible] بدن شدت اختیار کرے بے چینی ہذیان غنودگی زیادہ ہو جائے [illegible] بہت [illegible] دانوں میں خون ہو یا دانے سیاہ پڑ جائیں، بار بار ام الصبیان کے دورے پڑیں، گلا بند ہو غیر معمولی دست جاری [illegible] کی علامات ہیں۔

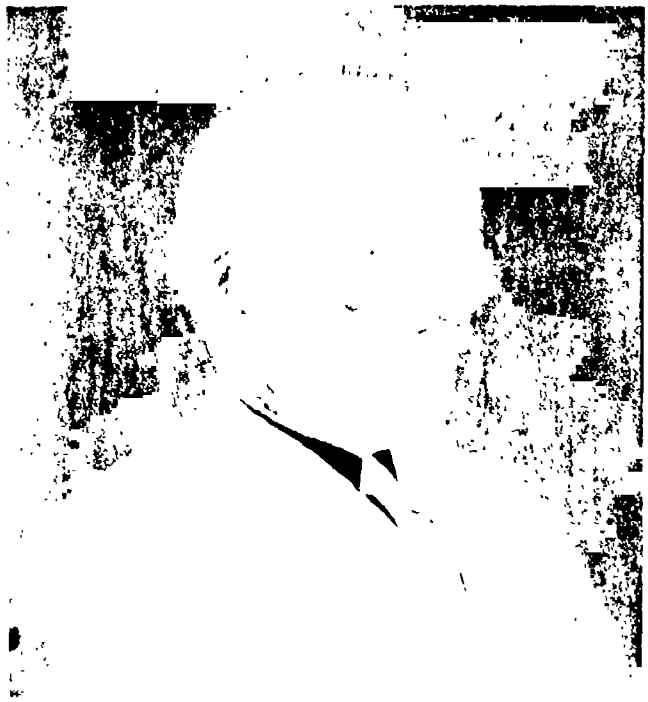
ٹیکہ اور تدابیر حفظ ما تقدم

ٹیکہ اس مرض کے حملہ کو روکنے کے لئے ایک تجربہ شدہ علاج ہے۔ قدیم زمانہ میں مادہ چیچک سے ٹیکہ لگانا ہندوستان اور چین میں رائج تھا اب اس زمانہ [illegible] کے اسلاد میں جس کامیابی سے ترقی حاصل کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ ٹیکے سے دنیا کا بچہ بچہ واقف ہو چکا ہے [illegible] بنیادی [illegible] پر عام ٹیکے کے علاج کا عظیم الشان قصر تعمیر ہوا ہے اور دن بدن آگے اس قدر بڑھ رہی ہے کہ کوئی تعجب نہیں [illegible] دوا کا بذریعہ [illegible] استعمال [illegible] ہو جائے، ٹیکہ لگانے سے یا تو چیچک نکلتی ہی نہیں یا نکلتی ہے تو بہت کم [illegible] رہنے اور چیچک زدہ مقامات پر جانے میں کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا۔ ٹیکہ [illegible] چیچک [illegible] پیدا ہو جاتی ہے [illegible] [illegible] نکلنے نہ پائے

[illegible] اس وقت ٹیکہ لگانا بہتر ہے [illegible] ٹیکہ کامیاب [illegible] پھر عمدہ ٹیکہ لگا سکتے ہیں، ماہ چیت [illegible] ٹیکہ کی [illegible] سے پہلے لگا کر مناسب [illegible] کے ایام میں بچوں کو ٹھنڈی اور مقوی دل دوائیں جیسے شربت [illegible] شربت [illegible] عرق کیوڑہ عرق نیلوفر عرق نیلوفر عرق گلاب عرق بید مشک پلاتے رہیں۔ [illegible] گل لالہ اس مرض میں [illegible] الاثر ہیں چنانچہ کیوڑہ کی لکڑی کے برادہ کو پانی میں جوش دیکر صاف کر کے شکر ڈال کر قوام بنالیں اور [illegible] صبح و شام پلائے [illegible] اگر چیچک سے پہلے اس کا استعمال شروع کرینگے تو چیچک نہیں نکلیگی اور اگر بخار کی حالت میں دینگے تو [illegible] جائیگا [illegible] گئے تو جتنے دانے نکلے ہیں وہ ہی رہ جاتے ہیں دوسرے دانے نہیں [illegible] اور بچہ [illegible] تندرست اس مرض سے نجات پا [illegible] شربت گل لالہ کی ہیں، بلکہ اس سے زیادہ مفید و موثر ہے، پھل وغیرہ سرد و خشک [illegible] جیسے فالسہ [illegible] نارنج [illegible] پالک کا ساگ، لوکی وغیرہ۔ [illegible] کا دانہ جسکی ہند [illegible] تھوڑا سا [illegible] تو چیچک آسانی کیساتھ بہت کم نکلتی ہے یا نکلتی ہی نہیں ہے [illegible] دودھ کو سایہ میں خشک کر کے چنے کے برابر گولیاں بنالیں [illegible] ۲۱ دن تک روزانہ بچہ کو کھلا [illegible] بچوں کو ایک ہفتہ تک پلائیں اس سے بھی چیچک قطعاً نہیں [illegible] ہفتہ تک [illegible] روزانہ کھلاویں اور بچہ بڑا ہو [illegible] کم نکلتی ہے [illegible] روزانہ بچہ کو [illegible] تو اس سے [illegible] نکلنے سے پہلے [illegible] نکلتی ہے یا نکلتی ہے تو خفیف

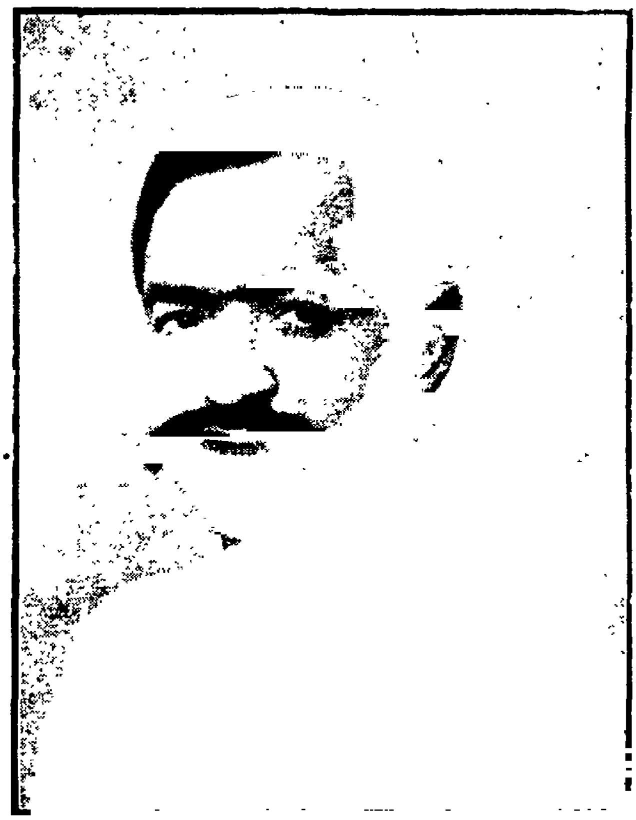
"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number,"
July 1935.

ہمدرد صحت - دہلی
اشاعت خاص
" الاطفال "



ڈاکٹر بی - ایم شرما
ایم - ایس - ایم - ڈی (ہیڈلبرگ)
پروفیسر و سرجن طبیہ کالج دہلی -

Dr. B. M. SHARMA,
M. S. M. D. (*Heidelberg.*)
Professor and Surgeon,
Tibbia College, DELHI.



حکیم مولوی عبداللطیف صاحب
پروفیسر طبیہ کالج علیگڑھ ۔

Hakim Molvi ABDUL LATIF,
Prof. Tibbia College, ALIGARH.

مُرضِعہ

(دودھ پلانے والی)

ازجناب حکیم مولوی محمد عبداللطیف صاحب لکھنوی لکچرار طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

بچے کی پرورش اگر اُسکی ماں کے دودھ سے کیجائے تو زیادہ بہتر اور مناسب ہے کیونکہ یہ بچے کے سابق اجزاء غذائی سے بہت مشابہ ہوتا ہے۔ سابق غذا رحم میں ماں کا دم طمث تھا۔ اب وہی دودھ کیجانب مستحیل ہوجاتا ہے۔ اسی وجہ سے بچہ پستان کی طرف زیادہ متوجہ اور مانوس ہوتا ہے یہاں تک کہ اذیت و تکلیف کے وقت حلمۂ ثدی کو اس کے منہ میں دیدینا باعثِ سکون ہوتا ہے' نیز بچے کے مزاج پر دودھ کا زبردست اثر پڑتا ہے۔ اور یہ امر بھی مسلم ہے کہ مزاج کی تبدیلی سے اخلاق، دماغی حالات ہیئت و شکل اور جسمانی صحت۔ ان تمام امور میں تغیر پیدا ہوسکتا ہے۔ علاوہ بریں ماں کے دُودھ کے ساتھ بچے کے اعضاء کو جو مشابہت ہوتی ہے۔ دوسری مُرضعہ میں اس کا فقدان ہوتا ہے۔ لیکن آج کل کی تہذیب نے عورتوں کو مجبُور کر دیا ہے کہ بچے کو دودھ پلانا اپنی صحت و تندرستی کے منافی سمجھیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل نہ صرف ان کی صحت کے لئے مضر ہے بلکہ وہ آئندہ نسل کو دماغی و جسمانی نشوونما سے محروم کرتی ہیں اور اختلاف مزاج کی ایک خلیج اپنے اور اولاد کے درمیان حائل کردیتی ہیں جس کا اثر مستقبل کے لئے ضرر رساں ہوتا ہے۔ مگر جب تک ماں کے ثدیین میں امتلائی درد ہو اسوقت تک بچہ کو اسکے دُودھ سے محفوظ رکھا جائے۔ ماں کا دودھ مختلف تدابیر سے خارج کیا جائے۔ یہاں تک کہ تکالیف میں کمی ہوجائے۔ اس اثنا میں۔ بچہ کو شہد چٹایا جائے یا ماءالعسل پلایا جائے +

ماں کے دودھ پلانے میں کسی مرمانع کا موجُود ہونا

اس حقیقت سے بھی کبھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مائیں اسقدر خراب صحت کی حامل ہوتی ہیں کہ بچے کو دودھ پلانا تو درکنار ان کے لئے خود اپنی زندگی کا برقرار رکھنا دشوار ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی صُورت میں بچے کو اچھی غذا سے سیراب کرنا غیر ممکن امر ہے۔ لہٰذا ماں اور بچے دونوں کے لئے یہ دودھ مضرت رساں ثابت ہوتا ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ کوئی اور مرضعہ (دودھ پلانے والی) تلاش کیجائے۔

مرضعہ کی صفات

بچے کو جس مرضعہ کے سپرد کیا جائے اسمیں عمر، جثہ، اخلاق، پستان کی ساخت۔ کیفیت لبن، مدت ولادت، جنس مولود، اور اسکی عام صحت کے لحاظ سے چند خاص صفات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

عمر۔ ۲۵ سے ۳۵ سال کی عمر زیادہ مناسب سمجھی گئی ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ صحت و تندرستی کے لحاظ سے بہترین شمار کیا گیا ہے۔

جثہ۔ رنگ سُرخی مائل، گردن قوی، سینہ چوڑا، عضلات بڑے۔ گوشت سخت۔ بدن گداز، جسم چربی سے خالی اور گوشت سے پر ہو۔

اخلاق۔ اخلاق حسنہ سے اسکو متصف ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا نہو تو مزاج کا ردی ہونا لازمی نتیجہ ہے جس سے دودھ کا خراب ہونا یقینی امر ہے۔ کیفیات نفسانیہ مثلاً غم و غصّہ، حزن و ملال سے بہت کم متاثر ہوتی ہو۔ کیونکہ ان تمام صفات کا بچے میں منتقل ہونا ممکن ہے۔ اسی لئے قانون محمدی میں مجنونہ کا دودھ پلانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ مرضعہ کے بُرے اخلاق کا بچہ میں انتقال کبھی بذریعہ دُودھ اور کبھی بطریق تربیت ہوا کرتا ہے۔

پستان۔ مرضعہ کے پستان بڑے اور گٹھے ہُوئے ہونے چاہئیں تاکہ ان میں دُودھ کی زیادہ مقدار پیدا ہوسکے

لیکن بہت زیادہ بڑے بھی نہیں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں جتنا مادہ دودھ بننے کیواسطے حاصل ہوتا ہی اس میں حرارت غریزی کا تصرف کثرت مادہ کی وجہ سے مکمل نہیں ہوتا۔ ثدی کو سختی و نرمی میں معتدل ہونا چاہیئے +

کیفیت لبن۔ دودھ کا قوام اور اس کی مقدار دونوں معتدل ہوں کیونکہ اعتدال قوام نضج کامل کی دلیل ہے اور مقدار کی قلت یُبس مزاج اور ضعف قوت پر اور اس کی کثرت افراط رطوبت پر دال ہی۔ دودھ کا رنگ سفید ہونا چاہیئے کیونکہ یہ صفت کمال نضج کیوجہ سے پیدا ہوتی ہی۔ اسکے علاوہ دیگر الوان غیر طبعی ہیں۔ چنانچہ اس کا مٹیالا ہونا برودت کی دلیل ہی۔ سبزی کثرت سودا اور ایسے جمود کی خبر دیتی ہی جو سیاہی کی حد کو نہ پہونچا ہو۔ زردی کثرت صفرا کے باعث لاحق ہوتی ہی۔ سرخی کی طرف مائل ہونا قوت مغیرہ کے ضعف کیجانب رہنمائی کرتا ہی۔ دودھ کا رائحہ خوشگوار ہونا چاہیئے۔ اسکی حموضت (کھٹاس) اور عفوصت (کھٹاپن) قصور حرارت اور خلط بارد پر دال ہے۔ اس کا مزہ شیرینی کیجانب مائل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ جودت دم اور نضج فاضل کی دلیل ہی۔ اسکے علاوہ اور ذائقے طبعی معیار سے گرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مرارت (کڑواپن) غلبۂ صفرا پر، (ملوحت نمکینی) بلغم شور پر اور حموضت بلغم یا سودا۔ حامض پر دال ہے۔ دودھ کے تمام اجزار میں یکسانیت ہونی چاہیئے نہ وہ بہت زیادہ رقیق و سیال ہو نہ غلیظ و جبنی کثیر الرغوہ یا مختلف الاجزا ہونا بھی ردی ہی۔ دودھ کے قوام کی نوعیت کے متعلق صحیح فیصلہ کرنے کے لئے چند طریقے ہیں:۔ (۱) دودھ کا ایک قطرہ ناخون پر ٹپکایا جائے۔ اگر وہ پھیل جائے تو رقیق اور باوجود حرکت دینے کے بھی وہ قطرہ کی صورت میں قائم رہے تو غلیظ ہی۔ (۲) کسی شیشے میں ذرا سا دودھ ڈالا جائے اور ایک رات گذرنے کے بعد اس کا معائنہ کیا جائے، اگر مائی حصہ منجمد حصہ سے زیادہ ہو تو وہ رقیق۔ منجمد حصہ مائی حصہ سے زیادہ ہو تو غلیظ اور دونوں حصہ مساوی ہوں تو معتدل القوام ہی۔ (۳) سرکہ کا ایک قطرہ دودھ کے ایک قطرہ کے ساتھ ملایا جائے اور اس کی مائیت و جبنیت کا اندازہ اور رقت و غلظت کا فیصلہ کیا جائے +

مدت ولادت۔ وضع حمل کی مدت کے لحاظ سے کم از کم ڈیڑھ یا دو ماہ کا فصل ہونا چاہیئے تاکہ دودھ فضولات سے پاک صاف ہو چکا ہی۔ بہت زیادہ عرصہ یعنی سال ڈیڑھ سال گذر جانے پر مرضعہ کی طبیعت جید لبن کی تولید کے جانب مائل نہیں ہوتی۔

جنس مولود۔ اس اعتبار سے ایسے مرضعہ کا دودھ پلایا جائے جس کا بچہ مذکر ہو۔ بعض اطبا نے یہ بھی لکھا ہی کہ لڑکے کیواسطے ایسی عورت مناسب ہے، جس کا بچہ نرینہ ہو اور اسی طرح لڑکی کے لئے ایسی مرضعہ درکار ہی جس کا بچہ مونث ہو۔ اسقاط حمل کا دودھ زیادہ قوی اور جید نہیں ہوتا و نیز جو عورتیں اسقاط کی عادی ہیں ان کا دودھ بھی مناسب نہیں ہی۔ کیونکہ اسقاط حمل عموماً رحم کے کسی خرابی کے باعث ہوتا ہی اور یہ صورت بشر کی طور پر ثدیین کو بھی متاثر کر دیتی ہے +

صحت۔ مرضعہ کی صحت کے متعلق یہ فیصلہ کرنا ضروری ہی کہ اس کی صحت کا کیا حال ہی، سل و دق میں تو نہیں مبتلا ہی آتشک کے لئے واسرمانی امتحان کے ذریعہ اطمینان کر لینا ضروری ہی۔ اگر کسی اور مرض مثلاً سوء مزاج۔ درد پستان کی تکلیف ہو تو تاوقتیکہ صحت حاصل نہ ہو جائے دودھ سے پرہیز لازم ہی۔

مرضعہ کیلئے ھدایات۔ مرضعہ کو روزانہ معتدل قسم کی ریاضت کا حکم دینا چاہیئے۔ سریع الہضم اور مولد دم غذائیں کھلائی جائیں۔ روٹی ایسے گیہوں کی ہو جو بہت زیادہ پرانا اور نہ نیا ہو۔ جوار کی روٹی میں بھی کوئی حرج نہیں ہی۔ بکری کا یکسالہ بچہ۔ مچھلی جس کا گوشت نہ تو بہت سخت اور نہ اس میں بساندھ ہو۔ تیتر۔ مرغی کے چوزے ان تمام چیزوں کے شوربے بہ نسبت بھنے ہوئے گوشت کے زیادہ بہتر ہیں۔ انڈے کی زردی اکا ہو، سیب۔ ناشپاتی، انار شیریں، انگور۔ انجیر بادام۔ فندق۔ اور پستہ مرضعہ کے لئے مناسب اشیا میں سے ہیں۔ ترکاریوں میں سب سے زیادہ مضر تیرہ تیزک رائی اور بادروج ہے۔ کیونکہ انکے کھانے سے دودھ فاسد ہو جاتا ہی۔ پودینہ دودھ کو خشک کر دیتا ہی۔ اس لئے اس سے بھی پرہیز لازم ہی۔ مرضعہ کو جماع سے محفوظ رہنا چاہیئے، اس سے خون میں ہیجان پیدا ہوتا ہی جسکی بنا پر دودھ اپنی طبعی حالت پر نہیں رہتا۔ نیز دودھ کی تولید میں کمی واقع ہوتی ہی۔ علاوہ بریں حمل کا بھی خطرہ رہتا ہی، ظاہر ہی کہ اس حالت کا دودھ بچے کے لئے سخت مضر ہی کیونکہ حالت حمل میں خون کا بیشتر حصہ جنین کے تغذیہ میں صرف ہو کر مادۂ لبن کو کم کر دیتا ہی۔ نیز دودھ میں تجبنی کیفیت پیدا ہو جاتی ہی

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number,"
July 1935.

ہمدرد صحت ۔ دہلی
اشاعت خاص
"الاطفال"



لفٹننٹ کرنل
ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب
ایم۔ بی۔ سی۔ ایچ۔ بی (ایڈنبرا)
ایم۔ ڈبلیو۔ ایل۔ ایس۔ آر (برلن)
حیدرآباد دکن

Lt.-Col. Dr. Mohd. Ashraful Haq,
M.B.Ch.B. (*Edin.*)
M.W.L.S.R. (*Berlin.*)
HYDERABAD (Deccan)



حکیم ڈاکٹر مولوی
لطافت حسین صاحب
راشد صاحب میڈیکل آفیسر
رہتی۔

Hakim Dr. Molvi
Latafat Husain, "Rashid,"
REHTI.

دودھ کی رقت کی حالت میں مرضعہ کو آرام وسکون کی ہدایت کی جائے۔ کثرت حرکات سے روکا جائے۔ ادمولد دم غلیظ اشیاء مثلاً بھیجا۔ کلے پائے وغیرہ استعمال کرلئے جائیں۔ شراب حلو، انگور کا رب بھی اس امر میں نافع ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر رائحہ بھی قبیح ہو تو اس کی غذا میں خوشبو دار اجزا اضافہ کئے جائیں۔

قلت مقدار کی صورت میں اس کا سبب دریافت کرنا چاہیئے۔ اگر سوء مزاج اس کا باعث ہو تو پھر یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہ حرارت تمام بدن میں عام ہے یا ثدیین کیساتھ مخصوص ہے۔ جس کا پتہ لمس بدن اور لمس ثدی کے معائنہ سے چل سکتا ہے۔ ان حالات میں کشک الشعیر اور پالک کا تغذیہ بہت مفید ہے۔ برودت مزاج اگر کمی کا باعث ہو تو غذا مائل بحرارت دیجائے۔ ثدیین پر سینگیاں لگوانا بھی نافع ہے۔ قلت لبن کے واسطے گندنہ وتخم گندنہ دونوں مجرب اور بالخصوص حال میں مفید ہیں۔ قلت غذا کے باعث دودھ میں کمی ہوئی ہو تو جو، بھوسی اور دیگر غلوں سے بنائے ہوئے حریرے استعمال کرلئے جائیں اور ان میں بیخ بادیان، بادیان۔ سویا۔ کلونجی بھی شریک کردی جائے تو بہتر ہے کیونکہ ان سے دودھ کا ادرار کثرت کیساتھ ثدیین کیجانب ہوتا ہے۔ بھیڑ یا بکری کے تھنوں کا کھانا بھی اس باب میں مجرب ہے۔ بعض اطباء نے لکھا ہے کہ لکڑی کے کیڑے کا سفوف ایک درہم یا خراطین کا سفوف ایک درہم الشعیر کے ہمراہ چند روز تک مسلسل استعمال کرنا بہت مفید ہے۔ سوئے کے ساتھ مچھلی کے سر کا جوشاندہ مزید لبن ہے۔ دس درہم گائے کا گھی یا تلون کا آٹا شراب کے ہمراہ نفع عظیم رکھتا ہے۔ روغن ناردین کا ثفل روغن زیتون اور گدھی کے دودھ میں ملاکر ثدیین پر ضماد کرنا اور جوش کئے ہوئے بیگن کا اندرونی حصہ شراب میں بھگوکر کھانا تکثیر لبن کا باعث ہوتا ہے۔ تخم گندنا یا تخم سویا۔ تخم اسپست تخم بکھپا۔ ان تمام ادویہ کو عصارۂ بادیان، شہد اور گھی کے ساتھ مخلوط کرکے استعمال کیا جائے۔ اس سے خون ثدی کی طرف سرعت کے ساتھ پہونچکر دودھ کا ادرار کرتا ہے۔

دودھ اگر اپنے کثرت کثافت کی وجہ سے تکلیف پیدا کرے تو تقلیل غذا کرنی چاہیئے۔ اور نمکین پانی پینا چاہیئے۔ نیز ایسی غذا کھائی جائے جو دودھ کو کم پیدا کرے۔ ثدیین پر زیرہ سیاہ اور سرکہ کا یا سرکہ وگل ملتانی کا لیپ کرنا یا مسور کو سرکے میں پکانیکے بعد میکر ضماد کرنا بہت نفع بخش ہے۔ پودینہ کثرت کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے +

بچے کو دودھ پلانے سے پیشتر چند دھاریں دُودھ کی خارج کر دیجائیں تاکہ بھٹنی میں جو دودھ منجمد اور فاسد ہوگیا ہے وہ دفع ہو جانے ونیز بچے کو کسی قدر شہد چٹا دیں تاکہ مری و معدہ فضول بلغمیہ سے صاف ہوجائے۔ مرضعہ اپنے ہاتھ سے پستان کو دبائے ہوئے بچہ کے منہ میں دے جس کا فائدہ یہ ہے کہ بچے کو سختی کے ساتھ نہیں چوسنا پڑتا اور اس طرح وہ حلق و مری کی تکلیف سے محفوظ رہتا ہے علاوہ بریں یہ بھی ممکن ہے کہ ثدی کے وزن سے بچے کا مجری تنفس بند ہوکر اس میں اضطرابی حالت پیدا ہوجائے۔ مرضعہ کو قوی اور تیز ادویہ سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا اثر دودھ کے ذریعہ بچے تک منتقل ہو سکتا ہے اسی لئے مرضعہ اگر دوا مسہل کھالے تو بچہ بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہتا۔ نہار منہ یعنی خالی پیٹ بچے کو دودھ نہ پلائے کیونکہ ایسی صورت میں ضرورت غذائی کی وجہ سے ردی مادے ثدی کیجانب منجذب ہوجاتے ہیں۔

دودھ پلانے کے اوقات اور مدت:- بچہ کو یکبارگی زیادہ مقدار میں دُودھ نہ پلانا چاہیئے بلکہ چند مرتبہ کرکے تھوڑا تھوڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ بعض اوقات دودھ کی کثرت بچے میں نفخ، تمدد اور تولید ریاح کا باعث ہوتی ہے۔ اگر غلطی سے کبھی بچہ ان حالات میں مبتلا ہوجائے تو تا وقتیکہ یہ تکالیف رفع نہ ہوجائیں اس کو بھوکا رکھنا ضروری امر ہے! ورسلانیکی تدبیر کیجائے۔ ابتدائی ایام میں تین مرتبہ سے زیادہ دودھ نہ پلانا چاہیئے۔ کیونکہ غذا معدہ میں جلد از جلد چھ گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹے میں ہضم ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر دو غذاؤں کے درمیان کم از کم چھ گھنٹہ کا فصل ہونا چاہیئے۔ بعد ازاں مدت بتدریج وقفہ کی اس مدت کو مختصر کردینا چاہیئے۔ بچوں کا زمانہ رضاعت دو سال ہے۔ کیونکہ اس مدت میں اعضاء کے اندر صلابت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور دانتوں کی کثیر تعداد نکل آتی ہے۔ جس سے وہ دوسری غذاؤں کو مضغ اور جذب کرنے کے قابل ہوجاتا ہے۔ جسمانی ضرورت کے لحاظ سے اس مدت کے بعد تنہا دودھ تغذیہ کے واسطے کافی بھی نہیں ہوتا۔

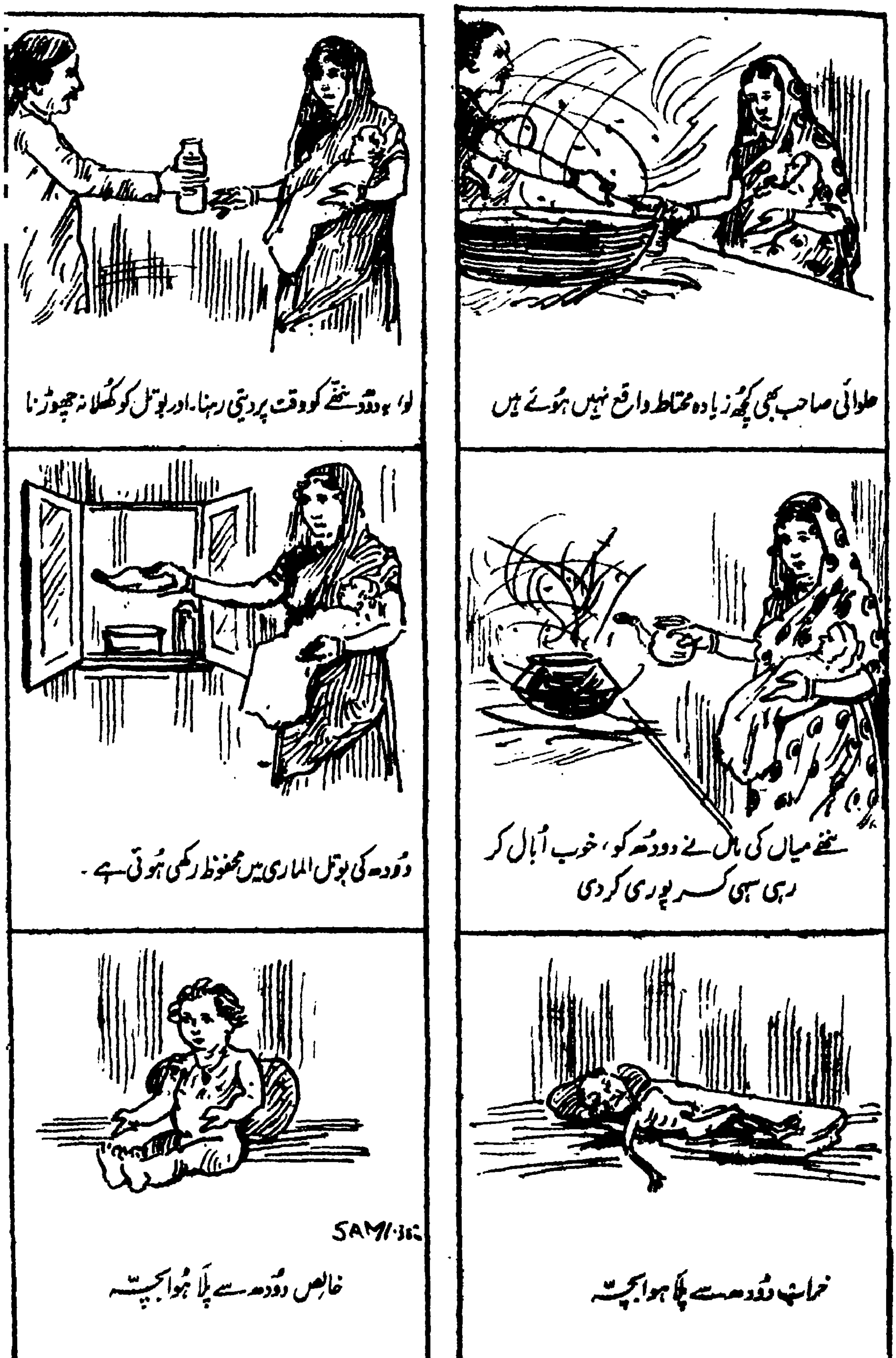
ہضم غذا کی تدبیر:- بچے کے واسطے ہضم غذا کی غرض سے دو چیزیں بہت زیادہ ضروری ہیں۔ ایک تحریک لطیف یعنی آہستہ آہستہ اس کو حرکت دینا تاکہ رطوبات فضلیہ تحلیل ہوں اور حرارت غریزی میں انتعاش پیدا ہو۔ دوسرے موسیقی جیسا کہ بچوں کو سلانے کی غرض سے اکثر ترنم کیا جاتا ہے جسکے باعث بچے کے نفس میں تفریح ونشاط پیدا ہوتا ہے رُوح کو قوت حاصل ہوتی ہے اور انہی دونوں حرکتوں کی وجہ سے اس میں آیندہ مزید ریاضت کی استعداد پیدا ہوتی ہے لیکن اسکے معنے یہ نہیں ہیں کہ دُودھ پلانے کے بعد بچہ کو زیادہ حرکت دیجائے۔ کیونکہ اس سے معدہ میں دودھ ہل جاتا ہے بلکہ گہوارہ میں آہستہ آہستہ جھلانا چاہیئے تاکہ یہ حرکت ہضم میں اعانت اور انحدار میں سہولت پیدا کرے۔ بچے کا دودھ پینے سے قبل تھوڑا سا رونا مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے مجری غذا فضلات سے پاک وصاف ہوجاتی ہے۔

مرضعہ کے دودھ کی اصلاح:- اگر مرضعہ کا دودھ صفات مذکورہ سے خالی ہو اور کوئی اور انتظام بھی ناممکن ہو تو اسی کے دودھ کی اصلاح کی جائے۔

اگر دودھ غلیظ اور کریہ الرائحہ ہو تو یہ تدبیر اختیار کرنی چاہیئے کہ اس دودھ کو علیحدہ کسی ظرف میں نکالا جائے اور چند لمحات ہوا میں رکھنے کے بعد جب اس کی بو زائل ہوجائے تو پلایا جائے۔ مرضعہ کو شراب ریحانی کا استعمال بہت مفید ہے۔

شدید الحرارت ہونے کی صورت میں مرضعہ نہار منہ دودھ ہرگز نہ پلائے۔ کیونکہ بھوک کیحالت میں اسکی حرارت اور زیادہ ہوجاتی ہے۔ سکنجبین، رقیق شراب پلائی جائے۔

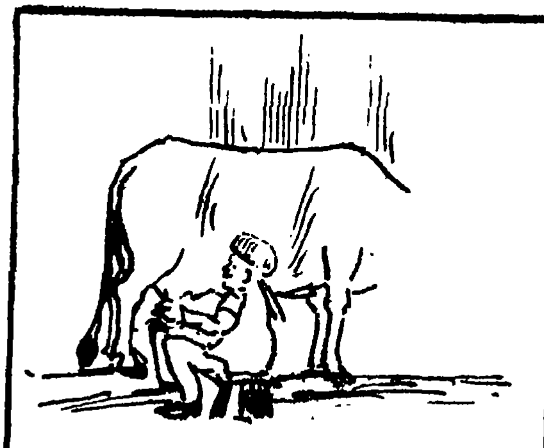
دودھ غلیظ ہو تو مرضعہ کو سکنجبین بزوری ملطفات مثلاً پودینہ کوہی، زوفا او رصعتر کے ہمراہ استعمال کرائی جائے بیخ اذخر۔ بیخ کرفس۔ بیخ بادیان۔ بیخ خربزہ۔ اصل السوس کا شربت اس غرض کے واسطے نہایت مفید ہے طریخ مچھلی جو بقدر ایک بالشت ہوتی ہے اس باب میں نافع ہے۔ ان کی غذا میں کسی قدر مولی بھی ہونی چاہیئے اس سے بھی دُودھ کی غلظت دور ہوتی ہے۔ سکنجبین و گرم پانی سے قے کرانا بھی اس مقصد کے لئے مناسب ہے، ریاضت معتدلہ بھی اخلاط غلیظہ کو قابل اندفاع بنا دیتی ہے +


حلوائی صاحب بھی کچھ زیادہ محتاط واقع نہیں ہوئے ہیں
لو، یہ دودھ ننھے کو وقت پر دیتی رہنا۔ اور بوتل کو کھلا نہ چھوڑنا
ننھے میاں کی ماں نے دودھ کو، خوب اُبال کر
رہی سہی کسر پوری کردی
دودھ کی بوتل الماری میں محفوظ رکھی ہوتی ہے۔
خراب دودھ سے پلا ہوا بچہ
خالص دودھ سے پلا ہوا بچہ

خالص اور صاف دودھ بچّہ کی تندرستی کا ضامن ہے



میلی گائے، میلی جگہ۔ میلا برتن۔ اور میلا ہی دوہنے والا۔



صاف گائے، صاف جگہ۔ صاف برتن۔ اور صاف ہی دوہنے والا



کھُلے ہوئے برتن میں گرد وغبار پہنچکر خراب دودھ کو زیادہ خراب کر رہا ہے !



خالص اور صاف دودھ ایک بوتل میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔

پچیس یا چھبیس انچ ہو جاتی ہے۔ اب وہ سہارے کے بغیر بیٹھ سکتا ہے اور تھوڑا تھوڑا رینگنے لگتا ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو اٹھا سکتا ہے۔ کبھی کبھی وہ "دا۔دا۔، ما ما" کی آوازیں بھی نکالنے لگتا ہے۔ ممکن ہے کہ اسکے ایک دو دانت بھی نکل آئیں۔ اگر صحیح طریقے پر تربیت دی گئی ہو تو اس کی آنتیں باقاعدگی کے ساتھ کام کرنے لگتی ہیں۔ نو سے بارہ مہینے تک بھی بچہ اپنے وزن میں اضافہ کرتا ہے لیکن اس قدر زیادہ نہیں جیسے کہ پہلے۔ ایک اوسط درجے کے بچے کا وزن سال بھر کی عمر میں اکیس پونڈ اور اسکی لمبائی پچیس سے تیئیس انچ تک ہونی چاہیئے۔ بڑھنے کے متعلق کوئی کسی دو بچوں کی حالت یکساں نہیں ہوتی۔ اس عمر کو پہونچکر طفولیت کے ابتدائی دور میں داخل ہوتا ہے اس حد تک کہ وہ ٹھوس غذائیں کھانے اور گائے کا دودھ پینے لگتا ہے اور عام طور پر ماں اسکا دودھ چھڑا دیتی ہے۔

اسے آہستہ آہستہ اپنا کام خود کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اوسط درجے کا بچہ ایک سال کی عمر میں کھڑا ہونے لگتا ہے اور اگر وہ موٹا تازہ اور طاقتور ہے تو چلنا بھی سیکھ جاتا ہے اب وہ ایک آدھ لفظ بھی بولنے لگتا ہے۔ اس وقت تک اسکے چھ دانت نکل آنے چاہئیں۔

دوسرے سال سے اسکی عمر کے اہم ترین سال شروع ہوتے ہیں جبکہ بہت سی عادات زندگی بھر کے لئے اختیار کیجاتی ہیں۔ ماں باپ کا یہ فرض ہے کہ بچے کے استاد بنیں اور ایک تندرست جسم اور صحیح دماغ بنانے میں اسکی رہنمائی کریں۔

بچے کی صحت کی حفاظت

بچے اکثر حالات میں بالکل تندرست پیدا ہوتے ہیں اور سوال صرف یہی ہے کہ انہیں آیندہ کیسے تندرست رکھا جائے بچوں کی بیماریوں کے علاج کی بنسبت حفظ ما تقدم (قبل از وقت روک تھام) بہت آسان ہے۔ بعض امراض سے مناسب غذا کثیر مقدار میں صاف ہوا نیکہ وغیرہ کے ذریعے سے حفاظت ہو سکتی ہے بچے کو بیماروں سے دور رکھکر، مچھروں سے بچا کر، مکھیوں اور کیڑوں سے محفوظ کر کے اور سب سے زیادہ یہ کہ اسکے دودھ اور دوسری تمام ایسی چیزوں کو جوش دیکر جو اسکے منہ میں جائیں اسکی تندرستی کی حفاظت کیجا سکتی ہے

یہ بہت ضروری ہے کہ غسل، لباس، غذا، آرام، کھیل، اور گھر سے باہر جانے کے متعلق اسکا دستور العمل مقرر ہو اگر اسکی تندرستی مدنظر ہے اسی کے ساتھ ساتھ طبی۔۔ معائنہ بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کوئی جسمانی خرابی رونما ہو جائے تو ماں اسے نہیں جان سکتی۔ معالج کے پاس باقاعدگی کے ساتھ ہفتہ وار بچے کا وزن کرانے، ماہوار اس کا مشورہ لینے، اور تین تین یا چار چار مہینے بعد اسکی تندرستی کا امتحان کرانے کیلئے جانا لازمی ہے۔ شہر میں اگر بہبود اطفال کا مرکز موجود ہو تو کبھی کبھی وہاں بھی بچے کو لیجانا چاہیئے۔ اگر ابتدائی چھ مہینے تک بچہ کا وزن صحیح طریقے پر بڑھتا رہے تو پھر مہینے میں دو بار تولنا کافی ہے۔ ماہوار مشورہ معالج سے اسکی غذا اور اسکے کھانے کی عادت اس کی نیند وغیرہ کے متعلق لینا چاہیئے۔ مکمل طریقے پر تندرستی کا امتحان پیدائش کے وقت چار مہینے کی عمر میں، آٹھ مہینے کی عمر میں اور پھر ایک سال کی عمر میں ہونا چاہیئے۔

عام امراض کی روک تھام

(۱) آلات انہضام کی خرابیاں جیسے کہ دست اور قے بچوں میں ۔۔۔ عام ہوتی ہیں بالخصوص گرم موسم میں۔ ان کا باعث غیر مناسب غذا ہوتی ہے یا سردی لگنا، یا کان کی پھنسی۔ مناسب غذا اور بیرونی اثرات سے بچے کی حفاظت کرکے ان امراض کو روکا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ شدید بیماریاں جیسے کہ پیچش اور موتی جھرا ہیں ان سے اس طرح حفاظت ہو سکتی ہے کہ بچے کے کھانے اور پانی سب کو جوش دیدیا جایا کرے۔ بچے کو چھاتی سے دودھ پلانا ابتدائی نو مہینے تک اس قسم کی ہاضمہ کی خرابیوں سے بڑی حد تک محفوظ کر دیتا ہے

بچے کو باہر کا جو دودھ دیا جائے وہ ہمیشہ جوش دیکر دینا چاہیئے اور اس طرح ہاضمہ کی خرابی اور بہت سی بیماریاں رک سکتی ہیں۔ گرم موسم میں دودھ کو دیر تک رکھنے کیلئے خاص احتیاط برتنی ضروری ہے۔

(۲) قبض کی روک تھام۔ قبض کو اس طرح روکا سکتا ہے کہ آنتوں کو باقاعدگی کیساتھ حرکت دی جائے اور مناسب

بچوں کی خبرگیری

ازجناب ڈاکٹر بی ایم شرما صاحب ایم ایس پی ایم ڈی پروفیسر و سرجن طبیہ کالج دہلی

کسی گھر میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو فوراً ہی اسکی خبرگیری کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے کہ کس طرح اسے تندرست رکھا جائے اور اسکے ۔۔لی نشوونما میں اسے مدد دیجائے۔ مہینوں پیشتر ماں باپ اسکی آمد کے منتظر ہوتے ہیں اور اسکی پرورش کے متعلق تدابیر سوچتے رہتے ہیں ۔بچہ پیدا ہوجاتا ہے تو والدین کی ذمہ داریاں اسکی نگہداشت کے متعلق اور بھی نمایاں ہوجاتی ہیں۔ انکی آغوش میں ایک بے زور بے طاقت بچہ ۔ہے جو ابھی ایک عرصہ تک اپنی تمام ضروریات کی فراہمی کیلئے انکا محتاج رہیگا۔ اگرچہ ابتدا میں اسکی صرف جسمانی ضروریات ہی والدین کی ۔کو اپنی طرف جذب کرتی ہیں لیکن یہ یاد رہنا چاہیئے کہ ایک بچے کی سیرت کی تعمیر کا ان طریقوں سے بہت ہی گہرا تعلق ہے کہ جن طریقوں پر اس کی ۔انی ضرورتیں پوری کیجائیں۔ جو عادتیں کہ عمر کے پہلے سال میں خصوصاً ابتدائی مہینوں میں پیدا کردی گئیں انکا اثر بچے کی ذہنی اور ۔انی صحت پر بہت زیادہ پڑتا ہے۔ ان میں سے بعض عادتیں تو ایسی ہیں کہ جو بچے کی پیدائش کے بعد فوراً ہی پڑجاتی ہیں۔

بچے میں موروثی صفات کا نمایاں ہونا زیادہ تر ماحول کے اثرات پر منحصر ہے۔ اس غذا پر جو اسے ملتی ہے، اس توجہ پر جو اسکی ۔کیجاتی ہے، ان آدمیوں پر کہ جو اسے نقل اتارنے کیلئے ملتے ہیں، اور اس کے خاندان کے معیار زیست اور نصب العین پر۔

بچے کی خبرگیری اور پرورش ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے لیکن اگر کسی ماہر فن طبیب سے مشورہ کرلیا جائے، اور بچے کی ۔اک اسکی نیند، اور اس کی عام نگہداشت کے متعلق مقررہ قاعدوں کی پابندی کیجائے تو یہ کام آسان ہوجاتا ہے۔

بچے پر مختلف طریقہائے پرورش کی آزمائش نہ کرنی چاہیئے، اور ایسے لوگوں کی رائے کو کبھی وقعت نہ دینی چاہیئے جو اگرچہ بہی خواہ ہیں لیکن جنہیں ۔اصل نہیں ہے۔ ایک ماں کا رہنما صرف ایک ڈاکٹر ہی ہونا چاہیئے۔ بچے کی پرورش ایک بہت بڑا فن ہے، اور ایک عورت کی قابلیت کا سب سے بڑا ۔ان۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ بچے کی پرورش محنت، ہوشمندی، اور استقلال کے ساتھ کیجائے۔

ذیل کی سطروں میں اس بات کی کوشش کیجائیگی کہ ایک اوسط درجے کے بچے کے نشوونما کا خاکہ، اور یہ کہ کس طرح اسے تندرست ۔مختلف عام امراض سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ بچہ اپنی عمر کے ابتدائی بارہ مہینوں میں سب سے زیادہ تیزی سے بڑھتا ہے اور ایک بیدست ۔مضغۂ گوشت سے ترقی کرکے ایک ایسا بچہ بنجاتا ہے جو ہنسے، کھیلے، کھڑا ہوجائے، اور چلنے کی کوشش کرے اسی طرح بچہ یہ بھی سیکھ ۔لیتا ہے کہ وہ مقررہ اوقات پر کھائے اور سوئے، اپنا سر اوپر اٹھائے، اٹھکر بیٹھ جائے، کھڑا ہوجائے، بعض حالتوں میں چلنے بھی لگے، اور ۔مختلف اشیاء کے ناموں سے آشنا ہوجائے جو اس کے کاموں کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔ پیدائش کے وقت بچے کا وزن اوسطاً سات ۔ہوتا ہے اور اسکی لمبائی تقریباً بیس انچ۔ پیدا ہوتے ہی وہ عادتیں اختیار کرنے لگتا ہے جو اگر صحیح قسم کی ہوں تو مدت العمر اس کیلئے ۔مفید ثابت ہونگی۔ پیدائش کے وقت ہی سے پابندی اوقات سب سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ اسکی سیرت کی تعمیر کے متعلق ابتدائی ۔تعلیم یہی ہے کہ کھانے، سونے، اور پیشاب پاخانے کے اوقات کی پابندی کیجائے۔ اسے یہ یقین کرادینا چاہیئے کہ کھانا صرف ۔مقررہ ملے گا، یہ بھی کہ جب اسے بستر پر لٹا یا جائے تو اسے سوجانا چاہیئے، یہ بھی کہ چیخنے اور رونے سے وقت کے علاوہ خوراک ۔نہ ملے گی اور نہ اسے کوئی گود میں لیگا اور بہلائیگا۔ ان باتوں کی سختی کے ساتھ پابندی کرنے سے بچے کو یہ سکھایا جاسکتا ہے ۔کہ اس کی اپنی خواہشوں کی دنیا کے علاوہ ایک بڑی دنیا اور بھی ہے جس کا وہ ایک جزو ہے۔ چار مہینے کی عمر میں بچہ گول مول اور ۔وزن میں پیدائش کے وقت سے قریب قریب دوگنا ہوجاتا ہے، اور لمبائی میں بھی ڈھائی سے تین انچ تک قد میں اضافہ کرلیتا ہے ۔اسکا سر پہلے سے دو انچ کے قریب گولائی میں زیادہ ہوجاتا ہے۔ بچے کے عضلات میں بہت کچھ طاقت آجاتی ہے جب کا اسکے ۔ہاتھ پاؤں چلانے، الٹ جانے، اور سر اٹھانے کی کوششوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ چار سے آٹھ مہینے کی عمر تک بچہ اور بھی تیزی سے بڑھتا ہے اور اسکی لمبائی اور وزن میں بہت اضافہ ہوجاتا ہے۔ آٹھ مہینے کے بچے کا وزن سولہ سے اٹھارہ پونڈ تک اور اسکی لمبائی

ننھے بچوں کا رکھ رکھاؤ

اور

تحفظ صحت کے بنیادی اصول

از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب راشد، طبیب ریاستی، بھوپال اسٹیٹ،

ننھے بچوں کے رکھ رکھاؤ اور ابتدا ہی سے انکی صحت و تربیت پر توجہ کرنا جسقدر اہم اور ضروری ہے وہ عام طور پر مسلّم ہے اور معمورۂ عالم کے ہر ملک و قوم کو اس ضرورت کا پورا پورا احساس ہے، لیکن مقام افسوس ہے کہ فلاکت نشان ہندوستان اس احتیاج سے بے نیاز ہے۔ یہاں نہ تو اس طرف توجہ ہی کیجاتی اور نہ یہاں کوئی ایسی باتوں کا ہمدردی سے سمجھانے والا، چنانچہ ہمارے ملک کا تدریجی انحطاط اور ہماری قوم کی نسلی کمزوری درحقیقت ہماری ان ہی اہم غلطیوں اور سہل انگاریوں کا ردعمل ہے۔

ضرورت تھی کہ ہمارے ملک و قوم کا ہر فرد اپنی تمامتر توجہات ان معصوم و ناتوان ہستیوں پر مرکوز کر دیتا کہ جن سے ہمارے ملک و ملت کی اُمیدیں زیادہ سے زیادہ وابستہ ہیں اور جنکی صحت و سلامتی اور قوت و ہمت پر ہماری حقیقی بقا و دوام کا انحصار ہے۔

اب جبکہ دُنیا کی تقریباً ہر زندہ قوم سب سے پہلے اپنی توجہ اُن ہونہار پودوں اور ننھے ننھے بردون کی طرف مبذول کر رہی ہے کہ جو کچھ ہی عرصہ بعد اُن کے چمنستان قومیت کے عظیم الشان اور تناور درخت بننے والے ہیں تو ہم بھی کس طرح اس ضرورت کی اہمیت سے انکار کر سکتے ہیں، بعض بعض مشرقی اور تمام کے تمام مغربی ممالک طرح طرح سے اس بارہ میں اپنی جدوجہد اور مساعی جمیلہ کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہیں تو بچوں کے لئے تربیت گاہیں بنائی جاتی ہیں اور کہیں ان کے لئے مبلغ و نگران متعین کئے جا رہے ہیں۔ کسی جگہ بچوں کی نمائش ہو رہی ہے، انعامات مقرر ہو رہے ہیں، تمغے دیئے جا رہے ہیں، کسی ملک میں حسین و تندرست بچوں کے والدین کو خلعتوں، خطابات، اور گوناگوں عطایا سے نوازا جا رہا ہے۔

اس لئے اور محض اس لئے کہ ان کے بچے زیادہ سے زیادہ توانائی، حسن، اور قوت تعلیم و تربیت کا اعلےٰ نمونہ ثابت ہوں اور اس عملی و سرگرم جدوجہد کے جو حیرت انگیز نتائج برآمد ہو رہے ہیں وہ کسی باخبر ہستی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

برخلاف اسکے ہمارے جہالت مآب اور توہم پناہ ملک کی حالت ملاحظہ فرمایئے کہ جہاں کے بچے ہر وقت بیماریوں، تکلیفوں، مصائب اور خطرات کے مہبط بنے ہوئے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ اگر ذرا کسی ہندوستانی بچہ کو صاف ستھرا رکھکر قابل محبت بنایا گیا تو فوراً نظر بد کا تیر اُسکے کلیجہ میں پیوست ہو گیا۔

اور اگر اس کو کسی باغیچہ یا پرفضا مقام کی تفریح کرادی گئی تو آسیب فوراً اس پر مسلط ہو گیا، اگر اسکو صبح و شام کے کسی سہانے وقت گھر سے باہر کر دیا گیا تو چڑیلوں، یا پریوں کا اس پر فوری سایہ پڑ گیا۔ یا اگر بچہ کو خدانخواستہ کوئی اچانک عارضہ لاحق ہو گیا تو بس سمجھ لیجیے کہ اُس پر کسی نے ٹوٹکہ یا جادو کر دیا، پھر حکیم اور ڈاکٹر سب بالائے طاق، ملاؤں، سیانوں، اور قبروں کے مجاوروں کی غاشیہ برداری اور مزارات کی جبہ سائی اُس معصوم کے لئے خطرۂ عظیم۔

پس کیا یہ حالات ایسے نہیں ہیں کہ جنکی اصلاح کے لئے فوری اور اجتماعی جدوجہد شروع کیجائے؟

کیا یہ مضحکہ خیز اور جاہلانہ عقائد اس قابل نہیں کہ ان کے ازالہ کی انتہائی کوشش بروئے کار لائی جائے؟

کیا یہ مکروہ ماحول ایسا نہیں ہے کہ جس سے ننھے، بیگناہ اور زندہ درگور بچوں کو نکالنے کے لئے ایڑی و چوٹی کا زور لگایا جائے؟

کیا ایسی سخت کمزوری کے ہونے ہوتے ہوئے بھی آپ ملک و قوم کی ترقی و فلاح کا خواب دیکھ سکتے ہیں؟ بس یہی سب ایسے امور ہیں جو اس وقت ہمارے ملک و قوم کو بے چین بنائے ہوئے ہیں

اور یہی ایک ایسی اہم ضرورت تھی جو آپکے اس پیش نظر اشاعت خاص کا باعث بنی ہے۔ خدا کرے کہ "ہمدرد" کے یہ ہمدردانہ مشورے

غذا دیجائے۔ (۳) اسکروی (مسوڑھوں سے خون آنا) اور رکٹیس (ہڈیوں کا نرم ہونا) یہ بیماریاں بچے کی غذا میں بعض وٹامن (جو ہر حیاتین) کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں اسکروی کی موجودگی میں بچہ وزن میں ترقی نہیں کرتا۔ زرد رو ہوجاتا ہے اور مزاج میں چڑچڑاپن آجاتا ہے۔ یہ علامات اکثر نارنگی، لیموں یا ٹماٹر کا عرق بچے کی غذا میں شامل کر دینے سے رفع ہوجاتی ہیں۔

رکٹیس ہڈیوں کی اور عضلات کی بیماری ہے جس سے ہڈیاں خم کھاجاتی ہیں۔ اس سے بچے کی حفاظت تازہ ہوا، دھوپ سرد موسم میں) اور مناسب صورت میں مچھلی کا تیل دیکر کی جاسکتی ہے۔ خوش قسمتی سے یہ مرض ہندوستان میں بہت کم ہوتا ہے۔

(۴) اینیمیا (خون کی کمی)۔ یہ مرض ان بچوں میں دیکھا جاتا ہے جنہیں غذا میں صرف دودھ اور شکر ملتی ہے۔ اگر ذرا بڑے بچوں کو پتوں والی سبز ترکاریاں انڈوں کی زردی، اور پھلوں کے عرق دیئے جائیں تو اس سے تحفظ ہوسکتا ہے۔

(۵) سردی لگنا (نزلہ زکام) بچوں کو نزلہ زکام بہت آسانی سے ہوجاتا ہے اور بڑوں کے لئے جو چیز صرف ذرا سا نزلہ ہوتی ہے بچوں کے لئے بعض اوقات وہ بہت تکلیف دہ بنجاتی ہے۔ جن لوگوں کو کھانسی زکام ہو بچے کو ان سے علیحدہ رکھنا چاہیئے۔ کسی کو یہ اجازت نہ ہونی چاہیئے کہ اس کے منہ سے منہ ملائے یا اپنا سانس اس کے منہ کے سامنے چھوڑے کیونکہ بعض اوقات سانس کے ساتھ خطرناک جراثیم بھی پہونچ سکتے ہیں۔ بہت سے آدمی جنہیں بظاہر نزلہ زکام نہو پھر بھی ان کی ناک اور ان کے حلق میں جراثیم موجود ہوتے ہیں۔۔ بچے کو آدمیوں کے مجمع میں نہ لے جانا چاہیئے اور اس قدر نہ کھیلنے دینا چاہیئے کہ وہ تھک کر چور ہوجائے۔

(۶) ٹیوبرکیولوسس (سل اور دق) بچوں کو بغیر اُبلے ہوئے دودھ سے دق ہوسکتی ہے یا ان لوگوں کے پاس رہنے سے کہ جنہیں دق ہے۔ گھر میں اگر کسی کو، خواہ ماں اور باپ ہی کو، دق ہو تو بچے کو ہرگز ان کے پاس نہ جانے دینا چاہیئے۔ کوئی ایسی ماں جسے دق ہو اپنے بچے کو دودھ نہ پلائے۔ ایسی ماؤں سے پیدا ہوتے ہی بچے کو الگ کر دینا چاہیئے۔

(۷) چیچک ہر اس مرض سے بچانے کے لئے پہلے سال کے اندر اندر بچے کے ٹیکے لگوا دینا چاہیئے۔

(۸) خسرہ ایک سال سے کم عمر کے بچوں میں یہ خطرناک ہوتی ہے اور بچے کو چھوت لگنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ جب تک کہ وہ کافی بڑا اور اس کے حملے کی مدافعت کے قابل نہ ہوجائے۔

(۹) نوزائیدہ کا آشوب چشم ایک فی صدی قوت کا سلور نائٹریٹ کا لوشن دو قطرہ کی مقدار میں پیدا ہونے کے فوراً بعد بچے کی آنکھ میں ڈال دیا جائے۔ تو اس مرض سے اور اس کے خطرناک نتائج سے حفاظت ہوجاتی ہے۔

(۱۰) موروثی آتشک اگر کسی ماں کے متعلق یہ شک ہو کہ اسے آتشک ہے تو بچے کی پیدائش سے قبل اس کا طبی معائنہ۔۔۔ کرا کے باقاعدہ علاج کر لینا چاہیئے۔ اس طرح بچے میں آتشک کا مطلقاً کوئی اثر نہ رہے گا۔

(۱۱) جل جانا

بچوں میں یہ حادثہ بہت ہی عام ہے۔ انہیں آگ سے انگیٹھی سے بجلی کی انگیٹھی سے دور رکھکر حفاظت کی جاسکتی ہے۔

(۱۲) زہر

تمام زہریلی ادویات وغیرہ ایسی جگہ رکھنی چاہیئں کہ جو بچے کی دسترس سے باہر ہو۔

گرم پانی سے جسمیں کہ قدرے نمک ڈالا گیا ہو، دوسرے تیسرے دن نہلایا کریں غسل کے پانی میں کہانیکا نمک صرف کمزور و لاغر بچوں کیلئے ملانا چاہیئے مضبوط اور تندرست بچوں کیلئے اسکی ضرورت نہیں ہوتی۔ بچہ کو غسل دینے کا بہترین وقت وہ ہوتا ہے جب کہ وہ طویل نیند سے بیدار ہوا ہو۔ اور پیا ہوا دودھ اچھی طرح ہضم ہو چکا ہو۔

اگر غسل کے بعد بچہ کے جسم پر گائے دُنبہ کی چربی یا روغن زیتون، روغن بنفشہ یا روغن بادام کی مالش ہلکے ہاتھ سے روزانہ کردی جائے تو بہت مفید ثابت ہوگا۔

لڑکے کے لئے چار ماہ تک اور لڑکی کیلئے دس ماہ تک اس قسم کی مالش کرنا اطبائے متقدمین بہت ضروری بتاتے ہیں۔

(۲) تقمیط

بعض مشرقی ممالک اور ہندوستان کے بعض بعض صوبوں میں عمل تقمیط (یعنی بچہ کے جسم پر ایک خاص قسم کی پٹی باندھنا) کا بہت زیادہ رواج ہے۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ بچہ کے اعضاء کو سڈول اور خوش وضع بنانے کے لئے یہ عمل نہایت ضروری ہے گو اس عمل میں ایک طرح کی زحمت اور بظاہر تکلیف ضرور ہے لیکن اس کے گرانقدر فوائد قابل اعتناء اور لائق لحاظ ہیں، جو لوگ اس مفید عمل کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اُن کے بچے اکثر و بیشتر غیر متناسب الاعضاء اور بیڈول جسم کے دیکھنے میں آتے ہیں۔

طریقہ تقمیط

پہلے بچہ کو چت لٹا دیں اور اسکے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دونوں کلائیوں کو زانوؤں سے ملا دیں۔ پیروں کو بھی برابر لٹا یا کریں۔ سر پر نرم اور گرم ٹوپی پہنا کر نرم کپڑے کا سبک عمامہ باندھیں۔ پھر ہلکی قماط (لانبی اور نرم پٹی جو خاص طور پر بنائی جاتی ہے) بچہ کے جسم پر بہت احتیاط اور ہلکے ہاتھ سے باندھی جائے۔ قماط کھولنے اور باندھنے کیوقت ناف کا زیادہ خیال رکھیں تاکہ اس پر زور نہ پڑے۔ قماط کا زیادہ کسنا بھی مضر ہو گا مگر لڑکی کے شکم کو تو بہت ہی ہلکا باندھا جائے۔ ایک گھنٹہ تک قماط باندھ کر کھولدیجائے تاکہ بچہ اپنے ہاتھوں پیروں کو کافی حرکت دیکر دودھ ہضم کرلے اور پھر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد یہی عمل کیا جائے۔ دن رات میں کئی بار اس طرح عمل کرنا چاہیئے۔

(۳) بچہ کا لباس

بچوں کے لئے لباس کا تعین بہت دشوار امر ہے۔ ہر ملک کی آب و ہوا اور رسم و رواج مختلف ہوا کرتے ہیں۔ اور لباس ہمیشہ آب و ہوا حالات موسم، اور اقتضاء ضرورت، توافق رواج و معاشرت کو پیش نظر رکھکر منتخب کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے اور یہاں کی آب و ہوا بہ نسبت دیگر ممالک کے زیادہ مضعف ہے، اس لئے یہاں کے لئے خاص ہی لباس کی ضرورت ہے۔ بچہ کو یوں بھی اصولاً زیادہ تنگ و چست لباس پہنانا اسکے لئے سخت مضر ہوتا ہے چہ جائیکہ خاص ہندوستان میں کہ جہاں بچے قدرتاً کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

لباس کی تفصیل

(۱) موسم گرما میں ایک لانبی اور ڈھیلی قمیص، ململ کی ہلکی ٹوپی، اور ایک معمولی و ہلکا نیکر پہنایا جائیگا۔

(۲) موسم سرما میں فلالین کی نرم و ڈھیلی قمیص۔ صبح و شام جب سردی زیادہ ہو تو اس پر ایک نیم آستین روئی کی میرزئی، سر پر روئی یا اون کا ہلکا ٹوپ، اور فلالین یا کسی نرم و دبیز کپڑے کا ڈھیلا پاجامہ پہنایا جائے۔

(۳) گھر کے اندر جہاں تک ممکن ہو بچہ کو سر برہنہ رکھا جائے۔

(۴) قمیص کا کالر کافی ڈھیلا رکھا جائے۔

(۵) رنگین کپڑے ہرگز نہ پہنائے جائیں۔

(۶) سردی کے موسم میں یا صبح و شام جبکہ ابھی خنکی ہو تو بچہ کو ہلکا اور گرم لباس پہنا دیا جائے، اور گرمی کے وقت فوراً اتار دیں۔

(۷) خود پھرنے چلنے والے بچوں کو تیز دھوپ میں ہرگز نہ نکلنے دیں۔ اگر ضرورت لاحق ہو یا بچہ ضد کرے تو بغیر سر پر ہیٹ لگائے یا بغیر چھتری کا سایہ کئے اُس کو ہرگز گھر سے باہر نہ نکالیں۔

(۸) لو (موسم خزاں کی گرم ہوا) سے بچہ کا بہت زیادہ تحفظ کریں، اگر ممکن ہو تو اُسکے کانوں میں روئی لگادیں، یا کوئی دبیز اور نرم کپڑا کانوں پر لپیٹ دیا کریں۔

(۹) بچہ کا لباس ہمیشہ صاف، سفید، اور بالکل خشک ہونا چاہیئے، اگر اُسکے کسی کپڑے پر میلا پن یا غلاظت یا نمی محسوس ہو تو فوراً اسکو تبدیل کر دیا جائے۔

(۱۰) بچوں کے لئے سمٹنے والے بنیائن، موزوں، دستانوں اور کمر پیٹیوں کا استعمال سخت مضرت رساں ثابت ہوا ہے۔

اگر ان باتوں پر پورے طور سے عمل کیا جائیگا تو بچہ کی صحت قابل رشک اور اس کا نشو و نما بہت اعلےٰ پیمانہ پر ہوگا۔ اسکے علاوہ خود بچہ بھی

شرفِ قبولیت اور صورتِ عمل اختیار کر جائیں، اور برادران وطن کے تاریک دماغوں سے توہمات باطلہ جلد دور ہو کر ان کے اذہان و عقول ان حقائق ثابتہ کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنیکی صلاحیت حاصل کرلیں

گو اس موضوع پر بہت کچھ بحث کیجا سکتی ہے، اور بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہمیں گنجایش ہے لیکن ضرورت اور وقت کا اقتضا یہی ہے کہ اختصار سے کام لے کر صرف وہی ٹھوس اور مستحکم اصول تحفظ صحت زیر بحث لائے جائیں کہ جن سے ہمارے ملکی بھائی دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے۔ اور جن سے لاعلمی وجہالت کا نتیجہ نہایت خوفناک صورت میں برآمد ہو رہا ہے۔

(۱) غسل مولود

بچہ کے لئے سب سے پہلی اور اُسکی صحت کو برقرار رکھنے والی چیز "غسل" ہے۔ بچہ کے شکم مادر سے باغ دُنیا میں قدم رکھتے ہی اسکے والدین پر پہلا فرض یہ عاید ہوجاتا ہے کہ وہ اُسکے جسم کو کماحقہٗ صاف و ستھرا رکھیں۔ اور اُسکی صحت کی کافی زیادہ نگہداشت کریں۔ اگر وہ لوگ اس فرض سے عہدہ برا نہیں ہوسکتے تو یقیناً وہ قانون قدرت اور سوسائٹی دونوں کے مجرم ہیں غسل کے فوائد اتنے قیمتی اور اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے استیعاب کیلئے ایک طولانی دفتر چاہیئے لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان کی جاہل مخلوق کو انکا قطعاً علم اور احساس نہیں اور وہ اپنی غلطیوں کا احساس نہ کرتے ہوئے بھوتوں اور شیطانوں کے چکر میں پھنسکر اپنا دین اور دُنیا دونوں خراب کر رہے ہیں

بچہ کا پہلا غسل

جب بچہ تولد ہو تو پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ اُسکو ایک مکمل اور اصولی غسل دیا جائے اور وہ اس طرح کہ پہلے کھانیکا نمک باریک پیس کر اُسکے تمام جسم پر چھڑک دیں۔ صرف منہ، ناک، اور کان اس عمل سے محفوظ رکھے جائیں، پھر ایک لحہ توقف کے بعد ایک بڑے اور کشادہ ظرف (ٹب) کے اندر نمک طعام۔ شادنج عدسی۔ قسط، سماق، تخم ملبہ عصفر فارسی (حسب ضرورت قدرے قدرے) کا جوشاندہ صاف شدہ بھر کر کم سے کم پانچ منٹ تک نمک ملے جوشاندہ کے سہارے پر بچہ کو اُس میں ڈبائے رکھیں لیکن احتیاط کا خیال رکھیں کہ بچہ کا سر اور منہ پانی کے اندر غرق نہ ہونے پائے۔ اور ان دواؤں کے جوشدئے ہوئے پانی کا درجۂ حرارت ۳۰ ، یا، ۳۵ درجہ مقیاس الحرارت صد درجاتی سے زیادہ نہ ہو۔ بعد ازاں بچہ کو ٹب سے نکال کر صاف اور شیر گرم میٹھے (سادہ) پانی اور صابون سے نہلا کر اُسکے جسم کو روئی اور نہایت صاف و نرم کپڑے سے خشک کریں جسوقت بچہ کو دوسرا سادہ غسل دیا جائے تو اُس وقت نہلانے والے کا یہ بھی فرض ہونا چاہیئے کہ بچہ کے منہ اور آنکھوں کو بھی روئی کے صاف پھایہ سے دُھوئے اور اُسکے مبرز کے اندر اپنی انگشت خنصر (چھنگلیا) نہایت صفائی سے داخل کرکے رودہ کو بھی صاف کرے۔ مثانہ کو ہتیلی سے ہلکا ہلکا دباکر پیشاب کرائے، جب انگلی بچہ کی مبرز میں داخل کیجائے تو پہلے اسکا ناخن گہرا تراش دیا جائے۔ غسل کے بعد بچہ کی آنکھوں اور کان میں ایک ایک قطرہ تازہ روغن زیتون کا بھی ٹپکایا جائے۔

اگر موسم سرما ہو تو غسل کے وقت کمرہ کی ہوا کو انگیٹھی جلا کر گرم کرلیا جائے، اور اگر کچھ دُہواں ہوگیا ہو تو اُسکو کمرہ سے خارج کرکے اُسکے دروازے بند کردئے جائیں تاکہ بچہ بیرونی اور سرد ہوا سے کچھ دیر تک قطعاً محفوظ رہ سکے۔

غسل سے فراغت کے بعد جب اس کا جسم بالکل خشک کرچکیں تب اسکی گردن کے ارد گرد بغلوں، کنجراوں اور گھٹنوں کے جوف کے اندر کوئی مناسب پوڈر یا صرف سفیدہ کاشغری چھڑک دیں۔ پھر ان سب باتوں سے فارغ ہوکر بچہ کو صاف اور نرم کپڑوں میں کچھ دیر کے لئے آرام سے سُلا دیں اور اگر اُسکو کچھ سردی معلوم ہو تو گرم پانی کی بوتلوں سے اُسکو گرمی پہنچائی جائے۔

بچہ کا دوسرا غسل

اس قسم کا غسل یوم پیدائش سے تین روز تک مسلسل دیا جائے۔ پھر چوتھے روز سے چھ ماہ تک روزانہ اسیطرح کا غسل بچہ کو دیتے رہیں لیکن جسم پر نمک چھڑکنا بند کردیں، اور پھر چھ ماہ گذر جانیکے بعد روزانہ صبح اور شام کو دونوں وقت اگر وقت اور موسم موافق ہوں ورنہ صرف ایکبار سادہ پانی اور صابون سے بچہ کو لازماً نہلایا کریں۔ اور مذکور جوشاندہ میں بچے کو غرق رکھنے کا عمل ہفتہ میں تین بار کیا جائے۔ اور اسکی عمر کا دوسرا سال شروع ہوجانے پر جوشاندہ کا عمل قطعاً ترک کردیں اور صرف سادہ غسل پر اکتفا کیجائے۔ اگر بچہ نزلہ، زکام، کھانسی یا بخار وغیرہ میں مبتلا ہوجائے تو پھر ایسا غسل بلا معائنہ و مشورہ طبیب کے ہرگز نہ دیا جائے۔ اس امر کا بھی ہر وقت خیال رکھیں کہ بچہ کے ناخن جلد جلد تراشتے رہیں۔ اس طرح غسل دیتے رہنے سے بچہ مضبوط اور توانا ہوتا ہے۔ اسکی جلد نرم و صاف اور بیرونی آلائشوں سے پاک رہتی ہے، اور بے شمار امراض سے اُسکو کافی صیانت حاصل رہتی ہے۔

متعلقات غسل

موسم گرما میں شیر گرم یا تازہ پانی سے بچہ کو روزانہ دو تین مرتبہ نہلایا کریں۔ اور موسم سرما میں یا اگر بچہ کمزور و لاغر ہو

(۹) زمانۂ رضاعت میں مرضعہ عورت کو مجامعت، غم و غصہ، محنت شاقہ، میلے کچیلے لباس شب بیداری وغیرہ باتوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیئے ایسی عورت کو کافی آرام و سکون پہنچایا جائے، اُسکے جسم اور لباس کو ہر وقت پاک و صاف رہنا چاہیئے۔

(۱۰) دیر ہضم ثقیل، مغلظ معدہ، اور مُرّب غذائیں۔ چائے، شراب وغیرہ ایسی عورت کو ہرگز ہرگز نہ دیں۔

(۱۱) نشاستہ دار غذائیں دودھ، سریع الہضم میوہ جات، بکری کے گوشت یا مرغ کے چوزوں کا شوربہ، اور خصوصیت سے گیہوں کا دلیا دودھ پلانے والی عورت کو دینا زیادہ مفید اور ازدیاد شیر کا باعث ہوتا ہے۔

(۱۲) دودھ دینے میں ہمیشہ پابندیٔ وقت کا خیال رکھا جائے۔ اگر دودھ پلانے کا وقت ہو جائے اور بچہ سو رہا ہو تو اس کو بلا تامل نیند سے بیدار کر دینا چاہیئے۔

رضاعتؔ بذریعہ حیوانات

اگر ماں یا انّا کا دودھ کسی وجہ خاص سے دستیاب نہ ہو سکے تو پھر حیوانی دودھ مصنوعی پستان یا بوتل کے ذریعہ سے پلایا جاتا ہے، اور جب ایسی ضرورت لاحق ہو تو بچہ کو سب سے مقدم گدھی اور اُسکے بعد بکری کا دودھ پلایا جائے۔ کیونکہ تجربہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ بچوں کے لئے گدھی اور بکری کا دودھ بمقابلہ گائے او بھینس کے دودھ کے زیادہ مفید ہوتا ہے۔ گائے یا بھینس کا دودھ بدرجۂ آخر دینا چاہیئے، اور اس میں ابتداءً ہموزن پانی یا آش جو یا سوڈیم سٹریٹ حسب حاجت ملا دیں۔ کیونکہ یہ چیزیں اُس دودھ کے پنیر کو نہایت نرم، رقیق اور زود ہضم بنا دیتی ہیں۔ سیب، انگور، یا انار شیریں کا آب افشردہ بھی ملا کر دے سکتے ہیں، لیکن چونکہ ایسا کرنے سے دودھ کی شیرینی اور دہنیت کم ہو جاتی ہے، لہٰذا اُسکے تدارک کے لئے تیرہ چھٹانک دودھ میں تین چھٹانک پانی اور بالائی اور شکر کے دو دو (چائے پینے والے چمچے) ملا دینا کافی ہوتا ہے۔

دن و رات میں لیسے تازہ دودھ کی مقدار خوراک بچہ کی اشتہا پر منحصر ہے لیکن پھر بھی جہانتک ممکن ہو آئندہ تحریر ہونے والے، نقشہ اغذیہ اوقات کے مطابق دودھ پلانا چاہیئے۔

مصنوعی پستان یا کشتی نما شیشی

اوپر کا دودھ پلانے کیلئے یوں تو بہت سے طریقے اور وسائل اختیار کئے جا سکتے ہیں مگر سب سے بہتر ذریعہ وہ کشتی نما بوتل ہوتی ہے جس کے منہ پر ربڑ کی ایک چسنی لگی ہوتی ہے اور وہ مخصوص طور پر اسکام کے لئے تیار کیجاتی ہے۔ اسکے علاوہ دیگر اقسام و طریقے ناقص و مضر ہوتے ہیں۔

ایسی شیشی استعمال کرنے سے قبل اُسکی چسنی کا منہ دیکھ لینا چاہیئے اگر کھُلا نہ ہو تو سوئی سے کھول دیا جائے لیکن اس انداز سے کہ الٹتے وقت ایک سکنڈ میں اُس سے صرف ایک ہی قطرہ نکلے۔ اگر اس سے زیادہ منہ کھُلا ہوگا تو اُس سے دودھ زیادہ نکلے گا اور بدہضمی کا باعث ہو جائیگا اور کم کھلے ہونے کی حالت میں بچہ بھوکا رہیگا۔

ثانیاً اس امر کا خیال بھی خاص طور پر رکھنا چاہیئے کہ ہر مرتبہ دودھ پلانے سے قبل شیشی اور چسنی کو گرم پانی میں ڈال کر خوب جوش دے لیا جائے بلکہ ہر وقت دونوں چیزیں گرم پانی ہی میں ڈوبی رکھی جائیں اور وہ پانی شیشی کے استعمال کے بعد تبدیل کر دیا جایا کرے۔

جسوقت بچہ کو شیشی سے دودھ پلایا جائے تو پہلے اسکی قمیص۔ گلے اور سینہ کی حفاظت کے لئے ایک چھوٹا رومال اُسکے گلے میں باندھ دینا چاہیئے اور جب وہ کسی قدر بھی نم ہو جائے تو فوراً تبدیل کر دیا جائے۔

دودھ پلاتے وقت شیشی کو ہاتھ سے پکڑے رہیں اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اُسکے منہ سے جدا کرتے رہا کریں۔ تاکہ بچہ کچھ دم لے لیا کرے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بوتل سے دودھ پلانیکا نتیجہ اسہال اور ماں کے پستان سے رضاعت کا نتیجہ قبض ہوتا ہے اور گائے کا جوش دیا ہوا دودھ پلانے سے دامہ اسکربوط (اسکروی) لاحق ہونیکا ہر وقت خطرہ رہتا ہے، گو تازہ دودھ سے یہ مرض نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اس کا ہر وقت تازہ بتازہ دستیاب ہونا بلا کسی خاص انتظام کے دشوار امر ہے۔ لہٰذا گائے کے ایسے دودھ میں لازماً اس میں چھ حصہ پانی ملا کر اسکو رقیق کر لینا چاہیئے۔ اور حتی الامکان اسکو زیادہ دیر تک رکھ کر استعمال نہ کریں۔

بچہ کو جو بھی دودھ دیا جائے وہ چھان کر اور خون کی حرارت کے درجہ کے مطابق گرم کر کے دیا جائے۔

جیسا کہ آپ کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ پختہ اور باسی دودھ دامہ اسکربوط پیدا کرتا ہے، بالکل اسی طرح خام دودھ بھی مختلف امراض کا سبب بنجاتا ہے

آئندہ کے لئے لباس و جسم کی صفائی کا مستقلاً خوگر ہو سکے گا۔

(۴) بچہ کی آرامگاہ

بچہ کو ہمیشہ ایسے مکان میں رکھنا چاہیئے کہ جو کافی کشادہ، صاف اور ہوادار ہو۔ اور بچے کے خواب و آرام کا کمرہ خصوصیت سے ایسا ہونا چاہیئے کہ جس میں ہوا کی آمد و رفت کافی اور روشنی کم دھیمی ہو، اُسکے اندر غیر ضروری سامان ہرگز نہ رکھا جائے گیس کے لیمپ یا دُھواں دینے والی کوئی چیز اس کمرہ میں نہ جلائی جائے۔ کیونکہ ہر قسم کا دُھواں بچے کے تنفس کے لئے سخت مضر ہے۔ اسی طرح تیز و برقی روشنی سے بھی بچہ کی نظر کو محفوظ رکھا جائے۔ رات کے وقت اُسکے کمرہ میں موم بتی روشن کرنا زیادہ مناسب و بہتر ہے بچہ کی استراحت کے لئے بجائے سادہ اور معمولی پلنگ کے مسہری اور مسہری کیساتھ مچھردانی کا استعمال زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ مچھروں اور مکھیوں سے اُسکو کافی امن ملے اور انکے زہریلے اثرات سے بچہ کی صحت غارت نہ ہو۔ بچہ کی مسہری کمرے کے بالکل وسطی حصہ میں اور ہوا کے رُخ بچھائی جائے۔ جب اُسے بستر پر سُلایا جائے تو یہ خیال رکھا جائے کہ وہ حتی الامکان چت نہ لیٹے اور داہنی یا بائیں کروٹ سے سوتا رہے۔ کمسن بچوں کا چت لٹایا جانا مضر و خطرناک ہوتا ہے۔

بچہ کو جھولے پر رکھنا یا سُلانا بڑی خراب اور تکلیف دہ عادت ہے جہانتک ممکن ہو اس عادت بد سے اجتناب کریں اور ایسی ہی کوئی مجبوری پیش آجائے تو جھولے پر بہت ہلکے ہلکے جھلایا جائے۔

اگر بچہ شکم سیری کی حالت میں سوتے سوتے رو اُٹھے یا بے چین ہو جائے یا اُسکو نیند نہ آرہی ہو تو پہلے اُسکے بستر اور کپڑوں کو بغور دیکھیں کہ وہ بول و براز یا قے سے آلودہ تو نہیں ہوگئے، یا یہ کہ اس کا لباس تو تنگ نہیں ہوگیا۔ اگر ایسا ہو تو فوراً اس کا تدارک کریں۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو بجائے جھولے پر پٹک کر سُلا دینے اور بہلانے کے اُسکے حالات پر کافی غور و تحقیق کریں اور بجائے عاملوں اور ملّاؤں کے چکر میں پھنسنے کے کسی لائق طبیب و ڈاکٹر سے معائنہ و علاج کرائیں۔

(۵) بچہ کی غذا

بچہ کیلئے بہترین اور قدرتی غذا دودھ ہے۔ اور دودھ پلانے کے عموماً چار طریقے رائج ہیں:۔ رضاعت[1] مادری، رضاعت[2] بذریعہ دیگر عورت، رضاعت[3] ذریعہ حیوانات، رضاعت[4] مختلط۔

رضاعت[1] مادری

ان سب طریقوں سے بہتر اور مفید ترین طریقہ یہ ہے کہ ماں خود اپنے بچوں کو دودھ پلائے۔ جو عورتیں اپنے بچوں کو صرف فیشن اور نشیخت کی بنا پر دودھ نہیں پلاتیں وہ نہ صرف اپنی صحت کو غارت کرتی ہیں، بلکہ بچہ کو اُسکے قدرتی حق اور خصائل مادری اور تندرستی کامل کی گرانقدر نعمت سے عملاً محروم کر دیتی ہیں۔

رضاعت[2] بذریعہ انّا

اگر کسی بیماری یا اہم معذوری کی وجہ سے ماں اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو تو پھر اس کام کے لئے کسی جوان، تندرست، خوبصورت خوش سیرت، مضبوط اور شریف النسب عورت کو انتخاب کرنا چاہیئے اور اسکے دودھ کے متعلق بھی پہلے ہی کافی اطمینان کر لینا چاہیئے کہ وہ معتدل القوام ہو اور اُسکے اصلی بچہ کی صحت پر اُس نے خراب اثر نہ ڈالا ہو، اور اسکی ولادت بھی پورے دنوں کی ہو۔

ھدایت:۔ عام اس سے کہ بچہ کو ماں دودھ پلائے یا کوئی دوسری عورت اسکو مندرجہ ذیل ہدایات پر سختی سے کاربند رکھا جائے

(۱) بچہ جسوقت پیدا ہو تو اُسے چوبیس گھنٹہ تک دودھ نہ دیا جائے اور پھر جب دودھ دینا ہو تو پہلے تھوڑا سا شہد بچہ کو چٹائیں اور اُسکے بعد دودھ پلائیں

(۲) دودھ دینے سے قبل چار چھ قطرے دودھ کے پستان سے باہر نچوڑ کر نکالدئے جائیں۔

(۳) ہر مرتبہ دودھ پلانے سے قبل پستانوں کو نیم گرم پانی اور صابون سے دُھو ڈالا کریں۔

(۴) خلاف قاعدہ دم بدم یا بچہ کے روتے ہی دودھ نہ پلایا جائے بعض عورتوں کی یہ قبیح عادت ہوتی ہے کہ جہاں بچہ رویا اور انہوں نے چھاتی منہ میں دیدی، یہ بہت مضر اور قبیح عادت ہے۔ عورت کو بچہ کا تابع مرضی اور محکوم نہ بننا چاہیئے، بلکہ اسکو اپنا محکوم اور تابع مرضی رکھنا چاہیئے۔ اس طرح دودھ پلانے سے نہ صرف بچہ کی صحت خراب ہوتی ہے بلکہ اسکی عادت بھی خراب ہو جاتی ہے

(۵) جب بچہ کو دودھ پلایا جائے تو یکے بعد دیگرے دونوں پستانوں سے پلایا جائے۔

(۶) نیند کی حالت میں بچہ کو دودھ پلانا نہایت مضر ہے جسوقت وہ نیند سے بیدار و ہوشیار ہو جائے تب دودھ دیا جائے۔

(۷) غم اور غصہ کی حالت میں یا غسل کے بعد تاوقتیکہ تھوڑی سی سبک غذا خود عورت نہ کھالے بچہ کو دودھ نہ پلائے۔

(۸) بیماری اور حمل کے زمانہ میں دودھ پلانا بچہ کی جان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔

بچہ کی عمر	وقفہ دن	دن میں کتنی مرتبہ	شب میں کتنی مرتبہ	ہر خوراک کی مقدار	ایکدن میں کل کس قدر غذا دی جائے
چوتھا ہفتہ	دو گھنٹہ	۴ دفعہ	ایک دفعہ	۱۰ تولہ سے ۷، تولہ تک	۶۲۔ تولہ سے ۵،۷ تولہ تک
پانچواں ہفتہ	۲½ گھنٹہ	۳ بار	//	۷، تولہ سے ۱۱ تولہ تک	۷۵، سے ۹۰ تولہ تک
چھ سے بارہ ہفتہ تک	۲½ //	//	//	۱۲ تولہ	۶۶ تولہ
تین سے پانچ ماہ تک	۳ //	۳ یا ۴ دفعہ	//	۱۵ تولہ	۱۰۰ تولہ
پانچ سے ۹ ماہ تک	۳ //	// یا ۴ //	//	۱۷ تولہ	۱۰۵ تولہ
نو سے بارہ ماہ تک	۴ گھنٹہ	۲ یا ۳ //	//	۲۰ تولہ	۱۱۰ تولہ

بچہ کو نویں ماہ سے بارہویں ماہ تک

پہلی خوراک :- ۷½ بجے صبح دودھ میں میلنس فوڈ ملا کر دیں۔

دوسری خوراک :- ۱۰½ بجے سے گیارہ بجے تک خالص دودھ یا اس میں تیسرا حصہ چونہ کا پانی ملاکر

تیسری خوراک :- ۱½ بجے سے دو بجے تک گرم دودھ جسمیں کچے یا نیم برشت انڈے کی زردی ملائی گئی ہو

چوتھی خوراک :- ۵ بجے کی خوراک مثل پہلی خوراک کے۔

پانچویں خوراک :- ۹ سے ۱۰ بجے شب تک، گرم دودھ پلائیں۔

نویں ماہ میں بچہ کو گاہے گاہے ڈبل روٹی وغیرہ کا ٹکڑا کاٹکر چوسنے کو دیجائے اور اگر بوتل سے دودھ پلایا جارہا ہو تو اسکو رفتہ رفتہ کم کرتے جائیں، اور اُسکے بجائے فیڈنگ کپ یا کسی معمولی پیالی سے دودھ پلانے کی عادت ڈالیں۔

اس عرصہ میں دودھ کی مقدار دن میں سولہ تولہ سے زائد نہ بڑہائی جائے، اور پیاس کے وقت خالص سادہ پانی پلایا جائے۔

بارہ سے اٹھارہ ماہ تک

پہلی خوراک :- ۷½ بجے صبح دودھ و ڈبل روٹی خوب گلا کر دیں۔

دوسری خوراک :- ۱۱ بجے خالص گرم دودھ یا اس میں تیسرا حصہ چونے کا پانی ملاکر پلائیں۔

تیسری خوراک :- ایک بجے سے ۱½ بجے تک شوربہ مُرغ میں ڈبل روٹی یا آلو گھول کر یا نیم برشت انڈے کی زردی یا کھیر یا چاول وغیرہ دیں۔

چوتھی خوراک :- پانچ بجے شامکو دودھ، روٹی، مکھن دیا جائے۔

پانچویں خوراک :- نو بجے شب کو گرم دودھ پلائیں۔

اٹھارہ ماہ سے تین سال تک

پہلی خوراک :- ۸ بجے صبح روٹی، گرم دودھ، شوربہ، انڈا وغیرہ۔

دوسری خوراک :- ۱۲½ بجے سے ایک بجے تک گوشت مچھلی، روٹی، پانی،

تیسری خوراک :- ۴½ بجے شامکو روٹی مکھن، دودھ۔

چوتھی خوراک :- ۶½ بجے شامکو گرم دودھ اور بسکٹ دینا کافی ہے۔

بچوں کی ورزش تفریح اور ان کا بہتر رکھ رکھاؤ

یوم ولادت سے پندرہ روز تک بچہ کو ہرگز گھر سے باہر نہ نکالا جائے، اور اسکے بعد صبح و شام کے وقت جب کہ ہوا اور حالات موافق ہوں تو بچہ کو گھر سے باہر صاف ہوا اور جگہ میں نکالکر گود میں یا پیدل یا چھوٹی گاڑی میں بٹھاکر کافی تفریح کرائیں۔

تیز و ٹھنڈی ہوا اور تیز دھوپ سے بچہ کی کافی حفاظت کیجائے۔

بعض لوگ بچوں کو بہلانے کیلئے ان کے منہ میں چُسنیاں دیدیا کرتے ہیں، یہ بہت مضر حرکت ہو اس سے سخت اجتناب کرنا چاہیئے اور جب بچہ بیٹھنے یا حرکت کرنے پر قادر ہو جائے تو اُسکو گود میں نہ رکھا کریں، بلکہ صاف زمین اور صاف فرش پر بٹھاکر کھلایا کریں۔ اور تاوقتیکہ اس کو خود

اگر بچہ کا وزن روزانہ ڈہائی تولہ اور ہفتہ میں پندرہ تولہ سے آگے نہ بڑھے۔ اور اُسکے ساتھ بدہضمی، اسہال، قے یا قولنج وغیرہ کی بھی شکایت پائی جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ بچہ کو جو دودھ دیا جارہا ہے وہ گاڑہا ہے لہذا ایسی حالت میں ایک حصہ دودھ کے ساتھ دو حصہ پانی اور اسی نسبت سے ملا کر دیں۔ اس سے زیادہ پانی کی آمیزش بیکار محض ہوتی ہے۔

اور جب ایسی صورت پیش آئے تو پھر بدرجہ مجبوری "فیلرز کینڈ ملک" کہ جس میں تیرہ فیصدی چربی ہوتی ہے قدرے قند ملا کر دینا چاہئے اسکی تیاری کا یہ طریقہ ہے کہ ایک چائے کا چمچہ بھر دودھ اور . . . تین حصہ خالص سادہ گرم پانی (جس میں چونہ یا جو کا پانی نہ ملایا گیا ہو) کسی پیالی میں ڈال کر ٹھنڈا کریں، اور پھر تھوڑا سا بقدر ضرورت قند ڈال کر پلائیں۔

اگر اس دودھ سے فائدہ نہ معلوم ہو تو پھر گریے پوڈر دیا جائے۔ یہ کاڈ لیور آئل کی طرح سے بچہ کو موٹا کر دیتا ہے۔ اسکے ساتھ پھٹا ہوا دودھ بھی دیا جا سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ پہلے دودھ کو پھاڑ کر اور ململ کے کپڑے میں چھان کر جوش کے درجہ تک گرم کرلیں اور پھر پلائیں، لیکن یہ صورت اُن بچوں کے لئے زیادہ فائدہ بخش ہوتی ہے کہ جو چربی کو بالکل ہضم ہی نہ کر سکتے ہوں

میلنس فوڈ کا استعمال بھی اچھا ہے۔

اگر یہ تدابیر کارگر نہ ہوں اور بچہ روز بروز لاغر و نحیف ہوتا جاتا ہو تو اسکو ایک ہی غذا دس پندرہ روز تک دینا بہتر ہے جلد جلد غذا کا ردو بدل اچھا نہیں ہوتا۔

یہ امر بھی تجربہ سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ پیٹنٹ فوڈ کوئی بھی اچھی نہیں۔ خصوصاً "گلیکسو" اور "ہرلیکس مالٹیڈ ملک" وغیرہ سے مرض کساح زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ لہذا یاد رکھیے کہ اگر یہ غذائیں مجبوراً دینی ہی پڑیں تو دو تین ماہ کے بعد ضرور تبدیل کرکے ماں، یا گدھی، یا بکری، یا گائے کا دودھ پلایا جائے۔ اور اس امر کا بھی سختی سے خیال رکھا جائے کہ اگر بچہ ماں کے دودھ سے توانا و تندرست رہتا ہو تو بروز اسنان (دانت نکلنے) سے پہلے ہرگز اسکو کسی قسم کا کھانا نہ دیں۔ ہاں جب اُسکے دو چار دانت نکل آئیں، تب لطیف سریع الہضم غذا دینے میں کچھ مضائقہ نہیں بعض جاہل اور بیوقوف عورتیں بچہ کو دوسرے تیسرے مہینہ ہی سے روٹی وغیرہ پانی میں بھگو کر دینا شروع کر دیتی ہیں یہ بہت سخت حماقت اور بچہ کیساتھ انتہائی ظلم ہے

فطام

یعنے دودھ چھڑانا، دو سال کی عمر کے بعد بچہ کا دودھ چھڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ دو سال تک دودھ پلانے کے بعد اگرچہ ماں کی چھاتیاں دودھ سے خالی نہیں ہوتیں تاہم اُسکے پرورشی اور غذائی اجزا ضرور کم ہو جاتے ہیں۔

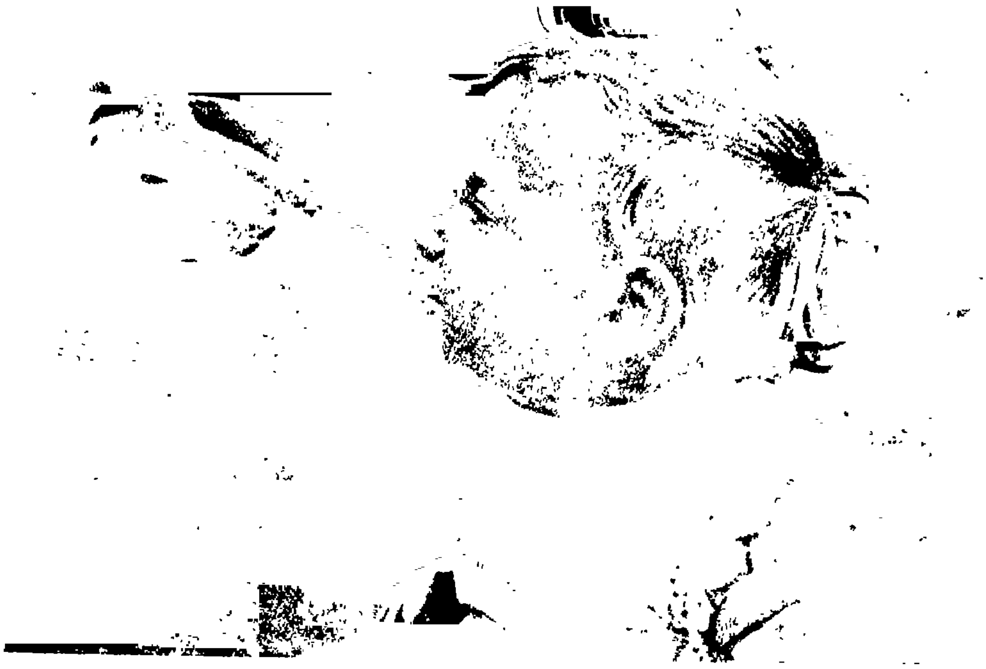
لہذا بچہ کی عمر کے نویں مہینہ سے دودھ پلانا تدریجاً کم کیا جائے، حتیٰ کہ دو سال کی عمر کے بعد قطعاً چھڑا دیا جائے جس طرح ایکدم دودھ چھڑانا مضر و خطرناک ہوتا ہے بالکل اسی طرح آٹھ، یا نو ماہ سے قبل دودھ کا چھڑا دینا بھی مضر ہے، یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ موسم گرما میں بچہ کو غذا شروع نہ کرائی جائے اس کام کے لئے فصل بہار اور موسم سرما بہترین وقت ہے۔ اگر موسم گرما شامل میں پڑ جائے تو کچھ روز اور بچہ کو دودھ پلاتے رہیں۔

اگر بچہ کی عمر کے گیارہویں یا بارہویں ماہ سے اُسکو ایسی غذا مناسب مقدار میں دیجانی شروع کیجائے کہ جسمیں نشاستہ کا جزو زیادہ غالب ہو تو مناسب ہوگا۔

جو عورتیں غربت یا حمل وغیرہ کے خیال سے دو سال تک لگاتار بچہ کو دودھ پلاتی رہتی ہیں وہ اپنی اور بچہ دونوں کی صحت کو علاناس کرتی ہیں بلاشبہ نشاستہ دار غذ ا یہ بچہ کو قوی و فربہ کرتی ہیں، لیکن دس گیارہ ماہ سے قبل ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس زمانہ سے قبل بچہ کے لعاب دہن میں نشاستہ ہضم کرنے کی طاقت و صلاحیت بالکل نہیں ہوتی ہے۔

اوقات و مقدار غذا کا نقشہ انضباط!

بچہ کی عمر	وقفہ	دن میں کتنی مرتبہ	شب میں کتنی مرتبہ	ہر خوراک کی مقدار	ایکدن میں کل کسقدر غذا دیجائے
پہلا ہفتہ	دو گھنٹہ	۵ دفعہ	۲ دفعہ	۲۔ تولہ سے ۲½ تولہ تک	۴۰ تولہ سے ۴۵ تولہ تک
دوسرے سے تیسرے ہفتہ تک	"	۴ "	"	۲½ تولہ سے ۳ تولہ تک	۵۰ تولہ سے ۶۲۔ تولہ تک



[illegible]



خوش نودی

چلنے کی خواہش اور رغبت نہ پیدا ہو ہرگز ہرگز اُسے چلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ اُسکے کھیلنے کو کھلونے ایسے دیئے جائیں جو زیادہ سخت، یا نوکدار، دھار دار یا بہت چھوٹے چھوٹے ٹنتو دو سکوں وغیرہ کی قسم سے نہ ہوں میلی کچیلی جگہ پر یا غلیظ و گیلے مقامات پر اُسکو کھیلنے یا بیٹھنے نہ دیا جائے۔

اگر وہ چلنے پھرنے، اور دوڑنے کے قابل ہو تو اسکو صاف ستھرے اور کشادہ مقامات پر کھیلنے اور دوڑنے کا کافی موقع دیا جائے۔

بچوں کے لئے گیند وغیرہ کھیلنا بہت زیادہ سود مند ہوتا ہے۔ بچہ سے گفتگو ہمیشہ نرم، پاکیزہ اور مہذب کیجائے۔ اور اسکے ساتھ نہایت درجہ شفقت و مہربانی کا برتاؤ کرنا چاہیئے

بچہ کے سامنے یا اُسکے ساتھ غصہ کرنا، گالیاں بکنا، غیر مہذب گفتگو کرنا، بد اخلاقی برتنا، یا اسکی کسی بات کا جھنجلا کر جواب دینا، یا اُسکے کسی سوال کا تشفی بخش جواب نہ دینا، یا بلا وجہ اسکی دانٹ ڈپٹ کرنا، مارنا پیٹنا۔ یا اُسکو کسی مفروضہ چیز سے خوف دلانا و ڈرانا۔ یہ سب ایسی سنگین غلطیاں ہیں کہ جنکے نتائج مابعد اُسکی آئندہ زندگی پر نہایت درجہ خراب طور پر مترتب ہوتے ہیں۔ چار سال سے قبل بچہ کو تعلیم کے لئے نہ بٹھائیں، اور جب سلسلہ تعلیم شروع کیا جائے تو نہایت نرمی۔ ملاطفت۔ اور ترغیب کیساتھ۔

اور جب وہ کافی ہوشیار اور مکمل طور پر قابل تعلیم ہو جائے، تب بھی اس کو کھیل کود اور تفریح کا کافی وقت ضرور دینا چاہیئے۔ ہمہ وقت اسکو تعلیم کے شکنجے میں کسنا کچھ اچھا ثابت نہیں ہوتا ہے۔

بچہ کو ہر حالت میں ہمیشہ علیحدہ بستر و پلنگ پر سلانا چاہیئے کسی دوسرے جوان یا بڈھے آدمی کیساتھ اُس کا سلانا نہایت مضر و خطرناک ہوتا ہے۔

بچوں کی صحت و مرض کی علامات پر غور

جس طرح ننھے بچوں کی دماغی اور اخلاقی تربیت ماں کے ذریعہ ہوتی ہے اور بچوں کی آخر عمر تک اُسکے اثرات قائم رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح تندرستی کا بھی حال ہے، اگر شروع میں اس کا خیال خاص طور پر رکھا جائے تو تمام عمر صحت اچھی رہتی ہے اور اگر بچپن کی شروع میں بچہ کی صحت کی پرواہ نہ کیجائے اور اُسکو گندہ و میلا رہنے دیا جائے یا اُسکے جسمانی و نفسانی حالات کے تغیرات کو ہمہ وقت پیش نظر نہ رکھا جائے تو وہ بڑا ہو کر تندرست نہیں رہ سکتا، کم عمری میں چھوٹے چھوٹے امراض لاحق ہوتے ہیں لیکن بڑے ہو کر وہی چھوٹی چھوٹی شکایتیں بڑے بڑے امراض کا سبب بنجاتی ہیں۔ فرض کیجئے کہ اگر کسی بچہ کو اوائل عمر میں معدہ کی شکایت رہا کرتی ہو تو آئندہ چل کر ضعف معدہ یا کسی دوسرے اہم مرض کی صورت ضرور اختیار کر جائیگی۔

چونکہ چھوٹے بچے بے زبان ہوتے ہیں۔ اور اپنی تکلیفات کے بیان کرنے کی قدرت و قوت نہیں رکھتے اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بچہ کے والدین یا اُسکے پرورش کنندگان بچہ کی ہر معمولی بات پر بھی غور کرتے رہا کریں۔ اور کبھی معمولی سے معمولی بات کو حقیر سمجھکر نظر انداز نہ کریں اسکا فوراً تدارک کریں یا کسی لائق حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ لیں۔ میں یہاں چند ایسی باتیں اختصار کیساتھ بیان کرنی چاہتا ہوں کہ جن پر غور کرنے سے بچہ کا مرض معلوم کر لینے میں نہایت سہولت ہوتی ہے

عام جسمانی حالت! بچہ کا روز بروز دُبلا ہوتا جانا۔ اُسکے مزاج کا چڑچڑا پن۔ اور اس کا ہر وقت بلا وجہ روتے رہنا۔ اسکی کسی خاص بیماری کا مخبر ہوتا ہے۔

چہرے کے حالات! چہرہ پر بہت زیادہ گھبراہٹ اور انتشار کا ہونا ذیل کے امراض میں سے کسی ایک مرض کا لاحق ہونا بتاتا ہے۔

ورم القلب، ذات الریہ، ورم صفاق۔ ورم غلاف القلب

آنکھوں کا دھنسا ہوا ہونا۔ اُن کے گرد سیاہ حلقے پڑنا، اور جلد بدن کا نرم پڑجانا، مسلول ہونیکی علامت ہے۔ آتشک ورثی و سل میں چہرہ کا رنگ پھیکا و بے رونق ہوتا ہے۔ یرقان میں چہرہ کا رنگ زرد پڑجاتا ہے۔ چہرہ کی بھر بھراہٹ خرابی جگر کی علامت ہے۔ چہرہ کا سیاہی مائل، یا مٹیالہ رنگ کا ہونا ملیریا، کالا آزار یا ورم طحال و جگر پر دال ہوتا ہے۔

آنکھوں کے حالات! بچہ اگر آنکھوں کو مکمل طور پر بند نہ کر سکتا ہو تو مرض گھیگا یا سلع چشم نمانہ کا خیال کرنا چاہیئے۔

کانوں کا حال! بچہ کا کانکی طرف بار بار ہاتھ لیجانا، کان کی کسی بیماری اور خاص کر درد کا ثبوت ہے۔

ناک کے حالات! ناک کی دیوار (بانسہ) کا دبا ہوا ہونا آتشک یا جذام کا پتہ دیتا ہے، اور نتھنوں کا پھولنا، ابروں کا چڑھا ہوا ہونا، نیز ایک خط

کا گوشہ دہن سے شروع ہوکر رخساروں کیطرف جانا سینہ کے امراض حادہ کی خاص علامات ہیں۔

منہ سے تشخیص مرض! بچہ کا منہ سے مسلسل و مستقل سانس لینا یا تو ناک کے پچھلے حصہ میں بدگوشت پیدا ہوجانے سے ہوتا ہے یا اُس میں کسی رسولی یا سلعہ کے پیدا ہوجانیکے باعث۔ اسی طرح بچہ کے منہ سے بکثرت رال بہنا اور دودھ پینے میں رونا مرض قلاع یا قروح دہن کے سبب سے ہوتا ہے۔

دانتوں کے حالات! دودھ کے دانت عموماً چھٹے مہینہ سے نکلنے شروع ہوجاتے ہیں۔ اور اس میں سے اکثر ذیل کے طریق پر نکلتے ہیں۔

کچلیاں ساتویں مہینہ سے نویں مہینہ تک، اور سوے اٹھارویں مہینہ تک نکل آتے ہیں۔ اسی طرح پہلی ڈاڑھ بارہویں مہینہ میں اور دوسری چوبیسویں مہینہ میں نکل آتی ہے اور کل جبڑے کی تکمیل تین سال میں شروع ہوکر چھٹے سال سے ان کے گرنے کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے

ان کے گر چکنے کے بعد پھر غذائی دانت بطریق ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

پہلی کچلی ساتویں سال، دوسری آٹھویں سال۔ سوے گیارہویں یا بارہویں سال۔ پہلی ڈاڑھ چھٹے سال، دوسری بارہویں یا تیرہویں سال تیسری سترہویں سال، اور چوتھے جسکو عقل ڈاڑھ کہا جاتا ہے پچیسویں سال نکل آتی ہے

ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ جس ماہ سے بچہ کے دودھ کے دانت نکلنے شروع ہوتے ہیں۔ اُسی سال سے غذائی دانت بھی نکلا کرتے ہیں مثلاً اگر بچہ کے دودھ کے دانت ساتویں مہینے سے نکلے ہیں تو غذائی دانت ساتویں سال سے نکلنا شروع ہونگے۔

پس اگر اصول وقاعدہ کے خلاف دانت نکلیں تو تغذیہ کا قصور ونقص سمجھ کر اسکا مناسب تدارک کرنا چاہیئے۔ اور چونہ یا سیپ کے مرکبات استعمال کرانے چاہئیں۔

نوٹ:۔ چونکہ بچہ بروز اسنان کے وقت بہت جلد جلد بڑھنے لگتا ہے، اسلئے اُسکے جملہ اعضائے جسم کا فعل بھی نہایت تیزی کیساتھ شروع ہوجاتا ہے، لہذا ایسی حالت میں بچہ کو ذیل کے امراض میں سے کوئی ایک مرض لاحق ہوسکتا ہے۔

بخار، شدید کھانسی، تشنج۔ زکام نزلہ، سیلان گوش، سوزش معدہ، قلاع وقروح دہن، بدہضمی، اسہال، ذات الریہ، پچش، رمد۔

اسلئے اس زمانہ میں بچہ کی حفاظت سردی وغیرہ سے بخوبی وکافی کرنا چاہیئے۔ اور کسی ہوشیار طبیب کے زیر ہدایت تدابیر علاج وحفظ ماتقدم بروئے کار لاتے رہنا چاہیئے۔

چونکہ مرض کساح (رسان) میں بھی دانت دیر سے اور دیر دیر نکلا کرتے ہیں۔ لہذا اگر یہ صورت ہو تو مقدم علاج مرض رسان کا کریں۔

اگر بچہ مرض آتشک میں مبتلا ہوگا تو اُسکے دانت کیل نما نوکیلے، دندانہ دار، چھوٹے چھوٹے اور کچھ دور دور پر نکلیں گے۔

اسی طرح اگر بچہ سونے کیحالت میں دانت یا مسوڑے پیستا ہو اور ناک کھجلاتا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اُسکے پیٹ میں کیڑے ہیں۔

کیفیت زبان! بچہ کی زبان پر سفید رطوبت کا جمنا قبض کی علامت ہے، اور اسکا نیلگوں ہونا۔ اجابت کا بدبودار سیاہی مائل ہونا، معدہ کے فعل کی خرابی کا بین ثبوت ہوتا ہے۔

پیشانی کے حالات! اگر بچہ سونے میں چونکتا ہو یا ایکدم سسکیاں لیتا ہو، اور اسکی پیشانی پر سلوٹیں پڑتی ہوں تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ سینہ کے کسی مرض میں مبتلا ہے، اور اگر صرف پیشانی پر شکنیں ہی پڑتی رہیں اور سر کو ادھر اُدھر گھماتا رہے تو وہ دسر کا خیال کیا جائیگا۔

سر کے حالات! بالوں کا گرنا، اور حرکات نشست وبرخاست کا بھدا ہونا مرض غدہ درقیہ پر دلالت کرتا ہے۔ یافوخ مقدم کا اُبھرا ہوا ہونا اور اسکے ساتھ ہی تیز بخار کا ہونا ورم دماغی کی علامت ہے۔ اور اگر وہ نیچے دبا ہوا ہو، اور اُسکے ساتھ ہی بخار، قے وغیرہ باتیں بھی پائی جائیں تو صحت کے لئے خراب علامت سمجھی جائیگی، یافوخ موخر ولادت سے دو ہفتہ اور یافوخ مقدم (اگلا تالو) چوبیسویں ماہ بند ہوجاتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو تغذیہ عظام (ہڈیوں) کا زبردست نقص سمجھنا چاہیئے۔

حالات اطراف سر! سر کے اطراف کا باہمی مقابلہ کرنے پر اگر سر کے ایک طرف کا حصہ دوسری طرف کے حصہ سے کچھ نشیب وفراز میں مختلف ہو تو سمجھا جائیگا کہ سر پر کوئی غیر معمولی طریقہ سے دباؤ پڑا ہے اور بچہ کی پرورش بالکل لاپرواہی سے کیجارہی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ دایہ یا بچہ کی ماں کو ایک ہی کروٹ بچہ کو نہ لٹائے رکھنے کی سخت ترین ہدایت کیجائے۔

سر کی جسامت! (۱)، سر کا چھوٹا ہونا، پیشانی کا بالائی جانب سے دبا ہوا ہونا اور پیچھے کی جانب اس کا ڈھال (جھکاؤ) زیادہ ہونا قوی دماغی



برتنوں کی صفائی



دانتوں کی صفائی

بسہولت پھیلنے دے تو وہ عصبی امراض سے محفوظ سمجھا جائیگا۔

بچہ کا ذکی الحس ہونا! اگر کوئی بچہ اپنا بدن چھونے پر دفعتہً چونک پڑے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس حصۂ جسم کے چھونے سے چونکتا ہے۔ کیونکہ یہ چونکنا کسی درد کے سبب سے ہوتا ہے۔

بچہ کا رونا! (۱) اگر بچہ کا رونا شوریدہ اور جوشیلا ہو اور وہ اپنے ہاتھ کو دم بدم منہ کے پاس لیجائے اور منہ کو اس طور سے چلائے جیسے کہ کچھ نگلتا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ بھوک سے روتا ہے۔

(۲) بچہ کا آنسوؤں سے رونا اُسکے احساس تکلیف سے ہوتا ہے، اور بغیر آنسوؤں کے رونا کسی جسمانی تکلیف کے سبب سے۔

(۳) امراض شکم میں بچہ کا رونا ماتمی آواز نما ہوتا ہے۔

(۴) تکان کی حالت میں بچہ پست آواز سے روتا ہے

(۵) دماغی امراض کا رونا تیز ہوتا ہے، اور رونے میں ایک چھوٹی سی چیخ بھی نکلتی ہے۔

(۶) امراض حنجرہ میں پھٹی ہوئی اور بیٹھی ہوئی آواز سے بچہ روتا ہے۔

بچہ کی اجابت، شیر خوار بچہ کی اجابت کا رنگ ولادت کے پہلے اور دوسرے دن تک سبزی مائل ہوتا ہے پھر بتدریج رنگ میں تغیر آتا ہے حتیٰ کہ کچھ دن بعد پھینٹے ہوئے انڈے جیسی شکل اور ایک خاص قسم کی کھٹی بو اُسمیں پائی جانے لگتی ہے۔ بچہ پہلے آٹھ ہفتے تک روزانہ تین یا چار مرتبہ پاخانہ پھرتا ہے، آٹھ ماہ سے ایکسال تک اجابت کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے، اور بمقابلہ پہلے کے اُس میں زیادہ بستگی آجاتی ہے اور عموماً دن میں دو بار اجابت ہونے لگتی ہے، اور دو سال بعد پورا پاخانہ ہونے لگتا ہے

بچہ کے جسم کی ہڈیوں کا معائنہ، (۱) اگر چھونے یا ٹٹولنے سے بچہ کی ہڈیاں نرم و لچکدار معلوم ہوں تو یہ مرض آتشک یا کساح کی علامت ہے

(۲) پسلیوں اور سینہ کی ہڈی کے مقام اتصال پر تسبیح کے دانوں کی طرح گٹھانوں کا پایا جانا مرض کساح کا ایک بین ثبوت ہے۔

بچہ کی نشست و برخاست، چوتھے ماہ میں تندرست بچہ اپنے پس و پیش اشیاء کو کچھ سمجھنے لگتا ہے اور کوئی شخص اُس کے سر کو پکڑے رہے تو وہ اپنے بل پر بیٹھ بھی سکتا ہے اور نویں سے بارہویں مہینہ تک بلا کسی سہارے کے بیٹھ سکتا ہے، دسویں ماہ میں بچہ کھسکنا اور بارہویں ماہ سے سولہویں ماہ تک اپنی ٹانگوں پر قابو حاصل کرکے چلنے لگ جاتا ہے۔

بچہ کا بولنا، دو سال کی عمر میں بچہ اچھی طرح بولنے لگتا ہے۔

بچہ کا سکون و اضطراب، اگر کوئی بچہ اپنا سر تکیہ پر اِدھر اُدھر پھیرے اور علی الخصوص دیر تک ایک ہی طرف نظر جائے رہے بار بار سر پر ہاتھ لیجائے تو یہ تشنج کی اور نیز کسی سنگین دماغی مرض کی علامت سمجھی جائے گی۔

بچوں کا منہ کھولکر دیکھنے کا آسان طریقہ، اکثر حالات میں بچہ کا منہ کھول کر دیکھنا پڑتا ہے، اور بالخاص واقفیت کے لوگوں کو یا بچہ کو اسمیں تکلیف ہوتی ہے، اس لئے یہاں پر اسکا آسان طریقہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے

پہلا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کے زیریں لب کو اُوپر اٹھاؤ اور پھر اُسکے ساتھ ہی ساتھ قدرے نیچے کی طرف دبا دو۔ بچہ فوراً منہ کھولدیگا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بچہ کی ناک بند کردو۔ وہ فوراً منہ کھولدیگا، تب جلدی سے مقصد پورا کر لیا جائے۔

کی کمزوری پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ جن بچوں کا سر بڑا ہوتا ہے اور انکی پیشانی سامنے کی جانب ابھری ہوئی ہوتی ہے، وہ اکثر و بیشتر عالی دماغ ہو

(۲) سر کا بہت بڑا اور گول ہونا اور ساتھ ہی اس کے سر کے تمام نشیب و فراز کا ابھار، پیشانی کا بڑا اور کشادہ ہونا استسقاء دماغی کی علامت ہے مرض سرسام میں اگرچہ سر کے تمام نشیب و فراز ابھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن نہ تو اس میں سر بڑا ہوتا اور نہ پیشانی ہی بڑی اور کشادہ ہوتی اور شدید بخار و تشنج وغیرہ اُسکے ساتھ لازم ہوتے ہیں۔

(۳) مرض کساح میں سر لانبا اور پہلوؤں پر دبا ہوا ہوتا ہے

(۴) مرض اسکربوط (اسکروی) میں سر صندوق کی طرح چوڑا ہو جاتا ہے۔

(۵) مرض آتشک میں سر اسطرح سے بیقاعدہ ناہموار ہو جاتا ہے کہ پیشانی کی ہڈی (عظم الجبہ) اور گُدّی کی ہڈی (عظم القمحدوہ) کے اُبھار کی زیادتی ہوکر چار چھوٹی چھوٹی ٹیکریاں سی معلوم ہونے لگتی ہیں۔

(۶) اگر سر طبعی حالت پر رہ کر پچھلی طرف جھکا ہوا ہو اور بچہ کی کمر کمان کی شکل اختیار کرے تو مرض کزاز کا ہونا پایا جائیگا۔

(۷) بچہ کا چڑچڑا و ضدی ہونا اور اسکی آنکھوں کے نیچے بل پڑنا سر کی کسی بیماری کا اشارہ ہوتا ہے اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ تین سال تک بچوں کے سر طبعی طور پر بڑے ہوا کرتے ہیں، اور اگر انکی پیمائش کیجائے تو طبعی حالت میں بوقت پیدائش بچہ کے سر کی گولائی اور نو ماہ کی عمر میں سترہ انچہ، اور ایکسال کی عمر میں ۱۸ انچہ ہوگی، بعد ازاں وہ گولائی پانچ سال کی عمر میں صرف ۲۰ انچہ بڑھ جائیگی۔

حالات گردن! اگر بچہ اپنی گردن تیسرے یا چوتھے ماہ تک سیدھی نہ کر سکے تو سمجھنا چاہیئے کہ بچہ کسی عصبی مرض میں مبتلا ہے۔

بچہ کا وزن! بچہ کے وزن کا طبعی گھٹنا بڑھنا ذیل کے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اگر اسکے خلاف وزن میں کمی و بیشی محسوس ہو تو وہ کسی نہ مرض کے وجود پر دلالت کریگی۔

بچہ کا وزن!

پیدائش کے وقت .... (۷ پونڈ) ۰۳ مار	**نوٹ:۔** پہلے سال سے دس سال تک سالانہ
چوتھے ماہ .... (۱۴ پونڈ) ۷ مار	تین پونڈ کے حساب سے وزن بڑھتا رہتا ہے اور
بارہویں ماہ .... (۲۱ پونڈ) ۱۰ مار	سے ۱۶ سال تک ایک مضبوط اور توانا بچہ سات
چھٹے سال .... (۴۲ پونڈ) ۲۱ مار	سالانہ وزن میں بڑھتا ہے۔
چودہویں سال .... (۸۴ پونڈ) ۴۲ مار	

بچہ کا تنفس! بچے اور جوان انسان کے تنفس میں اس قدر فرق ہے کہ جوان آدمی صحت کی حالت میں پہلے سانس کی ہوا سے چھاتی کو بھرتا ہے پھر خالی کرتا ہے اور اسکے ساتھ ہی کچھ دیر وقفہ لیتا ہے اور اسکی تعداد فی منٹ ۱۸ بار ہوتی ہے لیکن بچہ پہلے پوری سانس لیتا ہے اور پھر نہایت اور ٹوٹی ہوئی سانس نکالتا ہے۔ اسکے بعد ایکدم بغیر کسی وقفہ کے لمبی سانس لیکر وقفہ لیتا ہے۔ اسکی اس سانس کی درآمد برآمد برابر اور سخت اور ایک منٹ میں ۲۵ مرتبہ سے زیادہ نہیں ہوتی جسکا اندازہ بچہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر آسانی کیا جا سکتا ہے

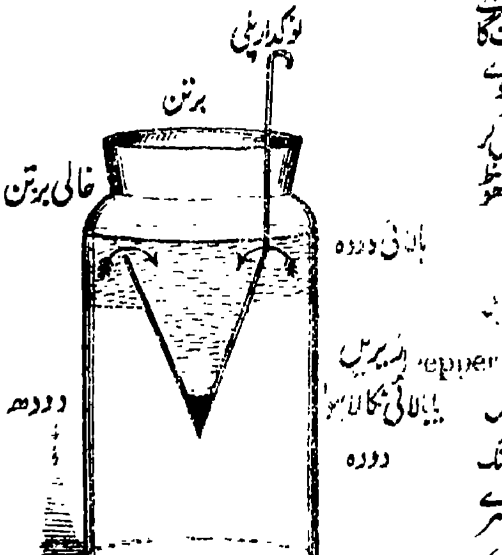
کیفیت آوازہائے قلب! بچوں میں پہلی دل کی آواز بہ نسبت دوسری آواز کے قدرے اونچی یا لانبی سنائی دیتی ہے، اور اسکی حرکت اکثر اور غیر منتظم ہوا کرتی ہے جو سوتے وقت خصوصیت کیساتھ محسوس ہوتی ہے۔ لہذا اس امر سے متوحش نہ ہونا چاہیئے کہ یہ بچوں میں ایک طبعی کیفیت ہے۔ بچہ کے سینے کو اگر ٹھوکنے سے پھوٹی ہوئی ہانڈی جیسی آواز سنائی دے، اور وہ سانس بھی جلد جلد اور منہ کھول کر لیتا ہو، دوران تنفس میں اُسکے نتھنے غیر معمولی طور پر پھیلتے ہوں، کھانسنے میں روتا ہو تو مرض ذات الریہ (نمونیا) کا قطعی حکم لگا دینا چاہیئے۔

بچہ کی نبض! بچوں میں نبض دیکھنا اور اسکا شمار کرنا ایک فضول سی بات ہے، لہذا بجائے اُسکے صرف ضربات قلب بذریعہ آلہ سماع الصدر یا ضربات یافوخ مقدم (اگلا تالو) شمار کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

بچہ کے عصبی حالات کا معائنہ عصبی امراض کی تشخیص کے لئے آسان و مفید طریقہ یہ ہے کہ بچہ کے کسی عضو کو پھیلا کر دیکھو اگر بچہ اپنا

ترکیب بالائی دودھ کو ایک پاک صاف اور مطہر برتن میں (برتن اگر چینی کا ہو تو زیادہ بہتر ہے) ڈال کر اور ڈھک کر رکھدیں۔ اب ماء الجبن ولایتی کو ۱۵۵ درجے کی حرارت فارن ہیٹ پر گرم کریں۔ اور دودھ کی شکر کو ایک چھوٹے چائے کے پیالے میں تھوڑے سے اُبلتے ہوئے پانی کے اندر حل کرلیں، جب وہ کسی قدر سرد ہو جائے تو اس کو ایک نشاندار گلاس میں ڈال کر ماء الجبن ولایتی اور چونے کا پانی اس میں ملالیں اور بقدر ضرورت اور اُبلا ہوا پانی اسمیں ملاکر کل چار چھٹانک (۸ اونس) بنالیں۔ اب اس کل مرکب کو بالائی دودھ کے برتن میں ڈال کر بخوبی ملالیں۔ یا دولایتی ماء الجبن کو تیار کرکے اور ۱۵۵ درجے کی حرارت فارن ہیٹ پر گرم کرکے باقی اجزا ملاکر بخوبی محفوظ کرلیں۔

بہتر تو یہی ہے کہ صبح و شام تازہ دودھ اسی طریق پر تیار کرکے استعمال کریں۔ لیکن اگر دونوں وقت تیار نہ کرسکیں تو ایک ہی وقت تیار کرکے جو استعمال کرلیں کرلیں۔ باقی کو ایک برتن میں ڈال کر کسی دوسرے ایسے برتن میں رکھیں جسکا ڈھکنا بہت زیادہ مضبوطی کے ساتھ بند ہو ڈال کر کے کسی دوسرے ایسے برتن میں رکھیں جس کے اندر پانی ہو۔ اب اس پانی والے برتن کو آگ پر رکھکر بتدریج گرم کریں حتیٰ کہ اسکی حرارت ۱۵۵ درجے فارن ہیٹ تک پہنچ جائے دس منٹ تک ایسی حرارت پر رکھکر بعدہٗ دودھ والا برتن اس میں سے نکال کر ٹھنڈے پانی کے کسی برتن میں گھماکر جسقدر جلد ممکن ہو اچھی طرح سرد کرلیں، تقریباً نصف گھنٹہ گھمانے سے بخوبی سرد ہو جائیگا۔ اس کے بعد کسی سرد جگہ پر محفوظ کرکے رکھدیں۔ بارہ گھنٹے کے بعد باقیماندہ دودھ کو پھر اسی طریق پر گرم کرکے مزید بارہ گھنٹے تک محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔



تصریحات بالائی دودھ حسب ضرورت مثلاً سوا سیر تندرست گائے کا تازہ دودھ لے کر کسی پاک و صاف اور مطہر اُبلتے ہوئے پانی کیساتھ دھوئے ہوئے چینی۔ خام چینی یا تانبے کے قلعی دار برتن (دیگ) میں ڈال کر پانچ چھ گھنٹے یا کم و بیش عرصے مثلاً گرمیوں میں صرف تین یا چار گھنٹے تک کسی محفوظ جگہ پر کپڑے وغیرہ سے ڈھک کر رکھدیں۔ بعدہٗ کسی لوٹکدار نلی کیساتھ اوپر کا (ایک تہائی یا ایک چوتھائی) دودھ الگ کرلیں ۔۔۔ بالائی دودھ ہے۔ دیکھو تصویر مقابل۔

ماء الجبن ولایتی (دہی) زیریں یا بالائی نکالنے کے بعد والا دودھ یا خالص تازہ دودھ بقدر ضرورت یا مثلاً دس چھٹانک لیکر اسے نرم آنچ پر ۱۰۵ درجہ فارن ہیٹ پر گرم کریں۔ اگر دودھ کے برتن کو کسی دوسرے گرم پانی کے برتن میں رکھکر گرم کریں تو اور بھی بہتر ہے۔ پھر اس میں نہایت عمدہ مصنوعی پنیر مایہ (ایسنس آف رینٹ) بقدر ایک چمچہ چائے (ٹی سپون فل) ملاکر اور بخوبی چلاکر کسی محفوظ جگہ پر رکھدیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب دودھ اچھی طرح پھٹ جائے تو اسے کسی صاف و مطہر ململ کے کپڑے میں چھان لیں اور جو پانی علیحدہ ہو اسکو ۱۵۵ درجے کی فارن ہیٹ حرارت پر قریباً دس منٹ تک جوش دے لیں۔

دودھ کی شکر یا قند شیر (شوگر آف ملک) کیمیاوی طریق پر دودھ سے تیار کیجاتی ہے۔ اور بنی بنائی بڑے بڑے انگریزی دوافروشوں سے قریباً ڈیڑھ روپیہ سیر کے حساب سے مل جاتی ہے۔ اگر کسی جگہ یہ میسر نہ آسکے تو اسکی بجائے معمولی کھانڈ بھی استعمال کیجاسکتی ہے۔

چونے کا پانی یہ بھی بنا بنایا اکثر انگریزی دوافروشوں کے ہاں سے مل سکتا ہے۔ لیکن اس کو گھر پر بھی بآسانی تیار کیا جاسکتا ہے، چنانچہ نسخہ و ترکیب ذیل میں درج ہے۔

ایک بڑا چمچہ تازہ بجھے ہوئے چونے کا لیکر ۲ سیر اُبلے ہوئے پانی میں ملاکر کسی دبیز کپڑے میں چھان کر احتیاط کسی محفوظ جگہ پر رکھدیں بارہ گھنٹے کے بعد پانی کو نتھار کر پھینک دیں اور تہ نشین چونے میں اسیقدر اُبلا ہوا پانی اور ملاکر تین منٹ تک مسلسل میں لکڑی چلاکر چھوڑدیں، بارہ گھنٹے تک مزید محفوظ جگہ پر رکھکر بعدہٗ باحتیاط صاف پانی نتھار لیں، اور دس دس چھٹانک کی سبز یا نیلی شیشیوں میں بھر کر اور مضبوط کارک لگاکر رکھ لیں کارک اگر شیشے کے ہوں تو زیادہ بہتر ہے، بوقت ضرورت حسب حاجت لیکر پھر فوراً ہی شیشی کو مضبوطی کیساتھ بند کردیا کریں۔ کیونکہ ہوا کے اثر سے

مصنوعی انسانی دودھ

ہیومینائزڈ ملک

از جناب حکیم ڈاکٹر قاضی محمد عظیم اللہ صاحب کامل طب جراحت مصنف ہال فارما کوپیا، لاہور

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بچے کے لئے بہترین اور قدرتی غذا اسکی ماں کا دودھ ہے۔ اگر یہ کسی معقول وجہ سے میسر نہ آسکے تو پھر انا یعنی دایہ کا دودھ عمدہ ترین غذا ہوسکتا ہے۔ لیکن دایہ کا ہر کس و ناکس کیلئے میسر آنا نہ صرف دشوار بلکہ دورِ حاضرہ میں ناممکن ہے پس عام رواج ہے کہ ایسے بچوں کی پرورش گائے کے اوپری دودھ پر کیجاتی ہے جن کو ماں یا دایہ کا دودھ میسر نہیں آتا۔ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ گائے کا دودھ بچے کے لئے گو باقی ہر قسم کے دودھ سے بہتر ہے لیکن اسکی ترکیب بھی انسانی دودھ کے بالکل مشابہ نہیں ہوتی چنانچہ عورت اور گائے کے دودھ کا ترکیبی فرق جو کیمیاوی طور پر معلوم کیا گیا ہے ذیل کے جدول سے ظاہر ہے۔

	پانی فیصدی	پنیری اجزا فیصدی	اجزا	شکر فیصدی	نمکیات فیصدی
عورت کا دودھ	۸۸	۳٫۰۷	۲٫۹	۵٫۸۷	٫۱۶
گائے کا دودھ	۸۶٫۸۸	۴٫۹۲	۳٫۵	۴٫۵	٫۷

پس مصنوعی ترکیب سے گائے کے دودھ کو انسانی دودھ کے مشابہ بنا کر بچوں کو استعمال کرایا جاتا ہے۔ عام طور پر اس غرض کے لئے گائے کے دودھ میں صرف دوگنا، سہ گنا۔ یا موزوں پانی ملا کر ابال لیا جاتا ہے۔ گو ایسا کرنے سے گائے کا دودھ خالص دودھ کے مقابلے میں کسی قدر ہلکا اور زود ہضم ہوجاتا ہے لیکن وہ انسانی دودھ کے ہرگز مشابہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر بچوں کے موافق مزاج نہیں ہوتا اگر ذیل کے نسخوں کے مطابق گائے کے دودھ کو تیار کیا جائے تو وہ بہت حد تک انسانی دودھ کے مشابہ اور مطابق بن جاتا ہے اور شاذونادر ہی کسی بچے کے ناموافق ہوتا ہے۔

نسخہ نمبر (۱)

اجزا

بالائی دودھ	۶ چھٹانک
چونے کا پانی	ایک چھٹانک
دودھ کی شکر	۳ ۳/۴ تولے
اُبلا ہوا پانی	ساڑھے سات چھٹانک

ترکیب بالائی دودھ میں دودھ کی شکر حل کرکے باقی اجزا ملا دیں اور نرم آنچ پر پانچ چھ منٹ تک ہلکا سا جوش دیکر اتار لیں اور ٹھنڈے پانی کے کسی برتن میں گھما کر فوراً سرد کرلیں اور برتن کے منہ پر ایک باریک لٹھے کا رومال باندھ کر کسی ٹھنڈی لیکن محفوظ جگہ پر رکھدیں۔ اسی طرح صبح و شام تازہ تیار کرلیا کریں، اور مختلف عمروں کے لحاظ سے مختلف مقداریں دیں۔

نسخہ نمبر (۲)

اجزا

بالائی دودھ		۴ ۱/۲ چھٹانک
مارجین ولایتی	(دہی ۱۵۵ درجے کی حرارت فارن ہیٹ پر گرم کیا ہوا)	۵ چھٹانک
چونے کا پانی		۳ ۳/۴ تولے
دودھ کی شکر		۳ ۵/۸ تولے
اُبلا ہوا پانی		۴ چھٹانک ۳ ۳/۴ تولے

ضماد دیگر موم سفید دو تولہ، روغن گل دو تولہ، زردی بیضۂ مرغ ایک عدد، صبر سقوطری ۶ ماشہ، آرد جو ۲ ماشہ، روغن بنفشہ ایک تولہ، چربی گردہ بز ایک تولہ صندل سفید ۵ ماشہ، افیون ۴ سرخ، زعفران ۴ سرخ، ان تمام چیزوں کا حسب معمول لیپ بنائیں اور درد کی جگہ لگائیں۔

نسخہ مجرب برائے ذبحۃ الاطفال لونگ تین ماشہ، وج ترکی تین ماشہ، فلفل دراز چار ماشہ۔ جواکھار ۳ ماشہ، جدوار ۴ ماشہ چرک ۴ ماشہ، سہاگہ سیاہ تین ماشہ، ان تمام چیزوں کو باریک کرکے شہد سے چھوٹی چھوٹی گولیاں بنائیں، خوراک دو ماشہ ہمراہ عرق بادیان، ترش، بادی چیزوں سے پرہیز۔

نسخہ دیگر برائے ذبحہ وسعال اطفال افیون خام ۴ ماشہ، زعفران تین ماشہ، دارچینی ۶ ماشہ، زنجبیل ۴ ماشہ، گوگل ۵ ماشہ کوندکتیرا ۴ ماشہ، زہر مہرہ پانچ ماشہ، خرمہرہ سوختہ ۴ ماشہ، بارہ سنگھا سوختہ ۸ ماشہ تمام چیزوں کو باریک کریں اور اسپغول کے لعاب سے موٹھ کے برابر گولیاں بنائیں، چھوٹے بچوں کو دو عدد اور بڑے بچوں کو چار عدد ہمراہ ماء العسل دیں، چونکہ بعض بچوں کو اس قدر کھانسی آتی ہے کہ غذا وغیرہ بھی نکل جاتی ہے، مزید برآں دوسرے بچوں کو بھی اس سے کھانسی لگ جاتی ہے، اس قسم کی کھانسی کے لئے یہ گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔

نسخہ دیگر برائے سعال اطفال نوسادر سیاہ پانچ تولہ ایک لوہے کی کڑاہی میں ڈالیں اور اسکے اوپر بے بجھا چونہ ۱۰ سیر ڈالدیں اور ہاتھ سے دبائیں اور کامل چھ گھنٹہ بیری کی لکڑی کی آگ جلائیں، اگر کہیں سے دھواں نکلے تو اسکو بند کردیں۔ ۲ گھنٹہ کے بعد اتار کر سرد کریں اور نوسادر جو کڑاہی کے نیچے منجمد ملیگا، اس کو نکال کر صاف تھالی میں رکھیں اور رات کو مکان کی چھت پر اس تھالی کو رکھدیں، صبح کو روغن نوسادر ملیگا، اسکو شیشی میں محفوظ رکھیں۔ خوراک ایک ایک قطرہ تباشہ میں ڈال کر صبح وشام استعمال کریں۔

ام الصبیان یہ کثیر الوقوع مرض ہے جسکا نام عرف عام میں جموگا، ہندی میں کیٹرا، اور ڈاکٹری میں Infantile convulsions تشنج ہے ام الصبیان کی بجائے ریح الصبیان اور دیگر اطبائے صبیانی ام الشیاطین، فزع الشیاطین وغیرہ ناموں سے بھی یاد کیا ہے۔ یہ ایک دماغی مرض ہے جو عموماً بچوں کو لاحق ہوتا ہے جس کی وجہ سے دورہ کے وقت بچہ میں تشنجی حرکات پیدا ہوجاتے ہیں، عوام اپنی جہالت سے اُسے آسیب خیال کرتے ہیں۔ اور اس مرض میں وہی بچے زیادہ مبتلا ہوتے ہیں جو خلقتاً کمزور ہوں، یا انکی والدہ امراض رحم میں سے کسی مرض میں مبتلا ہو۔ یا انکی ننہیال میں وراثتاً مرض صرع یا سکتہ پایا جاتا ہو، یا ددھیال میں اس قسم کی صورت ہو، اسکے علاوہ ایسے بچے کی طبیعت بھی اس مرض میں مبتلا ہوجانے پر آمادہ رہتی ہے جنکے والدین کی شادی چھوٹی۔ . . . یا بہت زیادہ عمر میں کی گئی ہو یا جن کے والدین دودھ پلانے کے زمانہ میں کثرت مباشرت کے مرتکب ہوتے رہے ہوں، یا جنکی مائیں زمانۂ حمل اور ایام رضاعت میں اصول طب کے خلاف میلا کچیلا رہنے اور بیوقت کھانیکے عادی ہیں۔

مولود کی دماغی قوتوں کا کمزور ہونا، دماغ میں رطوبات کی زیادتی، مرضعہ کی بدپرہیزی، بچہ کا قبض دائمی، دانتوں کا نکلنا، کرم شکم، دفعتاً خوف محسوس کرنا، تپ دائمی، اسہال مزمن، خرابیٔ خون، مرضعہ کے دودھ کی خرابی، ہنگ کرن وغیرہ بھی اسکے اسباب ہوسکتے ہیں۔

دورہ کے وقت پاؤں میں تشنج پیدا ہوجاتا ہے۔ بدن کی کسی ایک شق کے ہاتھ پاؤں اور رخسارہ میں اضطراری حرکت ہونیکے بعد آنکھیں اوپر کیجانب حرکت کرنے لگتی ہیں، حتیٰ کہ ڈھیلے اوپر کو چڑھ جاتے ہیں، ہاتھ کی مٹھیاں بند ہوجاتی ہیں۔ دورہ میں بچہ چیخ مار کر یکایک بیہوش ہوجاتا ہے، بخار بھی تیز ہوجاتا ہے۔ دورہ جلد جلد پڑنے لگتا ہے، دم گھٹنے لگتا ہے، ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں چہرہ سیاہی مائل اور بدرونق ہوجاتا ہے، مریض میں حس وحرکت باقی نہیں رہتی، منہ سے جھاگ بھی آنے لگتے ہیں۔ دورہ ختم ہونیکے وقت بچہ ایک لمبا سانس لیکر رو دیتا ہے، یا بعض وقت پسینہ میں تر بتر ہوکر ہمیشہ کیلئے سرد ہوجاتا ہے۔

مؤلف شفا کا بیان ہے کہ اس وقت تک ام الصبیان قابل علاج ہے جب تک کہ حرارت غریزی اور قوت بحال رہے، جہاں قوتوں میں اضمحلال پیدا ہوا۔ حرارت غریزی کم ہوئی، مریض بے حس وحرکت ہوجاتا ہے، پھر شفا کی امید نہیں رہتی۔ حکیم رفس لکھتا ہے کہ اگر مریض کی گردن یا سر پر شور ظاہر ہوں تو یہ اچھی علامت ہے، اسی طرح مریض کو جوش ذہن کی شکایت ہوجانا بھی اچھی علامت ہے، بقول بقراط مریض کی ناک سے پانی نکلنا

بعض امراضِ صبیان اور انکا علاج

از جناب حکیم ابوالعفر محمد شمس الحق خاں صاحب سکریٹری طبیہ کالج امرتسر

ہمارے ہم پیشہ طبیب، وید، اور ڈاکٹروں کو اچھی طرح معلوم ہوگا کہ بچوں کے امراض کی تشخیص میں بعض اوقات کیسی کیسی دقتیں پیش آتی ہیں ان کے قارورہ کا بہ سبب توافر رطوبات اور خامی اعتبار نہیں ہوتا، بچوں کا براز بھی چنداں قابل اعتماد نہیں۔ کیونکہ مرضعہ جو کچھ کھاتی ہے اسکا اثر بچہ کے پاخانہ میں ہوتا ہے، ایسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر دودھ پلانے والی دالنے چباتی ہے تو بچہ کے براز میں سے بھی ویسے ہی دالنے برآمد ہوتے ہیں ایسی حالت میں بول و براز سے امراض امعاء، ومعدہ وجگر ومثانہ اور کلیتین پر پورا استدلال کیسے ہوسکتا ہے علی ہذالقیاس نبض امراض صدر و قلب و حجاب وریہ اور دیگر آلاتِ تنفس کی کامل طور پر خبر نہیں دیتی، اسلئے کہ بچوں کی نبض حرارت عزیزی کی قلت اور مادہ کی زیادتی کیوجہ سے ضعیف اور منخفض ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں شیر خوار بچے چونکہ زبان سے بول بھی نہیں سکتے، اس لئے تشخیص امراض میں معالج کو خواہ وہ کیسا ہی حاذق ہو دقتیں ضرور پیش آتی ہیں۔

محققین اطبا کا قول ہے کہ تعیین امراض اطفال میں علامات مندرجہ ذیل سے مدد لینی چاہیئے۔

(۱) رونے اور خاموشی سے (۲) غذا سے (۳) پیاس سے (۴) جسم کے لمس سے (۵) نیند سے (۶) کھانسنے اور سانس گھٹنے سے (۷) آنکھوں کی حالت سے (۸) زبان کی رنگت بدلنے سے (۹) بذریعہ بینی رطوبات کے اخراج سے (۱۰) بدن کے پھوڑے پھنسیوں وغیرہ سے۔

اب میں مندرجہ ذیل سطور میں بچوں کے چند امراض کی معمولی تفصیل اور ان کا دستور علاج اور مجرب نسخے لکھتا ہوں

ذات الجنب اطفال جیسے بڑے آدمی میں ذات الجنب (نمونیا) ہوتا ہے ویسے ہی یہ مرض دودھ پینے والے یا ان سے زیادہ عمر کے بچوں میں ہوجاتا ہے کھانسی کی شدت اور بے چینی سوء تنفس درجہ حرارت کی زیادتی اور پسلیوں کے نیچے گڑھا پڑ جانا اس مرض کی خاص علامات ہیں، یہ ایک قسم کا ورم ہے جو دیا فرغما یا پسلیوں کی اندرونی جھلی میں موذی مادہ کی موجودگی کی وجہ سے ہوجاتا ہے یا ان عضلات میں ورم ہوجاتا ہے، جو پسلیوں کے مابین واقع ہیں۔

علاج سب سے پہلے اخراج مادہ ضروری ہے، درد کی جگہ جونکیں لگانی چاہیئں، گاہے رائی کے پلاسٹر کی بھی ضرورت پڑتی ہے منضج کا مندرجہ ذیل نسخہ بچوں کو صبح و شام دینا چاہیئے۔

نسخہ:- گل بنفشہ کشمیری چار ماشہ، اصل السوس مقشر، گاؤزبان چار چار ماشہ، مویز منقی تین دانہ، پرسیاؤشاں ۵ ماشہ، زوفا خشک ۲ ماشہ انجیر زرد تین دانہ، عنب الثعلب خشک، تخم خطمی سیاہ ہر ایک تین ماشہ عناب تین دانہ، بیخ سوسن، بیخ بادیان ہر ایک تین ماشہ تمام ادویہ کو عرق گاؤزبان و عرق شاہترہ میں جوش دیکر تین تولہ نبات سفید ڈال کر پلائیں، اسی دوا میں سے دودھ پلانے والی کو بھی کچھ دوا دینی چاہیئے جب مادہ کے نضج کے آثار ظاہر ہوں تو اسی نسخہ میں برگ سنا مکی ۵ ماشہ، مغز فلوس خیار شنبر تین ماشہ اور کچھ روغن بادام شیریں ڈال کر پلائیں، پیاس کے وقت عرق مکوہ عرق گاؤزبان دینا چاہیئے اس سے دو چار اسہال ہوکر مادہ کا اخراج ہوجائیگا، دودھ پلانے والی کو بھی روغن بید انجیر ہمراہ شربت بنفشہ اور شیر گاؤ مسہل دینا چاہیئے بعض مرتبہ ایسے مریض کو جو مطبوخ مذکور نہ پی سکے حب سکین نواز دینی چاہیئے، اس گولی سے قے اور اسہال خوب ہوتے ہیں، اور بچہ کا سینہ اور پھیپھڑہ صاف ہوجاتا ہے۔ امرتسر میں ایک ضلعدار صاحب کے صاحبزادے موسم سرما میں اس موذی مرض کا شکار ہوئے، طبیبوں اور ڈاکٹروں کی کوششیں رائیگاں گئیں۔ میں نے حب مسکین نواز تین عدد مریض کو کھلائیں جس سے کھانسی اور درد رفع ہوگیا اور سخت بدبودار اسہال ہوئے جس سے فوراً صحت ہوگئی ذات الجنب کے لئے جو ضماد مفید ہے وہ درج ذیل ہے۔

نسخہ:- بارہ سنگھا تین ماشہ فلفل سیاہ دانہ، جدوار دو ماشہ۔ تمام چیزوں کو گائے کے پیشاب میں گھس کر لیپ لگائیں، اور اوپر سے گرم ٹکور کرنی چاہیئے۔

مجربات

از ادارہ

ام الصبیان

حب ام الصبیان کندر، صبر زرد، جدوار خطائی، عود صلیب، جند بید ستر ہر ایک ایک ماشہ۔ تمام ادویہ کو کوٹ کر تازہ پانی کیساتھ مونگ کے برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی ہمراہ شیر مادر یا عرق بادیان دینی چاہیئے۔

فوائد:- ام الصبیان کے لئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں۔ اعصاب کو قوی کرتی ہیں۔

حب ام الصبیان دیگر جند بید ستر، مشک خالص، زعفران، ہر ایک چار رتی ہنگولوچن پانچ رتی، عود صلیب، جدوار خطائی ہر ایک یکماشہ تمام ادویہ کو کوٹ کر مونگ کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور چھ مہینہ تک کی عمر کے بچہ کو نصف گولی ہمراہ شیر مادر دیں۔ اور دو سال تک کے بچہ کے لئے ایک گولی کافی ہے۔ اس سے زیادہ عمر کے لئے حسب مزاج مزدرت دو گولی سے زیادہ بھی دیجا سکتی ہیں۔

فوائد:- بچوں کی مرگی کیلئے یہ گولیاں معجز نما اثر رکھتی ہیں دورے بند ہو جاتے ہیں۔ مداومت سے ام الصبیان کی استعداد جاتی رہتی ہے، دماغ و اعصاب کو فضولات سے پاک کرتی ہیں۔ مجرب چیز ہیں

حب صرع اطفال مشک خالص، جدوار خطائی، عود صلیب، مصطگی رومی، دارچینی ہر ایک ایک ماشہ۔ جائفل چار سرخ، بادیان ایک ماشہ، ملیٹھی خالص ایک ماشہ، تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر عرق بادیان میں گولیاں بقدر فلفل سیاہ بنائیں، اور ایک گولی ماں کے دودھ میں حل کر کے بچہ کو دینی چاہیئے، اگر مرض مزمن ہو تو ایک گولی صبح ایک گولی شام کو دینی چاہیئے۔ دوران استعمال میں بچہ کی ماں کو ترش چیز ول سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر ممکن ہو تو سرخ مرچ بھی استعمال نہ کرے۔

فوائد:- ام الصبیان کے لئے یہ گولیاں نہایت مجرب اور آزمودہ ہیں۔ نظام ہضم کی اصلاح کرتی ہیں، اعصاب دماغ کی برودت کو ضائع کرتی ہیں اور رطوبات زائدہ کو تحلیل کرتی ہیں، اور مقوی دماغ و اعصاب ہیں۔

حب ام الصبیان مجرب جدوار خطائی ۶ ماشہ، عود صلیب ۹ ماشہ، انیسون رومی، جند بید ستر، مرکی، دانہ الائچی کلاں، ہر ایک چھ ماشہ، فادزہر حیوانی تین ماشہ، بہمن سفید، گئو لوچن ہر ایک ۲ ماشہ، ملیٹھی خالص تین ماشہ مشک ایکماشہ کوٹ چھان کر مونگ کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک گولی حسب معمول دودھ میں گھسکر بچہ کو دیں، بچے کے لئے ایک ہی گولی کافی ہے۔ بڑے دو گولی سے تین گولی تک استعمال کر سکتے ہیں۔

فوائد:- ام الصبیان کے لئے یہ گولیاں مجرب ہیں، اسی کیساتھ ساتھ اختناق الرحم اور صرع کے لئے بھی مفید ہیں۔

معجون ام الصبیان مرکی ۶ ماشہ، عصارہ ریوند، انگوزہ بریاں۔ زعفران خالص مصفی، عود صلیب، جدوار خطائی ہر ایک تین ماشہ تمام چیزوں کو ڈیڑھ تولہ گلقند گلاب میں پیسکر معجون بنالیں اور بقدر ایکماشہ بچوں کو دیں۔

فوائد:- ام الصبیان کے لئے یہ معجون مفید ہے، قبض کو رفع کرتی ہے، بلکہ دست آور ہے ایکدو دست لا کر معدہ اور امعاء کی تمام غلاظت صاف کر دیتی ہے۔

ذات الجنب

لعوق ذات الجنب تخم خطمی خشک ۶ ماشہ، پرسیاؤشاں ۶ ماشہ، برگ گاؤزباں۔ گل بنفشہ، ابریشم خام مقرض ہر ایک چھ ماشہ

بھی اچھی علامت ہے۔

حفظ ما تقدم جن بچوں کے بیمار ہونیکا اندیشہ ہو ان کو قبض کی شکایت نہ ہونے دیں، مرضعہ کو نفاخ اور دیر ہضم غذائیں نہ دیں جماع سے قطعی پرہیز کرائیں، اگر دورے پڑنے ہی لگیں تو نوبت کے وقت مریض بچہ کے گلے سینے اور شکم کی تمام بندشیں ڈھیلی کر دیں، اگر ممکن ہو تو کچھ دیر مریض کو گردن تک گرم پانی میں بٹھائے رکھیں، صابون کی بتی بناکر مقعد میں رکھیں تاکہ قبض دور ہو جائے، مریض کی عمر کے مطابق ۶ ماشہ یا ۹ ماشہ روغن بید انجیر خالص دودھ میں ملاکر اور ترنجبین اضافہ کرکے پلائیں، تاکہ ایک دو اجابتیں ہوکر بچہ تندرست ہو جائے۔ ذیل میں چند مجرب نسخے درج کئے جاتے ہیں۔

حبوب قبض کشا و نافع ام الصبیان نسخہ:۔ صبر زرد، عصارہ ریوند چینی، مصطگی رومی ہر ایک تین ماشہ تمام چیزوں کو کوٹ کر عرق بادیان سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں، خوراک ایک گولی ہمراہ عرق بادیان یا شیر مادر،

سفوف چٹکی جوام الصبیان میں اس وقت نافع ہے جب مرضعہ اور بچہ کو معدی خلل کی شکایت ہو، نسخہ:۔ بلیلہ سیاہ، پودینہ خشک، نرکچور، نمک لاہوری، سہاگہ بریاں، دانہ ہیل خورد و کلاں، زیرہ سیاہ، برگ نیم، مرچ سیاہ، چاکسو، بادیان، تخم شبت، نوسادر، تمام ادویہ ہموزن لے کر سفوف بنائیں، ۲ رتی سے چار رتی تک ہمراہ شیر مادر دیں۔ بچہ کی ماں کو بھی یہ سفوف استعمال کرنا چاہیئے۔

سفوف ماہیران مطب دافع صعود ابخرہ و ریاح معدہ مخرج مواد فاسد، ہاضم، ملین، مشتہی۔ نسخہ:۔ سنا مکی، بادیان، گندھک مصفیٰ، اصل السوس مقشر مصری کابلی تمام ادویہ کو علیحدہ علیحدہ کوٹ کر ہموزن ملاکر ایک گھڑی خوب کھرل کریں، تاکہ سب یکذات ہو جائیں، خوراک ایک رتی سے چار رتی تک ہمراہ عرق بادیان۔ یہ سفوف بھی مرضعہ اور بچہ دونوں کو استعمال کرانا چاہیئے۔

نسخہ جوشاندہ جس سے بخار بیتا رہتا ہے اور قبض دور ہو جاتا ہے۔ ام الصبیان کے دورہ میں بھی تخفیف ہو جاتی ہے۔ مویز منقیٰ تین دانہ اسطوخودوس، بسفائج، عود خام، عود صلیب، ابریشم مقرض ہر ایک دو ماشہ، غاریقون ۱ ماشہ، تمام چیزوں کو پانی میں جوش دیکر حسب ضرورت شہد ملاکر پلائیں۔ ترکیب دیگر، عود صلیب گلے میں لٹکانا، اور جدوار خطائی عمدہ دو رتی عرق بادیان میں یا شیر مادر میں گھسکر پلانا از حد مفید ہے۔

حبوب نافع ام الصبیان نسخہ:۔ اجوائن دو تولہ، فرید بوٹی کے پانی میں گھول کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں، ایک گولی ہمراہ عرق بادیان صبح و شام استعمال کریں،

حبوب دیگر از بابا رام داس سیاح۔ برگ ہاتھی سونڈی ۶ ماشہ، اجوائن دیسی ۶ ماشہ، دونوں کو کھرل کرکے چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام ہمراہ عرق بادیان یا شیر مادر دیں۔

سریع الاثر ہیں جن بچوں کو سبز دست آتے ہوں، اور تشنگی بھی ہو اور قے آرہی ہو۔ ایک دو گولی ہی سے فوری نفع معلوم ہوتا ہے۔

مشترک النفع

دوائے اطفال طباشیر کبود، بادیان، سہاگہ، پوست بلیلہ زرد، بلیلہ سیاہ، صندل سفید، صندل سرخ، تخم خرفہ، گل بنفشہ، باؤبڑنگ، بادکھبہ، نمک شور، نمک سیاہ، تمام دوائیں ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور قدرے قدرے بچہ کو دن میں دو تین مرتبہ چٹاتے رہیں۔

فوائد: بچوں کی تمام شکایتوں کا سبب اکثر و بیشتر معدہ کی خرابیاں ہوا کرتی ہیں۔ اس دوا میں معدہ کے تمام امراض کا بہت کافی خیال رکھا گیا ہے، ہاضمہ کو درست رکھتی ہے، قبض کی شکایت اگر ہو تو رفع ہو جاتی ہے اگر دست آرہے ہوں تو دستوں کو روکتی ہے۔ معدہ کی تمام شکایتوں کو رفع کر دینے کی وجہ سے ہم اس دوا کو بچوں کے نزلہ زکام اور دیگر شکایات کے لئے بھی نہ صرف مفید ہی کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ واقعتاً یہ دوا ان کے لئے مفید ہے۔

دوائے اطفال ہینگ بروغن گاؤ بریاں ایک تولہ، بادیان، فلفل سفید، نمک سیاہ ہر ایک چھ ماشہ، افیون ۱۰ ماشہ، برگ نیم ۵ اعدد، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر مونگ کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک گولی شیر گاؤ میں گھس کر علی الصباح استعمال کرائیں۔

فوائد: یہ دوا بچوں کے اکثر امراض کے لئے نہایت مفید ہے۔ خصوصاً معدہ اور آنتوں اور اعصاب کی شکایات کیلئے مجرب ہے۔

سفوف اطفال مصری دو تولہ، اسپغول ایک تولہ، پیپل ۶ ماشہ، دانہ الائچی خورد تین ماشہ، دارچینی ۱۰ ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور چار رتی کے قریب بچہ کو شربت بنفشہ میں ملا کر چٹائیں۔ بڑے آدمی کو دو ماشہ تک استعمال کرا سکتے ہیں۔ ان کے لئے بھی بدرقہ شربت بنفشہ ہی مناسب ہے۔

فوائد۔ بچوں کی کھانسی، بخار، مسان، بدہضمی وغیرہ کے لئے چرک کا مفید اور مجرب نسخہ ہے۔

جینکی برائے اطفال بادیان، باؤبڑنگ، بادکھبہ، الائچی کلاں، الائچی خورد۔ ہر ایک دو تولہ، صندل سفید، صندل سرخ، طباشیر ہر ایک چھ ماشہ، نرکچور، پودینہ خشک، نمک لاہوری، نمک سیاہ ہر ایک نو ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور دن میں ایک دو مرتبہ بچوں کو دیں۔

فوائد: بچوں کے بہت سے امراض کیلئے یہ جینکی مفید ہے، معدہ اور آنتوں پر اس کا اچھا اثر مرتب ہوتا ہے۔

سرفہ

حب سرفہ برائے اطفال رب السوس سیاہ، رب السوس سرخ ہر ایک چھ ماشہ، نشاستہ، صمغ عربی، کتیرا ہر ایک تین ماشہ، زعفران سہ سرخ، جند بیدستر، افیون چار چار سرخ، تمام چیزوں کو کوٹ کر مونگ کے برابر گولیاں بنائیں اور ہر روز تین گولیاں تین مرتبہ صبح، دوپہر، شام استعمال کرائیں۔

فوائد: سردی کی کھانسی میں بچوں کے لئے یہ گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں، جوان العمر کے لئے بھی کارآمد چیز ہیں ہے۔

لعوق سعال زوفا خشک ۶ ماشہ، پرسیاوشاں ۶ ماشہ، برگ گاؤزبان، گل بنفشہ، ابریشم خام مقرض ہر ایک ۶ ماشہ، املتاس دو تولہ، انجیر زرد تین عدد، مویز منقی ۹ دانہ تمام چیزوں کو پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور ترنجبین و شکر ہموزن میں حسب معمول قوام کر کے لعوق بنائیں، اور قدرے قدرے بچوں کو چٹاتے رہیں۔

فوائد: یہ لعوق بچوں کی کھانسی کیلئے نہایت مفید ہے۔ ذات الجنب میں بھی ٹھنڈے سے عرق گاؤزباں میں جوشدہ پینے سے مفید ثابت ہوتا، کھلتا سینہ کو بلغم سے صاف کرتا ہے۔

نوٹ:۔ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ کیجئے۔ (مینیجر)

اطماس دو تولہ، انجیر زرد تین عدد، مویز منقے ۹ دانہ تمام چیزوں کو پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور ترنجبین و شکر ہموزن میں حسب معمول قوام کر کے لعوق بنائیں اور تھوڑے تھوڑے قدرے بچوں کو چٹاتے رہیں۔

فوائد:۔ یہ لعوق بچوں کی کھانسی کیلئے نہایت مفید ہے، ذات الجنب میں بھی کھنڈوٹے سے عرق گاؤزباں میں جوشیدہ سے مفید اثر دکھاتا ہے، سینہ کو بلغم سے صاف کرتا ہے۔

حبوب برائے ام الصبیان ڈبہ اطفال: سہاگہ بریاں ۲ ماشہ، گوند ببول، مرکی، ایلوہ، ہر ایک چھ ماشہ، فلفل سیاہ، فلفل دراز، زنجبیل ہر ایک دو ماشہ، نیلا تھوتھہ بریاں ڈیڑھ ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر دو چند قند سیاہ ڈال کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک گولی صبح و ایک شام شیر مادر میں گھس کر دیں۔

فوائد:۔ ڈبہ اطفال کیلئے یہ گولیاں عجیب و غریب چیز ہیں ایک دو گولی دینے ہی سے ایک دو دست اور ایک دو قے ہو کر پیٹ وغیرہ صاف ہو جاتا ہے،

سفوف برائے ڈبہ اطفال: برگ لبلاب در سایہ خشک نمودہ ا تولہ فلفل سیاہ ۹ عدد، نبات سفید چھ ماشہ کوٹ کر سفوف بنائیں اور ایکماشہ ہمراہ عرق بادیان دیں۔

فوائد:۔ ڈبہ اطفال کیلئے یہ سفوف مجرب ہے۔

دق الاطفال!

دوائے مسان: نارجیل دریائی، پوست ہلیلہ زرد، زرورد، بادیان ہر ایک چھ ماشہ، حجر الیہود، زہرہ مہرہ خطائی، مروارید ناسفتہ ہر ایک ایک ماشہ، طباشیر تین ماشہ، گل نیلوفر، دانہ الائچی خورد، گل سرخ ہر ایک ۹ ماشہ، سہاگہ ۳ ماشہ، تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور بقدر ایکماشہ ماں کے دودھ میں حل کر کے بچہ کو دینا چاہئیے۔

فوائد:۔ بچوں کی اکثر بیماریوں کیلئے نہایت مفید دوا ہے خصوصاً وہ بیماریاں جو معدہ سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً سوکھا، بدہضمی، اسہال، قے، پیاس، وغیرہ۔

پیچش و اسہال و ضعف ہضم

دوائے پیچش: سہاگہ بریاں ۲ ماشہ، بادیان تین ماشہ، بھوکتارہ ماشہ، حب الآس تین ماشہ۔ تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور ایکماشہ پانی کے ساتھ دیں۔

فوائد:۔ بچوں کی پیچش کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہے، معدہ اور امعاء کے ضعف کو رفع کرتی ہے، بیضرر ہے۔

حبوب اسہال: آملہ خشک ۲ ماشہ، بادیان ۲ ماشہ، گل ارمنی ۲ ماشہ، انگوزہ بریاں ۳ ماشہ، افیون خالص ۱ ماشہ، تازہ پانی میں موٹھ کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور ایک دو گولیاں مناسب بدرقہ کیساتھ دیں۔

فوائد:۔ بچوں کے اسہال کے لئے یہ گولیاں مفید ہیں، اسہال کا سبب خواہ کچھ ہی ہو لیکن یہ گولیاں اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتیں،

نمک اسہال: نمک سیاہ ایکتولہ، نوسادر ۶ ماشہ، سہاگہ چوکیہ ایکتولہ، بادیان، انیسون، گل سرخ، ہر ایک ایک تولہ، سہاگہ کو ایک کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب وہ پگھلنے لگے اسوقت نمک سیاہ اور نوسادر پیس کر اس میں شامل کر دیں اور کڑاہی کو اتار لیں، خشک ہونیکے بعد بریاں ادویہ اور غیر بریاں ادویوں ملا کر باریک سفوف بنائیں، اور ایک ماشے تک بچوں کو کسی مناسب بدرقہ کے ساتھ دیں۔

فوائد:۔ یہ سفوف معدہ کی اصلاح کرتا ہے، ہاضمہ کو قوی کرتا ہے۔ بچوں کے اسہال کو روکتا ہے۔

حبوب اسہال دیگر: زہر مہرہ خطائی، نارجیل دریائی، طباشیر، برنج، ساٹھی، گل ارمنی، بادیان، زیرہ سفید، ہر ایک چھ ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر مونگ کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک گولی شیر مادر میں گھس کر بچوں کو دیں۔ یہ گولیاں نہایت

فوائد: بعض بچے رات کو بستر پر پیشاب کر دینے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہ سفوف اس مرض کے لئے نہایت مفید ہے۔ مثانہ کو قوی کرتا ہے۔

معصوم بچوں کیلئے چند مجرب و مفید نسخہ جات

از جناب حکیم محمد حیات ثابت خانکی ہیڈ ضلع گوجرانوالہ، پنجاب

بچوں کا منہ آنا سہاگہ بریاں شہد میں ملا کر انگلی سے لگائیں یا گاؤزبان سوختہ آرد جو بریاں پیس کر منہ میں چھڑکیں، یا طباشیر، کتھہ، الائچی خورد پیسکر منہ میں چھڑکیں۔

بچوں کا نوبتی بخار شیر خوار بچوں کو باری سے دو گھنٹہ پہلے بچہ کے ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں پر روغن تارامیرا چپڑ دیویں انشاء اللہ یہی روز شفا ہوگی

بچوں کی کھانسی و بخار کاکڑا سینگی، اصل السوس، کچور، سہاگہ بریاں، بادبرنگ، فلفل گرد، گاؤزبان، بہدانہ، نمک سفید، ہر ایک چار ماشہ کوٹ چھان کر گلگرونده کے پانی میں چنے کے برابر گولیاں بنا دیں، تاکہ خشک ہو کر سیاہ مرچ کے برابر رہ جائیں۔ خوراک ایک گولی صبح ایک شام شیر مادر میں حل کر کے استعمال کرائیں۔

بچوں کی طحال دارچینی چار ماشہ، بادیان، سونٹھ، منڈی، او ند ہر ایک دو ماشہ، الائچی خورد، نوسادر، پوست ہلیلہ زرد، معبر ہر ایک ایک ماشہ سب کو باریک پیس کر حسب عمر دو تین رتی دن میں دو تین دفعہ استعمال کرائیں۔ بہت جلد فائدہ ہوگا۔

بچوں کے دست قبض اور کرم امعاء ہلیلہ زرد کلاں سالم، ایک عدد، نر کچور کی موٹی گرہ ایک عدد دونوں کو لیکر آرد گندم میں لپیٹ کر گرم راکھ میں دبا دیں۔ جب آٹا سرخ ہو جاوے نکال کر محفوظ رکھیں، اور وقت ضرورت دونوں چیزوں میں سے ایک ایک رتی پانی میں گھسکر نصف رتی نمک سیاہ شامل کر کے بچے کی ماں کے دودھ میں حل کر کے ہر روز صبح کو پلائیں۔

بچوں کے امراض شکم کے لئے اکسیر نوسادر، نمک سیاہ ہر ایک ایک تولہ، سہاگہ چھ ماشہ۔ پہلے سہاگہ کو آہنی توے میں آگ پر رکھکر پگھلائیں، پھر نمک اور نوسادر باریک کردہ ڈال کر مخلوط کریں۔ بعد ازاں باریک پیسکر محفوظ رکھیں، خوراک چار چاول سے چار رتی تک حسب عمر۔

ایضاً بادیان چار ماشہ، کپور کچری، زیرہ سفید، دانہ الائچی خورد، پودینہ خشک ہر ایک تین ماشہ، زیرہ سیاہ ایک ماشہ، انار دانہ ترش دو ماشہ، سفوف بنائیں اور شیر مادر میں حل کر کے حسب عمر دیں۔

بچوں کی کالی کھانسی پھٹکری ایک تولہ تابہ آہنی میں بریاں کریں، پھر اس میں دس تولہ برگ کیلہ کا چورہ ڈالیں، اسکے بعد آتار کر محفوظ رکھیں۔ ایکسال کے بچے کو ½ رتی، دو سال بچے کو ½ رتی، تین سال کے بچے کو دو رتی عرق اجوائن کیساتھ دن میں دو مرتبہ استعمال کرائیں، نہایت مجرب چیز ہے۔ پہلی خوراک ہی میں فائدہ ہوگا۔

بچوں کا قبض بادیان چار ماشہ، برگ ثنا مکی دو ماشہ، پوست ہلیلہ کابلی دو ماشہ، پودینہ خشک دو ماشہ، تربد سفید دو ماشہ، زنجبیل چار سرخ، نمک میٹھا چار سرخ، سب کو پیسکر محفوظ رکھیں، خوراک نصف ماشہ سے ڈیڑھ ماشہ، شیر مادر میں حل کر کے استعمال کرائیں۔

اسہال (جو دانت نکلنے کی وجہ سے لاحق ہوں) زیرہ سفید، برادہ صندل سفید، ہر ایک نصف ماشہ، الائچی سفید بریاں دو عدد، گلنار ۴ سرخ، سنگوفہ برگ ببول ایکماشہ، سب کو آب تازہ میں پیس کر پلائیں۔

بچوں کی قے زرشک، سماق، پودینہ، نمک طعام، فلفل سیاہ ہموزن پیس کر تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔

ایضاً دانہ ہیل، طباشیر، شیر مادر میں حل کر کے چٹائیں۔

بچوں کی پیچش - اول قبض رفع کریں، بعد ازاں نشاستہ تین ماشہ، کھریا مٹی تین ماشہ، کتھہ سفید ۳ ماشہ باریک کر کے تین رتی ہمراہ لعاب اسپغول و بہدانہ دن میں تین بار دیں۔

آشوب چشم

حب آشوب چشم رسوت دو تولہ، پھٹکری ایک تولہ، زعفران چار سرخ، برگ نیم ۶ عدد، افیون خالص ۱ ماشہ، تمام چیزوں کو عرق گلاب میں پیس کر گولیاں بنائیں، اور ضرورت کے وقت کو کنار کے پانی میں گھس کر پپوٹوں پر لیپ کریں۔

فوائد:۔ آشوب چشم کے لئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں۔

عرق آشوب چشم پھٹکری سفید، رسوت، ہر ایک ۶ ماشہ، افیون خالص دو ماشہ، کافور، زعفران ہر ایک چار سرخ تمام چیزوں کو عرق گلاب میں حل کر کے رکھیں، اور آشوب چشم کی حالت میں ایک دو قطرے بچہ کی آنکھوں میں ٹپکائیں۔

فوائد، یہ عرق بھی آشوب چشم کے لئے نہایت مفید ہے۔

شبور

مرہم شبور مغز تخم ارنڈی ۵ تولہ۔ خاکستر پاچک دشتی ایک تولہ کتھ سفید ایک ماشہ، توتیائے بریاں چار سرخ، مردار سنگ تین ماشہ، جفرات پانچ تولہ، تمام چیزوں کو تانبہ کے ایک بے قلعی برتن میں اس قدر سحق کریں کہ مرہم ہو جائے، پھر بقدر ضرورت پھنسیوں پر لگائیں۔ انشاء اللہ دو چار روز میں ہی پھنسیاں خشک ہو جائیں گی

فوائد:۔ بچوں کے سر میں رطوبات کی کثرت سے اکثر دانے نکل آتے ہیں۔ یہ مرہم ان دانوں کے لئے مجرب ہے۔

روغن شبور گندھک آملہ سار ۱۰ ماشہ، کمیلہ، برگ نیم، کافور ہر ایک چھ ماشہ، تمام چیزوں کو روغن کنجد ۵ تولہ میں جوش دیکر صاف کریں، اور پھنسیوں کو نیم کے پانی سے صاف کر کے یہ روغن لگائیں۔

فوائد:۔ بچوں کی پھنسیوں کیلئے یہ روغن نہایت موثر ہے، چند ہی روز میں پھنسیاں صاف ہو جاتی ہیں

خرابی خون!

حب مصفی خون برائے اطفال رسوت مصفی، پوست ہلیلہ کابلی، برگ نیب، مردار سنگ، گل سرخ، سنا رکی، بادیان ہر ایک ۶ آملہ خشک، صندل سفید، صندل سرخ، عشبہ مغربی تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر کالی مرچوں کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو ماں کے دودھ یا پانی میں گھس کر بچہ کو پلائیں

فوائد:۔ بچوں کے خون کی خرابی کیلئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں، خون کے زہریلے اثرات کو پاک کر دیتی ہیں کھجلی کو دفع کرتی ہیں۔ جوش دہن اور آنکھوں کی شکایات کے لئے بھی بالواسطہ مفید ہیں۔

حب خنازیر اطفال چاکسو، صندل سفید، صندل سرخ، ترنجبین، رسوت، برگ نیم، برگ نکائن ہر ایک ایک تولہ، شاہترہ ۶ ماشہ پوست ہلیلہ زرد ۶ ماشہ، تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر کالی مرچوں کے برابر گولیاں بنائیں اور ایک گولی ماں کے دودھ میں یا عرق گاؤزباں میں گھس کر صبح و شام دونوں وقت دینی چاہیئے۔

فوائد:۔ بچوں کے سر خیادہ کیلئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں، خون کی حدت کو زائل کرتی ہیں۔

بول بستری

سفوف برائے بول بستری کنجد سیاہ، گلنار، مائیں خورد، صمغ عربی، گل ارمنی ہر ایک ایک تولہ، کندر ڈھائی تولہ، جفت بلوط دو تولہ مصطگی رومی، ہلیلہ سیاہ، سعد کوفی ہر ایک چھ ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور ایک دو ماشہ رات کو سوتے وقت بچوں کو دیں۔

خباشیر، الائچی سبز، گل سرخ، ست گلو خانہ ساز، رب السوس، مصطگی رومی، کنول گٹہ، زرشک، مصری کوزہ ہر ایک ایک تولہ، خوراک نصف ماشہ سے ایک ماشہ، حسب عمر۔

بچوں کی کالی کھانسی۔ ریچھ کا پتہ بقدر دانہ خشخاش شیر مادر میں حل کر کے رات کو سوتے وقت اور صبح استعمال کرائیں نہایت مفید و مجرب ہے۔

بچوں کی سردی اور تشنج۔ گاؤزبان تازہ ایکتولہ، پان کی جڑ ایک تولہ، لونگ یعنی قرنفل ایک تولہ، الائچی خورد ایکتولہ، پیپل ایک تولہ، عقرقرحا ایکتولہ سہاگہ تلیلیہ بریاں ایک تولہ، تال پتری ایکتولہ، تمام اشیا کو کوٹ چھان کر آب برگ تلسی میں تین روز حل کر کے دانہ مونگ کے برابر گولیاں بنائیں خوراک ایک گولی صبح و شام ہمراہ شیر مادر، اور ایکتولہ جائفل کو باریک پیس کر اس میں روغن گل ۲ تولہ ملا کر ہاتھ پاؤں اور بدن پر نیم گرم مالش کریں۔

بچوں کے لئے اکسیر۔ ریوند خطائی ایک حصہ، مروارید ناسفتہ ایک حصہ، پودینہ چار حصے، ہلیلہ زرد تین حصے، تربد سفید چار حصے، سب کا سفوف بنا کر محفوظ رکھیں۔ خوراک دو رتی حسب عمر۔

بچوں کا قبض۔ ارنڈ کی نرم نرم کونپلیں لیکر اس میں چوتھائی وزن نمک سیاہ ملا کر خوب حل کریں اور چنے کے برابر گولیاں بنا کر محفوظ رکھیں، وقت ضرورت ایک گولی ہمراہ آب گرم جتنے دست لانے ہوں اتنی ہی گولیاں کھلاویں، ایک گولی سے ایک دست آئیگا۔

بچوں کے امراض چشم۔ شب یمانی بریاں چھ ماشہ، زنگ دو رتی، مصری کوزہ ۶ ماشہ، عرق گلاب پانچتولہ، سب کو ایک شیشی میں ڈالکر زنک لوشن کی طرح بنالیں۔ اور آنکھوں میں ڈالا کریں۔

بچوں کا پیشاب جم کر چونے کی طرح ہو جانا۔ جس بچے کا پیشاب جم کر چونے کیطرح ہو جائے اسکے لئے یہ دوائی مفید ہوگی۔ عقیق بیداغ ۲ تولہ لے کر آگ میں گرم کر کے عرق بید مشک و کیوڑہ میں بجھا دیں۔ وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیگا، اب یہ ریزہ شدہ عقیق دو تولہ افیون ایک ماشہ ہر دو کو عرق کیوڑہ میں تین گھنٹہ کھرل کریں، اور قرص بنا کر کنول گٹہ پانچتولہ کی لگدی بنا کر دو قرص بناویں اور ان کے درمیان عقیق والا قرص رکھ کر گل حکمت کر کے خشک ہونیکے بعد سات سیر اپلوں کی آگ دیں۔ سفید کشتہ برآمد ہوگا، خوراک ایک چاول سے دو چاول، ہمراہ شربت ذیل استعمال کریں،

نسخہ شربت زرشک۔ زرشک، بہدانہ، گاؤزبان ہر ایک ۳ تولہ، برادہ صندل سرخ و سفید ۲ تولہ، گل نیلوفر ۲ تولہ، تخم خیارین ۲ تولہ، عناب تیس دانہ۔ رات کو ڈیڑھ سیر پانی میں تر کریں، صبح جوش دیکر نصف رہنے پر نبات تین پاؤ ڈال کر شربت بنائیں۔ اور شربت بناتیوقت ایک پاؤ شربت انار اور ایکپاؤ عرق کیوڑہ بھی قوام میں ملالیں۔ اور درست ہو جانے پر محفوظ رکھیں۔ گرمی مثانہ اور پیشاب میں سفید رطوبت بہنے کیلئے مفید ہے۔ یہ نسخہ شربت کسی گذشتہ طبی رسالہ میں بھی انتخاب کیا تھا اور تجربہ کرنے پر نہایت مفید ثابت ہوا، خدا تعالےٰ صاحب نسخہ کو جزائے خیر بخشے۔

نسخہ چٹکی برائے جمیع امراض اطفال۔ بادیان، زیرہ سفید، پودینہ خشک، الائچی خورد، الائچی کلاں، زہر مہرہ خطائی، چاکسو، زنجور، صندل سفید، صندل سرخ، رسوت، فلفل سیاہ، کالی زیری، نمک طعام، نمک لاہوری، نمک سیاہ، سہاگہ بریاں، نوسادر، دھما، شاہترہ، تربد سفید، زنجبیل خشک، ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ زرد، برگ پان پختہ، ہر ایک ایک تولہ، بیخ درخت نیم ایکتولہ، سب کو کوٹکر ایک آٹے کی روٹی میں رکھ کر تنور میں رکھیں اور بریاں کریں جب آٹا سرخ ہو جاوے تو نکال کر آٹا علیحدہ کر کے ادویہ کو باریک پیس کر رکھ لیں۔

خوراک:۔ ایک چٹکی روزانہ ہمراہ آب تازہ۔ بچوں کے تمام امراض میں نہایت مفید چیز ہے۔

بچوں کے لئے ایک نہایت مفید شربت۔ گاؤزبان خشک ایکتولہ، گل بابونہ ایک تولہ، گل منڈی دو تولہ، چرائتہ دو تولہ، سب کو رات کے وقت دو سیر پانی میں تر کریں، صبح کو زلال لے کر ڈیڑھ سیر نبات سفید ڈال کر شربت تیار کریں، مقدار خوراک چھ ماشہ سے دو تولہ تک حسب عمر، بچوں کے اکثر امراض میں نہایت مفید ہے۔

بچوں کا زکام، اگر قبض ہو تو کسٹر آئل کا استعمال کرائیں۔ معرق چیزوں کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ بادیان بنفشہ، اسطوخودوس، ہر ایک ایک ماشہ جوشاندہ کر دن میں تین چار مرتبہ بچے کو تھوڑا تھوڑا کر کے پلائیں، اگر ناک پک گئی ہو تو بادام روغن یا روغن اسی روئی میں لگا کر ایک دو قطرہ ناک میں ٹپکائیں۔ گرم جگہ میں رکھیں اور سرد ہوا سے بچائیں۔

بچوں کا تشنج، مشک خالص چھ رتی، کافور چھ رتی، جند بیدستر اصلی ایکماشہ باریک پیس کر ایک رتی تمام دن میں کھلانے سے نوبت ٹک جاتی ہے

بچوں کا ڈبّہ، سنکھ کی نبی دو ماشہ، سیاہ تلسی کے پتے چار ماشہ، لونگ ایکماشہ، ہینگ ہیرا ایکماشہ، ان چاروں اشیاء کا سفوف بنا کر ہمراہ آب ملٹھی گولیاں بقدر مونگ بنائیں۔ اور شیر مادر میں حل کر کے دن میں دو دفعہ استعمال کرائیں۔

بچوں کا ام الصبیان، کافور، جند بیدستر باریک کر کے مساوی الوزن ملا لیں، اور حسب عمر ہمراہ شیر مادر استعمال کرائیں۔

ایضاً سفید پیاز کا پانی نکال کر حسب عمر دن میں تین دفعہ تھوڑا تھوڑا شیر مادر کے ہمراہ استعمال کرائیں۔

بچوں کے امراض چشم، پھٹکری سفید بریاں تین ماشہ، مکھن اکیتولہ میں حل کر کے جب بچہ سو جاوے آنکھ پر لیپ کریں۔ دو تین بار لگانے سے صحت ہوگی،

بچوں کا فساد خون، جوہر رسکپور ایکماشہ، الائچی خورد تین ماشہ، طباشیر ۵ ماشہ، باریک سفوف کر کے دو رتی روغن گاؤ چھ ماشہ میں ملا لیں۔ تین بوند پلائیں۔ اور یہی گھی بدن پر مالش کریں انشاءاللہ بہت جلد آرام ہوگا،

بچوں کا مرض کثرت بول گلنار، گزمازج ہر ایک پانچ ماشہ، صمغ عربی، کشنیز بریاں، گل ارمنی ہر ایک ۲۰ ماشہ، اکندر تیس ماشہ، بلوط پچاس ماشہ، سب کو کوٹ چھان کر محفوظ رکھیں، اور دو ماشہ سے تین ماشہ صبح و شام پانی کے ہمراہ استعمال کرائیں۔ چند روز میں آرام ہو جائیگا۔

بچوں کی خارش افسنتین ایکماشہ، بادیان دو ماشہ، پوست ہلیلہ زرد تین ماشہ جوشاندہ کر کے بچوں کو پلائیں۔ اور تقویت کے لئے اوپر سے تھوڑا سا سوڈا واٹر پلائیں۔ اس سے کھلکر اجابت ہوگی، زخموں اور پھنسیوں کو پھٹکری بریاں میں حل کئے ہوئے پانی سے صاف کریں۔ پھر پھٹکری ۳ ماشہ، کتھ چھ ماشہ، کافور تین ماشہ، دانہ الائچی ایک ماشہ، ملیٹھی ۶ ماشہ، خوب باریک پیس کر پارچہ پیز کر کے زخموں پر لگائیں، اور گندھک آملہ سار ایک تولہ، روغن کنجد پانچ تولہ میں حل کر کے بچے کے تمام جسم پر مالش کریں، پھر چند گھنٹہ بعد گرم پانی اور کار بالک صابن سے غسل کرائیں۔

بچوں کا زخم ختنہ، کتھ سفید، مردار سنگ، مصبر زرد، ہلیلہ، بلیلہ، آملہ، ہر ایک چھ ماشہ، مرکی، تخم مورد ایک ایک تولہ باریک پیس کر کپڑ چھان کر کے زخم پر چھڑکیں۔

بچوں کا سوکھا مسان، بیخ شہد بوری، برگ پھٹکنڈہ ہر ایک ایک تولہ، مرچ سیاہ بیس عدد، تینوں اشیاء کو کوٹ چھان کر مرچ سیاہ کے برابر گولیاں بنائیں، خوراک ایک گولی صبح، ایک گولی شام ہمراہ آب، انشاءاللہ بچہ تھوڑے عرصہ میں موٹا تازہ ہو جائیگا۔

بچوں کی ہچکی، الائچی خورد دو ماشہ، فلفل دراز چار ماشہ، شہد ۹ ماشہ، باریک کر کے شہد میں حل کر کے تھوڑا تھوڑا بچہ کو چٹائیں۔

بچوں کی بدہضمی درد شکم اور کثرت ریاح، عرق گلاب خالص، عرق بادیان، عرق پودینہ مساوی الوزن ملا کر بوقت ضرورت قدرے شیر میں ملا کر تھوڑا تھوڑا استعمال کرائیں

بچوں کے گرمی دانہ، چرائتہ دو ماشہ، برگ حنا دو ماشہ، ہلیلہ سیاہ چھ ماشہ، سب اشیاء رات کو پانی میں تر کریں، صبح اس کا زلال لیکر شہد ملا کر تھوڑا تھوڑا استعمال کرائیں۔

بچوں کے اسہال و پیچش، دار چینی تین ماشہ، کتھ سفید عمدہ دو تولہ باریک پیس کر پارچہ پیز سفوف بنائیں اور ایک قلعی دار برتن میں دس چھٹانک پانی اور سفوف ڈال کر جوشاندہ دیں، جب پانی میں دو تین جوش آ جائیں تو چولھے سے اتار کر منہ بند کر کے تین گھنٹہ تک پڑا رہنے دیں۔ بعد ازاں اس کا زلال لے کر شیشی میں محفوظ رکھیں، خوراک تین ماشہ، دن میں دو بار صبح و شام استعمال کرادیں۔

بچوں کے لئے سفوف ہاضم مصطگی رومی، بادیان، دانہ ہیل کلاں ہر ایک ایک تولہ، سوڈا بائیکارب تین تولہ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، خوراک ایک چٹکی ہمراہ آب۔

بچوں کے اسہال، بخار، قے، پیاس، بے چینی، اور دانتوں کے نکلنے کی تکلیف میں مجرب ہے۔

مجرّبات طبّ جدید

اجزاء ڈوور پاوڈر ½ گرین
اپی کیکوانا پاوڈر ۱ "
ایرومیٹک چاک پاوڈر ۳ "
ترکیب سب کو ملا کر ایک پڑیہ بنالیں۔
استعمال ایسی ایک ایک پڑیہ دن میں تین مرتبہ دودھ یا پانی وغیرہ میں حل کر کے بچے کو پلادیا کریں۔
منافع بچوں کی شدید پیچش میں مفید و مستعمل ہے خصوصاً جبکہ قبض اور سدہ نہ ہو۔

۲

اجزاء کیلومل ½ گرین
کمپونڈ پاؤڈر آف جلیپ ۳ "
ترکیب دونوں کو ملا کر ایک پڑیہ بنالیں
استعمال ایک پڑیہ دودھ یا پانی میں حل کر کے پلائیں۔
منافع قبض رفع کرتا ہے

۳

اجزاء ڈوور پاوڈر ½ گرین
گیلک ایسڈ ۳ "
ترکیب دونوں کو بخوبی مخلوط کر کے ایک پڑیہ بنالیں۔
استعمال ایسی ایک ایک پڑیہ دن میں تین مرتبہ پانی یا دودھ وغیرہ میں حل کر کے بچے کو پلادیا کریں۔
منافع ہر قسم کے دستوں کو روکتا ہے

(۴)

اجزاء کاربونیٹ آف میگنیشیا ۱ گرین
بسمتھ ½۱ گرین
روبب ان پاوڈر ۱ "
ترکیب سب کو ملا کر ایک پڑیہ بنالیں
استعمال ایسی ایک ایک پڑیہ دن میں تین مرتبہ دودھ یا پانی وغیرہ میں حل کر کے استعمال کرائیں۔
منافع بدہضمی کے دستوں میں نافع ہے

(۵)

اجزاء بسمتھ ثنائی سلی سیلاس ۱ گرین
سوڈیائی بائیکارب ۲ گرین
سیلول ½ "
پلوس ٹراگاکنتھ کمپونڈ ۲ "
سرپس آرنشیائی ۸ منم
ایکوا اینی تھائی ۱ ڈرام
ترکیب سب کو بخوبی ملالیں
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین بار دیں۔
منافع بچوں کے ہر قسم کے دستوں میں نافع ہے۔

(۶)

اجزاء سلفیٹ آف میگنیشیا ۴ گرین
ڈائیلیوٹڈ سلفیورک ایسڈ ۴ منم
سلفیٹ آف آئرن ½ گرین
پیپرمنٹ واٹر ۱ ڈرام
ترکیب سب کو بخوبی حل کر کے رکھ لیں۔
استعمال ایسی ایک ایک خوراک ہر چھ گھنٹہ بعد استعمال کریں۔
منافع قبض کو بآسانی دور کرتا ہے۔

(۷)

اجزاء اپی کیکوانا وائن ۳ منم
کاربونیٹ آف امونیا ½ گرین
میوسلیج ۱۰ منم
واٹر ۱ ڈرام
ترکیب سب کو اچھی طرح مخلوط کرلیں۔
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین مرتبہ دیں۔
منافع بچوں کی ہر قسم کی کھانسی میں نافع ہے

(۸)

اجزاء امونیا کارب ۴ گرین

مجرباتِ حاذق

از جناب حکیم قاضی غلام عمر صاحب حاذق لالوروکی، ضلع لائلپور

روغن اطفال
روغن سرشف، ۵ تولہ سیندور، تین ماشہ، فلفل سیاہ باریک سائیدہ ۶ ماشہ سیندور کو تیل میں ڈال کر آگ پر رکھیں اور لکڑی سے ہلاتے رہیں، جب تیل کا رنگ سیاہ ہو جائے تو فوراً باریک کردہ فلفل سیاہ ڈال کر دو تین بار لکڑی سے ہلا کر آگ سے اتار لیں اور محفوظ رکھیں، اور اتوار یا منگل کے دن صبح دوپہر اور شام کو بچے کے تالو پر قدرے قدرے جذب کریں۔

فوائد :- بچوں کی کمزوری دماغ، اور بچوں کے سوکھنے کیلئے عجیب الاثر تیل ہے

حبوب اطفال
پوست ہلیلہ کلاں، اگر کاسنگی، حضض مکی، بادیان، اندر جو شیریں، اجوائن دیسی نمک سیاہ، گل سرخ، سونٹھ، ہینگ، بھاڑنگی، کاکنفل، ریوند چینی، برگ نیم، باؤبڑنگ، ہر ایک ایک تولہ، افیون ایک ماشہ، زعفران نصف ماشہ، تمام ادویہ خوب کوٹ چھان کر عرق گلاب کیساتھ کھرل کریں، اور مونگ کے برابر گولیاں بنائیں، اور ایک سے دو گولی تک ہمراہ شیر مادر دیں۔

فوائد :- یہ گولیاں بچوں کی ہر بیماری کیلئے مفید ہیں۔ نفخ شکم، درد شکم، اور کرم شکم، دست دقے بدہضمی قولنج اور پیچش کے لئے مجرب ہیں قیام صحت کیلئے یہ گولیاں بچوں کو استعمال کراسکتے ہیں اس سے بھوک خوب لگتی ہے، اور کھانا ہضم ہوتا ہے۔

دوائے مسان

از جناب حکیم جلال الدین صاحب شفا محمد پور ضلع شیخوپورہ

ہڑتال گئودنتی ایک تولہ، گل نیلوفر تازہ پانچ تولہ کے نغدہ میں رکھکر ظرف گلی میں گل حکمت کریں۔ اور دس سیر اپلیوں کی آنچ دیں۔ سفید کشتہ برآمد ہوگا۔

مقدار خوراک دو چاول ہمراہ عرق بادیان، انشاء اللہ دو ہفتہ میں بچہ موٹا تازہ اور قوی ہو جاتا ہے نہایت مفید چیز ہے۔

جلد فیصلہ کیجئے

اگر آپ ہمدرد صحت کی صرف یہ اشاعت خاص، حاصل کرنا چاہتے ہیں تو معمولی ایڈیشن (صرف بلحاظ کاغذ) کیلئے نو آنے کے ٹکٹ لفافے میں رکھکر بھیجدیجئے، اور اعلےٰ ایڈیشن کیلئے گیارہ آنے کے ٹکٹ بھیجدیجئے لیکن اگر آپ ایک روپیہ سالانہ دیکر رسالہ کے باقاعدہ خریدار بنجائیں تو یہ اشاعت خاص (معمولی ایڈیشن) آپ کو مفت پیش کیجائیگی۔ جون ۱۹۳۶ء میں آپ کے ہاتھ میں ہمدرد صحت کی ایک مکمل جلد ہوگی، جس ضخامت تقریباً ایک ہزار صفحات ہوگی اور سینکڑوں بلاک کی تصاویر اور بیسیوں صفحات کی دستی تصاویر ہونگی بہرحال جو کچھ آپ چاہیں فیصلہ کرلیں۔ لیکن فیصلہ کرنے میں دیر ہرگز نہ کیجئے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ یہ اشاعت خاص حاصل نہ کرسکیں۔

نوٹ :- رسالہ کی سالانہ قیمت (صرف ایک روپیہ) بذریعہ منی آرڈر بھیجنے میں تین آنہ کی کفایت ہے، وی پی میں تین آنہ زائد خرچ ہوتے ہیں،

مینیجر ہمدرد صحت ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

گم اکیشیا ۲ گرین
سنامن واٹر ۱ ڈرام

ترکیب کیسٹر آئل اور گوند کو بخوبی مخلوط کر کے عرق ملا کر حل کریں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین یا چار مرتبہ بچے کو پلائیں۔

منافع قبض کشا ہے اور بچوں کی پیچش میں نہایت مفید ہے۔

(۱۷)

اجزاء سوڈیم بائیکاربونیٹ ۱½ گرین
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۱½ منم
ٹنکچر کارڈیم کمپونڈ ۳ منم
گلیسرین ۵ منم
ڈل واٹر ۵۰ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر رکھ لیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کرائیں،

منافع نفخ شکم میں دور کرتی اور بچوں کی قولنج ریاحی میں نافع ہے

(۱۸)

اجزاء پوٹاشیم کلوریٹ ۱۵ گرین
گلیسرین ۶۰ منم
واٹر تا اونس

ترکیب پوٹاسیم کلوریٹ اور گلیسرین کو بخوبی ملا کر پانی میں حل کرلیں۔

استعمال روئی کا پھویا اس میں تر کر کے بچے کے منہ کو اس کیساتھ دھوئیں یا غرارے کرائیں۔

منافع بچوں کے منہ کی سوزشی امراض میں نافع ہے

(۱۹)

اجزاء بورک ایسڈ ۱۲ گرین
ریکٹی فائیڈ سپرٹ ۲ ڈرام
واٹر تا ۱ اونس

ترکیب سب کو بخوبی مخلوط کر کے رکھ لیں۔

استعمال ایک ایک قطرہ کان میں ٹپکائیں

منافع بچوں کے کان بہنے میں نافع ہے۔

(۲۰)

اجزاء گلیسرین آف فینول ۲ ڈرام
گلیسرین سادہ ۲ ڈرام
واٹر تا اونس

ترکیب سب کو بخوبی مخلوط کر کے رکھ لیں۔

استعمال بوقت ضرورت ایک ایک قطرہ شیر گرم کر کے کان میں ٹپکائیں۔

منافع بچوں کے کان کی پھنسیوں میں نافع ہے۔

(۲۱)

اجزاء ارجی رول ۶۰ گرین
ڈسٹلڈ واٹر ۱ اونس

ترکیب دونوں کو بخوبی حل کر کے نیلی شیشی میں محفوظ رکھیں۔

استعمال ایک ایک قطرہ آنکھوں میں ٹپکائیں۔

منافع بچوں کے آشوب چشم میں نافع ہے۔

(۲۲)

اجزاء پروٹارگول ۴۰ گرین
ڈسٹلڈ واٹر ۱ اونس

ترکیب دونوں کو بخوبی مخلوط کر کے نیلی شیشی میں محفوظ رکھیں۔

استعمال ایک ایک قطرہ پلکوں کو الٹ کر ان پر ٹپکائیں۔

منافع بچوں کے ککروں میں نافع ہے۔ پیپ دار آشوب چشم میں بھی بہت مفید ہے۔

(۲۳)

اجزاء سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۳ منم
سپرٹ ایتھر ۳ منم
کلوروفارم واٹر ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا لیں۔

استعمال ایک دم پلا دیں۔

منافع ضعف قلب اور بلغمی کھانسی میں نافع ہے۔

(۲۴)

اجزاء زنک سلفاس ½ گرین
الم ۱ گرین
بورک ایسڈ ۲ گرین
ایکوا ڈسٹلیٹا ۱ اونس

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر پانی میں حل کرلیں۔

استعمال ایک ایک قطرہ آنکھ میں ٹپکائیں۔

منافع بچوں کے معمولی آشوب چشم اور سرخی چشم میں نافع ہے۔

(۲۵)

اجزاء آئیوڈوفارم ۱ حصہ

وائنم اپی کاک	۳۰ منم
سیرپ سِلا	۳۰ منم
گلیسرین	½ ڈرام
ایکوا انیسی سائی	۲ اونس

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر رکھ لیں۔

استعمال ایک ایک چمچہ (چھوٹا چائے کا چمچہ) بھر دن میں چار بار دیں۔

منافع بچوں کی کھانسی میں نافع ہے۔

(۹)

اجزاء ٹنکچر آف سیوریٹ آف آئرن	۵ منم
سلفیٹ آف میگنیشیا	۱۰ گرین
واٹر	½ اونس

ترکیب سب کو بخوبی حل کرکے رکھ لیں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو مرتبہ صبح و شام بچے کو پلایا کریں

منافع بچوں کے چرنوں (آنتوں کے کیڑوں) کے لئے نافع ہے۔

(۱۰)

اجزاء بسمتھ کارب	۱ گرین
سوڈا کارب	۱ "
پلوا اپی کاک	¼ "

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک ذرا سے شربت میں ملا کر چٹائیں۔

منافع بچوں کی پیچش میں نافع ہے

(۱۱)

اجزاء کمپونڈ ٹنکچر آف کیمفر	۵ منم
سوڈیم بائیکاربونیٹ	۲ گرین
کیروی واٹر	۱ ڈرام

ترکیب سب کو ملالیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین بار دیں۔

منافع بچوں کے دستوں میں نافع ہے۔

(۱۲)

اجزاء امونیا کارب	۴ گرین
وائنم اپی کاک	۳۰ منم
ٹنکچر سینیگا	۱ ڈرام
سیرپ سِلا	۱ ڈرام
ایکوا کیروی	۲ اونس

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر رکھ لیں

استعمال ایک ایک چمچہ چائے بھر کر دن میں چار بار دیں۔

منافع بچوں کی کھانسی میں نہایت نافع ہے۔

(۱۳)

اجزاء میگنیشیا کارب	۲۰ گرین
ٹنکچر کارڈیم کمپونڈ	۳۰ منم
ٹنکچر اسافٹیڈا	۱۵ منم
ٹنکچر ہایوسائمس	۱۰ منم
اولیم انیسی سائی	۲ منم
ایکوا مینتھا پپ	۱ اونس
ایکوا انیسی تھائی	۱ اونس

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر رکھ لیں

استعمال ایک ایک ڈرام ہر تیسرے گھنٹہ بعد دیں

منافع نفخ، درد شکم اور قولنج میں نافع ہے

فائدہ ۔ بچے کو جب پیٹ میں قولنجی درد ہوتا ہے تو وہ نہایت شدت کیساتھ چیخیں مار کر روتا ہے گھٹنوں کو پیٹ کی طرف سکیڑتا اور نہایت بے چین ہوتا ہے اسکے ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے ہیں۔

(۱۴)

اجزاء کاڈلور آئل	۳۰ منم
لائم واٹر	۱ ڈرام

ترکیب کاڈلور آئل میں تھوڑا تھوڑا لائم واٹر شیرہ (ایملشن) سا تیار کرلیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں ایک یا دو مرتبہ بچے کو استعمال کرائیں

منافع بچے کے سوکھا سان (دق الاطفال) اور جبلی کمزوری میں نافع ہے

(۱۵)

اجزاء گلیسرین آف فینول	۲۴ منم
واٹر	۱ اونس

ترکیب دونوں کو بخوبی ملالیں

استعمال روئی کی پھریری کیساتھ منہ میں لگائیں

منافع بچوں کے منہ آنے میں نافع ہے

(۱۶)

اجزاء کیسٹر آئل	۵ منم

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ دیں۔
منافع قابض ہے اور اسہال کو روکتا ہے

(۳۴)

اجزاء بسمتھ سیلی سلیٹ	۳ گرین
سیلول	۲ گرین
سیرپ آف اورنج	۵ منم
میوسلیج آف ٹراگا کینتھ	۵ منم
واٹر	۵۰ منم

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھ لیں
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کریں،
منافع بچوں کی پیچش اور دستوں میں نافع ہے

(۳۵)

اجزاء گلیسرین	۱ ڈرام
وارم واٹر (گرم پانی)	۱ اونس

ترکیب گلیسرین کو پانی میں حل کرلیں۔
استعمال بطریق معروف حقنہ کریں۔
منافع قبض رفع کرتا ہے

(۳۶)

اجزاء لکوئڈ ایکسٹریکٹ آف کیسکارا سیگریڈا	۵ منم
کمپونڈ ڈیکاکشن آف ایلوز	۱۰ "
میگنیشیم سلفیٹ	۵ گرین
سیرپ آف جنجر	۵ منم
کلوروفارم واٹر	۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھ لیں۔
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ دیں۔
منافع امراض شکم میں نافع ہے اور قبض کو رفع کرتی ہے۔

(۳۷)

اجزاء پوٹاسیم بائیکاربونیٹ	۲ ½ گرین
ٹنکچر آف جنجر	۳ منم
کمپونڈ انفیوژن آف جنشن	۶۰ "
انفیوژن آف روبرب	۸ "

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کریں
منافع ہضم کی اصلاح کرتا، جگر کی خرابی کو دور کرتا اور کھانسی میں نافع ہے

(۳۸)

اجزاء پوٹاسیم ایسی ٹیٹ	۲ گرین
سپرٹ آف نائیٹرس ایتھر	۲ منم
ایملشن آف کلوروفارم	۱ "
سپرٹ آف جونیپر	½ "
انفیوژن آف بروم	۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ دیں۔
منافع بخار اور نفخ شکم میں نافع ہے۔

(۳۹)

اجزاء ٹنکچر آف کیٹی کیو	۱۰ منم
ایملشن آف کلوروفارم	۱ "
چاک مکسچر	۴۹ "

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں۔
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرائیں،
منافع اسہال میں نافع ہے

(۴۰)

اجزاء لائیکر فیرائی پرکلورائیڈ	۲ ½ منم
گلیسرین	۵ "
کلوروفارم واٹر	۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرائیں۔
منافع مقوی و مفرح ہے

(۴۱)

اجزاء ایمونیم کاربونیٹ	½ گرین
وائنم اپنی	۲ منم
گلیسرین	۱۵ "
واٹر	۴۵ "

ترکیب سب کو بخوبی مخلوط کرلیں۔
استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کریں۔

بورک ایسڈ — ۲ حصے

ترکیب بخوبی ملا کر رکھ لیں۔

استعمال مقام ماؤف پر چھڑکیں۔

منافع ناف کے پیپ دار زخموں میں نافع ہے جو نال کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں

(۲۶)

اجزاء
ٹنکچر کیمفر کو — ۲½ منم
وائنم اپی کاک — " "
گولڈن سیرپ — ۱۰ گرین
واٹر — ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا لیں۔

استعمال تھوڑا تھوڑا کر کے بچے کو چٹائیں۔

منافع بچوں کی کھانسی میں نافع ہے

(۲۷)

اجزاء
ٹنکچر آف ایلوز — ۴ منم
ٹنکچر آف نکس وامیکا — ½ منم
ٹنکچر آف بیلاڈونا — ۲ منم
سیرپ آف سینا — ۲۰ منم
گلیسرین — ۵ منم
کیراوے واٹر — ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر رکھ لیں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کریں

منافع قبض رفع کرتی اور دست لاتی ہے۔

(۲۸)

اجزاء
سیرپ آف کوڈینی — ۱۰ منم
سیرپ آف ورجینی آن پرون — ۱۰ منم
سیرپ آف ٹولو — "
واٹر — ۱۰ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا لیں

استعمال تھوڑا تھوڑا بچے کو چٹائیں

منافع قبض کشا ہے اور کھانسی میں نافع ہے

(۲۹)

اجزاء
ٹنکچر آف بیلاڈونا — ۳ منم
آکسی مل آف سکوئل — ۵ منم
گولڈن سیرپ — ۱۰ گرین
واٹر — ایک ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا لیں۔

استعمال تھوڑا تھوڑا بچے کو چٹا لیں۔

منافع حلق کو بلغم سے صاف کرتا اور کھانسی میں نفع بخشتا ہے۔

(۳۰)

اجزاء
میگنیشیم کاربونیٹ — ۲½ گرین
میگنیشیم سلفیٹ — ۲½ گرین
پیپرمنٹ واٹر — ۱ ڈرام

ترکیب دو دواؤں کو عرق میں حل کر لیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ پلائیں۔

منافع قبض دور کرتا اور دست لاتا ہے۔

(۳۱)

اجزاء
لائیکر امونیا ایسی ٹیٹس — ۱۵ منم
پوٹاسیم سٹریٹ — ۲ گرین
گلیسرین — ۵ منم
واٹر — ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملا کر رکھ لیں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کریں،

منافع کھانسی اور بخار میں نافع ہے۔

(۳۲)

اجزاء
سوڈیم بائیکاربونیٹ — ۱ گرین
کلوروفارم واٹر — ۳۰ منم
ڈل واٹر — ½ ڈرام

ترکیب بخوبی حل کر کے رکھ لیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کرائیں

منافع سوء ہضم اور ریاح شکم میں نافع ہے

(۳۳)

اجزاء
بسمتھ آکسی کاربونیٹ — ۲ گرین
ٹینک ایسڈ — ½ ۱ گرین
ایرومیٹک پاؤڈر آف چاک — ۲ گرین
واٹر — ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی حل کر لیں۔

منافع ہضم کو درست کرتی اور نفخ شکم کو دور کرتی ہے۔

(۵۱)

اجزاء	سوڈیم برومائیڈ	۲ ۱/۲ گرین
	سیرپ آف اورنج	۱۰ منم
	برنٹ شوگر	حسب ضرورت
	واٹر	۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھ لیں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ دیں۔

منافع بےچینی اور بےخوابی میں نافع ہے تشنجی دردوں کو روکتی ہے۔

(۵۲)

اجزاء	سافٹ سوپ	تین ڈرام
	وارم واٹر (گرم پانی)	۱/۲ پائنٹ

ترکیب صابون کو پانی میں حل کریں۔

استعمال بطریق معروف حقنہ کریں۔

منافع قبض کھولتا اور سدے خارج کرتا ہے۔

(۵۳)

اجزاء	یوروٹروپین	۲ گرین
	ٹنکچر آف ہین بین	۳ منم
	سیرپ آف اورنج	۱۰ "
	انفیوژن آف بیوکو	۵۰ "

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں

استعمال ایسی ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ دیں۔

منافع سوزش و احتباس بول میں نافع ہے۔

(۵۴)

اجزاء	سنٹونین	۳ گرین
	کمپونڈ پاؤڈر آف سکیمونی	۴ "

ترکیب دونوں کو بخوبی ملاکر شہد وغیرہ کے ساتھ دو تین گولیاں بنالیں

استعمال ایک سال کے بچے کو ایک اور دو سال کے بچے کو دو، اور پانچ سال کے بچے کو تینوں کھلادیں۔

منافع آنتوں کے کیڑوں میں نافع ہے۔

(۵۵)

اجزاء	زنک اوکسائڈ	۱ حصہ
	بورک ایسڈ	۱ "
	سٹارچ	۳ حصہ

ترکیب بخوبی ملاکر رکھ لیں۔

استعمال کنج ران اور بغلوں وغیرہ میں چھڑکیں

منافع پسینے وغیرہ کو خشک کرتا اور گلنے سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۵۶)

اجزاء	سوڈیم بائیکاربونیٹ	۱ ۱/۴ گرین
	میگنیشیم کاربونیٹ	۱ ۱/۴ "
	روبرب روٹ	۱ ۱/۴ "
	مرکری ود چاک	۱ ۱/۴ "

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھ لیں۔

استعمال ایک سے دو رتی تک دن میں دو تین مرتبہ دیں۔

منافع ہضم کو درست کرتا اور اسہال کو روکتا ہے

۵۷

اجزاء	سوڈیم بائیکاربونیٹ	۳ گرین
	روبرب روٹ	۱ ۱/۲ "
	جنجر	۱/۲ "

ترکیب سب کو باریک پیس کر بخوبی ملالیں۔

استعمال ایک سے دو تین رتی تک دن میں دو مرتبہ دیں۔

منافع سوء ہضم اور نفخ شکم میں نافع ہے۔

(۵۸)

اجزاء	مرکیوریس کلورائڈ	۱/۴ گرین
	کمپونڈ پاؤڈر آف کیکوانا	۱/۲ گرین

ترکیب دونوں کو بخوبی ملاکر رکھ لیں

استعمال دو سے چار چاول تک دیں

منافع کھانسی میں نافع ہے

منافع بچوں کی کھانسی میں نہایت نافع ہے۔

(۴۲)

اجزاء سوڈیم بائیکاربونیٹ ۲ گرین
کمپونڈ انفیوژن آف جنشن ۱ ڈرام

ترکیب دونوں کو بخوبی ملالیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ بچے کو پلائیں۔

منافع ہضم کو درست کرتا اور جگر کی خرابی میں نافع ہے

(۴۳)

اجزاء پوٹاسیم کلوریٹ ۲ گرین
کلوروفارم واٹر ۱ ڈرام

ترکیب دونوں کو بخوبی حل کریں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کرائیں

منافع بچوں کے بخار، پرانی کھانسی اور مرض سکربوط نقص تغذیہ وغیرہ میں نافع ہے۔

(۴۴)

اجزاء پوٹاسیم سائٹریٹ ۵ گرین
گلیسرین ۱۰ منم
کلوروفارم واٹر ۵۰ منم

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کرائیں

منافع بخار اور سوزش بول میں نافع ہے۔

(۴۵)

اجزاء میگنیشیم سلفیٹ ۲½ گرین
کمپونڈ ٹنکچر آف روبرب ۱۰ منم
سیرپ آف جنجر ۵ منم
ڈل واٹر ۴۵ "

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھ لیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ استعمال کریں۔

منافع ہضم کی خرابیوں کی اصلاح کرتا اور قبض کو دور کرتا ہے

(۴۶)

اجزاء سیلول ۱ گرین
میوسلج آف ٹراگاکینتھ ۱۵ منم
واٹر ۴۵ "

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین یا چار مرتبہ دیں۔

منافع پیچش میں نافع ہے

(۴۷)

اجزاء روبرب ان پاؤڈر ۲ گرین
سوڈیم بائیکاربونیٹ ۲ گرین
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۳ منم
واٹر ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی حل کریں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو یا تین مرتبہ دیں۔

منافع ہضم کی خرابیوں کو دور کرتا ہے۔

(۴۸)

اجزاء سوڈیم سٹریٹ ۴ گرین
کلوروفارم واٹر ۱۰ منم
واٹر ۵۰ "

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ دیں۔

منافع بخار اور بدہضمی میں نافع ہے۔

(۴۹)

اجزاء کمپونڈ ٹنکچر آف کیمفر ۳ منم
آکسی میل آف اسکوئل ۵ "
سپرٹ آف نائیٹرس ایتھر ۲½ "
واٹر ۵۰ "

ترکیب سب کو بخوبی ملاکر رکھیں

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرائیں

منافع کھانسی و بخار میں نافع ہے

(۵۰)

اجزاء سوڈیم بائیکاربونیٹ ۲½ گرین
برنٹ شوگر حسب ضرورت
کلوروفارم واٹر ۱ ڈرام

ترکیب سب کو بخوبی ملالیں۔

استعمال ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو تین مرتبہ دیں۔

نزدیک بالک یعنی بچہ ہی شمار کیا جاتا ہے مہاراج دھنونتری نے بال اوستھا یعنی سن طفولیت کے تین زمانہ قرار دیئے ہیں جو بچہ صرف ماں کا یا انا کا یا بکری اور گائے کا دودھ پیتا ہے وہ بچہ ایک سال کی عمر تک کشیر پا کہلاتا ہے یہ بچپن کا ابتدائی زمانہ ہے۔ ایک سال سے دو سال کی عمر تک کے بچے کو کشیر اناد کہتے ہیں جو دودھ بھی پیتا ہے اور اناج بھی کھاتا ہے۔ یہ بچپن کا درمیانی زمانہ ہے۔ دو برس کی عمر کے بعد سے پندرہ برس کی عمر تک جو بچہ صرف اناج کھاتا ہے اور دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے اس کو اناد کہا جاتا ہے۔ یہ بچپن کا انتہائی زمانہ ہے (ملاحظہ ہو سسشرت سنہتا بھاشا ٹیکا سوتر ستھان ادھیائے (۳۵) اشلوک (۵۰ و ۴۹)

بچوں کی دوا کی مقدار خوراک

مہاراج دھنونتری ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ سے زائد عمر والے بچے کو دوا کی اتنی مقدار دینی چاہیئے جو دو انگلیوں کے اگلے پوروں میں آجائے اور جو بچہ ایک برس سے دو برس تک کی عمر کا ہو اس کی دوا کی مقدار جنگلی بیر کی گٹھلی کے برابر ہونی چاہیئے اور جو بچہ دو برس سے زائد ہو اس کو پندرہ سال کی عمر تک جنگلی بیر کے برابر دوا استعمال کرانی چاہیئے[1]۔

اس کے بعد مہاراج دھنونتری بعض اطبائے ہند کی یہ رائے ظاہر فرماتے ہیں کہ ایک مہینہ کے بچے کو ایک رتی دوا شہد، دودھ، مصری یا گھی میں ملا کر چٹائیں اور پھر ہر مہینہ میں ایک سال کی عمر تک ایک ایک رتی دوا اضافہ کریں ایک سال کی عمر کے بعد پندرہ برس کی عمر تک ہر سال ایک ایک ماشہ دوا بڑھاتے جائیں۔ دوسرے اطبائے ہند کی رائے کے اظہار کے بعد مہاراج دھنونتری مکرر اپنی یہ رائے تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت بچہ پیدا ہو باؤبڑنگ کے برابر اس کو دوا چٹائی جائے اور پھر ہر مہینہ میں ایک ایک باؤبڑنگ کے دانہ کے برابر دوا کی مقدار بڑھائی جائے دودھ پینے والے بچے کو ایک سال کی عمر تک جنگلی بیر کی گٹھلی کے برابر دوا دی جائے دودھ پینے والے اور نیز اناج کھانے والے بچے کو دو سال کی عمر تک جنگلی بیر کے برابر دوا کھلائی جائے اور دو برس کے بعد صرف اناج کھانے والے بچے کو پندرہ سال کی عمر تک گولر کے پھل کے برابر دوا استعمال کرائی جائے۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ مہاراج دھنونتری نے ابتدا میں جو مقدار خوراک بچوں کے لئے بتائی ہے اس میں اور اس مقدار خوراک میں جو اخیر میں ظاہر کی ہے اختلاف پایا جاتا ہے جس کے وجوہ آیورویدکے علماء ہی اچھی طرح بتا سکتے ہیں اور اس اختلاف کو بھی دفع کر سکتے ہیں۔

بچوں کے علاج کے متعلق ہدایات

بچوں کی بیماریوں کے علاج کے متعلق بھگوان اتری کمار پتردو کی ہدایات حسب ذیل ہیں۔

(۱) اگر کسی قسم کی بیماری بچہ کو ہو جائے تو اس بیمار بچے کے حالات نیز مرض کے اسباب و علامات پر غور کر کے مرض کی اچھی طرح تشخیص کر لیں اور دواؤں کے افعال و خواص اور ملک و موسم کا بخوبی لحاظ کر کے اس بچے کا علاج شروع کریں۔ میٹھی۔ نرم۔ ہلکی خوشبودار اور ٹھنڈی دوائیں اس کو استعمال کرائیں۔ ایسی دوائیں بچے کے مزاج کے موافق ہوتی ہیں اور بچے کو جلد صحت حاصل ہوتی ہے (چرک سنہتا بھاشا ٹیکا شاریر ستھان ادھیائے (۸)

(۲) جو بیماریاں جوانوں کو ہوتی ہیں ان ہی بیماریوں میں بچے بھی مبتلا ہوتے ہیں لیکن بچوں کے دوا کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ چونکہ ننھے بچے نازک اور دوسروں کے اختیار میں ہوتے ہیں۔ نہ بات چیت نہ کر سکنے کے سبب سے اپنی بیماری کا حال ہی بیان نہیں کر سکتے ہیں اور نہ حرکت کرنے کی یعنی چلنے پھرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس لئے طبیب حاذق کو چاہیے کہ بچوں کی بیماریوں کو زائل کرنے والی دوائیں بہت کم مقدار میں استعمال کرائے۔ نیز بچوں کو میٹھی۔ کسیلی۔ اور نرم دوائیں دودھ میں گھول کر پلانا مناسب ہے۔ بہت چکنی۔ روکھی۔ گرم۔ کھٹی اور کڑوے و پاک والی اور ثقیل دوا و غذا بچوں کو استعمال کرانا ٹھیک نہیں ہے۔ بچوں کی تمام بیماریوں کا یہ علاج اختصار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے دانشمند طبیب کو بہت ہی غور کر کے بچوں کے علاج میں علم طب کے اصول و قواعد کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ (چرک سنہتا بھاشا ٹیکا چکتسا ستھان ادھیائے (۳۰)

[1] ناظرین کو یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ صاحب مضمون کا مقصد صرف ویدحضرات اور ویدک کتب کی ترجمانی ہے "ہمدرد صحت"

ویدک طب اور امراض اطفال
بالک روگ

از جناب حکیم محمد حبیب اللہ صاحب سدہوری حیدر آباد دکن

جناب حکیم محمد حبیب اللہ صاحب سدہوری ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ آپ نے اپنے مندرجہ ذیل مضمون میں اردو داں اصحاب کیلئے ویدک طب کی بہترین معلومات اچھی ترتیب اور پسندیدہ طرز بیان کے ساتھ پیش کی ہیں یقین ہو کہ ناظرین اس مضمون کو کماحقہ دلچسپی سے پڑھینگے اور حکیم صاحب موصوف سے بھی ہم امید رکھتے ہیں کہ آیندہ وہ بھی اس دلچسپ اور مفید سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔ "ہمدرد صحت"

قارئین کرام کو واضح ہو کہ ملک ہند کی سب سے پہلی طبی تصنیف کتاب سشرت ہے جو مہاراج دھنونتری کی تصنیف کی ہوئی ہے اس مختصر اور جامع کتاب میں طب کے علاوہ جراحی کا بھی مفصل بیان موجود ہے جس سے تمام ویدک مؤلفین نے استفادہ کیا ہے کتاب سشرت کے بعد کتاب چرک لکھی گئی ہے جو فی الحقیقت بھگوان اتری کے ارشادات کے اپدیشوں (طبی لکچروں) کا مجموعہ ہے ان طبی لکچروں کو بھگوان اتری کے شاگرد رشید اگنی ویش نے اکٹھا کر کے کتابی صورت میں مرتب کیا ہے اور اگنی ویش کی اسی بیش بہا طبی تالیف کا نام چرک ہے اکثر ہندو علما سشرت اور چرک کو بہت قدیم مانتے ہیں اور ولادت مسیح سے کئی صدی پہلے ان دونوں کتابوں کا عہد تصنیف قرار دیتے ہیں لیکن چونکہ سشرو چرک میں پورانک[1] زمانہ کے دیوتاؤں کے نام اور پورانک کتھائیں پائی جاتی ہیں لہذا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں پورانک زمانہ کے آغاز میں لکھی گئی ہیں سشرت اور چرک کے بعد "اشٹانگ ہردے" لکھی گئی ہے جس کا مؤلف واگ بھٹ آچاریہ ہے یہ جلیل القدر ویدک مؤلف تقریباً آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں گذرا ہے اور تمام ویدک مؤلفین میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ سشرت چرک اور اشٹانگ ہردے کو تقریباً تمام ویدک کتابوں کے ماخذ ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہی تینوں کتابیں ویدک کے اعلیٰ نصاب تعلیم میں داخل ہیں۔ بالک روگ یعنی امراض اطفال اور ان کے معالجات ان تینوں کتابوں میں کم و بیش لکھے گئے ہیں اگنی ویش نے اپنی مؤلفہ کتاب چرک کے شاریرستھان (باب تشریح اعضا) ادھیائی (۸) کے اخیر میں اور چکتساستھان (باب معالجات) ادھیائی (۳۰) کے اخیر میں بچوں کی بیماریوں اور ان کے علاجوں کا بیان اجمالی حیثیت سے لکھا ہے۔ اور مہاراج دھنونتری نے ان ہی امور کے متعلق کتاب سشرت کے شاریرستھان (باب تشریح اعضا) ادھیائی (۱۰) میں اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ لیکن واگ بھٹ آچاریہ نے اشٹانگ ہردے کے اُترستھان کے پہلے دوسرے اور تیسرے ادھیائی میں تفصیل اور وضاحت سے بچوں کی بیماریاں اور ان کی دوائیں لکھی ہیں۔ چونکہ مندرجہ بالا تینوں کتابیں ویدک کتابوں کے ماخذ ہونے کے علاوہ ہندوستان میں مسلمانوں کے قیام سلطنت سے بہت پہلے کی لکھی ہوئی ہیں اور ان میں شارنگدھر سنہتا اور بھاو پرکاش وغیرہ کی طرح مسلمانوں کی طب کا کوئی حصہ مطلقاً شامل نہیں ہے لہذا ان خصوصیات کی بنا پر ہم مضمون زیر عنوان صرف سشرت چرک اور اشٹانگ ہردے سے مرتب کریں گے اور ناسبات کو دکھائیں گے کہ قدیم اطبائے ہند نے بچوں کے امراض اور ان کے معالجات کی طرف خصوصیت کیساتھ اپنی توجہ مبذول کی تھی اور نہایت مفید اور کارآمد مصداقات و مجربات سے اپنی کتابوں کو زیب و زینت بخشی تھی۔

اب ہم سب سے پہلے ویدک نقطۂ نظر سے سن طفولیت کی تشریح و توضیح کرتے ہیں۔

سن طفولیت کی توضیح

اطبائے ہند انسان کے بچپن کے زمانہ کو بال اوستھا کہتے ہیں اور تاریخ پیدائش سے پندرہ سال کی عمر تک کا انسان خواہ وہ کتنا ہی موٹا تازہ اور توانا کیوں نہ ہو اطبائے ہند کے

[1] پانچویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک پورانک زمانہ مانا جاتا ہے۔

واگ بھٹ آچاریہ لکھتا ہے کہ مرضعہ کا دودھ اگر خلط باد کے فاسد ہونے سے بگڑ جائے تو پانی میں ڈالنے سے تیرتا رہتا ہے جھاگدار کسیلا اور روکھا ہوتا ہے اور بول و براز کو روک دیتا ہے۔ صفراء غیر طبعی کے سبب سے جو دودھ بگڑ جاتا ہے وہ دودھ مزے میں کھٹا اور کڑوا ہوتا ہے اور اس دودھ کو پانی میں ڈالنے سے پانی میں زرد لکیریں پڑ جاتی ہیں اور اس کے پینے سے سوزش ہونے لگتی ہے۔ بلغم غیر طبعی کے سبب سے بگڑا ہوا دودھ نمکین۔ گاڑھا اور لیسدار ہوتا ہے۔ اور پانی میں ڈوب جاتا ہے جس مرضعہ کا دودھ دو خلطوں کے سبب سے بگڑتا ہے اس میں دو خلطوں کی علامات.. پائی جاتی ہیں اور جو تین خلطوں (بلغم۔ صفرا۔ باد) سے بگڑتا ہے اس میں تین خلطوں کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو بچہ جس خلط فاسد سے بگڑا ہوا دودھ پیتا ہے اسکو اسی خلط والی بیماریاں ہوتی ہیں۔

اب بچوں کے خاص امراض اور ان کے معالجات اشٹانگ ہردے اتر ستھان ادھیائے (۲) سے انتخاب کر کے اختصار کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔

بچوں کے دانتوں کا نکلنا

واگ بھٹ آچاریہ تحریر کرتا ہے کہ بچوں کے دانتوں کا نکلنا بھی تمام امراض کے پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے لیکن خصوصیت سے بخار۔ اسہال۔ قے۔ کھانسی دردسر۔ آشوب چشم (آنکھ آنا)، (ککرے) اور وسرپ (سُرخ باده) کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بلّی کے بچے کی پیٹھ کی ہڈی بڑھنے کے وقت۔ مور کی چوٹی نکلنے کے وقت۔ اور بچوں کے دانت نکلنے کے وقت جسم کا ایسا کوئی حصہ باقی نہیں رہتا ہے جس میں تکلیف محسوس نہ ہو۔ بچوں کے دانت نکلنے کے زمانہ میں جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں طبیب کو ان کا علاج اخلاط مرض۔ اخلاط کی زیادتی۔ اخلاط کے مقامات۔ ملک اور موسم کا لحاظ کر کے کرنا چاہیئے۔ اور بچوں کے دانتوں کے نکلنے کے ...... زمانہ میں جو بیماریاں پیدا ہوں ان بیماریوں کے علاج میں بچوں کو زیادہ تکلیف نہ دینی چاہیئے کیونکہ دانت نکلنے کے بعد یہ بیماریاں خود بخود زائل ہو جاتی ہیں ہندوستان کا جلیل القدر اور مشہور طبی مولف واگ بھٹ آچاریہ یہ بھی تنبیہ کرتا ہے کہ جو بچہ ماں کے پیٹ سے دانتوں سمیت پیدا ہوا ہو یا جس بچے کے اوپر والے دانت پہلے نکلیں وہ والدین کے لئے منحوس اور باعث آفت ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے والدین کو شانتی کرم (برہمنوں سے مقدس وید کے منتروں کا پڑھوانا) کرانا چاہیئے۔ اور ایسے بچے کو حسب حیثیت نذرانہ دے کر برہمنوں کو خیرات کر دینا چاہیئے اور نیگ میش گرہ کی پوجا بھی کرنی چاہیئے۔

جن دواؤں کے استعمال سے بچوں کے دانت آسانی سے نکلتے ہیں ان میں سے چند دوائیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) پیپل کا سفوف یا گل دھاوہ اور آملہ کا سفوف بنا کر شہد میں ملا کر بچے کے مسوڑھوں پر آہستہ آہستہ لگائیں اس سے بچے کے دانت جلد نکل آتے ہیں۔

(۲) تیتر اور لوے کے گوشت کو خوب سکھا کر اور پیس کر شہد میں ملالیں اور بچہ کے مسوڑھوں پر دھیرے دھیرے لگائیں اس سے بھی بچے کے دانت جلد نکل آتے ہیں۔

(۳) بچ۔ دونوں قسم کی کٹیلی۔ پاٹھا۔ کٹکی۔ اتیس۔ موتھا اور نیز مدھرگن کی دواؤں سے پکایا ہوا گھی استعمال کرنے سے بچے کے دانت بہت جلد نکل آتے ہیں۔

(۴) مجیٹھ۔ گل دھاوہ۔ لودھ۔ بھدر موتھا۔ کھریٹی۔ ماش پرنی۔ مدگ پرنی۔ بیل کے کچے پھل کا گودا۔ بنولے اور کپاس کے پھل کے جوشاندہ میں دودھ اور دہی کا پانی ملا کر ان سب میں گھی کو پکالیں تاکہ دواؤں کا جوشاندہ دودھ اور دہی کا پانی جذب ہو جائے اور صرف گھی رہ جائے اس گھی کے استعمال سے جتنی بیماریاں دانت نکلنے کے زمانہ میں بچوں کو پیدا ہوتی ہے ان سب بیماریوں سے بہت جلد آرام ہو جاتا ہے اور نیز کئی قسم کی بیماریونکو یہ گھی دور کرتا ہے اس گھی کا نسخہ

اب بچوں کے علاج کے متعلق مہاراج دہنونتری کی ہدایات درج ذیل کیجاتی ہیں۔

(۱) جو دوائیں جن جن بیماریوں کے لئے مفید بتائی گئی ہیں وہی دوائیں بچوں کی بیماریوں میں بھی استعمال کرائی جائیں لیکن وہ دوائیں قوی الاثر اور تیز اور چرپری نہ ہوں۔

(۲) اگر شیر خوار بچہ بیمار ہو تو صرف مرضعہ (دودھ پلانے والی) کو دودھ اور گھی کے ساتھ دوا استعمال کرانی چاہیئے۔ جو بچہ دودھ پینے کے سوا اناج بھی کھاتا ہو اس بچے اور اس کی مرضعہ دونوں کو دوا دینی چاہیئے۔ جو بچہ صرف اناج کھاتا ہو تو ایسے بچے کو جوشاندہ وغیرہ کے ساتھ دوا کھلانی چاہیئے۔

(۳) جو دوائیں جن بیماریوں کے لئے بتائی گئی ہیں ان دواؤں کو پیس کر انکا لگدا بنا کر مرضعہ کی چھاتیوں پر لیپ کر دیا جائے اور دودھ پینے والے بچے کو ان چھاتیوں سے دودھ پلایا جائے۔ اس سے بچے کی بیماری بالکل جاتی رہے گی۔

(۴) بخار کی شدت میں تشنگی کے خوف سے بچے کو مرضعہ کی چھاتیوں سے دودھ پلانا ٹھیک نہیں ہے اور شدید ضرورت کے سوا بچہ کو جلاب کی دوا پلانا قے کرانا اور حقنہ دینا بھی مناسب نہیں ہے۔

(۵) دودھ پینے والے بچے کو تپ بادی میں ایک دن اور تپ صفراوی میں دو دن اور تپ بلغمی میں تین دن توقف کر کے گھی کا پلانا مفید ہے لیکن جو بچہ دودھ بھی پیتا ہو اور اناج بھی کھاتا ہو یا جو بچہ صرف اناج کھاتا ہو ان دونوں قسم کے بچوں کیلئے بغیر کسی وقفہ کے گھی کا استعمال فائدہ بخش ہے۔

امراضِ اطفال کے ذرائع تشخیص

واگ بھٹ آچاریہ تحریر کرتا ہے کہ شیر خوار بچہ چونکہ بات چیت نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے بچے کے جسم میں بیماری کی خفت اور شدت صرف اس کے رونے سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر وہ بچہ بہت روتا ہو تو اس کی بیماری میں شدت سمجھنی چاہیئے، اور اگر کم روتا ہو تو اس کے مرض میں خفت جاننی چاہیئے بچے کے سارے جسم پر ہاتھ پھیر کر دیکھنا چاہیئے جس جگہ ہاتھ کا لگانا بچہ برداشت نہ کر سکتا ہو یا جس جگہ بچہ بار بار اپنا ہاتھ لگاتا ہو اسی جگہ بیماری معلوم کرنی چاہیئے۔ اگر بچے کے سر میں درد ہو تو وہ اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے رکھتا ہے اگر بچے کے دل میں درد ہو تو وہ اپنی زبان اور ہونٹوں کو کاٹتا ہے یا دباتا ہے۔ دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں کو بند کر لیتا ہے سانس کے لینے میں اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اگر بچے کے پیٹ میں درد تو پائخانہ رک جاتا ہے۔ قے ہونے لگتی ہے۔ بچہ ماں کی چھاتیوں کو کاٹنے لگتا ہے اور اس کی آنتوں میں گڑگڑاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ یا درد شکم کی حالت میں پیٹ پھول جاتا ہے۔ پشت میں اندرونی جانب جھکاؤ پیدا ہو جاتا ہے اور پیٹ اوپر کی طرف اٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اگر مثانہ یا مقعد میں درد ہو تو پائخانہ اور پیشاب رک جاتا ہے بول و براز کرنے کے وقت بچہ خوف زدہ ہو کر ادہر ادہر دیکھنے لگتا ہے۔ (اشٹانگ ہردے اتر ستھان ادھیائی (۲))

امراضِ اطفال کے اسباب

مہاراج دہنونتری تحریر فرماتے ہیں کہ جو مرضعہ (دودھ پلانے والی) ثقیل اور اخلاط فاسد پیدا کرنیوالی غذائیں کھاتی ہے یا غذا کی کمی زیادتی کا خیال نہیں رکھتی ہے یا وقت بیوقت غذا کھاتی رہتی ہے اس مرضعہ کے جسم کے اخلاط فاسد ہو جاتے ہیں اور اخلاط کے فساد کے سبب اس کی چھاتیوں کا دودھ بگڑ جاتا ہے اس خراب دودھ کے پینے کے سبب سے بچوں کے جسم میں گوناگون بیماریاں پیدا ہوتی ہیں لہٰذا طبیب حاذق کو چاہیئے کہ ان باتوں پر اچھی طرح غور کر کے مناسب دواؤں کے استعمال سے مرضعہ کے بگڑے ہوئے دودھ کی اصلاح کرے اور مرضعہ کے دودھ کا بھی امتحان کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ مرضعہ کے دودھ کو پانی میں ڈال کر دیکھا جائے اگر وہ دودھ ٹھنڈا صاف ستھرا پتلا اور سنکھ کے مانند سفید ہو اور پانی میں بالکل مخلوط ہو جائے نیز وہ دودھ جھاگدار اور ریشہ دار نہ ہو اور نہ پانی میں ڈوب جائے اور نہ پانی پر تیرنے لگے ایسا دودھ صاف اور اچھا ہوتا ہے اور ایسے دودھ کے پینے سے بچہ ہمیشہ تندرست رہتا ہے۔

ملاکر تالو پر مل دیں۔

(۲) ادرک۔ ہلدی۔ بھنگرا۔ ان تینوں کو پیسکر لگدی بنالیں اور اس لگدی کے اوپر بڑ ہ کے پتے لپیٹ دیں اوپر سے گوبر کا لیپ کردیں اور گیہوں کی بھوسی کے آگ میں تھوڑی دیر رکھدیں اسکے بعد دواؤں کا رس نچوڑ کر بچے کے تالو اور منہ پر لیپ کریں اور آنکھوں کو بھی اسی سے دہوئیں۔

(۳) ہڑ۔ بچ۔ کٹھ کا لگدا بنا کر شہد میں ملائیں اور مرضعہ کے دودھ میں گھولکر بچے کو پلائیں اس کے استعمال سے بچے کا تالو کنٹک روگ (مرض عطاش) دور ہوجاتا ہے۔

تم ناملک روگ

بچے کی مقعد کو اچھی طرح نہ دہونے سے یا پسینہ سے یا خون اور بلغم کے فاسد ہونے سے مقعد کے اندر تانبے کے رنگ کا زخم ہوجاتا ہے اس میں کھجلی پیدا ہوکر بہت سے عوارض نمایاں ہوجاتے ہیں۔ اس بیماری میں صفرا اور بلغم کی اصلاح کرنے والی ادویہ مرضعہ کو استعمال کرائیں تاکہ اس کے دودھ کی خرابیاں دور ہوجائیں ادویہ مندرجۂ ذیل بچے کو پلائیں اور زخم پر لگائیں۔

(۱) شہد اور رسوت ٹھنڈے پانی میں یا جوشش دے کر ٹھنڈے کئے ہوئے پانی میں ملاکر بچے کو پلائیں اور اسی دوا کو زخم پر بھی لگائیں۔

(۲) ہلیلہ۔ بلیلہ۔ آملہ۔ جنگلی بیر اور پاکڑ کی چھال کے جوشاندہ سے مقعد کے زخم کو دہوئیں۔ اس کے بعد ہیراکسیس۔ گوروچن۔ نیلا تھوتھا۔ ہڑتال۔ اور رسوت کو کانجی میں پیس کر زخم پر لیپ کریں۔ یا مندرجہ بالا ترپھلا۔ وغیرہ ادویہ کو بہت باریک پیس کر زخم پر چھڑکیں۔ اگر زخم میں کھجلی کی زیادتی اور سرخی ہو تو جونکیں لگاکر خون نکالدیں۔

پاٹھا۔ باؤ بڑنگ۔ ہلدی۔ آنبہ ہلدی۔ موتھ۔ بھارنگی۔ پرنوا۔ پیل پل کا گودا۔ کالی مرچ۔ پیپل۔ سونٹھ۔ اور درش چکالی کو پانی میں پیس کر گھی ڈال کر پکالیں تاکہ صرف گھی باقی رہ جائے۔ اس گھی کو مناسب مقدار میں پلانے سے بچے کی وہ سب بیماریاں دور ہوجاتی ہیں جو مٹی کے کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔

تنڈ روگ

مہاراج دہنونتری تحریر فرماتے ہیں کہ وات یعنی خلط باد کے سبب سے اگر بچے کی ناف پھول جائے اور اس میں درد بھی ہونے لگے تو اس کو تنڈ روگ (نتوءالسرہ) کہتے ہیں اس بیماری میں خلط باد کی دور کرنیوالی چکنائیاں استعمال کرائیں۔ پسینہ لانے کی تدبیر کریں اور اُپ ناہن یعنی کپڑے کی گدی رکھکر پٹی سے باندھ دیں۔

بچوں کی درازی عمر وغیرہ کے لئے بھی چند مفید اور مجرب دوائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ جو واگ بھٹ آچاریہ نے بیان کی ہیں۔

(۱) برہمی۔ سرسوں۔ بچ۔ شاروا۔ کٹھ۔ سیندھا نمک۔ اور پیپل سے پکایا ہوا گھی بچوں کو چٹاتے رہیں۔ اس کے استعمال سے بچوں کی قوت گویائی۔ ذہانت۔ قوت حافظہ۔ اور عمر بڑہجاتی ہے گناہ دور ہوجاتے ہیں راکشسوں بھوتوں اور جنوں کا ناس ہوجاتا ہے۔

(۲) سونا۔ بچ۔ کٹھ۔

(۳) ارک پشپی۔ سونا۔

(۴) سونا۔ برہمی۔ شنکھ پشپی۔

(۵) کایپھل۔ سونا۔ بچ۔ اخیر کے چاروں نسخوں میں سے کوئی ایک نسخہ شہد اور گھی میں ملاکر اگر بچہ کو چٹایا جائے تو جسم۔ ذہانت۔ طاقت اور خوبصورتی بڑہتی ہے۔

مضمون مندرجۂ بالا میں بچوں کی جتنی بیماریاں لکھی گئی ہیں ان کے مطالعہ سے قارئین کرام کو صاف طور پر ظاہر ہوگا

زیر دہ کشیپ رشی کا مجوزہ ہے۔

سوکھے کی بیماری جو بچہ دن کو بہت سوتا ہے ٹھنڈا پانی بہت پیا کرتا ہے بلغم غیر طبعی سے بگڑا ہوا دودھ پیتا ہے اس بچے کے رس واہی سروتون (وہ رگیں جن میں خلاصۂ غذا رواں رہتا ہے) میں کہ یعنی خلط بلغم کے سبب سے رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اس سبب سے بچہ سوکھے کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس بچہ کو بھوک بالکل نہیں لگتی ہے۔ زکام۔ بخار اور کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ تب وہ بچہ سوکھتا جاتا ہے۔ اس کا منہ چکنا رہتا ہے اور آنکھیں سپید ہو جاتی ہیں۔ ایسے بچے کو مندرجۂ ذیل ادویہ استعمال کرائیں۔

(۱) سیندھا نمک۔ سونٹھ۔ کالی مرچ۔ پیپل۔ کاک جنگھا۔ پاٹھا۔ اور گری کدسب۔ ان سب کو کوٹ کر چھان کر شہد اور گھی میں ملاکر رکھیں اور بچے کو مناسب مقدار میں چٹاتے رہیں۔

(۲) اشوک کی چھال۔ کٹکی اور پنچ کول کا سفوف۔ یا جنگلی بیر گل دھاوہ۔ اور آملہ کا سفوف گھی میں ملاکر مناسب مقدار میں بچے کو استعمال کرائیں۔ تو بچہ تندرست ہو جاتا ہے۔

(۳) کٹیلی۔ اسگندھ تیلسی۔ پیپل کو پانی میں پیس لیں اور گھی شریک کر کے پکالیں یہ گھی بچے کے شوش روگ (سوکھے کی بیماری) کو دور کر دیتا ہے۔

(۴) تیل ایک سیر۔ لاکھ کا رس ایک سیر۔ دہی کا پانی چار سیر۔ اسگندھ۔ ہلدی۔ دیودار۔ رسے نکا۔ کٹھ۔ ناگرمو صندل سرخ۔ مورواکٹکی۔ راسن۔ ستارو۔ اور ملیٹھی۔ ہلاکیہ وکرشش (دو دو تولہ) ان سب دواؤں کو دہی کے پانی اور لاکھ کے رس میں پیسکر تیل ملاکر اس قدر پکائیں کہ صرف تیل باقی رہ جائے۔ یہ لاکھشادی تیل کہلاتا ہے بچے کے جسم پر اس کی مالش سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے بخار، تپ دق۔ جنون۔ دمہ۔ مرگی۔ اور خلط باد کے امراض دور ہو جاتے ہیں۔ یکش (کبیر کے ملازموں) راکھشسوں اور بھوتوں کا ناس ہو جاتا ہے یہ تیل حاملہ عورتوں کے لئے بھی بہت مفید ہے۔

کھانسی وغیرہ کا لعوق (۱) اتیس۔ کاکڑا سینگی اور پیپل کے سفوف کو یا صرف اتیس کے سفوف کو شہد میں ملا اس کے چٹانے سے بچوں کی کھانسی بخار اور قے وغیرہ عوارض دور ہو جاتے ہیں۔

(۲) جو بچہ دودھ پیتے ہی قے کر دیتا ہے اسے چھوٹی اور بڑی کٹیلی کا رس پانچ کول کا سفوف گھی اور شہد میں ملا چٹائیں۔ یا پیپل۔ پانچوں قسم کے نمک۔ باؤ بڑنگ اور نیم کا سفوف شہد اور گھی میں ملاکر کھلائیں۔ یا کالی مرچ۔ پیپل۔ اور سونٹھ گھی اور شہد میں ملاکر استعمال کرائیں۔ یا سیہہ۔ گودہا (گوہ) ششک (خرگوش) ریچھ اور مور کے چمڑے اور بالوں کو جلاکر اس کی راکھ شہد میں ملاکر بچے کو چٹائیں۔

(۳) کھیر۔ ارجن کی چھال تالیس تپر۔ اور صندل کے جوشاندہ میں دودھ اور گھی ملاکر پکالیں جب جوشاندہ اور دودھ جل جائے اور صرف گھی باقی رہ جائے تب اس گھی کو چھان کر بچے کو پلائیں۔ اس سے بچے کی قے موقوف ہو جاتی ہے۔

تالوکنٹک روگ میٹھی غذاؤں کے کھانے سے کف یعنی خلط بلغم فاسد ہو جاتا ہے اور بچے کے تالو کے گوشت میں تالوکنٹک روگ (مرض عطاش) پیدا کر دیتا ہے جس سے سر کے تالو والے حصہ میں گڑھا ہو جاتا ہے اور تالو بیٹھ جاتا ہے دودھ کے پینے سے نفرت ہو جاتی ہے پانی اور دودھ دشواری سے پیا جاتا ہے پتلے پاخانے ہونے لگتے ہیں پیاس زیادہ لگتی ہے منہ میں کھجلی ہو جاتی ہے آنکھوں میں درد ہوتا ہے گردن نہیں ٹھہرتی ہوا قے ہوتی ہے جس کی دوائیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) اس روگ میں تالو کو اوپر اٹھائیں۔ شہد اور جواکھار یا پیپل۔ سونٹھ۔ گوبر کا نچوڑا ہوا پانی اور سیندھا نمک

ششو منگل

शिशुमंगल

ازجناب پنڈت اوپندر ناتھ داس صاحب پروفیسر طبیہ کالج - دہلی -

آج ہم جس کو ایک بہت چھوٹا سا بچہ دیکھتے ہیں۔ کچھ دن میں وہی جوانی پر پہنچ جائیگا اور کل جب وہ ماتا پتا کے سہارے ہی سے زندہ رہ سکتا ہے تو جوان ہو کر وہ دوسرے بچے کے پرورش کرنے پر باپ بن جائیگا۔ اس طرح دیکھا جائے تو چھوٹے بچے بھی کوئی چھوٹی چیز نہیں ہیں بلکہ قوم کے لئے بچوں کو ہی بنیاد سمجھنا چاہیئے۔ جس قوم کے بچے تندرست۔ ہوشیار اور بہادر ہوتے ہیں۔ دُنیا میں وہی قوم عزت کے ساتھ زندہ اور آزاد رہ سکتی ہے۔ جس قوم کے بچے بیمار، ڈرپوک، بزدل ہوتے ہیں وہ قوم غلام رہ کر طرح طرح کی مصیبتوں کو جھیلتی رہتی ہے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے زیادہ دلائل پیش کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ کسی بھی آزاد ملک کے سو بچوں کا اور غلام ہندوستان کے سو بچوں میں مقابلہ کرنے سے بآسانی سمجھ میں آجائیگا کہ ہندوستان کیوں غلام ہے۔ بچے ہی آنیوالی نسلوں کی بنیاد ہیں جس قوم کی بنیاد ہی کمزور ہے وہ قوم آگے مضبوط ہو کر کیسے دنیا کی ٹکر کو جھیل سکیگی۔ آج جس بچے کو آپ بہت چھوٹی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ یہی کچھ دن میں جوان ہو کر روپیہ پیسہ کمائے گا اور بال بچے بھی پیدا کرے گا۔ صرف اتنا ہی نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ بچہ دنیا کا سب سے بڑا انسان بھی بن سکتا ہے۔ جس کی لیاقت کا اندازہ پہلے سے کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے۔ اس لئے جو قوم اپنی ترقی چاہتی ہے اسکو سب سے پہلے اپنے بچوں کی ترقی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایک حیوان بھی اپنے بچے کے ساتھ جیسی ہمدردی دکھاتے ہیں بہت سے ہندوستانی والدین اپنے بچے کیساتھ اتنی ہمدردی بھی ظاہر نہیں کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ قدرتی قانون کے مُطابق اپنے بچے کے ساتھ محبت کرنا تو سب کے لئے لازمی ہے لیکن اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس سے بچے کی صحت اور عقل خراب ہوتی ہے۔ بلکہ بہت سے بچوں کی جان تک ضائع ہو جاتی ہے۔ ماں۔ باپ کچھ دن تک آنسو بہا کر تقدیر پر ساری ذمہ داری ڈالکر تسلی دے لیتے ہیں۔ ان کو سوچنا چاہیئے کہ انسان اپنی تقدیر کو خود ہی پیدا کرتے ہیں آگ میں ہاتھ ڈالنے سے ہاتھ ضرور جلے گا۔ پانی میں کپڑا ڈالنے سے ضرور بھیگا۔ ایسے ہی تندرستی بگاڑنے کے اسباب کو استعمال کرنے سے تندرستی ضرور بگڑے گی۔ موت کے راستے سے جو آگے بڑھنا شروع کرے گا کچھ ہی عرصہ میں اسکی ملاقات موت کے دیو سے ضرور ہو جائیگی۔ ایسے ہی بچوں کو تندرستی کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے ان کے بہم نہ پہنچنے سے بچے بھی تندرستی کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے۔ ان بچوں کی پرورش کے لئے کچھ ایسے موٹے موٹے اصول درج کئے جاتے ہیں جن کو جاننا اور ان کے مُطابق عمل درآمد کرنا بہت ضروری ہے۔

(۱) حاملہ کی ایسی پرورش ہونی چاہیئے کہ جس سے اسکی جسمانی اور رُوحانی صحت میں کچھ خرابی نہ آنے اور ساتھ ساتھ یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ پیٹ میں جو بچہ ہے اسکے اعضا ٹھیک طرح سے بڑھتے رہیں +

(۲) زچہ خانہ:- نہایت ہی صاف ستھرا ہونا چاہیئے اس میں دھوپ اور ہوا کی آمد و رفت کا کافی انتظام ہونا چاہیئے جب تک پیٹ کے اندر بچہ رہتا ہے تب تک اسکی حفاظت کے لئے قدرت نے بہت سے انتظام کر رکھے ہیں۔ جس سے باہر کی سردی گرمی وغیرہ کا اثر بچے کے اوپر نہیں پڑ سکتا۔ بچہ کو پیٹ سے نکلنے کے بعد میلے گندے یا سیلے کمرہ میں یا ایسی جگہ جہاں سردی گرمی سے بچنے کا کافی انتظام نہیں ہے یا میلے کچیلے چیتھڑے وغیرہ پر بچہ کو ڈال دینا اور موت کے منہ میں رکھ دینا قریب قریب برابر ہے ہندوستان کی تقریباً تمام اقوام کے رسم و رواج بچہ اور زچہ کے لئے خطرناک ہے۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے مکان اور کپڑے کو ناپاک ہو جانیکے ڈر سے بچہ اور زچہ کے لئے سب سے ردی جگہ انتخاب کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زچہ اور بچہ دونوں ہی ان کے گھر سے بیماریوں کا پیغام سن لیتے ہیں۔ سمجھداروں کو چاہیئے کہ ایسے خطرناک رسم و رواج کو جلد سے جلد مٹا کر زچہ اور بچہ کی جان بچانیکی کوشش کریں +

کہ بچوں کی کثیر الوقوع اور خاص بیماریوں کا بیان چھوڑ دیا گیا ہے البتہ چیچک اور سرشرت کے چکتسا ستھان میں اور اشٹانگ ہردے کے اتر ستھان میں مسوریکا یعنی چیچک اور روسپھوٹک یعنی خسرہ کا بیان بہت ہی تھوڑا اور نا کافی پایا جاتا ہے لیکن ان دو نوں بیماریوں کا علاج ایک یا دو سطر نہیں صرف اسی قدر بتایا گیا ہے کہ مسوریکا یعنی چیچک اور روسپھوٹک یعنی خسرہ کا علاج ویسرپ یعنی سرخبادہ کے مانند کرنا چاہیئے۔ وسرپ یعنی سرخبادہ کے اقسام اور اس کے اسباب علامات اور معالجات کا بیان بیشک وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے جس سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا۔

مضمون زیر عنوان کے اخیر میں یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ اطبائے ہند کے نزدیک بچوں کی بہت سی بیماریاں تو آسیب کے اثر سے پیدا ہوجاتی ہیں ان آسیبوں میں بعض مذکر اور بعض مؤنث ہوتے ہیں اور ہر ایک آسیب کے نام بھی الگ الگ ہیں۔ ویدک کی کتابوں میں بچوں کی آسیب کو بالگرہ لکھا گیا ہے۔ اطبائے ہند نے اپنی طبی کتابوں میں آسیب زدہ بچوں کے علامات اور ان کے عجیب وغریب معالجات بہت ہی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ ہم یہاں آسیب زدہ بچے کے صرف مختصر علامات لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں جو یہ ہیں کہ آسیب زدہ بچہ کبھی روتا اور کبھی ہنستا اور کبھی ڈرتا ہے۔ ناخن اور دانتوں سے مرضعہ کو اور خود کو نوچتا اور کاٹتا ہے۔ دانت کٹکٹاتا ہے۔ ٹکٹکی باندھ کر اوپر کو دیکھتا ہے۔ دبلا ہوتا جاتا ہے رات کو جاگتا رہتا ہے اس کے جسم سے چھچھوندر مچھلی یا کھٹمل کی سی بدبو آتی ہے اور مرضعہ کا دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے۔ ان آسیب زدہ بچوں کے علاج میں زیادہ تر ٹونوں۔ ٹوٹکوں منتروں اور صدقوں سے کام لیا جاتا ہے۔ گینڈے بھیڑیے۔ سانپ۔ شیر اور ریچھ وغیرہ کے چمڑوں بالوں اور گدھ۔ الو بندر وغیرہ کے پاخانوں کی دھونی بھی دی جاتی ہے۔

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number,"
July 1935.

ہمدرد صحت - دھلی
اشاعت خاص
" الاطفال "



پنڈت اوپندر ناتھ داس صاحب
پروفیسر طبیہ کالج دھلی -



راج وید سُدھنوا صاحب
وید انچارج - ویدک ڈسپینسری نئی دھلی -

(۳) نال کاٹنا:- نال کاٹنے کا چاقو یا قینچی بہت تیز اور صاف ستھری ہونی چاہیئے۔ اسکو استعمال سے پہلے ایک دفعہ سپرٹ لگاکر صاف کرلیں۔ میلے زنگ والے اور کند چاقو سے نال کاٹی جائے تو کبھی کبھی اس سے بچے کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

(۴) بچے کی خوراک:- تین دن تک زچہ کے پستان میں دودھ بہت کم رہتا ہے اس لئے تین دن تک بچے کو صرف خالص شہد چٹانا چاہیئے۔ پہلے بچے کے پیدا ہوتے ہی نال کاٹنے کے بعد گلا وغیرہ اچھی طرح صاف کردینا چاہیئے۔ پہلے تین دن تک شہد کے علاوہ کبھی کبھی ماں کا پستان چوسانے چاہئیں۔ اس سے بچہ کو دست کھل کر آجاتا ہے۔ کیونکہ ماں کے دودھ میں ایک قسم کی میکونین Maconinne نامی چیز ہوتی ہے جس سے دست کھل کر آجاتا ہے اور کسٹر آئل وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسکے بعد جب تک بچے کے دانت نہ نکلیں (یعنی آٹھ دس ماہ تک) صرف ماں کے دودھ سے پرورش ہونی چاہیئے۔ جب تک بچہ دودھ پیتا ہے تب تک ماں کی غذا ایسا ہونی چاہیئے جس سے بچے اور اس کی ماں کی صحت ٹھیک رہے۔ ماں کا دودھ خراب ہو تو اسکو صاف کرنے کے لئے علاج کرانا چاہیئے جس سے کافی دودھ آئے کسی وجہ سے ماں کا دودھ کافی نہ ملے تو بکری کا دودھ یا گائے کا دودھ پلانا اچھا ہے۔ بہت چھوٹے بچے کو گائے کا یا بکری دودھ اگر دینا پڑے تو اس میں پانی ڈال کر اور پکا کر دینا چاہیئے۔ جس سے دودھ ہلکا ہوجاتا ہے۔ باہر سے جتنے پیٹنٹ دودھ آتے ہیں انکی تعریف جتنی بتائی جاتی ہے درحقیقت بچہ کے لئے وہ اتنے فائدہ مند نہیں ہیں اشتہار دینے والے اپنی چیز کو کافی تعداد اور مقدار میں بیچنے کے لئے جھوٹ موٹ زیادہ تعریف کردیتے ہیں لیکن اسکے اوپر اعتبار کرکے اپنے بچے کی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیئے۔ پیٹنٹ دودھ سے کوئی کوئی بچہ دیکھنے میں موٹا تازہ ہوجاتا ہے لیکن اسمیں مضبوطی اور تندرستی اتنی نہیں ہوتی جتنی ماں کے دودھ سے پلے بچوں میں پائی جاتی ہے۔

ہمیشہ بھوکا رکھنے سے بچے دبلے پتلے اور کمزور ہوجاتے ہیں لیکن ضرورت سے زیادہ کھانا دینا بھی مضر ہے اس سے بچوں کا ہاضمہ ہمیشہ کے خراب ہوجاتا ہے۔ بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنا چاہیئے۔ اور کبھی کبھی سارے جسم پر تیل کی مالش کرکے تھوڑے دیر کے لئے دھوپ میں لٹا دینا چاہیئے۔ اور پانی کو دھوپ میں رکھکر جب پانی کی سیل نکل جائے تو اس سے نہلانا چاہیئے۔

(۵) ایک جوان آدمی جتنا سردی اور گرمی کو برداشت کرسکتا ہے بچہ اس کا تحمل نہیں کرسکتا اسلئے اتنے کپڑے کا انتظام کیا جائے جس سے سردی گرمی سے بچاؤ ہوسکے۔ بچے کبھی سردی کے موسم میں بہت زیادہ کپڑے نہیں پہنانا چاہئیں اور منہ ڈھانک کر تو کبھی نہیں سلانا چاہیئے۔

(۶) بچوں کو زیادہ دیر گودی میں بھی نہیں رکھنا چاہیئے۔ نہ ہی رات کو ماں کی گودی میں سلانا چاہیئے۔ کیونکہ قدرت کا قانون ہے کہ ایک بڑی چیز ایک چھوٹی چیز کی طاقت کو کھینچتی ہے۔ اسلئے جو بچے ہمیشہ گودی میں رہتے ہیں اُن کے جسم کی بہت سی طاقت ضائع ہوجاتی ہے جس سے وہ بچے عموماً دبلے پتلے۔ کمزور۔ ڈرپوک۔ اور چڑچڑے مزاج والے بن جاتے ہیں۔ بچے کا ہنسنا اور رونا دونوں ہی صحت کے لئے مفید ہیں بلکہ ہنسنا اتنا مفید نہیں ہے جتنا کہ رونا کیونکہ بچہ جب ہاتھ پیر ہلاکر خوب روتا ہے تو سارے پٹھوں کی خوب کثرت ہوتی ہے جس سے جسم سڈول اور مضبوط بنتا ہے۔ بچہ جب چلنے کے لائق ہو تو اس کو مٹی میں کھیلنا اچھا ہے۔ لیکن کھیل پورا ہوجانے کے بعد جسم کو صاف کردینا چاہیئے۔

(۷) بچوں کو دھمکانا، ڈرانا، زبردستی بٹھانا یا کھڑا کرنے کی کوشش کرنا جھوٹ بولنا سکھانا یا انکے سامنے جھوٹ بولنا بہت برا ہے بچپن میں جو خیالات اور عادتیں پڑجاتی ہیں انکو ساری زندگی میں چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے انکے خیالات اور عادات کو اچھا بنانیکی کوشش کریں۔ چائے۔ تمباکو، سگرٹ۔ بیڑی غرض نشی چیزوں کے استعمال سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں۔ جو آدمی اپنے بچوں کو نشیلی چیزوں کی عادت ڈال دیتے ہیں وہ اپنے ہاتھ سے بچوں کو زہر پلانے کا کام کرتے ہیں زبردستی نیند لانے کے لئے بچوں کو افیون کھلا دینی بہت بے وقوفی ہے۔ اس سے بچہ کی صرف صحت ہی نہیں بگڑتی ہے بلکہ کبھی کبھی موت تک واقع ہوجاتی ہے۔

اب بچوں کے کچھ خاص خاص مرض اور ان کا علاج درج کیا جاتا ہے:-

(۱) زبان میں چھالہ:- زبان میں معمولی چھالہ ہو تو سہاگہ کی کھیل میں شہد ملا کر چٹانے سے آرام ہو جاتا ہے، آتشک والے کے بچے کی زبان میں چھالہ ہو تو عموماً خطرناک ہوتا ہے اسلئے کسی لائق معالج سے جلدی علاج کرانا چاہیئے۔

(۲) دورہ آنا:- بچہ کی پیدائش کے وقت نال میں کسی قسم کا دباؤ پڑنے سے بچے کے جسم میں خون کا دورہ بند ہو جاتا ہے۔ اگر یہ حالت زیادہ دیر تک قائم رہے تو موت بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن تھوڑی دیر دورہ رہنے سے بچہ کے جسم کا خون سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ اور بچہ بیہوش ہو جاتا ہے ایسے بچے کی نال کاٹنے کے وقت بچہ کے جسم سے کچھ خون نکلجانیکے بعد نال کو باندھنا چاہیئے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو بچے کو دورہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اس سے بچے کی موت بھی ہو سکتی ہے، اس لئے پہلے تو دورہ کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ معمولی دوائی سے دورہ نہ رکے تو فصد کھول کر خون نکال دینا چاہیئے، یہ سب علاج کسی لائق تجربہ کار معالج سے کرانا چاہیئے۔ ویدک میں "ورن گل نتک" نام کی گولیاں دورہ کو روکنے کیلئے ازحد مفید ہیں۔ مشک کی بو کو سنگھانے سے بھی دورہ بند ہو جاتا ہے۔

(۳) قبض:- چھوٹے بچے کو اگر کچھ عرصہ پاخانہ نہ آئے۔ تو اسکے پیٹ میں اپھارہ ہو جاتا ہے، اور جلدی جلدی سانس چلنا شروع ہوتا ہے نیم حکیم یا نیم وید اسکو پسلی کی بیماری سمجھ کر پسلی کے اوپر سیک وغیرہ کرتے ہیں جس سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا ہے، ایسی حالت میں جلدی پاخانہ لے آنا سب سے اچھا ہے، بچہ بہت چھوٹا ہو تو ایک پان کے ڈنٹھل میں ذرا سا گھی چپڑ کر ٹٹی کے راستے چڑھا دینے سے اسی وقت پاخانہ ہو جاتا ہے، صابون کی بتی یا گلیسرین کی بتی بھی جلدی ٹٹی لے آتی ہے، ویدک کی "ہنگوادی ورتی" بھی اسکے لئے بڑی مفید چیز ہے۔ شدہ کیا ہوا عصارہ ریوند ماں کے دودھ میں گھول کر پلانے سے تھوڑی دیر میں الٹی اور ٹٹی ہو جاتی ہے، خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک خطرناک چیز ہے۔ غلطی میں زیادہ مقدار میں کھلا دیا جائے تو بچہ کی موت ہو سکتی ہے، اگر نمونیا کی وجہ سے بچے کی پسلی چلے تو جلدی کسی لائق اور تجربہ کار شخص سے علاج کرانا چاہیئے

(۴) کھانسی:- سہاگہ کا کھیل یا گئو دنتی ہڑتال کا کشتہ یا بہیڑہ کا سفوف شہد کیساتھ چٹانے سے معمولی کھانسی اچھی ہو جاتی ہے، کتا کھانسی ہو تو ان میں سے کسی کیساتھ "چندر رمت رس" نام کی دوائی ملا کر استعمال کرنی چاہیئے۔

(۵) الٹی:- بچہ بار بار الٹی کرتا ہو تو اسکی ماں کو بہت ہلکا کھانا کھانا چاہیئے، اور بچہ کو ارنڈی کا تیل پلا کر دست لے آنا چاہیئے۔

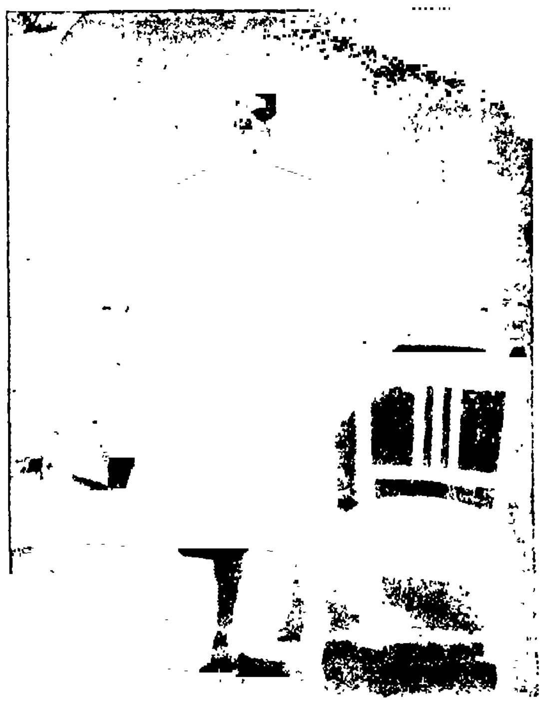
(۶) دست الٹی اور بخار:- یہ تینوں کبھی کبھی ساتھ ساتھ ہو جاتے ہیں، اور بچہ جلدی کمزور ہو جاتا ہے۔ بچہ صرف ماں کے دودھ سے پلتا ہو تو اسکی ماں کو اپنی خوراک میں سخت پرہیز رکھنا چاہیئے، اگر بچہ باہر کا دودھ پیتا ہو تو دودھ بند کر دینا چاہیئے۔ اور دودھ کا پھٹا ہوا پانی دینا چاہیئے، بہت الٹی بہت زیادہ نہ ہو اور بھوک زیادہ معلوم ہو تو کبھی کبھی بڑی پیپل اور پانی کیساتھ دودھ کو ابال کر اور پکا کر پلانا چاہیئے، جائفل کو پانی میں گھس کر ٹنڈی کے چاروں طرف لیپ کرنے سے دست کم ہو جاتے ہیں، دودھ پلانے کے بعد ایک ایک چمچہ چونے کا تھہرا ہوا پانی پلانے سے آسانی دودھ ہضم ہو جاتا، اور دست اور الٹی کم ہو جاتی ہے، پیٹ میں اپھارہ ہو تو ہینگ کو پانی سے پیس کر ٹنڈی کے چاروں طرف لیپ کرنا چاہیئے۔ ناگر موتھا، بڑی پیپل کڑوی اتیس، کاکڑا سینگی، ان چاروں کو الگ الگ کپڑ چھن سفوف بنا کر موزون شہد کے ساتھ مناسب مقدار میں چٹانے سے بچوں کا بخار، دست، کھانسی اور الٹی کم ہو جاتی ہے۔ ویدک کی "مہاگندک" نامی دوا بخار اور دست وغیرہ کے لئے بہت مفید چیز ہے، جب دوائی بھی ہضم نہ ہو اور دست کیساتھ نکل جاتی ہو تو "رس پرپٹی" نامی دوا سے اچھا فائدہ ہوتا ہے۔ بچوں کے دست بند کرنے کیلئے افیم یا اسکا کوئی مرکب استعمال کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے، لیکن جب کسی اور دوائی سے فائدہ نہیں ہوتا ہو اور اپھارہ نہ ہو تو تھوڑی مقدار میں "کرپور رس" جیسی افیم والی دوا سے اچھا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دست روکنے کے لئے ایک خوراک میں زیادہ مقدار افیم کی نہیں دینی چاہیئے۔ بلکہ بہت تھوڑی مقدار میں بار بار دینا اچھا ہے۔

(۷) پیچش:- اس بیماری سے بہت بچے مر جاتے ہیں۔ اسلئے بہت توجہ کیساتھ اس کا علاج کرانا چاہیئے، پہلے ارنڈی کے تیل کا جلاب دو بڑی پیپل کا سفوف دودھ میں روزانہ تین چار دفعہ پلانا چاہیئے۔ گلر وندا کی جڑ کو کچے چاول کے پانی میں گھس کر پلانے سے پیچش اچھی ہو جاتی ہے چیزوں کے استعمال سے چار پانچ روز میں فائدہ نہ ہو تو کسی اچھے معالج سے علاج کرانا چاہیئے۔

(۸) خسرہ:- حفاظت سے رکھا جائے تو اس کی موت نہیں ہوتی ہے لیکن ٹھنڈ لگ کر یا اور کسی بد پرہیزی سے خسرہ ایکدم بیٹھ جائے یا ہو جائے تو عموماً جان کا خطرہ ہو جاتا ہے، اس عام خیال میں کہ ماتا میں دوائی نہیں دینا چاہیئے نہ رہیں۔ بلکہ کسی اچھے معالج سے علاج کرانا چاہیئے۔



پروفیسر اندرسین صاحب
ایم - اے - ایل - ایل - بی - پی - ایچ - ڈی
ہندو کالج دہلی



حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر
چاند پوری بھوپال -

بہت زیادہ کھٹی، کھاری نمکین، چٹ پٹی، سڑی گلی، اور باسی چیزوں کے کھانیسے روحانی اور جسمانی دکھ ہر وقت بنے رہتے ہیں۔ نیز رات کو جاگنے سے اور پاخانہ پیشاب وغیرہ کی حاجت کو روکنے سے پوری کچوڑی لڈو، حلوہ پاک دہی کھچڑی مچھلی پانی میں پیدا ہونے والے اور گاؤں میں رہنے والے مویشیوں کا گوشت زیادہ کھانے سے اور کھانا کھاتے ہی دن میں سونیکی عادت سے شراب کے زیادہ استعمال سے، یا کسی قسم کی جسمانی محنت نکرنیسے، اور غصہ کرنے یا جسم میں کہیں چوٹ لگنے سے دودھ کو خراب کرنے والے مادے، دودھ کی نالیوں کے اندر پہنچکر اپنے خواص کے مطابق دودھ میں خرابی پیدا کردیتے ہیں۔

ریاحی مادہ سے بگڑے ہوئے دودھ کی علامات

ریاحی مادہ سے بگڑا ہوا دودھ اکثر بدذائقہ، جھاگ دار، روکھا اور کسیلا ہوتا ہے اور پانی میں ڈالنے سے ہلکا ہونیکی وجہ سے اوپر ہی تیرتا رہتا ہے۔

پت سے بگڑے ہوئے دودھ کی علامات

پت کے بڑھ جانے سے دودھ بدبودار، گرم کھٹا، چرپرا، پیلی پیلی لکیروں والا۔ اور بے رنگ ہوجاتا ہے۔

کف سے بگڑے ہوئے دودھ کی علامات

کف کی وجہ سے خراب ہونیوالا دودھ چکنا، گاڑھا، لعاب دار اور نمکین ہوتا ہے پانی میں اگر ڈالیں تو وزنی ہونیکی وجہ سے ڈوب جاتا ہے۔

ریاحی مادہ سے بگڑے ہوئے دودھ کی بیماریاں

جب ٹھنڈی خوراک، ڈر۔ فکر، غم، شہوت، زیادہ ورزش یا فاقہ کشی وغیرہ اسباب سے ریاحی مادہ بگڑکر ماں کے دودھ بہانیوالی نالی میں پہنچکر دودھ پیدا کرنے والے رس کو خراب کردیتا ہے، ریاحی مادہ سے بگڑے ہوئے دودھ کی علامتوں کی مانند ہوجاتا ہے، ایسا دودھ پینے والا بچہ دن بدن بلا ہوتا جاتا ہے۔ اور خراب و بدذائقہ دودھ کو اچھی طرح نہ پی سکنے سے اُسکے جسم کا بڑھنا رک جاتا ہے۔

اوپر بیان کردہ اسباب سے ریاحی مادہ بگڑکر دودھ کو متھ دیتا ہے اور اس میں بہت جھاگ آتے ہیں۔ اسکے نکلنے کی رفتار بھی بہت کم ہوجاتی ہے ایسا دودھ پینے والے بچوں کی آواز کمزور ہوجاتی ہے اور ان کا پاخانہ پیشاب اور اخراج ریاح میں بڑی گڑبڑ ہوجاتی ہے، اسکے علاوہ ریاح سے تعلق رکھنے والے دماغی امراض، مثلاً زکام، نزلہ، کھانسی سدا گھیرے رہتے ہیں۔ اگر بگڑا ہوا مادہ دودھ کی چکنائی کو سکھاکر زیادہ خشکی پیدا کردے، تو اسکے پینے سے بچہ دن بدن سوکھتا جاتا ہے۔

پت سے بگڑے ہوئے دودھ کے امراض

گرمی، تیزی رفتار، غصہ۔ کھٹے نمکین، کڑوے کھانے وغیرہ کی وجہ سے پت بگڑکر دودھ بڑھانے والی نالی کو خراب کرتا ہوا، دودھ کو بے رنگ، نیلا پیلا اور بدبودار کردیتا ہے ایسے دودھ کو پینے سے بچہ کا جسم ہمیشہ گرم اور پسینہ سے تر رہتا ہے، اور پھیکا و پیلے رنگ کا ہوجاتا ہے۔ اسکے علاوہ بچہ کو بہت پیاس لگتی ہے۔ دست پتلا آتا ہے، اور بچہ دودھ پینا چھوڑدیتا ہے۔

ایسی حالت میں جب دودھ بہت بدبودار ہوجائے تو اسکو پینے سے بچہ اکثر یرقان یعنی پیلی آنکھ کی بیماری سے تکلیف اُٹھاتا ہے۔

قبض سے بگڑے ہوئے دودھ کے امراض

میٹھے کھٹے نمکین رسوں کے زیادہ استعمال سے بھاری کھانا کھانیسے، سرد اور تر چیزوں کے زیادہ استعمال سے، دن میں سونے، ورزش وغیرہ نہ کرنیسے جسم میں کف بگڑکر دودھ بہانے والی نالی میں پہونچکر دودھ کے اندر بلغمی مادہ کو بڑھا دیتا ہے۔ یہ دودھ اگر بچہ پئے گا تو اس کو قے ہونے لگتی ہے۔ سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اور منہ سے رال بہت گرتی ہے، بچہ ہر وقت نیند و سستی کی حالت میں رہتا ہے۔ علاوہ ازیں سانس کھانسی، منہ سے پانی آنا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا وغیرہ، بیماریاں بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔ کف کی وجہ سے جب دودھ میں بلغم کا حصہ بڑھ جاتا ہے تو اس دودھ کے پینے والے بچے کے منہ سے رال بہتی ہے۔ منہ اور آنکھوں پر سوجن ہوجاتی ہے اور بیہوشی رہنے لگتی ہے۔ ایسے دودھ سے بچہ کو دل کی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں

امراض کے ضمیمے

اوپر بیان کی ہوئی باتوں سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ بگڑی ہوئی چھاتیوں کا دودھ بچوں کو اچھے طریقہ پر ہضم نہیں ہوتا اسکے پینے سے پہلے تو ٹھنڈا بدبودار پتلا یا گاڑھا دست ہوتا ہے۔ پیشاب کا رنگ لال، پیلا یا سفید ہوجاتا ہے، اور وہ گاڑھا بھی ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں بخار، پیاس، قے، بدہضمی، ہچکی، چکر، منہ کا پک جانا وغیرہ بہت سے قسم کی

(۹) **چیچک**:۔ اس بیماری سے جتنے بچے مرتے ہیں اور کسی بیماری سے اتنے بچے نہیں مرتے اُسکو روکنے کیلئے سرکاری قانون کے مطابق ٹیکہ لگانا لازمی ہے، مختلف ممالک کی رپورٹ سے اور اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ٹیکے سے بھی چیچک کا کوئی خاص بچاؤ نہیں ہے ٹیکے کے حامی لوگ ٹیکے کی جتنی تعریف کرتے ہیں نتیجہ سے اتنا فائدہ نہیں دیکھا جاتا ہے۔ اس سال بھی تین چار ماہ سے لگاتار شدت سے دہلی میں چیچک پھیل رہی ہے، یہ بیماری ہوا کے ذریعے پھیلتی ہے۔ اس لئے ہماری رائے ہے جب تک ہوا کو صاف کرنے کیلئے کافی کوشش نہ کی جائے تب تک صرف ٹیکا لگا کر اسکو روکنا ناممکن ہے۔ نیبولی کی مینگی، بہیڑا کی مینگی اور ہلدی تینوں کو ہموزن لیکر پانی سے پیس کر گودہ آدھ ماشہ کی گولی بنانی چاہیئے، ایک گولی ٹھنڈے پانی کیساتھ ہر صبح استعمال کرنے سے چیچک نہیں نکلتی ہے۔ چیچک کے موسم میں بچوں کو اس گولی کا استعمال کرانا اچھا ہے، اسکے استعمال سے خون بھی صاف ہوتا رہتا ہے اور کسی قسم کے نقصان کا ڈر نہیں ہے، اسکو ہم تھوڑی جگہ میں آزما کر اچھے نتائج دیکھتے ہیں لیکن جب تک بہت جگہ اسکی آزمائش نہ کیجائے، تب تک پورا پتہ نہیں چلتا ہے۔ اس صوبہ میں عموماً چیچک کا علاج نہیں کراتے ہیں اس لئے اس کا علاج درج نہیں کیا جاتا ہے، معمولی چیچک کے علاج کی ضرورت بھی نہیں ہے لیکن جس میں بہت دانے نکلکر آپس میں جڑ جاتے ہیں اس میں کسی لائق معالج سے علاج کرانا چاہیئے وید ک میں اس کا علاج کافی لکھا ہوا ہے، اور لائق وید اسکا علاج کرتے بھی ہیں۔

جلدی فائدہ حاصل کرنے کے لالچ سے بچے کو کبھی تیز دوائی نہیں دینی چاہیئے، معمولی بیماری جس میں کھانے پینے کے پرہیز سے اچھا ہو سکتا ہے، اُس میں دوائی کا استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ کسی اشتہار کی دلفریب عبارت میں آکر بچے کو روزانہ دوائی پینے کا عادی نہیں بنانا چاہیئے، والدین کا فرض اولین ہے کہ بچے کی ایسی پرورش کریں کہ کبھی دوائی کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ اپنی غلطی سے بچے کو بیمار بنا کر علاج کرانا کوئی عقلمندی کا کام نہیں ہے۔

بچوں کی دودھ کی خرابی سے پیدا ہونیوالی بیماریاں

از کبیراج پنڈت اوپندر ناتھ صاحب شرما سہارنپور

آیورویدک شاستر میں تین قسم کے بچے مانے گئے ہیں۔ (۱) صرف دودھ پینے والے، (۲) صرف اناج کھانے والے (۳) اناج اور دودھ دونوں کا استعمال کرنے والے۔ تینوں قسم کے بچوں کی تندرستی انکی خوراک پر منحصر ہے۔ صرف دودھ پینے والے بچوں کو دودھ میں خرابی ہونے سے امراض پیدا ہوتے ہیں، صرف اناج کھانے والے بچے (متھیا آہار بہار) خراب غذا اور رہنے سہنے کی بے ضابطگی سے۔ قبض دست وغیرہ روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اسی طرح دونوں کا استعمال کرنے والے بچوں کو دودھ اور اناج کی خرابی سے ہونے والے امراض ستاتے ہیں۔

تین قسم کے بچوں کے بیان کرنیکا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو دودھ یا اناج سے جو مرض ہو اسکا علاج اُسکے اسباب پر دھیان رکھکر کرنا چاہیئے۔ اگرچہ آجکل بچوں کے علاج کا بہت کچھ انتظام کیا جاتا ہے تب بھی سال بھر کی عمر کے لاکھوں بچے ہر سال مرتے رہتے ہیں۔ اس کا سبب صرف ماں کے دودھ کی خرابی اور بچوں کے پرورش کرنیکا طریقہ نہ جاننا ہے۔ آجکل علاج کرتے ہوئے بہت کم معالجوں کو والدہ کے علاج کے ذریعہ بچہ کا علاج کرتے دیکھا جاتا ہے۔ والدہ دیکھنے میں ہٹی کٹی مضبوط ہو، خواہ اسکا دودھ بچہ کو زہر قاتل کا کام ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ والدہ کے مضبوط اور موٹا تازہ ہوتے ہوئے بھی کف کی زیادتی کیوجہ سے اسکے دودھ میں گاڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے، اور اُس سے بچہ کو ہمیشہ قبض رہتا ہے، اسکی ہاضمہ کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ اور امراض قلب ہوتے ہیں۔ چرک مہاراج نے اسی لئے بچوں کے بہت سے امراض کو الگ الگ نہ کیا۔ بلکہ سب کو دودھ کی خرابی سے ہونے والے امراض کے اندر ہی گن لیا ہے۔

دودھ کی خرابی کے اسباب | بدہضمی، ناموافق چیزوں کا زیادہ استعمال یا خلاف کھانے کیجا کھانا، جیسے دودھ اور مچھلی وغیرہ،

کھیر السک امراض

غلط طریقے سے کھانے پینے اور رہنے سہنے سے ماں کے جسم میں تینوں دوش مادے جب دودھ کو بگاڑ دیتے ہیں تو اسکے پینے سے بچہ کو بہت سے امراض گھیر لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس مرض کی وجہ سے کبھی کبھی بچہ کی زندگی بالکل برباد ہو جاتی ہے۔ اس مرض میں بچہ کو بدبودار، پتلے، گانٹھ دار پانی کے موافق چھیچھڑے دار اور جھاگ دار دست ہوتے ہیں۔ اسکے ساتھ اینٹھن، پیٹ میں درد، اور پیچش بھی ہو جاتی ہے، پیشاب گاڑھا، پیلا اور سفید ہو جاتا ہے، اور درد کیساتھ آتا ہے، جسم بہت کمزور ہو جاتا ہے، بچہ ہاتھ پیروں کو ادھر ادھر پٹکنے لگتا ہے۔ آنتوں میں آواز اور جسم میں کپکپی ہوتی ہے اور سر چکراتا ہے، اسکے علاوہ بچہ کی آنکھیں دُکھنے لگتی ہیں، منہ میں چھالے اور ناک میں چھوٹی چھوٹی پھنسیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اس قسم کے مرض کو معالجوں نے ایک خوفناک مرض مانا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں بچہ کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اس مرض میں اگر پیلے دست آجائیں تو فوراً ماں اور بچہ کو قے کرا دینی چاہیئے۔ قے کرانیکے بعد پرہیز کیساتھ دودھ کو صاف کرنے کے لئے سنبھالو، پاڑہ، کٹکی، ناگرموتھا، کوٹ کا کاڑھا بنا کر ماں کو پلانا چاہیئے۔ یا پاڑھ، سونٹھ، چرائتہ، گلو، کٹکی۔ دیودارو۔ اننت مول، ناگرموتھا، مرڈر پھلی اندر جو کا کاڑھا بنا کر والدہ اور بہت تھوڑی مقدار میں بچہ کو بھی پلانا چاہیئے۔ اس نسخہ سے والدہ کا دودھ صاف ہو جاتا ہے۔ اور بچہ کو بھی بہت فائدہ پہنچتا ہے۔

ہرے پیلے دست اور دودھ کا اُلٹنا

بچوں کو ہرے پیلے دستوں کا آنا یا دودھ اُلٹنا آجکل عام طور سے سب ہی جگہ دیکھنے میں آتا ہے اور اسی لئے لوگ اسے کوئی خاص بیماری نہیں سمجھتے ہیں لیکن حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر فیصدی بچوں کی موت وہاں ہی ہوتی ہے، جہاں بچوں کی صفائی ستھرائی، آب وہوا، کھانے پینے نہلانے وغیرہ کا ٹھیک ٹھیک انتظام نہیں ہوتا ہے۔ عورتوں میں ناسمجھی سے بچوں کو خوب ٹھونس ٹھونس کر کھلانے اور لگاتار کھلاتے رہنے کا شوق ہوتا ہے۔ ذرا ذرا سی دیر میں بچوں کے منہ میں چھاتی دینا عام طور پر عورتوں کی عادت ہوتی ہے، چھاتیاں یا دودھ پینے کی شیشی کے الگ کرتے ہی اگر بچہ اُلٹی کر دے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اُسے بہت زیادہ کھلا دیا گیا ہے۔ اگر یہ جاننا مشکل ہو کہ بچہ کو ٹھیک ٹھیک جتنا دودھ پلانا چاہیئے اتنا اُس نے پی لیا ہے یا نہیں تو اُسے پلانے سے پہلے اور بعد کو تول لینا چاہیئے۔ اگر بچہ کو ہرے پیلے بدبودار اور لیسدار دست آئیں تو اس کا سب سے اچھا علاج یہ ہے کہ اسکو چھ ماشہ عمدہ ارنڈی کا تیل پلا دیا جائے جس سے تمام آؤں نکل جائے، یا پچکاری سے گرم پانی پاخانہ کے راستہ سے چڑھا کر دست کرا دیا جائے۔

والدہ یا گائے کے دودھ کے علاوہ اُوپری دودھ پلانے سے بچوں کو اکثر دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے، ایسی حالت میں دودھ پلانے سے پہلے اگر ایک چمچہ گرم پانی دیدیا جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے، خاص کر موسم گرما میں بچہ کو ڈبہ کا دودھ لا پرواہی سے دیا جائے تو دست آنے لگتے ہیں۔ دودھ پلانے کی شیشی اور اسکی نلی کو خوب صاف نہ کرنے سے دستوں کا ہو جانا ممکن ہے۔ علاوہ ازیں ڈبہ کا دودھ ٹھنڈی جگہ میں نہ رکھنے سے اس میں آنکھوں سے نہ دکھائی دینے والے لاکھوں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس دودھ کو پلانے سے بچوں کو ہرے پیلے دست آنے لگتے ہیں۔

بچوں کو پیلے دستوں کی بہ نسبت ہرے دستوں کا آنا زیادہ خطرناک ہے ان کے شروع ہوتے ہی علاج کرنا مناسب ہوتا ہے ایسی حالت میں کسی لائق معالج کا مشورہ لیکر علاج کرنا چاہیئے کبھی کبھی آنتوں میں خرابی ہونیکی وجہ سے بچوں کو ہرے دست آنے لگتے ہیں۔ ایسی حالت میں بچہ کو دودھ پلانے سے پہلے گرم پانی پلانا نہایت ضروری ہے، اس سے بچہ کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اگر دستوں میں آؤں نکلتی ہوئی معلوم ہو تو ارنڈی کا تیل دیا جا سکتا ہے۔ لیکن بار بار اس کا استعمال کرانا اچھا نہیں ہے۔

اکثر سردی سے بچوں کو دست آنے لگتے ہیں۔ اس لئے ان کو سردی سے بچانا بہت ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل نسخے بچوں کو ہرے پیلے دست اور اُلٹی کیلئے بہت فائدہ مند ہیں۔

(۱) سونٹھ، بڑی ہڑ، اور کالا نمک تھوڑا تھوڑا پتھر پر گھسکر بچوں کو پلانے سے ان کے ہرے پیلے دست اور اُلٹی دونوں میں بہت فائدہ ہوتا ہے اگر اسمیں تھوڑا سا سہاگہ بریاں اور ملا دیا جائے تو بہت مفید ہوتا ہے۔

(۲) چھوارہ کی گٹھلی نکال کر اس میں افیم بھریں اور اُسے ایک آٹے کی لوئی میں رکھکر بھوبل (آدھی آگ آدھی راکھ) میں ڈال دیں لوئی

امراض پیدا ہو کر بچہ کی زندگی وبال کر دیتے ہیں۔

بائی سے بگڑے ہوئے دودھ کا علاج دودھ صاف کرنے کیلئے پہلے الڑکی عمر، حالات، طاقت، موسم، جگہ کا خیال رکھکر ضرورت کے مطابق پنچکرم[1] شاستری میں بیان کئے ہوئے طریق پر کرانی چاہیئے۔ بعد میں اس کو پرہیز کراتے ہوئے، مصفی شیر ادویہ جیسے گھی، کاڑھے۔ لیپ وغیرہ کا استعمال کرنا چاہیئے۔

اس بیماری کے علاج کے طریقے درج ذیل ہیں۔

۱۔ بائی سے بگڑے ہوئے دودھ میں تین دن تک دشمول کا کاڑھا پلانا چاہیئے۔ یا چیتا، بچھ، پاڑھ، کٹکی، کوٹ، اجوائن، بھارنگی، دیودار، چیڑ کی لکڑی، کاکڑا سینگی، پیپل، کالی مرچ۔ ان کا کاڑھا بنا کر ماں کو تین دن تک پلانا چاہیئے۔

۲۔ پیپل، پیپلامول، چوے، چیتا، سونٹھ، کلت، ان چیزوں کو پانی کیساتھ پیسکر چھاتیوں پر لیپ کریں۔ لیپ کے سوکھ جانے پر اسکو دور کر کے چھاتیوں کے دودھ کو نکال دیں۔ اس سے دودھ صاف و پاک ہو جاتا ہے

۳۔ جس عورت کے دودھ میں جھاگ زیادہ ہوتے ہوں، اس کو پاڑھ، سونٹھ، کاکڑا سینگی۔ اور مروڑ پھلی کا چورن گرم پانی کے ساتھ پھنکانا چاہیئے، یا کالا سرمہ، دیودارو، بیل کی جڑ، تگر پھول پرنگو۔ ان کو پانی میں پیس کر چھاتیوں پر لیپ کرنا چاہیئے۔

پت سے بگڑے ہوئے دودھ کا علاج پت سے بگڑے ہوئے دودھ کے علاج کے لئے مندرجہ ذیل نسخے فائدہ مند ہیں۔

(۱) ماں اور بچہ کو گلو، ستاور، پرول کے پتے، نیم کے پتے لال چندن۔ اننت مول۔ ان ادویہ کا کاڑھا بنا کر پلانا چاہیئے، یا ترپھلا، ناگرموتھا، چرائتہ، کٹکی ان کا کاڑھا پلانا چاہیئے۔

(۲) ان ادویہ سے پکائے ہوئے گھی کا استعمال کرانا چاہیئے۔ اور ماں کی چھاتیوں پر ٹھنڈے لیپ، سینک و مالش بھی کرنی چاہیئے۔

(۳) اگر دودھ میں بہت بدبو آتی ہو تو والدہ کو مینڈھا سنگی، کاکڑا سینگی، ترپھلا، ہلدی، بچھ۔ ان دواؤں کو دودھ یا پانی کے ساتھ پیس کر پلائیں ساتھ ہی اننت مول، خس، مجیٹھ، لسوڑہ لال چندن کا چھاتیوں پر لیپ کریں۔

کف سے بگڑے ہوئے دودھ کا علاج کف سے دودھ اگر خراب ہو جائے تو عورت کو تیز قے لانے والی ادویہ، مثلاً بچھ، مین پھل، سیندھا نمک وغیرہ کو گرم پانی کے ساتھ کھلا کر قے کرائیں۔ قے کے بعد پرہیز رکھتے ہوئے اس عورت کو "مستادی گن" کا کاڑھا، یا تگر، کالا زیرہ، دیودارو، اندرجو وغیرہ کا کاڑھا بنا کر پلانا چاہیئے۔

(۱) اسی طرح بچہ کو بھی ملٹھی، اور سیندھا نمک ملا کر تین دن گھی کے ساتھ استعمال کرائیں۔ بعد میں ریٹھے کی چھال یا پھولوں کو پیس کر اس میں شہد ملائیں اور ماں کی چھاتیوں پر اور بچے کے ہونٹوں پر لگائیں۔ پھر بچہ کو دودھ پینے دیں جس سے اسکو قے ہوگی، اور دودھ کی خرابی دور ہو جاوے گی

(۲) دودھ میں اگر چکنائی بڑھ جائے، تو عورت کو دیودارو، ناگرموتھا، پاڑھ اور سیندھا نمک کا چورن بنا کر گرم پانی سے استعمال کرائیں۔

(۳) دودھ میں اگر بھاری پن بڑھ جائے تو عورت کو بنفشہ، گلو، نیم، پٹول پتر، ترپھلا وغیرہ کا کاڑھا بنا کر دینا چاہیئے۔ ساتھ ہی کھرینٹی، بھارنگی، مروڑ پھلی کو پیس کر چھاتیوں کے اوپر لیپ کرنا چاہیئے۔ اب ہم سب طرح کے دودھ کی خرابی سے ہونے والے امراض کے لئے دو مجرب نسخے لکھتے ہیں۔

نسخہ ۱ :۔ اتیس، کوٹ، کٹکی۔ ناگرموتھا اور پاڑھ ان چیزوں کا کاڑھا بنا کر شہد کے ساتھ دونوں وقت ایک مہینہ تک استعمال کرائیں تو دودھ صاف ہو جاتا ہے۔ اور خراب دودھ سے بچے کے پیدا ہونے والے مرض بھی دور ہو جاتے ہیں۔

نسخہ ۲ :۔ آملہ کالی مرچ، جامن کی چھال دیودارو، پاڑھ، پیپل، بہیڑہ، بیر کی چھال، مروڑ پھلی، سونٹھ، سرسوں، اور ہر ایک ایک تولہ لیکر کوٹ کر خوب باریک چورن بنائیں، اور ایک ماشہ سے تین ماشہ تک دونوں وقت شہد کیساتھ ماں یا دودھ پلانے والی کو ایک ماہ تک استعمال کرانے سے خراب دودھ صاف ہو جاتا ہے۔

---

[1] یہ وید کی ایک خاص اصطلاح ہے جس میں کہ مریض کی قے، جلاب، پسینہ، انیما کا علاج گھی وغیرہ کی چکنائی پہنچا کر کیا جاتا ہے۔

مجرّبات ویدک!

(۱)

اجزا ناگرموتھا۔ اتیس۔ کاکڑا سنگی۔ فلفل سیاہ ہر ایک حسب ضرورت ۲ ماشہ سے ایک تولہ تک،

ترکیب بقدر مناسب پانی ڈال کر بطریق معروف جوشاندہ تیار کریں یا باریک سفوف بنا کر شہد میں ملائیں۔

استعمال جوشاندہ دو تین مرتبہ کر کے پلائیں اور شہد میں ملانے کی صورت میں قدرے قدرے دن میں دو تین مرتبہ چٹائیں۔

منافع بچوں کی کھانسی، بخار، اور دستوں میں نافع ہے۔

(۲)

اجزاء گل خیرا، رسوت، ناگرموتھا، ہموزن،

ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔

استعمال دو سے چار رتی تک شہد میں ملا کر چٹائیں

منافع بچوں کی شدت پیاس میں نافع ہے

(۳)

اجزاء لودھ، اندرجو، آملہ، کشنیز خشک، مشک بالا، ناگرموتھا ہر ایک ہموزن، شہد خالص چار گنا،

ترکیب سب کو باریک پیس کر شہد میں مخلوط کرلیں۔

استعمال نصف سے ایک ماشہ تک بچے کو چٹا دیا کریں۔

منافع بخار، کھانسی، بدہضمی اور اسہال میں نافع ہے۔

(۴)

اجزاء سونٹھ، اتیس، ناگرموتھا، مشک بالا، اندرجو ہر ایک ہموزن،

ترکیب بطریق معروف جوشاندہ تیار کر کے شیریں کریں۔

استعمال بقدر حاجت بچے کو پلائیں۔

منافع بچوں کے ہر قسم کے دستوں میں نافع ہے۔

(۵)

اجزاء سونٹھ، مرچ سیاہ، فلفل دراز، جائفل، لونگ، کیسر، افیون، ہینگ بریاں، اجمود، چرس، ہر ایک ہموزن،

ترکیب سب کو ادرک کے رس میں کھرل کر کے دانہ خشخاش و مونگ کے برابر گولیاں بنالیں۔

استعمال ایک یا دو گولیاں عرق سونف یا ماں کے دودھ میں حل کر کے دیں

منافع ہضم کو درست کرتی اور دستوں کو فوراً بند کر دیتی ہیں۔ آنوں کی زیادتی کو بھی روکتی ہیں۔

(۶)

اجزاء کوڑی زرد سوختہ بقدر حاجت

ترکیب باریک پیس کر روغن کنجد میں ملالیں۔

استعمال بچے کی ناف پر لگائیں۔

منافع ناف کی سوجن میں نافع ہے۔

(۷)

اجزاء پارہ مصفٰے، گندھک مصفٰے، میٹھا تیلیہ مدبر، منسل مدبر، ہر ایک ایک تولہ ترکٹہ (پیپل، سونٹھ، فلفل سیاہ، ہموزن)

ترکیب پارہ گندھک کی کجلی کریں، اور باقی دوائیں نہایت باریک پیس کر اس میں شامل کر کے بخوبی کھرل کریں۔

استعمال ایک سے دو چاول تک شہد میں ملا کر بچے کو چٹائیں۔

منافع ہچکی کو فی الفور بند کرتی اور بلغمی کھانسی میں نافع ہے

فائدہ، بڑوں میں یہی نسخہ دو ماشہ کی مقدار میں آب ادرک چار ماشہ، اور شہد تین ماشہ میں حل کر کے استعمال کرنا ضیق النفس بلغمی میں نہایت نافع ہے، اسکو ویدک میں سواش کٹھار رس کہتے ہیں۔

(۸)

اجزاء بیلگری، گل دھاوا، مشک بالا، گج پیپل، لودھ پٹھانی ہر ایک ہموزن، ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک

ترکیب سب کو چوکوب کر کے بطریق معروف جوشاندہ تیار کریں۔ اور چھان کر قدرے شہد یا مصری حل کریں۔

استعمال بقدر حاجت بچے کو پلائیں۔

منافع بچوں کے ہر قسم کے دستوں میں نافع ہے۔

(۹)

اجزاء دھنیا۔ اتیس، کاکڑا سنگی، گج پیپل، ہر ایک ہموزن، شہد بقدر حاجت

ترکیب دونوں کا سفوف بنا کر شہد میں بخوبی مخلوط کرلیں۔

استعمال تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔

منافع بچوں کی سخت سے سخت کھانسی بھی اس کے استعمال سے دور ہوجاتی ہے۔

پکجانے پر اس میں سے چھوارہ نکال لیں۔ پھر اس چھوارہ کو سونف نیم کے کھرل کرکے جوار کے برابر گولی بنالیں۔ ایک یا دو گولی ماں کے دودھ میں دینے سے سب قسم کے دستوں میں فائدہ ہوتا ہے۔ (۳) آدھی چھٹانک بجھا ہوا چونا ایک تولہ شہد کیساتھ آدہ پاؤ پانی میں گھول کر رکھدیں، جب سب چونہ نیچے بیٹھ جائے تب اوپر کے صاف پانی کو نتھار کر ایک شیشی میں رکھیں اس پانی کی پانچ سے لیکر ایک بوند تک دودھ کیساتھ ملا کر پلانے سے بچوں کے بدبودار دست اور الٹی بند ہو جاتی ہے۔ (۴) ناگر موتھا، اتیس، سونٹھ۔ سنتر بالا، اندر جو، سب کو ملاکر دو تولہ لیں اور آدھ سیر پانی میں پکائیں جب آدہ پانی باقی رہے تو برتن کو اتار کر چھان لیں۔ اس کاڑھے میں سے ایک چمچہ بچہ کو پلاکر باقی دودھ پلانیوالی کو پلادیں اسی طرح ہر روز صبح اس کاڑھے کے پلانے سے بچہ کے قے و دست دونوں بند ہو جاتے ہیں۔

زمانہ حمل کے امراض!

ماں کے حاملہ ہونے تک جب بچہ اسکا دودھ برابر پیتا رہتا ہے تب اس بھاری دودھ کے پینے سے بچہ کو "پاری گربھگ روگ" ہو جاتا ہے اسکی وجہ سے ہمیں ضعف معدہ، قے، سستی، ڈھیلا پن، کھانسی، کمزوری، بھوک نہ لگنا، چکر، اور سوتے ہوئے کبھی کبھی چونک پڑنا وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس روگ میں بچہ کا پیٹ بہت بڑھ جاتا ہے اور ہمیں کبھی کبھی ہری نسیں سی بھی دکھائی دیتی ہیں۔ پاخانہ کبھی زیادہ کبھی قبض کیساتھ ہوتا ہے۔ اس روگ کا نام پاری گربھک اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دوسرے حمل کے قائم ہونے پر دودھ پینے والے بچہ کو ہوتا ہے۔ ہندی میں اس کو "دودھ کٹا روگ" کہتے ہیں اس مرض میں فوراً ماں کا دودھ پلانا بند کرکے بچہ کو ہاضمہ بڑھانے والی دوائیں استعمال کرانی چاہئیں۔

اس مرض کے علاج نیچے لکھے جاتے ہیں۔

(۱)　اجوائن۔ املتاس کا گودا، پرانا گڑ، گلاب کے پھول۔ چوکیہ سہاگہ، چھوٹی ہڑ، بیسر بندہ، بچھ، منقے، باؤ بڑنگ، سفید زیرہ، سنار کی پتی، سونف کی جڑ، ہڑ کا چھلکا۔ ان دواؤں کو دو دو تولہ لیکر نیکو فتہ کرلیں۔ اور اس میں سے چھ مہینہ کے بچہ کو ڈیڑھ ماشہ، ایکسال کے بچہ کو تین ماشہ، تین سال تک کی عمر والے کو چھ ماشہ کے انداز سے دینا چاہیئے۔ اس میں سے ایک خوراک کو ابلتے ہوئے پانی میں پکائیں جب نصف رہ جائے تو اتار کر چھان لیں اور اس میں دو رتی سوبچر نمک پیس کر ملائیں اسکو دونوں وقت باقاعدہ پلانے سے "پاری گربھگ روگ" دور ہو جاتا ہے۔ اسکے سوائے اسکے استعمال سے بدہضمی، درد شکم، اپھارہ، تلی وغیرہ کی بیماریاں اور بخار کھانسی دور ہوتی ہیں۔ اس نسخہ سے بچہ تندرست اور طاقت ور رہتا ہے۔ اس کا استعمال ہمیشہ والدین کو اپنے بچوں کیلئے کرانا چاہیئے۔

(۲)　سہاگہ بریاں، اور کوڑی کا کشتہ ہموزن لے کر شہد کے ساتھ چٹانے سے "پاری گربھک روگ" رفع ہو جاتا ہے۔ اسکے سوائے اس روگ میں بدہضمی کا علاج کرنا چاہیئے۔ اگر ماں کا دودھ خراب ہونے سے اس مرض کی ابتدا ہو تو ماں کو پرہیز کرائیں۔ دودھ کو صاف کرنے والی ادویہ کا استعمال کرائیں۔ اس طریقہ سے بچہ کو بہت فائدہ پہنچتا ہے

"اکونک روگ"!

یہ مرض زیادہ تر مریض ماں کا دودھ پینے والے بچوں کو ہوتا ہے جب بچہ خراب دودھ پیتا ہے تب اسکی پلکوں میں خراب مادہ کی وجہ سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس مرض میں پلکوں میں کھجلی ہوتی ہے اور تھوڑا تھوڑا چکنا پانی بہتا رہتا ہے بچہ آنکھیں بند کئے ہوئے اپنے ہاتھ سے آنکھیں، ناک، ماتھے کو بار بار ملتا وہ سورج یا تیز روشنی کیطرف نہیں دیکھ سکتا، اور نہ اسکی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اس روگ کا علاج نیچے لکھے ہوئے طریقہ سے کرنا چاہیئے۔ (۱) سونٹھ، سیاہ مرچ، پیپل، مینسل، ہڑتال، بکر بجوہ کے بیج اور بھنگرہ کا رس سب دواؤں کو برابر لیکر بھنگرے کے رس میں گھوٹ کر سرمہ بنالیں، اسکے استعمال سے پلکوں کی کھجلی، سرخی، درد، پانی کا بہنا، آنکھ کا نہ کھلنا وغیرہ سب تکلیفیں دور ہو جاتی ہیں۔ اگر اسمیں تھوڑی سی رسوت اور ملادی جائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے (۲) گیرو، دار ہلد، رسوت، مجیٹھ، لودھ، پھٹکری۔ سونٹھ، نیم کے پتے، باؤ بڑنگ، سیندھا نمک، ہلدی ہر ایک تین تین ماشہ کوٹ کر ایک کپڑے میں پوٹلی بنا کر بار بار گرم پانی میں ڈبو کر پلکوں پر پھیرنے سے پلکوں کا روگ ضرور جاتا رہتا ہے (۳) لودھ، چھوٹی کٹیلی، بڑی کٹیلی۔ پرنواد (سبکھپرہ) سونٹھ، نر کچلا، ان دواؤں کو برابر برابر لیکر پانی میں پیس کر گرم کرکے کن کنا لیپ کرنے سے بہت جلدی آرام ہوتا ہے۔ ماں کے دودھ کی خرابی سے ہونیوالے بچوں کے اور بھی بہت سے امراض ہیں جو آگے

استعمال پیٹ پر طلا کرکے اوپر پان کا پتہ رکھ کر باندھ دیں۔
منافع نفخ شکم کو دور کردیتا ہے۔

(۲۱)

اجزار جوا کھار۔ جوہر نوسادر ہر ایک ہموزن
ترکیب دونوں کو باریک پیس کر بخوبی ملالیں۔
استعمال حسب عمر مریض دو سے چار رتی تک استعمال کرائیں۔
منافع اگر کسی وجہ سے بچے کا پیشاب بند ہوگیا ہو تو اس کے استعمال سے فوراً کھل کر آجاتا ہے۔

(۲۲)

اجزار طباشیر نقرہ، کتھ، الائچی خورد، گیرو، مائیں، ہر ایک مساوی الوزن
ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔
استعمال بقدر حاجت دن میں ایک دو مرتبہ بچے کے منہ میں چھڑک دیا کریں
منافع بچوں کے منہ سے بکثرت رال بہنے میں نافع ہے۔

(۲۳)

اجزا بابچی، تخم پنواڑ، ہلدی، دار ہلدی، منسل، نیلا تھوتھا، ہلیلہ، بلیلہ، آملہ، ہر ایک مساوی الوزن۔
ترکیب سب دواؤں کو دہی کی چھاچھ میں پیس کر نغدہ بنالیں۔ اور اس کو آٹھ گنا سرسوں کے تیل اور ۲۳ گنا بول گائے میں ملاکر ایک تانبے کے برتن میں ڈالیں اور نرم نرم آگ پر پکائیں جب صرف تیل باقی رہ جائے۔
استعمال مقام ماؤف پر ملیں۔
منافع ہر قسم کی کھجلی اور اکثر امراض جلد میں نافع ہے۔

(۲۴)

اجزار پشک موش (چوہے کی مینگنی) بقدر حاجت
ترکیب پانی میں پیس کر ضماد سا تیار کرلیں۔
استعمال بوقت ضرورت ناف کے اردگرد یا مثانہ پر لیپ کریں۔
منافع پاخانے اور پیشاب کی بندش کو کھولتا ہے

(۲۵)

اجزار کتھ سفید، گیرو، پھٹکری سفید بریاں، ہر ایک ۱ تولہ، مشک کافور ۱ ماشہ، نیلا تھوتھا بریاں چار رتی۔
ترکیب سب کو باریک پیس کر رکھ لیں۔
استعمال بوقت ضرورت قدرے پانی میں گھول کر روئی کے پھاہے سے منہ کو صاف کریں اور بعد ازاں سادہ پانی سے دھویا کریں دو تین مرتبہ اس طرح۔
منافع بچوں کے قلاع دہن (منہ آنے یا منہ پکنے) میں نہایت نافع ہے۔

(۲۶)

اجزار سنکھ، ملٹھی، رسوت، ہر ایک ہموزن۔
ترکیب پانی میں پیس کر ضماد سا تیار کرلیں،
استعمال قدرے لیکر مقعد پر لگائیں۔
منافع بچوں کے گد پاک روگ (مقعد پکنے) میں نافع ہے۔

(۲۷)

اجزار پوست ہلیلہ، درونج، قسط شیریں، ہر ایک ہموزن
ترکیب سب کو پانی کے ہمراہ پیس کر نغدہ سا بنالیں اور قدرے شہد ملاکر رکھ لیں
استعمال دو ماشہ سے تین ماشہ تک بچے کو چٹائیں۔
منافع تالو کنٹک روگ (استرخائے لہاۃ، حلق کے کوے کے لٹک آنے) میں نافع ہے۔

(۲۸)

اجزار زیرہ سفید، طباشیر نقرہ، مغز کنول گٹہ، دانہ الائچی خورد، کتھ سفید، گیرو ہر ایک ہموزن۔
ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بناکر رکھ لیں۔
استعمال ایک چٹکی لے کر حلق میں ڈالیں۔
منافع بچوں کے تالو کنٹک روگ (استرخائے لہاۃ) میں نافع ہے

(۲۹)

اجزار پوست ہلیلہ، پوست بلیلہ، آملہ، لودھ پٹھانی، بسکھپرا، ادرک، کنڈیاری خورد ہر ایک مساوی الوزن۔
ترکیب سب کو پانی کے ہمراہ باریک پیس لیں۔
استعمال پلکوں پر لگائیں۔
منافع بچوں کے گلنک روگ (آنکھوں کی خارش و سرخی وغیرہ جو دودھ کی خرابی سے پیدا ہوتی ہے) میں نافع ہے۔

(۳۰)

اجزار رسوت، بقدر حاجت،
ترکیب نیم کے پانی میں پیس کر دانہ ارد کے برابر گولیاں بنالیں۔
استعمال ہر روز ایک ایک گولی بچے کو کھلادیا کریں۔
منافع بچوں کے گد پاک روگ (مقعد کے پکنے) میں نافع ہے

(۳۱)

اجزار ہلدی، لودھ پٹھانی، گلنجرہ، ملٹھی ہر ایک مساوی الوزن۔
ترکیب سب کو پانی کے ہمراہ پیس کر نغدہ سا بنائیں اور چار گنا روغن کنجد میں پکائیں جب نغدہ جل جائے تو تیل کو نتھار کر چھان لیں۔

(۱۰)

اجزاء چھوہارے ۲ عدد، سینگ، افیون، زعفران، جائفل، ہر ایک مساوی الوزن۔

ترکیب چھوہاروں کو ایک طرف سے شگاف دیکر گٹھلی نکال دیں۔ اور باقی دوائیں پیس کران کے اندر بھر دیں۔ اوپر دھاگا لپیٹ کر قدرے گوندھے ہوئے آٹے میں لپیٹ دیں۔ پھر بھوبل کی آگ میں رکھ کر پکائیں۔ جب آٹا سرخ ہو جائے تو آگ میں سے نکال کر خوب کھرل کر کے دانہ جوار او رباجرے کے برابر گولیاں بنالیں۔

استعمال حسب ضرورت ایک یا دو گولیاں بچے کو عرق سونف یا دودھ وغیرہ میں حل کر کے کھلائیں۔

منافع بچوں کے اسہال پیچش اور قے وغیرہ میں نافع ہے۔

(۱۱)

اجزاء ہینگ، کاکڑاسنگی، اگیرو، ملہٹی، سونٹھ، ناگرموتھا ہر ایک ہموزن

ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔

استعمال ۲ سے چار رتی تک شہد میں ملا کر بچے کو چٹائیں۔

منافع بچوں کی ہچکی میں نافع ہے۔

(۱۲)

اجزاء طباشیر نقرہ، دانہ الائچی خورد، مغز کنول گٹہ، زیرہ سفید بھنا مصری کوزہ، ہر ایک ہموزن

ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بنالیں۔

استعمال ۲، ۴، رتی دن میں ایک مرتبہ بچے کو چٹا دیا کریں۔

منافع بچوں کے ہضم کو درست رکھتا دستوں کو بند کرتا اور شدت پیاس کو روکتا ہے موسم گرما میں نہایت نافع ہے۔

(۱۳)

اجزاء کاکڑاسنگی، ناگرموتھا، اتیس ہر ایک ہموزن۔

ترکیب سب کو باریک سفوف کر کے شہد میں ملالیں۔

استعمال قدرے قدرے دو تین مرتبہ دن میں بچے کو چٹائیں۔

منافع بچوں کی کھانسی زکام اور نزلے میں نافع ہے۔

(۱۴)

اجزاء ملٹھی، شکر تیغال، مصری کوزہ ہر ایک ایک تولہ، افیون خالص ۶ ماشہ

ترکیب سب دواؤں کو گھیکوار کے رس میں کھرل کر کے دانہ جوار کے برابر گولیاں تیار کرلیں۔

استعمال دن میں دو تین گولیاں استعمال کرائیں۔

منافع بچوں کی ہر قسم کی کھانسی میں نافع ہے۔

(۱۵)

اجزاء سونٹھ، مرچ سیاہ، فلفل دراز، کاکڑاسنگی، پوکھرمول، ہلیلہ، آملہ، سیاہ نمک، سانبھر نمک، جوکھار، تمام ہموزن۔

ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بنائیں۔

استعمال نصف سے ایک ماشہ تک گرم پانی کے ہمراہ دن میں دو تین مرتبہ استعمال کر

منافع بچوں کی کالی کھانسی میں نافع ہے۔

(۱۶)

اجزاء دارچینی، الائچی خورد، تیج پتر، ناگ کیسر ہر ایک ہموزن۔

ترکیب سب کو باریک پیس کر رکھ لیں۔

استعمال دو سے چار رتی تک شہد میں ملا کر چٹائیں۔

منافع بچوں کی کثرت قے کو روکتا ہے۔

(۱۷)

اجزاء کنڈیاری کے پھلوں کا رس بقدر حاجت، فلفل دراز، پیپلا چترہ سونٹھ، ہر ایک ہموزن۔

ترکیب دواؤں کو باریک پیس کر اس میں ملالیں۔

استعمال تھوڑا تھوڑا دن میں دو تین مرتبہ بچے کو چٹائیں۔

منافع بچوں کے دودھ گرانے کو روکتا ہے۔

(۱۸)

اجزاء عشبہ، صندل سرخ، گل کنول (نیلوفر) ناگرموتھا، خس، سفید مجیٹھ، ملٹھی، سرسوں، ہر ایک ہموزن

ترکیب سب دواؤں کو پانی میں پیس کر ضماد سا تیار کرلیں۔

استعمال مقام ماؤف پر لیپ کریں۔

منافع بچوں کے مہاپدمک روگ (تھوراس سر کی پھنسیوں) میں نافع

(۱۹)

اجزاء سونٹھ، فلفل سیاہ، فلفل دراز، تربد سفید ہر ایک ہموزن مصری تمام دواؤں کے وزن کے برابر،

ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف تیار کرلیں

استعمال ایک ماشہ شہد میں ملا کر قدرے قدرے بچے کو چٹائیں۔

منافع بچوں کے نفخ شکم سوء ہضم اور کھانسی میں نافع ہے

(۲۰)

اجزاء اجوائن دیسی، ہینگ، سونٹھ، سیندھا نمک ہر ایک ہموزن

ترکیب سب کو باریک پیس کر تلوں کے تیل میں کھرل کرلیں۔

ترتیب اطفال

استعمال ذرا سا لے کر ناف پر لگائیں۔
منافع ناف کی سوجن کو رفع کر دیتا ہے۔

(۳۲)

اجزار بسنکھ، سرمہ سفید، ملٹھی ہر ایک ہموزن
ترکیب سب کو پانی میں پیس کر رکھ لیں
استعمال مقعد پر لیپ کریں۔
منافع شور و خارش مقعد (اہی پوتن روگ) کیلئے نافع ہے۔

(۳۳)

اجزار مروارید، ناسفتہ، ورق طلا، ہر ایک ۱ ماشہ،
ترکیب دونوں کو عرق بید مشک میں برابر سات روز تک کھرل کر کے خشک کر لیں۔ اور شیشی میں محفوظ رکھیں
استعمال اسے دو چاول تک روزانہ مرضعہ یا گائے کے دودہ کے ہمراہ استعمال کرائیں
منافع بچوں کے سوکھا مسان میں نہایت نافع ہے۔

(۳۴)

اجزار ناگرموتھا، تخم بیٹھہ، برادہ دیار، اندرجو، ہر ایک ہموزن،
ترکیب پانی کے ہمراہ بطور سردائی کے پیس لیں۔
استعمال بچے کو پلائیں۔
منافع بچوں کے جسم کی سوجن میں نافع ہے

(۳۵)

اجزار سہاگہ بریاں ۲ رتی، شہد خالص بقدر حاجت،
ترکیب سہاگہ کو شہد میں حل کر لیں
استعمال بچوں کے مسوڑھوں پر ملیں
منافع بچوں کے دانت آسانی سے نکل آتے ہیں۔

(۳۶)

اجزار کیلے کے پھولوں کے اندر کے باریک باریک ریشوں کا رس بقدر حاجت، شہد خالص بقدر حاجت
ترکیب رس میں شہد حل کر کے رکھ لیں۔
استعمال روزانہ بقدر چھ تولہ، تھوڑا تھوڑا کر کے پلائیں۔ اور مسوڑ پر بھی ملیں۔
منافع بچوں کے دانت نہایت آسانی سے نکل آتے ہیں۔

(۳۷)

اجزار گل دھاوا فلفل دراز ہموزن، آنولوں کا رس۔ بقدر حاجت
ترکیب دواؤں کو رس میں پیس لیں۔
استعمال مسوڑھوں پر ملیں۔
منافع دانتوں کو آسانی سے نکالتا ہے۔

(۳۸)

اجزار کاکڑا سنگی، پوست ساگوان ہموزن۔ شیر گاؤ چار گنا۔
ترکیب دواؤں کو دودہ میں پکا کر گاڑھا کر لیں۔
استعمال بچوں کے پاؤں کے تلوؤں پر لگا دیا کریں۔
منافع بچوں کے نیند میں دانت پیسنے کے مرض کو دور کرتا ہے۔

(۳۹)

اجزار جائفل، لونگ، الائچی خورد، تال پتر، تیج پات، دارچینی، ناگ کافور مصفیٰ، صندل سفید، تل سیاہ، طباشیر، ہنگر (اسارون) آملہ مقشر، تا پتر (تالیسفر) پیپل (فلفل دراز) پوست ہلیلہ کلاں چترا (شیطرج ہندی) کلونجی، باؤبڑنگ، زنجبیل فلفل سیاہ ہر ایک ایک ماشہ، بھنگ مصفیٰ مصری ۴۲ ماشہ،
ترکیب سب کو باریک پیس کر سفوف بنا کر رکھ لیں۔
استعمال حسب عمر مریض نصف سے ۲ ماشہ تک استعمال کریں جوان ایکتولہ تک دے سکتے ہیں
منافع سنگرہنی (اسہال کبدی) کھانسی، زکام اور تمام بلغمی بادی امراض میں نافع ہے



ان بموں سے کہیں پناہ نہیں ملتی۔ کچھ حفاظت ہے تو دارالشفا میں ہے۔

یہ بات دیکھا دیتی کہ بچے کی غذا کی بہم رسانی ہر ملک کی عورت کا اولین فرض ہے، اس وقت تک ہرگز چین سے نہ بیٹھتی اور انکا سر کھا جاتی۔

(۲) میں ڈاکٹروں کی ایک جماعت سے بالخصوص ان سے کہ جو بچوں کے امراض کے ماہر خصوصی ہوں مشورہ کرتی اور ان سے بچوں کی غذا کے متعلق ایسے کھانوں کی ایک فہرست تیار کراتی کہ جو سب سے کم خرچ ہوں اور آبادی کے بیشتر حصے کو میسر آ سکیں۔ دودھ کا مسئلہ ذرا پیچیدہ ہے اور حکومت کی امداد کے بغیر تنہا افراد کی کوشش سے حل نہیں ہو سکتا، لیکن ماں کے دودھ کے بعد دودھ پیتے بچوں کی پرورش پھلوں کے عرق سے کرنے کا طریقہ بیش از بیش رواج پاتا جا رہا ہے خوش قسمتی سے ہندوستان میں یہ کسی کی دسترس سے باہر نہیں ہیں۔

(۳) میں غذاؤں کی اس فہرست کو، اور انکے کھلانیکے طریقوں کو دیسی زبانوں میں نہایت عام فہم اور دلنشیں انداز میں چھپوا لیتی۔ اور اسی میں فیڈنگ دینے کے متعلق تنبیہ بھی شامل کر دیتی اور پھر ان فہرستوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں تقسیم کراتی۔

(۴) میں چند ایسے مصوروں کو پکڑتی کہ جن کے دلمیں قوم کا کچھ درد ہو، ان سے بچوں کی غذاؤں کی اور یہ غذائیں کھلانیکے طریقوں کی ایسی رنگین تصویریں کہ جو جاذب نظر ہوں پوسٹروں کے لئے بنواتی، اور پھر ان پوسٹروں کو غریبوں کے محلوں میں اور دیہات میں جابجا دیواروں پر لگوا دیتی۔

(۵) میں عورتوں کے ہر ایک کلب میں ایک علیحدہ کمرہ اس غرض سے کھلوا دیتی کہ وہاں ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک دایہ موجود رہے، غریب مائیں اور غربا کے بچے آزادانہ ان کے پاس آئیں اور ہفتہ وار ایک مقررہ وقت کے اندر اپنے امراض اور دیگر ضروری باتوں کے متعلق ڈاکٹر کا مشورہ مفت حاصل کریں۔ میں ایک درسگاہ بھی غریب ماؤں کے لئے کھولدیتی جہاں انہیں بچوں کی صحت اور بچوں کی غذاؤں کے متعلق ضروری تعلیم ملا کرتی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرا خیال ہے کہ میری ہندو بہنیں اب بھی ہندوستان کے بعض شہروں میں ایسا کر رہی ہیں۔

(۶) ایک موٹر جس میں مختصر سا دواخانہ، ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک خوش بیان تقریر کرنے والی ہو اور جو وقتاً فوقتاً غریبوں کے محلوں میں اور دیہات میں گشت لگایا کرے، ایک نہایت معقول اور مفید انتظام ہو لیکن کسی قدر خرچ چاہتا ہے۔ سینما سے اور بھی زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے لیکن اس میں اور بھی زیادہ خرچ ہے اور اس سے اسی وقت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ جب تمام قوم بچوں کی غذا کا انتظام کرنے کے لئے ہمہ تن متوجہ ہو جائے۔

تعلیم اور تربیت

بچوں کی تربیت و تعلیم گھر سے شروع ہوا کرتی ہے۔ ابتدائی خانگی زندگی جن حالات میں گذری ان کے اثر سے مدت العمر کوئی شخص آزاد نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ گھر پر معقول اور صحیح تعلیم دینے کیلئے یہ ضروری ہے کہ مائیں بطریق مناسب تعلیم یافتہ ہوں، اسلئے ہمیں مجبوراً ابتدائی مدرسوں ہی تک اپنی توجہ محدود رکھنی پڑیگی۔ میں یہاں بہت ہی کھلے کھلے دو چار نقائص کا ذکر کرونگی جو عام طور پر مشرق میں پائے جاتے ہیں۔

جسمانی سزا کا غلط استعمال

مجھ سے ایک نوجوان ہندوستانی اُستاد نے ایک بہت ہی سبق آموز واقعہ بیان کیا، اُنہوں نے کہا کہ جب میں چھوٹے بچوں سے کچھ بات کرتا ہوں تو وہ عام طور پر اپنے بازوؤں سے اپنا منہ اس طرح چھپا کر کہ گویا کوئی انہیں مار رہا ہے اور وہ اس سے خود کو بچا رہے ہیں، مجھ سے بات کیا کرتے ہیں۔ یہ حرکت ایک ایسے جاندار مخلوق کی تحفظانہ حرکت ہے کہ جو ہر لمحے یہ سمجھتا ہو کہ اب مجھ پر حملہ ہوا اور اب مجھ پر مار پڑی۔ مشرق قدیم میں خوف کی یہ حالت اس سرے سے اُس سرے تک عام ہے۔ اس کیفیت کا رد عمل ہونا تھا۔ اور وہ ہوا بھی ایسی شدت کیساتھ کہ جدت پسند مشرق میں پانسہ بالکل ہی الٹ گیا۔ جدت پسند طبقہ اب بالکل ہی بچوں کا ناس کر دیتا ہے اور انہیں غیر معمولی اہمیت دیکر بچوں کے دلوں میں خود اپنی ذات کی عظمت کا غلط تصور کچھ اس قدر بلند قائم کر دیتا ہے کہ اندیشہ ہو کہ اب کہیں اُستادوں کو اور والدین کو ڈر کے مارے بچوں سے بات کرتے وقت اپنے بازوؤں سے اپنا چہرہ نہ چھپانا پڑا کرے۔

بچوں کے دماغ میں سزا و تعزیر کاموں کا ایک صحیح تخیل ہونا چاہیئے۔ بیشک یہ ضروری ہے کہ انہیں اپنے ماں باپ پر کامل بھروسہ اور اپنے اُستاد سے پوری پوری عقیدت اور محبت ہو، لیکن اسی کیساتھ ان کے دل پر یہ بھی منقش ہونا چاہیئے کہ بعض بُری حرکتوں کی سزا ملے بغیر نہیں رہ سکتی۔ بہت سے ایسے والدین جو لاڈ پیار میں اپنے بچوں کا ناس کر دیتے ہیں، اور جو انکی ناشائستہ حرکات کو ایک ذریعہ تفریح سمجھ کر بیٹھے دیکھتے اور خوش ہو ہو کر ہنستے رہتے ہیں انہی کو اکثر یہ دیکھا ہے کہ بیخطا اور بے قصور اپنے بچوں کو مارا بھی کرتے ہیں۔

(۲) بچوں کو بھوتوں کے قصے سنا کر ڈرانا اور بچوں کو ہر چیز سے خائف و ترساں رکھنے کا ایک عام رجحان

ہندوستان کے کچھ بچے

از محترمہ خالدہ ادیب خانم صاحبہ، پیرس

ہم نہایت شکر گذار ہیں کہ محترمہ خالدہ ادیب خانم نے ہماری استدعا پر ہندوستانی بچوں کی صحت و پرورش اور تعلیم و تربیت پر اپنے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے متعلق موصوفہ کی دلچسپی ایک وقتی چیز نہیں تھی۔ بلکہ ملک کے لئے ان کے دل میں اب بھی ہمدردی کے جذبات موجود ہیں۔

موصوفہ کے ان خیالات کی بنیاد ان مشاہدات پر ہے جو انہوں نے حال ہی میں اپنے سفر ہندوستان سے حاصل کئے ہیں۔ ارباب فکر محسوس کرینگے کہ خالدہ نے ہمارے اصل امراض کو سمجھنے میں کس قدر دقت نظر کا ثبوت دیا ہے اور صاف بیانی سے ہمارے دل و دماغ میں اپنے لئے مزید گنجائشیں پیدا کرلی ہیں۔ ہم ان کے مضمون میں سے بہت سی قابل غور اور لائق عمل باتیں حاصل کرسکتے ہیں۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے متعلق جو کچھ اس مضمون میں لکھا گیا ہے درحقیقت اس درسگاہ کی نوعیت اور اسکی کارکنان کا ایثار ایسی تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔

"ہمدرد صحت"

صحت، پرورش، تعلیم، اور تربیت — ہماری خوش نصیبی ہے کہ مشرق نے بچوں کی ان چار ضرورتوں کی طرف اب اس سے زیادہ سنجیدگی کیساتھ توجہ کرنی شروع کردی ہے کہ جتنی تھوڑے دنوں پہلے کی جاتی تھی۔ میں نے "تھوڑے دنوں پہلے" کا جملہ اس لئے استعمال کیا ہے کہ ماضی بعید میں بچوں کی نگہداشت کے متعلق مشرق کا ایک اپنا معیار تھا اور اسکے لئے طریقے مقرر تھے۔ یہ طریقے اچھے تھے یا برے، لیکن ان طریقوں پر پرورش پاکر وہ اپنی قوم کے لئے بہر صورت موزوں افراد بنجاتے تھے قدیم طریقوں کی طرف سے ایک عام بے اطمینانی پھیلی اور جس طرز کی نئی قوم مشرق بنانی چاہتا تھا اسکے متعلق کوئی صاف اور واضح تخیل پیش نظر نہ تھا اسلئے یہ خرابی واقع ہوئی کہ ان قدیم طریقوں کو نئے طریقوں کے اختیار کرنے سے پہلے ہی چھوڑ دیا گیا۔ گذشتہ صدی کے آخری پچیس سال ایسے گذرے ہیں کہ اس سرے سے اس سرے تک تمام ارض مشرق میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق کامل بے ضابطگی اور بے اصولی کا دور دورہ رہا ہے۔ اب بھی اگرچہ تصویر دھندلی دھندلی ہے لیکن اتنا ہو ضرور گیا ہے کہ ایک تعلیمی نصب العین کی تشکیل ہونے لگی ہے۔

ہندوستان کے متعلق جہانتک میرا مشاہدہ ہے میرا یہ خیال ہے کہ وہ اپنے ماضی کے ارتقاء سے اپنے مستقبل کی تعمیر کرنی چاہتا ہے اور اس کوشش میں ہے کہ پہلے کی تمام خوبیاں باقی رکھی جائیں اور تمام خرابیوں کو دور کردیا جائے۔ میں کوشش کرتی ہوں کہ مختصر سے مختصر الفاظ میں اپنے ان خیالات کا اظہار کردوں جو ہندوستان کے بچوں کی ان چار ضرورتوں کے متعلق میرے دل میں ہیں۔

صحت اور غذا

عام طور پر ہندوستانی بچوں کی صحت اچھی نہیں ہوتی، اگر ہم ان بچوں کی غذا کے مسئلے ہی کو لے لیں۔ تو ان بچوں کی صحت کی ایسی دردناک حالت کے مزید اسباب تلاش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دیہات میں یہ بدنصیب فاقوں پر پرورش پاتے ہیں۔ اور شہروں میں غذا کی کثرت انہیں ہمیشہ بیمار رکھتی ہے، اور مقدار کی زیادتی کے علاوہ یہ غذا ہوتی بھی کچھ ایسی ہی کہ جسے کھاکر جوانوں کا بھی پیٹ درست نہیں رہ سکتا۔ میں نے اپنی ہندوستانی بہنوں سے یہ بھی سنا ہے کہ ہندوستان کی عورتیں بچوں کو خاموش رکھنے کے لئے انہیں افیون بھی بلاتکلف دیتی رہتی ہیں

اگر میں ایک ہندوستانی عورت ہوتی تو کیا کرتی!

(۱) میں اپنے کلب یا اپنی صحبت کی امیر اور تعلیمیافتہ عورتوں میں اس مسئلے سے دلچسپی پیدا کراتی، میں جب تک اچھی طرح ان کے دلوں میں

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number."
July 1935.

ہمدرد صحت - دہلی
اشاعت خاص
"الاطفال"



محترمہ خالدہ ادیب خانم

جو حال ہی میں ہندوستان تشریف لائی تھیں اور جنہوں نے اس اشاعت میں
ہندوستانی بچوں کے متعلق اظہار خیال کیا ہے

HALEDA EDIB HANAM

Who has recently been to India and who has expressed her views about Indian Children.

جب ہمارا یہ عقیدہ اور یقین ہو جائے کہ ان دیکھی اور صاحب قوت روحیں ہمارے کاموں پر قبضہ اور اختیار رکھتی ہیں تو انکے اثر سے ہمارے قوتے مفلوج ہو جاتے ہیں۔ مشرقی بچے کی قوت ارادی ضعیف ہونیکا ایک خاص سبب یہی ہے۔ بڑا ہونے پر جب اسے مذہبی تعلیم دیجاتی ہے تو بڑی کوشش سے بچے کے دماغ میں یہ بات ٹھونسی جاتی ہے کہ خدا ایک مطاع اور منتقم ہستی ہے جو ہمیں اس بات کی مطلقاً اجازت نہیں دیتا کہ ہم آزادی سے اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام کریں۔ یہی دونوں چیزیں مل کر بدبخت اور محکوم مشرق کے تقدیر پرست نکمے اور مجبور محض انسان کی تخلیق کیا کرتی ہیں۔ اس جبر کا قدرتی ردعمل مشرق میں بہت ہی تباہی خیز ہوا ہے۔ یہ غلط تخیل کہ مذہب ہر قسم کے انقلاب اور ترقی کے راستہ میں حائل ہے، اسی کا نتیجہ ہے، لیکن جیسا کہ مجھے معلوم ہے اور جیسا کہ میرا ایمان ہے، اسلام کے مطابق ہم بچے کو واضح طور پر یہ سمجھا سکتے ہیں کہ ان کے احکام کے علاوہ جو کہ تقریباً تمام مذاہب میں ایک ہی سے ہیں وہ باقی اپنے ہر کام کا مختار اور ذمہ دار ہے، "جو اپنی حالت خود نہیں بدلتے خدا بھی ان کی حالت نہیں بدلا کرتا" مذہب کی یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو شروع ہی سے بچے کے دل پر نقش ہو جانی چاہیئے۔

یہ تو چند بہت ہی کھلی ہوئی خرابیاں ہیں جنکا ذکر ہوا اسی قسم کی بے شمار برائیاں اور بھی موجود ہیں جن کا ذکر میں عدم گنجائش کیوجہ سے یہاں نہیں کر سکتی تاہم میں اتنا ضرور کرونگی کہ ہندوستان کے ایک کینڈر گارٹن اور ابتدائی مدرسہ کا جس پر مجھے ایک مشرقی استانی ہونے کی حیثیت سے واقعی فخر ہے، ذکر کر دوں۔ اس نصب العین کو پیش نظر رکھکر کہ ہندوستان کو ایک بالکل ہی جدید طرز تعلیم کی تخلیق منظور نہیں ہے جب کہ قدیم طرز تعلیم کو ترقی دینی چاہتا ہے، یہ مدرسہ بہرطور مکمل ہے۔

اس مدرسہ کا ماحول اس قسم کا تھا کہ جیسا غریبوں کے بچوں کے گھروں کا ماحول ہوتا ہے۔ نہ کرسیاں تھیں نہ میزیں لیکن ہر چیز انتہا سے زیادہ صاف ستھری تھی، خوابگاہیں، غسلخانے اور پاخانے سب ہندوستانی ہی طرز کے تھے لیکن ہر چیز میں صحت کی ضروریات اور صفائی کا لحاظ موجود تھا۔ بچوں کا لباس بالکل وہی تھا جو وہ اپنے گھروں پر پہنتے، لیکن جب میں نے ان کے کان، دانت، گردنیں اور ناخون سخت تنقیدی نگاہ سے دیکھے تو مجھے معلوم ہوا کہ انتہائی صفائی ان بچوں کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔ ان بچوں کے لباس میں اس وقت تو میری نگاہوں نے یہ کمی محسوس کی تھی کہ انکی کوئی باقاعدہ وردی نہ تھی۔ لیکن اب تو میرا یہ خیال ہے کہ یہ اچھا ہے کہ دنیا بھر میں ایک ملک تو ایسا ہے کہ جہاں تعلیمی نصب العین عوام کو ایک وردی پوش قوم بنا دینے کے تخیل کی حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

عام طور پر بچوں کی صحت زیادہ اچھی نہ تھی، زردی مائل چہرے بھی تھے اور نازک اور لاغر اندام بھی۔

انکی دماغی تربیت اور ان کے حسن خلق نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔

جب میں پہلی ہی مرتبہ وہاں گئی تو ہم سب نے فرش پر بیٹھ کر باتیں کیں۔ ان کا حسن خلق اور انکی تہذیب میں تصنع کو ذرا سا بھی دخل نہ تھا اور اس سے یہی نہیں کہ اس مدرسے کی خوبی ظاہر ہوتی ہو، بلکہ ہندوستانی گھروں کا ادب اور سلیقہ بھی آشکار ہوتا ہے۔ مدرسے نے کم سے کم غیر معمولی جبر و استبداد کے تمام اثرات ان کے دل سے دور کر دیئے تھے۔ اپنے بڑوں سے انکا بات چیت کرنیکا انداز بالکل قدرتی اور کامل بے خوفی کا تھا۔ بچوں کی صدہا تیز اور ذہین آنکھیں میرے چہرے پر لگی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک اُٹھکر کھڑا ہوا اور تفصیل کے ساتھ اُس نے مجھے اپنے مدرسہ کی زندگی کے حالات سنائے، پھر ذرا شرارت سے آنکھ مٹکا کر اُس نے مجھ سے کہا کہ اب آپ ہمیں ترک بچوں کے حالات سنایئے۔ وہ گھر پر کیا کرتے رہتے ہیں۔ مدرسوں میں انکی کیسی گذرتی ہے۔ کیا کیا کھیل کھیلتے ہیں، کون کونسی کتابیں پڑھتے ہیں، اور کس قسم کا لباس پہنتے ہیں جب میں سنانے لگی تو یہ مجمع اطفال آہستہ آہستہ کھسک کر میرے بالکل قریب آگیا اور جو سب سے چھوٹے حضرت تھے اُنہوں نے اس حد تک بے تکلفی برتی کہ اپنے پرنسپل کے گھٹنے کا تکیہ لگا کر بیٹھ گئے، اساتذہ بھی اسی مجمع میں ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان میں سے ہر ایک ان بچوں کے متعلق ہر اُس چیز سے واقف ہے کہ جو معلوم ہو سکتی ہے۔ جب پھر میرے سوال کرنے کی باری آئی تو ان بچوں کے جوابات کا ان جوابوں سے مختلف ہونا کہ جنکی توقع دوسرے ممالک میں کیجاتی بہت ہی مسرت بخش تھا، جو کچھ بھی وہ بننا چاہتے تھے اس میں نمود و نمائش کا کہیں شائبہ تک نہ تھا۔ بچوں کا یہ پہلا مجمع تھا جو اپنی اثر انگیزی میں بیرونی امداد سے بے نیاز تھا اُنہوں نے مجھے بتایا کہ وہ تاجر، ڈاکٹر، معلم، اور خدا جانے اور کیا کیا کچھ بننا چاہتے تھے لیکن اتنے بہت پیشے بتانے کے باوجود ان میں سے کسی نے ہندوستان کی وہ دو دلکش دنیاں ظاہر نہ کیں، جو وہاں اس قدر عام ہیں یعنی حکومت وقت کی تنخواہ پر اوقات گذاری اور مقرر یا سیاست داں بننے کی آرزو۔ ایک چھوٹے سے

لڑکے نے جس کی آنکھیں قدرے نیم باز تھیں کریں نو ایک خاص تاریخی شخصیت کیطرح بننا چاہتا ہوں جس نے اپنے دوست کیخاطر جان دیدی تھی، اسکے چہرے سے وہ تمام علامات ہویدا تھیں جو آگے چلکر شہید بننے والے میں ہونی چاہئیں۔

ایکدفعہ میرے موقع پر ان بچوں نے قوالی کی مجلس کی نقل مجھے دکھائی۔ ننھا قوال بالکل ایک اچھے قوال کیطرح گا رہا تھا۔ آنکھیں بھی اسی طرح بند کیجاتی تھیں، اور اسیطرح یکایک آواز اونچی ہو جاتی تھی، نقل ہر اعتبار سے بالکل مطابق اصل تھی، سامعین بھی حالتِ وجد میں سر ہلانے اور ایک مذہبی استغراق اپنے اوپر طاری کر لینے میں کامل تھے۔

پھر ایکدن انہوں نے باغ کا ایک منظر اپنی نقل میں مجھے دکھایا، کچھ لڑکے چڑیاں بنے اور کچھ بندر، انکی حرکات اس بات پر شاہد تھیں کہ انہوں نے جانوروں کی زندگی کا بہت ہی صحیح اور غائر مطالعہ کیا ہے۔

ایکدن میں انکی تصویر کشی کی کاپیاں دیکھنے بیٹھ گئی اور میں بلا کسی مبالغے کے کہہ سکتی ہوں کہ مجھے مغربی ممالک میں بھی اتنے چھوٹے بچوں کی کوئی جماعت ایسی دیکھنے کو نہیں ملی ہے جو اپنے تخیل کا اس قدر آزادانہ اور قابلانہ اظہار کر سکتی ہو، لیکن اسکے باوجود ان میں تام کو بھی وہ بے لگامی اور گستاخی یا وہ ناقابلِ برداشت خود پسندی موجود نہیں تھی جو ایسے مدرسوں میں کہ جہاں بچوں کو آزادانہ اظہار خیال کی تعلیم دیجاتی ہو عام ہے، انہی بچوں میں سے ایک نے مجھے ایک دیو کی تصویر بنا کر دی ہے، جسے میں اکثر دیکھا کرتی ہوں۔ اس تعلیم گاہ کو وہ ذرائع دریافت ہو گئے ہیں، جن سے بچے کا تخیل ترقی کے عروج کو پہنچ جائے اور اس پر خوف طاری نہ ہو۔ یہ اچھا خاصہ بڑے تماشے کا دیو ہے چہرہ بھی ہولناک ہے، اور سینگ بھی ہیں، پھر بھی بچے اسے بلا خوف و خطر خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔

ہر مرتبہ جب میں ان میں سے ایک دو سے یا تمام کے تمام سے ملی تو میرے دل میں مشرق کے متعلق عموماً اور ہندوستان کے متعلق خصوصاً بڑی بڑی امیدیں قائم ہو گئیں۔ میں سمجھ گئی کہ جو چیز اصولاً اچھی اور قابل تحفظ ہے اسے علمی اور عقلی ذرائع سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سادہ اور مفلسانہ حالات زندگی میں بھی دل و دماغ کو ترقی دیجا سکتی ہے، اور انہیں ایک نئی تہذیب کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔

نئے ہندوستان کے کارناموں میں سے یہ مدرسہ ایک ہونہار ادارہ ہے۔ اگر یہ درسگاہ اساتذہ کی تعلیم کا ایک مرکز بھی قائم کر دے اور اشتہارات اور رسائل کے ذریعہ تعلیم و تربیت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتی رہے تو یہ ایک بہت ہی مفید کام ہوگا، یہ مدرسہ جسکا میں نے ذکر کیا ہے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی ہے۔

"Hamdard-i-Sehat," Delhi
"Child Number."
July 1935



شادی کرلی ہے۔ خانگی حالات کی وجہ سے بچہ کو دنیا اور دنیا والوں پر بھروسہ نہیں رہا۔ نہ اُن کے پیار کا ٹھیک نہ اُن کی خفگی کا۔ اسکے لئے تلوّن اور بے اعتنائی نے انسانیت کی ساکھ مٹادی ہے اور اس نے غیر شعوری طور پر اپنے کردار کی رہنمائی کے لئے بے اعتمادی کا ایک فلسفہ مرتب کرلیا ہے اور اس پر کاربند ہے۔ اب اگر جناب ماسٹر صاحب قبلہ کو بھی اسکے عیوب پر غصہ ہی آتے اور وہ بھی اپنی اخلاقی برتری کے احساس کو ذرا دیر کے لئے نہ دبا سکیں اور اس "چھوٹے" "مکّار" بچہ پر موقع بے موقع برس پڑا کریں یا شدت غضب کے عالم میں زد وکوب سے بھی دریغ نہ فرمائیں تو اس کا فلسفہ بے اعتمادی روز بروز مصدق ہوتا جائیگا۔ اور اس کے اس عقیدہ کو شاید زندگی بھی متزلزل نہ کرسکے۔ ایک شفیق اور ہمدرد استاد جو اس بچہ کے اصلی روگ سے واقف ہوگیا ہو ابھی اس بچے کے دل میں دنیا کا اعتبار پھر قائم کرسکتا ہے۔

ایک اور بچہ تھا جواب خدا کے فضل سے جوان ہے۔ اور جس نے اس سال تعلیم ختم کی ہے۔ یوں اچھا خاصا ذہین، خوش مذاق نیک، لیکن ذمہ داری کا کوئی کام سپرد کیجیے اس سے بچنے کی کوشش کرتا تھا۔ کسی بات کا صحیح جواب اچھی طرح جانتا ہو تو بھی جماعت میں بتاتے ہیں تحریری امتحان کے نام سے حواس باختہ، اکثر امتحان کے موقع پر بیمار۔ اتفاق سے ان کے والد صاحب بھی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں دہلی آگئے۔ نہایت خوش سلیقہ اور معقول آدمی۔ بڑے پکے مسلمان۔ لیکن نہ جانے کیوں انہیں یہ خیال ہوگیا تھا کہ بچہ کو ہمیشہ برا کہنا چاہیئے۔ میں نے بچے کے متعلق بھی ان کی گفتگو سُنی اور خود بچہ سے بھی اُن کی بات چیت سننے کا موقع ملا۔ "تم بڑے نالائق ہو۔" "یہ حال ہے تو ہرگز امتحان میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔" "بھیک مانگو گے" "ٹھوکریں کھاتے پھروگے۔" جناب ماسٹر صاحب میں تو اس کمبخت کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا۔ اب تو امید اٹھا لینی چاہیئے بالکل ناکارہ ہے۔ اس سے کچھ نہ ہوگا" یہ ہیں تو ہمت افزا اور دلولہ انگیز گفتگو چند ہی بارسنی ہے۔ غریب بچہ کا توان مرد معقول سے عمر بھر کا ساتھ ہے۔ کیا تعجب کہ یہ بچہ یاس مشرب ہو چلا تھا۔ اگر اس کا سابقہ کسی ایسے استاد سے پڑجاتا جو خدا کی شان رحمت کے مقابلہ میں اس کی قہاری سے زیادہ متاثر ہوتے تو یہ لڑکا ہمیشہ کے لئے پکا قنوتیہ ہو جاتا۔ شاید مارے بکڑے اپنا فرض پورا کرلیا کرتا۔ لیکن ساری عمر عملی زندگی کی حقیقی لذت سے ناآشنا رہتا۔

ہاں، جس طرح بعض لوگ صرف دوزخ سے ڈرا ڈرا کر عبادت کراتے ہیں اسی طرح بعض مے وانگبین کی لاگ کے بغیر طاعت کی تلقین سے معذور ہوتے ہیں۔ او ان کا کام بس یہی ہوتا ہے کہ طرح طرح کے لالچ دلا دلا کر کامیاب انسان تیار کریں۔ میرے سپرد ایک بچہ ہے جو کوئی سال بھر پہلے تک بس اسی وقت کام کرتا تھا جب معقول انعام کا لالچ دیا جائے ورنہ کام کی طرف سے بڑی بے اعتنائی برتتا تھا۔ دوسروں سے مل جل کر کام کی تو اس میں عادت ہی نہ تھی۔ ساتھیوں کے منصوبوں کی تکمیل میں اس سے بہت کم مدد ملتی تھی۔ لیکن امتحان کے وقت خوب محنت کرکے ہر مضمون میں اچھے نمبر حاصل کرلیتا تھا۔ بعض استاد جنکی نظر امتحان کے نتیجہ پر ہوتی ہے۔ اس سے بہت خوش اور اس کی حالت سے مطمئن تھے۔ لیکن جو استاد امتحان کے نشانوں سے زیادہ خود بچہ کو دیکھتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ اس بچہ کی مدد کرنی چاہئیے کہ یہ انفرادی مقابلہ و مسابقت اور خود غرضی کے اس چکّر سے نکل سکے۔ اتفاق سے تعطیل گرما سے پہلے اس کے والد صاحب خود اسے لینے کے لئے تشریف لے آئے۔ ملاقات کے وقت بچہ بھی انکے ساتھ تھا۔ یہی روز اسکے امتحان کا نتیجہ نکلا تھا۔ اور یہ جماعت میں دوسرے نمبر میں کامیاب ہوا تھا۔ زیادہ سے زیادہ دو منٹ مزاج پرسی اور دوسری ابتدائی گفتگو میں صرف ہوئے ہونگے کہ انہوں نے اپنے بچے کے نتیجہ پر ناخوشی کا اظہار شروع کردیا۔ کہ یہ کم نصیب دوسرے نمبر پر پاس ہوا۔ ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اول نمبر پاس ہوگا تو دس روپیہ دیں گے۔ ہم پانچویں جماعت سے انٹرنس تک برابر اپنی جماعت میں اول پاس ہوئے۔ مڈل میں اسکالرشپ لیا۔ میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ کالج میں بھی برابر فرسٹ پاس ہوے۔ مقابلہ کے امتحان میں بھی کامیاب ہوکر ملازم ہوئے۔ ہم نے کھیل کود میں اپنا وقت نہیں گنوایا۔ ہم نے کل ہی دیکھا۔ یہ لڑکا دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا ہے اسی لئے دوسرے نمبر میں پاس ہوا۔ ماسٹر صاحب اسکو کھیل کود سے منع کیجیے" وغیرہ وغیرہ۔ خود ستائی اور ہدایات تعلیمی کا ایک دریا تھا کہ بہ رہا تھا وہ ذرا

بچوں کی تربیت اور اُن کے سرپرست

از جناب ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔ شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

رسالہ "ہمدرد صحت" کا یہ اقدام نہایت مبارک ہے کہ اپنا پورا ایک نمبر بچوں کی صحت اور نفسیات سے متعلق مضامین کیلئے وقف کیا جائے۔ یوں تو ہر قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کے بچے ہوتے ہیں۔ پر ہماری غریب قوم کے لئے کہ دوسرے ساز و سامان سے رفتہ رفتہ تہی دامن ہو چکی ہے، آیندہ ترقی کی کچھ امید اگر ہے تو اسی سرمایہ سے۔

سرمایہ جب بے جان اور غیر نمو پذیر اشیاء پر مشتمل ہو اس وقت بھی اسے کارآمد بنانے کیلئے بہت کچھ فکر و تامل درکار ہوتا ہے۔ اگر کوئی مالدار آدمی کتابیں چھاپنے کی ایک مشین کہیں سے خرید لائے اور سمجھے کہ اس سے آٹا پیسا جاتا ہے تو اس کی چلی کا پسا ہوا آٹا کوئی نہ کھا سکے گا۔ نہ خود اسے اس کاروبار میں کچھ ہاتھ لگنے کی امید ہے پھر جب سرمایہ نمو پذیر ہو اور نمو بھی صرف جسمانی نہیں بلکہ ذہنی و نفسی، بھی ہو اور اس نمو کی ماہیت و اس کے قوانین کا علم اس سرمایہ دار کے علم سے کسی طرح زیادہ نہ ہو، کسی اچھے نتیجہ کی امید رکھنا اپنی خوش فہمی پر مہر تصدیق ثبت کرنا ہے۔ وہ تو یہ کہئے کہ شاید قدرت نے اپنے کاموں میں انسانی حماقتوں کی کچھ رعایت کر لی ہے ورنہ ماں باپ نانا نانی۔ دادا دادی کی پیہم اور بے جا مداخلتوں اور پر خود غلط اور ہمہ داں استادوں کے تصرفات کے بعد کسی ایک بچہ میں بھی منشا قدرت کا پورا ہو جانا معجزہ ہے۔ مگر قدرت کی یہ پیش بینی بھی ہماری غلطیوں اور غفلتوں کے نتائج سے بچوں کو محفوظ نہیں رکھ سکتی اور ہم "قسمت" پر صابر و شاکر، لاکھوں بچوں کو ولادت سے ایک ہی سال کے اندر سپرد خاک کر دیتے ہیں اور لاکھوں کو ۵ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے پہلے۔ اور جو بچ رہتے ہیں انہیں ہر طرح تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب خود ناکام رہتے ہیں تو استاد کو روپیہ دیکر اپنی اس تباہ کاری کی تکمیل کراتے ہیں! کیا تعجب کہ بڑے ہو کر نہ ان کا تن درست ہوتا ہے نہ من۔ نہ انہیں ولولہ ہوتا ہے نہ امنگ، ہر چیز ہی ڈرتے ہیں ہر کام کو بیکار سمجھتے ہیں، کوئی سر پر مسلط ہو تو غلام کی طرح کام کرتے ہیں، ورنہ بیکار۔ دوسروں پر اعتماد نہ دوسرے پر بھروسہ۔ جذبات کے بندے دل پر۔ اچھے جذبات سے خیالی پلاؤ پکانے والے پر دماغ تہذیب فکر کے تصورات ہی سے ناآشنا۔ ہاں کیا تعجب ہے کہ یہ زندگی کو بیکار جانتے ہیں اور زندگی انہیں اپنے لئے عار۔

لیکن رونے سے کیا حاصل؟ ہندوستانی والدین، طبیب اور استاد اگر مل کر قوم کے اس گرانبہا سرمایہ کو تباہی سے بچانے کی کوشش میں لگ جائیں تو اب بھی سب کچھ ممکن ہے۔ جس سے تو بن پڑے کرنا چاہئیے جن قوموں کو اپنے مستقبل کے سنوارنے کی دھن ہے ان کے طبیب اور استاد ہی نہیں بلکہ ان کے مشورہ اور مدد سے ماں باپ سب کے سب بچوں کی صحیح تربیت میں ساعی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ صدی بچہ کی صدی ہے "ہمدرد صحت" کے اس نمبر میں غالباً بہت سے طبیب بچوں کی فلاح کی تدبیریں لکھیں گے لیکن بچہ محض جسم نہیں ہوتا، دل و دماغ بھی رکھتا ہے۔ اور ان کے ساتھ بھی کچھ کم غفلت نہیں برتی جاتی

جن لوگوں کو مدرسوں میں بچوں سے سابقہ پڑتا ہے اور وہ اپنے کام کو دل لگا کر کرتے ہیں۔ انہیں ایسی بیشمار مثالیں معلوم ہوں گی جن میں ماں باپ کی غفلت یا ناواقفیت بچوں کی ذہنی اور اخلاقی زندگی کو بڑا نقصان پہنچا دیتی ہے اور اگر استاد اس خرابی کی اصلی وجہ کو بچہ کے خانگی حالات میں نہ ڈھونڈ نکالے تو اپنی تدبیر سے اکثر اصلاح کی جگہ خرابی پیدا کر سکتا ہے۔

میں ایک بچہ کو جانتا ہوں کہ جو مدرسہ کے اقامت گاہ میں داخل ہوا تو اسکے رویہ سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہر وقت کچھ سہما سہما رہتا ہے۔ کوئی بات پوچھئے، جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تولتا ہے کہ یہ جواب دوں تو ماسٹر صاحب کیا کریں گے اور یہ دوں تو کیا پیش آئے گا۔ اسی لئے اکثر جھوٹ بولتا ہے یا ایسے جواب دیدیتا ہے جن سے اُس کے نزدیک اپنی بچت ہو جائے۔ خانگی حالات معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ والد صاحب بڑے جذباتی آدمی ہیں اور بہت مغلوب الغضب۔ بچہ کی ماں کا انتقال ہو چکا ہے، باپ نے دوسری

بچے میں قوت ارادی کا نشو و ارتقا

(از عبدالحمید)

ڈارون کے نظریۂ ارتقاء پر خواہ ہم یقین رکھیں یا نہ رکھیں۔ لیکن ذرا سے غور کے بعد اس نتیجہ پر آسانی پہنچا جا سکتا ہو کہ جس قدر ارتقاء کے دروازے ہم پر کھلتے گئے۔ اسی قدر ہمارے لئے طلائی زنجیروں کا نیا نیا سامان فراہم ہوتا گیا۔ یعنی جس قدر ہم بڑھے اسی قدر گھٹے۔ آزاد ہونیکی جو جو کوششیں ہم نے کیں وہ تمام مجبوریوں اور معذوریوں کا ارتقاء ہی ثابت ہوتی رہیں +

دنیائے جمادات

ذرا جمادات کی حالت پر غور کیجئے۔ کہ کیا اپنی آفرینش کے لئے ان کو ان ہی راستوں اور اُن ہی منزلوں سے گذرنا پڑتا ہو۔ جن میں سے بقول ڈاکٹر سر جے۔ سی۔ بوس نباتات گذرتے ہیں بمعلوم ایسا ہوتا ہے کہ بعض "ترقی یافتہ" جمادات کے علاوہ ان کی آفرینش وافزائش کا بندوبست شاید خود قدرت نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور اُسکو یہ بات ذرا پسند نہیں ہے۔ کہ جمادات کے معاملہ میں اُس کے سوا کوئی دخل اندازی کرے۔

دُنیائے نباتات

دنیائے جمادات کے بعد جب ہمارا تخیل عالم نباتات میں داخل ہوتا ہے۔ تو ہم صاف طور پر محسوس کرتے ہیں کہ ان پر قدرت کی گرفت اتنی زیادہ سخت نہیں ہو بلکہ وہ بکثرت وافزائش کے معاملہ میں ذرا آزاد ہیں۔ اندرونی طور پر اُن کے "قلب و دماغ" اور "اعصاب و شرائین" نیز دیگر "اعضاء" خواہ کتنی ہی وسعت سے کام کر رہے ہوں لیکن بظاہر ہم یہی محسوس کرتے ہیں کہ قدرت کے ہاتھ ان کی آبادی و سرسبزی کے لئے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان میں معمولی درجہ کے حیوانات کی طرح حرکت کرنیکی قوت نہیں ہو۔ کہ اپنی غذا کے لئے کچھ سرگرمی دکھائیں۔ یا کسی ضرر رساں چیز سے بچنے کے لئے بھاگنے بھاگنے پھریں پھر بھی بہرکیف قدرت نباتات کی حفاظت ہی کرتی ہے اور ان کو زندہ رہنے اور بڑھنے کا موقع دیتی ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ اس معمولی ارتقاء کے ساتھ ہی نباتات کی آزادی میں کچھ فرق ضرور واقع ہوا۔ اور وہ جمادات سے زیادہ مجبور ہو گئے +

دنیائے حیوانات

دنیائے حیوانات میں قدم رکھتے ہی یہاں کا زمین و آسمان ہی دوسرا نظر آتا ہو۔ نباتات و حیوانات کی درمیانی کڑیوں کو چھوڑ کر جب ہم ادنیٰ درجہ کے حیوانات کے طرق بود و ماند اور افزائش کے طریقوں پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہو کہ قدرت نے ان کو نباتات کے مقابلہ میں کافی آزاد کر دیا ہے اور وہ بطور خود اپنا بہت سا کام کر لیتے ہیں اپنی حفاظت کے لئے حرکت بھی کر سکتے ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں۔ سن سکتے ہیں۔ یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہو کہ انسان ہی ان کی رہائش اور ان کی غذا کا کفیل ہو۔ چوپائے جنگل میں، اُڑنے والے پرندے ہوا میں، تیرنے والی مچھلیاں پانی میں، اور دیگر حیوانات آخر پیدا بھی ہوتے ہیں۔ زندہ بھی رہتے ہیں، بڑھتے بھی ہیں۔ لیکن اگر آپ ان میں نباتات کی سی آزادی تلاش کرینگے تو نہیں ملیگی۔ کیونکہ قدرت نے ان کو محدود احساس اور شعور دیکر نیم آزاد کر دیا ہے۔ اس لئے اُس کو ان کی رکھوالی کی کچھ زیادہ فکر نہیں ہو، پھر بھی قدرت ان سے اتنی بےفکر نہیں ہے، جتنی انسان سے ہے +

آہ، انسان

ہم بقول سر چارلس ڈارون ایک ایسی دنیا میں پہنچ گئے ہیں جس میں ترقی یافتہ حیوان یعنی انسان بستے ہیں۔ اس ارتقاء نے ہم کو خواہ کسی منزل میں پہنچا دیا ہو۔ لیکن اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہم فطرت کی آغوش سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ بے حس و حرکت جمادات پر تو کوئی مواخذہ ہی نہیں ہو۔ ان کا انصرام خود قدرت نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بے حرکت نباتات بھی غالباً کچھ زیادہ قابل مواخذہ نہیں۔ لیکن حیوانات کو قدرت کے عطیہ حس و حرکت کی وجہ سے اسکی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے لیکن قدرت نے انسان کو حس و حرکت کے علاوہ **تعقل** وارادہ دے کر بالکل ہی آزاد کر دیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہماری کوئی بھی غلطی قابل معافی نہیں رہی ہو۔ ہم کو قدرت کے اِس عطیہ کی ہر لمحہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہو۔ بچہ بھی اپنے محدود اور خفی احساس اور

رُکے تو میں نے اس بچہ سے کہا کہ تم جاکر کتب خانہ سے میرے لئے فلاں کتاب لے آؤ۔ مگر ذرا سی دیر کے لئے میں نے اس بچہ کو اس گفتگو سے بچا دیا تو کیا کیا۔ اس غریب کو بچپن سے نہ معلوم کس کس اسلوب سے یہ مطالب ذہن نشین کرائے گئے تھے۔ یہ بچہ کیسے سیکھے کہ خود غرضی کو جماعتی مفاد کے لئے کس طرح دباتے ہیں! وہ اس غریب میں انفرادی مقابلہ کی جگہ اجتماعی تعاون کی عادت کیسے پیدا ہو۔ مدرسہ اگر کچھ تدبیر کرتا ہے تو والد بزرگوار اسے ختم کر دیتے ہیں۔

لیکن کیسی ہی دشواریاں ہوں معلم کا فرض ہے کہ بچوں کی نفسی کیفیات کا غور سے مطالعہ کرے اور ان میں جو خصائص پائے ان سے خوش یا ناخوش ہو کر نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائے نہ غصہ اور غضب سے اپنا خون جلائے۔ بلکہ خانگی احوال کا پتہ لگا کر ان کیفیات کی اہمیت کو صحیح طور پر سمجھے اور ان میں مناسب مدد کرنیکی کوشش کرے۔ کتابیں پڑھا دینا جیسے تیسے ہر حال میں ممکن ہے۔ مگر صحیح معنے میں تعلیم دینے کا تقاضا یہی ہے کہ بچہ کی پوری زندگی پیش نظر ہو اور والدین اور سرپرستوں سے پوری طرح تعاون کیا جائے۔

آپ کا یہ پرچہ بہت سے باپوں اور سرپرستوں کے ہاتھوں میں جائیگا۔ اسلئے آپکی خدمت میں بچوں کے متعلق چند گذارشات کے ساتھ اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو آپ کو یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ آپ اپنی قوم اور انسانیت کے مستقبل کے امین ہیں۔ میں نے امین کا لفظ بالارادہ لکھا ہے اسلئے کہ بچے آپ کی ملک نہیں۔ آپکے پاس امانت ہے۔ اچھے ماں باپ اس فرض امانت کو یوں پورا کرتے ہیں کہ بچہ کے لئے ایسا ماحول فراہم کر دیتے ہیں جس میں اسکی شخصیت کا پورا پورا نشو و نما ہو سکے اور یہ اپنی مخصوص شکل پا سکے۔ یہ نہیں کہ اسے اپنا مال سمجھ کر جس آہنی سانچہ میں جی چاہا ڈھال دیا۔ بچہ خدا کا بندہ ہے۔ قوم اور انسانیت کا رکن۔ نہ آپ کی ملک ہے نہ آپ کے لئے سامان تفریح۔ بچہ کے ممکنات مضمر کا احترام اس امانت کا اولین تقاضا ہے اور اسکی تربیت صحیحہ کا سنگ بنیاد۔

بچہ اس سے بہت زیادہ حساس ہوتا ہے جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ یہ ماں باپ کے اصلی خیالات سے خوب واقف ہوتا ہے۔ جھوٹی اور سچی محبت میں اچھی فراست کے ساتھ تمیز کر سکتا ہے اور بڑوں کی گفتگو سے اکثر اسکو بڑا صدمہ بھی پہنچ جاتا ہے۔ اچھے ماں باپ اپنے بچوں کے سامنے ان کے محاسن و معائب پر گفتگو اور بحث نہیں کرتے۔

ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار بچے کو خراب کرتا ہے۔ بچہ کو اپنی اہمیت کا غلط اندازہ ہوجاتا ہے۔ یہ اپنے کو مرکز کائنات سمجھنے لگتا ہے اور کائنات اسے مرکز مانتی نہیں اسلئے ساری زندگی کیلئے اذیت اور مایوسی کا سامان فراہم ہو جاتا ہے۔ اچھے ماں باپ محبت کے اظہار کا صحیح طریقہ جانتے ہیں۔ آپکو یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ بچہ کی سیرت تجربہ ہی سے نشو و نما پاتی ہے۔ اور تجربہ حاصل کرنے میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ بچوں کو غلطی نہ کرنے دینا انکی سیرت کے نشو و نما کو روک دیتا ہے۔ جسقدر جلد ممکن ہو بچوں کو خود اپنا کام کرنے دینا چاہیئے۔

بچے سوال کریں تو اسکا جواب انہیں ملنا چاہیئے۔ جواب کو ٹالنا یا اس سے انکار کرنا مناسب نہیں۔ سوالوں کے صحیح اور سچے جواب دینے چاہئیں۔ آپکو نہیں معلوم کہ آپکا بچہ یونیورسٹی کے پروفیسروں سے زیادہ محنتی اور سچا محقق ہے۔ اسے جھوٹے جواب سے مطمئن کر دینا اتنا سہل نہیں جتنا آپ غلطی سے سمجھ لیتے ہیں۔ بچہ جب آپ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوتا تو کسی اور سے دریافت کرتا ہے پھر اگر اس تحقیق میں آپ کی غلطی اسپر کھل جائے تو اس وقت اس کے دل میں گھر کی طرف سے بے اعتباری شروع ہوجاتی ہے۔

نافرمانی پر سخت سزا یا ایسی سزا جس سے بچہ کو ذلیل کرنا مقصود ہو بہت مضر ثابت ہوتی ہے۔ قصور ہو تو بھی بچہ کی دقتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ نرمی اور اچھی مثال عموماً سزا سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ ہاں بچہ کی اطاعت اور نافرمانی کی صحیح وجہ سمجھنے کی کوشش بھی بہت ضروری ہے۔ آپ دونوں سے دھوکہ کھا سکتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا چاہیئے کہ بچہ مطیع کس خیال سے ہے اور نافرمان کیوں ہے۔ اطاعت وہی اچھی ہوتی ہے جس میں بچہ حکم کو صحیح بھی سمجھتا ہے۔ ورنہ محض ڈر سے یا ستایش کی خاطر اطاعت سے صحیح سیرت کی تشکیل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر نافرمانی کے اصلی اسباب پر نظر کیجیئگا تو بسا اوقات بڑوں کی غلطی نظر آئیگی۔

اس مضمون میں آپ کے لئے ہدایتوں کا کوئی جامع نظام پیش کرنا مقصود نہ تھا۔ چند ضروری باتیں عرض کر دی گئیں۔ بچہ کے متعلق جب کوئی مسئلہ طے کرنا ہو تو اس پہلی گذارش کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کیجیئے۔ یعنی اس احساس کے ساتھ کہ آپ کا بچہ نہ کھلونا ہے۔ نہ پالتو جانور، خدا کا بندہ ہے اور آپ کے پاس انسانیت کی امانت +

مطالعہ کرسکتے ہیں۔ جیساکہ پیرز Perez نے لکھا ہے کہ "اس زمانہ میں بچہ سادہ عمل میں دلچسپی لینے لگتا ہی۔ اس وقت یہ محسوس ہوتا ہی۔ کہ گویا وہ خود ہی مسرور رہتا ہے اور خود ہی دیکھ رہا ہی۔ اور خود ہی خوش ہو رہا ہے"۔

جیسے ہی اس قسم کے محسوسات بچہ کی توجہ کو جذب کرنا شروع کردیتے ہیں۔ تو غیر متعلق حرکات رک جاتی ہے۔ خصوصاً وہ حرکتیں جو بالکل ہی مہمل ہوں۔ ابتدا میں یہ عمل بازداشت عارضی ہوتا ہی۔ لیکن بچہ کی پیدائش کے چند ہفتہ کے بعد ہی بے معنی حرکات کم ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔ اور محسوسات دماغ میں صاف اور روشن ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہم اس کو اس طرح واضح کرسکتے ہیں کہ اگر بچے کے سامنے کوئی انوکھی شے یا کوئی بجتا ہوا کھلونا لایا جائے تو وہ تمام طرف سے اپنی توجہ ہٹاکر اس کھلونے کو دیکھنے لگے گا۔ اور اس میں بالکل محو ہوجائیگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ متعلقہ حس اور حرکاتی افکار بچّہ کی قوت حافظہ میں پورے طور پر محفوظ ہوجائینگے عمل توجہ کی اس تکرار سے پھر بچہ کا حافظہ آہستہ آہستہ حرکاتی افکار پیش کرنے لگتا ہی۔ اور اسی بنیاد پر اسکی ارادی حرکات کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔

ارادی اور غیر ارادی حرکت میں امتیاز

بچہ کے دماغ میں افکار کی پیدائش درصل خارجی اثرات سے حاصل کی ہوئی توجّہ کا نتیجہ ہی۔ اور ان افکار کا رجحان ہمیشہ عمل میں ظاہر ہونیکی طرف ہوتا ہی۔ یہ توجہ ابتدا میں اگرچہ غیر عامل ہوتی ہی مگر کچھ ہی عرصہ میں اس سے عمل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ بچہ کی حیثیت بس ایک تماشائی کی سی سمجھنی چاہیئے۔ جس میں وہ اپنے افکار کو عمل میں آتے ہوئے دیکھکر ایک قسم کی طمانیت محسوس کرتا ہی یہ عمل اس وقت تک ارادی حرکت میں تبدیل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ بچہ کی حیثیت ایک بے عمل تماشائی کی سی ہوتی ہے۔ لیکن بچّہ اپنی فطری رجحان کی وجہ سے مہیج حسیات اور حرکات میں اپنی خواہش کے مطابق دخل دینے لگتا ہی۔ جب کوئی خارجی اثر بچے کے شعور میں پہنچتا ہے اور اسکی ساتھ عمل کی مسرّت واطمینان کا خیال بھی ہو۔ جس کا وہ پہلے سے تجربہ کرتا رہتا ہو تو اسوقت بچہ اپنی خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے۔ بس اس وقت اس کے دماغ میں یہی سمایا ہوا ہوتا کہ "میں یہ کام کروں گا" پس وہ اس کا ارادہ کرتا ہے اور اسکو عمل میں لے آتا ہے۔ اس لئے قوت ارادی کا سب سے پہلا عمل درحقیقت توجّہ کا ایک عمل ہوتا ہی۔ اور بچہ ایسی ہی چیزوں پر توجہ کرنیکا ارادہ کرتا ہے۔ جس نے پہلے بھی اسکی توجّہ کو جذب کیا تھا۔ پہلی ارادی حرکت، محرک خیال کی موجودگی کا پتہ دیتی ہی۔ اس لئے ارادی حرکت کی مخصوص نوعیت درحقیقت بچے کے شعور میں شامل ہوتی ہی۔ اس بات کے معلوم کرنے کیلئے ہمارے پاس تو کوئی معیار نہیں ہی کہ بچے کی غیر ارادی حرکات سب سے پہلی مرتبہ کب ارادی حرکات میں تبدیل ہوئیں۔ اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی صرف بچہ کے رجحانات اور خواہشات سے ہوتی ہی اور درحقیقت یہ موقع صراحت طلب بھی ہی۔ جسکے لئے ہم اس وقت تیار نہیں ہیں۔

پریر Preyer نے لکھا ہی کہ "میں نے بہت سے مشاہدات سے معلوم کیا ہی۔ کہ تین مہینے کی عمر سے پہلے بچہ میں قوت ارادی کا ظہور نہیں ہوتا" غالباً ہم اس اظہار رائے میں زیادہ غلطی نہ کرینگے۔ کہ اس زمانہ میں قوت ارادی صاف طور پر انضباط کے ابتدائی درجات طے کرتی ہی۔ اور جبکہ بچے کے افکار کی کچھ نہ کچھ تعریف کیجاسکتی ہی اور غور کرنے سے اُن کی ابتدا، کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اُسکی خواہشات بھی فوراً واضح ہوجاتی ہیں اور ہم بچہ میں ارادی کاموں کی بہت ہی خفیف ترقی پاتے ہیں +

بچہ کا اپنے گرد وپیش کے رہنے والوں کے حرکات وسکنات سے متاثر ہوکر خود بھی انکی نقل کرنا۔ نئے نئے محرک افکار کی پیدائش کا سبب بنتا ہے۔ اور ان ہی حرکات کو عملی جامہ پہنانا اُس کے لئے بہت زیادہ مسرت افزا ہوتا ہی +

پروفیسر بالڈون Prof. Baldwin کا خیال ہی کہ اس قسم کی عادات نقل، قوت ارادی کا سب سے پہلا اور واضح ثبوت مہیا کرتی ہیں وہ کہتا ہی کہ "معمولی بچہ میں قوت ارادی کا ظہور کچھ چیزوں کی نقل کرنیکی کوشش کرنے میں پایا گیا ہی، نقل کیا ہے۔ درحقیقت دو اجزا پر مشتمل ہے (۱) کچھ خارجی جزء مثلاً وہ حرکات جو وہ دیکھے یا وہ آوازیں جو وہ سُنے (۲) کچھ اندرونی جزء۔ جو خود اسکی قوت حافظہ، تصوّر اور تخیل میں سے ظاہر ہو" یہ معلوم کرنا بہرحال ذرا مشکل ہی کہ بچہ نئی مرکب حرکات

شعور کے باوجود بچہ جننے کے لئے کبھی ایسی جگہ نہیں بیٹھیگی۔ جہاں اُس کے بچے کو کوئی نقصان پہنچے۔ یا جس سے اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ لیکن انسان آزاد ہے۔ کہ جہاں چاہے، بیٹھے، یا جہاں چاہے جائے، اگر اسکے تعقل نے اس میں ذرا بھی غلطی کی۔ تو اس کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اور قدرت اس کی کبھی بھی رعایت نہیں کرے گی۔

بہرحال اگر اس وقت ہم اِس بحث میں مزید دلچسپی لینے لگے تو یقیناً موجودہ مقصد سے دُور جا پڑیں گے۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔ کہ انسان میں تعقل وارادہ ہی ایسی صفات ہیں جو ہم کو دوسرے جانداروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ ایسی ممتاز چیزوں کے متعلق اگر کچھ کہا جائے تو غالباً دلچسپی کا موجب ہوگا۔ اِس وقت تعقل پر تو نہیں البتہ قوت ارادی کے متعلق سطور ذیل میں کچھ روشنی ڈالی جائیگی۔ جس سے ہمیں یہ معلوم ہو جائیگا کہ انسان میں اِس قوت کی ابتدا کس طرح ہوتی ہے۔ اور وہ کس طرح بڑھتی ہے۔ اور اس سے کیا کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں +

قوت ارادی

وہ بچہ جو ابھی ابھی عالمِ وجود میں آیا ہے اس میں قوت ارادی کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ لیکن بچہ کی عمر کی ترقی کے ساتھ ساتھ قوت ارادی بھی ظاہر ہوتی جاتی ہے۔ سب سے پہلی علامت جس سے ہم بچہ میں اِس قوت کی ابتدا کا پتہ چلا سکتے ہیں۔ وہ عضلات کی حرکت ہے۔ ارادی حرکات سے تخیل کی موجودگی ظاہر ہوتی ہے۔ اس لئے کہ کوئی ارادی حرکت اس وقت تک ظہور پذیر نہیں ہوتی جب تک بچہ کے حواس خمسہ اور شعور کافی حد تک ترقی نہ کر جائیں۔ کیونکہ آخر الذکر اجزاء کے بغیر تخیل کی پیدائش نہیں ہو سکتی۔

قوت ارادی کا سادہ سے سادہ عمل بھی دو اجزاء کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے ایک تخیل کی موجودگی ہے اور دوسرا جُزو حرکت ہے۔ جو گویا تخیل کی مظہر ہے۔ کسی ارادی حرکت کے لئے دماغ میں اُس کا تخیل اور اس کو عمل میں لانے کی خواہش ضرور ہونی چاہیئے اور جب ایک ارادی حرکت کئی مرتبہ کیجائے۔ تو اس تکرار سے دماغ میں مقصد حرکت کا تخیل مدہم پڑ جاتا ہے۔ اور اس کی بجائے صرف حرکت کا تخیل باقی رہ جاتا ہے۔

ہم کو بچہ میں قوت ارادی کی ترقی کا مطالعہ کرنے کیلئے دو باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے :-

(۱) دماغ میں حرکت کے تخیلات کی پیدائش کس طرح ہوتی ہے ؟

(۲) ارادی اور غیر ارادی حرکت میں کس طرح امتیاز کیا جا سکتا ہے ؟

حرکت کے تخیلات کی پیدائش

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بچہ کے دماغ میں کس طرح حرکت کے تخیلات پیدا ہوتے ہیں۔ جب بچہ کسی چیز کو حرکت کرتا ہوا دیکھتا ہے تو آنکھوں کے اعصاب کے ذریعہ اس کا احساس اس کے دماغ میں پہنچتا ہے۔ جہاں سے اول تو غیر ارادی طور پر عضلات میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اسکے بعد اس غیر ارادی حرکت کا احساس بہت ہی سادہ شکل میں بچہ کے دماغ میں پہنچتا ہے۔ اور وہ معمولی حرکات جو بچہ جاگنے کی حالت میں کرتا ہے۔ نیز وہ حرکات جو سونے کی حالت میں بھی اس سے بظاہر بے معنی طور پر سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اس قسم کی حرکتوں کے متعلق بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا اثر بھی بچہ کے دماغ میں برابر پہنچتا ہے۔ ان حسیات سے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ انکا انعکاس بھی برابر ہوتا رہے۔ بلکہ یہ حسیات گویا دماغ میں محفوظ رہتے ہیں۔ اور کبھی موقع پر بعض حاسّہ کا کسی دوسرے حاسّہ سے مل جانا شعور میں ایک خاص قسم کی بیداری پیدا کر دیتا ہے۔ وہ حسیات جو دماغ کو مندرجہ بالا قسم کی عضلاتی حرکتوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کو ہم سہولت فہم کے لئے آئندہ سطور میں "عضلاتی" جس کے نام سے یاد کرینگے +

"عضلات حسیات" جب مخلوط طور پر شعور میں تحریک بیداری پیدا کرتے ہیں تو ان کا ردعمل بھی اعصاب و عضلات کے ذریعہ جسم کے کسی مقام میں ظاہر ہو کر حرکت کا باعث ہوتا ہے۔ یہ گویا توجہ کی ابتدائی اور سادہ ترین شکل ہے۔ توجہ کی اس شکل کو ارادی حرکت نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ یہ دماغ کی قوت حفظِ حسیات کا ایک عمل ہے۔ جس سے بعض خارجی اثرات بالکل غائب ہو جانے کی بجائے قوت حافظہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض بالکل مسخ ہو جاتے ہیں۔ ابتدائی زمانۂ شیرخوری میں توجہ کی اس سادہ شکل کا ہم

اور اسکو دوبارہ یہ کام نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس معاملہ میں بقول ہربرٹ اسپنسر ہمیشہ قدرتی سزاؤں کی پیروی کرنی چاہیئے۔ اُسنے لکھا ہے کہ "قدرت کے کارکن اور ترجمان ہونے کی حیثیت سے اس امر کا دیکھنا والدین کا فرض ہے کہ انکے بچے عادتاً اپنے چال چلن کے حقیقی نتائج یعنی قدرتی سزاؤں کا تجربہ حاصل کریں اور والدین نہ تو ان سزاؤں کو ٹالیں اور نہ ان کو سخت بنائیں اور نہ مصنوعی سزاؤں کو ان کی جگہ رکھیں" ہربرٹ اسپنسر نے قدرتی سزا پر اپنی کتاب "ایجوکیشن" میں بہت تفصیل سے اظہار خیال کیا ہے۔ جو صاحب چاہیں اس کتاب کے باب سوم کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

قدرتی سزا کا مفہوم مختصر طور پر بس یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ قدرت نے ہماری حفاظت کے لئے جہاں اور بہت سے انتظام کر رکھے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ہم ضرر رساں چیزوں اور نقصان دہ کاموں سے باز رہیں۔ اگر ہم ایسا کرنے سے قاصر رہتے ہیں تو قدرت اسکی ایک بالکل متناسب اور متعین سزا دیتی ہے۔ تاکہ ہم آیندہ اس فعل سے مجتنب رہیں اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ "متناسب اور متعین" کے جو الفاظ اوپر لکھے گئے ہیں وہ بہت غور طلب ہیں۔ آپنے کبھی یہ نہ دیکھا ہوگا کہ بچہ اپنی ایک انگلی غلطی سے آگ پر رکھدے۔ اور قدرت اسکی چند انگلیوں یا اس کے ہاتھ پاؤں کو بھی صرف اس وجہ سے جلادے کہ اُسنے آگ جیسی جلانے والی چیز پر انگلی کیوں رکھی۔ قدرت حقیقت میں عادل ہے۔ وہ یہ بھی نہیں کر سکتی کہ آگ پر پڑنے سے اس کی انگلی نہ جلے اور وہ صحیح وسالم رہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گی تو یقیناً بچے کے تجربات میں حائل ہوگی۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ بچہ کے حق میں اچھا نہیں نکل سکتا۔ اسی طرح اگر بچہ کھانے کے وقت کھانا نہ کھائے اور بغیر کسی سبب جسمانی یا کسی اور معقول سبب کے وہ ایسا کرے تو اسکی قدرتی سزا بس یہی ہوگی کہ اسکو کھانا نہ دیا جائے تاکہ اسکو قدر غذا معلوم ہوجائے یا بچہ وقت کا پابند نہیں ہے۔ اور تفریح کے وقت تیار نہیں ہوتا۔ تو اس کی قدرتی سزا یہ ہوگی۔ کہ اسکو تفریح کی لذت سے محروم کر دیا جائے۔ علیٰ ہذا القیاس" بہرحال ایک بچے کو قابل اور دنیا کے لئے مفید بنانے کے لئے والدین اور استاد کو بعض اوقات کافی ایثار اور قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خوش قسمت ہیں۔ وہ بچہ جنکو ایسے متعلقین اور استاد میسر ہوں +

ارادی حرکات کی مشق کا اثر

جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حرکات پر ذرا قابو پاتے ہی بچے سے ارادی حرکات کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ اسی سلسلہ میں بعض حرکات کے ساتھ طمانیت ومسرت کی موجودگی اور دوسروں کی نقل اتارنے کا جبلی رجحان خاص طور پر کارفرما رہتا ہے۔ مزید برآں بچہ کا فطری اضطرار اور گہری دلچسپی بھی جو وہ ان حرکات میں لیتا ہے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی۔ یہ ایک عام مشاہدہ ہے کہ بچہ کبھی نچلا نہیں رہتا۔ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی چیز میں دلچسپی لیتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

عضلاتی حرکات کی مشق میں کھلونوں کو بہت زیادہ دخل ہے۔ لیکن درحقیقت قوت ارادی کی نشو ونما کو مکمل کرنے میں دو چیزیں بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ اول یہ کہ بچہ کو اپنی قوتوں کے اظہار کا بہت کافی موقع ملے۔ دوسرے یہ کہ اس کا ماحول بہت عمدہ اور مناسب ہو۔ یعنی جن لوگوں میں بچہ رہے۔ اور جنکی نقل وہ اتارے وہ لغو اور جہل نہ ہو۔ بلکہ بچے کی دماغی کیفیات اور محسوسات کو کماحقہ سمجھتے ہوں۔ اسکے علاوہ والدین کو بھی یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ بچہ صحیح تلفظ سیکھے۔ اسکو بتائیں۔ کہ بعض مخصوص الفاظ اس طرح زبان سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ جسم کے ہر ہر عضو کی مشق کا موقع بہم پہنچانا چاہیئے۔ ہاتھوں میں صفائی اور چابکدستی پیدا کریں۔ مناسب تفریح وورزش سے اس کی ٹانگوں اور پھیپھڑوں کو قوت پہنچائیں۔ کھانے پینے کا صحیح انتظام کریں۔ وقت کی پابندی کا جذبہ پیدا کریں۔ اُن سب کے علاوہ والدین کو جس چیز کی طرف سب سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ وہ بچہ کی قوت مشاہدہ ہے۔ قوت مشاہدہ کی صحیح طریقوں سے پرورش اور اسکی ترقی حقیقتاً قوت ارادی کی تربیت کا ایک نمایاں جزو ہے۔ والدین کو اس معاملہ میں سعی، توجہ اور استقلال سے کام لینا چاہیئے +

بچے کی قوتِ ارادی کی امتیازی خصوصیات

ایک نووارد انسانی بچہ پر جو اس دنیا کی حقیقت سے بالکل بےخبر ہے اور جسکی نظر ہنوز اپنی حرکات کے فوری نتائج ہی تک محدود ہے،

کی نقل کس طرح اتار کرسکتا ہے۔ جب تک کہ وہ جبلی حرکات کی تکرار ارادہ کے ساتھ نہ کرسکے۔ اگر ہمارے پاس ارادی حرکات کی شناخت کا صحیح معیار ہو۔ تو ایسی صورت میں بالڈون کے مقولہ کے مطابق ہم کو ضرور کسی منقولہ حرکت (یعنی نقل کی جھوٹی حرکت) کے وقوع پذیر ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر قوت ارادی کا لازمی جزو توجہ کے عمل کو قرار دیا جائے تو اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان حرکات کی نقل میں جو ابھی جبلی ہی ہیں۔ قوت ارادی کا عمل دخل کم وبیش یقینی طور پر موجود ہے +

مختصر یہ کہ مندرجۂ بالا حقائق کی روشنی میں ہم فقط ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ یہ کہ قوت ارادی کا اقتدار بچہ کی ان حرکات پر جن کی تکرار وہ پہلے بھی کرچکا ہے۔ تدریجی طور پر ہوتا ہے +

قوت ارادی کی نشوونما کے تشخص میں جبلت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ غیر ارادی حرکات (جبلی حرکات) جو اپنے ساتھ ایک گونہ طمانیت ومسرت لاتی ہیں۔ قدرتی طور پر بچہ کی توجہ کو جذب کرتی رہتی ہیں۔ اور جب کبھی ان کی تکرار کی تحریک ہوتی ہے تو بچہ ان غیر ارادی حرکات کو ارادی طور پر کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ قوت حافظہ اُن ساتھ آنیوالی لذتوں کو کبھی فراموش نہیں کرتی۔ جس کا تجربہ بچے کو ہو چکا ہے +

سلبی قوت ارادی

اس اصطلاح کا اطلاق قوت ارادی کی اس نوعیت پر ہوتا ہے جس کا اثر منفی صورت میں ظاہر ہو مثلاً بچہ ظاہر کرے کہ "میں نہیں جاتا" یا "میں نہیں کھاتا" وغیرہ۔ سہولت فہم کیلئے ہم آیندہ سطور میں اس نوعیت کو "سلبی قوت ارادی" کے نام سے یاد کرینگے۔ بچہ میں سلبی قوت ارادی کا ظہور قوت ارادی کے ظہور کے بعد ہوتا ہے۔

اگر تعلیم یافتہ والدین سے پوچھا جائے۔ کہ سب سے پہلے بچہ میں کونسی قوت ظاہر ہوتی ہے۔ تو وہ اپنے مشاہدات وتجربات کی بنا پر یہی جواب دیں گے۔ کہ بچہ پہلے کسی حرکت کا ارادی طور پر ظاہر کرنا سیکھتا ہے۔ اور ارادی طور پر کسی حرکت نہ کرنا بعد کی پیدائش ہے +

چھ ماہ کے بچے میں منفی قوت ارادی کا کم وبیش ظہور ہونے لگتا ہے۔ لیکن اس عمر میں اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے کیونکہ درصل جس عمر میں قوت ارادی کا دخل واقتدار بچہ کی حرکات میں کافی طور پر ہوجاتا ہے وہ ڈیڑھ یا پونے دو سال ہے۔ اسی زمانہ میں ایسے متضاد افکار کی موجودگی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض اوقات اگر آپ بچے سے ہاتھ ملانا چاہیں۔ تو وہ اپنے دونوں ہاتھ اپنی پشت کی طرف لیجاتا ہے۔ گویا وہ ہاتھ ملانے سے انکار کرتا ہے۔ یا کسی خاص شخص کی گود میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ بعض اوقات کپڑے پہننے میں اپنی ماں یا دایہ کو پریشان کر دیتا ہے۔ کم سمجھ یا بے سمجھ والدین کبھی تو اس منفی پہلو سے خوش ہوتے ہیں اور اس کو گودیوں میں اٹھا لیتے ہیں۔ محبت آمیز حرکات کرنے لگتے ہیں اور کبھی بے انتہا برافروختہ ہوجاتے ہیں۔ ان کو مارتے ہیں اور زبردستی کسی فعل کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ذرا سا غور کیا جائے تو بے سمجھ والدین کے ان متضاد افعال کی لغویت بالکل آشکارا ہوجائیگی۔ اول الذکر صورت میں بچہ یہ سمجھنے لگے گا۔ کہ میں نے جو کچھ کیا۔ وہ اچھا کیا۔ اور دوبارہ ویسی ہی حرکت یا اس سے بھی زیادہ سلبی حرکت کرنے کی اس میں ہمت بڑھ جائیگی۔ بصورت دیگر اس قسم کی شدید کارروائی سے چھوٹا سا بچہ سہم جائیگا اور ڈر وخوف کا مسلسل جذبہ اس کی اخلاقی۔ دماغی اور جسمانی ترقیوں میں ایک مستقل رکاوٹ بن جائیگا۔ طوالت کا خوف مانع نہ ہوتا۔ تو ہم امثلہ کے ذریعہ ان جذباتی والدین کو بتا سکتے کہ ان کے یہ بے معنی افعال کس حد تک انکے بچہ کی ترقی میں مانع ہوتے بہرحال ان کو کم سے کم اتنا ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ بچوں میں اس قسم کی "نافرمانیوں" کا ظہور بے معنی نہیں ہے۔ بلکہ انکی بدولت اُس میں اپنی شخصیت کو پہچاننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ اسی سے یہ بھی سمجھ جاتا ہے۔ کہ دنیا میں اس کا وجود محض بیکار نہیں ہے بلکہ اسکے پیدا کرنے میں قدرت کے خاص مقاصد ہیں اور جنکی تکمیل اسکا فرض ہونا چاہیئے +

بہرحال اس قسم کی نافرمانیوں کا علاج جبر وتشدد سے ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ جب کبھی بچہ کسی ناپسندیدہ حرکت کا مرتکب ہو۔ تو والدین کو چاہیئے کہ جبر وتشدد کی بجائے بلطائف اسکو سمجھانے کی کوشش کریں کہ اس کا یہ فعل ناپسندیدہ ہے

کی یہ تربیت کس حد تک مضر ہے۔ یہی وہ خیالات ہیں۔ جن کی بنا پر خواہشات کی اس طرح تسکین و تکمیل کرنیوالے والدین کو ہم نے "بے سمجھ" کہا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہم ان کے اس فعل کو مقام صحت سے کافی دُور پاتے ہیں۔ غالبًا وہ اس کا ارتکاب اُس فطری محبت کی وجہ سے کرتے ہیں جو ان کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے۔ لیکن ایک ذراسی غفلت نہ صرف والدین کو ہمیشہ پریشان کرتی ہے بلکہ خود بچے کی زندگی بھی تباہ ہو جاتی ہے ✦ لفظ، ضبط نفس کے ساتھ دماغ میں کچھ ایسے اعلیٰ درجہ کے خیالات آجاتے ہیں۔ کہ خاصے لکھے پڑھے آدمی بھی یہی سمجھنے لگتے ہیں۔ کہ ضبط نفس، عام آدمیوں کا کام نہیں بلکہ بڑے بڑے درویشوں، صُوفیوں اور جوگیوں ہی کا حصّہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اگر ہم تصوف کے اعلیٰ خیالات کو بھی نظر انداز کر دیں۔ پھر بھی دماغی اخلاقی اور جسمانی تربیت کے لئے ضبط نفس ایک بنیادی چیز ہے۔ ایک اوسط درجہ کا آدمی بننے یا بنانے کے لئے بھی ہم "ضبط نفس" کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ضبط نفس گویا ایک شمع ہے۔ جو انسان پر ترقی کے راستے کو روشن کر دیتی ہے۔ جتنی ہی یہ شمع روشن ہوگی اتنے ہی یہ راستے زیادہ صاف اور واضح ہونگے

گذشتہ کسی فصل میں یہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ بچے میں سلبی قوت ارادی کا ظہور ڈیڑھ دو سال کی عمر میں کافی طور پر ہو جاتا ہے اور اس وقت جو کچھ مناسب حال تھا۔ عرض کیا گیا تھا۔ لیکن ضبط نفس، کی تعلیم کے لئے ہم کو کسی خاص وقت کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ پہلے ہی دن سے بعض سادہ اصولوں پر عمل کر لینا گویا ضبط نفس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ دینا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ بچے کے ماہرین تربیت جسمانی بھی ان ہی اصولوں کو پیش کرتے ہیں۔ گویا جسم کی صحیح تربیت ضبط نفس ہی کی تربیت ہے۔ ان میں سے سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ بچہ کو غذا ہمیشہ بالکل صحیح وقت پر دی جائے۔ اگر زمانہ شیر خوری ہو تو دُودھ پلانے کے اوقات غور کر کے مقرر کر لئے جائیں۔ بس ان اوقات کے علاوہ اسکو کبھی بھی دُودھ نہیں دینا چاہیئے۔ خواہ اس کے لئے بچہ کتنا ہی بضد ہو۔ اس اصُول پر صحیح طریقے سے عمل کر لینے کے بعد بیماریوں کا تخیل بھی دماغ میں نہیں آسکتا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ضبط نفس اسکی گھٹی میں پڑ جاتا ہے، وہ سمجھنے لگے گا کہ اس کو دودھ زبان کی لذت کے لئے نہیں دیا جاتا ہے بلکہ اس کا مقصد اس کی جسمانی پرورش ہے۔ بچے کے تجربات لذت کا تقاضا یہ ہوگا کہ پستان یا دُودھ پلانے کی بوتل ہر وقت اسکے منہ سے لگی رہے، تو کیا اسکی ماں یا دایہ ایسا ہی کرتی ہے۔ اسکا جواب یقینًا نفی میں ہوگا۔ جب بہر حال ہم بچے کی لذت اندوزی میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ مسلمہ اصول غذا کی پیروی کر کے ہم جسمانی اور اخلاقی دوگونہ فوائد حاصل کریں۔

دوسرا اصول جو ہمیشہ والدین یا دایہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ بچے کے رونے دھونے اور چیخنے چلانے کو ہمیشہ ہی اسکی جسمانی تکلیفوں کا نتیجہ نہ سمجھیں۔ ایسا شاید سو میں دو چار ہی بار ہوتا ہے۔ کہ بچہ کسی جسمانی تکلیف سے روئے۔ ورنہ ۹۵ بار محض اس ڈالی ہوئی خراب عادت کی وجہ سے روتا ہے جو اس کے والدین نے یا اسکی دایہ نے اپنی بے سمجھی کیوجہ سے ڈالدی ہے ایک بچہ جس کو صحیح اصول تربیت سے نہیں بلکہ کسی اتفاقیہ مجبُوری کی وجہ سے اس قسم کی خراب عادت نہیں پڑتی۔ تو وہ آرام سے پڑا ہاتھ پاؤں مارا کرتا ہے۔ اور اس کی ماں آرام سے دوسرے کاموں میں مشغول رہتی ہے۔ بخلاف اول الذکر بچے کے کہ ہر وقت گود ٹنگا ٹنگا پھرتا ہے۔ پھر بھی وہ روتا ہی رہتا ہے۔ صبح اٹھتے ہی اسکو سب سے پہلا کام۔ رونا اور چیخنا چلانا ہوتا ہے۔ اس قسم کی مثالیں ہر گھر میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ لیکن آپ نے غور کیا کہ ان دونوں بچوں کی تربیت میں کس قدر فرق ہے۔ پہلے بچے میں ضبط نفس کو لاعلمی یا غیر معقول محبت نے کس حد تک نقصان پہنچایا۔ اور دوسرے بچے کو ضبط نفس سے کتنا وافر حصہ ملا۔

بہر حال مقصد یہ ہے کہ اگر ہم ان معمولی باتوں پر ابتدا ہی میں عمل کرلیں۔ تو ان سے بچہ کسقدر عظیم فوائد حاصل کر سکتا ہے، چیخنے چلانے اور رونے کے متعلق اتنا اور ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ یہ عادت اتنی زیادہ خراب نہیں ہے۔ جتنا اسکو سمجھ لیا گیا ہے بلکہ جسمانی استعداد کی یہ ایک فطری علامت ہے۔ اس عمل سے بچہ بہت سے جسمانی فوائد حاصل کرتا ہے۔ اسکے تمام اعضاء کافی حرکت کر لینے کیوجہ سے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ پھیپھڑوں میں ہوا کی آمد و رفت نسبتًا زیادہ ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہذالقیاس ✦

یہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ بہت چھوٹے بچے کی نسبت ہے۔ جو بچے زمانہ شیر خوری سے گذر چکے ہیں۔ اور بدقسمتی سے "ضبط نفس" کی ابتدائی تربیت سے محروم رہے ہیں۔ اگر انکے والدین کوشش کریں تو اب بھی بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں سب سے

عقل کی بجائے جذبات کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔ اور وہ وہی حرکات کرتا ہے جو اس کی پسندیدہ ہیں۔ اور جو اپنے ساتھ طمانیت و مسرت لاتی ہیں۔ قطع نظر اسکے کہ نتائج کے اعتبار سے وہ مفید ہوں یا غیر مفید۔ درحقیقت یہ صورت قوت ارادی کی کمزوری پر دال ہے کیونکہ وہ ابھی صرف سادہ محرکات ہی کے اثر کو قبول کرنیکی صلاحیت رکھتی ہے۔

جب تک بچہ سے اس قسم کی حرکات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ اس کا شمار زندگی کے حیوانی درجہ میں ہی کیا جا سکتا ہے لیکن بچہ میں حرکات پر قوت ارادی کے غلبہ کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کی دلچسپیاں بھی پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اس کا بڑھتا ہوا شعور رفتہ رفتہ اسکو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ اپنی حرکات کے فوری اور واقعی نتائج کو سمجھنے لگے۔ بعض ذہین بچوں کی حرکات و سکنات تو ابتدا ہی سے مقصد معیّنہ کی موجودگی کا پتہ دیتی ہیں۔ درحقیقت یہیں سے بچہ کی اخلاقی نشو و نما کا آغاز ہوتا ہے۔ یعنی جسوقت وہ برائی کو برائی۔ اور بھلائی کو بھلائی سمجھنے لگتا ہے۔ تو دوسروں کی حرکات پر بھی رائے زنی شروع کر دیتا ہے۔ وہ اصل مقاصد کے حصول میں فوری تسکین و خوشی کو قربان کرنا سیکھ جاتا ہے۔ اُس کا نام جیسا کہ ہم نے گذشتہ فصل کے آخر میں لکھا ہے ضبط نفس ہے۔ لیکن اعلیٰ مقاصد کی شناخت اور دیگر مختلف حرکات کی اہمیت اخلاقی نقطہ نظر سے بچہ میں کافی عرصہ کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اور اخلاقی تربیت کا سب سے پہلا کام یہی ہے کہ وہ بچے میں اعلیٰ مقاصد کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا کر دے۔ تاکہ فرومایہ و اضطراری حرکات کبھی بھی اس کو اعلیٰ مقاصد کے راستہ سے نہ بھٹکا سکیں

قوت ارادی کی تربیت کا اہم ترین پہلو بھی یہی ہے کہ بچہ میں وہ کیفیت پیدا کیجائے کہ وہ اعلیٰ خواہشات کے مقابلہ میں فرومایہ خواہشات کو پس پشت ڈال دے۔ اس سلسلہ میں معلم کو دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

اول یہ کہ وہ فرومایہ خواہشات اور اضطراری حرکات کا اچھی طرح مطالعہ کرتا رہے۔ اور رفتہ رفتہ مناسب موقعوں پر ان کی بُرائیاں اس طرح بچے کے ذہن نشین کرائے کہ وہ خود بخود ان کی تکرار سے اجتناب کرنے لگے۔ دوسرے یہ کہ بچے کی ایسی دلچسپیوں کو جو اعلیٰ خواہشات اور اعلیٰ مقاصد کا سبب ہوتی ہیں۔ اسدرجہ ترقی دے کہ بچہ پسندیدہ حرکات کی تکرار بلا تکلف و بالارادہ کرنے لگے۔

ضبط نفس

تسکین جذبات کی خواہش کو روکنے کی قابلیت ضبط نفس کا بنیادی اصول ہے۔ بچے گویا محسوسات کی مخلوق ہوتے ہیں اور ہر حاسّہ دماغ میں پہنچکر فعلیت کی طرف رجحان رکھتا ہے۔ اگر سمجھدار والدین یا مہربان اور خوش اطوار استاد بچہ میں دماغی نشو و نما اور ضبط نفس پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ان کو چاہیئے کہ بچے کے حاسوں کے محرکات پر غائر نظر رکھیں۔ عموماً جو چیزیں خارجی طور پر بچہ کے حاسّہ کو اکساتی رہتی ہیں وہ کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔ ان چیزوں کے تخیل کی محرک کچھ تو جسمانی طور پر غذا کی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن ان چیزوں کی طرف زیادہ رجحان کا سبب لذت و کیفیت کا وہ احساس ہے۔ جو بچہ کو کھانے کے بعد محسوس ہوتا ہے۔ لذت و کیفیت کا بار بار تجربہ اُس کو اُس وقت بھی مائل کرتا رہتا ہے۔ جب جسمانی طور پر غذا کی حقیقی خواہش نہیں ہوتی۔ بچوں میں اسکی واضح مثال ہم اسوقت دیکھتے ہیں کہ جب بچہ اپنے کھلونوں کو یا ایسی چیزوں کو کہ جن کا غذا سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا اپنے منہ میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے یا بڑوں میں اس کیفیت کا مطالعہ کرنے کے لئے شرابی، افیونی، اور ماہرین فن معاشرت ہم کو بہت مدد دے سکتے ہیں۔ آپ غور کریں کہ ان صاحب کے جسموں کے لئے واقعی شراب اور افیون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں تمام دنیا کے انسان شرابی اور افیونی نہیں ہو جاتے درحقیقت اسکی تہ میں بھی وہی ضبط نفس کی عدم موجودگی کام کر رہی ہے جس کی طرف ہم اس وقت آپ کو متوجہ کر رہے ہیں۔ بے سمجھ والدین جب بچہ کو غذا پر اس طرح ٹوٹتا ہوا دیکھتے ہیں۔ تو وہ اس بات کو نظر انداز کر کے کہ بچہ نے ابھی دودھ پیا ہے۔ یا ابھی کوئی چیز کھائی ہے اور اسکو اب مزید غذا کی ضرورت نہیں ہے۔ بچہ کو محض اسکے اضطراری اظہار پر اور غذا دیدیتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ تمام دن بلکہ رات کے بھی کچھ حصوں میں برابر جاری رہتا ہے جو نہ صرف جسمانی خرابیوں اور مختلف امراض کا سبب بنتا رہتا ہے بلکہ اس صورت حال سے بچہ کو جو حقیقی نقصان پہنچتا ہے۔ اور جو اس کے اخلاقی اور دماغی قویٰ کی ایک خاص کیفیت پر منتج ہوتا ہے وہ ضبط نفس کی عدم موجودگی ہے۔ یعنی اس طرح اپنی خواہشات کو پورا ہوتا دیکھکر وہ بس یہی سمجھنے لگتا ہے کہ وہ اس دنیا میں خواہشات ہی کے قیام اور ان کی تسکین کے لئے پیدا ہوا ہے۔ ہم ذرا سے غور کے بعد یہ سمجھ لیں گے۔ کہ ضبط نفس کے عظیم الشان مقصد کے لئے بچہ کے محسوسات اور ادراکا

بچوں کی زندگی پر کھیل کود کا اثر

ذیل کا فاضلانہ مضمون ڈائریکٹر صاحبہ مینٹل ہائجین انسٹی ٹیوٹ مانٹریل نے "ہمدرد صحت" کی اس اشاعت خاص کیلئے ہمیں بھیجا ہے بچوں کی دنیا درحقیقت انکا کھیل کا میدان یا کمرہ ہے - اور اس دنیا کے بسنے والے مٹی، لکڑی، ٹین اور ربر کے کھلونے ہیں یا خود وہ بچے کہ جنہیں ہماری دنیا اور مافیہا سے اگر کچھ واسطہ ہوتا ہے تو بس اتنا کہ جب بھوک لگی تو دوڑتے ہوئے ماں کے پاس چلے آئے۔ ہمارے اسلاف لہو و لعب کو ایک فضول اور لغو چیز خیال کرتے چلے آئے ہیں، اور ہمیشہ انکی یہی کوشش رہی ہے کہ بچوں کی توجہ اس تضیع اوقات کیجانب مبذول نہ ہونے دیں، لیکن یہ دور مٹی کو سونا بنانیکا دور ہے اسلئے کھیل کود جیسی فضول چیز کو بھی حد سے زیادہ کارآمد اور مفید شے بنا لیا گیا ہے اب یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ بچے کے اخلاق و عادات کی اصلاح اور اسکی ذہنی اور جسمانی قوٰی کی نشو و نما اسکولوں میں نہیں بلکہ کھیل کے میدان ہی میں ہوتی ہے۔

مسز ڈبلیو، ٹی، بی، مچیل صاحبہ ایم، اے، آر۔ این، ڈائریکٹر مینٹل ہائجین انسٹی ٹیوٹ ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہیں کہ انہوں نے اس قدر دلچسپ اور پرُ از معلومات مضمون ہمدرد صحت کیلئے مرحمت فرمایا ہے۔ (ہمدرد صحت)

کھیل کے متعلق خیالات میں انقلاب

آہستہ آہستہ کھیل کے متعلق ہمارے طرز عمل میں تبدیلی رونما ہو رہی ہے جیسے بچے کے متعلق اس عالمانہ دور میں ارباب فکر کی نہایت سرگرم امداد حاصل ہے۔ بچوں کی ضرورتوں، اور کھیل کے متعلق انکے پیدائشی حقوق کا یہ صحیح احساس اور پرزور اعتراف ہی۔

کھیل کے متعلق ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ وہ ایک ایسا کام ہے جس سے خود بچے کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا بہت پرانے زمانے کی قومیں اپنے بچوں کے کھیل کود کو درخورِ اعتنا خیال نہ کرتی تھیں۔ اور ان کیلئے کھیل کے مواقع بہم پہنچانے سے باز رہتی تھیں۔ قدیم یونانی اور رومن تہذیب نے کھیل سے اتنا کام لیا کہ اسے سلطنت کی فوجی قوت کی تعمیر کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ مذہبی قائدین کا گروہ کھیل کو شیطان کا آلۂ کار بتاتے رہے اور اسکے امکان بھر برا کہتے رہے۔ انکا بس چلتا تو وہ کھیل کی رسم کو دنیا سے مفقود ہی کر دیتے۔

ایک مدت دراز تک کھیل کے متعلق یہی خیال رہا کہ وہ بس تضیع اوقات ہے۔ مذہبی معتقدات اور مذہبی تعلیم نے اسے اور بھی گرا دیا اور وہ شیطان کا بہترین آلۂ کار قرار دیدیا گیا۔ ان خیالات کی تشریح کی غرض سے مندرجۂ ذیل اقتباسات کا یہاں درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ یہ اقتباسات اٹھارویں صدی کے جرمنی اسکولوں کے قواعد و ضوابط سے لئے گئے ہیں۔

"کھیل خواہ وہ کسی شکل و صورت میں ہو قطعاً ممنوع ہے۔ بچوں کو اس طریقے پر تعلیم دیجائے کہ مذہبی اصول ان کے سامنے پیش کر کے **کھیل کی لغویت اور اسکی وجہ سے تضیع اوقات** انپر بخوبی روشن کر دی جائے۔ انہیں اچھی طرح سمجھا دیا جائے کہ کھیل انکے دل اور انکی توجہ کو خدا کی طرف سے اور حسن سرمدی کی طرف سے برگشتہ کر دیتا ہے اور انکی روحانی زندگی پر اسکا برے کے سوا کوئی اچھا اثر نہیں پڑ سکتا انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی سچی مسرت اور دلی توجہ اپنے مقدس اور متبرک نجات دہندہ کی طرف مبذول رکھیں، کیونکہ جو لوگ دنیاوی عیش کی تلاش میں رہتے ہیں انہیں اشکباری اور رنج و غم کے سوا کچھ نہیں ملتا"

سنہ ۱۷۹۲ء میں امریکہ کے میتھوڈسٹ چرچ کی تعلیمات کا اقتباس حسب ذیل ہے۔

"۔۔۔۔۔ ہم نہایت ہی سختی کیساتھ کھیل میں دلچسپی لینے سے منع کرتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ سب طالب علم پانچ بجے سو کر اٹھ بیٹھیں ۔۔۔۔۔ گرمی ہو ۔۔۔۔۔ یا جاڑا ۔۔۔۔۔۔ انکی تفریح کے مشاغل باغبانی کرنا، پیدل چلنا، سواری کرنا اور نہانا ہونگے، اگر وہ گھر سے باہر تفریح کریں، اور بڑھئی کا کام، دھات کی چیزوں میں ٹانکے لگانیکا کام یا خراد کا کام ہونگے اگر وہ گھر کے اندر تفریح کرنا چاہیں ۔۔۔۔۔۔۔ نہانے کے موقع پر ایک استاد ہمیشہ ساتھ رہا کریگا۔ ایکوقت میں ایک طالب علم نہائیگا اور کوئی طالب علم ایک منٹ سے زیادہ پانی کے اندر نہ رہیگا۔۔۔۔۔ طالب علم

پہلی بات یہ سمجھ لینی چاہئیے کہ ضبط نفس کی تربیت ایک بہت اعلیٰ وارفع مقصد ہے اور جیسا کہ قاعدہ ہے کہ ہر اعلیٰ مقصد کے لئے کافی سعی و استقلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسیطرح ضبط نفس کیلئے بھی مسلسل جہد و ثبات کی ضرورت ہے۔ ضبط نفس، کی تربیت کی رفتار بہت سست ہوتی ہے۔ لیکن مایوسی کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے +

بہت احتیاط سے سمجھ لینے کی دُوسری بات یہ ہے کہ ضبط نفس کیلئے سلبی تربیت بہت مضر ثابت ہوتی ہے سلبی تربیت سے مُراد یہ ہے کہ بچہ کے ہر معاملہ میں روک ٹوک کیجائے یا اسکے ہر فعل کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے اس قسم کا ماحول بچہ کُشی کے فعل سے بھی زیادہ خطرناک ہے ضبط نفس کا تو ذکر ہی کیا ہے، اس میں عزت نفس اور غیرت نفس کا پاس تک نہیں رہتا۔ نہیں کہا جاسکتا کہ ایسا بچہ بڑا ہو کر کیا ہو اور وہ اپنے لئے اور تمام دنیا کیلئے کس حد تک ضرر رساں ثابت ہو۔ اسلئے ضرورت ہے کہ جو والدین اس عظیم الشان مقصد کو لیکر اٹھیں وہ ہمیشہ ایجابی طریقہ اختیار کریں۔ یہ ضبط نفس، کی تعلیم و تربیت بالکل صحیح اور سیدھا راستہ ہے +

تیسری ضروری بات یہ کہنی ہے۔ کہ بچہ کی تعلیم ہو یا تربیت یا کوئی اور اعلیٰ مقصد ہو، اسکے لئے بہر حال سر پرستوں کو ایک بہتر نمونہ ہونیکی ضرورت ہے۔ بچہ ہر چیز کی نقل کرنے پر فطرتاً مجبور ہے۔ جس قسم کے آدمی اور جس قسم کی چیزیں بچے کے سامنے ہونگی وہ انکی نقل کریگا اور اپنے آپکو ان ہی جیسا بنالیگا۔ اگر ہم بچہ کو ضبط نفس کا عامل بنانا چاہتے ہیں تو ہمکو بھی اسکا بہت سختی سے عامل ہونا چاہیئے۔ اگر اسکے خلاف کوشش کیجائیگی تو اس سے نہ صرف یہ کہ مقصد معلومہ ہی حاصل نہ ہوگا بلکہ اس قسم کے کیریکٹر کا اثر بچہ کے خصائل میں اور زیادہ خرابی کیساتھ ظاہر ہوگا ضبط نفس کی کامیاب تعلیم کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ اسکی قوت مشاہدہ کو قوی کیا جائے تاکہ وہ اچھے اور برے افعال کے نتائج بطور خود اخذ کرکے اسپر عامل ہو۔ جسقدر اسکے تجربات وسیع ہوتے جائینگے وہ ضبط نفس کی تعلیم و تربیت میں ممد ثابت ہوں گے +

ضبط نفس کی تربیت کیلئے انعطاف توجہ ایک کامیاب اصُول ہے۔ شیر خوار بچوں میں ہم یہ کام بہت آسانی سے کرسکتے ہیں مثلاً جو بچہ گھڑی گھڑی دودھ پینے کی خواہش کرتا ہے تو ہم کھلونوں کے ذریعہ اسکی توجہ شیر خوری کی لذت سے ہٹا سکتے ہیں۔ اسیطرح گویا اسکو ضبط نفس کی ابتدائی تعلیم دیتے ہیں، بڑے بچوں میں یہ کام بہت احتیاط سے باصلاح خیال کرنا چاہیئے تاکہ بچہ یہ نہ سمجھ سکے کہ اسکے سرپرست اسکی مطلوبہ چیزوں میں مانع بن رہے ہیں۔ اگر اسکا یہ خیال راسخ ہو گیا۔ تو آیندہ تربیت میں بہت اہم رکاوٹ ثابت ہوگا +

بہر حال ضبط نفس کی کامل تربیت کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ بچہ خود ہی خیر و شر میں امتیاز پیدا کرے اور اگر ضرورت پڑے تو خوشی سے ترک خواہش پر آمادہ ہوجائے اور جذبات کی فوری تسکین کی خواہش کو اعلیٰ خواہشات پر ترجیح نہ دے اور اسمیں ایثار و قربانی روح کارفرما ہو جائے +

ضبط نفس ایک ایسی وسیع چیز ہے کہ جسکی توضیح اور تشریح میں ابھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن اسکے متعلق بطور کلیات کے جو کچھ کہا جا سکتا تھا اسکا کافی حصہ ہو چکا ہے نذر ناظرین

ایک آزاد قوت ارادی

قوت ارادی کے متعلق گذشتہ صفحات میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ ہم ایک انسانی بچہ میں ایک آزاد ہی قوت ارادی دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اور ایک ایسا انسان جسکی فرومایہ خواہشات اور ان کے محرکات ختم ہوچکے ہوں اور ایک ایسا انسان جس کا مقصد حیات اسکے سامنے واضح طور پر ہو اور وہ اسکے حصُول میں اپنی آزاد قوتِ ارادی کو کام میں لائے۔

ہم نے لفظ "آزاد" سمجھکر استعمال کیا ہے۔ در اصل آزادی سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بچے کے حرکات و افکار کی اس طرح تربیت کیجائے کہ انمیں سے بے معنی اور لغو حرکات خارج ہو جائیں۔ اور وہ آزادی سے قوت ارادی کی مدد کے ذریعہ ایک متعین مقصد کے حصُول میں کوشش کرے۔ لیکن اگر آزادی سے یہ مراد سمجھ لی گئی۔ کہ بلا روک ٹوک ابتدا ہی سے بچہ کی فرومایہ خواہشات کو پورا کردیا جائے اور جائز و ناجائز کا امتیاز بھی اٹھا دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ بچہ کے ایسے سرپرست ضرور اسکی دماغی جسمانی اور اخلاقی تباہی کی تکمیل کردینگے +

جب تمہارا پیارا بچہ ایک آزاد قوت ارادی کے حصُول میں کوشاں ہو تو اب اُسکے لئے تمہاری سب سے بڑی مدد یہ ہوگی کہ تم اسپر اعتماد کرو۔ بلکہ اس میں بھی یہ احساس پیدا کردو کہ تم اسپر اعتماد کرتے ہو۔ بس اب تم نے اپنا فرض پورا کرکے دنیا کو ایک آزاد قوت ارادی کا مالک، اپنے نفس پر قابو رکھنے والا آزاد فطرت انسان دیدیا ہے۔

یَا صَاحِبُ الْعزم۔ اب تو اپنے جوہر دکھا۔ اور دنیا کی راہ ترقی میں جہاں جہاں روڑے تجھکو نظر آئیں ہٹا دے ؛

اثر پڑتا ہے ، ماں باپ معلم اگر ان تمام باتوں سے واقف ہوں تو بچے کا نشوونما بہت صحیح ہوگا ، چار سال کی عمر میں بچہ اپنے بدن کے بڑے بڑے عضلات سے کام لینا پسند کرتا ہو ، وہ پنسل سے لکیریں کاڑھتا ہے ، اور بازوؤں کو جھولا یا کرتا ہے ۔ ناواقف علم لوگ اس موقع پر یہی کرینگے کہ اس سے حروف تہجی لکھوائیں گویا نازک تر عضلات سے کام لینا سکھائیں ، اور یہ ایسا کام ہے کہ جسکے لئے ابھی بچے کے قویٰ تیار نہیں ہیں ۔ وہ ایسا ہی کر سکتے ہیں کہ ایک دو برس کے بچے میں ، اس قسم کی تہذیب پیدا کرنی چاہیے کہ وہ فیاضی دکھائے اور دوسرے بچوں کو جو اس سے ملاقات کرنے آئے ہیں اپنے کھلونے تقسیم کر دے ، حالانکہ فطری طور پر اسکی یہ عمر خود غرضی اور خود طلبی کی ہے

بچہ جس قدر ترقی کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے ، اسی نسبت سے کھلونوں کے متعلق اسکی ضرورتیں اور دلچسپیاں بدلتی جاتی ہیں ہوشمند والدین کو ان تبدیلیوں کے سمجھنے کے قابل ، اور بچے کی نئی نئی منازل ترقی کیلئے پہلے سے تیار رہنا چاہیئے تاکہ وہ ان موقعوں پر نہ صرف یہ کہ بچے کو اسکی ضرورت کے مطابق نئے کھلونے اور کھیل کی چیزیں دے سکیں ، بلکہ اسکے بڑھتے ہوئے شوق کو صحیح اور تعمیری راستوں پر لگا سکیں ، والدین کو اب ضرورت پڑیگی کہ کھلونوں سے اور کھیل کی چیزوں سے نئی دلچسپی پیدا کریں کھیل کود کو صرف تفریح سمجھنا غلطی ہے بچے کیلئے وہ زندگی کا سب سے اہم مشغلہ ہے کھیل درحقیقت اس کا کام ہے کھلونے اسکے کام کے آلات ہیں

ایک تعمیری تجویز کی ضرورت

تمام صاحب فکر والدین کا اب یہ خیال ہوگا کہ بچے کی زندگی پر اس قدر اہم اثر ڈالنے والی چیز کیلئے یہ ضروری ہے کہ اسکے متعلق معقول تجاویز تیار کیجائیں اور اس کام کو بطریق احسن چلایا جائے ، پہلے وہ تمام ضروری باتیں معلوم ہونی چاہئیں جنکا چھوٹے بچوں کے کھیل سے تعلق ہو

کھیل کی جگہ

ہر ایسے گھر میں کہ جس میں بچے ہوں ایک کمرہ یا کوئی ایک کونہ کھیل کیلئے مخصوص ہونا چاہیئے ، جہاں بچے دوسروں کی مداخلت کے بغیر اپنی طرف سے سرگرمیاں جاری رکھ سکیں ۔ اس زمانہ میں جبکہ شہروں کی آبادی گنجان ہوگئی ہے اور چھوٹے چھوٹے تنگ کمرے بنائے جاتے ہیں بعض اوقات گھر میں کھیل کا کمرہ بنا دینا دشوار ہوتا ہے ۔ اگر ایسا کیا جائے تو اسکے یہ معنے ہوتے ہیں ، کہ مہمانوں کا کمرہ یا تہ خانہ ، یا دھوپ کھانیکا کمرہ بچوں کو دیدیا جائے لیکن بکثرت والدین کو بتجربہ ہوا ہے کہ اس قسم کی قربانی کا معاوضہ نقصان سے کہیں زیادہ اس صورت میں مل جاتا ہے کہ بچوں کی وجہ سے گھر میں برہمی اور ابتری پیدا نہیں ہونے پاتی ۔ تمام نہاد ضابطہ و آئین کے متعلق پیچیدہ مسائل رونما نہیں ہوتے اور ایک طرف تو بچونکی ذہنی جسمانی ، اور جذباتی ترقیوں میں اور دوسری طرف خود ماں باپ کے سکون و آرام میں بہت کچھ اضافہ ہوجاتا ہے ۔

کوئی بالاخانہ ، دھوپ کمرہ ، یا ایسی ڈیوڑھی کہ جس میں دھوپ کا گذر ہو بچوں کے کھیل کے کمرے کا بخوبی کام دے سکتی ہے کھیل کے بعد کھلونوں کو اٹھا کر رکھنے کیلئے اس کمرے میں کافی انتظام ہونا چاہیئے ، اگر کھلونوں کو اٹھا کر رکھنے کے متعلق آسانیاں ہوں اور بچوں کو بہت سا جھگڑا نہ کرنا پڑے تو صفائی اور ترتیب یعنے "ایک مقررہ جگہ ہر چیز کیلئے اور ہر چیز اپنی مقررہ جگہ پر" رکھنے کی عادت خود بخود پڑجاتی ہے کھلونوں کے طاق اور الماریاں نیچی اور بچوں کی دسترس کے اندر ہونے چاہئیں ، تاکہ اپنا کام خود کرنیکی عادت پڑجائے ، اگر ممکن ہو تو الماری کا ایک حصہ بالحاظ ہر بچے کی چیزوں کیلئے جُدا جُدا ہوں ۔ اس سے بچے کے اس احساس میں ترقی ہوگی کہ حق ملکیت کیا چیز ہے اور وہ دوسروں کی ملکیت کا احترام کرنا سیکھ جائیگا ، نیز یہ کہ اس طرح بچوں میں باہم لڑائی جھگڑا بھی نہ ہوا کریگا ۔

میز کرسی وغیرہ کے متعلق بس اتنا کافی ہے کہ انکی اونچائی بچوں کے قد کے مناسب ہو ، اور وہ مضبوط ہوں ۔ کرسیاں اتنی نیچی ہوں کہ بچے کے پاؤں پورے طور پر ٹک جایا کریں ۔ میزیں بس اتنی اونچی ہوں کہ بچے بلا تکلف ان پر کام کر سکیں ۔ اور انکی چولیں ڈھیلی نہ ہوں ۔ بچوں کے اس قسم کے سامان پر اسے مضبوط اور مطابق ضرورت بنوا کر تھوڑا روپیہ زیادہ صرف کر دینا ایسا اسراف ہے کہ جسے ہوشمندانہ کفایت شعاری کہا جائیگا کیونکہ ہر گھر میں یہ سامان مستقل طور پر موجود ، اور آئندہ پیدا ہونیوالے بچوں کے کام آتا رہیگا ۔ متحرک میز کرسیوں کے پایوں میں اگر ربر کے آواز کش لگے ہوں تو گھر کے دوسرے رہنے والوں کے کان بہت سی ناخوشگوار اور سامعہ خراش کھڑکھڑ سے محفوظ رہیں گے ۔ جھاڑ و اور کوڑے کا تسلہ لٹکانے کیلئے کھونٹیاں نیچی ہونی چاہئیں ، یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جنکی وجہ سے اپنی مدد آپ کرنے کی عادت راسخ ہوتی ہے ، اور اپنا کام

ان تمام چیزوں سے کوئی واسطہ نہ رکھیں گے جنہیں دُنیا کھیل کود کہتی ہے۔ اس قاعدے کی پابندی انتہائی سختی کیساتھ ہونی چاہیئے ․․․․ کیونکہ جو لوگ بچپن میں کھیلتے رہتے ہیں وہ بڑے ہوکر بھی کھیلتے ہی رہتے ہیں۔"

جس خیال کا اظہار مندرجہ بالا اقتباسات میں کیا گیا ہے کھیل کے متعلق ہمیں اور ہمارے معاصر جان ڈیوے کے نقطۂ نظر میں بہت ہی بڑا اختلاف ہے، جنکا یہ خیال ہے کہ بچے کے نشو و نما کا زمانہ بھی ایک حقیقی زندگی کا زمانہ ہوتا ہے، نہ کہ زندگی کیلئے تیاری کا دور، اور یہ کہ بچوں کے لہو ولعب کے افعال چونکہ انتہائی شوق انکا محرک ہوتا ہے، اسلئے بچوں کی تعلیم کے لحاظ سے انکی اہمیت سب سے زیادہ ہے

کھیل کا تعلق نشوونما سے

بچوں کیلئے عمدہ غذا کی بہم رسانی کا مسئلہ جسکی ضرورت انکی بڑھوار کے لئے ہے جس قدر غور و توجہ کا محتاج ہے اسیقدر بچوں کی کھیل کی ضروریات کا مسئلہ بھی ہے کھیل بھی بچوں کے صحیح نشو ونما کیلئے اسی قدر ضروری ہے کہ جتنی غذا اور آرام۔

انسان کھیل سے بنا ہوا جانور ہے کھیل انسان کے خمیر میں داخل ہے۔ انسانی بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو انتہا سے زیادہ بے بس اور بے طاقت ہوتا ہے، اور اسکی شیر خواری کا زمانہ بھی کافی طویل ہوتا ہے۔ وہ قدرت سے بہت ہی تھوڑے سے سبق سیکھ کر دُنیا میں آتا ہے۔ بہت ہی آسانی سے ہر صورت پر ڈھل جانیوالا ہوتا ہے اور بہت برسوں میں کہیں جاکر بلوغ کو پہنچتا ہے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسکے طرز عمل کا ماحول سے اثر پذیر ہوکر ماحول کے حالات و مطالبات کے مطابق ڈھلتے چلے جانا ناگزیر ہوتا ہے۔

یہ کھیل ہی ہے جو بچے کو تعلیم دیتا ہے، بلکہ بچے کو واقف کار بنا دیتا ہے کھیل ایک بہت ہی زبردست مصلح عادات اور عقل آموز ہے بچہ اگر دن بھر بھی کھیلتا رہے تو اس کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ وہ ہمہ وقت خود اپنی تعلیم میں مصروف ہے۔ وہ کام کرتا، کام کر کے، تجربہ کر کے، اور غلطیاں کر کے سیکھتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا شوق یہی ہوتا ہے کہ اڈھیڑ بن کئے جائے ہر چیز کو چھوتا چھیڑتا رہے اور چیزوں کے متعلق یہ معلوم کرتا ہے کہ وہ کس کام آسکتی ہیں، انہی مصروفیات کے دوران میں احساس، خیال، اور عمل کی عادات کی تعمیر بھی کرتا رہتا ہے جو آخر کار اسکی شخصیت کو قائم اور مستقل کر دیتی ہیں۔

ان تجربات کی بدولت جو کھیل کے دوران میں چیزوں کو پکڑنے، چھونے، لڑھکانے، دھکیلنے، کوٹنے، اور تولنے کے ذریعے سے ہوتے ہیں۔ بچہ ان اشیاء کا پورا علم حاصل کر لیتا ہے جن سے اسکی دُنیا بنی ہے۔ وہ معلوم کر لیتا ہے کہ وہ تمام اشیا اسکا کیا بنا سکتی ہیں اور وہ خود ان کا کیا بنا سکتا ہے۔ کھیل کے ذریعہ سے بچہ ابتدائی عمر ہی میں یہ بھی سیکھ جاتا ہے کہ دوسروں کیساتھ تعاون کس طرح کیا جاتا ہے۔ جو کھیل جماعت بنا کر کھیلے جاتے ہیں وہ اسے مقتدی بننا بھی سکھا دیتے ہیں۔ اور مقتدی بننا بھی۔ اپنی باری پر کھیلنا، کھیل میں برابر کا حصہ لینا۔ آئندہ زندگی کیلئے ضروری سبق ہیں اور کھیل کے ذریعے سے بآسانی اور بالکل قدرتی طریقے پر خود آجاتے ہیں۔ کھیل کی دوڑ بھاگ کے ذریعہ سے ایک تندرست اور توانا جسم بنتا ہے اور جسم کے عضلات کا نظام تناسب بالتدریج مکمل ہو جاتا ہے۔

اسکے بعد اور اسکول سے پیشتر کے زمانے میں کھیل کا شوق اکثر و بیشتر اس ماحول کی نقل بنانے سے متعلق ہوتا ہے جس میں بچہ پرورش پا رہا ہے اپنے کھلونوں اور کھیل کی چیزوں سے بچہ اپنی چھوٹی سی دُنیا الگ بناتا ہے، اور پھر اس دنیا میں گھر بنانے، سامان جمع کرنے، اور بچے پالنے کی نقلیں اتار کر وہ دوسروں کے محسوسات کو سمجھنا سیکھ جاتا ہے۔ اسے آجاتا ہے کہ خود کو دوسروں کی جگہ تصور کرلے اور یہ ہمدردی معاملہ فہمی اور رواداری و تحمل کی بنیاد ہے کھیل کی بدولت بچے کو ایسے موقعے بھی ملتے ہیں کہ وہ اختراعات کے ذریعہ اپنے دلی جذبات و خواہشات کا اظہار کر سکے جس بچے کے پاس مناسب اور ضروری چیزیں اور کھلونے موجود ہوتے ہیں۔ اسکے عملی قویٰ کو ایک قسم کی تحریک پہنچتی رہتی ہے کہ وہ اپنے تخیل کے مطابق کام کرے اور چیزیں بنائے اور اس طرح اسکی قوت ابداع کو اور دوسروں سے بے نیازی کو مشق کا موقع ملتا ہے تخلیق کی قوت بڑھتی ہے اور تعمیری سرگرمیوں کی اور تجاویز مرتب کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

کھیل عمدہ عادات، ہنرمندی، اور جذباتی کیفیات کیلئے تمام دوسری چیزوں سے زیادہ سامان عمل فراہم کرتا رہتا ہے، کیونکہ اس کی تحریک خود بچے کے دل کے اندر سے ہوتی ہے اور اتنا کام بچے کے نشو و نما کے عہد کیلئے موزوں بھی ہوتا ہے، بچے کی بڑھوار کے مختلف زمانوں کیلئے جو مختلف قسم کے کھیل مخصوص ہوتے ہیں۔ ان کا بچے کے ترقی پذیر جسم کی نشو و نما پر اور عمر کے ساتھ ساتھ ظاہر ہونے والی تبدیلیوں پر بہت ہی گہرا اثر

بنے ہوئے کھلونوں کی نسبت مہنگے ہوتے ہیں لیکن ایک ایسا جھنجھنا جو بجتا ہی نہ ہو، ایک ایسا ہتوڑا جو بہ یک ضرب ٹوٹ جائے، ایلومنیم کی رکابیاں جو ننھی باورچن کے ہاتھوں کا زور بھی نہ برداشت کر سکیں اور ٹیڑھی ہو جائیں۔ کیا ان چیزوں کو کسی صورت میں بھی سستا کہا جا سکتا ہے؟ چھوٹے بچے کے مطابق بنی ہوئی کھیل کی ایسی چیزیں جو اطمینان بخش ہوں، اور جو ایک گھر کے دو یا تین بچوں کو کام دیں مہنگی نہیں کہلا سکتیں، بچے مختنی بھی ہوتے ہیں اور پھوہڑ بھی۔ اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان میں ذمہ داری کا احساس اور معقولیت کیساتھ کھلونوں کی نگہداشت پیدا ہو جائے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم انہیں ایسی چیزیں دیں جو فرضی نہیں بلکہ حقیقی استعمال کی تاب لا سکیں۔

اجتماعی کھیلوں کے کھلونے ضروری ہیں

چونکہ مقصد یہ ہے کہ بچوں کی توجہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے ہٹا کر دوسروں کی جانب منعطف کیجائے اسلئے یہ ضروری ہے کہ ایسے کھیلوں اور کھلونوں کے ذریعے سے جو مل جل کر کھیلے جاتے ہیں طبیعت میں اجتماعیت کی جانب میلان پیدا کیا جائے۔

بچوں کے لئے کھیلنے کی چیزوں کی فہرست مرتب کرتے وقت بچے کی ہر قسم کی ترقی کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے جسمانی بھی اور دماغی بھی گویا ہر بچے کو ان چیزوں میں سے جو مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت میں لکھی ہیں چند چیزیں ضرور ملنی چاہیئیں۔

جسمانی ورزش کیلئے	گاڑی کار، اور گھونسہ بازی کے دستانے
حواس خمسہ کی ترقی کیلئے	زائلوفون، ریت، رنگین دانے یا گولیاں
دُنیاداری کی واقفیت کیلئے	گڑیاں، کپڑے دھونے کے ٹب، گڑیوں کے گھر، اور سامانِ آرائش وغیرہ
دستکاری کیلئے	چکنی مٹی، کاغذ، قینچی،
معماری کے لئے	لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے، تختے، صندوق۔
کھیل کے لئے۔	ہر قسم کے کھیل بالخصوص وہ جو مل کر کھیلے جاتے ہیں۔

مختلف اوقات عمر میں کھیلوں کے شوق اور ضروریات

بہت چھوٹے بچوں کو جنکی عمر دس بارہ مہینے سے زیادہ نہ ہو ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جنہیں وہ چھوئیں اور ہاتھ میں لیں۔ ایسے کھلونوں کی جن سے انکی حس کی تربیت ہو، خواہ چھونے کے ذریعہ سے خواہ سننے کے ذریعہ سے یا دیکھنے کے ذریعہ سے، جیسے کہ جھنجھنے۔ گھنٹیاں، ایسے جانور جنکی کھالوں میں روئی وغیرہ بھری ہو۔ اور ربر کی گڑیاں۔

جو بچے گھٹنیوں چلنے یا کھڑے ہو کر چلنے لگیں انہیں ایسے کھلونوں کی ضرورت ہے جن سے ہاتھ پاؤں اور دھڑ کے بڑے بڑے عضلات کی ورزش ہو، لکڑی کے بڑے ٹکڑے جنہیں وہ گھسیٹے اور ان کے ساتھ ساتھ بھاگتے پھریں۔ بڑی بڑی گاڑیاں جنہیں وہ کھینچیں اور دھکیلیں بڑی بڑی گڑیاں جنکا لباس بالکل سادہ ہو، اور اس میں بڑے بڑے بٹن لگے ہوں تاکہ انہیں بٹن کھولنے اور لگانے کی مشق ہو جائے۔ اس حصۂ عمر میں بچے کو اس بات کا شوق ہوتا ہے کہ بطور خود مختلف چیزوں سے کام لے۔ وہ صندوق میں رکھے ہوئے لکڑی کے ٹکڑوں کو باہم جوڑنا اور انکا ڈھیر لگا کر پھر ترتیب سے رکھنا پسند کرتا ہے، وہ بہت کافی دیر تک بیٹھا ہوا ریت کو سانچوں کے یا برتنوں کے اندر بھرنا اور پھر لوٹ دینا خوشی کیساتھ گوارا کرتا ہے۔ لکڑی کے موٹے موٹے دانے جن میں تاگا پرونے کیلئے سوراخ ہوں اسے پرونے کا کام سکھا دیتے ہیں، اور ہاتھ کے نازک تر عضلات میں نظامِ تربیت قائم ہو جاتا ہے۔ وہ شور مچانے والی چیزوں کو جیسے کہ ڈھول یا گھنٹیاں یا لکڑی کے زائلوفون ہوتے ہیں بہت پسند کرتا ہے۔

جب بچہ اپنی گردو پیش کی چیزوں سے اچھی طرح مانوس ہو جاتا ہے اور اپنے جسم پر کافی قابو حاصل کر لیتا ہے تو اب اسکی سرگرمیاں سرتاسر تعمیری ہوتی ہیں، صرف یہی نہیں کہ وہ بعض چیزیں بنانے لگے، بلکہ وہ مختلف چیزوں کے بنانے کیلئے تجاویز بھی مرتب کرنے لگتا ہے ڈھائی برس کی عمر کے بعد سے وہ ان تمام باتوں کی نقل اُتارنی شروع کر دیتا ہے جو اسکے آس پاس اپنے گھر میں یا پڑوس کے گھروں میں ہوا کرتی ہیں جھاڑویں، کوڑے کے تسلے، رکابیاں، ٹیلیفون، باغبانی کے آلات گڑیوں کا سامان، سب اسکے لئے ضروری ہیں۔ تاکہ وہ اپنے روزمرہ کے مشاہدات کی نقل اُتارنے میں ان سے مدد لے سکے۔ اب وہ وقت ہوتا ہے کہ جب لکڑی کے بڑے بڑے ٹکڑے بہت ہی ضروری ہوتے ہیں

کرنیکے بعد اپنا گھر صاف کرنیکی ذمہ داری محسوس ہونے لگتی ہے۔

درختوں کے دو چار گملے، ایک آدھ چڑیا یا مچھلی، اور ایک دو کچھوے اور مینڈک ان کھیل کے کمروں میں جان ڈال دیتے ہیں۔ اور بچے ہیں جانداروں کے کیساتھ ہمدردی کرنے کی عادت پیدا کرتے ہیں، نیز یہ کہ بچوں کو حیات کی ان ابتدائی صورتوں میں افزائش نسل کے طریقے سمجھانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

کھیل کے کمرے کے سامان اور آرائش کے متعلق یہ سب سے مقدم ہے کہ سادگی کا پورا خیال رکھا جائے یہ بچوں کی کارگاہ ہے، اور بڑوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اسے ایسے سامان آرائش سے پاٹ نہ دیں کہ جس کا انتخاب بچوں کی ضرورت کی بنا پر نہیں بلکہ بڑوں کی پسند کی بنا پر عمل میں آیا ہے۔

کھیل کا احاطہ

کھیل کے کمرے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ گھر سے باہر بھی بچوں کو کھیلنے کیلئے کوئی جگہ دیجائے۔ جہاں انہیں دھوپ اور کھلی ہوا میسر آسکے، اور جہاں وہ آزادانہ دوڑ بھاگ سکیں جو کمرے کے اندر نہیں ہو سکتا۔ یہ مقام کوئی احاطہ ہو یا مکان کی چھت، یا پیش دردالان۔ یہاں بھی ہر چیز میں سادگی ہی بہترین آرائش ہوگی۔ ریت کا ایک بکس یا ڈھیر غالباً سب سے زیادہ پسندیدہ اور بچپن کے کھیلوں کیلئے سب سے زیادہ کارآمد چیز ہے۔ اور ایک صندوق اور ریت کی قیمت اس قدر کم ہے کہ کسی بچے کو بھی اس مسرت سے محروم نہ کرنا چاہیئے چند برتن مثلاً چمچے اور ماہی توے یا چند ریت کے کھلونے ایسی چیزیں ہیں جن میں کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن ان سے بہت بیش قیمت تجربات حاصل ہوتے ہیں۔ بچے انہیں خوش رہتے ہیں کہ گھنٹوں بیٹھے ہوئے ریت برتنوں میں بھریں اور لوٹ دیں۔ ذرا زیادہ عمر کے بچے ریت کے ڈھیر میں غار کھیلیں، دریا، ریت، گاؤں اور اسی قسم کی اور چیزیں بنا بنا کر اپنی قوت اختراع اور قوت تخیل کو ترقی دیا کرتے ہیں اور مختلف قوموں کے حالات سے واقفیت پیدا کرتے ہیں۔

کھیل کے احاطے کا دوسرا کارآمد سامان: ایک جھولا، ایک پھسلنے کا تختہ، ایک تختہ جو کسی اونچی چیز پر ٹکا ہوا ہو اور ذرا سے وزن سے کبھی اس طرف جھک جائے اور کبھی اُس طرف، چند لکڑی کے تختے، ایک چھوٹی سی صندوق اور ایک خیمہ۔ یہ سب سامان خانہ ساز ہو یا بازار سے خرید لیا جائے، ہر دو صورتوں میں مضبوطی اور حفاظت کے نقطۂ نظر سے اس کا امتحان ضروری ہے، باغبانی کے چند آلات۔ ایک مختصر سا باغیچہ، چڑیوں کیلئے چڑیا گھر، خرگوشوں کا ایک پنجرا، ایک بلی یا کتا، یہ تمام چیزیں مطالعۂ فطرت پر بچے کی طبیعت کو مائل کرتی ہیں، اور بیج بو کر پیڑ پیدا کرنے یا چڑیوں کے بچے نکلوانے میں غور و پرداخت کی عادت پڑ جانے کی وجہ سے بچے میں ذمہ داری اور مختلف تجاویز سوچنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور کام پورا کر لینے کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

بچوں کو کن کھلونوں کی ضرورت ہے

اول سب سے مقدم بات یہ ہے کہ کھلونا ایسا ہونا چاہیئے کہ جس سے بچہ کھیلنے لگے۔ اس سے بچے میں بطور خود کچھ کرنے کی رغبت پیدا ہو بچے کے تخیل کو تحریک پہنچے، اور وہ کئی مختلف طریقوں پر بچے کے کام آسکے۔ (مثال کے طور پر لکڑی کے ٹکڑے جن سے عمارت بن سکے، کاغذ اور پنسل، چکنی مٹی وغیرہ ہیں۔)

دوم کھلونا یا کھیلنے کا کوئی مصالحہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جو بچے کے دماغی اور جسمانی نشو و نما سے مطابقت رکھتا ہو، ایسے بچوں کو جن کے ہاتھ پاؤں ابھی قابو میں نہیں ہیں اور جو اپنی حرکتوں کو باضابطہ نہیں کر سکتے بڑے بڑے کھلونے دینے چاہیئں کہ جن سے بڑے بڑے اور اساسی عضلات کی ورزش ہوتی رہے، مثلاً بڑی بڑی گڑیاں، بڑی بڑی گاڑیاں وغیرہ جنہیں دھکیلا جاتا ہے، یا بڑے بڑے لکڑی کے ٹکڑے۔ چھوٹی چیزوں اور چھوٹے کھلونوں کو پکڑنے میں جو دقت بچے کو محسوس ہوتی ہے اور جو زور ننھے عضلات پر پڑتا ہے اس سے کھسیانا پن، بے صبری، اور غصہ وغیرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک نہایت شاندار ریل گاڑی جسے دیکھ کر ایک نو برس کے بچے کی باچھیں کھل جائیں گی وہ ایک گھٹنوں چلنے والے بچے کے لئے ایک موجب تکلیف اور مستحق شکست و ریخت چیز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ غیر موزوں کھلونے مہیا کر کے ہم غالباً بچے میں ناخواستہ عادات پیدا کرا دینگے۔

کھلونے مضبوط اور صحیح صورت کے ہونے چاہیئں

اچھے کھلونے اور کھیل کی دوسری عمدہ چیزیں خراب

ایک چھوٹی بچی کو اگر بلاک کی تصویریں چھاپنے کا سیٹ دیدیا جائے کہ جس سے وہ خوبصورت کارڈ یا کتابوں کے لئے تصاویر چھاپا کرے تو اس سے مسرت بھی بے اندازہ ہوگی اور بہت سبق بھی حاصل ہو جائیں گے، چھوٹے چھوٹے لیکن سچ مچ کے کھانا پکانے کے برتن، ایک سادہ سی کھانوں کی کتاب، گڑیا کے گھر کے لئے سادہ سامانِ آرائش، گڑیا کے لباس کیلئے ضروری سامان ایک چار کا سیٹ، ایک کٹنگوں کی کتاب جسمیں مختلف نمونوں کے ٹکٹ جمع کئے جا سکیں اور اس کیساتھ شوق دلانیکے لئے دو تین نادر ٹکٹ اگر لڑکیوں کو ملجائیں تو نہ معلوم کیا کیا ہو سکتا ہے۔

کھیل کی چیزیں خریدتے وقت صرف ایک ہی چیز پیش نظر ہونی چاہیئے اور وہ بچے کی **ضروریات** ہیں۔ یہ کبھی نہ ہونا چاہیئے کہ ایسی چیزیں منتخب کیجائیں جو ہمیں اچھی اور دلچسپ معلوم ہوتی ہوں۔ بنی بنائی چیزوں کی بنسبت ایسی چیزوں پر زیادہ روپیہ خرچ کرنا چاہیئے کہ جن سے دوسری چیزیں تیار ہو سکیں، اسی طرح ہوشمندی کیساتھ پیشتر سے سوچی ہوئی تجاویز کے مطابق کھیل کی چیزوں کا اگر انتخاب عمل میں آئے تو یقیناً **ہم اپنے بچوں کے لئے ایسی ضروری چیزیں مہیا کر سکیں گے کہ جس سے انہیں مسرت و امتنان بھی حاصل ہو**، اور تعلیمی کھیل اور کھلونے بھی ملجائیں

کس عمر میں کون کون سے کھلونے مناسب ہیں :-

ایک ماہ سے تین ماہ تک :-	ربڑ کی گیند اور گڑیا جھنجنا
تین ماہ سے چھ ماہ تک	ربر کے کھلونے، ایلومینم کے پیالے اور چمچے، ہاتوں سے مسلنے کیلئے کاغذ، چھوٹی سی گیند، چھلے میں پڑی ہوئی چابیاں، اور تاگے کے خالی ریل۔
چھ سے نو ماہ تک	آئینہ، لکڑی کے دانوں کا ہار، چمڑے کے تسمے جن میں گھنٹیاں لگی ہوں، کپڑوں میں لگانے کی آلپنیں، بڑی گیند، مسالے کے بنے ہوئے نہلانے کے ٹب بجنے والے کھلونے۔
نو سے بارہ ماہ تک	چھوٹے چھوٹے ڈھول، یا جاپانی گھڑیاں، کھلونوں کی ٹوکری۔ روئی بھرے ہوئے جانوروں کی کھالیں، لکڑی اور ربڑ کی گڑیاں
گھٹنیوں چلنے یا کھڑے ہو کر چلنے والے بچے کے لئے	بڑی گیندیں جو فرش پر لڑھکتی پھریں۔ ننھا سا گڑولنا، فرش پر دھکیلنے اور چلانے کے کھلونے۔ لکڑی کی ریل گاڑی، گڈیوں کی گاڑی، لکڑی کے ٹکڑے گھسیٹنے اور دھکیلنے کیلئے۔ ایسے کھلونے جن میں ڈورا باندھکر گھسیٹا جا سکے۔ خوب نیچا سا جھولنا، مضبوط کرسی جسے بچے کھینچے کھینچے پھریں۔ اور اس پر بیٹھیں۔
دو سال کے بچے کیلئے۔	ریت کا صندوق، رنگین تیپر، ریت کے کھلونے، برتن اور سانچے۔ گیندیں بڑی بڑی، ملائم۔ اونی وغیرہ
دو سال سے پانچ سال تک۔	لکڑی کے ٹکڑے (چار انچ لمبے، چار انچ چوڑے، اور چار انچ اونچے) اینٹ کی شکل کی لکڑ کے ٹکڑے گھڑیاں، گھنٹی دار جھنجھنے، تنبورہ۔ ایسی گڑیاں جو دھل سکیں ربر یا لکڑی کی۔ کپڑے اور موٹے گتے کی تصویروں کی کتابیں۔ مختلف قسم کی گاڑیاں تختے کا جھولا، پیدل چلنا، برف پر پھسلنا۔ برف پر چلنے کی گاڑیاں، ٹھیلے، کئی گاڑیوں کی قطار، جھاڑو اور برف کھودنے کا کدال۔ گھوڑے کی باگیں، چھوٹی بڑی گیندیں۔

تاکہ وہ ان سے ریلوے اسٹیشن، گھر، گودام، اور دیگر دلچسپ تعمیرات اپنی گڑیلوں اور کھلونوں کیلئے بنا سکے، اور زندگی کے کاموں کی نقل اتار سکے یہ بڑے ٹکڑے اسے جتنے بھی مل سکیں کم ہیں، سب سے اچھے وہ ہوتے ہیں جنکی شکل اینٹ کی سی ہوتی ہو انکی لمبائی چوڑائی اور موٹائی دس انچ اور چار انچ اور دو انچ ہونی چاہیئے، ہر باپ جسے آری چلانی آتی ہو، بآسانی چار انچ چوڑی دو انچ موٹی لکڑیوں میں سے خود دس دس انچ لمبے ٹکڑے کاٹ سکتا ہے۔ ان اینٹوں کو صاف اور چکنا کرنیکے لئے بچے خود ہی ریگ مال کرلینا پسند کرینگے۔

اسکول جانے سے پیشتر کی عمر میں ان مذکورہ بالا اینٹوں کے علاوہ بچے کو ہاتھ سے کام کرنیکے لئے اور صدہا چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ ڈرائنگ کے کاغذ کے بڑے بڑے تختے (۲۴ × ۱۲ انچ) یا پرانے اخبار خریدے جاسکتے ہیں جو سستے بھی ملتے ہیں، اور اچھی طرح کام بھی دیتے ہیں۔ رنگین پنسلیں، نقشہ کشی کے رنگ، چکنی مٹی نمونے بنانے کیلئے۔ ریت، کھجور کے پتوں کے ریشے، اور اسی نوع کی دیگر اشیاء، ہاتھ کے کام کی چیزیں جدا جدا انکی خرید لینے میں نفع ہے سبنے بنائے سیٹ بازار میں گراں بھی ملتے ہیں اور اچھے بھی نہیں ہوتے، ہاتھ کے کام کے سلسلے میں والدین کو یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ اسکا مقصد بچے کے ہاتھ اور آنکھ کی تربیت، اسکے تخیل کا نشوونما اور اسے ایسے مواقع کی بہم رسانی ہے کہ وہ اپنے دلی خیالات و جذبات کا اظہار کرسکے نکہ شروع ہی سے بنی بنائی تیار چیزیں خرید لینا جیساکہ بڑی عمر کے آدمی کیا کرتے ہیں۔ چیزوں کی تکمیل، اور ان کے بنانے کے صحیح طریقے بعد میں سیکھنے کی چیزیں ہیں لیکن قبل اسکول کی عمر میں ہمیں یہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ ہم بالغوں کے نقطۂ نظر سے بچوں کے کاموں میں عیب نکال کر انکی ہمت نہ توڑیں اور انہیں اپنے اوپر جو اعتماد ہے اسے نقصان نہ پہنچائیں۔

چھ سال اور اسکے بعد کی عمر

چھ برس اور اس سے زیادہ عمر کا بچہ کھیل کی انہی تمام چیزوں سے کھیل سکتا ہے لیکن ان چیزوں سے جو کام وہ لیگا وہ مختلف ہوگا، اور اسے ان کے علاوہ اور چیزیں بھی درکار ہونگی، اس عمر میں لڑکی گھر کے نام سے خالی تختوں سے خوش نہیں ہوسکتی اور نہ فرضی سامان آرائش سے، اسے کھیلنے کیلئے اب سچ مچ کی چیزوں کی ضرورت ہے اور مکمل سامان آرائش کی۔ اب وہ ایک ایسا چولہا طلب کریگی جسپر فی الحقیقت کھانا پک سکے، اسے ایک ایسی گڑیا چاہیئے جسے سچ مچ نہلایا جاسکے، صرف وہی چیزیں اس کیلئے پسند کرنی چاہئیں جو پائدار اور مضبوط ہوں، صرف چند چیزیں انتخاب کیجائیں لیکن انتخاب خوب سمجھکر کیا جائے۔ اس بات کا اطمینان کرلینا چاہیئے کہ وہ سب عمدہ چیزیں ہیں۔ لڑکے کو اب اسی قسم کے اوزاروں کی ضرورت ہے جیسے باپ کے پاس ہیں۔ اور اسکے لئے بھی اب سچ مچ کے اوزار خریدنے چاہئیں۔ اوزاروں کے سیٹ جو بازاروں میں عام طور پر بکتے ہیں اکثر ناکارہ ہوتے ہیں اور ان پر روپیہ بیکار ضائع ہوتا ہے۔ یہ بہتر ہے کہ اپنے بچے کیلئے آپ ایکوقت میں صرف چند عمدہ اوزار خریدیں اور بعد میں ان پر اضافہ ہوتا ہے فوٹو کا ایک کیمرہ یا نقش و نگار کاٹنے کی آری ایسی چیزیں ہیں کہ جن میں گھنٹوں اس کا دل بہلا رہتا ہے، اور جن سے اسے مختلف سبق حاصل ہوتے ہیں، موسیقی کے آلات بہت عمدہ چیزیں ہیں۔ لیکن صرف وہی باجے خریدے جائیں جو عمدہ قسم کے اور اچھے بنے ہوئے ہوں۔

اسکول کی ابتدائی عمر

اسکول کا ابتدائی زمانہ مقابلے کے کھیلوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ وہ زمانہ کہ جب جماعتی مفاد پیش نظر ہوتے ہیں، اور سرگرمئ عمل بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور بچے کو کھیل کی ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جن سے جسمانی ورزش ہو اور جو اسکی قوت عمل کے اخراج کی راہیں مہیا کریں۔ گھروں کے اندر گھونسہ بازی کی مشق کی تھیلیاں اور دستانے اور جمناسٹک کے ڈنڈے اور گھر سے باہر کیلئے برف پر پھسلنے کیلئے جوتے اور تختے، برف پر دوڑنے کی گاڑیاں اور مختلف قسم کے پہیوں کے کھیل مناسب ہیں ٹینس کے یا برف پر پھسلنے کے کلبوں میں بچے کی شرکت اب اسکے کھیلوں کا ایک جائز عنصر ہے، گورکھ دھندے اور جماعتی کھیل اب ضروری چیزیں ہیں چیزیں جمع کرنے کی عادت کو ترقی دینی چاہیئے۔ اس سے اکثر بلوغ کو پہنچنے پر حقیقی شوق طبیعت میں پیدا ہوجاتے ہیں، جو فرصت کے اوقات کے مشاغل کا کام دیتے ہیں۔

بہت سے بچوں کو کل پرزوں سے دلچسپی ہوتی ہے اور یہ چیزیں بہت ہی سبق آموز اور حقیقی مسرت کا ذریعہ ہوسکتی ہیں۔ جس بچے کو آج ایک بجلی سے چلنے والی ریل گاڑی دیدیجائے اسے کل کو اس بات پر آمادہ کیا جاسکتا ہے کہ اسکے چلانے کیلئے جن چیزوں کی ضرورت ہو وہ اپنی جیب خرچ سے روپیہ بچا کر خریدا کرے، اور اس طرح بچے کو اس بات کی عادت ہوجاتی ہے کہ کسی مقصد کیلئے روپیہ پس انداز کرنے لگے مشینوں کے پرزے یا عمارتیں تعمیر کرنیکے سیٹ بچوں کی قوت اختراع کو ابھارتے ہیں اور ان میں پیشتر سے تجاویز سوچنے کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے

بڑوں کی نگرانی بچوں کے کھیل کی نگرانی ضرور کرنی چاہیئے۔ لیکن بلاضرورت مداخلت سے احتراز لازم ہے۔ بچوں کو عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ اپنی دشواریوں کے حل خود تلاش کریں، اور بار بار ماں کے پاس شکایتیں لیجانے اور اس سے مدد مانگنے اور بار بار قضیئے طے کرانیکی بجائے اپنے پیروں پر کھڑے ہوں۔ غالباً بچوں کے کھیل کی نگرانی جس جگہ سے بہترین طریق پر ہوسکتی ہو وہ برابر کا کمرہ ہے، جہاں سے انکی تمام آوازیں کان میں آتی رہیں اور یہ معلوم ہوجایا کرے کہ اب نازک موقع آگیا ہے اور کسی بڑے کی امداد کی ضرورت ہے کھیل کی ایسی مشینیں جن سے بچہ مانوس نہ ہو، انکے استعمال کے وقت خفیف سی نگرانی کی ضرورت ہو جب تک کہ بچہ اسے ٹھیک طریقہ پر استعمال نہ کرنے لگے۔ بچوں کو انکی حفاظت کے متعلق بہت مخصوص طریقے پر متنبہ نہ کرنا چاہیئے، نہ بار بار اس قسم کی نصیحتیں کرنی چاہیئں اگر کوئی بچہ کسی مشین کا پہیا گھمانے میں یا اُسکے کسی اور پرزے کو چھونے میں ڈر رہا ہو تو ذرا سی مدد دیکر اُسے دکھا کر کہ کس طرح اسے چلاتے ہیں اس کی ہمت افزائی کردینے سے اسکا ڈر نکل جائیگا اور ضروری اعتماد علی النفس پیدا ہوجائیگا **بچوں کے اس قسم کے ڈر کا نہ تو مذاق اُڑانا چاہیئے، اور نہ زبردستی اس خوف کے دور کرنے پر مجبور کرنا چاہیئے**۔ بچے کا اس طرح گرنا کہ اسکے کافی چوٹ لگے اور تکلیف ہو اُسکے دل میں آئندہ کیلئے کھیلوں کی طرف سے ڈر بٹھا دیتا ہے، اسلئے بچے کو گرنے دینا بہت ہی بُری بات ہوگی، اور والدین کو چاہیئے کہ اسکے کھیل کے دوران میں اس بات کی نگہداشت کرتے رہیں۔ اس قسم کے بچے کو بچانے کیلئے اس کے کھیل پر نظر تو رکھی جائے لیکن اور کسی طرح پر مداخلت نامناسب ہو۔ تھوڑی بہت چوٹ کا ڈر اس شوق کی وجہ سے بھی دُور ہوجاتا ہے، جو کھیل کی چیزوں اور مشینوں کو استعمال کرنیکے متعلق بچوں کے دل میں بھرا ہوتا ہے جب کوئی حادثہ رونما ہوجائے تو عقلمندی کا مقتضا یہ ہے کہ بچے کی توجہ اس طرف سے کچھ ہنسی اور کھیل کی باتیں کرکے دور کردیجائے۔

ہمیں بچوں کو اس بات کا موقع دینا چاہیئے کہ وہ بطور خود تجربہ کرکے چیزوں کے حالات معلوم کریں، اگر ہماری یہ خواہش ہے کہ ان میں بطور خود فیصلہ کرنے، اور کاموں کو آغاز کرنے کی قوتیں نشوونما پائیں۔ **نگرانی یقیناً اچھی چیز ہے لیکن مداخلت قطعاً نہ ہو**۔

متفرق اشیاء اور کھیل کے سامان کے استعمال میں کامیابی کا تیقن

ایک پُرانی اور غالباً بہت صحیح مثل ہے کہ "کامیاب ہونا ہی اصل کامیابی ہے"۔ بچوں کے کھیل اور بچوں کی تعلیم کے معاملے میں یہ بالکل صحیح ہے۔ بچے سے مختلف قسم کے تجربے کرانے کی تجاویز سوچنے کے وقت بہت زیادہ لحاظ اس بات کا رہنا چاہیئے کہ اسے ایسے کام کرنے کو اور ایسی چیزیں بنانے کو دیجائیں جو اسکی جسمانی اور دماغی قابلیت سے بالاتر نہ ہوں تاکہ اسکے کامیاب ہونیکے امکانات موجود ہوں۔ اگر بچے کے کھلونے اسکی عمر کیلئے موزوں نہیں ہیں تو ہمت شکنی، بددلی اور مایوسی اور ناقابلیت کی صورت میں اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقلمند والدین کسی مشکل کام سے بچے کا واسطہ پڑجانیکی صورت میں ظاہری علامات سے یہ اندازہ کرلیں کہ اسکی ہمت ٹوٹ رہی ہے اور اس موقع پر تھوڑی سی مدد اسکے لئے دیدیں کہ تنہا اسے کرلینے کے متعلق بچہ کا شوق پھر تازہ ہوجائے اور وہ کامیاب ہوسکے۔ اسی طرح انہماک اور مسلسل محنت و کوشش کے ساتھ خوشگوار خیالات اور محسوسات کا اضافہ اس وقت کردینے سے کہ جب بچے کو کام دشوار معلوم ہورہا ہے ہم کھیل ہی کھیل میں اسکے اندر ایک اچھی عادت پیدا کرسکتے ہیں بچے کی شخصیت کے نشوونما کیلئے خود اعتمادی اور دوسروں کے سہارے سے استغنا کی ترقی سب سے زیادہ اہم عنصر ہے۔

یاد رکھیئے:۔ (۱) بچے کیلئے کھیل اسی قدر ضروری ہے جس قدر غذا اور آرام

(۲) وہ اپنے کھیل کے تجربات کی بدولت علم حاصل کرتا ہے

(۳) جس قسم کے تجربے اسے حاصل ہوتے ہیں انکو ٹھیک طرح سے قابو میں رکھنا والدین کا کام ہے۔

(۴) اپنے بچے کی کھیل کی سرگرمیوں کا سب سے زیادہ غور اور عقلمندی کیساتھ مطالعہ کرتے رہیئے۔

—————:(یہ آپ کا فرض ہے):—————

فرش بنانے کے لکڑی کے ٹکڑے بڑے + باجے کی قسم کے کھلونے۔
ہنوڑا، کیلیں، اور نرم قسم کی لکڑی + رنگین گولیاں پرونے کیلئے۔
گڑیاں جو ٹوٹ بھی نہ سکیں، اور دُھل بھی جائیں۔
گڑیوں کے کھانا پکانے کے برتن
گڑیوں کی میز کرسیاں، ٹیلیفون
گڑیوں کے کپڑے دُنے کا سامان + لکڑی کے جانور۔
اوزار۔ سچ مچ کے۔ ریت،
نمونے بنانے کی چکنی مٹی، رنگ، مختلف رنگوں کی کھریا، کاغذ، لئی، قینچی بغیر نوک کی،
سیاہ تختہ + کتابیں۔

چھ سال سے اوپر عمر کیلئے

سینے کا سامان۔ گڑیاں۔ کتابیں،
کرۂ زمین۔ نقشے، اوزار۔ کام کرنے کی تپائی۔
باجے۔ ٹکٹ جمع کرنے کی کتاب
جمناسٹک کے ڈنڈے، گاڑیاں،
گیندیں۔ گھونسہ بازی کے دستانے، اور تھیلیاں
برف پر پھسلنے کے جوتے اور تختے۔
گڑیوں کی میز کرسیاں، سچ مچ کے کھانا پکانیکے برتن۔
نمونے بنانے کی کھریا، ہر قسم کے کھیل
بجلی کی ریلیں، کل پرزے، اور تعمیر کے سیٹ + سینے کی چھوٹی سی مشین۔
چھوٹی سی بجلی سے گرم ہونے والی استری، اور کپڑے دھونیکا اور سامان
سچ مچ کی رکابیاں + ٹائپ رائٹر۔ چھاپنے کا پریس۔

رفاقت دو سال کی عمر کے بچے شاذ و نادر ہی مل جل کر کھیلتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوش ہیں اور ایک دوسرے کی صحبت سے لطف اُٹھا رہے ہیں اور بعض اوقات نقلیں اتارنا بھی شروع کر دیتے ہیں لیکن فی الحقیقت انہیں اس عمر میں اس بات کی احتیاج نہیں ہوتی کہ کوئی دوسرا ان کیساتھ کھیلے۔ دو سال کے بعد باہر جانیکا شوق زور کرتا ہے اور اسوقت ساتھی کی موجودگی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، خاصکر ہم عمر بچوں کی۔ بچے جب بڑی عمر کے لوگوں کے ہمراہ ہوں تو وہ ہر بات میں بچے کا لحاظ رکھتے ہیں، اسکے ساتھ رعایت کرتے ہیں، اسکے ناز اُٹھاتے ہیں، اسکی خطاؤں سے چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ لیکن ایک عمر کے بچے جب ساتھ ساتھ ہوں تو ہر ایک بچے کو "جتنا دینا اتنا لینا" یا "کچھ دو تو کچھ لو" کا سبق ملتا رہتا ہے اور اشتراکِ عمل کی بھی ابتدا ہو جاتی ہے جتنی عمر بڑھتی جاتی ہے بچے کی ہمہ جہت ترقی کیلئے دوسروں کی معیت لازمی ہوتی جاتی ہے۔ جن والدین کے اکلوتا بچہ ہو انہیں اپنی اس ذمہ داری کا احساس رہنا چاہیئے کہ بچے کیلئے ایسے مواقع پیدا کریں کہ اسے اپنے ہم عمروں کے ساتھ کچھ دیر کیلئے کھیلنا ملجایا کرے۔ اگر بچوں میں اپنی رائے سے کام کرنے، اور بطور خود کام شروع کر دینے کی عادت کھیل کے ذریعہ سے ڈال دیگئی ہے تو وہ بالکل خوش رہیں گے۔ اور غالباً اس بات کو پسند کرینگے کہ انہیں تنہا تفریح میں وقت گذاری کے موقع ملیں۔ یہ اچھی بات ہے اور انفرادی کھیلوں اور جتماعی کھیلوں میں ایک توازن قائم بھی رہنا چاہیئے، ہم جو چیز پیدا کرنی چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایسے افراد بنجائیں کہ جب کوئی اجتماعی کھیل یا کام ہو تو اُس میں وہ دوسروں کے ساتھ خوش ہو کر شریک ہو جایا کریں اور جب تنہا ہوں تو بطور خود بھی اسی قدر مسرت و اطمینان کے ساتھ کام چلا لینے کے قابل ہوں۔

کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جس کام کی ہم بچے میں عادت ڈالنی چاہتے ہیں اس کے ساتھ خوشی اور اطمینان قلب کے جذبات شامل کر دئے جائیں۔

کسی آدمی کو تعلیم دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تعلیم کو مسرت و اطمینان کا ذریعہ بنا دیا جائے اور اس سلسلے میں اس حقیقت کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی ایسا فعل بھی جو حقیقت میں خود پر مسرت نہ ہو کسی پُر مسرت فعل سے متعلق کر دیا جائے خواہ یہ تعلق مصنوعی ہی کیوں نہ ہو تو اس تعلق ہی سے وہ کچھ نہ کچھ پُر مسرت ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس اگر ہماری خواہش یہ ہے کہ بعض افعال سے بچے احتراز کریں تو ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ایسے افعال بچوں کی نظر میں ناخوشگوار اور غیر اطمینان بخش معلوم ہوں۔

ایسے افعال کہ جن کے ساتھ تکلیف، بے اطمینانی اور بے آرامی شامل ہو انسان کو اس فعل سے اجتناب پر مائل کر دیتے ہیں۔ بچے کو جسمانی یا دماغی سزا دینے میں ایک بڑی حد تک ہم اسی اصول سے کام لیتے ہیں۔ خیال یہ ہے کہ کسی فعل کو غیر اطمینان بخش بنا کر ہم اس کی تکرار کو روکتے ہیں۔ اگر سزا خود کسی فعل ہی کے اندر مضمر ہو تو یہ تعلیمی نقطۂ نظر سے بہترین ذریعۂ ممانعت ہے۔ لیکن بچہ کو یہ سمجھا دینا چاہئے کہ یہ کسی خاص فعل کا لازمی نتیجہ ہی ہے جو پیدا ہوا ورنہ یہ طریقہ موثر نہ ہوگا۔ بے ادبی کی سزا کے طور پر کسی بچے کو سونے کے لئے خواب گاہ میں بھیجدینا کسی بچے یا جوان کے لئے مشکل ہی سے معقول سزا کہلا سکتا ہے۔

اگر بعض افعال غیر مناسب ہوں اور ہماری خواہش یہ ہو کہ بچے انہیں ترک کر دیں تو فقط ترک کرانے کے خیال کو پیش نظر رکھکر ان کے ساتھ کوئی ناخوشگوار نتیجہ شامل کرنے کی بجائے اس مسئلہ کو اس طرح حل کرنا چاہئے کہ غیر مناسب افعال کی بجائے بعض ایسے مناسب افعال کا انتخاب کریں کہ جن کے ہمراہ خوشگوار کیفیات شامل ہوں۔

اس چھوٹے بچے کو جو اپنے منہ میں پن رکھ لیتا ہو آلپینوں کی گدی میں آلپنیں لگانا سکھایا جا سکتا ہے۔ جو بچہ جنگجو ہو اس کے اس جذبہ کو منظم کھیلوں کے ذریعہ خارج کیا جا سکتا ہے۔ یا ایسے گروہ سے کھیل کی بعض چیزیں بنوائی جا سکتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان کا یہ میلان دوسروں کو دق کرنے، لڑنے اور سامان کو خراب کرنے میں صرف ہو۔

(۱) مسٹر رسل نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ اس کا دو برس کا بچہ بل جب کھیل کے بعد گھر آیا تو اس نے اپنی ٹوپی اور اپنا کوٹ فرش پر کھونٹی کے نیچے رکھدیا۔ اُس کے باپ نے کہا "بل ہم تمہارے لئے کچھ کھونٹیاں لگوادیں گے اتنی نیچی کہ تمہارا ہاتھ آسانی کے ساتھ پہونچ سکے۔" اب باپ اور بیٹے کی باہمی عقلمندی سے فیصلہ ہو گیا کہ یہ کھونٹیاں کہاں لگیں۔ بل نے کھونٹیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا "ابا کی کھونٹیاں" "اماں کی کھونٹیاں" "بل کی کھونٹیاں" اب بل کو اپنے کپڑے اپنی کھونٹیوں پر لٹکانے میں بڑا مزا آتا ہے۔ بل خوشی اور اطمینان کے ساتھ "اپنی مدد آپ کرو" کے اصول سیکھ رہا ہے جنہیں عقلمند ماں باپ نے اس کے لئے کافی خوشگوار بنا دیا ہے۔

(۲) جارج کے باپ نے جارج کے ٹوپی اور کوٹ کو فرش پر رکھنے پر اعتراض کیا۔ اُس نے کہا "تم کو اپنی چیزیں اُن کھونٹیوں پر لٹکانی چاہئیں۔ جارج نے ایک کرسی اٹھائی اور بہت کوشش اور دشواری کے بعد وہ اونچی کھونٹیوں میں اپنی چیزیں لٹکا سکا۔ اس کام کے کرنے میں اسے اتنی زحمت ہوئی کہ وہ قریب قریب رو پڑا۔ جارج کو بھی "اپنی مدد آپ کرو" کی مشق کا عادی بنایا گیا لیکن اس طرح کہ اس کے ساتھ غیر ضروری تکلیف اور بے اطمینانی شامل تھی۔

بچے میں صحیح عادت پیدا کرنے کے متعلق کاموں کے ساتھ خوشگوار اثرات کی شمولیت کو جو اہمیت حاصل ہے اگر ہمیں اس کا صحیح اندازہ ہو تو ہم بچے کی تربیت کے متعلق ہر ایک چیز کا تجزیہ کرنا ضروری خیال کریں گے ہمیں یہ سوال کرنا پڑے گا کہ بچہ کیا سیکھ رہا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ انتہائی انہماک اور پابندی کے ساتھ کسی کام کی مشق کر رہا ہو پھر بھی ساتھ ہی ساتھ یہ ممکن ہے کہ وہ ایسے جذبات کی بھی پرورش کرتا اور عادت ڈالتا ہو جو نہ صرف اس اصل کام کی عادت پڑنے میں مزاحم ہوں، بلکہ خود بھی برے اور نامرغوب ہوں۔ کھانا کھاتے وقت بچے کو جھڑکنے اور حرف گیری کرنے کے یہ معنی ہیں کہ ہم جو عادتیں بچے میں پیدا کرنی چاہتے ہیں انہی کے ساتھ کچھ ناخوشگوار کیفیات بھی شامل کئے دیتے ہیں۔ بچہ جب اپنے قصور کا اعتراف کرے تو اس کے لئے اسے ملامت کرنا اکثر یہی نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ اس کی سچ بولنے کی عادت چھوٹ جائے۔ بچوں سے ان کی بساط سے زیادہ کام لے کر، یا کام کا معیار بہت اونچا مقرر کر کے ہم گھر کے کاموں کو بچوں کے لئے ناخوش آئند بنا دیں گے، اور اس کا

ایسی باتیں ہیں جو لگاتار مشق کی محتاج ہیں۔ یہ ایسی عادتیں ہیں جن میں بچے کو بڑے ہونے پر بھی تبدیلی کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہوگی، اور ایک بڑی حد تک اس کی ساری زندگی میں کام آسکیں گی۔ ان کی جتنی زیادہ مشق ہوگی اتنی ہی وہ آسان ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ یہ افعال خود بخود سرزد ہونے لگیں گے اور یوں کہنا چاہیئے کہ طبیعت ثانیہ بن جائیں گے۔

بچے کی صحت اور سلامتی کا خیال رکھکر تحقیق تجسس اور خود کام کرنے کی کوشش میں اس کی حوصلہ افزائی سے کام لیا جائے۔ اسی طریقے سے وہ جسمانی حرکات سے واقفیت اور ان کا باضابطہ استعمال، نیز اپنی دنیا کی تمام اشیاء پر قابو اور انہیں مفید طریقے پر استعمال کرنا سیکھ سکتا ہے۔

کام کی مشق یا تکرار مداومت اور باقاعدگی کی حالت ہی میں نتیجہ خیز ہوسکتی ہے۔ بچوں کے لئے ایک خاص نظام عمل بنا دینے کے بعد اس کا پابند اور عادی ہوجانے تک اس میں تبدیلی کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ ابتدا میں موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی خاص عادت کی مشق یکساں حالات میں ہونی چاہیئے۔ مثلاً جب ہم سونے کی عادت کو پختہ کرنا چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ بچہ کو مخصوص حالات میں واقعات کی ایک مقررہ ترتیب کا عادی بنا دیا جائے جو اس کے بستر پر پہونچ جانے پر ختم ہوں۔ سونے کا مقررہ وقت بچے کی اپنی خوابگاہ اور بستر اور سونے کے متعلق مقررہ تیاریاں جن کی ابتدا اس قسم کے گیت سے ہو کہ "سونے کو چلو سونے کو چلو" یا "چلو آگیا وقت آرام کا" اور پھر علی الترتیب کپڑے اتارنا، غسل، سنگار، شب خوابی کا لباس پہننا، سوتے وقت کا دودھ وغیرہ، مختصر سی کہانی، تسکین بخش لوری، رخصت کے وقت کا پیار، دست محبت کی تھپکی، روشنی کا گل کیا جانا اور پر مسرت "شب بخیر" کہنا عمل میں آئے۔ اس نظام عمل کا ہر ایک حصہ اگر نظام کی پوری پابندی کی جائے تو آنے والے کام کی جانب بچے کی توجہ منعطف کر دیتا ہے، اور اس کی قبولیت کے لئے اس میں آمادگی پیدا کر دیتا ہے، اور اس طرح بہ آسانی حسب مراد عادتیں اس کی طبیعت میں راسخ ہو جاتی ہیں۔

ننھی موزے پہن چکی اور اپنی گڑیا کو پیار کرنے چلی تو ماں نے پوچھا "اب کیا کروگی بیٹی" اس نے جواب دیا "جوتی پہنوں گی" اور جب وہ اپنی جوتی کے پاس پہونچ گئی تو ماں نے کہا "ہاں بیٹی ٹھیک ہے"

ننھی اس طریقے پر یہ بات سیکھ رہی تھی کہ کسی خاص کپڑے کے بعد کیا پہننا چاہیئے اور کامیابی کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری اختیار کر رہی تھی۔ منے نے بنیان پہنکر کہا "ماں اب کیا کروں" اس طرح منا یہ بات سیکھ رہا تھا کہ کپڑے پہنتے وقت ہر بات میں ماں کی ہدایات کا منتظر رہے اور ذمہ داری اپنی ماں پر ڈالے۔

(۳) دل خوشکن اثرات کی قدر و قیمت:- ایک زمانہ میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ محض مشق سے عادتیں پختہ ہوجاتی ہیں اور بسا اوقات لوگ یہ دیکھکر متعجب اور مایوس ہوجاتے تھے کہ وہ عادتیں جن کا التزام کسی بزرگ کی نگرانی میں سالہا سال تک رکھا گیا تھا وہ نگرانی ختم ہوجانے پر فوراً ترک کردی گئیں۔ بچے کے مسرت و اطمینان اور اس کی عادت کی کامیاب پختگی کا آپس میں جو تعلق ہے اس کو سمجھنے کے لئے ہمیں کافی عرصہ لگا ہے۔

ہم میں سے قریب قریب ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ بچہ جب کسی کام کے کرنے میں کامیاب ہوجائے اور وہ اس کے لئے خوش آیند اور اطمینان بخش بھی ہو تو وہ اس کو مکرر کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ خواہ بچہ ہو یا جوان وہ اُن سرگرمیوں سے پہلو تہی کرنے کی کوشش کرتا ہے جن کا نتیجہ غیر اطمینان بخش یا ناخوشگوار ثابت ہوچکا ہے۔ اس بات کے یقین کرنے کی وجہ موجود ہے کہ حرکات کی مشق میں نتیجہ ایک اہم جزو ہے۔ اس مشق سے جو پریشانی یا ناکامی کے جذبات پر مشتمل ہو ہر شخص بچنے کے لئے فکرمند رہتا ہے اور ان افعال کو مکرر وسہ کرر کرنے کے لئے جو کامیابی اور اطمینان قلب پر مشتمل ہوتی ہیں ہر شخص آمادہ رہتا ہے۔

کام کے اطمینان بخش اثرات کے یہ معنی ہیں کہ ان کاموں کی جو عادت پڑے گی وہ دائمی ہوگی اور طبیعت ثانیہ بن جائے گی کیونکہ وہ دل کو مرغوب ہے اور بچے کی مرضی اور اس کا شوق اس عادت کا باعث بنا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس راہ میں کافی عملی دشواریاں ہیں۔ نمایاں کامیابی کے ساتھ جس کام کا کرنا آجائے خواہ یہ کامیابی کتنی ہی ذرا سی ہو ایسے کام کرا کے تو صرف رہی لیکن اگر کامیابی نہ بھی ہو تب بھی تعریف و تحسین کے ذریعے سے اور بعض اوقات انعامات دیکر ہمیں

خود سر بچے!

ایک باپ کے قلم سے

ایک فلاسفر سے جب یہ کہا گیا کہ زندگی کو منظم کرنے کے لئے عادتیں بہت ہی ضروری چیز ہیں تو اس نے کس قدر معقول جواب دیا تھا کہ "زندگی چند عادات کے سوا اور نام ہی کس چیز کا ہے"۔ اگر ہم والدین کسی طرح اس مقولے کی حقیقت و صداقت سے آشنا ہو جائیں تو ہم اپنے خود سر بچوں میں اچھی اور درست عادتیں پیدا کرنے کے متعلق کیا کچھ نہ کر گذریں۔ زمانۂ موجودہ میں علم النفس نے بیحد ترقی کی ہے اور اس کا سب سے زیادہ مشہور اور عام طور پر مسلم مسئلہ یہ ہے کہ بچے کی عمر کا وہ زمانہ کہ جس میں وہ پختہ اور ہمیشہ قائم رہنے والی عادات اختیار کرتا ہے۔ ایسی عادات کہ جو اسکی باقی عمر میں کسی طرح نہیں بدلتیں، خواہ حالات کتنے ہی متغیر ہو جائیں۔ وہ زمانہ چھ سال سے پہلے پہلے کی عمر کا ہے۔ اب والدین بطور خود اس سے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے بروقت تخم ریزی نہ کردی یا غلط قسم کا بیج بودیا تو اچھے پھلوں کی امید کتنی بے سود ہے۔

خود والدین کی سب سے بڑی تمنا بھی یہی ہوتی ہے اور عام طور پر ان کے مشیر بھی جو صلاح دیا کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ بچے میں "فرمانبرداری" کا مادہ پیدا کیا جائے۔ بچہ اور فرمانبرداری کچھ لازم و ملزوم سی چیزیں ہو گئی ہیں اور چونکہ فرمانبرداری کا راگ تقریباً ہر زبان پر رہتا ہے اس لئے نامناسب نہ ہوگا، اگر ہم اصولی نقطۂ نظر سے اس مطلوب عام فرمانبرداری پر ایک غائر نظر ڈال لیں۔

والدین اگر خواہ مخواہ جھوٹ بولنے پر آمادہ نہ ہو جائیں تو انہیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑیگا کہ ان کے لئے اس سے زیادہ مسرت و امتنان کی کوئی بات نہیں ہو سکتی، اگر ان کا بچہ ان کے ہر حکم کی تعمیل ذرا سے بھی پس و پیش کے بغیر کیا کرتا ہو۔ صدہا موقعوں پر میں نے والدین کو اس قسم کی صورتِ حال پر فخر کرتے اور یہ کہتے خود سنا ہے کہ "مجال نہیں کہ میرا بچہ میرے کسی حکم سے ذرا بھی گردن تابی کر سکے"۔

ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ ایک باپ کے لئے بچہ کی ایسی غلامانہ اطاعت بہت کچھ موجب فخر ہوتی ہوگی لیکن سوال یہ ہے کہ آیا خود بچے کے لئے بھی اس قسم کی عادت مفید ہوگی یا نہیں۔ اس کا جواب افسوس ہے کہ نفی کے سوا اثبات میں نہیں دیا جا سکتا۔ بچے تکمیل پذیرفتہ انسان نہیں ہوتے۔ ابھی وہ ایک آزاد اور ذمہ دار مرد یا عورت بننے کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہی وہ وقت ہے کہ جب انہیں اپنے کاموں کے متعلق بطور خود آزادانہ فیصلے کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ خواہ بعض اوقات یہ فیصلے والدین کے لئے تکلیف دہ اور انکی مرضی کے بالکل خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر قوم یا خود نسل انسانی کے مفاد مدنظر ہوں تو والدین کو یہ تھوڑی سی تکلیف گوارا کرنی پڑیگی۔

ایک ایسا بچہ کہ جس نے اپنے تمام زمانۂ طفلی میں ایک جبار و قہار باپ کے ہر ہر حکم کی بلا چون و چرا تعمیل کی ہے اور اسکے ہر اشارۂ ابرو پر لبیک کہا ہے (اگر یہ قیاس میں آسکے کہ کوئی بچہ ایسا بھی دنیا میں موجود ہے) اسکے متعلق وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اسے ایک آزاد اور ذمہ دار زندگی بسر کرنے کی تعلیم بالکل نہیں ملی ہے اسکی تمام تربیت نے اسے ایک انسان کی بجائے ایک کٹھ پتلی بنایا ہے اور بس۔

لیکن یہ مسئلہ اس قدر نازک ہے کہ اب ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ "تو کیا پھر عقلمند اور ایماندار والدین کو یہ کوشش نہ کرنی چاہیئے کہ بچہ فرمانبردار ہو"۔ مذکورہ بالا سطروں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بچے کو نافرمان اور سرکش بنجانے دیا جائے۔ بچے کی اطاعت اور فرمانبرداری تو ایسی ضروری چیز ہے کہ بسا اوقات اگر بچہ کامل طور پر فرمانبرداری نہ کرے تو خود اسکے لئے یا دوسروں کے لئے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ کس قدر پرلطف بات ہے کہ ایسے فوجی افسروں کی طرح کہ جو ہر وقت ضابطہ اور قانون نہیں بگھارا کرتے، اور جو بات بات پر اپنے سپاہیوں کو سزائیں نہیں دیتے، انہی والدین کے احکام کی تعمیل بچوں کی طرف کو بسر و چشم ہوا کرتی ہے کہ جو فرمانبرداری پر زیادہ زور نہ دیں، اور جنہیں اپنے احکام کی تعمیل بہ نوکِ بید کرانے کی عادت نہ ہو۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں کہا جا سکتا ہے کہ بچوں میں جس عادت پر ہمیں زور دینا چاہیئے اور جو عادت کہ ضرور ان میں پیدا کرانی چاہیئے وہ اشتراک عمل کی عادت ہے۔ ان قوانین و ضوابط کی پابندی کی عادت ہے جنکی اطاعت ہم سب کے لئے لازمی ہو، نہ یہ کہ انہیں یہ عادت پیدا کیجائے کہ وہ صرف ایک ہستی واحد کے احکام کے فرمانبردار بن جائیں خواہ یہ ہستی ان کے والد ہی کی کیوں نہ ہو۔

نتیجہ یہ ہوگا کہ کاموں میں مدد دینے کی اور ذمہ داری محسوس کرنے کی عادات کی تعمیر رک جائے گی۔

ایک دوکاندار کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ سودا خریدنے کو اپنے گاہکوں کے لئے ایک دلچسپ اور خوشگوار کام بنا دے۔ اسی طرح زیر تربیت بچے میں کچھ خاص عادتیں پیدا کرنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ ان عادتوں کے ساتھ یا ان کاموں کے ساتھ کچھ کیفیات یا حالات ایسے شامل کر دیئے جائیں کہ بچے کو ان کاموں کے کرنے میں لطف آئے اور وہ ان سے خوش ہو۔

تربیت پذیری کا جزو اعظم شوق ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ "تم گھوڑے کو زبردستی پانی تک تو لے جا سکتے ہو لیکن زبردستی پانی پلا نہیں سکتے"۔ بچے کو کوئی بات سکھانے کے متعلق بھی یہ مقولہ اسی قدر صحیح ہے۔ بچوں کو کچھ سکھانے کے لیے جن حالات کی ضرورت ہے وہ سب مہیا کئے جا سکتے ہیں لیکن تا وقتیکہ بچہ خود دلچسپی نہ لے اور سیکھنے کی خواہش اس میں پیدا نہ ہو وہ بہت ہی کم سیکھ سکتا ہے۔

ابتدائے طفلی میں سیکھنے کے متعلق بچوں کے شوق کا کام ان کی جسمانی ضروریات دیتی ہیں۔ جب بچہ بھوکا ہوتا ہے تو وہ بوتل کو پکڑنا اور کچھ عرصہ کے بعد اس سے دودھ پینا سیکھتا ہے۔ جب وہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو اس کے دل میں پہلے گھٹنوں چلنے کی اور پھر کھڑا ہو کر چلنے کی تحریک ہوتی ہے۔ جب پاؤں پاؤں چلنے لگتا ہے تو اس کا ماحول وسیع تر ہو جاتا ہے اور اس کے تعلیمی تجربوں کا دائرہ غیر متعین حدود تک پھیل جاتا ہے چونکہ اسے ہر چیز سے دلچسپی ہوتی اور ہر چیز کے پکڑنے، اٹھانے، بنانے، قابو میں لانے کی خواہش دل میں موجود ہوتی ہے اس لئے جسمانی عضلات کی پیچیدہ تر حرکات سیکھنے کا شوق یا محرک پیدا ہو جاتا ہے

جب بچہ بڑا اور زیادہ پختہ کار ہو جاتا ہے اور خاندانی حالات کے زیر اثر زندگی بسر کرتا ہے۔ جہاں اس کے حقوق اور خواہشات کا دوسروں کے حقوق اور خواہشوں سے ہمیشہ تصادم ہوتا ہے۔ تو تحریک عمل میں بہت سی شاخیں نکلتی چلی آتی ہیں اور گوناگوں کاموں کی تحریک ہوتی رہتی ہے۔

کھانا کھانے کا مقصد اب صرف پیٹ بھر لینے کی بجائے یہ ہوتا ہے کہ خوب سلیقہ سے کھانا کھایا جائے تاکہ ماں خوش ہو کسی چیز کو محض پکڑنے کی بجائے اب اس کو اس طرح پکڑنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ کوئی کارآمد صورت اختیار کر لے اور چکنی مٹی سے سگار کی راکھ رکھنے کی تھالی بن جائے جو باپ کو بڑے دن پر بطور تحفے کے پیش کی جا سکے۔ داعی یا محرک خواہ آسان ہو خواہ مشکل تر۔ خواہ براہ راست نتیجہ ہو بنیادی ضروریات اور مادی حالات کا یا ان سے پیدا شدہ غیر مادی کیفیات کا، بہرحال مناسب تعلیم کے لئے اس کا وجود ضروری ہے۔

بچوں کو ناخواستہ کاموں سے باز رکھنے کا ایک عام اور غیر مفید طریقہ بڑوں نے یہ اختیار کر رکھا ہے کہ بچوں پر زبردستی کی جائے یعنی بچے کو سزا، الزام یا ناپسندیدگی کا خوف دلا کر کسی کام سے باز رکھتے ہیں۔ کچھ کرنے کے متعلق اس کے فطری رجحان کو دبایا جاتا ہے اور اس رجحان کو کسی مناسب تعمیری کام کی طرف نہیں لگایا جاتا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی تیز رو موج کے آگے بند باندھنے کی کوشش کی جائے۔ قوائے عمل اپنے لئے راستہ پیدا کئے بغیر نہ رہیں گے اور اگر اس سلسلے میں بچہ کی رہنمائی نہ کی گئی اور اس کی قوت عمل کے لئے مناسب راستے نہ نکالے گئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چشمہ ابل پڑے گا اور سرکشی، بدلحاظی اور گھر سے فرار کی شکل اختیار کر لے گا۔

مفید اور کارآمد تربیت یہ نہیں ہے کہ کوئی خاص طرز عمل بچے کے دماغ میں بھر دیا جائے، بلکہ یہ کہ اس کی اندرونی طاقتوں سے جو اسے آگے بڑھاتی ہیں اس طریقے پر کام لیا جائے کہ وہ مروجہ تہذیب کے مطابق قابل اطمینان طریقے پر معرفت نفس حاصل کر لے۔

بچے کی فطرت اور جسمانی ساخت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ اس کی تعلیم پیدا ہوتے ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ بچہ کی عادتوں پر اور اس کے نشو و نما پر اس کے تجربات کا بہت اثر پڑتا ہے۔ خواہ اس کے والدین ان تجربوں کو اس کے لئے منظم اور باقاعدہ بنائیں یا نہ بنائیں۔

بچہ اپنے ہر تجربہ سے اثر پذیر ہو کر کوئی نہ کوئی عمل کرتا ہے، اور یہ عمل اس کی اندرونی خواہشات کے مطابق ہوتا ہے، لیکن اس طرز عمل میں ضرورت کے مطابق ڈھل جانے کی بہت بڑی صلاحیت موجود ہے، اور وہ ہمیشہ کے لئے اور پورے طور پر کسی ایسے تجربے سے اثر پذیر ہو سکتا ہے جس میں کافی قوت ہو اور جس کا بار بار اعادہ ہوتا رہے۔

بڑوں کا پوری توجہ کے ساتھ کوئی لائحہ عمل تیار کرنا، اور ان کی دانشمندانہ رہنمائی آسانی کے ساتھ، طبعی طور پر اور تعمیری لحاظ سے بچے کی تعلیم میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے سرپرستوں کا اہم فرض یہ ہے کہ بچپن ہی سے اُن کی مناسب رہنمائی کے لئے کافی غور و خوض کے بعد کوئی لائحہ عمل تیار کر لیں۔

رنگوں کی پنسلیں بھی مل جاتی ہیں جنکے ذریعہ سے وہ اپنے ننھے سے دماغ کے خیالات کا مختلف شکلوں میں اظہار کر سکتا ہے۔

دن کے بعض حصے موسیقی کے لئے اور بعض کہانیاں سننے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں اور ہمہ وقت ایک آزاد اور پر از محبت فضا ہر چھوٹے بچے کو اپنی شخصیت کی توسیع میں مدد دیتی رہتی ہے وہ روز بروز دوسرے بچوں سے مانوس اور انکا دوست ہوتا چلا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پرورش گاہ کی سادہ سوسائٹی کا ایک جزو بن جاتا ہے۔

پرورش گاہ کی اس آزاد اور مسرت آمیز کھلی ہوا کی زندگی کے پس پشت ایک اہم چیز اور بھی ہوتی ہے۔ مخصوص تعلیم حاصل کئے ہوئے استاد۔ معاون اور طبی مشیر ہر وقت تمام حالات پر نگاہ رکھتے ہیں اور نئی نئی ضرورتوں کے مطابق حالات میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔ ہر روز کی محنت اور آرام کا ایک توازن قائم رکھا جاتا ہے۔ کھانے اور سونے کے اوقات کی پابندی میں کبھی فرق نہیں پڑتا طبی نگرانی اور کسی مرض کی علامات ظاہر ہونے پر فوری اُن کا تدارک سب باتوں پر مقدم خیال کیا جاتا ہے۔ دوسروں کی امداد سے بے نیازی اور اپنا کام مثلاً جسمانی صفائی، یا اپنی میز کرسی پلیٹ اور گلاس کو اٹھانا بٹھانا۔ خود کرنیکی عادت ہوشیاری کے ساتھ پیدا کی جاتی ہے۔

پرورش گاہوں کی تمام زندگی والدین کے کامل اشتراک عمل کے ساتھ بسر کرائی جاتی ہے جو برابر مدد دیتے رہتے ہیں اور جنہیں اس طرح اپنے بچوں کے متعلق نیا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

ان باتوں کو دیکھکر امید ہوتی ہے کہ مستقبل میں بچوں کی معقول اور فیاضانہ پرورش کرنے میں یہ پرورش گاہیں بہت نمایاں حصہ لیں گی +

یہ مقصد جلیلہ ہر قوم کا مقصد اولین ہے۔ اور مختلف قوموں میں اس کے احساس کی علامات بہت ہی امید افزا ہیں خدا کرے کہ ننھے بچوں کے مفاد ہندوستان میں اچھی طرح پھلیں پھولیں اور اسکے نتائج دُور رس اور مبارک ہوں!

اخلاقی خرابیوں کو عام طور پر اسی خرابی سے منسوب کیا جاتا ہے جو بالکل نامعلوم طریقے پر بچے کی عمر کے ابتدائی تین چار سال کے اندر پیدا ہو گئی تھی اور جس کی اہمیت کو ہم نے اب کہیں جا کر محسوس کرنا شروع کیا ہے۔

اس نئی معلومات نے ہر مقام پر والدین کے دلوں میں اپنے بچوں کی دماغی کیفیات اور بچوں کی نفسیات سے کافی واقفیت حاصل کرنے کی خواہش پیدا کر دی ہے، بلکہ فی الحقیقت وہ ایسی امداد کے متمنی نظر آتے ہیں کہ جس سے مناسب حالات پیدا ہو سکیں اور ان کے بچے معقول اور ہمدردانہ انتظام کے ساتھ صحیح قسم کی پرورش اور تربیت حاصل کر سکیں جو آئندہ اُن کی شخصیت کے پُورے نشو و نما کیلئے ایک مضبُوط بنیاد کا کام دے +

اس خواہش کے اثر سے ایک سے .... زیادہ ملکوں میں بہت چھوٹے بچوں کے لئے پرورش گاہیں کھُل چکی ہیں۔ ان پرورش گاہوں کی خصوصیات، ضروریات اور حالات ہر ملک میں مختلف ہیں۔ یہ اختلاف انتظامات میں ہے، اداروں کی وسعت میں ہے طریق کار میں ہے۔ ماحول میں ہے غرضکہ ہر ایک چیز میں ہے۔ پھر بھی ان سب کے مقاصد بہت کچھ مشترک ہیں۔ کیونکہ ان سب کا نصب العین یہی ہے کہ گھر والوں سے اشتراک عمل کر کے بچے کے لئے ایسے حالات مہیا کر دئے جائیں جو اسکی ترقی اور اسکے نشو و نما کیلئے زیادہ سے زیادہ معاون ہوں

بچے کی زندگی کی بعض بنیادی ضروریات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ صرف گھر ہی سے پوری ہو سکتی ہیں اور اگر بچے کا گھر انہیں پورا نکرے تو پھر کہیں پُوری نہیں ہو سکتیں۔ اسکے برعکس بعض ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا پورا کرنا بیشتر گھروں میں ناممکن ہے اور ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ گھر والے پرورش گاہوں کی امداد حاصل کریں +

پرورش گاہیں اس موقع پر گھر والوں کی امداد کے لئے آگے بڑھتی ہیں اور ننھے بچوں کی زندگی کے سب سے اہم زمانہ میں یعنے شیر خواری کے زمانے سے سکول جانے کی عمر تک بہتر سے بہتر حالات اور طریقہائے زندگی جو ممکن ہوں انکے لئے مہیا کیا کرتی ہیں۔

پرورش گاہوں کے پیش نظر بچے کی کوئی ایک ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس کی ہر قسم کی ضرورتوں پر نگاہ رکھتی ہیں۔ جہاں یہ مسلم ہے کہ بچے کی صحت کی خبر گیری مقدم ہے وہاں یہ بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اسکے جسم اور اسکے دماغ کی پرورش کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اسکے جذبات کو نشو و نما دینا بھی اسی قدر اہم ہے کہ جتنا جسمانی نشو و نما کو۔

اس سے ظاہر ہے کہ پرورش گاہ کی کوششوں کا اثر بچے کے نشو و نما کی ہر صورت پر پڑتا ہے۔

جو مادی ماحول بچے کے لئے مہیا کر دیا جاتا ہے وہ بچے کے جسم اور رُوح دونوں پر یکساں اثر ڈالتا ہے۔ بہ افراط تازہ ہوا اور دھوپ اور لطف صحبت ہوا دار عمارتیں ایسے باغ کہ جن میں بچے خوب لطف اٹھائیں اور قدرت کی پیاری پیاری صناعیوں کی قدر کر سکیں اور خوب وسیع جگہ کہ جہاں وہ آزادانہ کھیلیں کودیں۔ اور اپنی تحقیقات جاری رکھ سکیں۔ پرورش گاہوں کی یہ خصوصیات بچوں کے لئے بہت سی چیزیں ایسی مہیا کر دیتی ہیں جو گھروں میں انہیں میسر نہ آ سکتیں، اور انکا نتیجہ بڑھی ہوئی جسمانی اور دماغی طاقت، اور خوشی اور اطمینان قلب کی صُورت میں نکلتا ہے +

روزمرہ جو خوراک بچوں کو دی جاتی ہے اس کی بدولت یہی نہیں کہ بچوں کو صحیح قسم کی غذا ملتی ہے بلکہ بہت سی بیش بہا معاشرتی اور ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار تعلقات کے تجربے حاصل ہوتے ہیں۔

یہ پرورش گاہیں بچوں کی قوتِ عمل اور مناسب حالات دماغی سرگرمیوں کے لئے ضروری راستے بھی پیدا کرتی ہیں جنکے بغیر ہزاروں بچے ایسی فضا میں پرورش پاتے ہیں کہ جہاں وہ گھُٹے گھُٹے رہیں اور ذہن کے لئے بے عملی ہو۔

باغ میں اور کھیل کے میدان میں چھوٹے چھوٹے زینے اور سیڑھیاں ہوتی ہیں جن پر بچے چڑھتے ہیں، کھلونوں میں گاڑیاں ہوتی ہیں جنہیں بچے اِدھر اُدھر گھسیٹتے پھرتے ہیں اور بعض بڑے بڑے کھلونے ہوتے ہیں جن کی مدد سے بچے میں دلیرانہ کارکردگی پیدا ہوتی ہے۔ اور جو بچے کو اپنی حرکات کا ضبط اور اپنے جسم کا صحیح رکھ رکھاؤ سکھا دیتے ہیں۔

کھیلنے کے کمروں میں نیچی نیچی الماریاں ہوتی ہیں جن تک ہر بچہ ہر وقت پہونچ سکتا ہے۔ اور جہاں اسے کھلونے اور مشغولیت کے دوسرے سامان بہم پہنچ جاتے ہیں، جن سے ان کے شوق کی تکمیل اور اسکے تخیل کی تسکین ہوتی ہے۔ اور وہیں اسے چکنی مٹی، اینٹیں اور مختلف

رنگوں کی پنسلیں بھی مل جاتی ہیں جنکے ذریعہ سے وہ اپنے ننھے سے دماغ کے خیالات کا مختلف شکلوں میں اظہار کرسکتا ہے۔

دن کے بعض حصے موسیقی کے لئے اور بعض کہانیاں سننے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں اور ہمہ وقت ایک آزاد اور پر از محبت فضا ہر چھوٹے بچے کو اپنی شخصیت کی توسیع میں مدد دیتی رہتی ہے وہ روز بروز دوسرے بچوں سے مانوس اور انکا دوست ہوتا چلا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پرورش گاہ کی سادہ سوسائٹی کا ایک جزو بن جاتا ہے۔

پرورش گاہ کی اس آزاد اور مسرت آمیز کھلی ہوا کی زندگی کے پس پشت ایک اہم چیز اور بھی ہوتی ہے مخصوص تعلیم حاصل کئے ہوئے استاد۔ معاون اور طبی مشیر ہر وقت تمام حالات پر نگاہ رکھتے ہیں اور نئی نئی ضرورتوں کے مطابق حالات میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔ ہر روز کی محنت اور آرام کا ایک توازن قائم رکھا جاتا ہے کھانے اور سونے کے اوقات کی پابندی میں کبھی فرق نہیں پڑتا طبی نگرانی اور کسی مرض کی علامات ظاہر ہونے پر فوری اُن کا تدارک سب باتوں پر مقدم خیال کیا جاتا ہے۔ دوسروں کی امداد سے بے نیازی اور اپنا کام مثلاً جسمانی صفائی، یا اپنی میز کرسی پلیٹ اور گلاس کو اٹھانا بچھانا۔ خود کرنیکی عادت ہوشیاری کے ساتھ پیدا کی جاتی ہے۔

پرورش گاہوں کی تمام زندگی والدین کے کامل اشتراک عمل کے ساتھ بسر کرائی جاتی ہے جو برابر مدد دیتے رہتے ہیں اور جنہیں اس طرح اپنے بچوں کے متعلق نیا علم حاصل ہوجاتا ہے۔

ان باتوں کو دیکھکر امید ہوتی ہے کہ مستقبل میں بچوں کی معقول اور فیاضانہ پرورش کرنے میں یہ پرورش گاہیں بہت نمایاں حصہ لیں گی +

یہ مقصد جلیلہ ہر قوم کا مقصد اولین ہے۔ اور مختلف قوموں میں اس کے احساس کی علامات بہت ہی امید افزا ہیں خدا کرے کہ ننھے بچوں کے مفاد ہندوستان میں اچھی طرح پھلیں پھولیں اور اسکے نتائج دور رس اور مبارک ہوں!

اخلاقی خرابیوں کو عام طور پر اسی خرابی سے منسوب کیا جاتا ہے جو بالکل نامعلوم طریقے پر بچے کی عمر کے ابتدائی تین چار سال کے اندر پیدا ہو گئی تھی اور جس کی اہمیت کو ہم نے اب کہیں جا کر محسوس کرنا شروع کیا ہے۔

اس نئی معلومات نے ہر مقام پر والدین کے دلوں میں اپنے بچوں کی دماغی کیفیات اور بچوں کی نفسیات سے کافی واقفیت حاصل کرنے کی خواہش پیدا کر دی ہے، بلکہ فی الحقیقت وہ ایسی امداد کے متمنی نظر آتے ہیں کہ جس سے مناسب حالات پیدا ہو سکیں اور ان کے بچے معقول اور ہمدردانہ انتظام کے ساتھ صحیح قسم کی پرورش اور تربیت حاصل کر سکیں جو آیندہ اُن کی شخصیت کے پُورے نشو و نما کیلئے ایک مضبوط بنیاد کا کام دے +

اس خواہش کے اثر سے ایک سے ..... زیادہ ملکوں میں بہت چھوٹے بچوں کے لئے پرورش گاہیں کھُل چکی ہیں۔ ان پرورش گاہوں کی خصوصیات، ضروریات، اور حالات ہر ملک میں مختلف ہیں۔ یہ اختلاف انتظامات میں ہے، ادارے کی وسعت میں ہے، طریق کار میں ہے۔ ماحول میں ہے، غرضکہ ہر ایک چیز میں ہے۔ پھر بھی ان سب کے مقاصد بہت کچھ مشترک ہیں۔ کیونکہ ان سب کا نصب العین یہی ہے کہ گھر والوں سے اشتراک عمل کر کے بچے کے لئے ایسے حالات مہیا کر دئے جائیں جو اسکی ترقی اور اسکے نشو و نما کیلئے زیادہ سے زیادہ معاون ہوں

بچے کی زندگی کی بعض بنیادی ضروریات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ صرف گھر ہی سے پوری ہو سکتی ہیں اور اگر بچے کا گھر انہیں پورا نکرے تو پھر کہیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اسکے برعکس بعض ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا پورا کرنا بیشتر گھروں میں ناممکن ہے اور ان کے لئے یہی مناسب ہے کہ گھر والے پرورش گاہوں کی امداد حاصل کریں +

پرورش گاہیں اس موقع پر گھر والوں کی امداد کے لئے آگے بڑھتی ہیں اور ننھے بچوں کی زندگی کے سب سے اہم زمانہ میں یعنے شیر خواری کے زمانے سے سکول جانے کی عمر تک بہتر سے بہتر حالات اور طریقہائے زندگی جو ممکن ہوں انکے لئے مہیا کیا کرتی ہیں۔

پرورش گاہوں کے پیش نظر بچے کی کوئی ایک ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس کی ہر قسم کی ضرورتوں پر نگاہ رکھتی ہیں۔ جہاں یہ مسلم ہے کہ بچے کی صحت کی خبر گیری مقدم ہے وہاں یہ بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اسکے جسم اور اسکے دماغ کی پرورش کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اسکے جذبات کو نشو و نما دینا بھی اسی قدر اہم ہے کہ جتنا جسمانی نشو و نما کو۔

اس سے ظاہر ہے کہ پرورش گاہ کی کوششوں کا اثر بچے کے نشو و نما کی ہر صورت پر پڑتا ہے۔

جو مادی ماحول بچے کے لئے مہیا کر دیا جاتا ہے وہ بچے کے جسم اور رُوح دونوں پر یکساں اثر ڈالتا ہے۔ بافراط تازہ ہوا اور دھوپ اور لطف صحبت ہوادار عمارتیں ایسے باغ کہ جن میں بچے خوب لطف اٹھائیں اور قدرت کی پیاری پیاری صناعیوں کی قدر کر سکیں اور خوب وسیع جگہ کہ جہاں وہ آزادانہ کھیلیں کودیں۔ اور اپنی تحقیقات جاری رکھ سکیں۔ پرورش گاہوں کی یہ خصوصیات بچوں کے لئے بہت سی چیزیں ایسی مہیا کر دیتی ہیں جو گھروں میں انہیں میسر نہ آسکیں، اور انکا نتیجہ بڑھی ہوئی جسمانی اور دماغی طاقت، اور خوشی اور اطمینان قلب کی صُورت میں نکلتا ہے +

روزمرّہ جو خوراک بچوں کو دیجاتی ہے اس کی بدولت یہی نہیں کہ بچوں کو صحیح قسم کی غذا ملتی ہے، بلکہ بہت سی بیش بہا معاشرتی اور ایک دوسرے کے ساتھ خوشگوار تعلقات کے تجربے حاصل ہوتے ہیں۔

یہ پرورش گاہیں بچوں کی قوت عمل اور مناسب حالات دماغی سرگرمیوں کے لئے ضروری راستے بھی پیدا کرتی ہیں جنکے بغیر ہزاروں بچے ایسی فضا میں پرورش پاتے ہیں کہ جہاں وہ گھٹے گھٹے رہیں اور ذہن کے لئے بے عملی ہو۔

باغ میں اور کھیل کے میدان میں چھوٹے چھوٹے زینے اور سیڑھیاں ہوتی ہیں جن پر بچے چڑھتے ہیں، کھلونوں میں گاڑیاں ہوتی ہیں جنہیں بچے ادھر اُدھر گھسیٹتے پھرتے ہیں اور بعض بڑے بڑے کھلونے ہوتے ہیں جن کی مدد سے بچے میں دلیرانہ کارکردگی پیدا ہوتی ہے۔ اور جو بچے کو اپنی حرکات کا ضبط اور اپنے جسم کا صحیح رکھ رکھاؤ سکھا دیتے ہیں۔

کھیلنے کے کمروں میں نیچی نیچی الماریاں ہوتی ہیں جن تک ہر بچہ ہر وقت پہونچ سکتا ہے۔ اور جہاں اسے کھلونے اور مشغولیت کے دوسرے سامان بہم پہنچ جاتے ہیں جن سے ان کے شوق کی تکمیل اور اسکے تخیل کی تسکین ہوتی ہے۔ اور وہیں اسے چکنی مٹی، اینٹیں اور مختلف

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number"
July 1935

همدرد صحت دهلی
اشاعت خاص
الاطفال









اعتماد اور یقین کا عمل

از جناب ای، اے، بینٹ صاحب ایم، سی، ایم، اے، ایم ڈی۔ ڈی، پی، ایم۔ فزیشن انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائیکالوجی، کلینیکل سائیکالوجسٹ ویسٹ اینڈ ہاسپٹل فار نروس ڈزیزز

انگلستان میں متعدد انجمنیں ایسی قائم ہیں جو بچوں کی پرورش اور تربیت کے متعلق والدین کو ضروری مشورے دیا کرتی ہیں۔ اسی قسم کی ایک بہت معتمد انجمن لندن کی "ہوم اینڈ اسکول کونسل آف گریٹ برٹین" ہے۔ اس انجمن کی سیکریٹری صاحبہ مس ایم۔ بی، اسٹیفنسن ایم اے ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہیں کہ انہوں نے ڈاکٹر بینٹ صاحب کا یہ فاضلانہ مضمون "ہمدرد صحت" کی اشاعت خاص کے لئے ہمیں بھیجا ہے۔ مضمون بہت ہی عالمانہ تھا اور اردو کی کم مائیگی پر ایک ناقابل برداشت بوجھ۔ پھر بھی کوشش کی گئی ہے کہ بہت اچھے طریقے پر نہ سہی۔ معمولی ہی طور پر اس کے مفہوم کو ادا کر دیا جائے + "ہمدرد صحت"

ایک تندرست بچہ اعتماد اور بےخوفی کی مکمل تصویر ہوتا ہے۔ اسے کل کے متعلق کبھی کوئی پروا ہوتی ہے نہ آج کے لئے، زندگی کے معمے اور مسائل اسکے لئے بے معنی چیزیں ہیں۔ وہ کھانا کھاتا ہے تو اس طرح کہ گویا یہ تو ایک روزمرہ کا معمول ہے اور اسے ملنا ہی چاہیئے۔ نرم اور گرم بستر پر لیٹ کر بھی احسانمندی اور ممنونیت کا نہ کوئی لفظ اسکی زبان سے نکلتا ہے، اور نہ اسکی نگاہوں ہی سے اس قسم کی کوئی کیفیت عیاں ہوتی ہے۔ وہ جب سونے کے لئے لیٹتا ہے تو اس طرح کہ گویا خطرات سے حفاظت اور گرمی اس کا حصہ ہیں، وہ جب کچھ کھاتا یا دودھ پیتا ہے تو یہ فرض کر کے کہ ماں اسی کے لئے ہوتی ہے کہ اسے کھلایا کرے اور غذا کا وجود دنیا میں صرف اسلئے ہے کہ اسکے پیٹ میں پہونچتی رہے اور جب وہ روتا ہے تو دل میں یہ سمجھ لیتا ہے کہ کسی نہ کسی کو ضرور اس کی مدد کے لئے دوڑنا چاہیئے

بادشاہی کی عمر

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچہ خود غرضی اور خود طلبی کی مکمل تصویر ہوتا ہے، وہ اپنے سوا کبھی کسی دوسرے کا خیال ہی نہیں کرتا، راتوں کو چیخ چیخ کر دوسروں کی نیند خراب کرتا ہے، نئے اور صاف قالینوں پر بلا تکلف قے کر دیتا ہے! اور ماں باپ کی شفقت اور عنایت کے لئے اسکے پاس شکریہ کے الفاظ نہیں ہوتے۔ یہ سب کچھ بالکل صحیح ہے —— بچہ اگر تندرست ہے تو کبھی شکریہ ادا نہ کرے گا۔ وہ سب کچھ لے لینا جانتا ہے، دینا اسے نہیں آتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بچہ کی زندگی مفروضات اور مسلمات کا ایک بہت ہی بڑا سلسلہ ہوتی ہے۔ حل طلب مسائل اسکی زندگی میں کوئی وجود ہی نہیں رکھتے۔ اسکی زندگی کا صحیح دستور العمل یہ ہے کہ "خدا رزاق ہے"

زندگی کے اس دور کو بجا طور پر اطمینان قلب کی عمر کہہ سکتے ہیں۔ بچہ ماں کا دست نگر ہوتا ہے لیکن یہ محتاجی اس قسم کی نہیں ہوتی کہ اسے آزادی کی ضد قرار دیا جائے۔ اسی طرح حفاظت کے معنی بھی اسکی زندگی میں عدم حفاظت کی ضد نہیں ہیں، پھر بھی یہ ضرور ہے کہ محتاجی اور تحفظ اس کا جزو لاینفک ہیں۔

یہ ممکن ہے کہ ہمیں اس عمر میں بچے کی زندگی کی یکسانیت اور باضابطگی کا احساس نہ ہو لیکن بڑا ہونے پر جبکہ حالات و واقعات کے دباؤ سے زندگی کی یہ سادگی دور ہو جاتی ہے تو ہم اسکی ابتدائی عمر کو اسکی سب سے نمایاں خصوصیت کی مدد سے یاد کر سکتے ہیں۔ اور یہ خصوصیت اطمینان قلب ہے۔

معمولی حالات میں اطمینان قلب کی عمر کچھ اپنے وقت پر وہ اطمینان بخش تعلقات لے لیتے ہیں جو بچہ اپنی ماں کے ساتھ قائم کرتا ہے۔ اس عمر میں وہ اپنی ماں کو اور سب دوسرے لوگوں کو ایسے خادم خیال کرتا ہے کہ جنکی اپنی ضرورتیں بھی کچھ ہیں۔

واقف حالات والدین کہ ابتدائی عمر کے محتاجی کے دور سے آئندہ زندگی کی منازل کی طرف کس طرح اسکی رہنمائی کی جائے اس منزل کا طے کرنا بالکل قدرتی طریقے کا اور آسان ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ اکثر بالکل اسکے برعکس ہوتا ہے۔ والدین یا سرپرستوں کی بے صبری!

یہ خواہش و کوشش کہ بچہ جلد سے جلد اس راستے پر چلنے لگے کہ جس پا سے چلنا چاہیئے۔ ایک نہایت ہی خیز غلطی ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بچوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دوسروں کا پاس اور لحاظ کریں لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ شیر خوار بچوں کو بھی ایسا کرنا چاہیئے۔ "حقیقت یہ ہے کہ کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہ کرنا چاہیئے" ان مختصر انسانوں کی لغت سے باہر کے الفاظ ہیں۔ جب اخلاق کا مذہبی معیار ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو بچے گڑبڑ میں پڑ جاتے ہیں اور انہیں تکلیف سی محسوس ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکی طمانیت قلب اور بے فکری غائب ہو جاتی ہے +
ایسے پہلے ہر چیز میں ہمواری اور نرمی تھی ـــ اب ہر چیز متزلزل اور ناہموار نظر آتی ہے۔ ماں جیسی خادمہ کی یہ حالت ہے کہ ابھی پیار کر رہی تھی اور ابھی جھڑکنے لگی ـ اس قسم کی زندگی بچے کے تخیل کے لئے غیر حقیقی اور ناقابل فہم ہوتی ہے۔ اُسے یہ دیکھکر پریشانی ہوتی ہے کہ بڑی عمر کے لوگ اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ اخلاق کے معیار کی پابندی کیجائے، درحالیکہ اسکی اپنی نظروں وہ بالکل مہمل چیز ہیں

اپنی بادشاہی عمر کے دور میں بچہ جب کبھی روتا تھا تو فوراً اسکی مدد کے لئے سب دوڑ لیے تھے۔ وہ اس یقین کے ساتھ روتا تھا کہ جو کچھ وہ مانگ رہا ہے وہ اسے مل جائیگا۔ اب اگر ایسا ہونے لگا ہے کہ ادھر رونے کے لئے آواز نکالی اور اُدھر ایک طمانچہ پڑا' یا بدرجۂ اقل یہ کہ کسی نے توجہ نہ کی اور جب تک رو یا جائے رونے دیا' تو ظاہر ہے کہ یہ زندگی کا کوئی نیا عہد شروع ہوا ہے۔ اب یہ وہ بادشاہی کی عمر نہ رہی کہ جس میں اعتماد کامل اور طمانیت قلب کی فضا مضمر تھی۔ اب تو اس قسم کی تبدیلی ہوئی ہے کہ جس کی خصوصیت فکر ہے۔ چھوٹے بچوں کے لئے فکر کو اطمینان قلب کا نعم البدل ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔

فکر کے ساتھ ساتھ بے کسی کا احساس بھی شامل ہوتا ہے۔ بچے کو اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان اب ایک دیوار کھڑی ہو گئی ہے۔ بے کسی کے احساس کے یہ معنی ہیں کہ بچہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھے۔ لیکن فی الحقیقت نہ بے کسی کا کہیں وجود ہوتا ہے اور نہ کسی حقیقی خطرے کا۔

معقولیت ـــــ نہ کہ فولادی دستور و آئین

ہر ماں نہایت زور کے ساتھ اس بات سے انکار کر سکتی ہے کہ یہ اس کا کوئی قصور ہے اور اس انکار کی صداقت پر اعتراض بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ جو کچھ بھی وہ کرتی ہو اسکے لئے اسکے پاس معقول وجوہ موجود ہوں۔ بالکل ٹھیک۔ لیکن بچہ کو محتاجی غیر کی منزل سے آگے بڑھاتے وقت اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہماری توجہ اس بات پر رہے کہ ہم کیا محسوس کرتے ہیں بلکہ اس بات پر مرکوز ہونی چاہیئے کہ بچے کے محسوسات کیا ہیں۔ وہی ایک غذا ہوتی ہے لیکن اگر ایک سمجھدار ماں کی بجائے کسی جاہل اور احمق دایہ کے ہاتھ سے بچے کو ملے تو اس کا اثر بالکل جداگانہ ہوتا ہے۔

ایسا ہو جاتا ہے کہ بچے کی تربیت کے مقررہ قوانین پر ضرورت سے زیادہ توجہ صرف کیجاتی ہے اور اسکی پروا بہت کم کی جاتی ہے کہ بچہ کی حرکات و سکنات کا بغور مطالعہ کیا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ تربیت کا اسپر کیا اثر ہوا۔ آئین و دستور کی ضرورت سے زیادہ پابندی بچہ کو افسردہ کر دیتی ہے۔ آداب معاشرت کی خاطر یا غذاؤں کی باقاعدگی کی خاطر ہمیں سادہ مزاج اور ہم پر بھروسہ کرنے والے بچے کو فراموش نہ کر دینا چاہیئے۔ تربیت کے مقررہ اور صحیح طریقے اسی وقت تک صحیح ہیں جب تک کہ اُن سے حسب مراد نتیجے برآمد ہوں۔ اکی صحت کا معیار
تربیت کے متعلق جب کوئی شبہ پیدا ہو تو بہترین اصول یہ ہے کہ خاموش رہا جائے اور کچھ نہ کیا جائے۔
برابر بدلتا رہتا ہے۔

بیکسی کا احساس جو اکثر بچوں کو ہوا کرتا ہے بالعموم اُس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ اس دنیا سے الگ ہو گئے ہیں جو کہ اب تک انکی اپنی دنیا تھی۔ انہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عجیب اور دور از فہم واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ انکی ماں بھی جو پہلے انکی دنیا کا جزو لاینفک
اور وہ دنیائے انسانی کا شور و غل سنتے ہیں لیکن کہیں اس میں اپنی جگہ نہیں پاتے۔
تھی۔ اب کبھی کبھی اس دنیا سے باہر نکل جاتی ہے۔

معاشرت کی وہ منزل ایک نہ ایک دن آنی ضرور ہے کہ جس میں بچہ اس وقت قدم رکھتا ہے۔ کہ جب ماں کے ساتھ اسکے تعلقات قائم ہوتے ہیں اور اس منزل میں بچے کو پہنچانے کے لئے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ اسکے یقین و اعتماد کو قربان کر دیا جائے جو اس کی آئندہ زندگی کے لئے بہت ہی ضروری خصوصیت ہے۔

بچے کے یقین کو ضائع نہ کرنا چاہیئے

:- چلنا سیکھنے سے پہلے بچہ کا گھٹنوں چلنا لازمی ہے۔ یہ گھٹنوں

"Hamdard-i-Sehat," Delhi,
"Child Number,"
July 1935.

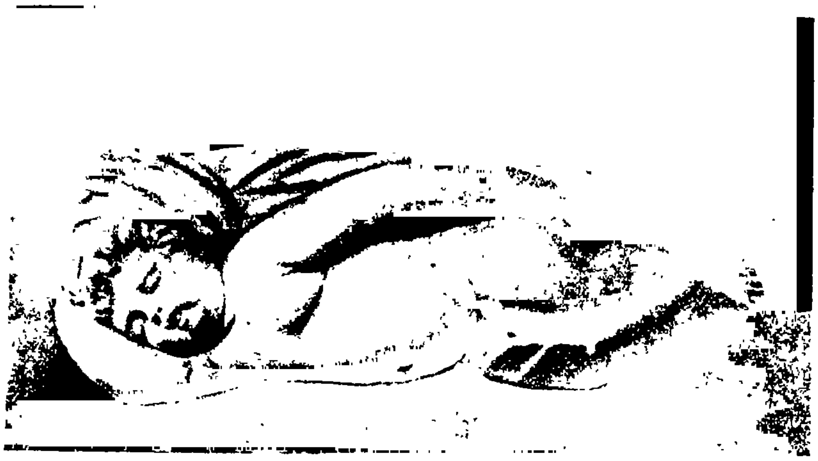
ہمدرد صحت ۔ دہلی
اشاعت خاص
"الاطفال"



شوق موسیقی



بس اتنا بڑا ہو



خواب راحت

یہ عادت پڑ گئی ہو کہ "پہلے اماں جان سے پوچھ لیا کرو" تو وہ مدت العمر اماں جان ہی کے پاس دوڑا ہوا آیا کرے گا۔ بچے بہت سی چھوٹی چھوٹی باتوں کے متعلق کہ جن سے انہیں واسطہ پڑتا ہے رائے قائم کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اگر ماں باپ ان کے لئے فیصلے کر دیا کریں تو بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ لیکن اس ابتدائی عمر میں وقت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ جو زمانہ کہ بچہ کے لئے آیندہ آنے والا ہے اس میں یقیناً وقت بہت ہی بیش قیمت چیز ہوتا ہے، اور اگر بچے میں اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی عادت نہیں پڑی تو ظاہر ہے کہ رائے زنی اور مشورہ میں بہت دیر لگیگی اور بہت سا وقت ضائع ہوگا۔

دماغی امراض میں عدم اعتماد ایک بہت ہی عام علامت ہے۔ فکر و تردد کی تمام حالتوں میں وہ موجود ہوتی ہے۔ علم النفس پر مبنی، علم طب کی کتابوں کے دفتر کے دفتر فکر و تردد کی حالت کے مطالعہ اور علاج سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ ضروری اور بالکل درست چیز ہے۔ تندرستی کے حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے امراض کا مطالعہ کیا جائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم "اعتماد" سے اچھی طرح واقفیت حاصل کریں۔ کیونکہ اگر وہ زائل نہ ہو تو فکر و تردد کی حالت پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہ مضمون ایسا ہے کہ جس سے کوئی ایسا شخص جسے صحیح دماغی کیفیت کے متعلق اصول بنانے سے دلچسپی ہے غفلت نہیں برت سکتا کیونکہ اعتماد زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہوتا ہے۔ یقین و اعتماد کی قوت رکھنے والا انسان ایک ایسی طاقت کا مالک ہے جو اس کے ہر کام میں مدد دے سکتی ہے۔

اگر ہمارا اعتقاد ہے کہ ہر معمولی آدمی کے دل میں یقین و اعتماد کی قوت موجود رہنی چاہیئے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے ضائع ہونے سے بچائیں۔ جوں جوں عمر بڑھتی جائیگی یہی یقین و اعتماد ترقی کرکے دوسروں سے تعلقات رکھنے میں اعتماد علی النفس۔ اور کشاکش حیات میں ہمت و جرأت بن جائیگا +

چلتا مدتوں رہتا ہے۔ ہمیں جلد بازی نہ کرنی چاہیئے۔ اُسے کلی بچے ہی پر چھوڑ دینا چاہیئے وہ جتنے دن چاہے لگائے، اور اپنی ہر کامیابی پر خواہ وہ کیتنی ہی حقیر ہو مسرت کا اظہار کرے بچے کو اس میں مزہ آتا ہے کہ وہ گھڑی کو کان سے لگا کر اسکی آواز سنا کرے اور وہ چاہتا ہے کہ گھڑی کو اپنے ہاتھ میں لے۔ یہ اندیشہ ضرور ہے کہ اگر گھڑی اسکے ہاتھ میں پہونچ گئی تو وہ اُسے گرا دیگا اُس خطرے کو برداشت کیجئے اور یہ دیکھئے کہ بچہ اپنے کاموں کو کس طرح انجام دیتا ہے۔ اسے گھڑی ہاتھ میں لینے کے لئے دیدیجئے۔ بچہ اپنے کاموں کو اپنے ہی طریقے پر کرنا پسند کرتا ہے۔ اور اسے ایسا کرنیکی آزادی ہونی چاہیئے بچوں کو بطور خود کام کرنیکی اجازت دینا درحقیقت اس پر اعتماد کرنا ہے اور بچے کے یقین کو اور اسکے اس خیال کو کہ وہ بالکل محفوظ ہے قائم رکھنے کا سب سے زیادہ یقینی ذریعہ یہی ہے۔

ہماری کوشش یہ نہیں ہے کہ ہم بچے میں یقین کی قوت پیدا کریں۔ یقین کا خاصہ تو اس میں پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ ہمیں تو صرف یہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ اس کا یہ یقین فنا نہ ہو جائے۔

بچوں کے یقین کا ازالہ اسقدر عام چیز ہے کہ بہت سے ارباب فکر کا یہ خیال ہو گیا ہے کہ بچپن کی زندگی کا لازمہ ہے۔ جھجک اور خوف قدرت کی طرف سے عطا کیا ہوا خاصہ نہیں ہے۔ وہ کسبی چیز ہے، اور اس بات کی تین علامت ہوتا ہے کہ بچہ کو اس بات کے خطرات لاحق ہو گئے ہیں کہ قدرت کا بخشا ہوا یقین و اعتماد زائل کر دے اور اسکے بدلے میں فکر و اندیشہ کو اپنے دل میں جگہ دے لیسے بہت سے ذرائع ہیں کہ جن سے جوان ہونے پر لوگوں کے اس کھوئے ہوئے یقین کو واپس لایا جا سکتا ہے۔ اور یہ سب طریقے بہت ہی کارآمد ہیں اور کارآمد رہیں گے۔ جب تک کہ وہ وقت نہ آجائے کہ ہم بچوں کے یقین کو زائل ہونے سے بچانا سیکھ جائیں اپنی بے بسی کا احساس جس سے کہ زندگی کی آدھی سرگرمیاں برباد ہو جاتی ہیں اور یقین کا ازالہ کہ جو طبیعت میں جھجک اور شک پیدا کر دیتا ہے۔ اور زندگی میں کامیابی کے مواقع سے فائدہ نہیں اٹھانے دیتا، ایسی مصیبتیں ہیں کہ جنہیں ٹالا جا سکتا ہے۔ بچے کے یقین و اعتماد کی اس کی ابتدائی عمر میں حفاظت کرنی چاہیئے۔ تاکہ بچہ پہلے تو اپنے گھر کی دنیا میں اور پھر متمدن زندگی کی وسیع دنیا میں جھجک اور شک اور خوف دل میں لئے ہوئے نہ داخل ہو۔ بلکہ اسکے دل میں یقین و اعتماد موجود ہو۔

بچے کو خطرات میں پڑنے دینا چاہیئے

ہمت و جرأت درحقیقت اعتماد و یقین ہی کی ترقی یافتہ صورت ہوتی ہے اور دل کی اس کیفیت پر منحصر ہے کہ جسے کامل بھروسا کہا جاتا ہے اور جو ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ ایسے بچے کہ جنکے اعتماد کو بچپن میں صدمہ نہ پہونچا ہو ان میں خود اعتمادی از خود پیدا ہو جاتی ہے۔

اگر ہم کو اپنے افعال کے نتائج کے معلوم کرنیکی ضرورت ہے اور اگر یہ منظور ہے کہ وہ بے دغدغہ و اندیشہ ہمت و جرأت کے ساتھ نئے نئے حالات سے دوچار ہوا کرے تو یہ ضروری ہے کہ بنیاد کے طور پر اس کی طبیعت میں اعتماد موجود ہو۔ اعتماد علی النفس یا اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی خصلت کی پشت پناہی بھی اعتماد ہی کے ذریعہ ہوا کرتی ہے۔

جو والدین کہ ہر وقت بچے کی حفاظت میں لگے رہتے ہیں وہ اس ابتدائی اعتماد کو جو بچہ قدرت سے لیکر آتا ہے برباد کر دیتے ہیں اور اس میں اعتماد علی النفس اور جرأت باقی نہیں رہتی۔ مذہبی خیالات سے الگ ہو کر بھی دیکھا جائے تو اس تخیل میں کہ بچے کی حفاظت فرشتے کیا کرتے ہیں۔ نفسیات کا ایک بہت ہی صحیح اصول پوشیدہ ہے۔ بعض خطرات ایسے ضرور ہیں کہ جن سے بچہ کو بچانے پر ہماری عقل ہمیں مجبور کر دے گی۔ لیکن ایک معمولی اور اوسط درجہ کے گھر میں بچے کے لئے باغ میں جا کر سیڑھیوں پر چڑھنا یا لکڑی کے ٹکڑوں میں کیلیں ٹھونکنا روزمرہ کی باتیں ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ گرے گا بھی اور اکثر کیل کی بجائے ہتھوڑا اپنے ہاتھ میں بھی مار لیا کریگا۔ لیکن یہ ذرا ذرا سی چوٹیں کوئی مصیبت نہیں ہیں۔ اور ایسے کام کرنے کے لئے بچے کی ہمت بڑھانی چاہیئے۔ اگر ہمیں یہ منظور ہے کہ ہمارے بچے ہم پر بھروسہ کریں تو ہمیں بھی اُن پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

بطور خود کاموں کے متعلق فیصلہ کرنا

دنیاوی زندگی میں دوسروں کے مشورہ کے بغیر اپنے طرز عمل کے متعلق خود فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھنا ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لئے بچوں کو یہ اجازت ہونی چاہیئے اور اسکے متعلق ان کی ہمت افزائی ہونی چاہیئے کہ وہ بطور خود فیصلے کیا کریں۔ اگر بچے کو

اگر ہمنے بچوں کی ذکاوت حس کی قدر کرنی سیکھ لی ہو۔ اور اگر ہم بچہ کو اپنے ایک آلۂ تفریح سے زیادہ وقعت دینے لگے ہیں، تو یہ ضروری ہے کہ ہم ان سے متعلق ہر چیز کا اور انکی تمام حرکات و سکنات کا مطالعہ ذرا زیادہ غور کیساتھ کریں۔ اسکے بعد یہ بیان کرنے کی بہت کم ضرورت باقی رہجاتی ہو کہ ہر شخص اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں سب سے زیادہ کھلونوں ہی سے مانوس ہوتا ہی، عالم بیداری کے اسکے تمام گھنٹے ان کھلونوں ہی کے شغل میں گذرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ "کھلونے" ہماری پوری توجہ کے مستحق ہیں۔ کیونکہ وہ بچے کی زندگی کا ایک لازمہ ہیں۔

کھلونوں پر مخصوص توجہ مبذول کرنیکا ایک باعث اور بھی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ بچے کو تعلیم دیجائے............ ہم سب اسے تسلیم کرتے ہیں۔ اب اگر یہ صحیح ہے کہ کھلونے بچے کی تعلیم کا ایک جزو لازم ہیں تو یقیناً انہیں ہماری گہری توجہ کا مستحق ہونا چاہیئے۔

اب سوال یہ ہے کہ تعلیم کیا ہے؟ تعلیم کی مختصر ترین تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ وہ انسانی شخصیت کو نشو ونما دینا ہے لیکن یہ نشو ونما ہوتا کس طرح ہے؟ اسکا جواب یہی دیا جائیگا کہ جب کسی عضو سے برابر کام لیا جاتا ہے تو اُس کا برابر نشو ونما ہوتا رہتا ہے۔ کھلونے ایسی چیزیں ہیں کہ جو بچے کے قویٰ میں عمل کی تحریک پہنچاتے ہیں۔ اب تعلیم سے الگ کرکے کھلونے کی تعریف یہ ہوگی کہ وہ ایسی چیز ہے کہ جو بچے کے عملی قویٰ کو بیدار کرتی ہے لیکن سب کھلونوں کا بچے پر ایک سا اثر نہیں ہوتا، اور نہ بچے کے قویٰ میں ان سب سے یکساں تحریک ہوتی ہو۔ ہر کھلونے کا ایک خاص اثر ہوتا ہے اور اس سے ایک خاص عمل کی تحریک ہوتی ہو۔ اسکے یہ معنی ہوئے کہ ہر کھلونا بچے کی ایک خاص قوت کو تحریک پہنچا کر اسے کام میں مصروف کیا کرتا ہو۔ اب اسکے بعد ظاہر ہے کہ ان معاملات میں ایک ماہر تعلیم کی مداخلت لازمی ہوگئی تاکہ وہ تمیز کرسکے کہ کون کونسی تحریکیں مفید ہونگی، اور کونسی غیر مفید، اور انہی کے مطابق اچھے اور بُرے کھلونوں کی جُدا جُدا فہرستیں تیار کرسکے۔ کھلونے، اور کھلونوں کے اندر جو کھیل مضمر ہے وہ بچے کے دماغ میں خیالات پیدا کرتے ہیں۔ اور نصب العین کا نقش ثابت کردیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے کھلونوں کی تعلیمی افادیت پر اچھی طرح غور کرلیں قبل اسکے کہ انہیں بچوں کے ہاتھ میں دیں

میری تقریر کے وقت کے جو چند منٹ باقی ہیں۔ انہیں میں کھلونوں کے متعلق چند معمولی باتوں کا ذکر کرونگا اور ان میں سے بعض نکات کی تفسیر کرکے انہیں واضح کردونگا۔

اس سے پہلے ہم کھلونے کی تعریف یہ کرچکے ہیں کہ کوئی چیز جس سے بچے کے عملی قویٰ کو تحریک پہنچے۔ اب اگر ہم اس تعریف پر ذرا غائر نظر ڈالیں تو ہمیں بعض دلچسپ اور بیش بہا حقیقتوں کا پتہ لگیگا، ہر چیز ایک کھلونا ہوسکتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جو چیزیں بازار میں کھلونوں کے نام سے بکتی ہیں بس وہی کھلونا ہوتی ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بعض صورتوں میں تو یہ چیزیں کھلونا رہتی ہی نہیں، بلکہ معمولی چیزیں بنجاتی ہیں۔ اگر وہ بچے کی طبیعت میں کھیل کا جذبہ نہ پیدا کریں۔ اور اسکے قویٰ کو تحریک نہ پہنچائیں۔ اسکی جانچ اس طرح ہوسکتی ہے کہ جو چیز بچے کو اتنی بھلی لگے اور دلکش معلوم ہو کہ وہ اس میں محو ہوجائے وہی کھلونا ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ بچے کے لئے ہر چیز کھلونا بن سکتی ہے، اور ہر نام نہاد کھلونا ایک معمولی چیز رہ جاسکتا ہے ہم سب نے چھوٹے بچوں کو باورچیخانے میں برتنوں کو پھینکتے اور پھیلاتے دیکھا ہے۔ اس موقع پر یہ برتن ان بچوں کے لئے کارآمد کھلونے ہوتے ہیں، اور ایک بیش قیمت کھلونا جو ہم بازار سے خرید کر لائیں اور وہ بچے کی توجہ اگر چند لمحوں کیلئے بھی جذب نہ کرسکے تو ایک کھلونے کی حیثیت سے وہ بالکل بیکار ہے۔

اس سے والدین کے لئے نیز کنڈر گارٹن طریقے کے معلموں کے لئے ایک مفید عملی قاعدہ بنایا جاسکتا ہے۔ ہمارا فرض اتنی سی بات پر ختم نہیں ہوجاتا ہے کہ ہم بازار سے ایک کھلونا لاکر بچے کو دیدیں، اور پھر خبر نہ لیں کہ وہ اسکا کیا کرتا ہے، وہ دن دن بھر بھی اس سے کھیلتا رہ سکتا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ دس منٹ میں وہ اسے پھینکدے اور اس سے اسکا جی بھرجائے، حقیقت یہ ہے کہ ہمارا فرض تو یہ دیکھنا ہو کہ بچے کو واقعتاً کھیلنے کی چیزیں ملتی رہیں ـــــــــ ایسی چیزیں کہ جن سے انکا جی بہلے اور وہ کھیل سکیں اپنے گھروں ہی میں سے ہم ایسی بہت سی چیزیں منتخب کرسکتے ہیں۔ جو نہایت اچھی طرح ان کے لئے کھلونوں کا کام دے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ ہم ازراہِ فراست ایسی ہمدردانہ تجاویز بنائیں کہ بچے کس طرح مختلف چیزوں سے کھیلیں۔ یہاں ایک سادہ سی مثال ناموزوں نہ ہوگی۔ آپ اپنے بچے کو چند آلو دیدیجئے کہ وہ ان سے کھیلے۔ تھوڑی دیر کیلئے تو اسے مشغول اور منہمک رکھنے کیلئے بس یہی کافی ہے، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ذرا بڑا ہوجانے پر اسکے لئے ان آلوؤں میں دلچسپی کا کوئی سامان باقی نہیں رہتا۔ مگر آپ بھی اس موقع کے لئے تیار ہیں۔ آپ آلوؤں پر ایک نسبتاً کند چاقوؤں کا اضافہ کردیتے ہیں، اور اس چاقو سے آلو چھیل کر اور کاٹ کر اسے دکھا دیتے ہیں۔ غالباً یہ نیا کام اسکے دل کو بھا جاتا ہے اور وہ اپنا ایک گھنٹہ پورے انہماک کیساتھ اس مشغلے میں گذار دیتا ہو

"کھلونے"

از جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ہندو کالج، دہلی

"ذیل کا دلچسپ اور بدرجہ غایت مفید مضمون درحقیقت ایک علمی مقالہ ہے جو ہمارے کرمفرما ڈاکٹر ذاکر حسین ایم، اے، ایل ایل، بی، پی، ایچ ڈی نے جو کچھ عرصہ تک جرمنی کی کونسبرگ یونیورسٹی میں لکچرار رہ چکے ہیں، اب ہندو کالج دہلی کو آپ سے شرف انتساب حاصل ہے، آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کے گذشتہ اجلاس کے موقع پر پڑھا تھا ڈاکٹر صاحب نے ازراہِ کرم یہ مقالہ "ہمدرد صحت" کے اطفال نمبر کے لئے عنایت فرمایا ہے جسکے لئے ہم تہِ دل سے شکر گذار ہیں۔ خیال کیجئے کہ ارباب نظر کھلونوں میں وہ چیز ڈھونڈھ لیتے ہیں۔ جو دوسروں کو کتابوں کے بڑے بڑے انباروں میں نظر نہیں آتی۔" (ہمدرد صحت)

جناب صدر و حاضرین!

میں آج آپ سے ایک بالکل غیر متوقعہ مضمون پر گفتگو کرنی چاہتا ہوں۔ مختلف اطراف ہند سے جو علماء تشریف لائے ہیں، اُنہوں نے نہایت اہم اور وقیع مضامین پر اپنے مقالے آپ لوگوں کو سنائے ہیں۔ لیکن اگر میں آپکے سامنے "کھلونوں" کے متعلق تقریر کروں تو کیا آپ اس کا سننا گوارا فرمالیں گے۔ یہ کمبخت "کھلونے" کا نام ہی کچھ اس قسم کا ہے کہ اس سے عدم سنجیدگی ٹپکتی ہے، کھلونا صرف ایک کھیلنے کی چیز ہوتی ہے ...... اس پر کون سنجیدگی سے غور کرنے بیٹھتا ہے۔ مگر میں اسی غیر سنجیدہ چیز پر سنجیدگی کیساتھ فکر و غور کرنے کی آپ سے درخواست کرونگا۔

کھلونے کی حقیقت ہماری نگاہ میں بس اتنی ہی ہے کہ وہ ایک کھلونا ہے، ایک بے حقیقت چیز لیکن ماضی کی مدتہائے دراز میں، اور بلکہ آج کے دن تک ہم خود بچے کی زندگی کے متعلق بھی تو یہی خیال رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے اکثر و بیشتر بچہ بھی تو ایک کھلونا ہی ہوتا ہے، دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد گھر آنے پر وہ ہماری تفریح کا ایک ذریعہ ہوتا ہے، بچوں کی باتوں کو ہر وقت حقارت سے ٹال دینا ممکن ہے، آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ ان سے بیسیوں وعدے کرلیں۔ اور پورا ایک بھی نہ کریں لیکن خوش قسمتی سے بیسویں صدی میں سائنس کو بچوں سے دلچسپی پیدا ہو چلی ہے، اور اب ہم بچے کی ایک کھلونے سے کچھ زیادہ وقعت کرنی سیکھتے جارہے ہیں۔ ہمیں اب محسوس ہوتا جارہا ہے کہ بچے کے دل میں اسکے اپنے محسوسات اور اسکی اپنی خواہشات ہوتی ہیں اور انکے احترام کی ضرورت ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم زبردستی اسے اپنی خواہشات کے خلاف مجبور کرلیں۔ اور وہ اپنی طفلانہ بے بسی کی وجہ سے پرزور احتجاج نہ کرسکے لیکن بہر صورت ہمارا خود مختارانہ اور جابرانہ برتاؤ اس ننھے سے دل پر کچھ نقش ایسے ضرور قائم کردیتا ہے، جو انمٹ ہوتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب اسکی جسمانی اور معاشرتی حالت اسے موقع دیتی ہے تو وہ اس قسم کے باپ کے خلاف فوراً بغاوت اختیار کرلیتا ہے۔

بقیہ مضمون بچہ کشی اور بچہ کشی

ایسا کرسکتے ہیں کہ ضبط تولید کی تعلیم گاہ کھولنے کی بجائے چند ایسی درسگاہیں قائم کردیں کہ جہاں زچہ کی تیمارداری اور بچے کی صحیح خدمتگذاری کی تعلیم دیجاتی ہو، اس طرح ہم ہزاروں اور لاکھوں بچوں کی جانیں محفوظ کرسکیں گے، اور قدرت کا اعتدال پسند ہاتھ ہماری اس کارگذاری کو دیکھنے کے بعد از خود ہمارے ملک کی شرح پیدائش کم کردیگا۔ نہ دروازہ توڑنے کی ضرورت ہے اور نہ بہو کی ٹانگیں کاٹنے کی.................. فدا سر کو جھکا لینے سے سب کام درست ہوسکتا ہے، لیکن مشکل تو یہ ہے کہ بوجھ جھکڑ بہرحال بوجھ بھکڑ ہے اور اسکے ذوق بچہ کشی کی تسکین تو اُسی وقت ہوسکتی ہے کہ جب ضبط تولید کی تعلیم گاہیں شہر شہر اور قریہ قریہ کھلجائیں اور قوم کا ایک ایک فرد یعنی ہر زن و مرد فن بچہ کشی میں طاق ہوجائے خبر نہیں کہ ہمارے اسلاف کو یہ تدبیر کیوں نہ سوجھی، اگر انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو آج قتل اولاد کی یہ ترغیب دینے والے کہاں ہوتے +

انسانیات کے فلاسفہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ کھلونے ایسے ہوں جو جاندار دنیا کی نمائندگی کرسکیں خواہ انسانی دنیا کی ہو یا جانوروں اور پودوں کی۔ کل پرزے والے کھلونے صرف عقل اور ذہن کو پیغام عمل دیا کرتے ہیں۔ لیکن ذہنی قوت کی تکمیل ذرا بڑی عمر میں جاکر ہوا کرتی ہے۔ اسلئے اگر یہ کھلونے — اور بدقسمتی سے اسی قسم کے کھلونوں سے بازار بھرے پڑے ہیں۔ چھوٹے بچوں کے ہاتھوں میں دیدیئے جائیں تو ان سے بچے کے قوئی ذہنی میں قبل از وقت تحریک عمل پہونچیگی، اور نشوونما میں تناسب قائم نہ رہیگا۔

میں نے اس تھوڑے سے وقت میں کھلونوں کے متعلق بعض خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگر اس سے حاضرین کے دلوں میں بچے کی جبلت اور بچے کے کھلونوں سے ذرا سی بھی دلچسپی پیدا ہوئی ہو تو ہم میں سے کسی کو وقت کی اُس مقدار کے لئے افسوس کرنا چاہیئے جو ہمنے "صرف کھلونوں" پر ضائع کیا ہے

اپنے مضمون کی ابتدا میں مَیں نے معافی مانگی تھی۔ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ مبادا آپ کو یہ مجذوب کی بڑ ناگوار گذرے اور آپ شکایت کریں کہ میں نے آپکا وقت ایک ایسی فضول چیز پر تقریر کرکے ضائع کیا۔ لیکن آپ نے بڑے صبر و تحمل سے اسے سنا ہے میری ہمتیں اس سے بڑھ گئی ہیں اور اب میں ایک قدم اور آگے بڑھا کر آپکی توجہ اور آپکی قوتِ عمل سے فائدہ اُٹھانے پر آمادہ ہوگیا ہوں۔ میری یہ تجویز ہے کہ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کھلونوں کا ایک کارخانہ قائم کرنے کے مسئلے پر غور کرے، جہاں سستے اور تعلیمی نقطۂ نظر سے صحیح کھلونے بنا کریں — ایک ایسے کارخانے کی تفصیلات بیان کرنے میں کہ جہاں تعلیمی کھلونے تیار ہوں بہت کافی وقت صرف ہوگا۔ اس اجلاس میں یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے اس امر میں ذرا سا بھی شبہ نہیں ہے کہ اگر کوئی تعلیمی ادارہ یا تنہا کوئی ماہر تعلیم اس کام کو شروع کردے تو یہ ملک کی ایک بہت بڑی تعلیمی خدمت ہوگی۔

پھر کسی دوسرے موقع پر انہی آلوؤں اور اسی چاقو سے آپ اسے یہ دکھاتے ہیں کہ ٹیڑھی ترچھی یا موٹی پتلی قاشیں تراشنے کی بجائے ایک خاص شکل کی ایک سی قاشیں بھی کاٹی جا سکتی ہیں، یہ چیز بھی اسکے شوق کو اُبھارتی ہے، اور وہ بڑے انہماک کیساتھ ایسی صورت و شکل کے ٹکڑے کاٹنے میں مصروف ہو جاتا ہے، اور اتنا اضافہ اور بھی کر دیتا ہے کہ اپنی طرف سے دو ایک صورتوں کے ٹکڑے کاٹتا ہے۔ اب اس کھیل نے اسکی متخیلہ کو بیدار کر دیا اور اسکے قوائے تخلیقی کو کام بہم پہنچنے لگا، جو نشوونما کا ضامن ہے تعلیم کے نقطۂ نظر سے یہ سب چیزیں بہت ہی اہم اور وقیع ہیں اگرچہ اسکا کل سرمایہ چند آلو تھا اور ایک کند چاقو، یہ صرف تمثیل کے طور پر بیان کیا گیا ہے، دُنیا کی ہر چیز بالکل اسی طرح بچے کے لئے کھلونا بن سکتی ہے، اصل چیز یہ ہے کہ ہم میں اتنا مادہ ہونا چاہیئے کہ اسے راستہ بتا سکیں۔ کسی کھلونے کی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتے وقت ہمارے پیش نظر خود وہ کھلونا نہ ہونا چاہیئے بلکہ وہ شوق اور وہ سرگرمیٔ عمل کہ جو اسکی وجہ سے بچے کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

کسی کھلونے کی مالی قیمت اور اسکی تعلیمی قیمت کے فرق و امتیاز پر تھوڑا سا غور اور بھی کر لیجئے۔ مذکورہ بالا دلائل سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک کھلونے کی قیمت مالی نقطۂ نظر سے بہت زیادہ ہو لیکن اسکی تعلیمی قیمت یا افادیت کچھ بھی نہ ہو اگر وہ بچے کے قوائے عمل میں بیداری، اسکے جذبۂ شوق میں تحریک نہیں پیدا کر سکتا، تو پھر ہم میں سے وہ لوگ جو اپنے بچوں کے لئے بیش قیمت کھلونے نہیں خرید سکتے کسی قسم کا افسوس کیوں کریں۔ اگر انہیں اتنا کام آتا ہے کہ چند بالکل معمولی اور سادہ چیزیں ادھر اُدھر سے جمع کر کے بچے کے آگے ڈال دیں۔ اور اسے اُن سے کھیلنے باقاعدہ طریقے بتلا دیں تو اس کام کی قیمت اور وقعت اس سے بہت زیادہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنے ہزاروں روپے بچے کے کھلونوں پر خرچ کر دیتے۔ بچوں کی پرورش کے دوران میں ہر شخص نے اندازہ کیا ہوگا کہ بچے کی عمر کے ساتھ ساتھ ان کھلونوں کی نوعیت بدلتی جاتی ہے کہ جن سے وہ کھیلنا پسند کرے ایک سات برس کے بچے کو اب وہ کھلونے ایک آنکھ نہیں بھاتے کہ جن سے وہ بچپن میں بڑے شوق سے کھیلا کرتا تھا، اب اگر کبھی وہ ان سے کھیلتا بھی ہے تو اسکے کھیل پیشتر کے کھیلوں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ دماغی ترقی کے ساتھ ساتھ سال بہ سال دلچسپیاں بھی نئی نئی پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور بچوں کے لئے کھلونے خریدتے وقت یہ ضروری ہے کہ اسکے نشوونما کی منزل کا اور اسکی دلچسپیوں کا پورا خیال رکھا جائے۔ ورنہ یہی ہوگا کہ یا تو آپ ایسے کھلونے خرید لائیں گے کہ جو اسکے لئے ابھی گورکھ دھندا ہیں اور کسی طرح اسکی سمجھ میں نہیں آتے۔ یا پھر ایسے کہ اسے ان میں کوئی نئی بات ہی نہیں نظر آتی کہ جس سے اسے دلچسپی پیدا ہو۔ ہر دو صورت میں کھلونے اسکی عمر سے مناسبت نہیں رکھتے اور اسکا دماغ اپنی موجودہ منزلِ ترقی میں ان سے دلچسپی نہیں لیتا۔ اسلئے وہ اسکے لئے تقریباً بیکار ہیں۔

اینتھروپوسوفی (فلسفۂ انسانیات) جدید یورپ میں مذہبی فلسفہ کا ایک اسکول ہے لیکن اینتھروپوسوفکل سوسائٹی کا بانی ایک زبردست ماہر تعلیم بھی تھا، شعبۂ تعلیم میں ان لوگوں کی کارگذاریاں دیکھنے کی سعادت مجھے ان کے صدر مقام دورناخ (سوئیزرلینڈ) میں حاصل ہوئی تھی۔ اور اس جگہ میں ان کے بعض خیالات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جنکا تعلق ہمارے موجودہ مضمون سے ہے۔

فلسفۂ انسانیات کے مطابق بچے کے تخیلات اور توہمات اسکی روح کے نہایت اہم اور گرانقدر اجزا ہوتے ہیں۔ یہی وہ مادہ ہے جس سے آگے چل کر ایک جوان آدمی کا وہ تخیل ظہور پذیر ہوتا ہے کہ جسکا تعلق خیالات اور اشکال کی تخلیق سے ہے۔ اسلئے فلاسفۂ انسانیات کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ بچے کے توہمات کو میڈم مانٹیسوری کی طرح بے عملی کی حالت میں چھوڑ کر انہیں محروم ترقی کر دینے کی بجائے وہ ان توہمات کی جستجو میں لگے رہیں اور انہیں صحیح راستوں پر ڈالتے رہیں۔ اس حساب سے بچے کے بالکل ابتدائی زمانے کے کھلونے ذرا غیر متعین شکل کے ہونے چاہئیں، صورتوں کا خاکہ بالکل صحیح اور صاف نہ ہونا چاہیئے۔ اس سے یہ مقصد ہے کہ اس مبہم صورت کے کھلونے میں بچہ اپنے تخیل کے مطابق صورتیں دیکھ سکے اور اسی کے مطابق اس سے کھیل کھیلے۔ یہ ضرور ہے کہ پھر بھی بچہ کی متخیلہ کیلئے کام کرنیکا میدان محدود ہی رہیگا۔ لیکن اگر کھلونوں کی صورتیں صحیح اور صاف ہونگی تو یہ میدانِ عمل اور بھی محدود ہو جائیگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کھلونا ایسا ہونا چاہیئے کہ اسکے مختلف حصے زیادہ سے زیادہ متحرک ہوں۔ بازار میں ایسے کھلونے بہت سے ہوتے ہیں کہ جن کے جسم میں حرکت کرنے والے جوڑ نہیں ہوتے۔ بچہ ایسے کھلونوں سے بہت جلد سیر ہو جاتا ہے اور انہیں پھینک دیتا ہے۔ ان کی افادیت بہت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بچوں کی توجہ اور شوق کو زیادہ دیر تک جذب نہیں کر سکتے، اسکے برعکس بعض کھلونے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے بہت سے حصے متحرک ہوتے ہیں، اور ان کے جوڑوں کی حرکت بچے کی عملی سرگرمی کو تحریک پہنچاتی رہتی ہے، ظاہر ہے کہ ایسے کھلونوں کی تعلیمی قیمت بہت زیادہ ہے۔

لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ مردکیوں بچوں کے دشمن ہوگئے ہیں، ان کے لئے تو بچہ نہ "بارِ شکم" ہوتا ہے اور نہ "وبالِ دوش"۔

میونسپل کمیٹی کے اس جلسہ میں بہت کافی دلچسپ بحثیں ہوئیں۔ حامیانِ تحریک میں سے ایک صاحب نے بہت ہی پرجوش تقریر کی، اور
اس اعتراض کے جواب میں کہ قدرت کا ہاتھ خود ہی ہماری آبادی کا توازن قائم رکھا کرتا ہے، وہ آئے دن مختلف وبائیں اور قوموں اور سلطنتوں کی
باہمی آویزشیں بڑھی ہوئی آبادی کو کم کرتی رہتی ہیں، آپ نے فرمایا کہ قدرت کا ہاتھ ہماری تعداد کو ضرور کم کردیتا ہے، لیکن بسا اوقات قوم کے لائق اور
ہونہار فرزند اس تخفیف کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے یہ درست نہیں ہے کہ ہم قدرت کے ہاتھ کا انتظار کیا کریں اور اُسے یہ موقع دیا کریں
کہ وہ ہمارے بہترین آدمیوں کو چن لے۔

یہ دلیل کافی زبردست تھی، اور اسے سن لینے کے بعد بھی اگر حاضرینِ جلسہ کی بہت بڑی اکثریت نے تحریک کے خلاف ہی رائے دی اور وہ مسترد
ہوگئی تو اسکے معنی یہی ہیں کہ باایں ہمہ مغرب زدگی ابھی تک لوگوں میں اصابتِ رائے اور صحتِ خیال کسی نہ کسی حد تک باقی ہے۔

یہ دلیل اس سے پیشتر بھی ضبطِ تولید کے حامیوں کی طرف سے پیش کیجا چکی ہے اور بظاہر اتنی گران وزن ہے کہ اس پر اچھی طرح غور کرنے
کی ضرورت ہو، سب سے پہلی بات جو اس سے باآسانی ثابت ہوجاتی ہے وہ یہ ہے کہ ضبطِ تولید کی تحریک درحقیقت قتلِ اولاد کی تحریک ہے، قدرت کا ہاتھ ہماری
بڑھی ہوئی آبادی کو کم کرکے توازن قائم کرتا رہتا ہے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ اس خدمت کو قدرت کے ہاتھ پر چھوڑنے کی بجائے ہم بطور خود انجام دیا کریں
قدرت کا ہاتھ ہمارے افراد کا قتلِ عام کرکے توازن قائم کیا کرتا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس قتلِ عام کے فرائض ہم اپنے سر لے لیں، اور قدرت کے ہاتھ
کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ جسے چاہیے بے دیکھے بھالے اور بے سمجھے بوجھے فنا کردے۔ ضبطِ تولید کے ذریعہ سے ہم جو قتلِ عام کرینگے وہ اتنا اندھا دھند نہ ہوگا بلکہ
اس میں صرف وہی قتل کئے جائیں گے کہ جو مستحق دار ہیں۔

اس اعتراف کے بعد کہ ہم یہ خدمت قدرت کے سپرد کرنا نہیں چاہتے اور اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کرنا پسند کرتے ہیں آئندہ اس حقیقت
سے انکار کرنے کی جرات تو ضبطِ تولید کے کسی حامی کو نہ ہونی چاہئیے۔ اور اب یہ کسی طرح بھی نامناسب نہ ہوگا اگر ہم اس تحریک کا نام قتلِ اولاد یا
بچہ کشی رکھدیں۔

لیکن نام سے کام نہیں چلا کرتا۔ تحریک کا نام بدل جانے سے ہمارا مطلب حاصل نہیں ہوسکتا ہمیں تو یہ دیکھنا منظور ہے کہ اس دلیل میں
کہانتک صداقت ہے کہ قدرت کا ہاتھ بسا اوقات ہمارے بہترین افراد کو قبل از وقت موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے، اور یہ بہت ہی بڑا قومی نقصان ہے
اگر قدرت ایسا ظلم کیا کرتی تو یقیناً وہ بہت ہی بڑا قومی نقصان ہوتا لیکن قدرت کبھی ایسا نہیں کرتی۔ قتلِ اولاد کی تحریک کا ہر حامی قدرت
کے اس مقررہ قانون سے اچھی طرح واقف ہے کہ بقا صرف "اصلح" کے لئے ہے۔ دُنیا میں کسی طرح اور کبھی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کشاکشِ حیات میں کوئی
قابل تر فنا ہوجائے۔ بقائے قابل ترین یا بقائے اصلح تو ایک ایسا مسلمہ ہے کہ جس سے ہر تعلیمیافتہ شخص واقف ہے اور جس پر صدہا دوسرے نظریوں کا
دار و مدار ہے، جب بقائے قابل ترین مسلمہ ہے تو پھر اس الزام کے کیا معنی ہیں کہ قدرت کا ہاتھ اندھا دُھند کام کرتا ہے اور ہم سے ہمارے "قابل ترین"
افراد چھین جاتے ہیں؟

پھر اگر اس محال کو فرض بھی کرلیا جائے کہ قدرت اس قسم کے مظالم کیا کرتی ہے تو ہمیں یہ بھی تو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے پاس وہ کونسا
ذریعہ ہے جس سے ہم یہ معلوم کرسکیں کہ کونسا جنین پیدا ہونیکے بعد قابل ترین فرد بننے کا اہل ہے اسے باقی رکھنا چاہیئے، اور کونسے جنین میں اس قسم
کی صلاحیت نہیں ہے اور وہ مستحق سقوط ہے اور جنین اور حمل تو بعد کی باتیں ہیں "تعلیم گاہ" میں تو لوگوں کو ان طریقوں سے آگاہ کیا جاتا کہ جن سے
حمل قائم ہی نہ ہو۔ ایسی صورت میں کیا کوئی بزرگ ہمیں یہ بتلاکر ہماری معلومات میں اضافہ فرمائیں گے کہ مولود کی پیدائش، بلکہ حمل کے بھی استقرار
سے پہلے یہ کیسے معلوم کرلیا جاتا ہے کہ کونسی روح سعید ہوگی اور کونسی نامسعود۔ کیا علم نجوم نے چاند کی بعض تاریخیں، یا دن رات کے چوبیس گھنٹوں
میں سے بعض گھڑیاں اس بات کیلئے مخصوص کردی ہیں کہ ان کے دوران میں جو حمل قائم ہونگے وہ "اصلح" مولود پیدا کرینگے؟ قدرت کا ہاتھ تو
صرف انہی لوگوں کو فنا کیا کرتا ہے جو مدت سے اس دنیا میں ہیں اور جن کی عدم صلاحیت اور نااہلی کا ثبوت قدرت کو مل چکا ہے۔ لیکن ہمارے
ماہرین خصوصی کا "دوراندیش" اور "دور رس" ہاتھ ان سب انسانی ہستیوں کو فنا کردینے پر تلا ہوا ہے جو ابھی پردہ عدم میں ہیں،
اور جنکا دنیا میں آجانا ممکن ہے۔ مضمون تو یہ ہے کہ کسی گاؤں میں کوئی ایسی لڑکی بغیر ٹانگیں چھانٹے نہ چھوڑی جائے کہ جسکا ہونے کر اپنے

بچہ کُشی اور بچہ کُشی

از جناب [illegible] سعید احمد صاحب [illegible] بریلوی

سنا ہے کہ کسی زمانے میں ایک گاؤں میں ایک بہو کہیں باہر سے بیاہ کر آئی، بدقسمتی سے اسکا قد بہت لمبا تھا اور جس گھر میں وہ بیاہ کر آئی اس کا دروازہ بہت ہی نیچا جب وہ دروازے کے قریب پہنچی تو لوگوں نے محسوس کیا کہ وہ اس دروازے میں نہ جاسکیگی سخت پریشانی لاحق ہوئی کہ اب کیا کیا جائے۔ اب وہ بہو تو بن چکی تھی اسکا گھر میں آنا بھی ضروری تھا۔ اور گھر کا دروازہ جس زمانہ میں بنایا گیا تھا اس زمانہ میں کوئی اتنا لمبا آدمی گھر میں تھا نہیں۔ کسی نے کہا کہ دروازہ توڑ دیا جائے، اور کسی کی رائے تھی کہ ایک دوسرا مکان تعمیر کیا جائے جس کا دروازہ کافی اونچا ہو، اور اس وقت تک بہو کو باہر ہی رکھا جائے۔ اتنے میں کسی کو بوجھ بوجھکڑ کا خیال آگیا، اور سب کے سب خوش ہوکر بوجھ بوجھکڑ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مشکلات اُن کے سامنے پیش کیں۔ ارسطو فطرت بوجھ بوجھکڑ صاحب پہلے تو مسکرائے اور پھر فرمانے لگے کہ تم لوگوں سے اتنی سی بات کا انتظام نہ ہوسکا۔ جاؤ ایک رسی لیکر اس سے دروازے کی اونچائی ناپ لو۔ اور پھر بہو کا قد اسی رسی سے ناپ کر دیکھو کہ کتنا زیادہ ہے، جتنا زیادہ ہو اتنا کلہاڑی سے کاٹ دو، اور یہ خیال رہے کہ نیچے کی طرف سے کاٹنا، اوپر کی طرف سے کاٹوگے تو بیچاری کا سر کٹ جائیگا۔

یہ قصہ ممکن ہے کہ بالکل فرضی ہو، لیکن آجکل علم النفس اور علم الاقتصاد کے ماہرین خصوصی ہماری بعض مفروضہ دشواریوں کا جو علاج تجویز فرمارہے ہیں۔ کیا وہ بالکل ویسا ہی نہیں ہے کہ جیسا زمانۂ قدیم کے بوجھ بوجھکڑ نے تجویز کیا تھا۔ اس زمانہ کے بوجھ بوجھکڑوں یا ماہرین خصوصی سے گاؤں کے لوگ مشورہ طلب کرنے نہیں گئے تھے۔ بلکہ اُنہوں نے خود ہی اپنے کمال دانشمندی کی بناپر یہ فرض کرلیا ہے کہ گاؤں میں کبھی نہ کبھی بہو آئیگی ضرور، اور بالکل ممکن ہے کہ وہ لمبی بھی ہو۔ اس لئے اُنہوں نے ابھی سے حکم دے دیا ہے کہ جس جس گاؤں سے زمانہ مستقبل میں رشتہ داری ہوجانیکا امکان ہو، اس میں جاکر جتنی لڑکیاں ہوں ان سبکے پاؤں بقدر نصف گز کے کاٹ دو۔ اس وقت تک کسی ملک کے باشندوں نے بھی اگرچہ اس قسم کی کوئی شکایات پیش نہیں کی ہیں لیکن ہمارے دوراندیش ماہرین خصوصی کو بطور خود یہ اندیشے لاحق ہوگئے ہیں کہ دس سال پیشتر جو مردم شماری ہوئی تھی اسکی بہ نسبت حال کی مردم شماری میں ملکوں کی آبادی بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، اور اگر اسی طرح آبادی بڑھتی رہی تو آئندہ دس بیس سال میں کروروں بلکہ شاید اربوں آدمی اس دُنیا میں زیادہ ہوجائیں گے۔ اور اگر ایسا ہوا تو پھر اتنے بہت سے آدمیوں کیلئے خوراک کہاں سے آئیگی رہنے کو جگہ کہاں ملیگی۔ انہیں روزگار کیسے ملیگا۔ اور شاید یہ بھی کہ اگر وہ مرگئے تو ان کا کفن دفن کون کریگا۔ اور اتنے گورستان کہاں سے آئینگے کہ جہاں انہیں دفن کیا جائیگا۔ ان اندیشوں کی بناپر اُنہوں نے آنیوالی بہوؤں کی پاؤں کاٹنے کی یہ تدبیر نکالی ہو کہ نسل کو بڑھنے ہی نہ دو، دواؤں کے ذریعے سے اور ربر کی نلکیوں کی مدد سے نطفہ کو اس طرح ضائع کردو کہ استقرار حمل کی نوبت ہی نہ آئے۔

یہ "قطعی" علاج جسکا مقصد نسل کو منقطع کردینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے امریکہ اور یورپ میں کافی رواج پاچکا ہے۔ لیکن ہمارے ماہرین خصوصی کو یہ معلوم کرکے اب سخت حیرت ہورہی ہے کہ ان دونوں مقامات پر اس کا نتیجہ صرف اس قدر نکلا ہے کہ غریب اور جاہل گھرانوں میں بچوں کی پیدائش بہت بڑھگئی، اور امیروں کے ضبط تولید یا برتھ کنٹرول کا بدلہ قدرت کے زبردست اور طاقتور ہاتھ نے غریبوں سے لیا ہے، یہی بچے اگر امیروں کے گھر پیدا ہوتے تو اچھی تعلیم اور مناسب تربیت پاکر قوم کے لئے مایۂ صد ناز بنجاتے لیکن بحالات موجودہ انہیں تعلیم و تربیت کا تو ذکر کیا، کافی غذا بھی میسر نہیں آتی۔ اور قوم آہستہ آہستہ کشمکش حیات کے لئے قابل ترین فرزندوں سے محروم ہوتی جارہی ہے۔

ہندوستان میں ابھی تک یہ وبا عام نہیں ہوئی تھی۔ اور اگر بعض عیش پرستوں کا اس پر عمل تھا بھی تو وہ چھپا چوری ہی تھا، لیکن بدقسمتی سے اب اس "فن شریف" کی طرف لوگوں کی توجہ بڑھتی جارہی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ایک طرف تو لکھنؤ میں خواتین کی انجمن نے اس کی موافقت میں ایک تجویز پاس کردی، اور دوسری طرف دہلی میں ایک میونسپل کمشنر صاحب نے کمیٹی کے جلسے میں اس مضمون کی ایک تجویز پیش کردی کہ دہلی میں ایک ایسی "تعلیم گاہ" کھولی جائے جہاں لوگوں کو ضبط تولید کی طریقہائے جدید کے مطابق تعلیم دی جایا کرے۔

عورتوں نے اگر تکلیفوں سے تنگ آکر اس قسم کی کوئی تجویز پاس کردی تھی تو خیر انہیں تو کسی نہ کسی حد تک معذور رکھا جاسکتا ہے

	شرح پیدائش فی ہزار		شرح پیدائش فی ہزار
جنوبی افریقہ	۲۵٫۵	جاپان	۳۲٫۲
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۱۷٫۸	مصر	۴۴٫۸

ان اعداد و شمار سے اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ جن ممالک میں بچے زیادہ تعداد میں مرتے ہیں اُنہی ملکوں میں پیدائش کا اوسط بھی زیادہ ہے مصر میں بچوں کی شرح اموات سب سے زیادہ یعنی تقریباً ستائیس فی ہزار ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اسی ملک کی شرح پیدائش بھی سب سے زیادہ یعنے تقریباً پینتالیس فی ہزار ہے۔ ہندوستان شرح اموات کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے تو پیدائش کے لحاظ سے بھی اس کا نمبر دوسرا ہی ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر بجا طور پر یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ قدرت کا اعتدال پسند ہاتھ خود ہی ہماری شرح اموات اور شرح پیدائش پر نظر رکھتا ہے اور کبھی اس کو روا نہیں رکھتا کہ کسی زیادہ پیدائش والے ملک میں موتیں کم ہوں۔ یا کسی زیادہ موتوں والے ملک میں پیدائش کی کمی واقع ہوجائے اور یہ تمام انتظام ہماری تحریک ضبط تولید یا اقدام قتل اولاد کی مدد کے بغیر ہوتا رہتا ہے۔ اب اگر ہندوستان یا مصر میں جہاں بچوں کی شرح اموات بہت بڑھی ہوئی ہو ضبط تولید پر عمل کیا جائے تو کیا نتیجہ ہوگا۔

تقریباً پچیس بچے فی ہزار مارنے کیلئے قدرت کو ہندوستان میں پینتیس بچے فی ہزار پیدا کرنے پڑتے ہیں تب کہیں جاکے مردم شماری کا اوسط صحیح اور اعتدال پر رہتا ہے۔ اگر ہم فرضی اور بالکل لایعنے خطرات سے ڈر کر اس پیدائش کی تعداد کو پینتیس کی بجائے پانچ یا دس کرلیں گے تو آبادی کا تناسب کس طرح قائم رہ سکیگا؟ اور ہر سال پچیس بچے فی ہزار مرنے کیلئے کہاں سے آئیں گے؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ جب پیدا کم ہونگے تو مریں گے بھی کم اور اس طرح شرح اموات میں بھی بتدریج کمی آجائیگی۔ لیکن آپ اس بات کو بھول گئے کہ قدرت صرف پیدائش کیساتھ توازن قائم رکھنے کی غرض سے کسی بچے کو ہلاک نہیں کیا کرتی۔ ابھی تک بچے پیدا کرنا یا بچے کا پیدا ہوجانا حامیان قتل اولاد کے نزدیک بھی اتنا بڑا جرم نہیں کہ اسکی پاداش میں ایک جیتے جاگتے بچے کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ قدرت تو آپ کے بچوں کی شرح اموات کے لحاظ سے آپ کے بچوں کی پیدائش میں کمی یا زیادتی کرتی رہتی ہے، قدرت جلادی نہیں کیا کرتی۔ بلکہ جس قوم میں وہ یہ دیکھتی ہے کہ جہالت اور افلاس کی وجہ سے بچے بکثرت مر رہے ہیں اور اندیشہ ہے کہ پیدائش کی بہ نسبت موتیں اگر اسیطرح زیادہ ہوتی رہیں تو قوم صفحہ ہستی سے مٹ جائیگی۔ تو وہ مدد کے لئے آگے بڑھتی ہے اور اس قوم میں بچوں کی پیدائش کی شرح زیادہ کردیتی ہے، اتنی زیادہ کہ ماں باپ کی جہالت کی بھینٹ چڑھ کر بھی کچھ تھوڑے سے بچے بچ ہی رہیں اور قوم اس وقت تک صفحۂ ہستی پر باقی رہ سکے کہ جب تک اس میں تعلیم عام نہ ہوجائے، اور اسے اپنے بچوں کو سنبھالنا اور بہتر طریقہ پر پالنا نہ آجائے۔

انگلستان، جرمنی، اور نیوزی لینڈ وغیرہ میں بچوں کی پیدائش کی شرح اس لئے کم نہیں ہے کہ وہاں قتل اولاد یا ضبط تولید کے نفس پرستانہ اصول کی پابندی کیجاتی ہے۔ ہرگز نہیں! گذشتہ جنگ عظیم نے جرمنی، فرانس اور انگلستان کی آبادی اتنی کم کردی تھی کہ وہاں ایک مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں کیساتھ شادی کی اجازت دینے کیلئے قوانین زیر تجویز آگئے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کرکے جلد سے جلد آبادی کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔ اطالیہ میں آج بھی مسولینی ایسی ماؤں کو ہزار ہا روپے انعام دیکر انکی ہمت افزائی کررہا ہے کہ جن کے آٹھ آٹھ دس دس یا اور بھی زیادہ بچے ہیں۔ ان ملکوں میں بچوں کی شرح پیدائش کو زیادہ کرنے کی کوششوں کے باوجود جب ہم یہ تماشا دیکھتے ہیں کہ وہاں شرح پیدائش بہت ہی کم ہے تو مجبور ہوکر ماننا پڑتا ہے کہ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ وہاں بچے مرتے بہت کم ہیں اور اسلئے قدرت پیدائش کی شرح کو انسانی کوششوں اور خواہشوں کے باوجود بڑھنے نہیں دیتی، اسکے برعکس مصر اور ہندوستان کی حالت ہے، یہاں واقعی بکثرت ایسے لوگ موجود ہیں کہ جنہیں ہر نئے بچے کی پیدائش ایک آفت تازہ معلوم ہوتی ہے اور انکی دلی خواہش ہے کہ کسی طرح یہ سلسلۂ توالد و تناسل بند ہوجائے کیونکہ ان غریبوں کو اپنے ہی پیٹ کے لئے مشکل سے روٹی میسر آتی ہے تو اولاد کے لئے کہاں سے لائیں اور انکی تعلیم و تربیت کے مصارف کس طرح اُٹھائیں۔ لیکن اسکے باوجود قدرت کے منتظم ہاتھ نے ان ممالک کی شرح پیدائش اس قدر بڑھادی ہے کہ اُسکے خیال ہی سے بہت سے کمزور طبیعت کے فلاسفر ڈرے جاتے ہیں۔ اگر انگلستان اور جرمنی وغیرہ کے متعلق کمی پیدائش کا جو سبب بتایا گیا تھا وہ صحیح ہے تو ہندوستان کے متعلق بھی اسکے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، یہاں پیدائش کی زیادتی کا باعث صرف یہی ہے کہ یہاں بچے بڑی ہی کثرت

گاؤں میں آجانا ممکن ہوتا کہ دروازہ کسی وقت میں چھوٹا نہ ثابت ہوسکے۔

قدرت کے نظام میں دخل دینا ہمارے فرائض منصبی سے باہر ہے اور ہماری اس قسم کی جسارتوں کا نتیجہ ہماری اپنی تباہی کے سوا اور کچھ نہیں نکل سکتا، مردم شماری کے اعداد ہمیں بتاتے ہیں کہ یورپ کے ملکوں کے مقابلہ میں ہندوستان کے بچوں کی شرح اموات بہت زیادہ ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہوسکیگا

	شرح اموات فی ہزار
برطانوی ہند	۲۴٫۹
انگلستان	۱۲٫۳
اسکاٹ لینڈ	۱۳٫۳
بلجیم	۱۳٫۳
ڈنمارک	۱۱٫۴
فرانس	۱۶٫۳
جرمنی	۱۱٫۲
اطالیہ	۱۴٫۸
ہسپانیہ	۱۷٫۳
سویڈن	۱۲٫۵
سوئیزرلینڈ	۱۲٫۱
آسٹریلیا	۸٫۷
کناڈا	۱۰٫۱
نیوزیلینڈ	۸٫۳
جنوبی افریقہ	۹٫۵
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۱۱٫۱
جاپان	۱۹
مصر	۲۶٫۸

یہ اعداد و شمار سنہ ۱۹۳۱ء کے ہیں۔

اب اگر اسی طرح اگر پیدائش کے اعداد و شمار دیکھے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش کے لحاظ سے بھی ہندوستان کا نمبر ان سب ملکوں سے بڑھا ہوا ہے

	شرح پیدائش فی ہزار		شرح پیدائش فی ہزار
برطانوی ہند	۳۴٫۳	اطالیہ	۲۴٫۹
انگلستان	۱۵٫۸	ہسپانیہ	۲۷٫۴
اسکاٹ لینڈ	۱۹٫۵	سویڈن	۱۴٫۸
بلجیم	۱۸٫۲	سوئیزرلینڈ	۱۶٫۷
ڈنمارک	۱۸	آسٹریلیا	۱۸٫۲
فرانس	۱۷٫۴	کناڈا	۲۳٫۲
جرمنی	۱۶	نیوزی لینڈ	۱۸٫۴

دنیائے اطفال کے تمام حالات

سے ضائع ہوتے ہیں اور جسوقت تک یہ سبب دور نہ ہوگا قدرت کا زبردست ہاتھ اسی طرح کام کرتا رہیگا، خواہ ہمارے بوجھ بجھکڑ دنکی زبان اور قلم ضبط تولید کی تبلیغ کے متعلق کتنا ہی زور لگالے۔ قدرت یہ بھی کرسکتی ہے کہ اگر پوری قوم کی قوم ضبط تولید کے طریقوں پر عامل ہوجائے، اور ہر شہر اور قریہ میں وہ "سفید تعلیم گاہیں" کھل جائیں کہ جہاں ضبط تولید کے جدید ترین طریقے سکھائے جاتے ہوں، تو وہ توالد و تناسل کا قدیم طریقہ ہی بدلدے اور توالد کے لئے جدید ترین طریقہ ایجاد کردے کہ صنفِ اناث کو بارداری کے فرض سے سبکدوش کرکے یہ بارامانت مردوں کے سر ڈالدے کہ وہ نر ہونے کے باوجود مچھلیوں کی بعض قسموں کیطرح انڈے دیاکریں اور بچے پیدا کیاکریں، بہرحال قدرت کو ہندوستان کی آبادی کا ایک خاص تناسب قائم رکھنے کیلئے جتنے بچوں کی ہر سال ضرورت ہوگی وہ کسی نہ کسی طرح لے لیگی۔ اگر امیر اپنی نفس پرستی کی وجہ سے ضبط تولید پر عمل پیرا ہوں گے تو وہ تمام تر بوجھ غریبوں پر ڈالدیگی، جو قوم کی بربادی اور تباہی کا پیش خیمہ ہے، اور اگر غریب بھی احتیاج اور افلاس سے تنگ آکر یا میونسپل کمیٹیوں کی "سفید" تعلیم گاہوں میں تعلیم پاکر اسی راستے پر چل پڑینگے تو پھر جو کچھ ہو!!!

نامناسب نہ ہوگا اگر ہم اس جگہ حکومت ہند کے پبلک ہیلتھ کمشنر کی سالانہ رپورٹ سے جو سنہ ۱۹۳۲ء کے متعلق شائع ہوئی ہے، بچوں کی اموات کے کچھ اعداد و شمار نقل کردیں تاکہ قدرت کے کاموں میں دخل دینے والوں اور قدرت پر الزام لگانے والوں کو یہ معلوم ہوسکے کہ قدرت نے ہندوستان کی شرح پیدائش بڑھاکر درحقیقت خود ہماری اس مجرمانہ غفلت کی تلافی کی ہے جو اپنے بچوں کی پرورش کے متعلق ہم کیا کرتے ہیں۔

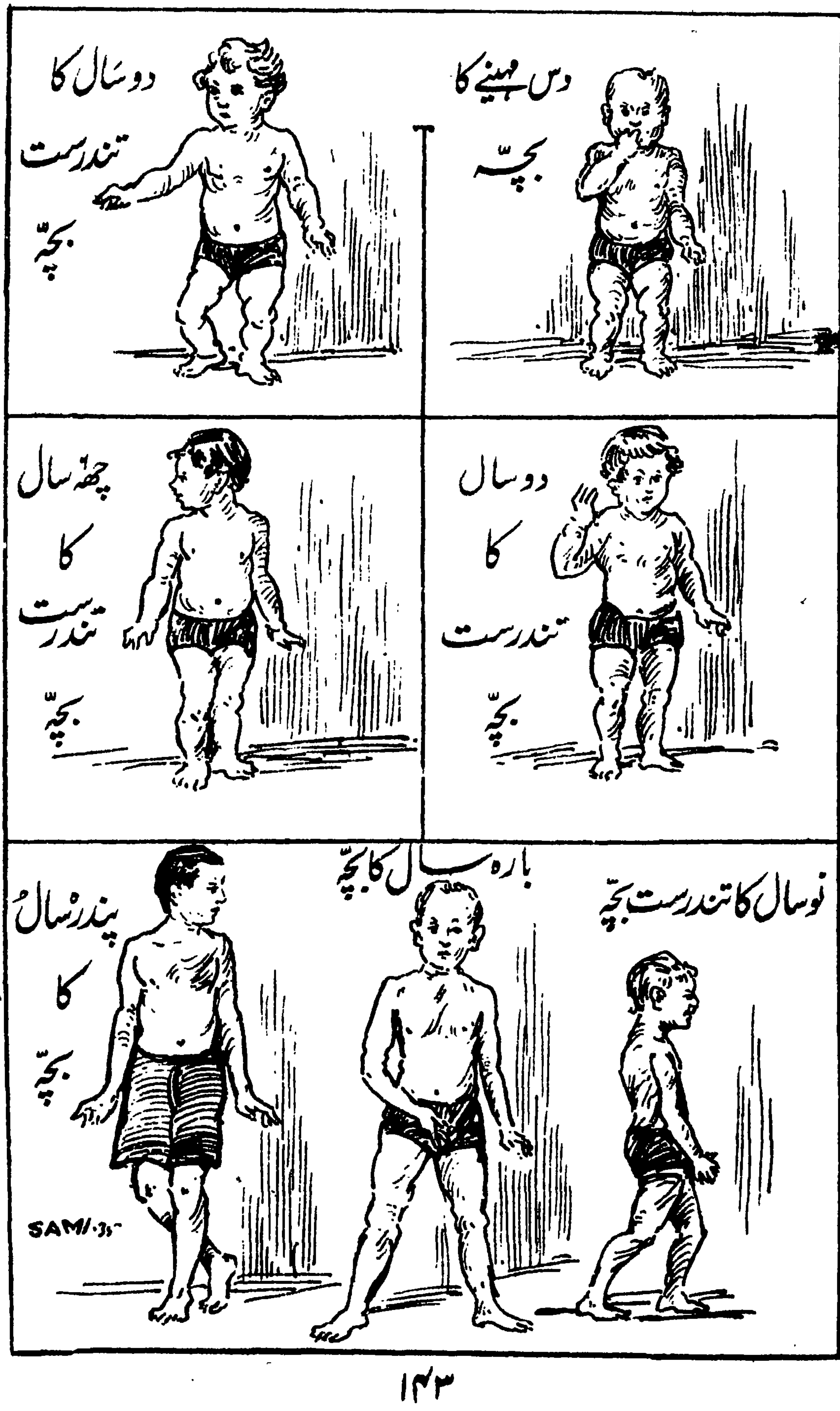
برطانوی ہند میں سنہ ۱۹۳۲ء میں بچوں کی اموات

ایکماہ سے کم عمر کے	ایک سے چھ ماہ کی عمر تک	چھ ماہ سے ایکسال کی عمر تک
۷۴۷۵۱۲	۴۳۵۸۹۳	۳۴۴۰۲۷

اسکے یہ معنی ہیں کہ ایسے بچوں کی تعداد کہ جو ایکسال سے زائد نہ جیئے صرف برطانوی ہندوستان کے اندر (دیسی ریاستیں اس میں شامل نہیں ہیں) پندرہ لاکھ ستائیس ہزار چار سو بتیس تھی، اگر اس تعداد میں وہ سب مرنے والے بھی شامل کرلئے جائیں جو ایکسال سے دس سال کی عمر کے تھے تو یہ تعداد شاید کروڑ کے قریب قریب پہنچ جائیگی۔ ہر سال اپنے اتنے بچے، اور اکثر صورتوں میں محض اپنی غفلت یا جہالت کیوجہ سے ضائع کردینے کے بعد بھی کیا کسی طرح جائز ہوسکتا ہے کہ ہم پیدائش کی کثرت کا گلہ کریں جو صرف اسی کمی کو پورا کرنے کیلئے قدرت نے بڑھا رکھی ہے۔

دوسرا عذر جو عام طور پر پیش کیا جاتا ہے، وہ عورتوں کی تندرستی کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتوں کی صحت پر استقرار حمل اور وضع حمل کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے، اور رضاعت یعنی دودھ پلانے کے بعد تو اس میں آدھی جان بھی باقی نہیں رہتی۔ یہ بیان بھی بہت ہی گمراہ کن اور از سرتا پا غلط ہے اعادۂ شباب کے متعلق جن محققین نے تحقیقاتیں کی ہیں، اور جو اعادۂ شباب کے آپریشنوں کے موجد ہیں وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں پر استقرار حمل کا بالکل وہی اثر ہوتا ہے جو غدودوں کے قلم لگانیکا ہوا کرتا ہے، اور ہر مرتبہ استقرار حمل کے موقع پر وہ از سر نوجوان ہوجایا کرتی ہیں۔ تجربہ اور مشاہدہ بھی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ بسا اوقات لاغر، کمزور، اور کسی قدر مریض لڑکیاں حاملہ ہوتے ہی ایکدم سے تندرست و توانا ہوجاتی ہیں۔ اور انکی چھوٹی موٹی شکایتیں سب دور ہوجاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ماں بننے کی مسرت بے اندازہ انکی صحت پر اور بھی اچھا اثر کرتی ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ چند مہمل اور بے معنی عذرات بیان کرکے عورتوں کو ایسے فوائد سے محروم کردینا اور استقرار حمل کو اُن کے لئے ایک مصیبت بتاکر انہیں اس سے متنفر اور بیزار کردینا کہانتک مستحسن ہے

ضبط تولید یا بچہ کشی کے حامی عام لوگوں کو یہ دکھا دکھا کر کہ ہمارے ملک میں اس قدر کثرت سے بچے مرتے ہیں اور اتنی بڑی تعداد میں زچائیں کی جانیں جاتی ہیں ڈرا دیا کرتے ہیں۔ اور انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر ہم اپنی کوششوں سے استقرار حمل نہ ہونے دیں تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ ہمنے صدہا اور ہزارہا جانوں کو تلف ہونیسے بچالیا۔ ان کے نزدیک علاج کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر سر میں درد ہو تو سر ہی کو اُڑا دیا جائے۔ کیونکہ جب سر ہی نہ ہوگا تو درد کہاں سے آئیگا، لیکن یہ طریقۂ علاج صحیح نہیں ہے۔ زمانۂ قدیم کے بوجھ بجھکڑ نے بہو کی ٹانگیں چھلنے کی بجائے اگر یہ طریقہ بتادیا ہوتا کہ وہ ذرا جھک کر دروازے کے اندر داخل ہوجائے تو کسی کو آزار پہنچے بغیر کام نکل سکتا تھا۔ زمانۂ حال کے بوجھ بجھکڑ بھی بہت آسانی سے


دس مہینے کا بچہ
دو سال کا تندرست بچہ
دو سال کا تندرست بچہ
چھ سال کا تندرست بچہ
نو سال کا تندرست بچہ
بارہ سال کا بچہ
پندرہ سال کا بچہ
SAM/.35

لڑکیوں کے جواب

	پہلا سوال	دوسرا سوال			تیسرا سوال	چوتھا سوال	پانچواں سوال	چھٹا سوال	ساتواں سوال	آٹھواں سوال		نواں سوال	دسواں سوال
	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب			اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب		اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب
	گلاب	[illegible]	آم	[illegible]	بھائی	ماں	چھوٹا بھائی	اسکول کی ڈرل	گلابی	[illegible] / [illegible]	[illegible] / [illegible]	کھانے کی چیزوں پر خرچ کردیتی ہیں	اُستانی
رائیں جو موصول ہوئیں	۳۸۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۴۲۷	۴۱۲	۳۷۴	۴۰۲	۴۴۱	۳۲۳	۹۲	۳۹۱	۳۹۳
رائیں جو اس جواب کی موافقت میں وصول ہوئیں	۲۵۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۴۲	۳۱۱	۲۴۰	۱۹۹	۱۰۷	۱۴۴	۲۷	۲۵۴	۹۲

لڑکوں اور لڑکیوں کے ان جوابات کے متعلق دو ایک باتیں بہت کافی دلچسپ ہیں۔ لڑکوں میں زیادہ تعداد نے کھانے کی چیزوں میں سے "دال روٹی" کو پسند کیا ہے اور اس رائے میں ہندو اور مسلمان سب لڑکے شامل ہیں۔

لڑکیوں کی نگاہ انتخاب بیشتر قورمے اور روٹی پر پڑی ہے اور لڑکوں اور لڑکیوں میں سے بہت ہی کم تعداد ایسی ہے جس نے چاول سے تیار شدہ کھانوں کا نام لکھا ہو۔

ہندو لڑکوں اور لڑکیوں نے چاولوں کو بالعموم مسترد کیا ہے، اور پوری کچوری یا کھیر اور حلوے سے بھی بہت تھوڑی سی تعداد نے دلچسپی ظاہر کی ہے۔

لڑکوں کی اکثریت کو باپ سے زیادہ محبت ہے اور لڑکیوں کی اکثریت کو ماں سے۔

تعلیمی مضامین سے لڑکوں نے بھی حساب کو پسندیدہ اور جغرافیہ کو نامرغوب بتایا ہے اور لڑکیوں نے بھی حالانکہ عام طور پر خیال یہ کیا جاتا ہے کہ حساب سے شاذ و نادر ہی کسی کو رغبت ہوتی ہے۔

ان باتوں کے علاوہ اور بھی کئی ایک دلچسپ نتیجے ان جوابوں سے نکالے جا سکتے ہیں، اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپنے قارئین کرام کو بطور خود نتیجے نکالنے کا موقع دیں۔ ملک کے تمام ارباب فکر کے لئے یہ صلائے عام ہے کہ فرصت کے اوقات وہ اچھی طرح ان جوابوں پر غور کریں اور جس قدر نتیجے مستنبط کر سکتے ہوں۔ لکھے جائیں۔ نتیجے ہمدرد صحت میں شائع ہونے کی غرض سے ہمارے پاس ۲۰ جولائی تک آجانے چاہئیں۔ آخر میں اگر کچھ ضرورت محسوس ہوئی تو ہمدرد صحت بھی اپنی رائے کا اظہار کر دے گا۔

ہمارے سوال اور بچوں کے جواب

"ہمدرد صحت" کی طرف سے دس سوال ایک فارم پر طبع کرا کے دہلی کے تمام اسکولوں میں بھیجے گئے تھے اور اساتذہ سے درخواست کی گئی کہ چوتھی جماعت کے لڑکوں اور لڑکیوں سے انہی مطبوعہ فارموں پر انکے جواب لکھوا کر بھیجدیں۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح کئی ہزار بچوں اور بچیوں کے جب ایک ہی سوال کے متعلق معلوم ہونگے تو ان جوابات سے بچوں کی ذہنیت اور رجحان طبع کے متعلق رائے قائم کرنے اور کسی مفید نتیجہ پر پہنچنے میں مدد مل سکیگی۔ ہم ان اساتذہ کے تہ دل سے شکر گذار ہیں کہ جنہوں نے ہماری اس درخواست پر توجہ فرمائی اور جواب لکھوا کر فارم ہمیں بروقت واپس کر دیئے۔ اگرچہ یہ افسوس بھی ہے کہ بعض معلمین نے اسے ایک بازیچۂ اطفال سے زیادہ اہمیت نہ دی، اور اپنے مدرسے کے بچوں کو اس "جھگڑے" میں پڑنے سے محفوظ رکھا۔ معلمین سے ہماری یہ بھی درخواست تھی کہ ان سوالوں کے جواب لکھنے میں اساتذہ کی طرف سے بچے کو ذرا سی بھی مدد نہ ملنی چاہیئے نہ کسی اور طریقے پر انکی جانب سے کوئی اشارہ ایسا ملنا چاہیئے کہ جس کا انکے جواب پر اثر پڑے۔ ہمیں دلی مسرت ہے کہ اکثر صورتوں میں اس کی پابندی کی گئی لیکن اب بھی ایک تعداد ایسے جوابات کی ہمارے پاس آئی ہے کہ جنہیں مشکل ہی سے کسی بچے کے جوابات کہا جا سکتا ہے۔ ایک بہت بڑی خرابی یہ واقع ہوئی کہ جن مدارس میں اساتذہ نے بچوں کو مدد دینے سے احتراز کیا ہے وہاں یہ احتراز اس قدر کامل تھا کہ انہوں نے آنکھ اٹھا کر یہ دیکھنا بھی گوارا نہ کیا کہ آیا بچوں نے سب سوالوں کے جواب بھی لکھدیئے ہیں یا نہیں۔ بہ کثرت ایسے فارم موصول ہوئے ہیں جن میں بچے نے دس میں سے تین چار یا پانچ چھ سوالوں کا جواب دیا اور باقی امتحانوں کے پرچے کے سوالات کی طرح بغیر جواب دیئے چھوڑ دیا ہے۔ اس خرابی کی وجہ سے بچوں کی جسقدر رائیں جمع ہو جانی چاہیئے تھیں نہ ہو سکیں اور جو رائیں یا جوابات ہمیں ملے ہیں تو اتنا وقت بھی باقی نہ تھا کہ ہم دوبارہ فارم بھیجکر انہیں مکمل کرا سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں خود بھی اس چیز کا خیال بہت دیر سے آیا تھا جسکی وجہ سے جو سوالات بنائے گئے تھے وہ بھی ایسے تھے کہ ان میں ترمیم اور تنسیخ کی ضرورت رہ گئی، اور بچوں کے پاس سے آئے ہوئے نامکمل فارموں کی تکمیل بھی ناممکن ہو گئی۔ بہرحال جو کچھ ہو وہ یہ فارم ہیں اور انہی میں جسقدر جوابات موجود ہیں ان سے ہمیں نتائج اخذ کرنے ہیں۔

سوالات

جو سوالات بچوں کے پاس بھیجے گئے تھے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) پھولوں میں تم کونسا پھول پسند کرتے ہو؟ (۲) کونسی مٹھائی۔ کونسا پھل۔ اور کونسا کھانا تمہیں سب سے زیادہ پسند ہے؟ (۳) تمہیں اپنے بھائی سے محبت زیادہ ہے یا بہن سے؟ (۴) ماں زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہیں یا ابا؟ (۵) تم بڑے بھائی کو اچھا سمجھتے ہو یا چھوٹے بھائی کو؟ (۶) تمہیں کھیل کونسا اچھا معلوم ہوتا ہے؟ (۷) تمہارے خیال میں سب سے اچھا رنگ کونسا ہے؟ (۸) تمہیں اسکول میں جتنے مضمون پڑھائے جاتے ہیں ان میں سب سے اچھا کونسا معلوم ہوتا ہے؟ اور سب سے برا کونسا (۹) تمہیں جو پیسے تمہارے ماں باپ دیتے ہیں ان کا تم کیا کرتے ہو؟ (۱۰) تم بڑے ہو کر کیا کام کروگے۔ جوابات جو موصول ہوئے ہیں وہ مندرجۂ ذیل نقشے سے ظاہر ہیں۔

نقشہ جوابات :-

لڑکوں کے جوابات

	پہلا سوال	دوسرا سوال			تیسرا سوال	چوتھا سوال	پانچواں سوال	چھٹا سوال	ساتواں سوال	آٹھواں سوال		نواں سوال	دسواں سوال
	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب			اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب		اکثریت کا جواب	اکثریت کا جواب
	گلاب	جلیبی	آم	[illegible]	بھائی	ابا	چھوٹا بھائی	کبڈی	گلابی	[illegible] / ابا	[illegible]	کھلونے اور کھانے کی چیزوں پر خرچ کرتے ہیں	نوکری کرینگے
[illegible] رائیں جو موصول ہوئیں	۱۲۷۹	۱۲۰۶	۱۱۹۵	۴۵۲	۱۷۸۲	۲۲۸۸	۱۸۸۷	۱۴۰۷	۱۳۹۷	۱۲۷	۵۰۰	۱۶۲۸	۱۳۳۴
[illegible] جو اس جواب کی موافقت میں موصول ہوئیں	۹۴۲	۴۲۵	۵۱۶	۳۸۴	۱۰۴۷	۱۳۳۰	۹۸۹	۴۸۳	۴۹۸	۴۸۸	۱۵۴	۱۲۳۹	۷۷۳

ریاستہائے متحدہ امریکہ

مختلف ریاستوں کے قوانین مختلف ہیں۔ پھر بھی عام طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بچوں کے سینما جانے کے متعلق کسی قسم کی پابندیاں نہیں ہیں۔ بعض مقامات پر اتنا ہے کہ بچے صرف اسی صورت میں جاسکتے ہیں کہ ان کے ہمراہ کوئی ہو، یا خاص خاص اوقات میں ایسی ایک بھی مثال موجود نہیں ہے کہ فلم دیکھنے کے متعلق بچوں کی ضرورتوں کو ملحوظ رکھ کر فلم کے قواعد بنائے گئے ہوں۔ اگرچہ بعض ریاستوں میں اتنا ضرور ہے کہ محکمۂ احتساب جن فلموں کو غیر موزوں قرار دیدے انہیں بچے نہیں دیکھ سکتے۔

ہندوستان

کسی قسم کی کوئی خاص پابندیاں موجود نہیں ہیں لیکن ایک صوبۂ بمبئی میں محکمۂ احتساب کو یہ ہدایات ملی ہوئی ہیں کہ ایسی فلموں کو نکالدے جو نوجوان بچوں کو جرائم کے ارتکاب سے آشنا کرتی ہوں، یا انکی اخلاقی تعلیم کی جن سے بیخکنی ہوتی ہو۔

اطالیہ

کسی قسم کی بھی پابندی نہیں ہے، لیکن جو کمیشن کہ سینما کے تماشے دکھانے کا لائسنس دیتا ہے اُسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بعض تماشے بچوں کے لئے ممنوع قرار دیدے۔ سینما کے منیجر ایسی صورت میں اپنے اشتہار میں اطلاع شائع کردیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بہبود الطفال کی بعض انجمنیں اس کوشش میں ہیں کہ چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کا سینما جانا قطعاً ممنوع کردیا جائے۔

جاپان!

قانونی پابندی کوئی نہیں ہے۔ البتہ بعض مدارس اپنے بچوں کو سینما جانے سے یا تو بالکل روکتے ہیں یا ان پر پابندیاں عائد کرتے ہیں۔ کوششیں ہو رہی ہیں کہ بچوں کا سینما جانا صرف اس دن کیلئے محدود کردیا جائے کہ جو بچوں کا خاص دن ہو۔

پرتگال

پانچ سال سے کم کے بچے تاوقتیکہ ان کیساتھ کوئی نہ ہو بالکل نہیں جاسکتے۔ دس سال سے کم کے بچے شام کے تماشوں میں نہیں جاسکتے، اگر اکیلے ہوں۔ اسکے علاوہ اور کوئی پابندی نہیں ہے۔ بجز ایک قانون کے جسکی رو سے سولہ سال سے کم عمر کے بچے کسی ایسے تماشے میں نہیں جاسکتے جو ان کیلئے مضر ہو۔

رومانیا

کوئی خاص پابندیاں نہیں ہیں، لیکن وزارت تعلیم کی جانب سے بعض قوانین ہیں جن کا تعلق اسکول کے طالب علموں سے ہے سترہ سال کی عمر تک، طالب علم شام کے تماشوں میں جاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ اپنی وردی پہنے ہوں۔ اور انکے ہمراہ والدین یا کوئی سرپرست ہو ایسے انداز ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں صرف وہی فلمیں دکھائی جاتی ہیں جنکا تعلق تہذیب سے ہو۔

ترکی

بارہ سال کی عمر تک کوئی بچہ عام تماشا گاہوں میں نہیں جاسکتا۔ چھ سال سے اوپر کے بچے تعلیمی فلم دن میں دیکھ سکتے ہیں۔

جمعیۃ الاقوام اور بچے

(بچوں کی جانب سے مدتوں تک مجرمانہ غفلت برتنے کے بعد اب دنیا نے اس ننھی سی امت کی اہمیت کو محسوس کرنا شروع کیا ہو۔ متمدن اور ترقی یافتہ قومیں اب اس حقیقت کو سمجھنے لگی ہیں کہ مستقبل کے بادشاہ یہی ننھے ننھے کیڑے ہیں جنہیں اس وقت اتنی بھی مقدرت نہیں ہے کہ اپنے منہ سے کبھی اُٹھا دیں جینوا کی جمعیۃ اقوام نے (لیگ آف نیشنز) جہاں سلطنتوں کے قضیئے اور مختلف اقوام کی باہمی آویزشوں کے تصفیئے کرنیکی خدمت اپنے ذمہ لی ہے وہاں انکی نگاہ التفات سے بچے بھی محروم نہ رہے اور انہیں چائلڈ ویلفیئر (بہبود اطفال) کا ایک شعبہ بھی قائم کردیا گیا ہے۔

اس چائلڈ ویلفیئر کمیٹی کے سکرٹیری صاحب نے اپنی مشاورتی انجمن کی رپورٹ ہمارے پاس بھیجی ہے جس میں مختلف ممالک کے بچوں کی بہبود کے متعلق جو کچھ کام کیا جاچکا ہے یا ہورہا ہے اسکا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ یہ رپورٹ بہت ضخیم ہے اور افسوس یہ ہے کہ بہت ہی تنگ وقت میں ہمارے پاس پہنچی ہے۔ پوری رپورٹ کا ترجمہ تو شاید کسی طرح بھی اس پرچے میں دینا ممکن نہ ہوتا لیکن اگر وہ چند روز پیشتر آجاتی تو یقیناً اس کے بہت سے اقتباسات لئے جاسکتے تھے۔ اب جبکہ پرچہ تقریباً سارا کا سارا لکھا جاچکا اور پریس میں جارہا ہے۔ بس اسی قدر ممکن تھا کہ بچوں کے سینما دیکھنے کے متعلق مختلف ملکوں سے جو جوابات موصول ہوئے ہیں اور اندمے بچوں کے متعلق ہندوستان کے مختلف صوبوں نے جو اطلاعات بھیجی تھیں ان کا ترجمہ دینے پر اکتفا کیا جائے۔ ہم جمعیۃ اقوام کی چائلڈ ویلفیئر کمیٹی کے سکرٹیری صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمدرد صحت کی خاص اشاعت کیلئے یہ رپورٹ مرحمت فرمائی۔)

"ہمدرد صحت"

خلاصۂ جوابات

پہلے اور دوسرے سوال میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کس عمر کے بچے سینما دیکھنے جاسکتے ہیں۔ اور غیر مناسب فلموں کے متعلق کیا انتظامات ہیں کہ بچے انہیں نہ دیکھ سکیں۔

بیلجیم

سنہ ۱۹۲۰ء سے سولہ برس سے کم عمر کے بچوں کو سینما دیکھنا ممنوع قرار دیدیا گیا بجز ان فلموں کے جنہیں "فیملی فلمس" یعنی پورے خاندان کے دیکھنے کی فلمیں کہا جاتا ہے۔ اور جنہیں ایک مخصوص کمیشن پاس کرتا ہے جسکا تقرر حکومت کی طرف سے ہر سال ہوا کرتا ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ یہ بورڈ آف سنسرس (مجلس محتسبین) نہیں ہے۔ جواب میں یہ بھی مذکور ہے سنہ ۱۹۲۰ء سے اس وقت تک اس کمیشن نے سترہ ہزار پانچسو سینتالیس فلموں کا معائنہ کیا۔ بارہ ہزار ایک سو اٹھاسی پاس کی گئیں بعض پوری کی پوری اور بعض کے کچھ حصے حذف کرنیکے بعد۔

ممالک متحدہ برطانیہ

ایسی فلمیں کہ جنہیں سنسر نے اسلئے پاس کیا ہو کہ وہ عام طور پر نہیں بلکہ صرف بالغ عمر کے آدمیوں کو دکھائی جائیں ان کے دیکھنے کی سولہ سال سے کم عمر بچوں کو ممانعت ہے۔ اگر وہ والدین یا کسی اور سرپرست کے ہمراہ نہ ہوں۔

ڈنمارک

سولہ سال سے کم عمر کے بچے صرف وہی تماشے دیکھ سکتے ہیں جنہیں حکومت کا محکمۂ احتساب بچوں کیلئے موزوں قرار دے۔ جو تماشا بالغ عمر والوں کیلئے ہوتا ہے اسکی اطلاع ٹکٹ گھر پر دیدیجاتی ہے اور بچے انہیں نہیں جاسکتے۔

کی۔ یہ سب مدرسے دس بڑے بڑے شہروں میں تھے نتیجہ حسب ذیل برآمد ہوا۔

بچوں کے سینما جانیکے متعلق ۱۹۳۴ء کی تحقیقات کے نتائج

کیفیت	ثانوی مدارس		ابتدائی مدارس	
	لڑکے	لڑکیاں	لڑکے	لڑکیاں
ان بچوں کی تعداد جنکے متعلق تحقیقات کیگئی۔	۲۸۰۲۸	۲۵۸۷۹	۲۶۳۱۱	۲۵۰۴۸
ان بچوں کی تعداد جو ہفتہ میں ایک مرتبہ سے زیادہ سینما جاتے ہیں	۳۹۲	۱۱۲	۱۰۲۹	۳۷۵
اوسط فیصدی	ایک	٫۴	۳٫۹	۱٫۱

(ب) اس حصے کے جو جوابات آئے ہیں ان میں اس بات کے متعلق بہت ہی کم معلومات ہیں کہ بچوں کی ذہنیت اور چال چلن پر سینما کا کیا اثر دیکھا گیا۔

ممالک متحدہ برطانیہ کے جواب میں ایک قابل قدر تحقیقات کا ذکر کیا گیا ہے جو سنہ ۳۲-۱۹۳۱ء میں لندن کے ابتدائی مدارس میں کیگئی تھی۔ اس تحقیقات نے حسب ذیل باتیں ثابت کردی تھیں۔

(۱) اسکول کی عمر کے بچے فلم کے ان حصوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے جنہیں اخلاقی نقطۂ نظر سے قابل اعتراض خیال کیا جاتا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ انہیں وہ حصے بے مزہ اور غیر دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کسی خاص صورت میں کسی کو نقصان پہنچا ہو لیکن اثر کی خرابی عام نہیں معلوم ہوتی

(۲) چھوٹے بچے گھر آکر چند روز تک جو کچھ دیکھا ہے اُسکی نقل اتارا کرتے ہیں لیکن فلم کے اثر کی یہ ظاہری علامت جلد مٹ جاتی اور کھیل ہی تک محدود رہتی ہے۔

(۳) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض بچے فلم کی بہم رسانیدہ معلومات کو ذہن نشین کر لیتے ہیں، جو اُنکے دماغ کے کسی خانے میں محفوظ رہتی ہے۔ اور اس سے کسی مناسب موقع پر سکول میں کام لیا جاتا ہے۔

(۴) ایک خاص بُرائی جسکا ذکر ہر زبان پر آتا ہے یہ ہے کہ بچے فلم دیکھنے میں اکثر ڈر جاتے ہیں اور اسکی وجہ سے بُرے بُرے خواب دیکھتے ہیں، تحقیقات سے کوئی بات ایسی نہ معلوم ہوئی جسے نقصان سے تعبیر کیا جاسکے۔

(۵) بچوں کی معلومات میں اضافہ کرنے اور بعض اقسام کی واضح معلومات بہم پہونچانے کیلئے سینما ایک کار آمد ذریعہ ہے،

یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ رومانیا کے جواب میں تو یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ حال میں بچوں میں جرائم کی زیادتی اور ان کے سینما دیکھنے میں کوئی تعلق ضرور ہے۔ لیکن برطانیہ کے جواب سے اس خیال کی تصدیق نہیں ہوتی، بلکہ اسکے برعکس یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ سینما سے نقصان کی بجائے فائدہ پہنچتا ہے، کیونکہ اتنی دیر انکی شرارتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں سینما کا بچوں پر اثر کا مسئلہ بہت ہی تفصیلی تحقیقات کا موضوع رہا ہے۔ یہ تحقیقات سنہ ۱۹۲۹ء سے سنہ ۱۹۳۲ء تک جاری رہی۔ اسکے نتائج نو جلدوں میں شائع ہو رہے ہیں۔ نتیجۂ تحقیقات مختصراً یہ ہے :۔

عام طور پر تحقیقات کرنے والوں نے یہ معلوم کیا کہ ہر عمر کے بچوں کو سینما کے ذریعہ جو معلومات بہم پہنچتی ہے، وہ بہت زیادہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ممکن ہے کہ صرف ایک ہی تماشے کا دیکھنا بچے کے طرز عمل میں تبدیلی پیدا کر دے اور یہ بھی کہ ان تماشوں کے اثرات بچوں کے ذہن میں جمع ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر طرز عمل پر جو اثر پڑتا ہے وہ دائمی ہوتا ہے، جذبات کو اُبھارنے کا اثر جو سینما نے پیدا کیا وہ بہت زیادہ تھا۔

سوال نمبر (۴) **مخصوص تماشے** :۔

اس موضوع پر جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ وہ عام طور پر اس قدر سطحی اور ناکافی ہیں کہ اُن سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا، بجز

یوروگوے

پانچ اور پندرہ سال کے درمیان کے بچے صرف دن کے تماشوں میں جا سکتے ہیں جو تعلیمی ہوں اور تفریحی تماشوں میں بھی جنہیں چلڈرنس بورڈ کی منظوری حاصل ہو۔ عملاً اس قانون کی پابندی محال نظر آتی ہے۔

تیسرا سوال (الف) بچے کثرت سے سینما جاتے ہیں یا کبھی کبھی (ب) انکی ذہنیت اور انکے چال چلن پر سینما کا اثر۔

(الف) سوال کے دونوں حصوں کے جواب کسی قدر مبہم سے آئے ہیں، مندرجہ ذیل ممالک نے کسی حصہ کا جو جواب دیا ہے وہ لکھا جاتا ہے۔

ممالک متحدہ برطانیہ

لنڈن میں اکیس ہزار بچوں کے متعلق ایک تحقیقات کی گئی تھی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تیس فیصدی بچے ہفتے میں ایک مرتبہ جاتے ہیں۔ نو فیصدی بچے ہفتہ میں دو مرتبہ۔ اڑتالیس فیصدی مختلف دنوں کے فصل سے گاہے ماہے، اور تیرہ فیصدی کبھی سینما دیکھنے نہیں جاتے۔ دوسرے شہروں میں سے زندگی میں کم سے کم اسی فیصدی ہفتہ وار جاتے ہیں گلیشیلز میں چھہتر فیصدی، ایڈنبرا میں اٹھہتر فیصدی، اور برکن ہیڈ میں پینتالیس فیصدی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لڑکیوں کی بہ نسبت لڑکے سینما میں زیادہ جاتے ہیں۔

ڈنمارک

بیان کیا گیا ہے کہ سینما جانے والوں میں بچوں کا عنصر زیادہ نہیں ہوتا کچھ تو اسلئے کہ خرچ بہت زیادہ ہے اور کچھ اسلئے بھی کہ سینما والے خاص بچوں کے تماشے شاذونادر ہی دکھاتے ہیں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ

اندازہ لگایا گیا ہے کہ ریاستہائے متحدہ میں ایک ہفتہ میں ایک کروڑ دس لاکھ بچے چودہ سال سے کم عمر کے اور دو کروڑ اسی لاکھ بچے اور نوجوان اکیس سال سے کم عمر کے سینما جایا کرتے ہیں۔ بچوں کی ایک جماعت کے متعلق تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ان میں آٹھ سے انیس سال عمر تک کے بچے ہفتہ میں ایک مرتبہ کے اوسط سے جاتے ہیں۔ اور ستائیس فیصدی لڑکے اور اکیس فیصدی لڑکیاں ہفتہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ جاتے ہیں ایک دوسری جماعت میں معلوم ہوا کہ نوے فیصدی بچے روزانہ جاتے تھے۔ اور چونسٹھ فیصدی ہفتہ میں ایک یا دو بار۔

ہندوستان

سنہ ۱۹۲۶-۲۷ء میں ایک صوبہ پنجاب میں تحقیقات کی گئی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ بچوں کے سینما جانے کا اوسط بہت کم ہے لیکن اس وقت سے ابتک یہ اوسط بہت بڑھ گیا ہے، صوبہ بہار واڑیسہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہاں بچے بالکل سینما جاتے ہی نہیں۔

ایطالیہ

بچوں کا سینما جانا روز افزوں ترقی پر ہے۔

جاپان!

وزارت تعلیم نے اکیسو بیس ابتدائی مدارس میں، ستائیس ثانوی مدارس میں، اور انتیس ثانوی مدارس میں جو لڑکیوں کیلئے ہیں تحقیقات

نابینا بچے

جمعیتہ اقوام کی بہبودِ اطفال کی کمیٹی نے ایسے بچوں کی تعداد کہ جو بالکل یا قدرے اندھے ہوں معلوم کرنے اور انکی صحیح تعداد معلوم کرنیکے ذرائع کے متعلق مختلف ممالک سے سوالات کئے تھے، بائیس مختلف ملکوں نے ان سوالات کے جواب دیئے ہیں۔ دوسرے ممالک کے جوابات کا اسجگہ نقل کرنا خالی از طوالت نہ ہوگا۔ اس لئے ہم صرف وہ جواب یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔ کہ جو ہندوستان کے مختلف صوبوں کی طرف سے دیا گیا ہے۔

"ہمدرد صحت"

ہندوستان کا جواب

حکومت مدراس :۔ حکومت کا خیال ہے کہ ایسے عملی ذرائع یہاں مفقود ہیں کہ جن سے بہت چھوٹی عمر کے اندھے بچوں کی موجودگی محقق ہو سکے۔

بمبئی :۔ ایسے بچوں میں کہ جو اسکول نہیں جاتے اندھوں کی تعداد معلوم کرنے کیلئے حکومت کوئی ذرائع تجویز کرنے سے قاصر ہے۔

بنگال :۔ موجودہ مالی مشکلات کے زمانے میں حکومت کیلئے اندھے بچوں کی تعداد معلوم کرنے کی تدابیر اختیار کرنا کچھ مفید نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے کاموں کیلئے، یا نابینا بچوں کی تعلیم میں آسانیاں پیدا کرنیکے لئے حکومت کے پاس کافی روپیہ نہیں ہے۔

صوبہ متحدہ :۔ حکومت نے ایسے بچوں کی نگہداشت اور تعلیم کے متعلق کچھ نہیں کیا ہے جو اندھے ہیں اور پرائیویٹ اداروں کی نگرانی میں ہیں ایسے بچوں کی تعداد البتہ چیچک کا ٹیکہ لگانے والوں اور محکمۂ پولس کی معرفت ٹھیک ٹھیک اور بہت جلد معلوم ہو سکتی ہے۔ ان میں سے اول الذکر اندھے بچوں کی تعداد معلوم کرنیکے لئے بہترین وسیلے کا کام دیسکتے ہیں، اور موخرالذکر پیدائش کا رجسٹر دیہات کے متعلق لکھتے وقت ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ کتنے بچے ماں کے پیٹ سے اندھے پیدا ہوئے۔

پنجاب :۔ بچوں کے متعلق یہ معلوم کرنیکے لئے کہ کتنے نابینا ہیں کوئی باقاعدہ انتظامات اس صوبہ میں موجود نہیں ہیں۔

برما :۔ یہ ممکن ہے کہ برما کے دیہات اور میونسپلٹی کے قانون کے متعلق اندراج پیدائش میں ضروری ترمیم کر کے مادر زاد اندھے بچوں کی صحیح تعداد معلوم کر لیجائے۔ لیکن بحالات موجودہ ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ جس سے بعد میں اندھے ہو جانیوالے بچوں کی تعداد کا علم ہو سکے، اور کوئی ایسا ذریعہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ جس سے ٹھیک طریقے پر اس تعداد کا اندازہ کیا جا سکے بجز اسکے کہ طلوں کی تعلیم میں معائنہ کرنیوالے افسروں کے لئے اس کا معلوم کرنا لازمی قرار دیدیا جائے۔

بہار و اڑیسہ :۔ چونکہ اس صوبے میں ابتدائی عمر کے بچوں میں اندھوں کی تعداد معلوم کرنیکے لئے کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے اس لئے حکومت اس مقصد کے حصول کیلئے کوئی تجاویز پیش کرنے سے قاصر ہے۔

صوبۂ متوسط :۔ حکومت کا خیال ہے کہ اس صوبہ میں بچوں میں اندھے ہونے کی خرابی عام نہیں ہے، اور پیدائشی اندھوں کی تعداد تو بہت ہی تھوڑی ہے اس لئے کوئی مخصوص انتظام کرنا بے ضرورت سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ انتظامات لازمی طور پر اعلےٰ پیمانے پر کرنے پڑیں گے۔

ہمدرد صحت کی توسیع اشاعت میں کوشش کر کے آپ اس کی سب سے بڑی امداد کر سکتے ہیں (منیجر)

اسکے کہ یہ کہنا صحیح ہے کہ ہر جگہ مخصوص تماشوں کی کمی ہے۔ یوگوسلیویا میں والدین کی انجمن اور مدارس نے بلکہ سستے تماشوں کا انتظام کیا ہے اور صرف منتخب تماشے دکھائے جاتے ہیں۔ لتھوانیا میں بھی یہی صورتِ حال ہے۔

ممالک متحدہ برطانیہ

جواب میں تماشوں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا گیا ہے ایک تجارتی فلمیں، اور دوسری غیر تجارتی۔ تجارتی فلموں کے متعلق عام رواج بڑے شہروں میں یہ ہے کہ ہفتہ کے روز ایک تماشہ دن میں بچوں ہی کے لئے ہوا کرتا ہے۔

ان تجارتی تماشوں کے علاوہ مقامی حکام اکثر صورتوں میں بچوں کیلئے سامان تفریح مہیا کرنے کی مفید خدمت انجام دیتے ہیں۔ ایسی بھی کئی مثالیں ہیں کہ بعض جماعتوں نے بطور خود بچوں کیلئے اس قسم کی تفریحات مہیا کرنیکا انتظام کیا ہے۔

ڈنمارک

بعض سینما ہفتہ کی سہ پہر کو بچوں کیلئے خاص طور پر تماشہ دکھاتے ہیں۔ بعض مدرسوں میں خاص بچوں کے تماشے بھی دکھائے جاتے ہیں اور مخصوص تعلیمی فلمیں اور اُن کیساتھ لیکچروں کا انتظام کوپن ہیگن میں کیا گیا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ

بجز چند تجربوں کے بچوں کیلئے مخصوص طور پر بہت ہی کم تماشے دکھائے گئے ہیں۔

ایطالیہ

موجودہ دور حکومت میں اس سلسلہ میں بہت کچھ کیا گیا ہے کہ بچوں کیلئے، نوجوانوں کیلئے اور پورے خاندانوں کیلئے مخصوص تماشے تیار کئے جائیں

جاپان!

بڑے بڑے شہروں میں مدت سے یہ رسم ہو کہ خاص خاص بعض مخصوص دنوں میں بچوں کیلئے تماشے دکھاتے ہیں۔ والدین کو یہ ہدایت کیجاتی ہے کہ بچوں کو صرف انہی خاص دنوں میں تماشہ دیکھنے کو بھیجیں

رومانیا

تمام سینماؤں کا فرض ہے کہ اتوار کے روز صبح کو تعلیمی تماشہ دکھایا کریں۔ اسکے علاوہ دیگر دلچسپ اور اخلاقی فلمیں بھی دکھائی جاسکتی ہیں۔

سوال نمبر ۵ **بچے کس قسم کی فلموں کو پسند کرتے ہیں؟**

اس موضوع پر بہت کافی اطلاعات موصول ہوئی ہیں اور یہ دیکھکر مسرت ہوتی ہے کہ مختلف ممالک کے بچوں میں نوکم سے کم اتحاد خیال اس معاملے میں موجود ہے ایطالیہ کا بیان ہے کہ بچے مزاحیہ فلموں کو پسند کرتے ہیں۔ ایڈ ڈلینی اور چارلی چیلن کی فلموں سے دلچسپی عام ہے۔ ان کے بعد ہردلعزیزی اور مقبولیت کے لحاظ سے فہرست کی ترتیب یہ ہوگی کہ پہلے عشقیہ اور پھر خطرات میں گھسنے کے متعلق جیسی کہ ڈگلس فیربنکس اور ٹام مکس کے کام۔

امریکہ اور برطانیہ میں خیالات بالکل یکساں ہیں۔ لڑکوں کو بالعموم مزاحیہ فلمیں، خطرات کی فلمیں، طربیہ فلمیں، اور جاسوسی کے متعلق فلمیں پسند آتی ہیں تعلیمی فلمیں، المیہ فلمیں، عشقیہ فلمیں، اور جنگی مناظر کی فلمیں انہیں بالکل پسند نہیں۔

لڑکیوں کو عشقیہ فلمیں عام طور پر پسند ہیں۔ یا پھر طربیہ فلمیں، مزاحیہ فلمیں، اور المیہ فلمیں اچھی معلوم ہوتی ہیں تعلیمی یا جنگی فلموں سے انہیں بھی دلچسپی نہیں ہے۔

صوبہ وار نقشہ شرح اموات بچگان فی ہزار برائے سنہ ۱۹۳۲ء

نام صوبہ	کل تعداد اموات جو برطانوی ہند میں سنہ ۱۹۳۲ء میں واقع ہوئیں	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
	۵۸۰۵۶۶۶	۱۵۲۷۴۳۲	۱۰۱۰۳۲۴	۴۰۰۰۴۸	۲۸۲۷۹۰۴	گویا ہر سو اموات میں سے ۴۸ اموات بچوں کی ہوئیں
صوبہ سرحد شمالی مغربی		۱۹ فی ہزار	۱۷ فی ہزار	۲ فی ہزار	۴۲ فی ہزار	
پنجاب		۳۰ فی ہزار	۱۵ فی ہزار	۵ فی ہزار	۵۰ فی ہزار	
دہلی		۳۲ فی ہزار	۱۹ فی ہزار	۴ فی ہزار	۵۷ فی ہزار	
صوبہ متحدہ		۲۵ فی ہزار	۲۰ فی ہزار	۴ فی ہزار	۴۹ فی ہزار	
بہار اڑیسہ		۲۱ فی ہزار	۲۱ فی ہزار	۶ فی ہزار	۴۳ فی ہزار	
بنگال		۲۳ فی ہزار	۲۱ فی ہزار	۷ فی ہزار	۴۲ فی ہزار	
ممالک متوسط		۳۳ فی ہزار	۲۱ فی ہزار	۳ فی ہزار	۵۹ فی ہزار	
بمبئی		۲۴ فی ہزار	۲۲ فی ہزار	۵ فی ہزار	۵۱ فی ہزار	
مدراس		۲۰ فی ہزار	۱۵ فی ہزار	۴ فی ہزار	۵۰ فی ہزار	
کورگ		۲۵ فی ہزار	۲ فی ہزار	۵ فی ہزار	۳۹ فی ہزار	
آسام		۲۵ فی ہزار	۱۵ فی ہزار	۸ فی ہزار	۴۷ فی ہزار	
برما		۳۰ فی ہزار	۱۲ فی ہزار	۵ فی ہزار	۳۴ فی ہزار	
اجمیر میرواڑہ		۳۹ فی ہزار	۲۰ فی ہزار	۴ فی ہزار	۵۳ فی ہزار	
کل برطانوی ہند میں		۲۶ فی ہزار	۱۷ فی ہزار	۵ فی ہزار	۴۹ فی ہزار	

نقشہ پیدائش برائے ۱۹۳۲ء صوبہ وار

نام صوبہ	تعداد پیدائش			شرح پیدائش فی ہزار		
	مرد	عورتیں	کل میزان	مرد	عورتیں	کل میزان
شمالی مغربی سرحد	۳۸۵۲۰	۲۹۶۲۶	۶۸۱۴۶	۳۰	۲۷	۲۹
پنجاب	۵۱۲۴۰۸	۴۵۷۸۲۸	۹۷۰۲۳۶	۳۹	۴۲	۴۱
دہلی	۱۴۵۶۸	۱۳۴۸۳	۲۸۰۵۱	۳۹	۴۹	۴۳
صوبہ متحدہ	۸۸۸۰۴۵	۷۹۰۰۲۷	۱۶۷۸۰۷۲	۳۵	۳۴	۳۴
بہار اڑیسہ	۶۵۰۷۶۰	۶۲۱۵۳۶	۱۲۷۲۲۹۶	۳۴	۳۳	۳۳
بنگال	۶۹۱۷۳۷	۶۳۶۵۹۷	۱۳۲۸۳۳۴	۲۷	۲۶	۲۶
ممالک متوسط	۳۵۸۷۵۸	۳۴۲۱۱۴	۷۰۰۸۷۲	۴۶	۴۴	۴۵
بمبئی	۴۰۶۹۱۷	۳۷۵۹۷۰	۷۸۲۹۱۷	۳۵	۳۶	۳۵
مدراس	۸۳۴۱۵۳	۷۹۳۲۲۸	۱۶۲۷۳۸۱	۳۷	۳۴	۳۵
کرگ	۲۲۵۴	۲۰۶۸	۴۳۲۲	۲۵	۲۸	۲۶
آسام	۱۲۲۸۴۵	۱۱۵۴۷۴	۲۳۸۳۱۹	۲۹	۳۱	۳۰
برما	۱۷۱۴۷۹	۱۶۴۴۰۷	۳۳۵۸۸۶	۲۷	۲۷	۲۷
اجمیر و میرواڑہ	۱۰۴۳۹	۹۲۸۵	۱۹۶۷۴	۳۵	۳۵	۳۵
کل برطانوی ہند	۴۷۰۲۹۱۳	۴۳۵۱۵۹۳	۹۰۵۴۵۰۶	۳۴	۳۳	۳۴

نام شہر	شرح اموات بچگان فی ہزار	نام شہر	شرح اموات بچگان فی ہزار
جبلپور چھاونی	۲۷۷	موڈا	۲۱۸
ساگر چھاونی	۲۷۳	شیگاؤں	۲۱۶
مہاگ پور	۲۷۰	دارورا	۲۱۵
مرواڑہ	۲۶۹	کالمیشور	۲۱۴
ہنگمیسلی	۲۶۹	انڑیا	۲۱۱
گڈرواڑہ	۲۶۸	ردے گاؤں	۲۱۱
ہردا	۲۶۱	ڈگیراس	۲۱۰
رائے پور	۲۵۴	اکولا	۲۱۰
امریہ	۲۴۹	برسی ٹکلی	۲۱۰
دموہ	۲۴۹	چاندا	۲۰۹
اٹارسی	۲۴۹	ملکاپور	۲۰۹
بلاسپور	۲۴۹	کامٹی	۲۰۸
ساگر	۲۴۸	گونڈیا	۲۰۷
سیونی مالوہ	۲۴۸	نندگاؤں پیٹھ	۲۰۷
کھنڈوہ	۲۴۶	دتاپور	۲۰۵
ہوشنگ آباد	۲۴۵	سیونی	۲۰۴
ناگپور	۲۴۴	پرت واڑہ	۲۰۱
تانے گاؤں	۲۴۴	سیندورجنا	۲۰۰
رام ٹیک	۲۴۱	احاطہ بمبئی	
دھمتاری	۲۴۰	حیدرآباد چھاونی	۴۷۴
سیہورہ	۲۳۵	نواب شاہ	۴۶۱
چھندواڑہ	۲۳۰	ندیاد	۳۶۷
واردہ	۲۲۵	پنڈھرپور	۳۴۷
انجن گاؤں	۲۲۴	پونا شہر	۳۳۲
کھام گاؤں	۲۲۴	بارسی	۳۱۲
بمورہ	۲۲۱	حیدرآباد	۳۰۵
اکوٹ	۲۲۱	ییولا	۳۰۲
چھوٹا چھندواڑہ	۲۲۰	گڑھی یسین	۳۰۱

نام شہر	شرح اموات بچگان فی ہزار	نام شہر	شرح اموات بچگان فی ہزار
بہرائچ	۲۳۲	گنگوہ	۲۰۶
نگینہ	۲۳۰	قنوج	۲۰۶
بدایوں	۲۳۱	امروہہ	۲۰۵
شاہ آباد	۲۳۱	آگرہ	۲۰۴
[illegible]	۲۲۵	[illegible]	۲۰۴
مرادآباد	۲۲۷	گونڈا	۲۰۳
فتح پور	۲۲۷	کاسگنج	۲۰۳
کرت پور	۲۲۴	جونپور	۲۰۰
کان پور	۲۲۴	**بنگال**	
ہاپڑ	۲۲۳	کھلنا	۴۴۰
الہ آباد	۲۲۲	بہرنگر	۳۱۲
بجنور	۲۱۹	کمارکھالی	۲۸۲
فیروز آباد	۲۱۷	دین ہاٹ	۲۶۱
اناواں	۲۱۰	باریسال	۲۵۱
نان پارہ	۲۱۶	کلکتہ	۲۴۰
اورئی	۲۱۵	کوٹ چاند پور	۲۳۸
لکھیم پور	۲۱۵	جنوبی مضافات	۲۳۴
ہلدوانی	۲۱۴	ہاوڑہ	۲۲۵
ڈبائی	۲۱۳	چندرکونا	۲۲۰
اودنی	۲۱۳	کوتوا	۲۲۱
لالی پور	۲۱۲	نٹور	۲۱۰
نجیب آباد	۲۱۱	بنس بیریا	۲۰۹
مظفر پور	۲۰۹	**ممالک متوسط**	
نیرانہ	۲۰۸	ملگاؤں	۷۹۶
مین پوری	۲۰۸	کریٹی گنج	۳۰۶
حسن پور	۲۰۸	کھاٹ پارہ	۲۹۸
دیوبند	۲۰۷	درگ	۲۹۱
نواب گنج	۲۰۷	اونگ	۲۷۸

بیست سالہ نقشہ شرح اموات بچگان فی ہزار برائے برطانوی ہندوستان و انگلستان بشمولیت ویلس

سنہ	شرح اموات بچگان فی ہزار برطانوی ہند میں	شرح اموات بچگان فی ہزار انگلستان اور ویلس میں	سنہ	شرح اموات بچگان فی ہزار برطانوی ہند میں	شرح اموات بچگان فی ہزار انگلستان اور ویلس میں
۱۹۱۲	۲۰۸	۹۵	۱۹۲۳	۱۷۶	۶۹
۱۹۱۳	۱۹۵	۱۰۸	۱۹۲۴	۱۸۹	۷۵
۱۹۱۴	۲۱۲	۱۰۵	۱۹۲۵	۱۷۴	۷۵
۱۹۱۵	۲۰۲	۱۱۰	۱۹۲۶	۱۸۹	۷۰
۱۹۱۶	۲۰۲	۹۱	۱۹۲۷	۱۶۷	۷۰
۱۹۱۷	۲۰۵	۹۶	۱۹۲۸	۱۷۳	۶۵
۱۹۱۸	۲۶۷	۹۷	۱۹۲۹	۱۷۸	۷۴
۱۹۱۹	۲۲۴	۸۹	۱۹۳۰	۱۸۱	۶۰
۱۹۲۰	۱۹۵	۸۰	۱۹۳۱	۱۷۹	۶۶
۱۹۲۱	۱۹۸	۸۳	۱۹۳۲	۱۶۹	۶۵
۱۹۲۲	۱۷۵	۷۷			

نام شہر	شرح اموات بچگان فی ہزار	نام شہر	شرح اموات بچگان فی ہزار
احمدآباد	۲۶۳	مدراس	۲۳۹
ڈکور	۲۹۱	پالم کوٹہ	۲۳۲
محمدآباد	۲۸۱	ٹوٹی کورن	۲۳۲
ویرم گاؤں	۲۷۴	کوکناڈا	۲۲۴
سورت	۲۶۹	مدورا	۲۲۴
ناسک	۲۵۹	بیزواڈہ	۲۲۱
الکل	۲۵۸	گنتور	۲۱۹
رٹودرو	۲۵۷	چدامبرم	۲۱۶
ستارہ	۲۵۶	بنڈوپاٹ	۲۱۴
بورسد	۲۵۵	نیلور	۲۱۱
پونا چھاؤنی	۲۴۸	بنگلاپٹم	۲۰۹
دیولالی چھاؤنی	۲۴۴	پالاکول	۲۰۷
کوٹری	۲۴۱	ویرودھ نگر	۲۰۲
روہڑی	۲۴۰	کڈالور	۲۰۱
لاڑکانہ	۲۳۸	کرکوڈی	۲۰۰
شکارپور	۲۲۳		
بمبئی شہر	۲۱۹		
بارامتی	۲۱۰		
شولاپور	۲۰۴		
مالیگاؤں	۲۰۳		
کپڈونج	۲۰۲		
ٹھٹھہ	۲۰۱		
احاطۂ مدراس			
وزاگ پٹم	۲۹۵		
ٹینونیلی	۲۶۰		
پیرباکلم	۲۶۰		
راجہ مندری	۲۵۷		
مسولی پٹم	۲۴۱		

مقدمہ

پنجسالہ نقشہ شرح پیدائش فی ہزار ہندوستان اور بعض دیگر ممالک میں

نام ممالک	شرح پیدائش سنہ ۱۹۲۸ء میں	سنہ ۱۹۲۹ء میں	سنہ ۱۹۳۰ء میں	سنہ ۱۹۳۱ء میں	سنہ ۱۹۳۲ء میں
برطانوی ہندوستان	۳۶ر۸	۳۵ر۵	۳۶	۳۴ر۳	۳۳ر۷
انگلستان اور ویلس	۱۶ر۷	۱۶ر۳	۱۶ر۳	۱۵ر۸	۱۵ر۳
اسکاٹ لینڈ	۱۹ر۹	۱۹ر۲	۱۹ر۵	۱۹	۱۸ر۶
بلجیم	۱۸ر۴	۱۸ر۲	۱۸ر۷	۱۸ر۲	۰
ڈنمارک	۱۹ر۶	۱۸ر۶	۱۸ر۷	۱۸	۰
فرانس	۱۸ر۳	۱۷ر۷	۱۸	۱۷ر۴	۱۷ر۳
جرمنی	۱۸ر۶	۱۷ر۹	۱۷ر۵	۱۶	۰
اٹلی	۲۶ر۷	۲۵ر۶	۲۶ر۷	۲۴ر۹	۲۳ر۸
پرتگال	۳۲ر۶	۳۰ر۶	۳۰ر۶	۳۰ر۵	۲۹ر۹
رومانیہ	۳۵ر۹	۳۴ر۱	۳۵	۳۳ر۳	۰
اسپین	۲۹	۱۸ر۱	۲۸ر۲	۲۷ر۴	۲۸ر۱
سوئیزرلینڈ	۱۷ر۴	۱۷ر۱	۱۷ر۲	۱۶ر۷	۱۶ر۷
آسٹریلیا	۲۱ر۳	۲۰ر۳	۱۹ر۹	۱۸ر۲	۱۶ر۹
کناڈا	۲۴ر۱	۲۳ر۵	۲۳ر۹	۲۳ر۲	۲۴ر۴
نیوزی لینڈ	۱۹ر۶	۱۹	۱۸ر۸	۱۸ر۴	۱۷ر۱
جنوبی افریقہ	۲۵ر۸	۲۶ر۲	۲۶ر۶	۲۵ر۵	۲۴ر۳
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۱۹ر۸	۱۸ر۹	۱۸ر۹	۱۷ر۸	۱۷ر۴
جاپان	۳۴ر۴	۳۳	۳۲ر۴	۳۲ر۲	۰
مصر	۴۳ر۷	۴۴ر۴	۴۵ر۷	۴۴ر۸	۰

طفلِ شیر خوار

میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چلّاتا ہے تو
مہرباں ہوں میں، مجھے نامہرباں سمجھا ہی تو؟

پھر پڑا روئے گا اے نووارد اقلیمِ غم
چبھ نہ جائے دیکھنا! باریک ہی نوکِ قلم

آہ! کیوں دُکھ دینے والی شے سے تجھکو پیار ہی
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے یہ بے آزار ہے

گیند ہی تیری کہاں؟ چینی کی بلّی ہے کدھر؟
وہ ذرا سا جانور ٹوٹا ہوا ہے جس کا سر

تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو
آنکھ کھلتے ہی چمک اُٹھا شرارِ آرزو

ہاتھ کی جنبش میں، طرزِ دید میں پوشیدہ ہی
تیری صُورت آرزو بھی تیری نوزائیدہ ہی

زندگانی ہے تری آزادِ قیدِ امتیاز
تیری آنکھوں پر ہویدا ہی مگر قدرت کا راز

جب کسی شے پر بگڑ کر مجھ سے چلّاتا ہے تو
کیا تماشا ہی ردی کاغذ سے من جاتا ہی تو

آہ! اس عادت میں ہم آہنگ ہوں میں بھی ترا
تو تلوّن آشنا، میں بھی تلوّن آشنا

عارضی لذّت کا شیدائی ہوں، چلّاتا ہوں میں
جلد آجاتا ہے غصہ، جلد من جاتا ہوں میں

میری آنکھوں کو لُبھا لیتا ہے حسنِ ظاہری
کم نہیں کچھ تیری نادانی سے نادانی مری

تیری صورت گاہ گریاں گاہ خنداں میں بھی ہوں
دیکھنے کو نوجواں ہوں، طفلِ ناداں میں بھی ہوں

(اقبال)

حضور ملّا رموزی صاحب کا مکتوب حکیمانہ

(بقلم خود)

محترم حکیم صاحب زاد شرہتہ

بعد سلام مسنون آنکہ عرض ہے کہ خط آپ کا کیا آیا جبتک لفافہ کھولا نہیں تھا تو بیوی نمبر ایک نے سمجھا کہ ہو نہو ہم سب لوگوں کی خوش نصیبی آئی یعنی ہم میں سے کسی کے نام لاٹری نکلی ہے لہذا اُس کے حصے کے نوٹ اس میں ہوں گے۔ مگر جب کھولا تو اندر سے آپ کا مضمون طلب خط نکلا۔ میرا تو یقین ہے کہ اس وقت میری بیوی نے آپ کے اس خط کو پھینک دیا ہوگا یہ دیکھ کر کہ لاٹری کے نوٹ ہیں نہ کسی بنک کے نام کا چک۔ مگر مجھے آپ کا خط بڑے اہتمام سے دیکر خشک سے لہجے سے فرمایا کہ لیجیے میں اسے لاٹری کا لفافہ سمجھی تھی۔ اب اسے شدید گرمی کے میری لیاقت ملاحظہ ہو کہ میں نے نہ سوچا کہ آخر بیوی نمبر ایک جب نئے زمانہ کی پیداوار نہیں۔ انگریزی عورتوں نے اُسے تعلیم نہیں دی کسی ہسکول کی اس نے صورت نہیں دیکھی کلب اور ٹھنڈی سڑک سے اُسے خدا نے بچایا ملّا رموزی کے گھر میں اس نے نقد روپیہ کا کبھی کوئی کاروبار نہیں دیکھا تو پھر اس غریب کی کیا خطا ہے۔ اگر وہ لاٹری کے انعام اور حصّہ کو سمجھتی ہے کہ وہ لفافہ میں بند ہوکر ملتا ہے یا موٹر کار میں بیٹھکر آتا ہے۔ ہاں اگر اس موقع پر میری بیوی نمبر دو رونق افروز ہوتیں تو وہ بتادیتیں کہ یہ تو لفافہ ہے ان کے کسی دوست کا اس میں لاٹری کا کیا ذکر؟

مگر لاحول ولا قوۃ دیکھیے مجھے لکھنا کیا تھا اور کیا لکھ گیا؟

اچھا تو دیگر احوال یہ ہے کہ :-

خط آپ کا آیا حال معلوم ہوا الحمدللہ یہاں تادم تحریر بہٰذا خیریت ہے۔ نئے گیہوں بازار میں خوب فروخت ہو رہے ہیں۔ اگر آپ کی طرف گیہوں کا نرخ گراں ہو تو حسب ضرورت یہاں سے بھیجدیئے جائیں کیونکہ بھائی جان حساب دوستاں در دل۔ مگر ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آپ کے اور ہمارے ہاں کے گیہوں اور چاولوں میں اُتنا ہی فرق ہے جتنا کہ مسلمان لیڈروں کی رائے اور مقصد میں ہوا کرتا ہے۔ یعنی ہر لیڈر کا ایک خاص مقصد ہوا کرتا ہے اور اسی لئے آٹھ دس کروڑ مسلمانان ہند آج تک کسی ایک مقصد پر متفق نہ ہو سکے اسی لئے عراق عرب میں بھرتی کرکے اُن سے منشیوں کا کام بھی لے سکتے ہیں اور سیر و تفریح کے نام سے اُن کے امراء بھی یورپ میں جاکر اپنی دولت برباد کرکے چلے آتے ہیں تو قصہ مختصر خیر جانے دیجئے آپ کو تو جس جگہ سے عمدہ اور سستا غلّہ مل جائے لے لیجئے۔ کیونکہ موقع یہی ہے اور مسلمانوں کی عادت ہے کہ وہ کام کو اُس کے وقت پر ہی نہیں کرتے اب اگر ان کی یہ عادت دیکھنا ہو تو پہلے تو اپنے دیسی طبیبوں اور حکیموں کو دیکھ لیجے ۹۹ فیصدی ہونگے جو نہ مطب کے وقت کے پابند ہوں گے نہ مریض کے معائنہ کے صحیح اوقات کے۔ یہی حال اپنے دیسی علاج کرانے والے مریضوں اور عطاروں کا ہے کہ عطار نہ کبھی صحیح وزن کا نسخہ دیگا نہ مریض کبھی پوری خوراک نوش فرمائیگا۔ اسی طرح اپنے ہاں کے دولت مندوں اور امیروں میں نہ وقت کی پابندی نہ وعدہ کا وفا کرنا۔ حد ہوگئی کہ میں نے تو یہ تک تجربہ کیا ہے کہ جو دولت مند اور امیر ایک وقت آپ سے ہنس کر بات کرتا ہے وہی امیر اور دولت مند دوسری مرتبہ مسکرا کر بھی بات نہیں کرتا۔ اسی لئے اب ہر جگہ دولتمندوں اور امیر لوگوں کا حقہ پانی بند ہو جاتا ہے۔ لہذا آپ سے ہو سکے تو آپ بھی ان کا سفوف ہاضم اور شربت بنفشہ بند کر دیجئے کیونکہ ویسے بھی سنا ہے کہ یہ امیر اور دولت مند لوگ نسخہ اور دواؤں کے دام کھا جاتے ہیں اور ہم آپ جیسے شرافت کے اُن سے پھر مانگتے بھی نہیں، بس خدا کا شکر ہے کہ ایک میری بیوی نمبر ۲ ہے کہ وہ اللہ کی بندی آجتک نہ کسی حکیم کی قرضدار نہ کسی ڈاکٹر کی وہ تو میں ہی اپنی بے حیائی سے آپ کے اور قبلہ حکیم نابینا صاحب کے قیمتی کشتے اور شربت مفت ہضم کر جاتا ہوں!

دیگر احوال یہ ہے کہ دہلی کی طرف سے کچھ لوگ اسطرف آئے ہیں وہ سُناتے تھے کہ دہلی خاص میں "مینا بازار" نامی ایک

ماں اور بچہ کی جدائی

(از جناب کوثر چاندپوری)

(۱)

ماں بے چین تھی، اس کا دل اور آہ و درد جو محض محبت و شفقت کا گہوارہ ہوتا ہے جذبات الم سے لبریز تھا اسکی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے جنکا ہر قطرہ ایک طوفان محبت، ایک سیلاب الفت تھا اس لئے کہ اس کا خوبصورت بچہ جو غنچہ ناشگفتہ کیطرح پھول بننے کے لئے بیتاب تھا اس سے جدا ہو رہا تھا۔

بچہ جو ماں کی آغوش محبت میں پڑا ہوا الفت مادری کے شیریں چشموں سے بہرہ اندوز لطف و حلاوت ہو رہا تھا بالکل بے خبر تھا کہ اب وہ ایک نئی دنیا میں جانیوالا ہے جہاں کی تاریک راتوں میں وہ ماں کی محبت بھری گود تلاش کریگا مگر وہ اسے نہ ملیگی۔ ہر چند اس کے نیچے نرم و گرم گدے بچھائے جائیں گے لیکن وہ اسکے لئے آغوش مادر کی مخصوص حرارت کو مہیا نہ کرسکیں گے جسکی دل کو تلاش اور اسکے بدن کی قوت نشوونما کو ضرورت ہے۔

(۲)

رات کی خاموش فضا میں بچہ ماں کے پاس پلنگ پر سو رہا تھا اور کائنات کا ذرہ ذرہ اسکے اس سکون آمیز خواب شیریں پر رشک کر رہا تھا دفعتہً ماں اٹھ کر بیٹھ گئی، یہ وہ رات تھی جسکی صبح کو اسکا اکلوتا بیٹا تحصیل علم کے لئے اس سے جدا ہو رہا تھا اس نے بچہ کو گود میں لے کر پیار کرنا شروع کیا ماں کو اس سے سیری نہ ہوئی اور دل زور زور سے دھڑکنے لگا، آنکھیں پرآب ہوگئیں اور اسی حال میں اس نے بچہ کو گود میں لے کر اسکے رخساروں پر متعدد بوسے دئے اس نے دیکھا کہ زمین و آسمان کی محبت کو دیکھ رہے ہیں، آسمان کے تارے اس ماماتا کی ماری ماں پر کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ ماں چونک گئی۔ اور بچہ کو پلنگ پر لٹا دیا۔

(۳)

بچہ جانے کے لئے تیار تھا، ماں نے عمدہ عمدہ کپڑے پہنائے، جوتہ صاف کر کے پہنایا، ٹوپی کو بار بار برش سے صاف کر کے سر پہ رکھا اور پھر جوش محبت کی بیخودی میں سینہ سے لگا کر اپنی غیر فانی محبت کے نقوش بچہ کے سینہ پر مرتسم کئے۔

گھڑی نے آٹھ بجائے، بچہ باپ کے ہمراہ گھر سے باہر نکلا، ماں نے قطرات اشک کی مسلسل بارش میں بچہ کے لئے دعائے خیر کے ترانے گائے اور بچہ کوٹ کی آستین سے آنسو پونچھتا اور دل کی آواز سے ماں کو الوداع کہتا ہوا روانہ ہو گیا۔

ماں کی آنکھوں سے بدستور آنسو جاری تھے، ہرچند یہ آنسو دیکھنے میں پانی کے سفید قطروں سے مشابہ تھے لیکن کوئی ماہر سائنس ان کا تجزیہ کرکے دیکھتا تو ہر قطرہ ماں کے دل سے نکلی ہوئی بیشمار دعاؤں کا ایک عظیم الشان دفتر تھا جسکی ہر کتاب اور کتاب کے ہر ورق پر جلی حروف میں لکھا تھا۔

میری آنکھوں کے تارے! دل کی ٹھنڈک! خدا تجھے دنیا کی ہر بلا سے محفوظ رکھے، تو لکھ پڑھ کر اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہو
مطمئن سے مطمئن اور پرلطف سے پرلطف زندگی تجھے نصیب ہو!!

پیار، شفقت، مروت، اور رحم کا مادہ ہوتا ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو آج جناب کتنی اولادیں ہوتیں جو گورنمنٹ کی کوتوالی اور حوالات میں بند ہوتی، دوسرے اِس لئے لڑکی قابلِ محبت ہوتی ہے کہ وہ زیادہ مقدار میں گھر ہی میں بند رہتی ہے اسلئے اسکے خیالات اور ارادوں میں مردوں کی طرح کا انتشار اور پراگندگی نہیں ہوتی۔ جی ہاں گھر میں اگر تو کر زیادہ ہوں تو اس کی توجہ ضرور منتشر ہوتی ہے سو اس لئے جو لڑکی قابلِ محبت چیز ہے تو اپنے لڑکے صاحب سے بس سرکاری محبت کرتا ہوں، پھر بھی دوپہر کو اُس کے گھر سے بھاگ جانے پر مجھے اُسکی تلاش میں یوں جانا پڑتا ہے کہ اگر نہ گیا اور میرا لڑکا لاوارث سمجھ کر کوتوالی میں بٹھا لیا گیا تو پھر عدالت سے بغیر ثبوت کے گواہ پیش کئے کہاں کی پولیس ہے جو مجھے میرے لڑکے کو واپس دیدیگی۔ اور جب لڑکا عدالت میں بھیجدیا جائیگا تو وہاں سے ثبوت کے گواہ طلب ہوں گے اور جب گواہی کے لئے میں اپنے دوستوں سے کہوں گا تو اول تو وہ صاف جواب دیدینگے کیونکہ میرے دوستوں نے میری نوکری کے لئے نہ کہا اور الٹی یہ حرکت کی کہ مجھے یقین دلایا کہ میں نے تمھاری سفارش کردی ہے تم کل اوکر ہوجاؤ گے مگر دوسرے دن معلوم ہوا کہ دوست صاحب نے میری سفارش کے عوض خود اپنی سفارش فرمائی تو بتائیے کہ ایسے دوست میرے لڑکے کی تصدیق کیلئے عدالت میں کیا خاک جائیں گے؟۔ اب اگر کوئی صاحب گواہی کے لئے چلے بھی گئے تو عدالت انکا یہ حال کر دیگی کہ

اچھا تو بتائیے کہ آپ اِس لڑکے کو کب سے جانتے ہیں؟

اِس کے والد سے آپ سے کب سے تعارف ہے؟

جب یہ لڑکا گھر سے غائب ہوا اُس سے کتنی دیر بعد آپ کو علم ہوا؟

یہ بتائیے کہ یہ لڑکا عمر میں پہلی مرتبہ بھاگا ہے یا اس سے پہلے بھی کبھی بھاگا تھا اگر بھاگا تھا تو اس کی رپٹ پہلے بھی لکھوائی تھی یا نہیں؟

کیا آپ بتائیں گے کہ اس لڑکے کے ایسی دوپہر میں گھر سے بھاگنے کے کیا وجوہ ہیں؟ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ مُلّا رموزی صاحب باوجود اس قدر مشہور و معروف انسان ہونیکے اپنی اولاد کی نگرانی سے بے پروا ہیں۔؟

اچھا تو یہ بتائیے کہ مُلّا رموزی صاحب کے بچوں کی خدمت پر کتنے مرد یا انگریز عورتیں ملازم ہیں؟

غرض اِس قسم کے گھبرا دینے والے سوالات کے بعد فیصلہ ہوگا کہ ہرگاہ مسمّی سید شوکت عمر ۶ سال ولد حضرت مُلّا رموزی بسلسلہ گمشدگی آج ہمارے اجلاس میں پولیس تھانہ نمبر ۱ کی جانب سے پیش ہوا۔

بعد گواہی گواہان ثبوت و تصدیق حضرت مُلّا رموزی ثابت ہو کہ سید شوکت بوجہ "نادانی" ٹھیک دوپہر کو جبکہ گھر کے تمام لوگ سو رہے تھے اتفاقاً گھر سے نکل گیا، اور دوسرے محلے میں جا پہونچا۔ کیونکہ بچہ ہنوز کم سمجھ ہے اس لئے دوسرے محلے میں پہنچا اپنا مکان بھول گیا اسلئے اس طرف کے لوگوں نے اسے تھانہ حلقہ متعلقہ میں پہونچا دیا اور پولیس نے حسب دفعہ ۱۷ ضمن (الف) حرف (ج) ضابطہ حفاظت اطفال مجریہ نمبری ۹۹۹ بابت ۱۹۱۹ء ہمارے اجلاس میں ذریعہ چالان نمبری ۲ آج کی تاریخ میں پیش کیا۔

عدالت نے حسب دفعہ ۹۶۳ ضابطہ (الف) تحفظ اطفال مجریہ بابت ۱۸۹۹ء و حسب دفعہ ۱۱ ایکٹ مجریہ نمبری ۹۱۷ گواہان ثبوت کے بیان کے بعد مسمّی مذکور کے والد حضرت مُلّا رموزی کا حلفی بیان بھی لیا چونکہ حضرت مُلّا رموزی کو عدالت ہذا خود جانتی ہے کہ وہ ایک معزز اخبار نویس اور مشہور صاحب تصنیف و قلم ہیں۔ نیز سرکار دولت مدار کے "مدام خیر خواہ" اِس لئے مسمّی سید شوکت کو اُس کے والد مُلّا رموزی صاحب کے حق میں "واگزاشت" کیا جاتا ہے۔ یعنی چھوڑ جاتا ہے۔ اور ان کے والد کو ہدایت کیجاتی ہے کہ آیندہ وہ اپنے لڑکے کو حفاظت سے رکھیں،

آج ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے یہ لڑکا چھوڑا گیا

اَب آپنے مذکورہ بالا احوال ملاحظہ فرمایا۔ بس اِس فکر سے دوپہر کی نیند سے بھی محروم رہتا ہوں، اب وہ حشم و خدم دلی ہوئی ہوتی تو میری اِس فکر کا انسداد و انتظام کرتی۔ مگر وہ سزیب لقلم خود بے چین بھی ہو اور بے بس سی بھی۔ مگر جی ہاں سچ

تماشے میں ہزارہا عورتیں تماشہ دیکھنے گئی تھیں۔ ان میں نوجوان اور کنواری لڑکیاں بھی تھیں مگر وہاں خلق خدا تھی کہ فوج کی فوج جمع ہوگئی تھی پردہ کا انتظام کیسا جان سلامت لے آنا محال ہوگیا تھا اس لئے چند بدمعاشوں نے اکثر نوجوان لڑکیوں کو غائب کر دیا اِنّا لِلّٰہ

تو میں سوال کرتا ہوں کہ اس طرح جو مسلمان ذلیل اور رسوا ہوئے تو اسکی ذمہ داری انتظام کرنیوالوں پر ہے یا ان پر جو عورتوں کو وہاں لے گئے۔ یا جو عورتیں مارے شوقِ تماشہ کے وہاں تشریف لے گئیں ؟

قصہ یہ ہے کہ ہمیں نہ غریب عورتوں کی خطا ہے نہ انتظام کرنے والوں کی بلکہ دار کے قابل تو وہ بی اے پاس قسم کے مسلمان مرد ہیں جن کے غلام دماغوں پر یورپ والوں کی نقل وتقلید کا بھوت سوار ہے اس لئے وہ نہیں سوچ سکتے کہ ابھی نہ عورتوں میں تعلیم مکمل نہ مردوں کے اخلاق بلند جو عورتوں کو آزاد کیا جائے بس ان کالج زدوں کو جو ایک ہی حرکت پسند ہے کہ جس وضع سے کوئی یورپ والا نظر آیا اور انہوں نے آنکھ بند کرکے خود بھی اسکی نقل کی اور عورتوں کو بھی اس کا نمونہ بنا دیا۔ ادھر راز کی بات ایک اور بھی ہے وہ یہ کہ جس گھر میں ضرورت سے زیادہ دولت آئی کہ اس گھر سے عقل وحیا کا جنازہ نکلا، اور میں کیا عرض کروں حکیم صاحب کہ میں تو رات دن مینا بازار سے بھی سوا رسوا کن تماشے دیکھتا رہتا ہوں مگر وہ تو فطرۃً رازدار اور باحیا واقع ہوا ہوں ورنہ اگر ایک ہی واقعہ کبھی بتا بیدارستے کہدوں تو مسلمانان ہند حیران ہوکر رہجائینگے۔ پھر کہاں ستم یہ ہے کہ ایسے خطار لوگ اور انکا بیان میرے سامنے آکر رہتے بھی ہیں تو خیر جانے دیجیے بقول امیر لوگوں کے اکثر رسوا ہوتے ہیں تو کوئی ہمارا کر ہی کیا لیگا اس لئے

دیگر احوال یہ ہے کہ تادم تحریر ہذا یہاں گرمی سے ہر طرح "خیر خیروعافیت ہے" پوری دوپہر تو گذرتی ہے ایک آگ برسانیوالے پہاڑ پر اس کے بعد کوئی دو تین بجے کھانا کھاتا ہوں یا یوں کہیئے کہ ایسے پیاس کے پانی زیادہ پیتا ہوں اور کھانا کم۔ جی نہیں برف کے پانی کا شروع ہی سے عادی نہیں ہوں کہ مزاج قدرتاً ملاہی بہادرانہ اور جنگی جالانکہ اس زمانہ میں جاہلانہ اور غلامانہ مزاج کے لوگ بڑی عزت پاتے ہیں اس لئے میں تو برف نہیں پیتا۔ لہذا بعد کھانے کے رات بھر جاگ کر لکھنے کا معاوضہ کرتا ہوں یعنی سوتا ہوں سو خدا میری بیوی نمبر ا کو بعد مرنے کے جنت دے کہ وہ غریب کبھی کبھی آکر پنکھا جھل دیتی ہے ورنہ پوری نیند میں مجھے اپنے چاروں طرف رنگ رنگ کے دوزخ نظر آتے ہیں، بجائے پھولوں کی سیجوں کے بستر پر پسینہ ہی پسینہ بھیار رہتا ہے جس کی وجہ سے نیند آنا کیسا نیند کا وہم سا ہوجاتا ہے ادہر وہ ننھے میاں کا عین میرے سونے کے وقت چیخنا چلانا یا اس لو کے وقت اوس کا گھر سے باہر بھاگ جانا اب گویا اوسکی دونوں حرکتیں ایسی ہیں جیسے مسلمانوں کے حق میں یورپ والے کہ ان کی دشمنی بھی ناقابلِ برداشت اور ان کی دوستی بھی خطرہ سے خالی نہیں لہذا یا تو لونڈے کے چیخنے چلانے سے اپنی اس گرم نیند سے اٹھنا پڑتا ہے یا اسکی تلاش کے لئے باہر جانا پڑتا ہے کیونکہ گھر میں ٹیلیفون تو ہے نہیں کہ پلنگ پر سے لیٹے لیٹے ہی کوتوال شہر سے کہدوں کہ میاں میرے ولی عہد صاحب اس دوپہر میں گھر سے بھاگ گئے ہیں کسی سڑک یا گلی میں کھیلتے نظر آئیں تو سپاہی کے ذریعہ واپس عنایت فرما دیجئے گا۔ اور لیجیے اس سے بھی سوا صاف سُن لیجیے کیونکہ آپ ہیں ذی علم رئیس اور حاذق حکیم اس لئے صاف گوئی کو آپ ہی پسند فرمائیں گے ورنہ کم علم دولت مند تو خوشامد کو پسند کرتے ہیں ویسے دکھانے کو کہا کرتے ہیں کہ ہم خوشامد پسند نہیں کرتے اسی لئے مجھ سے گھبراتے ہیں ورنہ میں نے کسی گھر میں نقب تھوڑی ہی لگائی ہے۔ ہاں وہ تو صاف بات یہ کہتا ہے کہ میرا لڑکا ہے بیحد شریر اور شریر لڑکے ہی بہادر، مدبر اور بڑے آدمی ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ جو آجکل کی اولاد کو انگریزوں ایسے بالشت بھر کے پاجامے پہنائے جاتے ہیں سو ایسی اولاد نفیس ونازک تو ہوتی ہے اوسناک پر انگلی رکھکر واللہ چنانچہ تو خوب بولتی ہے مگر ہندو مسلم فساد کے نام سے لرزتی ہے۔ حد ہوگئی کہ ایسی فینسی اولاد کو میں نے تو گھر کی بلی تک سے ڈرتے دیکھا ہے۔ غرض قصہ کوتاہ میں نے اپنے صاحبزادے یعنی اپنے لڑکے سے یوں محبت کم کرتا ہوں کہ یہ اللہ کا چھوٹا سا بندہ نسل کا ہے مرد اور مجھے کچھ تو علمی قاعدے سے اور کچھ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ مرد کی قوم ہوتی ہے بے وفا اور بے وفائیوں ہوتی ہے کہ دُنیا کے لاکھوں کام اس کے ذمہ میں ہوتے ہیں لہٰذا بتائیے کہ وہ اکیلے ملا رموزی صاحب کے ساتھ عمر بھر کس طرح بیٹھا وفاداری پہرہ دیتا رہے ؟

اب رہی لڑکی سو یہ محبت کے قابل یوں ہے کہ اول تو اس کا درجہ ماں عرف والدہ کا ہوتا ہے اس لئے قدرتاً اسمیں وفا

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
"Child Number,"
July 1935.

ہمدرد صحت ، دہلی
اشاعت خاص
''الاطفال''



دنیا کے مشہور مصور سر جوشوا رینالڈز کی ایک تصویر

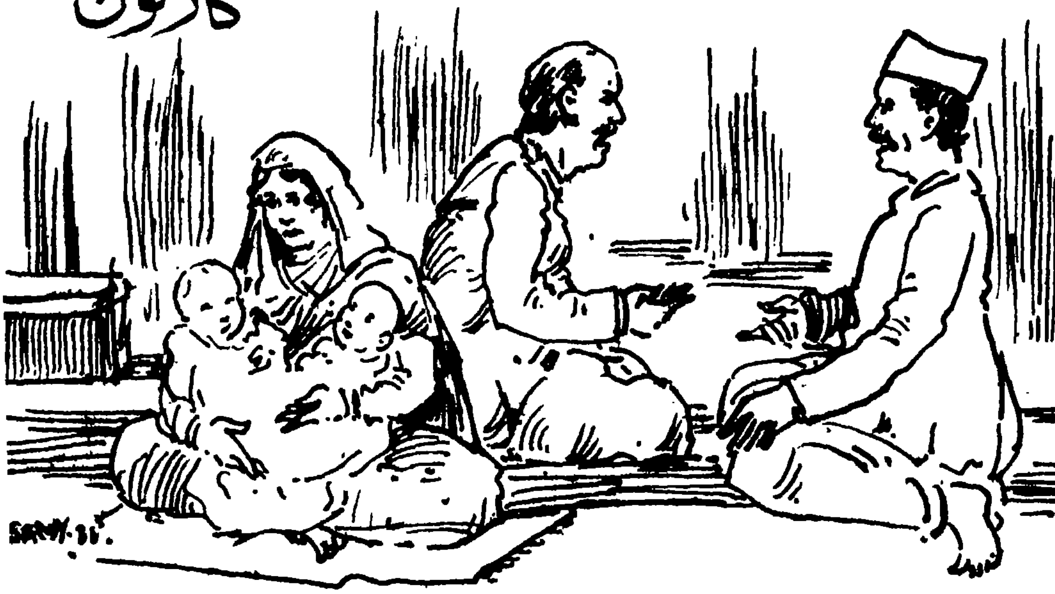
آپ نے کہ وہ دیدہ و دانستہ تو بے بس ہو سکتی ہے لیکن اگر وہ چاہے تو کوتوال شہر بھی اُسے بے بس نہیں کر سکتا۔

مگر لاحول ولاقوۃ پھر دیکھیئے کہ میں اپنے خیال میں کدھر سے کدھر چلا گیا۔ حالانکہ کہنا یہ تھا کہ جس طرح میں اپنے خیالات میں غرق رہتا ہوں اسی طرح بے مرضی اور بے رضامندی والے میاں بیویوں کو دماغی مصیبت گھیر لیتی ہے۔ مگر یہ بھی سچ فرماتے ہیں آپ کے والدین کی تحقیق اور انکی مرضی سے جو شادی ہوتی ہے وہ آنے والے خطرات اور نقصانات سے پاک ہوتی ہے۔ اور دلیسے جی چاہے تو ایک دوسرا ایک دوسرے کے ساتھ بھاگ کر دیکھ لے۔ برس ڈیڑھ برس کے اندر یا تو کسی ریلوے سٹیشن پر دونوں پولیس میں دھر لئے جائیں گے یا پھر طلاق لینے اور طلاق کا معاملہ چھڑ جائیگا۔ مگر ہندوستانی قاعدے سے طلاق کا معاملہ بھی "نوالہ کا منہ نہیں ہے" اس لئے دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی ہونے پر میاں بیوی بھی نہیں رہتے اور طلاق بھی نہیں ہوتی اسی لئے میں اپنے دوستوں سے کہتا رہتا ہوں کہ بھئی بیوی سے چاہو جتنا لڑو مگر خدا کیلئے طلاق کی حد تک نہ لڑنا۔ ورنہ جناب شوہر ہونے پر شوہر رہوگے نہ بیوی ہونے پر بیوی نظر آوگے۔ کیونکہ ایسی حرکات تو یورپ والوں ہی میں معیوب نہوں تو نہوں اپنے ہاں تو آپ جانتے ہیں کہ ایسے بے حیا میاں بیویوں کے خلاف گلی گلی کوچہ کوچہ لوگ وہ گالیاں دیتے پھرتے ہیں کہ ایک مرتبہ تو بال بال بچ گیا ورنہ ایک صاحب سے میری ہو ہی گئی تھی!

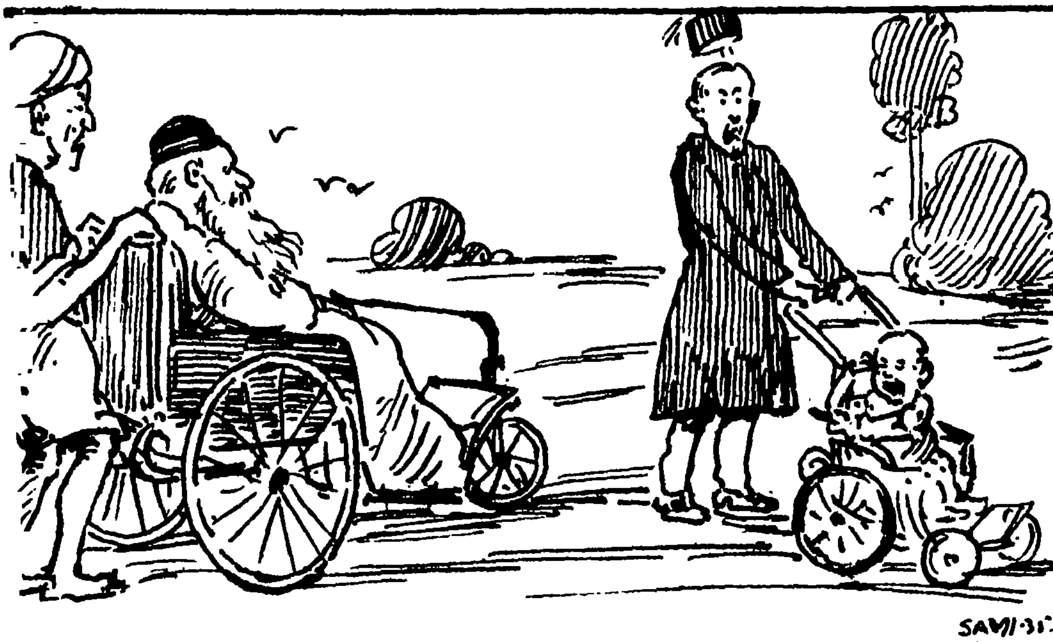
خیر سچ ہے کہ اپنی بلا سے جو کرے گا وہ بھرے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک میرا دل اور دولت مندوں میں اپنے وطن کی دواؤں اور وطنی دواخانوں سے محبت نہ ہوگی یہ انشاءاللہ آپریشنوں ہی سے مرتے رہیں گے۔ اچھا ہے آپ بھی ان تقلید کے ماروں کو آپریشن اور بیہوشی کی دوا ہی سے مرنے دیجئے۔

جی ہاں بارش کی ہوائیں شروع ہو گئی ہیں گھر کی چھت سے دیسی جگہ جگہ سے داغ دہلوی مرحوم بنی ہوئی ہے نیز بارش کے موسم میں بائیسکل پر بیٹھکر سسرال جانا جس قدر مشکل ہوجاتا ہے بائیسکل سوار داماد لوگ ہی کچھ خوب جانتے ہیں۔ پھر بارش کی کیچڑ اور غلاظت سے لباس جس طرح گل بنفشہ بنا رہتا ہے وہ بھی جناب کے علم میں ہے اس لئے غریبوں کے حق میں تو ہر موسم گویا جرمنی کا اعلان جنگ ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا دعا فرمائیگا کہ خدا ہم لوگوں کو بارش کے نقصانات سے محفوظ رکھے۔ آمین خورد و کلاں کو درجہ بدرجہ انگریزی میں سلام کہیئے گا کیونکہ ہندوستانی لوگ انگریزی میں گفتگو کرنے کو بڑا فخر سمجھتے ہیں۔ زیادہ آداب

کارٹون



دوست - ارے بھئی یہ ایک ساتھ ایک عورت کے دو بچے ؟ تم انہیں پہچانا کیسے کروگے ؟ ان کے نام کیا رکھے -
شاعر - ایک کا نام "مصرعہ اولیٰ" ہے اور دوسرے کا "مصرعہ ثانی"۔ مطلع کے دونوں مصرعے برابر کے ہیں !



اوں ، اوں ! ہم تو ایسی ہی ڈاڑھی لیں گے ، جیسی اِس بڈھے کی لگی ہوئی ہے







ننھے جمیل کا طفلانہ شوق پھر زور پکڑنے لگا۔ آہستہ آہستہ باپ کا منع کرنا دل سے محو ہوتا گیا، اور ایک مرتبہ پھر اس نے ہمہ تن شوق بنکر ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ کھینچنے سے معلوم ہوا کہ پلندہ کافی وزنی ہے، اور اس خیال نے کہ توپ بہت بھاری ہے ضرور سچ مچ کی ہوگی جمیل کی آتش شوق اور بھڑکا دی۔ پہلے آہستہ سے فیتے کا ایک سرا کھینچکر پھندہ کھولا گیا اور پھر بقدر احتیاط اور آہستگی سے گرہ کھولی جانے لگی۔ گرہ قریب قریب کھل چکی تھی اور اب صرف لپٹے ہوئے کاغذ کا کھولنا باقی تھا کہ جو سدا ہ تھا کہ اتنے میں عقیل بھی اپنا لباس تبدیل کرکے آگئے

"ہمنے تمہیں منع کر دیا تھا کہ ابھی تم اسے مت چھوؤ۔ ہمنے تمہیں بتا دیا ہے کہ یہ ہم تمہارے ہی لئے لائے ہیں۔ کل سالگرہ کے جلسے کے وقت ہم خود تمہیں دیدیں گے اور اسکے چلانے کی ترکیب بھی بتا دیں گے، ابھی اگر ہم تمہیں دے بھی دیں تو کیا فائدہ جب تک ہم ترکیب نہیں بتائیں گے۔ تم آتے چلا تھوڑا ہی سکتے ہو۔

جمیل نے پلندے پر سے ہاتھ ہٹا لئے۔ اس کا چہرہ رنج اور مایوسی کی ایک تصویر تھا۔

اس عرصہ میں جمیل کی والدہ بھی کھانا کھانیکی میز ٹھیک کرکے آگئیں اور جمیل کو اس قدر اُداس دیکھکر کہنے لگیں۔

"لے ہے! ذرا اسے دکھا دینے تو کیا ہو جاتا۔ آخر اسی کی چیز تو ہے پھر اسے دکھا دو گے تو کیا حرج ہو جائیگا۔ بچے کو خوش کرنے سے تو گئے اور اسے رنجیدہ کر دیا۔"

عقیل :۔ ہر کام اپنے وقت پر ہونا چاہیئے۔ سالگرہ کل ہے تو سالگرہ کا تحفہ آج کیسے دیدیا جائے۔ اس وقت وہ اسے دیکھ لیگا یا لے لیگا تو پھر کل اُسے کیا خوشی ہوگی۔

نجمہ :۔ میں یہ تو نہیں کہتی کہ اسے دیدو۔ ایک ذرا اسے دکھا دو گے تو اس کا دل خوش ہو جائیگا۔

عقیل :۔ عورتوں کے دماغ میں ضابطہ اور نظم کا خانہ ہی شاید نہیں ہوتا۔ اب میں لاکھ سمجھاؤں مگر تمہاری سمجھ میں کسی طرح یہ بات آہی نہیں سکتی کہ قاعدہ، قانون اور ضابطہ بھی کوئی چیز ہوتا ہے اور اسی قسم کی ذرا ذرا سی باتوں میں بے ضابطگیاں کرکے ہم بچوں کی عادتیں بگاڑا کرتے ہیں۔

نجمہ :۔ رہنے بھی دو۔ ہر وقت نگوڑے اصول ہی چلتے رہتے ہیں اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا، یہ خدا جانے کونسا اصول ہے کہ بچے کی آدھی جان کر دی جب اسکی چیز ہے اور اُسی کے لئے آئی ہے تو پھر اسے ذرا دکھا دینے میں کیا نقصان ہے؟

عقیل :۔ بہت سے نقصان ہیں۔ اسکے دل سے کاموں کیلئے وقت اور تاریخ کے تعین کی اہمیت جاتی رہیگی۔ سالگرہ کا تحفہ کبھی کسی تاریخ کو اور کبھی کسی تاریخ کو ملنے کیوجہ سے اسے اپنی پیدائش کی تاریخ ہی یاد نہ رہیگی۔ بڑا ہو کر وہ نوکروں اور مزدوروں کو دو دو چار چار روز پہلے سے تنخواہ دیدیا کریگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ نکاح کی مقررہ تاریخ سے دو چار دن پہلے وہ سسرال میں جاکر یہ مطالبہ کرے کہ آخر وہ میری ہی تو بیوی بنیگی اور مجھی کو ملیگی پھر اس میں کیا حرج ہے کہ آپ ابھی سے اسے میرے ساتھ بھیجدیں۔

نجمہ (ہنسکر) اُفوہ! تمہاری بھی کیا باتیں ہوتی ہیں۔ (جمیل سے) آؤ بیٹے اب تم ہاتھ دھو لو کھانا نکل آیا۔

کھانے کے دوران میں بھی جمیل کی نظر برابر اسی میز پر لگی رہی کہ جس پر وہ توپ کاغذ میں لپٹی رکھی تھی، اور کھانیکے بعد بھی اُس نے دو تین چکر دور ہی دور سے اس میز کے چاروں طرف لگائے اور بالآخر ماں کے بلانے پر وہ شب خوابی کے کپڑے پہنکر سونے کیلئے اپنے پلنگ پر لیٹ گیا۔ تمام رات خواب میں وہ توپیں اور پٹاخے ہی دیکھتا رہا۔ بیچ بیچ میں کبھی کبھی عقیل کی قہر آلود نگاہ بھی نظر آجاتی تھی۔ اور ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ وہی نگاہ ایک بہت بڑی توپ بنگئی اور جب چھوٹی تو ایک بڑا سا گولا اسکے آکر لگا۔ ڈر کے مارے جمیل کی آنکھ کھل گئی لیکن اب صبح ہو چکی تھی۔

جمیل کی عادت تھی کہ وہ صبح کو بستر سے اُٹھتے ہی ضروری حوائج سے فارغ ہوتا پھر غسل کرتا، اور باپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا لیکن آج غسلخانے سے پہلے وہ اس کمرے میں گیا جس میں کل سالگرہ کا تحفہ رکھا ہوا تھا۔ عقیل نے وہ گرہ پھر لگا دی تھی جو جمیل نے رات کھولدی تھی اور اب پھر سرخ ریشمی فیتے کے سرے اِدھر اُدھر لٹکے ہوئے بہت بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ جمیل نے ایک للچائی ہوئی نظر اس پلندے پر ڈالی، چلتے چلتے کسی قدر ٹھٹکا اور پھر نکلا چلا گیا۔ غسلخانے سے واپسی بھی اُسی کمرے کے اندر سے ہوئی اور ترسی ہوئی نگاہوں نے ایک مرتبہ پھر اس موٹے بادامی کاغذ کی زیارت کرلی جس میں سچ مچ کی توپ بند ہی اور لپٹی رکھی تھی۔

افسانہ

سالگرہ کی توپ

ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید، بریلوی

"کیا سچ مچ کی توپ؟"

جمیل نے خوشی سے اُچھل کر اور باپ کی ٹانگوں کو لپٹ کر کہا۔

باپ نے بیٹے کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"ہاں سچ مچ کی! بالکل اسی طرح چھوٹتی ہے جیسے سلامی کی توپیں تم نے چھٹتی دیکھی ہیں"

جمیل (کچھ غور کر کے) وہ جو اس دن جامع مسجد کے سامنے پریڈ کے میدان میں چھوٹ رہی تھیں

عقیل (جمیل کے والد) ہاں وہی، وہ بڑی بڑی توپیں تھیں اور نوروز کی خوشی میں چھوڑی گئی تھیں۔ یہ چھوٹی سی توپ ہے اور تمہاری سالگرہ کی خوشی میں داغی جائیگی۔

جمیل :- یہ بھی اتنے ہی زور سے چھوٹیگی؟ ویسی ہی بڑی سی آواز ہوگی؟

عقیل :- یہ چھوٹی ہے اسلئے اسکی آواز اتنی بڑی تو نہیں ہوگی۔ لیکن ہے یہ سچ مچ کی توپ۔

جمیل :- (شوق سے) تو پٹاخوں کے برابر تو آواز ہوگی؟

عقیل :- پٹاخوں سے بہت زیادہ۔

جمیل :- ہمیں دکھا دیجئے (بڑے شوق کیساتھ) ذرا ہم دیکھ لیں وہ کیسی ہے۔

عقیل :- ابھی نہیں۔ کل تمہاری سالگرہ کا دن ہے، ہر سال ہم تمہیں سالگرہ پر تحفہ دیا کرتے ہیں، اس سال ہمنے سوچا کہ کوئی ایسا ویسا کھلونا تمہیں دینے سے کیا فائدہ، سچ مچ کی ایک توپ ہی تمہارے لئے خرید لائے، بڑی خوبصورت ہے اور اس قدر زور کی آواز ہوتی ہے کہ آدمی ڈر جائے۔

جمیل کی عمر کوئی چھ سال کی تھی اور اپنے ماں باپ کا اکلوتا بچہ تھا اس لئے بہت ہی زیادہ نازونعم میں پرورش پائی تھی۔ باپ سے یہ معلوم کر کے کہ سالگرہ کے تحفے کے طور پر اسکے لئے ایک توپ آئی ہے اسکی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اب یہ سننے کے بعد کہ وہ بڑی خوبصورت ہے اسکا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا بار بار اُس نے اِدھر اُدھر گھوم پھر کر کوشش کی کہ کسی طرح اس کاغذ کے پلندے میں سے جسمیں وہ لپٹی ہوئی میز پر رکھی تھی اسکی ایک جھلک ہی نظر آجائے مگر یہ کمبخت دوکاندار خواہ مخواہ بھی چیزوں کو موٹے موٹے کاغذوں میں لپیٹ کر ایسی مضبوطی سے باندھ دیتے ہیں، باہر سے کا نظر آنا بالکل ناممکن ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ باپ اس توپ کے پلندے کو میز پر رکھکر کپڑے اتارنے چلے گئے ہیں اس نے آہستہ آہستہ قدم بڑھائے اور شوق کی فراوانی سے مجبور ہو کر وہ بالآخر میز کے قریب پہنچ ہی گیا۔

بجلی کے لیمپ کی روشنی میں ایک مرتبہ پھر اُس نے اس کاغذ کے پلندے کا طواف کیا لیکن اسکی یہ آرزو کہ کسی طرف سے کاغذ پھٹا ہوا مل جائے اور توپ کی ایک جھلک نظر آجائے پوری نہ ہوئی۔ کاغذ کا پلندہ نہایت صفائی کے ساتھ لپٹا ہوا، اور سُرخ رنگ کے ریشمی فیتے سے بندھا ہوا میز پر تقریباً بیچ میں رکھا ہوا تھا، بجلی کی تیز روشنی میں ریشمی فیتے کے دونوں سرے جو پھولدار گرہ لگانیکے بعد برابر کر کے قینچی سے کاٹ دیے گئے تھے خوب چمک رہے تھے اور بار بار جمیل کا ہاتھ اُن فیتوں کی طرف بڑھ کر رہ جاتا تھا، رفتہ رفتہ خوف پر شوق غالب آیا، اور ایک مرتبہ ہمت کر کے جمیل نے ہاتھ بڑھا ہی دیا۔ ریشم کی نرمی انگلیوں کو بہت ہی اچھی معلوم ہوئی اور جمیل چاہتا ہی تھا کہ پلندے کو اپنی طرف کھینچکر اس ریشمی فیتے کو کھولے کہ یکایک اُسے باپ کا خیال آیا اور اس نے بادلِ ناخواستہ جلدی سے فیتے کے سرے کو چھوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا۔

انگریزی وضع کے کپڑے پہننے بھی دیر میں جاتے ہیں اور انہیں اتارنے میں بھی کافی وقت صرف ہوتا ہے عقیل ابھی دوسرے ہی کمرے میں

"ابا جان نے کہدیا ہے ہم اسے اپنے ہاتھ سے چھوڑا کرینگے۔ تم بھی ایک دفعہ اپنے ہاتھ سے چھوڑنا رضیہ! رشید بھائی کو ہم نہیں دینگے اُنھو ہماری موٹر چھین لی تھی اور وہ تمہیں بھی مارا کرتے ہیں۔"

"آج صبح بھی اُنہوں نے ہمیں مارا تھا اور ہماری چوڑی بھی توڑ ڈالی تھی، دیکھو جمیل ہم نے کیسی اچھی چوڑیاں پہنی ہیں۔"

جمیل :۔ ہمارا یہ کوٹ کیسا خوبصورت ہے، ہماری تو آج سالگرہ ہے جبھی تو امی نے نئے نئے کپڑے پہنائے ہیں۔ آج ہم پورے چھ برس کے ہ لیا جان نے پوچھا تھا ہم نے بالکل ٹھیک بتادیا۔

رضیہ :۔ ہماری امی بھی تو تمہارے لئے بہت سی چیزیں لائی ہیں۔ پتہ نہیں جانے ہماری سالگرہ کب آئیگی۔

خدا خدا کرکے شام ہوئی اور جب سب مہمان چائے وغیرہ پی کر فارغ ہوئے تو جمیل کو تحفے دینے کی باری آئی۔ کھلونے، کتابیں، قلمدان اور اسی قسم کی اور بہت سی چیزیں مختلف رشتہ داروں کی طرف سے اسے ملیں، یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ بہت اچھی اور دلاویز تھیں۔ مگر جمیل نے کی پرواہ نہ کی اسے اپنی توپ کی دھن لگی ہوئی تھی۔

سب سے آخر میں توپ کا نمبر آیا عقیل نے یہ تجویز پیش کی کہ کمرے کے اندر اسے کھولنے کی بجائے باہر پائیں باغ میں کھولا جائے، اور و چلایا جائے۔

مہمان ایک ایک کرکے باہر نکلنے لگے، بچوں نے عقیل کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جمیل نے خواہش کی کہ اس پلندے کو خود اُٹھا کر با لیکن عقیل نے اجازت نہ دی۔ بیچارہ منہ دیکھتا رہ گیا، باہر میدان میں ایک مناسب مقام پر لوہے کی وہ تپائی گاڑی گئی کہ جس پر توپ رکھکر چلا تھی بڑی احتیاط کیساتھ عقیل نے توپ کو تپائی پر رکھ کر اسکے پیچ کسے اور اس دوران میں جتنی مرتبہ جمیل ان کے قریب گیا اُسے جھڑک دیا گیا۔

"تم نے تو ہمارا ناک میں دم کردیا ہے۔ بالکل ہمارے ہاتھ پر آکے کھڑے ہو جاتے ہو، کچھ کام ہی نہیں کرنے دیتے۔ اب ہم دیکھ کیسے کیسے بار بار کی جھڑکیوں سے آبدیدہ ہوکر جمیل ایک طرف کو چپکا کھڑا ہو گیا۔ سچ مچ کی توپ کو دیکھ دیکھ کر بار بار اسکا جی للچاتا تھا کہ قریب جاکر اُسے اچ دیکھے لیکن باپ کا خوف مانع تھا۔ جب وہ تپائی پر جمائی جا چکی تو عقیل نے ایک فاتحانہ انداز میں مجمع کی طرف دیکھا اور مسکرا کر کہا۔

"اب کہیں جاکے ٹھیک ہوئی ہے۔"

اسکے بعد عقیل نے ایک چھوٹا سا صندوقچہ کھولا جو اس توپ کے ساتھ تھا اور اس میں سے ایک کارتوس نکالا جمیل کا اشتیاق اب حد کو پہنچ چکا تھا۔ وہ پھر آگے بڑھکر باپ کے پاس آیا اور بڑی حسرت سے اس کارتوس کو دیکھکر کہنے لگا۔

"ابا جان اب تو آپ نے سب ٹھیک کردیا ہے اب کارتوس اس میں رکھ کے ہم چلالیں"

عقیل نے بڑے غصہ سے اسکی طرف دیکھا اور بہت ہی خشمگیں لہجے میں کہا۔

"جمیل تم بڑے بیوقوف ہو ہمیں غصہ آجائیگا تو ہم اسے سب کو توڑ کے پھینکدینگے اور تمہیں کچھ نہیں دینگے۔ کہدیا، سمجھادیا، بتا! بچوں کا کھیل نہیں ہے، سچ مچ کی توپ ہے، اسے چلانا تم نے ایسا آسان سمجھا ہے تم کہنا مانا کرو۔ بس دور کھڑے رہو۔ جب ہم چلا کے دیکھ لیں گے تمہیں دینگے۔"

نجمہ کو عقیل کی یہ گفتگو اچھی نہ معلوم ہوئی کسی قدر طنز سے اس نے کہا۔

"تو ایسی چیزیں بچوں کے لئے لانے سے کیا فائدہ جو بچوں کو دی نہ جاسکیں، تم اپنے لئے توپ لے آئے ہوتے، اور اسے کوئی اور چیز ہوتی۔"

"تمہاری اس قسم کی بیجا حمایتوں نے اسے خراب کیا ہے" کہکر عقیل نے کارتوس توپ کے اندر رکھا اور انگوٹھے سے لبلبی کا بٹن دبا

"امی، امی، ابا جان نے اس کا منہ . . . .

بڑے زور کا ایک دھماکا ہوا، اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر توپ نیچے گر پڑی۔

"ارے یہ کیا ہوا!"

"کیا توپ پھٹ گئی؟"

نماز سے فراغت پاکر جب سارا گھر ناشتہ کرنے بیٹھا تو جمیل نے ڈرتے ڈرتے پھر باپ سے ایک مرتبہ کہا۔

"ابا جان اب تو سالگرہ کا دن ہوگیا اب ہم دیکھ لیں؟"

عقیل :- کیا چیز؟ کیا وہ توپ؟ بیٹے وہ تو اب ہم تمہیں دے ہی دینگے۔ وہ تو تمہاری ہی ہے بس اب شام کو دعوت میں سب لوگ جمع ہوں گے تمہارے چچا جان آئیں گے، پھوپی جان آئیں گی، خالہ جان آئیں گی، ماموں جان آئیں گے سب آئیں گے رشید اور ذکی اور انیسہ اور حامد اور رضیہ سب ہونگے ان سب کے سامنے اسے کھولیں گے اور چلائیں گے بس پھر وہ تمہاری ہو جائیگی۔

جمیل :- ہم اپنے ہاتھ سے چھوڑینگے نا اسے؟

عقیل :- جب تمہیں چھوڑنا آجائیگا تو پھر تمہیں چھوڑا کرو گے

جمیل :- رشید بھائی نے اُس دن ہماری موٹر چھین لی تھی، ہم یہ توپ اُنہیں نہیں دینگے۔

عقیل :- رشید بھی تو تمہارے بھائی ہی ہیں۔ دیکھنے کو انہیں بھی دیدینا۔ وہ بالکل تھوڑا ہی لے لیں گے۔

جمیل :- (کچھ اداس ہوکر) نہیں ہم انہیں نہیں دینگے وہ بہت بُرے ہیں۔ اُنہوں نے رضیہ کو بھی تو مارا تھا اُس دن۔

عقیل :- تمنے تو رضیہ کو نہیں مارا تھا۔

جمیل :- ہم کیوں مارتے۔ ہماری اور رضیہ کی تو دوستی ہے

عقیل :- اچھا یہ بتاؤ آج کونسی تاریخ ہے اور اب تم کے برس ہو گئے۔

جمیل :- آج جون کی پہلی تاریخ ہے۔ اب میں پورے چھ برس کا ہو گیا۔

عقیل :- اچھا یہ بتاؤ کہ تمہاری اماں جان کی عمر تم سے چوگنی ہے تو وہ اب کے برس کی ہیں

جمیل :- اماں جان کی عمر مجھ سے چوگنی ہے تو یہ چھ چوک چوبیس برس کی ہوئیں۔

عقیل :- شاباش! اچھا دیکھو جمیل تم اگلے سال سات برس کے ہو جاؤ گے تو اس وقت تمہاری اماں جان کی عمر کیا ہوگی۔

جمیل :- انکی عمر مجھ سے چوگنی ہے جب میں سات برس کا ہونگا تو یہ سات چوک اٹھائیس برس کی ہو جائینگی۔

اس پر فرمائشی قہقہہ پڑا۔ نجمہ نے پیار سے تھپڑ مار کر کہا کہ "کتنا بے وقوف بچہ ہے!" لیکن جمیل کی سمجھ میں کسی طرح نہ آیا کہ اس نے کیا غلطی کی ہے اور کیوں اسکے جواب پر سب ہنس رہے ہیں۔

جمیل کی خوشی کی آج انتہا نہ تھی عمر میں ایکسال کا اضافہ تو شاید اسکے لئے کوئی معنی نہ رکھتا تھا اور اسکی خوشی اگر ہوگی تو عقیل اور نجمہ کو ہوگی لیکن وہ اس خیال سے مسرور تھا کہ شام کو اسے تحفہ میں اور بہت سی چیزوں کے علاوہ سچ مچ کی توپ ملیگی۔ ماں نے اسے اچھے اچھے اور نئے کپڑے پہنا دیے تھے اور وہ فرط مسرت سے کھلا جاتا تھا، تقریباً ہر دس منٹ کے بعد وہ اس کمرے میں جاتا تھا جہاں وہ توپ بندھی ہوئی رکھی تھی اور دُور سے اُسے دیکھکر چلا آتا تھا بار بار وہ گھڑی کو دیکھتا تھا اور ماں سے کہتا تھا اماں جان جانے آج گھڑی کو کیا ہو گیا ہے، کوئی گھنٹہ بھر ہوا میں نے دیکھا تھا کہ اس میں نو بجے تھے اور اب سوا نو بجے ہیں۔ ماں مسکرا کر اُسے گلے سے لگا لیتی۔

ایکدفعہ اس نے اُٹھلا کر ماں سے کہا۔

امی اب تو ابا جان نہیں ہیں، آپ ذرا ہمیں وہ توپ دکھا دیجئے اچھی امی بس ذرا دکھا دیجئے، ہم لینگے نہیں۔

نجمہ :- ان کے سامنے تو میں دکھا بھی دیتی۔ اُنکے پیچھے تو میں ہرگز نہیں دکھاؤنگی۔ یہ تو چوری ہوگی۔ تمہیں ایسی بات نہ کہنی چاہیئے تھی۔

جمیل :- (ٹھنک کر) تو پھر ابا جان ہمیں دکھاتے کیوں نہیں، بڑے بُرے ابا جان ہیں۔

نجمہ :- نا بیٹے! ایسی بات نہیں کہا کرتے۔ ابا جان تو بہت اچھے ہیں، وہی تو تمہارے لئے یہ توپ لائے ہیں۔

جمیل :- ہیں تو اچھے، کل سے کچھ بُرے ہو گئے ہیں۔

دوپہر کے بعد سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی اور جمیل کو یہ نیا مشغلہ مل گیا کہ اپنے ہم عمر رشتہ کے بھائی بہنوں کو لاتا اور کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوکر دور سے وہ توپ دکھاتا جو اسی طرح کاغذ میں لپٹی اور سرخ ریشمی فیتے سے بندھی رکھی تھی۔

بالک ہٹ

از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی صاحب کوثر چاندپوری، بھوپال اسٹیٹ

(۱)

ایک ایسے نوجوان کی تمنا جس کے دل میں شباب کی ولولہ خیز اُمنگوں نے ہلچل مچا رکھی ہو، شادی کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی ہوسکتی ہے کہ اسکے لئے "جس رفیقہ حیات" کا انتخاب کیا جائے وہ حد درجہ حسین اور نازک اندام ہو، اسکی کیف بار اور مخمور آنکھیں اپنے ناوک نگاہ سے انسانی دل و دماغ کو مجروح و بسمل کرنیکی قابلیت رکھتی ہوں، اسکے مرجان سے زیادہ سُرخ ہونٹ جب تکلم آشنا ہوجائیں تو اعصاب میں لطف و مسرت کی برقی رو دوڑ جائے اور اسکے سفید چمکدار دانت "خندۂ شیریں" کی بے اختیاری میں کھل جائیں تو سینکڑوں بجلیاں دفعتہً کوندتی ہوئی نظر آنے لگیں ۔ اسکی باتوں میں جادو اور حسن میں کشش ہو وہ شاعر بھی ہو اور مضمون نگار بھی مقرر بھی ہو اور موسیقی میں بھی قابل رشک دستگاہ رکھتی ہو،

لیکن جب ان اوصاف کی بیوی کو یعنی خیالی جنت کی اس "حور" کو عملی اور منزلی زندگی کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے تو انسان کو اپنی تمناؤں سے اور اسکی آرزوں کو خود اس سے شرمسار ہونا پڑتا ہے ۔

شوہر بیمار ہو کر جب صاحب فراش ہوجاتا ہے اور اُس کے دردِ سر کا تقاضہ ہوتا ہے کہ شاعرہ اور مضمون نگار بیوی سرہانے بیٹھکر اپنی لمبی لمبی نازک انگلیوں سے سر میں شانہ کرے، لیکن جو انگلیاں کسی جذباتی نظم کا مسودہ درست کرتے کرتے تھک گئی ہوں یا ہارمونیم بجاتے بجاتے مضمحل ہوگئی ہوں وہ اس کام کو کس طرح انجام دیسکتی ہیں۔

جب خواہشات ظاہری حسن و جمال سے سیراب ہو کر سو جاتی ہیں تو انسان عورت کے "باطنی حسن" سے جرعہ کشی کرنیکا متمنی ہوتا ہے، مگر تصویر کے دونوں رخ یکساں نہیں ہوا کرتے بہت ممکن ہے کہ جس چیز کی سطح جتنی دلفریب ہو اس کا باطن اتنا ہی خوفناک ہو، ہر چمکدار چیز کو سونا سمجھ لینا انسانی ذہن و دماغ کی ناتجربہ کاری ہے، یہی وجہ ہے کہ ظاہر پرست اشخاص کا انجام اکثر اوقات اندوہناک ہوتا ہے، اور جو دور بین نگاہیں اخروٹ کے سخت چھلکے سے گذر کر اُسکے مغز کی لذت کا اندازہ کرلیتی ہیں وہ ہمیشہ شادکام رہتی ہیں،

جب ایک فداکار اور محبت نواز شوہر دماغی کاموں کی کثرت کے باعث تھکا ہوا بھوک پیاس سے پریشان گھر میں داخل ہوتا ہے تو حسین و جمیل بیوی کا حسن گلوسوز اس کے لئے موجب تسکین نہیں ہوسکتا، نہ شاعر بیوی کی رنگینی تخیل اور اسکے پھڑکتے ہوئے اشعار سامان راحت بہم پہنچا سکتے ہیں، بلکہ اسوقت گرم گرم روٹی اور مزیدار سالن ہی سے اسکی کوفت اور ماندگی کا ازالہ کیا جاسکتا ہے، ٹھنڈے پانی کا لبریز گلاس ہی اس کے کام و دہن کی ضیافت میں مدد دے سکتا ہے،

آہ کتنی مایوسی ہوتی ہے اس بدبخت شوہر کو جس کی خوبصورت بیوی اپنی فطری نزاکت کے باعث چولھے کے پاس نہیں جاسکتی اور جس کی قیمتی چوڑیاں آگ کی حدت سے خود آگ بن جاتی ہیں اور وہ ناز سے کلائی کو جھٹکا دیکر "اُوئی اللہ" کہکر کھڑی ہوجاتی ہے ———

اور گھڑے سے پانی اُنڈیلنے میں جیسے شوہر کی پیاس کے مقابلے میں اپنے زربفتی پاجامے سے زیادہ ہمدردی ہوتی ہے واقعہ یہ ہے کہ فلسفیانہ کلیات و نظریات عملی میدان میں آکر بیکار ہوجاتے ہیں، اسی طرح انسان شباب کی ہنگامہ خیز اور طوفان انگیز خواہشات کے مدوجزر میں جن صفات کی بیوی کا تصور کرتا ہے وہ حیات منزلی میں تو زیادہ نفع بخش اور زیادہ وسیع ثابت نہیں ہوتی اور جب ضروریات کی ترشی سے جوانی کا خمار ہلکا ہوجاتا ہے اور حوادث کی انگڑائی سے جب شباب کا نشہ اتر جاتا ہے تو اُسے اپنی ناتجربہ کاری پر رونا آتا ہے اور وہ عمر بھر روتا رہتا ہے، حقیقتاً یہی وقت ہے جب انسان صحیح طور پر اس مسئلہ کو حل کرنیکے قابل ہوتا ہے کہ اسے کن اوصاف کی بیوی مطلوب ہے؟

رفیق اگرچہ تعلیمیافتہ تھا، معزز تھا، اور معقول عہدے پر سرفراز تھا اُسی کے ساتھ نوجوان بھی تھا مگر بیوی کے انتخاب میں اس نے بڑی عقلمندی سے کام لیا اسکے اعزہ نے کالج کی چند خوش جمال لڑکیاں اسکے لئے پسند کیں تو اُس نے یہ کہکر انکار کردیا کہ میں گھر میں کلب کا لطف تو اُٹھا سکتا ہوں مگر گھر کو کلب نہیں بنا سکتا!

"آپ بھی اچھی چیز لائے"

"آخر یہ پھٹ کیسے گئی"

عقیل :۔ (ندامت اور شرم کے لہجے میں) خدا ہی جانے کیا ہوا۔ بڑی خیریت ہوگئی کہ میں نے (بجمہ کی طرف اشارہ کرکے) ان کے کہنے میں آکے جمیل کو چلانے کے لئے نہ دی، ورنہ ممکن تھا کہ اسکے کہیں چوٹ لگجاتی۔

جمیل میں نے تو امی سے اسی وقت کہدیا تھا کہ ابا جان نے اس کا منہ نہیں کھولا ہے۔

"منہ! منہ کیسا؟ کیا اس کا منہ بند تھا؟

توپ کی نال کو اُٹھا کر دیکھا گیا تو سچ مچ اس کا منہ بند تھا جسے چلانے سے پہلے کھول دینا چاہئے تھا۔

ہر طرف سے قہقہوں کی آوازیں آنے لگیں۔

علم الجراحت باتصویر علم جراحی کی عظیم الشان کتاب جو ڈاکٹروں اور حکیموں کی متفقہ سرگرمیوں کا نتیجہ ہے اور طبیہ کالج دہلی کے نصاب میں داخل ہے جسکی تکمیل میں جراحیات کی بیش بہا کتب سے مدد لی گئی ہے یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔

حصہ اول میں علم الجراثیم کا مکمل بیان ہونیکے علاوہ سوزاک آتشک جذام سل اور سرچادہ وغیرہ کا نہایت تفصیلی بیان موجود ہے صفحات تقریباً ۵۶۲ کاغذ سفید اور نفیس، طباعت اعلیٰ قیمت پانچروپے، مجلد چھ روپے۔

حصہ دوم، عملیات جراحیہ میں بہت اہمیت رکھتاہے، ہر قسم کے پھوڑے پھنسیوں اور رسولیوں میں شگاف دینے، ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے، اور اکھڑے ہوئے جوڑوں کو اپنی جگہ پر بٹھانے وغیرہ کی متعلقہ تدابیر درج ہیں۔ ان کے علاوہ نظام عروقی رگوں، اعصاب (پٹھوں) اور مفاصل (جوڑوں) کے امراض کے متعلق مفصل بیان اور علاج تحریر ہے۔ اسکی ضخامت حصہ اول سے کسی قدر زیادہ ہے۔

قیمت پانچروپے، مجلد چھ روپے۔

مخازن التعلیم اردو مؤلفہ حکیم محمد صادق علیخاں مرحوم ابن حکیم شریف خاں دہلوی، مخازن التعلیم بازاد غریب، علم طب کا مختصر اور بیش بہا ذخیرہ اور کلیات و معالجات کا ضروری مجموعہ اور اطبائے دہلی کے معمولۂ مطب نسخوں کا گنجینہ ہے، یہ ترجمہ نہایت احتیاط اور صحت سے کیا گیا ہے ۱۸ × ۲۲ × ۸ سائز ضخامت ۵۲۰ صفحات، کاغذ کتابت اعلیٰ قیمت صرف تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔

مینیجر مکتبہ ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، لال کنواں دہلی

یورپ کے بلند پایہ محققین کے اعلیٰ مضامین

اُردو کی طبی دنیا میں صرف ہمدرد صحت، پیش کرتا ہے "اشاعت خاص" آپکے پیش نظر ہے، اسکے معیاری مضامین، ترتیب، تصاویر، کتابت، طباعت، اور دلچسپیوں پر غائر نظر ڈالئے، ہمدرد صحت کی ہر اشاعت اپنے اندر یہ تمام چیزیں رکھتی ہے، اگر آپ رسالہ کی سالانہ قیمت جو صرف ایک روپیہ ہے، بھیجدیں تو آپ نہ صرف یہ اشاعت خاص مفت حاصل کر سکتے ہیں بلکہ گیارہ مہینے تک مسلسل ہمدرد صحت کے اعلیٰ مضامین مطالعہ کر سکتے ہیں، بہر حال اگر آپ اس سلسلہ کو جاری رکھنے ہیں تو فیصلہ جلد کیجئے تساہل کی صورت میں بالکل ممکن ہے کہ آپ اس اشاعت خاص کو حاصل نہ کر سکیں

مینیجر ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، دہلی

بڑی بی ہماری بیگم تو کچی ذہن ہیں تم تو مجھے بتادو افیم کھلانے کی ترکیب میں کھلادونگی،

بڑی بی نے جواب دیا، ——— بیٹی ماں کی محبت ایسی ہی ہوتی ہے مگر ابھی ہیں نادان! ترکیب ہی کیا ہے بس خشخاش کے برابر ایک ذرہ افیم کا لو اور دودھ کی دو بوند چمچہ میں ڈال کر گھول لو، پھر بچہ کا منہ کھولکر حلق میں ڈال دو۔ انا عزیز کو گود میں اٹھائے ہوئے کمرے میں چلی گئی اور بڑی بی کی بتائی ہوئی تجویز کو عملی جامہ پہنانے لگی۔ (۳)

افیون حلق سے اُترتے ہی عزیز آرام سے سو گیا اور ایسا سویا کہ آٹھ گھنٹے تک اس چھاتی تک منہ سے نہ دبائی۔

انا نے اطمینان سے منہ دھویا غسل کیا۔ مگر عزیز سوتا ہی رہا۔ اتنی گہری نیند وہ کبھی نہ سویا تھا، سکینہ کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہونے لگے وہ بار بار عزیز کے پاس آتی اور سانس کی آواز کان لگا کر سنتی، رفیق نے بھی عزیز کو ایسا غافل سوتے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے آج منا آنکھ نہیں کھولتا، برابر سوتے جا رہا ہے۔

انا نے اپنے بھیگے ہوئے بالوں کو جھٹکتے ہوئے دور ہی سے جواب دیا کئی دن کے جاگے ہوئے ہیں، آج آرام سے نیند پوری کر رہے ہیں آٹھ گھنٹے کے بعد عزیز نے ذرا ہاتھ پاؤں ہلائے سکینہ دوڑی ہوئی گئی اس نے عزیز کو گود میں لے کر اس کا منہ چوما، انا نے دودھ پلایا، عزیز دودھ پیتے ہی پھر سو گیا اور چار پانچ گھنٹے تک سوتا رہا۔

اب کی مرتبہ اُٹھ کر عزیز مچلنے لگا مشکل سے انا نے رات کاٹی صبح سویرے ہی بڑی بی کو دوبارہ مشورہ کے لئے بلایا گیا۔ بڑی بی نے عزیز کو دیکھنے کے بعد انا کے کان میں کہا، نشہ اُتر گیا ہے اور کیوں نہ اُترتا افیم دیتے ہوئے دیر بھی تو بہت ہو گئی، کل دس گیارہ بجے دی تھی۔ اب پھر دیدو، بڑی بی! کل دن بھر مُردوں کی نیند سوتے ہیں یہ اب میرا جی ڈرتا ہے، خدانخواستہ ایسی ویسی کوئی بات ہو جائے گی تو میرے چونڈے کی خیر نہیں، انا نے کہا۔

— تم بالکل مت ڈرو بُوا! کل پہلا دن تھا آج کم اور کل کو اور کم اثر ہوگا۔ رفتہ رفتہ نیند میں کمی ہوتی جائیگی بلکہ آٹھ دن کے بعد خوراک بڑھانی پڑیگی — ارے میں نے بڑی لڑکی کے منجھلے بیٹے کو اللہ جھوٹ نہ بلائے آدھے آدھے چنے کے برابر افیم کھلادی ہے، دیکھو اب ماشاءاللہ کیسا پھر رہا ہے کھیلتا کودتا! بڑی بی نے جواب دیا۔

اماں کوئی اور ہی دوا بتادو!

اور کیا بتادوں میں کوئی حکیم ڈاکٹر تو ہوں نہیں، مجھے دس پانچ دوائیں یاد ہیں مگر ہیں بھی ایسی کہ ادھر حلق سے نیچے گئیں اور ادھر بیماری رفو چکر! تم تو بیگم ہی کو ذہن بتارہی تھیں برا میری سمجھ میں تو تم ان سے دو قدم آگے ہی ہو!

انا نے بڑی بی کے اسی سارے تجربات کے سامنے سر جھکا دیا، اسکی فنی تعلیم و واقفیت، بڑی بی کے ٹوٹکوں کے سامنے بازی نہ لیجا سکی، انا نے افیون پھر دی مگر کل کی نسبت آج نیند کم آئی پہلے دن جو غفلت سی رہی تھی وہ بھی نہ ہوئی۔ انا کو یقین ہو گیا کہ اب کسی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے اس نے عزیز کو افیون کا عادی بنا دیا۔

(۴)

دو ہفتے گذر جانے پر انا نے بڑی بی سے دریافت کیا ——— اماں اب افیون کا اثر بہت کم ہوتا ہے، تم کہتی تھیں مقدار بڑھا دینا، پندرہ دن ہو گئے ہیں کتنی بڑھا دوں۔

بڑی بی بولیں دوگنی تو نہیں ہاں ڈیوڑھی کردو! انا نے تولہ بھر افیون منگا کر جیب میں رکھ لی تھی اور یہ ڈبیہ ہر وقت اسکی چھاتیوں کے بٹوے میں پڑی رہتی تھی، اس نے اندازے سے افیون کا وزن بڑھا دیا۔ پھر اسے خیال ہوا لاؤ دُگنی ہی کردوں آج بازار بھی جانا ہے تو بے فکری رہیگی۔

افیون دیتے ہی عزیز گم سم ہو کر پڑ رہا، صبح سات بجے کھلائی گئی تھی ایک بجے تک عزیز نے کروٹ بھی نہ بدلی، یہاں تک تو خیر کچھ مضائقہ نہ تھا مگر اسکے چہرے کا رنگ بدلنے لگا، سانس کی آواز کم ہو گئی، ہونٹ نیلے پڑ گئے، یہ حالت دیکھ کر انا کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ اس نے سکینہ سے کہا۔ ذرا منے کو تو دیکھئے، کیا حالت ہو گئی اسکی!

سکینہ اندھی باؤلی ہو کر بھاگی اور آتے ہی عزیز کو لپٹ گئی،

سکینہ کا خود ہی اُس نے انتخاب کیا وہ جاہل تو نہ تھی مگر فاضل بھی نہ تھی، بقول رفیق کے ہندوستان کے اوسط درجہ کے گھرانوں میں جس قسم کی عورتیں ہونی چاہئیں وہ بھی ویسی ہی تھی۔

رفیق و سکینہ کی ازدواجی زندگی نہایت خوشگوار رہی، سکینہ، رفیق کی محبوبہ بھی تھی اور گھر کی ملکہ بھی، وہ بیک وقت تمیزدار ملازمہ بھی تھی اور سمجھدار بیوی بھی، اُس کو شوہر کے والہانہ جذبۂ خدمتگذاری کے اعتبار سے وفادار ملازمہ اور اسکی صحیح ضروریات کا اندازہ دردمندی کیساتھ کر لینے کی بنا پر سلیقہ شعار بیوی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے،

وہ رفیق کے الفاظ سے زیادہ اسکی نگاہوں پر غور کرتی تھی۔

(۲)

عزیز کے پیدا ہوتے ہی، رفیق و سکینہ میں اسکی پرورش اور تربیت کے متعلق مشورے ہونے لگے۔ رفیق کا خیال تھا کہ جدید آئین تربیت سے واقف کوئی انّا بلالی جائے اور عزیز کو اُسے سونپ دیا جائے، سکینہ کہتی تھی اپنا فرض خود ہی ادا کرنا چاہیئے اولاد کی تعلیم و تربیت ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے آخر رفیق نے طے کر دیا کہ جو عورت بہترین بیوی ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ بہترین ماں بننے کی بھی قابلیت رکھتی ہو، ماں بننے کے لئے وسیع تجربہ کی اور بیوی ہونیکے لئے قطعی ناتجربکاری کی سخت ضرورت ہے، ناتجربہ کار ماں اور تجربہ کار بیوی سخت مخدوش ہوتی ہے۔!

عزیز کی دیکھ بھال کے لئے دو تعلیمیافتہ انائیں مقرر ہوگئیں جو باری باری سے اپنے فرائض ادا کرتی تھیں یہ دونوں عورتیں ادھیڑ عمر کی تھیں اور ابتک کئی بچوں کی نگرانی کر چکی تھیں۔

پانچ مہینے کے بعد ایک انّا نے ملازمت چھوڑ دی اتفاق سے عزیز اسی سے زیادہ مانوس ہو گیا تھا، رفیق نے تنخواہ بڑھانیکا وعدہ بھی کیا، ڈرایا دھمکایا بھی، مگر اس نے ایک نہ سُنی اور عزیز کو بلکتا چھوڑ کر چلی گئی۔

سکینہ کا لال اور رفیق کی آنکھوں کا تارا عزیز کئی گھنٹے مسلسل روتا رہا، روتے روتے اس گلا بیٹھ گیا، آنکھیں سوج گئیں، سکینہ اور رفیق دونوں کھانا پینا بھول گئے۔

اگرچہ انّا کی خالی جگہ کو سکینہ نے اپنے وجود سے پُر کر دیا مگر دوسری انّا کو ہر وقت یہی شکایت رہتی تھی کہ میں تنہا ہوں کہاں تک بچہ کو بہلاؤں دن بھر کو ٹھے پر رکھے پھرتی ہوں پھر بھی بچہ ہے کہ چین لینے نہیں دیتا،

قریب ہی ایک بڑی بی رہتی تھیں جو بچوں کے امراض میں بہت ماہر تھیں، سکینہ نے ان کو بلا کر کہا ۔ بڑی بی ذرا دیکھیو ہمارے مُنّے کو کیا ہو گیا؟

بڑی بی نے اپنے ہلتے ہوئے سر کو عزیز کے مُنہ سے ملا کر کہا ۔ دُلہن انہیں تو کسی کی نظر لگ گئی، تھوڑی سی مرچیں لاؤ میں ابھی اُتارے دیتی ہوں۔

بڑی بی نے مرچیں آگ میں جلائیں، گھر کے سب لوگ کھانستے کھانستے عاجز آ گئے، عزیز کو بھی دو چار مرتبہ کھانسی آئی بڑی بی بولیں بس اب نظر اُتر گئی ورنہ کھانسی نہ آتی ——— مگر عزیز اب بھی ویسے ہی رو رہا تھا۔

سکینہ نے پوچھا بڑی بی منّے میاں چُپ کیوں نہیں ہوتے؟

بیٹا ایک خشخاش کے دانہ کی برابر افیم کھلا دو ابھی آنکھ لگ جائیگی۔

افیم ——— بڑی بی افیم تو بہت بُری چیز ہے، زہریلی ہوتی ہے ۔ یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا،

دُلہن! زہر تو ہوتا ہے پیاری ضرور افیم میں! مگر خشخاش کے دانہ کی بساط ہی کیا ہے اتنی سی افیم کھلا دی جائے تو کیا ہرج ہے، تم تو ابھی بچی ہو۔ مجھے دیکھو میری عمر اسی سال کی ہو گئی۔ میری بھنویں تک سفید ہو گئیں۔ اللہ رکھے پوتے پرپوتے سب ہی ہیں میرے، اور میری ہی گود میں سب نے پرورش پائی ہے میں نے سب ہی کو افیم کھلائی ہے اور خدا کے فضل سے ابتک کسی کا کان بھی گرم نہیں ہوا۔

بڑی بی آپ کا کہنا غلط نہیں ہو سکتا مگر میرا دل نہیں مانتا کوئی اور دوا ہو تو بتاؤ افیون تو میں نہ دونگی۔

انّا یہ سب باتیں سُن رہی تھی، جب بڑی بی ڈنڈا ٹیکتی ہوئی چلیں تو وہ بھی دروازے تک انہیں پہنچانے آئی ——— انّا نے کہا

پہلے پہلے اسکی ان حرکتوں کو طفلانہ نادانی پر محمول کیا گیا مگر جب روز بروز ان میں اضافہ ہی ہوتا گیا، تو رفیق نے ڈاکٹروں اور حکیموں سے مشورہ کیا، دماغ کا معائنہ کرایا، کسی نے کہا دماغ میں خلقی طور پر کوئی نقص ہے کسی نے اعصابی خرابی بیان کی بعض کی رائے ہوئی مالیخولیا ہے۔

ایک بوڑھے تجربہ کار ڈاکٹر نے شروع سے آخر تک سب حالات سن کر کہا کہ افیون کا اثر ہے زیادہ مقدار میں جو افیون دیگئی تھی اس نے اعصاب پر بہت برا اثر کیا ہے، دماغ اور حرام مغز کو بھی بیکار کر دیا ہے اور یہ مرض اسی کا نتیجہ ہے جو موجودہ حالت میں قابل علاج نہیں ہے رفیق کو ایسی تشخیص سے بہت صدمہ ہوا اور سکینہ نے تو کئی روز تک کھانا نہیں کھایا، ایسا پیارا اور خوبصورت بچہ! اور اسکی زندگی یوں برباد ہو جائے بس اسی خیال سے سکینہ کے دل پر بجلی گر پڑتی تھی۔

رفیق نے کہا دیکھو جسے ہم آجتک "بالک ہٹ" سمجھے ہوئے تھے، وہ ایک خطرناک قسم کا دماغی مرض ہے جسکا علاج بھی اب نہیں ہو سکتا کاش میں اتنا نہ رکھتا، اور اپنے خاندانی رواج کے موافق گھر کی عورتوں ہی سے یہ کام لیتا تو اس طبیعت میں کیوں مبتلا ہوتا۔ سچ ہے اولاد کا جتنا درد اپنے دل میں ہو سکتا ہے دوسرے کے دل میں نہیں ہوتا ——————

اسے کیا کھلا دیا اناتو نے میرے لال کو!

کچھ بھی نہیں بیگم، اللہ نہ کرے، مجھے کیا ان سے دشمنی ہے، میں تو ان کے پسینہ کی جگہ خون گرانے کو ہر وقت تیار رہتی ہوں — میرا خدا جانتا ہے جس محبت سے میں ان کو رکھتی ہوں۔

پھر کیا ہو گیا انہیں — زنجیر ہلاؤ انا دروازے کی، شبراتی کو آواز دو!

شبراتی، رفیق کا بہت پرانا ملازم تھا اور نہایت سمجھدار آدمی تھا، اس نے ادھر تو رفیق کو ٹیلیفون کیا، اُدھر سائیکل اُٹھا کر جو بھاگا ہے تو سیدھا ڈاکٹر مکرجی کے پہنچا، اور ان کو سب حال بتا کر کہا، جلدی چلئے ورنہ منے کی خیر نہیں!

رفیق اور مکرجی کی موٹریں ساتھ ہی ساتھ پہنچیں، ڈاکٹر نے بہت غور سے عزیز کو دیکھا سینہ پر آلہ رکھکر دل کی آوازیں سنیں، پھر آنکھ کھول کر پتلی دیکھی، اور ہانپتے ہوئے کہا — جلدی کرو جلدی انہیں افیون دی گئی ہے۔

افیون — افیون دی گئی ہے ڈاکٹر صاحب کس طرح!

یہ وقت زیادہ گفتگو کا نہیں ہے، گرم پانی منگوایئے، موٹر میں سے میرا بکس اتار دو کوئی! جلدی اتارو! انجکشن بہت ضروری ہے مسٹر رفیق!

(۵)

عزیز خدا کے فضل سے اب سات سال کا ہو گیا ہے اس حادثہ کے بعد سے انا کو الگ کر دیا گیا تھا اور سکینہ خود ہی عزیز کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

عزیز بہت ضدی اور چڑچڑا ہو گیا تھا، بات بات میں ضد کرتا تھا، ماں باپ کا کہنا بالکل نہ مانتا تھا۔ ملازموں کو ہر وقت برا بھلا کہتا تھا، رفیق اور سکینہ نے مل کر بہت کوشش کی کہ یہ باتیں دور ہو جائیں مگر اسکی عمر میں جتنا اضافہ ہوتا تھا اتنا ہی اسکی ہٹ بڑھتی تھی، پہلے پہلے تو سکینہ نے سمجھا بجھا کر چاہا کہ اصلاح ہو جائے پھر زد و کوب پر نوبت پہنچی مگر عزیز ٹس سے مس نہ ہوا جس بات پر وہ اڑ جاتا تھا، چاہے اسکی کھال مارتے مارتے اُدھیڑ دی جائے اپنی ضد پوری کر کے دم لیتا تھا،

سکینہ مارتی تو رفیق دوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیتا اور کہتا "بالک ہٹ" دنیا میں مشہور ہے مارنے سے کیا فائدہ بہتر ہے کہ بغیر مارے ہی اسکی ضد پوری کر دی جائے، کیونکہ مارنے کے بعد بھی تو یہ باز نہیں آتا۔

سکینہ جھنجلا کر کہتی پھر کیا کیا جائے اسکی "بالک ہٹ" کے سامنے تو ہم سر جھکانے سے رہے!

خیال تھا کہ بڑا ہو کر سمجھدار ہو جائیگا مگر عزیز کے آئندہ حالات نے اس خیال کی تصدیق نہ کی اب وہ عجیب عجیب حرکتیں کرنے لگا،

ایکدن اُس نے قینچی لے کر اپنی چھوٹی بہن کے جو پالنے میں پڑی سو رہی تھی بال کاٹنے شروع کر دئیے، سر کے بال کاٹنے کے بعد پلکوں پر نوبت آگئی تھی کہ سکینہ نے دیکھ لیا اور دوڑ کر عزیز کے ہاتھ سے قینچی چھین لی!

عزیز نے سادگی سے کہا خفا کیوں ہوتی ہیں آپ ہم تو اسکی حجامت بناتے ہیں۔

سکینہ کو ہنسی آگئی، اور غصہ کی جگہ محبت کا دریا اسکے دل میں اُمنڈنے لگا،

رفیق نے ایک خوبصورت بلی عزیز کی دلچسپی کے لئے پال رکھی تھی آپ کو نہ معلوم بلی کی کیا ادا ناگوار ہوئی آپ نے اُس کے پاؤں مضبوط رسی سے کس کر باندھے اور کنوئیں میں ڈال دیا، اوپر سے پتھر برسانا شروع کر دیئے، کنوئیں کے آس پاس جتنے اینٹ پتھر مل سکے سب کنوئیں میں بھر دئیے جب خود ہی مارتے مارتے تھک گئے تو گھر میں آکر سکینہ سے سارا واقعہ بیان کر دیا، سکینہ نے فوراً آدمی دوڑائے جو آدھ مری بلی کو نکال کر لے آئے،

ایک مرتبہ رفیق کے گھوڑے کی دُم میں آگ لگا دی، شائستہ، سدھا ہوا گھوڑا، لات مارنا یا ہنہنانا جانتا ہی نہ تھا، اُس نے جو ایکدم چیخنا چلانا شروع کیا تو سب لوگ آواز سن کر دوڑ آئے، دیکھا گھوڑا کھونٹا اکھاڑے ہوئے بھاگتا پھر رہا ہے، پیچھے پیچھے عزیز دو تین گز کی لکڑی میں ایک مشعل باندھے ہوئے بھاگ رہے ہیں، جب گھوڑا قریب آتا ہے وہ بڑھ کر مشعل اسکی دم سے لگا دیتے ہیں، گھوڑا آگ کی لپٹ سے گھبرا کر کودنے اُچھلنے لگتا ہے، بڑی مشکل سے عزیز کو سمجھا کر گھوڑے کو اس عذاب الیم سے نجات دلائی گئی، مگر رفیق کا پانچ سو کا گھوڑا اس دن سے بیکار ہو گیا گھاس دانہ سب کچھ دیا جاتا تھا لیکن وہ سوکھ سوکھ کر کانٹا ہوا جا رہا تھا۔ آخر سو روپے میں فروخت کیا گیا۔

سونے کی گائے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

صادق پور تھا تو ایک چھوٹا سا گاؤں، لیکن اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے وہ ہندوستان کے عام دیہات سے بہت کچھ مختلف تھا دریائے گنگا کے قرب نے اسکی زمین کو بہت ہی زرخیز بنا دیا تھا اور اسی دریا کی موجودگی کی وجہ سے اس کی خوبصورتی کو بھی چار چاند لگ گئے تھے، اس مقام پر دریا نے گھوم کر تین طرف سے گاؤں کو اپنے آغوش میں لے لیا تھا اور جغرافیہ کے اصطلاح میں صادق پور گویا ایک جزیرہ نما تھا جو بحر گنگا میں واقع تھا، دریا کے کنارے ریتلا میدان اور اس میدان میں جھاؤ کا ہرا بھرا جنگل کچھ ایسی دلچسپ مناظر تھے کہ نگاہ بے اختیار ہوکر رہ جاتی تھی عام دیہات کی رسم کے خلاف صادق پور میں ایک مختصر سا بازار بھی تھا جہاں روزمرہ کی ضروریات کی قریب قریب تمام چیزیں مل جاتی تھیں۔ اور اس بازار کی موجودگی نے اسے ایک اچھے خاصے قصبے کی حیثیت دیدی تھی، کاشتکار عام طور پر خوشحال تھے اور اس گاؤں کے باشندوں کو دیکھ کر کوئی بھی اس بات کے ماننے کیلئے تیار نہ ہو سکتا تھا کہ ہندوستانی کاشتکار کو کبھی پیٹ بھر کر روٹی میسر نہیں آتی۔ مکانات اکثر تو پکے تھے اور جو کچے بھی تھے وہ بھی بہت صاف ستھرے اور خوشنما بنے ہوئے تھے جن سے گاؤں والوں کی سلیقہ مندی اور نفاست پسندی ظاہر ہوتی تھی۔

دریا کے کنارے گاؤں کے زمیندار کی ایک چھوٹی سی مگر بہت خوشنما کوٹھی بنی ہوئی تھی، اور چودھری شاکر داد خاں جو اس گاؤں کے علاوہ اور بھی کئی گاؤں کے مالک تھے زیادہ تر اسی کوٹھی میں رہا کرتے تھے۔

کوٹھی کے داہنی طرف تھوڑے فاصلے پر ایک چھوٹی سی عمارت اسکول کی بنی ہوئی تھی، جہاں گاؤں کے تقریباً تمام بچے تعلیم پاتے تھے۔ اسکول کے ہیڈ ماسٹر لالہ رچھپال ایک بوڑھے آدمی تھے جنہیں ڈاک کے محکمہ سے بھی کچھ تنخواہ ملتی تھی، اور گاؤں کا ڈاک خانہ انہی کی سپردگی میں تھا ہیڈ ماسٹر صاحب باری باری سے اسکول کے دو لڑکوں سے خطوں پر مہریں لگانے اور گاؤں میں ڈاک تقسیم کرنے کا کام لیا کرتے تھے اور اس طرح انہیں چپراسی کی تنخواہ انہیں بچ رہتی تھی۔۔

کوٹھی کے بائیں جانب ایک بہت ہی وسیع اور ہموار میدان پڑا ہوا تھا، جہاں گاؤں کے ہر قسم کے کھیل تماشے ہوا کرتے تھے مدتہائے دراز سے، قریب قریب اُس وقت سے کہ جب یہ گاؤں شاہجہاں بادشاہ کے زمانے میں آباد ہوا تھا یہ ایک رسم چلی آرہی تھی کہ برسات شروع ہوتے ہی یہاں دنگل شروع ہو جاتے تھے۔ دور اور نزدیک ہر جگہ سے اچھے اچھے پہلوان آآ کر جمع ہونے شروع ہوتے تھے اور جب انکی ایک معقول تعداد جمع ہو جاتی تھی تو تاریخیں مقرر ہو جاتی تھیں اور متواتر کئی روز تک انکی کشتیاں ہوتی رہتی تھیں۔ ان پہلوانوں کے علاوہ ایک دنگل صرف صادق پور کے لڑکوں کا ہوا کرتا تھا جس میں آٹھ سال سے چودہ سال تک کے لڑکے آپس میں یہ فیصلہ کیا کرتے تھے کہ گاؤں میں سب سے زیادہ طاقتور لڑکا کون ہے۔ زمیندار کا فرض تھا کہ وہ ان دنگلوں سے دلچسپی لے، اور پہلوانوں کو بہت کچھ انعام دینے کے علاوہ مقابلے میں اول رہنے والے لڑکے کو وہ سونے کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی گائے بھی اس بات کی نشانی کے طور پر دیتا تھا کہ وہ گاؤں میں سب سے زیادہ طاقتور اور شہزور ہے۔ بعض لڑکے برابر دو دو تین تین سال تک اوّل آتے تھے اور ہر سال ایک گائے انعام کے طور پر لیا کرتے تھے۔

زین العابدین ایک معمولی کاشتکار کا لڑکا تھا۔ قدرت نے ہاتھ پاؤں بھی اچھے دئے تھے، اور اسکے والد کریم الدین کو اس بات کا شوق بھی بہت تھا کہ اپنے بیٹے کو ایک اچھا پہلوان بنائے۔ عابدین کو گھر بھر سے اچھا کھانا ملتا تھا۔ کھیلنے کودنے کی کامل آزادی تھی، اور ایک بھینس اسی کے نام کی کر دی گئی تھی کہ خوب اسکا دودھ پیا کرے۔

عابدین کی عمر بمشکل بارہ سال کی تھی لیکن قد و قامت کے اعتبار سے وہ اچھا خاصہ پندرہ برس کا لڑکا معلوم ہوتا تھا۔ آس پاس کے گھروں کے تمام لڑکے اس سے نبرد آزما ہونیکے بعد اسکی شہزوری کے آگے سر تسلیم خم اور اسکی سرداری تسلیم کر چکے تھے اور ان میں سے کسی ایک کی بھی یہ مجال نہ تھی کہ اسکے حکم سے گردن تابی کا خیال بھی دل میں لائے۔

گذشتہ سال بارش بہت کثرت سے ہوئی تھی اور صادق پور میں جاڑا بخار بڑی شدت کیساتھ پھیلا تھا۔ گھر میں دس آدمی تھے نو دس ُن



کیوں سیٹھ جی اگر آج ہمارے اپنے بچے ہوتے تو ہمیں یہ گڈے کا بیاہ کر کے اپنا ارمان کیوں پورا کرنا پڑتا !



ہے پرمیشور! اب میں ان سب کے کھانے کے لئے کہاں لاؤں !

اسکے بعد پورے سال بھر تک عابدین برابر کسرت کرتا اور اپنا دم بڑھاتا رہا۔

بارش شروع ہونے والی تھی۔ آسمان پر ابر کے ٹکڑے آتے تھے اور ہوا کے تیز جھونکے کے ساتھ اڑے چلے جاتے تھے۔ اساڑھ کا مہینہ لگ گیا تھا۔ گرمی اور لو کی ایسی شدت تھی کہ دن میں کسانوں کا بھی کھیت کی طرف جاتے دم نکلتا تھا۔ ہر گھر میں دعائیں مانگی جا رہی تھیں اور ہر ذی روح انتہائی بے صبری کے ساتھ اودی اودی گھٹاؤں اور نم آلود ٹھنڈی ہواؤں کا انتظار کر رہا تھا۔

اس مرتبہ عابدین اور سلیمان کی کشتی کا ذکر صادق پور سے باہر بھی اکثر لوگوں کی زبان پر رہتا تھا۔ سلیمان عمر میں عابدین سے ڈیڑھ سال کے قریب بڑا تھا۔ اسکا قد کسی قدر ٹھنگنا مگر جسم خوب گٹھا ہوا تھا، اور ورزش نے سینے کو چوڑا کر کے بدن کے تناسب میں اور بھی کمی پیدا کر دی تھی مگر گزشتہ سال مفت میں تمغہ ملجانے کیوجہ سے اسکی ہمتیں بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ وہ اکثر اپنے ساتھیوں سے کہا کرتا تھا کہ "تم دیکھنا اکی دفعہ میں عابدین کو دم تک نہیں لینے دونگا ہاتھ ملاتے ہی وہ داؤں کیا ہو کر چاروں شانے چت پڑے ہونگے"

اسکے ساتھی اگر اس سے یہ کہتے بھی کہ عابدین نے بھی اسدفعہ بڑی محنت کی ہے اور اسے چت کر لینا آسان نہیں ہے تو وہ ایک لاپروائی کیساتھ کہدیتا۔

"رکھی رہجائیگی سب محنت وحنت۔ پار سال ایک ذرا یونہی ساز ور میں نے کیا تھا تو دم نکلنے لگا تھا انکا"

گاؤں میں تقریباً ہر وقت یہی چرچے ہوتے رہتے تھے۔ باہر سے آئے ہوئے پہلوانوں کو بھی اس کشتی سے کافی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ ان میں سے بعض عابدین کے ہوا خواہ بنگئے تھے اور بعض سلیمان کے، اور بعض نے آپسمیں شرطیں بھی لگالی تھیں۔ بارش کا انتظار بڑی بے صبری اور بے چینی کیساتھ کیا جا رہا تھا چھوٹے بڑوں سے بھی زیادہ دعائیں مانگنے میں مصروف نظر آتے تھے۔ چودہری شاگرداد خاں کو بھی اس مرتبہ بچوں کی کشتی سے غیر معمولی دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

عابدین ایک روز شام کے وقت اپنے معمول کے مطابق دوڑ لگانے کیلئے جا رہا تھا۔ جب وہ چودہری صاحب کی کوٹھی کے سامنے پہنچا تو زینت نے جو دروازے ہی پہ کھڑی تھی اسے ٹوکا

"عابدین تم سلیمان سے ہار تو نہیں جاؤ گے؟"

عابدین:۔ بھلا ابھی سے میں کیا بتاؤں۔۔ زینت:۔ ارے تو کیا تم اس سے ڈرتے ہو؟

عابدین:۔ ڈرتے! ڈرتا تو میں کسی سے بھی نہیں ہوں۔ زینت:۔ پھر ایسی باتیں کیوں کرتے ہو؟

عابدین:۔ کیسی باتیں؟

زینت:۔ تمہیں تو کہہ رہے تھے کہ مجھے کیا معلوم کون جیتے گا۔

عابدین:۔ ہاں یہ تو میں اب بھی کہتا ہوں۔ کل کی کسے خبر ہے کیا ہوگا۔

زینت:۔ بھئی تم اس سے ہار مت جانا۔

عابدین:۔ کیوں؟

زینت:۔ ہمیں تو تم اچھے معلوم ہوتے ہو۔ ہم تو تمہارے لئے اللہ میاں سے دعا مانگینگے۔

عابدین:۔ (حیرت سے اسکی طرف دیکھکر) گاؤں والے تو سب یہ کہتے ہیں کہ چودہری صاحب سلیمان کے ساتھ زینت کا بیاہ کرنا چاہتے ہیں۔

زینت (غصہ سے) اس موئے نکٹے دیو کے ساتھ! میں تو کبھی بھی نہیں کرونگی۔

عابدین:۔ تو تم ہمارے لئے دعا مانگو گی؟۔ زینت:۔ کل بھی ہم نے مانگی تھی۔

عابدین:۔ اچھا تو ہمیں جیتنگے۔ مینہ کو جنے کیا ہو گیا ہے برستا ہی نہیں۔ زینت:۔ ہمارے گھر جو پہلوان ٹھیرے ہوئے ہیں وہ تو روز حلوا اور دودھ کئی کئی سیر کھا جاتے ہیں۔ ابا میاں کہتے تھے کہ انہی چیزوں سے انکے بدن میں طاقت آتی ہے تمہیں روز حلوا اور دودھ ملتا ہے۔

عابدین:۔ حلوا تو روز نہیں ملتا۔ دودھ جتنا پیا جاتا ہے پی لیتا ہوں۔ زینت:۔ حلوا ہمارے گھر آکر کھا لیا کرو ان پہلوانوں کے لئے کڑھاؤ بھر کے بنتا ہے۔ ایسے پیٹو ہیں سارا کا سارا ہڑپ کر جاتے ہیں۔

عابدین:۔ اب گھر سے حلوا کھانے کو اتنی دور کون آئے حلوے کے بغیر ہی مجھ میں اتنی طاقت ہے پار سال تو بچا آرہا تھا۔

چارپائی پر پڑے تھے۔ اور اکثر گھروں میں کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ بیماروں کو ذرا سا پانی پلادے۔ عابدین کی تندرستی قابل رشک تھی اور اس سے پہلے کبھی کسی نے اسے بیمار ہوتے نہ دیکھا تھا، لیکن اس مرتبہ اس کا غیر معمولی طور پر مضبوط نظام جسمانی بھی بخار کے حملوں کی تاب نہ لاسکا اور مسلسل دو تین ہفتوں کے بخار نے اس کی ہڈیوں کا گودا تک چوس لیا۔ پیٹ میں تلی بڑھ گئی چہرہ بالکل زرد ہوگیا، اور تنومند اور طاقتور عابدین بیس روز میں بالکل نحیف اور لاغر ہوکر رہ گیا۔

وہ اس سال گاؤں کا رستم بننے کی کوشش کر رہا تھا، اور عام طور پر سب کو یہ امید تھی کہ گائے اسی کی ملے گی، لیکن اس بخار نے اسے ایسا توڑ دیا کہ اچھا ہونے کے کوئی پندرہ روز بعد جب وہ سلیمان سے کشتی لڑنے کے لئے اکھاڑے میں اترا تو تھوڑی دیر بھی نہ جم سکا۔ اس کا دم اکھڑنے لگا اور اس نے خود کہدیا کہ مجھ میں ابھی کشتی لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس طرح گائے سلیمان کو مل گئی، اور بہت سے وہ سر کہ جو عابدین، کے آگے جھکا کرتے تھے سلیمان کے آگے جھکنے لگے۔ سلیمان نے اپنے ساتھیوں کی ایک مستقل ٹولی بنالی، اور عابدین کو چھیڑنے کے لئے۔ بے ضرورت بھی روزمرہ اس کے گھر کے سامنے سے اکڑتا ہوا اور آوازے کستا ہوا نکلنے لگا۔

سلیمان کا باپ عثمان صادق پور کے متمول کاشتکاروں میں سے تھا اس لئے سلیمان کی آؤ بھگت اور بھی زیادہ ہونے لگی۔ بعض زبانوں پر کچھ اس قسم کے تذکرے بھی آنے لگے کہ چودہری شاکر دادخاں سلیمان کو بہت چاہتے ہیں، اور ان کا کچھ ایسا خیال ہے کہ زینت النساء کے ساتھ اسکی شادی کردیں جو ان کی چہیتی، اور اکلوتی بیٹی تھی۔

زینت کی عمر کوئی آٹھ سال کی تھی، اور صادق پور میں اس سے زیادہ خوبصورت لڑکی کوئی اور نہ تھی اس لئے شاید ان لوگوں نے کہ جنہیں سلیمان اور عثمان سے محبت تھی اپنی طرف سے سلیمان کی شہزوری اور رستمی کا یہ انعام تجویز کرلیا تھا۔ چودہری صاحب کو نہ اس قسم کا کوئی خیال تھا اور نہ انہوں نے کبھی کسی سے اس قسم کا ذکر کیا۔

ایک روز عثمان کی چوپال میں کئی شخص جمع تھے، حقے کا دور چل رہا تھا، ادہر ادُھر کی باتیں ہورہی تھیں کہ اتنے میں ایک صاحب کہنے لگے۔

"بھئی عثمان، اب تم ذرا اسے سلیمان کپڑے لتے سے ٹھیک رکھا کرو۔ چودہری صاحب کو یہ خیال نہ ہو کہ وہ تو یونہی پھٹے حالوں آوارہ پھرتا رہتا ہے"

دوسرا۔ اسے فرخ آباد بھیجدو۔ انگریزی پڑھ کے ٹکٹ کلکٹر یا تار بابو ہو جائیگا پھر تو چودہری صاحب خوشامد کرکے لڑکی دیں گے۔

تیسرا۔ ارے اسے نوکری کی کیا ضرورت رہیگی۔ کم سے کم دو گاؤں تو چودہری صاحب دینگے لونڈیا کو۔

عثمان۔ اللہ آپ لوگوں کی زبان مبارک کرے۔ میں کل اس کی ماں کے پاجاموں کے لئے چھینٹ لایا تھا، نہ ہوگا تو اسی کے دو کرتے سلیمان کے لئے سلوا دونگا اور ایک جوڑا دہوتی کا بھی لادونگا۔ مگر وہ لڑکا تو کچھ ایسا بے تمیز ہے کہ اسے کچھ ہوش ہی نہیں ہے۔

شبراتی ۔ ابھی بچہ ہی تو ہے آخر۔ بڑا ہو کے سب کچھ ہوش آجائیگا۔

عابدین کو سلیمان کے مقابلے میں اپنی شکست بہت ناگوار گذری تھی۔ اسے یقین تھا کہ اگر وہ تندرست ہوتا تو سلیمان اس سے ہرگز نہ جیت سکتا تھا۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ اس کے بعض ساتھی اسے چھوڑ کر سلیمان کی ٹولی میں شامل ہوگئے تو اسے اس قدر غصہ آیا کہ وہ رونے لگا۔ غصہ اور رنج کی حالت میں اس نے اپنے باقی ماندہ عقیدت مندوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ "مجھے بیماری نے بہت ہی کمزور کر دیا ہے اس لئے میں سلیمان سے کشتی نہ لڑ سکا۔ لیکن چاہے کچھ ہوجائے اگلے سال میں اسے ضرور مارونگا۔ تم میں سے جس کا جی چاہے میرے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے ادہر چلا جائے۔

یہ سب وہ لڑکے تھے کہ جنہیں عابدین سے بہت ہی محبت اور سچی عقیدت تھی۔ ان میں سے ایک بھی جانے پر آمادہ نہوا

بعض لوگوں نے اس سے کہا بھی کہ تم اسکی اتنی خدمت کیوں کرتے ہو۔ تمہارا اس کا تو مقابلہ ہوا تھا۔ لیکن اس کا جواب اُس نے ہمیشہ یہی دیا کہ میری اور اسکی کوئی دشمنی تھوڑی تھی۔ میرے ہاتھ سے اُسکے چوٹ لگ گئی مجھے اس کا بڑا رنج ہے۔

سلیمان جب اچھا ہو کر گاؤں میں واپس آگیا تو چودھری صاحب نے ایک جلسہ کر کے سب گاؤں والوں کو جمع کیا اور گاؤں کی روایات کے مطابق سونے کی ایک ننھی سی گائیں زینت کے ہاتھ سے عابدین کو انعام میں دلوائی۔ عابدین کے سینہ پر یہ تمغہ لگا تو وقت زینت نے ہنسکر اس سے کہا عابدین تم میں بڑی طاقت ہے۔ میرا تو کلیجہ اس دن دہک سے ہو گیا تھا جب تم نے سلیمان کو اُٹھا کے پٹخا تھا تو میں تو یہی سمجھی تھی کہ تم نے اسے مار ڈالا۔"

عابدین :۔ تم لڑکی ذات ٹھیں اسلئے ڈر گئیں کشتی میں تو ایسا ہوتا ہی ہے، اور پھر تمہیں نے تو مجھ سے کہا تھا کہ ہارنا نا۔

زینت :۔ ایک دفعہ جب اُس نے تمہیں گرادیا تھا تو میں تو سمجھی کہ بس اب وہ جیت گیا۔ میرے دل کو تو بہت بُرا لگا تھا (ہنسکر) اچھا لو اب تم ہارگئے) کا دودھ پی پی کے خوب موٹے ہو جانا۔

دنگل کا تماشہ دیکھنے آس پاس کے دیہات سے بہت سے لوگ آئے تھے ان میں سے شریف پور کے رسالدار میجر سردار بہادر اکرام خاں صاحب بھی تھے جو پینتیس برس اوّل بنگال لانسرز میں ملازمت کرنیکے بعد اب پنشن پر گھر آگئے تھے۔ رسالدار میجر کی تندرستی غیر معمولی طور پر اچھی تھی انکی عمر اب ساٹھ کے قریب قریب تھی لیکن کوئی شخص انہیں پینتالیس سے زیادہ کا نہ کہہ سکتا تھا۔ بڑے کلے وجبڑے کے سرخ و سفید آدمی تھے۔ چھ فیٹ سے بھی کچھ زیادہ قد، خوب چوڑا سینہ، بھرے بھرے بازو، اور بالکل جوانوں کی سی تیز اور پھرتیلی چال سب ایسی چیزیں تھیں کہ جنہوں نے انہیں عام آدمیوں سے بہت کچھ ممتاز بنا دیا تھا۔

رسالدار میجر صاحب کو عابدین کا اُٹھان اور اسکی طاقتوری بہت پسند آئی تھی، اور پھر اسکی اس شرافت نے کہ اس نے دس دن تک برابر اسپتال میں رہ کر اپنے دشمن کی خدمت کی انہیں اور بھی اس کا گرویدہ بنا دیا، اُن کا کوئی لڑکا نہ تھا اور انہوں نے یہ سوچا کہ اگر عابدین کو والدین اسے پسند کرلیں تو وہ اسے اپنا بیٹا بنالیں، وہ ایسے بچوں کو بہت پسند کیا کرتے تھے جنکی تندرستی اچھی ہو اور جنکی رگ رگ سے طاقت ٹپکتی ہو۔

ایک روز صبح کو رسالدار میجر صاحب عابدین کے گھر آئے۔ کریم الدین نے انکی خوب خاطر تواضع کی۔

"بھئی مجھے تمہارے بچے سے بڑی محبت ہو گئی ہے، اللہ اسکی عمر میں برکت دے۔ اب تو خدا جانے کیا خدا کی مار ہے، گاؤں میں کوئی بچہ تندرست نظر ہی نہیں آتا۔ جبھی تو سرکار نے ہماری طرف کے آدمیوں کو فوج میں لینا بند کر دیا ہے۔"

کریم الدین :۔ جی وہ آپ ہی کا بچہ ہے۔ رسالدار میجر صاحب میں ایک غریب آدمی ہوں۔ مگر میں نے اسکی خوراک پر اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کیا آپکی دعا سے ایک بھینس پوری کی پوری اسی کو دے رکھی ہے۔

رسالدار :۔ بہت اچھا کیا۔ دودھ بڑی نعمت ہے۔ لوگ آجکل چٹ پٹی چیزوں پر جان دیتے ہیں اور زبان کے ذائقہ کیلئے کھانا کھاتے ہیں۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ صاحب لوگ بھی اپنے بچوں کو بڑی اچھی خوراک دیتے ہیں۔

کریم الدین :۔ جی ہماری انکی کیا برابری۔ وہ بادشاہ ہیں ہم غریب کسان۔

رسالدار :۔ یہ ٹھیک ہے، پھر بھی آپنے اپنے بچے کو بہت اچھا اُٹھایا ہے۔ سلیمان اس سے بڑا بھی ہے اور دیکھنے میں اس سے تکڑا بھی معلوم ہوتا تھا مگر اس نے ایسا اُٹھا کے پھینکا کہ جی خوش ہو گیا۔ ہم چین کی لڑائی میں گئے تھے تو ایک چینی پہلوان کو ہمنے دیکھا تھا اس نے بھی اپنی جوڑ کو ایسے ہی پھینکا تھا۔ چین میں کشتی کا بڑا رواج ہے بڑے بڑے اچھے پہلوان ہوتے ہیں۔ ہمارے رسالے کا ایک سوار تھا کرامت اللہ۔ دیکھنے میں تو کچھ ایسا زبردست نہیں معلوم ہوتا تھا مگر ایک دفعہ ہمارے کمان افسر صاحب نے۔ اُن دنوں کرنل کرافٹ صاحب کمان کر رہے تھے اور انکے بھائی بڑے کرافٹ صاحب بمبئی حاطے کے گورنر تھے۔ تو اُنہوں نے اردلی روم (دفتر) میں کرامت اللہ کو بلا کے کہا کہ "ول کرامت تمکو کشتی لڑنا ہوگا۔"

کرامت :حضور کس سے ؟

کرنل :۔ ایک بہت موٹا چینا پہلوان سے۔

اس گفتگو کے دوسرے ہی دن خوب گھر گھرا بر آیا اور کوئی دو گھنٹے تک خوب موسلا دھار بارش ہوئی۔ اکھاڑے کھدنے شروع ہو گئے تاریخیں مقرر ہو گئیں اور جب باہر کے آئے ہوئے سب پہلوانوں کی کشتیاں ختم ہو گئیں تو دوسرا روز عابدین اور سلیمان کی کشتی کے لئے مقرر ہوا۔

پورے گاؤں نے وہ رات اسی طرح جاگ کر بسر کی، تمام رات ہر طرف سے بچوں کے شور و غل کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہر گھر میں رت جگا ہو رہا تھا۔ چوپالوں میں بڑے بوڑھوں کا اجتماع تھا، حقے پر حقہ بھرا جا رہا تھا، اور ساری چوپال میں جا بجا چلمیں لوٹ جانے کی وجہ سے راکھ کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر نظر آ رہے تھے۔ حقے کا دم لگا کر بوڑھوں کا کھانسنا بچوں کے شور و غل میں کچھ تھوڑا سا اضافہ اور کر دیتا تھا۔

خدا خدا کر کے صبح ہوئی۔ بچوں کے حق میں یہ کسی طرح صبح عید سے کم نہ تھی۔ لیکن عابدین اور سلیمان پر ایک سنجیدگی سی طاری تھی۔ اپنی اپنی ٹولیوں کیساتھ دونوں خراماں خراماں اکھاڑے پر پہنچے۔ جہاں پہلے ہی سے سارا گاؤں اور قرب و دیہات سے آئے ہوئے بکثرت آدمی جمع تھے چودہری صاحب اور زینت ایک چارپائی پر بیٹھے تھے۔ باقی سب لوگ اکھاڑے کے چاروں طرف زمین پر بیٹھے ہوئے ننھے پہلوانوں کا انتظار کر رہے۔ دستور کے مطابق دونوں لڑکوں نے چودہری صاحب کو سلام کیا اور مقابلہ کرنے کی اجازت مانگی۔ زینت نے اپنے ہاتھ اونچے کر کے اشاروں میں عابدین سے کہدیا کہ میں نے تمہارے لئے دعا مانگی ہے۔ پہلوانوں میں ایک ایسے شخص کو کہ جس پر سب کو اعتماد تھا منصف مقرر کر دیا گیا اور عابدین اور سلیمان خم ٹھونک کر ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے۔

جب دونوں نے ہاتھ ملائے تو زینت کا دل بڑے زور سے دھڑکنے لگا۔ اس نے کسی قدر اضطراب کیساتھ باپ سے کہا "یہ سلیمان تو عابدین سے بہت ہوتا ہے بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ارنا بھینسا"

کشتی شروع ہو گئی۔ داؤں پیچ ہونے لگے کبھی ایک دوسرے کی گردنوں پر ہاتھ رکھکر اور سرسے سر جوڑ کر کا زوری ہوتی تھی کبھی کوئی بغلی ڈوبنے کی کوشش کرتا اور کبھی کوئی حریف کی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر رہ جاتا تھا۔ دم کس دونوں میں بہت کافی تھا اور دونوں کی آنکھ حریف کی حرکات پر لگی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ عابدین کا داؤں چل گیا، اور اس نے سلیمان کو کولہے پر لادکر مارا مگر وہ سنبھل گیا اور اس قدر جلد اٹھ کھڑا ہوا کہ عابدین کچھ نہ کر سکا، ایک مرتبہ سلیمان کا موقع لگ گیا، اور اس نے عابدین کو گرا دیا لیکن یہ کوشش بھی بیکار گئی چت کرنا تو در کنار وہ اسے اپنے نیچے روک بھی نہ سکا، تقریباً پندرہ بیس منٹ گذر گئے۔ زور کرتے کرتے دونوں کا سانس پھول گیا۔ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح چمٹے ہوئے تھے کہ جیسے بلبلیں گتھ گئی ہوں۔ بڑے بڑے پہلوانوں کی کشتیوں میں بھی اس قدر برابر کا مقابلہ نہ ہوا تھا اور اتنا لطف کسی کشتی نہ آیا تھا۔ ہر شخص انتہائی محویت کے عالم میں کشتی دیکھ رہا تھا، اور زینت تو یہ کہ جب سلیمان کوئی داؤں کرتا تھا تو بیقرار ہو کر کھڑی ہو جاتی تھی۔ چودہری صاحب بھی محو تھے

تقریباً بیس یا پچیس منٹ کے بعد عابدین نے محسوس کیا کہ اسکے حریف کا دم ٹوٹ چلا ہے اور اب اسکی حرکات میں تیزی اور پھرتی نہیں رہی ہے وہ خود بھی تھک چلا تھا لیکن اس میں ابھی تھوڑا دم باقی تھا۔ ایک مرتبہ اس نے موقع پا کر سلیمان کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور سر سے اونچا کر کے زمین پر دے پٹکا۔ سلیمان چت ہو چکا تھا۔

تحسین و آفرین کے شور و غل میں کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ ایک پہلوان نے دوڑ کر عابدین کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے کندھے پر بٹھا کر اسے خوب اونچا کر دیا تاکہ سب دیکھ سکیں۔ زینت خوشی کے مارے تالیاں بجا رہی تھی، عابدین کے باپ کو سب مبارکباد دے رہے تھے اس ہنگامے میں سلیمان کا کسی کو خیال تک نہ آیا، وہ ابھی تک وہیں زمین پر پڑا تھا۔ اتفاق سے ایک پہلوان کی نظر پڑ گئی۔ اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بیہوش ہے۔

خوشی کا ہنگامہ غم و افسوس سے مبدل ہو گیا، سب لوگ دوڑ دوڑ کر سلیمان کے قریب پہونچ گئے، اور اگر چودہری صاحب زبردستی لوگوں کو نہ ہٹاتے تو شاید اس غریب کو ذرا سی ہوا تک نہ ملتی۔ جلدی جلدی اسے ہوش میں لانے کی کچھ تدابیر کی گئیں اور جب اسے ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ اسکا کندھا اتر گیا ہے۔ پہلوانوں میں سے بعض نے چڑھا دینے کی کوشش کی لیکن سلیمان اس تکلیف کو نہ برداشت کر سکا اور سب کی یہی رائے ہوئی کہ اسے ہسپتال لے جایا جائے۔ سب سے قریب مقام کہ جہاں ہسپتال تھا صادق پور سے چھ کوس دور تھا۔ چودہری صاحب نے اپنا خاص رہلو دیا اور اسے آرام کیساتھ لٹا کر اسپتال لے گئے عابدین بھی پیدل اسکے ساتھ گیا، اور برابر دس روز تک ہسپتال میں اسکی ہر طرح خدمت کرتا رہا۔

اسکی خدمت کی تھی۔ لیکن اسکے دل میں بغض بیٹھ گیا تھا۔ اور اسکا دل ہر وقت اس بات کا متمنی رہتا تھا کہ اگر کوئی موقع ملے تو اپنی اس شکست کا انتقام لے اسے یہ بھی بہت ناگوار گذرا تھا کہ رسالدار میجر نے اس کی سرپرستی شروع کر دی تھی۔ لیکن جب وہ تعلیم کے سلسلہ میں صادق پور سے چلا گیا تو اسے کسی قدر اطمینان ہوا۔ عابدین کے جاتے ہی گاؤں کے تمام کی سرداری اسکے ہاتھ آ گئی اور اس خوشی نے نفرت اور انتقام کے جذبات کو ایک بڑی حد تک دبا دیا۔

زینت کے ساتھ اسکی شادی کے جو ذکر اذکار لوگوں میں ہوتے رہتے تھے وہ اسکے کان میں پڑ چکے تھے، اور گو اب اس قسم کے تذکروں کا کہیں وجود نہ تھا۔ لیکن خود اسکے دل میں ایک حرص اور ایک تمنا اس بات کی پیدا ہو گئی تھی کہ زینت کو ضرور حاصل کیا جائے۔ وہ چاہتا تھا کہ چودہری صاحب کی نظر اکثر اس پر پڑتی رہے۔ اس لئے قریب قریب روزمرّہ وہ ایک دو مرتبہ ان کی کوٹھی کے سامنے سے نکلا کرتا اور اگر وہ باہر کھڑے ہوتے تو ادب سے سلام کر لیتا۔ زینت ہمیشہ اسے دیکھکر منہ پھیر لیا کرتی تھی

گاؤں کے سکول میں چوتھے درجہ تک تعلیم ہوا کرتی تھی وہ اسنے حاصل کر لی اور اسکے بعد کھیتی باڑی کے کاموں میں باپ کو مدد دینے لگا کبھی کبھی جب تعطیل کے ایام میں عابدین گھر آتا تھا اور روزمرہ زینت سے ملنے جاتا تھا تو اسے بہت برا معلوم ہوتا تھا اکثر جب اسنے یہ دیکھا کہ عابدین اور زینت دونوں کوٹھی کے بائیں باغ میں بیٹھے ہوئے ہنس ہنسکر باتیں کر رہے ہیں تو اسے اسقدر برا معلوم ہوا کہ اس نے باپ سے جا کر کہا:-

"آبا یہ چودہری صاحب نے اسے عابدین کو کیوں اتنا منہ لگا لیا ہے کہ جب دیکھو وہیں گھسا رہتا ہے اور زینت کے ساتھ کھیلا کرتا ہے۔ غریبوں کے بچوں کا امیروں کے پاس کیا کام؟ یہ جانے کیسے امیر ہیں کہ انہیں غریبوں سے ملتے شرم بھی نہیں آتی"

عثمان۔ چودہری صاحب بڑے بھلے آدمی ہیں۔ کوئی بھی گھر پہ آ جائے تو اسے منع نہیں کرتے۔ عابدین کو کوئی بلانے تھوڑا ہی جاتا ہے وہ اپنے آپ ہی وہاں جا گھستا ہے۔ دیکھو کوئی موقع ہوا تو میں چودہری صاحب سے کہدونگا سچ تو ہے انہیں اپنے برابر والوں سے ملنا چاہیئے۔

چودہری صاحب کا ذکر اس طرح آ جانے اور زینت کا نام کان میں پڑنے کیوجہ سے عثمان کو یہ بات یاد آ گئی کہ سلیمان اور زینت کی شادی کے کچھ تذکرے ہو چکے ہیں۔ بہت دیر تک وہ سوچتا رہا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ شادی ہو جاتی تو بہت اچھا تھا۔ چودھری صاحب کے اور کوئی اولاد نہیں ہے۔ ساری جائداد داماد ہی کو ملیگی۔ بہت بڑا لالچ تھا۔ لیکن جب اسکی نظر سلیمان پر جاتی تو دل کچھ خود بخود دہک سے ہو جاتا تھا۔ ایسے اُجڈ گنوار کو بھلا چودہری صاحب کیوں پسند کرنے لگے ہیں۔ ڈھنگ بھی کچھ بہت اچھے نہیں ہیں اور صورت شکل بھی بس واجبی سی ہے۔ بالآخر لالچ نے غلبہ پا لیا اور اسنے یہ طے کر لیا کہ کوشش تو ضرور کرنی چاہیئے۔ پھر جو کچھ بھی ہو۔

اسنے اپنے دوستوں میں جس سے بھی ذکر کیا اس نے یہی کہا کہ "عثمان تم تو پاگل ہو گئے ہو بھلا مخملوں میں کہیں ٹاٹ کا پیوند لگا کرتے ہیں!" لیکن اُس نے ہمت نہ ہاری۔ جائداد اور پھر اتنی بڑی جائداد گھر میں آنے کی توقع تھی اسنے خوشامد درآمد کر کے مسجد کے امام صاحب کو گانٹھا۔ مولوی عبد السبحان بڑے نیک اور سیدھے سادھے آدمی تھے اور چودہری صاحب انکا بڑا لحاظ کیا کرتے تھے

عثمان نے پہلے تو اپنے گھر مولوی صاحب کا وعظ کرایا اور پھر دس پانچ روز تک جا جا کے مولوی صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ اور جب دیکھ لیا کہ مولوی صاحب مہربان ہو گئے ہیں تو ایک دن کہنے لگا۔

"حضور مولوی صاحب، ایک مہربانی تو آپ کو ہماری حال پر بھی کرنی ہوگی دنیا زمانہ کا حضور کام نکالتے ہیں تو کیا ہماری مدد نہیں کرینگے"

مولوی صاحب۔ کیا بات ہے بھئی عثمان۔ میرے لائق جو کام ہو تم کہو میں انشاءاللہ ضرور کر دوں گا۔

عثمان۔ حضور بات یہ ہے کہ یہ جو حضور کا غلام ہے نا سلیمان۔ سو اب اسکی عمر اچھی خاصی ہو گئی ہے۔ اور حضور میرا خیال یہ ہے کہ جوان ہوتے ہی بچوں کی شادی نہ کر دیجائے تو وہ بُرے راستوں پر پڑ جاتے ہیں مجھے رات دن یہی فکر رہتی ہے کہ کہیں اچھی جگہ اس کا رشتہ ہو جائے تو میں اپنے فرض سے ادا ہو جاؤں۔ گاؤں میں اور تو کوئی لڑکی نظر نہیں آتی بس ایک چودہری صاحب کی بیٹی ہے، مگر ان سے کہنے کی میری ہمت نہیں پڑتی۔ ویسے تو خدا کا شکر ہے سلیمان کسی عیب میں نہیں ہے اور اللہ کا دیا تھوڑا بہت نلج پانی بھی گھر میں موجود ہے مگر ابھی تک وہ کچھ لے تمیز ہی سا ہے۔ خدا جانے چودہری صاحب پسند کریں یا نہ کریں۔ حضور اگر اپنی زبان سے چودہری صاحب سے اتنی بات کہدینگے تو پھر ان کی مجال نہیں ہے کہ حضور کا حکم ٹالدیں +

کرامت کی کیا مجال تھی جو انکار کرتا۔ کرنل صاحب کھڑے کھڑے اسی وقت بارہ پتھر باہر چھاؤنی سے باہر کردیتے۔ کشتی ہوئی اور بھائی کریم الدین، کرامت نے ایسا اڑنگے پر رکھکر اسے پچھاڑا کہ سب کو حیرت ہوگئی۔ کرنل صاحب نے خوب اسکی پیٹھ ٹھونکی۔ ایک سال کی تنخواہ رجمنٹ سے انعام دلوائی اور سو روپے اپنے پاس سے دیئے (ٹھنڈا سانس بھرکر) اب ایسے انگریز کہاں آتے ہیں۔ خیر اس قصہ کو چھوڑ دو بھئی میں اسوقت تمہارے پاس اس لئے آیا تھا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے۔ لوگوں نے بہت مجبور کیا کہ میں دوسری شادی کرلوں۔ مگر بھئی مجھے اس بات سے بہت نفرت ہے۔ صاحب لوگ بھی ہمیشہ ایک ہی بیوی رکھتے ہیں اور یہی ٹھیک طریقہ بھی ہے۔ تو بھئی ہمارے گھر میں کوئی بچہ نہیں ہے ویسے اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ اگر بھائی تم اس بات کو پسند کرو تو زین العابدین کو مجھے دیدو۔ میں اپنی ساری دولت اس کے اوپر خرچ کردوں گا۔ اور کم سے کم کپتان بنوا کے چھوڑونگا۔

کریم۔ رسالدار میجر صاحب یوں بھی وہ آپ ہی کا بچہ ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ وہ پہلوٹی کا بچہ ہے اسکی ماں کو بھی اس سے بہت محبت ہے۔ اور مجھے بھی۔

رسالدار میجر۔ ہاں بھائی ٹھیک ہے۔ ماں باپ کو اولاد سے جو محبت ہوتی ہے اُسے میں خوب سمجھتا ہوں۔ خیر اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے تو کم سے کم اتنا تو کرو کہ جیسا میں کہوں اسے اس طرح تعلیم دلاؤ۔ خرچ سب میں برداشت کروں گا۔ اور پھر اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ اسے ایسی ہی نوکری دلاؤں گا کہ جیسی اپنے بچے کو دلاتا۔

کریم۔ مجھے کیا انکار ہے۔ آپ مختار ہیں جو چاہیں سو کریں۔

ان واقعات کے بعد آٹھ سال کا عرصہ گذر گیا۔ عابدین کو رسالدار میجر صاحب نے بڑی کوشش سے نہایت معقول تعلیم دلائی اور اس عرصے میں اُس نے علیگڈھ مسلم یونیورسٹی سے ایف اے کا امتحان پاس کرلیا۔ اسکولوں اور کالجوں کے برعکس کہ جنکے دبے ہوئے سینے، لاغر اور گوشت سے خالی جسم، اور مُتے ہوئے اور زرد چہرے دُور ہی سے بتادیتے ہیں کہ ان کا تعلق ضرور کسی اسکول یا کالج سے ہے۔ عابدین ایک بہت ہی شہزور۔ تنومند اور خوش مزاج نوجوان بن گیا۔ کالج کا کوئی کھیل ایسا نہ تھا کہ جس میں وہ حصہ نہ لیتا ہو۔ اور کوئی انعامی مقابلہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ جس میں وہ کئی کئی مختلف کھیلوں میں انعام نہ حاصل کرتا ہو۔ شکل و صورت کے اعتبار سے بھی وہ ایک بلند بالا۔ متناسب الاعضا اور نہایت ہی خوشرو جوان ہوگیا تھا۔ ہر شخص کے دل میں اسکی محبت خود بخود پیدا ہوجاتی تھی اور خندہ مزاجی نے اُسے لڑکوں اور استادوں سب میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔

ان آٹھ سال کے عرصہ میں وہ ہر چھٹی میں گھر آیا کرتا تھا اور کئی سال تک جب تک کہ زینت پردے میں نہ بیٹھی وہ جاکر زینت سے ضرور ملا کرتا تھا۔ اُسے یاد تھا کہ مقابلہ کی کشتی کے موقع پر زینت نے اسکے لئے دعا مانگی تھی اور اس بات کا اسکے دل پر اس قدر اثر ہوا تھا کہ اسے زینت سے اچھی خاصی محبت سی ہوگئی تھی۔ پردہ ہوجانے پر بھی وہ چھٹیوں میں جب گھر آتا تو اسکے گھر جاتا رہتا تھا۔ اور پردے کی آڑ سے زینت اُس سے باتیں کیا کرتی تھی۔

جب اسنے میٹرکیولیشن پاس کیا تو اسکی ماں کا انتقال ہوگیا، اور کریم الدین نے رسالدار میجر صاحب کی درخواست پر اپنا دوسرا بچہ انہیں دیدیا۔ اسکے ایف اے پاس کرلینے کے بعد کریم الدین کا بھی انتقال ہوگیا اور عابدین بھی شریف پور میں رسالدار میجر صاحب کے گھر میں رہنے لگا۔

۱۹۱۲ء میں اوّل بنگال لانسرز فیروزپور کی چھاؤنی میں آیا۔ اور رسالدار میجر صاحب نے خود عابدین کو لیجاکر رسالے کے کمان افسر سے ملایا اور زبردست سفارش کے بعد اسے انڈین افسر کے درجے سے رسالے میں بھرتی کرادیا۔

سلیمان پر اس شکست کا یہ اثر ہوا کہ اسے عابدین سے نفرت اور بیزاری پیدا ہوگئی تھی۔ اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا عابدین نے اسکی کوئی جائداد چھین لی ہے۔ اسکے اسپتال کے قیام کے زمانہ میں حالانکہ عابدین نے بڑی دلسوزی کیساتھ

رسالدار میجر صاحب نے فکرمندانہ لہجے میں کہا۔ کیا تمہیں یہ رشتہ پسند نہیں ہے؟

عابدین (گھبرائے ہوئے لہجے میں) پسند! رسالدار میجر صاحب آپ کیسی باتیں فرمارہے ہیں۔ میرے لئے دنیا میں اس سے زیادہ فخر کی اور کونسی بات ہوسکتی ہے لیکن ۔ ۔ ۔

رسالدار میجر۔ لیکن کیا؟ اگر تمہارے خیال میں یہ رشتہ پسند کے قابل ہے تو پھر اگر مگر کیسی؟

عابدین۔ آپ میرے بزرگ ہیں، میرے مربی ہیں، اور میرے سرپرست ہیں۔ آپ کے سامنے میری زبان نہیں کھلتی حقیقت یہ ہے کہ میں بڑا ہی بدقسمت ہوں۔

رسالدار میجر۔ (حیرت سے) آخر کیا بات ہے کچھ کہو تو سہی۔ میں تو تمہیں ایک بہت ہی خوش نصیب نوجوان خوش نصیب نوجوان خیال کرتا ہوں۔

عابدین۔ رسالدار میجر صاحب، آپ اگر میری کھال کے جوتے بنوا کر بھی پہنیں تو مجھے انکار نہ ہوگا لیکن اس معاملے میں آپ مجھ سے کچھ نہ فرمائیے۔

رسالدار میجر۔ (کسی قدر تند لہجے میں) آخر معلوم بھی تو ہو کہ بات کیا ہے۔

عابدین۔ میں دنیا میں صرف ایک ہی لڑکی سے شادی کرسکتا ہوں، اور اگر کسی اور کے ساتھ شادی ہوگئی تو وہ خانہ بربادی ہوگی اور ہم دونوں کی زندگی تباہ ہوجائے گی۔ میں اپنی وجہ سے نہیں بلکہ رقیہ بہن کے خیال سے انکار کر رہا ہوں۔ یہ ناممکن ہے کہ میں ان کے لئے اچھا خاوند بن سکوں۔

رسالدار میجر۔ آجکل کے لڑکوں کو خدا جانے کیا ہوگیا ہے۔ "ایک مرد کے لئے ایک عورت" "میری قسمت کی واحد لڑکی" اور رخدا جانے اسی طرح کی اور کیا کیا لغویات بکتے پھرتے ہیں۔

عابدین۔ یہ لغویات نہیں ہیں۔ اب وہ زمانے گئے کہ مرد مردانے مکان میں رات دن عیش کرتے رہیں اور عورتیں زنانے میں بند پڑی پڑی سڑا کریں۔ کبھی آٹھویں دسویں میاں کے دل میں اگر آجائے اور اپنی عیاشیوں سے فرصت مل جائے تو گھنٹے آدھ گھنٹے کے لئے گھر میں بھی ایک پھیرا کر آئیں، اور غریب بیوی اسی قدر التفات کو بسا غنیمت سمجھا کرے، اور اس خیال سے مطمئن رہے کہ نہ سہی میاں کی محبت، کم سے کم روٹی تو آرام سے مل رہی ہے۔ اس قسم کا برتاؤ حقیقتاً عورتوں پر ظلم تھا، اور اس زمانے کی کوئی لڑکی، اسے پسند نہیں کرے گی۔ میں رقیہ بیگم کے لئے اپنی جان تک دے سکونگا لیکن دل ۔ ۔ ۔ ۔

رسالدار میجر۔ (سخت برافروختہ ہوکر) تم نے میری سخت توہین کی ہے، اور آج کے بعد میں تم سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا گوارا نہیں کرسکتا۔

عابدین۔ رسالدار میجر صاحب آپ ۔ ۔ ۔

رسالدار میجر۔ (سخت غصہ سے) بس اب مجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

عابدین کی رخصت کا ابھی بہت سا زمانہ باقی تھا لیکن وہ اسی روز اپنی ملازمت پر واپس چلا گیا اور اپنے بھائی کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ وہ بے حد مغموم تھا۔

۱۹۱۴ء میں جب جرمنی نے تمام یورپ کو پیغام جنگ دیدیا اور فرانس کی جانب سے انگریز بھی اس اکھاڑے میں کود پڑے تو کثرت سے ہندوستانی فوجیں فرانس اور بلجیم کی رزم گاہوں میں بھیجی گئی تھیں۔ اول بنگال لانسرز کو بھی اپنی مسلمہ شجاعت دکھانے کا موقع ملا اور وہ لاہور ڈویژن میں ہمراہ فلانڈرس کے محاذ پر بھیجا گیا۔ اس عالمگیر جنگ کا ابتدائی زمانہ فرانس اور اس کے حلیفوں کے لئے سخت ترین آزمائش کا زمانہ تھا۔ جرمنی توپیں اینٹورپ کا ناقابل تسخیر قلعہ مسمار کرکے اپنی عظمت کا لوہا منوا چکی تھیں۔ زہریلی گیسوں نے قیامت ڈھا رکھی تھی۔ برطانیہ اور فرانس پہلے سے تیار نہ تھے اس لئے فوری ضرورت پر کافی فوجیں محاذ جنگ پر پہونچے

مولوی صاحب۔ (مسکرا کر) بھئی یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ انکی لڑکی ہے۔ اور لڑکی بھی اکلوتی۔ وہ بڑے ناز و نعم سے اسے پال رہے ہیں۔ اور اس کے پڑھانے لکھانے کا بھی بڑا اہتمام کر رکھا ہے میں بے سوچے سمجھے ایسی بات زبان سے کیسے نکال بیٹھوں اور پھر ابھی تو اس کی عمر بھی کچھ نہیں ہے مشکل سے دس گیارہ برس کی ہوگی۔

عثمان:۔ حضور ان سے کہہ تو دیکھیں۔ شاید خدا کرے وہ مان ہی جائیں۔

مولوی صاحب۔ بھئی کیا بتاؤں میرا دل تو نہیں چاہتا، لیکن خیر تم چاہتے ہو تو میں باتوں باتوں میں اُن سے پوچھ لونگا۔

عثمان:۔ حضور اگر ذرا سا زور بھی اپنی طرف سے دیدیں تو چودھری صاحب سمجھیں گے کہ یہ آپ کی تجویز ہے، پھر شاید انکار نہ کریں۔

مولوی صاحب نے ایک روز موقع پاکر چودھری صاحب سے ذکر کیا، اور یک حد تک اپنی طرف سے کافی زور بھی دیا۔ لیکن چودھری صاحب نے صاف انکار کر دیا۔

"مولوی صاحب، بھلا زینت کا بیاہ میں ایسے جاہل مطلق سے کرونگا آپ نے کچھ سوچکر تو منہ سے نکالا ہوتا۔ اور میں سچ کہوں مجھے تو یہ بات کچھ زیادہ پسند ہی نہیں ہے کہ اتنی ذرا سی عمر میں بچوں کی شادی کر دیجائے کہ جب وہ یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ شادی کیا بلا ہوتی ہے میں تو اپنی زینت کو تعلیم دلا رہا ہوں اور ارادہ ہے کہ اسے ڈاکٹری پڑھنے کیلئے بھیجوں۔ اس لئے ابھی تو اس کی شادی کئی سال تک نہیں ہوسکتی۔"

اس جواب کے بعد عثمان کو خاموش ہو کر بیٹھ جانا پڑا لیکن جس وقت اسے اتنی بڑی جائداد کا خیال آتا تھا تو کلیجہ پر سانپ لوٹ جاتا تھا

نوکر ہونیکے ایکسال بعد زین العابدین رخصت پر گھر آیا، اور صادق پور کی بجائے شریف پور ہی میں جاکر ٹھہرا۔ ایکسال کی آزادانہ زندگی نے اسکی صحت کو اور بھی ترقی دیدی تھی، رنگ کچھ اور بھی نکھر گیا تھا۔ چہرے سے خون گویا ٹپکا پڑتا تھا۔ رسالدار میجر صاحب اسے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اُنہوں نے اپنے بھائی سے مشورہ کیا کہ اگر کچھ حرج نہ ہو تو عابدین کی شادی رقیہ کیساتھ کر دی جائے جو رسالدار میجر کی بھتیجی تھی۔

بھائی کو بھلا کیا انکار ہو سکتا تھا وہ رضامند ہو گئے، اور ایک روز باتوں باتوں میں رسالدار میجر صاحب نے عابدین سے کہا۔

"بھئی ہم تو اب بوڑھے ہو چلے، اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے، خدا بخشے رسالدار دوست محمد خاں ہمارے ساتھ کے تھے اور ہم سے بھی زیادہ مضبوط اور تندرست، ابھی دو مہینے ہوئے ان کا انتقال ہو گیا۔ کرنل اوگلوی صاحب کی بھی خبر معلوم ہوئی وہ بھی بیچارے مر گئے تو بھائی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ ہمارا دل یہ چاہتا تھا کہ ہم تمہاری خوشی بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ افسوس کہ بیچارے کریم الدین نے تو تمہارا کچھ بھی نہ دیکھا۔ اگر تم منظور کرو تو لڑکی بھی گھر ہی میں موجود ہے شاید بچپن میں تمنے دیکھا بھی ہوگا۔ وہی رقیہ ہماری بھتیجی اب ماشاءاللہ سولہ ایک برس کی ہوگئی ہے۔ عادتیں بھی اچھی ہیں۔ صورت شکل سے بھی آدمی کا بچہ ہے، اور ہمارا خیال ہے کہ شریف کی بچی ہے کبھی تمہارے ساتھ دغا نہ کریگی۔ بس تمہاری رضامندی کی دیر ہے۔"

یہ گفتگو عابدین کے لئے بہت ہی عجیب سی چیز اور بالکل غیر متوقع تھی۔ پہلے تو وہ کچھ ہکا بکا سا ہو کر رہ گیا، پھر ذرا حواس مجتمع کر کے اس نے سننے اور سمجھنے کی کوشش کی اسکا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا اس نے دل ہی دل میں کہنا شروع کیا

"میری شادی رقیہ کیساتھ! اس میں تو شک نہیں کہ رسالدار میجر صاحب کی یہ انتہائی مہربانی ہے۔ لیکن.......... میرا تو دل کسی طرح نہیں قبولتا۔ رقیہ بہت خوبصورت لڑکی تھی اور اب تو جوان ہو کر اور بھی حسین ہوگئی ہوگی۔ خاندان بھی بہت معزز ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ رسالدار میجر صاحب مجھ سے بیحد محبت کرتے ہیں۔ مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ میرا دل نہیں چاہتا۔ انکار کرنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی، رقیہ کی بجائے اگر رسالدار میجر صاحب زینت کیلئے کہتے تو شاید میں راضی ہو جاتا، زینت نے میرے لئے دعا مانگی تھی، زینت کو ضرور مجھ سے محبت ہے۔ مجھے تو وہ ہمیشہ ہی یاد آیا کرتی تھی.......

"کیوں تم چپ کیسے ہو گئے۔؟"

رات کے کھانے کا وقت آگیا۔ عابدین ایک بہت ہی نرم اور آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا اپنے خیالات میں غرق تھا۔ اسے رہ رہ کر تعجب ہو رہا تھا کہ وہ زندہ کیسے واپس آ گیا کبھی وہ پڑے پڑے اپنی بے کسی اور معذوری پر افسوس کرتا اور سوچنے لگتا کہ خدا جانے ٹانگ کبھی اس قابل ہوگی یا نہیں کہ وہ کھڑا ہو سکے۔ اتنے عرصہ کی مسلسل علالت اور مستقبل کے متعلق گونا گوں افکار نے اسے بہت دبلا اور لاغر کر دیا تھا :: کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت ہی حسین و جمیل لڑکی اس کا کھانا لیکر آئی ہے۔ نرس بہت ہی بے تکلفانہ اسکے بستر کے پاس آئی، اور نرسوں کا تبسم ہونٹوں پر پیدا کرکے بولی "آپ کا کھانا آگیا ہے۔ آپ بیٹھکر خود کھا لیتے ہیں یا میں اپنے ہاتھ سے کھلا دوں"؟ جملہ کے آخری الفاظ بہت ہی کچھ دھیمی سی آواز سے ادا ہوئے، وہ کسی قدر سوچ میں پڑ گئی تھی + عابدین کی بھی عجیب حالت تھی۔ اس کا دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے کئی مرتبہ اپنی آنکھیں ملیں اور پھر غور سے نرس کو دیکھا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ چھت میں لٹکے ہوئے لیمپ کی دھیمی دھیمی روشنی میں نرس کے کپڑے وغیرہ تو بہت اچھی طرح نظر آرہے تھے لیکن چہرہ اندھیرے میں تھا۔ نرس بھی معمول سے زیادہ غور اور توجہ سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

جواب میں دیر کرنا تہذیب کے خلاف سمجھکر عابدین نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسکا حلق بالکل خشک تھا۔ بمشکل اُسنے اتنا کہا کہ "میں اپنے ہاتھ سے کھا سکتا ہوں صرف میری ٹانگیں بیکار ہیں۔" نرس۔ آپ فرانس میں زخمی ہوئے تھے یا عراق میں؟ عابدین (چونک کر) زخمی! جی ہاں میں فرانس میں زخمی ہوا تھا۔ نرس۔ آپنے بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائی ہونگی۔:. عابدین۔ جی ہاں لڑائی میں تو یہی ہوتا ہے! :. کھانا قریب کی چھوٹی سی میز پر رکھدیا گیا، اور نرس نے جانے کیلئے منہ پھیرا تو عابدین نے کسقدر بیقراری کیساتھ کہا "معاف کیجئے کیا میں آپ سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟ :. نرس (مسکراکر) آپ جتنی باتیں چاہیں پوچھیئے۔ ہمارا تو کام ہی یہ ہے کہ آپ لوگوں کی خدمت کریں :. عابدین۔ آپ کا لب و لہجہ بمبئی کا نہیں ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کہاں کی رہنے والی ہیں :. نرس۔ جس کا کہیں مکان ہی نہو وہ اپنا گھر کہاں بتائے :. عابدین میں سچ سچ بات ہی کیوں نہ کہدوں۔ جس وقت سے آپ اس کمرے میں آئی ہیں مجھے برابر یہی شک ہو رہا ہے کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے اور آپ کو جانتا ہوں :. نرس (تعجب سے) یہی خیال مجھے بھی آپکے متعلق ہو رہا ہے لیکن کسی طرح یاد نہیں آتا کہ کہاں دیکھا تھا، اور کسطرح آپکو جانتی ہوں :. عابدین۔ آپ کو میرا نام معلوم ہے؟ :. نرس ڈاکٹر صاحب نے ابھی ابھی مجھ سے کہا تھا کہ فلاں نمبر کے کمرے میں ایک فوجی افسر آگئے ہیں اور مجھے انکی تیمارداری کرنی ہے۔ مجھے آپکے نام سے واقفیت نہیں ہے :. عابدین۔ میرا نام زین العابدین ہے۔ "زین العابدین! صادق پور کے زین العابدین! کیا سچ مچ آپ عابدین ہیں۔؟"

"یا اللہ! یہ کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں؟ یہ تو زینت ہے! عابدین نے بے اختیار ہو کر اُٹھنے کی کوشش کی لیکن پیروں نے کام نہ دیا۔

زینت۔ عابدین تم فوجی افسر کیسے ہو گئے۔ کیا تمھاری ٹانگیں بالکل بیکار ہو گئی ہیں؟

عابدین۔ میں سب کچھ تمھیں بتا دوں گا، پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم یہاں کیسے آگئیں۔

زینت۔ تمھیں صادق پور کے حالات کچھ معلوم نہیں؟۔ ابا میاں کا یکایک گردے کے درد میں انتقال ہو گیا اور میں بالکل اکیلی رہ گئی۔ چچا جان نے تمام جائداد پر قبضہ کر لیا اور مجھے مجبور کرنے لگے کہ جمی سے شادی کر لوں۔ میں نے صاف انکار کر دیا تو چچی اور چچا نے ستانا شروع کر دیا۔ میں جس طرح بھی ہو سکا سب کچھ برداشت کرتی رہی۔ اس عرصہ میں سلیمان کے باپ نے کوششیں شروع کیں کہ میری شادی سلیمان کیساتھ کر دیجائے، چچا نے انکار کر دیا اور یہ کہدیا کہ اسکی شادی تو جمی سے ہوگی۔ جمی کو نہیں جانتے، ہمارے چچا کا سب سے بڑا لڑکا، وہ کالا کالا کھترا سا تھا نہیں۔!۔ عابدین۔ تمنے تھا کیوں کہا۔ کیا اب نہیں ہے۔؟

زینت۔ اب کہاں ہے بیچارہ، اس کمبخت۔ سلیمان پر کچھ ایسا بھوت سوار ہوا کہ وہ ایکدن لٹھ لیکے گھر سے آیا اور جمی کو گھر سے بُلا کر بچہری میں اسکے ایسا لٹھ مارا کہ بیچارہ اسی جگہ ڈھیر ہو گیا۔:. عابدین۔ یہاں تک نوبت پہونچ گئی :. زینت۔ ہاں۔ سبھی کچھ ہو گیا۔ سلیمان پکڑا گیا۔ چچا کی بدسلوکی سے پریشان تو میں پہلے ہی تھی، اب اس واقعہ نے اور بھی صادق پور سے دل برا کر دیا۔ کسی کو خبر کئے بغیر میں ایکدن چپکے سے دہلی چلی آئی۔ وہاں خالہ کو سب حال سنایا اور انہی کی مدد سے میڈیکل کالج میں نرس کے کام کی تعلیم حاصل کرنیکے لئے داخل ہو گئی۔ ابا میاں تو ڈاکٹری پڑھانا چاہتے تھے لیکن خیر اب جو کچھ بھی ہو گیا ٹھیک ہے۔ دہلی سے ایک خط میں نے چچا کو لکھدیا کہ وہ شوق سے تمام جائداد لے لیں مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تعلیم پاتے دوسرا سال ہے فوجی اسپتالوں کے لئے نرسوں کی بیحد ضرورت تھی اسلئے کالجوں میں پڑھتی ہوئی لڑکیاں بھی بلالی گئی تھیں۔ اس طرح میں بمبئی آئی اور اس اسپتال میں کام کر رہی ہوں۔ اب تم اپنا سب حال سناؤ۔ مجھے تو کچھ بھی خبر نہ تھی کہ تم فوج میں بھرتی ہو گئے ہو۔ تم دبلے کسقدر ہو گئے ہو :. عابدین ایک ٹھنڈا سانس بھرا۔ آہستہ سے قمیض کی آستین اوپر کو چڑھا کر بازو سے ایک تعویذ کھولا۔ اور اسکے اوپر جو کپڑا چڑھا ہوا تھا اُسے پھاڑ کر پھینک دیا "ایں یہ کیا؟ گانٹے! ارے یہ تو وہ گانٹے ہیں جو ابا میاں نے تمہیں کشتی جیتنے کے انعام میں دی تھی!!

عابدین۔ ابا میاں نے نہیں، تم نے دی تھی۔ زینت۔ تو پھر تمنے اسکا تعویذ کیوں بنایا ہے :. عابدین۔ ایک عجیب لہجے میں، صرف اسلئے کہ تمنے دی تھی + زینت کسقدر شرما گئی!

میں دشواریاں لاحق ہو رہی تھیں۔ اور بظاہر ایسا معلوم ہونے لگا تھا کہ معرکہ جرمنی فوجوں کے ہاتھ رہیگا۔

ہندوستانی فوجوں کے پہنچنے پر لڑائی کا رنگ کسیقدر بدلا۔ فرانسیسی اور برطانوی فوجوں کو دم لینے کا تھوڑا موقع ملا اور آہستہ آہستہ حالات بہتر صورت اختیار کرنے لگے۔ گورکھے اور سکھ پٹھان، اور پنجابی مسلمان پلٹن والے اور رسالہ والے اپنی جانوں پر کھیل کے اور جرمنی مشین گنوں کی آتشیں بارش جھیل کے حملے کرتے اور جرمنی خندقوں میں کود کود کر دست بدست لڑائی میں جرمنی سپاہیوں کے چھکے چھڑا دیتے لیکن اس دلیری اور اس شجاعت کا معاوضہ بھی بہت کافی دینا پڑتا تھا بعض وقت پلٹن کی پلٹن اور رسالے کا رسالہ بالکل صاف ہو جاتا تھا ایک ایک دن کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ ہزار تک پہنچتی تھی موت کا بازار گرم تھا۔ بھاڑ کے اندر چنے پٹ رہے ہوتے تھے۔ جو برابر بھن رہے تھے + اول بنگال لانسرز کو بھی پیدل پلٹن کیطرح خندقوں میں جانے کا موقع ملا۔ اور ایسے زائد موقعوں پر انہوں نے ثابت کر دیا کہ جانبازی اور دلیری کیلئے جو شہرت انہیں ایک مدت دراز سے حاصل ہے اسکے وہ مستحق بھی ہیں انہوں نے بڑھ بڑھکر ہزارہا دشمنوں کے سینے سنگینوں سے چھید دے۔ اور ہزارہا کی تعداد میں مردانہ وار سنگینوں کی نوکوں پر جان دی۔ افسر اور سپاہی ہزارہا کی تعداد میں ہر حملے میں مقتول و مجروح ہوتے تھے۔ اور انکی جگہ نئے افسروں اور نئے سپاہیوں سے پر ہوتی رہتی تھی۔ زین العابدین ابھی تک بالکل محفوظ و مصئون تھا۔ اسکی بہادری رسالے بھر میں مشہور ہو چکی تھی۔ توپ کے گولے، گولیاں، بم اور سنگینیں اسکے لئے سب بچوں کے کھیل سے زیادہ اہمیت نہ رکھتے تھے۔ وہ حملہ کرتے وقت گولیوں کی بوچھار میں اسطرح بے فکری سے آگے بڑھتا تھا کہ جیسے کوئی سیر باغ کیلئے جاتا ہو۔ ایک سو زائد موقعوں پر اسکی بہادری کی سفارشیں ہو چکی تھیں، تین مرتبہ اس کا نام ڈسپیچ (بہادرانہ کارناموں کی سرکاری فہرست) میں آچکا تھا، اور کئی ایک افسروں کے قتل اور مجروح ہو جانیکی وجہ سے اب وہ رسالدار میجر کے بعد سب سے بڑا رسالدار تھا۔ میجر فرینکلن انکی بہادری کے سچے عاشق اور اسلئے بہت بڑے دوست تھے + ایک روز جبکہ رسالہ مورچوں سے باہر آرام کے مقام پر تھا تو میجر فرینکلن نے عابدین سے پوچھا "عابدین یہ کیا بات ہے کہ تم ہر وقت کچھ اداس سے رہتے ہو میں جانتا ہوں کہ تم پر لڑائی کا خوف غالب نہیں ہے اسی لئے تعجب ہے" عابدین۔ جی ہاں میری طبیعت ہی کچھ ایسی واقع ہوئی ہے" فرینکلن۔ اگر کوئی ایسی بات ہے کہ جسمیں میں تمہاری مدد کر سکوں تو مجھے اسکے کرنے میں بڑی مسرت ہوگی + عابدین آپکی ہمدردی کا دلی شکریہ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے جسمیں کوئی بھی میری کچھ مدد کر سکے + فرینکلن۔ اگر کچھ حرج نہ ہو تو بتا دو۔ مجھے تم سے بیحد محبت ہو گئی ہے اور مجھ سے دیکھا نہیں جاتا کہ تم اسقدر رنجیدہ رہو۔ ہم تم دوست ہیں اور دوستوں میں تکلف نہ ہونا چاہیئے۔ خاصکر اس جگہ جہاں کہ زندگی کا ذراسی دیر کا بھروسہ نہیں ہے + عابدین۔ کیا عرض کروں۔ اصل یہ ہے کہ مجھے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ میں نے اپنے ایک سچے محسن اور سرپرست کا دل آزردہ کیا ہے۔ مجھے ان سے اتنی محبت اور انکے احسانات کا اسقدر احساس ہے کہ انکے لئے اپنی جان دینے میں بھی ہرگز دریغ نہ کرتا لیکن انکی خواہش تھی کہ میں انکی بھتیجی سے شادی کروں۔ اور یہ میرے لئے ناممکن تھا میں نے انہیں بہت کچھ سمجھایا کہ میرے ساتھ شادی کرکے وہ اپنی بھتیجی کی زندگی تباہ کر دینگے لیکن انکی سمجھ میں کسی طرح نہ آیا اور وہ مجھ سے سخت ناراض ہو گئے + فرینکلن۔ تم لوگوں میں یہ بہت ہی برا دستور ہے کہ شادی بیاہ بالکل ماں باپ کے ہاتھ میں ہوتا ہے لڑکا لڑکی اگر خود ایک دوسرے کو پسند کرکے شادی کریں اور اپنے لئے جوڑا ڈھونڈتے پھریں تو اسمیں بھی بعض خرابیاں پیدا ضرور ہوتی ہیں لیکن یہ طریقہ اس سے بھی اچھا ہے کہ زبردستی دو ایسی ہستیوں کو ملا دیا جائے جنکے دل ایک دوسرے سے نہ مل سکیں، تم غالباً کسی اور لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو گے؟

عابدین۔ شادی بیاہ کا تو مجھے کبھی خیال تک نہ آیا لیکن ہاں مجھے ایک لڑکی سے محبت ضرور ہے اور اب تو شاید اسکی شادی ہو بھی چکی ہو + فرینکلن۔ پھر تمہیں کیا امید ہے تمہیں اسکا خیال دل سے نکال دینا چاہیئے تھا + عابدین۔ مجھے امید تو کبھی بھی کچھ نہ تھی، اور اب اگر اسکی شادی کسی اور سے ہو بھی گئی ہو تب بھی مجھے اسی سے محبت تھی اور اسی سے محبت رہیگی + فرینکلن (مسکراکر) نوجوانی میں یہی خیالات ہوا کرتے ہیں۔ بہرحال تمہیں یہاں ہنسی خوشی اپنی زندگی گذارنی چاہیئے +

سنہ ۱۹۱۵ء کے شروع میں سینٹ کے قریب ایک مقام پر جرمنی فوجوں نے بڑی زور شور سے حملہ کیا۔ اور اس حملے میں ایک بم کے پھٹنے سے زین العابدین بہت سخت زخمی ہو گیا۔ زخمیوں کے اٹھانے والوں نے اسے اٹھا کے اسپتال میں پہنچایا۔ اور وہاں اسے ابتدائی مرہم پٹی کرکے وہ پیچھے میدان جنگ کے اسپتال میں بھیجدیا گیا۔ اسکی دونوں ٹانگوں کے بالکل چیتھڑے اڑ گئے تھے اور بائیں ران کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی تھی۔ زخموں کے بھرنے میں قریب قریب چار مہینے لگ گئے۔ اور اتنے عرصہ کے بعد جب ڈاکٹروں نے یہ دیکھا کہ وہ آئندہ جنگی خدمات کے قابل نہ ہو سکا تو اسے اسپتال کے جہاز میں واپس بمبئی بھیجدیا۔ جہاں اس قسم کے زخمیوں اور مریضوں کے لئے ایک بہت ہی بڑا اسپتال بنا دیا گیا تھا۔ زین العابدین کی فوجی خدمات اسقدر اچھی اور اسقدر قابل تعریف تھیں کہ انکے صلہ میں اسے ملیٹری کراس اور بعض دیگر تمغے ملے تھے اور بار بار اخبارات میں آتے رہتے اس کا نام تقریباً ہر شخص کو یاد ہو گیا تھا۔ اسپتال والوں کو بھی جب یہ معلوم ہوا کہ مشہور و معروف رسالدار زین العابدین ہے تو اسکی بہت ہی خاطر مدارات کیگئی۔ ایک علیحدہ کمرہ اسکے لئے خالی کرا دیا گیا اور تمام ضروری سامان مہیا کرکے ڈاکٹر صاحب نے نوکروں سے خاص طور پر تاکید کر دی کہ اسکے آرام کا حد سے زیادہ خیال رکھیں۔ زین العابدین شام کیوقت اسپتال میں پہونچا تھا اور جب اسکے رہنے کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے اور ڈاکٹر صاحب چلے گئے تو اچھی طرح رات ہو چکی تھی

جو سبق پوشیدہ ہیں ان سے مستفید ہوں +

ہیومن فزیالوجی

تقطیع ۲۰×۲۶ ضخامت ۱۶۰ صفحات قیمت درج نہیں ہے غالباً ایک روپیہ ہوگی۔
پتہ :- دفتر ہومیوپیتھک میگزین ۹ ہم فلیمنگ روڈ، لاہور۔

علم افعال الاعضاء پر یہ کتاب جناب ڈاکٹر محمد مسعود صاحب قریشی ایڈیٹر ہومیوپیتھک میگزین نے تالیف فرمائی ہے۔ ہومیوپیتھ ڈاکٹروں پر غالباً یہ اعتراض عام ہو گیا ہے کہ وہ جسم کے افعال و وظائف سے ناواقف ہوتے ہیں۔ مؤلف رسالہ نے رسالہ تالیف کرکے اس اعتراض کا عملاً جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے نزدیک اس قسم کا تعرض مناسب نہیں ہے۔ پھر بھی ڈاکٹر صاحب کی یہ کوشش قابل قدر ہے۔ فزیالوجی ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کوشش کی ہے کہ اسکو مختصر کرکے ناظرین کے سامنے پیش کریں۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ کتاب نہ صرف فزیالوجی کے مبتدیوں کیلئے مفید ہے۔ بلکہ عام لوگ بھی اس سے دلچسپی لے سکتے ہیں نہ صرف اسلئے کہ یہ مضمون ہی دلچسپ ہے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کا طرز بیان بھی کافی صاف اور واضح ہے۔ کاغذ رف ہے۔ طباعت بھی متوسط درجے کی ہے +

بائیوکیمک گائڈ

تقطیع ۲۰×۲۷ ضخامت ۲۴۰ صفحات قیمت درج نہیں ہے غالباً ڈیڑھ روپیہ ہوگی۔
پتہ :- منیجر دفتر "ہومیوپیتھک میگزین" ۹ ہم فلیمنگ روڈ، لاہور

یہ کتاب بھی "ہیومن فزیالوجی" کے مولف ڈاکٹر محمد مسعود صاحب قریشی ایڈیٹر ہومیوپیتھک میگزین کی تالیف ہے۔ اسمیں بائیوکیمک طریقہ علاج کی تشریح و توضیح ہے۔ اور ان بارہ نمکیات کا ہر مرض میں بالتفصیل طریقہ استعمال لکھا ہے جو بائیوکیمک طریقہ علاج کے بانی ڈاکٹر ڈبلیو ایچ شسلر نے تجویز کئے ہیں یہ طریقہ علاج حقیقتاً اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتا ہے۔ طالب حق کو حقیقت جہاں کہیں بھی ملے لے لینی چاہیئے۔ بائیوکیمک کے متعلق ہماری نظر سے اس سے پہلے بھی کئی رسالے گذر چکے ہیں لیکن بائیوکیمک گائڈ میں جو تفصیل موجود ہے وہ اسکو دوسرے رسالوں سے ممتاز کرتی ہے جو اصحاب بائیوکیمک سے دلچسپی رکھتے ہوں ان کیلئے یہ کتاب بہت کارآمد ثابت ہوگی۔ طباعت و کاغذ معمولی ہے۔

پوشیدہ تجربے

تقطیع ۱۸×۲۲ ضخامت ۸۰ صفحات۔ قیمت دس آنے۔
ملنے کا پتہ :- مشہور بک ایجنسی کوچہ چیلان دہلی۔

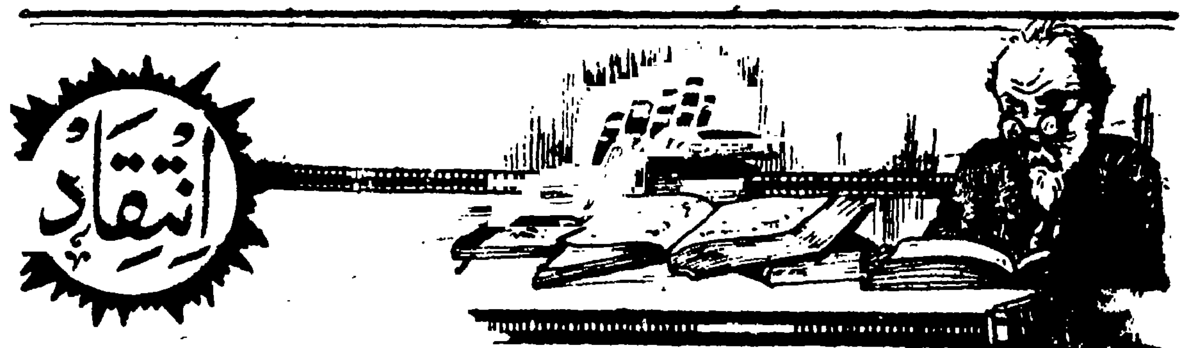
"پوشیدہ تجربے" صنعت و حرفت کے نسخوں اور ترکیبوں کا اچھا مجموعہ ہے، سرسری طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے اس رسالہ کی تالیف میں کافی محنت اور تلاش سے کام لیا ہے۔ آخر میں بعض کارآمد اور مفید تجارتی معلومات بھی درج ہیں۔ بعض اوقات ذرا ذرا سی چیزیں کوشش و استقلال سے انسان کو کافی فائدہ پہنچا دیتی ہیں لیکن وہ آنکھ سے اوجھل ہوتی ہیں۔ اور معمولی تحریک سے اسکا خیال آجاتا ہے جو اسکے روشن مستقبل کا سبب بنجاتا ہے۔ کاغذ کتابت اور طباعت مناسب ہے۔ اصحاب ضرورت گیارہ آنے کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمالیں +

جوہر مجربات

تقطیع ۱۸×۲۲ ضخامت ۶۴ صفحات، قیمت آٹھ آنے۔
ملنے کا پتہ :- مشہور بک ایجنسی، کوچہ چیلان، دہلی۔

"جوہر مجربات" جناب حکیم مولوی محمد ظہیر علی صاحب ایڈیٹر رسالہ تندرستی دہلی کی تالیف ہے جسمیں ہر مرض کے آسان اور مجرب نسخے درج ہیں۔ کوشش کی گئی ہے کہ نسخہ کے اجزا باسانی ہر جگہ دستیاب ہو سکیں۔ اسلئے یہ کتاب نہ صرف اطبا کیلئے مناسب ہے، بلکہ عام لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ تاکہ وہ طبیب یا معالج کی عدم موجودگی میں بھی معمولی مرضوں کا فوری معالجہ کر سکیں۔ امراض تفصیل وار درج ہیں۔ دواؤں کے نام بھی عام فہم لکھے ہیں۔ آخر میں زیب و زینت کے بعض اچھے نسخے بھی درج ہیں۔ کاغذ، کتابت اور طباعت موزوں ہے۔

ضرورتمند اصحاب مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔ یا لفافے میں نو آنے کے ٹکٹ بھیجکر بذریعہ پیکیٹ منگا سکتے ہیں۔



نظامِ سلطنت

تقطیع ۲۰×۲۶ ضخامت ۳۲۶ صفحات، قیمت دو روپے آٹھ آنے۔
پتہ :- منیجر صاحب مکتبہ عبرت، نجیب آباد ضلع بجنور۔

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کا نام اب ملک کے گوشے گوشے میں پھیل چکا ہے، اور آپکی تصانیف عام طور پر نہایت دلچسپی کیساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ یوں دیکھا جائے تو تاریخ کی حیثیت ایک افسانے سے زیادہ نہیں ہوتی لیکن یہ ایک ایسا افسانہ ہے جو حقیقتوں پر مبنی ہے اور جس میں دلچسپی کے علاوہ ارباب بصیرت کیلئے صدہا درسہائے عبرت موجود ہیں۔ لوگ تاریخ کا مطالعہ اس طرح بھی کرتے ہیں کہ افراد کی بجائے قوموں کا ایک افسانہ سرسری نگاہ سے دیکھا اور کتاب اُٹھاکر رکھدی، اور اس طرح بھی کرتے ہیں کہ جس طرح ہمارے اسکولوں کے بچے امتحان کی تیاری کے طور پر اورنگ زیب اور سیواجی کے باہمی تعلقات، اور محمود غزنوی کا حملۂ سومنات رٹ رٹ کر نوکِ زبان کر لیتے ہیں اور پھر مدت العمر کے لئے ہمسایہ قوموں سے تعلقات قائم کرنے میں تاریخ ہند کے یہی دو سبق انہیں مشعلِ راہ کا کام دیتے ہیں لیکن تاریخ کے مطالعہ کا حقیقی مقصد نہ صرف ہنگامی تفریح طبع ہے اور نہ بغض و عناد کا استحکام، تاریخ کا علم ان رکیک اور حقیر باتوں سے بہت زیادہ بلند ہے۔ ارباب فکر تاریخ کی ایک ایک سطر میں قدرت کے اٹل قوانین لکھے ہوئے پاتے ہیں اور ان سے اپنی قومی یا اجتماعی زندگی میں فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ ان کی نظر بعض افراد کے اعمال و افعال پر نہیں بلکہ قوم کے عروج و زوال پر ہوتی ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ رستم نے راہ ہفت خواں کس طرح طے کی تھی یا سہراب کو کس طرح جگہ دیکر زیر کر لیا تھا، انکی نگاہ دقیقہ رس رستم و افراسیاب سے گذر کر ایرانی قوم اور کیانی سلطنت کے اخلاق اور قوانین پر جاتی ہے وہ فردوسی کے اس مشہور کارنامے میں زال و سیمرغ کی فرضی داستان نہیں ڈھونڈتے۔ بلکہ انہیں اس بات کی تلاش ہوتی ہے کہ ایرانی سلطنت کے عروج کے اسباب کیا تھے اور پھر اسے زوال کس چیز نے پہونچایا، وہ مختلف قوموں کی تہذیب و تمدن کا غائر نظر سے مطالعہ کرتے ہیں سلطنتوں کے دستور اساسی کا ایک ایک حرف بغور پڑھتے ہیں۔ قوموں کی زندگی پر مذہب کے اثرات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر بطور خود یہ نتیجے نکالتے ہیں کہ کسی خاص قانون نے یا کسی خاص مذہبی حکم نے یا کسی معاشرتی خصوصیت نے قوموں کی ذہنیت پر کیا اثر کیا اور ان کے انداز تخیل میں کس حد تک اور کس قسم کا انقلاب پیدا ہوا۔

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب تاریخ کے ایک سچے طالب علم ہیں اور آپ کی دوررس نگاہیں انہی حذف ریزوں میں سے کہ جو تاریخ کے صفحات پر بکھرے پڑے ہیں بسا اوقات درہائے شاہوار اور لال آبدار تلاش کر لاتی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی مولانا کے سالہا سال کی مطالعۂ تاریخ اور فکر و غور کا نتیجہ ہے۔ اس سے پیشتر مولانا کی ایک اور تاریخی تصنیف یعنے مقدمۂ تاریخ ہند جلد اول شائع ہوکر مقبول عام ہو چکی ہے۔ یہ "نظامِ سلطنت" بھی انکی تاریخ ہند کا مقدمہ ہے اور اس لئے اس کا صحیح نام مقدمۂ تاریخ ہند جلد دوم ہو سکتا ہے۔ اس تھوڑی سی جگہ میں ایک ایسی بلند پایہ تصنیف پر تبصرہ کرنا تقریبًا ناممکن ہے، لیکن اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ مختلف قوموں کی معاشرت، و تہذیب، مختلف سلطنتوں کے قوانین، اور مختلف مذاہب کے احکام کی تحقیق میں مولانا نے صحیح اور سچی تلاش سے کام لیا ہے۔ مذہب اور تمدن کا تعلق، مذہب اور قانون سلطنت کا تعلق، بنی اسرائیل کے قوانین، مصر قدیم کے قوانین۔ دیدوں کے احکام، قدیم رومی قوانین۔ لائکرگس کا قانون سلطنت، منو مہاراج کا قانون افلاطون کا قانون، کنفیوشس کا نظریۂ سلطنت کے متعلق، اور پھر نظامِ اسلام اور اسلامی قوانین سب نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے بیان کئے گئے ہیں، اور کتاب کے بیشتر حصے میں مولانا کا طرز نگارش ایک سچے مورخ کا سا رہا ہے، کتاب بہمہ وجوہ ارباب فکر کے لئے خوان ضیافت اور ارباب بصیرت کے لئے درس عبرت ہے اور ہم بڑے زور کیساتھ سفارش کرتے ہیں کہ اہل ہند اسے کثرت سے پڑھیں۔ اور اسمیں

(ب) آپ کتاب رہنمائے فنِ عطاری کا مطالعہ فرمائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) جہانتک مجھے معلوم ہے سرکہ نہ بنا سکنا کوئی بیماری نہیں ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) آپ مٹکہ کو دھوپ میں بلکہ چالیس یوم منہ بند رکھیں، سرکہ تیار ہو جائیگا (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(۱۱۲) **نسخہ منجن** ۔ پھٹکری بریاں ایک تولہ، ناگر موتھہ ایکتولہ، مصطگی رومی ۶ ماشہ۔ کوٹ چھان کر منجن بنائیں اور دانتوں پر ملیں، انشاءاللہ جملہ شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) کشتہ صدف ۶ ماشہ، مصطگی رومی ۶ ماشہ، اجوائن خراسانی ۶ ماشہ، کیرو تین ماشہ، نمک لاہوری ۳ تولہ، کونپل ۶ ماشہ، سوڈا خوردنی تین تولہ، تمام چیزوں کو باریک کرکے چار رتی ستِ پودینہ اور چار سرخ ست اجوائن شامل کردیں۔ اور مسواک یا برش سے استعمال کریں۔
(حکیم جلال الدین شفا)

(ج) استخوان ماہی سوختہ دو تولہ، پوست کچنال، عدس مسلم، عاقرقرحا، تیزپات، مازو، مائین، پھٹکری بریاں ہر ایک ڈیڑہ تولہ، نیلا توتھہ بریاں ڈیڑہ ماشہ، تمباکو سوختہ ایکتولہ سب کو یکجان کرکے منجن بنائیں اور استعمال کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) اگر دانتوں کا کوئی مرض نہیں ہے تو ہر ایک منجن سے یہ سب فائدے حاصل ہو سکتے ہیں، اگر بازار سے بنا بنایا منجن خریدنا منظور نہیں ہو تو مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرلیجئے۔

کریٹا پری پریٹا	ایک اونس
منتھال	دو گرین
تھائیمول	دو گرین
شکر	ایک ڈرام

سب چیزوں کو پیس کر ملالیں، منجن تیار ہے۔

(ہ) آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔
نسخہ:۔ ہیرا کسیس، سونا مکھی، لوہ چون، تخم الائچی سفید، سپاری سوختہ، کتھہ سفید، گلنار، پھٹکری بریاں ہر ایک چھ ماشہ، تمام چیزوں کو خوب باریک کرکے منجن بنائیں، اور رات کو سوتے وقت مسواک سے لگا کر صبح صاف کردیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۱۳) **آتشک** :۔ بہت معمولی نسخہ ہے، لیکن اسکے استعمال کے بعد قدر ہوگی رات کو ایکپاؤ نیم گرم پانی میں آدھ پاؤ چنے کی دال کی بھوسی بھگو دیں، اور علی الصباح اس کا زلال لے کر پوست بیخ بسکھپرہ ۶ ماشہ، مرچ سیاہ ۴ دانہ خوب باریک پیسکر ملائیں۔ اور بغیر چھانے ہوئے پی لیں، پندرہ بیس روز تک مسلسل استعمال کریں۔ انشاءاللہ جملہ شکایات رفع ہو جائیں گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ اپنے عزیز کو پہلے ایک دو قوی الفعل مسہل دیں، اسکے بعد حبوب رسکپوری ایک عدد صبح اور ایک عدد سہ پہر کو ہمراہ مسکہ گاؤ استعمال کرائیں، اور کتھہ سفید رال سفید ہر ایک تین ماشہ مسکہ گاؤ میں لگا کر ناک میں لگائیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

نوٹ:۔ حبوب رسکپور ہمدرد دواخانہ میں تیار مل سکتی ہیں۔ قیمت ۱۲ر درجن ہے (منیجر ہمدرد صحت دہلی)

(ج) آپ ضرور انجکشن لگوالیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) آپ جوہر رسکپور چار برنج منقےمیں رکھکر استعمال کریں۔ انشاءاللہ فائدہ ہو جائیگا (حکیم سید محمد جیلانی بریلوی)

(۱۱۴) **امراض بول** :۔ علی الصباح خمیرہ گاؤزبان عنبری تین ماشہ میں نصف چاول کشتہ طلا ملاکر استعمال کریں، اوپر سے عرق گاؤزبان ۵ تولہ پی لیں، شام کو دوالمسک ۴ ماشہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں، رات کو معجون فلاسفہ ۶ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان۔ اسی طرح دوا کا استعمال چالیس روز تک جاری رکھیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں، انشاءاللہ شفا ہوگی۔
نسخہ:۔ آرد بنولہ ۶ ماشہ، سبوس اسپغول ۳ ماشہ، زردی بیضۂ مرغ ایکعدد، شکر سرخ دو تولہ، تمام چیزوں کو ایک چینی کے برتن میں رکھکر

جوابات

۱۱۰ **امراض مخصوصۂ نساں** :- تخم کرفس دو ماشہ تخم بھنگ دو ماشہ اجوائن خراسانی دو ماشہ، پودینہ نہری دو ماشہ اکا فود دو ماشہ جند بید ستر ایکماشہ۔ ہیرا ہینگ ۱ ماشہ، تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر شہد کی مدد سے کالی مرچوں کے برابر گولیاں بنائیں اور محفوظ رکھیں، نسخہ: تخم قرطم گاؤزباں، بادیان، تخم خربزہ، تخم کرفس، بیکاسنی ہر ایک چھ ماشہ مغز خیارشنبر ۲ تولہ تمام ادویہ کو ۱۰ ماشہ پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور دو تولہ شربت بزوری ملا کر تیار شدہ دو گولیاں منہ میں ڈال کر نسخہ پی لیں۔ نسخہ دونوں وقت استعمال کریں۔ اور تقویت کے لئے خمیرہ گاؤزباں عنبری دن میں دو مرتبہ بقدر چار چار ماشہ استعمال کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ب) پہلے تو مریضہ کی فصد صافن کرائیں، اور دو رتی جند بید ستر صبح و شام ہمراہ عرق برنجاسف استعمال کرائیں اور حیض کے دنوں میں مندرجہ ذیل نسخہ پلانا چاہیئے۔

نسخہ :- خارخسک، حب قرطم، تخم کرفس، تخم شبت، بادیان، پوست املتاس، پودینہ ہر ایک ۹ ماشہ، تمام ادویہ کو پانی میں جوش دے کر اور تین تولہ قند سیاہ کہنہ ملا کر پلائیں۔ اس نسخہ سے حیض بافراغت ہوجائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) آپ مندرجہ ذیل حبوب فولادی یا اکسیر النساء تیار کر کے مریضہ کو استعمال کرائیں، انشاء اللہ جلد شکایات رفع ہوجائینگی،

نسخہ حبوب :- صبر زرد، مرکی، ریوند خطائی، زعفران خطائی، حلتیت رومی، کشتہ فولاد، فری ایٹ سلفاس، ہر ایک تین ماشہ مشک خالص چار سرخ، تمام ادویہ کو کوٹ کر باریک کریں اور شہد یا لعاب گھیکوار سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں، ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو ہمراہ شیر گاؤ استعمال کرنی چاہیئے۔ مستورات کے جملہ امراض کا مکمل علاج ہے حیض کی تکلیف اور اسکے متعلقہ عوارض مثلاً اعضا شکنی، کمی خون ضعف جگر، نفخ معدہ، احتباس، اختناق وغیرہ وغیرہ کے لئے معمولہ مطب نسخہ ہے (حکیم قاضی غلام عمر صاحب)

(د) جب حیض کے علامات نمودار ہوں اس وقت مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کرائیں۔

نسخہ :- بیخ بادیان، گوکھرو، تخم خربزہ ہر ایک چھ ماشہ۔ حب قرطم چار ماشہ، شکاع اشیع ۲ ماشہ، انجیر زرد دو عدد، برگ گاؤزباں ۵ ماشہ، زنجبیل ڈیڑھ ماشہ، مجیٹھ ایکماشہ، قشر املتاس ایکتولہ، تمام ادویہ کو نصف سیر پانی میں رات کو بھگودیں۔ اور صبح جوش دیکر صاف کریں، اور تین تولہ شربت بزوری ملا کر پلائیں اور رات کو سوتے وقت ہفتہ میں ایک مرتبہ اطریفل زمانی ۱ تولہ ہمراہ شیر گاؤ کھلائیں بادی ترش اور غلیظ چیزوں سے پرہیز (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) ناریل ۱ تولہ، سادگی (؟) ۱۰ تولہ، مغز بادام ۸ تولہ، خرمہ کلاں ۸ عدد، تمام چیزوں کو کوٹ کر قرص بنالیں، اور بقدر دو تولہ صبح کو ہمراہ شربت بزوری چار تولہ استعمال کرائیں، رات کو سوتے وقت معجون نجاح ایکتولہ ہمراہ شیر گاؤ۔ (حکیم جلال الدین شغل)

(و) مریضہ غالباً قلت دم کے مرض میں مبتلا ہیں، چند روز اس نسخہ کا استعمال کرا کے دیکھیئے :-

فیرائی سلفاس	۳ گرین
ایسڈ سلفیورک ڈالیوٹ	۱۰ منم
میگنیشیائی سلفاس	ایک ڈرام
کونین سلفاس	۲ گرین
سیرپ سمپل	ایک ڈرام

پانی اتنا کہ سب ایک : ونس ہوجائے۔

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ استعمال کرائیے، غذا میں پھل، سبز ترکاریاں۔ انڈے کلیجی بکثرت دیجئے کلیجی خصوصیت کیساتھ مفید ثابت ہوگی۔ علی الصبح یا شام کو اگر مریضہ کو چہل قدمی کرائی جائے تو بہت جلد فائدہ ہوگا۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

۱۱۱ **ترکیب تیاری سرکہ** :- موجودہ سرکہ اب ٹھیک نہیں ہو سکتا، ترکیبوں کے لئے جوابات کے صفحات متحمل نہیں ہو سکتے، کسی کتب فروش سے کوئی کتاب حاصل کر کے اپنا مقصد پورا کیجئے۔ (حکیم جلال الدین شغل)

(د) آپ اطریفل کشنیزی ایک تولہ صبح و شام ہمراہ شربت بنفشہ استعمال کریں، انشاء اللہ فائدہ ہوگا (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) قبض نہ ہونے دیں اور جوارش عود صلیب تین ماشہ صبح و تین ماشہ شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ گلے میں عود صلیب لٹکائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۱۷) **گھٹنے کا درد**:۔ بہترین نسخہ عرض ہے، ضرور بنا کر استعمال کریں۔

نسخہ:۔ مصطگی رومی ۷ ماشہ، بہروزہ ۷ ماشہ، توتیائے سبز چار سرخ پارہ ۷ ماشہ تمام چیزیں ملا کر خوب کھرل کریں، یہانتک کہ پارہ حل ہو جائے، اب چھ ماشہ روغن کنجد ملا کر کھرل کریں۔ جب یہ بھی جذب ہو جائے، تو پھر اسیقدر تیل اور ملا کر جذب کریں، یہانتک کہ آٹھ مرتبہ میں چار تولہ تیل جذب ہو جائے، پھر اسیقدر تیل زیادہ ملا کر کھرل کریں حتی کہ ۷ تولہ تیل اسمیں شامل ہو جائے۔ بس نسخہ تیار ہے حفاظت سے رکھیں ضرورت کے وقت مالش کریں، دوران استعمال میں سرد ہوا سے پرہیز ضروری ہے۔ بادی اور ترش اشیاء سے بھی پرہیز ضروری ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ نے صرف اتنا لکھ دیا کہ گھٹنوں میں درد ہے اور یہ یقین فرما لیا کہ باقی تمام باتیں طبیب خود معلوم کرلیگا حتی کہ یہ بھی نہ لکھا کہ صرف درد ہے یا ورم بھی ہے کسی جوڑ میں بیسیوں مختلف اسباب کی بنا پر درد ہو سکتا ہے اور تا وقتیکہ آپ مفصل طور پر اپنے مزید حالات نہ لکھیں، اس وقت تک کوئی طبیب کیسے سمجھ سکتا ہے کہ درد کا باعث کیا ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ گھٹنوں کے جوڑ میں سوزش ہو گئی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے مسوڑھوں سے پیپ آتی ہو اور اسی پیپ کے جذب ہونے سے یہ شکایت پیدا ہوئی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ خدانخواستہ آپکو آتشک یا سوزاک کی شکایت ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ صرف سوء ہضم اور قبض اس کا باعث ہو، اب ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی ایک نسخہ لکھدیا جائے جب کہ ہر مختلف صورت میں مختلف دوائیں دینی ضروری ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ جواب نمبر ۱۰۰ کا نسخہ جو ہمدرد صحت بابتہ ماہ مئی و جون میں بندہ کی طرف سے شائع ہوا ہے استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) آپ معجون سورنجان شیریں ۹ ماشہ صبح و شام ہمراہ ماء العسل استعمال کریں اور روغن سورنجان تلخ کی مالش درد کے مقام پر کریں۔ (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(ہ) آپ کے لئے معجون سورنجان کا استعمال مناسب ہے اور مالش کے لئے کشید کردہ روغن مالکنگنی مفید ہوگا۔ (حکیم سید محمد جیلانی)

نوٹ:۔ کشید کردہ روغن مالکنگنی دو آنہ فی تولہ ہمدرد دواخانہ سے مل سکتا ہے۔ (منیجر ہمدرد صحت دہلی)

(۱۱۸) **بہرا پن**:۔ آب کاسنی سبز مروق دو تولہ، آب مکوہ سبز مروق دو تولہ، آب ترب سبز مروق دو تولہ سب کو ملا کر دو تولہ شربت انار شیریں کے ساتھ علی الصباح استعمال کریں، چند یوم کے استعمال سے بہرہ پن کی شکایت جاتی رہیگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) روزانہ چند قطرے گلیسرین کے کان میں ڈال لیا کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کیجئے امید ہے کہ صحت ہو جائیگی۔

نسخہ:۔ کسی برتن میں روغن بادام تلخ تین تولہ، روغن نیم تین تولہ ۹ ماشہ آب شحم حنظل ڈال کر جلائیں جب پانی جذب ہو جائے تو صاف کر کے ایک دو قطرے کان میں ٹپکائیں حکیم احسان الحق امرتسر

(د) آپ روغن بادام تلخ نیم گرم کر کے کانوں میں ڈالئے، مجرب اور مفید چیز ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۱۹) **خضاب وغیرہ**:۔ میری جانب سے جو نسخہ ہمدرد صحت میں شائع ہو چکا ہے اسکو بنا کر استعمال کریں انشاء اللہ جو بال سفید ہو گئے ہیں، سیاہ ہو جائیں گے۔

(ب) (الف) ہر خضاب بالوں کے سیاہ کرنے کیلئے ہوتا ہے، اور تیار صورت میں بازار میں ملتا ہے اگر آپ کا یہ مطلب کہ بال پھر سیاہ پیدا ہونے لگیں تو اسکے لئے شاید اعادہ شباب کا آپریشن کرانا پڑیگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سوزاک و آتشک کے لئے حفظ ما تقدم کی تدابیر بتلانے کے یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ ایک شخص جوان بیمار ہونے کے

روغن زرد پانچ تولہ سے داغیں۔ اور اسمیں کشتہ قلعی دو رتی ملاکر کھائیں اسکے بعد پاؤ سیر تازہ گائے کا دودھ پی لیں۔ (حکیم جلال الدین شفا)

(ج) آپ صبح کو لبوب کبیر تین ماشہ خمیرہ گاؤزباں تین ماشہ اور خمیرہ بادام ۶ ماشہ ملاکر ہمراہ شربت بزوری تین تولہ عرق گاؤزباں ۱۰ تولہ استعمال کریں، اور تیسرے پہر خمیرہ ابریشم سادہ ایک تولہ ہمراہ عرق بادیان اور رات کو سوتے وقت جوارش جالینوس تین ماشہ استعمال کریں۔　　(حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) اپنے پیشاب کا باقاعدہ امتحان کرائیے اور کسی ہوشیار مقامی ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کیجئے۔ غفلت مناسب نہ ہوگی

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ہ) آپ معجون فلاسفہ میں کشتہ بیضۂ مرغ اور کشتہ حجر الیہود ہر ایک ایک سرخ ملاکر صبح و شام ہمراہ شربت قرطم استعمال کریں، انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔　　(حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۱۵) **ضعف بصر**:۔ ایک تولہ ہلدی کو تولہ بھر آب لیموں میں کھرل کریں خشک ہونیکے بعد شیشی میں بھریں۔ روزانہ رات کو سوتے وقت آنکھ میں لگاکر سو رہیں، اور اطریفل زمانی ایک تولہ ہمراہ عرق بادیان ایک ہفتہ تک استعمال کرکے چار روز ناغہ کردیں۔ اسکے بعد پھر استعمال کریں۔　　(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) تخم نیل، سرمہ اصفہانی، اقلیمیائے ذہب ہر ایک چھ ماشہ، گل ستیاناسی ایک تولہ، ماہیران چینی، کف ابابیل، فضلہ باز، ہر ایک نو ماشہ، مردار سنگ ایک ماشہ، سب کو آب حرمل ۱۰ تولہ میں خوب کھرل کرکے خشک کریں، اور صبح و شام سرمہ کی طرح لگائیں۔ مجرب نسخہ ہے۔

(حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) سینما کا دیکھنا ترک فرمادیں، بصارت کیلئے سخت مضر ہے۔ رات کو سوتے وقت اطریفل اسطوخودوس ۹ ماشہ ہمراہ عرق بادیان ۹ تولہ استعمال کریں اور سرمہ کا مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔

نسخہ:۔ سونا مکھی ایک تولہ دو ماشہ، روپا مکھی ایک تولہ دو ماشہ، شادنج عدسی ۶ ماشہ، توتیائے ہندی ۶ ماشہ، کشتہ مس ۹ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد، فلفل دراز، فلفل سیاہ، نوسادر، صبر زرد، رسوت، سرطان مدبر، زنجبیل، کافور ہر ایک چھ ماشہ، مشک ایک ماشہ، قرنفل ۳ ماشہ، ورق طلاء ۲۵ عدد، سرمہ اصفہانی پانچ تولہ، تمام چیزوں کو باریک کھرل کریں، اور رات کو سوتے وقت دو دو سلائی آنکھ میں لگائیں، جملہ امراض چشم کے لئے واقعی اکسیری چیز ہے بیس سال سے معمول مطب ہو۔　　(حکیم جلال الدین شفا)

(د) آپ نے اپنی عمر تحریر نہ فرمائی، عمر کی زیادتی کیساتھ بینائی میں کمی آہی جاتی ہے، عینک کا استعمال کیا کیجئے لیکن عینک کا نمبر کسی ہوشیار ماہر امراض چشم سے حاصل کیجئے۔ غلط نمبر سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔　　(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ہ) آپ کحل الجواہر استعمال کریں اور داخلی طور پر معجون برہمی ایک تولہ ہمراہ شیر گاؤ کھائیں۔　　(حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔

نسخہ:۔ سیماب ایک تولہ، سیسہ ایک تولہ، سفیدہ جست، کافور، برگ نیم، رسوت مصفیٰ، نیلا تھوتھا، فلفل دراز، سرمہ سیاہ ہر ایک ایک تولہ، اول سیسہ کو پگھلاکر اس میں پارہ ڈالدیں۔ پھر تمام چیزیں کوٹ کر اتنا کھرل کریں کہ سرمہ بنجائے۔ رات کو سوتے وقت ایک ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگائیں،　　(حکیم قاضی غلام عمر صاحب)

(۱۱۶) **صرع**:۔ نسخہ:۔ کافور، جند بیدستر، ہیرا ہینگ، افیون، تمام ادویہ ہموزن لے کر کالی مرچوں کے برابر گولیاں بنائیں، اور معدہ کے تنقیہ کے بعد ایک گولی صبح اور ایک گولی شام ہمراہ آب تازہ استعمال کریں۔　　(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) صبح کو دو تین میل چلنا آپکی صحت کے لئے بہت مفید ہے، اگر اتنا چلکر آپ کو اچھی طرح اجابت ہوجاتی ہے تو اسے قبض نہیں کہہ سکتے۔ دوروں کے لئے جب تک کہ انکی نوعیت نہ معلوم ہو کوئی دوا نہیں لکھی جاسکتی۔　　(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) صبح کو خمیرہ گاؤزباں، ۵ ماشہ میں عود صلیب تین سرخ کشتہ مرجان دو سرخ شامل کرکے کھائیں اور اوپر سے ۲ تولہ شربت بزوری پئیں، رات کو سوتے وقت اطریفل اسطوخودوس ۹ ماشہ ہمراہ عرق بادیان نو تولہ استعمال کریں۔　　(حکیم جلال الدین شفا)

(۲) میری اہلیہ کی عمر ۳۰ سال ہے، ان کا ایک لڑکا تین سال کی عمر کا ہوکر انتقال کرگیا، اب نو بچے موجود ہیں، علاوہ انکے تین حمل ساقط بھی ہوچکے ہیں، کبھی کبھی ہسٹیریا کا دورہ بھی ہوجاتا ہے، کمزوری بہت ہے قلیل آمدنی اور بچوں کی پرورش اور تعلیم کے بارنے ایک مصیبت میں ڈال رکھا ہے مانع حمل چند نسخے اور طریقے استعمال کئے گئے، لیکن ناکام ثابت ہوئے، لہٰذا حکیم صاحبان سے التماس ہے کہ مجرب نسخہ جات عنایت فرمادیں

(خریدار نمبر ۲۶۴۰)

(۳) میرے ایک دوست کو دو ڈھائی سال سے بواسیر کی شکایت ہے۔ ایک مستا باہر ہے قبض رہتا ہے کبھی کبھی خون جاری ہوجاتا ہے، رمضان المبارک کے آخر میں ایک دانہ پاخانہ کے مقام کے پاس نمودار ہوا، جو بڑھکر کابلی چنے کے برابر ہوگیا پلٹس سے پیپ نکل گئی مگر وہ جگہ سخت پڑ گئی اور اس میں سے چیپ دار مادہ کسی قدر زردی مائل خارج ہوا کرتا ہے، ڈاکٹر کی رائے اپریشن کرانے کی ہے، اگر کوئی حکیم یا ڈاکٹر صاحب ازراہ نوازش کوئی نسخہ تجویز فرمائیں تو میں شکرگذار ہونگا۔

(خریدار نمبر ۱۵۳۹)

(۴) میری عمر ۴۷ سال ہے، بفضلہ تعالےٰ سب اعضا تندرست ہیں، مگر گھٹنوں میں درد رہا کرتا ہے، اُٹھنے بیٹھنے کے وقت تکلیف ہوتی ہے، اور رات کو روشنی کیطرف دیکھنے سے ایک حلقہ نظر آتا ہے جس کے گرد سرخ رنگ معلوم ہوتا ہے اور اندر سبز یہ کس چیز کی علامت ہے، حذاق توجہ فرمائیں۔

(خریدار نمبر ۳۵۰)

(۵) میرے ایک دوست کے پاس بند شونہ باوزن موجود ہے، جو آگ پر ڈالنے سے سرخ ہوکر رہ جاتا ہے، اور تانبے کو بہت عمدگی سے پاک اور نرم کرتا ہے، اس سے اکثر مہوّس بہ خرید کر فائدہ اُٹھارہے ہیں، مگر ہم اسکی دوسری چال و روغن کشید کرنیکی دوسری صورتوں سے ناواقف ہیں امید کہ شائقین اسکی طرف توجہ فرمائیں گے، اور جواب سے شاد فرمائیں گے۔

(خاکسار محمد زبیر)

(۶) میری عمر ۳۵ سال ہے، ۸ سال سے گُردوں کی چربی بذریعہ پیشاب خارج ہوتی ہے، گرم چیزیں کھانے سے پیشاب میں جلن پیدا ہوجاتی ہے اور پیشاب تھوڑا تھوڑا اور بار بار آتا ہے، رات کو بھی تین چار دفعہ اُٹھنا پڑتا ہے، مہربانی فرماکر آئندہ رسالہ میں اسکے متعلق کم خرچ اور آسان نسخہ تجویز فرماکر شکرگذار فرمادیں۔

(خریدار نمبر ۲۷۹۰)

(۷) میرے والد صاحب کی ناک پر نو مہینے ہوئے کہ کچھ سرخی نمودار ہوئی، خارش ہونے پر اوپر کا چھلکا اتار دیا گیا لیکن، سرخی برابر بڑھتی ہی گئی جسپر سے چھلکا بھی اُترتا رہا، جلد سخت ہوگئی ہے اور جلن بھی محسوس ہوتی ہے، ٹھنڈی چیز لگانے سے سخت تکلیف ہوتی ہے، سوجن تمام ناک اور چہرہ پر پھیل گئی ہے، مکمل اور مجرب علاج سے مطلع فرمایا جائے۔

(خریدار نمبر ۱۶۵۰)

(۸) میرا ایک چار سالہ اکلوتا بچہ کبھی شدید بات، یا جھڑکی یا اچانک گر پڑنے (خواہ چوٹ کافی آئے یا نہ آئے) یا وہ کام جو اُسوقت اُسکے ناگوار خاطر ہو اور اُسکا عمل اس پر زبردستی کیا جائے (جیسے نہلانا وغیرہ) کی تاب نہ لاکر اکثر بے ہوش ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی سانس رُک جاتا ہے اور تقریباً ایک منٹ یا اس سے کم وبیش وقفہ تک واپس نہیں آتا جس سے بدن و ہونٹ نیلے پڑجاتے ہیں، اور آنکھیں ویسی کھُلی رہ جاتی ہیں بصورت دیگر اگر ایسا نہ ہوا تو گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے بعد بخار ضرور آجاتا ہے، جو دو چار یوم تک رہتا ہے، صورت اول میں کیفیت مذکورہ کے بعد کمزوری بڑھ جاتی ہے۔ مگر بخار وغیرہ نہیں آتا۔ بچہ عموماً دبلا پتلا رہتا ہے، حضرات اطبائے کرام اور ڈاکٹر صاحبان اس مرض کے سہل الحصول علاج بذریعہ رسالہ ہمدرد صحت مطلع فرمائیں۔

(ایک غریب دیہاتی مدرس، خریدار نمبر ۱۰۰۵)

(۹) مجھے دو سال سے کثرت احتلام کی شکایت تھی، لیکن اب معتدبہ کمی ہے لیکن کمزوری بہت زیادہ ہے، قلب بہت کمزور ہے، کوئی دردناک منظر نظر آجاتا ہے تو بہت شدید اختلاج شروع ہوجاتا ہے، اور بیہوشی طاری ہوجاتی ہے

(خریدار نمبر ۲۹۴۰)

(۱۰) اطبا کسی ایسی ورزش سے اطلاع دیں جس سے تمام جسم سڈول اور جسم مضبوط ہوجائے، اعضاء تناسلیہ پر مقوی اثر ڈالے جریان اور احتلام بند کرکے قوتِ باہ میں اضافہ کرے، اور اسکے ساتھ کم سے کم ۵ منٹ کا امساک بھی پیدا کرے۔

(خریدار نمبر ۲۱۵۳)

(۱۱) ۱۹۱۵ء میں سوزاک ہوکر ۱۹۱۶ء میں آرام ہوگیا، ۱۹۱۸ء میں شادی ہوگئی، ۱۹۲۱ء میں منہ سے خون آیا اور کھانسی و بخار وغیرہ کی شکایت ہوگئی، حکیم و ڈاکٹر صاحبان نے سل تجویز کی علاج ہوتا رہا، ۱۹۲۵ء تک یہ شکایت رہی اور اس درمیان میں اکثر مرتبہ آرام ہوتا رہا لیکن تولید بلغم اور کھانسی کی شکایت برابر جاری رہی اور اسوقت تک ہے، کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۲ء تک تھوڑے

خوف سے پرہیزگاری کی زندگی بسر کر رہا ہے اسے ہم ایسی تدابیر بتا دیں کہ اسکے دل سے یہ خوف دور ہو جائے اور وہ کھل کھیلے۔ کم سے کم میں تو ایسی تدابیر بتانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) ۱۔ شیب غیر طبعی کے لئے طب اکبر کی اسی فصل میں ایک معجون کا نسخہ ہے جو نہایت مفید اور میرا مجرب ہے، بنوا کر فائدہ حاصل کریں ۲۔ نیک چلنی۔ پرہیزگاری، سادہ غذا، اور خوف خدا۔ (حکیم جلال الدین شفا)

(د) آپ اپنی قوت مردمی کی حفاظت کریں اور غم و فکر کو کبھی پاس نہ آنے دیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) آپ صبح و شام ایک ایک تولہ معجون برہمی ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، اور آتشک و سوزاک سے بچنے کے لئے پرہیزگاری و نیک چلنی کی زندگی اختیار کیجئے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

۱۲۰ گنٹھیا:۔ آپکی عزیزہ کو غالباً گنٹھیا نہیں ہے، بلکہ ان کے جسم میں چونے اور فاسفورس کی کمی ہے، آپ کسی مقامی ڈاکٹر کو دکھا کر انکے "کیلسیم" کے انجکشن لگوائیے، اور غذا میں کچے انڈے دودھ میں پھینٹ کر کثرت سے کھلائیے۔ پھل اور سبز ترکاریاں بھی ان کے لئے مفید ہیں (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جواب نمبر ۱۱۱ پر عمل کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ کسی مقامی طبیب سے باقاعدہ علاج کرائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) آپ جواب سوال ۱۱۱ پر عمل کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) اگر ایام میں نقص ہے تو پہلے اسکی طرف توجہ کرنی چاہیئے، اسکے بعد برادہ کچلہ مدبر ایک تولہ کا شیر گاؤ چالیس تولہ میں کھویا بنائیں۔ اس کے بعد آب افتیمون ہندی پانچ تولہ، اور روغن گاؤ ۵ تولہ ڈال کر بریاں کریں اور چینی کے برتن میں محفوظ رکھیں، خوراک ایک ماشہ تک ہمراہ شیر گاؤ اور موم خالص ایک حصہ چربی گرگ بز دو حصے روغن گل چار حصے ملا کر پنڈلیوں پر مالش کریں۔ (حکیم جلال الدین شفا)

(۱۲۱) دفتر پیسہ اخبار لاہور سے رسالہ فن ورزش منگا کر اپنی ضرورت کو پورا کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) مجھے اس نام کے رسالے کے متعلق کچھ علم نہیں ہے۔

سوالات

ضوابط اندراج

ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال مفت درج کرانیکا حق حاصل ہے۔

(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(۳) تین سطروں سے زیادہ کے لئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں، زیادہ سطور کے لئے دو آنہ فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں

(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکے گا۔

(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے ورنہ تعمیل نہیں ہو سکیگی۔

(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے، دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا۔

(۱) ہر قسم کے جلے ہوئے زخموں کے لئے مجھے ایک ایسے مرہم کے نسخہ کی ضرورت ہے جو بہت ہی مفید ہو، اسکی دوائیں خواہ دیسی ہوں یا انگریزی، (خریدار نمبر ۱۲۴۳)


"ہمدرد صحت دہلی"
اشاعت خاص
اطفال
ضمیمہ اشاعت خاص
مرتبہ
حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی
منیجر رسالہ ہمدرد صحت لال کنواں دہلی

عرصہ بعد درد کی بھی شکایت پیدا ہوگئی جسکو ڈاکٹر صاحبان نے درد گردہ اور حکماء نے درد حوالی گردہ تجویز کیا اور آخر میں حکیم صاحب کے علاج سے بالکل آرام ہوگیا، ۳ مارچ ۱۹۳۵ء کو دوبارہ سخت درد اٹھا اور بیس روز تک درمیان میں دو تین روز کا وقفہ دیکر جاری رہا۔ جلاب لینے کے بعد نہیں ہوا، پیشاب میں سیاہ رنگ کی کنکریاں اکثر نکلتی رہتی ہیں اور ریگ برابر آتی ہے، سردست عرق انناس، شربت بزوری معجون عقرب استعمال ہو رہا ہے۔ درخواست ہے کہ ان ہر دو امراض کے واسطے حکیم و ڈاکٹر صاحبان بہتر سے بہتر نسخہ تجویز فرماکر درج رسالہ فرمادیں۔ خون بھی کم پیدا ہوتا ہے۔ بچے کمزور ہوتے ہیں اور اکثر ضائع ہوجاتے ہیں، عمر ۳۸ سال ہے۔ (خریدار نمبر ۱۹۹۲)

(۱۲) میرے ایک دوست عرصہ تک علق کے مرکب رہے جس کے باعث اب تک سرعت، مادہ جریان کے علاوہ کمزوری دل و دماغ اور جگر و معدہ سے فساد ہضم، کثرت ریاح، وغیرہ کی شکایات لاحق ہیں۔ ان کے علاوہ ایک سال سے کثرت احتلام کی شکایت ہوگئی ہے، جس کا علاج برابر ہو رہا ہے اور دہلی کے دواخانوں کی اکثر ادویات استعمال کر چکے ہیں مگر کسی دوا سے مستقل فائدہ نہیں ہوتا، کسی دوا سے اگر کچھ افاقہ ہوتا ہے تو ترک دوا کے بعد پھر وہی کیفیت ہوجاتی ہے۔ گرم دوائیں اور غذائیں بالکل موافق نہیں آتیں۔ کوئی صاحب کثرت احتلام کے لئے ایسا نسخہ مرحمت فرمائیں جو کم قیمت بھی ہو اور آسانی سے تیار ہوسکے۔ (خریدار نمبر ۳۰۵۶)

جلد [illegible] سنہ [illegible] نمبر [illegible]

ضمیمہ اشاعت خاص

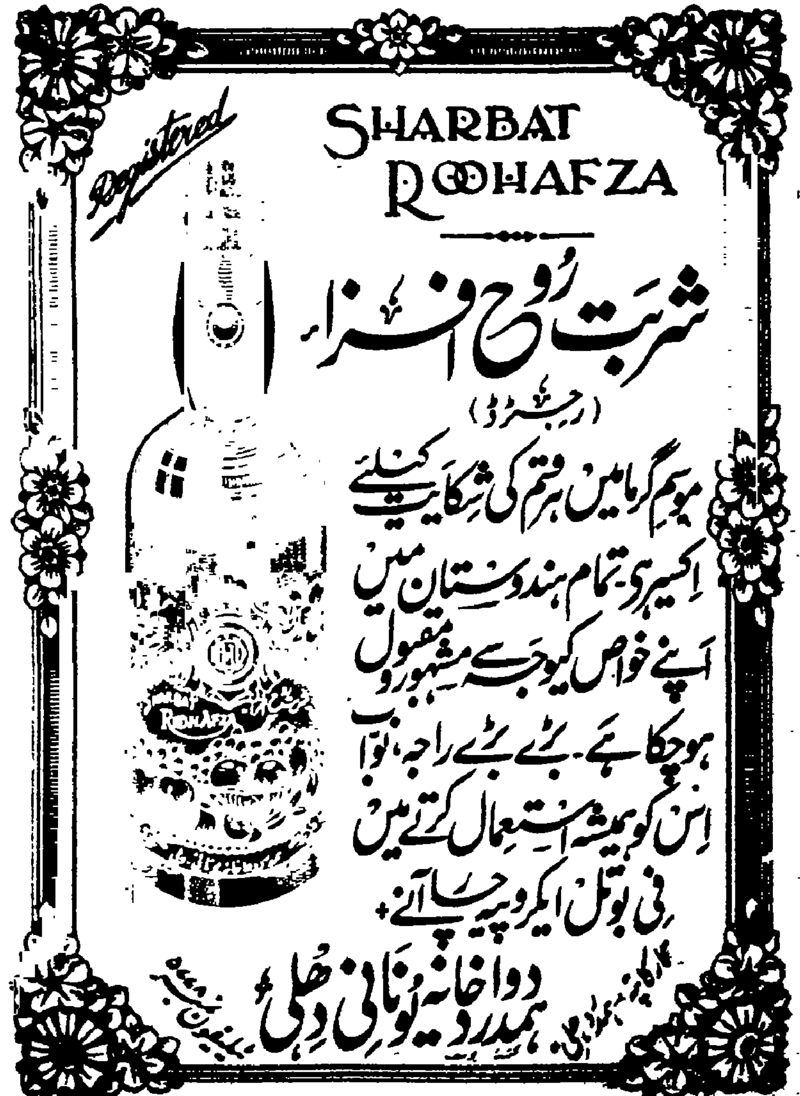
فہرست مضامین

تصاویر:- (۱) شفاء الملک حکیم عبداللطیف صاحب لکھنوی (۲) حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی

قیمت سالانہ ایک روپیہ، ممالک غیر سے دو روپے، فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰)

ضروری — خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں +

(مینجر)


Registered
SHARBAT
ROOHAFZA
شربت روح افزا
(رجسٹرڈ)
موسم گرما میں ہر قسم کی شکایت کیلئے
اکسیر ہے۔ تمام ہندوستان میں
اپنے خواص کیوجہ سے مشہور و مقبول
ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے راجہ، نواب
اس کو ہمیشہ استعمال کرتے ہیں
فی بوتل ایک روپیہ چار آنے
دواخانہ ہمدرد یونانی دہلی


معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لیے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے۔ مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے
قیمت فی شیشی (پانچ تولہ) پانچ روپیہ۔ نمونہ کی شیشی (ایک تولہ) ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

طب جدید اور طب قدیم

دعوتِ غور و نظر

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی، لاہور

طب جدید کو طب قدیم کی ترقی یافتہ صورت کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ قول قطعاً صحیح نہیں حقیقت صرف اس قدر ہے کہ طب جدید نے طب قدیم کے بعض حصوں کو لیا اور ان میں یقیناً قابل ذکر ترقی کی۔ مثلاً طب قدیم کے شعبۂ جراحت پر خاص توجہ مبذول کی گئی اور اس میں بیش از بیش ترقیات کی گئیں۔ اسی طرح حفظ و استحفام کے مباحث کو لیا گیا، اور اُسے ایک مستقل شعبہ بنا دیا گیا۔ پھر اسی طرح فن ادویہ وغیرہ میں نمایاں ترقیاں کیں۔

ان حقائق کو سامنے رکھ کر زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دکاترۂ مغرب نے طب قدیم کے صدہا شعبہ ہائے فن میں سے صرف معدودے چند شعبوں میں مناسب ترقی کی ہے ؎

غمزۂ کند داستانِ عشق شور انگیز ماست　　　　این حکایتہا کہ از فرہاد و شیریں کردہ اند

لیکن میں کہتا ہوں کہ طب قدیم کے جس نزہت بار چمن سے چند کلیاں چن کر یہ گلدستۂ نظر فریب بنایا گیا ہے اس میں ابھی ہزاروں گلہائے رنگین ہیں جن کی عطر بیز خوشبو اور رعنائی سے اہل مغرب ہنوز ناآشنا ہیں اور جن کی بہار پر طب مغربی کے گلستانوں کی تمام شگفتگیاں اور رنگینیاں قربان ہیں

سو کرے رود امروز در گلوئے دو کون　　　　کینہ جرعہ تہ شیشہائے دوشِ من ست

پھر کون ہے جو باغبانوں کو سمجھائے کہ ایک ہرے بھرے باغ سے چند کلیاں چن کر کیوں اُسے ویران کرنے کا مشورہ کیا جاتا ہے!

جدید سائنس کی امداد!

زیادہ سے زیادہ طب جدید کی ترقیات کے باب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسکو جدید سائنس، علم آلات سازی اور علم برقی کے محیر العقول اور مختلف الانواع آلات کی مدد حاصل ہے۔ لیکن اس سے بھی طب جدید کی فضیلت اور بہتری ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ علم آلات، علم اور کیمیکل کے یکسر جداگانہ چیزیں ہیں۔ اور جس طرح ان کو طب جدید استعمال کر رہی ہے۔ یقیناً طب قدیم کو بھی ان کے استعمال کا پورا حق حاصل ہے۔

ہمیں تو صرف دیکھنا یہ ہے کہ من حیث الطب طب جدید نے دنیا کے امراض میں کس حد تک کمی کی ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ طب جدید کی پلیدی جدوجہد اور کدوکاوش کے بعد بھی علاج امراض کا عقدہ مشکل سابق لاینحل ہے اور آج بھی وہ اُسی سطح پر ہیں جس پر انہیں آج سے صدہا سال پہلے بقراط چھوڑ گیا تھا اور امراض جسمی کی نسبت جو سیکڑوں صدی جالینوس کی زبان جو الفاظ کہہ گئی ہے وہ آج بھی اٹل ہیں اور انکی صدائے بازگشت آجتک دنیا کے کانوں میں گونج رہی ہے۔

پس غور کیجئے کہ طب جدید نے دنیا کے افادہ کیلئے وہ کونسی بیش قیمت اور نادر چیزیں پیش کی ہیں جن سے اسکے امراض اور انکی مصیبتیں آج ختم ہو گئیں یا جو عملاً پہلے سے طب قدیم میں موجود نہ تھیں پھر کوئی ہے جو اس حقیقت کو دہرا سکے!

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ مینائے میں　　　　نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایماں اپنا

ناموں سے پیدا ہوگئی ہے۔ جامعہ طبیہ کے متعلق یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ یہ جامعہ ملیہ کی کوئی شاخ ہے۔ جامعہ طبیہ ایک طبی درسگاہ ہے جس کا کوئی تعلق جامعہ ملیہ اسلامیہ سے نہیں ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اس تحریر سے غلط فہمی کا کوئی امکان باقی نہیں رہیگا۔

اعتذار

ناظرین ہمدرد صحت نے محسوس کیا ہوگا کہ گذشتہ اشاعت خاص میں جہاں ہم نے یونانی طب کی ترجمانی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں ہم نے اس کا بھی خیال رکھا کہ ویدک اور طب جدید کے بھی ضروری معلومات، اور مضامین حاصل کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔ ہم اپنے اس طرز عمل کو موجودہ حالات اور ضروریات کے عین مطابق سمجھتے ہیں۔ گذشتہ سال کی اشاعت خاص میں بھی اس کا اہتمام کیا گیا تھا اور اعادۂ شباب کے متعلق طب ہائے جدید و قدیم (جس میں ویدک بھی شامل ہے) کے علمبرداروں کے خیالات و تحقیقاتیں پہلو بہ پہلو پیش کی گئی تھیں "الاطفال" میں اس مقصد کو زیادہ بہتر صورت میں حاصل کرنے کے لئے بالکل آخر وقت میں یہ خیال آیا کہ جس طرح طب یونانی کے مجربات بالتفصیل شائع کئے جا رہے ہیں، اسی طرح طب جدید اور ویدک کے معمولات اور مجربات بھی شائع ہوں۔ اس تنگ وقت میں یہ کب ممکن تھا کہ ڈاکٹری اور ویدک کتب کی اوراق گردانی کی جائے جبکہ اسکے علاوہ دوسرے مضامین کی تسوید و ترتیب کا کام ہمارے سامنے پھیلا ہوا تھا ایسی حالت میں ہمکو اپنے ایک کرمفرما اور ہمدرد صحت کے ایک قلمی معاونین جناب حکیم ڈاکٹر قاضی محمد عظیم اللہ صاحب کامل طب و جراحت کی ایک تالیف "بال فارما کوپیا" سے بہت مدد ملی۔ کیونکہ اسمیں ان دونوں طبوں کے نسخے ترتیب کیساتھ جمع تھے۔ ہم نے ان میں جزوی ترمیم اور چند سطری نوٹ کیساتھ جس میں صاحب موصوف کی کتاب کا تعارف اور ان کا شکریہ ادا کیا گیا تھا ان کو حوالۂ کاتب کر دیا۔ اسکے بعد ہمکو اس کے متعلق اس وقت تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ جب تک کہ حکیم صاحب موصوف نے اپنے ایک عنایت نامہ میں توجہ نہ دلائی بتحقیق سے معلوم ہوا کہ ذرا سے تساہل سے یہ صورت واقع ہوئی، اگر جناب کاتب صاحب کی قوت حافظہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد نہ کیا جاتا، اور حسب معمول اس نوٹ کو اس کتاب پر نشان دیکر لگا دیا جاتا تو شاید یہ غلطی نہ ہوتی۔ یہ غنیمت ہو کہ تمام اشاعت میں اسناد و نقل کی یہ صورت صرف اس ایک ہی جگہ واقع ہوئی تھی۔ ورنہ بہت ممکن تھا کہ ہم دوسرے کسی موقع پر بھی ایک نوٹ لکھتے، اور کاتب صاحب اسکو بھی اسی طرح چھوڑ جاتے اور پھر کسی عنایت فرما کو دوستانہ شکایت کا موقع ملتا۔

بہرحال جناب حکیم ڈاکٹر قاضی محمد عظیم اللہ مولف بال فارما کوپیا ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں، یہ واقعہ ہے۔ کہ اگر موصوف کی یہ کتاب ہمکو بروقت پڑھ نہیں ملتی تو ہمیں اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے میں کافی زحمت سے دوچار ہونا پڑتا۔

ڈاک کے محکمے کی صحت

اندازہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دن بھر کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے کام کرنے اور راتوں کو رات رات بھر جاگ کے چلتی گاڑیوں میں خطوط چھانٹتے رہنے کی وجہ سے ڈاک کے محکمے کے لوگوں کی صحت عام طور پر خراب رہتی ہے ورنہ ایسا کیوں ہوتا کہ اس مرتبہ "ہمدرد صحت" کا خاص نمبر اس کثرت سے ڈاک میں غائب ہو جائے اور خریداروں کے شکایتی خطوط کی کثرت ہمارے لئے پریشان کن ہو جائے۔

اس خیال سے تو ایک گونہ مسرت ہوتی ہے کہ ہمدرد صحت اس حد تک مقبول ہو گیا ہے کہ لوگ اسے چرا کر حاصل کرنے سے بھی باز نہیں رہتے لیکن جب ان بیچارے خریداروں کی مایوسی کا خیال آتا ہے کہ جنہیں، جولائی کی بجائے ۳ اگست تک بھی ان کا پرچہ نہ ملا تو مسرت دلی رنج سے بدل جاتی ہے جن صاحبوں کی شکایتیں موصول ہوئی ہیں انہیں پرچہ دوبارہ بھیجدیا گیا، دیکھا جا رہا ہے خدا کرے کہ اس مرتبہ تو خیریت ان تک پہنچ جائے۔

ہم بھی ڈاک خانے کو اس بے عنوانی کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اور نامناسب نہ ہوگا اگر شکایت کرنے خریدار صاحبان بھی مقامی ڈاک خانے سے اپنی ڈاک کے ضائع ہونے کے متعلق باز پرس کریں۔

[illegible]

ایمپیریکل طریق علاج

کہا جاتا ہے کہ طب قدیم بہت پرانی اور فرسودہ ہو چکنے کے بعد اب قابل اعتنا نہیں رہی اگر طب جدید پر کم از کم ایک الزامی اعتراض کی اجازت دیجائے تو سلسلۂ نقد و جرح کو جاری کر کے ایک معترض یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ دنیا کی ہر طب کی ابتدا ابتدائی مشاہدات اور تجربات سے ہوتی ہے اور پھر فلسفہ کے اصول کی بنا پر قیاسی مسائل کو ترک کرنے اور صرف مشاہدات اور تجربات کو لے لینے کے بعد طب جدید بھی گویا اس زمانۂ اولین کی طرف رجعت قہقری کر رہی ہے جب کہ دنیا میں محض ایمپیریکل ٹریٹمنٹ یعنی تجرباتی اور عطائی طریق علاج رائج تھا اور جس کی نسبت ملا سعید اللہ گاذرونی فرماتے ہیں کہ یہ تو اب ہمارے زمانے کی بڑی بوڑھیوں کا دستور علاج ہے۔

وہ اد مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہی زر کم عیار ہو گا

دعوتِ صلح و اتحاد!

طب جدید پر بھی صدہا معقول اعتراضات وارد کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ذاتی طور پر میں اس طریق کار کو پسند نہیں کرتا میں تو جہاں طب قدیم کی عظمتوں کے سامنے سر جھکاتا ہوں وہاں یورپ کی مساعی علمیہ کی بھی دل سے قدر کرتا ہوں اور نہایت رواداری اور کشادہ دلی کے ساتھ ان مسائل کے بارے میں جن پر تحقیقات جدیدہ نے دعوت فکر و نظر دی ہے اصول طب قدیم کی روشنی میں غور و فکر رد و ترک اور اخذ و قبول کے لئے آمادہ ہوں۔

ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم اور ہمارے فن کا مقصد وحید بنی نوع انسان کی صحیح خدمت ہے اور اسکے لئے ہم ہزارہا سال سے اپنے فن کی دلربائیوں میں اضافات کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

ہم جدید سائنس کی طبی اختراعات اور علم منافع و تشریح، علم جراثیم، علم ماہیت امراض، علم کیمیا اور علم طبیعیات کی تمام مفید اور اہم معلومات کا نہایت شوق سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اس میں ہمیں ذرا بھی تامل نہیں اور نہ ہم نے آج تک کبھی اس میں تامل کیا۔

ہم صمیم قلب سے اُن پاک روحوں کے لئے دعا کرتے ہیں جنہوں نے کسی پہلو سے بھی انسانی دکھوں، مرضوں اور مصیبتوں دنیا سے مٹانے کے سلسلے میں فن عزیز کی ترقی و اعتلا کے لئے ہماری مدد کی ہے اور طب قدیم کے گیسوؤں کو سنوارا ہے۔

ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ طب قدیم کی نسبت غلط فہمیوں کے سلسلے کو منقطع کیا جائے اور متحدہ طور پر اسکی زیادہ سے زیادہ اعانت کی جائے جسکی وہ ہر حیثیت سے مستحق ہے اور ان صفحات کی تسوید و تسطیر کا مقصد بھی یہی ہے

ہماری تمنا ہے کہ باہم مختلف طبوں کی نسبت غلط فہمیوں، بدگمانیوں اور لفظی بحثوں کو جلد از جلد ختم کر دیا جائے کہ ہندوستان میں طبیبوں ویدوں اور ڈاکٹروں کا ایک متحدہ نظام بروئے کار آ جائے کہ مصیبت زدہ ہندوستان کے درد کی دوا صرف یہی ہے۔

معجون اکسیر البدن!!

یہ معجون پیٹ کے ہر قسم کے امراض کو رفع کرنے میں بے نظیر ہے اور جلدی عوارض جیسے فساد خون کے زائل میں اکسیر ہے۔ قوت باہ پیدا کرتی ہے چہرہ کو خوشنما بناتی ہے قوت حافظہ کو ترقی دیتی ہے۔ آنکھوں میں روشنی بخشتی ہے۔ نیز جن لوگوں کے بال نہ ہوئے ہوں اس معجون کے مسلسل استعمال کے استعمال کرنے سے آئندہ پھر بال سفید نہ ہوں گے۔ قیمت اس درجہ کم رکھی گئی ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اُٹھا سکے۔

صبح کیوقت نہار منہ ۶ ماشہ استعمال کیجاتی ہے۔ ترش و بادی اشیائے سے پرہیز۔ فی تولہ ۱ر

ملنے کا پتہ: ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

قیاسی مسائل اور علم جراثیم

یہ حقیقت بارہا دہرائی گئی ہے کہ طب جدید اپنی تاریخ اپنے نظریات اصول اور اصطلاحات کے اعتبار سے بجز طب قدیم ہے اور اگر کوئی فرق ہے تو صرف اس قدر کہ طب جدید میں طب قدیم کے قیاسی مسائل کو بالعموم خارج کر دیا گیا ہے اور علم جراثیم کے مضامین شامل کر لئے گئے ہیں۔
یکسر مسائل قیاسیہ کے اخراج کو ہم قطعاً پسند نہیں کرتے کیونکہ یہی تو وہ مباحث ہیں جو ایک طبیب کے دماغ میں علم اسباب و تشخیص کے ضمن میں اسکی عقل، ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو بیدار کرتے ہیں۔ رہی "ڈاکٹر رابرٹ کاخ" کے علم جراثیم کی تھیوری تو وہ بھی بہت حد تک در خور نظر ہے۔
جراثیم کے وجود سے انکار نہیں۔ لیکن طب جدید کے بھی ایک معقول گروہ کا اس باب میں اختلاف ہے اور اسکی رائے ہے کہ فی الحقیقت جراثیم تو مرض نہیں ہیں بلکہ وہ مواد مرض پیدا کرتے ہیں جو جراثیم کے ذریعے سے اجسام انسانی میں پہونچتے ہیں۔
متفق علیہ امر صرف یہ ہے کہ خاص خاص قسم کے مادوں کی ہیئت امراض پیدا کرتی ہے۔ طب جدید اس ہیئت کو ٹاکسین یا سمیت کے نام سے تعبیر کرتی ہے
پس اگر طب قدیم صرف ایسی طب کا نام ہے جس میں نفس جراثیم کو سبب مرض نہیں مانا جاتا تو یہ چیز طب قدیم کی عظمت کو ذرہ بھر کم نہیں کرتی کیونکہ طب قدیم بھی طب جدید کی طرح مادہ اور مادہ کے تعفن و فساد کی قائل ہے جو موجب مرض ہے۔
حاملین طب قدیم اگرچہ جراثیم کو مولدِ مرض نہیں مانتے لیکن وہ مادہ کی ہیئت اور تعفن کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان امراض کے لئے جنہیں آج "جراثیمی امراض" کہا جاتا ہے صدہا سال سے وہی چیزیں استعمال کر رہے ہیں جو آج طب جدید میں استعمال کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ سم الفار، پارہ، گندھک، روغن صندل وغیرہ اسی نوع کی چیزیں ہیں۔
دکان مغرب کے پاس سب سے قیمتی متاع یہی جراثیم وغیرہ کے چند نظریات ہیں۔ لیکن باعتبار افادیت بازار عمل میں ان کی کوئی بہت زیادہ قیمت نہیں ہے۔

امراض غیر مدونہ

طب قدیم پر امراض جدیدہ اور امراض غیر مدونہ کے باب میں جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ بھی قطعاً قابل اعتنا نہیں۔ امراض غیر مدونہ سے وہ امراض مراد ہیں جن کے مباحث عام درسیات طب میں مرتب شکل میں نہیں تھے لیکن بالعموم مبسوطات فن میں جستہ جستہ ان کا تذکرہ ہے جدید نظام طب نے ان کو نہایت کاوش، تحقیق اور تجسس کے بعد شرح و بسط کے ساتھ پیش کیا ہے، اور چونکہ ان امراض کا حلقۂ اثر فی زمانہ نہایت وسیع ہے اس لئے یقیناً سیر حاصل بحث کے محتاج ہیں۔ جس کا یہ محل نہیں۔
طب قدیم کا علم کلیات اور مبحث نظریات اس قدر مکمل ہے کہ اس سے ہر قسم کی نئی اور غیر مدون بیماری کا علاج مستنبط کیا جا سکتا ہے چنانچہ قدیم و جدید معلومات اور اطبائے قدیم کے اصول کلیات کے مطابق ہماری طب میں امراض جدیدہ و غیر مدونہ کے مباحث اور طریق علاج بھی جذب کئے جا چکے ہیں۔ اور موجودہ طب موجودہ ضروریات زمانہ کے لحاظ سے اب ایک اکمل اور احسن نظام فن کی مالک ہے۔
طب قدیم ایک کوہستانی دریا ہے جو جس قدر آگے بڑھتا ہے اپنے اندر ہزاروں چشمے شامل کرتا چلا جاتا ہے۔
تین ہزار سال گذر گئے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ ع
دریا کی ساری عمر روانی میں کٹ گئی
اور خبر نہیں کہ کہاں جا کر ختم ہوگا ؂
کس نے گوید م از منزل آخر خبرے
صد بیاباں بگذشت و دگرے در پیش است

دایہ تندرست ہوجسکی عمر ماں کی عمر کے قریب ہو، بہتر ہے کہ دایہ کی عمر بیس اور پینتیس کے درمیان ہو، دایہ کے بچہ کی عمر بھی اس بچے کے قریب ہونا چاہیئے جسکے لئے دایہ مقرر ہوئی ہے۔ دایہ یا اُس کا بچہ کسی مرض خاصکر متعدی مرض آتشک، سوزاک، خنازیر، سل وغیرہ میں مبتلا نہ ہو، دایہ کی چھاتی دودھ سے بھری ہوئی اور بیت سخت نہ ہوں نہ بغلی پر کسی قسم کی خراش یا شقاق ہوں۔ دایہ کو تمباکو، بھنگ، افیون، شراب وغیرہ منشی اشیاء کے کھانے پینے کی عادت نہ ہو نہ وہ سست اور آرام طلب ہو۔ دایہ کی غذا زود ہضم ہونی چاہیئے۔ ثقیل اور نفاخ اغذیہ سے اُسے پرہیز رکھنا چاہیئے۔

بچے کا لباس

قیام صحت کیلئے اور بیرونی گرمی و سردی سے بچہ کو محفوظ رکھنے کیلئے لباس ایک ضروری چیز ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ لباس موسم کے موافق ہو یعنی موسم گرما میں سرد لباس اور موسم سرما میں گرم لباس۔ بہت سے بچے مناسب موسم لباس نہ پہننے کے سبب سردی یا گرمی کی شدت سے متاثر ہوکر مختلف امراض میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ لہذا فصل کے اعتبار سے لباس کا تغیر بھی لازمی ہے۔

بچے کے ٹیکا لگانا

مرض چیچک سے محفوظ رکھنے کیلئے ٹیکہ لگوانا ضروری ہے۔ اگر بچہ موٹا تازہ ہو تو ڈیڑھ دو ماہ کے عرصہ میں ٹیکہ لگوادینا چاہیئے اور اگر کمزور ہو تو تین ماہ کے عرصہ میں۔ بہرحال چھ ماہ کے اندر بچے کے ٹیکہ لگوادینا چاہیئے۔ ساتویں مہینہ بچے کے دانت نکلنا شروع ہوا کرتے ہیں۔ وہ وقت ٹیکہ کے واسطے مناسب نہیں (بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ جنین کے حفظ صحت کیواسطے حاملہ کے بھی ٹیکے لگوادینے چاہئیں۔) چیچک سے محفوظ رہنے کے واسطے عمر بھر میں تین مرتبہ یا کم سے کم دو مرتبہ ٹیکہ لگانا ضروری امر ہے۔ اول بار بچپن میں جو نہایت ضروری ہیں۔ دوسری مرتبہ دس گیارہ سال کی عمر میں ٹیکہ لگوانا چاہیئے۔ اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ ٹیکہ لگواتے وقت بچہ پیچش، اسہال، بخار ہی دوسری جلدی بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ موسم کے لحاظ سے اکتوبر، نومبر، دسمبر میں ٹیکہ لگوانا بہتر ہے۔ ٹیکہ لگوانیکے بعد اسکی والدہ کی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ ٹیکہ کے مقام کو رگڑ، میل کچیل، سردی گرمی سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔

درست ٹیکہ لگنے کی علامت

تیسرے روز ٹیکہ کے مقامات کسی قدر سرخ ہوکر اُبھر آتے ہیں۔ چھ نھے دانے پیدا ہوجاتے ہیں۔ پانچویں چھٹے روز خفیف بخار ہوجاتا ہے اور دانوں میں شفاف رطوبت بھر کر انکی نوکیں دب جاتی ہیں۔ ہر ایک دانہ کے گرد ایک سرخ حلقہ پیدا ہوجاتا ہے اور بخار بھی تیز ہوجاتا ہے بعض اوقات اسہال آنے لگتے ہیں۔ ساتویں سے دسویں روز دانوں کی رطوبت پیپ میں بدل جاتی ہے۔ اور بارہ سے سولہ روز میں دانے خشک ہوجاتے ہیں۔ اور بیسویں سے پچیسویں دن تک کھرنڈ چھوٹ کر وہاں ہمیشہ کیلئے داغ رہ جاتے ہیں۔ اگر یہ سب علامات نہ پیدا ہوں یا بچے کے جسم پر سرخ سرخ دانے نکل آئیں یا پھوڑا بنجائے اور نوکیں دبی ہوئی نہ ہوں یا دانے بہت بڑے نکل آئیں تو سمجھنا چاہیئے کہ ٹیکہ درست نہیں لگا اور خراب لگا ہے دوبارہ ٹیکہ لگوانے کی ضرورت ہے۔

بچے کے دانت نکلنا

عموماً چھ ماہ سے آٹھ ماہ تک بچے کے دانت نکلنے شروع ہوجاتے ہیں اور پچیس ماہ تک پورے بیس دانت نکل آتے ہیں۔ دانت دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بچپن میں نکلتے ہیں۔ جسکو دودھ کے دانت کہتے ہیں جنکو عربی میں اضراس لبنیہ کہتے ہیں اور انگریزی میں ملک ٹیتھ کہتے ہیں۔ یہ تعداد میں بیس ہوتے ہیں۔ نیچے کے دانت عموماً پہلے نکلا کرتے ہیں۔ اور چھ برس کی عمر کے بعد دودھ کے دانت گرنے لگتے ہیں اور انکی بجائے دائمی دانت جنہیں عربی میں اضراس دائمہ اور انگریزی میں پرمے نینٹ ٹیتھ کہتے ہیں نکلنے شروع ہوجاتے ہیں یہ تعداد میں ۳۲ ہوتے ہیں۔ جب دانت نکلنے لگتے ہیں تو بچے کے مسوڑھے پھول جاتے ہیں۔ منہ سے رال بہتی ہے۔ بچہ اپنی انگلی وغیرہ چوستا ہے اور اسے پیاس بہت لگتی ہے۔ دانت نکلنے کیوقت بچہ کو عصبی خراش کی وجہ سے بہت سے امراض میں مبتلا ہوجانیکا اندیشہ رہتا ہے تندرست موٹے تازے بچے تو آسانی سے دانت نکال لیا کرتے ہیں لیکن کمزور، یا خنازیری یا آتشکی بچوں کے دانت ہمیشہ مشکل اور دیر سے نکلا کرتے ہیں۔ دانت نکلنے کے زمانہ میں بچے بے چین اور بیقرار رہتا ہے کبھی دست آنے لگتے ہیں۔ اور کبھی قبض ہوجاتا ہے لیکن علی العموم دست آتے ہیں۔ بعض بچوں کی آنکھیں آشوب کر آتی ہیں۔ اور بعض کو زکام ہوجاتا ہے۔ بخار، کھانسی تو علی العموم رہتے ہیں۔ بعض کو کمیرہ (تشنج) ہوجاتا ہے جسکو لوگ سوکھا کہتے ہیں۔ جب بچے کے دانت نکلنے لگیں تو بچے کو ہمیشہ پاک وصاف اور کھلی ہوا میں رکھنا چاہیئے۔ سوائے دودھ کے اور کوئی غذا نہیں دینی چاہیئے۔ اگر قبض ہو تو نصف سے ایک دام روغن بادام شیریں پلانا چاہیئے یا ہاتھی دانت کا چھلا، یا عود صلیب یا خرگوش کا دانت کپڑے میں لپیٹ کر بچے کے گلے میں ڈالنا چاہیئے۔ اس ترکیب سے عمل کرنے سے دانت آسانی سے نکل آتے ہیں۔ اور جست یا تانبے کے تار کو بٹ کر سیاہ کپڑے میں لپیٹ

الامراض والعلاج و تربیت جسمانی

بچوں کے کثیر الوقوع امراض اور انکے آسان علاج

از جناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آباد

بچہ بوقت پیدائش نوزائیدہ تندرست بچہ قریباً ۲۰ انچ لمبا اور سات پونڈ وزنی ہوتا ہے۔ لڑکا بہ نسبت لڑکی کے قد اور وزن میں کسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔ پیدائش کے وقت بچے کے جسم پر ایک سفید چکنی رطوبت لگی ہوئی ہوتی ہے جو غسل دینے سے صاف ہو جاتی ہے۔ پیدائش کے تھوڑے عرصہ بعد بچے کو سیاہی مائل پتلا سا دست آجایا کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دو تین ماشہ زبادی ایکماشہ شہد ملا کر بچہ کو چٹا دیں۔ تاکہ ایک دست آکر پیٹ صاف ہو جائے یا یہ گھٹی دیں۔ نسخہ:۔ مویز منقیٰ تین دانہ، عناب تین دانہ، بادیاں، پیر خورد، بادیکبہ، بادسرنگ، گل سرخ، ہر ایک دو ماشہ، گل بنفشہ، سنا مکی، مغز املتاس ہر ایک تین ماشہ، سب دواؤں کو تین چھٹانک پانی میں بھگو کر جوش دیں اور صاف کر کے دو ماشہ ترنجبین یا شکر سرخ ملا کر کپڑے کی بتی میں دوا کو تر کر کے بچہ کو چسا دیں۔ ایکبار میں چھ ماشہ اور شبانہ روز میں چسانا کافی ہے۔

بچہ کا مسہل بچہ کو چار پانچ یوم تک سیاہی مائل پاخانہ آتا ہے جو بعد میں زردی مائل ہو جایا کرتا ہے۔ بچے کو روزانہ دو بار پاخانہ آنا چاہیئے اگر بچہ ایکدن رات قبض رہے تو چار ماشہ روغن بادام دو ماشہ شہد میں ملا کر چٹا دیں۔ یا یہ گھٹی دیں۔ نسخہ: برگ شاہترہ، گلسرخ، بادیان، مویز منقیٰ، ہلیلہ کلاں، برگ سنا، ہر ایک ایک ماشہ، عناب ایک دانہ، مغز فلوس خیار شنبر چھ ماشہ، گلقند تین ماشہ پانی میں جوش دیکر صاف کر کے بدستور صاف بتی کے ذریعہ بچہ کو چسائیں۔ بچے کو ولادت کے چند گھنٹہ بعد ہی (اگر دودھ اُتر آیا ہو) اگر ماں کا دودھ پلایا جائے تو زچہ و بچہ ہر دو کے واسطے مفید ہے لیکن ہندوستان میں یہ دستور ہے کہ اول دو تین روز تک بچہ کو گھٹی وغیرہ دیتے ہیں بس یہ یاد رہے کہ بچے کو اگر تین مرتبہ سے زیادہ پاخانہ آئے تو گھٹی کو کم یا بند کر دیا جائے۔

بچہ کی نگہداشت والدہ کا دودھ بچہ کے واسطے سو دواؤں کی ایک دوا ہے۔ اور سو غذاؤں کی ایک غذا ہے۔ ماں کے دودھ سے بہتر بچہ کیلئے کوئی مفید چیز نہیں۔ جو لوگ ابتدا میں بچہ کو بازاری دودھ پر لگا دیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں اور بچہ کی صحت کو خراب کر کے طرح کی تکالیف کا باعث بنتے ہیں۔ بازاری دودھ سے بچہ کے فعل انہضام میں سخت فتور واقع ہوتا ہے جس سے وہ طرح طرح کے امراض کا شکار بنا رہتا ہے۔ پس زیادہ بہتر ہے کہ حتی الوسع بچہ کو ماں کا دودھ دیا جائے۔ اگر دودھ کی کمی یا اور کسی قسم کی شکایت پائی جائے تو اس کا مناسب تدارک کیا جائے جب تک بچہ دودھ پیتا رہے جماع سے پرہیز رکھنا چاہیئے ورنہ مجامعت کی وجہ سے بچہ اکثر لاغر و کمزور ہو جاتا ہے اور اکثر امراض کا شکار رہتا ہے۔ بچے کو ہمیشہ وقت مقررہ پر دودھ پلانے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ یہ بُری بات ہے کہ جس وقت بچہ رونے لگا اُسکی ماں نے چھاتی سے لگا کر دودھ پلانا شروع کر دیا۔ یہ نہیں معلوم کہ بچہ بھوک سے روتا ہے یا پیٹ کے درد یا اور کسی بیماری کی وجہ سے لہٰذا اس حالت میں اگر بچہ روئے تو خواہ مخواہ دودھ پلا کر خاموش کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ اصل سبب کو دریافت کریں۔ بچہ کو بار بار دودھ پلانا سخت مضر ہے۔ جہاں تک ہو سکے ایسی عادت ڈالی جائے کہ بچہ رات بھر چپ چاپ سوتا رہے۔ پس سونے سے پیشتر بچے کو دودھ پلا کر سلانا چاہیئے۔

نیند چھوٹے بچوں کو نیند کی زیادہ ضرورت ہے اور جس جس مقدار میں ان کا جسم بڑھتا ہے اسی مقدار سے نیند گھٹتی جاتی ہے اس واسطے ننھے بچے جتنا زیادہ سو سکیں اُسی قدر مفید ہے۔ شیر خوار بچے کو شبانہ روز میں سولہ گھنٹے سونا چاہیئے اور جب سال کا ہو ... گھنٹے شبانہ روز میں ...

[illegible] ... اکثر ... [illegible]

[illegible] ... ذیل باتوں کو مد ...

[illegible] شربت [illegible] آب پودینہ سبز عرق چھ ماشہ شربت [illegible]
[illegible] آب ترب سبز بچہ کی آنکھ میں ایک قطرے ڈالنے چاہئیں۔

بچے کی نال کا ورم

بچوں کی نال میں زخم اور ورم ہو جاتا ہے کبھی نال میں سے رطوبت خارج ہونے لگتی ہے۔ اس حالت میں روزمرہ دن میں دو تین بار 4 کانڈیز لوشن یا مرکری لوشن یا کاربالک لوشن سے زخم کو دھو کر اینٹی سیپٹک ڈریس کریں۔ یا اس پر آئیوڈوفارم یا بورک ایسڈ اور آئیوڈوفارم چھڑک کر اوپر سے صاف روئی رکھ کر پٹی باندھ دیں۔ نیز بچے کو قبض نہ ہونے دیں۔ یا یہ نسخہ استعمال کرائیں۔ نسخہ مردار سنگ، سفیدہ کاشغری، درست، ہلیلہ، آب سکو میں پیس کر مقام ورم پر ضماد کریں۔ اگر پیپ پڑ جائے تو برگ نیم کے جوشاندہ سے دھو کر سینہ مردار سنگ، کتھ سفید، سنگ جراحت، چاروں مساوی پیس کر مقام زخم پر چھڑکیں۔

بچے کی چھاتیوں کا ورم

بعض بچوں کی چھاتیاں ورم کر آتی ہیں۔ جس کا سبب ولادت کے وقت صدمے کا پہونچنا یا ان کو صاف نہ رکھنا ہوتا ہے۔ اگر گرمی کا موسم ہے تو سرد پانی سے کپڑے کی گدی بھگو کر رکھیں۔ اگر سردی ہو تو مقام ماؤف کی سینکس کریں۔ یا بادام روغن یا گل روغن کو گرم کر کے چپڑ دیں۔ اگر درد زیادہ ہو تو شکر بلاڈونا لگائیں۔

بچے کی ناف کا پھولنا

پیدائش کے دو تین ماہ کے اندر بعض بچوں کی ناف پھول جاتی ہے یا موٹی ہو جاتی ہے یا اُبھر آتی ہے۔ اس صورت میں لکڑی کا گول سا ٹین بنا کر اُبھری ہوئی ناف پر رکھ کر اوپر سے کپڑے کی پٹی یا ربر کی پٹی لپیٹ دیں یا سیسہ کا ٹکڑا یا سرمہ باندھنا بھی ناف کو اصلی حالت پر لے آتا ہے۔ تین ماہ کم و بیش عمل کرنے سے مرض مذکور رفع ہو جاتا ہے۔

بچے کی کھانسی

بچوں کی کھانسی ایک خطرناک مرض ہے۔ بچوں کے پھیپھڑے نازک ہوتے ہیں۔ وہ بلغم کو خارج نہیں کر سکتے۔ اسلئے بلغم پھیپھڑوں میں جمع ہو کر دم کشی پیدا کر دیتا ہے۔ خفیف کھانسی میں تو آرام ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن شدید قسم کی کھانسی میں بچہ اکثر تلف ہو جاتا ہے لہٰذا بچوں کو جب کھانسی کا مرض شروع ہو تو غفلت نہ کرنا چاہئے۔ جب بچہ کی چھاتی میں بلغم رکا ہوا اور خرخر کی آواز آتی ہو اُس وقت قے کرانا بہترین علاج ہے۔ فوراً تیس بوند وائنم ایپیکاک میں چھ ماشہ گرم پانی یا عرق سونف اور دو ماشہ شہد ملا کر سب دوا ایک بار ہی بچے کو پلا دیں۔ اس سے قے ہو کر بلغم خارج ہو جائیگا۔ قے ہو چکنے کے بعد ۳ بوند وائنم ایپی کاک ذرا سے عرق سونف اور شہد میں ملا کر دیں۔ اسی طرح پانچ چھ گھنٹہ کے بعد برابر دینا چاہئے۔

بچوں میں ایک قسم کی کھانسی نہایت خطرناک ہے جسکو سعال شعبی یا پسلی چلنا یا کیپلری برانکائٹس کہتے ہیں اگر اس مرض میں ذرا بھی غفلت ہو گئی تو نتائج تباہ کن ہوتے ہیں۔ ابتداء مرض میں عموماً کھانسی ہوتی ہے۔ جسکے ساتھ تھوڑا بخار بھی ہوتا ہے جو بڑھکر ۱۰۲ اسے ۱۰۴ درجے تک ہو جاتا ہے نبض باریک ہوتی ہے اور جلد جلد چلتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نبض غیر منتظم اٹک اٹک کر چلتی ہے۔ سانس دقت سے اور جلد جلد آتا ہے جسکی رفتار فی منٹ ۵۰ سو ۸۰ ہوتی ہے۔ کھانسی خشک اور تیلی اور تکلیف دہ ہوتی ہے۔ بلغم تھوڑی مقدار میں تکلیف سے خارج ہوتا ہے۔ کھانسی کا سلسلہ نوبت بہ نوبت جاری رہتا ہے۔ اس سے بچہ بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر مرض کا حملہ سخت ہو تو ہذیان، غفلت، بیہوشی اور اکثر تشنج ہو جاتا ہے۔ جسمانی طاقت زائل ہو کر بچہ کمزور ہو جاتا ہے بچے کی چھاتی پر لینی منٹ ٹرپن ٹائن میں ہم وزن روغن کنجد ملا کر مالش کریں۔ یا لینی منٹ کیمفر کمپونڈ یا کافور ہے مڈ آئل کی دن میں دو بار مالش کرنی چاہیئے۔ اکثر اطباء اور ڈاکٹر انٹی فلوجسٹین کپڑے پر لگا کر بچے کے مقام درد پر لگاتے ہیں۔ ہم چھوٹے بچوں کے سینہ پر انٹی فلوجسٹین لگانے کے خلاف ہیں۔ جیکی دوسرے موقع پر تحریر کرونگا۔ اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ ایک دست یا ملائم اجابت دونوں وقت ہوتی رہے۔ کیلومل یا گریں یا [illegible] سے [illegible] کریں۔ یعنی ایک ایک پڑیا ایک ایک گھنٹہ بعد پانچ چھ مرتبہ دیں۔ تک رفع قبض ہوتا ہے اور یہ روغن بنا کر سینہ پر مالش کریں۔ موم سفید [illegible] روغن گل میں پگھلا کر لوبان کوڑیالہ، رومی مصطگی ہر ایک دو ماشہ افیون چار رتی باریک پیس کر اس میں ملائیں اور سینہ پر مالش کریں۔ اوپر سے گرم روئی کا پھاہا رکھکر باندھیں اور یہ نسخہ استعمال کرائیں۔ گوکنار مسلم دس عدد، تخم خطمی، تخم خباری ہر ایک نو ماشہ، اصل السوس مقشر [illegible] تولہ، ماچنول مسلم [illegible] گرم پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دیں جب نصف پانی رہ جائے تو صاف کر کے مصری آدھ سیر اور شہد [illegible] ملا کر قوام کریں۔ پھر رب السوس، صمغ عربی، کتیرا، شکر تیغال ہر ایک چھ ماشہ باریک پیس کر قوام مذکور میں ملا دیں۔ خوراک حسب سن [illegible]

بچوں کی [illegible] کھانسی

[illegible] لگام ہوتا ہے پھر نوبتاً طور پر تشنجی کھانسی ہوتی ہے۔ کھانسی کے ساتھ اندر کو دم کھینچتے ہوئے لفظ

[illegible] بچے کے گلے میں ڈالنے چاہئیں۔ یا مٹی کا ایک ٹکڑا [illegible] کے [illegible]
دو آنے بھر نشاستہ ہے جس سے دانت بآسانی نکل آتے ہیں۔ اگر دانت دیر سے نکلتے ہوں تو [illegible] فاسفیٹ [illegible]
فاسفیٹ آف [illegible] بمقدار مناسب کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے دینا چاہیئے۔ یا نسخہ جات دیں۔ نسخہ: مغز سفید [illegible]
[illegible] لسانہ ۲ سرخ، کونپل برگ ببول ایک ماشہ۔ آب [illegible] برنج میں [illegible] کر [illegible]
[illegible] مروارید ناسفتہ۔ [illegible] خطائی۔ کہربائے شمعی، یشب سبز، طباشیر کبود، [illegible] ہر ایک تین ماشہ۔ سب کو عرق گلاب میں [illegible]
کھرل کرکے بعدہٗ ست گلو اصلی، دانہ ہیل کلاں، پودینہ خشک، زیرہ سفید، [illegible]، [illegible] برگ سداب، پوست [illegible]
[illegible]، عود صلیب ہر ایک تین ماشہ، نمک لاہوری ۲ ماشہ سب ادویہ کو یکجا کرکے ملائیں اور [illegible] کرکے سب دواؤں کو
عرق بادیان دو آتشہ میں کھرل کرکے بقدر ماش گولیاں بنائیں۔ روزانہ ایک گولی بچہ کو دیں۔ انشاء اللہ یہ گولیاں بچے کے ہر مرض میں مفید ثابت
ہونگی۔ بطور خارجی علاج پوست درخت انبہ باریک کوٹ کے [illegible] کے پانی کے ساتھ ملا کر ناف کے گرد طلا کریں۔

بچوں کے امراض و علاج کے متعلق ضروری ہدایات

بچوں کے امراض کے متعلق طبیب کو نہایت دانائی اور غور و خوض سے علاج کرنا چاہیئے کیونکہ ننھے بچے اپنی تکلیف
کو اپنی زبان سے نہیں بیان کر سکتے۔ اسلئے طبیب حاذق کو چاہیئے کہ جب بچے کسی قسم کی تکلیف میں ہوں تو ان کے چہرے، زبان، پاخانہ، پیشاب
وغیرہ کو دیکھے۔ نیز انکی حرکات و سکنات پر غور کرے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل علامات کو ملاحظہ کرلیں سے بچوں کے مختلف امراض کی حالت معلوم
ہو سکتی ہے۔

(۱) حالت صحت میں بچہ کا چہرہ بشاش اور صاف رہتا ہے۔ اس پر کسی جگہ بل نہیں پڑتا۔ بچہ خوب سوتا ہے۔ لیکن مرض کی حالت میں [illegible]
ہے۔ اکثر روتا اور چونک پڑتا ہے۔

(۲) اگر بچہ دبلا ہوتا جائے یا بہت روئے تو خیال کرنا چاہیئے کہ وہ کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہے۔ اگر پیشانی پر بل پڑ جائیں یا سوتے میں چونک
پڑے، یا رونے لگے یا سسکی لے تو سمجھیں کہ بچہ کو کوئی مرض سینہ ہے۔ کھانسی اور پسلی کے درد میں کھانسنے کے وقت بچہ روتا ہے۔ بچے کا جلد جلد سانس
لینا۔ منہ کھول کر دم کھینچنا۔ سانس لیتے وقت اسکی ناک کے نتھنوں کا پھولنا مرض نمونیا کی علامت ہے۔

(۳) اگر بچہ کا مزاج چڑچڑا ہو جائے اور ضد کرے اور روئے، آنکھوں میں بل پڑ جائیں تو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اسکو سر کی بیماری ہے۔

(۴) کان کے مرض یا کان وغیرہ کے درد میں بچہ اپنی انگلی کان کی طرف لیجاتا ہے۔

(۵) اگر بچے کی زبان میلی ہو یا پاخانہ بدبودار، سیاہی مائل خشک ہو، اور منہ کے قریب بل پڑ جائیں تو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ پیٹ میں خرابی ہے
نیز پیٹ کے درد میں بچہ اپنے گھٹنے سکیڑ لیتا اور بھنویں چڑھا لیتا ہے۔

(۶) اگر بچے کے پیشاب میں تلچھٹ بیٹھ جائے تو سمجھیں کہ معدہ خراب ہے۔ اگر پیشاب کا رنگ سرخ ہو تو بخار آئیگا۔

(۷) اگر بچہ نیند میں دانت پیسے۔ ناک کھجائے، یا پاخانہ پیشاب کی جگہ بہت ملتا ہے تو سمجھئے کہ پیٹ میں چھوٹے کیڑے یا چرنے ہیں۔

(۸) بچے کی پیدائش سے ایک ہفتہ عشرہ تک یرقان ہو جاتا ہے جو قریباً ایک ہفتہ تک رہتا ہے اگر خفیف ہو تو [illegible] اگر شدید
ہو تو خطرناک ہے۔

بچوں کو ذرا ذرا سی شکایت پر دوا دینا مناسب نہیں بلکہ بچہ اور بچے کی والدہ کی غذا کا مناسب انتظام کرنا چاہیئے اگر [illegible]
معمولی علاج کریں۔ بچوں کو جب دوا دیں تو اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ وہ خوش ذائقہ، خوش رنگ، کم مقدار، سیال یا شربت [illegible]
سے دوا دی جائے۔ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ [illegible] کے علاج میں [illegible]
کیونکہ [illegible] بچہ میں غذا اور دوا کی [illegible]

علاج یرقان

اگر قبض ہو تو [illegible] کا تیل [illegible]
کے اور کھینڈیں بچے کی والدہ کو آب [illegible] ملا کر

بچے کی پچش

بچے کے پیٹ کٹتے ہیں، اور فلالین کی پٹی باندھیں۔ اگر دانت نکلتے ہوں، اور کسی مسوڑھے میں ورم ہو تو اسے شگاف دے دینا یا دودھ یا غذا کی خرابی ہو تو مناسب علاج کریں۔ اور یہ نسخہ دیں۔ نسخہ: پسبتہ کا رب، سوڈا کارب ہر ایک ایک گرین، پلوا اپی کاک ۲ گرین، ایسی ایک ایک خوراک ذرا سے شربت میں ملا کر تین مرتبہ چٹائیں۔ جب خون آنا بند ہو جائے تو پھاک کسپر کا استعمال کریں۔

طبی نسخہ جات (۱) بہوسی اسپغول ایک ماشہ، شربت انجبار ایک ماشہ میں ملا کر چٹائیں۔ (۲) لعاب ریشہ خطمی، لعاب بہدانہ ایک ایک ماشہ شربت حب الآس میں ملا کر دیں (۳) یا یہ نسخہ استعمال کرائیں۔ تخم بیلگری۔ شیرہ حب الآس ہر ایک ایک ماشہ لعاب ریشہ خطمی ڈیڑھ ماشہ پانی میں نکال کر شربت انجبار ۴ ماشہ ملا کر دو مرتبہ میں پلائیں۔ اگر خون آتا ہو تو سفوف طین ایک ماشہ پہلے کھلا کر اسکے بعد دوا پلائیں۔ (۴) یہ نسخہ بچوں بوڑھے جوانوں کے واسطے پچش، دست، پیٹ کی خرابی سب میں مفید ہے۔ نسخہ: بادیان، ہڑ سیاہ، سونٹھ، سب ہموزن، ہر ایک شے کو نیم بریاں کریں بعدہ سب کو ملا کر باریک کریں۔ خوراک حسب سن و سال (۵) یا موچرس دو دو رتی دہی میں ملا کر دو دو گھنٹہ بعد دیں۔ جب شکایت رفع ہو جائے تو استعمال بند کر دیں۔ (۶) صرف جامن کی کونپل دہی کے ساتھ دینے سے بھی پچش اور دست بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح دودھی خورد، برگ ببول آب کلگ و بندہ سبز قروق بھی اس مرض میں مفید ہے (۷) یا یہ سفوف بنا کر رکھیں۔ اور حسب ضرورت پچش اور دستوں میں استعمال کرائیں۔ نسخہ: بلیلہ سیاہ۔ بادیان، زیرہ سفید، آملہ، زنجبیل، ہر ایک ایک تولہ۔ پوست خشخاس ۹ ماشہ، سب کو علیحدہ علیحدہ روغن بادام میں بریاں کریں اور باریک کرکے شیشی میں محفوظ رکھیں خوراک حسب سن و سال۔

بچے کا ہیضہ

اس مرض میں قے و دست کثرت سے آتے ہیں۔ بچہ نہایت بے چین رہتا ہے، ہاتھ پاؤں اور چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ پیاس بہت لگتی ہے۔ پیشاب بند ہو جاتا ہے۔ آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں۔ ڈاکٹری اصول سے ۲۴ گھنٹہ بچے کو کوئی شے کھانے یا پینے کی نہ دیں۔ تاکہ معدہ اور آنتوں سے زہریلا مادہ خارج ہو جائے۔ اول آپ جوشاندہ میں ذرا سا کمک ڈال کر سرد کرکے گھنٹہ گھنٹہ بھر کے بعد ایک چمچہ بھر کر پلائیں پھر کپونڈ چاک کسپر بقدار مناسب دیں۔ نفاخ غذاؤں سے پرہیز کرائیں۔

علاج طبی ۔ شروع مرض میں عرق گلاب عرق بادیان ملا کر تھوڑا تھوڑا پلاتے رہیں بعدہ طباشیر، زہر مہرہ خطائی دو دو رتی عرق کیوڑہ میں گھس کر آب انار ولایتی تھوڑا سا ملا کر بچے کو پلائیں۔ اور طباشیر، گل ارمنی، حب الآس ہر ایک تین ماشہ سرکہ میں پیس کر قدرے روغن گل اضافہ کرکے پیٹ پر لیپ کریں۔ اگر بچہ درد شکم سے بے چین ہو تو گلاب کے عرق چھ تولہ میں، سرکہ ایک تولہ ملا کر دونوں کو جوش دیجئے اور اس میں کپڑا بھگو کر نچوڑ کر گرم گرم پیٹ پر سینکیں۔ اور قے و دست کو بند کرنے کے واسطے مندرجہ ذیل نسخوں میں سے کسی ایک کا استعمال کریں۔ نسخہ: طباشیر، زہر مہرہ خطائی ہر ایک تین ماشہ۔ الائچی سفید ایک عدد، انار دانہ، گرد سماق، زرشک ہر ایک ماشہ گلاب کے عرق میں پیس کر چھان کر شربت انار چھ ماشہ ملا کر حسب عمر بچے کو پلائیں یا یہ نسخہ دیں۔ ناریل دریائی تخم ترنج، تخم لیموں ہر ایک ۲ ماشہ پوست لیموں ۴ عدد، زہر مہرہ خطائی چار ماشہ سب کو عرق گلاب میں کھرل کرکے بقدر نخود گولیاں بنائیں۔ نصف یا ایک گولی گلاب میں حل کرکے دیں۔

بچے کی قے

جب بچہ کو بار بار قے آئے دودھ ہضم نہ ہو تو زیرہ سفید، طباشیر، الائچی سبز، سلم اندر شک، سماق ہر ایک تین ماشہ پانی میں جوش دے کر سرد کرکے قدرے قدرے پلائیں یا زہر مہرہ عرق بید مشک میں گھس کر قدرے قدرے دیں۔ یا الائچی سفید پودینہ سبز عرق گلاب میں پیس کر تھوڑا تھوڑا چٹائیں۔

بچوں کے سفید دست

اکثر بچوں کو سفید دست آیا کرتے ہیں، سوء ہضم ہوتا ہے۔ پیٹ پھولتا ہے۔ پیاس لگتی ہے۔ اجوائن، لہسن، سونٹھ پچھ ہر ایک ۲ ماشہ نیکوب کرکے تھوڑا پانی ڈال جوش دیں۔ بقدر ایک چمچہ دن میں دو تین بار دیں۔ دست بند ہو کر شکایت رفع ہو جائیگی حسب سن و سال صرف ہینگ دینا بھی مفید ہے۔

بچوں کے منہ کے دانے

سہاگہ بریاں شہد میں ملا کر انگلی سے لگائیں۔ طباشیر کتھہ سفید، برگ گاؤزبان سوختہ ہموزن باریک کرکے منہ میں چھڑکیں۔ صرف سرسا باریک کرکے اندر لگانا بھی مفید ہے۔

بچوں کا آشوب چشم

رسوت مصفیٰ ایک تولہ افیون ۲ ماشہ، پھٹکری بریاں ایک تولہ، سب کو حل کرکے گولیاں بنائیں۔ وقت ضرورت عرق گلاب میں گھس کر لگائیں۔ یا عرق گلاب ایک اونس، پھٹکری ۲ رتی، افیون دو رتی، کافور چار رتی شامل کرکے آنکھ

ہوپ کی سی آواز نکلتی ہے۔ اسلئے انگریزی میں اسکو ہوپنگ کف کہتے ہیں۔ کھانسی کو عربی میں سعال کہتے ہیں اور دیک مرغ کو کہتے ہیں چونکہ مرغ جب بانگ دیتا ہو تو بانگ کے ختم ہونے پر جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ اسی قسم کی ہوتی ہے۔ لہذا اسی وجہ سے اسکا نام سعال دیکی اور شہیقہ اسی مناسبت سے رکھا گیا ہو چنانچہ ٹنکچر بلاڈونا بمقدار ۲، یا ۳ منم (بوند) تھوڑے پانی میں ملا کر دن میں تین بار دینا اکثر مفید ہوتا ہے۔ اینٹی پائرین تنہا یا امونیم برومائیڈ وغیرہ کے ساتھ ملا کر استعمال کیجاتی ہے چنانچہ چھ ماہ کے بچے کو اس دوا کی مقدار ایک ایک گرین تین تین گھنٹہ بعد ہے لیکن اس مرض کے ساتھ نمونیہ ہو جاوے تو پھر اینٹی پائرین کا دینا موقوف کر دیں۔ یا برومو فارم ایک یا دو سال کے بچہ کو ایک بوند کی مقدار میں تاشہ یا مصری کی ڈلی پر ڈال کر یا کیپ شول میں ڈال کر چار پانچ مرتبہ دینے سے اکثر فائدہ ہوتا ہے یا کونین ہائیڈرو برومائیڈ بمقدار ایک سے دو گرین دن میں دو تین بار دینے سے اکثر فائدہ ہوتا ہے یا یہ نسخہ جات دیں۔ نسخہ، کاکڑا سنگی فلفل دراز، سونٹھ، ہر سہ مساوی بریاں کر کے ایک پیس کر بقدر رتی ایک سے تین رتی شہد میں ملا کر دن رات میں تین مرتبہ چٹائیں۔ یا بہد بڑا جہا ہنل یا بہوٹہ بہلی کو جلا کر اسکی راکھ ایک رتی سے چار رتی تک شہد میں ملا کر چٹائیں۔ بچوں کو ہر قسم کی کھانسی کو مفید ہے نسخہ۔ کاکڑا سینگی، اصل السوس، نرکچور۔ سہاگہ بریاں، باؤبڑنگ، مرچ سیاہ۔ گاؤزبان، بہدانہ نمک لاہوری جملہ اشیا ہموزن باریک کر کے آب لکڑ وند سبز میں کھرل کر کے بقدر نخود گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح ایک گولی شام ماں کے دودھ یا شہد میں گھس کر دیں۔ یا چولہے کی سرخ مٹی مرچ سیاہ ہموزن پیس کر انگلی سے لگا کر کوے دلہات اکو اٹھائیں۔ ایک خارجی دوا مجرب ہے جو چہرہ تادیدہ کر معرفہ حکیم کریم بخش صاحب آنرہ اکبر شاہ محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ کی مجرب ہو۔ کوے کی بیٹ کپڑے میں پوٹلی باندھکر بچے کے گلے میں لٹکائیں چونکہ بچے بالعموم کھانسی میں بلغم وغیرہ خارج کرنیسے قاصر رہا کرتے ہیں۔ لہذا اخراج بلغم کیلئے انگلی کو قدرے شہد میں لگا کر بچے کے منہ میں داخل کر کے اور زبان کی جڑ کو دبائیں۔ یا ماء العسل (شہد کا پانی) پلادیں۔ یا السی اور سیاہ زیرہ پیسکر تھوڑے سے شہد میں ملا کر بچے کو چٹادیں۔ اس طریقہ سے بالعموم قے کے ذریعہ بلغم خارج ہو جاتا ہے۔

بچے کی ہچکی

بدہضمی یا نفخ سے اکثر ہچکیاں آتی ہیں۔ غذا اور دودھ کی اصلاح کریں۔ بچے کو چار پانچ منٹ آب نیم گرم میں بٹھا دیں۔ عرق بادیان۔ یا عرق سویہ پلائیں۔ عرق پودینہ سبز فرد وقی بھی بیحد مفید ہے۔ ایک گرین نوشادر پانی میں گھول کر دیں۔

بچے کو زیادہ پیاس لگنا

جب بچوں کے دانت نکلنا شروع ہوتے ہیں اس وقت بچوں پر پیاس کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔ تھوڑا تھوڑا سوڈا واٹر سرد کر کے پلاتے رہیں یا دودھ میں آب چونا اور سوڈا واٹر ملا کر دیں۔ یا کنول گٹہ اور زہر مہرہ خطائی عرق کیوڑہ میں گھسکر اور شیریں کر کے بچہ کو چٹائیں۔ یا طباشیر، برگ گاؤزبان کنول گٹہ پانی میں بھگو کر تھوڑا تھوڑا بچہ کو پلائیں۔

بچوں کا قبض

دو ماشہ روغن انڈی دو ماشہ روغن بادام شیریں ملا کر پلائیں۔ یا روغن زیتون تین ماشہ دودھ میں ملا کر دیں، شربت بنفشہ شربت سنا، شربت ورد مکرر تھوڑا تھوڑا ان میں سے جو ممکن ہو چٹانا کافی ہے۔ مسکناؤ میں روغن زیتون ملا کر شکم پر مالش کرنے سے قبض رفع ہو جاتا ہے، گلیسرین کے شیاف انگریزی دواخانوں سے خرید کر استعمال کریں۔ یا گائے کا پتہ روغن گل یا روغن بادام شیریں میں حل کر کے شکم پر مالش کریں یا پوست ہلیلہ کابلی کو باریک کر کے پانی میں پکا کر گاڑھا گاڑھا شکم پر ضماد کریں۔

چیچک

جس وقت بچہ پیدا ہو سا دن سو کھی گھاس ہمراہ سیاہ مرچ تین دن کھلائی جائے تو تمام عمر چیچک نہیں نکلے گی۔ یا جب بچہ پیدا ہو تو ہلدی باریک پسا ہوا بچہ پر چھڑک دیں۔ کچھ دیر بعد بچہ کو غسل دیں۔ بچہ چیچک کے حملہ سے محفوظ رہیگا

بچوں کا بول کیلوسی

یا بچوں کا گاڑھا پیشاب، یہ بہت تکلیف دہ بیماری ہے۔ سفید رنگ کا گاڑھا پیشاب آتا ہے اگر کچھ دیر زمین پر گرتے ہی جم جاتا ہے۔ ذیل کا نسخہ اسکے لئے بیحد مفید ہے۔ نسخہ۔ قشر درخت پیپل جو ہاتھ سے اتارا گیا ہو باریک کر کے سفوف بنائیں۔ خوراک تین ماشہ سے چھ ماشہ تک شربت صندل یا پانی کے ساتھ صبح و شام کو دیں۔ یا کونین نصف گرین، سلفیٹ آف آئرن ۱/۸ ایک گرین ماں کے دودھ میں حل کر کے پلائیں۔ اسی طرح دن میں تین خوراکیں دینی چاہئیں۔

بچوں کے سر کی پھنسیاں

کمیلہ۔ گیرو، کتھہ سفید، شورہ قلمی، مردار سنگ، برگ حنا، فلفل سیاہ ہر ایک چھ ماشہ۔ نیلا تھوتھہ دو ماشہ سب کو باریک کر کے روغن نارجیل میں جلا کر سر پر لگائیں۔ یا رسوت مصفٰے عرق گلاب میں حل کر کے لگائیں۔ یا صرف آب ستیاناسی سبز لگائیں۔

[illegible] کے [illegible] کشتہ [illegible] چار انگل [illegible] بند کر کے سایہ میں
ایک ہفتہ [illegible] تو [illegible] ایک ہفتہ کے بعد گل حکمت کر کے پندرہ سیر اُپلوں کی آگ دیں اور سرد ہونے کے بعد دوا کو نکال
کر شیشی میں رکھیں سخت ضرورت کے ایک رتی کشتہ ہمراہ شہد و شیر مادر میں ملا کر دیں۔ انشاء اللہ پہلی ہی خوراک میں شفا ہو گی۔ نسخہ (۶) و (۷)
میرے [illegible] حکیم [illegible] چوہدری [illegible] کا عطیہ ہیں نسخہ [illegible] تجربہ میں آیا ہے اور بہترین ہے نسخہ نمبر (۷) کے ابتک امتحان
کا موقع نہیں ملا امید ہے کہ مفید ثابت ہو گا نمبر (۸) اسیطرح کشتہ [illegible] سیاہ کشتہ سیندھ [illegible] کشتہ بیر بہوٹی بھی اس مرض میں بہت
مفید ثابت ہوتے ہیں۔

درد کان [illegible] آب برگ [illegible] سبز نیم گرم کان میں ڈالنا چاہیئے۔ یا آب برگ [illegible] سبز نیم گرم کان میں ڈالیں۔

برائے [illegible] آب برگ [illegible] ماشہ [illegible] شہد میں ملا کر دن میں تین بار بچہ کو دو انشاء اللہ آرام ہو گا

سوکھا یا مسان یا دق الاطفال

(۱) بیخ [illegible] ایک ماشہ سیاہ مرچ دو عدد پتھر پر گھسکر بچہ کو پلائیں۔ اسی طرح چند یوم استعمال جاری رکھیں۔ (۲) روغن گل دو تولہ، سفیدی بیضہ مرغ تازہ ایک عدد دونوں کو اچھی طرح سے مخلوط
کر کے کپڑے کے پھوئیہ میں لت پت کر کے تالو پر رکھیں جب خشک ہو جائے تو دوسرا رکھیں اسی طرح برابر تکرار عمل کرتے رہیں۔ انشاء اللہ مفید ثابت
ہو گا۔ (۳) روغن تلخ نیم پاؤ کڑاہی میں ڈال کر آگ پر رکھیں۔ اسمیں سیندھور تین ماشہ کو ڈال کر جلاتے رہیں جب اسکی رنگت عنابی ہو تو سفوف فلفل سیاہ
[illegible] ماشہ ڈال کر جلائیں اور اُتار لیں۔ دن میں تین مرتبہ یہ تیل بچے کے تالو پر ملیں (۴) بچہ کی پشت پر گائے کا تازہ گوبر ملیں بعدہ کپڑے سے صاف کر کے
دیکھیں۔ اس جگہ چھوٹے چھوٹے کیڑوں کے سر معلوم ہونگے اسپر اُسترا پھیر دیں۔ اسی طرح تین دن تک عمل کریں۔ (نوٹ) اس کا تجربہ میرے
مکرم دوست مولوی حکیم کریم بخش صاحب [illegible] شاہ محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ کا ہے میں نے کئی بار بچوں پر تجربہ کیا [illegible] پر کیڑے وغیرہ کچھ ظاہر نہیں
ہوئے لیکن بعض [illegible] سر کو گاؤ تازہ کی بیٹھ پر مالش کرنے سے بچے بفضلہ تعالیٰ صحت یاب ہو گئے۔ لہذا اطباء کی خدمت میں میرا مشورہ ہے
کہ اس عمل کا اس قسم کے بچوں پر ضرور تجربہ کریں۔ (۵) بیضہ مرغ کی سالم زردی کا غذ پر رکھکر بچہ کو اسپر بٹھا دیں، زردی [illegible] بچے کے پیٹ میں
چلی جائیگی۔ اسی طرح چند روز عمل کرنے سے بچہ تندرست ہو جائیگا اور زردی کا چڑھنا موقوف ہو جائیگا۔ (۶) برگ پان مع مصالحہ برگ کو [illegible] منہ
میں چبا کر [illegible] بچہ کی پیٹھ پر اسکے دونوں شانوں کے درمیان ڈالدیں اور انگلی سے مقام کو مل کر کپڑے سے صاف کر دیں۔ اس جگہ کیڑوں کے
چھوٹے چھوٹے سر معلوم ہونگے انکو ناخن سے چُن لیں کم سے کم تین یوم اس عمل کو کریں (۷) روغن خراطین کی مالش بچے کے تمام جسم پر کریں
چند یوم کے استعمال سے صحت ہو جاتی ہے (۸) میرے عزیز محمد خاں [illegible] طالب علم منبع الطب کالج لکھنؤ نے ایک اپنا مجرب نسخہ کسی رسالہ میں اس مرض
کے متعلق شائع کرایا تھا جو موصوف کو لکھنؤ میں بڑی مشکل سے دستیاب ہوا تھا نسخہ حسب ذیل ہے۔ پان کی [illegible] مع مصالحہ بنا کر اشرفی بوٹی کے چند
پتے بھی اسمیں شامل کر کے منہ میں [illegible] اور تھوک الگ جمع کرتے جائیں، پھر اس تھوک کو بچہ کی ریڑھ وغیرہ پر ملیں اور صاف کر کے دیکھیں تو
بچہ کی پشت پر کیڑے سر نکالے ہوئے نظر آئینگے۔ انکو دور کریں۔ اسیطرح ہر روز کریں یہاں تک کہ کیڑوں کا ظاہر ہونا بند ہو جائے۔ نوٹ۔ اشرفی بوٹی
معلوم نہیں کونسی بوٹی ہے [illegible] اشرفی بوٹی کے برگ تلسی سے کام لیا جو تجربہ میں درست اُترے (۹) برگ تلسی تین عدد ایک دانہ سیاہ مرچ میں
حل کر کے [illegible] بچہ کو پلائیں چند یوم میں انشاء اللہ بچہ صحتیاب ہو گا۔ اب میں وہ نسخہ لکھتا ہوں جو بچوں کے اکثر امراض خصوصاً مرض سوکھا میں بہت
مفید ہے۔ نسخہ [illegible] زہر مہرہ خطائی اصلی، مغز [illegible] شیر، پوست بیلہ زرد، دانہ الائچی خورد، پودینہ خشک، [illegible]
گلاب [illegible] ماشہ [illegible] کشتہ عقیق ۳ ماشہ، ورق نقرہ کلاں ۲ عدد، دواؤں کو باریک کر کے عرق گلاب [illegible] ضعف
بو تل میں [illegible] بقدر نخود گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح ایک شام بچے کے ماں کے دودھ میں یا کسی عرق میں گھسکر استعمال کرائیں چند یوم
میں بچہ [illegible] تندرست ہو جائیگا۔ (۱۰) میرے [illegible] یہ نسخہ زیر استعمال ہے اور روزانہ دو بار بچوں کو کھلاتا ہوں: [illegible]
حسب ذیل [illegible] ماشہ [illegible] تمام [illegible] پیدا ہی ہونے کے استعمال سے بچہ حالت تبدیل ہو جاتی ہے

[illegible] سے [illegible] اسکا [illegible] چاہئیں۔ یا ایک [illegible] دیں۔ آب پودینہ سبز
سیاہ مرچ [illegible]

(حکیم [illegible] الہ آباد)

میں قطرہ قطرہ ٹپکائیں۔ یا پھٹکری ۲ رتی عرق گلاب میں حل کر کے کپڑے کی گدی بنا کر تر کر کے آنکھوں [illegible] رکھیں

بے خوابی اگر بچہ کو نیند نہ آئے اور کوئی تکلیف نہ ہو تو روغن کدو پیشانی پر ملیں۔

درد معدہ اگر بچہ پیٹ پر ہاتھ مارے اور روئے۔ پرانی روئی کی گدی بنا کر گرم کر کے پیٹ کو سینکنا چاہیے۔ یا روغن گل گرم کر کے شکم پر ملیں یا روغن بادام شیریں اور روغن زیتون کو ملنے سے بھی درد کی شکایت جاتی رہتی ہے۔

سوتے میں دانت پیسنا عاقرقرحا شہد میں ملا کر مسوڑھوں پر ملیں۔ مصطگی روغن گاؤ میں پکا کر گردن پر ملیں۔ نیل کنٹھ کا پنکھ میں لٹکانا مفید ثابت ہوتا ہے۔

دیدان شکم رسوت مصفیٰ ۴ رتی، کمیلہ مصفیٰ ۴ رتی دونوں کو ملا کر پانی سے ۴ گولیاں بنائیں۔ اور دن بھر میں ایک ایک گولی کر کے ۴، ۵ گولیاں کھلا دیں۔ پوست انار ترش کو پانی میں جوش دے کر اس کا زلال تھوڑا تھوڑا پلائیں۔ آب کلر وندہ سبز مروق ایک ایک تچھ دن میں دو بار دینے سے سب کیڑے نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح آب ستیا ناسی سبز مروق چھ ماشہ صبح چھ ماشہ شام کو دینے سے دو ایک روز میں سب کیڑے مر کر نکل جاتے ہیں۔ آب کوہ سبز کا پلانا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ ایلوا، باؤبڑنگ، ہلدی، کمیلہ سب کو حل کر کے بقدر نخود گولیاں بنائیں، علی الصباح دو گولیاں کھلا کر اوپر سے دو ماشہ روغن ارنڈی پلائیں۔ یا صبر زرد، ایلیم، روغن چراغ سب کو ملا کر بچہ کی مقعد میں لگائیں۔

صرع اطفال کافور، ہینگ، جند بید ستر، افیون سب ہموزن پانی میں حل کر کے بقدر سرشف گولیاں بنائیں ایک گولی صبح ایک گولی شام کو آب سادہ سے کھلائیں۔ صرف گاؤ زبان بقدر با جرہ ماں کے دودھ میں ملا کر پلانا بالخاصہ مفید ثابت ہوا ہے یا تھوڑا سا نمک خوردنی پانی میں گھول کر نلکی کے ذریعہ ناک میں ٹپکائیں، عود صلیب چند، زبرجد یا سنگ کرجہ ان میں سے جو ممکن ہو کپڑے میں باندھ کر بچے کے گلے میں لٹکائیں۔ یا شاخ مرجان کو گرم کر کے بچہ کے ابرو کے درمیان داغ دیں۔ یا برومائیڈ آف پوٹاسیم ۲ گرین کھلائیں۔

خروج مقعد مازو، پھٹکری، ہر ایک چھ ماشہ ایک پاؤ پانی میں پکا کر اس میں روئی تر کر کے کانچ پر لگائیں۔ یا مرچ کھیل اسینٹ چھڑک دیں۔ یا پرانی غربال کا چرم جلا کر اس کا فاکستر چھڑک لیں۔ یا پوست انار خوب باریک سائیدہ چھڑکیں۔

درد سر روغن کاہو بچہ کی کنپٹی پر ملیں۔ پاؤں اور پنڈلیوں کو گرم پانی سے دھوئیں۔ [illegible] کے تلوے ملیں۔

عطاش کشنیز سبز، خرفہ سبز دونوں کو گھوٹ کر سر پر لگانا مفید ہے۔ یا تراشہ کدو سر پر لگائیں۔ سر پر صندل پانی میں تر کر کے کپڑا نیز روغن گل، سرکہ ہموزن ملا کر سر پر لگانا مفید ہے جب سر پر کپڑے لگائیں تو تا وقتیکہ سر کو خشک نہ ہونے دیں۔

آتشک اطفال کیلومل ایک گرین۔ کریٹا پوڈر (۹) دو گرین ان کو ملا کر ۹ پڑیاں بنائیں۔ ایک پڑیہ صبح ایک شام شیر مادر کے ہمراہ دیں۔

چیچک اگر اندر دب جائے تو چھوہارے ایک تولہ کو خوب باریک کتر لیں اور عرق گاؤزبان ۵ تولہ، عرق کیوڑہ دو تولہ میں بھگو کر ایک ایک گھونٹ پلائیں۔

ذات الریہ اطفال یا پسلی چلنا۔ یا ذات الریہ حقیقی یا برونکو نمونیہ۔ بچوں کی عام کمزوری یا سردی لگنے یا کھانسی وغیرہ سے یہ مرض بچوں کو ہوتا ہے جس کا اگر مناسب عند وخوض کیساتھ علاج نہ کیا گیا تو خطرناک ثابت ہوتا ہے اور بہت سے معصوم بچے والدین کی غفلت سے ہلاک ہو جاتے ہیں (۱) مصلح ہیلینڈ ۴ گرین کیلومل ۲ گرین۔ ایپکاک کو انا ۴ گرین۔ کاربونیٹ سوڈیم ۴ گرین سب دواؤں کو خوب ملا کر ۴ پڑیاں بنائیں اور ایک ایک پڑیہ تین تین گھنٹہ بعد دیں۔ قے و دست آکر فائدہ ہو جائیگا (۲) بنفشہ ایک عدد [illegible] تین ماشہ [illegible] ایک عدد سب کو آب برگ سبز میں کھرل کر کے بقدر ماش گولیاں بنائیں۔ ایک گولی صبح ایک شام شیر مادر میں حل کر کے کھلائیں۔ دو تین دن استعمال کرنے سے افاقہ ہو کر صحت ہو جائیگی۔ (۳) خون خرگوش [illegible] خشک کھری [illegible] شیر مادر میں [illegible] صحت ہوگی۔ (۴) روغن ماش، روغن [illegible] [illegible] گرم کر کے [illegible] جائے تو دو تولہ سفیدہ روغن خالص [illegible] میں ملا کر کسی چیز سے حل کر کے [illegible] گردن پر [illegible] مفید ثابت ہوتا ہے (۶) [illegible]

اور ہر وقت ضرورت ایک گولی ہمراہ عرق بادیان دیں۔ اس سے ایک دو دست اور قے ہو کر فوراً آرام ہو جائیگا۔ انشاء اللہ۔

دانت نکلنا جب جبڑے اور کلے میں درد ہو اور دانت نکلنے کے دن قریب ہوں اور بچہ مضطرب و بے قرار ہو تو سمجھ لیں کہ بچہ دانت نکال رہا ہے اس درد اور بیقراری کو دور کرنے کے لئے سگ بابونہ کو پانی میں جوش دیکر غرغرہ کرائیں اور لگ دعا ولا انہیں کو پیکر مسوڑھوں پر ملنا بھی مفید ہے۔ نیز اگر کوئی چیز وقت پر میسر نہ آئے تو اسی وقت کتیا کا دودھ چھ ماشہ، شہد صفا تین ماشہ دونوں کو ملا کر مسوڑھوں پر ملیں، دانت آسانی سے نکل آئیں گے۔ اگر ان تدابیر سے فائدہ نہ ہو تو کسی بہتر اور لائق ڈنٹل سرجن کو دکھا دینا چاہیئے۔

خارش دہن اگر بچہ انگلی کو زیادہ چبائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اسکے منہ میں خارش ہے ایسے وقت میں نمک طعام دو ماشہ پانی ۵ تولہ شہد ۲ ماشہ ملا کر بچے کو غرغرہ کرادیں۔ اگر اس میں سے کچھ حصہ حلق میں چلا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر بچہ کے ہاتھ میں اصل السوس مقشر کی ایک ڈلی پکڑا دیں تو بہت خوب ہوگا تاکہ وہ اس کو چوستا رہے اور جب دانت دکھائی دینے لگیں تو اوپر کی ترکیب سے فائدہ حاصل کریں۔

دق الاطفال یعنی سوکھا، یہ بچوں کے تمام امراض میں بہت نامراد اور خطرناک مرض ہے، بہت سے بچے اس مرض کے حملہ سے ملک عدم ہو جاتے ہیں اس مرض کو جڑ سے دور کرنے کیلئے ہم ایک بہترین نسخہ درج ذیل کرتے ہیں۔ جسکے متواتر ایک ماہ کے استعمال سے سوکھا ہوا لاغر سے لاغر بچہ طاقتور اور مثل تندرست کے ہو جاتا ہے اور تمام عوارض قے، پیاس، دست، بخار، بدہضمی اور قبض وغیرہ سب کے سب دور ہو جاتے ہیں۔

نسخہ: عود صلیب دو ماشہ، دانہ الائچی سفید ایک تولہ، مرچ سیاہ ایک ماشہ، زیرہ سفید ۱ ماشہ، زہر مہرہ خطائی تین ماشہ، پوست ہلیلہ زرد طباشیر، حجر الیہود ہر ایک چار ماشہ، اندر جو شیریں، صندل سفید، صندل سرخ ہر ایک تین ماشہ، ریش ہلیل چار ماشہ، زعفران، مروارید ہر ایک ۱ ماشہ، ورق نقرہ ورق طلاء ہر ایک ۱ ماشہ، مغز کنول گٹہ مغز کرنجوہ ہر ایک چار ماشہ ست گلو ۶ ماشہ سب کو باریک کرکے عرق گلاب ۵ تولہ، عرق کیوڑہ، عرق بید مشک ہر ایک دو تولہ میں خوب کھرل کرکے مونگ کے برابر گولیاں بنا کر خشک کریں۔ صبح و شام ایک ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ تازہ دیں۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر قدرت حق اور طب یونانی کا کرشمہ ملاحظہ فرماویں۔

صرع یعنی مرگی جسکو صرع الاطفال، ام الصبیان اور ریح الصبیان بھی کہا جاتا ہے اس کا علاج مادہ کے موافق کیا جاتا ہے اور تحقیق کے بعد گرمی یا سردی پہنچانے میں زیادہ نہ کریں، دایہ یعنی دودھ پلانے والی سے بھی پرہیز کرادیں اور حکم دیں کہ جماع سے پرہیز کرے کیونکہ جماع سے دودھ بگڑ جاتا ہے اور دودھ کا بگڑنا بچہ کے لئے باعث ضرر ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ بچہ دودھ سے فارغ ہو ذیل کا نسخہ تیار کرکے بچہ کو دیں۔

نسخہ: پوست ہلیلہ زرد، پودینہ سبز، تربد سفید، ہر ایک تین ماشہ باریک کرکے ایک سال کے بچہ کو ایک ماشہ اور تین سال کے بچہ کو تین ماشہ اور دو سال کے بچہ کو دو ماشہ ہمراہ نیم گرم پانی دیں۔ خدا کے فضل و کرم سے آرام ہوگا اور آئندہ دورہ نہ ہوگا اور بچہ کے گلے میں عود صلیب نر آویزاں کریں اور گاہے گاہے بچہ کو عود صلیب بھی استعمال کرادیں جو بہت مفید ثابت ہو چکا ہے۔

باد گولہ بعض دفعہ بچہ کے پیٹ میں باد گولہ پیدا ہو جاتا ہے اس بیماری میں بھی بچہ بہت بیقرار اور مضطرب ہوتا ہے ضد کرتا ہے اور چلاتا ہے ایڑیاں رگڑتا ہے اور جب پیٹ پر ہاتھ لگایا جائے تو بہت سخت معلوم ہوتا ہے جب بار بار روتا اور چلاتا ہے تو عقلمند دایہ سمجھ لیتی ہے کہ اسکے پیٹ میں یقیناً کچھ خلل ہے۔ ایسی حالت میں ضرور کسی حکیم کو دکھلانا چاہیئے، اور فوری علاج کے لئے کسٹر آئل ایک خوراک دیدینا چاہیئے اور پیٹ پر گرم پانی کی بوتل پھیرنی چاہیئے اور غذا کی احتیاط کرنی چاہیئے۔ اگر موسم سرما ہو تو پیٹ کو گرم رکھنا چاہیئے اور جب تک درد رفع نہ ہو ہرگز دودھ نہ دینا چاہیئے، اسکی بجائے آب گرم کا ایک ایک چمچہ نصف نصف گھنٹہ کے بعد یا جلد جلد دینا چاہیئے۔

قبض یہ بیماری بھی عموماً بچوں کو ہوتی ہے اور بڑے شخص کو اگر ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کا بچپن میں قبض کا علاج نہیں کیا گیا، دائمی قبض کو دور کرنے کے لئے بہتر یہی ہے کہ زمانہ شیر خواری میں اس کا احسن انسداد کیا جائے اور باقاعدہ پاخانہ کی بچہ کو عادت ڈالی جائے۔ مائیں بچہ کے قبض کی عموماً دو تین روز تک پرواہ نہیں کرتیں۔ اور اسکو روغن ارنڈی کی ایک خوراک دیدیتی ہیں اس سے بچہ کو پاخانہ تو آجاتا ہے مگر اسکے بعد ماں پھر غافل ہو جاتی ہے، اور پھر دو تین روز تک بچہ کو پاخانہ نہیں آتا، پھر ماں پریشان ہو کر ایک اور [illegible] روغن ارنڈی کی

امراضِ بچگان پر ایک سرسری نظر

از جناب زبدۃ الحکما پروفیسر حکیم ابوالحسن محمد احسان الحق صاحب امرتسر

ہم سطور ذیل میں چند امراض بچگان کا مختصر بیان مع علامات و علاج ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تاکہ امراض کی نوعیت آسانی سے سمجھ میں آسکے اور اگر کبھی حکیم یا ڈاکٹر یا وید میں سے کوئی بھی وقت پر نہ ملسکے تو ایسی حالت میں ان امراض کا آپ خود بخود تدارک کر سکیں۔ واضح رہے کہ بچہ کا تندرستی کی حالت میں پاخانہ کا رنگ زرد اور قوام پتلا ہوتا ہے اور اس میں کسی قسم کی بدبو نہیں ہوتی اور دن میں دو تین دفعہ پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور پیشاب تو ایک ایک گھنٹہ کے بعد ہوتا رہتا ہے قبض یا کسی دیگر مرض میں پاخانے کا رنگ و قوام تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لئے بچہ کے مرض کی تشخیص عموماً یا تو اسکے پاخانے سے ہوتی ہے یا اسکی حرکات و سکنات اور غیر معمولی رونے اور چلانے سے ہوتی ہے۔ پس ہر ایک بیماری کی کیفیت مع علامات و مفید نسخہ جات درج ذیل ہیں ان سے فائدہ حاصل کرکے دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیئے اور اس کار خیر میں قبلہ حکیم حاجی عبدالحمید صاحب کو بھی فراموش نہ فرمائیں، کیونکہ ناظرین کو یہ فوائد انہی کی ذات گرامی کی وجہ سے آپ کو حاصل ہوتے ہیں۔

دردِ شکم

بچہ کو پیٹ کا درد عموماً قبض کی وجہ سے ہوتا ہے، جب دیکھیں کہ بچہ ٹھہر ٹھہر کر اور بہت زور سے روتا اور چیخ مارتا ہے، اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنے سے آرام پاتا ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ اسکے پیٹ میں درد ہے، اسی وقت فی الفور عرق گلاب، عرق بادیان، عرق پودینہ ہر ایک دو دو تولہ، شہد مصفٰے خالص ایک تولہ ملا کر روزانہ تین چار مرتبہ دیں یا عرق گلاب، عرق الائچی، عرق اجوائن ہر ایک دو دو تولہ گلقند ۶ ماشہ ملا چھان کر صاف کریں اگر بچہ ایکماہ کا ہے تو چار ماشہ اور اگر چار ماہ کا ہے تو سات ماشہ ایک ایک گھنٹہ کے بعد پلا دیں اور پیٹ پر نیم گرم کسٹر آئل کی مالش کریں، انشاءاللہ العزیز فوراً آرام ہو جائیگا۔

قے و متلی

جسوقت بچہ کو قے یا متلی ہونے لگے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کا معدہ خراب ہے اور حد سے زیادہ بھرا ہوا ہے یا اس میں کوئی اور خرابی پیدا ہو گئی ہے جسکی وجہ عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ یا تو ماں اپنی چھاتیوں سے بہت دفعہ دودھ پلا دیتی ہے، یا گائے کا دودھ ایک ہی دفعہ بہت سی مقدار میں پلا دیتی ہے۔ اور اگر بچے دودھ پینے کے بعد فوراً قے کر دیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کو ضرورت سے زیادہ دودھ پلا دیا گیا ہے ٹھنڈ کے لگ جانے سے یا بچہ کو زیادہ حرکت دینے سے یا بہت تنگ کپڑے پہنانے سے بھی بچہ کو قے ہونے لگتی ہے دودھ کو باہر نکالنے کیلئے قے ایک بہترین قدرتی علاج ہے، ایسی حالت میں بچے کے معدہ کو ماں کے دودھ یا بازاری دودھ سے بھر دینا مناسب نہیں ہے اگر بچہ کو بار بار قے ہونے لگے تو کبھی بھی چار گھنٹہ سے پیشتر دودھ نہیں پلانا چاہیئے خواہ اسکی عمر چند ماہ کی ہی کیوں نہ ہو اور اگر اس تدبیر سے بھی قے بند نہ ہو تو فوراً کسی لائق حکیم صاحب کو دکھا دینا چاہیئے، کیونکہ ممکن ہے کہ کسی اور مرض کی علامت ہو، جبتک کسی حکیم کی خدمات حاصل ہوں تب تک اجوائن، پودینہ، بادیان، ملیٹھی ہر ایک دو دو ماشہ سب کو باریک کرکے شہد ملا کر ۲،۲ رتی کی خوراک نصف نصف گھنٹہ کے بعد عرق بادیان کے ہمراہ دیں۔

دیدانِ شکم

یہ مرض بھی بعض دفعہ بچوں کو ہو جاتا ہے اس کا فوراً علاج کرنا چاہیئے کیونکہ اگر مرض بڑھ گیا تو پھر اس کا زائل ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسکے لئے فوری طور پر پوست انار ترش، بیخ انار ترش، انار دانہ ہر ایک دو ماشہ، سب کو باریک کرکے نصف پاؤ عرق بادیان میں جوش دیں اور صاف کریں، اور دو ماشہ شیر خشت ملا کر بچہ کو پلائیں۔ دوائی پلانے سے پہلے بچہ کو تھوڑے سے دودھ پلا دینا چاہیئے

ذبحۃ الاطفال

یعنی نمونیہ اور پسلی چلنا، اس مرض میں بچہ کا سانس پھولتا ہے اور سکنک کرتا ہے [illegible] حد سے [illegible] ہوتی ہے اور بچہ بہت بیقرار ہو جاتا ہے بعض دفعہ پسلی میں گڑھا پیدا ہو جاتا ہے، جو دیکھنے میں [illegible] نظر آتا ہے اس کو دور کرنے کیلئے ہم ایک بہترین نسخہ درج کرتے ہیں جو نہایت اکسیر ہے،

نسخہ: [illegible] مغز [illegible] ہر ایک [illegible] ماشہ [illegible] تینوں کو خوب باریک کرکے شہد مصفٰے [illegible]

ویدک طب اور امراض اطفال

"ششو پالن"

از جناب برج وید سد صنوا وید انچارج ویدک ڈسپنسری نئی دہلی

(۱)

نوزائیدہ بچے کو ویدک میں "شیشو" کہتے ہیں۔ بچے کی پیدائش سے لیکر بڑے ہونے تک اُسکی پرورش کیسے کرنی چاہیئے اس کا نام "ششو پالن" ہے۔ اس مضمون کو اپنے اپنے طریقہ پر سب سائنسدانوں نے جُدا جُدا لکھا ہے۔ یہ صحیح بھی ہے کیونکہ اپنے اپنے ملکی حالات الگ الگ ہوتے ہیں پھر بھی ششو پالن کی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو سب جگہ ایک ہی سی پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان کی سرسبز زمین پر پیدا ہونے والے انسانی ششو کی پرورش کے بارے میں ہندو ویدوں نے کیا کیا اُصول بتلائے ہیں۔ میرا مقصد ان ہی کو اس مضمون میں بیان کرنا ہے۔ ناظرین آئندہ پڑھکر محسوس کرینگے کہ اس ملک کی آب و ہوا کے مطابق ویدک میں پرورش کے جو طریقے بیان کئے گئے ہیں وہ کتنے اچھے ہیں اور ان پر عمل کرنے والے والدین اپنی نسل کو برتر اور اعلیٰ بنا کر اپنی قوم اور ملک کو اچھی پرورش پائے ہوئے بچے دیکر ہندوستان کی کتنی بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔

(۲)

آیورویدک کی پرانی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے اسکے جوان ہونے تک جو پرورش کا طریقہ ہے مندرجہ ذیل سات درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) جات کرم، (۲) بچوں کے کپڑے (۳) رکھشا کرم (۴) انگ پریکشا (۵) الکیبر دھاتری پریکشا (۶) ان پراشن (۷) کریڈنک

آئندہ سطور میں انہی سات باتوں کو با ترتیب ناظرین کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

جات کرم۔ یہ لفظ جات اور کرم ان دو سے ملکر بنا ہے۔ جات سے مُراد ماں کے پیٹ سے جنم لینے کے ہیں۔ اور کرم کے معنی پرورش کے ہیں یعنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی بچے کی پرورش کے سلسلہ میں سب سے پہلے کیا کام ہونے چاہئیں، وہ جات کرم میں بتائے جائینگے دھرم شاستروں میں (یعنی مذہبی کتابوں میں) اس جات کرم کو بہت بڑا سنسکار مانا ہے۔

دھرم یعنی مذہب کی رو سے اسکی اور بیاکھیا کی جاتی ہے۔ ہمارا مطلب یہاں ویدک نقطۂ نگاہ سے جات کرم کے طریقوں کو جاننا ہے۔ دھرم شاستر کی رو سے بچہ ماں کے پیٹ سے پورے نو مہینے بعد جب اس دنیا میں آتا ہے تب اسے ایک مقررتاپ ماں (حرارت) میں رکھنا۔ زچہ کا کمرہ زیادہ سرد یا زیادہ گرم نہ ہونا چاہیئے۔ نوزائیدہ بچہ زیادہ گرم یا زیادہ سرد ہوا میں سانس نہیں لے سکتا۔ بلکہ ایک خاص اندازہ کی ہوا میں منہ کھول کر سانس لیتا ہے اور روتا ہے اور یہی اسکی جینے کی پہلی نشانی ہے۔ جو بچے اس طرح پیدا ہوتے ہی نہیں روتے اور سانس لیتے۔ ان کو ایسا کرانے کیلئے ہوشیار دائی کو کوئی نہ کوئی ترکیب کرنی چاہیئے۔ مثلاً بچے کی ناک منہ کو صاف کر دینا چاہیئے۔ تاکہ کوئی غلیظ مواد ہوا میں پھر کر رکاوٹ پیدا نہ کر سکے۔

ہندوؤں میں اسی لئے بچے کی پیدائش کے وقت گھر میں سنکھ بجانا ایک دھرم کا کام سمجھا جاتا ہے بعض جگہ تھال گھنٹہ بجایا جاتا ہے یا صرف سکے ٹکڑوں کا آپس میں کھٹ کھٹایا جاتا ہے۔ ان سب ترکیبوں سے بچے کے رونے و زندہ ہونیکا پتہ لگتا ہے۔ ہندو شاستروں میں یہی ہے کہ بچہ اسی طرح جب سانس لیتا و روتا ہو تب اسے روئی سے آہستہ آہستہ ہلکے ہاتھ سے صاف کر کے بچے کو گود میں لے کر اسکے کان میں "تم سی" (یعنی تو آدم ہے) کہنا چاہیئے۔ اور بچے کی زبان پر سونے کی باریک سلائی کے ذریعے شہد سے لفظ "اوم" لکھنا چاہیئے یہ کام بچے کی

دیدیتی ہے، جس سے بچہ کو اسکی عادت پڑجاتی ہے اور آہستہ آہستہ یہ مرض قدیم ہوجاتا ہے۔ اور پھر بچہ کو تھوڑا پاخانہ کم ہوا کرتا ہے اور پاخانہ کا رنگ بدلکر پیلا ہوجاتا ہے، اور بدبودار بھی ہوجاتا ہے، ہاتھ گرم اور پاؤں سرد ہوجاتے ہیں اور رخسارے بھی سرخ ہوجاتے ہیں اس حالت میں سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ اگر بچہ مصنوعی غذا سے پرورش پارہا ہے تو اسکے ساتھ لائم واٹر یعنی چونہ کا پانی بھی پلانا چاہیے۔ ذیل کی ترکیب سے لائم واٹر تیار کریں،

ترکیب ‎ ایک بوتل مصفے پانی سے بھر کر اس میں ۲ تولہ چونہ ڈال کر اسکا منہ بند کریں اور خوب حرکت دیں اور کسی جگہ حفاظت سے رکھیں اور بارہ گھنٹہ کے بعد اس کو نتھار لیں، ایک حصہ یہ پانی اور سات حصہ دودھ ملاکر بچوں کو پلائیں۔ اگر بروقت یہ تیار نہ ہوسکے تو اس وقت الائچی خورد، پودینہ، فلفل گرد یعنی مرچ سیاہ، بادیان ہر ایک تین ماشہ سب کا باریک سفوف تیار کر کے ایک ماہ سے نوماہ کے بچہ کو از تین تا چار رتی ہمراہ شیر گاؤ دینا چاہیئے اور جب پاخانہ زرد اور خشکی کیساتھ آوے تو اسوقت گندھک مصفے ایکماشہ ہمراہ دودھ دیں اس سے قبض اور خشکی رفع ہوگی،

اسہال یعنے دستوں کا آنا، یہ مرض عموماً بچوں کو پیدا ہوجاتا ہے ایسی حالت میں اگر کوئی مادہ خارج ہورہا ہو جو کسی قسم کی کمزوری کا باعث نہو تو اس کو روکنا نہیں چاہیئے اور اگر کمزوری کا باعث ہو تو ذیل کا نسخہ تیار کرکے استعمال کرائیں، برنج یعنے ساٹھی چاول ۳ ماشہ نارجیل، زہر مہرہ ہر ایک دو ماشہ، برگ نیم کلاں ۲۰ عدد، بادیان چار ماشہ، پودینہ دو ماشہ، اجوائن ۱۱ ماشہ سب کو باریک کر پانی ملاکر مرچ سیاہ کے برابر گولیاں بناکر خشک کریں، اور صبح و شام ایک ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ یا عرق بادیان دیں ٭

پیروں کھڑا ہو کر چلنے پھرنے کیلئے کچھ وقت لگتا ہے۔ اسلئے بچے کی رکھشا (حفاظت) کرنی بڑی ضروری ہے۔ اور یہی بات اس رکھشا کرم میں بتائی جائیگی۔

یہاں ایک سال میں سردی اور گرمی کے دو بڑے موسم بدلتے ہیں۔ سردی کے موسم میں بچے کے ننگا ہونے کی وجہ سے بیمار پڑ جانے کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ اسلئے بچے کی سب سے پہلی اور ضروری حفاظت سردی سے بچانا ہے۔ جاڑے میں بچے کو گرم رکھنا چاہیئے۔ کسی سہیلی کو دکھانے کیلئے ایک دم بچے کو بستر سے اٹھا لینا یا دروازے سے باہر لیجانا خطرناک ہے۔ اسی طرح بچے کو تیز گرم موسم میں گرمی سے بچانا چاہیئے۔ آنکھوں کی خاص طور پر اس موسم میں حفاظت کرنی چاہیئے۔ پرانی عورتیں ہمیشہ رات کو سوتے وقت سرسوں کے تیل کا کاجل لگایا کرتی ہیں یہ اچھی بات ہے۔ بچے کو الگ سُلانے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ رات کو کبھی کبھی اس کی دیکھ بھال رکھنی چاہیئے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ رات کے وقت بچے بستر میں پیشاب کر دیتے ہیں اور اسی پر پڑے سویا کرتے ہیں۔ یہ بہت مضرات ہے۔ اس لئے بچے کے کئی صاف پوتڑے رات کو اپنے پاس رکھنے چاہئیں۔ پیشاب پاخانہ کے گندے پوتڑوں پر پڑے رہنے سے بچے کے بدن پر خارش و سُرخی ہو جاتی ہے، اور جب یہ سُرخی وغیرہ ہو جائے تو اس کو جو کے پانی سے دھو ڈالنا چاہیئے۔ صابن کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے اور سوکھنے کے بعد اس پر کوئی مرہم لگا دینا چاہیئے۔ پڑھی لکھی آنائیں بچے کو مہینے میں ایک بار تولتی ہیں یہ اچھی عادت ہے۔ اس سے بچے کی جسمانی طاقت کا پتہ لگتا رہتا ہے۔ اگر بچہ تندرست ہو تو پیدائش کے وقت وزن ۸ پونڈ کے قریب اور لڑکی کا وزن سات پونڈ کے قریب ہوتا ہے۔ اس بارے میں یہ نقشہ ہمیشہ ماں کو اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔

عمر	جنس	وزن (پونڈوں میں)	اونچائی (انچوں میں)
پیدائش کے وقت	لڑکا	۷ ، ۵۵	۲۰ ، ۴
"	لڑکی	۶ ، ۱۶	۲۰ ، ۵
۶ مہینے کا	لڑکا	۱۶ ، -	۲۵ ، ۴
" "	لڑکی	۱۵ ، ۵	۲۵ ، ۰
۱۲ مہینے کا	لڑکا	۲۰ ، ۵	۲۹ ، ۰
" "	لڑکی	۱۹ ، ۸	۲۸ ، ۷
۱۸ مہینے کا	لڑکا	۲۲ ، ۸	۲۹ ، ۷
" "	لڑکی	۲۲ ، ۵	۳۰ ،
۲ سال	لڑکا	۲۶ ، ۵	۳۲ ، ۵
" "	لڑکی	۲۵ ، ۵	۳۲ ، ۵
۳ "	لڑکا	۳۱ ، ۲	۳۵ ، ۰
" "	لڑکی	۳۰ ، ۰	۳۵ ، ۰
۴ سال	لڑکا	۳۵ ، ۰	۳۸ ، ۰
" "	لڑکی	۳۴ ، ۰	۳۸ ، ۰
۵ "	لڑکا	۴۱ ، ۲	۴۱ ، ۷
" "	لڑکی	۳۹ ، ۸	۴۱ ، ۴
۶ "	لڑکا	۴۵ ، ۱	۴۴ ، ۱
" "	لڑکی	۴۳ ، ۸	۴۳ ، ۷
۷ "	لڑکا	۴۹ ، ۵	۴۶ ، ۲
" "	لڑکی	۴۸ ، ۴	۴۵ ، ۹

ناڑ (ناف) کاٹنے کے بعد کرنا چاہیے۔ ہندوستان کے کونے کونے میں یہ طریقہ رائج ہے خواہ اسکی شکل الگ الگ مقامات پر کچھ مختلف ہی کیوں نہ ہو، کہیں کہیں بچے کی زبان پر شہد کی بجائے گھی، گڑ، یا شیرہ لگایا جاتا ہو۔ اور آجکل بورد گلیسرین یا کاسٹر آئل کے دو تین قطرے بالک کی زبان پر لگائے جاتے ہیں۔ طبی نقطۂ نظر سے اس موقع پر بچے کی زبان پر سونے کی سلائی سے شہد لگایا جانا زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کیونکہ شہد بات، پت، اور کف (یعنی سودا، صفرا، بلغم) ان تینوں مادوں کو دور کرکے تریچک (دست آور) ہوتا ہے۔ سونے کی سلائی سو لگنے سے بدھی (عقل) میدھا ... ۔ دبل (طاقت) بڑھتی ہے۔ گلیسرین وگڑ کے شیرے میں اتنی طاقت کہاں ہے اسلئے بچے کے لئے اس موقعہ پر ویدک شاستروں کے مطابق سونے کی سلائی سے زبان پر شہد کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ خالص شہد سے بچے کی زبان پر اوم کا پتر (پاک) نام لکھنے کا ایک روحانی مطلب یہ بھی ہے کہ بچے کو بتایا جاتا ہو کہ "اے بچے تو اب اس سنسار میں آگیا ہو۔ اس کا جو مالک ہے اسی نے تجھے نرا یہ جنم دیا ہے۔ اے بچے تو ایشور کے نام کو یاد رکھیو اور اسے نہ بھولیو۔ اس سمندر میں تیری کشتی کو پار لگانے میں ایشور کا بڑا سہارا ہوگا۔ یہ شہد جو ہزاروں شہد کی مکھیوں کے ذریعے سینکڑوں پھولوں کے رسوں سے قطرہ قطرہ لے کر اکٹھا کیا گیا ہے۔ وہ تیری زبان پر لگایا گیا ہے۔ تاکہ تیری زبان ہمیشہ میٹھی بات بولے اور جس طرح ایک ایک پھول سے قطرہ قطرہ کرکے شہد بنا ہے اسی طرح تیرا وجود خاندان، گاؤں اور ملک وجاتی میں ایکتا (یکجہتی) پیدا کر سکے۔ شہد کی مکھیوں کی طرح تو بھی محنتی ہوکر اپنے گھر کنبے واپنے غریب بھائیوں کی خدمت کرے۔ جیسے یہ شہد بیماریوں کو ناس کرتا ہے۔ تو بھی اپنے غریب بھائیوں کی بیماریوں کو نشٹ کر (دور کر) اور اپنی عزت سے دیس کی عزت کو بڑھا اور سونے کی طرح چمکیلا (گنی) بن۔"

سونے کی سلائی سے شہد کے استعمال کا اثر ننھے بچے کے کومل (نرم ونازک) جسم میں بجلی کا ایک نیا اثر پیدا کرتا ہے۔ بچے کے بایک گلے اور زبان کی نسوں میں طاقت بڑھاتا ہے، زبان کی کمزوری کو دور کرتا ہے۔ تاکہ بچہ کبھی نہ تتلائے، اور زبان سے اچھے لفظ نکالے بچے کی زبان پر اس طرح شہد کا استعمال کرنے کے بعد بچے کو اشنان (غسل) کرانا چاہیئے۔ اسکے لئے موسم کے مطابق پانی کا استعمال کرنا چاہیئے اشنان کے کمرے وکھڑکی کا دروازہ بند رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ٹھنڈی ہوا نہ لگ جائے۔ ایک بڑا تولیہ یا چھوٹا نرم تولیہ بعد میں اُڑھا دینا چاہیئے

ایک صاف ستھری صندوقچی میں سیفٹی پن، اسفنج، پوڈر کا پھایہ، تیل، روئی وغیرہ سب چیزیں پہلے سے تیار رہیں بچے کو اشنان کراتے وقت گرم گھی کے پھائے سے اسکے تمام جسم کو صاف کرنا چاہیئے۔ گرم گھی میں نمک ملا کر مالش کرنی زیادہ مفید ہے، روزانہ استعمال کے لئے بچے کے گلے اور منہ کو خالص شہد میں باریک بُھنا ہوا سہاگہ ملاکر صاف کرنا چاہیئے۔ آجکل کی دائیاں بچے کو پانی سے اشنان کراتی ہیں۔ سیانی عورتیں چار مہینے تک بچے کے بدن پر ہمیشہ کڑوے تیل کی مالش کرکے آٹے کی لوئی سے اس تیل کو سکھا کر گنگنے پانی سے بچے کو نہلاتی ہیں۔ یہ طریقہ بہت اچھا ہے بچے کی بغل، ران، کان، جانگھوں میں اور جہاں کھال کے چپکنے اور میل کے جمع ہونے کا اندیشہ ہو خوب تیل مل کر آٹے کی لوئی پھیرنی چاہیئے۔ بالک بہت کمزور اور سست ہو تو اسے پانی میں نمک ڈال کر نہلانا چاہیئے۔ اگر نہلانے کے پانی میں منیٹھی یا ہلدی ڈال کر گرم استعمال کیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ چھوٹے بچے کیلئے صابن کم سے کم استعمال کرنا چاہیئے۔

(۲) **بچے کے کپڑے** ۔ اس سے پہلے کی سطروں میں بچے کو اشنان دینے کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب بچے کے پہنانے کے کپڑے کے بارے میں ویدک شاستروں کی ہدایات کا ذکر کیا جائیگا۔

چرک مہاراج نے لکھا ہے۔ بچے کے کپڑے (خواہ وہ پہنانے کے ہوں یا اوڑھنے کے یا بچھانے کے) بہت نرم، صاف، ستھرے، خوشبودار اور ہلکے ہونے چاہئیں۔ شروع شروع میں دو مہینے تک بچے کو لمبے کپڑے پہنانے چاہئیں۔ جاڑوں میں بچے کے کپڑوں کے لئے سب سے اچھی چیز اون ہے۔ یہ ضروری ہو کہ بچے کے جسم سے لگنے والا کپڑا اون کا ہو۔ بچھونے کے کپڑے بھی ہلکے، گرم، صاف ستھرے ہونے چاہئیں۔ بچے کو رات میں گرم رکھنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ دن کو۔ سردی میں رات کو اُسے ٹھنڈ نہ لگے۔ جوں جوں بچہ بڑا ہوتا جاتا ہو بچھونے پر اُلٹ پلٹ کر یا پیروں کے زور سے اُوڑھے ہوئے کپڑے کو اتار کر ننگا ہو جاتا ہو۔ اسلئے بعض مائیں کمبل یا رضائی کو سیفٹی پن سے جوڑ دیتی ہیں۔ بچے کے بچھونے روزانہ دھوپ میں سکھانے چاہئیں۔ تاکہ پیشاب وغیرہ کی بدبو بچھونے سے نہ آئے۔

(۳) **رکھشا کرم (حفاظتی تدابیر)** دوسرے چوپایوں کے بچوں کے برعکس انسان کا بچہ ہونے کے دن سے تقریباً دو برس تک دوسروں کا محتاج رہتا ہے۔ گائے کا بچہ پیدا ہوتے ہی اپنے پیروں کھڑا ہوکر دودھ چوسنا شروع کر دیتا ہو۔ لیکن انسان کے بچے کو اپنے

[illegible] کی جگہ شہد کا استعمال کرنا چاہیئے۔ دودھ چھڑانے کا وقت ۱۱ مہینے سے چودہ مہینے کے درمیان ہوتا ہے۔

اَن پراسن :- جب تک بچے کے دانت نہ نکل آئیں اس وقت تک دودھ پر رکھنا چاہیئے۔ جب دانت نکل آئیں تب اسکو اناج دینا چاہیئے۔ اناج کھلانے کا نام ہی "ان پراسن" ہے۔ ہندو سماج میں اس موقع پر بڑی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ جب بچے کے چار پانچ دانت نکل آئیں تو اوپر کے دودھ کیساتھ ساتھ پرانے چاول، کھیر، آلو، کھیا وغیرہ وغیرہ چیزیں دی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ بچے کے لئے دودھ ایک مکمل غذا ہے، بچے کے جسم کے لئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہے، وہ سب صرف دودھ میں موجود ہیں اس لئے دودھ زیادہ اور اناج تھوڑا استعمال کرنا چاہیئے۔ دودھ کے ساتھ ساتھ ایک برس کے بچے کو دودھ چاول، کھیر، مالودہ کچلا ہوا آلو، علاوہ تازہ پھلوں کا تازہ رس، سبزیوں کا شوربہ دینا چاہیئے۔ آم کا رس، کیلا، نارنگی، آڑو وغیرہ بھی مفید چیزیں ہیں۔

کھیر ند نگ :- اس سے مراد بچوں کے کھلونوں سے ہے۔ بچے کی خوراک کو ہضم کرکے اس کو خوش و خرم بنانے اور اسکی جسمانی قوت کو بحال رکھنے کیلئے کھلونے خاص درجہ رکھتے ہیں۔ پرانی ویدک کتابوں میں لکھا ہے کہ بچوں کے کھلونے مختلف قسم کے ہونے چاہئیں۔ ان کی آواز سریلی ہو۔ نہ وہ بہت بڑے ہوں کہ بچہ ان کو سنبھال ہی نہ سکے۔ نہ بہت چھوٹے ہوں کہ بچہ منہ میں رکھ لے۔ اور وہ کوئی نقصان پہنچا جانے والے ہوں۔ جست یا لوہے اور ربڑ کے بنے ہوئے روغنی کھلونے بچے کے ہاتھوں میں نہ دینے چاہئیں۔ کیونکہ ان کو نہ صرف چبھنے ہی میں خطرہ رہتا ہے۔ بلکہ بچہ انہیں چاٹ کر خراب روغن سے اپنی صحت کو بگاڑ لیتا ہے۔ ان کھلونوں کی دوستی بچے کیلئے ایسی میٹھی ہوتی ہے کہ ننھا معصوم بچہ ان کے ساتھ ہل مل کر رہتا ہے اور اپنا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ یہی کھلونے بچے کے دلی دوست اور ہم کھیل ملاقاتی ہوتے ہیں۔ انہی سے بچہ کھیلتا، ہنستا، لڑتا جھگڑتا اور خوش رہتا ہے۔ بچے کے دماغ کو صحیح بنانے والا سب سے پہلا اُستاد بچوں کا گونگا کھلونا ہی ہے۔ جو باتیں بچہ ان سے سیکھتا ہے اس کا اثر بچے کے دماغ پر بہت زیادہ اور مستقل رہتا ہے۔ بچے کی طبیعت کا رخ اسکی ہونے والی دماغی ترقی کی پہلی سیڑھی بچے کے یہی کھیل ہیں۔ ماں باپ کو بچے کی طبیعت کو دیکھ کر اُسکے مطابق اُسے گیان دینا چاہیئے۔ کچھ بڑا ہونے پر بچہ ہر بات کا کھوج نکالنا شروع کرتا ہے۔ ایک سمجھدار ماں دو برس کی عمر سے پہلے ہی کھیل کے بہانے اسے بہت کچھ سکھا دیتی ہے۔ جوں جوں بچہ بڑا ہوا اسے اپنے کھلونوں کو صفائی سے رکھنا سکھانا چاہیئے۔ اسی طرح انہی کھلونوں کے ذریعے اور بہت سی باتیں آہستہ آہستہ سمجھانی چاہئیں۔ ناظرین! قوم کے لئے کارآمد بچے بنانے کے کچھ طریقے جو ویدک کتابوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہیں آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ان پر غور کیجئے۔ اور جس چیز کو آپ صحیح سمجھیں اس پر عمل کرکے فائدہ اُٹھائیے۔

تولنے میں بڑی دقت شاید بچوں کو تولنے کی ترازو کے نہ ملنے کی ہو سکتی ہو لیکن بڑے بڑے ڈاکٹروں کے ہاں یہ چیز مل جاتی ہے مگر گھر میں بھی بڑی ترازو میں بچے کو تولا جا سکتا ہو۔ بچے کی صحت کی حفاظت تازی ہوا، بروقت خوراک، اُجلے اور صاف کپڑے اور بچے کو وقت پر سلانا ہی

(۴) **انگ پریکشا** جس طرح بچے کو تولتے رہنے سے اسکے جسم کی ترقی کا اندازہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح بچے کے جسم کے ہر ایک حصے کی تندرستی کا خیال رکھنا چاہیئے۔ نوزائیدہ بچے کے جسم کے حصوں کی پڑتال کرنے کا نام انگ پریکشا ہے۔

ویدک کی کتابوں میں انگ پریکشا (جسم کے حصوں کی پڑتال) کے لئے خاص طور پر زور دیا ہے۔ کیونکہ بہت سے بچوں میں پیدائش کے وقت پاخانہ کا سوراخ (پیشاب کی نالی کا سوراخ نہیں ہوتا) یا تنگ ہوتا ہے۔ ہونٹ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ آنکھیں کبھی بند یا کم کھلی ہوئی ہوتی ہیں۔ پاؤں مڑے یا تنے ہوئے ہوتے ہیں۔

انڈکوس (خصیئے) پیٹ کی تھیلی سے نکلکر اپنی جگہ میں آگئے ہیں یا نہیں۔ ان سب حالات کی تحقیق بہت ضروری ہے۔ بچے کی ماں کو سوزاک یا آتشک ہو تو اسکی یونی (شرمگاہ) کے زہریلے مادے سے بچے کی آنکھوں کو خاص طور پر بچانا چاہیئے۔ اور ایسی حالت میں بچے کی آنکھوں کو سلور نائٹریٹ کے بہت ہلکے سیال سے دھو دینا چاہیئے۔ بہرحال بچے کی آئندہ جسمانی ترقی کے لئے اسکے جسم کے تمام حصوں کی پڑتال کرنا بہت ضروری ہے۔

(۵) **اکیشر (یعنی دودھ اور دھالے) پریکشا**، انگ پریکشا کے بعد بچے کی پرورش کا سب سے ضروری مسئلہ اسکی خوراک کا آتا ہے نوزائیدہ بچے کی قدرتی خوراک اسکی ماں کا دودھ ہے۔ قدرت بھی ایسی ضروری چیز کو بڑی حفاظت کے ساتھ ماں کے پستانوں میں حفاظت سے رکھتی ہے۔ اسلئے دودھ کے مسئلہ کا صحیح حل بہت ضروری ہے۔ ویدک کی کتابوں میں بچے کیلئے ماں کے دودھ کو امرت کہا گیا ہے۔ واقعی ماں کا دودھ بچے کے لئے اکسیر ہے۔ نوزائیدہ بچے کو ماں کے دودھ پر ڈالنا چاہیئے۔ اس سے ماں اور بچہ دونوں کو بڑا فائدہ ہوتا ہے جب ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ اور بچہ پستانوں کو چوستا ہے۔ تو گربھاسیہ (رحم) خود بخود سکڑنا شروع ہوتا ہے، اور اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ اس سے ماں کو بھی صحت حاصل ہوتی ہے، اور بچہ بھی پلتا ہے۔ ماں کا دودھ شروع شروع میں کچھ دست آور ہوتا اور اسکے استعمال سے بچے کے پیٹ کی صفائی خود بخود ہوتی ہے۔ انسانی دودھ سے پلا ہوا بچہ ہمیشہ تندرست و ہنستا کھیلتا ہوتا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل حالات میں ماں کا دودھ نقصان دہ ہوتا ہے

(۱) جب ماں تپ دق سے بیمار ہو۔
(۲) کم جات (یعنی ماسا ہو)
(۳) پرسوت جو (یعنی زچہ کے بخار) سے بیمار ہو۔
(۴) جب دودھ کم اُترتا ہو۔
(۵) یا حاملہ ہو گئی ہو
(۶) دودھ پلانے کے دنوں میں خون کی کسی خاص بیماری میں مبتلا ہو، بچے کو ایسے حالات میں کسی اور دودھ پلانے والی کے دودھ پر ڈالنا چاہیئے۔ دھالے (مرضعہ) .... کو رکھنے سے پہلے اس کا امتحان کرنا چاہیئے۔ اچھی دھالے کی ویدک کتابوں میں یہ صفتیں لکھی ہیں دھالے اچھی کل کی ہونی چاہیئے، جوان ہو اپنے ہی ملک کی ہو، دھنیا لک (یعنی کسی اعضا میں نقص نہ ہو) کسی قسم کا نشہ نہ کرتی ہو۔ بچے والی ہو، کام میں چست، صاف ستھری اور بچوں سے پیار کرنے والی ہو، ایسی دھالے (مرضعہ) کے تمام جسم اور خاص کر پستانوں کا معائنہ ضرور کرنا چاہیئے کہ وہ بہت لمبے یا زیادہ چھوٹے کمزور سوکھے ہوئے تو نہیں ہیں جس سے بچے کو دودھ پینے میں تکلیف ہو۔ دھالے یا ماں کی چھاتی میں دودھ کی کمی ہو تو اسے دودھ بڑھانے والی دوائیوں سے ٹھیک کر لینا چاہیئے۔ اگر اس طرح بھی دودھ کا انتظام نہ ہو سکے تو گائے بکری کے دودھ پر یا نا چار ڈبے کا دودھ دینا چاہیئے۔ گائے اور بکری کے دودھ کو شروع شروع میں سادہ یا چونے کا پانی ڈال کر ہلکا کر لینا چاہیئے تاکہ بچے کو جلد ہضم ہو سکے۔ اگر دودھ اُوپر کا دینا ہو تو دودھ پلانے کی بوتل کو ربڑ کے نپل سمیت نمک یا سہاگہ کے پانی سے اچھی طرح دھو لینا چاہیئے کبھی کبھی بچے کو سادہ پانی بھی دینا چاہیئے۔

سنگدانہ مرغ کے ہمراہ سفوف بنالیں، خوراک دو برنج،

(۱۱) جائفل ۶ ماشہ، افیون ایکماشہ، خوب سحق کرکے حبوب بقدر دانۂ سرسوں بنالیں۔ ایک ایک گولی دن میں دو سہ بار دیں۔

(۱۲) باؤبڑنگ ۱ ماشہ، صندل سرخ ۴ سرخ، سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

(۱۳) توتیائے سبز، افیون ہموزن سفوفاً، خوراک ایک چاول مزمن اسہال میں اکسیر ہے۔

پیچش

(۱) رال، کتھہ سفید، بیلگری ہموزن سفوفاً، خوراک ایک سرخ

(۲) بارتنگ ایک ماشہ، عرق گلاب دو تولہ میں جوشدہ کرکے مصری ملاکر پلائیں۔

(۳) پارہ مصفےٰ ایک ماشہ، گندھک آملہ سارا ۱ ماشہ ہر دو کی کجلی کرلیں پھر اس میں ناگرموتھہ ایک ماشہ، افیون ۱ ماشہ، اندرجو ۱ ماشہ گل دھاوا ایکماشہ، موچرس ایکماشہ، بیلگری ۱ ماشہ، لودھ پٹھانی ایکماشہ ملاکر دو یوم سحق بلیغ کرلیں اور سفوف بناکر محفوظ رکھیں خوراک ایک چاول

(۴) سہاگہ، افیون، شنگرف ہموزن آب لیموں میں تین مرتبہ سحق کرکے سفوف بنارکھیں، خوراک ایک چاول۔

(۵) کتھہ ایک تولہ، بیلگری ایک تولہ، مکرکس دو ماشہ، سوڈا بائیکارب تین ماشہ، ریوند چینی دو ماشہ، الائچی دو ماشہ، زنجبیل دو ماشہ افیون دو گرین، سفوفاً خوراک ۱ سرخ

(۶) کتیرا ۱ تولہ، نشاستہ دو تولہ، صمغ عربی ایک تولہ، سفوفاً، خوراک ایک سرخ،

عطاش!

(۱) طباشیر ۱ ماشہ، کہربا ۱ ماشہ، زہر مہرہ خطائی چار سرخ، مروارید ۴ سرخ سفوفاً خوراک ایک سرخ، شیرہ خرفہ اور شربت انار کے ہمراہ دیں۔

(۲) طباشیر ۱ ماشہ، کہربا ایک ماشہ، جو کے ستو تین ماشہ، زمرد سائیدہ ½ سرخ، مروارید ناسفتہ سائیدہ ۴ برنج، اندرود ½ ماشہ سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

(۳) طباشیر دو ماشہ، زیرہ سفید ۴ ماشہ سفوفاً، خوراک دو رتی ہمراہ عرق بیدمشک و کیوڑہ دیں

(۴) مغز کنول گٹہ کی سبزی، سفوفاً، خوراک بقدر ضعف برنج،

(۵) مروارید ناسفتہ، ورق طلا ہموزن عرق بیدمشک میں دو یوم کھرل کرکے سفوف بنالیں، خوراک ایک چاول

ضعف دماغ

(۱) زرنب ۹ ماشہ، کندر ۱ ماشہ، وج دو ماشہ، زنجبیل ۱ ماشہ کلونجی ۱ ماشہ، سفوفاً خوراک ۱ رتی۔

(۲) کیلسیم فاسفیٹ دو تولہ۔ پوٹاسیم فاسفیٹ ۱ ماشہ، مگنیشیا فاسفیٹ تین ماشہ، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۳) اصل السوس ۱ ماشہ، بادیان ۲ ماشہ، گل اذخر تین ماشہ، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ،

(۴) آملہ تازہ کو گھوٹ ڈالیں اور آب افشردہ آملہ تازہ سے ۴ دفعہ تر و خشک کرلیں۔ پھر سفوف بنالیں اور محفوظ رکھیں خوراک ۱ یا ۲ سرخ،

(۵) مروارید ناسفتہ تین ماشہ، کہربا ۲ ماشہ، طباشیر ایک تولہ، بہمن سفید ۱ تولہ، پوست ہلیلہ کابلی ۱ تولہ، ابریشم مقرض ایک تولہ، برادہ صندل سفید ۱ تولہ، تخم فرنجمشک ۱ تولہ، ورق طلا ۲۰ عدد ورق نقرہ ۶ ماشہ، سفوف بنالیں، خوراک ۱ یا ۲ سرخ۔

سعال و شہیقہ

(۱) ناگرموتھہ، اتیس، کاکڑا سنگی، فلفل دراز ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۲) ملیٹھی، شکر تیغال، کاکڑا سنگی، بیخ چرچٹہ، ہموزن سفوفاً خوراک، ایک سرخ،

(۳) کاکڑا سنگی، ۱ ماشہ، زنجبیل ۲ ماشہ فلفل دراز ۲ ماشہ سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۴) زنجبیل، فلفل سیاہ، فلفل دراز، کاکڑا سنگی، پہوکر مول، پوست ہلیلہ، آملہ، سیاہ نمک، نمک سانبھر، جوا کھار ہموزن سفوفاً، خوراک ۱، ۲ سرخ۔

(۵) وائنم اپیکاک، ۱ ڈرام، شہد خالص ۱۔ اونس۔ سفوفاً، خوراک ۱۰ قطرے۔

مجربات امراضِ اطفال

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی مبارک منزل لاہور

قبض!

(۱) کالادانہ تین ماشہ، نمک لاہوری تین ماشہ، زنجبیل ۱ ماشہ سفوف بنالیں، خوراک دو رتی،

(۲) پوست ہلیلہ زرد تین ماشہ، سنا مکی تین ماشہ، گل سرخ تین ماشہ، بادیان تین ماشہ، نمک تین ماشہ، سفوفاً، خوراک دو رتی۔

(۳) سنا مکی دو ماشہ، اصل السوس دو ماشہ، بادیان ۱ ماشہ، گندھک آملہ سار ۱ اکیماشہ، کوزہ مصری ۲ ماشہ، سفوفاً، خوراک دو رتی،

(۴) سہاگہ شگفتہ، الائچی کلاں، ریوند چینی، ہموزن، سفوفاً خوراک ۱ رتی۔

(۵) ہلیلہ، آملہ، ہلیلہ سیاہ، فلفل دراز، نمک سیاہ، شکر سرخی ہموزن، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۶) شربت انجیر بقدر ۳۰ بوند چٹانا مفید ہے۔

(۷) روغن ارنڈی بقدر ایک چائے کے چمچے کے دینا مفید ہے

سوء ہضم

(۱) دانہ الائچی، زنجبیل، قرنفل، زیرہ سیاہ، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ

(۲) زنجبیل، سوڈا بائیکارب، ریوند چینی، ہموزن، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔

(۳) پوست ہلیلہ، پوست آملہ، اجوائن، بادیان، زنجبیل، سیندھا نمک، زیرہ سیاہ، نمک طعام ہموزن، سفوفاً، خوراک ۱، ۲ سرخ۔

(۴) پوست ہلیلہ، زنجبیل، بادیان، پوست درخت اندرجو، فلفل دراز سیندھا نمک، نوشادر ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ رتی۔

مٹی کھانے کی عادت

(۱) بادیان ۵ ماشہ، انیسون تین ماشہ، تخم کرفس تین ماشہ، کلونجی صفحے ۵ ماشہ، اجوائن اکیماشہ، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۲) کے اولین ۱ تولہ، اولین جوئی پرہ بند سفوفاً، خوراک دو سرخ۔

اسہال!

(۱) لودھ، اندرجو، آملہ، کشنیز خشک، مشک بالا، ناگرموتھہ ہموزن سفوفاً، خوراک، ایک سرخ۔

(۲) بیلگری، گل دھاوا، مشک بالا، گج پیپل، لودھ پٹھانی، ہموزن، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۳) مازو، ماشہ، افیون دو سرخ، دارچینی تین ماشہ، سفوفاً خوراک نصف سرخ،

(۴) پارہ مصفیٰ اکیتولہ، آرد اصل السوس ۵ تولہ، گلقند ۵ تولہ، دو تین یوم سحق بلیغ کرکے سفوف بنالیں، خوراک ½ سرخ

(۵) طباشیر کہربا، دانہ ہیل، عود غرقی، مصطگی، سنبل الطیب ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ ہمراہ رُبِ بہی۔

(۶) دارچینی چار ماشہ، اندرجو دو ماشہ، کھریامٹی ایک ماشہ سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۷) انیسون اکیتولہ، تخم کرفس اکیتولہ، فلفل دراز ایک تولہ، افیون تین ماشہ، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۸) خس، بیلگری، گل دھاوا، اندرجو شیریں ہموزن، سفوفاً خوراک ۱ سرخ

(۹) غنچہ انار اکیعدد، جوزبوا اکیماشہ، افیون خالص ایک ماشہ چاکسو مقشر ۱ ماشہ، رسوت ایک ماشہ، نرکچور ایک ماشہ، زیرہ سفید ایک ماشہ، ہلدی خراشیدہ ۱ ماشہ، کونپل نیم ۱ ماشہ کونپل ببول ایک ماشہ، خوب کھرل کرکے سفوف بنالیں۔ خوراک ۱ سرخ۔

(۱۰) ایک سیب کشمیری میں لونگیں لگا دیں اور سایہ میں خشک کرلیں پھر ان لونگوں کو نکال کر بقدر تین ماشہ لے لیں۔ اور اکیعدد

سہاگہ بریاں، کتیلہ، تالیس پتر، مساوی الوزن، سب اجزا کو ہمراہ عرق تلسی تین یوم سحق کر کے حبوب بقدر دانہ مونگ بنالیں۔

(۶) قسط شیریں، قرنفل ہموزن، سفوف بنالیں۔ خوراک ایک سرخ۔

(۷) کچلہ مدبر دو سرخ، ریشہ درخت پیپل ایک تولہ سفوف بنالیں خوراک ۱ سرخ

(۸) کندر، صبر، جند بیدستر، ہموزن سفوف بنالیں۔ خوراک ۱ سرخ۔

(۹) عود صلیب، جدوار خطائی ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۱۰) پودینہ، بلیلہ زرد، تربد سفید ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ یا ۲ سرخ

(۱۱) پیپل، پیپلا مول، چب، چترک، زنجبیل، ترپھلہ، باؤبڑنگ، سیندھا نمک، اجوائن، کشنیز، زیرہ سیاہ، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ،

مقوی و مولد خون

(۱) زنجبیل، ہیرا کسیس، ریوند چینی، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ،

(۲) فیرائی کارب، نوشادر، ہموزن، خوراک ۱/۲ برنج

سِل ودق

(۱) تخم گاؤزباں، ست گلو، طباشیر ہموزن سفوفاً، خوراک ایک رتی ہمراہ شیر خرمادہ۔

(۲) مرجان فربہ ایک تولہ، شیر خرمادہ ۲ پاؤ، اس قدر سحق کریں کہ سفوف ہو جائے، خوراک ایک سرخ۔

(۳) گلوہ سیر، چرائتہ ۵ سیر، شاہترہ ۱/۲ ۲ سیر، ہر سہ ادویہ کو یکجا جلا کر بطریق معروف نمک نکال لیں، خوراک ۲ برنج۔

(۴) کچلہ، بھینس کے پتے (زہرہ گاؤمیش) میں مدبر کر لیں اور ہموزن فلفل دراز ملا کر سفوف بنالیں۔ خوراک ایک چاول

(۵) ورق طلا تین ماشہ، دانہ فلفل دراز ایک تولہ، ایک روز کامل سحق بلیغ کر کے سفوف بنالیں۔ خوراک ایک چاول

(۶) طباشیر ایک تولہ، ورق نقرہ ۲۵ عدد، سفوفاً، خوراک ایک سرخ۔

(۷) یوکونین ۱ ماشہ، ست گلو تین ماشہ، کشتہ مرجان دو ماشہ سفوفاً، خوراک ایک سرخ۔

بخار (حمّیٰ)

(۱) نوشادر، سوڈا بائیکارب، سنکونا فبریفیوج، ہموزن سفوفاً خوراک ایک سرخ ملیریا میں مفید ہے۔

(۲) تخم تلسی، فلفل دراز، طباشیر، ست گلو، زیرہ سفید ہموزن، سفوفاً، خوراک ایک سرخ۔

(۳) ستِ گلو، اتیس، ہموزن سفوفاً، خوراک ایک سرخ

(۴) گاؤ دنتی بہ شیر برگ شاہترہ دو کشیدہ خشک کشتہ کنند خوراک دو برنج،

(۵) مغز کرنجوہ، پیپل، زیرہ سفید، کونپل درخت کیکر، ست گلو ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔

(۶) ست گلو، زہر مہرہ، تخم تلسی، اتیس، کشتہ گاؤ دنتی، کشتہ مرجان، ورق نقرہ، مساوی الوزن، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۷) یوکونین ۳ ماشہ نوشادر ۱۶ سفوفاً، خوراک دو سرخ

(۸) یوکونین تین ماشہ، پوٹاشیم برومائیڈ دو ماشہ، سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

مشتہی وہاضم

(۱) بادیان، زیرہ سفید، کبابہ، گل سرخ ہموزن سفوفاً، خوراک ایک سرخ۔

(۲) ٹاکاڈیاسٹیس　　۵ گرین
سوڈا بائیکاربیٹ　　"
پے پین　　"
منتھال　　۱/۴ گرین
سفوف بنالیں، خوراک ۱ سرخ،

ڈبہ اطفال

(۱) تخم ستیاناسی، عصارۂ ریوند ہموزن، سفوفاً، خوراک برنج برابر۔

(۲) توتیائے سبز ۱ رتی، مغز کرنجوہ ۱ عدد، شحم حنظل ایک تولہ ایکدن برابر سحق بلیغ کر کے سفوف بنالیں خوراک ایک چاول

(۶) مغز کرنجوہ، فلفل دراز ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ
(۷) رب السوس دو ماشہ، صمغ عربی دو ماشہ، کاکڑا سنگی دو ماشہ، ابرسا ۱ ماشہ، فلفل سیاہ ۱ ماشہ، ایکسٹرکٹ بیلاڈونا ایک رتی سفوفاً خوراک ۱ سرخ
(۸) کاکڑا سنگی، اجوائن خراسانی، نمک سانبھر، پیپلا مول، ملٹھی ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔
(۹) اصل السوس، زنجبیل، نوشادر، فلفل دراز، نبات سفید ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ
(۱۰) کاکڑا سنگی، پیپلا مول، نمک، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ
(۱۱) رب السوس ۹ ماشہ، فلفل سیاہ ایک ماشہ، نوشادر ۲ ماشہ ایلوا ایک ماشہ، سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔
(۱۲) پھلی امل تاس کو جلا کر کوئلہ کر لیں اور سفوف بنا کر محفوظ رکھیں خوراک ۱ رتی۔

ضیق النفس و دمہ

(۱) تخم دھتورہ، فلفل دراز ہموزن سفوفاً، خوراک ½ برنج
(۲) زنجبیل نصف ماشہ، سوڈا بائیکارب دو ماشہ، سفوفاً خوراک ایک سرخ
(۳) سوڈا آیوڈائیڈ، سوڈا بائیکارب دو ماشہ، سفوفاً خوراک ایک سرخ۔
(۴) تخم دھتورہ ایک تولہ، راسنہ ۱ ماشہ، زنجبیل ۳ ماشہ سفوفاً، خوراک برنج برابر۔
(۵) سیماب مصفیٰ ۱ ماشہ، گندھک آملہ سار ۳ ماشہ، سہاگہ بریاں ۳ ماشہ، ترکٹہ (سانٹھ ۲ ماشہ، فلفل سیاہ ۲ ماشہ، دار فلفل ۲ ماشہ، زنجبیل ۲ ماشہ) سفوفاً، خوراک برنج برابر۔
(۶) فلفل سیاہ، کاکڑا سنگی، نمک سانبھر، مساوی الوزن خوراک ۱ سرخ۔

گھیگا (گلھڑ)

(۱) کالی ذیری تین ماشہ، نوشادر ۹ ماشہ، گلھڑ پتہ ۱ تولہ سفوفاً، خوراک ایک سرخ
(۲) سوڈا آیوڈائیڈ، نمک خوردنی، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ

مبارکی (سبا)

(۱) ست گلو ۱ ماشہ، الائچی خورد ایک ماشہ، طباشیر ایک ماشہ دارچینی ایک سرخ، دار فلفل ایک سرخ، سفوفاً خوراک ایک رتی۔
(۲) مروارید ناسفتہ ایک ماشہ، ابریشم خام ۵ ماشہ، عرق کیوڑہ سے دو یوم صلایہ کر کے سفوف بنا لیں، خوراک ۱ سرخ
(۳) خمیرہ مروارید دو ماشہ ہمراہ عرق کیوڑہ دیں۔

بروز حصبہ و جدری

(۱) ورق طلا دو عدد، مغز بادام مقشر دو عدد، مویز منقے سیاہ تین عدد، مروارید ناسفتہ دو سرخ خوب سحق کر کے حبوب بقدر دانہ مونگ بنا لیں۔ ایک ایک حب صبح و شام دیں
(۲) خاکسی تین ماشہ، عناب، دانہ گاؤزبان ۵ ماشہ جوشاندہ کر صاف کر کے مصری ملا کر پلائیں۔
(۳) زدراج دانہ (جسکی ہندو مالا بناتے ہیں) بقدر ۱ سرخ کیوڑہ میں گھس کر پلائیں۔

ام الصبیان و صرع اطفال

(۱) پوٹاسیم برومائیڈ ۱ ماشہ، عود صلیب تین ماشہ سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔
(۲) جدوار خطائی، استخوان سر انسان سوختہ، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔
(۳) عود صلیب ۱ ماشہ، جدوار خطائی ۴ سرخ، جند بید ستر ۳ سرخ انیسون ۵ سرخ، دانہ الائچی خورد ۲ سرخ، صبر سقوطری ۲ سرخ، اندر جو ۲ سرخ، فضہ جیوانی ۳ سرخ، زہر مہرہ خطائی دو سرخ۔ حبوب بقدر دانہ مونگ بنا لیں۔
(۴) جدوار ایک تولہ، عود صلیب ایک تولہ، انیسون ایک تولہ، جند بید ستر ایک تولہ، مرکی ایک تولہ، صبر سقوطری ایک تولہ، گاؤزبان ایک تولہ حلتیت ایک تولہ، دار چینی ایک تولہ، فضہ جیوانی ۱ ماشہ، اندر جو شیر جی ایک تولہ، مشک خالص ایک ماشہ۔ حبوب بقدر دانہ مونگ بنا لیں اور ایک صبح و شام دیں۔
(۵) گاؤزبان، خوبصورت [illegible] [illegible] سنبل، ماتر زما

(۲) سیلے سین، ڈورس پاؤڈر، ہموزن، خوراک ½ سرخ

(۳) برگ کنیر، الائچی خورد، ہموزن۔ ہلاس بنالیں اور سونگھائیں

(۴) گل سرس کی ہلاس بنالیں اور دیں۔

قے مفرط

(۱) دارچینی، الائچی خورد، بیج پتر، نگ کیسر ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۲) فلفل دراز، پیلا مول، چترہ، زنجبیل، ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ،

(۳) کیلومل ایک سرخ، سوڈا بائیکارب ۱ ماشہ، سفوفاً، خوراک نیم رتی ہر گھنٹہ بعد دیں۔

(۴) ٹنکچر آئیوڈین رکٹی فائیڈ ۲ منم، پانی ایک ڈرس۔ ایک ایک ٹی سپون فل ہر دوسرے گھنٹہ دیں۔

(۵) وائنم اپیکاک دو منم، پانی ایک اونس، ایک ایک ٹی سپون فل ہر گھنٹہ بعد پلائیں۔

بول فی الفراش

(۱) کندر، مصطگی، ہموزن سفوفاً یا حبوباً، خوراک، ۱ سرخ۔

(۲) ناگرموتھہ، کندر، ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔

(۳) ٹنکچر بیلاڈونا، ایک ایک قطرہ ہمراہ جرعۂ آب دیں۔

فالج و لقوہ

(۱) زنجبیل، وج، ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔

(۲) پوٹاسیم سائٹریٹ، پوٹاسیم آئیوڈائیڈ ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ

قلاع دہن

(۱) کتھہ، زرورد، ہموزن، ذروراً

(۲) طباشیر، الائچی خورد، مغز کنول گٹہ، زردی کیوڑہ، کتھہ، سرد چینی ہموزن، سفوفاً و ذروراً

عظم طحال

(۱) خردل ۹ ماشہ، سہاگہ بریاں ۶ ماشہ، نوشادر ۱ ماشہ

سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔

(۲) نوسادر، آملہ سار، ہیرا کسیس، ہموزن سفوفاً، خوراک ½ سرخ۔

امراض جگر

(۱) ریوند خطائی، نوشادر، شورہ قلمی ہموزن سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۲) بادیان ایک تولہ، اذخر ا تولہ، افسنتین ایک ماشہ، ریوند دو ماشہ سفوفاً، خوراک دو سرخ۔

(۳) دارچینی تین ماشہ، ریوند دو تولہ، عود تین ماشہ، سنبل الطیب ۲ ماشہ، اسارون ۲ ماشہ، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۴) انیسون، کرفس، الائچی خورد، پوست اترج ہموزن سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

سوء القنیہ

(۱) گل سرخ ۴ ماشہ، اندر جو شیریں ۴ رتی، نوشادر ۲ رتی۔ کلونجی ۱ ماشہ، سفوفاً، خوراک ۱ سرخ۔

مصفی خون

(۱) ریوند چینی، عشبہ مغربی ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۲) چوب چینی بسفائج، ہلیلہ سیاہ، عشبہ، ریوند چینی، ہموزن سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

(۳) سم الفار ایک ماشہ، ورق گل سرخ بہاری پانچ تولہ، کتھہ گلابی پانچ تولہ ایک ہفتہ عرق گلاب میں سحق بلیغ کر کے سفوف بنالیں خوراک ۱ سرخ،

ذرور جراحت

(۱) برگ نیم، برگ حنا، کمیلہ، سفیدہ کاشغری، مردار سنگ ہموزن سفوف بنالیں، اور ذروراً استعمال کریں۔

(۲) ایسڈ بورک ۳ ۲ آیوڈوفارم ۱ ۸ سفوف بنالیں اور ذروراً لگائیں

حب مفید الاطفال (کثیر النفع)

مروارید ناسفتہ ۴ سرخ، زہر مہرہ خطائی ۶ ماشہ، نارجیل دریائی ۲ ماشہ، طباشیر ۲ ماشہ، حجر الیہود ۲ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ۲ ماشہ، دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ زرورد ۳ ماشہ مغز کنول گٹہ ۶ ماشہ ملٹھی چھلی ہوئی دو دو ماشہ تمام کو سحق بلیغ کر کے سفوف یا حبوب بنالیں، خوراک ۱ سرخ + (باقی باقی)

(۳) سہاگہ نیم بریاں، توتیا سبز ہموزن، خوراک ۱ برنج،

(۴) مر، قسط شیریں، زیرہ سیاہ، قرنفل، حبوب بقدر نصف سرخ بنالیں۔

(۵) سیرپ دیسا کا کم ٹولو، وِد ہائپو فاسفیٹ لعوقاً خوراک ۲۰ منم۔

خناق!

(۱) صبر سقوطری، مرکی، شنگرف، مغز جمال گوٹہ مدبر، توتیا سبز ہموزن، حبوب بقدر دانۂ مسور بنالیں۔ ایک حب کھلائیں۔ دست دستے ہو کر صحت ہو جاتی ہے۔

ضعف شدید

(۱) مشک خالص ۱ ماشہ، کافور دو ماشہ سفوفاً، خوراک دو برنج۔

(۲) مروارید ناسفتہ، ورق طلاء، عنبر اشہب، ہموزن، عرق کیوڑہ کے ہمراہ دو سہ یوم سحق کر کے سفوف بنالیں۔ خوراک ۱ برنج۔

(۳) سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک، خوراک ۱۰ منم ہمراہ جرعۂ آب دیں

خنازیر

(۱) تخم ایکتولہ، نوشادر ۲ ماشہ سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۲) کالی زیری ۳ ماشہ، نوشادر ۱ ماشہ، کلونجی ۵ عدد، سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

(۳) برگ نیم، چاکسو، آردجو، رت چندن، فلفل گرد، بلیلہ خلائی، ہموزن سفوفاً، خوراک ایک سرخ

(۴) فیرائی آئیوڈائیڈ ارتی۔ ایکسٹرکیٹ جنشن کیونڈ ا ماشہ، سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

آتشک

(۱) جوہر رسکپور ۱ ماشہ، لمباشیرہ دو تولہ، الائچی خورد ایک تولہ سفوفاً، خوراک دو برنج

(۲) گرے پاؤڈر دو ماشہ، ڈوورس پاؤڈر ۱ ماشہ، سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

(۳) پوٹاسیم آئیوڈائیڈ تین ماشہ، سوڈا بائیکارب ۵ ماشہ

سفوفاً، خوراک ۲ سرخ

برص

(۱) سم الفار ایک ماشہ، باپچی دو تولہ، سفوفاً، خوراک ۲ برنج

(۲) سم الفار ½ ماشہ، فلفل سیاہ دو تولہ، باپچی تین تولہ، سفوفاً خوراک ۱ سرخ۔

شری (چھپاکی)

(۱) گندھک آملہ سار، کبابہ چینی، سوڈا بائیکارب ہموزن سفوفاً خوراک ۱ رتی،

(۲) گیرو، ہرمچی، ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ رتی

جذام

(۱) پوست بیخ مدار، زنجبیل ہموزن سفوفاً، خوراک دو برنج

امراض بول

(۱) کبابہ چینی، شورہ قلمی، ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۲) جوکھار، نوشادر، ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۳) کرفس، گل سرخ، ہموزن سفوفاً، خوراک ۱ سرخ

(۴) سنگ اسفنج، کلونجی ہموزن سفوفاً، خوراک دو برنج

(۵) کاکنج، اسارون، کرفس، انیسون، زیرہ سفید، پودینہ ہموزن سفوفاً خوراک ایک سرخ۔

کدو دانے

(۱) کمیلہ، باؤبڑنگ، ہلیلہ سیاہ، نمک لاہوری، ہموزن خوراک ایک سرخ۔

(۲) باؤبڑنگ، ہلیلہ زرد، آملہ، تربد، ہموزن سفوفاً، خوراک ۴ سرخ

(۳) سنٹونن ۱ گرین، پوڈوفلین کمپونڈ تین گرین کیلومل ½ گرین ملا کر سوتے وقت کھلائیں۔

زکام و نزلہ

(۱) ملیٹھی، کافور، ہینگ، صمغ عربی، ہموزن سفوفاً، خوراک برنج برابر،

اور چونکہ

بسا اوقات جرائم پیشہ نابالغوں کا جیل میں رہکر اپنی سزا کی مدت کو پورا کرنا ان کے ترقی نایافتہ دماغ کے لئے موجب خطرات ثابت ہوتا ہے۔

ایسے انتظامات ہونے چاہئیں کہ نوجوان بچے بھی صرف خاص خاص ہی خاص حالت میں جیل بھیجے جائیں اور حکام کو یہ اختیارات حاصل ہوں کہ جرم کا ارتکاب کرنے والے نوجوانوں کو بھی وہ جیل بھیجنے کی بجائے دیگر مناسب ذرائع سے سزا دے سکیں۔ مثلاً یہ کہ پرورش کے اداروں کے مناسب تعلیمی اداروں میں ان کا رکھا جانا۔

کمیٹی نے اس قسم کے تعلیمی اداروں کے متعلق بھی اپنی رائے کا اظہار کیا ہے جو حسب ذیل ہے، اور جسے پڑھکر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ادارے بھی جرائم پیشہ بچوں کے لئے اسی صورت میں زیادہ مفید ہوسکتے ہیں کہ جب ان میں اور معمولی گھروں میں کوئی فرق نہ رہے اور بچوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ وہ باقی دنیا سے علیحدہ کردیئے گئے ہیں۔

کمیٹی ان اداروں کو بہ نگاہ استحسان دیکھتی ہے، اور انکی اس لئے مداح ہے کہ مختلف ممالک میں بہبود اطفال کی تحریک کے میدان میں سب سے پہلے انہی نے قدم رکھا، اور موصول شدہ اطلاعات کی بنا پر وثوق کیساتھ یہ کہا جاسکتا ہو کہ بہت سے اداروں نے بچوں کی تربیت اور تعلیم کا نہایت بلند معیار قائم کیا ہی اور یہ کہ جو لوگ ان اداروں کو چلا رہے ہیں۔ ان کے نصب العین بہت بلند ہیں اور ان کے اندر خدمت خلق کی روح موجود ہو۔

× × × × × × × × ×

لیکن ایسے اداروں میں زندگی گذارنے کے نقصانات بہت کم کئے جاسکتے ہیں اور اس رپورٹ میں ان وسائل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو اس مقصد کے حصول کیلئے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔ مختصراً اس مسئلے کا حل ان چیزوں کی طرف توجہ کرنے میں پنہاں ہے کہ جنکی وجہ سے ان اداروں کی زندگی ایک قسم کی مصنوعی سی زندگی بنجاتی ہے۔ اور اگر عام گھریلو زندگی سے اس مقابلہ کیا جائے تو اس سے بہت کچھ الگ نظر آتی ہے اور یہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ جو خامیاں ہیں ان کو دور کرنیکے وسائل اختیار کئے جائیں اور ہر وقت اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ ان اداروں کا مقصد بچوں کو ادارہ کے باہر جاکر آزادانہ اور بلا کسی دوسرے کے سہارے کے زندگی گذارنے کیلئے تیار کرنا ہے

× × × × × × × × × ×

یہ ادارے قوم کی بہت بڑی خدمت کرسکتے ہیں بشرطیکہ ان کے دل میں یہ بات نقش ہو کہ بچوں کی ادارے کی زندگی کی منزل مقصود خود وہ ادارہ نہیں ہے، اور یہ کہ ادارے کی خدمات کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے نہیں کیا جائیگا کہ وہ کیسی آسانی اور خوش اسلوبی سے اپنا کام چلا رہے ہیں۔ بلکہ اس سے بہت زیادہ سخت آزمائش کے ذریعے کیا جائیگا جس میں یہ دیکھا جائیگا کہ ادارے سے باہر نکلنے کے بعد نوجوانوں کا برتاؤ اور قوم کے اندر انکی اخلاقی حیثیت کیا ہے۔

دنیائے اطفال کے عام حالات

بچے اور جیل خانہ

یہ بات اب پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ جرائم کا مزاجی دماغ سے بہت گہرا تعلق ہے، اور صحت دماغ کی حالت میں انسان سے جرائم کا سرزد ہونا محالات سے ہے اسی بنا پر اب مہذب دنیا میں مجرموں کو جو سزائیں دیجاتی ہیں وہ منتقمانہ نہیں دیجاتیں بلکہ ان کا مقصد تنبیہ، تادیب اور اصلاح ہوتا ہے۔

بچوں میں اگرچہ جرائم کی اتنی کثرت تو نہیں ہے جتنی بالغ عمر کے آدمیوں میں پھر بھی اکثر ایسے واقعات ہوتے ہی رہتے ہیں کہ جن میں بچوں سے مختلف قسم کے جرائم سرزد ہوں، اور انہیں عدالتوں سے سزا ملے، بچوں کو سزا دیتے وقت عدالت خود بھی اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ جیل خانے میں پہنچکر انکی زندگی ہمیشہ کیلئے برباد نہ کی جائے، اور اسی لئے انہیں جیل کی بجائے جیل کے اس حصے میں بھیجا جاتا ہے جو ریفارمیٹری اسکول (اصلاح اخلاق کا مدرسہ) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ریفارمیٹری اسکول چونکہ جیل ہی کی حدود میں ہوتے ہیں، اور بچے جیل کی مسموم فضا سے کسی نہ کسی حد تک ضرور اثر پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کی تجاویز سوچی جا رہی ہیں کہ بچوں کو جرائم کی پاداش میں سزا تو دیجائے لیکن انہیں ایسے ماحول میں اور اس طریقہ پر رکھا جائے کہ انہیں یہ بھی محسوس نہ ہو کہ وہ گھر سے بالکل بے تعلق ہو گئے ہیں۔ اور انکی مناسب تربیت بھی ہوتی رہے۔

جمعیتہ اقوام کی وہ شاخ جس کا تعلق بہبود اطفال سے ہے۔ اس سلسلے میں نمایاں کام کر رہی ہے۔ ایک مدت دراز کی تحقیق و تفتیش اور سالہا سال تک مختلف حکومتوں سے خط و کتابت اور مختلف ممالک کے جیلخانوں کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد اب کمیٹی نے یہ محسوس کیا ہے کہ وہ بچوں کے جیل بھیجنے کے متعلق اپنی سفارشیں شائع کرے۔ سنہ ۱۹۳۵ء کی رپورٹ میں کمیٹی کی طرف سے جو سفارشیں شائع کی گئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

انجمن بہبود اطفال

فراہم آوردہ اطلاعات کی بنا پر یہ معلوم کر کے کہ

بہت سے ممالک میں اب بھی دستور باقی ہے کہ بچوں کو سزا بھگتنے کیلئے، یا فیصلۂ مقدمات کے انتظار میں جیل میں رکھا جاتا ہے

اور یہ کہ کمیٹی کی اس رائے کے مطابق کہ جسکا وہ دو مرتبہ اظہار کر چکی ہے بچوں کو کسی حالت میں بھی جیل نہ بھیجنا چاہیئے، اور ان سے جرائم سرزد ہونے کی صورت میں ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا جائے وہ اس خواہش پر مبنی ہونا چاہیئے کہ ان کی تربیت اور اصلاح ہو نہ کہ اس خواہش پر کہ انہیں سزا دیجائے۔

اور یہ کہ بہتر سے بہتر انتظامات والے جیلخانے بھی اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ان بچوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے مناسب مقام نہیں جو اپنے دماغی اور جسمانی نشو و نما کے دور سے گذر رہے ہیں۔

یہ خواہش ظاہر کرتی ہے کہ وہ تمام ممالک جنہوں نے اس وقت تک کسی صورت میں بھی بچوں کے جیل میں رکھنے کی رسم کو جاری رکھا ہے اس رسم کے دور کرنے کو اپنا مقصد بنالیں اور ارتکاب جرائم کی صورت میں اسکی بجائے کچھ بھی ایسے ذرائع اختیار کریں جن سے خالصتاً بچوں کی تعلیم و تربیت مقصود ہو۔

علاوہ بریں

چونکہ عمر کی وہ حد کہ جب نابالغ فوجداری کے جرائم کے لئے قانوناً ذمہ دار خیال کئے جانے لگتے ہیں متعدد ملکوں کے قوانین کے مطابق لازماً وہی نہیں مقرر کی گئی ہے کہ جس عمر پر پہنچکر ایک لڑکا یا لڑکی دماغی لحاظ سے پورے طور پر بالغ ہو جاتی ہے، اور بہت سی صورتوں میں یہ عمر اس عمر سے بھی کئی سال کم ہوتی ہے کہ جب بچہ دیوانی کے قوانین کی رو سے بالغ خیال کیا جاتا ہے۔

بسا اوقات اُستاد اپنے شاگردوں کو ایسی نصیحتیں سنایا کرتا تھا جو کسی مدبر بادشاہ نے اپنے ولی عہد کو کی ہوں۔ یا اسکی کتاب سے اس قسم کی باتیں پڑھکر سناتا تھا۔

کبھی اُستاد شاگرد سے کہتا تھا کہ یہ فرض کرکے کہ تمہارا اُستاد کسی دور دراز مقام پر مقیم ہے اسے ایک خط لکھو، اس قسم کے خطوط میں طلبہ نہایت وسیع اور قوی آراء و امثال کا اظہار کیا کرتے تھے

جب طالب علم کا خط درست ہو جاتا تھا تو اسے حساب بھی سکھاتے تھے لیکن اس وقت تک حساب کے بہت ہی کم قاعدے لوگوں کو معلوم تھے، صرف جمع، تفریق اور ضرب کی تعلیم نہایت اختصار کے ساتھ دیجاتی تھی۔ تقسیم کا طریقہ نہیں پڑھایا جاتا تھا۔ کیونکہ اساتذہ اس سے خود بھی نابلد تھے۔

تھوڑی سی مساحت کی تعلیم بھی دیجاتی تھی۔ ابتدائی تعلیم مدارس یہاں پہونچکر ختم ہو جاتی تھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ بچوں کی تعلیم کی نوعیت ان اعمال پر موقوف ہونی چاہیئے جن سے اسے مستقبل میں سابقہ پڑنے والا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کاتب عمومی ہونے کا ارادہ رکھتا تھا تو اُسے لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب جاننا ہی کافی تھا اور اس سے زیادہ معلومات کی اسے ضرورت نہ تھی لیکن جو شخص یہ چاہتا تھا کہ اُسے کوئی فوجی عہدہ ملجائے اُسکے لئے ضروری تھا کہ کسی مدرسۂ حربیہ میں داخل ہو کر خاص طور پر فن کی تعلیم حاصل کرے، اسی طرح اگر کسی شخص کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ مذہبی ذمہ داریوں کا بار اُٹھائے تو اسکے لئے لازم تھا کہ کسی دینی درسگاہ میں داخل ہو کر علوم دینیہ تحصیل کرے۔

قدمائے مصر صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے تھے کہ بچے ابتدائی یا اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہو جائیں۔ بلکہ اسکے علاوہ بھی بہت سی ایسی چیزیں تھیں جن کو بچوں کے ذہن میں راسخ کرنے کے لئے وہ انتہائی کوشش کرتے تھے۔ مثلاً بڑوں کا احترام کرنا، آداب مجلس کا سیکھنا، والدین کے حقوق کو پہچاننا وغیرہ ۔

(عبدالوحید صدیقی)

تربیت اطفال

مصر قدیم میں بچوں کی تعلیم

زمانہ قدیم میں مصریوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی بچہ اپنی عمر کے چوتھے سال میں قدم رکھتا تھا تو اسکے والدین اُسکو کسی مدرسہ میں داخل کر دیتے تھے بچہ کو صرف اتنا لباس پہنایا جاتا تھا کہ جس سے اس کا جسم چھپ سکے۔ اسکے کالے کالے بال داہنی کان پر گندھے ہوئے لٹکتے رہتے تھے بچہ کو سب سے پہلے مدرسہ میں لکھنا اور پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔ اس امر کا بہت خیال رکھا جاتا تھا کہ اسکی عقل پر کسی طرح کا بار نہ پڑے۔ کیونکہ مصر قدیم کا رسم الخط بہت مشکل تھا، طالب علم کے لئے ضروری تھا کہ وہ مصر کے دونوں رسم الخطوں کو اچھی طرح سمجھ لے، اور ان کے فرقوں کو اچھی طرح یاد رکھے۔ یہ سن کر تعجب ہوگا کہ قدمائے مصر کے جو مخطوطات ہمارے ہاتھ آئے ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مختلف ہے اور جو شخص ان مخطوطات کو زیادہ کاوش کے ساتھ دیکھے گا اُسے معلوم ہوگا کہ اساتذہ جب شاگردوں کی کاپیوں پر اصلاح کرتے تھے تو پہلے خود کسی دوسری چیز پر لکھ کر دیکھ لیتے تھے اسکے بعد شاگرد کی کاپی یا تختی پر بین السطور میں لکھتے تھے۔ کافی تحقیق کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ انکی اکثر تجویزیں حکمائے قدیم کے فلسفہ اور ماضی بعید کے قصہ کہانیوں کے متعلق ہوا کرتی تھیں۔

بچے مدرسہ کے نام سے کانپتے تھے اور اوقات مدرسہ کو نہایت بیم و ہراس کی حالت میں گذارتے تھے۔ کیونکہ وہاں وہ اکثر پٹ جایا کرتے تھے چنانچہ اس زمانہ سے یہ مثل مشہور ہے کہ طالب علم کے کان اسکی پشت پر ہوتے ہیں اور وہ بغیر پٹے کچھ سنتا ہی نہیں۔

ایک نوجوان نے اپنے اُستاد کو اُسکے احسانات کے شکریہ میں لکھا ہے۔

کہ جب میں بچہ تھا۔ آپ نے اپنی بیش بہا معلومات سے مجھے مالا مال کر دیا بالخصوص آپ کی ضربات نے مجھے معارف علمیہ سے سیراب ہونے میں بڑی مدد دی۔

جب کسی اُستاد کو یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ فلاں شاگرد اس قدر سرکش ہے کہ اس پر کوڑوں کی مار کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ نہایت سخت اور لرزہ براندام کر دینے والا معاملہ کیا جاتا تھا۔

اس تشدد کا فائدہ یہ سمجھا جاتا تھا کہ دوسرے لاپروا اور سرکش طلبہ اس سے عبرت اندوز ہونگے۔

دوپہر کے وقت مدارس میں چھٹی ہو جایا کرتی تھی اس وقت طلبہ پر بہجت و سرور کی ایک عجیب کیفیت مستولی ہوتی تھی، اور یہ بات کی دلیل تھی کہ اب انہیں مدرسہ کا کوئی کام گھر پر کرنا باقی نہیں ہے۔ اس پر ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ سخت سزاؤں کی وجہ سے اُن مدارس کی کا جو قیاس ہم نے کیا تھا وہ صحیح نہ تھا۔

جب طالب علم کا خط پختہ اور عمدہ ہو جاتا تھا تو اُستاد اُسے عصر حاضر کی بہترین کتابوں کے مختلف قطعات لکھنے کیلئے دیتا تھا اس کو اختیار کرنے سے اُستاد کی دو غرض ہوتی تھیں۔ اول یہ طالب علم کا خط خوبصورتی اور حسن کے انتہائی مراتب پر پہنچ جائے دوسرے کہ وہ قدما کے بہتر اسلوب تحریر سے واقف ہو کر اپنے طرز نگارش کو بہتر بنا سکے۔ دلکش الفاظ چست ترکیبوں کے استعمال پر قادر ہو سکے یہی وجہ تھی کہ کبھی تو شاگرد سے کسی دینی کتاب کی عبارت نقل کروا تا تھا اور کبھی اُستاد قصے لکھنے کیلئے دیتا تھا کیونکہ زمانہ قدیم میں مصری افسانہ اور قصوں سے بے انتہا شغف رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وضع قصص کی اولیت کا فخر مصریوں کو حاصل ہے۔

تجربہ سے یہی ثابت ہوا کہ ان قطعات کے نقل کرنے سے طلبہ کا خط بھی اچھا ہو جاتا تھا، اور انکی عقل و خصائل حمیدہ بھی تکمیل پا سکتے اور ان کی معلومات میں نہایت گران قدر اضافہ ہو جاتا تھا۔

رات گود میں لئے ہوئے ٹہلا کریں۔ لوگ کتے پالتے ہیں، بلیاں پالتے ہیں، گھوڑے پالتے ہیں اور دیکھا یہ جاتا ہے کہ کتے کو صبح اور مقررہ وقت پر راتب اور گھوڑے کو ٹھیک اسکے معمول کے مطابق دانہ اور گھاس دینے کی انہیں اس درجہ فکر رہتی ہے کہ جب تک اس فرض کو ادا نکرلیں انہیں چین نہیں پڑتا۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ جو انسانی بچے ہمارے گھروں میں پرورش پاتے ہیں ان کا نہ تو راتب ہی مقرر ہے اور نہ راتب کا وقت۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی صبح سے شام تک برابر ہر نصف گھنٹے یا ایک گھنٹے کے فصل سے کچھ نہ کچھ کھاتا ہی رہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ شام کا کھانا کھائے بغیر سو جائے اور آج صبح نو دس بجے کا کھانا کھائے کھائے اسے پھر کل صبح کو روٹی نصیب ہو۔ ہمارے بچے کیا کھاتے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ ماں کو ہے نہ باپ کو کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ آدمی کے بچے ہیں اور کوئی ایسی ہی چیز کھاتے ہونگے جو کھائی جا سکے، اگرچہ یہ دیکھا ضرور گیا ہے کہ یہ بالشتئے لوگ کوئلے اور مٹی سب ہی کچھ کھا جاتے ہیں اور مٹی اور کوئلہ انسانی خوراک کی چیزوں میں ہرگز داخل نہیں ہیں۔ بچہ جس وقت تک ماں کا دودھ پیتا ہے اور بولنا نہیں جانتا اس وقت تک تو بیشتر ماؤں کے خیال میں اس کا ہر گھنٹہ کیا معنی ہر منٹ دودھ ہی پینے کا ہے بشرطیکہ اسے ذرا آواز سے رونا آتا ہو۔ ادھر اس نے ذرا آواز نکالی اور اُدھر ماں کا ہاتھ اپنے کرتے کے دامن پر گیا۔ کرتا ذرا اٹھا کر بچے کا منہ کرتے کے اندر کر لیا اور اسے خاموش کرنے کیلئے دودھ اس کے منہ میں دیدیا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچہ بدہضمی کی تکلیف اور پیٹ کے درد کی وجہ سے رویا تھا اور دودھ دیکر ماں نے اسکی تکلیف میں تھوڑا اضافہ اور کر دیا۔

گھوڑوں کی مالش، ان کی ٹہلائی، بھینسوں اور دنبوں کا نہلایا جانا ایسی عام باتیں ہیں کہ رات دن ہر شخص کی نظر سے گذرتی رہتی ہیں، اور ہمیں معلوم ہے کہ اگر کسی دن غلطی سے کوئی سائیس گھوڑے کی مالش یا ٹہلائی بھول جائے تو نوکری سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے، لیکن کس قدر حیرت کی بات ہے کہ انسانی بچے، وہ بچے کہ جن پر ماں باپ ہی نہیں بلکہ سارا گھر ہر وقت فدا رہتا ہے اس بات کو ترستے رہتے ہیں کہ ان کے بدن پر ایک بوند پانی کی کبھی پڑ جائے، یا گھنٹہ دو گھنٹے کے لئے کوئی انہیں کھلی ہوا میں ٹہلا لائے۔

لیکن ان تمام مجرمانہ غفلتوں اور بے پروائیوں کے باوجود ہمارا دعوٰی ہے کہ ہمیں اپنے بچوں سے محبت ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ ہمیں ان سے محبت ہوتی بھی ہے۔ ہم انہیں زندہ رکھنے اور پال پوس کر بڑا کر دینے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، اور ان کی ان ضرورتوں پر جن کا ہمیں علم ہے اکثر بے دریغ روپیہ صرف کیا کرتے ہیں۔ یہ ضرورتیں کیا ہیں؟ مختلف قسم کے دس پانچ کھلونے، آرائش جسمانی کیلئے چند موٹے موٹے اور بھاری بھاری زیورات، ریشم کے رنگین اور بہاردار چند کپڑے جن میں سے اکثر صندوق میں رکھے ہی رکھے چھوٹے ہو جاتے ہیں، خوانچہ والوں سے خریدی ہوئی خاک آلود مٹھائیاں، کچھ تھوڑے سے پھل، اور گھر میں جو کچھ پکا ہو وہ روٹی اور سالن۔ ان میں سے پھل اور مٹھائیاں ایسی چیزیں ہیں کہ جن کی نہ تو کوئی مقدار مقرر ہے اور نہ کھانے کا وقت۔ بچہ دن بھر میں جس قدر چاہے کھا سکتا ہے، اور جس وقت چاہے کھا سکتا ہے۔ روٹی سالن کیلئے اپنے گھر میں تو اکثر بچے کے لئے بھی وہی وقت مقرر ہوتے ہیں کہ جو بڑوں کیلئے ہیں، لیکن چچی، پھوپی، خالا، نانی، ممانی وغیرہ کے گھر وہ جس وقت بھی پہونچ جائے اسی وقت اسکی تواضع ان چیزوں سے کی جا سکتی ہے۔ اتوار کے دن بالعموم بچوں کی چھٹی ہوتی ہے۔ اور اگر کسی بچے کی چچی، پھوپی، خالا، نانی اور ممانی سب زندہ و سالم موجود ہیں اور وہ اپنی اس چھٹی سے فائدہ اٹھانے کیلئے باری باری سے سب کے گھر جاتا ہے تو دوپہر تک واپس ہوتے ہوتے اسے علاوہ اس ناشتے کے کہ جو وہ اپنے گھر سے کھا کر چلا تھا چار یا پانچ گھنٹے کی مدت میں پانچ مختلف گھروں میں کھانا کھانا پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ اکثر یہی نکلتا ہے کہ گھر پہونچ کر اسے الٹے پاؤں کسی ڈاکٹر کے پاس جانے اور پیٹ کے درد کی دوا لانے کی زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔

بچوں کو ہماری محبت کا صحیح اندازہ اس وقت بھی ہوتا ہے کہ جب وہ کوئی شرارت کریں، یا کوئی چیز توڑ دیں، یا ہمارا کہنا نہ مانیں۔ ایسے ماں باپ بھی ہم میں ہیں جو ضرور ان موقعوں پر ضبط و تحمل سے کام لیتے ہیں لیکن بیشتر، قریب قریب نوے فیصدی ایسے ہیں کہ جنہیں غصہ آجاتا ہے اور غصہ بھی ایسا آتا ہے کہ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اس وقت انہیں مطلقاً اس بات کا خیال نہیں رہتا کہ جس انسانی ہستی کے جسم پر ان کی لکڑیاں، قمچیاں یا بید پڑ رہے ہیں وہ ایک ذرا سا کمزور بچہ ہے اور اس میں اتنی طاقت

ہم اور ہمارے بچے

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

بچے کسی اتفاق کی بدولت از خود پیدا نہیں ہوتے، بلکہ قصد اور ارادے سے پیدا کئے جاتے ہیں، اس لئے انہیں ہم اپنے گھروں میں ناخواستہ مہمان نہیں کہہ سکتے۔ ہمارا یہ بھی دعویٰ ہے کہ ہمیں اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے، اور ہم ہر وقت انکی بہبود کی فکروں میں لگے رہتے ہیں اور اگر ہم ذرا غور سے آواز پر کان لگائے رکھیں تو کہیں نہ کہیں سے بعض والدین کی آواز یہ بھی کہتے سنائی دیتی ہے کہ اپنے بچوں کیخاطر ہم اپنا عیش و آرام ہی نہیں بلکہ جان اور دل تک قربان کر دینے کو تیار ہیں۔

یہ دعوےٰ ایک بہت بڑی حد تک بالکل صحیح بھی ہیں ہر باپ اور ہر ماں کو اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے۔ کالے کلوٹے، میلے کچیلے، کانے کھترے، لولے لنگڑے وہ کیسے بھی ہوں لیکن ماں باپ کی آغوش ہر وقت ان کے لئے کھلی رہتی ہے، اور ان کا ہر عیب ان کی نگاہوں کو ایک حسن نظر آتا ہے، خوبصورت سے خوبصورت بچے کی ماں جتنی محبت سے اپنے بچے کا منہ دھلاتی اور پھر گود میں لٹا کر اپنا خون جگر پلاتی، بالکل اتنی ہی محبت اور شفقت کیساتھ ایک بدشکل اور کریہ المنظر بچے کی ماں اپنے کلو کے کپڑے بدلتی، اسکے سرمہ لگاتی، اور اسے کلیجے سے لگا لگا کر پیار کیا کرتی ہے، جان تک قربان کر دینے کا دعویٰ بھی زبانی نہیں ہے، بلکہ ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں کہ بچے کو بچانے کے لئے ماں یا باپ نے بلا تکلف اور بلا تامل اپنی جان دیدی۔

لیکن اس تمام محبت والفت کے باوجود جب ہم اس بے توجہی اور بے پروائی کو دیکھتے ہیں جو عام طور پر ہمارے ملک میں اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کی طرف سے برتی جاتی ہے تو حقیقتاً کلیجہ ٹکڑے ہونے لگتا ہے۔ ممتا کی ماری اور بے وقوف مائیں خوب جانتی ہیں کہ چیچک بچوں کا ایک عام مرض ہے اور مرض بھی ایسا موذی کہ بچہ اگر کسی طرح موت کے منہ میں سے نکل بھی آئے اور زندہ بچ بھی جائے تو مدت العمر کے لئے یا تو اندھا یا بہرا ہو جاتا ہے یا اگر بہت ہی خوش نصیب ہو تو صرف اتنے ہی پر خیر گذر جاتی ہے کہ چہرہ ہمیشہ کے لئے داغدار اور بدنما ہو جائے، لیکن پھر بھی محض اس خیال سے اسکے ٹیکے نہیں لگواتیں کہ اسکے بازو میں سوئیاں چبھیں گی اور اسے تکلیف ہوگی۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کے واقعات سے ماں کی سچی محبت کا بھی اظہار ہوتا ہے، لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ انہی واقعات سے بچے کی زندگی اور بچے کی صحت کی طرف سے انکی مجرمانہ غفلت اور بے پروائی بھی ظاہر ہوتی ہے، ہر گلی اور ہر کوچے میں تقریباً ہر ایک مکان کے دروازے کے آگے ہمیں اللہ کی زمین کے وارث اپنی تعمیر کی ابتدائی منزلوں میں انتہائی بے تکلفی کیساتھ بیشتر اوقات تو قدرتی لباس میں، اور کبھی کبھی کرتے کے نام سے ایک پھٹا پرانا اور میلا کچیلا چیتھڑا گلے میں ڈالے ٹہلتے ہوئے ملتے ہیں اور چونکہ قریب قریب ہر سڑک کے کنارے کنارے نالیاں موجود ہوتی ہیں، اور ان میں پانی بھی ضرور بہتا رہتا ہے اسلئے انکی اس چہل قدمی کو نہایت صحیح طور پر "خرام لب آبجو" کہا جا سکتا ہے لیکن خلیفۃ اللہ کی یہ اولاد اور دنیا کے مستقبل کے یہ ننھے ننھے حکمران بالعموم جس حالت میں ہوتے ہیں وہ اس درجہ نادیدنی ہوتی ہے کہ کوئی صحیح الفطرت انسان اس کا تصور بھی اپنے دماغ میں لانا پسند نہیں کر سکتا، جیسے دیکھئے ہاتھ منہ اور جسم تمام مختلف قسم کی گندگیوں میں سنا ہوا، ناک سے رطوبت مخصوصہ بڑی افراط کیساتھ بہتی ہوئی کھانے کی کوئی چیز مثلاً جلیبی کا ٹکڑا یا آم کی قاش ہاتھ میں اور اس پر ہر چہار سمت سے مکھیوں کا ہجوم، کوئی گریاں وڈھکیاں اور کوئی اپنے کسی ہمجولی سے مصروف کارزار، غرضکہ وہ از سرتاپا غلاظت اور گندگی کا ایک چلتا پھرتا انبار ہوتے ہیں، اور ماں باپ کے پھوہڑپن اور بے پروائی کے زندہ اشتہار بھی جنگلی جانوروں کی طرح خودرو بچے جب اپنی گندی اور غلیظ عادتوں کی بدولت بیمار پڑتے ہیں تو اس وقت ماں کی ممتا اور باپ کی محبت جوش مارتی ہے، اور اس وقت ان دونوں کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ بچے کی آئی ہوئی انہیں لگ جائے اور وہ اپنے بچے پر قربان ہو جائیں۔ محبت کی اس کشمکش کے وقت بھی بدقسمتی سے اکثر یہی دیکھا جاتا ہے کہ بچے کو آرام پہنچانے یا اس کے مرض کا معقول علاج کرانے کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے، بلکہ اپنے دل کی تسلی اور اپنی تسکین خاطر کیلئے بس اتنا کر لیا جاتا ہے کہ اسے آرام سے بستر پر لٹا دینے کی بجائے اپنی گود میں جھلاتے گئیں، یا ساری سا

روتے اور بلکتے دیکھکر کون کہہ سکتا ہے کہ انہیں اپنے بچوں سے محبت نہ تھی؟

جاہل عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے، بعض اچھے خاصے تعلیم یافتہ گھروں میں بھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ بچہ بیمار ہے اور ماں باپ نے اس کی بیماری سے پریشان ہو کر حکیم یا ڈاکٹر کو بلایا، باقاعدہ اس کی فیس ادا کی، اور نسخہ لکھوا لیا، لیکن گھر کی کسی بڑی بوڑھی یا پاس پڑوس کی کسی عمر رسیدہ عورت نے اگر ذرا بھی یہ کہدیا کہ "اس قدر تو گرمی پڑھ رہی ہے ڈاکٹری کی دوا تو بچے کو پھونک دیگی" یا یہ کہ "حکیم جی نے اس بات کا خیال نہ کیا کہ بچے کو نزلہ ہو رہا ہے نسخے میں ساری ٹھنڈی دوائیں لکھدی ہیں، میں تو ہرگز بھی یہ دوا ننھے کو نہیں دینے دونگی" تو ماں باپ اور سارا کنبہ ان جالینوس وقت اور افلاطون دوران بڑی بوڑھیوں کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور مرض کا ابتدائی زمانہ کہ جب اسے بہ آسانی دفع کیا جا سکتا تھا بلا کسی قسم کی دوا دارو کے گذر جاتا ہے۔ مرض میدان خالی پاکر اچھی طرح شدت پکڑتا ہے اور پھر بنائے کچھ نہیں بنتی۔ گلاب کا سا پھول بچہ چار چھ روز کے بخار میں سوکھ کے کانٹا ہو جاتا ہے اور بالآخر اپنے والدین کی حماقت اور جہالت کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ جالینوس وقت بڑی بی اب بھی اپنی غلطی پر نادم نہیں ہوتیں اور بڑے فخر کے ساتھ فرماتی ہیں کہ "بھلے کو وہ گرم دوائیں نہیں پلائی تھیں نہیں تو خدا جانے کیا ہو جاتا! بغیر دوا پلائے تو بچے کی جان پر بن گئی!"

اب ظاہر ہے کہ ماں باپ کی یہ حماقت کہ ایک جاہل عورت کے کہنے کو انہوں نے حکیم اور ڈاکٹر کی رائے پر ترجیح دی بچے کی محبت ہی پر مبنی تھی۔ ان کے دل نے کسی طرح قبول نہ کیا کہ کوئی گرم یا ٹھنڈی دوا دے کر بچے کی صحت کو نقصان پہنچا دیں۔ انہوں نے غلطی ضرور کی لیکن صرف محبت کی وجہ سے کی۔

بچوں کی تربیت کے متعلق بھی عام طور پر ہر ایک ماں باپ کی کوشش اور خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہمارے بچے بہتر سے بہتر انسان بن جائیں اور اگر ان کی اس خواہش کے باوجود وہ انسانیت کے بدترین نمونے بنکر بڑے ہوتے ہیں تو اس میں ان کا یا ان کی محبت کا کیا قصور ہے۔ بچوں کی تربیت کے متعلق ہمارے گھروں میں عام طور پر دو اصول رائج ہیں ایک تو یہ کہ انہیں کسی قسم کی تربیت نہ دیجائے اور باغوں یا جنگلوں کی خود رو گھاس کی طرح بڑھنے دیا جائے۔ اس اصول کی بنیاد سرتاسر محبت پر ہے۔ جاہل ہونے کے باوجود بھی اکثر ماں باپ کو اتنی سمجھ ضرور ہوتی ہے کہ بچے کے کون سے کام اچھے ہیں اور کون سے برے۔ برے کاموں سے اپنے بچوں کو روکنے کا انہیں خیال آتا بھی ہے لیکن روکنے کا انہیں صرف ایک ہی طریقہ معلوم ہے اور وہ یہ کہ جب وہ غلطی کریں تو انہیں خوب اچھی طرح سزا دیں، لیکن ایسا کرنے سے انہیں ان کی محبت روک دیتی ہے۔ اور وہ یہ کہکر کہ "بچہ ہے، ابھی اس میں اتنی سمجھ کہاں ہے، جب سمجھ آجائے گی تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا" چشم پوشی کر جاتے ہیں۔

تربیت کا دوسرا اصول

"جور استاد بہ ز مہر پدر"

ہے اور جو لوگ اس اصول کے پابند ہیں وہ ابتدا ہی سے نہایت "دور اندیشی" سے کام لیتے ہیں اور ابھی جب کہ بچے کی عمر سال دو سال ہی کی ہوتی ہے وہ اسے "گربہ کشتن روز اوّل" کے مطابق مارنا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں، اس سے ہنسکر اور خوش ہو کر بات کرنے کو گناہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس طرح ان کا رعب کم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اب اگر ایسے بچوں کے دل پر ہمیشہ کے لئے خوف و ہراس طاری ہو جائے ان کی بڑھوتری رک جائے اور وہ ٹھٹھر کر رہ جائیں، اور بڑے ہو کر انتہا درجہ کے بزدل جھوٹے اور کمینے انسان بنے تو ماں باپ کی محبت پر کیا الزام آتا ہے۔ انہوں نے تو جو کچھ کیا تھا وہ بچے کی محبت کی بنا پر بچے کی عادات کی اصلاح کی خاطر کیا تھا۔ آخر محبت کی طرح خوف بھی ایک قوت ہے اور دنیا ہمیشہ اس سے کام لیتی آئی ہے۔

مائیں، اور ایک مائیں کیا، بچے کے تمام رشتہ دار جب "اپنی" تفریح طبع کیلئے بچے سے کھیلتے ہیں تو ہزاروں جھوٹ بولا کرتے ہیں اور اس خیال سے انہیں بڑی خوشی اور بہت ہی فرحت حاصل ہوتی ہے کہ بچہ اتنا بیوقوف تھا کہ ان کے جھوٹ کو نہ پکڑ سکا۔

نہیں ہے کہ ایسی سخت سزا کو برداشت کر سکے۔ اصل یہ ہے کہ ہم تنبیہ اور تادیب کے لئے اپنی عقل کی ہدایت کے مطابق سزا نہیں دیتے بلکہ ہمارا جذبۂ انتقام جوش پر ہوتا ہے، اور ہمارا ہر تھپڑ، ہر گھونسا، ہر لات، اور ہر بید صاف ظاہر کر دیتا ہے کہ عقل اور معقولیت کا ہیں کوسوں بھی ہمارے پاس اس وقت گذر نہیں ہے۔ اور دیکھنے والے کو یہ فیصلہ کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ ہمیں اپنی ٹوٹی ہوئی پینی کی پیالی یا شیشے کے گلاس سے زیادہ محبت تھی یا اپنے کلیجے کے ٹکڑے سے۔

جن غریب گھروں میں، اور ہمارے بیشتر گھر غریب ہی ہیں، مائیں تنہا ہوتی ہیں اور کوئی دوسری عورت موجود نہیں ہوتی کہ گھر کے کام میں ان کا ہاتھ بٹائے، یا بچے کو تھوڑی دیر بہلائے، تو وہ اس ہر وقت کے رونے والے ضدی کو خاموش اور پر سکون رکھنے کیلئے افیون کھلانی شروع کر دیتی ہیں۔ باپ بازار سے خرید کر افیون لاتا ہے، اور ماں اپنے ہاتھ سے اسے گھول کر بچے کو پلاتی ہے لیکن اس طرح روزانہ زہر کھلاتے رہنے کے باوجود ہمارا دعویٰ یہی ہے کہ ہمیں اپنے بچے سے محبت ہے اور حقیقت بھی اسی سے قریب تر ہے۔

صدہا واقعات اس قسم کے پیش آتے رہتے ہیں کہ ماں کو اپنے کسی رشتہ دار کے گھر شادی بیاہ کی تقریب میں شریک ہونا ہے۔ جاڑے کا موسم ہے اور بچے کے پاس ریشمی کرتے تو دو ایک موجود ہیں لیکن کوئی گرم کرتا ایسا نہیں ہے جو ذرا قیمتی یا بھڑکدار ہو۔ وہ اسے پسند نہیں کرتی کہ اس کے بچے کو برات کی تمام عورتیں خراب لباس میں دیکھیں اس لئے وہ بلا تکلف اس کا گرم کرتا یا کوٹ اتار کر اسے باریک ریشمی قمیص پہنا دیتی ہے اور برات میں لیجاتی ہے۔ شادی بیاہ کے گھر میں وہ برابر اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ بچے کو اپنی دلائی یا رضائی اڑھائے رکھے، لیکن ادھر تو بچے کی یہ دلی خواہش ہے کہ سب کچھ دیکھے اور ادھر کنبے کی عورتیں اسے بھی مختلف کاموں کی دیکھ بھال کیلئے بلا لیتی ہیں اور اسے بچے سے الگ ہونا پڑتا ہے۔ کڑکڑاتے جاڑے، رات کا وقت، اور بچے کے جسم پر ایک ریشمی قمیص! نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر پہونچتے پہونچتے بچہ نمونیا یا اسی قسم کے کسی اور مہلک مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہمیشہ کے لئے ماں کو داغ دیجائے۔ ان ماؤں کو بھی یقیناً اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے، اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنے بچوں کی دشمن تھیں۔

باپ دن بھر محنت مشقت کر کے شام کو گھر آتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ جب بچے "ابا جان ابا جان" کہکر ٹانگوں کو لپٹتے ہیں تو اس کی تمام کوفت دور ہو جاتی ہے۔ وہ کبھی ایک کو گود میں لیتا ہے کبھی دوسرے کو، کسی کو کندھے پر بٹھاتا ہے اور کسی کو ہاتھوں میں لے کر سر سے اونچا کر کے کداتا ہے غرضکہ اچھی طرح ان سے کھیل کر اپنا جی خوش کر لیتا ہے لیکن اتنی سکت اس میں نہیں ہوتی کہ انہیں کھلے میدانوں کی ہوا کھلانے کیلئے پھر میل آدھ میل جائے۔ رہی ماں تو اسے خوش قسمتی سے پردہ کی بیہودہ رسم نے اس نوع کے تمام فرائض سے آزاد کر دیا ہے۔ بدنصیب بچے اپنے گھر ہی میں تھوڑا بہت دوڑ بھاگ لیتے ہیں وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیادہ شور و غل نہ مچائیں اور اپنی دوڑ بھاگ میں نہ تو اپنے کپڑے پھاڑیں اور نہ گھر کی کوئی چیز توڑیں، اور پھر یہ کہ ماں اور باپ دونوں اتفاق سے اس وقت کسی وجہ سے خوش و خرم ہوں ورنہ بصورت دیگر ہینا ممکن ہے کہ بچوں کو گھر میں ہنگامہ بپا کرنے کی اجازت مل سکے۔ ایسے یادگار دن کہ جب ماں اور باپ میں سے ایک کا بھی مزاج برہم نہ ہو مہینے میں ایک ہی دو ہوتے ہیں اور انہی ایک دو دنوں کو بچوں کی عید کہا جا سکتا ہے۔

گھر میں بند ہوا اور ورزش سے محروم، اور دھوپ کو ترستے ہوئے جب بچوں کی عمر کے کئی سال بسر ہو جاتے ہیں تو اس میں تو شک نہیں کہ ان کے جسمانی نظام کو اس ماحول کی عادت ہو جاتی ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح کچھ نہ کچھ اضافہ اپنے قد میں، اپنے جسم، اور اپنے وزن میں کرتے رہتے ہیں لیکن وہ اضافہ بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ جسے کسور اعشاریہ کے ذریعہ ظاہر کیا جا سکے دبلے پتلے لاغر نحیف، خمیدہ کمر اور زرد رو نوجوانوں کی اگر کسی فوج کے لئے ضرورت پیش آئے تو ہمارے شہروں کا ہر محلہ پوری ایک ایک پلٹن مہیا کر سکتا ہو۔ ماں اور باپ انہی ننگ انسانیت نیم مردہ بچوں پر جان دیتے ہیں، اور جسم میں قوت مدافعت کی کمی کی وجہ سے جب مختلف امراض آ آ کر انہیں دبا لیتے ہیں تو انہی کے سرہانے بیٹھ کر رویا کرتے ہیں۔ اسباب انہیں اس طرح

ان کی ہاں میں ہاں ملایا کریں گے تو ان کے شر سے بھی محفوظ رہیں گے اور ان کی نظروں میں عزت بھی حاصل ہو جائے گی جھوٹی خوشامد اس کا پیشہ ہو جاتا ہے اور اخلاق بہت ہی مذموم اور رذیل ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ ضرور ہے کہ اسے اپنا "کام نکال لینا" خوب آجاتا ہے ماں باپ، بڑے بھائی بہن اور استاد کی جوتیاں کھاتے کھاتے اس کے دماغ سے عزت نفس کا خیال بالکل نکل جاتا ہے اور بڑا ہونے پر اسے کسی ذلیل سے ذلیل کام سے بھی شرم نہیں آتی کیونکہ وہ جانتا ہی نہیں کہ عزت اور ذلت کا مفہوم کیا ہے۔

جوتیوں اور تھپڑوں کے راستے سے دماغ کے اندر اتاری ہوئی عادتیں کبھی دماغ تک نہیں پہونچتیں اور اس لئے وہ بچے کی طبیعت ثانیہ نہیں بن سکتیں۔ بچہ جب تک بچہ ہے اور دوسروں کا دست نگر اس وقت تک تو وہ جس طرح بھی بنے ان عادتوں کو نباہتا رہتا ہے لیکن جوان ہوتے ہی جب اسے اس قسم کے تشدد اور جبر سے رہائی حاصل ہوتی ہے تو اس کے سبب سے پہلا کام یہی ہوتا ہے کہ ان زبردستی کی پیدا کی ہوئی عادتوں کے خلاف بغاوت کر کے سب کو یک قلم چھوڑ دے۔ یہی اچھی عادتیں اگر اپنا نمونہ پیش کر کے بچے کی عقل میں بٹھا دی جائیں تو وہ مدت العمر کے لئے ... راسخ ہو سکتی تھیں۔ لیکن اب اس میں ماں باپ کا کیا قصور ہے کہ بیشتر بچے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ انہیں معقولیت سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہوتا، اور پھر ماں باپ کی محبت اس بات کو بھی گوارا نہیں کرتی کہ بچے کی عقل کے نشو و نما پانے کا انتظار کیا جائے اور اس وقت تک اسے اچھی عادتوں سے محروم اور بری باتوں میں مبتلا رہنے دیا جائے۔ اس لئے یہ نصیحتوں کے "انجکشن" بھی بربنائے محبت ہی ہوتے ہیں۔ اب ان کا نتیجہ خواہ کچھ بھی نکلے!

بچوں کی پرورش، بچوں کی تربیت، اور بچوں کی تعلیم قوموں کی زندگی میں اہم ترین کام ہیں۔ زمانہ، یا قدرت کا بااختیار ہاتھ صرف انہی کو دنیا میں زندہ و باقی رکھتا ہے کہ جن میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہو۔ کمزور، بزدل، ظالم، ناخدا ترس اور ناحق میں امتیاز نہ کرنے والے، دنی الطبع اور رذیل اور پست انسان ہرگز ہرگز "اصلح" نہیں ہوتے قدرت کا قانون "بقائے اصلح" ہے اس لئے وہ ان تمام قوموں کو فنا کر دیتی ہے جو اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنا اور انہیں دنیا میں زندہ رہنے کے قابل بنانا نہیں جانتیں۔ قدرت کا باغبان اپنے اس باغ میں جسے ہم دنیا کہتے ہیں گھاس کوڑے کی موجودگی کو گوارا نہیں کیا کرتا۔ ہم اگر اپنے بچوں کو اس باغ کے پھول نہیں بنا سکتے اور گھاس کوڑے سے ان کا درجہ بلند نہیں کر سکتے تو خواہ ہم کچھ بھی کریں قدرت اپنے قانون پر عمل کرے گی اور ضرور کرے گی۔

بچوں سے محبت کرنے میں ہم شاید دوسری قوموں سے پیچھے نہیں ہیں۔ لیکن ہماری جہالت اور بچے کی نفسیات سے کامل بے خبری ہمارے سب کام بگاڑ دیتی ہے اور بسا اوقات وہ سب کچھ کہ جو ہم نے اپنے بچوں کے لئے ان کی محبت سے مجبور ہو کر کیا تھا ان کے ساتھ عداوت اور دشمنی بن جاتا ہے جاہل باپ اور جاہل مائیں اتنا سلیقہ کہاں سے لائیں کہ اولاد کو اچھے ڈھنگ سے اٹھائیں۔ ان سے تو بس اسی قدر ہو سکتا ہے کہ جب تک بچہ تندرست ہے تو اس سے کھیل کر اپنا دل بہلائیں جب وہ بیمار ہو گیا تو دوا علاج اور دوڑ دھوپ زیادہ کرتے رہے، اور جب وہ مر گیا تو رو پیٹ کر بیٹھ رہے اور خیال کر لیا کہ اللہ کی امانت تھی اس نے واپس لے لی۔ وہ امانت ضرور تھی اور واپس بھی خدا ہی نے لی ہے لیکن کیا یہ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آخر اس طرح قبل از وقت وہ امانت ہم سے کیوں چھین لی گئی۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہم اس امانت کو رکھنے کے اہل نہ تھے اور اس میں خیانت کر رہے تھے۔

متمدن اور نیم متمدن ممالک میں اس وقت مصر اور ہندوستان دو ہی مقامات ایسے ہیں جہاں بچوں کی اموات کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ چند روز پیشتر یورپ میں بھی یہی حالت تھی لیکن وہاں کے باشندوں نے ان اسباب پر غور کرنا شروع کیا کہ جن پر ہر سال ہزاروں بچوں کی جانیں بھینٹ چڑھتی تھیں اور اپنے بچوں کی شرح اموات کم کرنے میں انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ہم بھی اگر غور و فکر سے کام لیں تو ہم بھی اللہ کی امانت کو مدتوں اپنے پاس رکھنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔

اسے سچ سمجھتا رہا۔ مثال کے طور پر ایک بہت ہی عام بات کا ذکر کر دینا ناموزوں نہ ہوگا۔ ہمارے ہاتھ میں کوئی چیز ہے، بچہ اسے ہم سے لینا چاہتا ہے، ہم یا تو محض تفریح اور تفنن طبع کی خاطر اسے دق کرنا چاہتے ہیں اور وہ چیز اسے نہیں دینا چاہتے، یا وہ کوئی قیمتی اور نازک چیز ہے جس کے ٹوٹ جانے کا ڈر ہے اس لئے اس سے چھپا رہے ہیں۔ اب ہم یہ کرتے ہیں کہ ہاتھ سر سے اونچا کر کے اس چیز کو صفائی کے ساتھ دوسرے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور پھر ہاتھ کو اس طرح حرکت دیتے ہیں کہ گویا ہم نے وہ چیز پھینک دی اور زبان سے یہ کہنے لگتے ہیں کہ "کوا لے گیا، کوا لے گیا" پھر اپنا خالی ہاتھ بچے کو دکھا دیتے ہیں۔ بچہ ہکا بکا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے اور شاید یہ یقین بھی کر لیتا ہو کہ سچ مچ کوا ہی اس کی مطلوبہ چیز کو لے گیا۔ اپنی اس شعبدے بازی پر ہمیں بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے سانپ کو بھی مار لیا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹی ہماری چیز بھی محفوظ رہی اور بچہ کا دل بھی نہ دکھا۔ یہ اور اسی قسم کی اور صدہا باتیں بچوں سے اور بچوں کے سامنے کی جاتی ہیں۔ اور جب چار چھ مہینے بعد بچہ ہمارے اس "کوا لے گیا" کی نقل اتارتا ہے اور کسی چیز کو چھپا کر ہم سے کہتا ہے "کوا" تو ہماری مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور ہم ایک ایک رشتہ دار اور ایک ایک دوست سے اس کی اس "شرارت" کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ بچے سے ہنسنا بولنا اور اس کے ساتھ کھیلنا سب محبت کی باتیں ہیں اب اگر انہی محبت کی باتوں کا یہ نتیجہ نکلے کہ بچے کے دماغ پر جھوٹ بولنے اور فریب دینے کی عادت نقش ہو جائے تو بتائیے کہ ماں باپ کا اس میں کیا قصور رہے۔

انگریزی زبان میں ایک قصہ بہت مشہور ہے کہ ایک ڈاکو جب ڈاکے کے جرم میں پکڑا گیا اور عدالت نے اسے پھانسی کی سزا دی تو پھانسی پر چڑھنے سے پہلے اس نے یہ درخواست کی کہ اس کی بوڑھی ماں کو بلا دیا جائے۔ ماں وہیں موجود تھی۔ وہ روتی ہوئی اس کے قریب آئی تو اس نے اسے اس طرح گلے سے لگایا جیسے رخصت کے وقت ملتے ہیں اور اس کے کان کے پاس اس طرح منہ لے جا کر گویا کچھ بات کان میں کہنی چاہتا ہے دانتوں سے اس کا کان پکڑ لیا اور اتنے زور سے کاٹا کہ وہ الگ ہو گیا۔ خون بہنے لگا اور سب لوگ اس کی نالائقی پر نفرین کرنے لگے۔ منصف نے بھی پوچھا کہ کمبخت تو نے مرتے وقت یہ کیا؟ اس نے کہا کہ حضور یہ سارا قصور اسی مردار کا ہے۔ اسی نے مجھے چوری کرنی سکھائی تھی۔ جب میں بچہ تھا تو اپنے پڑوسی کے گھر سے ایک سیب چھپا کر اٹھا لایا تھا۔ اگر یہ اسی وقت وہ سیب مجھ سے واپس کرا دیتی تو مجھے چوری کا لپکا ہرگز نہ پڑتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا اور سیب مجھ سے لیکر چھپا کے رکھ دیا، اور اس کا نتیجہ آج اس صورت میں نکلا ہے کہ میں پھانسی پر لٹکایا جا رہا ہوں۔ بالکل اسی قسم کی، یا اس سے ملتی جلتی بہت سی حرکتیں ہمارے ملک کے ماں باپ بھی رات دن کیا کرتے ہیں۔ ان کا بچہ پڑوسی کے بچے کو مار آتا ہے اور جب پڑوسی شکایت کرنے کو آتا ہے تو وہ اپنے بچے کی حمایت لیتے ہیں، اور جھوٹ سچ بول کر اسے بے قصور ٹھہراتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ اس قسم کی جنبہ داریوں کا نتیجہ بچے کے حق میں بہت ہی برا نکلتا ہے اور وہ جوان ہو کر چور بدمعاش اور ظالم سب کچھ بن جاتا ہے، لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ماں باپ ایسا کرتے اسی کی محبت کی وجہ سے ہیں۔

مائیں تو کم، لیکن باپ اکثر و بیشتر بچے کو جب کوئی بات سمجھاتے ہیں تو یہ لوگ بیٹھ جاتے ہیں کہ یہ خاص بات بچے کے لئے اچھی ہے یا یہ مخصوص کام بچے کے حق میں برا ہے اسلئے وہ اسے اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ اچھی بات اسے سکھا دیں یا وہ بری عادت اس سے چھڑا دیں اور اپنے اس فرض کی ادائیگی وہ اس قدر ضروری خیال کرتے ہیں کہ جس طرح ڈاکٹر اپنی دوائیں سوئی کی نوک سے زیر جلد پہنچایا کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی اپنی نصیحتیں اور اپنی ہدایتیں قینچی کی نوک سے کھال کے نیچے داخل کر دیتے ہیں تاکہ اگر وہ دل نشیں نہ ہو سکیں تو کم سے کم "پوست نشیں" تو ہو جائیں اور بچہ "پوست کندہ" صلواتوں سے آگاہ ہو جائیں۔ ان قینچی کے انجکشنوں کا نتیجہ بچہ کی اصلاح کی صورت میں نکلتا ہو یا نہ نکلتا ہو لیکن یہ ضرور نکلتا ہے کہ بچہ جبر و ظلم کے آگے سر جھکا دینے کا عادی ہو جاتا ہے اور جوان ہونے پر اس کی ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ ہر صاحب قوت کے سامنے اس کا سر تسلیم خم رہتا ہے، اور اتنی ہمت و جرأت اس میں باقی نہیں رہتی کہ "ناحق" کے آگے اس کی گردن نہ جھکے۔ وہ "خدمت سے عظمت" کے معنی یہ نہیں سمجھتا کہ اگر ہم گرے ہوؤں کو اٹھائیں اور کمزوروں کی خدمت کریں تو وہ ہمارے درم ناخریدہ غلام بن جائیں گے اور ہمیں بھی عظمت حاصل ہو جائے گی بلکہ اس کے نزدیک اس مثل کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ امیروں اور حاکموں کی خدمت اور خوشامد میں لگے ہو گئے اور

پیدا کی جا سکتی ہیں۔

بچوں کی پرورش کے متعلق ہماری ایک بہت ہی عام غلطی یہ ہے کہ ہم انہیں تربیت دیتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ ابھی بچے ہیں، ان کے دماغی قویٰ نامکمل ہیں، اور وہ مختلف باتوں کو اس طرح ہرگز نہیں سمجھ سکتے کہ جس طرح ہم سمجھ لیتے ہیں ہماری خواہش اور کوشش ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ ہمارا بچہ بھی ہر ایک بات کو صحیح طور پر سمجھا کرے، اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ نہیں سمجھ سکتا تو ہمیں مایوسی ہوتی ہے اور غصہ آجاتا ہے۔ ایک اور اسی قدر عام غلطی یہ بھی ہے کہ ہم بچوں پر اعتماد نہیں کرتے، اور صبح سے شام تک ہماری ہدایتیں کچھ اسی قسم کی ہوا کرتی ہیں کہ "دیکھو گھڑی نہ چھونا ورنہ ٹوٹ جائے گی۔ اس طرف کو نہ جاؤ گر پڑو گے سیڑھی پر نہ چڑھو چوٹ لگ جائے گی۔ اندھیرے میں نہ جاؤ کوئی کیڑا مکوڑا ہوگا۔ لاؤ پانی ہم پلا دیں تمہارے ہاتھ سے گلاس چھوٹ پڑے گا۔ پنسل خود نہ بناؤ انگلی کٹ جائے گی۔ لاؤ ہم آم تراش دیں تم ہاتھ کاٹ لوگے" وغیرہ وغیرہ۔ اپنے متعلق ہر وقت یہی باتیں سنتے سنتے بچے کے دل میں خوف سا بیٹھ جاتا ہے اور اس میں وہ سچی جرأت اور بے خوفی پیدا نہیں ہونے پاتی جو دنیا میں کامیابی کے لئے ضروری ہے، جن بچوں کو روز چاقو سروتہ، قینچی چھونے سے روکا جاتا ہو، جنہیں دریا کے کنارے جانے کی ممانعت ہو، جنہیں کبھی پیڑوں پر نہ چڑھنے دیا جائے ان سے یہ توقع رکھنی حماقت ہے کہ جوان ہو کر وہ بجلی کے تاروں کو بے جھجک ہاتھ لگائیں گے، گڑگڑانے والے اور تیزی سے متحرک انجنوں کے قریب کھڑے ہونگے، جہاز کے سفر سے خوش ہونگے اور ہوائی جہاز پر قدم رکھتے وقت انکے پیر نہ ڈگمگائیں گے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بعض اوقات بچے چاقو اور قینچی سے زخم لگا لیتے ہیں، اور یہ بھی سچ ہے کہ کبھی کبھی وہ سیڑھی یا کرسی پر چڑھتے وقت گر کر چوٹ بھی کھا جاتے ہیں، لیکن یہ بھی اسی قدر سچ ہے کہ کبھی کبھی ہم بھی تو چاقو سے انگلی کاٹ لیا کرتے ہیں، اور کبھی کبھی سیڑھی کے ڈنڈے پر سے ہمارا بھی تو پاؤں پھسل جاتا ہے پھر ایسی فضول احتیاط کی خاطر بچوں کی خود اعتمادی کھو دینا، اور انہیں ڈرپوک بنا دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

بچوں کو کچھ سکھاتے وقت یا ان سے کام لیتے وقت ہماری کوشش بالعموم یہ نہیں ہوتی کہ انہیں کسی کام کی خوبی سمجھا کر اس کی طرف مائل یا اس کی برائیاں دکھا کر اس سے متنفر کریں، بلکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہم انہیں خوف دلا کر اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بچہ رویا اور ماں نے پچاس مختلف چیزوں سے ڈرا کر اسے خاموش کرنے کی کوشش کی، کوئی کہتی کہ ہوّا آگیا، کوئی کہتی ہے کہ خاموش ہو جاؤ نہیں تو سپاہی پکڑ لیجائے گا، کوئی سیاہ رنگ کی چادر اوڑھ کر یکایک سامنے آجاتی ہے اور بچہ سہم جاتا ہے۔ ان ترکیبوں سے یہ فائدہ تو ضرور حاصل ہو جاتا ہے کہ بچہ ڈر کر اس وقت رونے سے باز آجائے، لیکن خوف کا یہ نقش جو اس کے ننھے سے دماغ پر بیٹھ جاتے ہیں انہیں مرتے دم تک کوئی چیز نہیں مٹا سکتی۔ جوان ہو کر بھی وہ بزدل اور فرضی خطرات سے ڈرنے والا ہی رہتا ہے۔ اور اگر ان معاملات میں طبی رائے کو کچھ اہمیت حاصل ہو تو وہ یہ ہے کہ ایسے بچے ذہنی قوتوں کی ترقی اور نشو و نما سے ایک بڑی حد تک محروم ہو جاتے ہیں۔

ڈرا دھمکا کر ہوے اور سپاہی کے خوف سے یا باپ کی مار کے خوف سے جو عادتیں بچے میں پیدا کی جاتی ہیں وہ بھی بس اسی وقت تک قائم رہتی ہیں کہ جب تک وہ خوف موجود رہے۔ جوان ہونے پر جب وہ خوف دل سے دور ہو جاتا ہے تو اسی کے ساتھ وہ عادتیں بھی چھوٹ جاتی ہیں۔

قدرت دنیا میں بھیجنے سے پہلے ہر بچے کی ضرورتوں کا انتظام کر دیا کرتی ہے۔ اس نے ہر بچے کے دل میں دو شوق بھر دیئے ہیں ایک تو یہ کہ وہ ہر چیز کو اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ میں رکھ کر اور اسے الٹ پلٹ کر ہر چہار جانب سے دیکھ کر اس کے متعلق تحقیق و تفتیش کرتا رہتا ہے تاکہ اس کی معلومات میں اضافہ ہو جائے اور دوسرے یہ کہ وہ اپنے گرد و پیش کے تمام آدمیوں کی حرکات کی نقل اتارا کرتا ہے تاکہ اس طرح اس کے تمام اعضاء اس کے قابو میں آجائیں اور اس کی مرضی کے مطابق حرکت کرنے لگیں۔ بچے کی نقالی کے شوق سے اس کی تربیت میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے اور بچوں میں اپنی خواہش کے مطابق عادتیں پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ بھی یہی ہے کہ ہم جب کچھ بنانا چاہتے ہیں ویسے انکے سامنے خود بن جائیں۔ ایک جھوٹ بولنے

ہماری مہلک غلطیاں

یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنے بچوں کا برا نہیں چاہتا، لیکن ناواقفیت کی بنا پر بچوں کی پرورش ان کی تربیت اور ان کی تعلیم کے متعلق ہم سے ایسی سخت غلطیاں ہو جاتی ہیں کہ پھر وقت گذر جانے پر ان کی تلافی نہیں ہو سکتی اور خود ہمارے ہاتھوں ہمارے بچوں کی زندگیاں تباہ اور خراب ہو جاتی ہیں۔ ہماری سب سے پہلی غلطی اور بسا اوقات نہایت ہی خطرناک اور مہلک غلطی اپنے بچوں کے متعلق یہ ہوتی ہے کہ ہم بلا تکلف تعلیم نایافتہ دائیوں کے سپرد وہ کام کر دیتے ہیں کہ جن پر زچہ اور بچہ دونوں کی جان منحصر ہوتی ہے۔ یہ دائیاں دانستہ کوئی نقصان نہیں پہونچاتیں لیکن ان کی نادانستگی ہی ان کا سب سے بڑا عیب ہے۔ اگر وہ زچہ اور بچے کے متعلق تمام حالات اور ان کی تمام ضروریات سے کافی واقفیت نہیں رکھتیں تو انہیں ہرگز یہ اجازت نہ ملنی چاہیئے کہ وہ زچہ خانے کے اندر قدم بھی رکھیں۔ اگر وہ اس بات سے لاعلم ہیں کہ ان کے میلے ہاتھ، میلے ناخن، میلے کپڑے اور میلا جسم زچہ بچہ دونوں کے لئے خطرناک ہے اور اگر انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ زچہ کا خراش رسیدہ جسم اور بچے کا قطع شدہ نال بیرونی سمیات کا اثر قبول کرنے کے لئے حد سے زیادہ ذکی الحس ہوتے ہیں اور بسا اوقات میل کچیل کی ایک بالکل ناقابل لحاظ مقدار بھی انہیں کزاز کا مرض پیدا کر دیتی ہے جو بہت ہی مہلک ہے تو انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ زچہ یا نوزائیدہ کو ہاتھ لگائیں۔

بچے کے پیدا ہو جانے کے بعد ہم سے اس کی غذا، اس کے لباس، اس کی جسمانی صفائی، اور اس کی عادات قائم ہونے کے متعلق بکثرت غلطیاں ہوا کرتی ہیں، اور ان میں سے بعض کا نتیجہ بچے کی خرابی صحت، بعض کا نتیجہ اس کی موت، اور بعض کا نتیجہ اس کا ہمیشہ کے لئے بدعادت بنجانا ہوا کرتا ہے۔ ہم میں سے اکثر ماں باپ بچے کی پرورش کی زحمت صرف اس لئے اٹھاتے ہیں کہ وہ انہیں پیارا ہے، اور ان کا دل خوش کیا کرتا ہے۔ گویا ایک حد تک ان کی محبت خودغرضی پر مبنی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بچے کی ضروریات، اور بچے کی نفسیاتی کیفیت سے واقفیت حاصل کرنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ وہ تھوڑا سا علم جو ایک دو بچے پالنے کے بعد انہیں حاصل ہو جاتا ہے بالکل کافی خیال کر لیا جاتا ہے، اور اس لاعلمی یا کم علمی کی بنا پر ان سے ایسی ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں کہ پھر کچھ بنائے نہیں بنتی۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ بچوں کے بہت سے امراض ایسے ہیں کہ جنہیں مناسب تدابیر سے روکا جا سکتا ہے، اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ ایسے ہزاروں اور لاکھوں بچوں کی جانیں بچائی جا سکتی ہیں کہ جو ہماری غفلت اور بے پروائیوں کی بدولت ایک سال کے اندر ہی اندر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتے ہیں۔ اس خرابی کا اگر کوئی علاج ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ ملک کی موجودہ درس گاہوں میں حفظان صحت کے قواعد بطور ایک ضروری مضمون کے پڑھائے جائیں اور اساتذہ برابر اس بات پر نگاہ رکھیں کہ بچوں نے ان قواعد کو پڑھ کر خود بھی عمل کرنا شروع کیا یا نہیں، نیز تمام لڑکیوں کے مدرسوں میں یہ ضروری ہو کہ تاریخ و جغرافیہ یا اقلیدس و مساحت کے پیچیدہ مسائل ان کے دماغوں میں ٹھونسنے سے پہلے انہیں بچوں کی پرورش اور تربیت کے متعلق ضروری کتابیں پڑھا دی جائیں تاکہ ماں بنتے وقت وہ تمام یا تقریباً تمام ضروری باتوں سے واقف و آگاہ ہوں۔ ہر شہر اور ہر قصبے میں میونسپلٹیاں زچہ اور بچہ کی امداد کو اپنا فرض اولیں خیال کر کے ایک طرف تو اس کا انتظام کر دیں کہ ہر ضرورت مند کو وقت پر تعلیم یافتہ دائی مل جایا کرے، اور دوسری طرف کتابی صورت میں چھوٹے چھوٹے رسالے چھپوا کر لوگوں کو مفت تقسیم کیا کریں جن سے انکی معلومات میں اضافہ ہوتا رہے۔

بچوں کی صحیح تربیت انہیں مناسب غذا بہم پہونچا دینے کی بہ نسبت بہت زیادہ دشوار کام ہے۔ ابھی چند روز پیشتر تک، بچوں کی نفسیات کے متعلق بہت کم واقفیت تھی۔ بطور خود ہوشمند اور بالغ نظر ماں باپ کچھ اصول قائم کر لیتے تھے، اور ہر خاندان کے بچے مختلف اصولوں کے ماتحت پرورش پاتے تھے عقلاء اور حکماء کی ایک جماعت نے اب اس طرف توجہ کی ہے اور متمدن ممالک میں آج کل اس سے زیادہ دلچسپ اور جاذب توجہ اگر کوئی مسئلہ ہے تو شاید بین الاقوامی جنگ کا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں صرف نفسیات اطفال کے موضوع پر لکھی جا چکی ہیں۔ اور بچوں کی تربیت کے متعلق اب ایسے بہت سے اصول منضبط ہو گئے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر بچوں میں برگزیدہ اخلاق اور پسندیدہ عادتیں

میٹھی لوری

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

لاڈلے باپ کے، امّاں کے دلارے سو جا
اے مری آنکھ کے تارے مرے پیارے سو جا

گود میں روز جو راتوں کو سُلاتی ہے تجھے
میٹھی وہ نیند تری دیکھ بلاتی ہے تجھے

دبکے سوتے ہیں وہ کروٹ سے کہیں ٹوٹ نجائے
لا میں الماری میں رکھ دوں ترا گھوڑا تری گائے

پھول باغوں سے ترے واسطے چُن کر لائیں
جا مری جان وہ لینے تجھے پریاں آئیں

بند رکھ پلکوں کی ڈبیا میں یہ ہیرے انمول
ماں تری آنکھوں کے قربان! بس اب آنکھ نہ کھول

چند ہی روز ہیں آتے ہیں ترے کام کے دِن
اور دو چار برس ہیں ابھی آرام کے دِن

دِل میں یہ فکر رہے گی کہ سبق یاد کروں
مُفت سو سو کے نہ یُوں وقت کو برباد کروں

ہوگا اس ننھے سے دل پر ترے فکروں کا ہجوم
دن تو دن، رات کو بھی چین سے سونا معلوم

بڑھ کے تو مایۂ نازِ دلِ مادر بننا
باپ کی طرح شریف اور بہادر بننا

دیکھ! اس گود میں آرام کیا ہے تو نے
لاج اس دُودھ کی رکھنا جو پیا ہے تو نے

شان اسلام کی قائم رہے یہ شان نجائے
جان جاتی رہے پروا نہیں، ایمان نجائے

فرض ہے تجھ پہ مرے لال وطن کی الفت
دل میں بلبل کے ہو جس طرح چمن کی الفت

قوم کے عشق سے سرشار رہے دِل تیرا
اس پہ مرمٹنے کو تیار رہے دِل تیرا

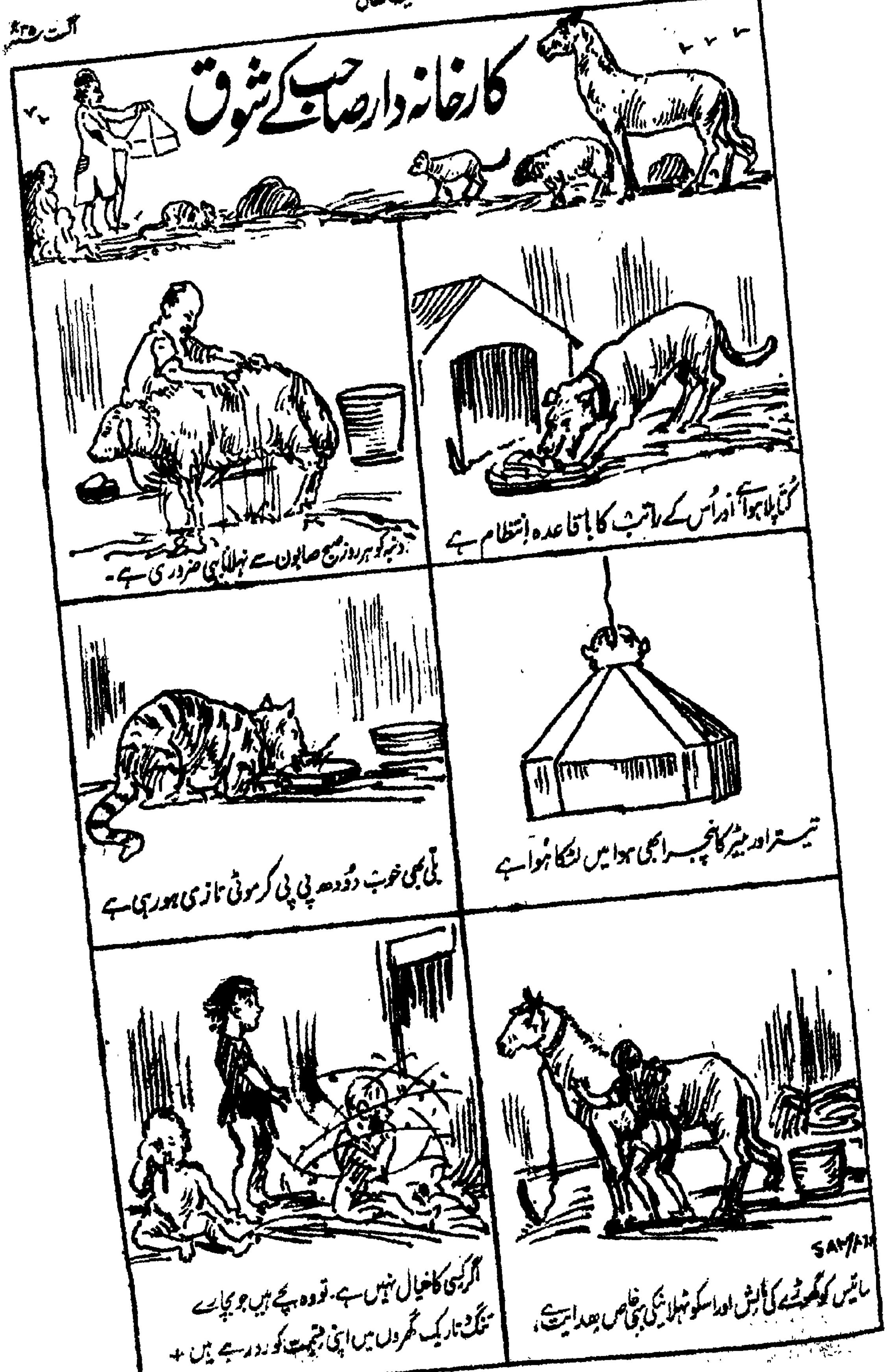
ڈگمگائے رہِ انصاف سے ہرگز نہ قدم
کسی دشمن پہ بھی جائز نہ رہے ظلم و ستم

لے بہت دیر ہوئی اَب مجھے گاتے سو جا
بند کر آنکھ یونہی ہنستے ہنساتے سو جا

والی ماں اگر یہ چاہتی ہو کہ اس کے بچے کو سچ بولنے کی عادت ہو جائے تو اسے اپنے اس مقصد میں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بچہ جو کچھ دوسروں کو بالخصوص ماں باپ کو کرتے دیکھیگا اسی کی نقل اتاریگا اسکے لئے قطعاً ضروری نہیں کہ جو کچھ ماں باپ کے منہ سے سُنے اسکے مطابق عمل کرے۔

بچے کو صرف ایک زندہ کھلونا سمجھنے والے والدین اگر اس سے اپنا دل بہلانے کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اس کھلونے کے اندر صناع ازل نے بڑی بڑی عجیب قوتیں پنہاں رکھی ہیں، اور مناسب ذریعوں سے اس کی ان قوتوں کو نشو و نما دینے کی کوشش کرتے رہیں تو یہ ممکن ہے کہ ہم اپنے پیچھے اس دنیا میں ایک ایسی نسل چھوڑ جائیں کہ جس میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہو، اور جو کشمکش حیات میں دوسری قوموں کے دوش بدوش چل سکے ورنہ قدرت کا طاقتور ہاتھ جس طرح اور بہت سی غیر اصلح اور نا اہل قوموں کو فنا کر چکا ہے اسی طرح ہماری آیندہ نسلوں کو بھی مٹا کر چھوڑے گا۔

بچے خدا کی بہترین صنعت، اور دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ کوئی صحیح الفطرت انسان ایسا نہیں ہو سکتا کہ جسے ان سے دلچسپی نہ ہو۔ لیکن یہ ہم کس سے کہہ رہے ہیں؟ کیا اسی قوم سے کہ جو اپنی غلامانہ ذہنیت کی بدولت یورپ سے "منع اولاد" یا "قتل اولاد" کا سبق سیکھنے کیلئے اٹھی ہے!!


کارخانہ دار صاحب کے شوق
کتا پلا ہوا ہے اور اُس کے راتب کا باقاعدہ انتظام ہے
دُنبہ کو ہر روز صبح صابون سے نہلانا بھی ضروری ہے۔
تیتر اور بٹیر کا پنجرا بھی ہوا میں لٹکا ہوا ہے
بلی بھی خوب دُودھ پی پی کر موٹی تازی ہو رہی ہے
سائیس کو گھوڑے کی مالش اور اسکو نہلانے کی بھی خاص ہدایت ہے،
اگر کسی کا خیال نہیں ہے۔ تو وہ بچے ہیں جو بچارے تنگ و تاریک گھروں میں اپنی قسمت کو رو رہے ہیں +

بچپن

از جناب مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیرؔ مصنف "بچوں کا تحفہ" دہلی

مولوی محمد شفیع الدین صاحب کی نظمیں اس سے پیشتر بھی ہمدرد صحت میں شائع ہوتی رہی ہیں، اور ہمارا خیال ہے کہ سلیس اور عام فہم زبان میں بچوں کے لئے نظمیں لکھنے میں نیرؔ صاحب کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ ہم شکر گذار ہیں کہ اس خاص نمبر کے لئے آپ نے یہ نظم ہمیں عنایت فرمائی ہے۔ (ہمدرد صحت)

محبوب زمانہ ہے، مرغوب زمانہ ہے — بچپن کا زمانہ بھی، کیا خوب زمانہ ہے
آزاد ہیں فکروں سے، غم پاس نہیں آتا — ہے عمر کا یہ حصہ خوشیوں میں گذر جاتا
اب کام ہمارا ہے بس کھیلنا اور کھانا — اُس چیز کو پالینا، جس چیز پہ اڑ جانا
گر ہم سے کوئی پوچھے ماں باپ کا گھر کیا ہے — ہم بول اٹھیں جھٹ پٹ اک عیش کی دنیا ہے
آرام سے رہتے ہیں دن رات اسی گھر میں — کیا خوب گذرتے ہیں اوقات اسی گھر میں
قربان بہن بھائی، ماں باپ فدا ہم پر — ان سب کی محبت ہے انعام خدا ہم پر
ہر وقت کھلونے ہیں، یا عمدہ غذائیں ہیں — ماں باپ کی شفقت ہے اور انکی دعائیں ہیں
پڑھنے کو کتابیں ہیں، لکھنے کے لئے ساماں — استاد پڑھانے کو، ماں باپ کو یہ ارماں
اللہ کرے ایسا، پروان یہ چڑھ جائیں — حاصل ہو انہیں عزت اور شان یہ بڑھ جائیں (ق)
اخلاق سنور جائیں ان کے یہ بنیں کامل — رتبہ کوئی اعلیٰ سا محنت سے کریں حاصل

کیوں کوئی جواں ہو کر دنیا کے الم سہتا
نیرؔ جو زمانہ میں بچپن ہی سدا رہتا

نقشہ پیدائش و اموات بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۳۵ء - دہلی میونسپلٹی

شرح	اموات فی ہزار	۳۴٫۰۲
	پیدائش فی ہزار	۵۱٫۶۱
ایک سال سے کم عمر بچوں کی اموات	کل	۲۱۲
	لڑکیاں	۱۰۰
	لڑکے	۱۱۲
اسباب اموات	جملہ دیگر عوارض	۱۱۸
	خسرہ اور چکن پاکس	۸
	صدمات	۱۹
	امراض آلات تنفس	۱۲۱
	پیچش و اسہال	۵۱
	مختلف اقسام بخار	۴۷۷
	چیچک	۱۹
	ہیضہ	۷۳
اموات	کل	۸۹۰
	عورتیں	۴۴۳
	مرد	۴۴۷
پیدائش	کل	۱۳۵۶
	عورتیں	۶۶۱
	مرد	۶۹۵
	مردم شماری	۳۴۷۵۳۹

مراسلات

دھلی میں ایک طبی درسگاہ کا افتتاح اور جامعہ طبیہ دھلی کا آغاز

(۱) عالیجناب حکیم محمد الیاس خانصاحب آنریری سکریٹری آل انڈیا ویدک و یونانی طبی کانفرنس دہلی، و سابق پروفیسر و سکریٹری مجلس تحقیقات علمی، طبیہ کالج، دہلی۔

(۲) عالیجناب حکیم محمد فضل الرحمٰن خاں صاحب سابق پروفیسر و رکن مجلس تحقیقات علمی، طبیہ کالج دہلی

(۳) عالیجناب حکیم محمد کبیر الدین صاحب سابق پروفیسر و رکن مجلس تحقیقات علمی، طبیہ کالج، دھلی۔

طبی دنیا میں ان تینوں فضلائے طب کی فنی شہرت محتاج تعارف نہیں۔ یہی حضرات مسیح الملک بہادر حکیم محمد اجمل خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رفقائے کار ہیں جن پر مسیح الملک مرحوم کو کلی اعتماد تھا۔ یہی وہ ممتاز ہستیاں ہیں جنکو مسیح الملک مرحوم نے ریسرچ کمیٹی کے ارکان بنا کر تحقیق مسائل کا زبردست کام سپرد فرمایا۔ ان بزرگوں کے علمی و عملی کارنامے اور تصنیفات و تالیفات کی ہندوستان و بیرون میں شہرت ہے دنیا اس سے آگاہ ہے کہ تعلیم و تدریس میں ان حضرات کو کامل دستگاہ اور دیر تجربہ حاصل ہے اور اسی مبارک شغل میں ان کی عمریں صرف ہو چکی ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد شائقین فن طب کو ہم یہ خوشخبری سنانا چاہتے ہیں کہ ادارہ طبیہ مندرجہ عنوان (جامعہ طبیہ) کی اسکیم انہیں پختہ کار دماغوں نے کافی غور و خوض اور کاہش و کاوش سے مرتب کی ہے جسکے اہم مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہندوستان میں طبی تعلیم کے لئے ایک ایسا صحیح اور ترقی یافتہ نصاب تجویز کرنا جو حشو و زوائد سے پاک اور غیر ضروری مضامین و دشواریوں سے آزاد ہو اور جس میں طب جدید کے ضروری اور مفید مضامین کا بھی اضافہ کیا گیا ہو۔

(۲) طب قدیم کے نظریات و عملیات پر تحقیقی نظر کے بعد مسائل کی صحیح صورت متعین کرنا اور طب جدید کے مسائل سے مقابلہ کر کے تطبیق و عدم تطبیق کے وجوہ قلمبند کرنا اور ان مضامین کو داخل نصاب تعلیم کرنا۔

(۳) ترقی یافتہ مغربی ممالک کے اصول پر طبی تعلیم و امتحانات کیلئے ایسی سہولتیں مہیا کرنا جنسے شائقین علم کی مایوسی کے امکانات کم سے کم اور کامیابی کے توقعات بیش از بیش ہو سکیں۔ اور معیار لیاقت کے تحفظ کیساتھ وقت اور روپے کا کفایت کیساتھ بہترین استعمال ممکن ہو، اور اس طرح ملک میں راسخ طبیبوں کی کمی دور ہو کر ایسی کافی تعداد پیدا ہو جائے جو اس ملک کی وسیع آبادی کی ضروریات کے لئے کافی و مناسب ہو،

(۴) ایسے اطبا کیلئے جو تعلیمیافتہ ہوں اور جامعہ طبیہ دہلی کے معیار لیاقت کو پورا کرتے ہوں اور جامعہ طبیہ دھلی کے امتحانات دیکر سند حاصل کرنا چاہتے ہوں، ان کے امتحانات لے کر اسناد عطا کرنا۔

جامعہ طبیہ دہلی کے شعبۂ تعلیم و امتحان کیلئے نصاب تعلیم، اساتذہ کے اسماء گرامی اور دیگر تفصیلات قواعد و ضوابط (پراسپکٹس) میں درج ہیں جو طلب کرنے پر روانہ کئے جائیں گے۔

جامعہ طبیہ میں تعلیم اگست [illegible] کے پہلے ہفتہ سے شروع ہو جائیگی + داخلہ کی درخواستیں آخیر جولائی تک موصول ہونی چاہئیں۔
داخلہ ایک معین تعداد میں کیا جائیگا۔ اسلئے جن لوگوں کی درخواستیں اس معین تعداد کے پوری ہونیکے بعد موصول ہونگی ان کا داخلہ نہ ہو سکیگا۔

درخواستیں بنام شیخ الجامعہ، جامعہ طبیہ، قرول باغ، دہلی، آنی چاہئیں۔

حکیم عبد المقتدر خاں
(فاضل الطب و الجراحت)

حکیم محمد یحییٰ
(فاضل الطب و الجراحت)

نوٹ:- داخلہ ابھی کھلا ہوا ہے۔ ضرورت مند اصحاب کو فوراً پراسپکٹس منگا کر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے +

جوابات

(۱) **نسخہ مرہم**:- پیاز دیسی مقشرہ ۵ تولہ۔ برگ کیکر نورستہ ۵ تولہ دونوں کو آٹھ تولہ روغن سرسوں میں جلا کر پیسیں اور جلے ہوئے مقام پر لگائیں بیحد مفید ہے۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

ب:- ہر قسم کے جلے ہوئے زخم کے لئے یہ مرہم اکسیر صفت ہے۔ ۵ تولہ مکھن کو کم از کم ۲۱ مرتبہ پانی میں دھوئیں اور دو تولہ رال سفید باریک پیس کر ملائیں۔ استعمال کرنے سے فوراً ٹھنڈک پڑ جائیگی اور چند یوم میں زخم بھی اچھا ہو جائیگا + (حکیم آغا منصب علی)

ج:- آپ سفید چونے کے مقطر پانی میں روغن سرسوں ملا کر حفاظت سے رکھیں اور جلے ہوئے مقام پر لگائیں مجرب ہے (حکیم شمس الحق خاں)

د:- مندرجہ ذیل ہر قسم کے جلے ہوئے زخموں کے لئے مفید ہوگا۔ نسخہ:- بورک ایسڈ ۲۰ گرین۔ ویسلین ایک اونس دونوں کو ملا کر مرہم بنائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ہ:- ہر قسم کے زخموں کے لئے بہترین مرہم کا نسخہ درج ذیل ہے۔ نسخہ:- رال سفید۔ سہاگہ ہر ایک ایک چھٹانک۔ گیرو ڈھائی تولہ۔ تینوں چیزیں خوب باریک کریں اور سرسوں کے تیل میں ملا کر خوب کھرل کریں۔ جب روغن جذب ہو جائے تو تھوڑا سا پانی ڈالیں اور پھر کھرل کریں۔ جب پانی جذب ہو جائے تو تیل ڈالیں۔ اسی طرح تیل اور روغن یکے بعد دیگرے شامل کر کے حل کرتے جائیں۔ جب یہ مرکب پانی کو جذب نہ کرے ہو وقت مرہم کو تیار سمجھنا چاہیئے اور حسب معمول استعمال کرنا چاہیئے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۲) **مانع حمل**:- سب سے بہتر مانع حمل دوا یہ ہے کہ آپ مجامعت سے محترز رہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے آپکے تیرہ بچے ہو چکے پھر اب تناسل و تولید کے وظائف کی انجام دہی پر آپ کو کیوں اصرار ہے۔ اور اگر ہے تو پھر اسکے نتائج یعنی استقرار حمل اور تولد مولود سے بھی بچنے کی کوشش نہ فرمائیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ب:- گھونگھچی سفید مسلم کو ہر ماہ فراغت خون حیض کے بعد ایک ایک دانہ تین یوم تک استعمال کراتے رہیں ہرگز حمل نہ ہوگا۔ بارہا کا مجرب ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

ج:- برگ چنبیلی ایک پتہ کھلائیں تو ایک سال اولاد نہ ہوگی۔ اگر دو کھلائیں تو دو سال اگر تین کھلائیں تو تین سال، بہرحال جتنے سبز پتے کھلائے جائیں گے اتنے ہی سال حمل نہ ہوگا۔ نوٹ:- یہ نسخہ گنج مجربات کا ہے اور میرے تجربہ میں اکثر مفید ثابت ہوا ہے۔ لہذا لکھدیا گیا۔ اب میں وہ ترکیب لکھتا ہوں جو خاص میری تحقیق اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ میں نے اب تک بیس اکیس عورتوں پر یہ عمل کرایا ہے بجز ایک کے سب پر مفید ثابت ہوا۔ لہذا اطبا اس ترکیب کو اپنا دستور العمل بنالیں پھر لطف یہ کہ ذرہ برابر نقصان کا اندیشہ نہیں۔ اگر اس قسم کی ترکیب کوئی ڈاکٹر یورپ میں معلوم کرتا تو اب تک لاکھوں روپیہ کما چکا ہوتا۔ بہت معمولی شے ہے لیکن اطبا اپنے مریضوں پر تجربہ کر کے میری تحقیق کی قدر کریں۔ ترکیب حسب ذیل ہے۔ مجامعت سے فارغ ہونیکے بعد عورت فوراً کھڑی ہو جائے اور ایک کپڑے کی گدی روغن گنجد یا روغن چمیلی میں تر کر کے اندام نہانی کے اندر رکھکر چت لیٹ کر سو رہے۔ علی الصباح اس گدی کو نکال کر علیحدہ کر دے۔ تو انشاءاللہ حمل قائم نہ ہوگا۔ میں علی العموم روغن چمیلی استعمال کراتا ہوں۔ اسی طرح اگر برگ پودینہ سبز کوٹ کر کپڑے میں رکھکر پوٹلی بناکر اندر رکھیں تو حمل قائم نہ ہوگا (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۳) **بواسیر**:- آپ اپنے دوست کے لئے مرہم اور گولیوں کا مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر لیجئے۔ بارہا کا آزمودہ ہے۔ مرہم تو ناصور وغیرہ کے لئے بھی مفید ہے۔ لیکن تیاری میں ذرا محنت کرنی پڑتی ہے۔

نسخہ مرہم:- مصطگی رومی تین ماشہ، مردار سنگ ۳ ماشہ، توتیائے بریاں ۳ ماشہ۔ روغن زرد گاؤ چھ ، برگ چرچری اکیس عدد برگ نیم ۲۱ عدد، برگ گروندہ ۲۱ عدد تمام ادویہ کو لوہے یا تانبہ کے کسی برتن میں ڈال کر یکے بعد دیگرے نیم کے موٹے دستہ سے جس کے نیچے تانبہ کا موٹا پیسہ چسپاں ہو بارہ گھنٹے تک مسلسل بلافصل و ترک کھرل کریں ۱۲ گھنٹہ کے بعد مقام زخم پر لگائیں +

انتقاد



علاج الانسان باجزاء الحیوان

تقطیع ۲۲ × ۱۸ ضخامت ۴۴ صفحات
قیمت :- ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ/)

پتہ :- مینیجر دفتر "خان صاحب" حکیم محمود علیخاں صاحب ماہر فراشس خانہ، دہلی

"خانصاحب" حکیم محمود علیخاں صاحب ماہر اکبر آبادی متعدد طبی اور ادبی کتب کے مولف و مصنف ہیں اور اپنی زبان کی خدمت کا جذبہ اپنے دلمیں رکھتے ہیں۔ آپکی ایک تازہ ترین طبی تالیف بغرض اظہار خیال ہمارے پاس پہنچی ہے جسکا نام "علاج الانسان باجزاء الحیوان ہے" جسکا مقصد یہ ہے کہ طبیبوں کو حیوانات کے ان اجزا سے مطلع کیا جائے جو جسم انسان میں دوا "استعمال کئے جاتے ہیں۔ علم طب کا یہ شعبہ بہت قدیم ہے اور اطبا نے اس سلسلہ میں کافی تحقیقاتیں کی ہیں جن کو ہم اپنی کتابوں میں جا بجا موجود پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس شعبے کی تدوین بھی ہمارے اسلاف نے کرلی تھی۔ اگرچہ ہمارے پاس اس وقت اس موضوع پر کوئی مستند کتاب موجود نہیں ہے۔ حکیم محمود علیخاں صاحب ماہر مستحق مبارکباد ہیں کہ اردو میں اس شعبۂ فن پر ایک کتاب کی تالیف کا فخر ان کو حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں حکیم صاحب کے پیش نظر غالباً طب قدیم کی ترجمانی تھی۔ ورنہ اس موضوع پر جدید تحقیقات کا اس میں اور اضافہ کیا جا سکتا تھا۔ بہرحال کتاب قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے

کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ ہر مرض کے عنوان کے بعد حیوانی اجزا کے فوائد لکھے گئے ہیں۔ اسکے بعد انکی ترکیب استعمال درج ہے۔ امراض کی ترتیب وہی ہے جو کتب قدیم میں پائی جاتی ہے۔ کاغذ اور کتابت و طباعت کے اعتبار سے بھی یہ کتاب اچھی ہے۔ امید ہے کہ شائقین اس سے استفادہ کریں گے۔

"فاران" بجنور

تقطیع ۲۰ × ۳۰ ضخامت ۸۰ صفحات، قیمت سالانہ تین روپے + پتہ :- دفتر رسالہ فاران، بجنور (یوپی)

فاران ایک ماہانہ رسالہ ہے جو جناب سعید انصاری صاحب کی ادارت اور جناب محمد مجید حسن صاحب مالک اخبار مدینہ وغیرہ کی ملکیت میں چار پانچ ماہ سے نکل رہا ہے ہمیں ابتدا ہی سے اُسے دیکھنے کا موقعہ مل رہا ہے اور اسوقت ہمارے پیش نظر اس کا چوتھا نمبر ہے۔ یہ دیکھکر مسرت ہوتی ہے کہ فاران کا جو علمی اور ادبی معیار سامنے رکھا گیا تھا وہ اسی پر مضبوطی سے قائم ہے، بلکہ اس میں ترقی ہو رہی ہے۔ فاران میں سنجیدہ اور پُر از معلومات ادبی، تنقیدی، مذہبی اور اصلاحی مضامین قرینے اور ترتیب سے پیش کئے جاتے ہیں۔ مسائل حاضرہ پر متانت سے اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ زبان بھی صاف اور شستہ ہوتی ہے، بہرحال مجموعی حیثیت سے رسالہ دلچسپ اور مفید ہے۔ اُمید ہے کہ اصحاب ذوق اسکی قدر کرینگے۔ ٹائیٹل رنگین، اور کاغذ و طباعت بھی عمدہ ہے۔

"کنول" آگرہ

تقطیع ۲۰ × ۳۰ ضخامت ۴۸ صفحات، قیمت سالانہ ۶ ر + مینیجر رسالہ "کنول" آگرہ۔

جناب منظر صدیقی اکبر آبادی نے اس نام کا ایک ماہوار ادبی رسالہ آگرہ سے شائع کیا ہے جناب منظر اس سے پیشتر بھی میدان صحافت میں جلوہ فرما رہ چکے ہیں۔ اور ادب اردو کے قدر شناس آپکے نام اور آپکے کلام سے اچھی طرح آشنا ہیں۔ اس رسالہ کی غرض ادب اردو کی خدمت اور اسکی اصلاح ہے اور جس انداز پر یہ پہلا پرچہ نکالا گیا ہے اسے دیکھکر ضرور ایسی توقعات قائم کیجا سکتی ہیں کہ "کنول" کا معیار عام ادبی رسائل سے . . . . بلند ہوگا، اور اس کا وجود اردو کے موجب صد آفات ہونے کی بجائے صحیح معنوں میں باعث برکات ثابت ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا منظر صاحب کی کوششوں میں برکت دے، اور وہ کامیابی سے ایک ایسے رسالے کو چلا سکیں کہ جس سے حقیقتاً ادب اردو کو کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ رسالہ کا کاغذ کتابت اور چھپائی اگرچہ کسی طرح بھی بری نہیں۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اس سے بہتر ہونی چاہیئے تھی +

ہر ایک چھ ماشہ تمام چیزوں کو یکجان کریں اور پانچ تولہ آب عرق میں خوب کھرل کرکے تمام پانی خشک کریں اور سرمہ کیطرح پلک کو سوتے وقت لگائیں +

(۵) **شورہ یا وزن** :- اگر تبادلہ نسخہ کے لئے تیار ہوں تو بذریعہ ایڈیٹر صاحب مجھ سے خط وکتابت کریں۔ انشاءاللہ تبادلہ نسخہ جات سے طرفین کو فائدہ پہونچیگا۔ یا ایک تولہ شورہ مذکور کو ان رجسٹرڈ پارسل میرے پاس بھیجدیں پھر یہ خادم عمل کرکے بتائیگا کہ اس کا کیا بن جاسکتا ہے اور اس سے کس قدر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں لائلپور)

ب :- بطور نمونہ ایک تولہ شورہ میرے پاس روانہ کردیجئے۔ اگر تجربہ میں درست اترا تو انشاءاللہ آپ کو فوائد کثیرہ حاصل ہونگی میرا پتہ اس قدر کافی ہے (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ج :- میں بفضلہ شورہ قائم النار کی ایک سو ترکیبیں جانتا ہوں۔ اگر آپ اپنی مفصل ترکیب لکھیں تو آپ کو تیل کی بھی مفصل ترکیب لکھی جائیگی۔ جس میں آپ فرار اشیاء پکا کر عواص بتا سکتے ہیں (حکیم آغا منصب علی)

(۶) **امراض تحرد** :- مغز تخم جامن ایک تولہ۔ افیون ایک ماشہ۔ کشتہ بیضہ مرغ ۲ ماشہ۔ کشتہ فولاد قسم اول ۱۰ ماشہ سبکو باریک کرکے بیس پوڑیاں بنائیں۔ علی الصباح ایک پوڑیہ پھانک کر اوپر سے شیرہ برگ جامن۔ شیرہ گلو سبز۔ شیرہ تخم خرفہ شیرہ تخم کاہو۔ ہر ایک تین ماشہ پئیں۔ اسی طرح دونوں وقت استعمال کرنا زیادہ مفید ہوگا (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

ب)- مندرجہ ذیل دوا استعمال کیجے۔ آٹھ دس روز استعمال کرکے چھوڑ دیجئے گا۔ پھر چند روز بعد اگر ضرورت ہو تو استعمال کرلیجئے گا۔ اگر ممکن ہو تو پیشاب کا باقاعدہ کیمیاوی وخوردبینی امتحان کرالیجئے۔ متذکرہ بالا دوا "پیپریزین" ہے جو ایک پیٹینٹ دوا ہے اور ڈاکٹری دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ ترکیب دوا کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر سید احمد بریلوی)

ج :- آپ گردہ بز بطور غذا استعمال کریں اور بطور دوا کشتہ صدف کشتہ بیضہ مرغ ہر ایک چار چاول ہمراہ خمیرہ گاؤزبان ولعوب کبیر ہر ایک تین ماشہ صبح وشام ہمراہ عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق)

د :- کشتہ بیضہ مرغ۔ کشتہ حجر الیہود۔ کوڑی سوختہ۔ کرم سنگ۔ نمک مولی۔ نمک شلغم۔ ہر ایک ایک تولہ۔ مروارید ۲ ماشہ گل ارمنی گل مختوم۔ حب الاس۔ گل دھاوا۔ پوست بیرون پستہ۔ کشتہ مرجان ہر ایک ۹ ماشہ سب چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور دو ماشہ صبح و دو ماشہ شام ہمراہ عرق انناس اور شربت انار استعمال کریں اور گردوں کے مقام پر روغن بیضہ مرغ کی مالش کریں (حکیم شمس الحق خاں)

ہ :- آپ کمیلہ سرخ اصلی تین ماشہ ہمراہ شیرہ تخم خیارین۔ شیرہ تخم خرفہ سیاہ۔ شیرہ گوکھرو ہر ایک ۳ ماشہ۔ شربت بزوری بارد ۲ تولہ استعمال کریں (حکیم آغا منصب علی)

و :- سیماب مصفیٰ ۶ ماشہ۔ قلعی مصفیٰ ایک تولہ۔ بیش مدبر ۳ ماشہ پوست بیج لفاح ۲ ماشہ مرچ سیفند دکنی دو تولہ سیماب اور قلعی کی گرہ کریں۔ پھر پوست بیج لفاح اور بیش ڈالیں اور باریک حل کریں۔ پھر تمام مرکب میں ایک ایک مرچ ڈالتے جائیں اور کھرل کرتے جائیں۔ حتیٰ کہ تمام مرچیں ختم ہوکر سفوف ہوجائے۔ مقدار خوراک تین یا چار چاول ہمراہ مسکہ گاؤ۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت۔ ذکاوت حس اور گردہ کی چربی کے اخراج کو روکنے کیلئے اکسیر ہے (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۷) **ناک کا زخم** :- برگ ستیاناسی کا جو نسخہ ناسور مقعد کے واسطے جلب ص۳ میں تحریر کیا گیا ہے۔ اسکو بناکر اپنے والد صاحب کی ناک پر دن میں دو تین مرتبہ لگائیں اور علی الصباح حسب ذیل نسخہ بناکر استعمال کریں۔

نسخہ :- آب کاسنی مروق دو تولہ۔ آب مکوہ سبز مروق ۳ تولہ۔ آب ترب سبز مروق دو تولہ میں شربت دینار دو تولہ ملاکر علی الصباح پلائیں۔ انشاءاللہ تمام شکایت رفع ہوجائیگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ب :- کسی ایک امراض کا شبہ ہوتا ہے بہرصورت یہ ہے کہ کسی ہوشیار ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کیجئے۔ بغیر دیکھے کوئی دوا تجویز کرنا مشکل ہے۔ (ڈاکٹر سید احمد بریلوی)

نسخہ مجرب :۔ مغز نیم، مغز بکاین، رسوت، گوگل ہموزن لیکر چنے کے برابر گولیاں بنائیں اور صبح و شام دو دو عدد پانی کیساتھ کھلائیں (طبی بورڈ بھو پندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

ب :۔ آپریشن بہترین علاج ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ج :۔ آپ کو تو اسیر کا مرض ہو گیا ہے۔ ایک ہومیو پیتھک دوائی جس کا نام سیلوشیا ہے ایک ہزار نمبر کی لیکر ایک ماہ میں ایک خوراک استعمال کریں۔ اسکے بعد دوسرے ماہ میں دوسری خوراک زیادہ سے زیادہ تین خوراک میں آرام ہو جائیگا اگر یہ دوا وہاں نہ مل سکے تو دہلی سے منگا سکتے ہیں۔ آپریشن کی ضرورت نہیں (حکیم آغا منصب علی)

د :۔ آپ تخم حرمل کی دھونی دیں اور روغن سم الفار مسوں پر لگائیں۔ انشاءاللہ ان چیزوں سے فائدہ ہو جائیگا (حکیم شمس الحق امرتسر)

ہ :۔ آپ مندرجہ ذیل نسخہ کو تیار فرما کر استعمال کریں امید ہے کہ اس سے مسے خشک ہو کر صاف ہو جائیں گے۔ اگر خدا نخواستہ ناکامی ہو تو پھر آپریشن ہی ضروری ہوگا۔ نسخہ :۔ مردار سنگ۔ سمندر جھاگ۔ فلفل دراز۔ پوست ہلیلہ سیاہ۔ توتیائے ہندی بریاں۔ کشتہ صدف ہر ایک ایک تولہ تمام ادویہ کو باریک کر کے سات روز تک آب لیموں میں کھرل کریں اسکے بعد چنے کے برابر گولیاں بنا کر خشک کریں۔ ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو ہمراہ شربت انجبار استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

و :۔ کونپل درخت کیکر ایک تولہ۔ پھٹکری ۴ رتی۔ مرچ سیاہ ۵ عدد علی الصباح پانی میں گھوٹ کر پئیں۔ اسی طرح روزانہ استعمال کریں اور یہ روغن مسوں پر لگایا کریں۔ نسخہ :۔ مردار سنگ سائیدہ ۱ تولہ۔ توتیا سائیدہ ۱ تولہ۔ بارود ولایتی ۱ تولہ۔ برگ ستیاناسی سبز ایک پاؤ۔ روغن کنجد ایک پاؤ۔ (ترکیب) روغن کنجد کو کڑاہی میں ڈالکر گرم کریں جب سرخ ہو جائے تو ہر سہ اشیاء ڈالکر لوہے کی تیلی سے ہلاتے رہیں۔ جب سب چیزیں سوختہ ہو جائیں تو روغن کو گرم گرم کسی برتن میں موٹے کپڑے میں چھان لیں۔ بعدہ ڈیڑھ تولہ دیسی کافور سائیدہ روغن میں ملا کر خوب حل کر کے شیشی میں رکھیں۔ دن میں دو تین وقت مسوں پر لگایا کریں۔ انشاءاللہ جلد عوارض سے صحت ہوگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

ز :۔ تخم ہرمرہ ۹ ماشہ۔ باؤبڑنگ ۹ ماشہ۔ نمک بواسیری بوٹی ۹ ماشہ۔ تینوں چیزوں کو باریک پیسکر تین تین ماشہ کی ۹ پڑیاں بنائیں اور ہر روز ایک پڑیہ نہار منہ ایک پاؤ دہی کے ساتھ کھائیں۔ مسوں پر سہاگہ بریاں مکھن میں ملا کر لگائیں۔ انشاءاللہ ۹ دن کے بعد کوئی شکایت باقی نہیں رہیگی۔ اور تمام مسے جڑ سے کٹ کر گر جائیں گے + (حکیم محمد رحمت علی ہمایوں)

(۴) درد وغیرہ :۔ علی الصباح اسگند ناگوری سائیدہ ۴ ماشہ۔ سورنجان شیریں سائیدہ ۱ ماشہ۔ روغن زرد ایک تولہ شکر سفید ۹ ماشہ میں ملا کر استعمال کریں۔ رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ایک تولہ کھا کر اوپر سے ایک پاؤ عرق بادیان پی لیں۔ کم سے کم ایک ماہ دوائیں استعمال کرنی چاہئیں۔ انشاءاللہ تمام شکایات رفع ہو جائیں گی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

ب :۔ غذا میں گوشت ترک یا بہت کم کر دیجئے۔ اس عمر میں گوشت اکثر ناساز گار رہتا ہے پھل اور سبز ترکاریاں بکثرت استعمال کیجئے۔ روشنی کے گرد ہالہ نظر آنا اس بات کی علامت ہے کہ آنکھ میں موتیا بند کا آغاز ہو رہا ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ج :۔ یہ علامات موتیا بند سبز کی ہیں۔ تنقیہ دماغ کے بعد سرمہ جواہر کا استعمال کریں (حکیم رحمت علی ہمایوں)

د :۔ آپ درد کے لئے جوارش جالینوس ہر دو وقت بعد طعام استعمال کریں۔ اور مقام درد پر لگانے کے لئے صابون دیسی ۵ تولہ۔ برادہ کچلہ ایک تولہ۔ سورنجان تلخ ایک تولہ کا حسب ترکیب ذیل مرکب تیار کر کے استعمال کریں۔

ترکیب : برادہ کچلہ کو خوب باریک پیس ڈالیں اسی طرح سورنجان تلخ کو بھی میدہ کی طرح باریک پیس لیں اور صابون کو باریک کتر کر آگ پر رکھیں۔ جب نرم ہو جائے تو دونوں چیزوں کا سفوف اسمیں ڈال کر مرہم بنالیں۔ اور شب کو سوتے وقت لیپ کر کے سو جائیں اور صبح کو کھول دیں۔ چند دن کے بعد انشاءاللہ فائدہ ہو جائیگا + (حکیم آغا منصب علی)

ہ :۔ آپ معجون اسطخودوس ایک تولہ صبح و ایک تولہ شام کو ہمراہ شربت بادام استعمال کریں اور مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے بطور سرمہ استعمال کریں۔ نسخہ :۔ فضلہ باز۔ سمندر جھاگ۔ گل ستیاناسی ہر ایک ایک تولہ۔ مروارید ایک ماشہ۔ اقلیمیائے فضہ اور اقلیمیائے ذہب

(۱۰) **ورزش** :- ا :- ڈنڈ بیٹھک سے کوئی ورزش بہتر نہیں ہے۔ لیکن دنیا میں کوئی ورزش ایسی نہیں ہے جس سے براہ راست جریان احتلام بند ہوجائے اور قوت باہ درجہ کمال حاصل ہوجائے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ب :- پانی میں تیرنا۔ دوڑنا۔ پیدل چلنا۔ گھوڑے کی سواری بہترین ورزشیں ہیں۔ امساک ورزش میں پیدا نہیں ہوا کرتا۔ اور پندرہ منٹ کا امساک تو بجائے خود ایک مرض ہوجائیگا۔ بالکل صحیح و تندرست انسان اس عمر میں تین منٹ سے زیادہ صرف نہیں کرتے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ج :- آپ ڈنڈ اور بیٹھک اُتار چڑھاؤ سے کریں اور کسی پہلوان سے اُس کے طریقے دریافت کریں۔ ورزش کے بعد مغز بادام ۲۰ عدد پانی میں پیس کر اور قدرے مصری ملا کر پئیں۔ یا ورزش سے پہلے بھنگ خوب پیس چھان کر پئیں اس سے جریان و احتلام بھی رفع ہوجائیگا۔ قوت امساک میں بھی اضافہ ہوگا۔ مگر شریعت اسلام میں بھنگ کا استعمال ناجائز ہے۔ اگر آپ غیر مسلم ہیں اور کچھ نہ کچھ استعمال کرنا ہی چاہتے ہیں تو استعمال کرسکتے ہیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

د :- ڈنبلوں۔ بیٹھکوں اور ڈنڈ پیلنے کی ورزش مفید ہوگی (حکیم رحمت علی ہمایوں)

ھ :- آپ آج کل صبح کو تمام بدن پر روغن بادام و روغن کدو کی مالش کراکے بطریق معروف ڈنڈ پیلیں اور ایک گھنٹہ کے بعد دودھ جس میں شیرہ مغز بادام شامل ہو مصری ڈالکر پئیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۱) **دردِ گردہ** :- جو نسخہ میں تحریر کرتا ہوں اس سے بہتر اخراج سنگ گردہ کے لئے میرے تجربہ میں نہیں آیا۔ حسب ضرورت آپ پتھر پھوڑی میں حجر الیہود کو کھرل کرکے پتھر پھوڑی ہی کے نغدہ میں رکھکر آگ دیں اور سرد ہونیکے بعد نکالیں اسی طرح یہ عمل تین مرتبہ کریں۔ اور علی الصباح ایک رتی کشتہ حجر الیہود کھاکر اوپر سے ۳ ماشہ پتھر پھوڑی بوٹی کا شیرہ نکالکر پئیں۔ اس نسخہ سے وہ مریض جن کو ڈاکٹروں نے لاعلاج کہہ دیا تھا۔ اور وہ سلائی پاس کراتے کراتے تنگ آگئے تھے ان مرضاء کو اسی دوا سے صحت ہوئی ہے۔ مثانہ۔ گردہ یا کسی دیگر مقام پر پتھری ہو نکال کر باہر کرتی ہے۔ کم سے کم پچاس ساٹھ مرضاء پر بیشمار مجرب نسخہ ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

ب :- آپ پتھر پھوڑی بوٹی ۳ ماشہ۔ مرچ سیاہ ۵ عدد پانی میں پیسکر استعمال کریں۔ سنگ گردہ۔ مثانہ خارج ہوجائیگا۔ اس نسخہ کے ساتھ مزید تقویت عمل کے لئے تخم کاسنی کا سفوف بناکر تین ماشہ استعمال کرسکتے ہیں (حکیم آغا منصب علی)

ج :- ریگ اور پتھری کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ دوائے حجر الیہود ارتی۔ جواکھار ۲ رتی نمک ترب ایک رتی۔ تینوں چیزوں کو ملاکر بیک وقت مریض کو شربت بزوری کے ہمراہ دیں، ۱۰ یوم تک اسی وزن سے روزانہ صبح و شام دو دو پوڑیاں استعمال کرائیں۔ تمام پتھریاں و ریگ ریزہ ریزہ ہوکر نکل جائینگی اور آئندہ پیدا نہ ہوگی۔ دوائے حجر الیہود اس طرح تیار کریں کہ سنگ یہود ۵ تولہ کو۔ اتولہ شورہ قلمی میں رکھکر ایک کوزہ میں محفوظ کریں اور آدھ سیر مولی کے پتے ڈال کر گل حکمت کے بعد ۵ سیر اُپلوں کی آگ دیں اسی طرح چھ آنچوں میں حجر الیہود تیار ہوجائیگی (حکیم رحمت علی ہمایوں)

د :- آپ جواب سوال ۱۰ پر عمل کریں۔ انشاء اللہ اس نسخہ سے کلی صحت ہوگی میرا مجرب نسخہ ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

ھ :- مقامی طور پر کسی اچھے معالج سے علاج کرائیے۔ یہ ایسے معمولی سے امراض نہیں ہیں۔ کہ مریض کو بغیر دیکھے دوا تجویز کیجا سکے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۱۲) **کثرتِ احتلام** :- صرف کثرت احتلام کا نسخہ حسب ذیل ہے مختصر :- ست گلو صلی۔ طباشیر۔ سبوس اسپغول پوست بیخ ستیا ناسی۔ تخم سردالی سب ہموزن باریک کرکے ۴ ماشہ علی الصباح شربت خشخاش ایک تولہ کیساتھ استعمال کریں۔ اسی طرح شام کے وقت بھی استعمال کرنا چاہیے۔ اگر اسکے بعد حسب ذیل نسخہ استعمال کرلیا جائے تو کثرت احتلام جریان، رقت، سرعت کی شکایت رفع ہوکر کافی قوت باہ پیدا ہوتی ہے۔ نسخہ :- ثعلب مصری۔ شقاقل مصری۔ تالمکھانہ تخم سنبھالو۔ تخم اونٹنگن۔ مغز تخم ہندی برباں۔ مغز کوہنج۔ سونٹھ　　ہر ایک تین تولہ سب دواؤں کو باریک کرلیں

ج :- آپ کو ایک کم خرچ اور بالانشین نسخہ بتایا جاتا ہے جس سے امید ہے کہ بہت جلد افاقہ ہوگا۔
نسخہ :- بلاس پاپڑا خوب باریک پیس کر اور دہی میں ملا کر حل کریں اور ناک اور چہرہ پر ضماد کریں (طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)
د :- آپ کے والد کی ناک پر اور نگ زیبی کا زخم ہے۔ تخم ریحان ایک ماشہ پیس کر ضماد کریں۔ ایک ہفتہ کے بعد انشاء اللہ زخم اچھا ہو جائیگا۔ (حکیم آغا منصب علی)
ہ :- اگر خون کا غلبہ ہو تو ورنا فصد باسلیق کرائیں اور معجون مصفی خاص ۳ ماشہ صبح و تین ماشہ شام ہمراہ عرق کاسنی استعمال کریں اور زخم پر وہ مرہم لگائیں جو جواب ۱ میں لکھا گیا ہے (حکیم احسان الحق امرتسر)
و :- آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔ نسخہ :- نوسادر۔ شورہ قلمی۔ گندھک۔ سیماب ہر ایک ایک تولہ سب کو یکجان کرکے اور آب لیموں میں ملا کر مقام ماؤف پر لگائیں۔ اور چیڑ کی لکڑی کا شربت عرق منڈی میں ملا کر استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۸) **بچہ کی بیہوشی** :- آپ ہمدرد دواخانہ دہلی سے مندرجہ ذیل ادویہ منگا کر بچہ کو کم از کم ایک ماہ استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ تمام شکایات دور ہو جائینگی۔ دوا ذرا قیمتی ہے لیکن مقدار خوراک کم ہے۔ اس لئے اس وقت مرض کے مقابلہ میں اسکو برداشت کر لیجئے۔ حب جواہر نصف عدد۔ دواءالمسک معتدل سادہ دو ماشہ میں ملا کر قدرے عرق بادیان کیساتھ صبح و شام استعمال کرائیں۔ (طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)
ب :- آپ اپنے بچے کو مغلی گھٹی دیں تاکہ کم سے کم لے ایک ہفتہ تک ملین اجابت ہوجایا کرے۔ گھٹی رات کو دینی چاہیئے اور صبح کو عود صلیب ایک ماشہ۔ جدوار ایک ماشہ پیس کر قدرے شہد میں ملا کر چٹا دیا کریں (حکیم آغا منصب علی)
ج :- علی الصباح ایک ماشہ خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا کھلا کر اوپر سے عرق بادیان دو تولہ گاؤزبان ۲ تولہ عرق کیوڑہ بید مشک چھ چھ ماشہ ملا کر پلائیں۔ یہی نسخہ شام کو بھی دیں۔ انشاءاللہ چند یوم میں شکایات رفع ہو جائینگی (حکیم اکبر حسین الہ آباد)
د :- آپ کے بچہ کا دماغ بہت کمزور ہے اندیشہ ہے اسی طرح ام الصبیان نہ ہو جائے تقویت دماغ کے لئے عمدہ غذائیں اور دوائیں استعمال کرائیے۔ روزانہ تین مرتبہ تین تین گرین کی مقدار میں "امونیم برومائیڈ" ایک عرصہ تک دیتے رہیں (ڈاکٹر سید احمد)
ہ :- ام الصبیان کا عارضہ ہے۔ کرم سنگ ایک رتی۔ عود صلیب ایک رتی دونوں کو عرق مکوہ عرق بادیان میں گھسکر پلانا دافع مرض ہے (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۹) **ضعف قلب** :- آپ تخم فرنجمشک تین ماشہ شیرہ گاؤ پاؤ سیر کیساتھ کھلائیں (حکیم آغا منصب علی)
(ب) مندرجۂ ذیل ادویہ کا سفوف ایک چلہ استعمال کریں تمام شکایات دور ہو جائینگی۔
نسخہ :- سبوس اسپغول ۵ تولہ کتیرا دو تولہ۔ تخم تمر ہندی بریاں ۴ تولہ کوکنار مسلم ۵ تولہ کوٹ چھان کر نبات سفید ۱۰ تولہ حل کرکے شامل کریں۔ اور چھ ماشہ سفوف ہمراہ شیر گاؤ صبح و شام استعمال کریں (طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)
ج :- جواب سوال ۶ کا نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا (حکیم رحمت علی لائلپور)
د :- آپکے اعصاب کمزور ہیں "نروگر" ایک سٹینڈرڈ دوا انگریزی دوا فروشوں کے یہاں بکتی ہے اس استعمال کیجئے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
ہ :- خمیرہ صندل ۷ ماشہ خمیرہ مروارید ۲ ماشہ کھا کر اوپر سے عرق گاؤزبان اور عرق بید مشک پانچ پانچ تولہ پئیں اسیطرح سہ پہر کو بھی استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)
و :- آپ معجون جالینوس مرواریدی استعمال کریں انشاءاللہ یہ تمام شکایات رفع ہو جائینگی (حکیم شمس الحق امرتسر)
ز :- آپ مندرجۂ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں: نسخہ :- ثعلب مصری۔ بہمن سفید۔ بہمن سرخ ہر ایک ایک تولہ سبوس اسپغول ۷ ماشہ۔ صمغ عربی ۷ ماشہ۔ مغز تخم تمر ہندی بریاں ۷ ماشہ تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر کشتہ قلعی ۷ ماشہ۔ مروارید سائیدہ ۳ ماشہ ورق نقرہ ۳ ماشہ قند سفید ۵ تولہ ملا کر تیار کریں اور چھ چھ ماشہ یہ سفوف صبح و شام ہمراہ عرق گاؤزبان استعمال کریں (حکیم احسان الحق خاں)

سوالات

ضوابط اندراج (۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال مفت درج کرانیکا حق حاصل ہے۔
(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کے لئے خریداروں کو بھی دو آنہ فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہیئں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو آٹھ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر چار سطر کی سوال درج کرا سکتے ہیں زیادہ سطور کے لئے ۲ر فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی حالت میں بجز اس حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں۔ شائع نہیں ہو سکے گا ✦
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہیں ہو سکیگی ✦
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا بہرحال اختیار ہوگا ✦ "مینیجر ہمدرد صحت"

---

(۱۳) قوت باہ کے یوں تو کتابوں میں صدہا نسخہ درج ہیں۔ لیکن جناب حکیم صاحبان براہ عنایت اپنے مجربات سے ایسا نسخہ عنایت فرمائیں جو کم خرچ بالا نشین یعنی جسکے اجزاء معمولی ہوں وقت طلب نہوں ہر جگہ بآسانی مل سکیں اور ایک ہفتہ کے استعمال سے کافی فائدہ ہوجائے۔ سرعت انزال و رقت کو بھی پورا پورا فائدہ بخشے۔ کسی موسم کی قید نہ ہو۔ اس کے ساتھ کچلہ کے فوائد اور طریقہ استعمال معہ وزن خوراک و بدرقہ تحریر فرمادیں۔ خاکسار بیحد شکر گزار ہوگا ✦ خریدار نمبر ۱۱۷۱۔

(۱۴) میری عمر ۲۳ سال ہے۔ جسم لاغر ہے صحت کمزور ہے۔ طبیعت صفراوی ہے۔ عرصہ پانچ ماہ ہوا کہ مجھے پاخانہ کے ساتھ خون آنے لگا۔ معمولی مرض وغیرہ سمجھکر اسپغول وغیرہ کا استعمال کرتا رہا۔ اب تکلیف بڑھ گئی ہے۔ قبض کی عام طور پر زیادہ شکایت رہتی ہے۔ پاخانہ کا مقام باہر نکل آتا ہے۔ خون کا رنگ کبھی گیرو کا سا ہوتا ہے اور کبھی سُرخ ہوتا ہے۔ چھیچھڑے سے پاخانہ کے ساتھ نکلتے ہیں۔ اور کبھی خون بلا پاخانہ آتا ہے۔ (خریدار نمبر ۲۲۴۲)

(۱۵) موسم سرما میں غسل یا وضو کرنے سے تمام بدن سُرخ ہوجاتا ہے اور کھجلی پیدا ہوجاتی ہے۔ چند منٹ بعد بدن میں گرمی پہنچنے سے پھر کوئی شکایت نہیں رہتی ہے کوئی مجرب نسخہ عنایت فرمائیں ✦ (خریدار نمبر ۲۹۱۴)

(۱۶) میری عمر تقریباً بائیس تیئس سال ہے۔ ابھی تک مجرد ہوں۔ گرمی بہت زیادہ ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر مہینے میں دو تین دفعہ احتلام نہو۔ تو خونی بواسیر کی شکایت شروع ہوجاتی ہے۔ اور کثرت احتلام یا خونی بواسیر میں سے کوئی ایک شکایت عموماً رہتی ہے جنہوں نے بیحد کمزور کردیا ہے۔ حکماء کرام و ڈاکٹر صاحبان کوئی سہل اور مجرب نسخہ لکھکر امتنان کا موقع دیں ✦ خریدار نمبر ۲۱۴۲

(۱۷) میرا وطن راجپوتانہ ہے ۲۷ سال سے کلکتہ آنا جانا ہے جب وطن جاتا ہوں تو پہنچتے ہی پیشاب میں سفیدی مثل چونہ کے بکثرت آنا شروع ہوجاتی ہے۔ آخر تنگ آکر کلکتہ چلا آتا ہوں۔ یہاں پہنچتے ہی مرض بغیر کسی دوا کے دفع ہوجاتا ہے۔ جریان۔ ریگ مثانہ اور ذیابیطس وغیرہ شکایت لاحق ہیں۔ کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی۔ نہار منہ مرض کا دورہ نہیں ہوتا۔ کچھ کھانے پینے کے بعد دورہ شروع ہوتا ہے۔ ۲۷ سال سے یہ مرض لاحق ہے۔ جسم کمزور ہے عمر پچاس سال ہے۔ زود اثر اور مجرب علاج کی تلاش ہے۔ ایک خریدار

(۱۸) ایک شخص جسکی عمر ۲۲ سال ہے۔ دل و دماغ و حافظہ و بصارت و معدہ وباہ کی کمزوریوں میں مبتلا ہے۔ دل کی رفتار اکثر تیز رہتی ہے دماغ تلاوت قرآن یا مطالعہ سے فوراً تھک جاتا ہے اور سر میں درد ہوجاتا ہے۔ حافظہ بالکل بیکار ہے۔ معدہ غذا ہضم کرکے جزو بدن نہیں کرتا۔ عضو مخصوص میں کمزوری۔ لاغری، کجی کوتاہی ہے، دایاں فوطہ بائیں سے بڑھ گیا ہے۔ مادہ منویہ رقیق اور شاید اسکی پیدائش ہی بند ہوگئی ہے۔ کیونکہ احتلام کبھی نہیں ہوتا۔ خواب دہشت ناک دکھائی دیتے ہیں۔ وظیفہ

اور ترنجبین چالیس تولہ کو عرق گلاب ۲۰ تولہ عرق بید مشک ۱۰ تولہ عرق کیوڑہ ۱۰ تولہ میں جوش دیں۔ پھر مصری کوزہ تین پاؤ ملا کر قوام تیار کریں۔ اور سفوف کردہ دوائیں ملا کر رکھیں۔ خوراک ۹ ماشہ سے ایک تولہ تک صبح و شام کو عرق بادیان کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین)

ب :۔ آپ کسی مقوی دوا کے استعمال سے پہلے آٹھ دس یوم تک روزانہ تین مرتبہ دس دس گرین کی مقدار میں پٹاسیم برومائیڈ استعمال کیجئے۔ اس سے جب کثرت احتلام دور ہو جائے تب اعصاب کو تقویت دینے کے لئے جو دوا چاہیں استعمال کریں۔ فائدہ کرے گی (ڈاکٹر سید احمد بریلوی)

ج :۔ اگر آپ کو مغلظ منی دوا دی جاتی ہے۔ تو ریاح کی کثرت سے معدہ خراب ہوگا۔ اسلئے ملٹھی اور تخم سردالی ہموزن کوٹ چھان رکھیں اور شب کو سوتے وقت دو یا تین ماشہ پانی سے پھانکیں انشاء اللہ احتلام رفع ہو جائیگا۔ (حکیم آغا منصب علی)

د :۔ آپ اگر صحت چاہتے ہیں تو معجون جالینوس عذوی اور اکسیر اعظم شمسی کے نسخے جو اعادہ شباب کی اشاعت خاص میں شائع کرائے گئے ہیں۔ ان کو استعمال کریں۔ ان سے احتلام اور جملہ عوارض جلق کے دور ہونگے۔ ان نسخوں کو پانچ روز استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(۵) **عوارض جلق** :۔ آپ کے مریض دوست کا جب تک اصولی علاج نہ ہوگا۔ اس وقت تک دائمی صحت کی امید نہ رکھیں صحیح اور اصولی علاج معہ مجربات درج ذیل ہے۔ تیار کرکے فائدہ اٹھائیں۔

(۱) **سفوف مصلح مادہ تولید** :۔ سیماب مصفی ۶ ماشہ۔ قلعی مصفی ۱ تولہ بیش مدبر ۳ ماشہ۔ پوست بیخ لفاح ۳ ماشہ مرچ سفید دکنی ۲ تولہ بموجب جواب ملا سفوف بنالیں۔ خوراک ۳ یا ۴ چاول ہمراہ مکھن۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت اور ذکاوت حس کے لئے اکسیر ہے۔ صبح کے وقت اسکی ایک خوراک کھا یا کریں۔ دس یوم کے بعد مندرجہ ذیل حبوب اور طلاء کا استعمال کریں۔

(۲) **حبوب دافع جریان و احتلام کہنہ** : کشتہ فولاد دو تولہ۔ کشتہ سہ دھاتہ ۳ تولہ۔ کشتہ چاندی ۱ تولہ۔ سلاجیت ایک تولہ سب کو باریک پیس کر خساندہ پوست میں کھرل کرکے ۴۔۴ رتی کی گولیاں بنالیں۔ خوراک ایک گولی صبح و شام۔ جریان و احتلام کہنہ کے دفعیہ کے لئے اکسیر ہے۔ مقوی باہ و مقوی اعصاب ہے۔ ساتھ ساتھ یہ طلاء اسرار استعمال کریں۔

(۳) **طلائے اسرار** :۔ عنبر اشہب ۲ ماشہ۔ موميائی کالی ۲ ماشہ۔ روغن بلساں ایک تولہ۔ روغن زیتون ۱ تولہ۔ روغن کرم مخمل ۱ تولہ۔ روغن زلو بھنبھیرہ ۱ تولہ۔ چربی شیر ۹ ماشہ۔ چربی سانڈہ ۶ ماشہ۔ روغن خراطین ۶ ماشہ۔ روغن عوک ۶ ماشہ۔ مصطگی رومی ۱ تولہ۔ روغن قضیب خر ۱ تولہ۔ سب کو آتشی شیشی میں ڈالکر نرم آگ پر پکائیں۔ بعدہٗ کھرل میں ڈال کر خوب کھرل کریں۔ اور بطریق معروف کام میں لائیں۔ مجلوق اور نامرد کی تمام خرابیاں دور کرکے جوانمرد بنا دیتا ہے۔ کجی۔ خمی۔ قضیب۔ لاغری۔ سستی۔ باریکی جڑ کو دور کرکے عضو کو کافی فربہ اور دراز کرتا ہے۔

(حکیم محمد رحمت علی ہمایوں۔ لائلپور)

زوجیت پوری طرح ادا نہیں ہوتا۔ بچپن میں کچھ عرصہ تک عادت بد میں بھی مبتلا رہا۔ اسکے بعد کثرت جماع کا شکار بھی رہا۔ یہی وجہ اسکی خرابی صحت کی ہے۔ اسلئے حکیم ڈاکٹر صاحبان سے دست بستہ گذارش ہے کہ کوئی ایسی انگریزی یا یونانی دوا یا نسخہ سے آگاہ فرمائیں جس سے مریض صحتیاب ہو کر آپکو دعائے خیر سے یاد کرتا رہے۔ (خریدار نمبر ۱۶۳۴)

(۱۹) مجھے ایسے نسخہ کی ضرورت ہے جس سے گھی اور دودھ کی زیادہ سے مقدار ہضم ہوسکے اور جسم ترہیجائے اور پنڈلیوں کے درد کو رفع کرے۔ نسخہ میں کشتہ شامل نہ ہوں۔ قیمتی اجزا قسم کستوری وغیرہ بھی نہ ہوں۔ براہ کرم نسخہ آزمودہ ترکیب آسان اور اجزاء سہل الحصول ہوں۔ حذاق کرام پوری توجہ کرکے اس پر روشنی ڈالیں۔ (خریدار نمبر ۱۳۷۷)

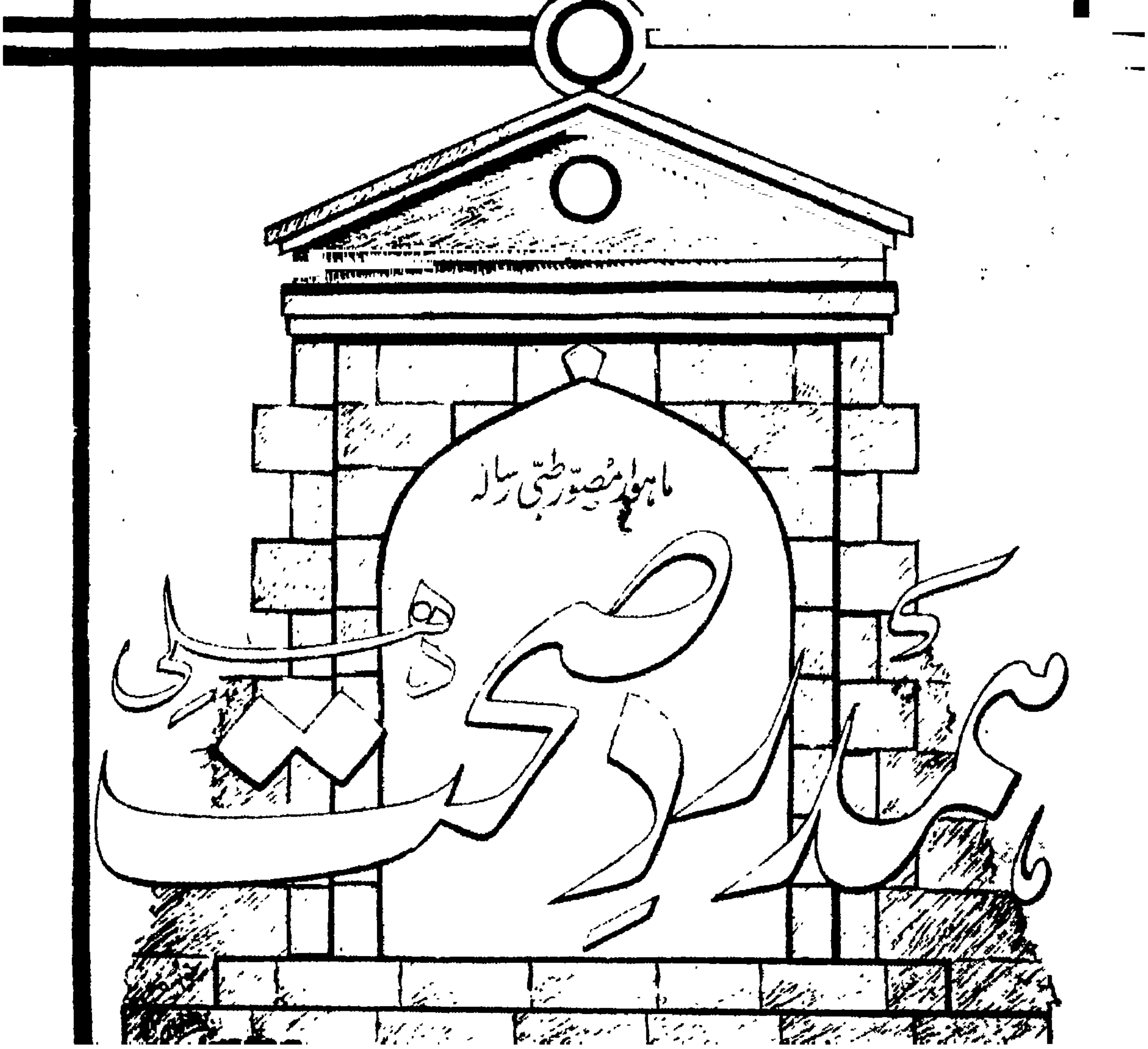
(۲۰) مریضہ کی عمر ۳۲ سال ہے۔ شادی ہوئے ۱۸ سال ہوئے۔ ۱۴ سال کا عرصہ ہوا کہ بچہ پیدا ہونیکے بعد رحم اصلی حالت پر نہیں آیا اور ہمیشہ خفیف درد ہوتا رہا۔ وظیفہ زوجیت کیوقت درد بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ایام ماہواری بھی بے قاعدہ رہے۔ پھر پانچ سال کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا اس کے بعد بخار چڑھ گیا اور رحم میں بہت درد شروع ہوگیا۔ تین ماہ تک ہسپتال میں رہیں اس کے بعد یونانی علاج سے کچھ اچھی ہوگئی۔ شومیٔ قسمت سے پچھلے سال حرقت البول میں مبتلا ہوگئی۔ اب پھر تین ماہ سے بخار آرہا ہے۔ رحم میں سوجن ہے۔ درد کے مارے چلاتی رہتی ہے۔ بخار دوپہر کے قریب دو گھنٹے کے لئے ہوتا ہے۔ پیشاب جل کر اور مواد کے ساتھ آتا تھا۔ یہ تکلیف تو ہسپتال میں رفع ہوگئی مگر بخار اور رحم کی سوجن ویسی ہی ہے۔ بارلی اور پھلوں کا پانی دیا جاتا ہے۔ مگر وہ بھی کبھی کبھی ہضم نہیں ہوتا۔ بالکل لاغر ہوگئی ہے۔ صرف بائیں طرف اور ریڑھ کی ہڈی میں درد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی پاخانہ کیساتھ بھی مواد آتا ہے۔ پلسٹس روزانہ چار مرتبہ باندھی جاتی ہے اور گرم پانی کی بوتلیں رکھی جاتی ہیں۔ مگر کچھ افاقہ نہیں ہوتا۔ ڈوش بھی روزانہ ہوتا ہے۔ ہسپتال والوں نے کہا ہے کہ وہ بغیر اپریشن کے اچھی نہیں ہوسکتی۔ مگر مریضہ بہت کمزور ہے۔ اپریشن کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتی۔ اس لئے حذاق کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ کوئی مجرب نسخہ مرحمت فرمائیں۔ جس سے یہ تمام شکایات دور ہوجائیں۔ (یکے از خریداران از چرن پور)

(۲۱) سالم بیضہ معہ چھلکا اور مچھلی کا کانٹا کس چیز سے بسہولت اور مفید طور پر گل کر کھانے کے کام آسکتا ہے۔ نیز جامن و گنے کے رس سے عمدہ قسم کا تند سرکہ جو مفید اور دیرپا بھی ہو کس طرح آسانی تیار ہوسکتا ہے۔ ترکیبیں بالکل صحیح ہونی چاہئیں غیر مجرب ترکیبوں کے لکھنے کی زحمت نہ کیجائے۔ (خریدار نمبر ۱۹۸۹)

(۲۲) مریضہ کی عمر سولہ سال ہے۔ جسم لاغر ہے۔ سیلان الرحم میں مبتلا ہے۔ یہ مرض زمانہ حمل میں زیادہ زور کرتا ہے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحبان ایسا نسخہ درج رسالہ کریں جو اس مرض کو جڑ سے نکال پھینکے اور اگر تیار دوا ملے تو بہت اچھا ہو۔ (خریدار نمبر ۲۸۹۹)

(۲۳) چار سال کے سن میں میری اہلیہ کے پلیگ کا ٹیکہ لگایا گیا تھا اس وقت سے اختلاج قلب کی شدید شکایت ہوگئی ہے دورہ بغیر کسی خاص سبب کے وقت بے وقت پڑجاتا ہے۔ اور دو دو دن تک رہتا ہے۔ ہاتھ پاؤں برف کی طرح سرد ہوجاتے ہیں۔ وحشت بہت [illegible] سے ہوتی ہے جس سے تمام جسمانی قوت سلب ہوجاتی ہے۔ جسم بہت لاغر ہے [illegible] عمر ۱۹ سال ہے۔ نہایت مجرب علاج درکار ہے۔ (خریدار نمبر ۱۱۴۸)

October, 1935. اکتوبر ۱۹۳۵ء





مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دھلوی

Regd. No. L. 2790

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proud of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication.

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.

PRICE:

Special Edition As. 12. ***Ordinary Edition As. 8.***



EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE,
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY
2
ANNAS

جلد ۴ | اکتوبر سنہ ۱۹۳۵ | نمبر ۴

فہرست مضامین

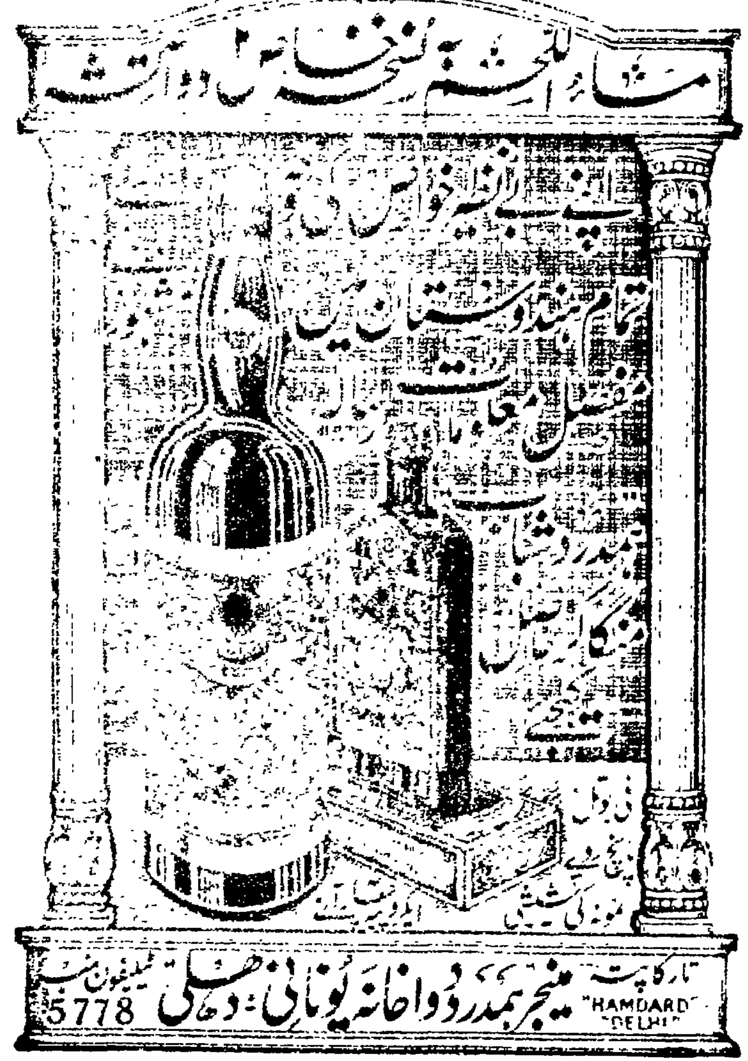
تصاویر:- (۱) معدہ اور اُسکے عروق (۲) آفتابی غسلخانہ

قیمت سالانہ ایکروپیہ | ممالک غیر سے دو روپے | فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

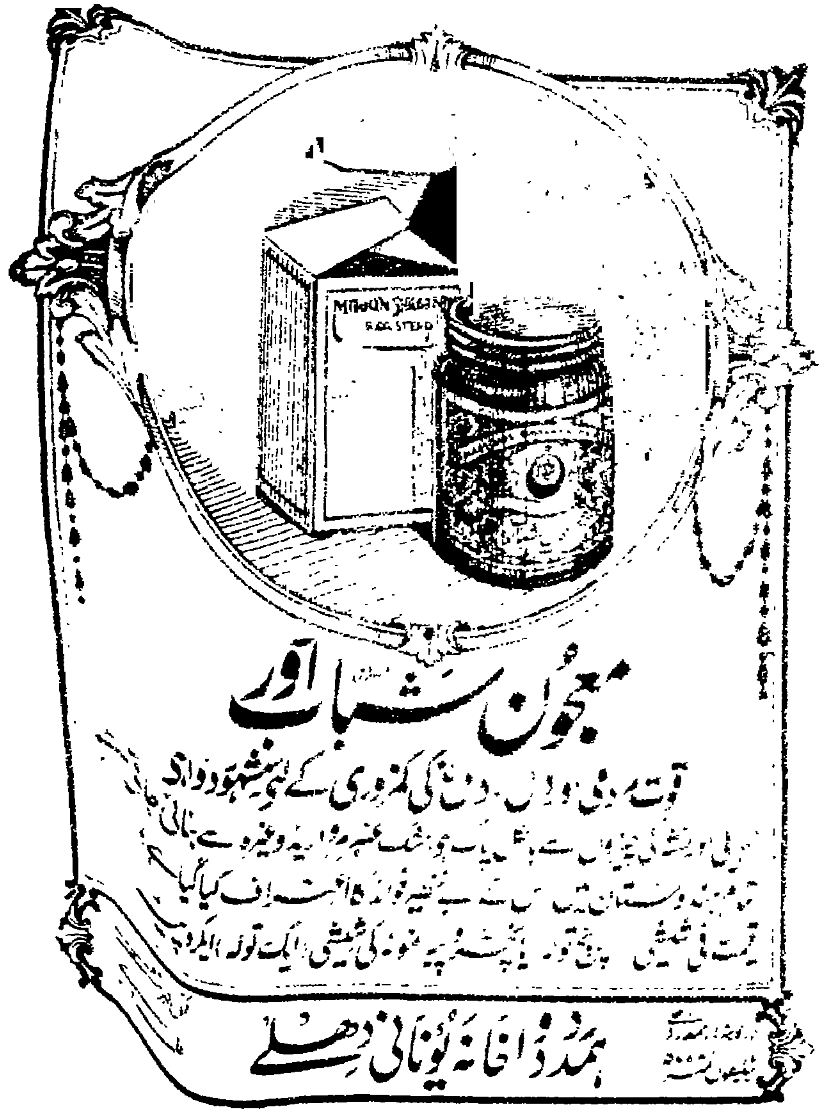
نوٹ

خریداران رسالہ ہمدرد صحت کیخدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کیوقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں +

منیجر



تار کا پتہ
"HAMDARD"
"DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی۔ دہلی
ٹیلیفون نمبر
5778



معجون شباب آور
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

"ہمدرد صحت" کی جلدیں

شائقین علم کیلئے ایک زرین موقع

اردو کی طبی صحافت میں ہمدرد صحت ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی ظاہری اور باطنی خصوصیات کیوجہ سے ایک انقلاب آفرین دعوت ہے اسی لئے اسکا خیر مقدم نہ صرف ہندوستان ہی کے طبی اور علمی طبقوں کی طرف سے کیا گیا ہے بلکہ غیر ممالک کے ماہرین بھی اسی صف میں داخل ہو گئے۔ آج سے ۲۰ سال پہلے کسی شخص کے خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ہماری طبی صحافت اسقدر کامیابی کے منازل طے کرنے لگے گی۔

ہمدرد صحت ہی وہ رسالہ ہے جس نے طبیب اور غیر طبیب اور عام وخاص کی ہر طبی ضرورت کو کما حقہ پورا کر دیا ہے۔ اسکی اشاعت خاص جو ہر سال اسکی سالگرہ کی تقریب میں ۵ جولائی کو شائع ہوتا ہے اپنی نوعیت اور جامعیت کے لحاظ سے مشرقی زبانوں میں بالکل ایک نئی چیز ہوتی ہے جس کی ضخامت تین سو صفحات سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

گذشتہ سال ہمدرد صحت کی جلدوں کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ صرف پندرہ بیس جلدیں مکمل کیجا سکی تھیں جو چند ہی روز میں شائقین علم نے حاصل کر لی تھیں، اب دفتر میں بھی گذشتہ سال کی صرف دو ہی جلدیں بطور فائل موجود ہیں۔ قدر دانوں کے پیہم تقاضوں کا خیال کر کے کبھی کبھی خیال بھی کیا گیا کہ گذشتہ جلد کے بعض پرچے طبع کرائے جائیں اس کے لئے موقع نہ مل سکا۔

پہلے تجربہ کو سامنے رکھکر تازہ جلد کے تقریباً پانچسو پرچے علیحدہ رکھے جاتے رہے تاکہ آخر میں پانچسو جلدیں مکمل کیجا سکیں اور شائقین اس سے محروم نہ رہیں۔ چنانچہ اب اس جلد کے تمام پرچے مکمل ہو جانے کے بعد دفتر میں یہ جلدیں تیار کرا لی گئی ہیں جو جولائی ۱۹۳۳ء سے جون ۱۹۳۵ء تک کے پرچوں پر مشتمل ہیں۔ اسمیں ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت خاص بھی شامل ہے جو بجائے خود ایک جلد کا درجہ رکھتی ہے اور جو "تجدید و اعادۂ شباب اور درازیٔ عمر" پر جدید و قدیم معلومات کا انتہائی ذخیرہ ہے۔ جلد بندی بھی رنگین کپڑے کی پختہ کرائی گئی ہے جسکے پشتے پر رسالہ کا نام وغیرہ مضروب ہے۔

اس جلد میں کیا ہے؟

اس سوال کا صحیح جواب تو خود جلد ہی دیگی۔ لیکن یہاں مختصر طور پر صرف اتنی گذارش ہے کہ اسمیں ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت خاص کے علاوہ گیارہ مہینے کے پرچے ہیں اور اس جلد کی کل ضخامت (۱۰۱۷) صفحات ہے۔ خالص مضامین سات سو صفحات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بلاک کی تصاویر جو اس جلد میں ہیں، انکے صفحات کی تعداد چالیس ہے، یہ تصاویر چکنے کاغذ پر چھپی ہوئی ہیں۔ مطبوعہ بلاکوں کی تعداد ۸۴ ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے مشہور آرٹسٹ مسٹر سمیع (جی۔ ڈی۔ آرٹ) کے طب اور حفظان صحت کے متعلق بنائے ہوئے مرقعے آپ کو بائیس صفحات میں ملیں گے۔ دلچسپ اور مفید کارٹون مستزاد۔

یہ جلد علمی مقالات، الامراض والعلاج۔ باب الصحت، علم الادویہ، علم العقاقیر، دوا سازی، تاریخ طب و اطباء، معلومات، مفردات، اکتشافات جدیدہ اور طبی سوالات و جوابات وغیرہ مستقل عنوانات پر نایاب مضامین کا بے پایاں ذخیرہ ہے۔ ہندوستان کا کوئی ایسا طبی مضمون نگار غالباً نہو گا جس کا مضمون اس جلد میں نہ ہو۔ اسکے علاوہ یورپ کے ماہرین کے مضامین صرف ہمدرد صحت ہی میں مل سکتے ہیں جن شائقین کو اس جلد کی ضرورت ہے وہ جلد توجہ فرمائیں ورنہ ممکن ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ جلد بھی پہلی جلدوں کی طرح نایاب ہو جائے۔

جلد کی قیمت فی الحال صرف دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ اور محصول ڈاک وغیرہ کا خرچ صرف آٹھ آنہ ہے۔ گویا کل دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ۲) خرچ کر کے آپ یہ عظیم الشان علمی ذخیرہ حاصل کر سکتے ہیں۔

منیجر رسالہ ہمدرد صحت، ہمدرد منزل، لال کنواں دہلی

اِشارات

مسئلہ اصلاح و تجدید

ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت میں ناظرین نے فاضل محترم لفٹنٹ کرنل جناب ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب آئی۔ایم۔ایس۔سی۔آئی۔اِی۔صدر آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کا مکتوب پڑھا ہوگا۔ فاضل موصوف نے اُس میں جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے اسکو بھی قارئین نے سمجھ لیا ہوگا۔ اگرچہ اس قسم کے مباحث ہمارے لئے کوئی نئے نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف اوقات میں اس پر اظہار خیال ہوتا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں مقطع اور جذباتی تحریریں اور پرجوش تقریریں بے اثر نہیں کہی جاسکتیں۔ کہ ان سے افہام و تفہیم میں مدد ملتی ہے۔ لیکن ضرورت کا اقتضاء ہے کہ اب ہم سہل انگاریوں اور فراموش کاریوں کو چھوڑ کر صرف حقیقی ضروریات کو سامنے رکھیں۔ اور اپنے حالات اور اپنے ماحول پر غائر نگاہ ڈالیں جس کے لئے نہ تو میڈیکل رجسٹریشن ایکٹ کی محرکات کی ضرورت ہو۔ اور نہ کوئی منفرد اور جماعتی مخالفانہ شور و غوغا اس کو بروئے کار لائے اور نہ ہماری ذاتیات ہی اس کو بے معنی طور پر اُکسائیں۔ بلکہ اب یہ تحریک ہمارے ہی دل و دماغ کی گہرائیوں سے اُٹھنی چاہیئے۔ اگر کوئی چیز واقعی قابل ترک ہے۔ تو ہمکو سوچ سمجھ کر اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔ اگر کوئی موقع حقیقتاً اصلاح چاہتا ہو تو اسکی اصلاح کر لینی چاہیئے اگر بحث و تحیص کے بعد ہمارے اکثر مسائل اب بھی صحیح ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کو موجودہ دنیا کے سامنے فخر کے ساتھ پیش نہ کریں۔

محترم کرنل صاحب کا ہمیں بہرحال شکر گذار ہونا چاہیئے کہ ان کی صاف گوئی نے ہمکو ایک دفعہ پھر اپنی حالت پر غور کرنیکا موقع بہم پہنچا دیا۔ اگر موصوف کے بیان میں بعض باتیں ایسی بھی ہوں جن سے ہم متفق نہ ہوسکیں یا بعض موقع پر ہم کچھ گرانی بھی محسوس کریں۔ پھر بھی ہمیں اپنے اصل مقصد کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ مسائل پر غور و فکر کر کے ان کا صحیح حل تلاش کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسی حل پر ہمارے شاندار مستقبل کا انحصار ہے۔

گذشتہ اشاعت میں اطلاع دی گئی تھی کہ محترم کرنل صاحب کے مکتوب کا جواب فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ جامعہ طبیہ دہلی لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ اس اشاعت کیلئے حکیم صاحب موصوف نے اپنے جواب کی پہلی قسط ارسال فرمائی ہے جسکو ہم شکریہ کیساتھ درج کر رہے ہیں۔ ناظرین اس سلسلہ بحث کو خوب سمجھکر پڑھیں۔ حکیم صاحب کا یہ جواب غالباً دو تین قسطوں میں پورا ہوگا، کوشش کیجائے گی کہ اس سلسلہ کے اور مضامین بھی درج ہوتے رہیں۔ ہمدرد صحت کے محترم قلمی معاونین کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ ناظرین ہمدرد صحت کو ان کے خیالات سے بھی واقفیت کا موقع مل سکے۔

انشاء اللہ ہم بھی کسی موقع پر اپنے ناچیز خیالات کا مفصل اظہار کرینگے۔

انتقاد

افسوس ہے کہ بعض مصروفیتوں کی وجہ سے ہمدرد صحت میں دو تین ماہ سے موصولہ کتب و رسائل پر اظہار خیال بھی نہیں ہوسکا۔ اسکے علاوہ رسالہ کے صفحات کی قلت بھی مانع رہی۔ ہمیں بعض اصحاب کی زحمت کا احساس ہے جو ان کو انتظار میں پیش آرہی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں ہم اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوسکیں گے۔

میں اسکے علاج و مداوا کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ ۲ جولائی ۱۹۲۶ء کو مرحوم نے اپنی صدارت و نگرانی میں مجلس تحقیق کی بنیاد رکھی اور افتتاح کے وقت اپنے دست مبارک سے ایک تاریخی دستاویز اور عہد نامہ ارقام فرماکر تمام اراکینِ مجلس سے اُس تحریری وصیت پر دستخط لئے۔ اس تاریخی عہد نامہ کے الفاظ یہ ہیں۔

"ہم نے آج ۲، جولائی ۱۹۲۶ء کو جمعہ کے دن اصلاح طب کا کام، جو حقیقت میں یونانی طب کے لئے بمنزلۂ اساس کے ہے، شروع کیا، اور ہم خداوند تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس نیک کام میں مدد دے، اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس جلیل القدر خدمت کو اپنی استطاعت کے مطابق برابر انجام دیتے رہیں"

اجمل

فضل الرحمٰن　　محمد الیاس خاں　　محمد کبیر الدین۔

عبد الحفیظ　　سید ناصر عباس

اس معزز عہد نامہ کی رو سے جو مسیح الملک مرحوم کے دست خاص کا لکھا ہوا ہے، اور جس پر ایک جماعت کے دستخط ثبت ہیں، ظاہر ہے کہ زندگی کے آخری سانس تک ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس عہد و پیمان کو فراموش نہ کریں جس پر ہم نے مسیح الملک مرحوم کی آنکھوں کے سامنے دستخط کئے ہیں۔

جامعہ طبیہ دہلی کا پہلا مقصد

جامعہ طبیہ دہلی، جس کا آغاز عملاً ابھی ماہِ اگست کی پہلی تاریخ سے ہوا ہے، اور جس کی اہم ذمہ داری اور بھاری بوجھ کو ہم لوگوں نے بطیب خاطر خود اپنے سروں پر رکھا ہے اُسکے اغراض و مقاصد میں سے اوّلین دو مقاصد حسب ذیل ہیں۔

(۱) ہندوستان میں طبی تعلیم کے لئے ایک ایسا صحیح اور ترقی یافتہ نصاب تجویز کرنا جو حشو و زوائد سے پاک اور غیر ضروری مضامین اور دشواریوں سے آزاد ہو، اور جس میں طب جدید کے ضروری اور مفید مضامین کا بھی اضافہ کیا گیا ہو۔

(۲) طب قدیم کے نظریات و عملیات پر تحقیقی نظر کرکے مسائل کی صحیح صورت متعین کرنا، اور طب جدید کے مسائل سے مقابلہ کرکے تطبیق و عدم تطبیق کے وجوہ قلمبند کرنا اور ایسے مضامین کو داخلِ نصاب تعلیم کرنا۔

اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہماری زندگی کا اعلیٰ مقصد وہی ہے، جسے میں فاضل موصوف کے مکتوب گرامی میں پاتا ہوں، اور جسے میں نے اس علمی تحریر کی "روح" کہا ہے۔

عملی اقدام

اب آپ اور دیگر قارئین یہ سوال کرسکتے ہیں کہ یہ تو ثابت اور مسلم ہے کہ اصلاح نصاب کی ضرورت و اہمیت پر مختلف اوقات میں تحریریں شائع ہو چکی ہیں، آل انڈیا طبی کانفرنس دہلی کے سالانہ جلسوں میں علما و فضلا کی تقریریں ہو چکی ہیں، مختلف طبی مجالس میں تجویزیں بن چکی ہیں، یہ سب واجب التسلیم، مگر ہم لوگوں نے اس آواز کے بعد عملاً کیا قدم اُٹھایا ہے؟ اور ان تجاویز کو کوئی عملی جامہ بھی پہنایا گیا ہے، یا نہیں؟ الحمدللہ اس سوال کے جواب کے وقت ہمیں بہت زیادہ ندامت نہیں ہے، ہماری انفرادی و اجتماعی کوششیں اگر بہت بڑے پیمانہ پر نہیں، تو اپنی بساط و مبدائن قوت کے لحاظ سے "حقیر پیمانہ" پر ہی سہی، تھوڑے بہت عملی نمونے پیش کرسکتے ہیں۔ ہم علم طب کے بہت سے بنیادی مسائل پر تبصرہ کر چکے اور بہت سے مراحل طے کرکے کسی نہ کسی نتیجہ پر پہونچ چکے ہیں، جن میں سے بعض چیزیں جامعہ طبیہ کی تعلیم میں "جزو ممتاز" کے طور پر شامل ہو چکی ہیں۔ الغرض ہر ممکن ذریعہ سے ہم ان صحیح مسائل کی تلقین و تبلیغ کر رہے ہیں، اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب یہ مسئلہ سرحد تجویز و تخیل سے آگے بڑھ چکا ہے، اور اس اہم علمی خدمت کے لئے عملی قدم اُٹھایا جاچکا ہے، ہمارے افکار کے بعض نتائج مختلف اوراق و رسائل کی صورت میں آچکے ہیں اور برابر اور بتدریج آئندہ آتے رہیں گے۔



بعض اعتراضات کی تحقیق

از فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ، جامعہ طبیہ دہلی

میں نے غور کے ساتھ، بزرگ محترم ڈاکٹر کرنل بھولا ناتھ صاحب آئی۔ایم۔ایس۔سی۔آئی۔ای کا فاضلانہ مکتوب پڑھا۔ جس میں موصوف نے طب قدیم پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ میرے دل میں اس گرامی قدر ہستی کی بڑی قدر و منزلت ہے، اور میری تمنا ہے کہ کبھی اس صاحب کمال کی جناب میں اپنی نیازمندانہ عقیدت نذر کر کے روحانی مسرت و طمانیت حاصل کروں۔

تمام ہندوستان میں لاتعداد ڈاکٹر پیدا ہو چکے، اور بے شمار اب بھی موجود ہیں، مگر دیسی طبوں کے ساتھ علی الخصوص ہماری غریب و بے کس طب کیساتھ جس فراخدلی اور رواداری کا ثبوت فاضل محترم نے دیا ہے، اسکی دوسری مثال نہیں ملتی ہمیں ایسی مغتنم ہستی کی قدر کرنی چاہیئے، اور ان کے پند و نصائح گوش حق نیوش سے سننا چاہیئے۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ فاضل موصوف ایک منصف دل و دماغ کے مالک ہیں، علم دوست، اور علم پرور ہیں۔ اور ہماری طب کے سچے خیر خواہ ہیں۔

ایک صادق القول اور راست گو ہمدرد کی باتوں میں اگر کچھ تھوڑی سی "تلخی" کی آمیزش بھی ہو جو صداقت و راست گوئی کا ایک جزو لاینفک ہے، تو ہمیں اس سے ہرگز تلخ کام نہ ہونا چاہیئے۔ یہ طریقہ محض متعصب جہال اور کورِ دیدہ مقلدین کا ہوسکتا ہے، علم پرور گروہ کو بہر حال رواداری اور بردباری سے کام لینا چاہیئے۔

غور فرمائیے۔ کہ اگر فاضل موصوف کے دل و دماغ میں ہماری طبوں کا درد نہ ہوتا، اور اگر ان کے ساتھ انہیں ہمدردی و دلچسپی نہ ہوتی، تو آخر کس طمع نے انہیں مجبور کیا کہ ان بے کس طبوں کے اقوال کو اپنی سب سے بڑی تالیف کا جزو بنائیں "علم و عمل طب" کا دیباچہ درحقیقت فاضل محترم کے شریفانہ جذبات کا ایک روشن آئینہ ہے۔ جو لوگ موصوف کی نیت اور دل کا میلان جاننا چاہیں وہ اس روشنی میں اُن کے سُویدائے قلب کے اصل نقوش دیکھ سکتے ہیں۔

موصوف کا علمی مقالہ چند اجزاء پر مشتمل ہے لیکن اس مکتوب گرامی کی ایک "روح اور جان" ہے، جس سے مجھے کلیتہً اتفاق ہے یعنی فن کی اصلاح و تجدید، اور تحقیق مسائل کی اہمیت اور ضرورت۔ میری مختصر زندگی کا ایک حصہ اس میں صرف ہو چکا ہے، اور جہانتک میری حقیر بساط ہے، عملاً میں اسی دُھن میں لگا ہوا ہوں۔ آج سے پندرہ سال پہلے المسیح کے سب سے ابتدائی مقالہ میں، میں نے اسی موضوع کی اہمیت پر زور دیا تھا، اور اس کے بعد مختلف اوقات میں جہاں کہیں مجھے اظہار خیال کا موقع ملتا رہا ہے خواہ درسی کتب کے تراجم و تالیفات ہوں، یا طبی تحریکات کے عام مقالات، یا سلسلۂ درس و تدریس اور اطبائے کرام کے مکالمات، برابر میں اس علمی ضرورت کی تلقین و تبلیغ کرتا رہا ہوں۔

مجلس تحقیق کی بنیاد دنیائے طب کے سب سے بڑے ہمدرد اور نباض، مسیح ملک و طب حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم، دور بین اور نکتہ رس نگاہ سے اپنی طبوں کے اس "مرض مہلک" کو معلوم کر چکے تھے اور اپنی زندگی

فرق ہے۔ قارئین کرام کے اضافۂ معلومات اور دلچسپی کے لئے چند سطور درج کرتا ہوں۔

جن امور کو ہم جاننا اور سیکھنا چاہتے ہیں، ان امور کے لحاظ سے قدمائے نے دو اصطلاحیں قائم کی ہیں ——— **علم** ——— **صناعت**، یہ دونوں قدیم اصطلاحیں ہیں، جن کا ذکر قانون اور شرح قانون (گیلانی وغیرہ) میں بار بار آتا ہے۔

ناموس فطرت اور قانون قدرت کے مظاہر **علم** کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، جن کا وجود ہمارے اعمال کے تابع نہیں، اور ایسے امور **صناعت** کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں جن کا وجود انسانی اعمال کے تابع ہیں۔

انگریزی زبان کے لحاظ سے **سائنس** اور **آرٹ** دو مشہور متقابل اصطلاحیں ہیں، جو در اصل قدیم تقسیم **علم و صناعت** کے تراجم ہیں علم کا ترجمہ اگر سائنس ہے، تو صناعت کا ترجمہ آرٹ۔

فن طب، یعنی فن علاج علم ہے، یا صناعت ——— بالفاظ دیگر سائنس ہے، یا آرٹ؟ اس سوال کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ فن علاج ایک حیثیت سے علم (سائنس) ہے، اور دوسری حیثیت سے صناعت (آرٹ) یعنی اسکے ایک حصہ میں اگر نوامیس فطرت اور قوانین قدرت کے مظاہر بتائے جاتے ہیں، تو دوسرے حصہ میں ایک صانع اور کاریگر کی طرح ہڈیاں جوڑی جاتی ہیں اور اکھڑے ہوئے جوڑ بٹھائے جاتے اور دوسرے ہزاروں کام کئے جاتے ہیں۔ زخم کا پیدا ہونا، اور اس کا قدرتاً اندمال پانا اگر ایک فطری مظاہرہ ہے تو نشتر سے چیرنا اور ہوشیاری کے ساتھ دستکاری کرنا ایک آرٹ (صناعت) ہے۔

میرے اس بیان کے سارے اجزا خواہ تسلیم کئے جائیں، یا نہیں، مجھے اس پر کوئی اصرار نہیں ہے یہ تو ایک اصطلاحی بیان ہے، جس میں گفتگو کرنا **لفظی بحث** ہو جائیگا، جو میرے موضوع سے خارج ہے۔ میں اس اصطلاحی بحث سے کنارہ کش ہو کر اور سائنس کے اسی مفہوم کو تسلیم کر کے گفتگو کرنا چاہتا ہوں، جو فاضل موصوف نے بیان کیا ہے، تاکہ بحث کا دامن سمٹ جائے۔

"طب جدید سائنس ہے، اور طب قدیم سائنس نہیں ہے"

یہ وہی مشہور اور قدیم اعتراض ہے، جو مختلف ایام میں طب مغربی کے حاملین کی طرف سے مختلف الفاظ و عبارات میں پیش ہوتا رہا ہے "طب قدیم اَن سائنٹیفک و بے اصول ہے" ——— وہ پرانا خطاب ہے جو طب قدیم کو ڈاکٹروں کی عنایت سے ہمیشہ اور سال بہ سال کی تقریب پر ملا کرتا ہے۔ جس کے تسلی بخش اور سیر حاصل جوابات مختلف لوگوں نے دئے ہیں، اور اس ناجائز دھبے کو کامیاب کوششوں سے بارہا دھویا جا چکا ہے۔

یہ موضوع آج میرے لئے بہت دلچسپ ہوتا۔ اگر اس سے پہلے مجھے اس مسئلے پر کافی گفتگو کرنیکا موقع نہ ملا ہوتا لیکن بایں ہمہ اس بارہ میں مجھے اس وقت کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری ہے، جسے میں چند اجزا میں تقسیم کرتا ہوں۔

(۱)

محترم کرنل صاحب کے دعوے اور طرز استدلال کی منطقی ترتیب یہ ہے۔

طب جدید سائنس ہے، کیونکہ اسکے معلومات کی بنا مشاہدہ پر ہے، اور طب قدیم سائنس نہیں ہے، کیونکہ اسکے معلومات کی بنا مشاہدہ پر نہیں رکھی گئی ہے، اسلئے کہ اسکے بعض مسائل کی تصدیق مشاہدہ سے ثابت نہیں ہوتی،

نتائج ان مقدمات کے ترتیب دینے اور ان کے تسلیم کر لینے کے بعد مندرجہ ذیل نتائج لازماً برآمد ہوتے ہیں۔

——— "طب قدیم سائنس اسلئے نہیں ہو سکتی کہ اسکے بعض معلومات کی تصدیق مشاہدہ سے نہیں ہوتی، اسکے مقابلہ میں طب جدید سائنس ہے، جسکے سارے معلومات کی تصدیق مشاہدہ سے حاصل ہے۔"

علیٰ ہذا مذکورہ بالا قول کے تسلیم کرنے کے بعد سائنس کی تعریف اس طرح قائم ہوتی ہے سائنس ایسے معلومات کے مجموعہ کا نام ہے، جسکے سارے مسائل کی تصدیق مشاہدہ حاصل ہوتی ہیں۔

اب تک میری یہ تحریر اس مسئلہ کی اہمیت و ضرورت کے متعلق تھی، جو فاضل موصوف کے خط کی بنیادی غرض وغایت ہے لیکن اس ذیل میں چند باتیں فاضل محترم کی لغزش قلم سے ایسی نکل گئی ہیں، جن سے مجھے اور غالباً خود انہیں کلیتہً اتفاق نہیں۔ فاضل موصوف کی علم پرور اور شریف طبیعت مجھے جرأت دلا رہی ہے کہ ادب و احترام کا دامن پکڑے ہوئے ان چند ضمنی امور کے متعلق اپنے ناچیز خیالات کا مختصراً اظہار کروں۔ اگر میرے دل میں اس صاحب کمال اور اسکے مکتوب گرامی کی قدر و منزلت نہ ہوتی تو جامعہ طبیہ کی ابتدائی ذمہ داری اور مشاغل کی کثرت شاید مختصراً لکھنے کی بھی اجازت نہ دیتی۔

میں موصوف کو ایک حق گو انسان اور حق پسند ہستی تصور کرتا ہوں۔ میرا یہ اعتماد مجھے یقین دلا رہا ہے کہ میری یہ تحریر ان کی شریف طبیعت کے لئے تکدر و کبیدگی کا باعث ہرگز نہ بنے گی۔

علاوہ بریں میں ایک دوسرے معزز کو اس بارہ میں واسطہ بناتا ہوں، اور کلی اختیار دیتا ہوں کہ اگر کہیں خدانخواستہ، بلا ارادہ میرا قلم جادۂ احترام سے الگ ہو جائے، تو حکیم محمد عبدالحمید صاحب ان الفاظ کو حرف غلط تصور فرما کر محو کر دیں۔

علمی مقالات میں بھی اگر سنجیدگی اور متانت قائم نہ رہے، تو پھر یہ چیز کہاں مل سکتی ہے؟

کیا طب یونانی سائنس نہیں ہے؟

فاضل محترم نے لکھا ہے ——— "طب قدیم و جدید کے مابین بنیادی اختلاف ہے۔ طب جدید ایک سائنس ہے" اور سائنس ایک نظری علم کا نام ہے۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ علم طب کے معلومات نظری مشاہدہ کے تابع ہیں جن مسائل کی مشاہدہ سے تصدیق نہیں کی جاسکتی وہ طبی معلومات کے دائرہ میں نہیں تصور کئے جا سکتے۔ مشاہدہ حواس خمسہ کے بواسطہ کیا جاتا ہے۔ یعنی جو چیزیں محسوس ہو سکتی ہیں، انہیں کا علم ہونا ممکن ہے اور وہی چیزیں سائنٹیفک معنوں میں معلوم کہلاتی ہیں۔ جو چیزیں محسوس نہیں ہوتیں وہ غیر معلوم کہلاتی ہیں۔

——— "مشاہدہ حواس خمسہ کے ذریعہ سے براہ راست بھی ہو سکتا ہے" اور ان آلات و ادوات کے ذریعہ سے بھی کیا جاتا ہے جو سائنس نے حواس خمسہ کی امداد کے لئے اختراع کئے ہیں، مثلاً آلہ استماع، خوردبین، منظار وغیرہ ———"

"قدمائے طب کو نظری علم تو مانا ہے، مگر اسکی بنیاد انہوں نے تکلمی دلایل پر رکھی ہے، جن کی تصدیق عینی معائنہ اور مشاہدہ سے حاصل نہیں کی گئی ———"

فاضل محترم کے مذکورہ بالا اقوال کو چند اجزاء میں منقسم کیا جا سکتا ہے، یہ اجزاء مستقل دعاوی نہیں، جن پر مجھے الگ الگ تبصرہ کرنا ہے۔

(۱) طب جدید سائنس ہے جسکی بنیاد مشاہدہ پر قائم کی گئی ہے۔
(۲) طب قدیم سائنس نہیں ہے، جسکی بنیاد مشاہدہ نہیں رکھی گئی۔
(۳) طب قدیم کی بنیاد تکلمی دلائل پر رکھی گئی ہے۔

اسکے بعد فاضل موصوف نے اپنے بیان کی وضاحت کیلئے "ایک عملی اور ٹھوس مثال"[۱] پیش کی ہے جس سے طب قدیم و جدید کا بنیادی اور اصولی اختلاف عیاں کیا گیا ہے اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ طب قدیم کے بعض مسلمات مشاہدہ اور تشریح سے ثابت نہیں ہوتے، لہذا طب قدیم سائنس کی تعریف اور اسکی حد سے خارج ہو جاتی ہے۔

سائنس اور آرٹ

قبل اسکے کہ میں اصل موضوع پر گفتگو کروں، اور یہ بتاؤں کہ طب قدیم اور جدید میں "سائنس" ہونے کے لحاظ سے کیا

۱؎ اگرچہ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ مثال ٹھوس نہیں ہے۔ (کبیر الدین)

ارتقائے علوم اور تاریخ فنون پر غور کرنے والے بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر علم و فن ناقص ہے، اور اس میں ہمیشہ ترمیم و اضافہ کی گنجائش ہے۔

علوم کے زندہ اور مردہ دور

علوم و فنون کے دو ادوار ہمیشہ دیکھنے میں آتے ہیں ——— علم و فن کا زندہ دور ——— علم و فن کا مردہ دور

ہر علم و فن کے دورِ زندگی میں ایک علمی الچل مچی رہتی ہے، مسائل و مسلمات بدلا کرتے ہیں۔ بحث و مباحثہ کی گرم بازاری ہوتی ہے، بہت سے قدیم مسلمات غلط، اور بہت سے کمزور اور مرجوح مسائل (جن کو پہلے باطل تسلیم کیا جاتا ہے) صحیح اور قوی ثابت ہوتے ہیں۔ علوم و فنون کی یہ ایک قدیم **سنت جاریہ** رہی ہے۔

ہمارے قدیم علوم و فنون کے دورِ زندگی میں بھی یہی ہوتا رہا ہے، اور اسکے مسائل نظریہ اسی طرح ہمیشہ بدلتے رہے ہیں۔ کیا یہ تاریخی واقعہ نہیں ہے کہ **بقراط** اپنے دور میں جس مسئلہ کا دعویٰ کرتا ہے، چند سال کے بعد **جالینوس** آکر اُسکے قصرِ علم کو منہدم کر دیتا ہے۔

امام زکریا رازی نضج مواد کے کچھ اُصول متعین کرتا ہے، تو **ابن سینا** اسکی صریح تغلیط پر کمربستہ ہو جاتا ہے۔

ابن سینا اگر قلب اور اُسکی کوٹھڑیوں کے افعال بیان کرتا ہے، تو **علامہ علاء الدین قرشی** اس سارے بیان پر پانی پھیر دیتا ہے۔

ابن ابی صادق اگر بات کا دعویٰ کرتا ہے، تو **ملا نفیس** بڑی دلیری کے ساتھ اسکے پیچھے پڑ جاتا ہے۔

مگر باوجود اس اختلاف نظریات اور باہمدگر دست و گریبان ہونے کے ہم ان سب حضرات کو ایک منزل کے مسافر اور ایک ہی راہ کے رہرو کہتے ہیں۔

بالکل یہی حال اربابِ مغرب کا ہے، ایک ایک مسئلہ پر متعدد نظریات کا ہونا، اور بہت سے مسائل کا آئے دن تبدیل ہونا، اور ایک دوسرے کی تغلیط کرنا ایک معمولی بات ہے۔ اسکے باوجود ہم سب کو **طب جدید کا حامل** کہتے ہیں۔

اسکے برعکس علوم و فنون کے **دورِ جمود و خمود** میں، جس کو میں نے "**مُردہ دور**" کہا ہے، کسی مسئلہ کی ترمیم و اصلاح کو قطعاً حرام اور ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ اس دور میں ہر مسئلہ کو، جو قدیم مسلمات سے ہو، وحی آسمانی کا مرتبہ بخشا جاتا ہے اور ان کو انسانی نکتہ چینی سے ماوراء تصور کیا جاتا ہے۔

ایسے منحوس دور کے برکات کیا ہوں گے، اسے میں اپنی زبان سے بتانا نہیں چاہتا، اور یہ میں قارئین کے انتخاب پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنے علوم و فنون کے لئے کس **دور** کو پسند فرماتے ہیں۔

اگر طب قدیم کے چند مسائل مشاہدات سے غلط ثابت ہوں، اور ہم ان کی اصلاح کر لیں، تو ایسی "اصلاح شدہ طب" کے پڑھنے والے ڈاکٹر ہونگے یا حکیم؟ یہ کوئی ایسا اہم سوال نہیں ہے جسکی طرف ہم زیادہ توجہ کرنے کیلئے مجبور ہوں، یہ سوال بعینہٖ اسی طرح طب جدید کے پڑھنے والوں پر عائد ہوتا ہے، جنکی کتابیں آئے دن بدلا کرتی ہیں، اور پرانے نظریات و مسائل کو مردود بنا کر کتابوں کو سال دو سال کے بعد ان سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

ساحلِ بمبئی پر جہازوں کے ذریعہ نئی کتابوں کا پشتارہ آیا، اور اُسی تاریخ سے ڈاکٹروں کا دین و ایمان بدل گیا۔ نہ تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ غور و فکر کی حاجت، اور نہ یہ جاننے کی فرصت کہ اس سے پہلے کتابوں میں کیا لکھا تھا، اور اب کن وجوہ سے انہیں تبدیل کر دیا گیا۔

ہمارے فاضل محترم کرنل بھولا ناتھ صاحب نے آج سے چالیس سال پہلے ڈاکٹری کی جو تعلیم پائی ہے اس عرصہ میں اسکی زمین اور اس کا آسمان دونوں بدل چکے، نہ وہ کتابیں رہیں، نہ وہ اساتذہ، نہ وہ مسلمات رہے، نہ وہ مسائل

(۲)

ان مقدمات مذکورہ کی ترتیب کے بعد اب چند سوالات پیدا ہوتے ہیں

(۱) طب جدید کس سن، اور کس تاریخ سے سائنس بنی؟ اور اس سن اور اس تاریخ سے پہلے وہ کیا تھی؟

(۲) کیا طب جدید کے سارے مسائل مشاہدہ کے لحاظ سے صحیح ہیں، اور ایک ہی وقت میں اور آن واحد میں تمام مسائل کی تحقیق و تصحیح مشاہدہ کی رو سے ہوگئی، یا اس میں سینکڑوں سال صرف ہوئے؟

(۳) کیا طب جدید کے سارے نظریات کی تحقیق کا سہرا شخص واحد کے سر ہے، یا مختلف محققین نے مختلف ازمنہ میں مختلف چیزیں دریافت کی ہیں اور بتدریج معلومات میں اضافات ہوتے رہے ہیں؟

(۴) اگر واقعات اور تاریخ کے لحاظ سے یہ صحیح ہے کہ طب جدید کی تدوین و ترتیب میں ایشیا، امریکہ اور یورپ کے ہزاروں ماغوں نے حصہ لیا ہے، اور مختلف مسائل کی تحقیق مختلف ازمنہ میں ہوئی ہے، اور طب قدیم (یونانی) کی تبدیل صورت، اضافہ و ترمیم سے طب جدید کی تخلیق ہوئی ہے تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس درمیانی زمانہ میں جب کہ اسکے بعض مسائل کی تحقیق ہو چکی تھی، اور بعض مسائل تشنہ تھے تو اسکا نام سائنس تھا، یا نہیں۔

(۵) اگر اس درمیانی زمانہ میں بھی اس کا نام سائنس رہا ہے، (اور یقیناً رہا ہے) تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سائنس کے سارے معلومات مشاہدہ کی کسوٹی پر صادق ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ تسلیم تو یہ کیا گیا ہے کہ اس درمیانی زمانہ میں محض بعض معلومات کی تحقیق ہو چکی تھی، اور بعض مسائل تشنۂ تحقیق تھے؟

(۶) کیا کوئی سائنسداں دعوے کر سکتا ہے کہ موجودہ طب جدید کے سارے معلومات سراسر مکمل اور صحیح ہیں، اور مشاہدہ سے سب کی تصدیق حاصل ہو چکی ہے، جس پر کوئی اضافہ و ترمیم ممکن نہیں؟

(۷) اگر طب جدید کے سارے مسائل محقق اور مشاہدہ کی کسوٹی پر کھرے ہیں، تو اسکی کیا وجہ ہے کہ آئے دن سائنس کے نظریات (تھیوریز) بدلا کرتے ہیں، اور ڈاکٹری کتاب کا ہر نیا ایڈیشن جو تازہ بتازہ یورپ سے وارد ہوا کرتا ہے، وہ پچھلی کتابوں پر خط نسخ پھیر دیا کرتا ہے؟

(۸) اگر سائنس کے معلومات و نظریات وقتاً فوقتاً بدلا کرتے ہیں، اور ہمیں معلوم ہے کہ یقیناً بدلا کرتے ہیں۔ تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا ان مسائل کی بنا مشاہدہ پر نہ تھی؟ اگر ان کی بنا مشاہدہ پر نہ تھی، تو سائنس کے مسائل میں ان کا شمار کیونکر ہوا؟ اور غلط اور صحیح مسائل کے مجموعہ کو سائنس کیونکر کہا گیا۔

(۹) اگر ان مسائل اور نظریات کی بنا مشاہدہ پر تھی تو ثابت ہوا کہ بعض مسائل کی بنا، مشاہدہ پر ہونے کے باوجود وہ کچھ دنوں کے بعد غلط ہو سکتے ہیں۔

(۱۰) کیا طب قدیم (یونانی) کے سارے معلومات مشاہدہ کے لحاظ سے غلط ہیں یا بعض؟ اگر اسکے بعض مسلمات مشاہدہ کے لحاظ سے صحیح ہیں، اور بعض غلط، تو طب قدیم اور طب جدید کے درمیان اس بارہ میں کیا فرق رہا؟

جب طب جدید کے بعض مسائل غلط ہیں، اور ہوتے رہے ہیں، اور ان غلطیاں مختلف زمانہ میں ثابت ہوتی رہیں، اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی، اور اس کے باوجود وہ سائنس کی حد سے خارج نہیں ہو سکتی تو اسکی کیا وجہ ہے کہ طب قدیم کے بعض بیانات دو ہزار سال کے بعد اگر (بالفرض) مشاہدہ سے غلط ثابت ہو جائیں، تو سائنس کا خطاب اس سے چھین لیا جائے

(۳)

حقیقت و صداقت یہ ہے کہ طب قدیم اور جدید، دونوں انسانوں کے مرتب کئے ہوئے سائنس ہیں، اور کوئی سائنس کسی زمانہ میں (خواہ وہ اوج رفعت وارتقا کے کسی منزل میں ہو) یہ دعوے نہیں کر سکتا کہ اسکے سارے معلومات حقہ ہیں، جو کسی زمانہ میں قابل تردید نہ ہوں گے۔

مائیہ جنکو عروق لبنیہ کہا جاتا ہے ، فی الجملہ اجزا ر لحمیہ (پروٹینز) اور اجزائے شکریہ (کاربو ہائیڈریٹس) عروق دمویہ کے ذریعے نفوذ ہوا کرتے ہیں ، اور اجزائے شحمیہ عروق لبنیہ کے ذریعہ •

عام قارئین علم کے لئے یہاں میں اس قدر بتانا چاہتا ہوں کہ پورٹل وین (باب الکبد) ورید الباب کا لفظی ترجمہ ہے ، یہ اصطلاح قدیم تشریح و افعال الاعضا کے مسلمات و معلومات کی بنا پر قائم کی گئی ہے ۔ اور یہ نام بعینہ اس طرح طب جدید میں لے لیا گیا ہے ۔ اس ورید کا نام باب (پورٹا ، دروازہ) اس لئے رکھا گیا ہے ۔ کہ معدہ و امعا سے جگر کے اندر اجزا ر غذائیہ کے داخل ہونے کیلئے دروازہ اور مدخل یہی ہے ۔ یہ نام اور یہ حقیقت آج دو ہزار سال کے بعد بھی صحیح ہے ۔

باب الکبد ایک عجیب و غریب ورید ہے ، جسکی کوئی دوسری مثال بدن کے اندر نہیں ملتی ، یعنی یہ ایک تنہ ہے جسکی جڑیں اور شاخیں دونوں طرف پھیلی ہوئی ہیں ۔ ایک طرف اسکی جڑیں بصورت عروق شعریہ ، معدہ ، امعاء اور طحال سے تعلق رکھتی ہیں ، اور دوسری طرف اسکی جڑیں دوبارہ جگر کی ساخت میں پھیلتی ہیں ۔

الغرض بحوالہ علامہ ہیلی برٹن غذا کے اہم اجزا ر (اجزائے نشائیہ ، شکریہ ، اور لحمیہ) معدہ اور امعاء کے اندرونی طبقہ یعنی اسکی غشاء مخاطی سے منجذب ہو کر براہ باب الکبد جگر تک پہونچتے ہیں ، جہاں اجزا ر غذائیہ میں جگر مناسب تغیرات و استحالات پیدا کرتا ہے ۔ جسے طبی اصطلاح میں **ہضم کبدی** کہا جاتا ہے ۔

کرنل صاحب محترم فرماتے ہیں کہ " معدہ اور جگر کے درمیان کوئی راستہ نہیں ہے ، انسانی نعش کو چیر کر دیکھ لو ، اور فضول بحث و مباحثہ کو چھوڑ دو ، مشاہدہ سے اس قسم کے منفذ کا نشان و پتہ نہیں چلتا ، لہذا یہ قدیم تشریحی بیان غلط ثابت ہوا ، اور وہ افعال بھی غلط ثابت ہوئے جنکی بنیاد اس قدیم تشریح پر رکھی گئی ہے ۔ الغرض یہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں کہ غذا کا خلاصہ معدہ سے جگر کی طرف جاتا ہے "

فاضل محترم کے اس بیان کو سامنے رکھیئے اور اُسکے بعد جدید تشریح اور افعال الاعضا دگریز اناٹمی و ہیلی برٹن فزیالوجی) سے مقابلہ کیجئے تو اس سے چند نتائج مترتب ہوتے ہیں ۔

(۱) سب سے پہلے (حسب خیال فاضل موصوف) تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن معلومات کو آپنے تیس چالیس سال پہلے حاصل کیا ، اور آپ ڈاکٹر کہلائے ۔ جب یہ بدل گئے اور نئی کتابوں میں ، اور نئے نصاب تعلیم میں ایسی باتیں شامل ہو گئیں ، جو طب یونانی کے قدیم مسلمات کے مطابق یا ان سے ملتے جلتے ہیں تو ان جدید کتب و جدید مسلمات کو پڑھکر میڈیکل کالج کے طلبہ **ڈاکٹر** کہلائینگے یا حکیم ؟ اگر یہ ہر صورت میں ڈاکٹر ہی کہلائینگے ۔ اور ہر حالت میں دنیا انہیں ڈاکٹر سمجھے گی ، تو مہربانی فرما کر اس **عرفی اصطلاح** کو یہیں دفن کر دیجئے ۔ اور عامۃ الناس کی زبان و بیان کو اپنے رائے پر چھوڑ دیجئے ۔ یہ اصطلاحات علمی اور منطقی نہیں ہیں ، جو جامع اور مانع ہوں ، اور جن کے حدود جنس و فصل سے متعین ہوں ۔ یہ تو عوام کے بخشے ہوئے القاب ہیں جو انہوں نے اپنی آسانیوں کیلئے متعین کر رکھے ہیں ۔ انہیں اس سے کوئی تعلق نہیں کہ آپ کے قلب و دماغ کے اندر بنیادی مسلمات اور اساسی عقاید کیا ہیں ۔ ورنہ علمی حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو ہم جس معنے میں لفظ حکیم اور ڈاکٹر استعمال کیا کرتے ہیں ، وہ قطعاً صحیح نہیں ، طبیب اور معالج حقیقت میں نہ حکیم ہے ، اور نہ ڈاکٹر علاوہ ازیں معنوی حیثیت سے اگر لفظ حکیم اور ڈاکٹر کی تحقیقات کیجائے تو شاید دونوں الفاظ مترادف اور ہم معنے نکلیں ، اور حکیم کو ڈاکٹر اور ڈاکٹر کو حکیم کہا جا سکے ۔

(۲) کرنل صاحب کے زمانۂ تعلیم میں بھی طب جدید سائنس تھی ، اور آجکل بھی وہ سائنس ہے ، مگر دونوں زمانے کے مسائل و مسلمات ایکدوسرے کے مخالف و متباین ، اور ایک دوسرے کی تردید کر رہے ہیں ۔ اس لئے یہ ظاہر اور بدیہی ہے کہ یہ دونوں متضاد

حتیٰ کہ اس زمانہ کی زبان اور اصطلاحات بھی بدل گئے اور ایک خاص دشواری کے بغیر ان کا سمجھنا سمجھانا بھی محال ہے۔

شلاً کرنل صاحب نے اپنے زمانہ کی تشریح (اناٹمی) میں پڑھا تھا کہ کھوپڑی (کرے نیم) کی ہڈیاں آٹھ ہوتی ہیں اور چہرہ کی ہڈیاں چودہ، مگر آجکل اسی معتبر تشریح (گریز اناٹمی تیئسویں، چوبیسویں اڈیشن) میں جو میڈیکل کالجوں میں داخل نصاب ہے، کھوپڑی کی ہڈیاں ترقی کر کے آٹھ سے پندرہ ہو چکی ہیں، اور چہرہ کی ہڈیاں رو بہ تنزل ہو کر چودہ سے سات تک گھٹ چکی ہیں۔

مگر اس غلام ملک کی غلامانہ ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ کوئی ڈاکٹر زبان نہیں ہلا سکتا کہ آخر اس تبدیلی کی وجہ کیا ہوئی۔

یہ ہے مشاہدہ اور آلات مشاہدہ، خوردبین، دوربین وغیرہ کی قدر و قیمت اور یورپ کے معتبر راویوں کی روایت جو ایک سال پہلے کھوپڑی کی ہڈیاں آٹھ دیکھتے اور دکھلاتے ہیں، اور دوسرے سال آٹھ پر ایک دو کا نہیں، اکٹھے سات عدد اضافہ کر دیتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسی آنکھ تھی جس سے کھوپڑی کی یک لخت سات ہڈیاں چھپی رہیں، آخر اس زمانہ میں طب جدید سائنس تھی، یا نہیں؟ اور اس دور میں اسکی بنا مشاہدہ پر تھی، یا تکلمی دلائل پر اگر یہ صحیح ہے جیسا کہ آجکل کہا جاتا ہے، کہ سر کی ہڈیاں پندرہ ہیں، تو اس سے پہلے جن طلبہ نے سر کی ہڈیوں کو آٹھ پڑھا اور یاد کیا ہے۔ وہ اس زمانہ میں سائنس پڑھ رہے تھے، اور طب جدید کو سائنس سمجھ رہے تھے، یا کچھ اور؟ اور اس زمانہ کے فارغ التحصیل طلبہ آجکل کی طرح ڈاکٹر کہلائے یا نہیں؟ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ صحت اور صداقت ایک ہی گروہ کی تعلیم کے ساتھ ہو گی۔

علاوہ ازیں آج سے دس بیس سال پہلے خوردبین موجود نہ تھی؟ یا اتنی طاقتور نہ تھی کہ سر کی ساری ہڈیوں کو دیکھ سکتی، اور یہ ہڈیاں چھپی رہیں۔ یا اُس زمانہ سے اس زمانہ کی تخلیق ہی بدل گئی اور قانونِ قدرت کی کایا پلٹ ہو گئی۔

(۵)

اسی طرح کرنل صاحب نے اپنے زمانہ کی تشریح اور افعال الاعضا (فزیالوجی) میں پڑھا تھا کہ جگر اور معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے، اس لئے معدہ سے غذا کا عصارہ جگر کی طرف ہرگز نہیں جا سکتا۔ حالانکہ آجکل معتبر اناٹمی (گریز اناٹمی، تازہ ایڈیشن) اور معتبر فزیالوجی (ہیلی برٹن فزیالوجی جدید اڈیشن) ہمیں بہانگ دہل پکار کر بتا رہی ہے کہ معدہ و امعا کے اور جگر کے مابین عروق مغذیہ و ماساریقیہ[1] ہیں، جنکی راہ بہت سے اجزاء غذائیہ مثلاً کاربوہائیڈریٹ یعنی نشاستہ دار اور شکر والے اجزا اور اجزاء لحمیہ (پروٹینز) منجذب ہو کر وریدی خون کے ساتھ براہ راست جگر کی طرف جاتے ہیں۔ اور اسکے برعکس غذا کے شحمی اجزا عروق لبنیہ (کیلوسیہ۔ لیکٹی الز) کی طرف منجذب ہوتے۔ ہیلی برٹن فزیالوجی (سترہویں ایڈیشن) صفحہ ۵۰۷ میں حسب ذیل عبارت درج ہے۔

> "There are two channels of absorption, the blood-vessels (Portal tributaries) and the lymphatic vessels or lacteals.
>
> In general terms, the proteins and carbohydrates are absorbed by the blood-vessels, and the fates by the lacteal."

ترجمہ: دو انجذاب غذا کی دو راہیں ہیں، عروق دمویہ (باب الکبد کی شاخیں، یا انکی باجگذار وریدیں) اور عروق جاذبہ

[1] پائلورک وین Pyloric vein. گیسٹرک وینز Gastric veins مسنٹرک وینز Mesentric veins
(گریز اناٹمی صفحہ ۹۵۰، تیئسواں ایڈیشن ملاحظہ ہو)

حکومت اور طب قدیم

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی لاہور

حکومت کی بے اعتنائیوں اور بے التفاتیوں کے باوجود ہم اس امر میں اسکے سپاس گذار ہیں کہ کبھی کبھی اسکی نگاہ کرم طب قدیم کی طرف اُٹھ جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ملک کی دیگر ضرورتوں کی طرح طب قدیم کے مطالبات بھی ابھی تک تشنۂ تکمیل ہیں لیکن پھر بھی ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ حکومت طب قدیم کے حال پر قدرے مہربان ہو گئی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ مدارس پٹنہ، لکھنؤ، علیگڈھ اور بنارس میں آیورویدک و یونانی تعلیمی ادارے معرض وجود میں آ چکے ہیں۔ یوپی میں انڈین میڈیسن بورڈ کا قیام بھی حکومت کی کرمفرمائی کا رہین منت ہے اور اسی طرح ڈسٹرکٹ بورڈوں میونسپلٹیوں میں طبیبوں اور ویدوں کے استحقاق ملازمت کا تسلیم کیا جانا بھی مستحق امتنان ہے

اس سے قبل کی نوازشوں اور عنایتوں کے لئے ہم حکومت کے شکر گذار ہیں۔ لیکن ان قطرہ ہائے کرم سے ہندوستان کی تشنگی کام و دہن کیونکر دور ہو سکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ طب قدیم کی ضرورتیں بے شمار ہیں اور یہ بے حد ضروری ہے کہ حکومت ان کو جلد از جلد پورا کر دے۔ طب قدیم کے علاج حیرت انگیز شفا بخشی اور اسکی روزافزوں ترقی ہندوستان کی الم انگیز بیماریوں کے ہجوم و استیلاء اور طب جدید کی ناکامی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کو طب قدیم کے لئے بلا تامل وہ تمام وسائل و ذرائع مہیا کر دینے چاہئیں جو آج طب جدید کو حاصل ہیں اور اس امر میں تاخیر و تعویق کو راہ نہ دینی چاہیئے کیونکہ اس بدقسمت ملک کے مصائب و آلام حد سے متجاوز ہو چکے ہیں۔

طبّ قدیم کی ترویج کی اہمیت

ہندوستان بلحاظ آبادی وسعت رقبہ و کثرت اموات صحت کے باب میں یورپ اور امریکہ سے کہیں زیادہ توجہ کا مستحق ہے ڈاکٹر انصاری صاحب نے آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کے خطبۂ صدارت میں بجا فرمایا تھا۔

"ہندوستان ایک وسیع ملک ہے لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ معدنیات میں مالدار ہونیکے باوجود اسکے باشندے مفلس اور تنگدست ہیں۔ وہ تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ اور ان چیزوں سے محروم ہیں جو صحت کی ذمہ دار ہیں جہالت مفلسی اور بیماریوں نے اُن پر قبضہ کر رکھا ہے اور اموات کی رفتار بہت تیز ہے"

بحالات موجودہ حکومت کا فرض اولین یہ ہے کہ وہ بہت جلد اس مصیبت کا احساس کر کے طب قدیم کی جانب گوشۂ چشم التفات مبذول کرے۔ تمام ہندوستان میں طب قدیم کے شفاخانوں اور صحت گاہوں کا جال بچھا دے۔ اور طبی تعلیم گاہوں اور اطبا کی ہر ممکن اعانت کرے کیونکہ ہندوستان کے دردوں کی دوا صرف یہی ہے۔

اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستانیوں کے لئے صرف یہ ڈاکٹری شفاخانے اور صحت گاہیں کافی نہیں اور نہ ملک کے امراض کی ترقی ان شفاخانوں سے رُک سکتی ہے۔ ہندوستان میں نوّے فیصدی اشخاص دیسی علاج کے خوگر ہیں اور درحقیقت بطریق علاج ہی ان کے لئے زیادہ مفید بھی ہے۔ ساتھ ہی ہندوستان کی رائے عامہ یہ ہے کہ ملکی بیماریوں اور بالخصوص مزمن اور پیچیدہ بیماریوں میں مغربی علاج چنداں سودمند نہیں، اور مشاہدہ سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ ان بیماریوں کے متعلق مغربی علاج کے مقابلے میں مشرقی دستور علاج زیادہ کامیاب ہے۔

[illegible] کرنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان ان خطرناک امراض سے نجات حاصل کرے، تو اسکی [illegible] ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام نہاد غیر مستند [illegible] مدعیان طبابت پر قانونی پابندیاں عائد کر کے ڈاکٹروں کی

اقوال تو صحیح ہرگز نہیں ہو سکتے حقیقت اور صداقت ہمیشہ منفرد، یگانہ، اور یکتا ہوا کرتی ہے۔ الغرض بہر صورت ماننا پڑیگا کہ یا کرنل صاحب کے زمانہ کی طب جدید سائنس تھی، یا آج کل کی سائنس ہے۔ اور اگر یہ دونوں زمانہ میں سائنس ہی ہے تو یہ ماننا پڑیگا کہ طب قدیم بھی سائنس ہے۔ اگرچہ اسکے بعض مسائل کسی زمانہ میں پایۂ تحقیق سے گرجائیں۔

کرنل صاحب کے زمانہ میں جگر، معدہ، امعاء اور طحال کا مشاہدہ کیا گیا، تو یہ ثابت ہوا کہ جگر اور معدہ کے درمیان کوئی منفذ موجود نہیں ہے اسلئے غذا کا خلاصہ معدہ و امعاء سے جگر کی طرف ہرگز نہیں جا سکتا، اس کے بعد اس زمانہ میں جب ان اعضا کا مشاہدہ کیا گیا تو جگر اور معدہ اور امعا کے درمیان بہت سے منافذ نکل آئے۔ اور یہ تسلیم کرنا پڑا کہ غذا کے بیشتر اجزاء (یعنی چربی کے سوا تقریباً سارے اجزائے غذائیہ) براہ ماساریقا و باب الکبد جگر میں جاتے ہیں۔ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایک ہی چیز کا اگر دو وقت میں مشاہدہ کیا جائے، تو یہ ضروری نہیں کہ دونوں وقت ایک ہی نتیجہ برآمد ہو۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ ایک وقت کا مشاہدہ اگر کسی ایک نتیجہ تک پہونچائے تو دوسرے وقت کا اسکے بالکل مخالف نتیجہ تک پہونچا دے جو پہلے نتیجہ کو قطعاً باطل کردے۔ اسکے بعد ہمیں یہ کہنے کا حق ہے اور ہمارا یہ دعوےٰ بالکل بجا ہے کہ ممکن ہے کہ تیسرے وقت کا مشاہدہ دوسرے مشاہدہ کے نتیجہ کو قطعاً باطل اور غلط کردے۔

الغرض یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر وقت کا مشاہدہ ایک ہی نتیجہ تک پہنچائے، بلکہ یہ ممکن ہے، اور آئے دن ہو رہا ہے، کہ مختلف مشاہدات کے نتائج دگرگونہ برآمد ہو رہے ہیں، مثلاً:-

کرنل صاحب کے زمانہ میں ہم لاش چیرتے ہیں تو جگر کے اور معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں پاتے، پھر چند سال کے بعد ہیلی برٹن اور گرے کی نگرانی میں جسم انسان کو چیر کر دیکھتے ہیں تو ان دونوں اعضا کے درمیان بہت سی نالیاں، راستے، اور ایک وسیع شارع عام نظر آتا ہے جسکی راہ معدہ، امعاء، طحال، اور بانقراس کا وریدی خون جگر کی طرف سیلاب کی طرح بہتا چلا جا رہا ہے اور اسی سیلاب کے ساتھ ملکر ہضم غذا کے وقت خلاصۂ غذا کے بیشتر اجزا بھی جگر کی طرف جا رہے ہیں۔

(۴) دُنیا کہتی ہے کہ راست گو اور سچے اقوال میں تناقض اور اختلاف نہیں ہوا کرتا، اور یہی حق کی حقانیت کی دلیل ہے، مگر یورپ کے راوی پر ہم غلاموں کو اتنا اعتماد ہے کہ ہمیں اسکے متناقض اقوال میں اختلاف و تضاد کبھی نظر نہیں آتا، اور بہر صورت اُسکے روایت کی وقعت اور قدر و منزلت ہم سے کسی طرح کم نہیں ہوتی۔

یورپ کے صاحب بہادر نے جب کہا کہ معدہ اور امعا سے جگر کی طرف کچھ نہیں جاتا، ہم نے کہا آمنّا، تھوڑی دیر کے بعد صاحب بہادر کی آواز آئی کہ آلات ہاضمہ سے جگر کی طرف بہت کچھ جاتا ہے، ہم نے کہا صدّقنا۔ یہ حال تو ہمارے ملک کے نامی گرامی ڈاکٹروں کا ہے۔

اگر دیسی اطباء، اسی قسم کا اعتماد اپنے قدیم بزرگوں کے اقوال پر رکھیں، تو انہیں جاہل، متعصب، اور کوتاہ اندیش کہا جاتا ہو، حالانکہ مدعی سائنس کو اس عیب سے زیادہ دور ہونے کی ضرورت ہے خصوصاً اس حالت میں، جب کہ حکومت اُن کی فراخ حالی کے سامان کے لئے بے انتہا ذرائع استعمال کر رہی ہو۔

رہا مظلوم و غریب، وہ اگر کوتاہ اندیش ہو، تو بہت حد تک اُسکی مظلومیت و غربت اسکے اس گناہ کی ذمہ دار ہے۔ دیسی طبوں کے زوال اور دیسی اطباء کی بدحالی کی ضامن بہت حد تک حکومت کی سرد مہری ہے جس کو کسی دلیل سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں +

(باقی)

ناظرین ہمدرد صحت کو اطلاع | دیجاتی ہے کہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کے بڑے فرزند خواجہ حسین صاحب نے [illegible] کا سالانہ میلادی جنتری کے نام سے تیار کیا [illegible] معلومات کا ایک خزانہ ہے اور اسد [illegible] کے قریب [illegible] ہیں قیمت قسم اول ایک روپیہ [illegible]
اپنے بازار کے کتاب فروشوں سے خرید لیجئے یا [illegible]

جلنے کے زخم اور ٹینک ایسڈ

(از ڈاکٹر باؤ ناتھ صاحب میڈیکل آفیسر فاریسٹ ڈسپنسری)

آگ سے یا گرم سیالوں سے جل جانے کے بعد جو زخم ہو جاتے ہیں ان کے لئے اس وقت تک ٹینک ایسڈ سے بہتر کوئی دوا دریافت نہیں ہوئی ہے اور اس کی فوقیت مندرجہ ذیل وجوہ پر مبنی ہے :-

(۱) زخم پر ٹینک ایسڈ لگنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اس لئے جلنے کی وجہ سے جو ابتدائی صدمہ پہونچتا ہے اس میں اضافہ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(۲) بار بار ڈریسنگ (مرہم پٹی) بدلنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۳) بیرونی سمیات کو زخم تک پہونچنے اور جذب ہونے سے روکتا ہے۔

جلنے کی صورت میں حرکت قلب بند ہو کر جو موت لاحق ہوتی ہے اس کا سبب ایک حد تک یہ بھی ہوتا ہے کہ طبیعت پر خوف غالب آجاتا ہے اور نظام عصبی میں ابتری پیدا ہو جاتی ہے، لیکن اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ جلی ہوئی جسمانی ساخت سے پروٹین اجسام الگ الگ ہو کر زخم میں جذب ہوتے ہیں اور خون کا سیال حصہ بکثرت زخموں کی راہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ ٹینک ایسڈ میں یہ خوبی ہے کہ وہ سوختہ جسمانی ساختوں کو پورے طور پر منجمد کر کے ایک طرف تو پروٹین کے انجذاب کو روک دیتا ہے اور دوسری طرف خون کے سیال کو خارج ہونے سے مانع آتا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس قدر جلد ایسے زخموں پر ٹینک ایسڈ لگا دیا جائے گا اسی قدر موت کا اندیشہ کم ہو جائے گا۔

(۴) یہ بدگوشت کو نہیں بڑھنے دیتا اور جلد کی بالاترین تہ کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔

(۵) زخم اچھا ہو کر جو داغ رہتا ہے وہ بہت کم سکڑتا ہے، اور اس میں نرمی اور لچک ہوتی ہے۔

(۶) اس میں یہ آسانی ہے کہ مخصوص سامانوں کی ضرورت نہیں ہوتی اور مریض کے گھر پر بھی اس کی پٹی بلا تکلیف باندھی جا سکتی ہے۔

(۷) ٹینک ایسڈ سے علاج کرنے میں شرح اموات تمام دیگر علاجوں کی نسبت کم رہتی ہے اور صرف کوئی چار فی صدی کے قریب ہوتی ہے۔

جلے ہوئے کے علاج میں سب سے پہلے ابتدائی صدمے کا علاج کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ علاج زخم کے امتحان کرنے یا جلے ہوئے کپڑے جسم سے علیحدہ کرنے سے بھی پہلے کرنا چاہیئے۔ خوف کی وجہ سے جو صدمہ دل پر پہونچتا ہے اس کے لئے افیون یا اس کے جوہر مارفیا سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے اور اس کا استعمال بہت جلد اور بالکل آزادانہ کرنا چاہیئے۔ اس قسم کے صدمے کا ایک بہت اچھا علاج یہ بھی ہے کہ مریض کو فوراً گرم پانی کے ٹب میں بٹھا دیا جائے جس کا درجۂ حرارت اٹھانوے درجہ فیرنہائٹ یعنی جسم کے درجۂ حرارت کے قریب قریب ہو اور اس پانی کی حرارت کو مزید گرم پانی ملا ملا کر اسی درجے پر قائم رکھنا چاہیئے۔ جب مریض کو اچھی طرح سکون ہو جائے تو اسے گرم بستر پر لٹا کر کمبل اڑھا دینا چاہیئے اگر نبض کمزور معلوم ہوتی ہو تو مریض کی چارپائی کی پائینتی کے دونوں پائے ذرا اونچے کر دینے چاہئیں۔ اگر صدمۂ قلبی شاک کی علامتیں اب بھی دور نہ ہوں تو مبرز کے راستے سے نمکین پانی کا حقنہ دیا جائے، یا اگر ضرورت ہے تو

طرح طبیبوں اور ویدوں کی بھی قدر افزائی اور امداد و اعانت کرے اور جا بجا دیسی طب کے شفا خانے اور صحت گاہیں بنوائے اور پھر ملاحظہ کرے کہ ہندوستان کس طرح ان جانستان امراض سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ ورنہ اگر یہ ڈاکٹری شفا خانے ہندوستان کے قریہ قریہ میں پھیلائے جاویں۔ اور المونڑہ اور دھرم پورہ جیسی صحت گاہیں ہمالہ کے زیر سایہ تمام موزوں مقامات میں قائم کردی جائیں تب بھی نتیجہ وہی ہوگا۔ جواب تک ہوا۔ یعنی خسران دناکامی

شکوۂ بے اعتنائی

یہاں مجھے افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ صدہا مرتبہ حکومت کے ارباب بست وکشاد کو توجہ دلائی گئی۔ لیکن اُنھوں نے کما حقہٗ طب قدیم کی جانب توجہ نہیں کی ۱۹۱۶ء میں ملک کے طبیبوں کی طرف سے حکومت سے درخواست کی گئی کہ وہ مقامی حکومتوں کو بلدیات کے لئے طبیبوں اور ویدوں کی خدمات حاصل کرنے کی ہدایت کرے اور اس سلسلہ میں مناسب احکام صادر فرمائے نیز میڈیکل کالجوں میں طبی کلاسز کھولدے تو صاف انکار کردیا۔

۱۹۲۲ء میں ملک پنالال نے پنجاب کونسل میں طبی مدارس کے قیام کے لئے ایک تجویز پیش کی تو اُسے غیر صحیح قرار دیکر رد کردیا گیا اور لالہ سکھبیر سنگھ صاحب نے طب قدیم کی سرپرستی کے لئے مجلس وضع قانون صوبہ متحدہ میں چند تجاویز پیش کیں تو انکا بھی یہی حشر ہوا۔ ناں بعد پنجاب کونسل کے ایک اجلاس میں جب ڈاکٹر سر گوکل چند صاحب۔ نارنگ نے حفظان صحت کے بجٹ کے مباحثہ کے دوران میں وزیر تعلیمات کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی کہ ڈاکٹروں کی طرح طبیبوں اور ویدوں کی خدمات بھی حاصل کی جائیں تو اس کا عجیب وغریب جواب دیا گیا۔ کہ اس صورت میں طبیب اور وید بھی ڈاکٹروں کی طرح گرانقدر معاوضے طلب کریں گے۔

دیسی طرق علاج کی مخالفت ہی نہیں کی گئی بلکہ انکی عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی سے فائدہ اُٹھانے میں بھی دریغ نہیں کیا گیا صوبہ پنجاب میں جب کنگ ایڈورڈ میموریل فنڈ جمع کیا گیا تو اُس وقت اس قسم کے الفاظ کہے گئے تھے جس سے عام طور پر یہ سمجھا گیا کہ مجوزہ میڈیکل کالج میں یونانی اور ویدک جماعتیں بھی کھولی جائیں گی۔ اور یہی لئے پبلک نے دل کھول کر چندہ دیا اسی طرح صوبہ اودھ میں ۱۹۰۶ء میں لکھنؤ میڈیکل کالج کے قیام کے وقت نواب وقار الملک کی تصریح کے مطابق سر جیمس لاٹوش لفٹنٹ گورنر نے وعدہ فرمایا تھا کہ اس میں طب قدیم کی تعلیم بھی دیجائے گی لیکن بعد میں ان مواعید کا جو حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے

عود الی المقصود

ان تصریحات کی بنا پر میں پھر یہ صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ اگر حکومت ہندوستان کو جاں گسل امراض سے پاک کرنے کی خواہشمند ہے تو اُسے دیسی طبوں کی نسبت اپنی روش بدل کر سخاوت وفیاضی سے کام لینا چاہیئے۔ انصاف کا اقتضاء یہی ہے کہ جہاں وہ دس فیصدی اشخاص کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے طب جدید کے ہسپتال قائم کرتی ہے۔ وہاں وہ نوے فیصدی افلاس زدہ آبادی کے لئے بھی اُن کے مذاق اور اُنکی ضرورت کے مطابق آیورویدک اور یونانی شفاخانے قائم کرے

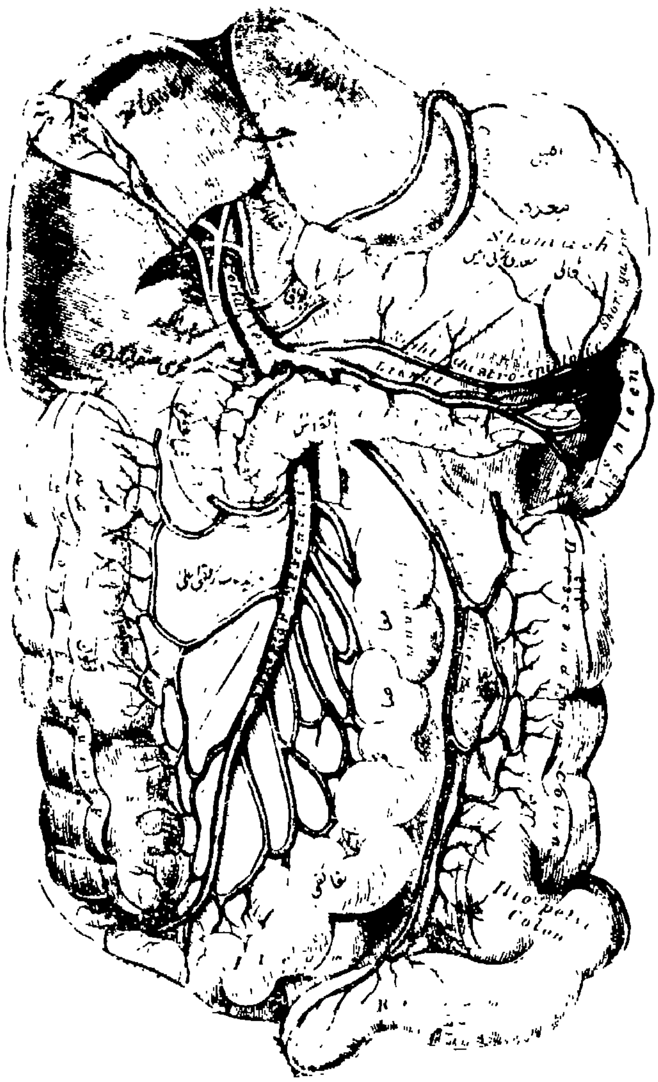
ہندوستان آج مہلک خطرناک، اور نت نئی بیماریوں کے مسلسل ومتواتر حملوں کی وجہ سے صحیح معنوں میں خانۂ انوری بنا ہوا ہے کہ جو بیماری دُنیا میں نمودار ہوتی ہے وہ سب سے پہلے ہندوستان کا رُخ کرتی ہے۔ تپ دق، ملیریا، نزلہ وبائی، طاعون، ہیضہ محرقہ بطنی اور انواع واقسام کی مہلک بیماریوں نے ہندوستان میں ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ طب جدید پوری قوت سے ان امراض کا مقابلہ کررہی ہے۔ لیکن اسکی بیچارگی اس سے ظاہر ہے کہ امراض روز بروز بڑھ رہے ہیں۔

نظر بحالات موجودہ حکومت کے لئے بیحد ضروری ہے کہ اب وہ ان مستند ذی علم اور روشن خیال طبیبوں اور ویدوں کو بھی جو صدیوں سے ہندوستان کی بیماریوں کا کامیاب علاج کرکے اپنے ملک کی حفاظت کرتے چلے آرہے ہیں۔ اُن کے جائز حقوق اداکرکے اس معرکہ عظیم میں اپنے جوہر دکھانیکا موقع دے +

(حکیم سید علی احمد نیر واسطی)

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
October 1935.

ہمدرد صحت - دہلی
اکتوبر ۱۹۳۵ء



"There are two channels of absorption, the blood-vessels (Portal tributaries) and the lymphatic vessels or lacteals.

In general terms, the proteins and carbohydrates are absorbed by the blood vessels, and the fats by the lacteal." (Hailey Burton Physiology 17th Edition Page 575).

ترجمہ—"انجذاب غذا کی دو راہیں ہیں عروق دمویہ (باب الکبد کی شاخیں یا ان کی باجگذار وریدیں) اور عروق جاذبہ یا عروق لبنیہ کہا جاتا ہے کہ اجسام اجزاء لحمیہ اور اجزا سکریہ عروق دمویہ کے ذریعہ منجذب ہوا کرتے ہیں اور اجزاء شحمیہ عروق لبنیہ کے ذریعہ"

زیر جلد یا اندرون ورید اسی نمکین محلول کی پچکاریاں لگائی جائیں۔ جب حالت رو بہ اصلاح ہونے لگے تو پہلے گرم پانی اور پھر گرم قہوہ مریض کو پینے کے لئے دیا جائے۔

مقامی علاج

سب سے پہلے اس ابتدائی پھاہے کا اتار دینا ضروری ہے جو جلنے کے بعد فوراً لگا دیا گیا تھا اور جو بالعموم ڈھائی فی صدی کی نسبت کا ٹینک ایسڈ کا محلول پانی میں ہوتا ہے جس میں گاز کے ٹکڑے بھگو کر زخموں پر رکھ دئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ماؤف مقام کو اچھی طرح صاف کر دینا چاہیئے یہ صفائی نہایت احتیاط کے ساتھ ہونی چاہئے کیونکہ زخم کا بغیر پیپ پڑے بغیر مندمل ہونا صرف اسی صفائی پر منحصر ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مریض کی تکلیف سے متاثر ہو کر یہ صفائی پورے طور پر عمل میں نہیں لائی جاتی لیکن ادھورے طور پر صفائی بالکل بیکار رہے کیونکہ اب جو اس زخم پر ٹینک ایسڈ کا محلول چھڑکا جائے گا تو شروع شروع میں ایک کھرنڈ تو ضرور بن جائے گا لیکن دوسرے یا تیسرے ہی دن اس کثافت کی وجہ سے جو زخم میں رہ گئی تھی زخم کے کنارے سرخ ہو کر سوج جائیں گے اور یہ کھرنڈ نرم پڑ جائے گا اور زخم سے مواد رسنے لگے گا۔ مریض درد کی شکایت کرنے لگے گا اور زخم میں سمیت جذب ہونے کی علامات پیدا ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں وہ تمام محنت پھر سے کرنی پڑے گی یعنی زخم کو کھول کر صفائی کیجائیگی اور از سر نو اس پر ٹینک ایسڈ کا محلول چھڑکا جائے گا۔

ابتدائی صفائی کے وقت تمام مردہ اور جلی ہوئی ساخت نکال دینی چاہیئے، جس قدر کھال آبلوں کی صورت میں پھول گئی ہو اسے کاٹ دینا چاہئے۔ اور چربی کو دور کر دینا چاہیئے۔ زخم کے کناروں، اور آس پاس کی جلد کو میتھی لیٹڈ اسپرٹ سے صاف کرنا چاہئے اور پھر تمام سوختہ رقبے اور گرد و نواح کی جلد پر پھریری سے ایتھر لگانا چاہیئے۔ زخم کو صاف کرتے وقت ہلکے ہاتھ سے کام لیا جائے زور سے رگڑنے سے نفع کی بجائے نقصان پہونچ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی کامل صفائی اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب مریض میں بے حسی پیدا کر دی جائے اس لئے اگر جسم کا بہت سا حصہ جلا ہوا ہے تو کلوروفام سنگھانا ضروری ہوگا، لیکن کلوروفام کے استعمال میں خطرات ہیں اس لئے افیون یا مارفیا سے کام لینا بہتر ہے۔

جس زخم پر ٹینک ایسڈ کا ڈریسنگ لگانا ہے اسے ایسی صورت میں رکھنا چاہیئے کہ کوئی کپڑا اس سے نہ لگے، اور بچوں کے اگر کسی ایسی جگہ زخم ہے کہ جس کے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ ہاتھ پاؤں ہلانے سے ڈریسنگ خراب ہو جائے گا تو ان کے ہاتھ پاؤں مناسب طریقے پر باندھ دینے چاہئیں۔ مریض کو ٹھیک صورت سے لٹا کر ایٹومائیزر (گلاب پاش کی طرح کا فوارہ) کے ذریعہ سے ٹینک ایسڈ کا ڈھائی فی صدی کا محلول زخم پر چھڑکنا چاہیئے ٹینک ایسڈ کے ہمراہ اگر یک فی ہزار قوت کا ایکری فلیوین کا محلول بھی ملا لیا جائے تو اس سے زخم کے صاف اور تعفن سے محفوظ رہنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ ٹینک ایسڈ کا محلول ہمیشہ تازہ تیار کر کے استعمال کرنا چاہیئے اور جس پانی میں محلول بنایا جائے اسے جوش دے لیا جائے۔ زخم پر ٹینک ایسڈ محلول کا چھڑکاؤ برابر نصف یا ایک گھنٹے کے فصل سے کرتے رہنا چاہیئے تاکہ آنکھ کے جلے ہوئے رقبہ پر ایک ہلکے بھورے رنگ کی تہ جم جائے اور زخم اس سے پورے طور پر ڈھک جائے اس طرح کہ اگر اس تہ کو چھوئیں بھی تو مریض کو محسوس نہ ہو۔ ایسی تہ بالعموم پندرہ یا بیس مرتبہ کے چھڑکاؤ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ معمولی جلد پر ٹینک ایسڈ کا کوئی اثر نہیں اس لئے بلا تکلف چھڑک سکتے ہیں لیکن غشاء بلغمی میں وہ خراش پیدا کرتا ہے اس لئے ناک کے اندر، منہ کے اندر اور آنکھوں کے اندر نہ جانے دینا چاہیئے۔ اگر چہرہ پر زخم ہے تو روئی کی گدیاں رکھکر ان اعضاء کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔ یا اگر انہی مقامات پر لگانا ہو تو بجائے محلول کے ٹینک ایسڈ کا مرہم استعمال کرنا چاہیئے۔

ایک مرتبہ ٹینک ایسڈ کی تہ اس طرح جم کر بس اسے چھوڑ دینا چاہیئے اور اس پر کوئی کپڑا روئی یا پٹی نہ باندھنی چاہیئے یہ تہ اپنے وقت پر اتر جائے گی۔ اگر ان تمام احتیاطوں کے باوجود زخم میں تعفن پیدا ہو جائے اور مواد رسنے لگے، زخم کے کنارے سرخ ہو جائیں، نبض کی رفتار میں سرعت آ جائے اور زبان خشک معلوم ہو تو اس تہ کو اتارنا لازمی ہے۔ زخم کو کھولنے پر اگر یہ دیکھا جائے کہ زخم کے کناروں کے نیچے ذرا سا پتلا پانی کی طرح کا مواد یا پیپ ملا ہوا پانی سا مواد جمع ہے تو خشک اور جراثیم سے پاک گاز سے آہستہ آہستہ وہ سب پونچھ دینا چاہیئے اور از سر نو ٹینک ایسڈ کا محلول چھڑک کر تہ جما دینی چاہیئے لیکن زخم میں کثرت سے پانی سا دھونا

کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔

چودہ سے بیس دن کے اندر ٹینک ایسڈ کی تہ چھوٹ جاتی ہے اور اندر سے بالکل صاف سطح زخم کی نکلتی ہے جس پر انگور موجود ہوتے ہیں۔ اگر اب یہ زخم چھوٹا سا ہو تو ٹینک ایسڈ ہی کے مرہم کا پھایہ روزانہ لگا دیا جائے اور اسی سے وہ بھر جائیگا۔

بعض اوقات مریض کا سینہ اور پشت دونوں جل جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ دیکھنا چاہیئے کہ زیادہ نقصان کونسی سمت کو پہونچا ہے۔ جو سمت زیادہ جلی ہوئی ہو اس پر تو ٹینک ایسڈ کی تہ جمانی چاہیئے اور دوسری سمت میں جس پر کہ مریض لیٹے گا حسب ذیل طریقے پر دوا لگانی چاہیئے۔ ٹینک ایسڈ کا ڈھائی فی صدی کا محلول لے کر اس میں لنٹ (زخموں پر لگانے کا فلالین کی طرح کا کپڑا) کے ٹکڑے اچھی طرح بھگوئیں اور اوپر نیچے تین ٹکڑے زخم پر رکھدیں۔ لنٹ کے ٹکڑوں کو نچوڑنا نہ چاہیئے اور زخم پر رکھنے کے بعد ہلکی سی پٹی اس طرح لپیٹ دینی چاہیئے کہ لنٹ دب کر محلول نچڑ نہ جائے۔ بارہ یا زیادہ سے زیادہ چوبیس گھنٹے بعد لنٹ کی اس گدی کو ٹینک ایسڈ کے گرم محلول سے تر کر کے چھڑایا جائے اور اگر زخم پر قابل اطمینان تہ ٹینک ایسڈ کی جم گئی ہو تو ایسے ویسے ہی چھوڑ دیا جائے ورنہ پھر لنٹ کی گدی اسی طرح بھگو کر رکھدی جائے۔

ڈاکٹر جے، ایچ، ہنٹ اور ڈاکٹر پی، جی، اسکاٹ کا خیال ہے کہ ٹینک ایسڈ کا محلول پانچ فی صدی کا ہونا چاہیئے۔ اور فوارے سے چھڑکنے کی بجائے روئی سے زخم پر اس کا لگانا بہتر خیال کرتے ہیں۔ ان ڈاکٹروں کا دستور العمل یہ ہے کہ جلے ہوئے رقبہ پر دہ فیصدی کا ٹینک ایسڈ کا محلول موقلم سے لگا کر پھر اس پر اسی محلول میں تر کر کے پھایا رکھدیا جائے۔ دوسرے روز جب زخم کھولا جائے گا تو اس پر ہلکی سی تہ ٹینک ایسڈ کی جمی ملے گی۔ زخم کو اب پھر اسی طرح پھائے سے ڈھک دیا جائے اور تیسرے روز جمی ہوئی تہ کو مضبوط کرنے کے لئے اس کے اوپر سے کالوڈین لگا دیا جائے۔ اب یہ پھایا جب اترے گا تو زخم مندمل ملے گا۔

تصحیح میری طرف سے ماہ ستمبر ۱۹۳۵ء کے ہمدرد صحت میں جو مضمون مرض دق پر (صفحہ ۱۰ و ۱۱) چھپا ہے اس میں مجربات خصوصی کے تحت نمبر ۴ ایک نسخہ اکسیر سل و دق کے نام سے چھپا ہے۔ اس میں کاتب کی غلطی سے شیر گاؤ زیادہ درج ہوگیا ہے۔ جو تپ دق کے لئے مضر چیز ہے ناظرین اسے قلمزن کر دیں۔ تاکہ ایک اکسیری اور مفید نسخہ میں مضر جزو شامل ہو کر باعث نقصان نہ ہو۔ فقط حکیم رحمت علی ہمایوں لائل پور۔

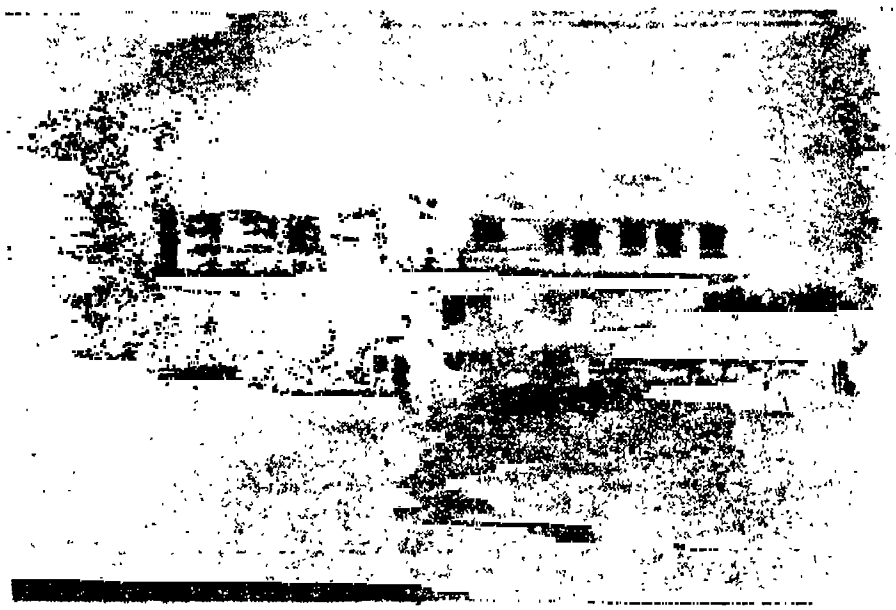
بقیہ مضمون صفحہ ۲ سے آگے

اس سے بھی زیادہ مسرت بخش یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان میں بھی جام صاحب نوانگر کی فیاضی کی بدولت ایک آفتابی صحت گاہ بڑے اعلیٰ پیمانہ پر تعمیر ہوگئی ہے جہاں روشنی کے ذریعہ سے ہر قسم کے علاج کے لئے ضروری آلات فراہم کر دیئے گئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تمام دنیا میں اس سے بہتر اس قسم کی صحت گاہ کوئی نہیں ہے۔ اس صحت گاہ میں اگرچہ مصنوعی روشنی سے علاج کے تمام جدید ترین ذرائع موجود ہیں لیکن خاص طور سے یہ اسی لئے بنائی گئی ہے کہ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھایا جائے مصنوعی روشنی سے علاج پر مصارف بہت زیادہ پڑتے ہیں اور غریب لوگ اس سے مستفید نہیں ہو سکتے اور پھر یہ بھی ہے کہ ایک ایسے ملک میں جہاں سال کے بیشتر حصہ میں نہایت صاف شفاف دھوپ میسر آسکتی ہے مصنوعی روشنیوں سے کام لینا ایک فضول ہی سی بات ہوگی۔

اس حکیم مطلق نے اس ضعیف البنیان انسان کے لئے کیسی کیسی عجیب و غریب نعمتیں پیدا کی ہیں۔ یہ تو صرف اس ایک سورج کی برکتیں ہیں جو ہماری زمین سے قریب ہے اور جس کے گرد ہماری زمین طواف کیا کرتی ہے ابھی ہمیں ان ہزار در ہزار سورجوں کے متعلق تو کچھ معلوم ہی نہیں ہے جو فضائے عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور جنکی شعاعیں لاکھوں برس سے خدا جانے کیا کیا کچھ ہمارے لئے کر رہی ہیں۔

– "Hamdard-i-Sehat," Delhi.
October 1935.

ہمدرد صحت ۔ دہلی
اکتوبر ۱۹۳۵ء



آبشاری غسل خانہ

اس قسم کی قدرتی عقل یا فطرت کے سکھائے ہوئے علم طب کی ایک بہت ہی دلچسپ مثال "سورج کی روشنی سے علاج کرنا" ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر جانور جب بیمار ہوتے ہیں تو وہ کھانا پینا سب کچھ چھوڑ کر دھوپ میں لیٹ جاتے ہیں۔ قدرت نے انہیں سکھا دیا ہے کہ سورج کی روشنی میں جاں بخش اور دافع امراض اثرات موجود ہیں

ابتدائی زمانہ کے انسان کی کوئی صحیح تاریخ موجود نہیں ہے لیکن ہم قیاسات سے بہت سی باتیں بالکل صحیح طور پر معلوم کر سکتے ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم ترین زمانہ سے سورج کی پرستش کا رواج انسانوں میں چلا آرہا ہے اور کون نہیں جانتا کہ پرستش صرف اسی ہستی کی کیجاتی ہے جسے ہم اپنے سے بہت زیادہ صاحب قوت اور فیض رساں خیال کرتے ہوں۔ بالکل ابتدا میں جب انسان کی عقل بندر اور لنگور سے کچھ زیادہ نہ تھی وہ قدرت کے سکھائے سبق کے مطابق دُکھ درد کے وقت دھوپ میں لیٹ کر فائدہ اُٹھایا کرتا تھا جب اسکی عقل نے کسیقدر ترقی کی تو اُس نے سمجھا کہ اسے سب سے زیادہ فائدہ سورج ہی سے پہنچتا ہے۔ رات دن کے مشاہدے اور مختلف قسم کے تجربوں نے اسے بتایا کہ کھیت میں اناج اور جنگل میں پھل سورج کی ہی گرمی اور روشنی سے پکتے ہیں اور اس طرح اس نے سورج کو اپنا ان داتا تسلیم کر لیا۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ جب کسی وجہ سے وہ بیمار ہو جاتا ہے اور اُسکے ہاتھ پیر اور اسکی طاقت سب جواب دیدیتے ہیں تو وہی سورج دیوتا اپنی روشنی اور گرمی کے اثر سے کسی طرح پھر اُسکے مردہ اعضا میں جان ڈالدیتے ہیں۔ اس طرح اسے یقین آگیا کہ زندگی اور صحت بھی سورج ہی کے اختیار میں ہے اور اب کوئی وجہ نہ تھی کہ ایک ایسی طاقتور ہستی کے آگے اسکا سر عبودیت نہ جھک جاتا۔

مصر کی تہذیب بہت پُرانی تہذیب ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ آج سے کم از کم دس ہزار سال پہلے مصر میں تمدن اور تہذیب کی روشنی موجود تھی۔ ہمارے پاس اس امر کے ثبوت موجود ہیں کہ دس ہزار برس پہلے مصر کی یہ تہذیب یافتہ قوم "را" کی پرستش کیا کرتی تھی اور "را" انکی زبان میں سورج ہی کا نام تھا۔ وہ اس "را" کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ بخشندۂ حیات اور بخشندۂ قوت ہے نیز یہ کہ آسمان زمین، اور حیات کا خالق بھی وہی ہے اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو دس ہزار سال کے بعد زمانۂ موجودہ کی ترقی یافتہ سائنس بھی گو سورج کو خدا کہنے سے انکار کرے لیکن اسکی طرف جو صفات منسوب کرتی ہے وہ تقریباً بالکل وہی ہیں جو دس ہزار برس پہلے کے معمولی انسان نے کی تھیں۔ سائنس کے عقیدے میں بھی سورج زمین کا خالق ہے کیونکہ یہ اُسی کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جو لاکھوں برس پہلے ٹوٹ کر اس سے جُدا ہو گیا تھا۔ سائنس کے نزدیک سورج بخشندۂ حیات بھی ہے اور بخشندۂ قوت بھی اور اب کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم سائنس کی کونسی نئی تحقیق پر فخر کر کے اپنے اُن "بوزنہ صفت" اسلاف کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھیں جو کاغذ، سیاہی، مطبع اور کتابوں کی ایجاد سے پہلے اور خوردبینوں اور دوربینوں کی امداد کے بغیر بھی یہ سب کچھ جانتے تھے۔ اس بات کے بھی ثبوت موجود ہیں کہ اہل مصر سورج کی روشنی سے علاج کرنے کے طریقوں سے بھی واقفیت رکھتے تھے۔

بابل کی تہذیب بھی بہت پُرانی تہذیب خیال کیجاتی ہے۔ اور وہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ "بعل" کے نام سے یہی سورج دیوتا موجود ہیں اور اہل بابل کا سر نیاز اُن کے حضور میں خم ہے۔

قدیم آرین بھی سورج کو "دیایوش" کہتے تھے اور اسے خالق کل تصور کرتے تھے۔ اسی لفظ "دیایوش" سے لاطینی لفظ "ڈیوس" اور فرانسیسی لفظ "ڈیو" نکلے ہیں جن کے معنی خدا کے ہیں۔

ایران قدیم کا تو مذہب ہی آفتاب پرستی تھا، اور اسی خداوند آفتاب کی ایک نشانی آگ کو تصور کر کے پارسی قوم آجتک آتش پرستی ہی کو بہترین مذہب تصور کرتی ہے۔

ہندوستان کو آج غیر مہذب، وحشی، جاہل سب کچھ کہہ لیا جائے لیکن دُنیا جانتی ہے کہ اسکا بھی ایک دور ہو چکا ہے۔ **وتلك الايام نداولها بين الناس** کے مطابق یہاں تہذیب اور تمدن اپنی پوری جلوہ گری کے ساتھ نمایاں و درخشاں رہ چکے ہیں۔ ویدوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی سورج دیوتا قاضی الحاجات سمجھے جاتے تھے۔ یجر وید میں سورج کو ہر متحرک اور غیر متحرک شے کی آتما کہا گیا ہے سورج کے متعلق ویدک تخیل بہت دلچسپ ہے۔ وید کے خیال کے مطابق سورج ایک رتھ میں سوار ہے جس کا صرف ایک پہیا ہے جو فضا میں بلا کسی سہارے کے معلق اُڑا چلا جا رہا ہے۔ اس کا رتھ بان ایک بے ٹانگوں کا انسان ہے۔ اس میں ایک ہی جوئے میں سات گھوڑے جُتے ہیں

باب الصحت

سورج دیوتا!

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

سائنس بھی عجیب و غریب چیز ہے۔ اسے پرانی شکستہ حال اور زنگ خوردہ چیزوں کی مرمت کرنی خوب آتی ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ اس طرح مرمت شدہ چیزوں کو نئے ملبوس میں ذرا بنا سنوار کر پیش کر دینے کے بعد سائنس کا دعوےٰ یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ جدید ترین تحقیقات ہیں۔ لوگوں کی انگلی میں چوٹ لگ جاتی ہے تو وہ فوراً اُسے دوسرے ہاتھ سے دبا کے گرم گرم پھونکیں مارنی شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس ترکیب سے انہیں آرام محسوس ہوتا ہے۔ کسی کی آنکھ میں چوٹ لگ جاتی ہے تو وہ فوراً رومال کی، یا کرتے کے دامن کی ایک گدی سی بنا کے اسے اپنی سانس سے گرم کرتا ہے اور پھر یہ گرم گرم گدی آنکھ پر رکھ لیتا ہے: اور اس طرح چھوٹی موٹی چوٹ چند منٹوں میں اچھی ہو جایا کرتی ہے سائنس نے اس عجیب و غریب طریقۂ علاج کو حیرت سے دیکھا، فرصت کے اوقات میں بیٹھ کر اس پر غور کیا، اور جب مسلسل غور و فکر کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی۔ کہ چوٹ کے اثرات کو سانس کی گرمی دور کر دیا کرتی ہے تو وہ بے اختیار کرسی سے اُچھل پڑی۔ اور اس "جدید ترین تحقیقات" کا کہ گرمی اور سینک سے چوٹیں اچھی ہو جاتی ہیں بہ بانگ دہل اعلان کر دیا۔ اعلان ہونے کی دیر تھی کہ دنیا بھر کے بالوں سے معرّیٰ سر والے فیلسوف کہ جنہیں دنیا میں بیٹھے بیٹھے کرسیاں توڑنے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ لے دوڑے۔ کسی نے بلی کی ٹانگ توڑی کسی نے خرگوش کا کان کاٹا۔ اور کسی نے چوہے کی آنکھ پھوڑی۔ اور اب روز روز نئے نئے بیانات کے اعلان اخباروں میں شائع ہونے لگے۔ ایک مدت مدید میں جا کر یہ بات ملے پا گئی کہ گرمی کے اثر سے چونکہ خون لانے اور لیجانے والی عروق کشادہ ہو جاتی ہیں اور دوران خون میں تیزی آجاتی ہے اسلئے مضروب مقام پر خون کا اجتماع ہونے نہیں پاتا جو بصورت دیگر جمع ہو کر ایک طرف تو قرب و جوار کے حسی اعصاب پر اپنا بوجھ ڈال کر شدید درد کا باعث بنتا اور دوسری طرف جمع شدہ خون میں تعفن پیدا ہو کر پیپ بنجاتی جو اپنے نکلنے کے راستے کی تلاش میں جلد کو پھاڑ کر اچھا خاصہ بڑا سا زخم پیدا کر دیتی۔ لیکن اس تمام تحقیقات اور جستجو کے بعد اگر کوئی نادان عامی ان ماہرین سائنس سے یہ پوچھ بیٹھے کہ کیوں حضرت یہ گرمی کی وجہ سے رگوں میں کشادگی اور وسعت کیوں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ان کے پاس سر کھجلانے اور عینک کے شیشے رومال سے صاف کرنے کے سوا اگر کوئی جواب ہوتا ہے تو بس یہ کہ یہ قدرت کا قانون ہے، اور اسکے بعد وہ جاہل بیچارہ گھنٹوں اسی سوچ میں پڑا رہتا ہے کہ آخر ان کرسی نشینوں اور عالیشان لیبورٹیریوں کے مکینوں کی فوج نے نئی بات کونسی دریافت کی۔ یہ تو انہوں نے مجھی سے سیکھا ہے کہ گرمی اور سینک سے چوٹ اچھی ہو جاتی ہے!

سائنس اور اسکی تمام پُرشکوہ اور بلند بانگ ترقیاں اس میں ذرا شک نہیں کہ ایک بہت بڑی حد تک وحشی اور غیر متمدن انسان کی قدرتی عقل کی رہین منت ہیں اور اس حقیقت سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس قدر ترقی کر لینے کے باوجود انسانی عقل نے جو کچھ بھی دریافت کیا ہے وہ سب کچھ ایک وحشی انسان کو بھی معلوم تھا لیکن بالکل اسی طرح کہ جیسے ہم آج یہ تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ بیج کو اگر زمین میں بو دیا جائے تو پیڑ نکل آئیگا لیکن یہ کچھ نہیں معلوم کہ کیوں ایسا ہو جاتا ہے۔ ہمنے جو کچھ سیکھا ہے اپنے انہیں اسلاف سے سیکھا ہے جنہیں آج سائنس کی تحقیقات بندروں اور لنگوروں کا مماثل بتاتی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ایسے ہی ہوں، لیکن وہ جانور نہ تھے انسان۔ بہر صورت مادر فطرت انہیں اس دُنیا میں زندگی بسر کرنے کیلئے اچھی طرح تیار کر کے بھیجتی تھی۔ اور جس طرح کتے ضرورت کے وقت ایک خاص قسم کی گھاس کو تلاش کر کے اپنے مرض کا علاج کر لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح انسان بھی اپنی ضرورت کے لائق علم طب قدرت سے سیکھ کر آتا تھا۔

اسلامی تہذیب کی عمر زیادہ نہیں ہے۔ اس لئے اس میں ایسی مادّی چیزوں کی پرستش کی طرف لوگوں کے رجحان کا کوئی امکان نہیں لیکن اس دین حنیف کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فطرتاً پہلے چاند تاریں اور بعد میں آفتاب ہی پر یہ گمان کیا تھا کہ وہ خدا ہیں۔

یونان کی تہذیب بھی جدید تہذیبوں میں قدیم ترین ہے۔ وہاں بھی ہیلیوس کے نام سے سورج کی پرستش کیجاتی تھی۔ پیرو میں سورج کے بچوں کا نام انکس رکھدیا گیا تھا اور انہیں دیوتا خیال کیا جاتا تھا۔ پیرو میں مرض آتشک کا علاج بھی سورج کی شعاعوں سے کیا جاتا تھا

اس طویل تمہید سے ہمیں یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ دنیا میں تقریباً ہر قوم نے ہر زمانے میں سورج کو قابل تعظیم اور اسکی روشنی کو دافع امراض خیال کیا ہے، اور جہانتک کہ دھوپ کے صحت بخش اثرات کا تعلق ہے یہ کوئی جدید انکشاف نہیں ہے۔ آئیے اب ایک نظر لیبورٹیریوں کے حجلہ نشینوں کے کارناموں پر بھی ڈال لیں۔

بربنائے طب سب سے پہلے یونانیوں کو سورج کی شعاعوں سے حصول صحت کا خیال آیا۔ بقراط کا زمانہ قبل مسیح ۴۶۰ سنہ سے ۳۷۰ سنہ تک گذرا ہے۔ حکماء بالعموم اسی کو موجودہ طب کا بانی قرار دیتے ہیں۔ بقراط اپنے مریضوں کا باقاعدہ علاج شعاع آفتاب سے کیا کرتا تھا۔ جالینوس جو اس سے تقریباً چار سو برس بعد ماہر طب ہوا آفتابی شعاعوں سے دوا کا کام لیتا رہا۔ آفتابی غسل کی ابتدا بھی یونانیوں ہی سے ہوئی اور اسکی صورت یہ تھی کہ سر کو کپڑے یا ٹوپی سے ڈھک کر باقی تمام جسم کو سورج کے سامنے کر دیا جاتا تھا اور ہر حصۂ جسم پر شعاعیں ڈالی جاتی تھیں۔ روم والوں نے اس پر اتنا اضافہ اور کیا کہ گھروں میں جس طرح معمولی غسلخانے ہوتے ہیں اسی طرح آفتابی غسلخانے بنوانے شروع کر دیئے تاکہ آرام سے پوری پردہ داری کے ساتھ اس غسل سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اسکے بعد اٹھارویں صدی تک اس طریق علاج کے متعلق کوئی خاص ترقی ظہور میں نہ آئی۔ اگرچہ یہ ضرور ہے کہ ۱۶۶۶ء میں سر آئزک نیوٹن کی ایجاد نے (سر آئزک نے یہ دریافت کیا تھا کہ سورج کی روشنی کو تکونے شیشے سے گذارا جائے تو وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے رنگ کی ان پٹیوں کا نام اسپیکٹرم ہے) اور ۱۶۷۸ء میں کرسچین ہائجنس کی اس تحقیق نے کہ روشنی کی شعاعیں لہر کی صورت میں نشیب و فراز پیدا کرتی ہوئی چلتی ہیں۔ سائنس کے ماہرین کی توجہ سورج اور سورج کی روشنی کیطرف منعطف کر دی ۱۷۳۳ء دوفے کا یہ تحقیق کر لینا کہ بجلی دو قسم کی ہوتی ہے آگے چلکر روشنی کے ذریعہ سے علاج کرنے میں بہت ممد ثابت ہوا۔

۱۸۷۷ء میں ڈاکٹر فورنے پرانے اور زخموں کا علاج سورج کی شعاعوں سے شروع کیا، اور اسکے چند ہی روز بعد دوسرے ڈاکٹر دولنے آتشی شیشہ کی مدد سے سورج کی شعاعوں کو زخموں پر مرکوز کر کے ایک نئے طریقۂ علاج کی بنیاد ڈالی۔ ۱۸۰۰ء میں پروفیسر ہرشل نے اپنے تجربات کے دوران میں یہ معلوم کیا کہ سورج کی روشنی کو جب منشور شیشے کے ذریعہ سے پھاڑا جاتا ہے۔ اور وہ سات مختلف رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے تو ان نظر آنے والی سات رنگین شعاعوں کے علاوہ بالکل سرے پر یعنی سرخ رنگ کی شعاع کے برابر ایک غیر مرئی شعاع اور بھی ہوتی ہے اور اس کا نام انہوں نے انفرا ریڈ یعنی تحت الاحمر شعاع رکھا۔ ۱۸۰۱ء میں ایک دوسرے پروفیسر نے جنکا نام ریٹر تھا اسی قسم کی ایک غیر مرئی شعاع کی موجودگی رنگین شعاعوں کے دوسرے سرے پر یعنی بنفشی شعاع کے برابر معلوم کی جس کا نام انہوں نے الٹرا وایولیٹ یعنی مافوق البنفسجی شعاع رکھدیا۔ نظر نہ آنے والی یہی دونوں شعاعیں امراض کے علاج میں سب سے زیادہ کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔

۱۸۰۸ء میں بجلی کے متعلق ایک نئی چیز یہ دریافت ہوئی کہ آرک لائٹ کا پیدا کرنا ممکن ہوگیا۔ اور اس آرک لائٹ کی مدد سے مصنوعی طور پر روشنی کے ذریعہ سے علاج کیا جانے لگا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر فنسن نے جسکا نام روشنی کے سلسلے میں کافی شہرت پاچکا ہے اس بات کا اعلان کیا کہ مافوق البنفسجی شعاعوں کے ذریعہ سے لیوپس ولگیرس (جلد کی دق) کا بکلی استیصال ہوجاتا ہے فنسن کے بعد ڈاکٹر رولئے نے سویزرلینڈ میں ایلپس کے سلسلۂ کوہ پر شعاعی علاج کا ایک ہسپتال کھولدیا، اور انہیں اینیمیا (قلت دم) رکٹس (ہڈیوں کا نرم ہونا) پرانے زخم، اور جوڑوں کی، ہڈیوں کی، غدودوں کی، اور جلد کی دق کے علاج میں نمایاں کامیابی ہوئی۔

۱۸۹۳ء موسیو اور مادام کیوری نے ریڈیم کی دریافت کی اور اسکے دو ہی برس بعد رونجن نے ایکس ریز (ایکس ریز شعاعیں) دریافت کرلیں۔ جنکی مختلف اجسام میں نفوذ کی قوت بہت زیادہ ہے۔ مختصر یہ کہ بیسویں صدی کے شروع ہوتے ہوتے شعاعوں کے ذریعہ سے علاج کرنے کے لئے کافی ذرائع مہیا ہو گئے۔

اور ان گھوڑوں کی باگیں زندہ سانپ ہیں۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ اس زمانے میں سورج کے متعلق اس تخیل کا کیا مطلب تھا لیکن اگر اس کا یہی مطلب تھا کہ سات گھوڑوں سے وہ سات رنگ مراد تھے جن سے ملکر سورج کی روشنی بنی ہے اور سانپ ان لہروں کے قائم مقام تھے جو ان رنگوں کی شعاعوں سے پیدا ہوتی ہیں جب کہ وہ فضا سے گذریں، اور رتھ میں صرف ایک پہیے کی موجودگی اس بات پر دلالت کرتی تھی کہ اسکی رفتار کی سرعت بے اندازہ ہے۔ تو اب ہم نہیں سمجھتے کہ سورج کے متعلق ضروری معلومات میں سے وہ کونسی چیز تھی جو ان "یوزنہ صفت" بزرگوں کو معلوم نہ تھی اور اب انسان صفت اخلاف نے وہ کونسی نئی بات دریافت کرلی ہے جس پر سائنس کو اس درجہ ناز ہو۔

ہندو سنیاسیوں کو دریاؤں کے کنارے صبح کے وقت ہر شخص نے دیکھا ہوگا کہ وہ پہلے تھوڑی دیر تک سورج کی طرف منہ کئے کھڑے رہتے ہیں اور کچھ اوراد و وظائف پڑھتے رہتے ہیں، پھر گھوم کر ایک پہلو سورج کی طرف کر دیتے ہیں۔ پھر پشت اور پھر دوسرا پہلو اور اس طرح وظیفہ ختم کرتے کرتے وہ اپنے جسم کو ہر چہار جانب سے آفتاب کی جاں بخش شعاعوں کے مقابل کرکے جوہر قوت و حیات اچھی طرح جذب کر لیا کرتے ہیں۔ سائنس بیشک ہمیں آفتاب پرستی نہیں سکھاتی، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ تو شاید خدا پرستی سے بھی باز رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن حصول قوت اور تقویت حیات کے لئے وہ بھی ہمیں یہی طریقے بتاتی ہے کہ اپنا برہنہ جسم سورج کی شعاعوں کے سامنے کرکے اسکی مافوق البنفسی اور تحت الاحمر شعاعیں جذب کیا کریں۔

پرانی تہذیبوں میں ہمیں سب سے زیادہ واقفیت ہندو تہذیب ہی سے ہے کیونکہ اس تہذیب کا بہت کچھ مواد کتابی صورت میں دستیاب ہوسکتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ سنسکرت ادب میں بالکل صاف اور واضح طریق پر جا بجا اس قسم کے اشارات موجود ہیں کہ سورج کی شعاعیں جذام اور جلدی امراض کے لئے نافع ہیں۔ سنسکرت کے ایک مشہور شاعر مایور کی ایک نظم کے متعلق جو اس نے سورج کی تعریف میں لکھی تھی ایک عجیب و غریب افسانہ مشہور ہے۔

مایور کی ایک بہن تھی جس کا نام بانا تھا، اسکی شادی پردیس میں ہوئی تھی۔ اتفاق سے پھرتے پھرتے مایور اسی شہر میں جانکلا کہ جہاں اسکی بہن رہتی تھی۔ لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ اسکی بہن کا شہر ہے۔ وہ ٹھہرا بھی ایک ایسے مکان میں کہ جو بانا کے مکان کے بالکل متصل تھا۔ رات کو جب وہ گھوم پھر کر اپنی قیامگاہ پر آرہا تھا تو راستے میں اُس نے دیکھا کہ ایک مکان کی کھڑکی میں ایک نوجوان عورت کھڑی ہے اور اس کا خاوند انتہائی عاجزی اور لجاجت کے ساتھ اُسے منا رہا ہے۔ مگر وہ کچھ پرواہ نہیں کرتی۔ مایور نے کچھ توجہ نہ کی اور جاکر اپنے گھر سو رہا صبح کو جب وہ مکان سے نکلا تو اُس نے دیکھا کہ وہ عورت اسی طرح اور اسی جگہ کھڑی ہے اور اس کا خاوند اب بھی انتہائی محبت کے فقرے اُسے منانے کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ اسکے مردانہ غرور کو صدمہ پہنچا اور اُسنے خیال کیا کہ اس عورت نے ساری رات اپنے خاوند سے خوشامد کرائی ہے یا تو اسے اب سے بہت پہلے اپنے خاوند کے گلے سے لپٹ جانا چاہیئے تھا یا پھر یہ ہونا چاہیئے تھا کہ اس کا خاوند اسے کھڑکی میں سے نیچے پھینک دیتا اور اسکی ہڈی پسلی سب چور ہو جاتی۔ اس غصے کی حالت میں مایور نے اس عورت کو "چنڈال" کہدیا۔ عورت اپنی اس توہین کو برداشت نہ کر سکی اور اُس نے گالی کے جواب میں پان کا اُگال جو غالباً اسکے منہ میں دبا رہا تھا، مایور کے اوپر تھوک دیا، اور مایور کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے یہ دیکھا کہ اسکے جسم پر جس جگہ وہ اُگال گرا تھا فوراً کوڑھ پیدا ہوگئی۔

مایور بہت پریشان ہوا، اور جب اُس نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اسکی بہن بانا تھی، اور وہ درحقیقت قصور وار نہ تھی کیونکہ اسکے خاوند نے جو ایک زبردست ادیب اور شاعر تھا شام سے جس خوشامدانہ فقرے کا آغاز کیا تھا وہ صبح تک ختم ہی نہیں ہوا تھا اور اس مسلسل اور لامتناہی فقرے کے دوران میں بانا کو اتنا موقع ہی نہ ملا تھا کہ کچھ جواب دیتی یا من جاتی۔ مایور نے سورج دیوتا کی طرف رجوع کیا اُس نے ایک مچان بنوایا، جسے ایک بہت ہی اونچے درخت میں ایک سو رسیوں کے ذریعہ سے لٹکایا گیا، اور وہ اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا، اور سورج کی تعریف میں ایک شعر کہنے کے بعد وہ چاقو سے اپنی مچان کی ایک رسی کاٹ دیتا تھا۔ اور یہ ارادہ کرلیا کہ اگر سورج دیوتا نے اسے اچھا نہ کردیا تو اسی طرح ہر شعر پر ایک رسی کاٹ کر تمام رسیاں کاٹ دیگا اور اس طرح اتنی بلندی سے گر کر ہلاک ہو جائیگا۔

ابھی پانچ ہی شعر لکھے جاچکے تھے اور پانچ ہی رسیاں کٹ چکی تھیں کہ سورج دیوتا کو اپنے قصیدہ خواں شاعر کے حال پر ترس آگیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ اس نظم میں ایک سو چھ اشعار ہیں۔

ملیریا (موسمی بخار) سے بچو

(از جناب ڈاکٹر پی۔ ایل۔ نرولہ قائم مقام ہیلتھ آفیسر دہلی۔)

(۱) ملیریا (موسمی بخار) کے جراثیم مچھروں کے کاٹنے سے جسم میں سرایت کرتے ہیں۔

(۲) ایک خاص قسم کا مچھر (انافیلا) جب کسی ملیریا کے بخار میں مبتلا انسان کو کاٹ کر اس کا خون چوس لیتا ہے تو اس خون میں جو ملیریا کے جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ وہ اس مچھر کے جسم میں خوب نشوونما پاکر ہزاروں کی تعداد میں ہو جاتے ہیں اور مچھر کے گلے کے نزدیک اکٹھے ہو جاتے ہیں جب یہ ملیریا کے جراثیم سے بھرا ہوا مچھر خون چوسنے کے لئے پھر کسی انسان کو کاٹتا ہے تو یہ جراثیم انسان کے خون میں داخل ہو جاتے ہیں اور اسکو ملیریا بخار میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

(۳) مچھر ہمیشہ پانی میں انڈے دیتے ہیں خواہ پانی تھوڑا ہو یا بہت۔ صاف ہو یا گندہ۔ ٹھیرا ہوا ہو یا بند ہو۔ گھروں کے اندر ہو یا باہر۔ یہ انڈے آٹھ دس روز میں مچھر بنجاتے ہیں۔

ملیریا سے بچنے کیلئے حسب ذیل تدابیر عمل میں لانی چاہئیں

(۱) اپنے گھروں کو خوب صاف رکھئے۔ روشنی اور ہوا کمروں میں داخل ہونے دیجئے کیونکہ مچھر تاریک اور گندی جگہ پسند کرتے ہیں اور روشن کشادہ اور ہوادار جگہ سے بھاگتے ہیں۔ (۲) اپنے گھروں میں کسی جگہ پانی اکٹھا نہ ہونے دیجئے اگر آپ کے علم میں کوئی ایسا نل ہو جس کا پانی رستا ہو تو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو فوراً اطلاع دیجئے تاکہ مناسب کارروائی فوراً کیجاوے۔

(۳) پانی کے تمام برتنوں۔ ٹنکوں۔ حوضوں وغیرہ کو اچھی طرح سے ڈھکنا چاہیئے تاکہ مچھر ان میں داخل نہ ہو سکیں۔ ان سب چیزوں کا پانی ہر ہفتہ بالکل نکلوا دینا چاہیئے اور ان کی صفائی کرانی چاہیئے۔ (۴) غسلخانے یا باورچیخانے کا فرش اگر ٹوٹ گیا ہو تو اس کی فوراً مرمت کرانی چاہیئے تاکہ وہاں پانی اکٹھا نہ ہو سکے۔ گھر کے آرائشی سامان مثلاً گلدانوں۔ فواروں۔ پنجروں کی کٹوریوں وغیرہ کا پانی ہر دوسرے دن بدلدینا چاہیئے۔

(۵) اپنے پائیں باغ اور اپنے مکان کے گردونواح کی صفائی کا خاص طور پر خیال کیجئے۔

(۶) باغ میں تمام گڑھوں کو بھروا دینا چاہیئے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر ہفتہ پیسٹرین۔ یا مٹی کا تیل۔ چھڑکوانا چاہیئے۔

(۷) باغ کی نالیوں وغیرہ میں ایسے گڑھے نہ ہونے چاہئیں جس میں پانی ٹھہر سکے۔

(۸) نالیوں۔ چہ بچوں۔ موریوں۔ خالی گملوں وغیرہ میں پانی جمع نہ ہونے دینا چاہیئے۔

(۹) پرانی خالی ہانڈیوں۔ ٹینوں۔ ٹوٹی ہوئی بوتلوں وغیرہ کو الٹا کر کے رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ان میں پانی جمع نہ ہو سکے۔

(۱۰) اپنے احاطہ کے کنوؤں کو باقاعدہ طور سے ڈھکا رکھنا چاہیئے۔ پانی نکالنے کیلئے جالیدار ڈھکنے بنوانے چاہئیں جالی اتنی باریک بناوٹ کی ہو کہ مچھر اس میں سے نہ گذر سکے۔ (۱۱) اپنے مکان کے قرب میں گھاس پھوس یا نباتات وغیرہ نہ اگنے دیں جس جگہ یہ اگیں اسے صاف کرا دینا چاہیئے۔ (۱۲) ملیریا کے موسم میں ہر بالغ انسان کو ہر تیسرے روز ۵ گرین کونین کھانی چاہیئے۔ بچوں کیلئے کونین کی مقدار کیواسطے اپنے معالج سے مشورہ کریں۔ (۱۳) کونین خالی معدہ میں کبھی نہیں کھانی چاہیئے۔ (۱۴) جسمانی حفاظت کیلئے مسہری کا استعمال مفید ہے لیکن اسکی جالی باریک ہونی چاہیئے اور چاروں طرف ایسی احتیاط سے لگی ہوئی ہو کہ مچھر اندر داخل نہ ہو سکے۔

(۱۵) ہاتھ۔ پاؤں۔ چہرے۔ گردن وغیرہ پر یوکلپٹس تیل یا سنٹرونیلا ملنے سے مچھر قریب نہیں آسکتا۔

(۱۶) پنکھے کی ہوا سے مچھر بھاگتا ہے۔

(۱۷) ملیریا بخار کے انسداد کے واسطے میونسپل کمیٹی دہلی نے ایک عملہ رکھا ہے جس کا فرض ہے کہ شہر میں جہاں جہاں گڑھے اور کنوئیں ہوں انہیں دوائیوں سے پاک وصاف کردیں تاہم اگر پبلک میں سے کسی کو ایسے گڑھے یا کنوئیں کا علم ہو جس تک اس عملہ کا آدمی نہ پہنچا ہو تو مجھے اطلاع دینی چاہیئے فوراً مناسب کارروائی کیجائے گی۔

اگر کسی قسم کا مشورہ اسکے متعلق کرنا ہو تو مجھ کو مطلع کریں میرا تمام عملہ نہایت خوشی کے ساتھ آپ کی مدد کریگا۔

اس وقت تک سائنس نے روشنی کی شعاعوں سے امراض کا علاج کرنیکے متعلق جتنی ضروری تحقیقاتیں یا ایجادیں کی ہیں انکا اس جگہ ذکر کردینا نامناسب نہ ہوگا۔

(۱) اسپیکٹرم (طیف) کی ایجاد جسکی بدولت روشنی کو پھاڑنا اور اُسکے اجزائے ترکیبی کا معلوم کرنا ممکن ہوگیا۔

(۲) مختلف قسم کی شعاعوں کے جسم انسانی پر اثرات کی تحقیق، جسکی بدولت ان شعاعوں سے مختلف امراض کے علاج میں کام لیا جا سکتا ہے۔

(۳) اُن بہت ہی نازک آلات کی ایجاد کہ جنکے ذریعہ سے شعاعوں کی پیمائش اور اُن کے اثرات کا اندازہ صحیح طور پر ہو سکے۔ انہی آلات کے ذریعہ سے یہ ممکن ہے کہ مقررہ مقدار میں کسی روشنی کی شعاع مریض کے جسم میں پہنچائی جا سکے۔

(۴) روشنی پیدا کرنے کے دوسرے وسائل کی ایجاد جس کی وجہ سے اب سورج کی محتاجی باقی نہیں رہی ہے۔ بلکہ سورج کے بغیر بھی وہی شعاعیں مریضوں کے جسم میں پہونچائی جا سکتی ہیں۔

(۵) فضائے بسیط کے حالات کا علم۔

(٦) اس بات کی تحقیق کہ سورج کی روشنی کے انحلال سے جو سات رنگ بنتے ہیں اُن کے علاوہ کچھ شعاعیں اور بھی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔ ان میں سے جو شعاعیں بنفشئی رنگ کیجانب ہیں۔ انہیں کیمیاوی طیوف کہا جاتا ہے کیونکہ جسم پر اُن کا اثر کیمیاوی ہوتا ہے اور جو شعاع سُرخ طیف کے بعد ہے۔ اُسے طیف محرور کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے پہچانا ہی اُس حرارت کی وجہ سے جاتا ہے جو وہ پیدا کرتی ہے۔

سائنس کی اَن تھک اور مسلسل کوششوں نے اب ہمیں اس قابل کردیا ہے کہ اسی سورج کی روشنی سے جس سے سارا عالم مستفیض ہوتا ہے ہم خاص خاص بیماریوں کی حالت میں صرف وہی خاص شعاع یا شعاعیں مریض کے جسم میں داخل کریں کہ جنکی اسے ضرورت ہو اور اتنی تحقیق و تدقیق کے بعد سائنس کو جائز طور پر یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ دھوپ میں لیٹے رہنے والے اُن عامیوں پر ہنسے کہ جنہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ہے کہ سورج کی روشنی ان کے جسم کو آرام اور صحت پہونچاتی ہے۔

بالوں سے خالی سر اور عینک پوش آنکھیں اب انتہائی فخر کے ساتھ عوام سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تمہیں سورج کی روشنی اپنے مرض کے لئے درکار ہے اور موسم کی خرابی کی وجہ سے چار چھ روز سورج نہ نکلا تو تم کیا کروگے۔ اُس وقت تمہیں ہماری ان لیبورٹیریوں کی قدر معلوم ہوگی کہ جن پر ہنسا کرتے تھے، انہی لیبورٹیریوں میں وہ ساز و سامان رکھا ہوا ہے جو تمہارے مریضوں کے لئے رات کیوقت بھی سورج کی شعاعیں بہم پہنچا سکتا ہے۔

ماہرین سائنس کو اب یہ کہنے کا بھی موقع ملگیا ہے کہ دھوپ میں لیٹ کر تم اس بات پر مجبور ہو کہ سورج کی مفید اور مضر سب شعاعوں کو اپنے جسم میں بھرو، لیکن ہماری لیبورٹیری کے اندر اگر تم آؤگے تو ہم تمہارے جسم میں سورج کی بھی صرف وہی شعاعیں داخل کریں گے جو تمہارے مرض کیلئے مفید ہیں۔

عوام ان تعلیوں کو سنتے ہیں اور خاموش ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ کبھی کبھی کوئی گستاخ اور بے ادب آہستہ سے اتنی بات کہہ ضرور دیتا ہے کہ قدرت نے جو چیز جس طریق پر پیدا کردی ہے۔ اس میں کاٹ چھانٹ درست نہیں۔ آپ نے گیہوں سے میدا بناکر استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ اور سمجھتے تھے کہ ہمنے اصل چیز لے لی ہے۔ اور بھوسی کو جو ایک فضول چیز ہے الگ کردیا ہے، لیکن چند ہی روز بعد آپ کو معلوم ہوگیا کہ آپنے غلطی کی تھی، اور اب آپ خود اپنے قبض کے مریضوں کو ہدایت کیا کرتے ہیں کہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آگے چل کر سورج کی روشنی کے متعلق بھی آپ کو یہ تسلیم کرنا پڑے کہ اسے چھاننا پھٹکنا ٹھیک نہیں ہے۔ اور بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ جیسی ہے اسی طرح اس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔

بہرحال سائنس کے پروفیسروں کی بات بالا رہے یا عوام کالانعام کی، ہمیں تو یہ دیکھکر مسرت ہوتی ہے کہ طب اب قدرت کے پیدا کئے ہوئے اس طریق علاج کی طرف متوجہ ہوگئی، اور وہ لیبورٹیری کی چھت پر مریضوں کو لٹاکر دھوپ میں سینکا جائے یا کمروں کے اندر ہی بجلی کے لیمپوں اور ماوراء البنفسجی شعاعوں سے اسے عمل دیا جائے، بہرصورت اس طریق علاج سے فائدہ اُٹھایا جانے لگا۔

بقیہ مضمون (۱۰) صفحہ ۷۱ پر ملاحظہ کیجئے

افسانہ

نارسیدہ



از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

"تو کیا ڈاکٹر صاحب آپ سچ مچ تحقیقات کا کام کیا کرتے ہیں؟"

"تحقیقات کا! ہاں، میں آجکل یہی کام کر رہا ہوں"۔

"دواؤں کے متعلق تحقیقات کرتے ہونگے؟" اجنبی نوجوان نے پھر پوچھا "کس قدر دلچسپ کام ہے اس میں تو بڑا ہی لطف آتا ہوگا؟"

میری تحقیقات دواؤں کے متعلق تو نہیں ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ کام جیسا کہ آپکا خیال ہے بہت ہی دلچسپ ہے۔

"اچھا! میں سمجھا تھا کہ آپ ڈاکٹر ہیں۔ اور دواؤں کے متعلق تحقیقات کیا کرتے ہیں"

ڈاکٹر سہروردی نے ذرا غور سے اس اجنبی نوجوان کی طرف دیکھا جس نے اس کام سے اس قدر دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ اور مسکرا کر کہنے لگے "میں ڈاکٹر ہی ہوں۔ لیکن ڈاکٹر دواؤں کے علاوہ اور بھی بہت چیزوں کے متعلق تحقیقات کیا کرتے ہیں"

"معاف فرمائیے گا ڈاکٹر صاحب، آپکی توہین ہرگز میرا منشا نہ تھا، اصل یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق میری واقفیت بہت محدود ہے اور مجھے کچھ معلوم ہی نہیں کہ آپ لوگ کس کس چیز کے متعلق تحقیقات کیا کرتے ہیں"۔

سہروردی:۔ جی نہیں آپ کچھ خیال نہ فرمائیں۔ میں درحقیقت علم الجراثیم کا ماہر ہوں، اور مختلف بیماریوں کے جراثیم کے متعلق تجربے اور تحقیقاتیں کیا کرتا ہوں۔

نوجوان:۔ (شوق اور تعجب کے اظہار کے ساتھ) واہ، وا، واہ! یہ دوا کی تحقیق سے بھی زیادہ دلچسپ کام ہوگا۔ کاش میں بھی ڈاکٹر ہوتا۔

سہروردی:۔ ڈاکٹر بنجانا کچھ بہت دشوار کام تو نہیں ہے۔ پانچسال کی تعلیم تھوڑی سی محنت اور بہت سی دماغ سوزی آدمی کو ڈاکٹر بنادیا کرتی ہے آپ ابھی نوعمر ہیں، اور اگر چاہیں تو بڑی آسانی سے یہ فن حاصل کر سکتے ہیں

نوجوان:۔ لیکن ڈاکٹر صاحب، ہر ایک ڈاکٹر تو جراثیم کا علم نہ جانتا ہوگا اور تحقیقات کا کام ہر ڈاکٹر تو نہ کر سکتا ہوگا۔

سہروردی:۔ جراثیم کا علم بھی ہر ڈاکٹر اپنی ضرورت کے لائق جانتا ہے اور تحقیقات کا کام ہر ڈاکٹر تو کیا، ہر عام آدمی بھی کر سکتا ہے۔ تحقیقات تو نئی بات معلوم کرنے کو کہتے ہیں۔ اسکے لئے آپ ایک خوردبین اور دیگر ضروری چیزیں لے کر بیٹھ جائیے۔ اپنا وقت صرف کیجئے۔ اپنی آنکھیں پھوڑیئے اور اپنا سر کھپائیے تو آپ بھی کچھ نہ کچھ معلوم کر لیں گے۔

نوجوان:۔ اس قسم کی باتیں جاننے کا میرے دل میں تو بڑا شوق ہے، لیکن اگر میں خوردبین لے کر بیٹھ بھی جاؤں تو جب تک کہ باقاعدہ علم حاصل نہ کیا جائے اُس وقت تک میں کیا سمجھ سکتا ہوں۔

سہروردی:۔ مہربان! اللہ کی یہ وسیع دُنیا کروڑ در کروڑ عجائبات سے بھری پڑی ہے۔ آپ کو اگر جاننے کا شوق ہو تو خاک کا ایک ایک ذرہ گھاس کی ایک ایک پتی ایک دفتر کا کام دے سکتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ اپنے جسم کا ایک بال لے لیجئے۔ اور اسی کی ساخت کا خوردبین سے ملاحظہ کیجئے تو یہ بال ہی بجائے خود ایک دنیا بنجائیگا۔ اس قدر باریک اور نازک چیز کے اندر آپ کو کئی ایک تہیں نظر آئیں گی۔ اور آپ دیکھیں کہ یہ اتنی باریک چیز اندر سے کھوکھلی ہے۔ اور اُسکے بیچوں بیچ ایک سوراخ ہے جیسا کہ پچکاریوں کی سوئیوں کے اندر ہوتا ہے۔ پانی یا خون کا ایک قطرہ خوردبین کے شیشے کے نیچے رکھیئے تو آپ کو یہ دیکھکر حیرت ہوگی کہ اس ایک قطرہ کے اندر صدہا چھوٹے چھوٹے اجسام زندہ اور مردہ موجود

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی من ابتدائے ۴ اگست لغایت ۳۱ اگست ۱۹۳۵ء

مردم شماری	پیدائش			اموات			اسباب اموات								ایک سال سے کم عمر کے بچوں میں اموات			شرح فی ہزار فی سال	
	لڑکے	لڑکیاں	کل	مرد	عورتیں	کل	ہیضہ	چیچک	خسرہ اور چکن پاکس	مختلف قسم کے بخار	پیچش و اسہال	آلات نفس کے امراض	ناگہانی صدمات	دیگر جملہ عوارض	لڑکے	لڑکیاں	کل	پیدائش	اموات
۳۴۷۵۳۹	۱۰۳۸	۹۴۱	۱۹۷۹	۵۰۴	۵۶۸	۱۰۷۲	۲۲	۶	۳	۵۸۸	۱۱۲	۱۴۱	۳۱	۱۶۲	۱۹۱	۱۷۷	۳۶۸	۵۹٫۴۶	۳۱٫۸۸

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی من ابتدائے یکم ستمبر لغایت ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

مردم شماری	پیدائش			اموات			اسباب اموات								ایک سال سے کم عمر کے بچوں میں اموات			شرح فی ہزار فی سال	
	مرد	عورتیں	کل	مرد	عورتیں	کل	ہیضہ	چیچک	طاعون	مختلف قسم کے بخار	پیچش اور اسہال	آلات نفس کے امراض	صدمات	جملہ دیگر عوارض	لڑکے	لڑکیاں	کل	پیدائش	اموات
۳۴۷۵۳۹	۸۳۰	۸۱۰	۱۶۴۰	۴۶۴	۴۵۳	۹۱۷	۴	—	—	۵۴۴	۸۹	۱۱۰	۱۷	۱۴۸	۱۶۵	۱۳۹	۳۰۴	۶۱٫۳۴	۳۴٫۱۱

سہروردی :- ایک طبیب کو اس سے بھی زیادہ خطرے برداشت کرنے پڑتے ہیں جب ہم مریضوں کی نبض دیکھتے ہیں، جب ہم آلہ لگا کر ان کے سانس کی آوازیں سنتے ہیں، جب ہم دق کے جراثیم سے بھرے ہوئے بلغم کا امتحان کرتے ہیں، جب ہم طاعون کی گلٹیوں میں شگاف لگا کر جراثیم سے معمور پیپ کو چھوتے ہیں، اور جب ہم تجربہ اور تحقیقات کی خاطر زندہ جراثیم کو پال کر ان کی نسل کی افزائش کرتے ہیں تو یہ سب موقعے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ قدم قدم پر ہماری زندگی خطرات میں پڑتی رہتی ہے۔

گھوش :- (بیٹھے تعجب سے) کیا زندہ جراثیم کو بھی آپ پالتے ہیں؟

سہروردی :- اگر نہ پالیں تو کام کیسے چلے

گھوش :- یہ تو بہت ہی خطرناک کام ہوگا!

سہروردی :- خطرہ تو ضرور رہتا ہے لیکن اتنا نہیں کہ جتنا آپ نے خیال کیا ہے۔ آیئے میں آپ کو زندہ جراثیم دکھاؤں۔

گھوش :- (خوف کا اظہار کر کے) لیکن یہ آپ کو یقین ہے کہ مجھے کچھ نقصان نہ پہنچے گا؟

سہروردی :- (مسکرا کر) اگر آپ اسیقدر ڈرتے گئے تو ڈاکٹر بن چکے۔ آپ نے یہ تو سوچا ہوتا کہ آخر میں بھی تو آپکے ساتھ ہوں۔ اگر نقصان پہنچے گا تو میں کیسے محفوظ رہونگا۔

گھوش :- (جھینپ کر) جی ہاں مجھے یہ تو سوچنا چاہیئے تھا۔

ڈاکٹر سہروردی نوجوان گھوش کو برابر والے کمرے میں لے گئے جہاں ایک میز پر قطار در قطار سیکڑوں شیشے کی نلکیاں رکھی تھیں اور ہر ایک میں تھوڑا تھوڑا سا سیال تھا۔

"یہ دیکھیئے تیسرے نمبر پر جو نلکی رکھی ہے۔ اس میں ہیضہ کے زندہ جراثیم ہیں۔ اسی کے برابر چوتھے نمبر پر جو نلکی ہے اسمیں ملیریا بخار کے جراثیم پلے ہوئے ہیں۔

گھوش :- ان نلکیوں کو ہاتھ میں لے کر دیکھ سکتا ہوں؟"

سہروردی :- جب تک نلکیوں کے منہ بند ہیں۔ اس وقت تک آپ محفوظ ہیں چاہے جس طرح دیکھیئے

گھوش نے دونوں نلکیاں اٹھالیں اور روشنی کی طرف کر کے بغور دیکھنے لگا۔

"اس میں تو کچھ نظر نہیں آتا"

سہروردی :- اگر یوں جراثیم نظر آجایا کرتے تو پھر خوردبین کی کیا ضرورت تھی۔ میں تو آپ کو صرف یہ بات دکھانے کیلئے یہاں لایا تھا کہ ہم لوگ مختلف امراض کے جراثیم کو تجربہ اور تحقیقات کی غرض سے پالا کرتے ہیں۔ (نلکیاں اپنے ہاتھ میں لیکر) یہ دیکھیئے یہ ہیضہ کے جراثیم ہیں۔ اگر کسی طرح اس سیال کا ایک قطرہ بھی اس پانی کے خزانے میں پہنچ جائے کہ جہاں سے نلوں میں پانی آتا ہے۔ اور سب لوگ پینے میں تو آپ یقین کیجیے کہ دلی کی تمام آبادی چار روز میں ختم ہوجائیگی۔ اس ایک قطرے میں جتنے جراثیم ہیں وہ چند گھنٹوں میں اپنی نسل کو اتنا بڑھا لینگے کہ خزانہ میں انکی تعداد اربوں اور سنکھوں تک پہنچ جائیگی، اور پھر بھی افزائش نسل کا یہ سلسلہ برابر جاری رہیگا۔ لوگ اس جراثیم آلود پانی کو پیئیں گے۔ اور اگر ان کے جسم میں پانی کے ساتھ دو چار جراثیم بھی پہنچ گئے تو وہاں انسانی خون سے پرورش پاکر انکی نسل کی افزائش لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ جائیگی اور پھر اس انسان کی جان کا خدا حافظ ہے۔

گھوش :- تو اسکے تو یہ معنی ہوئے کہ اتنی ذرا سی شیشی سے اگر آپ چاہیں تو کئی شہروں کو تباہ کر سکتے ہیں۔

سہروردی :- صرف کئی شہروں کو نہیں بلکہ پورے ملک کو۔

گھوش :- پورے ملک کو کیسے؟

سہروردی :- ہیضہ آخر پھیلتا کس طرح ہے۔ فرض کیجیئے کہ گاؤں میں کسی شخص کو ہیضہ ہوا، اس نے اپنی عادت کے مطابق تالاب کے کنارے جاکر پاخانہ پھرا یا صرف آبدست لیا۔ اب تالاب کے پانی میں جراثیم پہونچ گئے، اب گاؤں کے اور لوگ آئے بعض نے تو اس تالاب کا پانی ہی پی لیا، بعض نے اپنے برتن اس پانی سے دھوئے، اور بعض نے کلیاں کیں۔ پانی جنھوں نے پیا تھا ان کے جسم میں تو جراثیم سیدھے ہی پہنچ

ہیں۔ کیا یہ چیزیں کچھ کم دلچسپ ہیں؟ اور کیا بغیر ڈاکٹری پڑھے بھی آپ اسی طرح ہزاروں چیزوں کی اہمیت سے واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ پھولوں کی پنکھڑیاں، درختوں کے پتے، اور ننھے ننھے کیڑوں کے جسم خوردبین سے دیکھ کر علم اور واقفیت کا ایک بے پایاں ذخیرہ اپنے دماغ میں جمع کر سکتے ہیں۔

نوجوان :۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی گفتگو نے تو میرے شوق کو اور بھی بڑھا دیا میں ضرور آپکی ہدایتوں پر عمل کرونگا لیکن کم سے کم خوردبین کا استعمال تو کسی سے سیکھنے کی ضرورت ہوگی۔

سہروردی:۔ وہ ایک روز میں آسکتا ہے۔ آپ کسی روز اگر میری لیبوریٹری (معمل) میں آجائیں تو میں ہی آپ کو بتا دونگا۔

نوجوان :۔ آپ بیحد شریف اور نیکدل انسان ہیں۔ ایک اجنبی شخص پر آپ کی اتنی مہربانی آپکی انتہائی شرافت کا ثبوت ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی لیبوریٹری کس مقام پر واقع ہے اور اگر میں حاضر ہونا چاہوں تو کونسا وقت مناسب ہوگا؟

سہروردی:۔ نئی دلی میں آپ اٹھادن نمبر کی کوٹھی پر تشریف لے آئیے۔ اسی کوٹھی میں میں رہتا ہوں اور اسی میں میری لیبوریٹری ہے وقت صبح کا مناسب ہوگا۔ میں بالعموم صبح آٹھ بجے سے دو بجے تک کام کیا کرتا ہوں۔ صاحب خانہ نے آپ کا اسم گرامی بتایا تو تھا لیکن معاف کیجئے میں بھول گیا۔ اتنی بڑی دعوت میں الگ الگ اتنے بہت سے مہمانوں کے نام کہاں تک یاد رہ سکتے ہیں۔

نوجوان :۔ جی میرا نام امولارتن گھوش ہے اور دریا گنج میں ۲۱ نمبر کوٹھی میں رہتا ہوں میں نے ابھی سال بی اے پاس کیا ہے اور ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا ہوں کہ آئندہ زندگی کے لئے کونسا راستہ اختیار کروں۔ میرے والد ایک مشہور وکیل تھے۔ اور شاید میں بھی قانون ہی کو اپنا ذریعہ معاش بناتا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ وکیلوں کی اب اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ شاید بعض بعض کچہریوں میں انکی تعداد موکلوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے ڈاکٹروں کی کثرت بھی اگرچہ وکیلوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن یہ فن بے انتہا دلچسپ ہے اس لئے دل اسی کی جانب راغب ہوتا ہے۔

سہروردی :۔ لیبوریٹری کا عجائب خانہ آپ کی اس رغبت اور زیادہ کردیگا۔ جب آپ یہ دیکھیں گے کہ ایک انسان کے جسم سے صرف ایک بوند خون لیکر خوردبین کے ذریعے سے یہ بتایا جاسکتا ہے کہ کس خاص مرض کے جراثیم نے اس پر حملہ کیا ہے یا یہ کہ اسکے خون کے اجزا میں سے کونسے کم اور کونسے زیادہ ہیں تو آپ کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہیگی، اور آپ یقینی طور پر یہ فیصلہ کرلیں گے کہ ڈاکٹری ہی پڑھنا چاہیئے۔

گھوش :۔ (احسانمندانہ انداز سے) بہت اچھا ڈاکٹر صاحب میں کل تو نہیں پرسوں صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہونگا۔

سہروردی :۔ بہتر ہے۔ ضرور آیئے۔

(۲)

"ڈاکٹر صاحب! کیا سچ مچ یہ طاعون کے جراثیم ہیں؟"

حیرت زدہ گھوش نے پوچھا۔

سہروردی:۔ سچ مچ کے نہیں تو کیا میں نے بنائیے ہیں۔ یہ دوسرا شیشہ دیکھئے۔ اس میں ہیضہ کے جراثیم آپ کو نظر آئیں گے۔

گھوش :۔ مجھے تو اب کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

سہروردی:۔ خوردبین کی نلکی کو ذرا اوپر نیچے کیجئے۔ جب صحیح جگہ پر آجائیگی تو نظر آنے لگیگا۔ نظر آنے لگا؟

گھوش :۔ جی ہاں اب تو نظر آرہا ہے۔ یہ کیسے معلوم ہو کہ ہیضہ کے جراثیم کونسے ہیں؟

سہروردی:۔ واؤ کی شکل کے سینکڑوں ننھے ننھے کیڑے جو نظر آرہے ہیں۔ وہی ہیضہ کے جراثیم ہیں۔

گھوش :۔ یہ سب زندہ ہیں؟

سہروردی:۔ نہیں یہ تو مردہ ہیں اور انہیں رنگ بھی دیا گیا ہے۔

گھوش :۔ اگر انہیں کوئی کھائے تو ہیضہ میں مبتلا نہ ہوگا۔

سہروردی:۔ نہیں انہیں حرارت پہونچا کر مار دیا گیا ہے۔

گھوش :۔ لیکن ڈاکٹر صاحب مرنے سے پہلے تو یہ زندہ ہی ہونگے۔ پھر انہیں چھونا کیا خطرناک نہیں ہے؟

گھوش کے جاتے ہی ڈاکٹر سہروردی کی محتاط طبیعت نے انہیں جراثیم کی پرورش کے کمرے میں جانے پر مجبور کیا۔ اور ایک حد تک ظاہراً بغیر کسی خیال اور ارادے کے وہ اس میز کے سامنے جا کھڑے ہوئے کہ جہاں جراثیم سے بھری ہوئی شیشے کی بیسیوں نلکیاں رکھی رہتی تھیں اور سب سے پہلے انکی نگاہ تین نمبر کے خانے پر پڑی۔

"ہائیں! یہ نلکی کہاں گئی؟ حواس باختہ ہو کر سہروردی نے کہا ادھر دیکھا ادھر دیکھا، قریب میں جو میزیں اور رکھی تھیں اُن پر تلاش کیا۔ بھاگے ہوئے لیبوریٹری کے اگلے حصہ میں جہاں گیس میں آگ لگ گئی تھی پہنچے۔ اور وہاں بھی اس خیال سے کہ شاید گھبراہٹ میں نلکی ہاتھ میں لئے چلے آئے ہوں تمام میں تلاش کیا۔ لیکن نلکی کا کہیں پتہ نہ تھا۔

"ضرور یہ گھوش ہی لے گیا ہے، نہیں تو آخر نلکی کہاں غائب ہو جاتی کہیں یہ شخص انارکسٹ تو نہیں ہے۔ باتیں بھی کچھ ایسی ہی کر رہا تھا اگر ایسا ہی تو غضب ہو گیا۔ اُف! (دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر) قیامت برپا ہو جائیگی، ہیضہ کے قاتل مہلک جراثیم پانی کے ہر ایک نل کے اندر موت اور تباہی لئے ہوئے تیرتے پھرینگے۔ ناواقف حالات عوام ان نلوں سے پانی لیں گے اور مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان سب ہزاروں کی تعداد میں ہیضہ میں مبتلا ہو کر جان دینگے۔ شہر خالی ہو جائیگا دہلی، یہ اس قدر گنجان آباد دلی ایک ویرانہ بنجائیگی۔ نادر شاہی قتل عام کا نظارہ ایک مرتبہ پھر آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ یا اللہ اب کیا ہو! گھوش! ہاں کسی طرح اس کمبخت گھوش کو اسکے مہلک ارادے کی تکمیل سے پہلے پکڑنا چاہیئے۔"

اُسی طرح ننگے سر صرف قمیص اور پاجامہ پہنے سہروردی کوٹھی سے نکلے۔ اور اس خیال سے کہ وہ ضرور جمنا کی طرف گیا ہوگا بے تحاشہ اسی رُخ پر دوڑنا شروع کر دیا۔ بار بار سلیپر ان کے پاؤں میں سے نکل جاتا تھا اور انہیں رُکنا پڑتا تھا اسلئے تنگ آکر انہوں نے سلیپر بھی سڑک پر چھوڑ دیئے۔ اور جس قدر تیز وہ دوڑ سکتے تھے واٹر ورکس (پانی کی بہم رسانی کا خزانہ) کی طرف دوڑنے لگے۔

ایک شریف اور معزز آدمی کو اس طرح دوڑتے دیکھکر ہر شخص حیران تھا، آخر ایک پولس والے نے اُن سے پوچھا۔

"اُسے بدمعاش کو پکڑو، جلدی کرو، جہاں ملے پکڑ لو، جلدی جلدی۔ نہیں تو دلی تباہ ہو جائے گی۔ جلدی کرو۔ فوراً فوراً"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں، کسے پکڑیں؟" سپاہی نے کہا۔

"تم لوگ کس قدر کم عقل ہوتے ہو؟ ارے اس بدمعاش کو پکڑو۔ وہ انارکسٹ ہے، اور اُسکے پاس ایسی چیز ہے کہ جس سے وہ ساری دلی کو تباہ کر دیگا۔ بنگالی ہے بنگالی' دھوتی باندھے اور کرتا پہنے ابھی ابھی ادھر سے گذرا ہوگا۔"

"ایک بنگالی جوان سا آدمی ابھی ذرا دیر ہوئی ادھر سے گذرا تو تھا۔"

"بس بس وہی ہے جلدی جاؤ، جس طرح ہو سکے اسے پکڑ لو، اگر وہ ہاتھ نہ آیا تو دلی کا خدا حافظ ہے"

(۳)

گھوش جب ڈاکٹر سہروردی کی کوٹھی سے نکلا تو حد سے زیادہ خوش اور مسرور تھا وہ سوچ رہا تھا کہ آج ایک ایسی چیز میرے ہاتھ آگئی کہ جس سے دنیا میں تہلکہ مچ جائیگا، تمام انارکسٹ میری ذات اور میرے نام پر فخر کیا کرینگے۔ تاریخ میں میرا کارنامہ جلی قلم سے لکھا جائیگا اور دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ انارکسٹ ایسی حقیر اور ذلیل چیز نہیں ہیں جیسا کہ انہیں خیال کیا جاتا ہے۔ تباہی! عالمگیر تباہی! اس وقت تمام دلی کی جان میری مٹھی میں ہے .... (نلکی کو جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیتا ہے) تعجب ہے کہ اس سے پہلے کیوں کسی انارکسٹ کو اس چیز کا خیال نہ آیا؟ شاید وہ لوگ اس بات سے ڈر گئے کہ اس طرح ظالموں کے ساتھ ہزاروں مظلوموں کی بھی جانیں جاتی ہیں۔ لیکن یہ خیال تو بالکل فضول ہے ۔ آخر بموں سے بھی کیا صرف وہی آدمی مرتے ہیں کہ جن پر بم پھینکا گیا ہو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جسے مارنا مقصود تھا وہ صاف بچ جاتا ہے، اور دو چار یا دس بیس بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ ریلیں جب ٹکرائی جاتی ہیں تو اس میں تو بے قصوروں کی تباہی اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر ان باتوں کا ہم لحاظ کریں تو کبھی کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا مقصد نیک ہے۔ پھر اسکی کچھ پرواہ نہ ہونی چاہیئے کہ اس مقصد کے حاصل کرنیکے لئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ یہ سلطنتیں اور حکومتیں کیا کرتی ہیں؟ آئے دن وہ دوسرے ملکوں سے جنگ کرتی رہتی ہیں۔ اور ہر لڑائی میں ہزاروں اور لاکھوں ایسے بے گناہ لوگ اپنی جان سے جاتے ہیں کہ جنہیں یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ لڑائی کیوں

گئے جنہوں نے برتن دہوئے تھے اُنھوں نے جب ان برتنوں میں پانی دودہ یا کھانے پینے کی اور چیزیں رکھیں تو ان کھانے پینے کی اشیا کے ساتھ وہ سب کے جسم میں پہنچے۔ اور اگر اس گاؤں سے دودہ شہر کو آتا ہے تو اس تالاب کے پانی سے دُھلے ہوئے گلڑوں میں جو دودہ آیا وہ بھی جراثیم آلود ہو گیا۔ اور شہروں میں صدہا آدمی اس مرض کا شکار ہو گئے۔ اب ایک شہر سے ایسے بعض لوگ کہ جن کے بدن میں جراثیم پہونچ تو چکے ہیں۔ لیکن ابھی وہ اپنی نسل کی افزائش میں معروف ہیں۔ اور بیماری کا حملہ ابھی نہیں ہوا ہے، کسی کام کے لئے دوسرے شہروں میں پہنچے اور وہاں جاکر بیمار ہوئے تو اب گویا بیماری یا جراثیم ان دوسرے شہروں میں بھی پہنچ گئے۔ اور اگر قسمت نے انکی رسائی پانی کے ذخیرے تک یا دودہ والوں، ترکاری والوں، پھل والوں اور مٹھائی والوں کی دکانوں تک کر دی تو مرض عام ہو گیا، اور ہر طرف مُردوں کے ڈھیر لگ گئے۔ پھر ان کمبختوں کی ایک یہ خاصیت بھی ہے کہ وبا کا زور کم ہو جانے پر یہ زمین میں دبے پڑے رہتے ہیں اور آئندہ سال پھر جب انہیں گرمی اور نمی ملتی ہے۔ تو پھر ان میں جان پڑ جاتی ہے۔ اس طرح گویا اکثر مقامات پر یہ وبا مستقل گھر بنا لیتی ہے، اور سال کے سال برابر ہلاکت اور تباہی پھیلاتی رہتی ہے۔

گھوش :- اُفوہ! میرے تو یہ سب کچھ سُن کے ہوش اُڑ گئے۔ کیا پرماتما کی قدرت ہے، اس قدر حقیر اور ایسے ننھے ننھے کیڑے کہ جو آنکھ سے دکھائی بھی نہ دیں ایسی سخت تباہی پھیلا سکتے ہیں۔

سہروردی :- میں نے آپ سے کہا نہ تھا کہ اس دُنیا کا ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ عجائبات کی ایک دُنیا ہے۔ آپ اگر اپنی آنکھیں کھلی رکھیں اور غور و فکر کی عادت ڈال لیں تو آپ کو پرماتما کی قدرت کے جلوے ہر چیز میں نظر آئیں گے۔

گھوش :- یہ بڑی خیریت ہے کہ انارکسٹوں کو ان چیزوں کی خبر نہیں ورنہ وہ تو ساری دُنیا کو تباہ کرکے رکھدیں۔

سہروردی :- میں تو نہیں سمجھتا کہ کوئی انسان اس قدر سنگدل اور جلاد ہو سکتا ہے کہ بے وجہ و سبب لاکھوں آدمیوں کی جان لیلے۔

گھوش :- ریل کی پٹڑیاں اُکھاڑ کر ریلیں گرائی گئی ہیں۔ آگ لگاکر بیک وقت صدہا مکان جلائے گئے ہیں، اور بموں کے ذریعے سیکڑوں بے گناہ انسانوں کی جانیں لی گئی ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کس جذبے کے ماتحت ہوا ہے؟ ڈاکٹر صاحب! آپ شاید واقف نہیں ہیں۔ انسان جب قتل و غارت ہی کو اپنا مقصد بنالیتا ہے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

سہروردی :- ممکن ہے کہ ایسا ہو، مگر میرے ذہن میں کسی ایسے انسان کا تخیل نہیں آتا جو اس قدر بے درد اور بے رحم ہو یا جو اپنے ہی بھائیوں کے خون کا اس قدر پیاسا ہو۔

گھوش :- آپ کو یہ چیزیں انتہائی احتیاط سے رکھنی چاہئیں، اگر ایک شیشی یا نلکی بھی ایسے ہلاکت آفریں ہاتھوں میں پہنچ گئی تو خیال تو کیجئے کہ کیا کچھ ہو سکتا ہے، یہ انارکسٹ درحقیقت بڑے ہی بے رحم ہوتے ہیں۔

سہروردی :- میں بہت کافی احتیاط سے کام لیتا ہوں۔ اس کمرے میں میرے سوا آجتک صرف دو آدمی آئے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک آپ ہیں میں ان نلکیوں پر لیبل بھی نہیں لگاتا، بلکہ صرف نمبر لگا دیتا ہوں۔ اور اس طرح تا وقتیکہ میں ہی نہ بتاؤں۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس نلکی میں کیا ہے۔

"حضور جلدی آئیے۔ گیس کے چولھے میں آگ لگ گئی"

باہر سے گھبرائے ہوئے نوکر نے آواز دی

"ہائیں، کیا ہوا! آگ لگ گئی؟" کہکر سہروردی نے جلدی سے جراثیم کی نلکیاں ان کے خانوں میں رکھدیں۔ اور گھبرا کر لیبوریٹری کی طرف بھاگا۔

ڈاکٹر کے پیٹھ موڑتے ہی گھوش نے جلدی سے تین نمبر کے خانے پر ہاتھ ڈالا اور جراثیم آلود سیال کی نلکی اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھی اور ڈاکٹر سہروردی کے پیچھے پیچھے لیبوریٹری میں آگیا۔

سہروردی اس عرصہ میں آگ بجھا چکا تھا۔ گھوش نے چند لفظوں میں اس کا شکریہ ادا کیا اور رخصت چاہی۔ "کبھی کبھی تشریف لایا کیجئے" کہکر ڈاکٹر سہروردی نے گھوش سے ہاتھ ملایا اور اسے رخصت کر دیا۔

سپاہی نے اسکی یہ تمام حرکتیں دیکھی تھی اور اب اتنی دیر میں وہ اسکے سر پر آ پہونچا۔

"تانگہ روک لو۔ تم میری حراست میں ہو اگر بھاگنے کی کوشش کی تو اچھا نہ ہوگا"

گھوش نے تانگہ رکوایا اور تانگہ سے اُتر کر سپاہی سے پوچھا۔

"کیا تم مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہو؟

سپاہی :۔ ہاں

گھوش :۔ تمہارے پاس میری گرفتاری کا کوئی وارنٹ ہے؟

سپاہی :۔ نہیں مگر مجھے معلوم ہے کہ تم انارکسٹ ہو، اور ڈاکٹر سہروردی کے مکان سے ہیضہ کا زہر چرا کر لائے ہو۔

گھوش :۔ (ہنسکر) شاید تمہارا دماغ صحیح نہیں رہا ہے۔ میں جانتا بھی نہیں کہ ڈاکٹر سہروردی کون ہے، اور پھر ہیضہ کا زہر کس غرض سے چرانا، مجھے تو خودکشی کرنے کی کوئی تمنا نہیں ہے۔

گھوش کی دیدہ دلیری نے سپاہی کو شک میں ڈال دیا۔

سپاہی :۔ تم ابھی جیل کے دروازے کے سامنے اس تانگہ میں سوار ہوئے تھے؟

گھوش :۔ ہوا تھا لیکن تانگے میں سوار ہونا تو شاید کوئی جرم نہیں ہے۔

سپاہی :۔ تم نے مجھے اور میرے ایک دوسرے شخص کو آتے دیکھا تھا؟

گھوش :۔ ہاں دیکھا تھا۔ تم ایک پاگل کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ اور میں نے یہی سمجھا تھا کہ شاید اس نے کوئی جرم کیا ہے۔ اور تم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہو

سپاہی :۔ وہ پاگل نہیں تھا۔ وہی تو ڈاکٹر سہروردی تھے جن کے مکان سے تم زہر چرا کر لائے ہو

گھوش نے ایک بہت ہی زور کا قہقہہ لگایا

ننگے سر ننگے پاؤں! ڈاکٹر سہروردی تو آپ کے بڑے عجیب دماغ کے آدمی معلوم ہوتے ہیں! تم نے ایک لمحے کیلئے یہ تو سوچا ہوتا کہ اس حالت سے سڑکوں پر دوڑنے والا آدمی بھی بھلا کوئی ڈاکٹر ہو سکتا ہے، پولس کے سپاہیوں کو اتنا بھولا نہ ہونا چاہیئے۔ کیا اسی پاگل نے تم سے یہ کہا تھا کہ میں زہر چرا کر بھاگا ہوں۔

سپاہی حیران تھا کہ اب کیا کہے۔ اب اسے بھی یہ شبہ پیدا ہو چلا تھا کہ وہ شخص ڈاکٹر نہیں بلکہ کوئی پاگل ہی تھا تاہم اس نے اپنی جرح جاری رکھی۔

سپاہی :۔ اچھا اگر تم چوری کر کے نہیں بھاگے تھے تو تم نے تانگہ کو ایسی تیزی سے کیوں بھگایا۔ شہر میں تانگے اتنے تیز تو نہیں چلا کرتے۔

ایک لمحہ کے لئے گھوش کے چہرے پر خفیف سے پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے لیکن فوراً ہی سنبھل کر اس نے کہا۔

"مجھے شاہدرہ کے اسٹیشن سے چھوٹی لین کی گاڑی پر سوار ہونا ہے وقت بہت ہی کم تھا اسلئے سوائے اسکے اور کوئی طریقہ نہ تھا کہ سارے راستے تانگہ کو پوری تیزی کیساتھ بھگایا جائے"

سپاہی :۔ یہ ابھی دریا میں تم نے کیا چیز ڈالی؟ -

گھوش :۔ ہمارے پتاجی کا سرگباش ہو گیا ہے کل ہی اُنکے پھول علیگڈھ سے لایا تھا وہ آج جمنا جی میں ڈالے ہیں۔

ہر سوال کا جواب اس قدر معقول مل رہا تھا کہ بیچارہ سپاہی سخت پریشانی میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اسے اپنے محکمے سے اس شخص کی گرفتاری کے لئے کوئی حکم نہیں ملا تھا، ایک اجنبی شخص کے کہنے پر کہ جو فی الحقیقت اپنی ہیئت کذائی کی بنا پر پاگل ہی خیال کیا جا سکتا ہے وہ کسی معزز اور شریف آدمی پر کیسے ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ آخر مجبور ہو کر اُس نے گھوش کا پتہ اور نام جو کچھ بھی اُس نے بتایا لکھ لیا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۵)

خستہ و درماندہ، حیران اور پریشان ڈاکٹر سہروردی کوئی گیارہ بجے کے قریب اپنی کوٹھی پر پہنچے تو معلوم کہ ان کے اس طرح غائب

ہوئی تھی .... میں ایسے فضول خیالات کو دل میں نہیں آنے دوں گا (نلکی کو دیکھ کر) یہ نلکی تو پانی کے ذخیرے میں ملائی جائیگی اور پھر جو کچھ ہو۔ شاید میں بھی مرنے سے نہ بچ سکوں، لیکن ایسی اچھی موت کسے نصیب ہوتی ہے، اتنی تمنا ضرور ہے کہ ایک مرتبہ دلی کو ویران اور اُسکے بازاروں کو سنسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تب موت آئے .... پکڑے جانیکا بظاہر کوئی امکان نہیں ہے۔ سہروردی کو خدا جانے کب خبر ہو کہ اسکی ہیضہ کے جراثیم کی نلکی غائب ہے ممکن ہے کہ خبر ہونے سے پہلے ہی وہ ہیضہ کا شکار ہو جائے۔ بہرحال اب جو کچھ بھی ہو مجھے پہلے گھر جا کر اپنی اس کامیابی کا حال لکھکر انجمن کو بھیجدینا چاہیئے۔

احتیاط کے خیال سے گھوش نے مڑکر پیچھے کی طرف دیکھا، سڑک پر دو موٹریں آرہی تھیں۔ ان کے پیچھے کچھ فاصلہ پر سواریوں سے بھرے چند تانگے تھے۔ اور بہت دور دو آدمی بھاگتے ہوئے آتے دکھائی دے رہے تھے۔ گھوش نے غور سے انہیں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک پولس کا سپاہی ہے اور دوسرا سہروردی۔ اسکے ہوش اڑ گئے۔ وہ بے تحاشا بھاگا۔ فیروز شاہ کے کوٹلے کے بالمقابل جیل کے دروازے کے سامنے اسے دو تانگے خالی کھڑے ہوئے ملے۔

"تانگہ! تانگہ! تمہارا تانگہ خالی ہے؟"

"ہاں صاحب خالی ہے" ایک تانگے والے نے جوابدیا۔

گھوش جلدی سے کود کر اس تانگہ میں سوار ہو گیا۔ لیکن اتنے عرصہ میں سپاہی اور سہروردی اتنے قریب آگئے تھے کہ انہوں نے اسے دیکھ لیا اور سہروردی نے سپاہی سے کہا۔

"دیکھو یہی وہ بدمعاش ہے۔ اب وہ تانگے میں بیٹھ کر بھاگ جائیگا خدا کیلئے کسی طرح اسے روکو۔ مجھ سے تو اب بھاگا بھی نہیں جاتا" سپاہی بھی تھک چلا تھا مگر اس نے اپنی چال تیز کی۔ اور دوسرے تانگے والے کو وہیں سے آوازیں دینی شروع کیں۔

"جلدی تانگہ اِدھر لے آؤ۔ ایکدم۔ اگر ذرا سی بھی دیر کی تو تمہارا چالان ہو جائیگا"

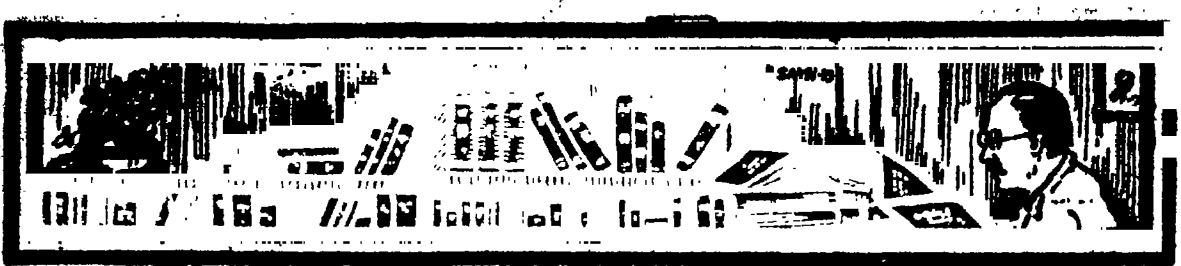
دوسرا تانگے والا گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اسکے قریب آیا۔ سپاہی کود کر تانگے میں سوار ہوا اور تانگے والے کو گھوش کے تانگہ کا پیچھا کرنے کا حکم دیا۔ ہوا سے باتیں کرتا ہوا تانگہ روانہ ہو گیا۔ گھوش کا تانگہ پوری تیزی سے اس سڑک پر جا رہا تھا جو دلی دروازے سے جمنا کے پل کو جاتی ہے اس سے کوئی ایک فرلانگ پیچھے سپاہی کا تانگہ تھا اور وہ اس سے بھی کچھ زیادہ تیزی سے اسکا تعاقب کر رہا تھا۔

ڈاکٹر سہروردی بھاگتے بھاگتے بیدم ہو کر گر پڑے تھے۔ اس لئے سپاہی نے انہیں ساتھ لینے کا انتظار نہیں کیا۔ وہ ایک نیم کے درخت کے نیچے بیٹھ رہے۔ اور جب ذرا سانس درست ہوا تو اسی حالت سے ننگے سر اور ننگے پاؤں ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی پر پہنچے اور اطلاع کرائی۔

ڈپٹی کمشنر نے تمام حالات سُن کر فوراً احکام نافذ کر دیئے کہ واٹر ورکس سے نلوں میں پانی نہ دیا جائے، شہر میں ڈھنڈورہ پٹوا دیا جائے کہ نلوں کے پانی میں خرابی ہو گئی ہے۔ اس لئے کوئی شخص نلوں سے پانی نہ لے اور جو لوگ لے چکے ہوں وہ بھی اُسے پھینک دیں اور استعمال نہ کریں، اور پولس کو ہدایت کر دی کہ شاہدرہ کی ریلوے پولس کو اطلاع دیدی جائے کہ اگر بیان کردہ حالت کے مطابق کوئی تانگہ وہاں پہنچے تو اُسکو حراست میں لے لے۔

(۴)

جمنا کے پل پر پہرے کے سپاہی کو دیکھکر گھوش کے تانگے والے نے رفتار کچھ کم کر دی اور اسکے پاس سے گذر جانیکے بعد پھر اسی تیزی سے روانہ ہو گیا۔ سپاہی کا تانگہ اب بہت قریب آگیا تھا۔ اسے بھی رفتار کچھ کم کرنی پڑی۔ لیکن اب دونوں تانگوں میں سو گز سے زیادہ فاصلہ نہ تھا گھوش نے یہ دیکھکر کہ سپاہی کا تانگہ برابر قریب ہوتا جا رہا ہے اور اب گرفتاری ناگزیر ہے۔ کچھ اسی میں بہتری دیکھی کہ اس نلکی کو اپنے پاس سے الگ کر دے۔ بادلِ ناخواستہ اس نے ایک مرتبہ نلکی کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور اسے سڑک پر پھینکنا چاہتا ہی تھا کہ یکایک ہاتھ روک لیا۔ ایک جلادانہ تبسم اسکے ہونٹوں پر نمودار ہوا، اس نے تانگہ والے سے تانگہ روکنے کیلئے کہا۔ اور اطمینان سے اُتر کر نلکی کی ڈاٹ کھولی، اور اس کا رُخ نیچے کی طرف کر کے تمام سیال جمنا کے بہتے ہوئے پانی میں اُلٹ دیا خالی نلکی کو بھی جمنا میں پھینک کر وہ پھر تانگے میں آکر بیٹھ گیا اور شاہدرہ چلنے کیلئے کہا۔



معلومات

جلد باز بچے

اپنے بچوں کے جسم کو دن دونا رات چوگنا بڑھتا دیکھ کر خوش ہونے والے والدین، اور بچوں کیلئے مخصوص غذائیں اور مخصوص دوائیں رات دن تجویز کرنے والے پرورش اطفال کے ماہرین جنہیں ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے کہ بچے کسی طرح چھ مہینے میں اتنے بڑے ہو جائیں کہ جتنے وہ سال بھر میں ہوتے سائنس کی اس نئی تحقیقات سے بہت کچھ مایوس ہو جائینگے، جو انسانی نشو ونما کے ماہرین خصوصی نے حال میں کی ہے، اور جس سے اب امریکہ کی طبی انجمن نے بھی اتفاق کر لیا ہے۔ یہ جدید ترین دریافت یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو جاندار (آدمی ہوں یا جانور) اپنے جسمانی نشو ونما میں بڑی سرعت سے ترقی کر رہے ہیں۔ دوسروں کی بہ نسبت انکی عمریں بھی لمبی ہو جائیں بلکہ تجربے اور مشاہدے سے یہ ثابت ہوا ہے کہ جسم کی سرعت کیساتھ تکمیل اور نشو ونما کی تیز رفتاری کا بالعموم یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زندگی کے تمام دور جلدی جلدی گذرتے ہیں یعنی بڑھاپا بہت جلد آ جاتا ہے اور اسی نسبت سے موت بھی قریب ہو جاتی ہے۔ آپ باغبانوں سے پوچھئے تو آپ کو بتا سکیں گے کہ جن درختوں کو زبردستی کھاد اور دواؤں کے زور سے تیزی کے ساتھ بڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ انکی عمریں کم ہو جاتی ہیں۔ اور اکثر پورے طور پر توانا اور تندرست بھی نہیں ہوتے۔ اس امر کی تحقیق کی خاطر تجربات کے متعدد سلسلے قائم کئے گئے جن میں سے وہ سلسلہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس کا اہتمام کارنیل یونیورسٹی کے ڈاکٹر سی، ایم میکے نے کیا تھا، ان تجربات کے دوران میں یہ ظاہر ہوا کہ ایسے چوہوں یا دوسرے جانوروں کی عمریں کہ جنکی پرورش ایسی غذاؤں پر کی گئی کہ جن سے نشو ونما کی رفتار سست پڑ جائے بڑھ گئیں، اور بڑھاپے کے زمانہ میں اُنہوں نے اپنی جسمانی قوت کو زیادہ اچھی طرح قائم رکھا۔

طبی انجمن کے ماہرین کا قول ہے کہ انسان کے سست نشو ونما اور اسکی درازیٔ عمر کے مابین کسی نہ کسی قسم کے تعلق کی موجودگی کا خیال صدیوں پہلے بھی موجود تھا، اور لارڈ فرانسس بیکن جیسی مشہور و معروف شخصیت کے خیالات بھی یہی تھے۔

(امریکن میڈیسن)

چاء کی تعریف

امریکہ کی بَرّی فوج کے اخبار "وار کرائی" نے اپنی ۲۵ مئی کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ شائع کیا ہے۔

"آپ جس قدر چاء پینا چاہیں بلا دغدغہ انجام پی سکتے ہیں کیونکہ اسکا کوئی مضر اثر نہیں ہوتا۔"

امریکہ کی کیمیکل سوسائٹی (کیمیا کے ماہروں کی انجمن) کے سالانہ جلسے میں جو حال میں واشنگٹن میں ہوا تھا حسب ذیل دلچسپ تحقیقات پیش کی گئی تھی:۔

"سفید چوہوں پر جنکی غذا کی ضرورتیں وہی ہیں جو انسان کی ہیں، متعدد تجربے کئے گئے۔ ان تجربات کے نتیجوں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایک انسان اپنے جسمانی وزن کی مناسبت سے اسی تناسب سے چاء استعمال کر سکتا ہے۔ گویا کہ اگر آپ کا وزن ڈیڑھ سو پونڈ ہے تو آپ بلا کھٹکے [illegible] تعداد میں پی سکتے ہیں۔ اور نتائج کی طرف سے آپکو بالکل بے فکر رہنا چاہیئے۔"

ہو جانے سے بیوی بچے سب پریشان ہیں۔

"خیر تو ہے، تم اس طرح ننگے سر ننگے پاؤں کہاں چلے گئے تھے؟" بیگم سہروردی نے پوچھا۔

سہروردی :- کیا بتاؤں! آج تو بس غضب ہی ہو گیا! اور ابھی کچھ نہیں معلوم کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔ خدا کرے وہ سپاہی اسے پکڑ لے

بیگم :- کون سپاہی؟ کسے پکڑ لے؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟

سہروردی نے شروع سے آخر تک سارا قصہ سنایا تو انکی بیوی بھی بہت پریشان ہوئیں۔

"تم وہ نلکی وہاں رکھ ہی کیوں گئے تھے؟ اپنے ہاتھ میں لے گئے ہوتے۔"

سہروردی :- آگ لگ جانیکی گھبراہٹ میں ایسا ہو گیا، اور پھر کیا خیال ہو سکتا تھا کہ ایک اچھا خاصہ تعلیم یافتہ اور شریف صورت آدمی ایسا کر گذریگا تم جانتی ہو کہ میں ان چیزوں کے معاملہ میں کتنا محتاط ہوں۔

بیگم :- آؤ چلو، میں چلکر دیکھوں۔ شاید تم گھبراہٹ میں کہیں اور رکھکر بھول گئے ہو۔

سہروردی اس قدر تھک گئے تھے کہ اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا لیکن بیوی کے اصرار پر مجبور ہو کر اس کمرے میں گئے جہاں جراثیم کی پرورش ہوا کرتی تھی۔

"وہ دیکھو تین نمبر خانہ خالی پڑا ہے۔ ہیضہ کے جراثیم اسی تین نمبر کی نلکی میں تھے۔"

بیگم سہروردی نے نلکیوں کے خانوں کی طرف دیکھا۔

"مگر یہ تین نمبر کی نلکی تو چار نمبر کے خانے میں رکھی ہوئی ہے۔ کیا تم نے نمبر غلط ڈال دئے ہیں؟"

"کیا ۔ کیا تین نمبر نلکی! ۔ ایں! یہ یہاں کیسے آگئی؟ یہی تو ہیضہ کے جراثیم کی نلکی ہے۔"

"اچھا تو پھر چار نمبر کی نلکی کہاں ہے؟ تم نے ضرور نمبروں میں کچھ غلطی کی ہے۔"

بیگم سہروردی نے ملامت آمیز نظر سے دیکھکر کہا۔

سہروردی (خوشی سے اُچھلکر) اوہو! اب میں سمجھ گیا۔ ارے خدا نے بچا لیا۔ اُفوہ! کتنی بڑی مصیبت سے بچے ہیں۔ تم اس طرح مجھے دیکھ رہی ہو تمہیں تو اس وقت ناچنا چاہیئے۔

بیگم :- پڑی ہے مجھے غرض جو میں ناچونگی۔ تمہیں ننگے سر ننگے پاؤں بازاروں میں جاکے ناچو۔ آج تمہیں ہو کیا گیا ہے؟ ڈھنگ کی کوئی بات ہی نہیں کرتے۔

سہروردی :- بیگم، اصل بات یہ ہے کہ جب میں اس ...... گھوش کو یہ چیزیں دکھا رہا تھا تو میرے ہاتھ میں دو نلکیاں تھیں۔ ایک نمبر تین کی جسمیں ہیضہ کے جراثیم تھے اور ایک چار نمبر جس میں ملیریا بخار کے جراثیم تھے۔ آگ کی گھبراہٹ میں میں نے خانے بدل دئے۔ چار نمبر نلکی تین نمبر خانے میں رکھدی۔ اور تین نمبر نلکی چار نمبر خانے میں۔ گھوش نے جلدی میں تین نمبر خانے میں جو نلکی رکھی تھی وہ اُٹھالی اور چلدیا۔ افوہ! کتنی پریشانی ہوئی توبہ۔ توبہ! میرا تو یہ جی چاہتا تھا کہ خودکشی کر لوں۔ مگر واہ۔

بیگم :- کبھی کبھی بدحواسی بھی کام آجاتی ہے۔ چلو اب چل کے کھانا کھالو۔

میں یہ نیا دریافت شدہ وٹامن کس حد تک مدد کرتا ہے مستقبل ظاہر کر سکیگا۔ (امریکن میڈیسن)

عمر عیار کی زنبیل

"برٹش میڈیکل جرنل" میں ڈاکٹر آر اسٹیورڈ کینڈی نے ایک مریض کا عجیب و غریب واقعہ درج کیا ہے۔ اسکی یہ عادت تھی کہ جو چیز اُسکے ہاتھ آتی نگل لیتا۔

اس شخص کی عمر اٹھائیس برس کی تھی کھیتی باڑی کرتا تھا۔ شادی ابھی ہوئی نہ تھی۔ پچھلے چار سال سے وہ کچھ سست سا رہنے لگا۔ کام میں اس کا جی نہ لگتا تھا۔ دو سال ہوئے اُسے یہ شکایت ہوگئی کہ ہر روز کھانا کھانے کے بعد متلی ہونے لگتی۔ اُسے ہر وقت پیاس لگی رہتی۔ اکثر اوقات وہ سرکہ پی جایا کرتا۔ اُسے ایک خاص چائے جسے "ڈینڈلین ٹی" کہتے ہیں، بہت پسند تھی

جس وقت اُسے ہسپتال میں داخل کیا گیا تو اسکی ماں اور بہن نے بیان کیا کہ گھر میں آئے دن چھریاں کانٹے اور دوسری قسم کی چیزیں گم ہو جایا کرتی تھیں ہمیں ہمیشہ یہ شبہ ہوتا کہ یہ اُنہیں نگل لیتا ہے مگر یہ ہمیشہ انکار کرتا رہا۔

پہلے پہل جب ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا تو اُسکے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ اُسے کسی تھانے میں لایا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر جیل کا مالک ہے، بہت مشکل کے بعد اُسے یقین دلایا گیا کہ تم بیمار ہو اور یہاں ہسپتال میں تمہارا علاج ہوگا

پھر ڈاکٹر نے اُس سے پوچھا کہ کیا تم چھریاں، چمچے وغیرہ نگل لیا کرتے ہو؟ اس کا اُس نے کچھ جواب نہ دیا آخر جب ڈاکٹر نے ایکس ریز کے ذریعے اُسکے پیٹ کا معائنہ کیا تو اُسے پیٹ کے اندر ایک گولا سا نظر آیا جس میں سے شعاعیں گذر نہیں سکتی تھیں۔

اس گولے کو پیٹ میں سے نکالنے کیلئے آپریشن کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ گولا نہیں بلکہ بیسیوں مختلف چیزوں کا مجموعہ ہے جس نے گولے کی شکل اختیار کرلی ہے۔ ان چیزوں کو پیٹ میں سے نکالنا بیحد مشکل کام تھا چنانچہ مریض زندہ نہ بچ سکا۔

اُسکے پیٹ میں سے جو چیزیں نکلیں اُنہیں لندن کے "رائل کالج آف سرجنز" میں نمائش کیلئے رکھا گیا ہے انکی فہرست یہ ہے

۲۱۸ پیچ اور کیلیں، جن میں سے بہت سی چار چار انچ کی ہیں۔ ۳۶ قلابے، جن میں سے بہت سے ڈیڑھ انچ کے سائز کے ہیں۔

پانچ چائے پینے کے چمچے، جن میں سے تین ٹوٹے ہوئے ہیں۔

ایک انڈے کھانے کا چمچہ

آٹھ دستے چمچوں کے۔

تین فورک (کانٹے) ہر ایک کے دو دو ٹکڑے ہیں

تین جیبی چاقو۔ ایک بٹن ہک، ۲۷ گراموفون کی سوئیاں۔ ایک دروازے کی چابی۔ اور دو بکس کی چابیاں۔ ۴۵ سوئیاں اور سیفٹی پنیں۔ اور ۱۲ دھات کے بکلز۔ چند انگوٹھیاں۔ ایک شلنگ اور چھ تانبے کے سکے۔ ایک ٹکلے کی ننھی پتیل کی۔ ایک کارآمد کارتوس ریوالور کا۔ اور اکیسو سترہ اور مختلف چیزیں اس فہرست کے علاوہ ہیں۔ ان چیزوں کی کل تعداد پانسو اور وزن ۲½ پونڈ ہے۔

یہ واقعہ نیا نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی کئی مریضوں کے پیٹ سے مختلف چیزیں نکالی گئی ہیں ایک شخص کے پیٹ سے دو ہزار پانسو تینتیس چیزیں نکالی گئیں۔ میتھوز نامی ایک ڈاکٹر نے ۱۹۱۳ء میں ایک عورت کے پیٹ سے ایک ہزار اکیسو اُنچاس ہیئر پنیں اور کیلیں وغیرہ نکالیں۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں دوبارہ اسی عورت کے پیٹ سے نوسو اکیس چیزیں اور نکلیں۔ اس عورت پر اپریشن دونوں دفعہ نہایت کامیاب رہا اور وہ زندہ بچ رہی۔

نوٹ:۔ خریداران ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں۔ نیازمند "منیجر"

ماہرین کیمیا کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ چوہوں پر یا انسانوں پر چار نوشی کے اثرات کا کیمیاوی امتحانات کے ذریعے سے اندازہ کرسکیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ذی روح اجسام ایک زندہ مشین ہوتے ہیں۔ نہ کہ کوئی بے جان کیمیاوی مرکب۔ اُن کے تجربوں سے صرف اتنا ہی تو ثابت ہو سکا کہ چار کے فوری اثرات یہ نہیں ہوتے کہ انسانی جسم کو ناکارہ بنادیں۔ یہ صحیح ہے لیکن چار کی قسم کے زہروں کے اثرات کا اندازہ فوری نتائج سے نہیں ہو سکتا۔

کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹر مچینی کوف نے ثابت کیا تھا کہ کسی زہر کی بہ یک وقت ایک بڑی مقدار کھلانے سے اگرچہ انسانی جسم میں کچھ خرابیاں نہ پیدا ہوں، تب بھی مہینوں تک اس کا چھوٹی مقدار میں استعمال ضرور مہلک اثرات ظاہر کریگا۔

چار کے مخصوص زہر کا اثر نظام عصبی پر ظاہر ہوا کرتا ہے۔ شروع شروع میں اعصاب کو تحریک پہونچتی ہے۔ اکثر اس حد تک کہ طاقت اور قوت عمل میں اضافہ ہونے لگتا ہو۔ لیکن یہ طاقتوری بالکل غیر معتبر ہے۔ فی الحقیقت قوت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا۔ اور یہ اس سے ثابت ہو کہ چار کے جوہر کیفین سے جسم کو کوئی ایسی غذا نہیں ملتی کہ جس سے قوت میں اضافہ ہو۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جسم کی قوت عمل کو زیادہ کرنے کی بجائے چار اور قہوہ کے استعمال سے اس قوت میں کمی پیدا ہوا کرتی ہے۔ خاصکر اس لئے کہ وہ ہماری اس نیند میں خلل انداز ہوتی ہے جو کہ جسم کی کمی کو پورا کرلینے کا قدرتی ذریعہ ہے۔ اعصاب کے مرکز، قوتِ عمل کا ذخیرہ ہوتے ہیں۔ اور چار پینے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ ان ذخیروں کو قوت جمع کرلینے کا موقع نہیں دیتی۔ اس لئے اس سے صحت کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

ہاتھوں کا رعشہ چار اور قہوہ کے استعمال سے نقصان پہنچنے کا ایک اور بیّن ثبوت ہے۔ بعض اشخاص کے چار کی ایک ہی پیالی سے بُری طرح ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔ امریکہ کی خانہ جنگی (سول وار) کے زمانہ کے سب سے مشہور ایڈیٹر ہوریس گریلی جو ابراہام لنکن کے بعد سب سے زیادہ ہردلعزیز شخص تھا، چار اور قہوہ کے استعمال سے لوگوں کو منع کیا۔ کیونکہ اسے تجربہ ہوا کہ رات کو صرف ایک پیالی قہوہ پی لینے سے دوسرے روز صبح کو اسکے ہاتھ کانپنے لگتے تھے۔

چار کا ایک اثر دل کو خوش کرنا یا دماغ کو فرحت پہنچانا بھی ہے، جیسا کہ تمام منشیات کا اثر ہوتا ہے جس سے کہ ایک موہوم اور فرضی آرام کا احساس ہونے لگتا ہو۔ اسی قسم کا اثر تمام خواب آور زہروں کا بھی ہوتا ہے، لیکن اس ظاہری تفریح کے ساتھ ساتھ وہ اندر ہی اندر اعصاب کی پرورش میں، اور اعصاب کے مرکزوں میں قوتِ عمل کے جمع ہونے میں خلل انداز ہوتی رہتی ہے۔

چار ایک زہریلی چیز ہے۔ اور اسے حشیش، افیون اور دیگر مسکرات کیساتھ شمار کرنا چاہیئے۔ (گلدستہ)

ایک نیا وٹامن

بعض لوگوں کا خون رگوں سے باہر نکلکر جمتا نہیں، اور اس لئے اگر کسی جگہ سے خون نکلنے لگے تو بند ہونا دشوار ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات تمام خون نکل جانے سے موت لاحق ہو جاتی ہو۔ اس خرابی کا باعث شاید وٹامن "ک" کی خون میں کمی ہوتی ہے۔ یہ وٹامن حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔ لندن کے سائنس کے جریدہ "نیچر" کو ڈنمارک بایو کیمیکل انسٹی ٹیوٹ کے دو محققوں کے خطوط اسکے متعلق وصول ہوئے ہیں سب سے پہلے مرغی کے بچوں کو ایسی غذاؤں پر پرورش کیا گیا کہ جن کے متعلق خیال تھا کہ ان میں وٹامن "ک" نہیں ہوتا تو دیکھا گیا کہ ان کے خون میں یہ خرابی یعنی عدم انجماد کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اب انہی بچوں کی غذا میں ٹماٹر اور بعض دیگر ترکاریاں شامل کی گئیں تو فوراً خون کی یہ خرابی رفع ہو گئی جیسے کہ وٹامن "سی" بہم پہنچانے والی غذاؤں سے اسکروی اچھی ہو جاتی ہے۔ اس وقت یہ وٹامن سب سے زیادہ مقدار میں سور کی تازہ کلیجی میں ملا ہے۔ یہ ممکن ہو سکے گا کہ اس کلیجی سے وٹامن کو علیحدہ کرلیا جائے لیکن ابھی اس قسم کے تجزیہ کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔

اپنی بہت سی خصوصیات میں یہ نیا وٹامن اُس وٹامن سے مشابہ ہے جو وٹامن "ای" کے نام سے مشہور ہے اور جو جانداروں میں بقائے نسل کیلئے ضروری ہے، اور جو خاص طور سے گیہوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ وٹامن "ک" گیہوں میں نہیں ہوتا اور سور کی کلیجی میں وٹامن "ای" برائے نام ہوتا ہے۔ اس لئے یہ یقین کرلیا گیا ہو کہ یہ دونوں وٹامن ایک چیز نہیں ہیں۔ انسانی جسم سے امراض کو دور کرنے

(۱۰) سرمۂ سیاہ دو تولہ کی ڈلی کو چالیس یوم کنوئیں میں پانی کے اندر غرق رکھیں۔ پھر نکال کر عرق بادیان نیم بوتل کے ہمراہ خوب کھرل کر کے سرمہ بنالیں۔ روزانہ استعمال کے لئے عمدہ شے ہے۔

امراض گوش

(۱) صبر سقوطری، مرمکی، مصطگی رومی، جندبیدستر، رسوت مکی، زہرہ گاؤ، ہر ایک ایکماشہ، کندر پانچ ماشہ، روغن بادام تلخ ۲۰ ماشہ، شراب کہنہ ۴۰ ماشہ

ادویہ کو کوٹ کر روغن اور شراب میں ملا دیں۔ اور نرم آگ پر پکائیں۔ جب صرف روغن باقی رہ جائے تو اتار کر ستر کر کے نتھار لیں۔ اور اس روغن کے دو قطرے کان میں ٹپکائیں درد گوش بارد میں اکسیر ہے۔

(۲) روغن نیم، ایک دو قطرے کان میں ڈالیں زخم و قروح گوش میں مفید ہے۔

(۳) روغن زیتون ۲۰ تولہ، کاربالک ایسڈ ۱۰ منم ملا کر چند قطرے کان میں ڈالیں۔ مسکن درد۔ و مدمل قروح ہے

قبض مزمن

(۱) سنا مکی، زنجبیل، پوست ہلیلہ زرد، نمک سیاہ مساوی الوزن سفوفاً خوراک دو رتی

(۲) ریوند چینی ایکتولہ، گل سرخ ایکتولہ، نمک سیاہ ۶ ماشہ سفوفاً۔ خوراک دو سرخ ہمراہ عرق بادیان۔

(۳) شورہ قلمی، نوشادر، عصارۂ ریوند مساوی الوزن سفوفاً خوراک دو برنج۔ ہمراہ بادیان۔ قولنج و قبض میں مفید ہے

اکسیر معدہ۔ ریوند چینی دو ماشہ، زنجبیل دو ماشہ، گل بابونہ چار ماشہ سفوفاً خوراک ۱ رتی۔

(۲) تخم کرفس، سعد کوفی، زیرہ کرمانی۔ مساوی الوزن خوراک ایک رتی،

(۳) عود ۵ ماشہ، قرنفل ۵ ماشہ، مصطگی ۵ ماشہ، آملہ منقے ۵ ماشہ، گل سرخ ۵ ماشہ، ریوند چینی دو ماشہ، کشنیز خشک دو ماشہ، طباشیر تین ماشہ، سفوفاً خوراک دو رتی،

(۴) دارچینی ۵ ماشہ، فلفل سیاہ تین ماشہ، آملہ سار دو تولہ دارفلفل ایکتولہ، سفوفاً خوراک ۱ رتی،

امراض کبد (جگر) و طحال (تلی)

(۱) عود ایکماشہ، مصطگی ایک ماشہ، ہلیلہ ایکماشہ، فقاح اذخر ایکماشہ، دارچینی ایک ماشہ، سنبل الطیب ایکماشہ، فنتیز ایکماشہ، گل سرخ تین ماشہ سفوفاً، خوراک ایک رتی امراض جگر میں مفید ہے۔

(۲) طباشیر چار ماشہ، سنبل الطیب ۱ ماشہ، عصارہ غافث بیس ماشہ، سفوفاً، خوراک ایک رتی، یرقان میں مفید ہے۔

(۳) ریوند چینی، زرشک شیریں، تخم کاسنی، مساوی الوزن سفوفاً، خوراک ۱، ۲ رتی، یرقان میں مفید ہے۔

(۴) سرپھوکہ کی جڑ ایک رتی، باریک پیس کر ہمراہ چھاچھ گاؤ کی کھلانا عظم طحال کیلئے نافع ہے۔

(۵) فلفل دراز، عرق بادیان میں گھس کر دینا عظم و صلابت طحال کیلئے مفید ہے۔

اسہال!

(۱) صندل سفید، ترنجبین، الائچی خورد، مساوی الوزن سفوفاً خوراک ۱ رتی،

(۲) تخم کرفس ایکماشہ، انیسون ایک ماشہ، دارفلفل ایکماشہ افیون دو سرخ سفوفاً، خوراک ۱ رتی،

(۳) گل دھاوا، لودھ پٹھانی، مشک بالا، فلفلدراز کلاں بیلگری ہموزن سفوفاً، خوراک ایک رتی ہمراہ شہد خالص۔

(۴) بیلگری، زنجبیل، جائفل، ناگ کیسر، دانہ الائچی کلاں، ہموزن، ادویہ کو باریک پیس کر جوشاندہ پوست خشخاش کے ہمراہ کھرل کر کے حبوب بقدر ایک سرخ بنائیں عندالضرورت ایک گولی شیر مادر کے ہمراہ دیں۔

(۵) نیلا تھوتھہ ایک رتی، صمغ عربی چار رتی، طباشیر ایکماشہ سفوفاً، خوراک دو برنج۔ دن میں دو دفعہ دیں، اسہال مزمن میں مفید ہے۔

مجربات

معالجاتِ اطفال

(حقوق محفوظ)

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب صبا، چغتائی، بیرون دہلی دروازہ لاہور

امراضِ چشم!

(۱) جست شگفتہ ایکتولہ، ورق نقرہ ۲۵ عدد، کانسی کے کٹورے میں ڈال کر عرق گلاب بیس تولہ، تھوڑا تھوڑا شامل کرتے جائیں۔ اور کانسی کے دستے سے حل کرتے رہیں جب تمام عرق ختم ہوجائے تو اس قدر اور کھرل کریں کہ دوا خشک ہوجائے۔

ترکیب، بقدر دو چاول آنکھ میں ترکیں، آشوب و رمد چشم کے لئے اکسیر ہے۔

(۲) چاکسو پانچ تولہ کو پوٹلی میں باندھ لیں۔ پوٹلی ڈھیلی ڈھالی ہو اور اُسے ایک سیر شیر گاؤ میں ڈال کر نرم آگ پر پکائیں جب چاکسو نرم ہوجائے تو پوٹلی نکال کر چاکسو کو صاف ہاتھوں سے مقشر کرکے سایہ میں خشک کریں۔ اور باریک پیس کر ذرورا آنکھ میں ترکیں، رمد و آشوب چشم کیلئے بے عدیل ہے۔

(۳) شورہ قلمی پانچ تولہ، زنگار ایکتولہ، آب لیموں کاغذی نیم پاؤ تولہ کانسی کے برتن میں کانسی کے دستے سے اس قدر سحق کریں کہ خشک سرمہ کیطرح ہوجائے۔ بقدر ایک چاول ککروں پر ترکیں۔ رمد ہوں اور ککروں کے لئے نہایت نافع ہے۔

(۴) توتیا، سبز دو ماشہ، افیون خام دو ماشہ، نبات خانہ زنبور آٹھ ماشہ، رسوت مصفےٰ ایکتولہ، تمام ادویہ کو عرق گلاب میں خوب کھرل کے شیاف بنالیں۔ عندالضرورت شیر زن میں گھسکر ککروں پر لگائیں۔ عجیب شے ہے۔

۵ حضض مکی چار ماشہ، شب یمانی بقدر نخود۔ شیر زن میں حل کرکے شیاف بنالیں۔ اور بوقت ضرورت شیر زن میں گھسکر آنکھ میں لگائیں رمد چشم کے لئے مفید ہے۔

(۶) پوست بیضۂ مرغ مصفےٰ مغسل، نمک شیشہ، ناقوس سفید، معانمک یعنی جملہ ادویہ ہموزن لے کر دو تین روز خوب کھرل کرکے سرمہ بنالیں۔

جالا و پھولا چشم کے لئے اکسیر ہے۔ چاندی کی سلائی سے دوا لگائیں۔

(۷) ناخن فیل، نیلا تھوتھہ، کہربا، ہموزن، شیر زن پستان دار میں خوب کھرل کرکے شیاف بنالیں

بیاض چشم کے لئے نہایت مفید ہے۔ شیر زن میں گھسکر بیاض پر لگائیں

(۸) جست مصفےٰ ایکتولہ، پارہ مصفےٰ ایکتولہ، ہر دو کو آگ پر ملائیں۔ پھر اسکو نمک کے ہمراہ کھرل کریں، اور پانی سے دھوئیں۔ اور تکرار عمل اس قدر کریں کہ اسکی سیاہی بالکل دور ہوجائے۔ پھر پانی سے اس قدر صاف کریں کہ تمام نمک خارج ہوجائے اور اس تغسیل میں مبالغہ سے کام لیں۔

پھر اسے خشک کرکے کافور بھیم سینی دو ماشہ، نوشادر دیسی ایکماشہ، کلی پھٹکری ایکتولہ، تخم سرس سیاہ سالم ۲ ماشہ ملاکر آٹھ دس روز خوب کھرل کرکے سرمہ بنالیں

اکثر امراض چشم بالخصوص موتیا بند کے لئے اکسیر اعظم ہے چاندی کی سلائی سے آنکھ میں لگائیں۔

(۹) حضض مکی مصفےٰ۔ گل کاسنی۔ نبات مکدہ ہموزن سرمہ بنالیں۔ اور آنکھ میں لگائیں۔ اکثر امراض چشم میں مفید ہے

(۴) کائفل، زنجبیل، پھوکرمول، کاکڑاسینگی، پہاڑگی فلفل دراز، ہموزن سفوفاً، خوراک ایک سرخ ہمراہ شہد۔

(۵) جواکھار، مرچ سیاہ، برگ آکھ، ہموزن سفوفاً خوراک نصف رتی۔

سلسل بول

(۱) سعد، سنبل الطیب، کندر، اسطوخودوس، ہموزن سفوفاً خوراک دو رتی۔

(۲) ہلیلہ مع خستہ دو تولہ، مغز کرنجوہ ایکتولہ، سفوفاً، خوراک ۱ رتی

مجربات ہمایوں

از جناب حکیم محمد رحمت علی صاحب، ہمایوں لائلپور

حب خاص قوت مردمی کو بڑا نفع پہنچاتی ہیں، خون اور مادۂ تولیدکی پیدائش کو زیادہ کرتی ہیں۔ قوت مردانگی کا ضعف جس میں آجکل کثرت سے نوجوان مبتلا ہیں۔ بالکل دور کردیتی ہے، اسکے استعمال سے بھوک کھل جاتی ہے جسم میں خون کی پیدائش زیادہ ہوجاتی ہے، اعضائے رئیسہ کو قوت حاصل ہوتی ہے، اور چند روز میں بیمار کی حالت کچھ سے کچھ ہوجاتی ہے۔ خاص چیزوں جو قیمتی اجزا سے بنائی جاتی ہے۔

اجزا:۔ کشتہ طلا دو ماشہ، الاحمر ایکماشہ، مغز کدو شیریں دو ماشہ، عنبر اشہب دو ماشہ، مشک تبتی ایکماشہ، عرق بید مشک حسب ضرورت

سب ادویہ کو عرق بید مشک میں کھرل کرکے حبوب دانۂ مونگ کے برابر بنائیں۔ ایک گولی صبح کھانا کھانیکے بعد اور ایک گولی شام کو استعمال کریں۔ لطیف و نفیس اور مقوی غذائیں خاطر خواہ استعمال کیجا سکتی ہیں۔ دودھ مکھن کا استعمال ضرور کیا جائے۔

اکسیر ذیابطیس گڑمار بوٹی ایکتولہ، افیون تین ماشہ، خستہ جامن چھ ماشہ، ہنگر تین ایکماشہ، پپ سین ایکماشہ، کشتہ زمرد ایکماشہ سب ادویہ باریک پیس کر ان کے برابر وزن مرغ کے سنگدانوں اور گردوں کو خشک کرکے سفوف بنائیں اور ادویہ میں ملاکر رکھیں، خوراک ایکماشہ ہمراہ بدرقہ مناسبہ، شکر آنی فوراً بند ہوجاتی ہے، اور ذیابطیس کی بیماری کا قلع قمع ہوجاتا ہے، سینکڑوں بار کی مجرب اکسیری دوا ہے۔

اکسیر موتیابند جست ایکتولہ۔ پارہ دو تولہ، کافور بھیم سینی دو ماشہ، نوشادر ٹھیکری دو ماشہ، کلی چنبیلی ایکتولہ۔ تخم سرس سیاہ سالم ۲ ماشہ، پہلے جست کو آگ پر رکھ کر پگھلائیں۔ پھر اتار کر جلدی سے پارہ مصفٰے اسمیں ڈال لیں۔ اور دونوں کو دو دن تک خوب کھرل کرکے باقی تمام ادویہ ملاکر اکیس یوم تک خوب کھرل کرکے سرمہ بنالیں، صبح و شام دو دو سلائیاں لگائیں، موتیا بند کیلئے اکسیر ہے۔

نوٹ:۔ یہ نسخہ ۴۲ مریضان موتیا بند پر آزمایا گیا جن میں سے ۵ سیاہ موتیا کے مریض تھے۔ ان پانچ میں سے چار مریضوں کو صحت کلی ہوئی اور باقی ۳۷ مریضان موتیا سے ۳۵ مریض صحتیاب ہوئے۔

خونی بواسیر کا مجرب علاج

از جناب ایم، بشارت صاحب سنیاسی بٹالہ ضلع گورداسپور

بیلاونگی سائیدہ پوست ہلیلہ زرد سائیدہ پانچتولہ، بلیلہ سائیدہ پانچتولہ، آملہ خشک سائیدہ۔ ان چاروں چیزوں کو علی الترتیب آب گل صدبرگ (گیندہ) ایکتولہ، آب برگ لگروندہ ایکتولہ، آب برگ نیم ایک تولہ اور آب برگ شاہترہ ایکتولہ میں "چرب" کرکے دھوپ میں خشک کرلیں، پھر ان کو روغن زرد خالص میں خوب اچھی طرح چرب کریں۔ اور سبز مولی کے ایک سیر پانی میں آدھ پاؤ رسوت مصفٰے رات کو بھگو دیں، صبح پانی چھان کر ایک کورے کونڈے میں پانی اور چرب کی ہوئی دوائیں ملالیں اور خوب حل کریں۔ جب دوا گولیاں بننے کے قابل ہوجائے

پیچش

(۱) آملہ منقیٰ دو تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ، پارہ مصفےٰ ایک تولہ تمام اجزا کو ملاکر دو سہ روز خوب کھرل کریں اور سفوف بنالیں، خوراک، دو برنج،

(۲) شنگرف، افیون، ناگرموتھہ، اندرجو، جائفل، مشک کافور ہموزن، سب اجزا کو باریک کرکے جوشاندہ پوست خشخاش کیساتھ حبوب بقدر دانہ مسور بنالیں، اور ایک گولی کھلائیں۔

سوءہضم

(۱) دانہ الائچی کلاں تین ماشہ، دارچینی چھ ماشہ، ناگ کیسر ۹ ماشہ فلفل سیاہ ایک تولہ، فلفلدراز ۱ تولہ، زنجبیل ۱۰ تولہ سفوفاً بنالیں، خوراک ایک سرخ۔

(۲) زنجبیل ۵ ماشہ، زیرہ سفید چار ماشہ، دانہ الائچی خورد ۳ ماشہ فلفل سیاہ دو ماشہ، فلفل دراز ایکماشہ، آملہ سار ۹ ماشہ آب لیموں کے ہمراہ ایک روز کامل سحق کرکے سفوف بنالیں، خوراک ایک رتی،

(۳) زنجبیل، سہاگہ، سونچر نمک، ہینگ بریاں ہموزن سفوف بنالیں، خوراک ایک سرخ۔

(۴) غنچہ مدار، فلفل سیاہ، نمک سیندھا، زنجبیل، فلفلدراز نوشادر، تیز بچلا،
جملہ اجزاء برابروزن، سفوف بنالیں، خوراک ارتی،

ہیضہ

۱ پوست بیخ مدار چار ماشہ، غنچہ مدار ۴ ماشہ، مرچ سیاہ ۳ ماشہ عاقرقرحا دو ماشہ، نمک سیاہ تین ماشہ۔ لونگ دو ماشہ جائفل دو ماشہ،
سب اجزا کو آب ہیضہ میں سحق بلیغ کرکے حبوب بقدر دانہ فلفل سیاہ بنالیں۔ یہ حبوب ہیضہ کی ہر حالت میں اکسیر ہیں۔

(۲) زہر مہرہ خطائی، تاڑجیل دریائی، فلفنگر دسفید، صندل سفید، پوست بیخ مدار ہموزن لے کر ۳ یوم عرق گلاب میں
پھر تین یوم عرق بید مشک میں سحق بلیغ کرکے حبوب بقدر دانہ فلفل بنالیں۔ ایک ایک حب گھنٹہ گھنٹہ بھر کے بعد دیں۔

دیدان الامعاء

(۱) باؤبڑنگ، نمک سیندھا، ہینگ بریاں، پوست بلیلہ زرد، تربد مقشر، نمک سونچر، فلفلدراز ہموزن، سفوفاً خوراک چار سرخ، ہمراہ آب گرم

(۲) قسط تلخ، ریوند چینی، ہموزن سفوفاً، خوراک ایک رتی روزانہ دیں۔

کھانسی

(۱) زنجبیل چھ ماشہ، فلفل دراز ۶ ماشہ، اتیس چھ ماشہ دارچینی ۶ ماشہ، ناگ کیسر ۶ ماشہ، تخم تلسی اہیل ایک تولہ سفوفاً، خوراک ایک رتی ہمراہ شہد،

(۲) طباشیر، پوست آملہ، بہارنگی، ناگرموتھہ، دارچینی الائچی خورد، تیج پتر، ہر ایک دو ماشہ، فلفل دراز ۱۶ ماشہ سفوف بنالیں، خوراک دو رتی ہمراہ شہد و گھی،

(۳) پوست بلیلہ زرد، مغز کرنجوہ، کاکڑا سینگی، فلفل سیاہ اصل السوس مقشر ہموزن سفوفاً، خوراک ۲ سرخ

(۴) نوشادر ایک رتی، فلفلدراز، ایک رتی سفوفاً تلسی کے پانی ایک ماشہ، میں ملاکر چٹائیں۔

ضیق النفس و دمہ

۱ کائفل، بیخ ارنڈ، کاکڑا سینگی، اجوائن، کلونجی، زنجبیل، فلفل سیاہ، فلفل دراز، مساوی الوزن لیکر سفوف بنالیں، خوراک، ایک سرخ۔

(۲) کاکڑا سینگی، زنجبیل، فلفلدراز، ناگرموتھہ، پوکھرمول، نرکچور، فلفل سیاہ ہموزن ہموزن سفوفاً خوراک ایک سرخ ہمراہ آب گرم دیں۔

(۳) زنجبیل، فلفل سیاہ، فلفل دراز، سہاگہ سفید بریاں مساوی الوزن کا سفوف کرکے پان کے پانی میں چار یوم کھرل کرکے سفوف بنالیں، خوراک ایک رتی،

کو رفع کرتی ہے۔

اکسیر دمہ و نامردی سم الفار سفید ایکتولہ، گلیسرین ۱۰ تولہ، دونوں چیزوں کو نرم کوئلوں کی آگ پر جوش دیں جب سم الفار گلیسرین میں حل ہو جائے تو اُس میں کشتہ مرجان، کشتہ قلعی ہر ایک دو تولہ، ورق نقرہ ایکتولہ اضافہ کر کے حفاظت سے رکھیں۔ اور ایک رتی سے ۲ رتی تک مسکہ گاؤ یا بالائی میں استعمال کریں۔

یہ نسخہ اعلیٰ درجہ کا مقوی ہے۔ دمہ میں اکسیر ہے۔ اسکے علاوہ آتشک و جذام و فساد خون کو بھی یہ دوا رفع کرتی ہے۔

ایک بہترین مقوی نسخہ

از حکیم ابوالحسن محمد احسان الحق صاحب امرتسر

حب مقوی باہ خاص جوہر کچیلہ ایک سرخ، کوکین ایک سرخ، کشتہ شنگرف تین ماشہ، مشک خالص دو ماشہ، کشتہ فولاد ۳ ماشہ، زعفران کشمیری، قرنفل، دارچینی، افیون، جدوار خطائی، بسفائج ہر ایک ایک ماشہ، ورق طلاء ۵۰ عدد، ورق نقرہ سو عدد، پارہ ۶ ماشہ، گندھک آملہ سار ایکتولہ، مایہ شتر اعرابی، پہلے سیماب اور گندھک کو خوب کھرل کریں۔ اسکے بعد تمام ادویہ کو باریک کر کے ملا دیں، پھر زردی بیضۂ مرغ ۳ عدد اضافہ کر کے خوب کھرل کریں، اور مرچ سیاہ کے برابر گولیاں بنا لیں۔ اور ایک گولی صبح اور ایک شام کو ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اگر دو گولیاں برداشت نہ ہو سکیں تو ایک ہی گولی استعمال کریں غذا مرغن کھائیں

فوائد:۔ یہ گولیاں نہایت مقوی باہ ہیں۔ دل و دماغ کو خصوصیت سے قوت پہنچاتی ہیں۔ بھوک لگاتی ہیں۔ ممسک و محرک ہیں۔

تو چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔

ترکیب استعمال ۔ دو ماشہ سبوس اسپغول میں دو گولیاں رکھکر پھانک لیں" اوپر سے گائے کا میٹھا دودھ پاؤ بھر پئیں۔ اسکے بعد دو تولہ مسکہ گاؤ ملا کر کھائیں۔ اگر بواسیر خونی کی دھاریں بھی چل رہی ہوں تو انشاء اللہ رک جائیں گی، خون بند ہو جانیکے بعد ایک ایک گولی صبح و شام ہمراہ مسکہ گاؤ استعمال کریں، بفضلہ مستقل فائدہ ہوگا۔ اور مسّوں میں درد ہو۔ یا وہ بڑے ہو گئے ہوں تو مندرجہ ذیل مرہم تیار کرکے استعمال کریں۔ انشاء اللہ رفتہ رفتہ مرجھا جائیں گے

نسخہ مرہم :- برگ نیم ایکتولہ، تخم خطمی، مغز کشنیز ایکتولہ پاؤ بھر پانی میں جوش دیکر صاف کریں۔ اس پانی کو آٹھ تولہ روغن زرد خالص میں ہلکی آگ پر رکھکر اڑائیں، جب روغن باقی رہ جائے تو سکہ کا ایک ٹکڑا لے کر روغن میں اس قدر گھسیں کہ وہ بالکل سیاہ ہو جائے، بس مرہم تیار ہے۔ اس کو مسّوں پر لگائیں۔

تین مجرّب نسخے

ازحکیم محمد طاہر صاحب اکبرآبادی ریاست چرکھاری

حبوب بواسیر | رسوت مصفی پانچتولہ چاکسو مقشر پانچتولہ دونوں اجزا کو جو کوب کرکے اور باریک کپڑے میں پوٹلی باندھکر چار سیر پانی میں جوش دیں۔ دوران جوش میں پوٹلی کو دبا دبا کر پانی نکالتے رہیں۔ جب تمام پانی جذب ہو جائے۔ تو برتن کو آگ پر سے اتار لیں۔ پوٹلی کو علیحدہ کردیں، اور باقی دوا کی چنے کی برابر گولیاں بنائیں۔

ترکیب استعمال۔ دو گولیاں صبح اور دو گولیاں شام کو پانی کے ساتھ دیں۔

فوائد :- خونی بواسیر میں بیحد نافع ہیں۔ بادی بواسیر کی تکلیف بھی کم کرتی ہیں۔

حبوب بواسیر دیگر | مغز نیب، مغز بکائن، مویز منقےٰ رسوت مصفےٰ چاروں اجزا ہموزن لے کر حسب معمول چنے کے برابر گولیاں بنائیں
ترکیب استعمال :- دو دو گولیاں صبح و شام ہمراہ آب تازہ دیں۔

فوائد :- یہ گولیاں بھی بواسیر کی شکایت کو دور کرنے میں عجیب الاثر ہیں، قبض کشا ہیں مسّوں کو مرجھا دیتی ہیں، بواسیر کے خون کو روکتی ہیں

حبوب برائے بخار صفراوی | برگ بھنگ چار ماشہ، کافور ایکماشہ، دونوں اجزاء کو باریک پیس کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنائیں۔ ترکیب استعمال۔ حسب عمر ایک گولی سے چار گولیوں تک لرزہ سے دو گھنٹے پہلے دیں

فوائد :- موسمی بخار کیلئے بیحد مفید ہے، ایک دو دفعہ کے استعمال سے ہی باری بند ہو جاتی ہے۔

مجرّبات شمسی

ازحکیم محمد شمس الحق خانصاحب امرتسر

تریاق شمسی | طباشیر کبود، زہر مہرہ خطائی، جواہر مہرہ خورد ہر ایک ایک تولہ، ستاور، موصلی سفید، موصلی سیاہ، تودری سفید تودری سرخ، موچرس، ککرس، بسد احمر، خارخسک بیجبند، شقاقل مصری، پھلی ببول، سپستاں، مغز تخم تمر ہندی ہر یک ایک تولہ، کشتہ مرجان، کشتہ صدف، کشتہ یشب سبز کشتہ عقیق، عنبر ہر ایک دو تولہ سب دواؤں کو یکجان کرکے سفوف بنالیں، اور بعد میں تین ماشہ، صبح و شام ہمراہ شربت گڑہل، یا شربت بادام استعمال کریں۔

فوائد :- یہ دوا واقعی تریاق ہے اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتی ہے مادہ منویہ کو غلیظ کرکے قابل اولاد بنا دیتی ہے جریان و احتلام

(د) اسکے اجزا کا صحیح علم تو نہیں ہے لیکن یہ مسلمہ ہے کہ یہ مجرب صحت ہے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۲۷) **عرق مدنی**۔ مندرجہ ذیل نسخے نہایت مفید اور مجرب ہیں۔ اور یونانی شفاخانہ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ میں انکا بارہا تجربہ کر جا چکا ہے **نسخہ**:۔ بیخال کبوتر صحرائی۔ سہاگہ بریاں ڈیڑھ ماشہ، قند سیاہ ڈیڑھ ماشہ۔ تینوں چیزوں کو اچھی طرح کوٹ کر حب بقدر نخود بنائیں۔ اور دو ماشہ صبح کو تازہ پانی کیساتھ کہلائیں۔

نسخہ دیگر:۔ ہلدی، بچھناک تیلیہ دونوں چیزوں کو بقدر ضرورت پانی میں گھسکر پان پر لگائیں۔ اور نارو پر باندھ دیں۔

(طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

(ب) نارو در حقیقت ایک کیڑا ہوتا ہے جو انسانی جسم میں داخل ہوکر پرورش پاتا رہتا ہے۔ اور پھر اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ اسکی لمبائی گزوں سے ناپی جاتی ہے۔ اسکے نکالنے کی بہترین صورت یہی ہے کہ زبردستی بالکل نہ کی جائے۔ اور جس مقام سے یہ نکلنا شروع ہو وہیں اس کا سر ایک دیاسلائی پر لپیٹ کر چھوڑ دیا جائے تاکہ واپس نہ جاسکے، جتنا جتنا وہ باہر آتا جائے۔ اسے لپیٹتے جائیں۔ اس طرح وہ تمام و کمال نکل جاتا ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) :۔ پوست بیخ مدار، تیز اور تند سرکہ میں گھسکر مقام ماؤف پر لگائیں۔ دو چار بار کے استعمال سے انشاء اللہ شکایت رفع ہوگی۔

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) اسکے لئے میرے پاس ایک مجرب دوا موجود ہے۔ یہ نسخہ ایک بزرگ کا عطیہ ہے۔ جو ہر غریب امیر کو مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ آپ محصول ڈاک کیلئے ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر دوا مفت منگالیں۔ جو صاحب نسخہ معلوم کرنا چاہیں وہ حلفیہ تحریر بھیجیں کہ دوا ہر امیر غریب کو مفت تقسیم کریں گے۔ اور ایک پیسہ بھی قیمت نہ لیں گے۔ جواب کیلئے ۱/ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ہ) ایک تازہ لیموں کے دو ٹکڑے کریں۔ اور ایک ٹکڑے پر سہاگہ خام دو ماشہ، سیندور دو ماشہ پیس کر چھڑکیں۔ پھر آگ پر رکھیں جس وقت اس میں جوش آجائے تو نارو پر رکھکر باندھیں۔ انشاء اللہ چند یوم کے استعمال سے فائدہ ہوگا۔ (حکیم یار محمد طبیب میونسل کمیٹی کو...)

(۲۸) **(احتلام)** وہی نسخہ استعمال کرائیے جو سوال نمبر ۲ کے جواب میں درج ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) کافور بھیم ایک حصہ، گیلک ایسڈ دو حصے۔ انیون نصف حصہ، تینوں چیزوں کو پانی میں حل کر کے بقدر ماش گولیاں بنائیں اور ایک گولی ہمراہ آب صبح و شام استعمال کریں۔ مذکورہ بالا نسخہ احتلام کے واسطے بیحد مفید ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) :۔ سیماب مصفےٰ چھ ماشہ، قلعی مصفیٰ ایکماشہ، بیش مدبر تین ماشہ، پوست بیخ لفاح تین ماشہ، مرچ سفید دو تولہ۔ سیماب اور قلعی کو تعقید کریں۔ اور باقی چیزیں خوب باریک کر کے ملائیں۔ اور کھرل کریں۔ کہ مثل غبار ہو جائے۔ خوراک تین یا چار چاول ہمراہ مکھن احتلام کا اکسیری اور حکمی علاج ہے۔

(د)، آپ جواب نمبر ۲ پر عمل کریں، اور خارجی طور پر اس طلا کی مالش کریں۔ **نسخہ**:۔ بیر بھوتی، خراطین مصفی، کچلہ، گندھک آملہ سار، پوست درخت کنیر ہر ایک چار تولہ، جائفل، لونگ، دارچینی، عقرقرحا، گھونگچی سفید، جاوتری، زعفران، جمالگوٹہ، مغز تخم ارنڈ سفید، ہر ایک ایکتولہ، تمام چیزوں کو باریک کریں، اور بھیڑ کے دودھ میں جذب کر کے گولیاں بنائیں، اور بتیاں جنتر سے روغن کشید کریں۔ اور حسب معمول طلا لگا کر پان باندھ دیں۔ (طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

(و) مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کریں چند روز میں شکایت رفع ہو جائیگی۔

نسخہ:۔ طباشیر کبود، ست گلو اصلی، سبوس اسپغول، بیخ ستیاناسی، ثعلب مصری، بہمن سفید، بہمن سرخ، گل ارمنی، ہر ایک ایکتولہ سفوف بنائیں۔ اور چھ ماشہ صبح اور چھ ماشہ شام کو ہمراہ شربت خشخاش استعمال کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۲۹) **سند**:۔ سند حاصل کرنیکے لئے تو کئی ایک جعلی سند فروش مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ اگر آپ واقعی علمی لیاقت چاہتے ہیں تو کسی معتبر طبی درسگاہ میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کریں۔ پرائیویٹ طریقہ پر مکمل تعلیم حاصل نہیں ہو سکتی۔

(طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

جوابات

(۲۴) **سکتی** :- سکتی بوٹی تازہ دو روپے آٹھ آنے فی سیر اور برگ کھونٹی ایک روپیہ سیر ہمدرد دواخانہ دہلی سے منگا سکتے ہیں
(حکیم خواجہ نیاز احمد)

(ب) سکتی بوٹی ہم سے منگا سکتے ہیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۲۵) **احتلام وغیرہ** :- تخم تمر ہندی مقشر، ستاور، تخم سرس، اسبوس اسپغول، تمام دوائیں ہموزن، شکر سفید بقدر ادویہ تمام دواؤں کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور صبح اور شام ۷، ۷ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ب) آپ اپنے بھائی کو مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کرائیں۔

فیری ایٹ کوئینائنی سائیٹراس	۵ گرین	یہ ایک خوراک ہے
ایسڈ نائیٹرو ہیڈروکلورک ڈائیلیوٹ	۱۰ بوند	ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد خوراک استعمال کرانی چاہئیں
ٹنکچر نکس وامی کا	۵ بوند	
ٹنکچر جنشیئن کمپاونڈ	۲۰ بوند	
پانی	ایک اونس	

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) :- جاوتری، زعفران، دانہ الائچی خورد، لونگ، دارچینی، بہمن سفید بہمن سرخ، شقاقل مصری، خولنجان ہر ایک چار ماشہ مشک خالص، عنبر اشہب، ورق طلا ہر ایک چھ چھ رتی، شنگرف، بھنگ تیرہ ماشہ، مصری تولہ، تمام دواؤں کو کوٹ کر خوب باریک کریں خوراک ایک ماشہ ہمراہ شیر گاؤ، یہ نسخہ دافع سرعت و رقت و احتلام ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(د) اپنے بھائی کو مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کرائیں۔ نسخہ :- موصلی سفید، دانہ الائچی خورد، آرد نخود بریاں، اسبوس اسپغول ہر ایک دو تولہ، سپستاں چھ ماشہ، نبات سفید چار تولہ، تمام دواؤں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ اور دونوں وقت چھ چھ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ (طبی بورڈ بھوپندر طبیہ کالج پٹیالہ)

(ہ) مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کرائیں، انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

نسخہ موچرس، کرکس، تالمکھانہ، گوکھرو، لودھ پٹھانی، مازو، لاکھ پیپل، موصلی سیاہ، موصلی سفید، بہمن سرخ، بہمن سفید تخم مولی، ہر ایک چھ ماشہ، ثعلب مصری، پوست درخت کھرنی، پوست بیخ مولسری، پوست جھڑبیری، اسبوس اسپغول، ست سلاجیت ہر ایک ایک تولہ تمام دواؤں کو بطریق معروف سفوف بنائیں، اور کشتہ قلعی ایک تولہ کشتہ صدف نو ماشہ، قند سفید سات پانچ تولہ اضافہ کر کے ۶ ماشہ صبح ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اور سہ پہر کو لعوب کبیر چھ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان شربت صندل دیا جائے ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) معلومہ شکایات کیلئے مندرجہ ذیل نسخہ تیار کریں انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔

نسخہ :- تخم لجونتی، موصلی سفید، اقاقیا، ثعلب مصری پھلی ببول، بھوپھلی کشتہ قلعی، ورق نقرہ، ہر ایک تولہ مصری ۷ تولہ بدستور سفوف بنائیں، خوراک ۵ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ۔ (حکیم یار محمد طبیب میونسپل کمیٹی کوہاٹ)

(۲۶) **ڈبہ کا گھی** بناسپتی گھی کے متعلق ایک سے زیادہ مرتبہ کیمیاوی امتحانات کی رپورٹیں شائع ہو چکی ہیں جن سے واضح ہوتا ہو کہ اس گھی میں جسم کی پرورش کرنے والے اجزا بالکل نہیں ہوتے یہ خیال غلط ہے کہ یہ چربی سے تیار ہوتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) لائلپور میں یہ گھی بکثرت مستعمل ہے، جو صرف بنولے یا تیل سے ہی تیار ہوتا ہے کسی قسم کی چربی یا سبزی استعمال نہیں ہوتی لیکن عام طور پر چربی کی ملاوٹ سے تیار ہوتا ہے (حکیم ہمایوں لائلپور)

چہار مغز ہر ایک آدہ پاؤ، مغزیات کو سل پر موٹا موٹا پیس کر چاشنی میں شامل کریں، اور کشتہ مرجان دو تولہ اضافہ کریں۔ مقدار تولہ، صبح اور شام۔ بیحد لذیذ اور مقوی دماغ ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) برہمی بوٹی دس تولہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہیڑہ، پوست آملہ ہر ایک تین تولہ، اسطوخودوس ۱۰ تولہ، کشنیز دو تولہ مغز بادام پانچ تولہ، مغز تخم کدوئے شیریں چھ تولہ، مغز تخم تربوز چھ تولہ، مغز خربوزہ چھ تولہ، مغز تخم خیارین چھ تولہ، مغز نارجیل چھ تولہ خشخاش ... ورق نقرہ کلاں پچاس عدد، مصری کوزہ ایک سیر۔ اول ہلیلہ جات کو کوٹ کر روغن بادام میں چرب کریں۔ باقی ادویہ کا سفوف بنا کر سب کو ملالیں اور مصری کا قوام کرکے معجون بنائیں اور علی الصباح و شام کو یا سوتے وقت تو تو ماشہ شیر گاؤ کے ساتھ استعمال کریں۔ اس معجون کے استعمال سے آپکے خیال سے زائد فوائد حاصل ہونگے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) نسخہ حریرہ نہایت مقوی دماغ و مقوی اعصاب ہے، عرق گلاب پاؤ سیر، عرق بید مشک پاؤ سیر آگ پر رکھیں۔ اور اضافہ کریں، بعدہ زردی بیضۂ مرغ ایک باریک کپڑے میں لیکر عرق میں قطرہ قطرہ ٹپکائیں اور چمچہ سے ہلائیں کہ شکل حریرہ کے ہو اسکے بعد دارچینی ایکماشہ تخم بنفشہ ایکماشہ کوٹ چھانکر حریرہ پر چھڑکیں اور نوش فرمائیں۔ گیارہ یوم میں انشاء اللہ پورا فائدہ ہوگا۔

(ہ) مطلوبہ نسخہ درج ذیل ہے۔ نسخہ الائچی سفید دو تولہ عرق گلاب قسم اعلیٰ میں جوش دیں۔ جب تمام گلاب جذب ہو جائے تو الائچی خشک کرکے باریک پیس لیں۔ ابعدازاں دو تولہ مصطگی رومی سایئدہ اور تین تولہ مصری ملاکر حفاظت سے رکھیں اور ہر روز تین ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ (طبی بورڈ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ)

(و) آپ صبح کو لبوب کبیر چھ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، اور رات کو معجون برہمی استعمال کریں۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۴۳) **گٹے**:۔ نہایت اچھا علاج یہ ہے کہ پہلے گٹے کو اچھی طرح تراش دیجیئے۔ پھر اس پر ارنڈ خربوزیکا ذرا سا دودھ لگا دیجیئے اور پھر اس کی ایک قاش اسکے اوپر رکھکر باندہ دیجیئے۔ صرف چند روز اس طرح یہ دودھ لگا دینے سے آرام ہو جائیگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اول گٹے کو پانی سے خوب تر کرلیں۔ اسکے بعد پتھر سے رگڑ دیں۔ اس طرح دو چار بار کر دینے گٹہ پیدا ہی نہ ہوگا۔

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج):۔ اگر جوتے کے پہننے سے یہ مرض پیدا ہوا ہے تو جوتہ ہی نہ پہنیئے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو گٹوں کو اچھی طرح کتر کر اوپر سے ٹنکچر آیوڈین ایک ہفتہ تک باندھتے رہیں۔ انشاء اللہ پھر پیدا نہ ہونگے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) آپ تلوے میں گٹے کی جگہ ہائیڈروجن پر آکسائیڈ سے دھویا کریں۔ اور بعد میں ٹنکچر آیوڈین لگا دیا کریں۔ یہ عمل تو ہر صبح کریں اور شام کو جھانوے سے گھسکر گرم پانی سے دھویا کریں۔ دس روز میں انشاء اللہ تکلیف دور ہو جائیگی۔

(طبی بورڈ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ)

(۴۴) **فم معدہ کا درد**:۔ علی الصباح کشتہ خبث الحدید تین چاول مکھن میں رکھکر کھائیں۔ اور گولیوں کا مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے صبح و شام کھانا کھانیکے بعد ایک ایک گولی استعمال کریں۔

نسخہ:۔ پوست بیخ مدار، گل مدار، ساتوں نمک، مرچ سیاہ سب ہموزن۔ آب لیموں میں کھرل کرکے تین تین رتی کی گولیاں بنا کر اور سائے میں رکھکر خشک کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) ایسے مریضوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے یوں نسخہ لکھنا بیکار ہے۔ ڈاکٹر سعید احمد بریلوی

(د) آپ یونانی شفاخانہ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ کی مایۂ ناز حب معدہ استعمال فرمائیں۔ نسخہ یہ ہے:۔

ایلوا، دارچینی، مرچ سیاہ، زنجبیل، دارفلفل، پوست ہلیلہ زرد، سہاگہ بریاں، ہینگ بریاں، شحم حنظل، سجی، نوشادر، نمک سنچر نمک کلر، نمک لاہوری، نمک سانبھر ہر ایک دو تولہ، سب کو چوبیس گھنٹہ آب گھیکوار میں کھرل کرکے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنائیں اور سایہ میں خشک کرکے محفوظ رکھیں۔ خوراک دو گولی صبح، اور دو گولی دوپہر اور دو شام کو تازہ یا گرم پانی کیساتھ استعمال کرائیں۔ (طبی بورڈ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ)

(ب) جنابِ والا طب اتنا آسان علم نہیں ہے کہ اس طرح حاصل ہو جائے، ہاں نیم حکیم بننے کیلئے آپ صرف علاج الغربا کی ایک جلد خرید لیجئے کافی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) :- آپ طبیہ کالج دہلی میں یا اگر دقت کی کمی کا سوال ہو تو جامعہ طبیہ دہلی میں داخل ہو کر باقاعدہ تعلیم حاصل کریں۔ (حکیم نیاز احمد)

(۳۰) **مچھر مار** :- مچھر دانی سے بہتر کوئی ترکیب نہیں۔ مچھر دانی لگائیں اور خوب نیند بھر کر سوئیں۔ (حکیم یار محمد)

(ب) مچھر بھگانے کیلئے مکان میں فنائل چھڑکیں اور مکان میں زرد رنگ کرالیں۔ (حکیم ہمایوں)

(ج) آپ دو پیسہ کا "رنجن" (غالباً باصطلاح اہل بہار بہروزہ خشک ہے) منگا کر سفوف بنالیں۔ اور بطور لوبان بعد مغرب اپنے کمروں میں روزانہ جلا لیا کریں۔ مچھروں سے محفوظ رہیں گے۔ (حکیم ابو قمر محمد ایوب مونگیر)

(د) آپ ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۵ء کا صفحہ نمبر ۳۱ مطالعہ فرمائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) یوکلپٹس آئل (انگریزی دوافروشوں کے ہاتھ مل سکتا ہے)......... جسم پر مالش کر کے سو رہیں۔ مچھر نہیں ستائیں گے۔ اسی طرح اگر بیخ نرگس، گندھک آملہ سار، وج ترکی عاقرقرحا پانی میں پیس کر چارپائی اور زمین پر چھڑک دیں۔ تو مچھر کھٹمل مکھیاں وغیرہ نہیں آئینگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(و) مکان کی مکمل صفائی کریں، اور بعد میں عاقرقرحا کی دھونی دیں۔ اُمید ہے کہ آپ کو کامیابی حاصل ہوگی۔ (طبی بورڈ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ)

(ز) فلٹ کا اشتہار اکثر آپ کی نظر سے گذرا ہوگا مچھر وغیرہ کی بہترین دوا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۳۱) **نزول الماء** :- سرمہ سیاہ ۱۰ تولہ، تخم نیل چھ ماشہ، تخم سرس سیاہ ۶ ماشہ، کافور بھیم سینی تین ماشہ تازہ سونف کے پانی میں کھرل کر کے سرمہ بنالیں اور صبح و شام لگائیں۔ بے نظیر چیز ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ب) اگر موتیا بند ہے تو آنکھ بنوا لیجئے ورنہ مقامی طور پر کسی ڈاکٹر یا حکیم کو دکھا کر دوا لیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) بہترین نسخہ تحریر کرتا ہوں، انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ شہم کدوئے تلخ خشک چار حصے، مشک ایک حصہ دونوں چیزوں کو باریک کر کے صبح اور شام لگائیں، اور رات کو سوتے وقت اطریفل زمانی ایک تولہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) آپ اپنے والد صاحب کیلئے یونانی شفاخانہ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ کا مجرب نسخہ تیار کر کے استعمال کرائیں۔

نسخہ :- سکہ دس تولہ، کو آہنی توے میں ڈال کر نیچے آگ جلائیں جب وہ پگھل جائے تو آک کی سبز لکڑی جس میں سے دودھ ٹپک رہا ہو اُس میں پھرائیں، اور سفوف گندھک کی چٹکی دیتے رہیں۔ اور آک کی لکڑی بھی بار بار بدل دیا کریں۔ اس طرح تقریباً چھٹانک بھر گندھک اور ساٹھ ستر آک کی شاخیں صرف ہونگی۔ سکہ کشتہ ہو کر سرمہ کی طرح سیاہ ہو جائیگا۔ اسے اچھی طرح کھرل کر کے محفوظ رکھیں اور بطور سرمہ استعمال کریں۔ (طبی بورڈ بھوپندر اطبیہ کالج پٹیالہ)

(ہ) گولیوں کا مندرجہ ذیل نسخہ نزول الماء کے لئے مفید ہے نسخہ :- اجوائن خراسانی نو ماشہ مصطگی رومی نو ماشہ، گل ارمنی، کہربائے شمعی، صمغ عربی، رب السوس نشاستہ گندم، ریوند چینی، جدوار خطائی ہر ایک نو ماشہ افیون، چار ماشہ، مغز بادام بارہ دانہ، تخم خشخاش سفید ایک تولہ تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر حسب معمول چنے کے برابر گولیاں بنالیں، اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ (حکیم یار محمد گوسوانی)

(و) آپ صبح و شام ایک ایک تولہ اطریفل بادیان ہمراہ عرق مکوہ اور عرق بادیان استعمال کریں۔ اور تر پھلے کے پانی سے آنکھوں کو صاف کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۳۲) **تقویت دماغ** :- فاسفولیسی تھین ایک پیٹنٹ دوا ہے، اس کا استعمال کیجئے، ترکیب استعمال دوا کی شیشی کے ساتھ ملے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ایک سیر کھانڈ کی چاشنی تیار کر کے کھویا ڈیڑھ پاؤ مغز بادام ایک پاؤ مغز نارجیل آدھ پاؤ، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ، مغز فندق

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے۔
(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج رسالہ کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلیے دو آنے فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۵) پانچ چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مُدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکے گا۔
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکیگی۔
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا۔

---

(۳۸) ہیرے کا ایک ایسا کشتہ تیار کرنیکی ترکیب درکار ہے۔ جو نہ صرف سنگ مثانہ میں بھی کارآمد ہو، اور امراض کے اندفاع میں بھی کارگر ہو۔ بند شورہ باوزان کرنیکا طریق عمل کیا ہے۔ خریدار نمبر ۲۸۸۷

(۳۹) میرے بچے پسلی چلنے کی بیماری میں مبتلا ہو کر گذر جاتے ہیں۔ لہذا ماہران فن سے التماس ہے کہ مجرب نسخہ جات مرحمت فرمائیں جو بچے بطور حفظ ماتقدم کہاتے رہیں۔ (خریدار نمبر ۱۹۱۱)

(۴۰) میری ایک ناکتخدا عزیزہ جسکی عمر سترہ سال ہے ۶ ماہ سے مختلف امراض میں گرفتار ہے، تمام جسم کی جلد نہایت نازک ہے۔ کئی دانت بھی گر گئے ہیں۔ سانس کے ساتھ ایک قسم کی بدبو آتی ہے۔ کہانا اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا، اکثر دست آتے ہیں۔ نچلا دھڑ چھوٹا ہے۔ پنڈلیاں دُبلی ہیں اور وہ چپٹی ہو کر مثل کمان خمدار ہو گئی ہیں، علمائے کرام علاج سے مطلع فرما کر داخل حسنات ہوں۔ خریدار نمبر ۲۹۶۹

(۴۱) کسی ماہر امراض چشم حکیم کا پورا پتہ درکار ہے، جو امراض چشم کی مکمل تشخیص کر کے اور یونانی طریقہ پر مکمل علاج کر سکتا ہو۔ (شبیر محمد لائل پور)

(۴۲) کیا کوئی یونانی یا ڈاکٹری دوا یا کوئی ایسی آسان ورزش یا ترکیب موجود ہے جسکے استعمال سے سن نمو میں جسم طولاً چار یا پانچ انچ بڑھایا جا سکے۔ حکما اور ڈاکٹر صاحبان غور فرما کر مطلع فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۲۳۰)

(۴۳) خمیرہ مروارید و خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والے کے نسخے معہ کامل ترکیب تیاری و طریقہ استعمال درکار ہیں۔ حذاق کرام خصوصاً قبلہ حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی بہترین نسخے عنایت فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۲۹۹۴)

(۴۴) نسخہ جات میں درناسفتہ کی قید کیوں رکھی گئی ہے۔ کیا مستورات کے مستعمل زیور کے شکستہ صادق موتی نسخہ جات میں استعمال نہیں ہو سکتے اور کیا افعال الاعضا کے متعلق کوئی کتاب انگریزی سے ترجمہ ہوئی ہے۔ براہ مہربانی ان کتب کے نام کی صراحت معہ قیمت و پتہ کیجائے (خریدار نمبر ۲۲۳۶)

(۴۵) "غذا اور پانی کے استعمال میں اکثر متضاد بیانات مشہور ہیں۔ بعض کے نزدیک غذا کے درمیان پینا مضر ہے اور بعض کے نزدیک مفید اسی طرح غذا سے قبل و بعد کتنا فصل ہونا چاہیئے۔ یہ بھی مختلف فیہ ہے ازراہ عنایت اطبائے کرام حفظان صحت کے اس اہم مسئلہ کے متعلق تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں۔ اور اگر ممکن ہو تو اسکے متعلق مفصل میں بھی روشنی ڈالیں۔ (خریدار نمبر ۱۷۶۵)

(۴۶) بیس سال ہوئے کہ ایک شخص کو زین سواری سے فوطہ میں چوٹ آگئی اور فوطہ متورم ہو گیا۔ معمولی علاج ہوتا رہا لیکن کلی فائدہ کبھی نہیں ہوا اب ورم معمول سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور کسی وقت نرم اور گاہے سخت ہو جاتا ہے۔ کیا کوئی ایسا نسخہ مل سکتا ہے جس سے یہ مرض

(ہ) آپ رات کو سوتے وقت جوارش جالینوس ایک تولہ ہمراہ عرق بادیان نیم گرم رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔
(حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) انار دانہ چھ ماشہ، زرشک چھ ماشہ، مصطگی رومی تین ماشہ، برگ پودینہ خشک تین ماشہ، دانہ الائچی خورد تین ماشہ، اذخر مکی تین ماشہ، سب ادویہ کو پانی میں جوش دیکر صاف کریں۔ اور شربت انار دو تولہ اضافہ کرکے پئیں۔

نسخہ ضماد فم معدہ:۔ صندل سفید، گل سرخ، طباشیر، مساوی الوزن عرق گلاب ولعاب اسپغول بقدر ضرورت میں پیس کر فم معدہ پر ضماد کریں، شافی مطلق شفا عطا فرمائیگا۔ (حکیم یار محمد طبیب میونسپل کمیٹی)

(۳۵) **عوارض حلق**:۔ تخم کونچ، موسلی سیاہ، موسلی سفید، بیج بند، گوکھرو خورد، تخم اوٹنگن، تیج بل، اکلیل الملک، چاول ساٹھی کرکس، تخم کاہو، اندرجو شیریں، ستاور، ہمندرسوکھ، آردسنگھاڑا، تخم سرالی، پوست بیخ اونٹ کٹارا، رال سفید، ہر ایک چھ ماشہ بھوسی اسپغول ایک تولہ، رومی مصطگی ایک تولہ، کشتہ نقرہ چھ ماشہ، کشتہ فولاد چھ ماشہ، دواؤں کو باریک کرکے ہموزن مصری کوزہ ملاکر رکھیں، خوراک چھ ماشہ سے نو ماشہ تک حسب برداشت مریض دونوں وقت شیر بز کے ساتھ استعمال کرائیں۔

اور خارجی استعمال کیلئے جو نسخہ بنام "لیپ مخلوق" میری طرف سے شائع ہوا ہے اس کو بناکر استعمال کریں (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ب) آپ کا علاج ٹوٹکوں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اصولی علاج سے آپ جلد کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جواب سوال ۱۲ مندرجہ ہمدرد صحت بابتہ ماہ اگست پر عمل کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) مقوی باہ ادویہ سے بازار بھرے پڑے ہیں اول بدل کر دو چار چیزیں استعمال کریں کوئی نہ کوئی ضرور فائدہ کریگی۔ باقاعدہ علاج کرانا ہو تو کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) آپ جواب نمبر ۲ کا سفوف تیار کرکے استعمال کریں۔ اور خارجی طور پر طلاء عجیب خاص جس کا نسخہ ہمدرد صحت کے اعادہ شباب نمبر میں شائع ہو چکا ہے، تیار کرکے استعمال کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) آپ جواب ۲۵ پر عمل کریں۔ اور یہ ضماد استعمال کریں نسخہ:۔ تخم گندنا، اکلیل الملک ہر ایک دو تولہ گل خطمی گل بنفشہ ہر ایک چودہ ماشہ، گل سرخ گیارہ ماشہ، سب دواؤں کو کوٹ کر لعاب السی میں ملاکر لیپ کریں۔
(طبی بورڈ، بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

(۳۶) **عدم خواہش**:۔ لبوب کبیر کا استعمال کرائیں۔ نسخہ قرابادینوں میں موجود ہے۔ یا ہمدرد دواخانہ دہلی سے بنا بنایا طلب کریں
(طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

(ب) ہارمونوں کا استعمال کرکے دیکھیے۔ اگر سنوانیت بالکل ہے ہی نہیں تو مجبوری ورنہ غالباً فائدہ ہوگا۔ تمام انگریزی دوا فروشوں سے مل سکیگی۔ ترکیب استعمال اسکے ساتھ ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) کستوری ۶ گرین۔ یوہمبین ۱ گرین، بیربہوٹی ۱ گرین، مشک خالص ۸ گرین، سب کی آٹھ گولیاں بنائیں اور روزانہ ایک گولی دودھ سے کھلائیں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۳۷) **سفید داغ**:۔ آپ علامات مرض پورے طور پر درج کرائیں۔ تاکہ صحیح تجویز و تشخیص ہو سکے، یہ بھی لکھیں کہ سوئی چبھونیسے داغ میں خون نکلتا ہے یا نہیں (طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج پٹیالہ)

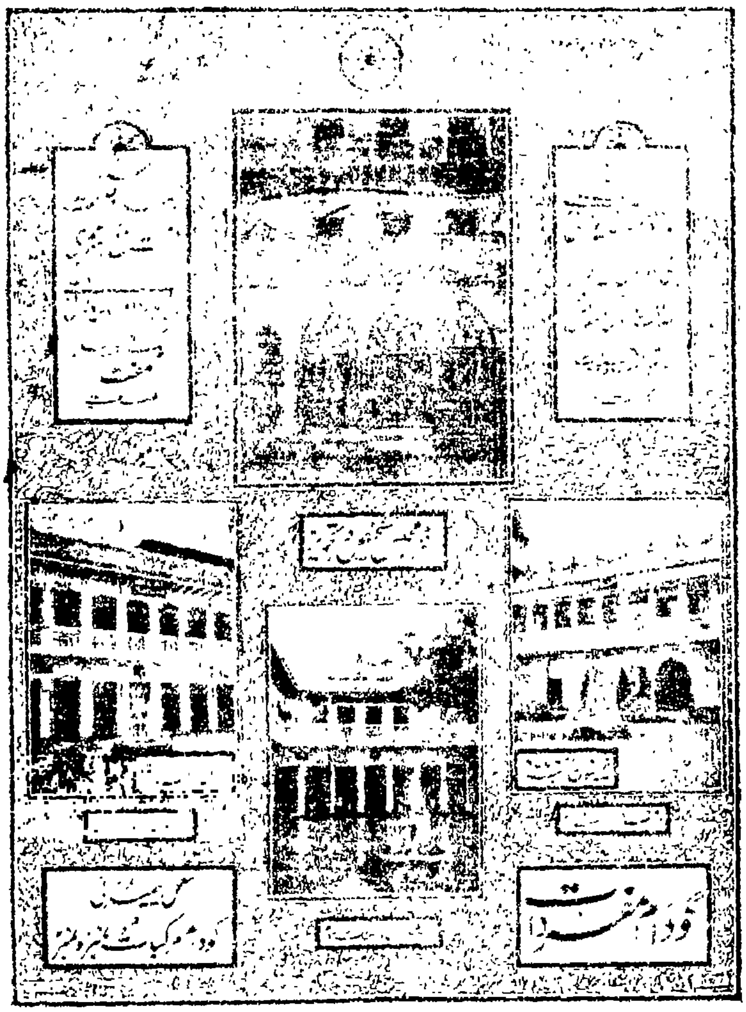
(ب) آپ کے سوال سے اچھی طرح معلوم نہیں ہوتا کہ یہ سین کے داغ ہیں یا برص کے مفصل حالات معلوم ہونیکے بعد نسخہ لکھا جاسکتا ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) سفید داغ کی تعداد کتنی ہے۔ سوئی چبھونیسے پانی نکلتا ہے یا خون؟ جسم کا چمڑا کس طرح اترتا ہے: صراحت کی ضرورت ہے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(د) مریض کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی۔

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طب یونانی کیلیے باعث فخر ہیں
اور بداندیشوں اور نقالوں کیلیے موجب اضطراب و پریشانی



دنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل منظم دواخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز ایکسیلنسی مین السلطنت راجہ راجایان مہاراجہ بہادر سرکشن پرشاد جی سی آئی ای
صدر اعظم مملکت آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو نمایان ملک کی موجودگی میں فرمایا

بغیر اپریشن کے جاتا رہے۔ (خریدار نمبر ۱۸۶۷)

(۴۷) میری اہلیہ کی عمر تیس سال ہے۔ کوئی اولاد نہیں ہے۔ ایک آنکھ دو سال قبل آشوب کر آئی تھی۔ آنکھ میں دانے پڑ گئے تھے۔ تین ماہ تک ڈاکٹری علاج کیا گیا۔ اس سے درد و سرخی جاتی رہی۔ اب بائیں آنکھ کی پتلی پر چنے کی دال کے برابر سفید ابر چھایا ہوا ہے جس سے بہت کم دکھائی دیتا ہے۔ نیز دائیں آنکھ کے سیاہی پر اوپر کی طرف مونگ کے برابر سفیدی ہے جس سے اس آنکھ سے بھی پہلے سے کم دکھائی دیتا ہے۔ امید ہے کہ اطبائے کرام کافی توجہ فرمائیں گے۔ (خریدار نمبر ۱۴۱۳)

(۴۸) میرے ایک دوست کے سر میں ہمیشہ درد رہتا ہے اور نسیان کا بھی عارضہ ہے۔ مقامی اطباء اور ڈاکٹروں کا علاج کیا گیا لیکن شکایات رفع نہیں ہوئیں، سر میں ہمیشہ خشکی رہتی ہے، غذا لطیف اور مقوی دماغ دی جاتی ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۰۸)

(۴۹) بیس اکیس سال کا عرصہ ہوا ہوگا کہ میں علیگڈھ سے فتح پور جا رہا تھا۔ اور قبلہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم دہلی سے الہ آباد تشریف لیجا رہے تھے۔ میں ہم سفر تھا، دوران سفر میں ایک مسافر کو بشدت بخار چڑھا۔ مرحوم نے ایک گولہ ساجیب سے نکال کر مریض کو دیا اور فرمایا کہ ہاتھ میں لئے رہو۔ دس منٹ میں مریض اچھا ہوگیا۔ بخار اتر گیا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ایک گولہ مجھے عنایت فرمائیے۔ مرحوم نے مجھے وہ دوائیں لکھوادیں۔ افسوس ہے کہ وہ نسخہ مجھ سے گم ہوگیا۔ تمام حکماء سے التماس ہے کہ وہ اس نسخہ کے اجزاء سے مطلع فرمائیں۔

(خریدار نمبر ۱۰۰۹)

(۵۰) مجھے تین سال سے برص کی شکایت ہے۔ میری عمر بیس سال ہے۔ شادی بھی نہیں ہوئی ہے۔ منہ، سینہ، کمر، ہاتھ پاؤں پر برص کے داغ ہیں جسم کا تقریباً ۱/۴ حصہ داغدار ہے حکیموں سے علاج کرایا گیا، اشتہاری علاج بھی کئے گئے۔ مگر فائدہ نظر نہ آیا۔ ڈاکٹروں نے انجکشن کی رائے دی۔ مگر میں نے ان کا علاج نہ کرایا اور پیشاب کا امتحان کرایا گیا۔ مگر کوئی نقص ظاہر نہ ہوا، کچھ کچھ قبض کی بھی شکایت رہا کرتی ہے۔ طبیعت سست رہتی ہے۔ ایک حکیم کے تین یا چار ماہ کے متواتر علاج سے داغوں کا بڑھنا موقوف تھا۔ مگر ترک دوا کے بعد دوبارہ داغ بڑھ رہے ہیں۔ تین سال سے مرغ انڈا مچھلی کیلا وغیرہ وغیرہ سے سخت پرہیز ہے۔ گذارش کہ کوئی حکیم یا ڈاکٹر مجرب نسخہ آئندہ ماہ کے پرچے میں درج فرماکر ثواب دارین حاصل کرنیکے علاوہ مجھے اس مرض سے نجات دلواکر رہین منت بننے کا موقع دیں۔

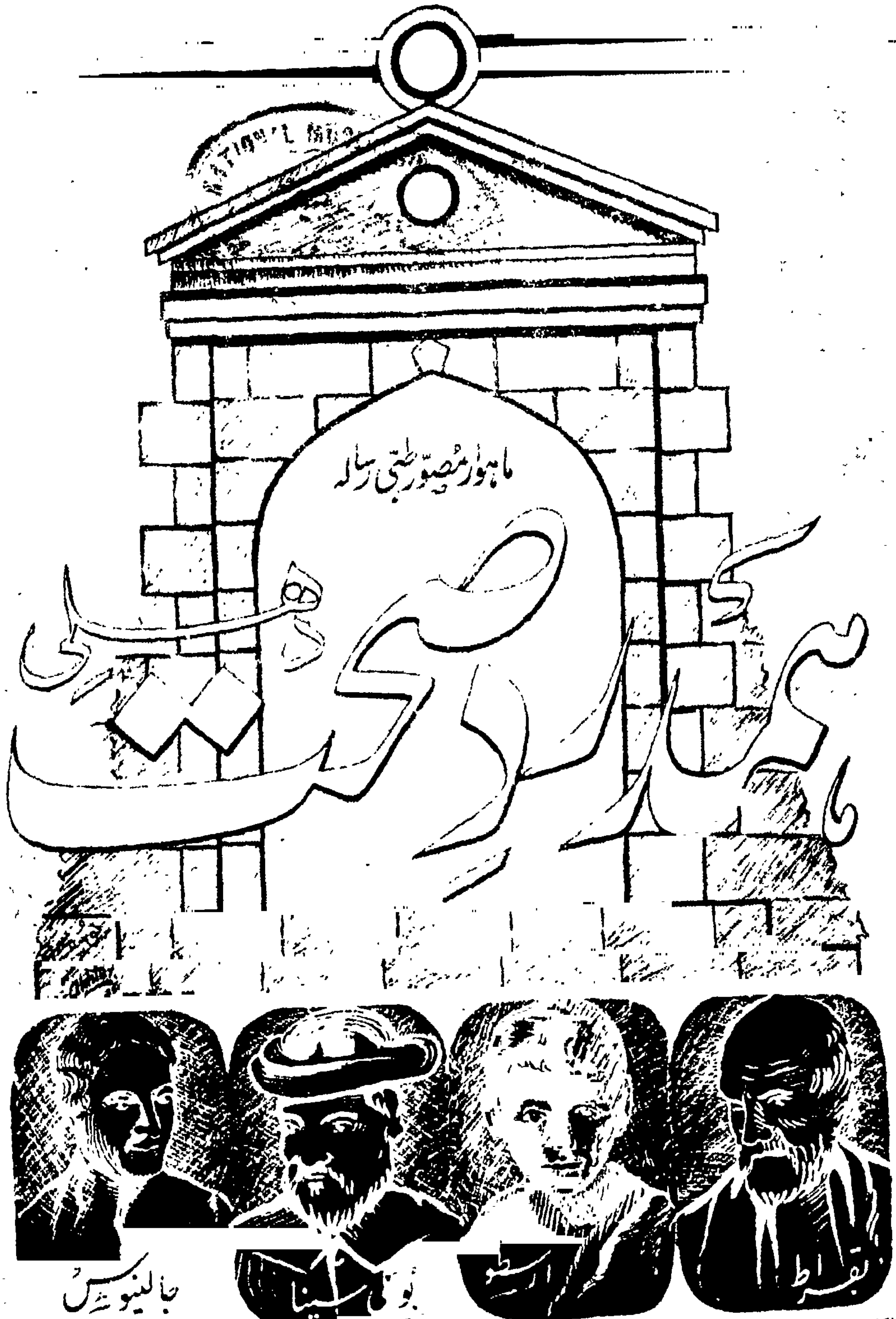
(خریدار نمبر ۳۴۸۱)

(۵۱) عمر تیئیس سال ہے۔ عرصہ چار سال سے جریان، احتلام، سرعت انزال، قبض، ضعف باہ، وکئی خون وغیرہ شکایات لاحق ہیں۔ دایاں فوطہ انڈے کی طرح بڑا ہے۔ اور اس پر کچھ رگوں کا اجتماع ہے۔ بایاں کبوتر کے انڈے کے برابر ہے۔ اعضائے تناسل کج اور لاغر ہیں اکثر نزلہ وحرارت کی بھی شکایت ہوجاتی ہے جسکی وجہ حکماء جگر کی گرمی بتاتے ہیں۔ نیز ترش و ٹھنڈی ادویہ حلق میں خراش پیدا کرتی ہیں، حذقاً مجرب علاج تجویز فرمائیں۔ بالخصوص ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی و حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی۔ (خریدار نمبر ۱۴۷۱)

(۵۲) جماع کے بعد کونسی ایسی لذیذ شے استعمال کیجائے کہ زائل شدہ قوت کا اعادہ ہوجائے۔ لیکن وہ چیز نقصان دہ نہ ہو اور ممکن بھی ہو۔ (خریدار نمبر ۱۹۹۲)

(۵۳) ایک نو عمر شادی شدہ لڑکے کو دو سال سے کدو دانوں کی شکایت ہے۔ گو مرض ابھی تک تکلیف دہ نہیں ہے لیکن بہر حال مرض کا انسداد ضروری ہے۔ کئی چٹکلے استعمال کرائے گئے۔ مگر ناکامی رہی۔ اطبائے کرام توجہ فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۹۹۲)

November, 1935.   نومبر ۱۹۳۵ء



مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proved of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication.

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.

PRICE:

Special Edition As. 12. ***Ordinary Edition As. 8.***



EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE.
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

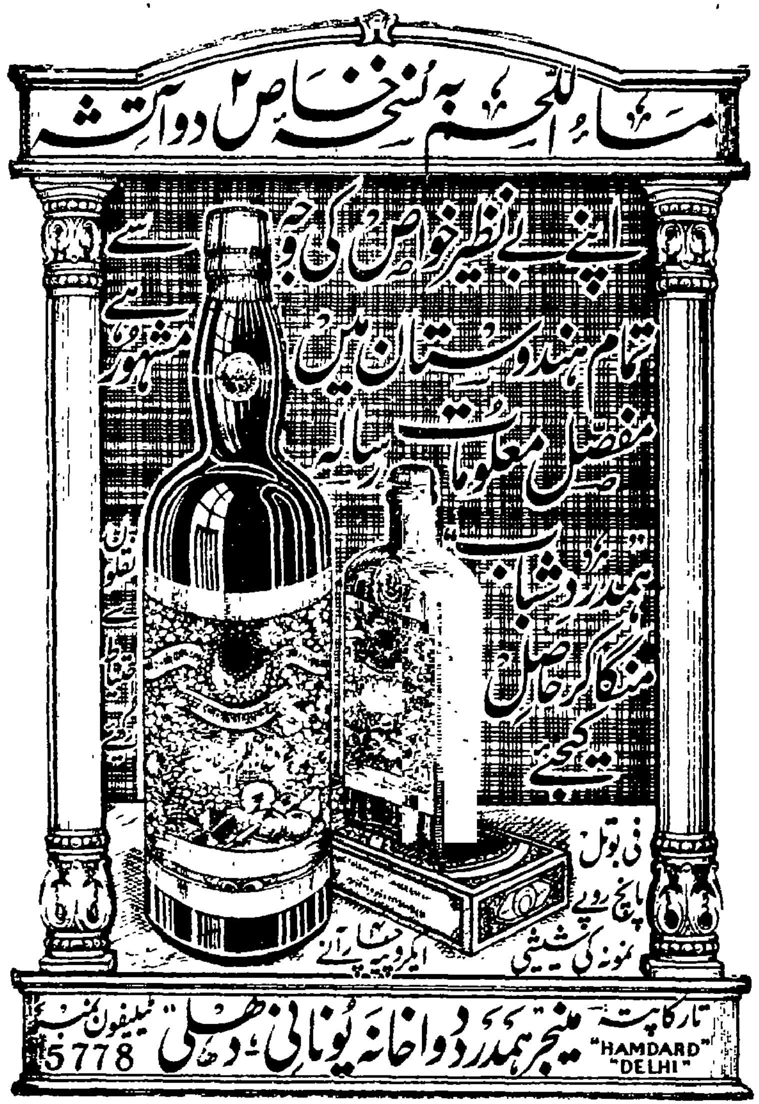
SINGLE COPY
2
ANNAS

جلد ۴ | نومبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۵

فہرست مضامین!

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر سے ۳ شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱؍۲)

نوٹ:- خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں، ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں۔ "مینجر"


ما ء اللحم بہ نسخہ خاص ۲ دو آتشہ
اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ "ہمدرد شباب" منگا کر حاصل کیجئے
فی بوتل پانچ روپے
نمونہ کی شیشی ایک روپیہ چار آنے
تار کا پتہ "HAMDARD" "DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی، دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778


معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے!
قیمت فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

برء الساعة

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی - لاہور

عہد قدیم میں ان مجربات کو جو نہایت سریع النفع ثابت ہوتے تھے۔ ایک خاص ترتیب کیساتھ علیحدہ کیا جاتا تھا اور لُنکے مجموعہ کا نام برء الساعۃ رکھا جاتا تھا۔ فضلائے عرب میں سے متعدد اطبائے کرام نے اس طرز کی کتابیں لکھی ہیں اور ان میں ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب برء الساعۃ کو ایک خاص درجہ امتیاز حاصل ہے۔

ابوبکر رازی کی برء الساعۃ (جسکا ہر نسخہ تیر بہدف۔ مجرب بیخطا اور صحیح معنی میں برء الساعۃ یعنی گھڑیوں اور ساعتوں میں بیماری سے بری کر دینے والا ہے) ہر عہد میں نہایت احترام قبول عام اور شہرت دوام کا شرف حاصل کر چکی ہے اور اطبائے کاملین نے ہمیشہ اس کتاب مجربات کے نسخوں کو محک تجربہ پر تجربہ کر کر ان کی تصدیق کی ہے۔

موسیٰ بن عبداللہ قرطبی یہودی نے الطب القدیم کے نام سے ایک کتاب تالیف کی ہے جسکی گیارہویں فصل میں اس نے رازی کی برء الساعۃ کو نقل کیا ہے[1]۔ رازی کی برء الساعۃ اس وقت میرے پیش نظر ہے۔ اور اگرچہ اسکی عظمت کے احساس کیلئے رازی کا نام ہی بہت بڑی ضمانت ہے لیکن میں اسکے ہر نسخہ میں اس کتاب کے شایان شان خصوصیتیں دیکھتا ہوں۔ افسوس ہے کہ ہجوم مشاغل کی وجہ سے پوری کتاب کا ترجمہ کرنے سے معذور ہوں۔ اس لئے ذیل میں بطور تعارف اس کتاب کے چند نکات اور معالجاتی تجربات سپرد قلم کرتا ہوں۔

درد سر

اگر درد سر مقدم سر میں ہو تو افیون سنگھاؤ۔ اور اسکا کنپٹیوں پر لیپ کرو۔ خرقہ کتاں کو روغن گل اور سرکہ خالص میں تر کر کے سر پر رکھو۔ روغن بنفشہ سے پنڈلیوں کی مالش کرو۔ عورت کے دودھ میں کپڑا تر کر کے درد کی جگہ رکھو۔ برنوف[2] خالص کھلاؤ کہ اس سے انشاء اللہ فی الفور درد سر رفع ہوگا۔

اور اگر درد سر مؤخر سر میں ہو تو سکنجبین اور آب ترب پلائیں۔ پھر جوشاندہ شبت پلائیں۔ تاکہ کھل کر قے ہو جائے قے کیلئے پانی گرم ہونا چاہیئے۔ تبلیہ مربی اور آملہ مربی کھلائیں اور ایارج فیقرا سے غرغرے کرائیں کہ ان تدابیر سے انشاء اللہ فی الفور آرام ہوگا۔

ہیجان چشم

اگر دھوپ میں چلنے سے آنکھوں میں جوش پیدا ہو اور سرخ ہو جائیں تو افیون سنگھائیں اور اسکا پلکوں پر لیپ کریں اور اگر آگ کے سامنے بیٹھنے سے یہ حالت پیدا ہو تو فوراً کچھ کھانا کھلائیں۔ اور ہلیلہ کابلی مربی یا آملہ مربی کو پیس کر بطور سرمہ آنکھوں میں لگائیں۔

زکام

زکام کا علاج ایک ہی ساعت میں اگر آپ چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ تیز گرم پانی مریض کے سر پر ڈالیں جب وہ اپنے دماغ میں گرمی محسوس کریگا۔ زکام اچھا ہو جائیگا۔ یا خرقہ کتاں کو آگ پر گرم کریں۔ اور اُسے مریض کی یافوخ (چندیا) پر رکھیں۔ اس تدبیر سے جب مریض کو دماغ میں حرارت محسوس ہوگی زکام سکون پذیر ہو جائیگا[3]۔

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب الطب القدیم صفحہ ۳، مطبوعہ مصر۔ منہ۔ [2] فارسی میں اسی کو شاہ بابک کہتے ہیں۔ یہ ایک گھاس ہے جو مصر میں پیدا ہوتی ہے۔ صرع۔ جمود۔ نسیان۔ اور سائر امراض اطفال میں مفید ہے۔ ملاحظہ ہو۔ تذکرہ داؤد انطاکی صفحہ ۱۵۵، مطبوعہ مصر منہ

[3] یہ علاج کی ہر حالت میں مفید نہیں۔ منہ ۱۲

اِشارات

مسئلہ اصلاح و تجدید

اس مسئلہ پر جو سلسلۂ مضامین دو ماہ سے جاری تھا۔ افسوس ہے کہ فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب کی غیر معمولی مصروفیت کی وجہ سے اس مہینہ قائم نہیں رہ سکا ہمکو آخر وقت میں اسکی اطلاع ملی۔ جب کہ بمشکل ہی کچھ لکھا جاسکتا تھا۔ ورنہ اگر پہلے سے خبر ہو جاتی۔ تو شاید ہم موصوف کو انکی مصروفیت کے باوجود اس اشاعت کیلئے بھی کچھ نہ کچھ لکھنے پر تیار کر لیتے۔ بہرحال اُمید ہے کہ آئندہ ماہ سے یہ سلسلہ پھر قائم ہو جائیگا۔

یہ مسئلہ جس قدر اہم ہے ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اسی مسئلہ کے صحیح حل پر ہماری طب کے قیام و بقا کا انحصار ہے اور اس گتھی کو سلجھائے بغیر ہماری طبی زندگی ہرگز خطرہ سے خالی نہیں کہی جاسکتی۔ یہ دور جسمیں سے ہم گذر رہے ہیں ایک ایسا دور ہے کہ اگر اس وقت ہم نے اپنے لئے صحیح اور محفوظ راستہ کا تعین نہیں کیا تو ہماری بربادی بالکل یقینی ہے۔ اسی منزل کو طے کرنیکے بعد یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہو کہ اب ہندوستان میں طب قدیم اور اُسکے علمبرداروں کیلئے کونسی جگہ ہونی چاہیئے۔ اور جو فن ایک عرصۂ دراز تک اس ملک کے باشندوں کی طبی خدمات احسن طریقہ پر انجام دیتا رہا ہے۔ موجودہ دور ترقی و تہذیب میں کیا اسکو اصلاح و تجدید کے بغیر بھی زندہ رکھا جاسکتا ہے۔ کیا یہاں بھی اسکا وہی حشر ہونیکے لئے چھوڑ دیا جائے۔ جو ان ممالک میں ہوا ہے۔ جہاں کے طبی مدارس کبھی بقراط اور جالینوس۔ رازی اور سینا کے نام سے گونجتے تھے۔ اور جہاں کی طبی فضا ہمارے اسلاف کے کارناموں سے معمور تھی۔ لیکن آج انہی کے اخلاف کی بے راہ روی اور جمود و خمود سے رازی اور سینا ہی کے وطنوں میں ان کا نام و نشان نہیں۔

یاد رکھیے۔ اللہ کا قانون اٹل ہے۔ اس میں کسی فرد یا جماعت کی کوئی تخصیص نہیں۔ وہ اسباب و تغیرات جو کسی ملک کی تہذیب اور علوم و فنون کی تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں اگر ان کا اعادہ کسی دوسرے ملک میں بھی کیا جائیگا تو یقین جانیئے اس ملک میں بھی اسکا وہی نتیجہ نکلیگا جس سے اول الذکر ملک کی آبادی دوچار ہوئی۔ یہ قانون الٰہی ہے جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ہ

حامیین طب قدیم کو اب خواب غفلت سے بیدار ہو کر ذرا اپنے گرد و پیش کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ان کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس ملک میں انکی پوزیشن پہلے کیا تھی۔ اور اب کیا ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا جبکہ ہندوستان کا ہر باشندہ ہماری خوبیوں کا معترف تھا لیکن اب جو حالت ہو اسکو ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے یہ حالت اسباب کے بغیر خواہ مخواہ ہی نہیں پیدا ہو گئی ہے۔ بلکہ ہماری ترقی کی طرح ہمارے تنزل کے بھی علل ہیں۔ آج اسی کی ضرورت ہی کہ ہم اپنے تنزل کے اسباب کا دقت نظر سے پتہ لگائیں۔ اور اسکے بعد ترقی کے وسائل کی تلاش کریں

طبی فضا میں جو لہریں اس وقت پیدا ہوئی ہیں۔ مقام مسرت ہے کہ انکو اکثر جگہ محسوس کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے پاس جو تحریریں پہنچی ہیں۔ ان سے تبدیلی ذہنیت اور موجودہ رجحان کا پتہ لگتا ہے۔ بالعموم اس جد و جہد کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ طبیہ کالج دہلی کے ارباب علم بھی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ اور ادارہ کیطرف سے اپنا ایک مشترک بیان شائع کرنے والے ہیں۔

گل سرخ - پوست انار ۔ پوست آس ملا کر سب کو ہموزن باریک کرو۔ اور اس سفوف کو قدرے پانی میں پکاؤ تاکہ پانی میں اس دوا کی قوت آجائے ۔ اس پانی میں مریض کو بٹھاؤ اور اس دوا کو بطور ضماد مقعد پر لگائیں ۔ پھر مقعد کو برف سے ٹکور کرو۔

قولنج

شحم حنظل کا فتیلہ بنا کر مقعد میں حمول کرائیں ۔ اگر اس سے پیٹ میں کرب و مغص پیدا ہو ۔ تو گزرو ۔ زیرہ ۔ کرویا ۔ جو ۔ انجدان انار دانہ کا جوشاندہ بنا کر پلائیں ۔

اسہال

صندل اور کافور کو شاہسفرم کے پانی میں پیس کر پیٹ پر لیپ کریں اور قرص کندر کھلائیں ۔

پیچش اطفال

حب الرشاد ۴ ماشہ ۔ زیرہ کرمانی ۵ ا ماشہ سب کو باریک پیس کر پرانے گھی میں ملا لیں اور تھوڑی سی بچہ کو اسکی والدہ کے دودھ میں ملا کر چٹائیں ۔

عرق النسا

صبر زرد ۔ ہلیلہ زرد ۔ سورنجان شیریں ۔ سب کو باریک کر کے ماء الرشاد میں گوندھ کر گولیاں بنالیں ۔ مریض کو ایک گولی کھلادیں اس سے اسے ۵ سے لیکر ۶ دست آجائیں گے ۔ اور وہ فوراً اچھا ہو جائیگا ۔ ایک بوڑھے کو عرق النسا سے اٹھنا بیٹھنا اور کروٹ لینا دوبھر ہو گیا تھا میں نے اسے یہ گولی استعمال کرائی اور وہ فی الفور اچھا ہو گیا ۔

اعیاء و تعب

پیدل چلنے کے بعد بعض دفعہ اعضا میں تکان ہو جاتی ہے ۔ جوڑ دکھنے لگتے ہیں اور بیٹھ کر اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے اس تکان کا علاج یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کو کسی تیل سے تر کیا جائے ۔ اس سے فی الفور سکون ہوگا ۔ یا پھر اگر سردی کا موسم ہو تو گرم پانی میں ۔ اور اگر گرمی کا موسم ہو تو سرد پانی میں گھٹنوں تک مریض کو کھڑا کیا جائے لیکن بدن کے کسی دوسرے حصہ پر پانی نہ ڈالا جائے ۔ اس تدبیر سے بھی یہ تکان فوراً دور ہو جائیگی ۔

درد کمر

حب النیل ۔ زنجبیل ۔ مقل ارزق ۔ تربد ۔ سنا مکی ۶ - ۶ ماشہ لیکر علیحدہ علیحدہ باریک کر کے شہد خالص میں ملا کر بنالیں ۔ قدرے دوا صبح کو نہار منہ کھلائیں ۔

نقاط دم

کبھی جلد پر خون کے سرخ نقاط نمودار ہو جاتے ہیں ۔ ان کا علاج یہ ہے کہ گل سرخ ۱۰ ماشہ مصطگی رومی ۱۰ ماشہ کو علیحدہ پیس کر باہم ملائیں ۔ اور اس دوا کے تین حصے کر لیں ۔ ہر روز صبح کو ایک حصہ دوا پانی سے کھلادیں ۔

نسیان

ایک مٹھی رائی اور ایک مٹھی شونیز کو علیحدہ علیحدہ باریک کر کے شہد خالص میں ملا کر جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں ۔ اور ہر روز صبح کو ایک گولی کھالیں ۔ اس سے آپ کا حافظہ خاصان خدا کے حافظہ کی طرح ہو جائیگا ۔ یا پھر مربی زنجبیل کھایا کریں ۔ اور پیاس کے وقت دن میں ایک بار پانی میں شہد خالص ملا کر پئیں ۔ شہد کی مقدار دو اوقیہ (اونس) سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے ۔

درد دنداں

درد دنداں کا فوری علاج یہ ہے کہ سویزج کے دو دانے لے کر ان کو روئی میں لپیٹو اور ان کو سل بٹے سے کوٹ کر دانتوں کے نیچے دبا لو۔ اور آگ سے درد کی جگہ کی داغنا کر دو۔

قلع دنداں بغیر الحدید

بغیر زنبور کے دانت اکھاڑنے کا ایک طریقہ ہے کہ عاقرقرحا کو ایک ماہ تک سرکہ میں بھگوئے رکھو حتی کہ وہ گارے کی طرح نرم ہو جائے بس دوا تیار ہے۔ اس کو دندان ماؤف پر رکھو۔ وہ کمزور ہو کر اکھڑ جائیگا۔

علاج حلق!

جب حلق میں کوئی چیز پھنس جائے یا کانٹا اٹک جائے تو سرکہ سے غرغرہ کرایئے۔ یا باقلا کا شیرہ نکال کر سرکہ میں حل کر کے غرغرے کرایئے کرایئے۔ انشاء اللہ فوراً فائدہ ہوگا۔

درد شقیقہ!

کتے کی ہڈی جلا کر اس کا دھواں مریض کی ناک میں پہونچائیں۔ یا پنجہ مریم[1] کی دھونی دیں۔

صرع

افتیمون۔ عاقرقرحا۔ اسطوخودوس۔ سقمونیا۔ فستقی کو کوٹ چھان کر روغن زیتون میں معجون بنا کر رکھ لیں اور بعد ایک جوزہ باری سے پہلے کھلائیں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ میں مرگی رفع ہوگی۔

دوی وطنین اذن

افیون کو پانی میں گھول کر کان میں چند قطرے ٹپکائیں۔ انشاء اللہ فوراً آرام ہوگا۔

رعاف مفرط

شب یمانی کو ناک میں نفوخ کر دیا جس طرف سے نکسیر جاری ہے اس جانب حجامت بالنار کرو۔ فوراً آرام ہوگا

ناصور

ناصور پر طوطیا سبز چھڑکو۔ یہ پیپ کو قطع کر دے گا۔ اور جلد آرام ہو جائیگا۔

جراحات تازہ

صمغ جفت بلوط یا بلیلہ کابلی کو سرمہ کی مانند باریک پیس کر زخم پر چھڑکیے۔ یا زخم میں آب کا فور لگائیے۔

ضربہ وسقطہ

اقاقیا۔ صبر زرد۔ مغاث۔ ماش۔ گل ارمنی سب کو باریک کر کے آب برگ آس میں پیس کر طلا کریں۔ فوراً درد کو آرام ہوگا اور وہ سرخی پیدا نہیں ہوگی جو ضربہ وسقطہ کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

جراحات کہنہ

گائے کا پرانا گھی لیکر ایک روئی کے فتیلہ پر لگا کر مقام زخم میں رکھیے اس سے بہت جلد آرام ہوگا۔

حرق نار

مردار سنگ۔ چونہ۔ گل سرخ، برگ حنا سب کو ہموزن لے سفوف کر لیں پہلے جلے ہوئے مقام پر روغن گل لگائیں پھر یہ سفوف چھڑکیں۔ مکمل آرام تو تین دن میں آئیگا لیکن درد میں فی الفور سکون ہو جائیگا۔

خروج مقعد

بکری کے کھر اور سینگ کو جلا کر باریک پیس لو پھر اس میں جفت بلوط فارسی اور گلنار فارسی مازو ئے سبز۔ شب یمانی

---

[1] برہان قاطع میں عرطیسا کا لفظ آتا ہے۔ جسکے معنی پنجہ مریم کے کئے گئے ہیں۔ (تذکرہ داؤد انطاکی)

مصفی خون ادویہ دیں۔ اگر ہاضمہ خراب ہو تو اسکو درست کریں۔ جگر کمزور ہو تو مقوی جگر ادویہ استعمال کرائیں۔ خارجی طور پر خارش کی مخصوص ادویہ مردار سنگ۔ تخم حنظل۔ برگ حنا۔ گندھک وغیرہ مکھن میں ملاکر مقام ماؤف پر ملیں۔

دستور مطب

(۱) تگذ بابری ایکتولہ فلفل سیاہ پانچ عدد رات کو عرق مصفی خون بارہ تولہ میں تر کرکے صبح کو زلال نکال کر پلائیں۔

(۲) اطریفل شاہترہ اول کھلا کر اوپر سے شاہترہ ۷ ماشہ، چرائتہ ۲ ماشہ، گل منڈی ۲ ماشہ، عناب ۵ دانہ، ہلیلہ سیاہ ۲ ماشہ، گل سرخ پانچ ماشہ پانی میں بھگو کر صبح مل چھان کر گلقند چار تولہ ملاکر پلائیں

(۳) خارجی طور پر زنگار ۳ ماشہ، برگ حنا پانچتولہ دونوں کو پیس کر السی کے تیل میں گوندھکر مقام خارش پر رات کو لگائیں۔ اور صبح کو وقت نیم کے صابن سے صاف کریں۔

(۴) گندھک آملہ سار۔ نیلا تھوتھہ، کمیلا مردار سنگ ہر ایک ایکتولہ۔ تمام چیزوں کو باریک پیس کر تین حصے کریں۔ ایک حصہ روغن زردہ ۱ تولہ میں ملاکر بدن پر ملیں۔ اور دھوپ میں بیٹھیں اور اسکے بعد حنا اور چنے کا آٹا بقدر ضرورت بدن پر غسل کریں اور تین روز تک اسی طرح کریں۔

مخصوص مرکبات

معجون عشبہ:۔ افتیمون ولایتی، بسفائج فستقی، گل منڈی، چوب چینی، کباب چینی۔ دارچینی ہر ایک ایکتولہ، سنا مکی، گل سرخ، صندل سفید و سرخ ہر ایک دو تولہ۔ پوست ہلیلہ زرد، ہلیلہ کابلی۔ ہلیلہ سیاہ ہر ایک چھ ماشہ سب کو کوٹ چھان لیں۔ ہلیلہ جات کو روغن گاؤ سے چرب کریں اور شکر تری۔ مار کا قوام کرکے حسب ضرورت معجون بنالیں۔ یہ معجون ایکتولہ عرق مصفی خون ۱۲ تولہ کیساتھ کھلائیں۔

اطریفل شاہترہ:۔ شاہترہ ۴ تولہ، ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ۱۱ تولہ، پوست ہلیلہ کابلی ۵ تولہ پوست ہلیلہ۔ آملہ مقشر ہر ایک پانچتولہ ۱۰ ماشہ، سنا مکی دو تولہ ۱۱ ماشہ گل سرخ ۱۰ تولہ سب کو کوٹ چھان کر اور ہلیلہ جات کو روغن بادام سے چرب کرکے مویز منقے کوٹی ہوئی ادویہ میں اس قدر ملائیں کہ معجون بنجائے۔

ضماد مجرب:۔ پارہ۔ رال سفید، گندھک آملہ سار، طوطیائے سبز ہر ایک ایکتولہ کو کھرل میں باریک کرلیں۔ اسکے بعد روغن زرد پانچتولہ ڈالکر خوب ملائیں۔ اور تھوڑا تھوڑا پانی اضافہ کرتے رہیں۔ یہانتک کہ وہ مکھن کے مانند ہوجائے۔ ان میں سے ضرورت کے مطابق لیکر مقام خارش پر مالش کریں۔ اور کاربالک صابن سے نہائیں

اکسیر خارش تر:۔ اجوائن۔ تخم حرمل ہر ایک ڈیڑھ تولہ پیاز دو تولہ ان دواؤں کو باریک کرکے دس تولے روغن سرشف میں جلائیں اور دستہ آہنی سے رگڑکر حل کریں۔ روزانہ دن میں دو تین مرتبہ مقام ماؤف پر ملیں۔

علاج ڈاکٹری

ہدایات مندرجہ بالا پر عمل کریں اور اصل سبب کو معلوم کرکے رفع کریں۔ اول جراثیم کش ادویہ استعمال کریں۔ اسکے بعد اندمال زخم کی کوشش کریں چنانچہ اول سلفر (گندھک) اور لوبان وغیرہ سادہ مرہم میں ملاکر استعمال کریں۔

مرہم ۱:۔ سلفر ایک اونس، وائٹ پرسپی ٹٹ چار گرین، کریاز وٹ چار منم، رذنگل ۱ منم۔ مرہم سادہ ایک اونس۔ سب کو ملاکر مرہم بنائیں اور ضرورت کے وقت استعمال کریں۔

مرہم ۲:۔ سپلا امڈ سلفر دو ڈرام۔ بائیٹھا ونٹ آف پوٹاس ایک ڈرام۔ مرہم سادہ ایک اونس۔ سب کو ملاکر مرہم بنائیں۔ اور مقام خارش پر ملیں۔ رفع قبض کیلئے کیلومل رات کو چار گرین کھلائیں۔ صبح کو میگنیشیا سالٹ دو اونس پلائیں۔ غذا زود ہضم اور سرد و تر مثلاً پالک کدو، ٹنڈہ۔ ساگودانہ، آش جو وغیرہ کھلائیں۔ پرہیز۔ گرم خشک اشیاء مٹھائی گوشت، شراب، نمک مرچ زیادہ استعمال نہ کریں۔ جماع سے بھی پرہیز کریں۔

خارش!

از جناب حکیم محمد انوار الحق صاحب تہانوی، لاہور

فیت و ماہیت مرض یہ ایک مشہور مرض ہے جس میں کسی مقام پر یا تمام بدن پر خارش ہوتی ہے اور چھوٹی پھنسیاں پیدا ہو جاتی ہیں جس میں سخت بے چینی اور کھجلی ہوتی ہے۔ مریض کھردری چیزوں سے بدن کو رگڑتا رہتا ہے۔ مگر سکون اور ت نصیب نہیں ہوتی۔ گو بظاہر یہ معمولی مرض معلوم ہوتا ہے لیکن جس شخص کو اس موذی مرض سے واسطہ پڑ جاتا ہے۔ وہی اسکی حقیقت سمجھ ں سکتا ہے۔ چونکہ یہ مرض متعدی ہے اسلئے بے احتیاطی سے گھر کے دیگر افراد نیز محلہ پڑوس والے بھی اس مرض شکار ہو جاتے ہیں۔

سباب مرض گوشت، نمک، گرم مصالحہ، مچھلی، شراب، وغیرہ جیسی تیز اور خوش ذائقہ چیزوں کے کثرت استعمال سے خون فاسد ہو جاتا ہے یا صفرا و سوداء محترقہ یا بلغم شور خون کیساتھ ملکر فساد کا باعث ہوتا ہے بعض اوقات میلا کچیلا رہنے کی وجہ سے مات بند ہو کر تیز اور زہریلا مادہ محتبس ہو جاتا ہے۔ کبھی جگر کے ضعیف ہو جانے یا قوت دافعہ کے کمزور ہو جانیکی وجہ سے نیز عورتوں میں بندش یا خرابی حیض سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

دید تحقیقات مشاہدہ نے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ خارش کا سبب دراصل ایک قسم کا جرثومہ ہے جو جلد کے ضرب یا سفط یا مچھر، پسو۔ ملیریا کے کاٹے ہوئے کی خراش سے فائدہ اٹھا کر ماؤف جلد پر دس پندرہ منٹ میں ١/٢ سوم ہے جاتر چھا راستہ بنا کر جلد کے اندر سرایت کرتا جاتا ہے۔ اور راستہ میں اپنے انڈے چھوڑتا چلا جاتا ہے اگر دقت نظر سے دیکھا جائے تو جس جگہ یہ اندر ہوتا ہے وہاں ایک چھوٹا سا نقطہ نظر آتا ہے۔ اگر اسکو کسی نوکدار چیز سے اٹھایا جائے تو اسکے ساتھ کیڑا نکل آتا ہے جو خوردبین سے نمایاں طور پر تا ہے۔ اور اگر بغور دیکھا جائے تو بغیر خوردبین کے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

عدیہ مریض کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا، پینا، مریض کے کپڑے استعمال کرنا۔ پھنسیوں کی رطوبت (جسمیں جراثیم کے بیضے ہوتے ہیں) کپڑے یا جسم پر لگ جائے تب بھی یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے۔

نتائے مرض جرثومہ کے جلد میں سرایت کرنیکے ایک ہفتہ بعد اسکی خراش سے چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکل آتی ہیں جسکی وجہ سے خارش ہو کر مرض نمایاں طور پر ظاہر ہو جاتا ہے اور روز بدن ترقی کرتا رہتا ہے۔ اس سے پیشتر یہ بتلایا جا چکا ہے کہ یہ مہ راستہ میں انڈے دیتا ہے جسکی وجہ سے اس قسم کے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کیڑوں میں ایک نر کیڑا پھنسیوں کے کھرنڈ نیچے رہتا ہے۔ باقی کیڑے نیچے جلد میں مرض کو بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور پھنسیوں کے راستے باہر نکلکر نر کیڑے سے جفتی کھاتے ہیں جس سے نیم کی روز افزوں ترقی ہوتی رہتی ہے۔

لامات مرض بدن کے مختلف حصوں میں چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں جن میں سخت بے چینی اور خارش ہوتی ہے اور جب زیادہ کھجایا جائے تو ان میں سے رقیق مواد خارج ہوتا ہے۔ اور جس جگہ یہ مواد لگتا ہے وہاں اور پھنسیاں نکل آتی ہیں ں اوقات یہ مواد نہیں نکلتا بلکہ پھنسیاں بالکل خشک رہتی ہیں۔ اور جلد پر بھوسی کے مانند خشک ذرات معلوم ہوتے ہیں۔

نسام مرض خارش کی متعدد قسمیں ہیں جن میں سے عام طور پر خشک اور تر زیادہ مشہور ہیں۔ اس لئے ان ہی دونوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ستعداد مرض خارش۔ بچوں میں عموماً پاؤں، کف دست۔ اور سرین پر زیادہ ہوتی ہے۔ جوانوں میں اکثر کنج ران قضیب اور انگلیوں کی گھائیوں میں۔ عورتوں میں بیشتر بغل۔ فرج اور پستانوں میں زیادہ حملہ کرتی ہے۔ مرض کی زیادتی تمام بدن پر پھنسیاں ہو کر خارش ہو جاتی ہے۔

ل علاج فصد قیفال کریں جس خلط کا غلبہ ہو اسکے منضج و مسہل دیکر تنقیہ کریں بعد میں تسکین حرارت و تصفیہ خون کیلئے

ہوا - بچہ کیلئے تازہ ہوا کا انتظام اولین ضرورت ہے سب سے پہلے صفحہ ہستی پر قدم رکھنے کے بعد جس چیز سے واسطہ پڑتا ہے وہ ہوا ہے۔ اور چیزوں کے بغیر جو بقائے حیات کے لئے ضروری ہیں۔ انسان کچھ دیر زندہ رہ سکتا ہے لیکن یہ اس قدر ضروری چیز ہے کہ جس کے بغیر ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ میرا عقیدہ ہے کہ اگر یہ دنیا میں کسی کے قبضہ کی چیز ہوتی تو نہ معلوم کس قدر لوگ ایسے ہوتے جو اس کے بغیر اس دنیا کو خیرباد کہہ چکے ہوتے اور زندگی کا وقت پورا کرنا ان کو نصیب نہ ہوتا۔ یہ جسقدر زیادہ ضروری چیز تھی اسی قدر قسام ازل نے اسکو وافر طور پیدا کیا ہے حتیٰ کہ نہ ہاتھ ہلانے کی ضرورت ہے نہ پیر ہلانے کی حاجت۔ بلکہ وہ خود بخود بذریعہ استنشاق پھیپھڑوں میں پہنچتی رہتی ہے۔ اور وہ بیرونی گرد و غبار سے اگر ملوث ہے تو قدرت نے ناک میں اسکی صفائی کا بندوبست کر دیا ہے۔ تاکہ وہ صاف ہو کر پھیپھڑوں تک پہنچے اور تمام جسم میں تعدیل پیدا کرے اور جب وہ خراب ہو جاتی ہے تو پھر اندر سے باہر آنے والے سانس کیساتھ طبیعت خارج کر دیتی ہے جو اگرچہ ہمارے لئے مضر ہے لیکن نباتات و اشجار کیلئے مایۂ حیات بنجاتی ہے چنانچہ محققین نے لکھا ہے کہ درختوں کا وجود محض انسان کے وجود کیساتھ ہے۔ وہ ہوا جو ہمارے جسم سے خراب ہو کر باہر آتی ہے وہ درختوں کیواسطے ایسی ہی ہے جس طرح سے وہ ہمارے لئے ہمارے جسم میں داخل ہونے سے پہلے ضروری تھی اور جب وہ درختوں کیلئے ان میں رہنے کے بعد ان کیلئے سم قاتل ہو جاتی ہے تو وہ ہمارے واسطے مایۂ حیات یعنی نسیم بنجاتی ہے۔ یہ ایک نظامِ قدرت ہے جس سے ہم بالکل بیخبر ہیں۔ ہمکو نہیں معلوم کہ اُس نے کن کن طریقوں سے ہمارے لئے نعمتیں پیدا کی ہیں۔ بہرحال ہوا کا تازہ اور صاف و شفاف ہونا بیحد ضروری ہے۔ اب یہ گذارش کرنا کہ ہوا کیا چیز ہے اور ہوا میں کون کونسی جزو ہوتے ہیں طوالت طلب ہے۔ صرف اس قدر عرض کرونگا کہ ہوا کے ہر پانچ حصوں میں چار حصے نیٹروجن یعنی (شورجز) اور اکسیجن یعنی (بادنسیم) ہوتا ہے اور یہ شورجز اس وجہ سے بادنسیم کیساتھ ملا ہوا ہوتا ہے کہ اگر یہ نسیم کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو تو پھر انسان کو سانس لینا محال ہو جائیگا۔ اس کا کام یہ ہے کہ بادنسیم کو کمزور کر کے اس قابل بنا دیتا ہے کہ انسان آسانی سے سانس لے سکے۔ اسکے علاوہ کاربالک ایسڈ گیس اور امونیا وغیرہ بھی تھوڑی تھوڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہوا میں بہت سی کثافتیں مثل دخانی، معدنی، نباتی اور حیوانی وغیرہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا بچہ کو ایسے مقام پر رکھا جائے۔ جہاں کی ہوا ان جملہ کثافتوں سے پاک و صاف ہو۔ کثیف اور متعفن ہوا سے مختلف قسم کے امراض وبائی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مکان جس میں بچہ کو رکھا جائے ہر قسم کی گندگی اور کوڑے وغیرہ سے پاک و صاف ہو اُس کے پاس مستورات یا آدمیوں کا مجمع نہ رہے۔ قرب و جوار میں ایسے پیشہ ور نہ ہوں۔ مثل قصائی، رنگریز وغیرہ کہ جنکی وجہ سے مکان کی ہوا خراب ہو۔

مکان کی دافع تعفن ادویہ سے روزانہ صفائی کرا دینا ضروری ہے۔ اسکے قریب کہیں بدرو، تالاب یا گڑھے وغیرہ ایسے نہ ہوں جنکی وجہ سے تعفن پیدا ہو کر آنے جانے والی ہوا کو خراب کر دے۔

جس مکان میں بچہ ہو اس میں انگیٹھی وغیرہ روشن کر کے اسکو بند نہ رکھنا چاہیئے۔ یا زیادہ دیر تک ایسی روشنی (چراغ وغیرہ) جس سے دھواں اُٹھکر مکان کی ہوا کو خراب کر دے نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ اس سے خراب گیس پیدا ہوتی ہے۔ مکان جس میں بود و باش ہو بلندی پر ہونا چاہیئے۔ غرض جس قدر ہوا کی زیادہ صفائی کا انتظام ہو بہتر ہے۔

پانی - دوسرے درجہ میں پانی بھی بہت ضروری چیز ہے پانی کی صفائی کا بہترین انتظام کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر بچوں کو پانی نہیں دیا جاتا بلکہ انکی اگر غذا ہے تو ماں کا دودھ اور پانی ہے تو ماں کا دودھ یہاں تک کہ عموماً جب بچہ موسم گرما میں لو کی وجہ سے جھلس جاتا ہے آنکھوں میں حلقے پڑ جاتے ہیں۔ پھول سا چہرہ کملا جاتا ہے۔ ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں سرد پڑ جاتے ہیں۔ دم دم پر جان نکلتی ہے اور صرف جان باقی رہتی ہے اُسوقت والدین اس بچہ کی پیاس کا احساس کرتے ہیں اور اس کو پانی دیتے ہیں .... وہ بھی بمجبوری۔ حالانکہ بچے کو جس طرح دودھ کی ضرورت ہے۔ اُسیقدر اسکو پانی دینا بھی ضروری ہے عموماً ایسے بچے جن کو اول ہی سے پانی کا استعمال شروع کرا دیا جاتا ہے اس مصیبت سے بچے رہتے ہیں۔ بچے کو تھوڑا تھوڑا پانی ضرور استعمال کرائیں۔ پانی مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ نہر کا پانی، چشمہ کا پانی، تالاب کا پانی، کنوئیں کا پانی مفصل طور پر بخوف طوالت عرض نہیں کرتا ہوں ... [illegible] مختلف قسم کی کثافتیں مخلوط رہتی ہیں اُسی طرح پانی میں بھی بہت کچھ کثافتیں اور جراثیم

بابُ الصحت

بچوں کی پرورش

از جناب سید ذاکر حسین صاحب پہاسو ضلع بلندشہر

بچہ بھی صانع قدرت کی صناعی کا ایک بہترین اور خاموش نمونہ ہے جسکی حقیقت اور ماہیت پر جتنا بھی غور کیا جائے اسی قدر عقل کی حیرانی بڑھتی ہے۔ کوئی فلاسفر یا سائنسدان اس کی کُنہ کو نہیں پہنچ سکا کہ کس طرح ایک حقیر سی چیز بڑھتے بڑھتے زندہ اور متحرک اور باعقل آدمی کی صورت میں جلوہ گر ہوجاتی ہے۔ بس یہی وہ چیز ہے جہاں پہونچکر اُس واجب الوجود ہستی کے وجود کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ ہے کوئی قوت ایسی جس سے بالاتر دنیا کی کوئی قوت نہیں ہو۔ بلکہ دنیا کی تمام قوتیں اسکی محتاج نظر آتی ہیں۔ جسوقت ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں کہ آخر وہ کون ہے۔ جو سب سے پہلے اس گوہر بے بہا کی صدف رحم مادر میں بنیاد قائم کرتا ہے اور کرتا ہے تو کیونکر کرتا ہے۔ اور پھر اس میں نشوونما کی منزلیں۔ تناسب اعضاء۔ موقع اور محل کی قوتیں۔ اسکی غذا۔ اور پھر شکم مادر میں رشتہ حیات کا بقا کہ جہاں نہ بیرونی ہوا کا گذر ہے اور نہ بیرونی غذاؤں سے کوئی تعلق۔ اور پھر تخطیط اعضاء اور تشکیل جوارح۔ یوں ہم کہنے کو کہدیتے ہیں کہ یہ ذکور واناث کے حسن اتصال کا نتیجہ ہے۔ جب ہر دو رطوبات کا امتزاج ہوتا ہے تو بچوں کی بنیاد قائم ہوجاتی ہے اور پھر قوت مغیرہ اولے اور مغیرہ ثانی وغیرہ اس میں اپنا تصرف کرتی ہیں۔ اور قوت مصورہ اسکو سانچے میں ڈھالتی ہے اور قوت مغیرہ بحیثیت تناسب اعضا اسکو پھیلاؤ کرتی ہے۔ قوت جاذبہ ضرورت والی چیز کو جذب کرتی ہے۔ قوت ماسکہ اسکو مدت معینہ تک روکتی ہے۔ قوت ہاضمہ اور قوت دافعہ اپنے اپنے موقع پر کام کرتی ہیں۔ اور اس مضغۂ انسانی میں رفتہ رفتہ ترقی شروع ہوجاتی ہے۔ یہانتک کہ وہ کبھی ایک مکھی کے برابر ہوتا ہے پھر اس میں ایک دم سی نمودار ہوتی ہے۔ پھر ماشوں کی مقدار میں ترقی کرتا ہے۔ پھر تولوں کی مقدار میں پھر سیروں کی مقدار میں یہانتک کہ اسکا مجموعی وزن آخیر میں ۳۰ ماہ تک ہوجاتا ہے اور تمام اعضائے جسمانی بوجہ اتم واکمل پورے ہوجاتے ہیں۔ المختصر جنین جب اس قدر منزلیں اور مدارج طے کرلیتا ہے اس وقت عالم وجود میں آتا ہے۔ لیکن دوسرے اعتبار سے میں یہ بھی عرض کرونگا کہ بچے نہ صرف اس صانع قدرت کی صناعی ہی کا نمونہ ہیں۔ بلکہ ہر صاحب خانہ کے گھر کا آئینہ ہیں۔ اُن کے عادات، ان کے اطوار، ان کے اخلاق کا عکس ہیں۔ ان کی تہذیب معاشرت کا نمونہ ہیں۔ اسواسطے کہ بچوں کی مثال اُس گھڑی کے پرزوں کی سی ہے جس میں صحیح وقت بتانے کی قوت موجود ہے۔ لیکن وہ اپنے اس فرض کے انجام دینے میں ایک ایسے شخص کا محتاج ہے جو اسکو وقت مقررہ پر کوک دیتا رہے۔ اسکے پرزوں کو گرد وغبار سے پاک وصاف رکھے۔ اور اسکی کافی نگہداشت رکھے۔ اگر اس نے اس گھڑی سے غفلت اختیار کی تو یہ اس گھڑی کا قصور نہیں ہے کہ کیوں اُستے اپنا کام انجام نہیں دیا بلکہ محافظ کا قصور ہے کہ اُس نے اُسکو وقت مقررہ پر کوکا نہیں۔ بس یہی مثال ہمارے اُن نہالوں کی ہو جو ابھی آغوش مادر میں ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی تعلیم اپنی تربیت میں اپنے والدین کے محتاج ہیں۔ والدین اگر وقت مقررہ پر ان کی کافی نگہداشت رکھیں گے تب تو وہ کچھ کام کرسکیں گے۔ اگر عمدہ سبق دینگے تو وہ عمدہ نمونہ بنیں گے۔ اور اگر بُرا سبق دینگے تو بُرا نمونہ بنیں گے۔ انکی سب سے ابتدائی تعلیم ان کے ماں اور باپ کی تعلیم ہے۔ بچوں میں فطرۃً اثرات قبول کرنیکی قابلیت ہوتی ہے۔ اگر انکے والدین کے اخلاق وعادات مہذب ہیں۔ تو بچے بھی والدین کے اس طرز عمل کو دیکھکر قدم بقدم چلینگے۔ اور اگر ان کے خصائل بُرے ہیں تو وہ ویسا ہی بُرا اثر لیں گے۔ حکمائے یورپ نے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کا خیال اُسی وقت سے رکھنا ضروری ہے جبکہ وہ شکم مادر میں ہوں۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم ہوا، ماکول، مشروب حرکت وسکون وغیرہ یعنی اسباب ستہ ضروریہ پر اپنے ناچیز خیالات پیش کریں گے جن پر نہ صرف ہر متنفس کی صحت وبقاء زندگی کا دارومدار ہے۔ بلکہ جنسے ایک [illegible] کی زندگی ہر وقت متاثر

[illegible] سست [illegible] قوت [illegible] استعمال [illegible] اور جب [illegible] قابل ہو جائیں کہ چل پھر سکیں تو ہر وقت [illegible]

[illegible] ۔ ان کے اعضا کو سہلا دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ اعضا سہارا پاکر جلد اپنا کام خود کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور جب اعضا خود کام کرنے لگیں تو ان کو اس قسم کے کھیل کی طرف مائل کر دینا چاہیئے جس سے اعضا میں چستی چالاکی پیدا ہو جائے مثل گیند وغیرہ عموماً امرا کے بچے ہر وقت خادماؤں کے آغوش میں سوار رہتے ہیں۔ اور ان کو چلنا پھرنا نصیب نہیں ہوتا۔ ان کے اعضا سست ہو جاتے ہیں ۔ اور ادنیٰ سی حرکت ان کیلئے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ ہضم درست نہیں رہتا سانس پھول جاتا ہے۔ ضعف معدہ وغیرہ کی شکایتوں میں مبتلا رہتے ہیں اس وجہ سے کہ اعضا سے جب کام نہیں لیا جاتا تو آگے چلکر پھر اعضا خود کام چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور انجام خراب ہوتا ہے۔ اسکی مثال شب و روز کے مشاہدات ہیں۔ چنانچہ ایک صحیح المزاج اور تندرست آدمی ایک ہاتھ سے کام لینا چھوڑ دے۔ اور اُس کو قطعاً ایک حالت پر کچھ عرصہ تک رکھے تو آگے چلکر وہ ہاتھ بیکار ہو جاتا ہے۔ دوران خون کم ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات حس تک زائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر سادھو اور فقیروں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کسیکا ایک ہاتھ ایک صورت پر ہے جسکو اُنہوں نے ذریعہ معاش بنایا ہے کسی کا کوئی پاؤں ایک حالت پر رہتا ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اول اُنہوں نے اس سے کام لینا بالکل ترک کر دیا آخر میں وہ عضو خود کام کو چھوڑ بیٹھا ہے لہذا حرکت و سکون ہر فرد و بشر کیواسطے واجب العمل شے ہے اگر جوان ہے تو اسکو اپنی قوت کے مطابق اور اگر بچہ ہے تو اُسکو اُسکی قوت کے مطابق۔

لباس :۔ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کی زندگی کا دار و مدار اس حرارت عزیزی پر ہے جو قدرت نے جسم انسان میں ودیعت فرمائی ہے اسکی حفاظت بہرحال خواہ موسم سرما ہو یا موسم گرما ضروری ہے۔ لہذا جہاں اور چیزیں بقائے حیات کیلئے ضروری ہیں جیسا میں عرض کر چکا وہاں لباس بھی ایک ضروری چیز ہے بالخصوص ایسے بچے جنکے جسم بالکل نازک ہیں۔ ادنیٰ سی برودت یا حرارت اُنکی شمع حیات کو گل کر دینے کیلئے کافی ہے لہذا ان کیلئے موسم سرما میں ایسا لباس ضروری ہے جو اُنکے سر و سینہ کو بیرونی حوادث سے محفوظ رکھے۔ بچے کثرت سرما میں عموماً نمونیا وغیرہ میں زیادہ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسکی وجہ یا تو والدین کی غفلت ہوتی ہے یا افلاس کہ انکے سر و سینہ وغیرہ کی سردی سے کافی حفاظت نہیں رکھ سکتے ہیں۔ بچوں کیلئے روئی کا ایک کپڑا ضرور ایسا ہونا چاہیئے جس سے ان کا سر و سینہ سردی سے محفوظ رہے۔ اور انگیٹھی وغیرہ روشن رکھنی چاہیئے، اور ان کو وقت ناوقت باہر سردی میں نکالنے سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ سردی سے بچنے کیلئے دونوں وقت چار کا استعمال جس میں شہد اور دارچینی اور لونگ وغیرہ پڑی ہوئی ہو دینی چاہیے۔ زعفران ۲ ماشہ، شہد خالص ایک تولہ۔ اور مشک ا ماشہ، اور مغز بادام شیریں ۵ دانہ اسکی چٹنی بنا کر بچوں کو جب کہ سردی کا شباب ہو ضرور استعمال کرانی چاہیئے۔ کانوں کو سردی سے محفوظ رکھنے کیلئے اونی یا فلالین کا ٹوپ ہر وقت پہنائے رکھنا چاہیئے اور موسم گرما میں ہلکا لباس پہنانا چاہیے۔

غسل۔ یہ میں عرض کر چکا ہوں کہ غسل ہی انسان کے لوازم زندگی میں سے ہے۔ جہاں اور چیزیں ضروری ہیں وہاں غسل بھی ہے چنانچہ بچوں کو نیم گرم پانی سے غسل دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ فضلات جسم جو جلد کی طرف طبیعت نے دفع کئے ہیں وہ جسم سے دُھلکر علیحدہ ہو جائیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان بول و براز کے بعد ناممکن ہے کہ جسم کو دھوکر صاف نہ کرلے۔ یہ کیا چیز ہے یہ وہی فضلات جسم ہیں جسکو طبیعت نے براہ بول و براز دفع کیا ہے۔ اسی طرح ضرورت ہے کہ فضلات جسم کو مثل بول و براز کے جلد سے پاک و صاف کیا جائے۔ اور روزانہ جلد کو کثافت جسمانی سے صاف رکھا جائے غسل ہر دو وقت ضرور کرنا چاہیئے۔ عمدہ غسل تو یہ ہے کہ صاف و شفاف پانی سے غسل کیا جائے لیکن بچے چونکہ نازک ہوتے ہیں۔ جیسا میں عرض کر چکا ہوں۔ لہذا ان کو ہر دو وقت نیم گرم غسل دینا ضروری ہے۔ اسواسطے کہ اکثر جو بچے کہ نہلائے نہیں جاتے ہیں اُنکے جسم کے کونوں میں میل جمع ہوکر ایک قسم کا زخم پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے بچوں کو ایسے ناعاقبت اندیش والدین کے ہاتھوں سخت مصیبت اُٹھانی پڑتی ہے۔ المختصر غسل بھی بچوں کیلئے ایسی ہی ضروری چیز ہے جس طرح پر کہ بول و براز کی صفائی۔

بہرحال، یہ تو وہ چیزیں ہیں جو حفظ صحت کیلئے ہر انسان کا فرض ہے کہ اسکو عمل میں لائے تاکہ بچوں کی تندرستی بہتر سے بہتر ہو اُنکے قوا [illegible] بچوں لیکن والدین کا فرض یہیں ختم نہیں ہو جاتا، بلکہ بچوں کے اخلاق اُنکے عادات اُنکے اطوار اُنکی تہذیب انکا تمدن اُنکی معاشرت [illegible] اصلاح کی ضرورت ہے جس طرح حفظ صحت کیلئے اصول حفظ صحت برتنے کی ضرورت ہے اسی طرح اُنکی اخلاقی حالت درست [illegible] بداخلاقی کا یہ خلاصہ صرف آپ کے بچوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ سب سے پہلے [illegible]

رتے ہیں۔ بچے چونکہ نہایت نازک ہوتے ہیں۔ لہذا حتی الامکان اس

ف و شفاف پانی کی یہ تعریف ہے کہ ایک فٹ گہرائی تک اسمیں سوئی تک جھلکتی دیں۔ اور تازگی کی یہ صفت ہو کہ ... گرم پانی سے

یوں وقت غسل دینا ضروری ہے۔ اس سے بچے کی جسمانی کثافت دور رہتی ہے۔ ان کے لباس کی صفائی کا خاص طور پر انتظام ضروری ہے۔

غذا:۔ سب سے پہلے غذا تو وہی ہے جسکے متعلق میں نے عرض کیا ہے کہ ابھی ہمارا وجود صفحہ ہستی پر ظاہر نہیں ہوا کہ پستان مادر

ں غذا موجود ہے۔ غذا دینے سے پہلے یہ امر مقدم ہے کہ بچے کو ہلکی سی دست آور گھٹی ضرور دینی چاہیئے تاکہ اسکا پیٹ صاف ہو جائے۔

گھٹی کا نسخہ:۔ بادیان ... دو ماشہ، نرکچور دو ماشہ، گل بنفشہ دو ماشہ، گاؤزبان دو ماشہ، پودینہ خشک دو ماشہ، املتاس دو ماشہ ...

یا ماشہ، زیرہ سفید ایکماشہ، .... دانہ الائچی خورد ایکماشہ، برگ سنا ایکماشہ، گل سرخ ایک ماشہ۔ ذرا سے پانی میں جوش دیکر مل چھان کر

...ہ ماشہ شیرخشت انگریزی دو ماشہ، شیرہ مغز بادام شیریں ایک دانہ، ترنجبین خراسانی ایکماشہ پیس چھانکر ایک کپڑے کی بتی سے بچے کو پلایا جائے

تاکہ دو دست آجائیں۔ یا کیسٹر آئل عمدہ ایک ڈیڑھ ماشہ دیدیا جائے۔ اسکے بعد پستان مادر کو گرم پانی سے دہار دیا جائے اور اس میں سے

ناقص اور منجمد دودہ ہے وہ دبا کر نکال دیں۔ اسکے بعد بچہ کو تہوڑا سا دودہ پلایا جائے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ خواہ گھٹی خواہ کیسٹر آئل ضرور دیتے

رہنا چاہیئے۔ تاکہ بچہ معدہ اور پیٹ کی تکلیف سے محفوظ رہے۔ اکثر مائیں بچوں کو جب وہ روتا ہے فوراً دودہ اسکے منہ میں دیدیتی ہیں۔ یہ معلوم نہیں کیا

کرتیں کہ آیا بچہ کس وجہ سے روتا ہے۔ کہیں پیٹ میں درد وغیرہ تو نہیں ہے۔ یہ سخت غلطی ہے۔ بچوں کیلئے دودہ پلانیکے اوقات مقرر رکھنے چاہئیں مثلاً

تین گھنٹہ کے بعد بچہ کو وقت مقررہ پر دودہ دیا جائے۔ اسکے درمیان میں اگر بچہ روئے تو دودہ نہیں دینا چاہیئے۔ بلکہ اصل سبب گریہ معلوم کرنا چاہیئے

اگر بچہ دست و پا سکیڑتا ہے اور پیٹ پر ہاتھ رکھنے سے کچھ قراقر شکم بھی محسوس ہوتا ہے۔ اور وقت مقررہ پر پستان منہ میں نہیں لیتا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے

کہ درد شکم ہے۔ فوراً گھٹی یا کیسٹر آئل دیدینا چاہیئے۔ جس سے منجمد دودہ خارج ہو کر درد موقوف ہو جائیگا۔ اگر پستان مادر میں دودہ کی کمی ہے تو یا تو دایہ کا

یا بکری کا دودہ دیا جائے۔ یا پھر گائے کا دودہ بہتر ہے۔ ایک حصہ دودہ اور دو حصہ پانی اسمیں شریک کرکے جوش دیا جائے۔ اور اس میں سونف کی پوٹلی

بندہ کر ڈال دیجائے جب جوش ہو کر دودہ تیار ہو جائے تو اسکو چھان کر قدرے شکر ملا کر بچہ کو دیا جائے۔ اور بجائے شکر کے اگر اصلی شہد شریک کیا جائے

تو بہتر ہے۔ اس واسطے کہ اس میں پھولوں کا رس ہوتا ہے جو نہایت ہی عمدہ شے ہے۔ اور خدا کا بھی ارشاد ہے فیہ شفاء للناس۔ یعنی اس میں بنی

انسان کیلئے شفا ہے۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ اسکے تغذیہ روحانی اور جسمانی دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ کیسی کیسی نعمتیں ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں

تاکہ ... دودہ کا برتن ہر وقت صاف ستھرا رہنا چاہیئے۔ ہر مرتبہ دودہ دانی کو دودہ پلاتے وقت گرم پانی سے دہو کر صاف کر لینا چاہیئے۔ اسواسطے کہ مکھیاں

اس پر اکثر بیٹھ بیٹھ کر اسکو خراب کر دیتی ہیں اور اس سے احتمال ہے کہ اُن کے بیٹھنے سے جو اجزاء سمیہ اُسکے منہ پر لگے ہوئے ہیں دودہ کیساتھ مخلوط ہو کر

بچے کے شکم میں نہ پہنچ جائیں۔ ماں کے پستان میں اگر زخم یا ورم کی شکایت ہو گئی ہے۔ تب بھی بچہ کو دودہ دانی سے ہی دودہ دینا چاہیئے ماں کا دودہ

ایسی حالت میں نہیں دینا چاہیئے۔

حرکت و سکون:۔ وہ بچے جو ابھی آغوش مادر میں ہیں ان کی حرکت و سکون ہماری حرکات اور سکون سے بالکل مختلف ہے کیونکہ

ابھی اُن کے اعضاء جسمانی میں اتنی قوت نہیں ہے کہ وہ چل پھر سکیں۔ بلکہ انکی حرکت و سکون صرف خواب و بیداری ہے۔ یہ نہ خیال کیجئے کہ حرکت کے معنی

چلنا اور پھرنا ہی ہے۔ بلکہ بچے کی بیداری یہ بھی ایک قسم کی حرکت ہے۔ اسلئے کہ ہر وہ عضو جو عالم خواب میں پڑا رہتا ہے وہ اسکا سکون ہے۔ یعنی اعضاء

بچے کام سے غافل ہو کر ایک مقررہ وقت کیلئے آرام لیتے ہیں اور جب وہ وقت پورا ہو جاتا ہے۔ اور بچہ بیدار ہو جاتا ہے تو آنکھ اپنا کام کرتی ہے اعضاء

جسمانی حسب بساط کچھ نہ کچھ ضرور متحرک ہوتے ہیں۔ اسکا پستان مادر سے دودہ کھینچنا یہ بھی حرکت ہے۔ اس کا دست و پا کو جنبش دینا یہ بھی حرکت ہے

بہرحال بچہ ۲۴ گھنٹہ میں متعدد مرتبہ اس حرکت و سکون کے عالم میں گزرتا ہے۔ چونکہ اسکے اعضاء مرطوب ہوتے ہیں۔ لہذا وہ تہوڑی سی دیر میں

تھک جاتے ہیں تو اب ضرورت ہوتی ہے کہ ان کو آرام ملے تو بچہ سو جاتا ہے اور جب سونے کی حالت میں بدل مایتحلل جلد پورا ہو جاتا ہے تو پھر ضرورت ...

حرکت ہوتی تو بچہ بیدار ہو جاتا ہے۔ اور رطوبت چونکہ سہل القبول اور سہل الترک شے ہے۔ اسلئے بچے نہ زیادہ دیر تک سوتے ہیں ...

... جاتا ہے۔ ... نہ زیادہ دیر تک جاگ سکتے ہیں۔ وہ ۲۴ گھنٹہ میں متعدد مرتبہ سوتے اور جاگتے رہتے ہیں ...

... ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ انکو ضرور کوئی تکلیف ہے ...

افعال وخواص

بقول اطبائے یونان مسہل بلغم سودا واخلاط غلیظہ۔ دماغ ومفاصل سے رقیق رطوبات کا جاذب۔ مفتح سدہ ... یرقان، دردپشت۔ نقرس۔ اور اکثر امراض بلغمی میں نافع مگر حلق میں سوزش پیدا کرتا ہے۔ امراض باردہ اور جلدی امراض مثلاً آتشک، جذام اور خارش کو بھی مفید ہے۔ اس میں سمیت پائی جاتی ہے اس لئے بغیر مدبر کئے ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ اس کا تیل مقابلہ کنندہ سوزش مقرح، اور التہاب غشاء، وسمی وجع المفاصل درد اعصاب اور استرخاء کا دافع ہے۔

بقول طب جدید طب جدید میں صرف روغن حب الملوک مستعمل ہے، بیرونی طور پر قوی ار یٹینٹ (خراش کنندہ) جلد میں سوزش کرکے اُسے سُرخ کرتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے آبلے ڈالتا ہے جن میں پیپ پڑکر زخم ہو جاتے ہیں۔ مفاصل کے مزمن سوزشی امراض مثلاً کرانک رہیومے ٹزم (پرانا گنٹھیا)، اور گاؤٹ (نقرس) نیورلیجیا (عصبی درد) اور کرانک برانکائٹس (پرانی کھانسی) میں اسکی مالش مفید ہے۔

اندرونی طور پر بہت کم مستعمل ہے پرگے ٹوڈ (مسہل) سیری برل ہیموریج (سیلان خون دماغ) اپوپلیکسی (سکتہ) کوماٹوز (خواب گراں)، میں جب کہ اور دوا نہ پلائی جاسکتی ہو ایک دو بوند یہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈراپسی (استسقا)، ہائیڈروکیفےلس (استسقائے دماغ) یوریمیا (سمیت بول) اور ڈیلیریم ٹری مینس (ہذیان خمری) وغیرہ امراض میں بطور مسہل مستعمل ہے۔

روغن حب الملوک کی سمی تاثیرات اگر اس کا ایک قطرہ کھالیا جائے تو اسکے کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہی پیٹ میں مروڑ اور درد ہونے لگتا ہے۔ اور ایک یا دو گھنٹہ بعد دست آنے شروع ہو جاتے ہیں جو بعد میں جلد جلد اور پتلے پتلے آنے لگتے ہیں۔ اگر قدرے زیادہ دیا جائے تو آخر میں دست خون وبلغم آمیز آنے لگتے ہیں۔ بہت ضعف ہو جاتا ہے جو بعض اوقات موت کا باعث ہوتا ہے۔

علاج:- بذریعہ سٹامک ٹیوب معدہ کو چار اونس روغن زیتون یا روغن بادام شیریں ایک پائنٹ پانی میں ملا کر یا آشش ... دھو ڈالیں۔ پھر ۲۔ انڈوں کی سفیدی دودھ میں خوب ملا کر پلائیں۔ لنسیڈ ٹی (السی کی چائے) یا ملک (دھی) زدہی کا پانی، یا گرویل (دلیہ پیسی)، پلائیں اور کھلائیں۔ رفع درد کیلئے ۲۰ بوند ٹنکچر اوپیم قدرے پانی ملا کر دیں۔ یا بذریعہ حقنہ افیون استعمال کریں۔ یا مارفین پچکاری کریں۔ رفع ضعف کیلئے محرکات دیں۔

دیسی علاج:- کشنیز خشک باریک پیس کر بقدر ۳ ماشہ دہی آدھ پاؤ اور مصری حسب ضرورت ملا کر پلائیں۔ اور پانچ منٹ کے وقفہ سے اسی طرح سفوف اور دہی پلاتے رہیں۔ اور شروع شروع میں قے ہو جائے تو کچھ پروا نہ کریں۔ چند خوراک دینے سے بفضلہ آرام ہو جاتا ہے۔

حب الملوک کو مدبر کرنے کی تراکیب (۱) حب الملوک کو مقشر کرکے اندرونی پردہ نکال کر باریک پوٹلی میں باندھ کر اور چھ سیر شیر گاؤ میں آویزاں کرکے جوش دیں۔ حتیٰ کہ دودھ گاڑھا ...

(۲) حب الملوک کو سرگین گاؤمیش میں جوش دیکر دھولیں۔ پھر مقشر کرکے اندرونی پردہ نکال ڈالیں اور دودھ میں جوش دیں مدبر ہو جائیگا۔

جمال گوٹہ شدھ کرنیکی ویدک ترکیب تخم جمال گوٹہ ایک چھٹانک لے کر کپڑے میں پوٹلی باندھیں اور گوبر میں پانی ڈال کر اس میں ڈول جنتر کے ذریعہ تین پہر تک پکائیں۔ پھر نکال کر گرم پانی سے دھو ڈالیں۔ اوپر کا چھلکا دور کرکے ان کے اندر کا پتہ بھی نکال کر پھینک دیں اور ان کو پوٹلی میں باندھکر دو سیر پختہ دودھ میں تین پہر تک ... کے ذریعے پکائیں۔ اور نکال کر پھر گرم پانی میں اچھی طرح مل کر دھو ڈالیں۔ تاکہ کوئی پتہ رہ گیا ہو تو وہ بھی بہ جائے۔ بعد ازاں اسے ... لیموں کے رس ... کے ہمراہ۔ تین پہر کھرل کرکے مٹی کے کسی برتن کے اوپر لیپ کرکے دو روز تک تیز دھوپ میں رکھیں۔



ازجناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب عتیقی، ایچ پی ملاگہ

مختلف نام (معروف) جمال گوٹہ (طبی)، حب الملوک (ہندی) جمال گوٹہ (سنسکرت) جیپال۔ کنک پھلان (تاملی) نروالم (تلنگی) نیپال ولٹوا (کنیاری) نیپالا (بری) کتسکو (ملائی) بوری (جاوی) جراکن (بنگالی و کرناٹکی) جے پال (مرہٹی) جے پال (گجراتی) نیپالو (فارسی) بید انجیر خطائی۔ کرچک۔ دند (عربی) حب السلاطین دند الصینی جنزیح عینی (صفاتی) داتن تنو (انگریزی) کروٹن Croton لاطینی، کروٹونس۔ Crotonus

قدیم تاریخ قدیم ہندی طبیبوں کو اسکا علم نہ تھا سنسکرت کی جدید کتابوں میں جیپال وغیرہ ناموں سے اسکا ذکر کیا گیا ہے دند کے نام سے ایرانیوں کو نہایت قدم زمانہ سے اسکا علم ہے۔ اور یہ دوا چین سے براہ خشکی ایران میں پہنچی ہی لئے اسے دند چینی کہتے ہیں۔ اور عربی میں یہی نام معرب ہوکر دند الصینی ہوگیا۔ ابن سینا نے دند صینی کے نام سے اس دوا کا ذکر کیا ہے۔ انگلستان میں سب سے پہلے ۱۵۷۸ء میں اس کا بیان کیا گیا۔ سترہویں صدی میں اسکے بیج وہاں دوا مستعمل تھے۔ مگر اب صرف روغن ہی داخل فارما کوپیا ہے۔

مقام وموسم پیدائش چین، مجمع الجزائر ہند، ساحل مالا بار، ہندوستان اور لنکا میں پیدا ہوتا ہے۔

ماہیت وشناخت اس کا پودا جھاڑدار تین گز بلند ہوتا ہے۔ پتے بڑے چوڑے بینگن کے پتوں سے مشابہ، پھول زرد مائل بہ سفیدی اور پھل بید انجیر کیطرح بیضوی شکل کے ڈوڈے، بیرونی سطح سیاہ اور اندر سے سفید پھل کے اندر بیج بھی بید انجیر (ارنڈ) کے بیجوں کے مشابہ ہوتے ہیں۔ ذائقہ تیز اور بدمزہ ہوتا ہے زبان میں سوزش پیدا کرتا ہے

اقسام طب میں اسکی تین قسموں کا ذکر ہے (۱) چینی یا خطائی (۲) ہندی (۳) بنجری جن میں سے قسم اول بہترین خیال کیجاتی ہے دوم بھی اچھی ہے۔ مگر سوم ناقص اور ناقابل استعمال ہے۔

جدید تحقیق روغن بید انجیر خطائی۔ ایتھر کلوروفارم۔ روغن تارپین۔ اور روغن زیتون میں حل ہو جاتا ہے۔ اور ابسولیوٹ الکحل میں بآسانی حل ہو جاتا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل اجزا پائے جاتے ہیں۔

(۱) کروٹولینک ایسڈ جو کہ جوہر فعال یا جزو مؤثر معلوم ہوتا ہے (۲) ٹگ لک ایسڈ یا میتھل کروٹونک ایسڈ (۳) کروٹونول جو ست آور تو نہیں۔ مگر قوی خراش کنندہ اور جلد پر لگانے سے آبلہ پیدا کرتا ہے۔ (۴) چند والے ٹائل ایسڈس جو سب ملکر ایک فیصدی ہوتے ہیں۔ اور بو انہی کی وجہ سے ہوتی ہے (۵) چند فیٹی ایسڈس جو آزاد بھی ہوتے ہیں۔ اور چربی کی شکل میں مرکب بھی۔

طبیعت تیسرے درجہ کے آخیر میں گرم اور دوسرے درجہ میں خشک ہے

مضرت واصلاح گرم وخشک طبیعتوں اور لاغروں کو مضر ہے۔ مدبر کرنے۔ کتیرا، نشاستہ، زعفران، گل سرخ اور دہی سے مضرت کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

بدل:- کالادانہ، غاریقون اور شحم حنظل اس کا بدل ہیں۔

مقدار خوراک:- ایکد ورتی سے ایک دو دانے تک بقدر ضرورت وقوت اور روغن (تیل) ایک قطرے تک۔

حب قبض کشا

(مجوزہ حضرت کامل صاحب مرحوم) مغز حب الملوک (صرف پتہ دور شدہ) ایکتولہ، پوست آملہ تین تولہ آملہ کو قدرے کوٹ کر کسی مٹی یا چینی کے برتن میں ڈال دیں اور مغز جمال گوٹہ بھی تھوڑا تھوڑا کوٹ کر اسی پیالہ میں آملہ کے اوپر ڈالیں۔ اور اس پر چھاچھ غلیظ دو اسے دو انگل اوپر تک ڈالیں اور گرمیوں کے موسم میں ایک رات دن اور سردیوں میں تین رات دن پڑا رہنے دیں۔ اور سردیوں میں تین رات دن پڑا رہنے دیں اور پھر کھرل میں سحق بلیغ کر کے دو دو رتی کی گولیاں بنا کر خشک کرلیں۔

استعمال ومنافع :- ایک گولی رات کو سوتے وقت دودھ یا پانی کے ہمراہ کھا کر سو رہیں۔ صبح اٹھتے ہی ایک با فراغت اجابت ہوگی۔

سرمہ سرسام

مغز حب الملوک مدبر دس ماشہ۔ فلفلین سیماب، گندھک آملہ سار ہر ایک چار ماشہ خوب ملا کر کے کھٹہ کا پانی اس قدر ڈالیں کہ دو انگل اوپر رہے۔ خشک ہونے پر سرمہ کیطرح باریک کرلیں۔

استعمال ومنافع :- سلائی سے آنکھ میں ڈالیں جس طرف ڈالا جائیگا۔ اس حصہ کا بخار اور سرسام دور ہو جائیگا۔ (کنز المجربات)

حب مسکین نواز (گھوڑ چڑھی)

حب الملوک (مدبر بہ ترکیب نمبر ۲) ۸ تولہ، بیش (دودھ میں مدبر کیا ہوا) سیماب کبریت مصفیٰ، پوست ہلیلہ زرد، پوست بلیلہ، آملہ، مرچ سیاہ، فلفل دراز، زنجبیل، شیطرج، ہرتال ورقیہ، میدہا سید، میدہا میدہ، ریوند چینی ہر ایک ایکتولہ سب ادویہ کو سولہ پہر عرق بھنگرہ میں صلایہ کر کے دانہ موٹھ کے برابر گولیاں بنالیں۔

نوٹ :- میدہا میدہ کی ماہیت میں اختلاف ہے، مفتاح الخزائن میں اسے مراد شیطانی خصیہ لکھا ہے۔ جو نباتات پر بطور بیضہ ملتا ہے۔ اور عربی میں ایدمامیر کہلاتا ہے۔ آپ اسکی جگہ بہمن سرخ وسفید ایک ایک تولہ ڈال سکتے ہیں۔

یہ گولیاں بے شمار امراض میں مفید ومجرب ہیں اور انکی قوت ۲۵ سال تک باقی رہتی ہے۔ خوراک ایک سے پانچ تک۔

حب مسکین نواز کے استعمالات ومنافع —— تپ کیلئے کشنیز کے ہمراہ استعمال کریں —— دردمعدہ اور قولنج کے لیے تخم کرفس ایک تولہ اور بادیان چھ ماشہ کا شیرہ نکال کر دو تولہ شکر ملا کر اسکے ہمراہ استعمال کریں —— وجع المفاصل۔ احتباس بول۔ سنگ گردہ ومثانہ کے واسطے تخم خیارین ایکتولہ، تخم خربزہ چھ ماشہ، کاسنی پانچ ماشہ، بادیان چار ماشہ کا شیرہ نکال کر دو تولہ بنفشہ ملا کر اسکے ہمراہ کھلائیں۔ معمولی حالت میں پانی نگل لیں۔ —— سنگرہنی کیلئے آہن تاب دہی کے ہمراہ دیں —— دردشکم میں عرق کاسنی یا برگ تنبول کے ہمراہ —— کرم شکم کیلئے شیرہ ادرک یا تین ماشہ تخم خربزہ کے ہمراہ نہار کھا کر برگ پان چبائیں —— کژدم گزیدہ جگہ پر ۲ زنجبیل کے ساتھ مل دیں —— تپ کہنہ میں تین ماشہ روغن کتاں کے ہمراہ دیں —— تپ ربع (چوتھیا بخار) میں دو ماشہ زیرہ سفید ۶ ماشہ شکر کے ساتھ تین دن کھلائیں۔ یا ۷ عدد فلفل اور برگ پان کے ہمراہ دیں —— وجع المفاصل اور تشنج دل میں چار ماشہ شیرہ بھنگرہ کے ساتھ تین روز دیں۔ یا ۱۰ عدد مرچ سیاہ۔ ۵ عدد فلفل دراز اور تین ماشہ دارچینی اور شہد کے ہمراہ تین روز نہار منہ کھائیں —— جریان منی اڑھائی تولہ شیر گوسفند یا ایک تولہ برگ سنبھالو کے ساتھ دیں —— تپ سنیات :- فلفل دراز کیساتھ پانی میں گھسکر آنکھ میں ڈالیں۔ مریض ہوش میں آجائیگا۔ —— بوئے دہن۔ ایکتولہ قند سیاہ کیساتھ کھا کر آب ادرک پی لیں۔ یا برگ پان چبائیں —— ہیضہ و دردِ اعضاء۔ شیرہ برگ پنواڑ کے ہمراہ دیں —— دردسر یا نیم سر، ایک گولی ایک تولہ ترپھلہ کیساتھ کھائیں۔ اور ایک گولی روغن میں حل کر کے ضماد کریں —— استسقاء۔ ایک گولی ایکتولہ منڈی کے ہمراہ کھائیں —— باہ وامساک ساتھ ... کے ہمراہ ایک گولی کھائیں اور گولی سفیدی بیضہ مرغ میں حل کر کے عضو پر طلا کریں ... مفید ہے۔ ... کے ساتھ کھائیں اور ایک پانی میں حل کر کے سر پر لیپ کریں —— صرع ۱ گولی ڈیڑھ (اونس) کروٹن آئل (روغن جمال گوٹہ) ... ایکتولہ روغن خشخاش یا شیرہ ادرک کے ہمراہ کھائیں۔ ... ۳ فلوئڈ اونس، الکحل (۹۰ فیصدی) ۳ فلوئڈ ... کھائیں۔ ... کے والا) ادرکونسٹرائی تینٹ سے ...

جب بالکل خشک ہو جائے اور اسکا بہت سا پکنا حصہ برتن میں جذب ہو جائے تو برتن سے جدا کر کے کام میں لائیں۔

کیمیاوی فعال اسکے پتوں میں قلعی اور چاندی کا کشتہ ہو جاتا ہے۔ مغز کے زرد رنگ کا تیل کل کاہی پھولوں میں نا تا اور سم الفار کو کشتہ اور زرنیخ کو قائم النار کرتا ہے۔

مفرد استعمال (دام الصبیان) ماں کے دودھ میں ایک رتی گھس کر بچوں کو پلانا ام الصبیان کو دور کرتا ہے ـــــ اسے شہد میں ملا کر استعمال کرنا ام الصبیان اور ڈبہ اطفال میں نافع ہے لیکن مدبر کر کے استعمال کرنا چاہیئے ـــــ (امراض جلد) اس کا ضماد دار الشعلب۔ برص اور خارش وغیرہ میں مفید ہے۔ مگر چھالے اور زخم ڈالتا ہے ـــــ (دافع سستی) روغن جمالگوٹہ دو قطرہ عطر گلاب ایک قطرہ میں ملا کر طلا کریں۔ دافع سستی اور مقوی باہ ہے ـــــ (دافع درد) روغن جمال گوٹہ شہد میں ملا کر مالش کریں درد کمر و مفاصل کو مفید ہے ـــــ (طلا آبلہ انگیز) عضو تناسل کی پشت اور پہلوؤں کو کپڑے کی رگڑ سے سرخ کریں۔ اور ایک دانہ مغز حب الملوک کو پانی میں گھس کر لیپ کریں۔ آبلہ پڑنے پر کھول کر سوئی سے چھید کر کے پانی نکال دیں۔ اور مکھن لگا کر زخم کو درست کریں عضو کے تمام نقائص دور کر دیتا ہے ـــــ (لاہور سور) مغز حب الملوک ۶ ماشہ کو سم الفار تین رتی کے ہمراہ پانی میں باریک پیس کر کپڑے کے پھاہا پر لیپ کر کے پھوڑے پر لگا دیں۔ دوسرے روز نیم کے پانی سے دھو کر دوسرا پھاہا لگائیں۔ تین دفعہ لگانے سے تمام جڑیں دور ہو کر زخم بن جائیگا۔ اسے مناسب مرہم سے درست کر لیں ـــــ (مختلف امراض) شہد کے ہمراہ ۲ گرین استعمال کرنا جنون سکتہ شدید فالج اور عوارض جوش خون کو کم کرتا ہے۔

یونانی مرکبات و مجربات

حب بید انجیر خطائی حب الملوک مدبر کو سات روز تک آب لیموں میں کھرل کر کے دانہ ماش کے برابر گولیاں بنائیں۔
استعمال و منافع:۔ ایک بیضرر مسہل ہے۔ بچے کو ایک گولی ماں کے دودھ کے ہمراہ دیں۔ اور جوان کو چھ گولیوں تک مغز بادام اور شیرۂ گلقند یا دودھ اور مکھن میں کھلائیں۔ مجرب ہے۔ (مخزن)

سفوف حب الملوک مغز حب الملوک مدبر چار عدد، مغز نارجیل نو ماشہ، مردار سنگ۔ فلفل، آملہ، ہلدی ہر ایک دو ماشہ سب کو باریک پیس کر سفوف بنا لیں۔

استعمال و منافع:۔ اس سب دوا کے تین حصے کر لیں۔ علی الصبح ایک حصہ گرم دودھ یا شیرۂ مغز بادام یا شربت مصری کیساتھ کھائیں۔ جب اسہال سے فراغت ہو تو کھچڑی مع روغن کھائیں۔ اسیطرح تین روز کریں۔ تیسرے روز مع روغن روٹی کھائیں۔ مواد محرقہ نکلتا اور خصوصاً آتشک کیلئے مجرب ہے۔ (مفتاح الخزائن)

قرص حب الملوک حب الملوک مدبر ۱۰ دانہ، تخم کاسنی مغز تخم خیارین، مغز تخم خربزہ، نیلوفر ہر ایک ۱ دام، بنفشہ تخم خرفہ ہر ایک پانچ دام۔ باریک کر کے لعاب اسپغول کے ساتھ نصف سے ایک مثقال تک قرص بنا لیں۔ استعمال و منافع:۔ مناسب ادویہ کے ساتھ ایک قرص دینا امراض حارہ اور تپ ہائے گرم کیلئے سریع الاثر ہے اور بے ضرر مسہل ہے

دوائے مسہل مغز جمال گوٹہ مدبر، صبر زرد، سقمونیا، ایلوے انگریزی ہم وزن ہم مقدار ارزق مساوی الوزن لے کر شیر زقوم میں اچھی طرح تر کریں اور پھر نخودی گولیاں بنا لیں۔
استعمال و منافع:۔ ایک گولی ہمراہ عرق بادیان کھلائیں۔ عجیب مسہل ہے۔ بواسیر ریحی کو دور اور دماغ کا تنقیہ کرتی ہے۔

حب تپ اطفال حب السلاطین مدبر ایک تولہ۔ زعفران۔ لونگ۔ کتیرا سفید، ریوند چینی، تخم فلفل، آملہ خشک۔ ... ایک تین ماشہ سب کو عرق بادیان میں کھرل کر کے دانہ مونگ کے برابر گولیاں بنائیں
استعمال و منافع:۔ ضرورت کے وقت ایک دو گولی شیر مادر یا ... پانی میں حل کر کے دیں ...

دغیرہ جلد کے تمام نقائص دور کرتا ہو (بیاض کبیر دوم)

جدید الوضع مخلوط مجربات!

قبض کشا کھانڈ روغن حب الملوک مدبر ایک قطرہ، روغن بادام خالص دو قطرے۔ روغن سونف خالص ایک قطرہ۔ سکرین ۱ گرین۔ کھانڈ ایک تولہ، سب ادویہ کو چینی میں ڈال کر خوب باریک پیس لیں۔ استعمال ومنافع جس روز اس دوا کا استعمال کرنا ہو کھانا شام کے ۵ بجے کھالیں۔ اور ۱۰ بجے رات سوتے وقت ۲ ماشہ دوا نصف سیر نیم گرم دودھ میں ملا کر پی لیں۔ صبح کو ایک یا دو بافراغت اجابتیں ہو کر طبیعت درست ہو جائیگی۔

مرہم لاہور سور مغز حب الملوک ۲ ماشہ باریک پیس کر اس میں کار بالک ۳ ماشہ اور ویزلین دو تولہ ملا کر مرہم بنائیں۔ استعمال ومنافع۔ روزانہ صبح و شام پھوڑے پر لگایا کریں۔ چند روز میں جڑیں گل کر اور زخم میں پیپ پڑ کر پوری طرح صحت ہو جائیگی۔

ویدک مرکبات

اچھیا بھیدی رس جمال گوٹہ مدبر ہیم آہوا (یا ہلیلہ) ہر ایک چار تولہ۔ شنگرف سہاگہ بریاں۔ زنجبیل پیپل ہر ایک ایک تولہ سب کو کوٹ پیس کر ایک دن کہرل کر کے رکھ لیں۔

استعمال ومنافع:۔ دو رتی گائے کے دودھ کے ہمراہ کہائیں، امراض شکم قبض۔ نفخ کے واسطے بہت مفید ہے۔ دو چار دست ہو کر معدہ اور آنتیں صاف ہو جاتی ہیں۔

برہد اچھیا بھیدی جمال گوٹہ مدبر ۶ تولہ۔ زنجبیل ۸ تولہ لسوت مدبر ۴ تولہ۔ مرچ سیاہ۔ سہاگہ بریاں۔ پارہ مصفیٰ گندھک آملہ سار مصفی ہر ایک ایک تولہ پارہ اور گندھک کی کجلی کر کے باقی ادویہ باریک پیس کر شامل کر کے اچھی طرح حل کر لیں۔

استعمال ومنافع۔ پانی کے ہمراہ ایک رتی سے ۳ رتی تک حسب مزاج وعمر کھلائیں۔ جب تک دست جاری رکھنا چاہیں ہر اجابت کے بعد دو گھونٹ سرد پانی پی لیں۔ اور جب بند کرنا چاہیں گرم پانی یا دودھ پی لیں۔ نہایت عمدہ مسہل ہے۔ اخلاط فاسدہ کو نکالنا، امراض سوداوی کے مادہ کا تنقیہ کرنا۔ اور امراض شکم واسعا میں بھی مفید ہے۔

لیلاوتی بٹی جمال گوٹہ مدبر پانچ تولہ، چوک لکڑی چار تولہ، میٹھا تیلیہ تین تولہ، گندھک مصفیٰ دو تولہ، سیماب مصفیٰ ایک تولہ گندھک اور پارہ کی کجلی بنائیں اور میٹھا تیلیہ اور چوک خوب باریک کر کے سب ادویہ ملا کر لیموں کے رس میں دو دن تک سحق کریں۔ اور نصف نصف رتی کی گولیاں بنائیں۔

استعمال ومنافع۔ دو گولیاں تازہ پانی کے ہمراہ دیں۔ بخار میں مفید ہے۔

مرکبات طب جدید

مصدقہ کروٹونس اولیم (کروٹن آئل، روغن بیدانجیر خطائی) یہ ایک ثقیل روغن ہے، جو کروٹن سیڈز کو دبا کر نکالا جاتا ہے۔ بھورا زردی یا سرخی مائل گاڑھا۔ ذائقہ بدمزہ اور سوزش کنندہ۔

مقدار خوراک:۔ ½ سے ایک منم۔ ویسی کینٹ (آبلہ انگیز) اور ڈراسٹک پرگیٹو (مسہل شدید) ہے۔

لینی منٹم کروٹونس (لینی منٹ آف کروٹن آئل۔ مروخ روغن حب الملوک) کروٹن آئل (روغن جمال گوٹہ) ۱ فلوئڈ اونس۔ آئل آف کیجو پٹ۔ ½ ۳ فلوئڈ اونس، الکحل (۹۰ فیصدی) ½ ۳ فلوئڈ اونس۔ مرکب بنائیں۔ روبی فی شینٹ (محمر) پسچولینٹ (پھنسیاں پیدا کرنے والا) اور کونٹرا ئری ٹینٹ ہے۔

ہمراہ لگائیں ——— موئے ریختہ۔ تین ماشہ گھونگچی کے ہمراہ آب آملہ کیساتھ لگائیں۔ ایک ہفتہ تک بال ہر جاپہ ہوں گے ——— [illegible] پہلے ناخن کو دو ہفتہ شورہ کی سلائی سے کھجلا کر گولی کو زیرہ سفید میں حل کر کے لگائیں۔ ——— اسہال۔ ایک تولہ اجوائن کے ساتھ کھائیں ——— اسہال خونی۔ ۲ ماشہ قند اور ½ ۱ ماشہ موچرس کیساتھ ۲ روز تک کھائیں ——— درد گوش۔ ڈیڑھ ماشہ زنجبیل کے ہمراہ شیر عورت میں حل کر کے ٹپکائیں ——— درد دنداں۔ ڈیڑھ ماشہ کتھا کیساتھ چبائیں اور دانتوں پر مل کر سو جائیں۔ ——— پھنسکوری کا لعاب دہن سے حل کر کے تین روز آنکھ میں لگائیں ——— درد چشم۔ زیرہ سفید کیساتھ آب آملہ میں حل کر کے رات کو آنکھ پر طلا کریں۔ ——— حیض بستہ۔ ایک عدد بیضہ مرغ کے ساتھ نہار کھلائیں اور آب گرم سے غسل کریں ——— آتشک۔ ڈھائی تولہ بھنگ نیم کے ہمراہ چالیس روز کھائیں۔ پرہیز بادی و ترشی و جماع۔ ——— قے۔ سہ چند چلغوزہ کے ساتھ گرم کر کے کھائیں ——— سنگ مثانہ۔ ۲ ماشہ کلتھی کے ساتھ ۴۰ روز کھائیں۔ ——— سرخبادہ ½ ۱ ماشہ زیرہ سائینڈہ کے ہمراہ کھائیں۔ ——— چھاجن۔ دس گولیاں آدھ سیر روغن بیش میں حل کر کے ½ ۲ تولہ سبندور ملا کر طلا کریں ——— زکام۔ تین ماشہ زنجبیل کے ساتھ سات روز کھائیں ——— درد کمر۔ ۵ عدد قرنفل، سات ماشہ ادرک کیساتھ کھائیں ——— درد ناف۔ ۵ عدد قرنفل کے ساتھ کھائیں ——— پینس۔ چار عدد فلفل دراز کے ہمراہ باریک کر کے ناک میں ڈالیں۔ ——— زحیر بلغمی۔ تین ماشہ زنجبیل اور ½ ۱ تولہ شیر گاؤ گرم کیساتھ ۲ روز کھائیں ——— سرعت بول۔ تین ماشہ کشنیز کے ساتھ سات روز استعمال کریں۔ ——— ۳ ماشہ بھنگ کے ہمراہ ایک ہفتہ تک ——— عقیمہ ½ حصہ کافور کے ہمراہ۔ ——— بواسیر۔ ۳ ماشہ شیرہ اکاس بیل یا ۲ ماشہ کشنیز کے ہمراہ ۲۱ روز ——— بندش بول۔ ایک تولہ شیرہ زیرہ سفید کے ساتھ ——— دفع زہر۔ ایک گولی صبح و شام دیں زہر اثر نہ کریگا ——— سرخی چشم۔ آب کنجد یا گل کنجد کے ہمراہ آنکھ میں ڈالیں ——— پنڈ روگ۔ ۲ ماشہ میتھی کے ساتھ سات روز کھائیں ——— مارگزیدہ۔ مقام ڈنک پر چند چھپنے لگا کر ایک گولی پانی میں گھس کر لگائیں ——— سوختگی آتش۔ آب آملہ میں گھسکر لگائیں ——— کالا کلپ۔ فلفل دراز ½ دانہ دارچینی چار ماشہ کے ساتھ شہد میں ملا کر کھائیں ——— دفع تشنگی۔ ½ ماشہ زیرہ سیاہ کے ہمراہ ——— تپ لرزہ۔ شیرہ بھنگرہ کے ہمراہ ——— ہضم طعام ایک تولہ ایک تولہ اجوائن کے ساتھ ——— جنون بلغمی ایک تولہ شیرہ گھیکوار کے ہمراہ ۴۰ دن ——— ڈبہ اطفال۔ نصف گولی شیر مادر میں گھس کر پلائیں ——— دفع جھر تین روز کھچڑی کھلا کر بچے کو ایک یا دو گولی اور جوان کو چار یا پانچ گولیاں دیں۔ اور اسکے بعد آب گرم پلائیں۔ اسہال بخوبی ہونگے ضعف ہضم۔ ایک تولہ زنجبیل یا پان کے ہمراہ۔

نوٹ۔ مذکورہ بالا تمام امراض میں خوراک صرف ایک گولی ہے۔ اسہال لانیکے لئے چار پانچ تک استعمال کریں۔

ضماد مسہل

(معمولہ حکیم احسن اللہ خاں مرحوم) حب مسکین نواز بارہ عدد روغن بیدانجیر بقدر ضرورت میں حل کر کے پارچہ پہ لیپ کریں۔ اور نم معدہ کے مقام پہ چپکا دیں۔ اسہال شروع ہو جائیں گے۔

مسہل حب الملوک عجیب

مغز جمال گوٹہ غیر مدبر (صرف پوست و پتہ دور نمودہ)، شورہ قلمی، مغز بادام شیریں، فلفل دراز ہر ایک ایک تولہ، کونڈے میں ڈنڈے سے خوب رگڑیں۔ حتیٰ کہ موم کیطرح ہو جائے۔ قدرے گھی میں بریاں کر کے رکھ چھوڑیں۔

استعمال و منافع۔ عند الضرورت دورتی دوا لیکر نیم گرم پانی کے ہمراہ استعمال کریں۔ ہر اجابت کے بعد دو گھونٹ نیم گرم پانی پیتے جائیں دست ہوتے رہیں گے۔ جب دست بند کرنا چاہیں گرم دودھ میں میٹھا ملا کر پی لیں۔ فوراً بند ہو جائیں گے۔ معدہ و امعائی تنقیہ ہو سکے۔

استعمال و منافع۔ [illegible]

حب ڈبہ اطفال

جمال گوٹہ مدبر، قسط تلخ ہر ایک دو تولہ، پوست بیخ کنیر سفید، گھونگچی سفید ہر ایک دس تولہ سب کو ۔۔۔ حب السلاطین ۔۔۔ کوٹ چھان کر پندرہ سیر بھینس کے دودھ میں ملائیں۔ اور دہی جما کر مکھن نکالیں جو ۔۔۔ ایک تین ماشہ سب کو ۔۔۔

استعمال و منافع۔ ضرورت کے وقت ایک دو گولی شیر مادر کے ہمراہ کھائیں۔ ایک رتی ۔۔۔ [illegible]

آرلنگٹن سے کہا جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ اب بھی اس مریض کے دیکھنے کے لئے ان کے ہمراہ آئے تھے ڈاکٹر کارل نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:۔

"ڈاکٹر آرلنگٹن گردن توڑ بخار کا یہ مریض جانبر نہیں ہو سکتا۔ آہستہ آہستہ مرض اپنا دورہ ختم کر رہا ہے۔ پہلے بخار، پھر علامات مرض، اسکے بعد ہذیان اور بے حسی اور اسکے بعد موت ——— قطعی طور پر ———" یہ کہکر وہ کمرے سے باہر جانے لگے کہ مس آرسن، نرس نے آگے بڑھ کر کہا:۔

"ڈاکٹر صاحب میں ایک بات کہنی بھول گئی۔ اگرچہ اس کا مرض سے کوئی علاقہ نہیں، اور ایک ہذیانی بات ہے۔ مگر پھر بھی دو چونکہ اس ہندو مریض کی زبان سے بحران کی حالت میں نکلی ہے اسلئے اسے آپ کے سامنے دہرا دینا ضروری سمجھتی ہوں"

"بیشک، ضرور کہیئے" ڈاکٹر آرلنگٹن بولے "زیادہ تر وہ اپنی مادری زبان میں بول رہا تھا۔ مگر کبھی کبھی انگریزی میں بھی دو چار جملے بولنے لگتا تھا۔ زیادہ تر شیو جی۔ برہما۔ وشنو، رام اور آتما وغیرہ کے الفاظ یاد کرتا تھا۔ اور اپنی گفتگو میں ہر وقت انہیں استعمال کرتا تھا۔ ایک جملہ اس نے کئی بار دُہرایا۔

"روح جسم کی جان ہے جسم مر جاتا ہے۔ مگر دماغ یعنی روح لطیف ہمیشہ زندہ رہتی ہے
روح برہما ہے۔ ہر جگہ کائنات کے ہر ذرہ میں برہما، خدائے لایزال کا ہی جلوہ ہے
"برہما" کو کبھی موت نہیں آتی"۔

ڈاکٹر کارل نے نرس کو جھڑکتے ہوئے اور تحقیر کے انداز میں کہا "ہشت! ——— ہندوستانی لوگ پاگل ہوتے ہیں ——— مشرق کی توہم پرستی توبہ! ہر وقت خدا اور روح کا ذکر ہے۔ برہما ——— روح ——— یعنی؟ ——— قطعی بکواس ہے ——— بچارا پاگل ——— !!"

ڈاکٹر کارل اپنا جملہ ابھی ختم کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مریض نے جھرجھری لی اور ڈاکٹر آرلنگٹن نے ڈاکٹر کارل کا بازو پکڑتے ہوئے کہا دیکھئے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علی خاں ہندو کا دم واپسیں ہے۔ اور وہ متحرک ہے، قریب چلکر اسے دیکھئے"!

تقریباً مردہ جسم میں ایک لرزہ ہوا۔ اور اس حرکت کے ساتھ ہی مریض نے اپنا ہاتھ چادر میں سے باہر نکالا وہ کپکپا رہا تھا۔ انگلیاں مڑی ہوئی تھیں اور ایک نہایت خفیف و نحیف آواز کمرہ میں اس طرح منتشر ہوئی جس طرح خشک پتوں میں ہوا سرسرانے سے ہوتی ہے ہندو علی خاں کہہ رہا تھا:۔

"جسم مر جاتا ہے۔ مگر روح یعنی برہما کو موت نہیں۔ برہما روح ہے۔ روح نہیں مرتی
برہما پر میری جان قربان"

یہ جملہ ختم کرنے کے بعد مریض نے دفعتاً وحشی اختیار کر لی پھر چادر پھینک دی۔ اس وقت اُس کی شکل بہت ہی بھیانک اور خوفناک تھی۔ سوجی ہوئی آنکھیں اُبلی پڑتی تھیں۔ سیاہ چہرہ پر جھریاں پڑ رہی تھیں۔ ناک کا بانسہ خمیدہ ہو گیا تھا۔ گردن ٹیڑھی تھی۔ اور اور جسم کے ہر حصہ میں کرختگی و مردنی دکھائی دیتی تھی۔ ڈاکٹر کارل جیسا دلیر ڈاکٹر بھی اس ہولناک مریض کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور اس نے میز سے دور رہنے کی کوشش کی۔ مگر ہندو (علی خاں) نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ دانتوں سے ہونٹ کاٹتے اور غصہ و نفرت کے جذبات اپنے نحیف و لاغر چہرہ سے ظاہر کرتے ہوئے کہا:۔

"صاحب یاد رکھو تم بھی میری طرح مر جاؤ گے تمہارا حال بھی ایسا ہی ہوگا۔ جیسا میرا ہوا ہے
جسم مر جاتا ہے۔ مگر روح یعنی برہما کو موت نہیں۔ صاحب! تم خونی ہو، تم بھی میری طرح
فنا ہو جاؤ گے، برہما پر میری جان قربان"

ڈاکٹر کارل کا دل کانپنے لگا، مگر ہمت باندھتے ہوئے آپ نے ڈاکٹر آرلنگٹن سے کہا "ہذیان ہے ——— ہذیان ہے اور کچھ نہیں فضول بکواس کرتا ہے اس کا خیال کیا کرنا ——— چلئے اور کسی مریض کو دیکھیں اس کا تو معاملہ ختم ہے"۔



افسانہ — گردن توڑ بخار



ترجمہ :- از جناب ظفر قریشی صاحب بی، اے، دہلوی

" امریکہ کے ایک سائنٹیفک رسالہ میں آجکل گردن توڑ بخار کی بابت طبی اور علمی گفتگو ہو رہی ہے۔ اور ایک افسانہ بھی اسی سلسلہ میں شائع کیا گیا ہے۔ مغربی مصنفین ہندوستان کے معاملات سے اچھے خاصے بے بہرہ ہونیکے باوجود جس قدر بیباکی سے ان معاملات پر لکھتے ہیں۔ انکی کثیر مثالیں ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں۔ بالخصوص ناموں کے معاملہ میں تو یقیناً غلطی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس افسانہ میں بھی ایک ہندو مریض کا حال ہے اور اس کا نام "علی خاں" دکھایا گیا ہے۔ ہم نے اس نام کو بدلا نہیں ہے۔ تاکہ اصل حقیقت قارئین کے پیش نظر رہے اور انہیں امریکی معلومات ہند اور مبلغ علم کا حال معلوم رہے۔ افسانہ نتیجہ کے اعتبار سے کسی وقیع سائنٹفک حقیقت کا حامل نہیں۔ مگر آج کل اپنے ملک میں اس مرض کا زور ہے اور ایک ہندوستانی مریض کا افسانہ ہے، نیز ظرافت کے پیرایہ میں ایک دلچسپ طبی داستان پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اس افسانہ کو افادی وقعت سے زیادہ تفریحی حیثیت حاصل ہے۔ یہ داستان، بہرحال مفید مطالعہ ثابت ہوگی " (مترجم)

(۱)

ڈاکٹر کارل سیل کرک، امریکہ کے مشہور طبیب و جراح نے مریض کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا اور مرض کی تشخیص قیافہ سے کرنی شروع کی۔ مرض کی تشخیص میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ ظاہری علامات سے بھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریض پر "گردن توڑ بخار" کا سخت ترین حملہ ہوا ہے۔ اس سے قبل بھی ڈاکٹر کارل نے کئی مریض اس قسم کے دیکھے تھے۔ اور ان کا علاج بھی کر دیا تھا۔ لیکن طبعی طور پر انہیں اگر کسی مرض سے نفرت تھی تو وہ گردن توڑ بخار تھا۔ جب کوئی مریض اس قسم کا اُن کے پاس آتا تھا تو وہ بہت برگشتہ خاطر ہو جاتے تھے۔ لیکن بہرکیف وہ ایک طبیب تھے اور ان کا کام تھا کہ کیسا ہی مرض ہو اس کا علاج ضرور کیا جائے۔

اس وقت جو مریض ان کے سامنے تھا وہ نہ صرف ایک ایسے مرض میں مبتلا تھا جسے ڈاکٹر کارل کبھی اپنے پاس دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے، بلکہ مریض ایک ہندو (ہندوستانی) تھا، اور وہ ہندو مریضوں کو خاص طور پر اپنے مطب میں دیکھنا نہ چاہتے تھے۔ ہندو مریض کا نام "علی خاں" تھا۔ اور وہ کسی نہ کسی طرح آپ کے مطب میں بغرض علاج آ گیا تھا ــــــــــ ڈاکٹر کارل اپنے مخصوص انداز میں مریض کا معائنہ کر رہے تھے۔

ڈاکٹر کارل نے اپنے ہسپتال کی نرس مس آرسن سے کہا:۔

"جب سے میں گیا ہوں مریض کا کیا حال رہا"

"مریض پر پہلے تو ہذیان کا حملہ ہوا۔ اور ایک عرصہ تک واہی تباہی باتیں بکتا رہا جو بعض اوقات بہت عجیب ہوتی تھیں اسکے بعد بے حس و حرکت ہو گیا اور خاموشی کیساتھ لیٹا رہا اسکے بعد جسم میں کپکپی پیدا ہوئی اور اُسکے بعد پھر ہیجان ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ سے وہ اسی حالت میں پڑا ہے۔ ڈاکٹر کارل "

" درست ہے" ڈاکٹر کارل نے مریض کے چہرہ کی طرف سے نظر ہٹاتے ہوئے اپنے دوست اور شاگرد اور مددگار ڈاکٹر

ماردیا۔ لوگوں نے اسکو غریب و معمولی آدمی سمجھکر اس پر مہلک اثر ڈالنا شروع کیا۔ اپنے دماغ کی لہریں اسکے دماغ پر مستولی کردیں کہ تو مردہ ہے اور خواب میں جس طرح آدمی متحرک ہوجاتا ہے۔ اسی طرح تو بھی "خواب موت" کی حالت میں ہے۔ ورنہ درا صل تو مردہ ہے۔ اس خیال کا متواتر اثر یہ ہوا کہ اس لڑکے کا دماغ خراب ہوگیا۔ اور وہ فی الواقع مرگیا ہسپتال کے ایک کمرہ میں اسکے دماغ کا اپریشن کیا گیا۔ ڈاکٹر کارل اچھے جراح مانے جاتے تھے۔ اُنہوں نے دماغ کاٹنا شروع کیا۔ دماغ کے کٹتے ہی کچھ لہریں اسکے دماغ سے پیدا ہوئیں۔ جو دراصل اس غریب لڑکے کی بھیانک چیخیں تھیں۔ جو اس نے دماغی ابتری اور دماغی کوفت کی حالت میں کبھی اپنے گھر میں پیدا کی ہونگی۔ اس کی لرزا دینے والی آواز ان جراحوں کے دماغ پر مستولی ہوگئی اور وہ "عکس خیال" کے کام سے باز آگئے۔

اس دن کے بعد سے ڈاکٹر کارل نے دماغ کا آپریشن کرنے کی قسم کھالی۔ مگر پھر بھی کبھی کبھی ایسا کرنے کے لئے وہ مجبور ہوجاتے تھے۔ مگر جہاں وہ اس عمل کے لئے تیار ہوئے ان کے دماغ پر اس غریب و بیکس طالب علم کی کس مپرسی کی موت اور اسکی ہیبتناک دماغی لہروں کا بھوت سوار ہوا۔ وہ دماغ کے امراض اور دماغ کے آپریشن سے بہت ہی گھبراتے تھے "علی خاں" ہندو کی بات ان کے دل پر نقش فی الحجر ہوگئی تھی۔ اور باوجودیکہ وہ اعصابی کمزوری کے علاج کے بہت اچھے ماہر تھے اور دماغ کا علاج بھی کرتے تھے مگر اس وقت خود ان پر دماغی مرض کا حملہ ہوا تھا۔ اور اس وہم میں گرفتار ہوگئے تھے کہ ان پر گردن توڑ بخار ہی کا حملہ ہوا ہے۔ اور میرا دماغ زندہ رہیگا۔ گو اربعہ عناصر سے مرکب جسم فوت ہوجائیگا۔

"علی خاں" ہندو مرجائیگا اور انہیں اس کا بھی پوسٹ مارٹم کرنا پڑیگا۔ اسی وجہ سے انہیں سخت وحشت ہورہی تھی کہ آخر کار انہیں پھر دماغ کاٹنے کی نوبت آئیگی اور وہ اس خیال سے لرزرہے تھے کہیں ہندو مریض کا دماغ اپنی مہلک لہریں ان کے دماغ میں نہ چھوڑدے اس وہم سے وہ بہت ڈرتے تھے اور اسی پیچیدگی اور ذہنی کوفت کی وجہ سے وہ آج سخت پریشان تھے۔ کبھی کمرہ میں ٹہلتے تھے کبھی اپنی وہم پرستی پر ہنستے تھے۔ اور کبھی ان کا چہرہ زرد پڑجاتا تھا۔ اور انہیں یقین ہونے لگتا تھا کہ واقعی ہندو مریض نے اپنے خیال کی قوت سے انہیں مغلوب کرلیا ہے اور اپنے دماغ کی خاص حالت یعنی مرض اور ہذیان کو ان کے دماغ میں منتقل کردیا ہے۔ وہ پاگل ہوگئے تھے۔

دفعتاً ٹیلیفون پر اطلاع آئی کہ "علی خاں" ہندو کا انتقال ہوگیا۔

---

(۳)

ڈاکٹر کارل موٹر میں بیٹھکر ہسپتال پہنچے۔ مردہ خانہ جہاں لاشیں فوراً پہنچادی جاتی تھیں، ہسپتال سے ملحق تھا۔ ایک تنگ و تاریک کمرہ جس میں سوائے موت کے بھیانک تصورات اور تاریک روحوں کے کچھ نہ ہوتا تھا۔ آج ڈاکٹر کارل کو خلاف معمول مردہ خانہ میں جاتے ہوئے ایک قسم کی ہچکچاہٹ محسوس ہورہی تھی۔ ایک قسم کا خوف تردد جو ایک لائق ڈاکٹر کو کبھی نہ ہونا چاہیئے تھا۔ انہیں لاحق تھا وہ ڈر رہے تھے کہ مردہ، علی خاں اُٹھکر ان سے چمٹ جائیگا۔

کمرہ میں پہنچتے ہی آپ نے اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھ سے بجلی کا بٹن دبایا، فوراً روشنی ہوگئی۔ وہ بہت خوفزدہ معلوم ہوتے تھے دل کی کمزوری اور چہرہ سے خوف کو چھپانے کی کوشش کررہے تھے مبادا کہ ان کے اسسٹنٹ کو کچھ شبہ ہوجائے۔ قریب کی میز پر سے ربڑ کا چہرہ پوش اُٹھایا جو آپریشن کرنے کے وقت ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے حفاظت کے لئے حال ہی میں ایجاد کیا ہے۔ نیز ربڑ کے دستانے بھی پہن لئے۔ اور آہستہ آہستہ مردہ کی میز کی طرف رخ کیا۔

اپنے اسسٹنٹ کی طرف مخاطب ہوکر کہا "ڈاکٹر آرنگٹن آج کا کیس بہت سبق آموز ہوگا۔ یہ آپریشن ضرور سمجھ لو۔ میں اس ہندو کا پوسٹ مارٹم کرونگا۔ اور ایک ایک قدم پر بتاؤنگا کہ گردن توڑ بخار سے دماغ انسانی میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان سے اور اعضاء جوارح پر کیا اثر پڑتا ہے۔ مریض کا نظام عصبی و عضلانی کس درجہ ماؤف ہوجاتا ہے۔ اور ہذیان کی حالت میں نظام غدودی و عصبی پر کیا بیتتی ہے غرض کہ آج کا آپریشن اپنی نوعیت کے لحاظ سے سبق آموز ہوگا۔

ڈاکٹر کارل کا خیال تھا کہ وہ اس طرح باتیں کرکے اپنا دل قوی کرلیں گے۔ اور جب واقعی طور پر آپریشن کررہے ہوں گے تو

ڈاکٹر کارل نے کہنے کو تو یہ بات کہدی مگر سچ پوچھو تو واقعہ یہ ہے کہ انہیں ایک قسم کا فکر مزورد امنگیر ہو گیا تھا اور وہ کسی قدر
تردد کی حالت میں اپنا نیچے کا ہونٹ چبا رہے تھے ۔ کمرے سے باہر آتے ہوئے وہ بڑبڑا رہے تھے ۔

"مریض کا کہنا کہیں سچ نہ ثابت ہو ——————"

ڈاکٹر آرلنگٹن نے بیچ میں ٹوک کر کہا "کیا فرمایا آپ نے ڈاکٹر کارل ؟"

"کچھ نہیں ، کچھ نہیں " ڈاکٹر کارل نے ایک گہرے خیال سے چونک کر اور ظاہری بہادری دکھانے کی غرض سے اکڑ کر جواب
دیا اور پھر ایک غوطہ میں پہنچ گئے ۔

———:o:———

(۲)

ڈاکٹر کارل نے جاتے جاتے رُک کر کہا " ڈاکٹر آرلنگٹن مجھے ابھی یاد آیا ایک بہت ضروری مریض کو دیکھنے کیلئے جانا ہے ۔
اب دوسرے مریضوں کو دیکھنے جائیے ۔ اور میں ادھر جاتا ہوں"

(نرس کی طرف مخاطب ہو کر) " ہندو مریض کو وہ سیرم دیا جاتا رہیگا جو میں نے بتایا ہے ۔ اگرچہ موت لازمی طور پر واقع ہوگی،
تاہم کوئی علاج کیا جائے " یہ کہہ کر ڈاکٹر باہر نکلا اور اپنی کار میں بیٹھ کر ہسپتال سے روانہ ہو گیا ۔

ڈاکٹر کارل اپنے مریض کو دیکھنے کے بعد مکان پر واپس آئے ۔ آپ کا مطب مکان سے ملحق تھا اور ہسپتال فاصلہ پر تھا ۔ صبح نو بجے
سے بارہ بجے تک ہسپتال کا معائنہ اور شام کو تین بجے سے چھ بجے تک مریضوں سے ملاقات کرتے تھے ، یہ تھے ڈاکٹر کارل کے روزانہ
معمولات ۔

ڈاکٹر کارل نے اپنے کمرہ میں پہنچ کر اندر سے چٹخنی لگا دی اور سگریٹ پینا شروع کر دیا ۔ آج وہ خلاف معمول بہت متفکر و متردد
تھے ۔ کمرہ میں برابر ٹہل رہے تھے ۔ مگر بار بار انہیں گردن توڑ بخار کا خیال آتا تھا اور "علی خاں" ہندو کی بھیانک شکل اور اسکے ہذیانی الفاظ
حقیقت بن کر ان کے سامنے آجاتے تھے ۔ وہ وہم پرست ہرگز نہ تھے ، اور ایسی باتوں کا ہمیشہ مذاق اُڑایا کرتے تھے ۔ مگر آج ان کے دماغ
پر بہت بوجھ تھا ، اور وہ کمرہ میں بہت بیقراری کے ساتھ ٹہل رہے تھے ۔ ان پر "علی خاں" ہندو کی بددعا کا اثر ہو رہا تھا !

ڈاکٹر کارل کے دماغ میں "علی خاں" ہندو کے الفاظ گونج رہے تھے وہ سوچ رہے تھے کہ آخر "علی خاں" ہندو کو اس سائنٹفک حقیقت کا علم کیونکر ہوا
اخلاقی و روحانی نقطہ نظر سے تو سب ہی لوگ روح کے دوام و بقا کو مانتے چلے آئے ہیں ۔ مگر حال ہی میں خالص علمی اور سائنس کے ماہروں کی جماعت
نے بھی تجربہ کے بعد روح کے بقا و دوام کو تسلیم کر لیا ہے ۔ سائنس دانوں نے تجربہ کے بعد یہ مان لیا ہے کہ انسان کی موت واقع ہونے کے
کئی گھنٹہ بعد تک دماغ میں جان باقی رہتی ہے ۔ اور روح میں جو چیز کار فرما ہے وہ دراصل وہ جوہر لطیف ہو جو دماغ میں غدود کی صورت
میں دکھائی دیتا ہے ۔ یہ سبزی مائل لطیف روشنی روح کی اصل ہے ۔ اور یہی چیز دماغ میں زندگی قائم رکھتی ہے ۔ مگر اس حقیقت کا علم "علی خاں"
ہندو کو کیونکر ہوا اس کا بہت تعجب تھا جس زمانہ میں ڈاکٹر وئینا میں تعلیم حاصل کر رہے تھے ۔ انہیں روحانیات سے دلچسپی ہو گئی تھی یہ معلومات
اور تحقیقیں بہت دلچسپ ہیں اور نہ صرف طبی نقطۂ نظر سے بلکہ علم النفس کے اعتبار سے بھی ان کا وجود بہت اہم ہے اول " روشن ضمیری"
کی قوت پیدا کرنا یعنی روح کو اس درجہ صاف اور ارفع بنا لینا کہ وہ مافوق العناصر چیزوں کا ادراک بغیر زمان و مکان کی قید کے کر سکے ۔ دوسرے
"عکس خیال" اس روحانی عمل کا کام یہ ہے کہ ایک انسان نے اپنے دماغ کی قوتوں کو اس درجہ قوی و بیدار کرلے کہ وہ اپنے دماغ لہریں
ب عکس کے طور پر دوسرے کے دماغ میں پہنچا دے اور جو بات وہ کہے دوسرا شخص جسے "معمول" کہہ سکتے ہیں ۔ اس خیال کو فوراً تسلیم کرلے
اور اس کا دماغ اس عکس کو فوراً قبول کر لے ۔ اور وہی بات کہنے لگے یا سوچنے لگے ۔ اور اس پر وہی اثرات طاری ہو جائیں جو قوی الخیال
عامل کہنا یا دیکھنا چاہتا ہے ۔ اکثر لوگ جو "حاضرات" کا عمل کرتے ہیں ، اور معمولوں سے خرق عادت چیزیں سرزد کرا لیتے ہیں وہ محض عکس خیال
کا نتیجہ ہے ۔ اس عمل میں انسان اپنی رائے اور قوت خیال کو اس درجہ قوی کر لیتا ہے ۔ اور بحد درجہ برق رفتار اور مؤثر عکس ڈالنے کی عادت
ہو جاتی ہے کہ دوسرا آدمی اُسکے خیال کو فوراً جذب کر لیتا ہے ۔ وئینا میں اُنہوں نے ایک لڑکے کو جوان کے ساتھ تعلیم حاصل کرتا تھا جان سے

آج کی حرکات سے ڈاکٹر آرلنگٹن کو بہت تعجب ہوا اور وہ متفکر تھے کہ ڈاکٹر جیسا قوی الخیال آدمی ایسے معمولی سے مریض سے کیوں ڈر گیا اور مرنے کے بعد اسکے آپریشن نے اسے اس قدر پریشان کیوں کر دیا۔ اس خوف و ہیبت کی آخر اصلی وجہ کیا ہے۔ کیا وہ ہندو کی بددعا سے ڈر گیا تھا؟

---

(۴)

ڈاکٹر کارل اپنے مکان پر پہنچے اور کمرہ میں جا کر لیٹ گئے۔ خواب میں بھی خوفناک ہندو کا ایک سیاہ ہاتھ دکھائی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ "علی خاں" ہندو ان کے دماغ کا آپریشن کر رہا ہے اور انہیں گردن توڑ بخار ہو گیا ہے۔ جونہی ڈاکٹر کارل نے علی خاں ہندو کا ہاتھ اپنی کھوپری کی طرف آتے دیکھا ان کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اور آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو اپنے پلنگ پر بخیر و عافیت لیٹے ہیں۔ اس قسم کے ڈراؤنے خواب شاید ہی انہوں نے کبھی دیکھے ہوں۔

وہ پلنگ پر خاموش اور تقریباً بے حس و حرکت بیٹھے تھے۔ اس وقت تک ان کے اعصاب پر جو نا گوار اثر پڑا تھا اور خوف و ہراس نے جس طرح ان کے دماغ کے توازن کو متزلزل کر دیا تھا۔ یہ ایسے سوال تھے جن پر وہ برابر غور کر رہے تھے مگر جائے دل کو تقویت حاصل ہوتی وہ برابر خائف و متفکر تھے۔ اور رات کی نیند بھی حرام ہو گئی تھی۔ بس یہ الفاظ ان کے دماغ پر مستولی تھے۔

"جس طرح میں مر رہا ہوں ایسی ہی موت تم بھی مرو گے، صاحب! جسم مر جاتا ہے مگر دماغ جو روح کا استھان ہے، زندہ رہتا ہے"

ڈاکٹر کارل نے دیکھا کہ انکی پیشانی پر پسینہ آگیا ہے جسم ٹھنڈا پڑ گیا ہے زبان خشک ہو گئی ہے اور ان کی ایک عجیب کیفیت ہے انہیں یقین ہو رہا تھا کہ ہندو کی بددعا اپنا کام ضرور کریگی اور وہ ویسے ہی گردن توڑ بخار میں مرینگے جیسے ہندو علی خاں مرا تھا۔ اور اسی طرح ان کے دماغ کا بھی اپریشن کیا جائیگا جس طرح علی خاں ہندو کے ہوا تھا۔ ان خیالات نے ڈاکٹر کارل کو بالکل پاگل بنا دیا اور وہ تقریباً مردہ کی طرح پڑے تھے۔

یکایک ان کے دماغ میں یہ بھیانک حقیقت آئی کہ علی خاں ہندو، کا آپریشن کرتے وقت گردن توڑ بخار کے جراثیم ان کے جسم میں سرایت کر گئے، مرض متعدی ہے۔ اس لئے وہ آخر کار اس مرض کا شکار ہو گئے ہیں جسم کا سرد پڑ جانا۔ پیشانی پر پسینہ کا آنا۔ پھر یکایک بدن کا گرم ہو جانا اس مرض کی ابتدائی علامتیں ہیں۔ یقیناً انہیں گردن توڑ بخار ہو گیا ہے وہ اب مر جائینگے۔ ان کی لاش ان کے آپریشن روم میں سنگ مرمر کی ایک لمبی میز پر لٹائی جائیگی جس طرح علی خاں ہندو کے دماغ کو کاٹا گیا تھا اسی طرح ان کے دماغ کی بھی درگت بنے گی۔ بیشک ہندو بہت دوربین ہوتے ہیں۔ مرنے والے نے بالکل درست کہا تھا کہ روح زندہ رہتی ہے اور جسم مر جاتا ہے۔

ان خیالات نے ڈاکٹر کارل کو ہذیان میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ ہذیانی کیفیت اس منحوس بیماری کا لازمی نتیجہ ہے اور چونکہ وہ اس میں مبتلا ہیں۔ تب ہی تو دماغی اذیت اور ہذیان اس درجہ شدید ہے۔

ڈاکٹر کارل کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی جسم میں تشنج ہونے لگا ان کا دماغ چکرا رہا تھا۔ اور عجیب کیفیت تھی۔ یکایک ہذیانی کیفیت اور انتشار طبع میں کمی واقع ہوئی اور وہ آنکھیں بند کر کے اس طرح لیٹ گئے گویا قبر میں لیٹے ہوئے ہیں۔

پڑے پڑے انہوں نے سوچا کہ بخار کا ہو جانا یا ہذیانی کیفیت صرف گردن توڑ بخار کی علامتیں نہیں کہی جا سکتیں یہ علامتیں اور امراض میں بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر نہیں نہیں گردن توڑ بخار ہی ہوا ہے اور "علی خاں" ہندو کی بددعا کا اثر ان پر اپنا کام کر رہا ہے" حالانکہ آپ بجائے خود ایک ماہر امراض اعصاب تھے اور ملنے ہوئے ڈاکٹر تھے۔ اور اس خیال سے دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتے تھے مگر یہ خوفناک حقیقت ان کے دماغ پر ایک بھیانک بھوت کی طرح چمٹ گئی تھی خوف و ہراس کے شعلے ان کے دماغ میں پھر بلند ہوئے بخار کی آگ جسم میں پھیلنے لگی۔ بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہندو کا سیاہ پنجہ ان کے حلقوم کی جانب بڑھ رہا ہو اور وہ انکا دم نکال کر رہے گا۔ کانوں میں گھنٹیاں بجتی معلوم ہو رہی تھیں۔ ایسا بھی معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی شخص دماغ میں بیٹھا ہوا زور زور سے ہتوڑے چلا رہا ہے۔

ئے دل پر دہشت طاری نہ ہوگی ورنہ دماغ کا اپریشن کرنے کے خیال سے انہیں وہ ہولناک رات یاد آجاتی ہے جب اُنہوں نے غریب ہم سبق کو اپنی روحانی طاقت اور جراحی کا شکار بنایا تھا۔

ڈاکٹر کارل نے تمام ضروری سامان میز کے قریب لاکر رکھدیا اور سامنے ڈاکٹر آرلنگٹن کو کھڑا کیا۔ بجلی کا لیمپ نیچے لٹکا یا اور علیخاں دماغ کا آپریشن کرنے کیلئے آمادہ ہوئے۔ مگر ان کے دل میں ابھی تک دہشت اور پوشیدہ خوف کی کیفیت طاری تھی۔

میں سب سے پہلے دماغ کو پیچھے سے چیرنا شروع کرتا ہوں کنپٹی تک ایک قوسی تراش اس طرح بنائیگی" (یہ کہکر اُنہوں نے ذ اُٹھایا ــــــــــــ پھر اس کو جبڑے تک چیرتے چلے آئیں گے" (یہ کہکر اُنہوں نے اپریشن کا عملی مظاہرہ ڈاکٹر لنگٹن کو دکھایا)۔

"کھوپری نہایت سخت چیز ہے۔ لیکن اسے نہایت آسانی کیساتھ کاٹنے کیلئے ہمیں دار یا آپریشن کرنا ہوگا یعنی گدی سے لیکر پیشانی تک ایک طویل خط کی صورت میں"

یہ کہکر اُنہوں نے ایک چھوٹی سی آری سے، دماغ کو دو حصوں میں تقسیم کرنا شروع کیا۔

ایک ہاتھ سے آری چل رہی تھی۔ اور "علی خاں" ہند کے دماغ کی لہریں ڈاکٹر کارل کے دماغ پر حملے کر رہی تھیں۔ دہشتناک یں جنہیں صرف کارل کا دماغ ہی سمجھ سکتا تھا خوفناک بددعائیں۔ ہیبتناک الفاظ اور غصہ و ہذیان کی حالت میں نکلنے والے تکے جملے غرض کیا چیز تھی جو اس وقت ڈراؤنی صورت میں ڈاکٹر کارل کے دماغ پر حملہ آور نہ تھی۔ مگر ڈاکٹر کارل اپنی قوت ارادی کو مضبوط الب رکھنا چاہتے تھے۔ ایک طرف سے خوف و دہشت کی جو لہر آتی تھی۔ سے اپنی ڈاکٹری کے زعم اور سائنس کے گھمنڈ سے پرے ہٹا دینا ہتے تھے۔ مگر "علی خاں" ہند کے تصورات اور وہ عکس ریز خوفناک بددعائیں اسکے دماغ میں شعلہ سا پیدا کر رہی تھیں۔

یہ الفاظ بار بار ان کے دماغ میں گونجتے تھے۔

"شیوا کی لعنت ہو تجھ پر کہ تو نے میرے دماغ کو بھی ہلاک کردیا لعنت ہو دیوتاؤں کی اور

غصہ و جلال ہو تیری ملعون ذات پر جس نے مجھے اور میری روح کو بے چین کردیا جس

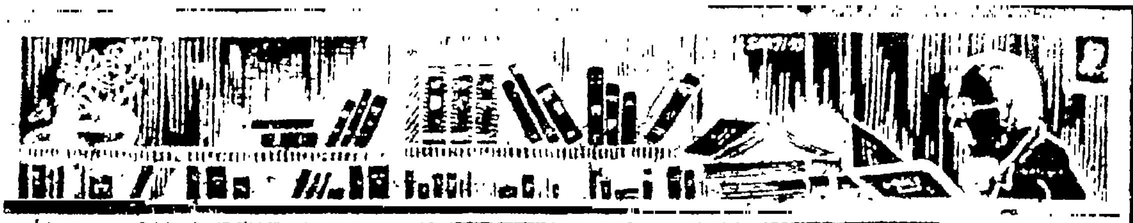
بیقراری سے میں نے جان دی ہے خدا کرے تو بھی اسی طرح مرے !!"

دماغ دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔ ڈاکٹر کارل نے موچنے سے اسکی جھلیوں کو دکھاتے ہوئے بتایا کہ اس جھلی کا یہ نام ہے اور اس ہ کو طبی اصطلاح میں یہ کہتے ہیں۔ لیکن وہ مغز (مخ) باہر نکالنے سے خائف تھے۔ مبادا کہ اس وقت کوئی آسمانی طاقت جو ہند کی روح ساتھ وابستہ ہو۔ ماورائے ادراک سے آجائے۔ اور روح کے ساتھ بدسلوکی کرنے کی پاداش میں ان کا ٹینٹوا دبا دے !!

ڈاکٹر کارل نے کہا "ڈاکٹر ارلنگٹن دیکھئے، دماغ کے پردوں اور رگوں میں پیپ پڑگئی ہے۔ یہی پیپ دماغی بخار یا گردن بخار پیدا کردیتی ہے۔ اور یہ درصل حرام مغز میں سمیت پیدا ہوجانیکے باعث ہوتی ہے۔ سب سے پہلے گدی کی ہڈی اور کمر کی ہڈی پر کا حملہ ہوتا ہے اور وہ پانی کی طرح پتلی اور زہریلی ہوجاتی ہے۔ آخر کار دماغ میں ورم اور پیپ پڑجاتی ہیں۔

یہ کہکر آپ نے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے بھیجے کو باہر نکال ہی لیا۔ مگر معاً یہ خیال آیا کہ ہند و مریض کی بددعا ضرور کام کریگی وہ بھی ایسی ہی موت مریگا جیسے وہ مرا ہے۔ اور اسکے دماغ کا بھی کوئی شخص ایسا ہی آپریشن کریگا جیسا وہ اس مریض کے دماغ کا ہے تھے۔

ڈاکٹر آرلنگٹن نے دیکھا کہ آپریشن کرنے کے دوران میں ڈاکٹر کارل آج خلاف معمول بہت خوفزدہ اور متفکر تھے۔ جب آپریشن ختم ہوگیا تو ربڑ کا چہرہ پوش کھول دیا گیا۔ دماغ ایک پلیٹ میں تراشا ہوا رکھا تھا اور دونوں ڈاکٹر اسکی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ جب سب معاملات ختم ہوگئے تو ڈاکٹر نے کہا کہ مجھے کئی روز سے ہلکا بخار ہے اور کام بھی بہت کر رہا ہوں اور آج کے آپریشن نے تو مجھے بہت ہی مضمحل کردیا ہے اس لئے میں جانا چاہتا ہوں۔ جاکر سو جاؤنگا یا دماغی آرام کے لئے کوئی دوا استعمال کرونگا یہ کہکر ڈاکٹر کارل مردہ خانہ سے اس طرح بھاگے گویا مردہ ان کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔



معلومات

بچوں کیلئے دھوپ اور روشنی

ناظرین سے مخفی نہیں کہ حیاتین Vitamin سورج کی شعاعوں کے اثر سے جانوروں کی جلد میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر بچوں کی خوراک میں یہ حیاتین Vitamin کافی مقدار میں نہ ہو اور ان کے جسم کو کافی دھوپ نہ لگے۔ تو ان ہڈیوں کی ساخت درست طور پر نہیں ہوتی۔ اور یہ نرم رہ جاتی ہیں اور ٹیڑھی ہو جاتی ہیں۔ اور ان کو کساح Rickets کی بیماری ہو جاتی ہے۔ مغربی عورتیں اس امر کو بخوبی سمجھ گئی ہیں۔ اور انہوں نے سائنٹفک اصولوں پر شدومد سے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ چیلسی وومنز کلب کی طرف سے زبردست پروپاگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ ہر ایک مکان میں بچوں کے کھیلنے کیلئے جگہ بنائی جائے۔ تاکہ وہ دھوپ اور روشنی اچھی طرح حاصل کر سکیں۔ نیز چھوٹے بچوں کیلئے ایک قسم کے پنجرے تیار کئے گئے ہیں جن میں انہیں بٹھا کر کھڑکیوں سے لٹکا دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ باہر کی روشنی اور ہوا کا لطف اٹھا سکیں۔

جذبات کے متعلق نئی تحقیقات!

نیویارک کے ایک شخص مسٹر ہیوہارون نے حال میں مختلف انسانی جذبات کے متعلق تحقیقات کی ہے کہ وہ بہت جلد پیدا ہوتے اور مٹ جاتے ہیں۔ صاحب موصوف کوئی بلند پایہ ماہر طبیعات نہیں۔ بلکہ وہ نیویارک کے ایک فوٹوگرافر ہیں۔ فلم کے مناظر کی تصاویر کھینچتے ہیں۔ انہیں خیال آیا کہ ایکٹروں کے چہرے پر اکثر جذبات اس تیزی سے نمودار ہو کر غائب ہو جاتے ہیں کہ انہیں فوٹو کے ذریعے نمایاں نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ انہوں نے عرصہ دراز کی تحقیقات کے بعد معلوم کیا ہے کہ مختلف جذبات کتنی مدت تک قائم رہتے ہیں۔

جو شخص اتنی بلندی سے گرے کہ اس کا مر جانا یقینی ہو تو اس وقت اسکے دل پر دہشت و ہیبت طاری ہوتی ہے۔ مسٹر ہارون نے تجربات کے بعد معلوم کیا ہے کہ دہشت کا یہ جذبہ سیکنڈ کے پچیسویں حصے سے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا۔ اور جو صدمہ اسے پہنچتا ہے اسکی مدت اس سے بھی کم یعنی ۱/۵۰ سیکنڈ ہوتی ہے۔ البتہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ایک جذبے کے بعد انسان کے دل میں کوئی دوسرا جذبہ جو پہلے جذبے سے کسی قسم کا تعلق رکھتا ہے پیدا ہو جاتا ہے۔ جو پہلے جذبے سے کسی قسم کا رابطہ رکھتا ہے۔ مثلاً بلندی سے گرنے والے شخص پر دہشت کے غلبہ کے بعد اپنی حالت پر بید طیش آتا ہے جو ۱/۵ سیکنڈ تک قائم رہتا ہے۔ پھر ایک مجنونانہ سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو ۱/۳ سیکنڈ تک رہتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے اس پر غصہ کا غلبہ ہو جائے۔ اور غصے کے بعد دہشت کا جذبہ ۱/۳ سیکنڈ کیلئے غلبہ حاصل کر لے۔ لیکن کوئی جذبہ مسلسل دیر پر زیادہ عرصہ قائم نہیں رہتا۔ مسٹر ہارون نے تحقیقات کی ہے کہ خوشی اور مسرت بھی ۱/۳ سیکنڈ تک رہتے ہیں۔ حیرت جذبہ ۱/۲ سیکنڈ تک معمولی خوف ۱/۲ سیکنڈ تک۔ بعض جذبات مثلاً حزن و ملال یاس و ہمدردی وغیرہ ایک سیکنڈ تک بھی رہ سکتے ہیں۔

نوٹ: ناظرین ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

"خادم منیجر"

اس پاگل پن اور ہذیان نے انہیں بالکل مضمحل کر دیا۔ کمرہ گردش کرتا معلوم ہوتا تھا۔ قبر اور تابوت ان کی آنکھوں کے سامنے رقص کر رہے تھے۔

یکایک انہیں اس امر کا احساس ہوا کہ اگر واقعی انہیں کوئی بیماری ہے۔ یا اگر بادل ناخواستہ اس امر کا بھی اعتراف کر لیا جائے کہ گردن توڑ بخار ہی ہو گیا ہے۔ تو پھر ہسپتال سے طبی امداد کیوں نہ طلب کر لی جائے۔ اس خیال کے آتے ہی انہوں نے پلنگ پر سے اٹھنے کی کوشش کی۔ سر چکرا رہا تھا۔ کمرہ گھومتا ہوا معلوم ہوا۔ کمرہ میں تاریکی تھی۔ بڑی مشکل سے بجلی کے بٹن تک پہنچے۔ بٹن دبایا۔ اور چاروں طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا ——— ہیں! ٹیلیفون! اخاہ! کیسی مفید چیز ہے۔

ڈرتے ڈرتے ٹیلیفون کے پاس پہنچے۔ ہسپتال کا نمبر ملایا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں ڈاکٹر کارل بیل کرک بول رہا ہوں۔ بخار۔ گردن۔ توڑ۔ جلدی بھیجو ڈاکٹروں کو۔ میں مر رہا ہوں۔" ٹیلیفون بند کر کے آپ اٹھے۔

خوف۔ دہشت، مایوسی، بے اطمینانی اور بخار کے گرم شعلے ان کے دماغ میں اس طرح بلند تھے۔ کہ وہ اب برداشت نہ کر سکے پلنگ سے ٹھوکر لگی۔ اور اوندھے منہ فرش پر گر پڑے۔

ڈاکٹر کارل ایک ایسے وقفہ میں پہنچ گئے تھے جو کبھی ختم نہیں ہوتا شاید شور قیامت ہی اس وقفہ کے ہلاکت آفرین سکوت کو توڑے۔

---

(۵)

ٹیلیفون پر خبر آنے کے فوراً ہی بعد ایک ایمبولینس کار میں ڈاکٹر آرلنگٹن۔ نرس اور کچھ مددگار فوراً ڈاکٹر کارل کے پاس پہنچے اور انہیں فرش پر سے اٹھایا۔ لیکن جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا اور بچنے کی کوئی امید نہ تھی۔ بہر کیف انہیں ہسپتال لیجایا گیا۔ اور کوشش کی گئی کہ وہ بچ جائیں۔ مختلف انجکشن دئے گئے۔ اور گردن توڑ بخار کے مریضوں کی ریڑھ کی ہڈی میں سے زہریلا پانی بھی سوئی کے ذریعہ نکالا گیا اور "سیرم" بنا کر داخل کیا گیا مگر جسم میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی۔ اور زندگی کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ ڈاکٹر آرلنگٹن اور نرس تو بہت ہی متاثر تھے۔ چند گھنٹے قبل وہ بالکل تندرست تھے۔ گردن توڑ بخار کا مذاق اڑا رہے تھے۔ ایک ہندو مریض کا آپریشن کیا۔ مگر ڈاکٹر آرلنگٹن کو معاً ہندو مریض کی بددعاؤں اور ہذیانی الفاظ کا خیال آیا۔ ڈاکٹر کارل پر یقیناً کوئی غیبی ہاتھ کام کر رہا تھا جس نے انہیں آ دبوچا۔

ڈاکٹر کارل کا دم نکل چکا تھا۔ انہیں سنگ مرمر کی میز پر لٹایا گیا اور ان کے دماغ کا آپریشن ڈاکٹر آرلنگٹن نے اسی طرح کیا جس طرح چند گھنٹے قبل ڈاکٹر کارل نے ہندو مریض "علی خان" کا کیا تھا۔ ہندو مریض کی بددعا کا ایک ایک حرف صحیح ثابت ہوا۔ دماغ کو کاٹا گیا لیکن ڈاکٹر اور نرس کو یہ دیکھ کر از حد تعجب ہوا کہ دماغ کا کوئی پردہ متورم نہ تھا نہ کسی پردہ میں پیپ پڑی تھی۔ نہ کسی غدہ میں زہریلا پانی تھا۔ غرض کوئی علامت دماغی بخار اور گردن توڑ بخار کی نہ پائی جاتی تھی۔

ڈاکٹر کارل کو گردن توڑ بخار ہرگز نہیں ہوا تھا۔ تمام ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ ہوا۔

گو گردن توڑ بخار ہوا یا نہیں ——— مگر یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر کارل کا انتقال بالکل اسی انداز سے ہوا جس طرح "علی خان" ہندو کا ہوا تھا اور جیسا اُس نے کہا تھا۔

خیال اور تصور کی طاقت بہت ہے۔ آخر اس نے ڈاکٹر کارل کا دماغ خراب کر دیا۔

گردن توڑ بخار کی ابتدائی علامت!

اور دواؤں کے استعمال سے ہڈیوں کی بدشکلی درست کرنیکا ایک طریقہ بیان کیا۔ جو خود انہی کا دریافت کردہ ہے۔ اس طریقہ کے استعمال سے ہڈیاں نرم ہوجاتی ہیں۔ اور اسکے بعد وہ سیدھی کرلی جاتی ہیں۔ اور پھر ایک سانچہ میں رکھکر دواؤں کی مدد سے سخت کردی جاتی ہیں۔ اس طرح ان کا سابق عیب بالکل دور ہوجاتا ہے۔

(۲) ماسکو کے پروفیسر زواڈوسکی Prof. Zavadousky نے اپنے تجربات کی بنا پر اعلان کیا کہ غدود کے ذریعہ اعادۂ قوت وشباب کا جو طریقہ رائج ہوگیا ہے وہ مضرت سے خالی نہیں ہے اس سے جسم کے بعض اعضاء کو نقصان بھی پہنچتا ہے

(۳) لینن گراڈ کے پروفیسر نکولائی واویلوف Prof. Nikolai Vaviloa کا یہ اعلان نہایت حیرت اور توجہ سے سنا گیا کہ اگر موجودہ سائنٹفک معلومات سے زراعت کو مدد پہنچائی جائے تو زمین اب یعنی دنیا کی موجودہ آبادی کی دہ چند آبادی کے لئے غلہ پیدا کرسکتی ہے۔ یہ اعلان ان تجربات پر مبنی تھا جو موصوف نے روس کے بعض شمالی علاقوں میں کامیابی کے ساتھ کرکے دکھائے ہیں۔ ان کے طریق کاشت سے زمین کی پیداوار دس گنی ہوگئی ہے

ناقابل علاج مریضوں کو ہلاک کرنیکا جواز!

انگلستان میں جدید تحریک

لندن ۲۸ اکتوبر۔ انگلستان میں ناقابل علاج امراض میں مبتلا مریضوں کو آسان طریقہ سے ہلاک کرنے کے جواز کے متعلق عنقریب شروع کی جانے والی ہے جس میں مقتدر اور معروف طبی حلقوں۔ روحانیوں۔ ماہران قانون۔ سیاسیوں اور پبلک کی حمایت شامل حال ہوگی۔

اندازہ کیا جاتا ہے کہ ناقابل علاج مریضوں کو آسان طریقہ سے مارنے کے جواز کے بارے میں ایک سوسائٹی بھی ماہ دسمبر میں قائم کیجائے گی۔ اس کے بعد اس قسم کے بل کو دارالعلوم میں پیش کرنیکے متعلق عوام الناس کی امداد حاصل کرنے کیلئے کوشش کیجائیگی غالباً لارڈ موئینہام اس بل کو دارالعلوم میں پیش کرینگے۔

آنکھوں کی غمازی!

نیویارک ہی کے ایک سابق پولس کمشنر نے جس کا نام کارلٹن سائمن Dr. Carleton Simon ہے سُراغرسانی کا
عجیب وغریب طریقہ دریافت کیا ہے جو مجرموں کیلئے مذکورہ بالا تحقیق سے کہیں زیادہ تشویشناک ہے۔ انسان کی آنکھ کے پیچھے پردہ شبکیہ
ہری جانب اعصاب اور شریان کا ایک خوشنما نقشہ ہوتا ہے۔ انگلیوں کے نشان کی طرح یہ نقشہ بھی ہر شخص کی آنکھ میں مختلف ہوتا ہے
راگر کسی مرض کے باعث اس میں تغیر نہ ہو تو تمام عمر یکساں رہتا ہے۔ ڈاکٹر سائمن نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ آئندہ مجرموں کی گرفتاری
ں انگلیوں کے نشانات کے علاوہ آنکھ کے اس نقشہ سے بھی مدد لیجائے بڑے بڑے عادی مجرم پولس کو دھوکہ دینے کی غرض سے یہ
ر سکتے ہیں کہ اپنے انگوٹھوں پر عمل جراحی کرکے ان کے نشانات بدل ڈالیں۔ مگر آنکھ جیسی نازک چیز پر وہ اس قسم کا عمل مشکل ہی سے کرسکیں گے
دہ شبکیہ کی تصویر ایک خاص قسم کے کیمرے سے لیجا سکتی ہے جو اب تک صرف امراض چشم کی تشخیص میں استعمال ہوتا تھا۔

روس میں ماہرین عضویات کا ایک عظیم الشان اجتماع

گذشتہ ماہ اگست کے وسط میں ماہرین عضویات کی ایک عظیم الشان کانگریس روس میں منعقد ہوئی تھی جس کے اجلاس ایک
نتہ تک لینن گراڈ میں اور تین روز تک ماسکو میں ہوتے رہے۔ یہ پندرہویں بین الاقوامی عضویاتی کانگریس تھی جس میں ۸۵۰ ماہرین
ضویات وحیاتیات، ۳۰ ملکوں کے نمائندوں کی حیثیت سے شریک تھے۔ اس کے صدر روس کے ممتاز ترین فاضل عضویات پروفیسر
ئیوان پٹروک پاولوف Ivan Petrovich Paulof تھے جنکی عمر اس وقت چھیاسی سال ہے۔ افتتاحی اجلاس میں بارہ سو
ے زیادہ روسی اور غیر ملکی سائنسداں شریک تھے۔ انقلاب کے بعد یہ پہلی عظیم الشان سائنٹفک کانگریس تھی جو روس میں منعقد ہوئی خطبہ
صدارت کے بعد ڈاکٹر والٹر کینن Dr. Walter Cannon نے جو امریکی علمائے عضویات کے صدر ہیں کھڑے ہوکر قومی عصبیت
ے خلاف ایک نہایت پُرجوش تقریر کی اور جرمنی کے استبداد کی جانب خاص طور پر اشارہ کیا موصوف نے فرمایا مسٹر قومیت کے جذبہ
نے بھیانک شدت اختیار کرلی ہے کہ اب اس میں تلخی پیدا ہوگئی ہے۔ بلند پایہ فضلا محققین جو بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں تحقیر و تذلیل
کا نشانہ بنائے گئے ہیں۔ اور انہیں عسرت وافلاس کی حالت میں ڈال دیا گیا ہے۔ ماضی میں ہم نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ کسی ایک
ملک یا کسی ایک نسلی گروہ کے نمایندوں کی رہین منت نہیں ہیں"۔ ان الفاظ پر سامعین کی صدائے تحسین وآفرین سے کانگریس کا
ہال گونج اُٹھا۔

روس کی سوویٹ حکومت نے سائنس کی ترقی میں خاص طور پر مدد دی ہے منجملہ دوسرے شعبوں کے عضویات میں بھی بہت نمایاں ترقی
ہوئی ہے۔ ۱۹۲۴ء میں تمام روس میں عضویات کی تحقیق کیلئے صرف (۲۴) مرکز قائم تھے جن میں کام کرنے والوں کی تعداد (۵۰۰) سے
کم تھی آج ان مرکزوں کی تعداد ۳۹۰ ہے اور کام کرنے والوں کا شمار (۵۰۰۰) سے زیادہ۔ دُنیا کے بہترین تحقیقاتی مرکزوں میں کولٹوشی
بیولوجیکل اسٹیشن Koltushy Biological Station بھی ہے جو لینن گراڈ سے پچیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکے
صدر پروفیسر پاؤلوف ہیں۔ گذشتہ سال ان کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر سوویت حکومت نے انہیں بیس ہزار روبل کا سالانہ وظیفہ عطا
کیا تھا اور ان کے معمل کی توسیع کیلئے دس لاکھ روبل اور دئے تھے۔ بغیر اس تفتیش کے کہ انکے ریسرچ سے عملی فائدہ فوراً کس قدر حاصل ہوگا
حکومت نے انہیں اختیار دیدیا ہے کہ اپنے کام کو جس طرح مناسب خیال کریں۔ جاری رکھیں۔ روس کے علاوہ دنیا کی اور کوئی حکومت
اتنے وسیع پیمانہ پر سائنس کی مدد نہیں کرتی۔

اس کانگریس میں سینکڑوں اہم مسائل پر بحث کی گئی جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

(۱) امریکہ کے ڈاکٹر ولیم ناکلاس Dr. W. Nachlas اور ڈاکٹر ڈیوڈ شیلنگ Dr. D. Shelling نے پرہیزی غذا"

از جناب حکیم محمد رحمت علی صاحب ہمایوں بازار

صدری مجربات

۱۔ تریاق صداع میرے مطب میں اس نسخہ سے ہزاروں بندگان خدا نے نفع حاصل کیا ہے۔ اس نسخہ کے اجزا کے ساتھ استعمال کرایا جاتا رہا ہے کہ یہ نسخہ اگر اکسیر نہیں تو اکسیر صفت ضرور ہے۔ وجع مفاصل، صداع، شقیقہ، صداع عصبی، صداع وجع مفاصلی، صداع ریاحی ونزلی وغیرہ کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے، مناسب بدرقات کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ سردی کے دردوں کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے اور تھکے ہوئے دماغ کے لئے ایک بہروسہ کی دوائی ہے۔ تمام چیزوں کو اچھی طرح

نسخہ:۔ سوڈا سیلی سلاس ۱ تولہ۔ اسپرین تین ماشہ، سورنجان شیریں تین ماشہ دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ، پوٹاشیم برومائیڈ تین ماشہ، قند سفید دو تولہ۔ سب کو سحق بلیغ کر کے سفوف بنائیں۔ دورہ کے وقت یہ دوا دو ماشہ سے تین ماشہ تک تازہ پانی کے ساتھ کھلائیں۔ صداع مزمن میں ایک ایک ماشہ صبح و شام کچھ عرصہ تک معمول بنائیں۔

۲۔ سفوف مسکن خواب آور پوٹاشیم برومائیڈ ایکتولہ۔ بادیان مصفےٰ ایکتولہ۔ دانہ الائچی کلاں ایک تولہ۔ سب کو کوٹ پیس کر سفوف بنالیں۔ مقدار خوراک ایکماشہ سے چار ماشہ تک حسب ضرورت۔ بچوں کو چھ رتی۔ بے خوابی میں چار ماشہ، جوش جنون میں تین تین ماشہ دن میں چار دفعہ استعمال کرائیں۔

فوائد:۔ تسکین دیتا ہے اور عصبی امراض میں مفید ہے۔ نیند لاتا ہے اور جریان کیلئے مفید ہے۔

نوٹ:۔ اسکے مقابلہ میں ایک مفرد دوا بھی ہے۔ یہ ایک بوٹی ہے جسکا نام چھوٹی چندن ہے۔ صوبہ بہار میں پائی جاتی ہے جسے معہ برگ و بار پیس کر رکھ لیں۔ بوقت ضرورت دو دو ماشہ عرق گاؤزبان یا سادہ پانی کے ہمراہ صبح و شام استعمال کریں۔ مسکن و منوم ہے۔ صرع جنون اور اختناق الرحم میں مفید ہے۔

۳۔ اکسیر فالج بعد از تنقیہ فالج کے لئے اکسیر ہے۔ علاوہ ازیں وجع المفاصل اور ریاحی دردوں کیلئے عجیب چیز ہے۔ آل انڈیا آیورویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کی طرف سے ۸ سال تک متواتر تجربوں کے بعد اس نسخہ پر سند اور تمغہ مل چکا ہے۔ اطبا اُسے تیار کر کے فائدہ اُٹھائیں۔ اور اسکی قدر کریں۔

نسخہ:۔ میٹھا تیلیہ مدبر ۲ ماشہ، سیماب نو ماشہ، سیسہ نو ماشہ، کچلہ مدبر ۱۸ ماشہ، زنجبیل ۶ ماشہ، سہاگہ بریاں ایک تولہ، گندھک آملہ سار ایکتولہ، جائفل ۶ ماشہ، زعفران تین ماشہ، فلفل دراز ایکتولہ، مالکنگنی ۱ تولہ، مرچ سیاہ ۲ تولہ، خرمہرہ زرد سوختہ ۱۱ عدد، آب ادرک ۵ تولہ۔ آب کیلہ ۵ تولہ۔

ترکیب تیاری:۔ سیماب و سیسہ کو عقد کریں اور دوسری دواؤں کو کوٹ چھانکر باریک کریں۔ پھر ان سب کو پہلے تو آب ادرک میں کھرل کریں۔ اسکے بعد آب کیلہ میں متواتر چوبیس گھنٹہ تک کھرل کر کے حبوب بقدر دانہ موٹھ بنا کر خشک کریں۔ اگر حبوب نہ بنا سکیں تو کھرل شدہ دوا کو خشک کر کے سفوف بنالیں۔

تنقیہ کے بعد ایک گولی یا اسکے برابر سفوف پان میں رکھکر ہر روز رات کو سوتے وقت متواتر اکیس یوم کھلائیں۔ اور دن میں کھانا کھانیکے بعد دو تین ماشہ آب ادرک ایک پیالی چائے دودھ والی میں ملا کر پلا دیا کریں۔ جو مریض پان میں دوا استعمال نہ کر سکے اُسے آب ادرک کے ہمراہ دے سکتے ہیں۔ دوران استعمال میں مناسب وقفہ سے مریض کو تین بار معمولی مسہل بھی دینا چاہیئے۔

۴۔ اکسیر موتیا بند یہ نسخہ ۸۰ یا ۸۵ فیصدی مفید ہے۔ سفید موتیا بند کے علاوہ سیاہ کو بھی دور کرتا ہے۔ آجتک ۳۱۴ حضرات اس نسخہ کی تصدیق کر چکے ہیں۔ سیاہ موتیا بند پر قریبا ۶۰ فیصدی مفید ثابت ہوا ہے۔ پھر لطف یہ کہ غربا کو یہ نسخہ تیار کر کے ہمارے دواخانہ کی طرف سے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

نسخہ:۔ جست ایکتولہ، پارہ دو تولہ، کافور بھیم سینی دو ماشہ، نوشادر پھٹکری دو دو ماشہ، کلی چنبیلی ایکتولہ، تخم سرس سیاہ سالم چھ ماشہ۔ پہلے جست کو آگ پر رکھکر پگھلا لیں۔ پھر اتار کر جلدی سے پارہ مصفیٰ اس میں ڈالیں۔ اسکے بعد دونوں کو دو دن تک خوب کھرل کریں

مجربات

مجربات اکبری

(از جناب حکیم اکبر حسین صاحب جلال آبادی)

لیپ مجلوق رجسٹرڈ معروف یہ لیپ حیرت انگیز۔ اس لیپ کے دو تین ہفتہ استعمال سے مجلوق کی جملہ خرابیاں۔ کمی، لاغری دُبلاپن۔ رگوں میں پانی بھرجانا، سُستی کمزوری رفع ہوکر عضو خاص میں کافی سے زیادہ طاقت، قوت، درازی اور فربہی پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر لطف یہ کہ بلاضرر۔ آبلہ انگیزی سے قطعی مبرا ہے۔ اہلیان کی خدمت میں عموماً اور جناب حکیم حبیب اللہ صاحب اجمیری کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے کہ اسکو تیار کرکے مریضوں پر استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ میری تحریر سے زیادہ مفید ثابت ہوگا (موصوف نے عرصہ ہوا آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس دہلی کے ذریعہ اعلان کرایا تھا کہ ایسا نسخہ جسکے استعمال سے عضو خاص کی جملہ خرابیاں رفع ہوجائیں۔ اگر کوئی وید یا حکیم صاحب بتائیں گے۔ اور اسکا عملی تجربہ کرادینگے تو ان کو پانچ سو روپے انعام دئے جائینگے۔ بعد میں حکیم صاحب نے غالباً اس رقم کی تعداد ایکہزار روپیہ کردی تھی۔ میں موصوف کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ لیپ مجلوق تیار کرکے اس قسم کے مریضوں کو استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ آپکے خیال سے بہتر ثابت ہوگا۔ میں حکیم صاحب کی خدمت میں اپنی ہر قسم کی خدمات بلا معاوضہ پیش کرنے کو تیار ہوں۔ تاکہ آں محترم تجربہ فرماکر میری تحریر کی تصدیق کرسکیں۔ اگر میری تحریر کے مطابق ثابت ہو تو روپیہ مذکور کسی فنی خدمت میں میری اجازت سے صرف کردیں۔ مجکو امید ہے کہ جناب کو ان شرائط کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

نسخہ حسب ذیل ہے۔ سم الفار سفید، ہڑتال ورقی۔ زہر تلیہ، ہر ایک تین تولہ، گندھک آملہ سار پانچ تولہ قضیب گاؤ سوہان کردہ ۳ عدد (اسکے بجائے قضیب گاؤ کے مینڈھک صحرائی پانچ عدد یا گرگٹ سات عدد شامل کرسکتے ہیں) مغز روہو مچھلی ۱۲ عدد، مغز گدہ نوجوان سُرخ سڑا ۔ چھ عدد، مغز کنجشک نر ۲ عدد، زردی بیضہ مرغ ۱۲ عدد قرنفل ایک چھٹانک۔ ہینگ خالص ایک چھٹانک، دارچینی ایک چھٹانک اسگند ناگوری آدہ پاؤ، پوست بیخ کنیر آدہ پاؤ، جوزبوا آدہ پاؤ، شیر آکھ آدہ پاؤ، بھانگوٹہ تین تولہ دواؤں کو باریک کرکے بعد میں مغزیات و زردی بیضہ شامل کرکے گولیاں بناکر روغنی ہانڈی میں بھر کر روغن حاصل کریں۔ اب بحساب چھ تولہ روغن کے مشک خالص ڈیڑہ ماشہ، جند بیدستر دو ماشہ۔ کنجائی نرسائیدہ تین ماشہ، ریگماہی چار ماشہ، بیر بہوٹی پانچ ماشہ، رقت رومی چھ ماشہ جونک مصفیٰ سات ماشہ، خراطین مصفیٰ آٹھ ماشہ پارہ نو ماشہ، مکھی سبز پر بریدہ۔ ۱ عدد (جو لوہاروں کی دکانوں میں بہت آسانی سے دستیاب ہوجاتی ہیں۔ عام مکھی سے جسامت میں دوگنی سہ گنی ہوتی ہیں) شامل کرکے تین چار دن مسلسل سخت ہاتھوں سے کھرل کریں۔ تیاری کے بعد شیشی میں رکھیں۔ دوا جسقدر باریک ہوگی اسی قدر زیادہ مفید ہوگی۔

نوٹ: لیپ مجلوق استعمال کرنے سے پہلے اگر پندرہ یوم تکمید بھی کرلیجائے تو سونے پر سہاگہ کا کام ہوگا۔

روغن خوردنی مغز تخم کشنیز، ریگماہی۔ بیر بہوٹی، گندھک آملہ سار ہر ایک دس تولہ، مالکنگنی بیس تولہ، مغز پنبہ دانہ تیس تولہ، ہینگ اصلی تین تولہ، مغز کنجشک نر چوبیس عدد۔ مغز بام مچھلی دس عدد، سم الفار سفید، ہڑتال طبقی تولہ تولہ پھر سب دواؤں کو باریک کرکے مغزیات کے علاوہ ایک سیر عرق موسلی میں رفتہ رفتہ کھرل کریں۔ تاکہ ایک سیر عرق ختم ہوجائے۔ اسکے بعد اسکو سایہ میں خوب خشک کریں اور پتال جنتر سے روغن حاصل کریں۔ خوراک چار قطرہ سے آٹھ قطرہ تک۔ اس کے چند یوم کے استعمال سے اسدرجہ قوت پیدا ہوتی ہے جسکا روکنا اور ضبط کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ امساک میں زیادتی ہوجاتی ہے۔ غذا جزو بدن ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ بھوک خوب معلوم ہوتی ہے کمزوری و نامردی کے مریض کے واسطے ایک نعمت ہے رعشہ وجع مفاصل یقینی جاتا رہتا ہے +

مجوب جذام | جذام کیلئے یہ گولیاں بیحد مفید اور مجرب ہیں۔ اگرچہ پرہیز ذرا سخت ہے۔

نسخہ:۔ سم الفار دو ماشہ، توتیا سبز تین ماشہ، ہڑتال طبقی چار ماشہ، کتھ سفید چھتیس ماشہ، تمام چیزوں کو اچھی طرح کھرل کرکے سیاہ بھنگرہ کے پانی سے چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو تھوڑے سے پانی کے ساتھ استعمال ... اسکے بعد کچھ بھنے ہوئے چنے کھائیں۔ اور غذا میں چنے کی بے نمک روٹی کے علاوہ کچھ نہ کھائیں۔ روٹی میں گھی خوب لگائیں۔ چالیس روز میں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اس دوران میں کسی ایک مقام پر رہیں۔ اور باہر کی ہوا سے حتی الامکان بچے رہیں۔

اکسیر ام الصبیان

از جناب حکیم غلام رسول صاحب شاطر ہسپتال

ام الصبیان یعنی بچوں کی مرگی کو دور کرنے کیلئے یہ دوا اکسیر ہے۔ میرے دل پر ہمدرد صحت میں شائع شدہ ایک سوال نے خاص اثر کیا۔ اس لئے اس نسخہ کو محض افادہ خلق کیخاطر پیش کرتا ہوں۔ یہ نسخہ میرے خاندان میں عرصہ سے معمول ہے۔

نسخہ:۔ عود صلیب، ہلیلہ زنگی، زنجبیل، ہر ایک ایک تولہ، بادیان موچرس، گوند ببول، ہگ د؟ وا، رال سفید، کتیرا سفید خشخاش۔ انار دانہ، بل کتھ، ہر ایک چھ ماشہ، جدوار خطائی ایک تولہ۔

بل کتھ کو آٹے کی چونی کے غلولہ میں رکھکر خشک کریں۔ پھر غلولہ کو دہکتے ہوئے اوپلوں کی آنچ پر رکھدیں۔ جب غلولہ خوب سرخ ... تو اسکو انگیٹھی میں نکال کر بل کتھ برآمد کرلیں۔ اور خوب کہرل کرکے باقی تمام چیزیں بھی کوٹ چھان کر اس میں شامل کریں۔ پھر آب پودینہ پاؤ بھر ڈال کر آہستہ آہستہ کھرل کرکے خشک کریں۔ دوا تیار ہے۔ اسکو شیشی میں حفاظت سے رکھیں۔

خوراک:۔ ۶ مہینے تک کے بچے کو نصف ماشہ، اسکے بعد ایک ماشہ یا اس سے بقدر ضرورت زیادہ، دوا تھوڑے سے نیم گرم پانی میں گھول کر چمچہ سے دیں۔

معالجات اطفال

(جملہ حقوق محفوظ)

از جناب ڈاکٹر عبد الحمید صاحب چغتائی بیرون دہلی دروازہ لاہور

ایملشنز

EMULSIONS

(۱) بروموفارم — ۱/۲ منم
پیرافین لکوڈ — ۲۰ منم
کیلسیم ہائپوفاسفیٹ — ۲ گرین
سوڈیم ہائپوفاسفیٹ — ۲ ″
میوسیلیج — ۱ ڈرام

ایملشن بنالیں، اور ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ دیں۔ کالی کھانسی میں مفید ہے۔

(۲) ایکسٹریکٹ فلیکس مارس لکوڈ — ۱۰ م

Ext. Filics Maris liq

سیرپ جنجر — ۵
ٹنکچر سنیگا — ۳
اکیوا — ۱ ڈ

ایملشن بنالیں، اور ایسی ایک ایک خوراک ہر چوتھے ... پلائیں۔ چپات، کدو دانوں اور دودھ الکل کیلئے ... ہے۔

سو باقی تمام ادویہ ملا کر اکیس دن خوب کھرل کر کے سرمہ بنالیں۔ صبح و شام دو دو سلائیاں لگائیں۔ موتیابند

ہدایت:۔ اگر دو دو سلائیوں سے کسی قدر تکلیف ہو تو ایک ایک سلائی لگا سکتے ہیں۔ یا صرف رات کے وقت ایک ہی سلائی لگایا کریں۔ استعمال سے مریض معلوم کر سکتا ہے کہ وہ کس قدر سرمہ لگا یا جائے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ابتدا میں تھوڑا لگانا چاہیئے۔ بتدریج زیادہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سرمہ کو مدت تک استعمال کرنے سے کلی فائدہ ہوتا ہے۔ ہاں مہینہ دو مہینہ کے استعمال سے بھی بین فائدہ معلوم ہونے لگتا ہے۔ اسکے لگانے سے کوئی زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ مداومت شرط ہے۔ کافور بھیم سینی اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہیئے۔ اگر خود ساختہ ہو تو نہایت ہی مناسب ہوگا۔ کافور بھیم سینی جس قدر اعلیٰ و نفیس ہوگا اسی قدر سرمہ اچھا ہوگا۔ بازاری کافور بھیم سینی قابل اعتبار نہیں۔

۵ نسخہ کافور بھیم سینی کافور آٹھ تولہ، ناگرموتھہ ایک تولہ، جاوتری ایک تولہ، عود سیاہ ۴ تولہ، صندل سفید چار تولہ، خس چار تولہ، سرد چینی دو تولہ، زیرہ سفید دو تولہ، بالچھڑ دو تولہ، لونگ دو تولہ، زعفران دو تولہ، تخم الائچی کلاں دو تولہ، کستوری دو تولہ، عطر چنبیلی دو تولہ، سمندر جھاگ دو تولہ، سب ادویہ کو خوب باریک کر کے حسب قاعدہ جوہر اڑا لیں۔ لیں یہی جوہر اصلی کافور بھیم سینی ہے۔

اگر ایسے کافور کو جنگلی تل کے بیجوں کیساتھ ہموزن ملا کر سرمہ بنایا جائے تو ابتدائی موتیابند کو بھی بہت مفید ہوتا ہے۔ سونف کے تازہ پانی میں ایسے سرمہ کو پیسا جائے۔ تو نور علےٰ نور۔

مجرّبات سنیاسی

از جناب ایم۔ ابشارت سنیاسی۔ بٹالہ ضلع گورداسپور

معجونِ سنیاسی مقوی باہ، مصفی خون، مقوی دماغ، ممسک اور باہی ہے۔ منہ کو خوشبودار کرتی ہے۔ رال بہنے کو روکتی ہے اسکے استعمال سے ہاضمہ قوی ہو جاتا ہے۔

نسخہ:۔ دارچینی، عاقرقرحا، خولنجان، جاوتری، کوکنار، تخم کونچ، تخم اوٹنگن، اجوائن خراسانی ہر ایک ۶ ماشہ، جوزبوا دو تولہ، فلفل دراز ۳۰ ماشہ، ناگرموتھہ ۱۳ ماشہ، کباب چینی سات ماشہ، گل کنیر سرخ تازہ ۱۰ ماشہ، زعفران قسم اول سات ماشہ، زہر مہرہ خطائی قسم اول، سات ماشہ، سب دواؤں کو کوٹ چھانکر حسب معمول سہ چند شہد خالص میں معجون بنائیں۔ زعفران کو عرق گلاب میں حل کر کے شامل کیا جائے۔ اور زہر مہرہ خطائی کو عرق بید مشک میں کافی کھرل کر کے ملائیں۔

خوراک تین ماشہ سے سات ماشہ تک نہار منہ ہمراہ شیر گاؤ۔ ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز۔

حبوب برائے ام الصبیان بچوں کی مرگی کیلئے یہ گولیاں بہت مفید ہیں۔ اگر کوئی عورت استحاضہ اور اسقاط کی بیماری میں مبتلا ہو تو اسکے لئے بھی یہ گولیاں بیحد مفید ہیں۔ جس شخص کو اسہال ہو رہے ہوں تو اسکے دست بھی انشاءاللہ اس دوا سے بند ہو جائیں گے۔

نسخہ:۔ پیپل کی ڈاڑہی دو تولہ، برگد کی ڈاڑہی ایک تولہ، ناگرموتھہ، چھڑیلہ ہر ایک ایک تولہ، اونٹ کی ناک کا کیڑا ایک عدد، ٹیکٹا ۱ عدد، مروارید ناسفتہ تین ماشہ۔ کوے کے انڈے بقدر ضرورت۔

ترکیب، مروارید ناسفتہ کو علیحدہ کھرل کریں۔ باقی دواؤں کو علیحدہ کوٹ چھان کر لیں۔ اور کوے کے انڈے کی زردی اور سفیدی میں گوندھیں اور باجرہ کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور بچہ کو ہر روز ایک گولی ماں کے دودھ میں دیں۔ استحاضہ والی عورت اور مریض اسہال دو دو گولیاں پانی کے ساتھ صبح و شام استعمال کرے۔

خوب کھرل کریں یہانتک کہ یکجان ہوجائیں
سوڈیم اور کیلسیم ہائپو فاسفیٹ کو پانی اور ایسیڈ فاسفورک ڈائیلیوٹ میں حل کریں۔ اب مندرجہ بالا ایملشن میں اس محلول اور باقیماندہ کاڈلیور آئل کو باری باری شامل کرتے جائیں۔ اور کھرل کرتے جائیں۔ جب نصف سے زیادہ کاڈلیور آئل ختم ہوجائے تو — روغنوں کو رم میں حل کریں۔ اور اس محلول میں گلیسرین شامل کردیں اور انہیں بھی ایملشن میں ڈال کر خوب کھرل کریں۔ اس کے بعد باقیماندہ کاڈلیور آئل اور پانی و عرقیات شامل کرکے ایملشن تیار کرلیں۔ اور کپڑے سے چھان کر محفوظ کرلیں
خوراک ۱۔ ایک چمچہ چار دفعہ تین مرتبہ دیں۔
کمزور و نحیف بچوں کیلئے اکسیر اعظم ہے

---

(۱۱)	اوسٹے لین	۸ منم
	میوسیلیج اکیشیا	۱ ڈرام
	اولیم لیمن	۲ منم
	سیرپ کیلسیائی لیکٹو فاسفیٹ	۳۰ ”
	ایکوا منتھائپ	ایک اونس

ایملشن بنالیں اور ایک ایک ڈرام کی مقدار میں دن میں تین دفعہ پلائیں۔ اعوجاج العظام اور کساح میں مفید ہے

(۱۲)	اولیم فاسفورس	۱ منم
	کاڈلیور آئل	۳۰ منم
	کیلسیم گلیسرو فاسفیٹ	۳ گرین
	پلوگم اکیشیا	۲۰ ”
	سپرٹ کلوروفارم	۵ منم
	ایکوا سینےمن	۲ ڈرام

ایملشن بنالیں۔ ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو مرتبہ پلائیں۔ کساح میں مفید ہے۔

جرعہ

HAUSTUS

جرعہ اس مکسچر کو کہتے ہیں جو عندالضرورت ایک ہی دفعہ

پلایا جاتا ہے۔ اور اگر ضرورت ہو تو پھر دوبارہ دیا جاتا
لیکن عموماً ایسی ادویہ کی ایک ہی خوراک کافی ہوا کرتی

(۱)	مگنیشیا سلفیٹ	۵ گر
	مگنیشیا کارب	۲ ”
	ایکو منتھائپ	۱ ڈرا

یہ ایک خوراک ہے قبض کشا

(۲)	سپرٹ ایتھر	۱۰ م
	سپرٹ امونیا ایرومیٹک	۵
	ایکوا کلوروفارم	۱ ڈرا

یہ ایک خوراک ہے۔ فی الفور پلائیں۔ مفرح و محرک قلب
شدید ضعف میں مفید ہے۔

(۳)	کلورل ہائیڈریٹ	۲ گر
	پوٹاسیم برومائیڈ	۳ ”
	سیرپ اورنٹائی	۱۵ م
	ایکوا	ایک ڈ

یہ ایک خوراک ہے بوقت خفتن پلائیں۔ منوم ہے۔ صرع
ام الصبیان، ہذیان اور بے خوابی میں مفید ہے۔

(۴)	امونیا کارب	۱ گر
	وائنم اپیکاک	۲
	سیرپ	۳۰
	ایکوا سینےمن	۱ ڈ

یہ ایک خوراک ہے، پلادیں۔ مخرج بلغم ہے

(۵)	ٹنکچر بیلاڈونا	۱
	ٹنکچر سلا	۱
	وائنم اپیکاک	۱
	سیرپ ٹولو	۱۰
	ایکوا	ایک ڈ

شہیقہ میں مفید ہے۔ فوراً پلائیں

(۶)	سوڈا بائیکارب	۱ گر
	مگنیشیا کارب	۱ ”
	ایکوا انی تھائی	۱۰ م
	ایکوا انی سائی	۱۵
	ایکوا منتھائپ	۱۰

(۳) کسٹر آئل — ۲۰ منم
پلواکیشیا — ۷½ گرین
سپرٹ کلوروفارم — ۳ منم
سکری البا — ۵ گرین
ایکوا انی سائی — ۱ ڈرام

ایملشن بنالیں۔ بچوں کے قولنج وقبض میں مفید ہے ایسی ایک ایک خوراک دو گھنٹہ بعد دیں۔

(۴) کسٹر آئل — ۲۰ منم
لائیکوار کیلسس — ۲۰ ″
گلیسرین — ۲۰ ″
اولیم لیمن — ۳ ″
ایکوا — ایک ڈرام

ایملشن بنالیں اور ایسی ایک ایک خوراک ہر دو گھنٹہ بعد پلائیں + بدبو دار اسہال میں مفید ہے۔

(۵) کاڈلیور آئل — ۴ ڈرام
پلوگم ٹراگاکنتھ — ۴ گرین
پلوگم اکیشیا — ۱ ″
گلیسرین — ۲۴ منم
اولیم سنےمن — ½ ″
ایکوا — ایک اونس

ایملشن بنالیں اور بقدر ایک ایک ڈرام بچہ کو دو دفعہ دن میں پلائیں ۔۔ مسمن بدن ہے۔

(۶) کاڈلیور آئل — ۳۰ منم
کیلسیم ہائپوفاسفیٹ — ½ گرین
سوڈیم ہائپوفاسفیٹ — ½ ″
پوٹاسیم ہائپوفاسفیٹ — ½ ″
میوسیلیج — ۱ ڈرام

ایملشن بنالیں۔ اور ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ پلائیں۔ امراض صدر وریہ میں نہایت مفید اور دق الاطفال میں اکسیر ہے۔

(۷) کاڈلیور آئل — ۲۰ منم
پلواکیشیا — ۷½ گرین
گلیسرین — ۲۰ منم
ایکوا انتھاپ — ایک ڈرام

ایملشن بنالیں۔ اور ایسی ایک ایک خوراک دو مرتبہ دیں مسمن بدن ہے۔

(۸) کاڈلیور آئل — ۴ ڈرام
اولیم کیروائی — ۱ منم
سیکیرین — ½ گرین
ایکوا کیلسس — ایک اونس

ایملشن بنالیں، اور بقدر ایک ایک ڈرام بچہ کو دن میں دو دفعہ پلائیں + دق الاطفال میں مفید ہے۔

(۹) کاڈلیور آئل — ۳۰ منم
پلواکیشیا — ۴ گرین
کیلسیم ہائپوفاسفیٹ — ۱ ″
سیرپ ٹولو — ½ منم
ایکوا — ایک ڈرام

ایملشن بنالیں۔ اور ایسی ایک ایک خوراک دن میں دو دفعہ پلائیں ۔ دق الاطفال میں مفید ہے۔

(۱۰) کاڈلیور آئل — ۴۰ اونس
سوڈا ہائپوفاسفیٹ — ۵ ڈرام
کیلسیم ہائپوفاسفیٹ — ۵ ″
ایسڈ فاسفورک ڈائیلیوٹ — ۱۱ اونس
گلیسرین نصف پائنٹ — نصف پائنٹ
رم — ۶ اونس
لائیکوار سیکرین (۵ فیصدی) — ۱ ڈرام
ایکوا اورنشائی فلیوا — ۸ اونس
پلوسٹراگاکنتھ — ½ ڈرام
ایکوا ڈسٹلڈ — ۸ اونس
ایکوا کیریار (روغن زیرہ) — ۵ منم
اولیم ایمگڈلی (روغن بادام شیریں) — ۵ منم
اولیم لیمن — ۱۰ ″
زردی بیضہ مرغ — ۶ عدد

ایملشن بنالیں

پہلے پلوسٹراگاکنتھ اور تھوڑے سے کاڈلیور آئل کو کھرل میں خوب رگڑیں پھر اس میں زردی بیضہ مرغ شامل کریں

مراسلات

ہمدرد صحت پر ایک دلچسپ ریویو

(بلا تغیر لفظی)

از جناب حکیم مولوی محمد عمر صاحب فصیح دہلوی ثم الوری

مشفقا، محبا، حکمت مآبا

سلام علیکم۔ مزاج شریف۔ میں گذارش کر چکا تہا کہ ہمدرد صحت کے تواضع کے لئے ریویو لکھہ رہا ہوں عقب سے نذر۔ چنانچہ حر و سوز موسم سے فارغ ہوکر اب صاف شدہ کاپی ابلاغ خدمت گرامی ہے۔ خدا کرے کہ درجۂ قبولیت حاصل کرے۔ الاطفال، ضمیمہ ورود ہوا۔ دیکھکر۔ پڑہکر طبیعت محظوظ ہوئی۔

ز دہلی گشت شائع خوش رسالہ	بنام نامۂ ہمدرد صحت
حکیم عبد الحمید ایں را مرتب۔	ز سعئ بیکراں کردہ بہ جدت
یقینی ہاں یقینی ہست واللہ۔	وجودش بے شبہ اسباب راحت
مریضان جہاں را قرئت آں	رہائی میدہد از قید کلفت
بباغ دہر از نظارۂ آں	طبیعت تازگی یابد طبیعت
دل افسردہ زیں گلدستۂ طب	ہمیں گیرد ہمیں صد بار فرحت،
عجب نبود بدیں تحفہ فصیحا	اگر گردد دل آویزی بہ کثرت

دار العلوم والفنون پایۂ تخت دہلی۔ دلی۔ جہان آباد۔ شاہجہان آباد، کوئی سرسری۔ معمولی۔ یوں ہی نام گنانے کو پایۂ تخت بلکہ یہاں کبھی کبھی گوناگوں۔ بوقلمون۔ بہتر سے بہتر۔ برتر سے برتر۔ حضرات علم وفضل کے باعث ایک طرف بہ زمانی۔ مختلف الاسمار بلدہ اور بیکے الواع الواع۔ اقسام اقسام علم وفضل کے بدولت معمور سا معمور تہا۔ تو دوسری طرف عمدہ سے عمدہ، سے اچھے۔ طرح طرح کے۔ دانشوریں۔ سخنوروں۔ ہنروروں۔ حکیموں، طبیبوں کے سبب اونکی۔ دانشوری۔ سخنوری، ہنرو حکمت مآبی، طبابت سرفرازی کے بدولت آباد سا آباد رہا۔

سچ ہے نظر بری بلا ہوتی ہے۔

سپہر بیمہر اس کی حسن معموری۔ آبادی کو نہ دیکھہ سکا۔ اسنے وہ چکر چلایا۔ کہ غدر کے کرانے ہی نہ اسکی بڑھیا سے بڑھیا وہ اہل علم رہے نہ اہل فضل۔ نہ دانشور۔ نہ سخنور، نہ ہنرور، نہ لائق فائق، حکیموں، طبیبوں کے ہنات کے بدولت اسکی وہ معموری رہی نہ آبادی۔

کچھ کچھ صاحب فضل۔ صاحب کمال۔ چرخ کجرفتار، فلک ناہنجار کی نظر بد سے بچکر۔ جو خاص بلدے میں رہ گئے تھے۔ یا تباہ برباد شدہ۔ گئے ہوئے باہر سے لوٹ آئے تھے۔ اُنہوں نے اپنے اپنے اوسان۔ سرو سامان درست کر کر پہر از سر نو بلدے کو اپنے فضل وہنر، دانش وبینش کے ہاتوں بول بالا چاہا

لیکن تابکے۔ عمروں کو پوری کر کے چل بسے۔ ذریات چھوڑ گئے

انکے بعد پڑھے لکھے طبقے کے ہونہار ذریات نے اپنے اپنے موروثی، ددہالی۔ خاندانی۔ علوم وفنون کی جانب توجہ کی

سیرپ ۱۰ منم
ایکوا تا ایک ڈرام
ملاکر فی الفور پلادیں۔ نفخ و قراقر کو دور کرتا ہے۔

(۷) بسمتھ کارب ۲ گرین
میوسیلیج ٹراگاکنتھ حسب ضرورت
سوڈا بائیکارب ½ ۱ گرین
ٹنکچر کارڈیم کمپونڈ ۵ منم
ایکوا ایک ڈرام
ایملشن بنا کر فی الفور پلائیں نفخ اسہال و قراقر میں مفید ہے

لعوق
LIUCTUS

(۱) ایسڈ نائٹرک ڈائیلیوٹ ½ ۲ منم
سپرٹ کلوروفارم ½ ۲ "
ایسیٹم سلا ۵ "
سیرپ ۲۵ "
ایکوا تا یک ڈرام
ملاکر بچہ کو چٹائیں۔ شدید کھانسی میں مفید ہے

(۲) ایسیٹم اپیکاک ۵ منم
ایسڈ نائٹرک ڈائیلیوٹ ۵ "
سپرٹ کلوروفارم ۵ "
اوگزیمیل سلا ۲۰ "
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ۱۵ "
سیرپ تا یک ڈرام
ملاکر بچہ کو چٹائیں۔ شہتۃ میں مخرج بلغم و مسکن سعال ہے

(۳) ٹنکچر سلا ۵ منم
امونیا کاربونیٹ ½ گرین
سپرٹ انی سائی ۱ منم
سوڈا بائی بوریٹ ¼ گرین
میوسیلیج اکیشیا ایک ڈرام
ملاکر بچہ کو چٹائیں۔ شدید کھانسی اور تنگی تنفس میں مفید ہے۔

(۴) ٹنکچر کمفر کمپونڈ ۵ منم
سیرپ ٹولو " "
اوگزیمیل سلا " "
ملاکر بچہ کو چٹائیں کھانسی میں مفید ہے۔

(۵) ٹنکچر فیرائی پرکلورائڈ ۱ ڈرام
گلیسرین ایک اونس
ملاکر بقدر ۱۰-۱ منم چٹائیں۔ امراض حلق لوزتین و لہات میں مفید ہے۔ نیز مولد خون ہے

(۶) لائیکوار مارفیا ایسی ٹیٹ ۸ منم
سپرٹ کلوروفارم ۳ "
افشردہ لیموں ۱۵ "
میوسیلیج اکیشیا ۱ ڈرام
ملاکر چٹائیں۔ منوم و مسکن اوجاع ہے

(۷) کلورل ہائیڈریٹ ۱۰ گرین
پوٹاسیم برومائیڈ ۱۰ "
ایکسٹریکٹ ہائیوسائمس وریڈی ¼ گرین
ایکسٹریکٹ گلیسیریزا الکوڈ ½ ۱ منم
ٹنکچر اورنشائی ۲ "
ٹنکچر کینے بس انڈیکا ۲ "
سیرپ ۱۲ "
ایکوا ۱ اونس
ملاکر بقدر ایک دو ڈرام چٹائیں۔
منوم و مسکن ہے

(باقی باقی)

اِنتِقاد



ال بنیات

تقطیع ۲۰×۲۶/۱۶، ضخامت تین سو تیس صفحات قیمت غالباً دو روپیہ۔
پتہ:۔ ناظم دفتر ال بنیات، امروہہ (یوپی)

مولانا مولوی محمد سلیم صاحب نے ال بنیات کے ذریعہ قرآن حکیم کی جو خدمت انجام دی ہے وہ ہمارے ملک اور ہماری زبان اور ہمارے مذہب کی موجودہ ضروریات کے عین مطابق ہے۔ اگرچہ اسی مقصد کے پیش نظر عربی اور فارسی زبانوں میں بعض رسائل ترتیب دئے گئے ہیں۔ اردو میں بھی ایک دو مختصر رسالے ہماری نظر سے گذر چکے ہیں۔ لیکن ال بنیات میں جس خوبی، صحت، اور وسعت نظر کے ساتھ اس کام کو انجام دیا گیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔

اس کتاب کی اشاعت سے مولانا موصوف کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو بھی حقائق قرآنی اور اسرار فرقانی سے آگاہ کیا جائے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے متعلق قرآن حکیم نے جو واضح اور جامع احکامات صادر کئے ہیں۔ انکو عام فہم طریقے اور آسان ترتیب کے ساتھ پیش کیا جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ مولانا کی یہ کوشش بہت حد تک مشکور ہوئی ہے۔

ال بنیات، کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی (۱) مذہبیات (۲) جسمانیات (۳) معاشرت، (۴) معاشیات (۵) اخلاقیات (۶) اجتماعیات (۷) متفرقات۔ پھر ان حصوں کے ماتحت چھوٹے چھوٹے عنوانات ہیں جن میں آیات قرآنی اور انکا ترجمہ بالمقابل دیا گیا ہے۔ ترجمہ میں بھی احتیاط اور تحقیق مد نظر رہی ہے۔ بالعموم ترجمہ صاف سلیس اور لفظی ہے، وضاحت کیلئے ترجمہ کے بعد بعض بعض مقامات پر "اشارات" بھی دیدیئے ہیں، اختلافی مسائل کو اس رسالہ میں چھیڑا گیا ہے اور نہ اسکی ضرورت ہی تھی۔

ابتدا میں مرتب کا ایک مقدمہ الاصباح کے عنوان سے درج ہے جسمیں قرآن حکیم کی طرف سے مسلمانوں کی بے اعتنائی کا ماتم کیا گیا ہے بہرحال یہ رسالہ ہر پڑھے لکھے مسلمان ہی کیلئے مفید نہیں ہے بلکہ اُن غیر مسلموں کیلئے بھی لائق مطالعہ ہے جو اسلام کے متعلق اسکے سرچشمہ سے براہِ راست واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مرتب کا ارادہ ہے کہ اگر انکی ہمت افزائی کی گئی تو اس رسالہ کا ترجمہ دوسری زبانوں میں بھی شائع کرینگے۔ واقعی یہ تجویز معقول ہے۔ اس سے اسلام کے متعلق بہت سے شکوک کا ازالہ ہو جائیگا۔

رسالہ مجلد ہے۔ اور کاغذ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ ہے۔

جامع العقاقیر (بانصویر)

تقطیع ۲۲×۱۸/۸، ضخامت ۴۰۴ صفحات۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنے۔
پتہ:۔ کابل بک ڈپو، لاہور

جامع العقاقیر تقریباً چالیس بوٹیوں کا ایک مبسوط تذکرہ ہے جو جناب حکیم محمد عبدالحمید صاحب تحقیقی کی کوشش و کاوش کا نتیجہ ہے اسمیں ان بوٹیوں کے متعلق قدیم و جدید تحقیقات، مشرقی و مغربی تجربات، یونانی، ویدک اور ڈاکٹری مرکبات، کشتہ جات اور اکسیری اعمال کا کافی ذخیرہ پیش کیا گیا ہے۔ بوٹیاں بھی وہ ہیں جو عام طور سے مستعمل ہیں۔ اور تقریباً ہر جگہ مل سکتی ہیں۔ مرکبات میں طب یونانی کے قرابادینی نسخہ جات اور اسکے ساتھ ہی جدید یونانی مجربات بھی درج ہیں۔ ویدک مرکبات تقریباً وہی لئے گئے ہیں جو قرابادینی ہیں۔ مرکبات طب جدید میں مصدقہ کے عنوان سے ایسے مرکبات درج ہیں جو برٹش فارماکوپیا میں آفیشل ہیں اور مروجہ کے ماتحت وہ نسخے لکھے ہیں۔ جو آفیشل تو نہیں ہیں لیکن مستند اور مروج ہیں۔ ہر بوٹی کے بیان کے آخر میں اسکے ذریعے ارواح و اجساد کو کشتہ کرنیکی اچھی اچھی ترکیبیں وضاحت کے ساتھ درج

جس طرح اوسنے ہو سکا جس جسطور اوسنے بن پڑا ۔ اوس میں وہ ترقیاں کرکر اپنے قدیم پایۂ تخت کی خیر منانے اوسکی صحت وعافیت سے ۔ بنے رہوانے میں کوشش فراوان ۔ سعی بیکران کرتے رہی۔

چنانچہ دیکھیے فی زمانا ازانجملہ پایۂ تخت کے بلدۂ شاہجہان آباد سے اغراضِ مطلوبہ کی تکمیل کیلئے اردو زبان میں ایک اوس طبی رسالے کے اشاعت کی نوبت آئی جو (مجلہ) اسم سے موسوم تھا۔

اسکے پیچھے (طبیب) شائع ہوا۔

(مجمل میگزین) کی نکاسی ہوئی۔

ماتحت فیہ (ہمدردِ صحت) نے جاری ہوکر شہر بھر کی ہی ہمدردیٔ صحت کا بیڑا نہیں اُٹھایا ۔ بلکہ دنیا بھر کے عافیت خواہی کا مددگار رہا۔

میں اسکے حضرت حکمت مآب ۔ محبت انتساب ۔ ایڈیٹر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے نظر الطاف کے بدولت اسکے چند رسالے دیکھ چکا ہوں۔

چھپائی ۔ لکھائی ، کاغذ ۔ کے بہترین ہونیکے ورائے اسکے بعض مضامین برترین خوبیوں سے لبریز ہوتے ہیں ۔ خواہ وہ کسی معمر ۔ بڑی عمر والے ۔ نظرباز کے نظر کردہ ہوں ۔ یا غیر معمر ۔ نوجوان کے پیش کردہ

بہرحال میری دعا ہو کہ گلبن ہستی میں اس نونہال کے عمر کی بیل برکت والی ہو ۔ خوب ہی پھل پھول لائے ۔ پروان چڑھے ۔ اپنے نام نامی ۔ اسم گرامی ۔ کا پورا پورا موئد ہوکر سراسر نفع بخش عالم و عالمیان بنے ٥

روکتا ہوں زبانِ خامہ کو
بارِ خاطر نہ ہو یہ طولِ مقال

راقم آثم ۔ ہیچمدان ۔ ہیچمیرز ۔ کج مج بیان ۔ ژولیدہ زبان ۔ احقر ۔ افقر ۔ (حکیم) محمد عمر ۔ فصیح ۔ دہلوی ۔ الدی حفظ اللہ تعالےٰ عن الشر والضرر ۔

المرقوم ۲۷ ر اگست ۱۹۳۵ء

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی من ابتدائے ۲۹ ستمبر ۳۵ء لغایتہ ۲۶ اکتوبر ۳۵ء

مردم شماری	پیدائش			اموات			اسباب اموات								ایکسال سے کم عمر بچوں میں اموات			شرح پیدائش فی ہزار فی سال	شرح اموات فی ہزار فی سال
	مرد	عورتیں	کل	مرد	عورتیں	کل	ہیضہ	چیچک	طاعون	مختلف قسم کے بخار	پیچش اور اسہال	آلات تنفس کے امراض	صدمات	جملہ دیگر عوارض	لڑکے	لڑکیاں	کل		
۳۴۷۵۳	۸۱۱	۸۱۹	۱۶۳۰	۳۴۵	۳۸۶	۷۳۱	۰	۰	۰	۳۴۷	۴۲	۱۳۹	۱۱	۱۲۲	۱۴۳	۱۱۹	۲۶۲	۵۶٫۸۳	۲۲٫۹۱

نظم ہی نہیں کیا گیا ہے۔ اور بالکل بے سر و پا باتوں کو ردیف و قافیہ کی قید کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ یا اگر صحیح خیالات نظم کئے گئے ہیں تو وہ خیالاً بچوں کے معیار فہم سے بالاتر ہیں۔ بیر صاحب کی نظموں کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ انکی نظم میں اگرچہ طبیعیات، سائنس اور حفظان صحت وغیرہ کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں لیکن کچھ اس طرح کہ وہ بچے کے ذہن پر بار نہیں ہوتے۔ اور نظمیں پڑھتے یا گاتے وقت اسے ذرا سی دیر کیلئے بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ اپنی کھیل کود کی طلسماتی دنیا سے باہر نکلکر حقیقتوں کی سخت اور کرخت دنیا میں پہنچ گیا ہے۔ حقایق کی دنیا میں سچ مچ پہونچکر بھی بچہ یہی محسوس کرتا رہتا ہے کہ وہ اپنے اسی عالم طلسمات میں ہے۔ مختصر یہ کہ یہ نظمیں بچوں کیلئے لکھی گئی ہیں۔ اور انکی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ واقعی بچوں ہی کیلئے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ہندوستان کے بہت سے مدارس کیلئے بھی منظور کر لی گئی ہیں۔

مشرقی جنتری ۱۹۳۶ء

تقطیع $\frac{22 \times 29}{8}$ ضخامت ۸۰ صفحات، قیمت دو آنے۔
پتہ:- دفتر مشرقی جنتری، کوچہ چیلان دہلی۔

جناب حکیم مولوی سید محمد ظہیر علی صاحب مودودی مستحق مبارکباد ہیں کہ اُن کے حسن مذاق اور کاوش سے ہندوستانی زبان کی موجودہ جنتریوں میں ایک مفید اور کارآمد جنتری کا اضافہ ہوا۔ مشرقی جنتری تین چار سال سے شائع ہو رہی ہے۔ یوں تو ابتدا ہی سے یہ جنتری بہت سی جنتریوں میں ممتاز تھی۔ لیکن ۱۹۳۶ء کی جنتری جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔ مرتب کی لیاقت اور حسن ترتیب کا ثبوت ہے۔ خاص جنتری کے ۴۴ صفحات کے علاوہ ۳۵ صفحوں میں مفید مضامین اور نتیجہ خیز مقولے اور افسانے درج ہیں۔ مضامین کی فراہمی میں ہر مذاق کی تسکین کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ جنتری میں ہجری عیسوی ہندی اور فصلی مہینے شامل کئے گئے ہیں، صفحہ نوروز بھی احتیاط سے مرتب کیا گیا ہے، کتابت اور طباعت بھی اچھی ہے۔ ایک خوبصورت رنگین تصویر بھی منسلک ہے۔ ٹائیٹل عمدہ ہے۔ یہ جنتری ہندوستان کے تمام بڑے بڑے کتب فروشوں کے ہاں سے یا ریلوے بک اسٹال سے مل سکتی ہے۔ یا تین آنہ کے ٹکٹ بھیجکر دفتر سے براہ راست منگائی جا سکتی ہے۔ تاجران کتب سوا چھ روپے سینکڑہ (علاوہ محصول) کے حساب سے جس قدر چاہیں طلب فرما سکتے ہیں۔

شاہکار، لاہور

تقطیع $\frac{20 \times 26}{4}$ ضخامت ۲، صفحات، قیمت سالانہ چھ روپے۔ نمونہ آٹھ آنے۔
پتہ:- مینیجر رسالہ شاہکار، مزنگ، لاہور،

علمی اور ادبی حلقوں میں مولانا تاجور نجیب آبادی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ جن لوگوں کو مخزن اور ادبی دنیا کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ انکی افتاد طبع سے خوب واقف ہیں۔ علم و ادب کی خدمت میں ان کے جذبات و خیالات ہمیشہ مصروف عمل رہتے ہیں۔ ادبی دنیا سے قطع تعلق کے بعد آخر ان سے نہ رہا گیا۔ اور اب کچھ ہی مدت کے بعد ایک بلند پایہ علمی تعلیمی، فنی، اور ادبی ماہنامہ شاہکار کے نام سے جاری کیا ہے۔ ہمکو بھی اسکے چند پرچے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ ماہنامہ اردو مجلات میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ بلکہ شاہکار کو ظاہری اور معنوی دونوں اعتبار سے یورپ کی کسی میگزین کے سامنے رکھکر بھی ہم شرمندہ نہیں ہو سکتے، شاہکار کے بعض مستقل عنوانات مثلاً بزم تحقیق، تعلیمات وغیرہ ہماری زبان کی موجودہ ضروریات کے صحیح احساس کا نتیجہ ہیں۔ ان کے علاوہ مشاہیر عالم، اصلاحات اور سینما وغیرہ بھی مستقل عناوین ہیں جن کے ماتحت قابل قدر معلومات اور مضامین درج کئے جاتے ہیں۔ افسانوں اور نظموں کے اس ہنگامہ پرور عہد میں شاہکار کے افسانے اور نظمیں قابل ستایش ہیں۔ جناب مرزا محمد سعید صاحب دہلوی ایم، اے۔ آئی، ای، ایس کا مسلسل مضمون "مذہب اور باطنیت" عمیق غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ ہر پرچہ میں رنگین اور عکسی تصاویر کی تعداد بھی کافی ہوتی ہے۔ کاغذ، کتابت، و طباعت وغیرہ نفیس۔ سرورق خوبصورت بہ رنگی۔

بہر حال شاہکار اردو کی موجودہ صحافت میں واقعی شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ امید ہے کہ اسکو خدمت ادب کیلئے زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

شائقین آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر شاہکار کا نمونہ طلب فرمائیں۔

(ماہوار) شباب اردو (سلور جوبلی نمبر)

تقطیع $\frac{20 \times 26}{8}$ ضخامت ۸۰ صفحات قیمت سلور جوبلی نمبر ایک روپیہ، قیمت سالانہ پانچ روپیہ،
پتہ:- مینیجر رسالہ شباب اردو، بھاٹی گیٹ، لاہور

کی گئی ہیں۔ کتاب کے آخر میں چند ضمیمے بھی شامل کئے گئے ہیں۔ جن کے عنوان سیارگان کے ساتھ بوٹیوں کا تعلق اور طبی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کی تشریح۔ قدیم وجدید اوزان کی توضیح، علاج بالمفردات، علاج بالمرکبات، اور علاج بالتکلیس اور لغات الادویہ وغیرہ ہیں۔

ہر بوٹی جس کا تذکرہ اس کتاب میں ہے۔ اسکی عکسی تصویر بھی شامل کتاب ہے۔

بہرحال کتاب بحیثیت مجموعی قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے۔ امید ہے کہ قدرشناس اسکی پوری قدر کرینگے۔ عام کتابت وطباعت اور تصویروں کی طباعت بھی اچھی ہے۔

کتاب الدلائل

تقطیع ۲۲×۱۸/۸۔ ضخامت ۴۸ صفحات۔ قیمت آٹھ آنے۔

پتہ:- حکیم مولوی وحیدالدین احمد صاحب جعفری، آنریری مجسٹریٹ، الٰہ آباد۔

یہ رسالہ جناب حکیم مولوی وحیدالدین صاحب کی تالیف ہے جس میں نبض، بول وبراز کا بیان اور علامات کلیہ کی تشریح بروئے طب قدیم کی گئی ہے۔ سرسری نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف نے یہ رسالہ خاصی تحقیق سے لکھا ہے۔ نبض کی قسموں کو سہولت فہم کیلئے خانوں میں ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ رسالہ طالب علموں کیلئے افادہ اور سہولت کا باعث ہوگا۔ آخر میں "کتاب المکتسب فی الصناعۃ الذہب" بھی شامل ہے۔ آخرالذکر رسالہ عربی میں ہے۔ اور اس میں کیمیا پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ اور کچھ نسخے بھی لکھے ہیں۔ ضرورتمند اصحاب یہ کتاب مذکورہ بالا پتہ سے منگا سکتے ہیں۔ کتابت طباعت وغیرہ اچھی ہے۔

قدردان
فرزند سرحد
قرض مقراض محبت

تقطیع ۳۰×۲۰/۱۶۔ ضخامت تقریباً چالیس چالیس صفحات۔ قیمت فی جلد پانچ آنے۔

پتہ:- دفتر کتابت (پبلشرز و بک سیلرز) جودھپور (مارواڑ)

یہ تینوں رسالے جناب مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی بی اے ایل ایل بی وکیل جودھپور کی تصنیف ہیں۔ ناظرین مرزا صاحب کی شخصیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آپکے افسانے اکثر ہمدرد صحت میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اردو کی مزاحیہ نگاری کی عمارت جن ارکان پر قائم ہے۔ ان میں فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، شوکت تھانوی اور پطرس کے ساتھ مرزا عظیم بیگ صاحب چغتائی بھی ایک خاص رکن ہیں۔ پیش نظر رسالوں میں سے "قدردان" میں مرزا صاحب نے سرزمین ریف کے سات خطرناک سالوں اور ان کے جانباز بہوئی کا عجیب وغریب حال پیش کیا ہے۔ افسانہ دلچسپ اور مسلسل ہے۔

فرزند سرحد میں سرحدی افغانوں کی قابل تعریف سرشت، انکی غیرت، جرات، ہمت مردانہ اور دیگر اوصاف بالخصوص انکی دلربائی اور عشق وری کے متعلق ایک دلچسپ کہانی لکھی گئی ہے۔ یہ افسانہ بھی نتیجہ خیز اور اس کا انداز بیان قابل تعریف ہے

قرض مقراض محبت " ایک مزاحیہ افسانہ ہے جس میں اس مقولہ پر مصنف نے ایک خاص انداز سے تبصرہ کیا ہے۔

ان رسالوں کی کتابت اور طباعت اور کاغذ وغیرہ عمدہ ہے۔ شائقین مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔

"بچوں کا تحفہ" جلد اول و دوم

ضخامت فی جلد اسی صفحات تقطیع ۳۰×۲۰/۱۶۔ قیمت فی جلد پانچ آنے۔

پتہ:- مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر ٹیچر ماڈرن ہائی اسکول کوچہ تاراچند دہلی

جناب نیر صاحب اور ان کے طرز کلام سے ہمارے ناظرین ناواقف نہیں ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ نیر صاحب نے اپنی شعرگوئی کی قابلیت کو صحیح اور مفید مصرف کیلئے استعمال کیا ہے۔ گل وبلبل اور قیس وکوہکن کے افسانے سنتے سنتے کان پک گئے تھے۔ اور وقت کی مصلحت اور ضرورت بھی اسی بات کی مقتضی تھی کہ اس سحر حلال یعنی شعر سے محض ذراسی تفریح کے علاوہ کوئی اور مفید کام بھی لیا جائے۔ حالی، اسمٰعیل اور اقبال وغیرہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور تعمیر قوم کیلئے بہتر سے بہتر نظمیں ملک اور قوم کے سامنے پیش کردیں اور اردو کے دامن سے یہ بدنما داغ کہ وہ مفید بچی اور سبق آموز نظموں سے تہی دامن ہے دور کردیا۔ جناب نیر نے بھی اپنے سالہا سال کے تعلیمی تجربات سے فائدہ اٹھاکر، صرف بچوں کے لئے نہایت ہی آسان زبان میں بہت سی نظمیں لکھیں۔ اور یہ امر موجب مسرت ہے کہ انکی اس قسم کی نظموں کے دو مجموعے اس وقت کتابی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔

بچوں کے لئے جو نظمیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ گو انکی زبان کافی آسان ہے لیکن یا تو ان میں کوئی خاص خیال

"رتن" جیسے رسائل کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے جو موانع کے باوجود استقلال کا ثبوت دے سکے ہے، اسی کے ساتھ رتن کے مضامین کی نوعیت اور انکی ترتیب اور کتابت طباعت وغیرہ قابل ستائش ہے۔

یہ رسالہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے کشمیر کے محکمہ تعلیم سے بھی منظور شدہ ہے۔ نمونہ مفت طلب کیا جا سکتا ہے۔

المفتی دیوبند (ماہوار)
تقطیع ۲۰×۲۶/۸، ضخامت ۴۲ صفحات، قیمت سالانہ ایک روپیہ چار آنہ، طلباء مدارس اسلامیہ سے ایک روپیہ،
پتہ:- ناظم رسالہ المفتی دارالاشاعت دیوبند، ضلع سہارنپور،

المفتی دارالاشاعت دیوبند کا ایک ماہوار فقہی اور مذہبی رسالہ ہے، بشیر احمد صاحب صدیقی اسکے مدیر مسئول ہیں، اسمیں دارالعلوم دیوبند کے فتاوی پابندی سے شائع ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ مذہبی اور اخلاقی مضامین بھی درج کئے جاتے ہیں، مذہبیات سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہوگا۔ کاغذ چکنا اور طباعت موزوں ہے

اتحاد اسلامی (ریاست رامپور)
تقطیع ۲۰×۳۰/۸، ضخامت ۵۶ صفحات قیمت غرباء سے ایک روپیہ سالانہ، متوسط طبقہ سے دو روپیہ سالانہ،
پتہ:- دفتر رسالہ "اتحاد اسلامی" صفدر گنج، رام پور۔

یہ رسالہ اتحاد اسلامی کا ماہانہ داعی ہے جو جناب آثم جلالی صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل کی ادارت میں چند ماہ سے شائع ہو رہا ہے۔ رسالہ میں اپنے مخصوص عنوان کے علاوہ مفید افسانے اور نظمیں بھی شائع ہوتی ہیں۔ رسالہ کو ایک نظر دیکھنے سے ہی محسوس ہوتا ہے کہ جناب مدیر دلچسپی اور محنت سے رسالہ مرتب کرتے ہیں۔

اُمید ہے کہ یہ رسالہ ترقی کریگا، نمونہ مفت منگایا جا سکتا ہے۔

سوپ گائڈ
تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۴۰ صفحات، قیمت ایک روپیہ،
پتہ:- بخشی برج لال صاحب۔ سابق اورسیر و سوپ اکسپرٹ پنڈی گھیپ ضلع اٹک (پنجاب)

صابون سازی پر یہ رسالہ جناب بخشی برج لال صاحب کی تالیف ہے جس میں صابون کے اجزاء پر مختصر بحث کے بعد اسکی ترکیب تیاری لکھی گئی ہے۔ اس ضمن میں مختلف صابون کے نسخے لکھے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ بخشی صاحب نے اس مختصر رسالہ کی قیمت بہت زیادہ تجویز کی ہے۔

بلائے بے درماں
تقطیع ۲۲×۲۹/۸ ضخامت ۴۲ صفحات۔
پانچ پیسے کا ٹکٹ بھیجکر حکیم مولوی محمد انشاء اللہ خاں صاحب، بھوپال سے بلا قیمت منگایا جا سکتا ہے۔

اس رسالہ میں حکیم صاحب موصوف نے تمباکو کو دلائل اور شواہد سے بلائے بے درماں ثابت کیا ہے جسم انسان پر اسکے مضر اثرات کی توضیح ہے۔ آخر میں یورپ اور امریکہ کے مشاہیر فن کی آراء لکھی گئی ہیں۔ رسالہ قابل مطالعہ ہے۔

شباب اُردو ہماری زبان کا ایک قدیم رسالہ ہے جو خاموشی اور استقلال کیساتھ خدمت ادب میں مصروف ہے۔ حال میں اپریل، مئی، جون ۳۵ء کا مشترک پرچہ سلور جوبلی نمبر، کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں سب ہی مضامین ملک معظم اور ملکہ معظمہ کی ذات اور انکے حکومت سے تعلق نہیں رکھتے، بلکہ اس نمبر کا بیشتر حصہ اچھے اچھے افسانوں اور نظموں پر مشتمل ہے۔ مضمون نگاروں میں عورتوں کی تعداد بھی ہے۔ کچھ مزاحیہ حصہ بھی شامل ہے۔ بہرحال بحیثیت مجموعی اس نمبر میں مفید اور نتیجہ خیز مضامین ہیں جو لائق مطالعہ ہیں۔ ملک معظم اور ملکہ معظمہ سہ رنگی تصاویر کے علاوہ دو تین اور سہ رنگی تصاویر بھی ہیں۔ کچھ یک رنگی بلاک کی بھی تصاویر دیدنی ہیں۔ کتابت وطباعت اور کاغذ عمدہ ٹائیٹل بھی نفریٰ ہے۔ شائقین مندرجہ بالا پتہ سے منگا سکتے ہیں۔

اجمل میگزین بمبئی (ماہوار)

تقطیع ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۴۴ صفحات، قیمت سالانہ دو روپے۔
پتہ:- منیجر "اجمل میگزین" بوری بندر بمبئی ۱

نو دس مہینے سے یہ ماہوار طبی رسالہ جناب حکیم علی محمد خاں صاحب دہلوی کی سرپرستی میں بمبئی سے شائع ہو رہا ہے۔ اس وقت آٹھواں پرچہ پیش نظر ہے جس میں مشاہیر طب، اقوال الحکماء، دوا سازی، الادویہ، طبی معلومات جدید انکشاف، الامراض والعلاج، مجربات اور سوالات و جوابات وغیرہ عناوین پر مضامین درج ہیں۔ ترتیب میں سلیقہ پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کو مزید کارآمد اور مفید بنانے کیلئے اور توجہ کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ہمارا جدید معاصر اپنے لئے معقول جگہ حاصل کرلیگا۔

رسالہ میں فہرست مضامین ضرور شامل کر دینی چاہئے۔ کتابت وطباعت و کاغذ وغیرہ مناسب ہے۔

طبی میگزین (پٹنہ) (سہ ماہی)

تقطیع ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۴۸ صفحات، قیمت سالانہ ایک روپیہ
پتہ:- دفتر طبی میگزین گورنمنٹ طبی اسکول پٹنہ

طبی میگزین، انجمن خدام الطب پٹنہ کا سہ ماہی رسالہ ہے جسکے نگران جناب حکیم محمد ادریس صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ طبیہ اسکول پٹنہ ہیں۔ اور حکیم ظفر صاحب بھیروی آنریری ایڈیٹر ہیں صوبۂ بہار میں طب قدیم کی حمایت اس کا مقصد ہے، چنانچہ طبیہ اسکول پٹنہ کے کوائف کے علاوہ اچھے اچھے طبی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ مضمون نگاروں کی فہرست میں زیادہ تر طبیہ اسکول پٹنہ کے اساتذہ اور طلبہ شامل ہیں رسالہ کی ترتیب بھی خاصی ہے، نمونہ مفت منگایا جا سکتا ہے۔

انوار رسالت (ماہوار)

تقطیع ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۶۴ صفحات، قیمت سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے۔
پتہ:- منیجر رسالہ انوار رسالت، باؤلی کلاں، پوسٹ سرائے عالمگیر ضلع گجرات (پنجاب)

یہ ایک مذہبی، علمی، ادبی، تاریخی۔ مضامین کا ماہوار رسالہ ہے جناب محمد حق صاحب رفیق اسکے مدیر ہیں، تصوف کی اشاعت اور ناظرین سے صوفیا کا تعارف اسکے خاص مقاصد میں سے ہے رسالہ کی عام ترتیب اچھی ہے، مضامین قابل مطالعہ ہیں سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اتنے چھوٹے سے مقام سے یہ رسالہ نکل رہا ہے۔ نمونہ مفت طلب فرمائیں۔

معلومات دہلی (ماہوار)

تقطیع ۲۰×۳۰/۸، ضخامت ۴۰ صفحات، قیمت سالانہ ایک روپیہ (نمونہ مفت)
پتہ:- دفتر رسالہ معلومات، کٹرہ قطب الدین، چاندنی چوک دہلی۔

یہ ایک ماہوار رسالہ ہے جو کچھ عرصہ سے نکل رہا ہے جناب ہدایت الرحمن صاحب، فدائی محسنی بی۔ اے اسکے ایڈیٹر ہیں۔ اسکے نام اور اسکے مضامین میں خاص مناسبت نہیں معلوم ہوتی۔ زیادہ تر افسانے اور نظمیں شائع ہوتی ہیں "صراط حمید" کے نام سے ایک کتاب بالاقساط شائع کیجا رہی ہے، جو صاحب چاہیں نمونہ مفت منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔

رتن (جموں)

تقطیع ۲۰×۳۰، ضخامت چالیس صفحات، قیمت سالانہ دو روپے۔
پتہ:- دفتر دربار گڑھ روڈ جموں (کشمیر)

بچوں کا یہ ماہوار رسالہ دو سال سے جناب شانتی سروپ صاحب نشاط کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ چار پانچ ماہ سے ہم کو اسے دیکھنے کا موقع مل رہا ہے کشمیر کی آب و ہوا ہندوستانی زبان کے اخبارات و رسائل کیلئے کچھ موافق نہیں رہی ہے۔ اس لئے

(۴۰) **اجتماع امراض**:- مریضہ کو دیکھے بغیر تشخیص ناممکن ہے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر) (حکیم آغا منصب علی)
(حکیم ہمایوں لائل پور)

(ب) مریضہ کی حالت آپ نے وضاحت سے نہیں لکھی جہانتک میرا خیال ہے۔ ہائیریا کی شکایت ہے جب تک دیکھا نہ جائے اسوقت تک کوئی نسخہ لکھنا بیکار ہے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ج) آپ اپنی عزیزہ کو مندرجہ ذیل معجون تیار کرکے استعمال کرائیں۔ نسخہ:- وج ترکی ڈیڑھ تولہ۔ ناردین ڈیڑھ تولہ اسارون ڈیڑھ تولہ مصطگی ڈیڑھ تولہ۔ مرکی تین تولہ زرنباد ساڑھے پندرہ ماشہ۔ درونج عقربی ساڑھے پندرہ ماشہ۔ تخم کرفس ۱۴ ماشہ تخم حرمل ۱۴ ماشہ تمام دواؤں کو کوٹ چھانکر سہ چند شہد میں معجون بنائیں۔ اور صبح و شام ساڑھے تین تین ماشہ ہمراہ آب گرم استعمال کرائیں۔ (طبی بورڈ بھوپندر طبیہ کالج)

(۴۱) **ماہر امراض چشم**:- دہلی میں بقاولوں کا خاندان امراض چشم کے علاج کیلئے مشہور ہے۔ (طبی بورڈ بھوپندر طبیہ کالج)

(ب) امراض چشم کی تشخیص کیلئے دہلی میں حکیم بقاوالے مشہور ہیں۔ اور ڈاکٹر اشرف صاحب دریا گنج دہلی ڈاکٹری طریقہ سے علاج کرتے ہیں اور بہت معروف ہیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ج):- میرے خیال میں امراض چشم کے خاص معالج جناب ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ ہیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۴۲) جہانتک میری تحقیق ہے کوئی یونانی یا انگریزی دوا ایسی نہیں ہے جس کے استعمال سے جسم طولاً بڑھ جائے۔ ہاں عرضاً بڑھ سکتا ہے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(ب) اگر آپ اپنا قد بڑھانا چاہتے ہیں تو ہموار زمین پر دو لکڑیاں گاڑ دیں۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک مضبوط ڈنڈا متوازی طور پر باندھ دیں۔ اور اس ڈنڈے میں لٹک کر جھولیں (طبی بورڈ بھوپندر طبی کالج)

(۴۳) **خمیروں کے نسخے**:- خمیرہ مروارید اور خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والے کے نسخے قرابادینوں میں موجود ہیں۔ یہی نسخے یونانی دواخانوں میں رائج ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ انہی نسخہ جات میں کچھ تغیر و تبدل کرکے قوی الاثر اور زود اثر بنا دیا جائے۔
حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی (حکیم ابوالحسن امرتسر) (حکیم آغا منصب علی) (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۴۴) **دُر نا سفتہ**:- نسخوں میں درنا سفتہ کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ سوراخ کرنے سے موتی کا جگر نکل جاتا ہے اور اس میں تازگی باقی نہیں رہتی۔ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی کی تالیف "تشریح انسانی و منافع الاعضاء" اچھی کتاب ہے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ب) زیورات کے شکستہ سچے موتی بھی دوا کے کام میں آسکتے ہیں لیکن درنا سفتہ سے ان کا فعل کم ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ج) درنا سفتہ اور مروارید سفتہ کے افعال میں فرق ہے۔ نا سفتہ موتی زیادہ مفید ہیں۔ افعال الاعضاء میں حکیم مولوی کبیر الدین صاحب کی تالیف "منافع کبیر" اچھی کتاب ہے۔ (خواجہ نیاز احمد)

(۴۵) **غذا اور پانی**:- پانی کی نسبت اطبا کے اقوال مختلف ہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ دو گھنٹہ کے بعد پانی پیا جائے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ب) اسکے متعلق مفصل مضمون کی ضرورت ہے انشاء اللہ ایک بسیط مضمون اس موضوع پر لکھونگا۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آبادی)

(ج) پانی کا استعمال مختلف امزجہ میں مختلف ہے۔ کھانا کھانیکے دو گھنٹہ بعد پانی پینا چاہیئے۔ کھانا کھاتے وقت یا کھا چکنے کے بعد ہی تھوڑی مقدار میں پانی پینا چاہیئے تاکہ ہضم میں اعانت ہو۔ زیادہ مقدار میں پانی پینا ہضم کو ناقص کر دیتا ہے۔ نیز عام طریقہ سے خلو معدہ میں قبل از غذا پانی پینا منع ہے لیکن گرم مزاج کے لوگوں کو غذا سے پہلے یا دوران غذا میں پانی ضرور پینا چاہیئے۔ (طبی بورڈ بھوپندر طبیہ کالج)

(۴۶) **ورم فوطہ**:- ہلدی سائیدہ ۱ تولہ۔ سرکہ تند ۳ تولہ۔ زردی بیضہ مرغ دو تولہ ملا کر نیم گرم ضماد کریں۔ اور اسکو دن میں تین مرتبہ تبدیل کیا جائے۔ (حکیم یار محمد گورمانی)

جوابات

(۳۸) ہیرے کا کشتہ :- اگر ایسا کشتہ جو آپ کے حسب خواہش ہو اور آپ کو عملاً بتا دیا جائے تو آپ اس کا کس قدر معاوضہ دینا پسند کریں گے۔ اسی کے ساتھ شورہ قائم کا عمل بھی بتا دیا جائیگا۔ یہ کام اس قدر آسان نہیں ہے جس قدر آپنے سمجھ رکھا ہے۔ اس خبط میں پڑکر کہیں آپ اپنے کو برباد نہ کرلیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ کو ایسے نسخہ جات بھی صاحب کمال سے حاصل ہونگے ورنہ کامیابی مشکل ہے۔ آپ حکیم دین محمد صاحب چک ۲۷۱ پ دھنولا ضلع لائلپور سے خط و کتابت کریں۔ شاید آپ کی مراد پوری ہو جائیگی (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) :- ہیرے کی کنی کو ایک سو ایک بار تیزاب فاروقی میں بجھا دیں۔ اس کے بعد مینڈھک کے پیشاب میں پچاس بار بعد ازاں کلتھی کے جوشاندہ میں بجھویا بعدہٗ اس کو جنگلی توری کے پھول کے عرق میں کھرل کریں۔ اور پھولوں کی لگدی کے اندر گلِ حکمت کرکے بیس سیر اُپلوں میں پھونکیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(د) :- مخزن آیورویدک کا مطالعہ فرمائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۳۹) ڈبہ اطفال :- مندرجہ ذیل نسخہ کے استعمال سے انشاء اللہ بچہ بیماری سے محفوظ رہیگا۔

نسخہ :- ایلوہ ایک تولہ۔ آب برگ کسونڈی سبز مروق دو تولہ۔ آب برگ ستیاناسی مروق دو تولہ میں خوب اچھی طرح کھرل کرکے دو قسم کی گولیاں بنائیں۔ چنے کے برابر اور مونگ کے برابر۔ دودھ پلانے والی کو ایک بڑی گولی پانی کے ساتھ روزانہ دیتے رہیں اور بچہ کو ڈھائی سال تک ایک چھوٹی گولی روزانہ استعمال کراتے رہیں۔ (حکیم یار محمد گوروائی)

(ب) :- آپ اسی اشاعت میں گولیوں کا جو نسخہ درج ہو رہا ہے۔ اپنے بچہ کو استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

(ایم بشارت سنیاسی)

(ج) آپ اپنے بچوں کو یہ گولیاں بنا کر مستقل طور پر استعمال کرائیں۔ نسخہ :- کشتہ پارہ سنگھیا (شیر مدار میں تیار کیا ہوا) ۴ سرخ مروارید ۴ سرخ۔ زہر مہرہ خطائی ۲ ماشہ۔ حجر الیہود چھ ماشہ۔ نارجیل دریائی چھ ماشہ۔ پوست بلیلہ زرد ۶ ماشہ۔ مغز کنول گٹہ ۶ ماشہ طباشیر ۶ ماشہ۔ دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ، زرورد چھ ماشہ۔ سب کو باریک کرکے عرق گلاب سے مونگ کے برابر گولیاں بنائیں اور دو دو گولیاں صبح و شام ماں کے دودھ یا پانی میں گھس کر دیں۔ (طبی بورڈ، بھوپندرا طبی کالج)

(د) ایک ماہ کے بچہ کو ایک رتی اسگند ناگوری سائیدہ شہد میں ملا کر چٹائیں۔ زیادہ عمر کے بچہ کے واسطے اسگند کی مقدار زیادہ کردیں۔ انشاء اللہ بچہ محفوظ رہیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ھ) :- آپ بچہ کو ہر ہفتہ ایک دن یہ جوشاندہ پلا دیا کریں۔ نسخہ :- گل بنفشہ ۶ ماشہ۔ زوفا خشک ۶ ماشہ اصل السوس مقشر ۶ ماشہ انجیر زرد ایک عدد۔ سب چیزوں کو آدھ سیر پانی میں پکائیں جب آدھ پاؤ رہ جائے تو چھان کر شہد ملائیں۔ اور دن میں چار پانچ مرتبہ نیم گرم پلائیں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(و) ڈبہ اطفال کیلئے یہ نسخہ بے مثال ہے نسخہ :- پوست ریٹھہ ایک عدد، عصارہ ریوند تین ماشہ صابون تین ماشہ، گڑ تین ماشہ، نیلا تھوتھہ ایک ماشہ۔ تمباکو کے آب زلال میں کھرل کرکے چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور ایک یا دو ضرورت کے وقت بچہ کو دیں۔ قے اور دست ہو کر بچہ کا سانس درست ہو جائیگا۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ز) :- آپ ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کا مطالعہ فرمائیں جس میں میری طرف سے اس مرض کیلئے ایک بہترین نسخہ درج ہو چکا ہے۔ حکیم احسان الحق امرتسر

(و) آپ ہمدرد دواخانہ دہلی سے معجون اعجاز منگا کر استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ مفید ہوگی (ایم بشارت سنیاسی)

(۴۹) **گولکد دافع بخار**:۔ آپ براہ راست حکیم محمد احمد خاں صاحب یا حکیم محمد جمیل خانصاحب سے دریافت فرمائیں۔

(حکیم احسان الحق امرتسر)۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۵۰) **برص**:۔ ہلدی ۱۰ تولہ آب کیلا میں تین روز تک ڈال کر خشک کریں۔ اسکے بعد سنکھیا زرد ۲ تولہ سنکھیا سفید ڈیڑھ تولہ صندل سفید ڈیڑھ تولہ۔ صندل سرخ دو تولہ سہاگہ سفید دو تولہ۔ پھٹکری سفید دو تولہ۔ تخم ترب ڈیڑھ تولہ، تخم شلغم ایکتولہ ہڑتال ورقی دو تولہ۔ تمام ادویہ کو باریک پیس کر بقدر ضرورت ترش دہی میں کھرل کر لیا جائے۔ جب خشک ہو جائے تو سفوف بنا کر رکھ لیں اور ضرورت کے وقت بقدر مناسب تیز سرکہ میں ملا کر برص کے داغوں پر لگائیں۔ مگر پہلے مبروص جگہ کو گوبہ سے رگڑ لیا کریں۔ اور معجون سفر اط جسکا نسخہ قرابادین قادری میں درج ہے تین ماشہ صبح و تین ماشہ شام ہمراہ عرق شاہترہ ۱۰ تولہ استعمال کریں۔ طب یونانی کا بہترین اور لاجواب نسخہ ہے۔ جو بالجمل ہمدرد صحت میں درج کرا دیا گیا ہے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ب) ایک چٹکلہ درج کرتا ہوں اگر تین چار ماہ مسلسل اس پر عمل درآمد ہوتا رہا تو انشاء اللہ شفا ہو جائیگی۔ ستیاناسی کی موٹی موٹی جڑیں لے کر منقشر کریں۔ اور گنڈیریوں کی طرح کاٹ لیں۔ اسکے بعد ان کو روغن بادام شیریں میں بھونیں۔ اور شہد میں ملا کر ایک ہفتہ تک پڑا رہنے دیں۔ اور روزانہ علی الصباح نو ماشہ سے ڈیڑھ تولہ تک کھلائیں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ج) مفصل طور پر لکھیئے کہ ان داغوں میں سوئی چبھونے سے کسی قسم کی رطوبت نکلتی ہے یا نہیں (طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج)

(د) مستقل طور پر کسی معالج سے علاج کرائیے (حکیم آغا منصب علی)

(ہ) برص پر مفصل مضمون معہ شرطیہ علاج آئندہ ماہ کے پرچہ میں درج کرایا جائیگا (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۵۱) **اجتماع امراض**:۔ آپ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کریں **نسخہ**:۔ سبوس اسپغول چار تولہ، مغز تخم تمر ہندی بریاں تین تولہ۔ کتیرا دو تولہ۔ گوند ببول ایکتولہ۔ کوکنار چار تولہ۔ مصری دس تولہ۔ تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ اور صبح و شام چھ چھ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اور طلا مندرجہ جواب ۲۵ (ہمدرد صحت ماہ اکتوبر) استعمال کریں۔ طبی بورڈ بھوپندرا طبی کالج)

(ب)۔ اگر آپ مستقل طور سے صحیح علاج کے خواہش مند ہیں تو اگست کے پرچہ میں جواب ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) **نسخہ مقوی باہ و دافع حرارت جگر**:۔ ثعلب مصری ۹ ماشہ، تخم گذرہ ماشہ، مغز تخم خیارین ۵ ماشہ، مغز تخم کدو شیریں تین ماشہ، پاؤ بھر گائے کے دودھ میں پیس کر مصری دو تولہ بطور حریرہ استعمال کریں۔ اور کمی لاغری کیلئے ہمدرد دواخانہ سے طلاء الماس منگالیں۔ اور فوطہ پر مندرجہ ذیل ضماد تیار کرکے لگائیں۔ **نسخہ ضماد**۔ گل بابونہ ایکتولہ تخم کتاں ایکتولہ، حلبہ ۱ تولہ گوگل ایکتولہ، ایلوہ ایکتولہ، مغز ساق گاؤ دو تولہ تمام چیزوں کو ہری مکو کے پتوں کے پانی میں پیس کر ضماد بنا لیں۔

(حکیم یار محمد کورٹائی)

(د) آپ دواالمسک معتدل جواہر والی چھ ماشہ صبح کو کھا لیا کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) پوست ہلیلہ زرد ۸ ماشہ، پوست ہلیلہ ۵ تولہ، پوست آملہ ۵ تولہ۔ آرد تخم بکائن ۱۵ ماشہ۔ کشتہ ابرک سیاہ ۸ ماشہ، کشتہ قلعی ۵ ماشے کشتہ نقرہ چار ماشے۔ سب چیزوں کو کوٹ کر سفوف بنا لیں۔ اور ایک ماشہ صبح کو دودھ کیساتھ استعمال کریں۔ خارجی علاج کیلئے مندرجہ ذیل نسخہ تیار کریں۔ **نسخہ**:۔ روغن تلخ سوا پاؤ۔ گرگٹ ۲ عدد۔ کلونجی پانچ تولہ۔ آخر الذکر دونوں چیزوں کو روغن تلخ میں جلا کر روغن محفوظ کریں۔ اور رات کو اس کو لگا کر بنگلہ پان باندھیں اور سو رہیں۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد۔)

(۵۲) **بلال**:۔ جب چیز تیار مل سکے تو بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ ہمدرد دواخانہ کی معجون مروح الارواح کا استعمال کریں۔

(ایم بشارت سنیاسی)

(ب) جماع کے بعد یہ حریرہ استعمال کرنیسے ضعف لاحق نہیں ہوگا۔ بلکہ مادہ تولید کی پیدائش زیادہ ہوگی۔ لذیذ بھی ہے لیکن زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے دردسری ضرور معلوم ہوتی ہے۔ **نسخہ حریرہ**:۔ مغز بادام ۱۱ دانہ۔ مغز پنبہ دانہ ایک تولہ

(ب) آپ گل درخت ڈھاک۔ نمک کلر، مغز بید انجیر۔ پشک گوسفند ہر ایک ایک چھٹانک۔ افیون ایک رتی۔ تمام چیزوں کو بھیڑ کے دودھ میں پکائیں۔ اور لپئی سی بنا کر خصیہ پر گرم گرم باندھیں۔ چند روز میں انشاء اللہ شفا ہوگی۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) :- آپ مندرجہ ذیل ضماد استعمال کریں۔ نسخہ :- مقل ازرق۔ اشق۔ میعہ سائلہ، ہرکی۔ گل بابونہ، زیرہ سیاہ ہر ایک تین ماشہ سنبل الطیب، گل خطمی، بیج خطمی، کنجد سیاہ۔ تخم کتان۔ حلبہ۔ اکلیل الملک۔ آرد باقلہ ہر ایک چار ماشہ۔ موم سفید، چربی گردہ بز۔ ہر ایک دو تولہ۔ روغن گل چار تولہ۔ پہلے موم اور چربی کو روغن گل میں پگھلائیں پھر تمام دوائیں کوٹ چھان کر شامل کریں۔ اور نیم گرم ضماد لگائیں۔

(طبی بورڈ بھوپندر الطبیہ کالج)

(د) اس مرض کا سستا سا علاج بھی سن لیجئے۔ سرخ رنگ کی بوتل میں روغن تلخ خالص بھر کر اور مضبوط کارک لگا کر ۴۰ یوم دھوپ میں رکھیں۔ رات کو شبنم میں سے بوتل ہٹا لیا کریں۔ ۴۰ یوم کے بعد فوطہ پر روغن کی مالش کریں۔ اور برگ ارنڈ گرم کر کے رکھیں اور اوپر سے لنگوٹ باندھیں۔ کچھ عرصہ تک استعمال کرنے سے گلٹی یا ورم تحلیل ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ھ) ایلوا تین ماشہ میٹھا تیلیہ ایک ماشہ، ہینگ دو ماشہ، مصطگی دو ماشہ۔ لعاب گھیکوار میں پیس کر فوطہ پر لگائیں۔ اور ارنڈ کا گرم پتہ رکھ کر لنگوٹ باندھیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۴۷) امراض چشم :- آپ اپنی اہلیہ کو تنقیہ دماغ کیلئے حب ایارج تین ماشہ رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی سے دو ہفتہ تک استعمال کرائیں۔ تنقیہ کے بعد آنکھ کیلئے ہمدرد دواخانہ کی معرفت ہم سے دوا طلب فرمائیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ب) :- بہترین نسخہ لکھتا ہوں معمولی شے سمجھ کر نظر انداز نہ کر دیجئیگا۔ صبح و رات کو سوتے وقت آب لیموں کاغذی کا ایک ایک قطرہ آنکھوں میں ڈال لیا کیجئے۔ انشاء اللہ چند یوم کے استعمال سے شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) :- مندرجہ ذیل سرمہ تیار کر کے استعمال کریں۔ سفیدی چشم کے لئے بہترین ہے۔ نسخہ :- کانچ سفید۔ شورہ قلمی۔ سمندر جھاگ نوسادر۔ فلفل دراز۔ فلفل سفید۔ توتیا بجی۔ تخم سرس سیاہ۔ زنگار۔ نمک شیشہ۔ پھٹکری سفید ہر ایک ایک تولہ۔ زنک اوکسائڈ ۳ ماشہ سب چیزوں کو اچھی طرح کھرل کریں۔ اور بطور سرمہ استعمال کریں۔ (طبی بورڈ بھوپندر الطبیہ کالج پٹیالہ)

(د) مین پھل چھ ماشہ، رسوت چھ ماشہ، مرچ سیاہ ۳ ماشہ۔ کنگھی چھ ماشہ۔ نیلا تھوتھا بریاں چھ ماشہ۔ تمام چیزوں کو سرمہ کی طرح باریک کر کے پانی کے ذریعہ گولیاں بنا کر رکھیں۔ اور پانی میں گھس کر سلائی سے آنکھ میں لگائیں۔ (حکیم یار محمد گوردائی)

(ھ) آپ ہمدرد دواخانہ سے کحل بیاض منگا کر استعمال کریں۔ اور رات کو سوتے وقت اطریفل کشنیزی ۱ تولہ کھا لیا کریں۔

(بشارت سنیاسی بٹالہ)

(۴۸) درد سر :- مریض کو گائے کی چھاچھ سہ پہر کو روزانہ استعمال کرانی چاہیئے۔ اور خمیرہ گاؤزبان عنبری، ۵ ماشہ صبح کو کھلایئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ میرا آزمودہ ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محمد ابرار حسین میر گنج)

(ب) آپ یہ نسخہ استعمال کریں۔ نسخہ :- مغز بادام۔ مغز نارجیل ہر ایک پانچ تولہ، خشخاش سفید، ۵ تولہ۔ چہار مغز آٹھ تولہ۔ مغز چرونجی مغز پستہ ہر ایک چھ ماشہ۔ تمام ادویہ کو اچھی طرح کوٹ کر تین پاؤ روغن گاؤ میں پکائیں جب ادویہ سرخ ہو جائیں تو روغن کو چھان کر بحفاظت رکھیں یہ تیل نہایت مقوی دماغ ہے، صبح و شام اسکو سر پر ملنا۔ کانوں میں نیم گرم ڈالنا۔ سبزی میں ملا کر کھانا چند ہی روز میں شفا اثر دکھا دیتا ہے۔ (طبی بورڈ بھوپندر الطبیہ کالج)

(ج) برہمی بوٹی تین ماشہ۔ مرچ سیاہ چار دانہ، مغز بادام شیریں دو عدد، مغز کدو شیریں دو ماشہ، دانہ الائچی خورد ایک ماشہ تمام چیزوں کو پانی میں پیس کر چھان لیا کریں۔ دونوں وقت استعمال کرنے سے جلدی فائدہ ہوگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) برہمی بوٹی تین ماشہ۔ مغز بادام سات عدد کے ساتھ پانی میں پیس کر قدرے مصری ملائیں اور صبح و شام پلائیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ھ) آپ کے دوست کا دماغ کمزور ہے۔ کوئی مقوی نسخہ تیار کرا دیں۔ مثلاً معجون برہمی۔ خمیرہ بادام وغیرہ۔ (حکیم ہمایوں لائلپوری)

عطر موتیا اور اُس کے فوائد کیا ہیں" (خریدار نمبر ۱۸۵۴)

(۵۵) ہاتھ کے مسوں کو دور کرنے کیلئے مجرب و زود اثر نسخہ با آسان ترکیب وغیرہ سے مطلع فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۵۶۴)

(۵۶) سرمہ کا ایسا نسخہ مطلوب ہے۔ جو جملہ امراض چشم کے لئے نہایت ہی مفید، موثر اور بہمہ صفت موصوف ہو۔ جسکے اجزا سہل الحصول ہونیکے علاوہ کم قیمت بھی ہوں۔ مگر نسخہ مجرب ہونا چاہیئے (خریدار نمبر ۲۷۹۰)

(۵۷) مجھے گلیسرین کا نسخہ درکار ہے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحبان سودیشی گلیسرین بنانے کا کم خرچ اور آسان نسخہ تجویز فرماکر شکر گذار فرمائیں ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی و حکیم اکبر حسین صاحب الہ آبادی خاص توجہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ (خریدار نمبر ۳۰۷)

(۵۸) دیوانہ گندم جسکو شیلم بھی کہتے ہیں جسکا انگریزی نام ارگٹ ہو کہاں اور کس نرخ پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ اور طب یونانی میں اسکا جوہر نکالنے کی ترکیب ہے یا نہیں۔ اطبا اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں - (خریدار نمبر ۲۸۶۲)

(۵۹) موتیابند کیلئے ایک اکسیری نسخہ کی ضرورت ہے۔ اور تحفہ سرمہ سیاہ سالم کہاں اور کس قیمت پر مل سکتے ہیں۔ حکمائے کرام نسخہ جات عطا فرماکر بندہ کو شکر گذار فرمائیں (خریدار نمبر ۳۲۰۷)

(۶۰) مہربانی فرماکر کل بادی اشیا کے نام سے مطلع فرمایا جائے۔ اگر دودھ بھی بادی ہے تو اس کا مصلح کیا ہے - (خریدار نمبر ۱۰۵۹)

(۶۱) یو۔پی کا ایک مستند حکیم جسکو بنگال کی آب و ہوا ناموافق ہے۔ وہ یو۔پی یا بہار کے کسی صدر مقام میں مطب کرنا چاہتا ہے ناظرین ہمدرد صحت سے گذارش ہے کہ وہ کسی ہندہ صدر مقام سے مطلع فرمائیں جس جگہ طبیب کی ضرورت ہو۔ نیز وہ ہومیوپیتھک بھی پاس ہے۔ (خریدار نمبر ۲۴۳۲)

(۶۲) احتلام، ضعف باہ، ضعف دماغ، کمی خون، نزلہ زکام کی ہمیشہ شکایت رہتی ہے۔ سر چکراتا ہے۔ اور دل دھڑکتا ہے۔ دردِ کمر قبض دائمی ہے۔ کوشش کرنے پر زیادہ سے زیادہ دو منٹ جماع پر قادر ہوں۔ یہ شکایت دو سال سے ہے۔ اعضائے تناسل کج ولاغر ہیں۔ خم ناف کی طرف کو ہوگیا ہے نیس دکھائی دیتی ہیں کبھی کوئی دوا استعمال نہیں کی۔ چار لڑکے پیدا ہو چکے ہیں جو چند ماہ کے ہو کر گذر گئے۔ ایک لڑکی ۲ سال کی موجود ہے۔ (یکے از ناظرین ہمدرد صحت)

(۶۳) مریض عمر ۲۵ سال مرض (جذام) سن بہری میں مبتلا ہے۔ دونوں پیر انگلیوں سے لیکر ٹخنے کے اوپر تک سن ہوگئے ہیں۔ جلد پر بھدی چمکدار جھریاں پڑی ہوئی ہیں۔ بایاں ہاتھ بھی اسیطرح سن ہے۔ انگوٹھے اور انگلی کا درمیانی گوشت خشک ہوگیا ہے۔ اسی طرح ہتیلی کا گوشت بھی خشک ہو رہا ہے انگلیاں کشادہ نہیں ہوسکتیں۔ چہرہ پر چند سیاہ داغ ہیں۔
پیشاب کا رنگ زرد ہے۔ موسم سرما میں ایڑیاں بہت پھٹ جاتی ہیں۔ اور خون بہتا ہے۔ ناتوانی زیادہ، دماغ کمزور نسیان کی شکایت ہے۔ سر کے بال کم گرمی سے چہرہ اور ناک دونوں تپنے لگتے ہیں۔ اسکے علاوہ کوئی شکایت نہیں مریض کی والدہ جب مریض پیدا ہوا ہے مرض جذام میں مبتلا تھیں۔ ہر ممکن علاج بے سود ثابت ہوا۔ اطبائے کرام ایسے نسخے تجویز فرمائیں۔ جو جڑی بوٹیوں سے مرکب ہوں اور مریض جلد صحتیاب ہو جائے۔ (خریدار نمبر ۳۴۶۷)

(۶۴) ادویہ کی ٹکیاں بنانے کی مشین کہاں اور کم از کم کتنی قیمت پر مل سکتی ہے مکمل پتہ تحریر فرمائیں۔ خریدار نمبر ۳۶۹۰

(۶۵) میرا بھائی جسکی عمر قریباً ۲۴ سال ہے ایکسال سے بعارضہ کھانسی یا سانس میں مبتلا ہے۔ نیز کبھی کبھی بخار بھی آجاتا ہے۔ اسوقت مریض نہایت کمزور ہے بلغم نہایت پتلا لیسدار بہت کھانسنے پر نکلتا ہے۔ اور صبح کے وقت بہت زیادتی ہوتی ہے۔ اور سانس بھی بہت چڑھجاتا ہے۔ اطبا کرام اور ڈاکٹر صاحبان اس مرض کے سہل الحصول علاج سے بذریعہ رسالہ ہمدرد صحت مطلع فرمائیں (خریدار نمبر ۳۵۳۹)

(۶۶) میرے والد کو جنکی عمر ساٹھ سال ہے عرصہ پانچ سال سے دمہ کا عارضہ ہے بلغم قدرے سخت اور تکلیف سے خارج ہوتا ہے۔ سانس تیز چلتا ہے۔ پسینہ بہت آتا ہے۔ سینے میں درد ہوتا ہے۔ چلنے پھرنے سے گھبراہٹ بہت ہوتی ہے، پیشاب میں سوزش ہے اور قبض کی شکایت ہے۔ حکماء کرام مہربانی فرماکر نسخہ تجویز فرمائیں۔ شکر گذار ہونگا۔ (خریدار نمبر ۳۱۹۴)

تخم خشخاش تین ماشہ بہمن سفید تین ماشہ تعلب مصری تین ماشہ زنجبیل تین ماشہ تودری سفید تین ماشہ مصری تین تولہ عرق گلاب پاؤ سیر دودھ پاؤ سیر۔ تمام چیزوں کا شیرہ نکال کر بطور حریرہ پکائیں۔ اور بعد جماع استعمال کریں۔ (حکیم یار محمد)

(ج) :- جماع کے بعد لبوب کبیر اور معجون بلادر استعمال کرنا نہایت مفید ہے۔ یہ دوائیں ہمدرد دواخانہ سے بہتر کہیں نہیں ملینگی
(حکیم آغا منصب علی)

(د) جماع کے بعد امرتیاں کھاکر شیر گاؤ پی لیا کریں۔ یا دوا المسک معتدل جواہر والی چھ ماشہ کھاکر اوپر سے شیر گاؤ پیئیں۔
(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ہ) جماع کے بعد حلوہ مغز بادام کھائیں یا آدھ سیر دودھ میں ایک چھوارہ ڈال کر پکائیں جب گاڑھا ہونے لگے تو زعفران چار رتی اور مصری چار تولہ حل کر کے پئیں۔ اور چھوارہ بھی کھالیں
(طبی بورڈ بھوپندر طبیہ کالج)

(و) :- آپ ہمدرد صحت بابت ماہ ستمبر کے صفحہ ۴۳۹ پر حب خاص کا جو نسخہ میری طرف سے شائع ہوا ہے۔ تیار کر کے فائدہ اٹھائیں
(حکیم ہمایوں لائلپور)

(۵۳) **کدو دانے**۔ باؤ بڑنگ کابلی، ترہ اکبر آبادی حب النیل، قسط تلخ ہر ایک ڈیڑھ تولہ کمیلہ رائی، افتیمون، نمک سیاہ۔ تخم حنظل، ناگر موتھہ، بیخ سوسن ہر ایک ۱ ماشہ۔ افسنتین تین ماشہ۔ تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سہ چند شہد میں ملاکر معجون تیار کریں۔ اور ایک تولہ رات کو سوتے وقت گرم پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ غذا دال، چاول۔
(طبی بورڈ بھوپندر طبیہ کالج پٹیالہ)

(ب) کمیلہ ایک ماشہ کبلول چار سرخ دونوں چیزوں کو ایک ساتھ پھانک کر عرق بادیان ۱ تولہ پیئیں۔ دوا ہر روز صبح کو استعمال کرنی چاہیئے۔
(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) کدو دانوں کیلئے یہ نسخہ مفید ثابت ہوا ہے۔ دو دو دن کے وقفہ سے استعمال کرائیے مجرب ہے **نسخہ**:- پلاس پاپڑا تین تخم بڑبل تین ماشہ۔ سفوف بنا کر تین ماشہ گڑ میں ملائیں اور رات کو سوتے وقت کھلائیں۔ صبح کو روغن ارنڈی پلا دیں انشاءاللہ سب کدو دانے رفع ہو جائیں گے۔
(ڈاکٹر سید محمد ابرار حسین میر گنج۔)

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال مفت درج کرانیکا حق حاصل ہے۔

(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔

(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنہ فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔

(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکیگا۔

(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہیں ہو سکیگی۔

(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہر حال ہوگا۔

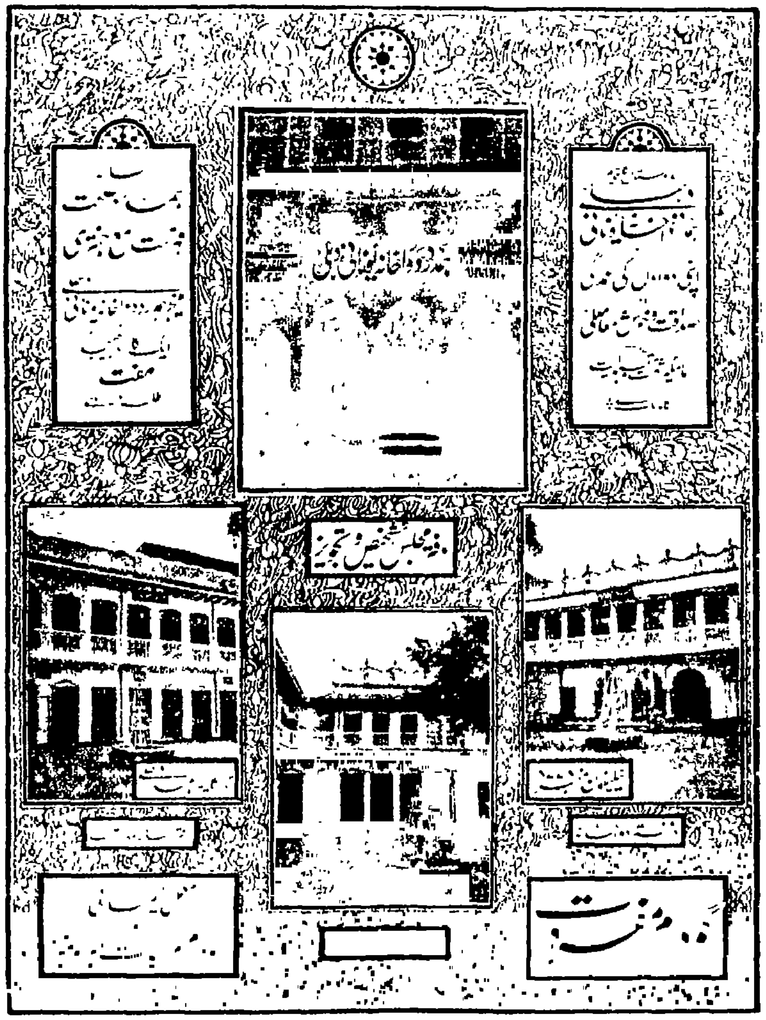
---

(۵۴) سر اور داڑھی میں بالخورہ ہو گیا ہے جسکی وجہ سے دائیں جانب کے تھوڑے سے بال بالکل جھڑ گئے ہیں۔ ایسا علاج مطلوب ہے جس سے بال حسب سابق سیاہ نکل آئیں۔ مفرد ادویہ اغذیہ کے نام و ترکیب استعمال مطلوب ہیں جو منظوری یاہ اور طنز اور مسکن ہوں

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طبِ یونانی کیلئے باعثِ فخر ہیں

اور بد اندیشوں اور نقالوں کیلئے موجبِ اضطراب و پریشانی



دنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل و منظم دواخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز اکسیلنسی یمین السلطنت راجہ راجایان مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد جی سی آئی ای
صدر اعظم مملکتِ آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو نمایانِ ملک کی موجودگی میں فرمایا

(۶۷) میرے دانتوں سے پیپ بہتی ہے۔ بہتیرے علاج کئے۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب مشورہ دیتے ہیں کہ دانت نکلوا دینے چاہئیں کوئی فاضل طبیب مجرب المجرب نسخہ بذریعہ ہمدرد صحت مطلع فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۴۵۵)

(۶۸) میری ایک عزیزہ کے چہرہ پر چھائیاں ہیں۔ بہت کچھ علاج کیا گیا۔ براہ مہربانی کوئی مجرب نسخہ خواہ وہ ڈاکٹری ہو یا یونانی تجویز فرمایا جائے۔ (خریدار نمبر ۲۵۰۶)

(۶۹) میری عمر ۵۵ سال ہے۔ عرصہ چار سال کا ہوا کہ میں نے مہندی کی جڑ مسوں پر باندھی تھی جس سے مسے کچھ خشک ہو گئے مگر اب ایک مستہ میں تکلیف ہے اور پیپ نکلتی ہے۔ مستہ پاخانہ کی جگہ سے علیحدہ ہے۔ آس پاس باریک باریک سوراخ ہیں کبھی درد بھی ہوتا ہے۔ اور خون کبھی آتا ہے۔ سر میں درد بھی رہتا ہے نظر بھی کمزور ہے۔ (خریدار نمبر ۳۴۳۱)

(۷۰) میری اہلیہ ڈیڑھ سال سے سیلان الرحم میں مبتلا ہیں۔ ماہواری خون پانی کی طرح رقیق ہوتا ہے۔ مریضہ کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے کئی ایک انگریزی و یونانی ادویہ استعمال کیں لیکن فائدہ نہیں ہوا ہے۔ ماہران فن طب کوئی مجرب نسخہ تجویز فرما کر متشکر فرما دیں (خریدار نمبر ۳۷۳۲)

(۷۱) میری اہلیہ جنکی عمر ۲۲ سال ہے ایک سال سے بعارضہ سل ریوی مبتلا ہیں۔ شروع میں زکام اور بخار کا معمولی علاج رہا لیکن آرام نہ ہونے پر مستند اور قابل ڈاکٹروں کو دکھایا جنہوں نے پھیپھڑوں میں سردی بتائی اور ایک پھیپھڑے میں کچھ خرابی تشخیص کی کیلشیم کے انجکشن متواتر دو ماہ لگانے سے بخار جاتا رہا لیکن کھانسی برابر رہی، اسکے بعد ٹکسچر تجویز کیا جس سے آرام ہو گیا لیکن اب پھر ایک سے ہلکی ہلکی خشک کھانسی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پھیپھڑوں میں دق کے جراثیم باقی ہیں۔ اطباء کرام سے درخواست ہے کہ اس مریض کیلئے کوئی شافی نسخہ تجویز فرمائیں، پرہیز بھی لکھیں۔ گھر میں اور کسی کو یہ شکایت نہیں ہوئی ہے (خریدار نمبر ۲۰۳۸)

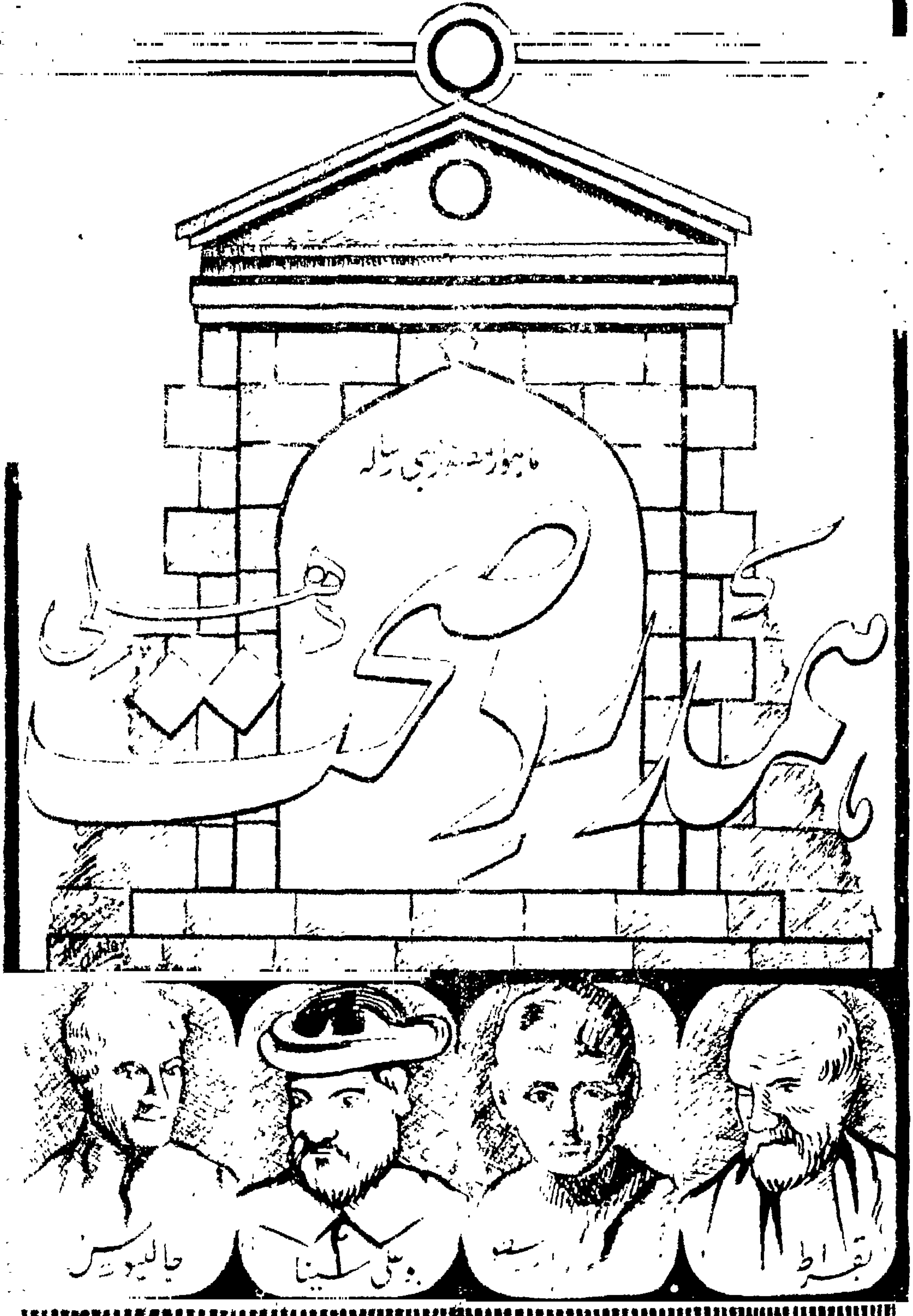
(۷۲) میری عمر ۴۲ سال ہوئے بمونیہ کا حملہ ہوا تھا اب کمر اور سینے کے جوڑوں میں ہر وقت درد رہتا ہے۔ آنکھوں کے پپوٹوں پر کیلیں نکلا کرتی ہیں۔ سانس پھول جاتا ہے۔ پیشاب کے بعد سفید رطوبت بھی خارج ہوتی ہے۔ کھانسی ہے قبض اور پائیوریا بھی لاحق ہے دس بارہ سال سے شادی شدہ ہوں لیکن کوئی اولاد نہیں ہے۔ اطباء مجرب علاج تحریر فرمائیں۔ (ایک از ناظرین ہمدرد صحت)

(۷۳) میری عمر اس وقت ۲۸ سال ہے۔ دس بارہ سال ہوئے مجھے سل کی شکایت ہو گئی تھی، اسکے بعد اب تک کھانسی، نزلہ، زکام کی شکایت کم و بیش برابر جاری ہے، صبح اٹھنے کے بعد کھانسی زیادہ ہوتی ہے چھینکیں آتی ہیں اور ریزش ہوتی ہے۔ مطالعہ سے دماغ جلد تھک جاتا ہے۔ ذرا سی دھانس سے کھانسی ہونے لگتی ہے۔ غذا میں نان گندم اور بکری کا گوشت عموماً کھاتا ہوں۔ لیکن غذا اچھی طرح جزو بدن نہیں ہوتی۔ (خریدار نمبر ۱۹۹۳)

(۷۴) مریضہ ڈیڑھ سال سے بواسیر خونی کی شکایت میں مبتلا ہے۔ اگر ذرا بھی قبض کی شکایت ہو جائے تو بواسیر کی تکلیف اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ مستے بھی ہیں جن میں پاخانہ کے بعد پانچ منٹ تک جلن اور سوجن ہوتی رہتی ہے، جسم کمزور ہے، بھوک کم ہے ریاح کی کثرت ہے۔ (خریدار نمبر ۳۰۶۱)

(۷۵) میرا ایک دوست تقریباً پندرہ سال سے ایک عارضہ میں مبتلا ہے جسکو اطباء قرحہ سوزاک بتاتے ہیں۔ اس عرصہ میں اسنے ہزاروں دوائیں اور بہت سے ڈاکٹروں اور حکیموں سے علاج کرائے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اس وقت وہ بالکل زندہ درگور ہے۔ دل و دماغ بالکل از کار رفتہ ہو گئے ہیں۔ اسوقت مریض کی عمر ۳۳ سال کی ہے وزن تقریباً ایک من ہے دماغی اور جسمانی کام دن بھر کا پڑتا ہے۔ بارہ مہینے وہ کوئی نہ کوئی مقوی دل اور دماغ دوا استعمال کرتا رہتا ہے۔ جریان، ضعف باہ، سرعت انزال، اور اختلاج قلب کے علاوہ مرض فتق بھی اسے عرصہ آٹھ دس سال لاحق ہے اور اب اسکی شادی کرانیکی کوشش کی جا رہی ہے لیکن عضو مخصوص ہر وقت سکڑا رہتا ہے۔ دبانے سے درد بھی ہوتا ہے۔ شہوت اکثر رات کو کبھی کبھی ہوتی ہے وہ بھی جب کہ مقوی ادویہ استعمال کرتا ہے کبھی کبھی احتلام بھی ہو جاتا ہے۔ تقریباً پانچ چھ سال بیشتر مریض کو جلق اور اغلام کی عادت بھی آٹھ دس سال تک رہی ہے۔ برائے مہربانی حکیم اور ڈاکٹر صاحبان اس مریض کی قابل رحم حالت پر ضرور غور فرما دیں۔ (خریدار نمبر

December, 1935. — دسمبر ۱۹۳۵ء



حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

جلد ۴ دسمبر سنہ ۳۵ء نمبر ۶

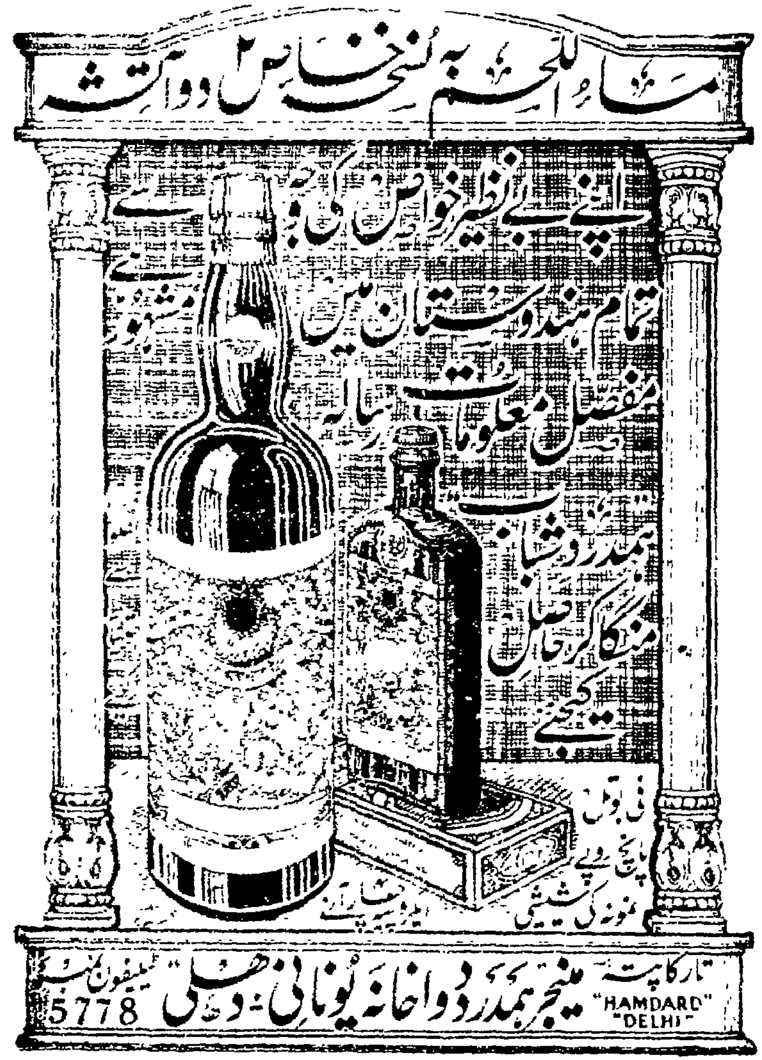
فہرست مضامین

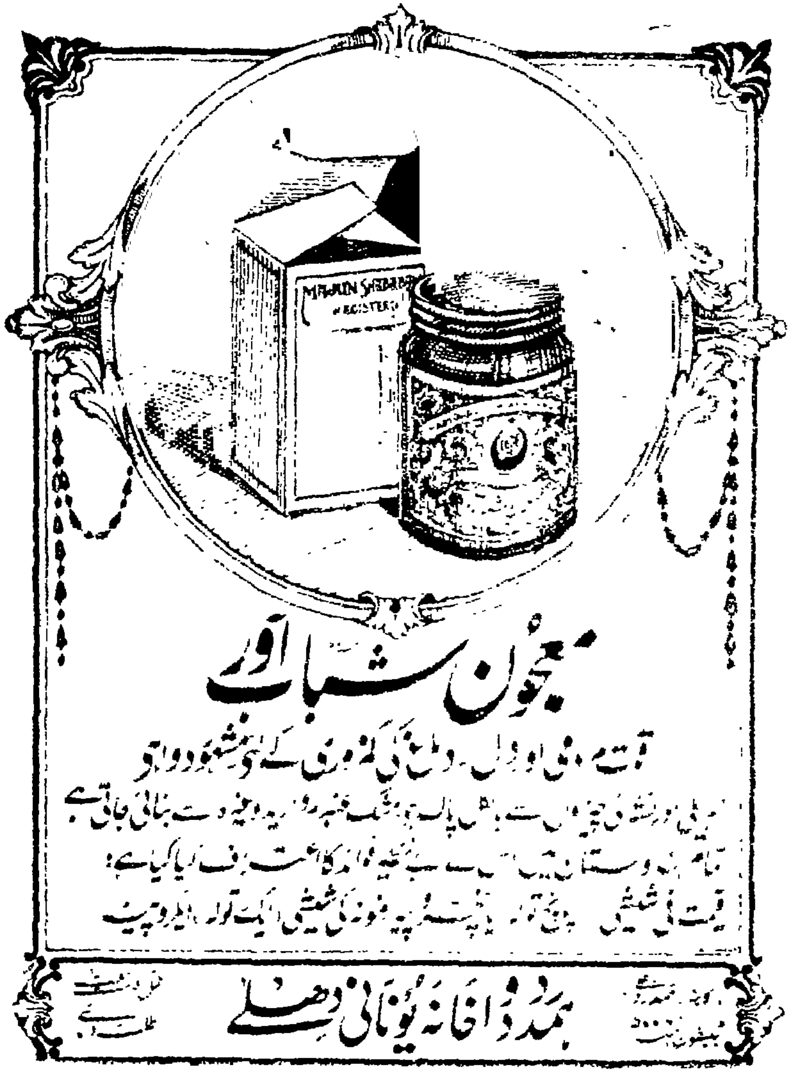
عکسی تصاویر:- فاضل گرامی حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب دہلی (۲) مس مارگریٹ (امریکہ) مشہور داعیہ ضبط تولید +
مُرقع:- "ہمارا روزہ ہے" (کارٹون) لاعلاج مریض +

اشتہارات:- ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

نوٹ:- خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں کہ خط وکتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں + "منیجر"


ماءُ اللحم بہ نسخۂ خاص ۲ دوآتشہ
اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ ہمدرد شباب منگا کر حاصل کیجئے
فی بوتل پانچ روپے
نمونہ کی شیشی
تار کا پتہ "HAMDARD" "DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778


MAJUN SHABAB
REGISTERED
معجون شباب آور
قوت مردی اور دل و دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

(۴) عناصر کا مسئلہ آجکل جس دور میں گزر رہا ہے، اسکو اس کا جو تھا دور کہنا چاہیئے جس میں عناصر کو اصحاب خلیط کے مسلمہ کے مطابق "چار" میں محدود نہیں کیا جاتا، بلکہ اسکی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے، یہ دور بھی بڑے تذبذب و انتشار خیالات کا دور ہے جس میں ہر چند روز کے بعد مسلمات میں پریشانی شروع ہو جاتی ہے، اور عناصر کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اور نہیں کہا جا سکتا کہ بعد کی تحقیقات اس اختلافی مسئلہ کو کس سرحد تک پہنچانے والی ہے۔

اس مثال کی وضاحت و تفصیل سے میرا مدعا صرف اس قدر ہے کہ دنیا کے تمام علوم و فنون میں یہی سنتِ جاریہ قائم ہے، اور انکے مسائل کا دورِ حکومت ہمیشہ بدلتا رہا ہے، اس سے نہ قدیم علوم بری ہیں، اور نہ جدید سائنس اس کا دعوےٰ کر سکتی ہے کہ جن مسلمات کو آج اس نے پیش کیا ہے کل بھی انہیں کی حکومت رہیگی،

اور جب یہ صورت حال ہے تو یہ قطعاً صحیح نہیں ہے کہ ایک کو خواہ طب جدید ہو یا قدیم، صداقت و حقیقت کا معیار قرار دیکر اس پر ایسا ایمان لایا جائے کہ دوسرے علوم کے مسائل و مسلمات کو جو اس معیار سے لفظاً یا معنےً مطابقت نہ کہا سکیں، قطعاً غلط قرار دیا جائے اگر ہم ایسا کریں گے تو کبھی سخت پشیمان ہونگے اور علمی دنیا کے سامنے ہمیں بارہا شرمسار ہونا پڑیگا۔

میرے اس قول کا مدعا یہ نہیں ہے کہ متقدمین سے غلطیاں نہیں ہوئی ہیں، یا یہ کہ وہ فرشتے تھے، اور ان کے اقوال نکتہ چینی کے متحمل نہیں ہیں، بلکہ میری غرض یہ ہے کہ جس طرح قدماء انسان تھے اسی طرح متاخرین اور یورپ کے اہل سائنس بھی انسان ہیں، اور دونوں سے یکساں غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ اسلئے ایک پر بہت زیادہ اعتماد کرنا، اور دوسرے کو بے اعتمادی کے پائے تحقیر سے "جلد" ٹھکرا دینا صحیح نہیں ہے، بلکہ اصلاح و تجدید مسائل کے وقت ہمیں دونوں اقوال کو سامنے رکھکر بہت حزم و احتیاط کیساتھ غور کرنا چاہیئے اور غور و تحقیق کے وقت دونوں اقوال پر شک و شبہ کی نظر ڈالنی چاہیئے۔ یعنی جس کو ہم اس وقت غلط سمجھ رہے ہیں، ممکن ہے کہ وہ صحیح ثابت ہو، اور جسکو ہم صحت کا معیار قرار دے رہے ہیں، ممکن ہے کہ وہ غلط متحقق ہو۔

اسکے بعد آج کی صحبت علمی میں جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ فاضل محترم کرنل صاحب کے اس خیال سے وابستہ ہے کہ

"طب قدیم و جدید کے مابین بنیادی اختلاف ہے"

"کیونکہ قدماء نے طب قدیم کی بنیاد تکلمی دلائل پر رکھی ہے جنکی تصدیق عینی معائنہ و مشاہدہ سے حاصل نہیں کیگئی ——"

محترم کرنل صاحب کے پورے طویل و عریض مقالہ کے اسی جزء سے مجھے شدید اختلاف ہے۔ کرنل صاحب کا فضل و کمال مسلم، اور طب قدیم کے ساتھ انکی گہری دلچسپی واجب التسلیم، ان دونوں امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب میں مذکورہ بالا قول پر غور کرتا ہوں، تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی، میں نہیں سمجھ سکا کہ کن حالات کے ماتحت قلم سے یہ الفاظ نکل گئے ہیں۔

میں اس ذیل میں یہ بے بنیاد دعوےٰ نہیں کرنا چاہتا کہ طب یونانی میں عقلی استدلال سے کام نہیں لیا گیا ہے جسکو محترم کرنل صاحب نے تکلمی دلائل کی جدید اصطلاح سے یاد فرمایا ہے، بلکہ میرا دعوےٰ —— اور ناقابل تردید دعوےٰ —— یہ ہے۔ کہ جس طرح طب قدیم کے بہت سے مسائل و مسلمات کی تصدیق استدلال عقلی سے (تکلمی دلائل سے) حاصل ہے، اسی طرح بے شمار مسلمات و مسائل کی تصدیق مشاہدات و تجربات سے بھی حاصل ہے

اسی طرح میرا دوسرا نہ ٹوٹ سکنے والا دعوےٰ یہ بھی ہے کہ طب قدیم کی طرح طب جدید کے، بلکہ ساری دنیائے سائنس کے .... مسائل و مسلمات بھی عقلی استدلال اور مشاہدہ ہی کے دونوں پایوں پر قائم ہے۔ اس لحاظ سے طب قدیم و جدید کے مابین کوئی فرق و اختلاف نہیں۔



بعض اعتراضات کی تحقیق

(دوسری قسط)

از فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ جامعہ طبیہ دہلی

ماہ اکتوبر کے رسالہ میں میرے مضمون کا جو حصہ شائع ہو چکا ہے اس میں محض چند سطحی باتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ـــــ علوم وفنون کے مسائل میں کم و بیش ہمیشہ تبدیلیاں ہوا کرتی ہیں اور ایک یا چند مسائل کی تبدیلی سے وہ علم علم و سائنس ہونے سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اس میں طب قدیم، طب جدید، اور دنیا بھر کے سارے علوم وفنون (سائنس) شامل ہیں ـــــ ایسا کیوں ہے؟ اسکی وجہ بھی پچھلے بیانات میں آچکی ہے کہ تمام علوم وفنون انسانوں کے مرتب کئے ہوئے اصول وقوانین کا نام ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ انسانی قوائے عقلیہ کی پرواز محدود ہے اور کوئی محقق اپنے سارے بیانات کی تصدیق کا ـــــ کہ وہ کبھی اور کسی زمانہ میں غلط ثابت نہیں ہو سکتے ـــــ ادعا نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ علوم وفنون کے مختلف مسائل کا ایک دَور ہوا کرتا ہے جس میں انکا استحکام ناقابل شکست سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اسکے بعد ایک دوسرا دَور آتا ہے جس میں اُن مسائل کے کمزور پہلوؤں کو عریاں کیا جاتا، اور مضحکہ انگیز طریقے تک اُن پر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔

لیکن سوء اتفاق سے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تیسرے دَور میں پہلے مسائل کا استحکام از سر نو ظاہر ہوتا ہے، اور بعد کی نکتہ چینیاں بے بنیاد ثابت ہوتی ہیں

مثال کے طور پر عناصر کے معرکۃ آرا مسئلہ کو لیجئے، علوم کی تاریخ میں عجیب و غریب ادوار اس پر گذر چکے ہیں، جو امتداد ایام سے ایسی تاریکی و ظلمت میں چھپ گئے ہیں کہ اب یہ قدیم خیالات سنہ و سال کی قید تعین سے بھی باہر ہو چکے ہیں، اور یہ قید تاریخ یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ۔

(۱) کس سنہ کے بزرگ عناصر کو محض ایک عنصر میں محدود سمجھتے تھے۔

(۲) اصحاب خلیط کس دور میں گذرے ہیں، جو عناصر کو چار سے بہت زیادہ تسلیم کرتے تھے، اور آج وہ اگر دوبارہ (آواگون کے اصول پر) سائنس کی موجودہ دنیا میں تشریف لے آئیں تو انکی روحانی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہے کہ سائنس کے موجودہ مسلمات ان کے اصول موضوعہ کا ایک حیرت انگیز چربہ معلوم ہوتے ہیں۔

(۳) شیخ ورازی کے دَور نے جب مسئلہ عناصر پر مُحاکمہ کیلئے قلم اُٹھایا، تو اسے کون روک سکتا تھا، یہ اپنے دور کے مالک اور اپنی حکومت کے، بے شرکت غیرے، بادشاہ تھے۔ اصحاب خلیط کے مسئلہ کو پائے تحقیر سے ٹھکرا کر خط تنسیخ پھیر دیا، اور قول فیصل لکھکر چھوڑ گئے کہ عناصر چار ہیں۔ اسکے بعد کس کی مجال تھی کہ شیخ ورازی کے بنائے ہوئے مستحکم قلعے کو مسمار کرنے کی ادنےٰ جرأت کرے۔

اس دور کی عمر علمی دنیا میں بہت ہی دراز ثابت ہوئی جسکی حکومت ایشیا، افریقہ، یورپ وغیرہ کے علمی دماغوں پر ہزاروں سال تک چھائی رہی اور بہت سی قدیم بستیوں میں ابھی تک اس کا رواج ہے۔ اور ان کے باشندوں کو پتہ بھی نہیں کہ علم کا ایک نیا دَور شروع ہو چکا ہے، اور اس مسئلہ پر بے شمار نکتہ چینیاں ہو چکی ہیں۔

میں بطور شہادت **شارح اسباب** کی اصل عبارت بھی حاشیہ منہیہ سے نقل کرتا ہوں (ملاحظہ ہو شرح اسباب عربی جلد دوم، دار الکبل، صفحہ ۱۴ مطبوعہ یوسفی لکھنؤ)

إنّ الاطباء ینقسمون الی فِرَقٍ ثلٰثةٍ
احدها المُحتالة، وهم الذین یقتصرون
علی المعالجات بالاستفراغ والاحتباس
رئیسهم ثاسلیس۔
وثانیها المجربون، وهم الذین
یقتصرون علی ماصدقت تجربتهم
وثالثها اهل القیاس، وهم الذین
یقیسون علی ماصدقت به تجربتهم مثله
فی الکیفیة، وهم فرقُ جالینوس۔

اطبا کے تین گروہ ہیں۔
(۱) فرقہ محتالہ، جو ہر مرض کا علاج محض استفراغ مواد اور احتباس مواد (مواد بدن کو خارج کرنے اور روکنے) سے کرتے ہیں اس کا سرگروہ ثاسلیس ہے۔
(۲) اصحاب تجربہ جو محض انہیں چیزوں پر حصر و قناعت کرتے ہیں جو تجربہ سے ثابت ہوتے ہیں (یہ قیاس و استدلال سے کام نہیں لیتے۔)
(۳) اصحاب قیاس۔ تجربہ جن چیزوں کی تصدیق کرتا ہو یہ گروہ ان چیزوں پر دوسری چیزوں کو قیاس بھی کرتے ہیں جنکی کیفیت پہلی چیزوں کے مانند ہو۔ یہ جالینوس کے گروہ اور اسکے پیرو ہیں۔

اس تاریخی شہادت کے الفاظ مشتبہ اور معمہ کی شکل میں نہیں ہیں جس کے سمجھنے میں کوئی دشواری ہو یہ عبارت صاف الفاظ میں بتا رہی ہے کہ طب **جالینوسی تجربہ** و قیاس یعنی مشاہدہ و عقلی دلائل (دونوں) سے مرکب ہوا ہے اور یہ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ جالینوس نے تجربات و مشاہدات کی اہمیت کو کبھی بھی قیاس و استدلال سے پست کر کے دکھلایا ہے۔

دوسری تاریخی شہادت محترم کرنل صاحب دعوے کرتے ہیں کہ طب قدیم کی بنیاد مشاہدہ پر نہیں ہے حالانکہ معتبر ڈاکٹروں کے تاریخی بیانات سے ثابت ہے کہ بعض قدیم .... یونانی اطبا نے سات سات سو انسانی نعشیں چیری ہیں۔ ایک شخص کیلئے سات سو نعشوں کا چیرنا اتنا بڑا شرف و افتخار ہے کہ شاید کوئی بڑے سے بڑا ڈاکٹر اس کا دعوے نہیں کر سکتا، اور اسکو پوری زندگی میں اتنا وسیع موقعہ نہیں مل سکتا۔

بیروت کے مشہور مولف و پروفیسر ڈاکٹر یوحنا ورتبات (جان ورٹے بٹ) تشریح کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کتاب التوضیح فی اصول التشریح کے دیباچہ میں، لکھتے ہیں:۔

وکانت صناعة التشریح معدومةً
فی الازمنة القدیمة، الی ان قامت
مدرسة الاسکندریة الشهیرة التی
انشأها بطلیموس الاول الذی تولّی مصر
بعد الاسکندر الکبیر، وذلك قبل التاریخ
المسیحی بنحو ثلث مِأة سنة۔
وکانت هذه المدرسة اول مدارس
العالم فی ذلك الوقت وبقیت هکذا زمنا
طویلا، فجُمِعت فیها مکتبة عظیمة وادوات
التعلیم فی الهندسة والهیئةِ والطب،
ودُعِیَ الیها المعلمون، وامرتِ الحکومة
بدفع جثث المقتولین لسبب جرائمهم

ازمنہ قدیمہ میں صناعت تشریح (علم تشریح) کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ ہاں سنہ عیسوی سے تقریباً تین سو سال پیشتر بطلیموس اول نے جو سکندر اعظم کے بعد والی مصر (شاہ مصر) ہوا تھا، مصر کے مشہور شہر اسکندریہ میں ایک بڑی درسگاہ قائم کی

اس وقت یہ تمام جہان کے مدارس میں یہ پہلا مدرسہ تھا جو عرصہ دراز تک اسی شان و عظمت کے ساتھ قائم رہا۔ اسمیں بہت بڑا کتب خانہ جمع کیا گیا، اور علوم ہندسہ ہیئت (نجوم) اور طب کے بہت سے آلات تعلیم مہیا کئے گئے تھے، اور مختلف مقامات سے معلمین و اساتذہ بلوائے گئے تھے، اور سلطنت نے یہ حکم دیا تھا کہ مجرمین مقتولین کی نعشیں چیرنے کی غرض سے طبی درسگاہ میں

میں نے ان دونوں دعاوی کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، **پہلے حصہ میں** معتبر اسناد، ناقابل انکار واقعات، اور مستندہ کے حوالجات سے یہ ثابت کرونگا کہ طب قدیم میں مشاہدات کا وجود اور اسکی فراوانی کہانتک ہے جس سے اس خیال کی قطعاً تردید ہوگی کہ قدمین نے طب قدیم کی بنیاد محض تکلمی دلائل پر رکھی ہے اور یہ ثابت ہوجائیگا کہ متقدمین نے مشاہدات وتجربات سے کام لینے میں (جہانتک دسترس ممکن تھی) کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

دوسرے حصہ میں اسی طرح مستند شہادتوں اور مسلمہ حوالوں سے یہ ثابت کرونگا کہ طب جدید میں بھی قدم قدم پر تکلمی دلائل کی آرائش سے مسائل ومسلمات کو سجایا گیا ہے

جدید آلات کی ظاہری نمائش، اور انکی سطحی چمک دمک اور پالش کی اعجاز کاری ہے کہ ہمارے حکما اور ڈاکٹروں کی آنکھیں انکے سامنے خیرہ ہیں، جنکے نزدیک محترم کرنل صاحب کا یہ قول بڑی اہمیت اور صداقت کا زبردست پہلو رکھتا ہے، اسلئے اسکے چہرہ سے نقاب کشائی کرنا ایک اہم ترین فریضہ ہے، تاکہ دونوں طبوں کی اصلی حقیقت بے نقاب ہوجائے، اور کسی کا درجہ غلط فہمی کی بنا پر اپنے اصلی معیار سے بلند یا پست نہ ہوجانے پائے یہ ایک واجب التسلیم حقیقت ہے کہ طب قدیم کا اصلی جوہر خواہ وہ کسی درجہ کا ہو، امتداد زمانہ کی گرد سے بہت کچھ چھپا ہوا ہے جو نظر تحقیق کے ادنیٰ جھٹکے سے اڑ سکتی ہے۔

اس دعوے کے ثبوت کا کہ ——— قدما نے طب قدیم کی بنا تکلمی دلائل پر رکھی ہے ——— بہترین طریقہ یہ تھا کہ اس موقعہ پر بقراط، جالینوس، شیخ الرئیس، رازی، یا کسی اور بزرگ اور امام فن کا قول پیش کیا جاتا جس میں درج ہوتا کہ "ہم نے، یا فلاں فلاں ائمہ فن نے سے طب قدیم کی بنا تکلمی دلائل پر قائم کی، اور ان ہی وجوہ سے مشاہدہ وتجربہ کو آج سے خیرباد کہا گیا"

اسکے برعکس اس دعوے کی تائید میں ایک آدھ مثال پیش کیگئی ہے اور وہ بھی اتفاق سے مجروح ہے جیسا کہ میں آگے چلکر بتاؤں گا، لیکن اگر ایک یا دو مثالیں اس قسم کی مل بھی جائیں جنمیں مشاہدہ کی بجائے تکلمی دلائل (قیاس واستدلال) سے کام لیا گیا ہو تو طب قدیم کے سارے مسائل کو کس منطق سے تکلمی دلائل پر مبنی کیا جا سکتا ہے۔

(الف) طب قدیم میں مشاهده!

تاریخی شہادت | سب سے پہلے میں طب قدیم کی تاریخی شہادت پیش کرتا ہوں جس سے یہ حقیقت واضح ہوگی کہ طب قدیم کے مسلمات قیاس وتجربہ دونوں سے مرکب ہیں جسکو کرنل صاحب کی اصطلاح میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ طب قدیم کی بنا دونوں چیزوں ——— مشاهده اور تکلمی دلائل ——— پر ہے۔

میں لفظی نزاع میں پڑکر اصل مقصود کو کھونا نہیں چاہتا، کہ قیاس واستدلال عقلی کو آں محترم نے جدید اصطلاح تکلمی دلائل سے کیوں یاد کیا؟ یا یہ کہ مشاهدہ کے ساتھ تجربہ کا ذکر کیوں نہیں فرمایا۔ حالانکہ بعض مؤلفین ان دونوں اصطلاحات میں فرق کرتے ہیں۔

ان لفظی نزاعوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری قدیم طب دراصل طب جالینوسی ہے، اور جالینوس کے زمانہ میں اطبا کے تین گروہ تھے۔ فرقہ محتالہ ——— اصحاب تجربہ ——— اصحاب قیاس

فرقہ محتالہ ——— اس گروہ اطبا کا نام تھا جو محض استفراغ واحتباس سے ہر مرض کا علاج کرتا تھا ———

اصحاب تجربہ ——— محض تجربہ ومشاہدہ کے قائل تھے۔

اصحاب قیاس ——— تجربہ کیساتھ قیاس سے بھی کام لیتے تھے۔

اس تاریخی روایت میں بعض لوگوں کو یہ وہم ہوسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اس بیان کو میں نے کچھ ترمیم وتنسیخ کے بعد پیش کیا ہو اسلئے

اس تاریخی بیان سے ظاہر ہے کہ صرف ایرو فیلوس نے تقریباً سات سو انسانی نعشوں کو چیر کر اعضاء وغیرہ کا مشاہدہ کیا ہے[1] تو اب اس دعوے پر کسی نکتہ چینی کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ "طب قدیم کی بنیاد مشاہدہ پر نہیں رکھی گئی ہے"۔ قدیم یونانی حکیم ایروفیلوس کا نام دُنیا کے تاریخ میں نہ معلوم کب تک باقی رہیگا، اور اسکے وضع کیے ہوئے نام ڈیوڈینم ہیلکٹی الز، ٹارکیولر ہیرو[2] فیلائی وغیرہ تشریح جدید کی کتابوں (گریز اناٹمی، کوئین اناٹمی وغیرہ) میں نہ معلوم کب تک یادگار ماضی بنے رہینگے

(۳) **تیسری شہادت** جالینوس سے پہلے قدیم اطبا کا ایک گروہ اس امر کا قائل تہا کہ شرائین کے اندر خون نہیں ہوتا، بلکہ انکے اندر محض اَرْوَاح (لطیف ہوائی اجسام) ہوتے ہیں، کیونکہ موت کے بعد شریانیں خالی پائی جاتی ہیں۔ اس قدیم خیال کی تردید سب سے پہلے جالینوس نے کی، اور مخالفوں کے سامنے شریان کو چیر کر دکھلا دیا، اور مشاہدہ کی مدد سے ان پر واضح کر دیا کہ شریانوں کے اندر بحالت زندگی خون پایا جاتا ہے۔ اگرچہ موت کے بعد شریانیں خالی ملا کرتی ہیں۔

میرے بہت سے دوستوں کو یہ سن کر مسرت و تعجب ہوگا کہ اس تاریخی حقیقت کا اعلان گریز اناٹمی کے مؤلف نے، جو ایک معتبر راوی کی حیثیت رکھتا ہے، ان معزز الفاظ میں کیا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۵۱۹، گریز اناٹمی تیرہواں ایڈیشن):-

"The Arteris are cylindrical tubular vessels, which serve to cnovey blood rom both ventricles of the heart to every part of the body. These vessels were amed Arteries (air = to contain) from the belief intertained by the ancients that hey contained air. To Galen is due the honour of refuting this opinion; he howed that these vessels, though for the most part empty after death, contain lood in the living body."

ترجمہ:- آرٹیریز (شرائین) اسطوانی، نالیدار ظروف (اوعیہ) ہیں جو خون کو قلب کے دونوں بطون سے لیکر بدن کے ہر ایک حصہ تک پہنچانے کی خدمت انجام دیتی ہیں، ان ظروف کا نام آرٹیریز[3] قدما کے اس عقیدہ کی بنا پر رکھا گیا ہے کہ یہ ہوا (روح) پر مشتمل ہوا کرتی ہیں (آرٹیریا۔ یونانی لفظ دو کلمات سے مرکب ہے، پہلے کلمہ کے معنے ہوا (روح) کے ہیں اور دوسرے کلمہ کے معنے مشتمل اور حاوی ہونے کے ہیں)۔ اس قدیم خیال باطل کی تردید کا شرف جالینوس (گیلن) کو حاصل ہے۔ اس نے پہلے پہل اس حقیقت کو بے نقاب کیا کہ بیشتر شرائین موت کے بعد خالی ملا کرتی ہیں، مگر زندہ جسم میں انکے اندر خون ہوا کرتا ہے۔

یہ بیان اگرچہ کئی تاریخی امور کی نقاب کشائی کر رہا ہے مگر ہمیں یہاں صرف اس قدر بتانا مقصود ہے کہ جالینوس کے تشریحی مشاہدات کو یہ شرف حاصل ہے کہ موجودہ سائنس کی کتابوں میں مدت دراز تک جالینوس کا نام درج رہا ہے۔

مگر مقام صد ہزار افسوس و تعجب ہے کہ گریز اناٹمی کے موجودہ اڈیشنوں سے اس تاریخی بیان کو، جو کسی زمانہ میں غلط ثابت نہیں ہو سکتا، نہ معلوم کن وجوہ کی بنا پر نکال دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت اب بھی اسی طرح صادق آتی ہے کہ:-

(۱) کسی زمانہ میں قدما کا واقعی یہ خیال تہا کہ شرائین کے اندر محض ہوائی لطیف اجسام (ارواح) ہوا کرتے ہیں

(۲) یہ واقعہ اب بھی صحیح ہے کہ اسی خیال کی بنا پر شریانوں کا یونانی نام **آرٹیریز** (حامل ہوا، حاوی روح) رکھا گیا تہا اور اب بھی وہی نام چلا آرہا ہے۔

(۳) یہ صداقت بھی بحال ہے کہ جالینوس ہی نے سب سے پہلے متقدمین اس دقیانوسی خیال کی تردید کی تہی!

---

[1] ٹارکیولر ہیرو فیلائی کی لفظی تحقیق یہ ہے ٹارکیولر کے معنے ہیں، نچوڑ کا آلہ، شکنجہ جس کو عربی میں معصر کا (نچوڑنے کا آلہ) کہا جاتا ہے، اور ہیرو فیلائی اسی ہیرو فیلوس کی طرف منسوب ہے، جس کو ہماری طبی کتابوں میں الف کے ساتھ "ایروفیلوس" کہا جاتا ہے۔ [3] آرٹیریز کا لفظی ترجمہ ہوا، مشتمل بر ہوا، یا حامل روح۔

الى المدرسة الطبية لاجل التشريح۔

واشتهر حينئذٍ بين معلمي هذا الفن ايراسيستراتوس وهيروفيلوس[1] فاظهرا اشياء كثيرة من مكنوناته ووضعا كثيرًا من اصوله الاولية۔ فمن الجملة استقصيا الاعصاب الى الدماغ، الا انهما لم يميزاها عن الاوتار۔

ووصف هيروفيلوس الدماغ وصفًا دقيقًا لم يسبقه اليه احد، واظهر الغشاء العنكبوتي والبطينات الدماغية والى الآن يعرف عند المشرحين مجتمع الجيوب التي تصب فيها اوردة الدماغ ...... بمجتمع هيروفيلوس، واكتشف الاوعية اللبنية ولكن لم يعرف فائدتها واثبت ان القسم الاول من القناة المعوية لا يتجاوز طوله اثني عشر اصبعًا ولذلك يسمى بالاثني عشري۔

قيل انه شرح سبعمائة جثة بشرية وكتب كتبًا كثيرة فقدت جميعها، الا بقايا منها مذكورة في مصنفات سلسوس[2] الرماني

وهكذا بقي الاسم الاول لهذه المدرسة الى بعد التاريخ المسيحي بثلاثمائة سنة

ويظهر ان جميع معارف الرومانيين بالتشريح كانت منقولة عنها۔

بھیجدی جایا کریں۔

اس فن کے معلموں میں ایراسیستراتوس اور ھیروفیلوس اس وقت بڑے مشہور تھے۔ چنانچہ ان دونوں معلموں نے بہت سے طبی اسرار اور تشریحی باریکیاں تیار کر اور تشریح کے بہت سے ابتدائی اصول مقرر کئے۔ ازانجملہ انہوں نے یہ پتہ چلایا کہ اعصاب کی ابتداء دماغ سے ہوتی ہے، مگر وہ اعصاب کو اوتار سے ممتاز نہیں سمجھتے تھے۔

ایروفیلوس نے دماغ کی ایسی باریک تشریح بتائی کہ تمام مشرحین میں سبقت لے گیا، دماغ کی جھلیوں میں سے نازک جھلی (غشاء عنکبوتی (ارکنائڈ ممبرین) کو، اور دماغی بطون (ونٹریکلز) کو سب سے پہلے اسی نے ظاہر کیا ہے، دماغی وریدیں (گدی کی ہڈی کے پاس) سب کی سب مل جاتی ہیں، اور اس اجتماعی مقام میں اپنا خون ڈالتی ہیں۔ اس اجتماعی مقام کو مشرحین آج تک مجتمع ھیروفیلوس (ٹارکیولر ہیروفیلائی) کہتے ہیں (اور آج بھی گریز اناٹمی میں ٹارکیولر ہیروفیلائی درج ہے) آنتوں کی عروق لبنیہ (لیک ٹی الز عروق کیلوسیہ) کو پہلے پہل اسی نے بتایا، مگر ان کا فائدہ نہ جان سکا۔ اسی نے یہ ثابت کیا کہ پہلی آنت کی لمبائی بارہ انگشت سے متجاوز نہیں ہوتی، اسی وجہ سے اسکا نام اثنا عشری (ڈیوڈینم) رکھا جاتا ہے (ڈیوڈینم کا لفظی ترجمہ بھی بارہ کے ہیں۔)

کہا جاتا ہے کہ ہیروفیلوس (ایروفیلوس) نے سات سو انسانی نعشیں چیری ہیں۔ اس نے بہتری کتابیں لکھی ہیں لیکن سوائے چند کے، جن کا ذکر سلسوس رومانی کی تصنیفات میں آ گیا، ساری کتابیں مفقود ہیں۔

سنہ عیسوی سے تین سو سال بعد تک (یعنی تقریباً چھ سو سال تک) اسکندریہ کے اس دارالعلوم کا پہلا نام اسی طرح قائم رہا۔

بظاہر یہی پتہ چلتا ہے کہ رومانیوں (روما والوں) کے تمام تشریحی معلومات کا ماخذ ایروفیلوس وغیرہ ہی کی تصنیفات ہیں۔

[1] ولادت ایروفیلوس تقریباً ۳۴۴ ؁ قبل مسیح۔

[2] سلسوس رومانی کا زمانۂ حیات تقریباً ۲۵ ؁ بعد المسیح ہے۔



فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب
شیخ الجامعہ جامعہ طبیہ دہلی

جو [illegible] ڈاکٹر صاحب آئی ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی [illegible]
کے بعض اعتراضات کے جوابات لکھ رہے ہیں ۔ جو موصوف نے
طب یونانی پر کئے ہیں [illegible] جوابات کی دوسری قسط
ناظرین اسی [illegible] میں دیکھیں

(۴) یہ حقیقت بھی ابھی تک قائم ہے کہ جالینوس نے جس واقعیت کا اظہار کیا ہے (کہ شریانوں کے اندر بحالت زندگی خون ہوا کرتا ہے) اس سے ابتک کسی کو انکار نہیں

پھر کیوں اس بیان کو نئی اشاعتوں سے اڑا دیا گیا ہے؟ اس راز کے انکشاف سے ہمارا فہم و ادراک عاجز ہے۔ سوائے اسکے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ غلام قوموں کو حاکم قوموں اور آقاؤں کے اعمال و افعال کی نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں پہونچتا۔ محکوم قوموں کا فریضہ محض یہ ہے کہ عالم بالا کے انسان تصنیف و تالیف کی شکل میں جو کچھ ان کے سامنے پیش کریں، آنکھ میچ کر یہ ان پر ایمان لے آیا کریں۔ کتابوں کی اشاعت و تجارت کے راز ان پر کھولے نہیں جا سکتے +

اعلانِ تعجیل

دسمبر ۱۹۳۵ء کا پرچہ حاضر خدمت ہو رہا ہے ارادہ ہے کہ جنوری ۱۹۳۶ء کا پرچہ بھی جو قاعدہ کے مطابق ۵ جنوری ۳۶ء کو شائع ہونا چاہیئے اسی مہینے میں عید سے پہلے (۲۶ دسمبر ۳۵ء) شائع کر دیا جائے۔ اس میں یہ فائدہ سوچا گیا ہے کہ عید کے زمانے میں "ہمدرد صحت" کے سب کارکن اپنے کام سے فارغ ہو چکے ہونگے، ورنہ بصورت دیگر خاص وہی دن کہ جب عید ہوگی ان کی انتہائی مصروفیت کے ہونے، آپ کا پرچہ آپکو وقت سے بھی پہلے مل جائیگا۔ اس لئے "یہ اعلانِ تعطیل" نہیں بلکہ "اعلانِ تعجیل" ہے + منیجر



مرزا جی۔ سیر کرتے ہوئے تم یہاں چلے تو آئے مگر روزہ کیسے افطار دگے؟

خانصاحب۔ یہ دیکھو یہ میری جیب میں کیا ہے۔

مرزا جی۔ ارے کمبخت مردود! رمضان شریف میں ایسی حرکتیں!

خانصاحب۔ ارے تم کیا سمجھے! یہ تو "افطاری" کی شیشی ہے۔ دہلی کے ہمدرد دواخانے نے روزہ افطار کرنے کیلئے یہ دوا ایجاد کی ہے تم شاید کچھ اپنے مطلب کی چیز سمجھے۔

تاریخ الاطباء

حنین بن اسحٰق

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیرّ واسطی لاہور

حنین بن اسحٰق خاندان بنی عباد کا چشم و چراغ۔ دین مسیحی کا قسیس اور سرزمین عراق کے شہر حیرہ کا عالی مرتبت فرزند تھا۔ ۱۹۴ھ میں پیدا ہوا اور ستر سال کی عمر میں خلیفہ المتوکل باللہ کے عہد میں ۲۶۴ھ المطابق ۸۷۵ء میں وفات پائی۔

آپ نے زبان و ادب کی ابتدائی تعلیم بصرہ میں مشہور ادیب خلیل بن احمد سے حاصل کی اور فن ادب میں بدطولیٰ حاصل کیا۔ علامہ موفق الدین ابن ابی اصیبعہ آپ کے ادبی فضائل کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وکان حنین بن اسحٰق فصیحاً لسناً شاعراً ادیباً واقام مدۃ فی البصرۃ[۱]

حنین بن اسحٰق ایک نہایت فصیح [illegible] شاعر اور ادیب تھے اور تحصیل علم کے سلسلے میں آپ نے مدت تک بصرہ میں قیام کیا۔

بصرہ سے آپ بغداد پہونچے۔ وہاں آپ نے مشہور زمانہ فاضل حکیم یوحنا بن ماسویہ کی خدمت میں رہ کر علوم طبیہ کی تحصیل کی۔ اہل یورپ آپ کو جانی ٹی اس اور آپ کے استاد یوحنا بن ماسویہ کو میسو یز کے ناموں سے یاد کرتے ہیں[۲]

آپ فارسی۔ عربی۔ یونانی اور سریانی تمام زبانوں کے جید عالم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے طب یونانی کی بیشمار کتابیں مختلف زبانوں میں اپنے استاد یوحنا بن ماسویہ کی خدمت میں رہ کر ترجمہ کیں۔ چنانچہ موصوف عیون الانباء فی طبقات الاطباء لکھتے ہیں۔

ونقل حنین لابن ماسویہ کتباً کثیرۃ وخصوصاً من کتب جالینوس بعضہا الی اللغۃ السریانیۃ وبعضہا الی اللغۃ العربیۃ وکان حنین اعلم اہل زمانہ باللغۃ الیونانیۃ والسریانیۃ والفارسیۃ والدرایۃ فیہم ما لم یعرفہ من النقلۃ الذین کانوا فی زمانہ[۳]

حنین بن اسحٰق نے اپنے استاد ماسویہ کے لئے بہت سی کتابیں خصوصاً جالینوس کی تالیفات ترجمہ کیں جن میں بعض کتابیں سریانی میں اور بعض عربی زبان میں آپ نے بیان ترجمے آراستہ کی ہیں حنین بن اسحاق اپنے عہد میں یونانی سریانی اور فارسی زبانوں کے ممتاز ترین عالم تھے اور آپ کو ان زبانوں میں [illegible] اپنے تمام معاصرین کے مقابلے میں ایک خاص مہارت [illegible] حاصل تھی۔

حنین بن اسحٰق علوم قدیمہ کے نہایت بلند پایہ محقق اور مبصر تھے۔ آپ [illegible] کی جستجو میں ہمہ تن [illegible] تھے اور آپ کے دل میں علم و حکمت کا ایک والہانہ شوق و عشق تھا جو حکمائے قدیم کی کتب و تالیفات کی تلاش میں آپ کو [illegible] تمام گوشوں میں کشاں کشاں لئے پھرتا رہا۔ چنانچہ علامہ ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں۔

انہ سافر الی بلاد کثیرۃ ووصل الی اقصٰی بلاد الروم لطلب الکتب التی قصد نقلہا[۴]

حنین بن اسحٰق نے کتابوں کی جستجو اور ان کے [illegible] میں بہت سے شہروں کا سفر اختیار کیا اور آپ اقصائے بلاد روم تک پہونچے۔

حنین بن اسحٰق تکمیل علم و فن کے بعد خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں پہنچے اور وہاں آپ [illegible] مقرر کئے گئے

۱؎ ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء صفحہ ۱۸۴ مطبوعہ مصر۔ منہ۔

۲؎ ملاحظہ ہو کتاب عریبین میڈیسن از پروفیسر براؤن صفحہ ۲۴ مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس۔ منہ۔

۳؎ ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء صفحہ ۱۸۶ منہ۔

۴؎ ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء صفحہ ۱۸۷ منہ۔

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
December 1935.

ہمدرد صحت - دہلی
دسمبر ۱۹۳۵ء



مس مارگریٹ امرید

[illegible]



لیکن میں اپنے وجود سے دُنیا میں مصیبت و ہلاکت کے دروازے کھولنا نہیں چاہتا۔

اس پر خلیفہ مامون الرشید حنین بن اسحٰق کی طبی دیانت پر سخت متعجب ہوئے اور فرمانے لگے کہ حنین! میں نے آپکی علم و دیانت کی آزمائش کیلئے یہ سب کچھ کہا اور کیا تھا۔ اب آپ اپنی آزمائش میں کامیاب اُترے۔ آپ یہ خلعت لیجئے اور دربار ی طبیب کا عہدہ قبول فرمائیے۔

نوٹ:۔ آج دُنیا کے مشہور و ماہر ڈاکٹر یورپ اور ایشیا کے متمدن ممالک میں جنگ اور خونریزی کے لئے خطرناک اور مہلک گیسیں اور زہریلی دوائیں دریافت کرنے میں مصروف ہیں۔ اور اس طرح بنی نوع انسان پر ہلاکت و تباہی کے دروازے کھول رہے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان طبابت اشخاص کے لئے حنین بن اسحٰق کے طرز عمل میں کوئی عبرت ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

علامہ ابن ابی اصیبعہ نے حنین بن اسحٰق کی کثیر التعداد تالیفات و تراجم کا ذکر کیا ہے جنمیں سے ... میں سے کتاب المسائل۔ کتاب عشر مقالات۔ کتاب التریاق۔ اقوال جالینوس۔ کتاب قوت الاغذیہ۔ کتاب النبض۔ کتاب ... کتاب المحیات۔ کتاب الیبس۔ کتاب حفظان صحت۔ کتاب افعال الشمس والقمر۔ کتاب تاریخ عالم والمبدء۔ کتاب الزینت۔ کتاب النضج اور کتاب المدخل خصوصاً قابل ذکر ہیں۔



جو طبی کتب کے ترجمہ کیلئے مامون الرشید نے بغداد میں قائم کیا تھا۔ وہاں آپ کی تالیفات و تراجم کی بیحد قدر کیجاتی تھی حتیٰ کہ آپکی تالیفات صحیح معنیٰ میں سونے سے تولی جاتی تھیں۔ علامہ ابن ابی اصیبعہ اس حقیقت کی تصریح اس طرح کرتے ہیں۔

ان المامون کان یعطیہ من الذھب زنۃ ما ینقل من الکتب مثلا بمثل[1]	مامون الرشید حنین بن اسحٰق کو اجرت کے طور پر انکی ہر تالیف کے ہموزن سونا تول کر دیا کرتا تھا۔

یہ بھی ثابت ہو کہ مترجمین و مترجمین طب میں حنین بن اسحٰق کا نام نامی نہایت ممتاز ہے حتیٰ کہ بقراط و ارسطو کے شاہکار بھی بیشتر آپ ہی کے قلم کی بدولت عربی ہو کر اطباء کے ہاتھوں میں پہونچے ہیں۔ مشہور مستشرق پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن اپنی کتاب اربین میڈیسن میں اس حقیقت کی نقاب کشائی اس طرح کرتے ہیں۔

> حنین بن اسحٰق نہایت مشہور و ممتاز معالج ہی نہ تھے بلکہ عہد اول کے مترجمین طب میں ایک بلند پایہ مؤلف بھی تھے۔ بقراط کی دس کتابیں ہیں جن کے ترجمہ کو مؤلف کتاب الفہرست نے عربی تراجم میں اپنی ذات کی سند و یادگار قرار دیا۔ سات کتابیں حنین بن اسحٰق نے ترجمہ کی ہیں۔ اور تین کتابیں انکے شاگرد عیسیٰ بن یحییٰ نے ترجمہ کی خلعت سے آراستہ کی ہیں۔ اسی طرح جالینوس کی سولہ کتابوں میں سے سب کی سب کچھ حنین بن اسحٰق نے ترجمہ کی ہیں اور کچھ آپ کے شاگرد حبیش بن الاعسم نے۔
>
> محمد بن اسحٰق الندیم کی تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ حنین بن اسحٰق بالعموم یونانی سے سریانی زبان میں طبی کتب کا ترجمہ کرتے تھے۔ اور آپ کے تلامذہ پھر ان کا عربی میں ترجمہ کرکے آپ سے نظر ثانی اور اصلاح کرا لیتے تھے[2]

علامہ ابن القفطی تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے استاد یوحنا بن ماسویہ حنین بن اسحٰق کے سوالات علمیہ سے پریشان خاطر ہوگئے اور آپ نے ناراض ہو کر حنین بن اسحٰق کو اپنے حلقۂ درس سے خارج کر دیا۔ حنین بن اسحٰق بادیدۂ گریاں رخصت ہوئے۔ اور مختلف دیار و امصار میں پہونچکر حسب دلخواہ کسب علوم و فنون میں مصروف رہے۔

کچھ دنوں کے بعد آپ نے ایک کتاب ترجمہ کرکے ایک دوست کی معرفت یوحنا بن ماسویہ کی خدمت میں ارسال کی۔ یوحنا نے اس کتاب کو پڑھا اور فرمانے لگے کہ اس کا لکھنے والا تو کوئی مؤید من اللہ معلوم ہوتا ہے اس پر جب آپکی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ کتاب حنین بن اسحٰق نے لکھی ہے تو آپ بہت خوش ہوئے اور آپ نے دوبارہ حنین بن اسحٰق کو اپنے تلمذ کیلئے قبول فرمالیا۔

علامہ ابن ابی اصیبعہ کتاب مناقب الاطباء مصنفہ جبرئیل بن بختیشوع کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں[4] کہ جب حنین بن اسحاق پہلی مرتبہ ملازمت کی غرض سے خلیفہ مامون الرشید کے دربار خلافت میں پہنچے تو خلیفہ نے آپ سے سب سے پہلی فرمائش یہ کی کہ آپ ہمیں نہایت مؤثر اور قاتل زہر تیار کر دیں تاکہ ہم اسے بوقت ضرورت اپنے دشمنوں پر استعمال کریں۔ حنین بن اسحٰق نے یہ حکم سنا اور تعمیل فرمان سے صاف انکار کر دیا۔

یہ جرأت دیکھکر خلیفہ مامون الرشید سخت غضبناک ہوئے اور آپ نے حنین بن اسحٰق پر آزمائش و ابتلا کی بارش شروع کر دی حتیٰ کہ ایک دن خلیفہ نے حنین بن اسحٰق کو بلا کر آپ سے صاف صاف کہدیا کہ اگر آپ ہمارے حکم کی تعمیل نہ کریں گے تو آج آپ کو قتل کر دیا جائیگا۔

اس پر حنین بن اسحٰق متبسم ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے بادشاہ! طبیب دنیا میں دنیا کی عافیت کے لئے آیا ہے نہ کہ ہلاکت کے لئے۔ اور جب یہ فن طب انسان کو ودیعت کیا گیا ہے تو اس سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ وہ اس فن شریف کو انسان کی فلاح و عافیت کے لئے ہی استعمال کرے گا پس اے سلطان! آپ ہی فرمایئے کہ میں آپ کے حکم سے خدا اور اسکی شریعت کی نافرمانی کس طرح کر سکتا ہوں؟ مجھے اس راہ میں شہید ہونا منظور ہے

---

[1] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء صفحہ ۱۸۷ منہ

[2] ملاحظہ ہو کتاب اربین میڈیسن از پروفیسر براؤن۔ منہ

[3] ملاحظہ ہو تاریخ الحکماء از ابن القفطی۔ منہ

[4] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء۔ منہ

یہ ایک تاریخی ہیرا ہے جسکا ذکر ہندوستان کی ایک بہت پرانی تاریخی کتاب میں موجود ہے۔
اسکے بعد پنڈت بالمیک نے رامائن میں ہیروں کی چمک دمک کا ذکر کیا ہے۔ اسکے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں "پرانوں" میں بھی ہیروں کا ذکر آتا ہے۔ گویا ہندوستان میں ہیرا آج سے پانچ ہزار سال قبل معلوم تھا۔

کوہ نور کا وہ تاریخی ہیرا جس کا پاس نے اوپر ذکر کیا ہے مختلف ہاتھوں سے ہوتا ہوا ۱۵۲۵ء میں مغلیہ خاندان کے بادشاہ ظہیر الدین بابر کے ہاتھ آیا اور ۱۵۲۶ء میں بابر نے اسے ایک فرانسیسی سیاح مسٹر ٹیورنیئر Traveruier کو دکھایا جس نے اس ہیرے کا وزن اپنی کتاب میں ۲۸۰ قیراط بیان کیا ہے۔

۱۷۳۹ء میں یہ ہیرا نادر شاہ کے ہاتھ آیا جس نے اسکی چمک دمک اور لمعات کے باعث اسکا نام "کوہ نور" رکھا۔ ۱۸۱۳ء میں یہ ہیرا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آیا۔ ۱۸۴۹ء میں جب انگریزوں نے پنجاب کو اپنے مقبوضات میں داخل کیا تو یہ ہیرا حکومت برطانیہ کے ہاتھ آیا اور ۱۸۵۰ء میں اسے ملکہ معظمہ انگلستان کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اس وقت اس کا وزن ۱۸۶ قیراط تھا۔ اور آج وہی ہیرا ہے جو ملک معظم کے تاج شاہی کی زینت کو بڑھا رہا ہے۔ اور اس کا موجودہ وزن ۱۰۶ قیراط ہے۔

ہندوستان کے بعد ہیرے کا علم یونانیوں کو ہوا اور [illegible] یونان کے مشہور نابینا شاعر ہومر نے جیاں وہ دیوی Goodless جونو Juno [illegible] کا ذکر کرتے ہوئے ہیرے کا ذکر اپنی نظم میں کیا ہے گویا [illegible] سال قبل مسیح یونانیوں کو بھی ہیرا معلوم ہو چکا تھا اسکے بعد [illegible] سال قبل مسیح یہودیوں کے [illegible] مذہبی [illegible] ذکر کرتے وقت تعلیقاً گلے میں پہنا۔

[illegible] ہندوستان کے ہیرے دیگر تمام ممالک کے ہیروں سے [illegible] ہیرے کو توڑنے کی کوشش کی گئی مگر وہ نہ ٹوٹا [illegible] آگ میں تپا کر تازہ اور گرم [illegible] کے خون میں سرد کیا گیا جب سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

بارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں میں سب سے پہلے عبدالملک ابن محمد بن اسماعیل نے اور پھر ۱۲۴۷ء میں ابن ابی بکر عبدالرحمن نے ہیروں کا ذکر اپنی تصانیف میں کیا ہے

ہندوستان کے ہیرے

ہندوستان کے مشہور اور بڑے بڑے ہیروں میں سے کوہ نور کا ذکر سطور بالا میں کر دیا گیا ہے۔ دوسرا بڑا ہیرا اورلوف Orloff ہے جو زار روس کے تاج میں نصب تھا۔ اس کا وزن ۱۹۴¾ قیراط ہے۔ [illegible] ہندوستان کے ایک [illegible] کی آنکھ میں نصب تھا جسے ہندو پوجتے تھے۔ یہ ہیرا بھی کئی ہاتھوں سے ہوتا ہوا آخر [illegible] کے تاج میں نصب ہوا۔

تیسرا بڑا ہیرا ریجنٹ Regent ہے جو نپولین [illegible] کی شمشیر آبدار کے دستہ میں نصب تھا۔ یہ ہیرا بھی ہندوستان کا تھا۔ جو مسٹر پٹ Mr. Pitt ۱۷۰۱ء میں یہاں سے لے گیا۔ اس کا وزن ۱۳۶¾ قیراط اور قیمت ۴۸۰۰۰ پونڈ تھی۔

ان کے علاوہ میں دنیا کے بڑے بڑے ہیروں کا نام اور ان کا وزن درج ذیل کرتا ہوں۔

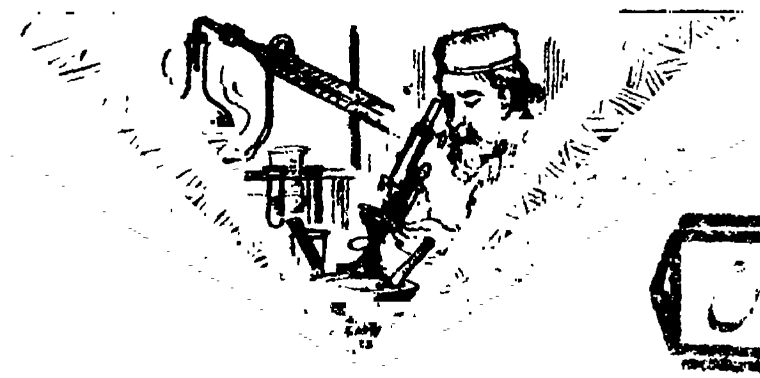
(۱) کولی نن Cullinan یہ دنیا میں سب سے بڑا ہیرا ہے جو جنوبی افریقہ سے جنوری ۱۹۰۵ء میں حاصل ہوا اس کا وزن ۳۰۲۵¾ قیراط یا ۱½ پونڈ تھا اور جسامت ۴ انچ × ۲½ انچ × ۲ انچ تھی۔ اس ہیرے کی قیمت ۱۰۰۰۰۰ پونڈ [illegible] اور ٹرانسوال نے [illegible] ۱۹۰۷ء میں یہ بیش قیمت ہیرا شہنشاہ انگلستان کے حضور میں پیش کیا۔

(۲) فلورنٹین Florentine یہ ہیرا آسٹریا کے بادشاہ کے تاج میں نصب ہے ۱۳۳⅕ قیراط ہے۔

(۳) سٹار آف دی ساؤتھ Star of the South یہ ہیرا جنوبی امریکہ برازیل سے ۱۸۵۳ء میں حاصل ہوا اسکا وزن ۱۲۴ قیراط ہے اور نہایت آبدار و شفاف ہیرا ہے۔

اب میں ذیل میں دنیا کے دیگر بڑے ہیروں کے نام اور ان کے اوزان درج کرتا ہوں۔

وکٹوریا Victoria	۴۵۷½ قیراط



التکلیس

کشتہ الماس

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی — لاہور

الماس نو رتنوں میں سب سے گراں قیمت اور بہا رتن ہے۔ باقی آٹھ رتنوں کو اُپ رتن کہتے ہیں۔

کشتہ الماس جو اس مقالہ میں درج [illegible] کی قسم ہے [illegible] سورت کی [illegible] صدیوں کی پرورش سے تیار کرتا ہے۔

اسماء الماس (عربی فارسی) ہیرا (اردو) وجر، بجر، بجرک، ابجرم، سوچی مکھ، درارک، رتن کیہ، ہیرک، آشر، بھشکون، گرکھک، ہری، ودیج، ابھید، منی ور، چندرمی ساگر (سنسکرت) چین (برمی) چوبیناک (چینی) ڈائمنڈ Diamond (انگریزی) ڈائیمنٹ Diamant (فرانسیسی) آڈامز Adamas اور ٹیرانوبلس Terra Noblis (لاطینی) چالام Chalam (عبرانی)۔ اسی رتن کے مختلف نام ہیں۔

وجہ تسمیہ الماس چونکہ سب خلقات او [illegible] سخت [illegible] ہی [illegible] سنسکرت [illegible] کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ہیرے کی کنی سب جواہر پر نشان کر سکتی ہے مگر اس پر کوئی شے نشان نہیں کر سکتی۔ ہاں ہیرا ہیرے پر نشان بھی کر سکتا ہے اور اسے کاٹ بھی سکتا ہے۔ اسکی سختی کے متعلق ایک ہندی مثل مشہور ہے کہ "ہیرا وہ سر ہے جو سہے گھن کی چوٹ" گویا ہیرا وہ اچھا ہے جسے ہتھوڑے کی چوٹ بھی ضرر نہ پہنچا سکے۔ اسی طرح ایک فارسی شاعر نے کہا ہے

سخت دشوارست گفتن معنی ناگفتہ را
سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را

تاریخ الماس کا رتن ہونا ہندوستان میں قدیم زمانہ سے معلوم تھا اور ہندوستان ہی دنیا میں ہیرے کی سب سے بڑی کان تھی۔ تین ہزار سال قبل بعثت حضرت مسیح علیہ السلام ہندوستان میں پنڈت ویاس نے رزمیہ نظموں کی ایک بے نظیر کتاب لکھی جسے "مہابھارت" کہتے ہیں۔ اس کتاب میں کوروؤں اور پانڈوؤں کی اس عظیم الشان جنگ کا ذکر ہے جو کروکشیتر (تھانیسر) کے میدان میں ہوئی۔ اس محاربہ عظیم میں ایک طرف تو پانڈو۔ یدھشٹر بھیم ارجن اور سری کرشن مہاراج شریک پیکار ہوئے۔ اور دوسری طرف سے کورو۔ دریودھن اور کرن وغیرہ میدان جنگ میں آئے اسکے علاوہ ہندوستان کے تمام راجہ مہاراجہ بھی ان ہر دو فریق میں سے کسی نہ کسی کی معیت میں مصروف پیکار تھے۔ غرض اس جنگ عظیم میں جو ۱۸ روز تک قائم رہی ایک طرف سری کرشن مہاراج کی شخصیت تھی جنکا اخلاقی آموز وعظ اور اپدیش بھگوت گیتا کے نام سے مشہور ہے اور دوسری طرف کرن کی شخصیت تھی جو تہور و شجاعت کا مجسمہ تھا۔ کرن جب میدان جنگ میں آیا تو وہ گلے میں ایک بڑا ہیرا پہنے ہوا تھا۔ جو اُسے دریائے کشتناست ملا تھا۔

بار یڈیم کی روشنی میں رکھدیا جائے وہ جگنو کی طرح چمکنے لگتا ہے۔ اس خاصیت کو انگریزی میں فاسفورے سنس Phosphore Scence کہتے ہیں۔

(۵) مسٹر ٹینینٹ Smithsou Tennant نے معلوم کیا کہ ہیرا کسی تیزاب میں قابل حل نہیں۔

(۶) سر جارج میکنزی George Mackenzie نے معلوم کیا کہ اگر لوہے کو ذاب کرکے اہمیں قدرے ہیرا ملا دیا جائے تو وہ اعلیٰ درجہ کا فولاد بن جاتا ہے۔ نیز اس نے معلوم کیا کہ حرارت سے ہیرا بہت کم پھیلتا ہے۔ چنانچہ سو درجہ سنٹی گریڈ کی حرارت دینے سے ہیرے کا حجم ایک سے صرف ۱۰۰۰۰۳۵۴ء۱ ہو جاتا ہے۔

(۷) بعد کے محققین نے دریافت کیا کہ ہیرا خالص کاربن Carbon ہے۔ اور اگر اسے بند کٹھالی میں رکھ کر تیز آنچ دیجائے تو آنچ سے اسکا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن کھلے برتن اور آکسیجن کی موجودگی میں اگر ہیرے کو تیز حرارت دیجائے تو وہ تمام کا تمام جلکر کاربانک ایسڈ گیس میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور اُسکے جلنے سے کسی قسم کی راکھ وغیرہ باقی نہیں رہتی۔

(۸) ہیرے کا وزن مخصوص ۵ء۳ ہے۔

(۹) اس کی حرارت احراق ۷۰۰ سے ۸۷۵ درجہ ہے

(۱۰) ہیرا غیر موصل جسم ہے جس سے بجلی اور حرارت نہیں گذر سکتی۔

(۱۱) ہیرے کی حرارت گداخت ۳۰۰۰ درجہ ہے۔

(۱۲) ہیرا ریتی اور سوہان سے رگڑا نہیں جا سکتا۔

(۱۳) ہیرے کے ٹکڑے پر اگر پانی کا قطرہ ڈالا جائے تو وہ اپنی گول شکل قائم رکھتا ہے۔ اور اس پر پانی کا قطرہ نہیں پھیلتا۔

کوئلہ اور ہیرا ہیرا خالص کاربن ہے۔ اور یہی کاربن ہیزم، کوئلے، گریفائیٹ Graphite میں بھی بکثرت موجود ہے۔ جو جلنے میں ہوائی آکسیجن کے ساتھ ملکر کاربانک ایسڈ گیس پیدا کرتی ہے۔

گویا ہیرا اور کوئلہ بہن اور بھائی کی نسبت رکھتے ہیں۔ علامہ سر اقبال نے اسرارِ خودی میں الماس کی اس حقیقت کو نہایت دلاویز نظم میں بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ اُسکے چند اشعار ناظرین کرام کی ضیافت طبع کیلئے یہاں بھی درج کئے جاتے ہیں ؎

از حقیقت باز بکشا یم درے	با تو می گویم حدیث دیگرے
گفت با الماس در معدن زغال	اے امین جلوہ ہائے لازوال
ہمدمیم و ہست و بود ما یکیست	در جہاں اصل وجود ما یکیست
من بکاں میرم ز درد ناکسی	تو سرِ تاج شہنشاہاں رسی
قدر من از بد گلی کمتر ز خاک	از جمالِ تو دلِ آئینہ چاک
روشن از تاریکیٔ من مجمر است	پس کمالِ جوہرم خاکستر است
پشت پا ہر کس مرا بر سر زند	بر متاع ہستیم اخگر زند
بر سر و سامان من باید گریست	برگ و ساز ہستیم دانی کہ چیست
موجۂ دودے بہم پیوستۂ	مایہ دار یک شرار جستۂ
مثل انجم روئے تو ہم خوئے تو	جلوہ ہا خیزد ز ہر پہلوئے تو
گاہ نورِ دیدۂ قیصر شوی	گاہ زیب دستۂ خنجر شوی
گفت الماس اے رفیق نکتہ بیں	تیرہ خاک از پختگی گردد نگیں
تا بہ پیرامون خود در جنگ شد	پختہ از پیکار مثل سنگ شد

ایکسلسیئر	Ex Celsior	۹۷۱ ۳/۴	قیراط
گرانڈ مغل	Grand Moghul	۲۷۹ ۹/۱۶	"
شاہ	Shah	۸۶	"
پولراسٹار	Polar Star	۴۰	"
ناسک	Nassac	۸۶ ۳/۴	"
پگٹ	Piggot	۸۲ ۱/۴	"
پاشا آف ایجپٹ	Pasha of Egypt	۴۰	"
سانسی	Sancy	۵۳ ۳/۴	"
ہوپ	Hope	۵۱ ۳/۴	"

یہ موخرالذکر ہیرا رنگ میں Blue آسمانی ہے۔

ماخذ ہندوستان تو ہیروں کا گھر ہے، اور قدیم زمانے سے اسکی کانیں حیدرآباد دکن، بنڈیل کھنڈ، کوڈپا، الیور، گول کنڈہ، مدراس، نیام دریائے کشتنا، دریائے گوداوری، دریائے مہاندی اور ناگپور وغیرہ مقامات میں پائی جاتی تھیں

اسکے علاوہ جنوبی افریقہ، جنوبی امریکہ، برازیل، آسٹریلیا، یوروپ میں یورال سے بھی بہت اچھے ہیرے برآمد ہوئے۔

ہندوستان اور جنوبی امریکہ کے ہیرے بہترین، ثمین، شفاف اور پہلو دار ہوتے ہیں جن کے پہلو ۸ سے ۴۸ تک پائے گئے ہیں لیکن دوسرے مقامات کے ہیرے گول بے شکل چپٹے غیر شفاف اور رنگدار ہوتے ہیں۔

۱۹۲۹ء میں میلارڈ اور موئسن Mallard & Moissau نے شہاب ثواقب Meteorites کے افتادہ ٹکڑوں میں بھی رنگدار اور شفاف ہیروں کے ٹکڑے برآمد کئے۔

سیاہ مٹی کی زمینوں میں بھی ہیرے کے ذرات ریت کی طرح دستیاب ہوتے ہیں جو قیمت میں ارزاں اور جمع کرنے میں سخت دقت طلب ہیں۔

قیراط کا وزن جوہری لوگ ہیرے کا وزن قیراط میں کرتے ہیں۔ ریت کی طرح کے چار ہیرے کے ذروں کا وزن ایک قیراط مقرر ہے جو تقریباً ۳.۱۷ گرین یا ۱/۲ ماشہ ہوتا ہے۔ جیسے ۸ سرخ کا وزن ایک ماشہ مقرر ہے۔

تجربات

(۱) ۱۶۷۲ء میں مسٹر لڈوگ Ludwig نے معلوم کیا کہ ہیرے سے شیشے کا ٹکڑا آسانی کاٹا جا سکتا ہے۔

(۲) مسٹر بوٹ Boetius of Boot نے معلوم کیا کہ ہیرا ایک آتشگیر Inflammable مادہ ہے اور اس نے کاسموثالث کے سامنے جو ٹسکنی کا ڈیوک تھا Cosmo iii Duke of Tuscany ہیرے کو ایک محدب الطرفین آتشی شیشے کے ذریعہ جلا کر دکھایا۔

(۳) ۱۶۶۳ء میں مسٹر بائل Robert Bayle نے معلوم کیا کہ اگر ہیرے کو تھوڑی دیر کیلئے تیز دھوپ میں رکھدیا جائے تو وہ اندھیرے کمرے میں روشن اور از خود منور نظر آتا ہے۔ ہیرے کی اس خاصیت کو فوٹو لیومی نیسنس Photo Lumine Scence کہتے ہیں۔

اسی طرح اگر ہیرے کو گرم پانی میں تھوڑی دیر غرق رکھا جائے تو بھی وہ اندھیرے میں چمکنے لگتا ہے۔ اسے انگریزی میں Thermo Lumine Scence کہتے ہیں۔

اسکے علاوہ یہ کہ اگر ہیرے کو ریشم کے کپڑے سے رگڑا جائے تو اسمیں مثبت برقی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اندھیرے میں منور ہو جاتا ہے اسے انگریزی میں ٹرائیبو لیومی نیسنس Tribo Lumine Scence کہتے ہیں۔

(۴) مسٹر شامٹ Mr. Chaumat نے معلوم کیا کہ ہیرے کو اگر ماورائے بنفشی شعاعوں ultra Voilet Rays

کشتہ الماس!

الماس کو کشتہ کرنے سے پہلے اسے صاف کر لینا یا شدھ کر لینا چاہیئے۔

تصفیہ الماس کی ترکیب

(۱) ہیرے کے ٹکڑے کو بیخ کنڈیاری میں ملفوف کر کے ایک کپڑے میں باندھیں۔ اور اُسے گلی برتن میں معلق لٹکا کر خرمہرہ زرد کلاں (کوڑی) کے جوشاندہ کے ہمراہ ۷ یوم متواتر پکائیں۔ اس سے ہیرا شدھ ہو جاتا ہے۔

(۲) ہیرے کو ویاکھری کند (بیخ کنڈیاری) میں ملفوف کر کے اوپر گوبر گاؤمیش لیپ کر کے ایک بڑا سا گولہ بنالیں اور خشک کر کے ایک سیر اُپلوں کے درمیان میں آگ دیں۔ پھر نکال کر بول اسپ نر میں بجھائیں پھر تکرار عمل کریں اور اسی طرح سات مرتبہ کر لیں۔ ہیرا کشتہ کرنے کے قابل ہو جائیگا۔

(۳) ہیرا کو کٹھالی میں ڈالکر آنچ پر سرخ کریں اور جوان آدمی (مرد) کے تازہ خون میں جو فصد سے حاصل کیا ہو بجھائیں۔ اسی طرح سات مرتبہ تکرار عمل کریں۔ ہیرا شدھ ہو جائیگا۔

(۴) حب النفلت۔ ملیت۔ نمک سانبھر، تینوں کو ہموزن لے کر پانی میں جوشدیں جب تہائی پانی باقی رہے تو اسمیں ریزہ الماس کو آگ میں گرم کر کے ۲۱ مرتبہ بجھاؤدیں۔ شدہ ہو جائیگا۔

ترکیب کشتہ الماس

(۱) شورہ قلمی ۶۰ تولہ، کاہی زرد ہیل ۶۰ تولہ، شب یمانی ۳۰ تولہ، نوشادر ۳۰ تولہ سم الفار سفید ۵ تولہ۔ سب ادویہ کو ملا کر سحق بلیغ کر کے اسکے تین حصے کریں۔ پھر ایک حصہ کو قرع انبیق زجاجی میں ڈال کر بطریق معروف تیزاب نکالیں۔ اب اس تیزاب میں دوسرا حصہ ادویہ کا شامل کر کے پھر تیزاب کشید کریں۔ پھر اس تیزاب میں باقیماندہ ادویہ شامل کر کے سہ آتشہ تیزاب کشید کر لیں۔ اور محفوظ رکھیں۔

اب ایک قطعہ الماس کو آگ میں سرخ کر کے اسے اس تیزاب میں سرد کرتے رہیں۔ یہانتک کہ الماس شگفتہ برآمد ہو، یہ کشتہ اہل کیمیا کی جان ہے۔

(۲) شورہ قلمی چار تولہ، پھٹکری ایک ماشہ پیس کر دو تولہ قلعی (از ہر) مذاب پر چھڑکیں۔ یہانتک کہ قلعی مذکور کشتہ ہو جائے۔ پھر اس کشتہ قلعی کو شیر مدار کے ہمراہ سحق بلیغ کر کے دو سکوریاں بنالیں۔ اور رسکپور دو ماشہ، دارچکنا دو ماشہ سم الفار دو ماشہ پیس کر ان سکوریوں میں فرش و لحاف کر کے درمیان میں الماس کی کنی دیکر خوب عمدہ گل حکمت کریں اور ۲ سیر اُپلوں کی آگ دیں۔ اگر ضرورت ہو تو تکرار عمل کریں۔ الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۳) ریزہ الماس کو ایک گلی سکوری میں رکھکر کوئلوں پر رکھیں۔ جب الماس خوب سرخ ہو جائے تو ایک عقرب جرارہ دست پناہ سے پکڑ کر اسکی دم گرم الماس پر لگائیں۔ عقرب مذکور کا زہر الماس پر گریگا جب عقرب کی نصف دم جل جائے تو دوسرا عقرب پکڑ کر لگائیں۔ وعلیٰ ہذا تکرار عمل کرتے جائیں یہانتک کہ الماس شگفتہ ہو جائے۔

(۴) ریزہ الماس کو کٹھالی میں خوب گرم کر کے زہر مار سیاہ (پھنیر) میں بجھاؤدیں۔ اور سات سے نو دفعہ تک تکرار عمل کریں۔ الماس شگفتہ ہو جائیگا۔

(۵) آب زہرہ (پتہ) مارخور ایکعدد، خون گردن مارخور تازہ ایک پاؤ، برادہ عاج، سب کو سحق کر کے یکجان کریں۔ اور ایک ریزہ الماس کو اس میں ملفوف کر کے خوب گل حکمت کر لیں۔ اور ۲۰ سیر اُپلوں کی آگ دیں۔ الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۶) آملہ، ہلیلہ، بلیلہ، نوشادر ہر ایک ایک چھٹانک۔ لیکر ڈیڑھ پاؤ پانی میں بھگودیں۔ آٹھ پہر کے بعد مقطر لے لیں۔ پھر ریزہ الماس کو ایک لُٹھانی میں آگ پر رکھکر اس مقطر کا چویہ دیتے رہیں۔ جب تمام پانی ختم ہو تو سندرف ہندی (ریٹھہ) دو تولہ اور تخم کنول گٹہ دو تولہ ایک اُپلہ میں نصف دوا نیچے نصف اوپر اور درمیان میں کنی ہیرا دوسرے اُپلے سے منہ بند کر کے گوبر سے لیپ کر خشک کر لیں۔ اور آگ دیدیں۔ انشاء اللہ الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۷) نوشادر پانچ تولہ، پھٹکری تین تولہ، سفیدی بیضۂ مرغ بارہ عدد ان سب اجزا کو خوب کھرل کر کے قرع انبیق زجاجی میں ڈال کر نیچے اتنی نرم آگ جلائیں کہ جسکی حرارت دھوپ کی گرمی سے تجاوز نہ کرے۔ آگ صرف چار پہر کی ہو۔ جو تیزاب حاصل ہو اسمیں ابرک تین تولہ باریک سفوف کر کے کھرل کریں۔ پھر اسے ایک آتشی شیشی میں ڈال کر زبل الفرس (لید) میں ۲۱ یوم دفن رکھیں۔ ابرک حل ہو جائیگا۔ اب اس محلول ابرک میں ریزہ الماس میں ۷ یا ۸ مرتبہ

پیکرم از پختگی ذوالنور شد　سینہ ام از جلوہ ہا معمور شد
خوار گشتنی از وجود خام خویش　سوختی از نرمیٔ اندام خویش
فارغ از خوف و غم و وسواس باش　پختہ مثل سنگ شو الماس باش
می شود از وے دو عالم مستنیر　ہر کہ باشد سخت کوش و سخت گیر
در صلابت آبروئے زندگی است　ناتوانی ناکسی ناپختگی است

ہیرے کو قطع برید کرنے کے کارخانے

امسٹرڈم Amsterdam اور انٹ ورپ Antwarp میں ہیرے کے کاٹنے کے کارخانے ہیں - جہاں بڑے بڑے ہیروں کو کاٹ بنا کر خوبصورت اور خوشنما اشکال کے نگینے بنائے جاتے ہیں - اور انہیں مقامات سے برادہ الماس بھی دستیاب ہو سکتا ہے -

اقسام الماس

اعلیٰ درجہ کا ہیرا بے رنگ برف کی طرح شفاف پہلودار چمکیلا اور بے رگ وریکھا ہوتا ہے - اسکے علاوہ کئی رنگ کے ہیرے آجتک دستیاب ہو چکے ہیں - مثلاً نیلا آسمانی - سرخ - زرد - سبز - بھوسلا اور سیاہ - یہ رنگ بگر ارضی اور معدنی اجزاء کی ملاوٹ کو ظاہر کرتے ہیں - مثلاً رنگدار ہیروں میں اوکسائڈ آف آئرن - کرومیم - میگنیز - شیشہ - ٹیٹینیم Titanium وغیرہ کا جزو شامل ہوتا ہے -

سیاہ رنگ کے ہیرے کو بورٹ Bort یا کاربوناڈو Carbonado کہتے ہیں - سیاہ رنگ کا ہیرا آرائش و زیبائش کے کام نہیں آتا - بلکہ اس سے قیمتی اوزار پتھروں میں سوراخ ڈالنے والے Drill وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں -

ویدک کتب میں ہیرے کے چار اقسام لکھے ہیں - برہمن - کھشتری - ویش اور شودر - جو ہیرا بالکل شفاف اور اس میں کوئی ریکھا نہ ہو وہ برہمن ہیرا ہے جس میں سرخی کی جھلک ہو وہ کھشتری - اور جس میں زردی کا رنگ پایا جائے وہ ویش - اور جو سیاہی مائل یا بھوسلا ہوائے شودر ہیرا کہتے ہیں -

اسی طرح جو ہیرا صاف اور غیر ریکھا کے ہو اور پہلودار ہو وہ پرس (نر) ہیرا ہے - جو چپٹا اور گول ہو اور اس کی دھار نہ ہو نیز اس میں ریکھا پائی جائے اُسے استری (مادہ) ہیرا - اور جو تکون لمبوترا اور غیر شفاف ہو اُسے نپنسک (مخنث) ہیرا کہتے ہیں -

افعال و خواص

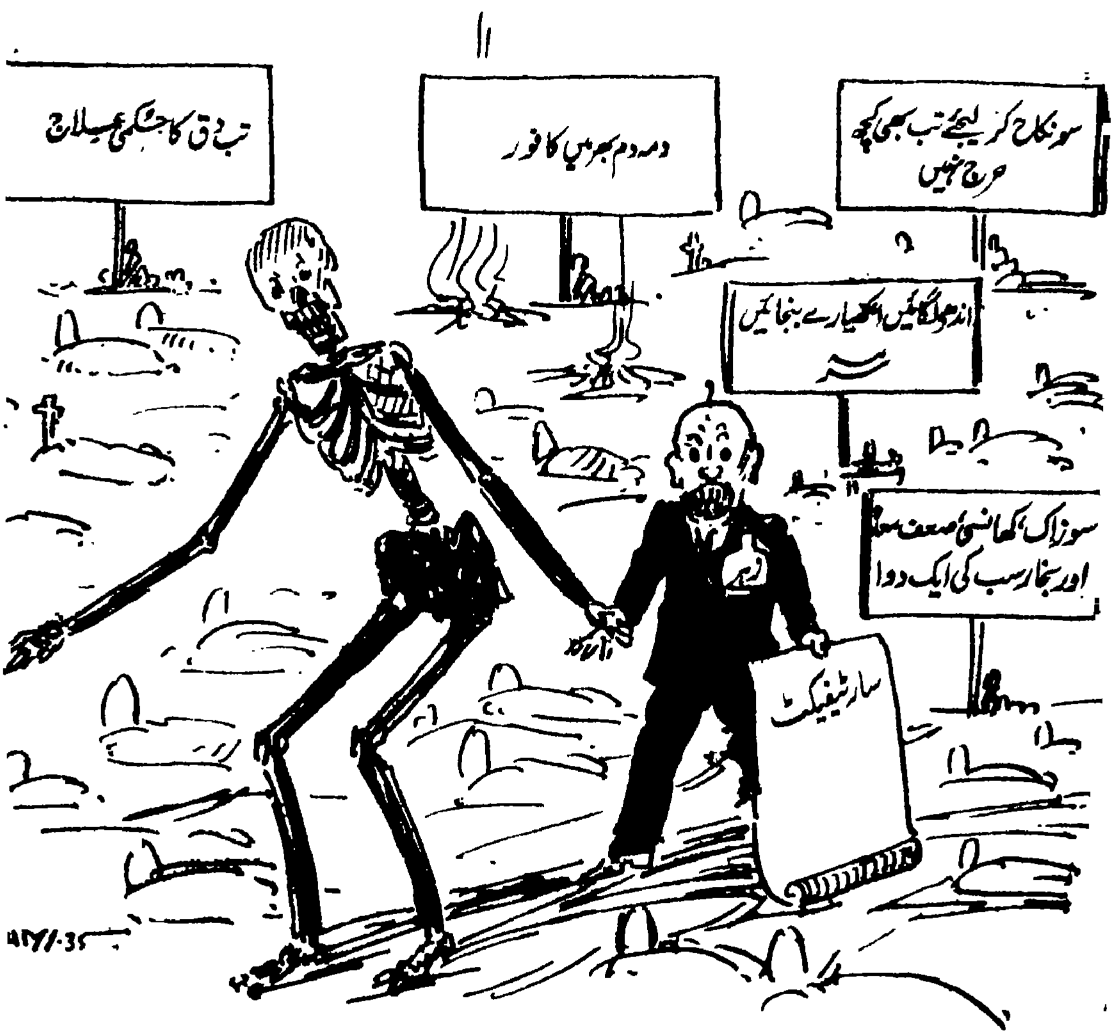
ویدوں کے نزدیک ہیرے کے خواص یہ ہیں کہ ہیرے کو پاس رکھنے والا صاعقہ اور حشرات الارض سے محفوظ رہتا ہے - اُسکی معدہ پر تعلیقاً باندھنا درد شکم حیض اور بند ہیضہ کو نافع ہے - گلے میں لٹکانا مقوی قلب اور دافع خوف و ہراس ہے -
اگر اسے سر پر رکھا جائے تو برے اور فاسد خیالات کو دور کرتا - قوت فیصلہ کو تقویت دیتا اور صرع کیلئے مفید ہے - ہیرے کی انی سے جو جراحت یا زخم آجائے وہ جلد اچھا نہیں ہوتا -

ہیرے کی پہچان

(۱) ہیرے کی کنی تمام دوسرے جواہرات کو کاٹ سکتی ہے -
(۲) ہیرے کا ٹکڑا اگر پانی کے بلوری گلاس میں ڈالدیا جائے تو وہ بخوبی نظر آتا رہیگا - لیکن بلور یا بناوٹی ہیرا پانی میں نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے -
(۳) اگر ایک سفید کاغذ پر کوئی سیاہ نشان بنا کر اُسے ہیرے میں سے دیکھا جائے تو وہ نشان صرف ایک ہی نظر آتا ہے -
(۴) ہائیڈرو فلورک ایسڈ ہیرے پر کوئی اثر نہیں کرتا -
(۵) اگر ہیرے کو بجلی کی روشنی میں تھوڑی دیر رکھنے کے بعد اسے لوہے یا لکڑی کے ٹکڑے پر گھسا جائے تو لوہے یا لکڑی کا وہ مقام اندھیرے میں جگنو کی طرح چمکنے لگتا ہے -
(۶) اگر ہیرے کو خوب گرم کر کے سرد پانی میں ڈالا جائے تو وہ شکستہ نہیں ہوتا -
(۷) اگر دو فلوس مستی میں ہیرے کا ریزہ رکھکر انہیں زور سے رگڑا جائے تو ہیرے کو کوئی نقصان نہیں ہوتا -
(۸) اگر ہیرے پر الیومینیم کی پنسل سے خط کھینچا جائے تو وہ فی الفور مٹ جاتا ہے -

کارٹون

لاعلاج مریض



موت۔ ارے میاں تم یہاں کہاں؟

عطائی۔ یہ جو نئی قبریں ہیں یہ حضرت ایسی جلدی مرگئے کہ دوا کے پیسے بھی وصول نہ ہوئے۔ میں اسی خیال سے ادھر آیا تھا کہ موقع لگے تو کفن ہی اڑا لیجاؤں۔

موت۔ اب تو تمہیں یہ پیشہ مستقل طور پر اختیار کرنا پڑے گا۔ تم تو تم اب تو میری بھی ضرورت باقی نہیں رہی۔

عطائی۔ یہ کیسے؟

موت۔ انگلستان میں تجویز زیر پیش ہے کہ لاعلاج بیماری کے مریضوں کو موت سے پہلے ہی مار دیا جائے۔ اب تو نہ میری ضرورت ہے نہ تمہاری دواؤں کی۔

سرد کریں۔ انشاء اللہ کشتہ ہو جائیگا۔

(۸) تین پاؤ کیچوے لیکر انہیں ایک طشت پُر از آب میں ڈال دیں۔ اور تین روز تک پڑا رہنے دیں کبھی کبھی ہلا بھی دیا کریں۔ جب خراطین مرجائیں تو انہیں نکال دیں اور پانی کو نتھار کر گرادیں۔ خراطین کی چیپ دار مٹی جو طشت کی تہ میں ہو۔ اس میں سے ایک تولہ مٹی لیکر ایک تولہ منسل کے ہمراہ سحق بلیغ کریں۔ یہانتک کہ ہر دو اجزاء موم کی طرح ہو جائیں۔ پھر اسمیں ہیرے کی کنی ملفوف کرکے اُسے کھریا مٹی اور مونج کی بنی ہوئی کٹھالی کے اندر خوب گل حکمت کرلیں۔ کٹھالی مذکور اُس گوہے کے عین برابر اور مطابق ہو۔ پھر زمین پر چار انگل موٹا ریت بچھاکر پہلے اُسے آگ سے خوب گرم کریں۔ پھر اُس گرم ریت پر کٹھالی مذکور رکھدیں۔ اور اسکے گرداگرد ببول کے کوئلے ۵ سیر خرچ دیں۔ اور پنکھے سے خوب جھلیں۔ جب یہ کوئلے خاکستر ہو جائیں تو ۵ سیر کوئلے اور خرچ دیں۔ اور پھر تکرار عمل کریں اسی طرح تین مرتبہ عمل کریں۔ پھر سرد کرکے الماس نکال لیں۔ جو سیاہ رنگ کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۹) ایک چینی کی پیالی میں الماس دو سرخ تیزاب فاروقی ایک تولہ، مغز تخم بندق ہندی تین ماشہ، سم الفار سفید دو ماشہ ڈال کر گرم بھوبھل پر رکھکر خشک کریں، پھر الماس اور خشک شدہ اجزا کو ایک سکوری میں بند کرکے گل حکمت کریں اور تین سیر اُپلوں کی آگ دیں۔ الماس شگفتہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو تکرار عمل کریں۔

(۱۰) کسی دوشیزہ جوان لڑکی کو ایک ماہ تک گندھک آملہ سار بقدر ایک رتی روزانہ کھلاتے رہیں۔ پھر جب ایام ماہواری شروع ہوں تو اُسکے طمث آلود کپڑے میں الماس کا ریزہ ملفوف کرکے گل حکمت کرکے تین سیر اُپلوں میں جلالیں۔ اسی طرح سات مرتبہ تکرار عمل کریں الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۱۱) الماس کا ٹکڑا سرخ کرکے مینڈک کے پیشاب میں متعدد مرتبہ سرد کریں۔ پھر ریزہ مذکور کو گدھے کے دانت میں مناسب سوراخ کرکے رکھدیں۔ اور برآوردہ برادہ سے سوراخ کو بند کرکے گل ملتانی سے عمدہ گل حکمت کرکے ۲۰ سیر اُپلوں میں پھونک دیں۔ الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۱۲) الماس کو پہلے سرخ کرکے جوشاندۂ حب القلت میں ۷ مرتبہ بجھائیں۔ پھر گل پستہ پانچ تولہ پوست مولسری تازہ پانچ تولہ کے نغدہ میں ملفوف کرکے ۸ سیر اُپلوں کی آگ دیں۔ الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۱۳) خوشۂ اندرجو کوہی کلاں ایک تولہ کو ۶ تولہ خوشۂ اندرجو کوہی کلاں میں ایک شبانہ روز تر رکھیں پھر سحق کرکے اسکا نغدہ بنالیں اور ایک قطعہ کوئلہ تیھر وزنی پانچ سیر کے لے کر اسکے درمیان مناسب کاواک کرکے یہ نغدہ پُر کردیں۔ اور درمیان میں ریزۂ الماس رکھکر منہ کو تیھر کے دوسرے کوئلہ سے جو ٹھیک منطبق ہو سکے بند کرکے لبوں کو گل چینی سے بند کردیں۔ اور ۱۲ سیر اُپلوں کے درمیان پھونک دیں الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۱۴) الماس ایک سرخ شیر مدار پانچ تولہ، روغن السی پانچ تولہ کو ایک کوزہ گلی مستعملہ دو روغن میں خوب گل حکمت کرکے ایک من پختہ لید (زبل اسپ) میں ۴۰ یوم تک دفن رکھیں (موسم گرما ہو) پھر نکال لیں۔ الماس کشتہ شدہ برآمد ہوگا۔

(۱۵) جنگل کے درختوں پر جو جالا سفید رنگ لگا ہوتا ہے اس پر ایک مکڑہ (ٹڈہ) ہوتا ہے اُسے کہنا کہتے ہیں۔ اسکی پشت پر روئیں ہوتی ہے اور بڑا اور موٹا ہوتا ہے۔ اُسے دست پناہ سے پکڑ کر اُسکے پیٹ میں الماس کا ریزہ رکھدیں یا چبھو دیں۔ پھر ایک کوزہ میں گل حکمت کرکے ۵ سیر اُپلوں کی آگ دیں اسی طرح تین دفعہ کرلیں۔ الماس شگفتہ شدہ برآمد ہوگا۔

مصنوعی الماس

فرانس کے جوہریونکی ایک سوسائٹی کا نسخہ ذیل میں دیا جاتا ہے جس سے مصنوعی ہیرا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ہیرا بھی نہایت سخت اور شفاف ہوتا ہے نسخہ یہ ہے۔ پاؤڈر کوارٹس Powdered Quartz ۱۰۰ حصہ، ریڈلیڈ Red Lead ۱۵۰ حصہ، کاسٹک پوٹاش ۴۵ حصہ۔ ایسڈ بورک ۵ حصہ، سنکھیا سفید نصف حصہ، تمام اجزا کو ایک ہفتہ تک سحق بلیغ کریں۔ تاکہ اجزا ریکذات ہو جائیں۔ پھر اسے بوتہ معمہ میں بند کرکے تیز آنچ پر چڑھا دیں جب سب چیزیں گل جائیں تو کسی چیز سے ہلاتے رہیں جب سلائی چل نہ سکے اور مادہ سخت ہو جائے تو اُتار لیں۔ اور برتن کو توڑ کر ہیرا نکال لیں اور اسکے نگینے تیار کرلیں۔ اگر اسے سبز رنگ دینا ہو تو کوبالٹ اوکسائیڈ Cobalt Oxide ۱ فیصدی شامل کرلیں۔ اگر ارغوانی بنانا ہو تو نکل اوکسائڈ Nickel Oxide اگر ہرا رنگنا ہو تو میگنیٹک آئرن اوکسائڈ Magnetic Iron Oxide اگر بھوسلا رنگنا ہو تو آئرن میگنیز اوکسائڈ Iron and Manganese Oxid سرخ رنگ مطلوب ہو تو کیپرس اوکسائڈ Cuprous Oxide جسکے ساتھ قلیل مقدار سٹینک اوکسائڈ Stannic Oxide شامل ہو بقدر ۱ فیصدی شامل کردیں۔ مصنوعی ہیرا بنانے کے تقریباً دس اور بھی طریق ہیں۔ اور ہیرا فین لکوڈ شوگر

یہ ایک بہت ہی مفید عادت ہے۔ مسلسل ایک مہینے تک دن دن بھر کام سے فرصت پاکر معدہ کے خستہ اور درماندہ عضلات پھر اس کے لئے تیار ہو جاتے ہیں کہ دہی بڑے اور پھلکیاں، چاٹ اور کچالو، ریوڑیاں اور گٹے، اور حلوا اور پوری غرضکہ دنیا بھر کی آلا بلا بلا لحاظ مقدار، اور بلا تعین وقت معدے میں ٹھونسی جائے اور وہ اسے کسی نہ کسی طرح جان پر کھیل کے ہضم کر لیں۔

ہماری زندگی اور صحت کے قیام کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ ہم روزانہ کچھ نہ کچھ غذا کھا کر جسم کی اس کمی کو پورا کیا کریں کہ جو چلنے پھرنے یا کام کرنے کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے۔ اسی طرح یہ بھی اسی قدر ضروری ہے کہ غذا کے بیکار فیا مدہ حصے اور جسم کے دیگر فضلات برابر باقاعدگی کے ساتھ جسم سے خارج بھی ہوتے رہیں۔ جب بے اعتدالیوں اور بے ضابطگیوں کی وجہ سے ہاضمہ میں فتور لاحق ہوتا ہے تو یہ فضلات بھی بروقت اور پورے طور پر جسم سے خارج نہیں ہونے پاتے اور یا تو بطور ایک غلاظت کے خون میں شامل رہتے ہیں، یا بسا اوقات جسم کے مختلف جوڑوں میں جمع ہو کر تکلیف اور اکڑاؤ سا پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ فاقہ کشی یا روزہ ان فضلات ردیہ کے اخراج میں بھی مدد دیتا ہے اور اس طرح اس سے بظاہر معنی "تصفیہ باطن" ہو جاتا ہے۔

بدقسمتی سے ہم لوگوں میں سحری اور افطار کا کچھ ایسا دستور ہو گیا ہے کہ اس کی وجہ سے ہم روزے کے حقیقی فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں اور روزہ کے معنی بس اب شاید اس قدر رہ گئے ہیں کہ دن بھر افطاری تیار کرنا اور شام کو بیٹھ کر اناڑی کی بندوق کی طرح اس کو پیٹ بھر لینا۔

روزہ اگر روزہ کی طرح رکھا جائے تو صرف روح ہی کو نہیں بلکہ جسم کو بھی اس سے گوناگوں فائدے پہونچ سکتے ہیں۔



آقا:۔ ارے افطاری بھی رکھ لی؟

نوکر:۔ جی ہاں حضور پورا ناشتہ دان بھرا ہوا ہے۔

آقا:۔ ارے بیوقوف یہ نہیں۔ جلدی سے وہ شیشی لے آؤ جو دہلی کے ہمدرد دواخانہ سے آئی تھی اس دوا کا نام "افطاری" ہے اس سے روزہ کھولیں تو سب کمزوری دور ہو جاتی ہے۔

نوکر:۔ حضور شیشی کتنے کو آتی ہے؟

آقا:۔ سوا روپے کو۔

بابُ الصّحت

روزے

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

زیادہ تر لوگ' میری مراد ان لوگوں سے ہے کہ جن کے ہاں روزہ رکھنا ایک مذہبی فرض ہے' صرف اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ اس طرح وہ اپنا ایک فرض ادا کر رہے ہیں؛ جو مذہب کی جانب سے ان پر عائد تھا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ روزہ رکھنے سے صفائے قلب حاصل ہوتی ہے اور تزکیہ نفس ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ روزہ رکھنے میں چونکہ بھوکا پیاسا رہنا پڑتا ہے اس لئے یہ نفس کشی گویا ایک حقیر سی نذر ہوتی ہے جو بندہ اپنے خالق کے حضور میں پیش کیا کرتا ہے۔ صوفیا کا خیال ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان کے حواس باطنی زیادہ ذکی ہو جاتے ہیں اور روح کو ایک خاص قسم کا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اپنی اپنی جگہ پر یہ تمام خیالات بالکل صحیح ہیں اور اس میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے کہ روزے سے تصفیۂ باطن اور درستی اخلاق میں بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ لیکن اس عجیب و غریب عبادت کا ایک پہلو اور بھی ہے۔ طبی نقطۂ نظر سے اگر روزے کے فلسفہ پر نگاہ ڈالی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی جسم کو بھی اس سے اسی قدر فائدے پہونچتے ہیں کہ جتنے روح کو۔ قدرت نے ہمارے جسم میں بعض اعضا تو ایسے بنائے ہیں کہ جو دن اور رات کے چوبیسوں گھنٹے یکساں کام کرتے رہتے ہیں، اور ان کا آرام بس اسی چیز کا نام ہے کہ رات کے چند گھنٹوں میں جبکہ انسان لیٹا یا سویا ہوا ہو تو ان کی حرکت کی رفتار دن کی بہ نسبت کسی قدر سست پڑ جائے۔ ان کا کام اس قدر اہم ہے کہ ان کی حرکت کے رکنے یا ان کے آرام پذیر ہونے کا نام موت ہے۔ انسان کا قلب اسی قسم کا ایک عضو ہے جو حالت جنین میں اپنی حرکت شروع کرتا ہے اور بستر مرگ پر اس کی حرکت بند ہوتی ہے۔ لیکن اس ہمہ وقت متحرک عضو کی ساخت جن عضلات سے ہوتی ہے وہ بھی بہت ہی مضبوط اور ان کے ریشے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں تاکہ قرنوں تک مسلسل کام کرنے کے باوجود وہ خستہ و درماندہ نہ ہونے پائیں۔

ہمارے جسم کے دیگر اعضا کا کام اس قسم کا نہیں ہے۔ وہ ضرورت کے وقت یا اپنے وقت مقررہ پر کام کرتے ہیں۔ لیکن اس کام کے بعد انہیں آرام کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ معدہ اسی قسم کے اعضا میں سے ہے۔ غذا کو ہضم کرنے کے متعلق وہ اپنا کام خوب محنت سے انجام دیتا ہے اور اس کے بعد تھک کر آرام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ خاص کر بچپن اور جوانی کی عمر میں اس غریب معدے کو ہر وقت کام میں جُتا رکھتے ہیں۔ گھر سے کھانا کھا کے چلے' اور راستہ بھر' جب تک کہ جیب کے پیسوں نے یاری دی ہر خوانچے والے سے کچھ نہ کچھ لیکر کھاتے چلے گئے اور پھر جب گھر لوٹ کر آئے تو پھر روٹیوں کی ڈلیا پر بیٹھ گئے۔ معدہ بیچارہ قہر درویش بجان درویش اس تمام رطب و یابس کو پیس' کوٹ کر قابل ہضم بناتا رہتا ہے' اور جب کام نہیں ہو سکتا تو درد اور ٹیس کی صورت میں صدائے احتجاج بلند کرتا ہے لیکن نوجوانوں کے کان ان صداؤں کیلئے بہرے ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثر کا یہ عقیدہ ہے کہ پیٹ کے درد کا بہترین علاج یہ ہے کہ خوب کثرت سے مرچیں اور نیمبو ڈال کر چٹ پٹے کھانے کھائے جائیں۔

بہر حال ہم اپنے پیٹ کو آرام دیں یا ہر وقت کام میں مصروف رکھیں' معدہ ہے ضرور ایسا عضو کہ جسے کام کے بعد آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور جب اگر کام کے درمیان آرام کے وقفے ملتے رہیں تو وہ تر و تازہ ہو جاتا ہے اور اس کی قوت بحال ہو جاتی ہے۔ روزہ رکھنے سے سب سے بڑا فائدہ یہی پہونچتا ہے کہ سال کے گیارہ مہینے تک اپنے معدے سے کام لینے میں جو بے اعتدالیاں ہماری طرف سے ظہور میں آتی رہی ہیں ان کی تلافی ہو جائے اور ایک مہینے تک معدہ کو خوب کافی لمبا چوڑا وقت روزانہ آرام کا مل جایا کرے۔ روزہ ہمیں اس بات کا بھی خوگر بنا دیتا ہے کہ گھڑی گھڑی منہ چلانے کی بجائے ہم دو یا تین مقررہ اوقات ہی پر کھانا کھایا کریں اور ظاہر ہے کہ صحت کے نقطۂ نظر



بچوں کی خیر نہیں



گھڑی رکھنے والوں کا ناک میں دم



افطاری پر ہاتھ صاف



افطار کے بعد کھانا



سونے کی تیاری



خدا حافظ

مرقع

ہمارا روزہ



سحری



کم کھانے کا افسوس



بیوی پر غصہ



بنیے سے لڑائی

ان خراب عادتوں پر حاوی ہو جاؤں گا کیونکہ یہ چیزیں ہمارے دل و دماغ پر اثر انداز ہو کر طرح طرح کے عوارض پیدا کرتی اور بیماریوں کو ہم پر قابو جمانے کی دعوت دیتی ہیں۔ امید۔ خوشی۔ ہمت۔ اپنے پر اعتماد۔ قہقہہ۔ محبت۔ سرشاری۔ ذہن۔ خدا پر بھروسہ نیک چلنی۔ پرہیزگاری۔ جنسی تعلقات میں اعتدال۔ اور مستقبل کے متعلق عمدہ تصورات اور دل و دماغ کو مسرور و مطمئن رکھنے والے جذبات کی پرورش جیسے اصول کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھوں گا اور اوپر کی مجوزہ ہدایتوں پر حتی الوسع کامل عملدرآمد کروں گا۔ (آمین) (ترجمہ)



نواب صاحب:۔ رمضانی تمہیں آج بھی بخار آگیا۔ شام کو لوگ روزہ افطار نے آئینگے۔ میں دعوت دے چکا ہوں۔
رمضانی:۔ حضور کیا عرض کروں بخار پیچھا نہیں چھوڑتا۔ مگر افطاری کا تو میں نے انتظام کر لیا ہے بالکل نئی چیز ہے۔
نواب صاحب:۔ کیا کوئی نئے قسم کی افطاری بنائی ہے؟
رمضانی:۔ حضور ہمدرد دواخانہ دہلی کی بنائی ہوئی ایک شیشی "افطاری" کی خرید لایا ہوں۔ سوا روپے کو آتی ہے۔

۱۹۳۶ء کیلئے صحت و تندرستی کے ریزولیوشن

تجویز ہے کہ

(۱) میں اس سال اپنی صحت کا بہت خیال رکھوں گا۔ صحت و تندرستی کی حفاظت اور آرام و اطمینان کی زندگی بسر کرنے کیلئے مجھے جسقدر معلومات کی ضرورت ہے ضرور حاصل کروں گا تاکہ آئے دن کی بیماریاں گھر سے جائیں اور جسم انسانی کے متعلق مجھے اتنا علم ہو جائے کہ مضر چیزوں سے پرہیز کر سکوں اور آئندہ ایسی محتاط زندگی بسر کروں کہ میری توانائی اور جان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

(۲) جہاں تک میرے علم اور مشاہدہ میں ہے میں کوئی چیز ایسی استعمال نہ کروں گا اور نہ کوئی ایسی عادت ڈالوں گا جس سے نظام جسمانی کو صدمہ پہونچے اور جن اصول کی پابندی عمدہ صحت کے لئے ضروری ہے ان پر کامل عملدرآمد کروں گا۔

(۳) صحت اور جان جس چیز سے قائم ہے یعنی خون کو صاف اور طاقتور رکھنے کیلئے میں کوئی چیز ایسی نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا نہ ایسی ہوا میں سانس لوں گا جو میرے خون پر برا اثر ڈالے یعنی شراب تمباکو۔ منشی اشیاء۔ دانتوں کو خراب کرنے والی چبانے کی مختلف چیزیں ہرگز استعمال نہ کروں گا۔

(۴) اپنی غذا کا خاص خیال رکھوں گا اپنی غذا میں ایسی صحت بخش چیزیں شامل کروں گا جن میں نشاستہ کے اجزا زیادہ ہوں۔ حیاتین کی مقدار زیادہ سے زیادہ پائی جاتی ہو۔ میں تازہ پھل۔ خشک میوے۔ ترکاریاں۔ معمولی مقدار میں گوشت۔ مکھن۔ پنیر اور دیگر غذائیں استعمال کروں گا جن میں معدنی اجزا زیادہ پائے جاتے ہونگے اور ایسی غذاؤں کو ہرگز نہ چھوؤں گا جن میں تیزابی مادے زیادہ ہوتے ہیں۔ جو محرک اعصاب ہوتی ہیں جو چٹ پٹی ہوتی ہیں اور معدہ خراب کرتی ہیں یا جن میں غذائیت اور وٹامین کی مقدار بے ترکیب اور کمزور و بے حیثیت ہوتی ہے اور جو سوائے بلغم بنانے یا تیزاب اور چربی پیدا کرنے کے اور کوئی اچھا اثر ہمارے نظام جسمانی پر نہیں چھوڑتیں۔

(۵) میں اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لوں گا کہ تسلسل اور پابندی اوقات صحت کو برقرار رکھنے کا زرین اصول ہے۔ چنانچہ میں کھانے کے اوقات کو منظم حالت میں رکھوں گا۔ کھانے کے اوقات سے پہلے یا بعد ہرگز کوئی چیز استعمال نہ کروں گا اور جب وقت آئیگا ٹھیک اسی وقت کھانا ضرور کھالوں گا بے وقت کوئی چیز منہ میں نہیں ڈالوں گا نہ پھل نہ مٹھائیاں نہ آئس کریم نہ چاٹ غرض کوئی چیز چلتے پھرتے بے ترتیب اوقات میں ہرگز معدہ میں داخل نہ کروں گا۔

(۶) میں اپنے جسم کو اندر سے اور باہر سے بالکل صاف رکھوں گا اس کیلئے کوشش کروں گا کہ معدہ ہمیشہ صاف رہے۔ اس لئے کبھی کبھی ہلکا طلاب بھی لیا کروں گا۔ ہر روز کم از کم پانچ چھ گلاس پانی ضرور پیوں گا۔ روزانہ عمدہ پانی اور اچھے صابن سے غسل کروں گا اور چلنے۔ سونے اور بیٹھنے کے دوران میں اپنے سینہ کو اس طرح رکھوں گا کہ وہ کمزور نہ ہو۔ ہمیشہ تازہ ہوا پھیپھڑوں کو ملتی رہے۔ دل پر وزن نہیں پہونچنے دوں گا اور اس طرح سوؤں گا جس سے اس کی حرکت میں نقص واقع نہ ہو۔ خراب اور گندی فضا میں سانس نہیں لوں گا۔

(۷) روزانہ ہلکی ورزش کی عادت ڈال لوں گا یہ ورزش کھلے میدان میں ہوگی جہاں تازہ ہوا بکثرت مل سکے عمدہ حافظہ اچھا معدہ درست دوران خون اور فضلات جسم کے اخراج کے لئے ورزش لازمی چیز ہے کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ کھلی ہوا میں ورزش کرنے میں صرف کروں گا۔ سونے کے وقت فوراً سو جاؤں گا اور عمدہ خواب اور مکمل آرام کے لئے جو ہدایتیں مجھے بتائی گئی ہیں ان پر ضرور عمل کروں گا۔

(۸) خوف تفکرات۔ بیجا غصہ۔ چڑچڑاپن خواہ مخواہ کی پریشانیاں بے اطمینانی اور دل گرفتہ رہنے کی عادت ترک کردوں گا اور جتنی الوسع

بھی ثابت ہوتی تھیں لیکن چند ہی روز میں ان مقامات کی ابدی اور لازوال خاموشی اسکے لئے اجیرن ہو جاتی۔ اسے اپنی بے بصری کی مصیبت کا احساس تازہ ہو جاتا، اور وہ ماں اور بہن کی خوشامد کرکے واپس اسی ساحلی قیامگاہ میں چلا جاتا تھا۔ جہاں سمندر کی لہروں کے چھینٹے اسکے منہ پر پانی چھڑک چھڑک کر اسکی روح کو پھر سکون اور چین بخشتے تھے۔

انہی محروم حادثات میں اسکی عمر کے چوبیس سال ختم ہو گئے، اور مایوسی کامل نے [illegible] اس تمنا کی [illegible] کہ آنکھوں میں کبھی روشنی آجائیگی۔ اور وہ دنیا کو دوسرے انسانوں کی طرح دیکھنے کے قابل ہو جائیگا۔ بڑے بڑے طبیب جنکی شہرت [illegible] کے علاج [illegible] دیکھ دیکھ کے تھک رہے تھے آئے اور اپنی سی تمام کوششیں کرکے مایوس چلے گئے ہر معالج بالآخر یہی کہنے پر مجبور ہوتا تھا کہ اس کا مرض انسانی [illegible] انسانی معلومات سے بالاتر ہے۔ نابینا اپنی ماں اور بہن کو خوش کرنے کی خاطر ان ڈاکٹروں کا تختہ مشق بننا گوارا کر لیتا تھا۔ لیکن خود اسکے دل میں اب امید کی کوئی ذرا سی جھلک بھی نہ تھی حقیقت یہ ہے کہ اسکی طبیعت کی مضبوطی نے اب اسے یہ گر سکھا دیا تھا کہ موہوم امیدیں باندھنے [illegible] تازہ مایوسیوں کو دعوت دینا [illegible] امیدیں بالکل منقطع کر دینے میں [illegible] کچھ بہتر [illegible] کم سکون و اطمینان تو حاصل ہے

لیکن عمر کے پچیسویں سال [illegible] ایک [illegible] بڑے ڈاکٹر کی شہرت [illegible] تمام یورپ [illegible] سکے کانوں تک بھی خبر پہنچی کہ اس طبیب کا [illegible] [illegible] آنکھیں [illegible] کے بعد [illegible] آرزو کا ہوا اور بالآخر ڈاکٹر ولیمز جو خود بھی امراض چشم کے بڑے اچھے ماہر تھے اس طرف روانہ کیا گیا تاکہ وہ سب کچھ اپنی آنکھوں [illegible] اور [illegible] طرح صحیح طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ ان افواہوں کی کیا اصلیت ہے۔

ڈاکٹر ولیمز [illegible] گئے۔ اور واپس آکر انہوں نے [illegible] پروفیسر کوئی بہت اچھا آدمی تو نہیں معلوم ہوتا [illegible] کہ جیسا اسکے ہم پیشہ اسے ظاہر کرنا چاہتے [illegible] [illegible] ہاتھوں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اور آخر میں یہ بتایا [illegible] وہ فرڈی [illegible] تیار [illegible] ہے۔"

"اور وہ [illegible]"

ماں نے گھبرا کر بڑے شوق سے پوچھا۔

"وہ یہ کہتا ہے کہ اگر فرڈی نینڈ حقیقتاً اندھا ہی پیدا ہوا ہے تو پھر کامیابی کی کوئی امید نہیں۔"

دونوں عورتوں کے منہ فق ہو گئے اشتیاق اور مسرت آمیز امیدوں کا خون [illegible] کلیجہ تھام کر رہ گئیں۔

"وہ تو ——— شاید ——— اندھا ہی پیدا ہوا تھا۔"

ماں نے رک رک کر کہا۔

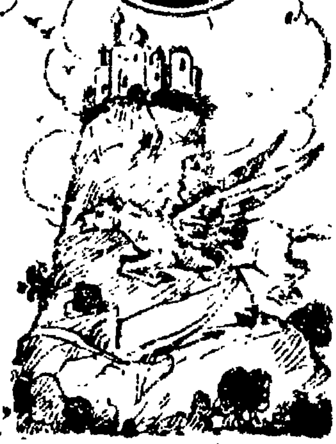
"ڈاکٹر پروفیسر نے اگو جو فرڈی نینڈ کو دیکھ [illegible] سے قریب قریب یقین ہے [illegible] نہیں ہوا ہے [illegible] مجھے بتایا اور میں خود بھی جانتا ہوں کہ یہ صحیح ہے ——— کہ دنیا میں [illegible] بہت ہی نادر الوقوع ہے ——— اس قدر نادر الوقوع کہ جسے قریب قریب ناممکن الوقوع کہا جا سکتا ہے ——— کہ کوئی شخص ماں کے پیٹ سے بالکل اندھا پیدا ہو۔ اسے یقین ہے کہ فرڈی نینڈ بھی پیدائش کے وقت ہرگز اندھا نہ ہوگا، اگرچہ یہ ممکن ہے کہ یہ بینائی صرف چند گھنٹوں ہی کے بعد زائل ہو گئی ہو۔"

"بھلا اُس وقت ہم اس کو کیسے سمجھ سکتے تھے؟ او میں سچ کہدوں کہ مجھے تو پورے دو دن کے بعد یہ محسوس ہوا کہ وہ اندھا ہو گیا ہے۔ میں برابر اس کا چہرہ دیکھتی رہی تھی۔"

"پروفیسر اس بات کیلئے تیار ہے کہ پورے طور پر اپنی خدمات آپ کے سپرد کردے۔ اور ایسے بڑے آدمی کی طرف سے یہ پیشکش بہت کچھ حیرت انگیز ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اسے روپے کا لالچ ضرور ہے۔ اُسنے آغاز زندگی میں بڑی بڑی مصیبتیں اور افلاس کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور اب بھی اسکے کمال پر بہت کچھ اسکی ہنسی اُڑائی جاتی ہے۔ انہی چیزوں نے اس کا دل ذرا سخت کر دیا ہے۔"

"میرا فرڈی نینڈ اگر اچھا ہو جائے تو جو کچھ بھی میرے پاس ہے سب خوشی سے اس پر تصدق کر سکتی ہوں۔" ماں نے کہا۔ "بس آپ اسے اسی وقت تار دید یجئے۔ خدانخواستہ فائدہ نہ ہوا تو نقصان بھی تو نہ ہوگا۔"

افسانہ
نابینا لڑکا



عام طور پر یہ بات مشہور تھی کہ وہ مادر زاد اندھا تھا۔ اسی لمحے سے کہ جب اسکی نور آنکھیں جنگ
میں شفقانہ غم اور انتہائی بے چینی سے ماں کے چہرے کی طرف نگراں نظر آئیں۔ اسکی ایک تیرہ
سب لوگوں سے الگ دنیا تھی جس میں وہ تن تنہا رہتا تھا۔ لیکن اسے یہ مصیبت کہ گہوارے
تک اپنی تمام زندگی ناقابل عبور تاریکی اور روشنی سے معریٰ تنہائی میں گذارے کوئی موروثی
نہ تھی۔ اسکی ماں ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ گورا رنگ، نیلی آنکھیں، اور گداز جسم۔
باپ بھی ایک عالی نصب شخص تھا اور اسکے خاندان میں بھی کوئی اندھا نہ ہوا تھا۔ ان حالات
نظر یہی ماننا پڑتا تھا کہ اس کا نابینا پیدا ہونا قدرت کے ان چند کرشموں سے ایک تھا کہ جو عقل
کی دسترس سے باہر ہیں۔ اور جہاں علم تھک کر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

یہ ایک المناک حقیقت تھی کہ وہ اندھا تھا۔

سورج کی زندگی بخش روشنی اسکے لئے اس سے زیادہ اور کوئی دلفریبی نہ رکھتی تھی کہ اس سے اسکے جسم کو تھوڑی سی گرمی محسوس
پھولوں کے معنی اسکے لغت میں صرف "خوشبو" تھے۔ اسکی دنیا میں اسکی عزیز ترین اور محبوب ہستیاں صرف ان چند خوشگوار آوازوں کا نام تھا
اسکے کانوں میں سنائی دیتے تھے۔ یا بعض ہاتھوں اور ہونٹوں کے لمس کا جو اسکے جسم میں تھرتھری پیدا کر دیا کرتے تھے۔ یا پھر ان موٹے موٹے اور
جو اکثر اسکے رخساروں پر ٹپکا کرتے تھے۔ اسکی اندھیری دنیا راستے کی رکاوٹوں، و بے رحم پتھروں سے بھری پڑی جن سے ٹکرا ٹکرا اور ٹھوکر کھا
کر روز مرہ اس کا جسم مجروح ہوتا رہتا تھا۔ اس تاریک دنیا میں بہت سی مختلف ہیبت ناک آوازیں بھی تھیں جن سے اسکا جی ڈر جاتا تھا
اسکے پاس کچھ ایسی ہی نرم اور سخت چیزیں تھیں جن سے تصادم کے وقت یا جنہیں اپنی ذکی الحس انگلیوں سے چھو کر اسے دانت
پہچان ہو جاتا تھا۔ روشنی اور تاریکی، رات اور دن، رنگ، شکل، فاصلہ اور تناسب، حسن اور بدصورتی سب اسکے لئے کچھ ایسے الفاظ تھے
اسکے کانوں میں تو پڑتے رہتے تھے لیکن جن کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے اس کا دل ہمیشہ ترستا ہی رہتا تھا۔

دولت سے مراد اگر روپے پیسے کی افراط ہے تو یہ اندھا لڑکا اچھا خاصہ دولتمند تھا لیکن اسکی اپنی نظروں میں ماں اور بہن کی بے غرض
محبت اور ہمدردی کی قدر و قیمت بہت زیادہ تھی۔ جن لوگوں کی گود میں اس نے پرورش پائی تھی۔ اس کا باپ اسی صدمہ سے دل شکستہ ہو کر مر چکا
یتیم اور نابینا بچہ بڑھ کر ایک حسین نوجوان بنا اور پھر یہ نوجوانی ایک طاقتور، تنومند، حلیم، فیاض اور خوش مزاج جوان آدمی کی صورت میں تبدیل ہو
جسکی روح پر اضطراب تھی۔ اور جس کے خیالات بلند اور پاکیزہ تھے۔ موسیقی اسکی دنیا کی روشنی تھی اسی سے اسکی روح کو تسکین حاصل ہوتی تھی
سے اس کا دل کسی قدر چین پاتا تھا اسکی آواز بہت ہی میٹھی اور سریلی تھی، اور پیانو اور آرگن کے علاوہ وہ بانسری اور بیلا بھی اچھی طرح بجا
تھا۔ اس کا ادبی ذوق بھی بہت سلیم تھا۔ اچھی صحبت، اچھی شرابیں، لذیذ غذائیں، پر لطف ظرافت، بلند بانگ قہقہے، اور دل کو مسلنے والی داستا
سب ایسی چیزیں تھیں کہ جن سے وہ پورے طور پر لطف اندوز ہوتا تھا۔

وہ اپنا بیشتر وقت اپنے اس مکان میں گذارتا تھا جو سمندر کے کنارے واقع تھا۔ موجوں کے نت نئے راگوں میں اسے بڑا لطف
تھا اور نمکین پانی کی خوشبو اسکے دماغ کو فرحت دیا کرتی تھی۔ شہر میں آکر اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسکا دم گھٹ رہا ہے بازار کے شور سے اسکے
کے پردے پھٹنے لگتے تھے، اور آبادی کی تیز خوشبوئیں اسکے نتھنوں کیلئے ناقابل برداشت تھی۔

کبھی کبھی وہ پہاڑ پر بھی جا کر رہتا تھا اور شروع شروع میں قدرت کی یہ گونگی اور بے آواز صناعیاں اسکے مضطرب دل کیلئے سکون بخش

اسی طرح سب معاملات طے ہوگئے۔ ایطالوی ڈاکٹر اسی مکان میں رہنے لگا۔ اور فرڈی نینڈ کا علاج شروع کردیا۔

علاج بہت ہی پیچیدہ بھی تھا اور حد سے زیادہ اذیت رساں، اور اسی کے ساتھ ایک مصیبت یہ بھی تھی کہ اسکی مدت بھی بہت طویل تھی۔ کامل چھ ہفتے فرڈی نینڈ کو کروٹ لئے بغیر ایک ساچت اپنے بستر پر پڑا رہنا پڑا جس کمرے میں اس کا بستر تھا اس میں روشنی کا کہیں گذر نہ تھا۔ اسکے پپوٹوں پر پلاسٹر چڑھے ہوئے تھے اور اُسکے ابروؤں پر ٹھنڈے پانی میں بھیگی ہوئی گدیاں رکھی رہتی تھیں۔ پرہیزی کھانا ملتا تھا اور وہ ستدرمق۔ ہلنے اور اُٹھنے بیٹھنے کی سخت ممانعت تھی لیکن اس نے اس تمام صبر آزما مدت تک ایک حالت میں پڑا رہنا، جوڑ جوڑ اور بند بند کا پھوڑے کی طرح دُکھنا۔ بھوک کی بیتابی اور فاقہ کشی کی تکان، اور کئی کئی راتوں تک مطلق نیند نہ آنے کی تکلیفوں کو بڑے صبر اور استقلال کیساتھ برداشت کیا۔ اسکی زبان سے کبھی شکایت کا ایک لفظ نہ نکلا، اور اس نے اس تمام مدت میں ایک مرتبہ بھی ڈاکٹر کا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھا کہ یہ روح فرسا علاج کب تک جاری رہیگا۔

چھٹے ہفتے کا آخری دن تھا کہ یکایک ڈاکٹر پیپرا مکان غائب ہوگئے۔ خادمہ جو اُنکے لئے چاء لیکر اُنکے کمرے میں گئی تھی لرزاں و ترساں واپس آئی۔ اور سب کو یہ خبر سنائی کہ ڈاکٹر صاحب فرار ہوگئے ہیں۔ اپنا سامان بھی خود ہی باندھا ہوگا کیونکہ کسی نوکر سے مدد نہیں لی، اور غالباً اپنے ہی کندھوں پر لاد کر اسٹیشن تک بھی لے گئے ہونگے۔

اس خبر کے سنتے ہی ماں نے بیٹی کی، اور بیٹی نے ماں کی طرف دیکھا۔ دونوں کے چہرے کا رنگ فق تھا۔ دونوں خاموش تھیں دونوں کا دل بیٹھا جاتا تھا۔ کیا ان کے تمام دل خوش کن خوابوں کی یہی تعبیر نکلنے والی تھی۔

"ڈاکٹر صاحب کے کمرے میں یہ خط مجھے ملا تھا" خادمہ نے ایک بند لفافہ پیش کرکے کہا۔

ماں کا سر چکرا رہا تھا، دُنیا اسکی نگاہوں میں اندھیر تھی۔ بدشواری اس نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو قابو میں کرکے خط کھولا لیکن آنکھوں نے جواب دیدیا اور وہ کسیطرح نہ پڑھ سکی۔

بیٹی ذرا تم دیکھو اس میں کیا لکھا ہے۔ آواز سے پڑھنا" کہکر اس نے وہ خط بیٹی کی طرف بڑھادیا۔

بھرائی ہوئی اور کانپتی ہوئی آواز سے بیٹی نے پڑھنا شروع کیا۔

خط کے شروع میں ڈاکٹر پیپرا نے اپنے بلا اطلاع فرار کیلئے بہت کچھ اظہار ندامت کیا تھا اور اسکے بعد اس کا باعث یہ بتایا تھا کہ اُنکے پاس امریکہ کے کسی کروڑپتی کی طرف سے بلاوا آیا تھا جو اپنے بیٹے کی آنکھ کا علاج ان سے کرانا چاہتا تھا۔ اس نے ڈھائی لاکھ ڈالر بطور معاوضہ دینے کیلئے پیش کئے تھے۔ اور اس سے زیادہ بھی دینے کیلئے آمادگی ظاہر کی تھی۔ لڑکے کی آنکھ پر کچھ چوٹ لگ گئی تھی جس سے بصارت کا عصب متاثر ہوگیا تھا اور بینائی بڑی سرعت کیساتھ زائل ہوتی جارہی تھی۔ کروڑپتی نے یہ بھی لکھا تھا کہ لڑکا اس صدمہ سے پاگل ہوچلا ہے اور اگر ڈاکٹر پیپرا فوراً نہ روانہ ہوگئے تو شاید وہ انہیں صحیح حواسوں کی حالت میں نہ ملے۔ مرض ایسا تھا کہ ڈاکٹر پیپرا کو یقین تھا کہ بہت آسانی سے اس کا علاج کرسکینگے اسلئے اتنی بڑی رقم کو چھوڑ کر فرڈی نینڈ کے پاس بیٹھے رہنا دانائی سے بعید تھا۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اب فرڈی نینڈ کا علاج اس درجہ پر پہنچ چکا ہے کہ جس کے بعد کسی ڈاکٹر کی ضرورت باقی نہیں رہتی جب ہی کہ آخری پلاسٹر سوکھ کر گر جائے تو ابرو وٴں کی پٹیاں دُور کردیجائیں اور اگر فرڈی نینڈ کی بینائی کسی وقت میں بھی واپس آسکتی ہے تو اس کا وقت بس وہی ہے۔ اسکے بعد چند عام ہدایات تھیں۔ اور خاتمہ پر اسی شبہ کا ذکر تھا کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ بینائی صرف عارضی طور پر واپس آئے۔

اس خط سے ماں بیٹیوں کی ذرا ڈھارس بندھی۔ اب بھی اُمید باقی تھی۔ فرڈی نینڈ کی آنکھیں ممکن ہے کہ روشن ہوجائیں۔ ان امیدوں کیساتھ وہ دونوں مریضوں کے کمرے میں پہنچیں۔ تاکہ مناسب طریقے پر اسے ڈاکٹر کے چلے جانیکے واقعے کی اطلاع دیں۔

وہ نہایت خاموشی کیساتھ پڑا سب کچھ سنتا رہا۔

"افسوس! اب تو یہی کہنا پڑیگا کہ یہ ڈاکٹر صاحب کوئی دھوکے باز عیار تھے" بہت آہستگی سے اس نے کہا "لیکن میں ان کے متعلق جلدی سے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ صرف چند ہی روز باقی ہیں اس وقت خود معلوم ہوجائیگا"

اسکے بعد انتظار کا زمانہ بیحد تکلیف دہ ہوگیا۔ یہ آخری چند روز" کئی برس بنگئے اور کسی طرح کاٹے کٹتے تھے نہ بانٹے بٹتے تھے۔ آہستہ آہستہ

عظیم المرتبت ایطالوی طبیب کو آنے کیلئے تار دیدیا گیا۔ اماں اور بہن اب فرڈی نینڈ کے پاس پہونچیں کہ اسے ڈاکٹر پیریا سے ملنے کیلئے تیار کردیں۔

"کیا! ابھی کوئی اور ڈاکٹر صاحب باقی رہ گئے تھے"۔ ایک قہقہہ لگا کر فرڈی نینڈ نے کہا "میرا تو خیال تھا کہ اب کوئی باقی نہ رہا ہوگا"

دو ہفتہ کے بعد جب اعجاز کار ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو فرڈی نینڈ نے پوری ارادتمندی کیساتھ خود کو اُنکے سپرد کردیا۔

بہت دیر تک آنکھوں کا معائنہ کرنیکے بعد ڈاکٹر پیریا نے یہ رائے ظاہر کی کہ بصارت کی واپسی کا بہت کچھ امکان ہے۔ اس کے بعد اس نے اسکے علاج کے متعلق بہت کافی شرح و بسط کیساتھ تقریر کی جبمیں سینکڑوں مرتبہ "شبکیہ" "قرنیہ" "صلبیہ" "بیضیہ" اور "زجاجیہ" کے بیسیوں نام لئے گئے۔ اور آنکھ کے پردوں اور رطوبتوں کے ذکر سے اس نے سب کا ناک میں دم کردیا۔ اس سمع خراشی اور کسی قدر ... کے باوجود ڈاکٹر کے تبحر علمی اور مہارت فن کے متعلق سب کا یہی خیال تھا کہ وہ بہت ہی ہوشیار ڈاکٹر ہے۔ اس نے علاج کے متعلق ... تعلّی سے کام نہ لیا۔ نہ اسنے بینائی کے بارے میں کوئی یقینی اُمید ظاہر کی۔ آخر میں اُس نے کہا کہ "معاف کیجئیگا میں نے یہ تمام تفصیلات لفظوں میں اسلئے بیان کردیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ جیسا انسان اس صاف گوئی کو برداشت کرسکتا ہے۔

"آپ کا خیال غالباً درست ہے" فرڈی نینڈ نے کہا

"آپ بڑی سے بڑی مایوسی کے متحمل ہو سکینگے؟"

"میں اس سے پیشتر بڑی بڑی ناکامیاں برداشت کرچکا ہوں"

"تب تو میرا خیال ہے کہ میں آپ سے صاف ہی کہدوں اصل یہ ہے کہ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ میرے علاج سے آپکی بینائی صحیح ہوجائیگی ... امید کامل ہے کہ وہ ہمیشہ ہی کے لئے درست ہوگی لیکن ....

ڈاکٹر کچھ کہتے کہتے رُک گیا۔

"کہہ ڈالئے اب جھجکنا بیکار ہے" فرڈی نینڈ نے کہا

میں آپ سے کوئی بات پوشیدہ رکھنی نہیں چاہتا۔ آپ کے علاج کے متعلق ایک خفیف سا امکان اس بات کا بھی ہے ضرور کہ وہ مستقل ثابت نہ ہو۔ آپ یہ دیکھئے۔ اور اب پھر اس نے ایک اچھا خاصہ لمبا سا علمی مقالہ فرڈی نینڈ کو سنادیا۔ آپکی آنکھیں روشن ہوجائینگی مجھے پورا پورا یقین ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ یہ بینائی قائم نہ رہے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد زائل ہوجائے۔ کیا آپ اسے بھی برداشت ... لے؟"

یقیناً وہ ایک بدترین بلکہ ناقابل برداشت مصیبت ہوگی" فرڈی نینڈ نے کچھ سوچکر کہا "لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ایسا ہوا تو میں برداشت کرلوں گا۔"

ایطالوی ڈاکٹر نے پھر ذرا زور دیکر کہا کہ "آپ نے اچھی طرح غور بھی کرلیا؟ جس حالت میں کہ آپ اب ہیں اس میں تو آپ کو کچھ خبر ہے کہ دیکھنے کے کیا معنے ہوتے ہیں اور بینائی کتنی بڑی نعمت ہے۔ آپ نے کبھی اندھیارے ہونیکا لطف ہی نہیں اٹھایا ہے لیکن اگر نعمت عظمےٰ آپ کو مِلجائے اور آپ اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھنے کے قابل ہوجائیں اور پھر چند گھنٹوں یا ممکن ہے چند منٹوں کے بعد ... تاریکی سے بدل جائے تو اُس وقت کیا ہوگا"

اتنا کہکر ڈاکٹر خاموش ہوگیا لیکن اس خموشی کے بھی معنی تھے۔

"آپ کے ذہن میں ناکامی اور محرومی کے جتنے بھی بھیانک سے بھیانک تصورات آسکیں وہ سب بیان کرڈالئے مگر میں ان سب کے ... کرنیکے لئے تیار ہوں" فرڈی نینڈ نے عزم و استقلال کیساتھ کہا۔ "بشرطیکہ میری آنکھیں روشن ہوجانیکا ایک معقول حد ... نا ہو۔

"اگر آپ میری ہدایتوں پر چون وچرا کئے بغیر عمل کرینگے تو کامیابی تقریباً یقینی ہے" ڈاکٹر پیریا نے کہا۔

... کے متعلق آپ ذرا سا بھی اندیشہ نہ کریں۔

سامنے اپنی کمزوری کا اظہار کروں کہ جو مجھے دل سے چاہتے ہیں۔ نہیں میں تنہا رہونگا۔ بس اب اس گفتگو کو بھی ختم کیجئے یہ دل کو کمزور کرتی ہے۔ شاید ہمیں اپنے دلوں کی پوری قوت کی ضرورت پڑ جائے "

ماں اور بہن اسکی ہر خواہش پوری کرنیکی پیشتر ہی سے عادی تھیں۔ اس لئے خاموشی سے باہر نکل گئیں اور اس نے اندر سے کمرے کی چٹکنی لگالی۔

آخری لفظ جو اس نے اُن سے کہے وہ یہی تھے کہ "یاد رکھیئے گا جب تک میں خود نہ بلاؤں نہ آیئگا"

اب اس طرح تنہا ہوتے ہی اس نے جلدی جلدی پٹیاں کھولنی شروع کیں۔ لیکن اسکی انگلیاں کانپ رہی تھیں۔ اور ہاتھوں میں اس قدر رعشہ تھا کہ گرہ کھولنا دشوار ہوگیا۔ پچیس سال سے جو شخص صبر کا مجسمہ بنا ہوا تھا اسکی بےصبری کی اب یہ حالت تھی کہ دیر لگنے پر رونے لگا، اور گھبراہٹ میں سر پر چوٹ بھی مارلی۔

آخرکار پٹی کھلی تو کیا نوچ کر پھینکدی گئی۔

اسکے منہ سے بیساختہ ایک چیخ نکل گئی۔

اسے دکھائی دینے لگا تھا!

اسکے پپوٹے اگرچہ پلاسٹر کے اثر سے بہت ہی بھاری اور کسی قدر مجروح سے ہوگئے تھے، پھر بھی ان میں پوری پوری حرکت موجود تھی اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اسے نظر آرہا تھا! اس عظیم الشان کامیابی میں ذرا سا بھی شبہ نہ تھا کہ وہ اب دیکھ سکتا تھا۔ اسکی آنکھیں روشن ہوگئی تھیں سب سے پہلے اسے جو کچھ دکھائی دیا وہ ایک زرد سے رنگ کا دھند تھا۔ پھر اس دھند میں کچھ بھورے سے رنگ کے داغ اور نقطے تیرنے لگے جو آہستہ آہستہ پھیلتے گئے اور مختلف شکلیں قبول کرتے گئے۔ اسکے بعد اسکی نظر صاف ہونے لگی۔ دھبے اور داغ باقاعدہ شکلوں اور صورتوں میں تبدیل ہوگئے۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ وہ علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ جنکا وجود ایک دوسرے سے الگ ہے۔ اس کا سر چکرانے لگا اور اسنے اپنے ہاتھ اس طرح پھیلا دیئے کہ گویا ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے جو کہ ہر چہار طرف سے اسے گھیرے ہوئے معلوم ہورہی تھیں اسکے بعد وہ کھڑکی کے برابر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔

وہ حد سے زیادہ خوفزدہ تھا۔ اس کا دل بے اختیار چاہتا تھا کہ دروازہ کھول کر کمرے سے بھاگ جائے۔ لیکن اب جبکہ بچاسوں چیزیں اسے نظر آرہی تھیں۔ اسے یہ معلوم کرنا دشوار تھا کہ دروازہ ان میں سے کونسا ہے۔ وہ ایسی کوشش ضرور کرتا لیکن اس کے جسم میں اتنی سکت ہی باقی نہ تھی کہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا۔ بس اس حالت میں اس سے اتنا ہی ہوسکتا تھا کہ خاموش بیٹھا ہوا ہر چیز کو گھورے جائے۔

دن بہت خوبصورت تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ سمندر اور آسمان دونوں ایک سے نیلگوں رنگ میں رنگے ہوئے تھے کنارے کی ایک مثلث صورت کی نوک تھوڑی تک پانی میں چلی گئی تھی۔ چونکہ بالکل ریت تھا اسلئے رنگ میں آسمان اور سمندر سے مختلف تھا۔ کھڑکی سے یہ سب چیزیں نظر آرہی تھیں۔ ایک جہاز اپنے سب بادبان کھولے ہوئے اسکی نظر کے سامنے سے گذرا۔ اس نے حیرت سے اسے دیکھا کہ یہ کیا شے ہے۔ کیا چڑیا اسی کو کہتے ہیں؟ اتنے میں کچھ بگلے قطار باندھے اڑتے ہوئے آئے اور اپنے پروں کی خوبصورتی دکھاتے ہوئے چلے گئے۔ اب اس نے بالکل فیصلہ کرلیا کہ یہ ضرور چڑیاں تھیں۔ لیکن آخر وہ اتنی بڑی سفید تیرتی ہوئی چیز کیا ہے؟ جہاز کے نام سے وہ واقف تھا لیکن اس طرح کہ جس طرح کسی کتاب میں پڑھ لینے سے جہاز کا علم ہوجاتا ہے۔ وہ کسی طرح دیکھ کر اسے نہ پہچان سکا کہ یہ جہاز ہوگا۔

وہ خوف جو اس پر طاری تھا بتدریج کم ہوتا گیا۔ ہاتھ پاؤں بھی قابو میں آگئے لیکن اب اس پر ایک عجیب کیف طاری تھا۔ اسے ماں یا بہن کا خیال ایک مرتبہ بھی نہ آیا۔ اخبار کا ایک ٹکڑا ہوا میں اُڑتا ہوا کھڑکی کے سامنے سے گذرا۔ اس تعجب سے دیکھا۔ کیا یہ کوئی انسان تھا؟ ساحل کے ساتھ موجوں کی ٹکرانے کی آواز کو وہ خوب پہچانتا تھا اس لئے اس نے یہ تو سمجھ لیا کہ سمندر یہی ہے لیکن یہ پتہ نہ چل سکا کہ آیا سفید سفید جھاگوں کی جو لکیر کنارے کنارے بنگئی ہے صرف اسی کا نام سمندر ہے یا اس نیلگوں چادر کا جو حد نظر تک اس کے سامنے پھیلی ہوئی تھی۔

ایک دبلا پتلا سا لڑکا اس ریتیلے مثلث پر بھاگتا ہوا ادھر سے ادھر نکل گیا۔ شاید یہ آدمی ہوگا؟ اب پھر اسکے جسم میں کپکپی دوڑ گئی اسکے ذہن میں آئینہ کا کوئی تصور نہ تھا۔ اور بالفرض اگر وہ آئینے کا مفہوم سمجھتا ہوتا اور آئینہ میں اپنی صورت دیکھنی بھی چاہتا تو وہ

ذرا ذرا سا پلاسٹر ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہا تھا ڈاکٹر پریرا نے سب سے زیادہ زور اسی بات پر دیا تھا کہ پٹیاں کسی حالت میں بھی اس وقت تک نہ کھولی جائیں جب تک ایک ذرہ بھی پلاسٹر کا لگا ہوا باقی ہو۔ پلاسٹر کو اکھڑ اکھڑ کر گرنے میں پورے پانچ دن لگ گئے، اور یہ پانچ دن مریض، اسکی ماں اور اسکی بہن کے لئے کسی طرح روز قیامت سے کم نہ تھے۔ بالآخر وہ گھڑی آئی کہ جب فرڈی نینڈ کے دونوں پپوٹے بالکل صاف تھے اب انکی پٹیاں کھلنے والی تھیں اور وہ یا تو انسانوں کی دنیا میں تمام نعمتوں میں برابر کا حصہ دار بنکر داخل ہونے والا تھا یا ہمیشہ کیلئے تاریکی اور محرومی اس کا مقدر بننے والی تھی

اس نازک ترین موقعہ پر وہ عجب کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو گیا۔ ایک نامعلوم خوف نے اسکے ہاتھوں کو روک لیا جو پٹیوں کی طرف بڑھ رہے تھے اور وہ تردد میں مبتلا ہو گیا۔ اسے دونوں صورتیں دشوار نظر آ رہی تھیں۔ آنکھیں اگر روشن ہو چکی ہیں تو میں دنیا کو اور دنیا کی گوناگوں دلچسپیوں اور رنگینیوں کو کیسے دیکھ سکونگا؟ اور اگر بینائی واپس نہیں آئی تو اُف یہ صدمۂ عظیم کیسے برداشت ہوگا؟ ماں اور بہن دونوں خاموش کھڑی ہوئی اسکی چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ رہی تھیں۔

"نہیں" بڑی مشکل سے اس نے کہا "مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ اماں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ آہ کیا اچھا ہوتا اگر میں نے یہ علاج نہ کرایا ہوتا۔ میں اچھا خاصہ مطمئن تھا۔ قریب قریب بالکل خوش۔ لیکن اب اگر پٹیاں کھولنے پر یہ معلوم ہوا کہ میری حالت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے تو اب زندگی بھر مجھے خوشی میسر آنی محال ہے۔"

اسکی ماں نے شفقت سے اپنا ہاتھ اسکے سر پر پھیرا۔ اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے بوسہ دیا۔

"اصل میں یہ بات ہے" اس نے ماں کا ہاتھ دبا کر کہا "جو مجھے پریشان کر رہی ہے۔ تمہاری اور امیلی (بہن کا نام) کی موجودگی نے میری ہمت زائل کر دی ہے" وہ سر جھکا کر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر آپ ہی آپ کہنے لگا بھلا اب مجھے کیا معلوم کہ پٹی ہٹنے پر میری کیا حالت ہوگی۔ آپ دونوں میں سے کسی کو ذرا سا بھی اندازہ ہے کہ اس پٹی کا کھلنا میرے لئے کیا معنی رکھتا ہے؟ آپ کو کچھ اندازہ نہیں ہے اور ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ میں نے آپ لوگوں کو چڑیوں کا، اور پھولوں کا، اور مختلف رنگوں کا، اور حرکت کرتی ہوئی چیزوں کا۔ ننھے ننھے بچوں کا، سورج کا چاند کا، ستاروں کا، آسمان کا، اور سمندر کا ذکر کرتے تو سنا ہے لیکن میں تو سمندر کی صرف خوشبو سے واقف ہوں یا اسکی موجوں کے شور سے۔ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ میں اسے دیکھکر ڈرونگا نہیں۔ لیکن نہیں اماں! سوچئے تو" اور وہ سر سے پاؤں تک کانپنے لگا۔ "ممکن ہے کہ میں ان چیزوں کا نظارہ برداشت نہ کر سکوں۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو اگر میں برداشت کرنا چاہتا ہی ہوں جیسا کہ ہر انسان کو کرنا چاہیئے تو میری رائے یہ ہے کہ میں اسے تنہائی میں برداشت کروں۔ خدا جانے میری کیا حالت ہو اور اپنی وہ حالت میں آپ کو نہیں دکھانی چاہتا۔"

"غضب خدا کا تنہائی میں!" دونوں نے بیک آواز چلا کر کہا۔

"کیا ڈر ہے۔ عبادت تنہائی میں خوب ہوتی ہے۔ تنہائی میں انسان خدا سے بہت قریب ہو جاتا ہے اسلئے میں نے بھی تنہائی میں پٹی کھولنے کا فیصلہ کیا۔ ابھی ذرا دیر ہوئی میں نے خدا سے دعا مانگی تھی اور یہ خیال میرے دل میں اسی کی طرف سے القا ہوا ہے۔ یہ ایزدی مشیت ہے کہ میں اس آزمائش کے موقعہ پر تنہا ہوں۔ اماں آپ اصرار نہ کیجئے۔ بس اسی میں کچھ بہتری ہے۔ میں قطعی فیصلہ کر چکا ہوں میری سمجھ میں آ گیا کہ اپنی مردانگی کی آزمائش کے موقعہ پر مجھے تنہا ہی رہنا چاہیئے۔

دونوں بہت چیخی چلائیں کہ ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ اور بہت کچھ منت سماجت کی کہ وہ انہیں اپنے پاس رہنے دے مگر اس نے ایک نہ سنی۔ نہ انکے آنسوؤں کا کچھ اثر ہوا اور نہ محبت آمیز التجاؤں کا۔

"میں تنہا رہونگا کم سے کم اتنی دیر تک کہ جبتک میں آپکی پیاری صورتیں دیکھنے کیلئے خود کو تیار نہ کر لوں۔ جب تک میں آپ کو اجازت نہ دوں آپ کمرے میں نہ آئیں۔ اور نہ دروازہ کھولنے کی کوشش کریں۔ میں اندر سے اسے بند کر لوں گا۔ بس اب آپ انتظار کیجئے۔ دیکھئے تو میں نے کیسے صبر کیا ہے کتنی مدت تک انتظار کیا ہے۔"

"لیکن فرڈی نینڈ ———" ماں نے پھر کچھ کہنا چاہا

"اماں" اس نے ذرا سخت لہجے میں کہا "کیا آپ یہ پسند کریں گی کہ میں آپ کے سامنے اپنی نظروں میں خود شرمندہ ہو جاؤں؟ سوچئے کیا خبر ہے کہ کیا ہوگا، ممکن ہے کہ میں چیخنے لگوں، رونے لگوں، اور خدا جانے اور کیا کرنے لگوں۔ اب یہ میں کیسے گوارا کر لوں کہ اور بھی کسی کے نہیں۔ اپنی کے

اب یکایک اسے یاد آیا کہ ایطالوی ڈاکٹر نے پہلے ہی یہ بات کہدی تھی کہ ممکن ہے کہ بینائی عارضی طور پر چند گھنٹوں ہی کیلئے واپس آئے۔ "ممکن ہے چند گھنٹوں کے لئے یا ممکن ہے صرف چند منٹوں کیلئے"۔ خوشی میں وہ اس تنبیہ کو تو بھول ہی گیا تھا۔ اب اس ڈاکٹر کے قول کی صداقت ایک سیاہ بادل کی طرح اسکے دل پر چھانے لگی۔ اسکی امیدیں مُردہ ہوچلیں اور مستقبل کے متعلق اسکے تمام خوشگوار خواب پادر ہوا ثابت ہونے لگے آہ! اب پھر ایسی تیرہ و تاریک دُنیا میں واپس جانا پڑیگا، اب پھر اندہیرے کے اسی اتھاہ سمندر میں غوطے لگانے ہونگے۔ دُنیا، خوبصورت اور دل فریب دُنیا کی صرف ایک ذرا سی جھلک! اور پھر دائمی اندہیرا۔ زمین کے عجائبات کا یہ مختصر سا نظارہ اور اسکے بعد پھر وہی محرومی۔

کرب اور اضطراب کے عالم میں وہ کروٹیں بدل رہا تھا تو اس نے محسوس کیا کہ اتنے ہی سے عرصے میں اسکی نگاہ اور بھی کمزور ہوگئی۔ اب اسکے دل کی مضبوطی نے جواب دیدیا۔ بے اختیار اسنے اپنی پھوٹی ہوئی قسمت کو کوسنا شروع کردیا جس نے اسکے ساتھ یہ ستم ظریفی کی تھی۔ وہ چیخ مار کر رو پڑا، اُٹھا، اور ٹٹولتا ہوا — جس طرح کہ اسے اندہیرے میں چلنے کی عادت تھی — دروازے تک پہونچا چٹخنی کھولی اور زور سے دروازہ کھولدیا، اور اسکی دردناک چیخوں سے سارا مکان گونج اُٹھا۔ اسکے بعد اسے غش آگیا اور وہ گر پڑا۔

جب وہ ہوش میں آیا تو اس نے خیال کیا کہ میں ضرور مرچکا ہوں اور قبر کے پار دوسری دنیا میں پہنچ گیا ہوں، کیونکہ اس نے محسوس کیا کہ اسے اب بھی دکھائی دے رہا تھا اگرچہ اس طرح اور اتنا صاف نہیں جیسا کہ شروع میں نظر آیا تھا۔ فضا میں ایک ہلکا ہلکا سنہری سا نور بھرا ہوا تھا۔ اسکی ماں کا چہرہ جسے اس نے اپنے خیال میں ایک بھوت سمجھا اسکے اوپر جھکا ہوا تھا۔

"بیٹا، تم مجھے دیکھہ سکتے ہو؟"

"جی ہاں، اب مرنیکے بعد مجھے پھر سب کچھہ دکھائی دینے لگا ہے"۔

وہ جھکی اور خوب زور سے اسے پیار کیا۔

"میرے لاڈلے! تم زندہ ہو، ابھی تم اسی اچھی اور خوبصورت دنیا میں ہو تم — نہیں، نہیں، بس تم خاموشی کیساتھ جو کچھہ ہم کہیں مانتے جاؤ، تم کوئی اعتراض مت کرو — یہ کچھہ نہیں — لیکن ہمیں چاہیئے تھا کہ ہم تمہیں پہلے سے تیار کردیتے۔ لیکن اس بات کا بھلا پہلے سے خیال کیسے آسکتا تھا؟"

"مجھے خیال پڑتا ہے کہ میں دیکھنے لگا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ صرف واہمہ ہو، اور اب پھر وہی بے بصری واپس آگئی ہے"

"نہیں بیٹا خدا نہ کرے! اب تو تم بالکل ٹھیک دیکھہ رہے ہو"

"اور یہ نظر ہمیشہ اسی طرح قائم بھی رہے گی" پیچھے سے ڈاکٹر دائمین کی آواز آئی۔

"یہ بالکل ٹھیک ہے" ماں نے کہا "دوبارہ تمہاری بینائی زائل نہیں ہوئی تھی۔ اب میں کیسے تمہیں سمجھاؤں، بیٹا وہ شام ہورہی تھی۔ جب رات آتی ہے تو ہمیشہ ہی طرح روشنی کم ہوجایا کرتی ہے۔ اسی کیفیت کو تو ہم اندہیرا ہوجانا کہا کرتے ہیں"۔

لیکن کئی مسلسل گھنٹے گذر جانیکے بعد اور وہ بھی کچھہ یونہی نامکمل طور پر اسکی سمجھہ میں آیا کہ کیا ہوا تھا۔

(ترجمہ)

ایسا نہ کر سکتا تھا کیونکہ خدائے چشم ڈاکٹر پریرا نے عورتوں کو بڑی تاکید کے ساتھ منع کر دیا تھا کہ فرڈی نینڈ کو ایک عرصہ دراز تک آئینہ دیکھنے کو نہ دیں۔ اس وقت تک نہیں کہ جب تک وہ اچھی طرح اپنی نو یافتہ حس بصارت سے مانوس ہو جائے اور نگاہ سے فاصلوں کا اندازہ کرنا اسے نہ آجائے۔ ڈاکٹر پریرا نے کہا اس قسم کے بعض مریض آئینے میں اپنی صورت دیکھکر پاگل ہو گئے ہیں۔

اب ایک گھنٹہ گذر گیا۔

ممتا کی ماری ماں کہاں تک صبر کرتی۔ آخر دل نہ مانا۔ دبے پاؤں دروازے تک آئی اور کھٹکھٹایا کھٹکھٹانے کی آواز سے فرڈی نینڈ مانوس تھا اور اس کا مطلب بھی سمجھتا تھا۔ اب اسکی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ دروازہ کسے کہتے ہیں۔ اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے ماں سے کہا کہ "ابھی نہیں۔ تھوڑی دیر اور صبر کیجئے۔ میں بالکل اچھا ہوں، میری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں (ماں کے منہ سے خوشی کی چیخ نکل گئی) لیکن ابھی ذرا اور ٹھہریئے۔"

ماں کے جانیکے بعد وہ احتیاط کے ساتھ اُٹھا، اور سیدھا کھڑا ہوا لیکن وہ اپنے بدن کا جھونک کسی طرح نہ سنبھال سکا۔ اور ہاتھوں کے بل گر پڑا، اور رینگتا ہوا پھر کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ کرسی گویا اسکا محفوظ قلعہ تھی۔ کچھ دیر تک اسکے دل پر یہ نیا خوف غالب رہا لیکن بتدریج اسنے عقل سے کام لیکر اس پر فتح پالی۔ اور جس طرح آہستہ آہستہ شبنم پھولوں پر برسا کرتی ہے۔ اسی طرح سکون اور اطمینان اسکے قلب پر طاری ہو گئے۔ اب اس تجربہ کے خیال سے جو اسکی نگاہ کے متعلق عمل میں آیا تھا۔ اُسکے جسم میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اسکی کنپٹیاں چٹخنے لگیں۔ زبان بالکل خشک ہو گئی، سانس زور زور سے چلنے لگا۔ اور سینے میں پھیپھڑے دھونکنی بن گئے۔

اب اسکی ماں نے دروازے پر پھر دستک دی، اور اس نے پھر یہی جواب دیا کہ "ابھی نہیں ذرا اور ٹھہریئے۔"

اس نے سنا کہ اسکی ماں بڑے پیار سے اسکا نام لے رہی ہے، دلمیں کچھ جوش بھی اُٹھا، لیکن اس نے پھر یہی فیصلہ کیا کہ ابھی وہ مبارک وقت نہیں آیا کہ میں ماں کو دیکھوں۔ اس میں خوشی کے اُس عظیم صدمے کے اُٹھانے کی تاب نہ تھی۔ جو ماں کے حسین اور محبت کرنے والے چہرہ کو دیکھکر پہونچنا لازمی تھا۔

اس نے پھر ایک مرتبہ اپنی نظریں سمندر کی طرف پھیرلیں۔

تقریباً دو گھنٹے اسے تنہائی میں گذر چکے تھے۔ ابتدا میں جو خوف دل پر طاری ہو گیا تھا اب اس کا کہیں وجود نہ تھا۔ اس نے تکیوں کے اندر منہ چھپا لیا۔ اور مختلف خیالات میں غرق پڑا رہا۔ ماں نے دو پھیرے اور کئے لیکن ہر مرتبہ اس نے اسے یہی کہہ کر ٹال دیا کہ ابھی نہیں، غریب ہر مرتبہ دل مسوس کر رہ گئی اور واپس چلی گئی۔ آخری مرتبہ اس نے اتنا اور بھی کہا کہ "فرڈی نینڈ تم بڑے سنگدل ہو۔"

وہ مسکرایا، اور اپنے دلمیں یہ کہہ لیا کہ اچھا ایک مرتبہ آؤگی تو کھولدونگا۔

یکایک یہ مسکراہٹ اُسکے چہرے سے اس طرح غائب ہو گئی جیسے کسی نے اسے مارا ہو۔

یہ کیا ہو گیا؟

اسنے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھے۔ اور انہیں آہستہ آہستہ ملا کیونکہ ابھی تک پپوٹے دُکھ رہے تھے۔ گھبرا کے وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور خوب غور سے اس منظر کو دیکھنے لگا۔ جو اسکے سامنے تھا۔ کیا سچ مچ میری بینائی زائل ہو رہی ہے؟ اُسنے اپنی آنکھیں بند کیں اور پھر کھولیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سمندر اور آسمان کا نیلگوں رنگ کسی قدر دھندلا سا ہو گیا ہے۔ اور چیزوں کی نوک پلک اب صاف نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اب اسے مطلق شبہ نہ رہا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے سمندر کے کنارے گھاس کے ایک جھنڈ کو دیکھا تھا تو وہ صاف نظر آیا تھا۔ الگ الگ پتیاں سب نظر آ رہی تھیں۔ اب نہ ان کا رنگ نظر آتا تھا اور نہ شکل، اب تو وہ اس وسیع میدان میں ایک دھبّا سا معلوم ہوتا تھا۔ اور سمندر کی موجیں! اسنے موجوں کو اُٹھتے، کنارے کی طرف بڑھتے، ساحل سے ٹکراتے، اور پھر جھاگ بناتے اچھی طرح دیکھا تھا۔

لیکن اب ——————

وہ پھر انہی تکیوں پر گر پڑا، اور خاموش لیٹ گیا۔ آنکھیں کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھیں۔ دیوار کے کاغذ نقش و نگار، قالین کے پھول بوٹے، دروازے کے پردے، تصویریں، چھت گیری، میز کرسیاں، غرضکہ ہر چیز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دُھندلی ہوتی چلی جا رہی ہے اور چیز کی صورت مسخ ہوتی جاتی ہے۔

ہیں۔اور بدقسمتی سے فیشن کی بارگاہ سے ڈاڑھی مونچھیں مستر دہوچکی ہیں۔نتھنوں کے اور منہ کے سامنے تھوڑے سے بالوں کی موجودگی ایک اچھی چھلنی کا کام دیتی ہے۔اور مضرت رساں خاک مٹی اور بہت سے جراثیم ناک یا منہ میں نہیں جانے پاتے۔لمبی اور گھنی ڈاڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔

ڈاڑھی اور مونچھیں دُنیا میں پھر واپس آرہی ہیں اور اُنہی کیساتھ وہ حقیقی فوقیت بھی واپس آئے گی جو قدرت نے مرد کو عورت پر دی تھی کبھی کسی ڈاڑھی رکھنے والے مرد نے اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا تھا۔ڈاڑھی والا انسان اپنی ڈاڑھی کی ہمیشہ لاج رکھتا تھا۔اس میں ایک آن ہوتی ہے جو کہ ایک مرد کے شایان شان ہے۔آخر ایک پورے جواں مرد کی یہ تمنا کیوں ہو کہ اس کا چہرہ بچوں کا سا نظر آئے؟

خدا نے ڈاڑھی مونچھیں اسی لئے بنائی تھیں کہ اُن سے مردوں کے چہرونکی زینت ہو۔جو لوگ ڈاڑھی کا مضحکہ اُڑاتے ہیں وہ حضرت یسوع مسیح کا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔کیونکہ مسیح ڈاڑھی رکھتے تھے "۔

ہم تو سمجھتے تھے کہ ڈاڑھی اب

" دراز ریش وسیلہ ہے مانگ کھانے کا "

سے زیادہ اور کوئی قیمت نہیں رکھتی لیکن خدا بھلا کرے ڈاکٹر چارلس ہوپر کا کہ انہیں مردانگی کے ان "آثار قدیمہ" پر ترس اور انکے تحفظ کا خیال آہی گیا (ہمدرد صحت)

شہد اور بچوں کی غذا

ڈاکٹر جے۔کومی کی رائے میں یہ تغیر بہت ہی افسوسناک ہے کہ گذشتہ چند سال سے شہد کے استعمال کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں اور اب بچوں کی غذا کے طور پر اس کا استعمال کم ہوتا جارہا ہے۔ڈاکٹر کومی شہد کی ان صفات کے بہت ہی مداح ہیں کہ اسکے ذریعے سے کاربو ہائڈریٹ،کیلسیم،اور خصوصیت کیساتھ وٹامن "بی" کی ایک بہت بڑی مقدار آسانی سے ہضم ہوجانے والی صورت میں بچے کے جسم میں پہنچ جاتی ہے۔اور ان چیزوں کے علاوہ فولاد اور فاسفورس کی جو مقدار پہنچتی ہے وہ بھی ایسی نہیں ہے کہ اسے نظرانداز کیا جا سکے۔پھر یہ بھی کہ اسکی مدد سے بچے کو اجابت بھی بآسانی ہوتی رہتی ہے اور کسی جلاب کی عادت بھی نہیں پڑتی۔تمام انسانی غذاؤں میں شہد ہی ایک ایسی چیز ہے جو مدتوں رکھا رہنے پر بھی نہیں سڑتا۔ڈاکٹر کومی نے سوئزرلینڈ کے ایک دارالصحت کا حوالہ دیا ہے جہاں سوکھے کے مریض بچوں کا علاج کیا جاتا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ جن بچوں کو صرف گرم کیا ہوا دودھ اور اسمیں ایک چمچہ شہد ملاکر روزانہ دو مرتبہ دیا جاتا تھا۔ان کے وزن میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔شہد کی مقدار بتدریج بڑھاکر چار چمچے کردیگئی تھی۔ان بچوں کے متعلق اس سوال کے پیدا ہونیکی نوبت ہی نہ آئی کہ وہ کیسے راس آتا ہے اور کسے نہیں۔

تیرنے والوں کے لئے ہدایات

تیرتے تیرتے ڈوب جانے والوں کی بہت سی لاشوں کے معائنہ کے بعد زیوریخ کے ڈاکٹر اے، ورنز نے تیرنے والوں کی ہدایات کیلئے مندرجہ ذیل بیان دیا ہے۔

(۱) غذا سے معدہ پُر ہونے کی حالت میں تیرنا ڈوب جانیکا ایک خاص سبب ہے۔

(۲) جن لوگوں کو قلب کے امراض لاحق ہوں، یا جگر زرا اور بہت ذکی الحس ہوں انہیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

(۳) جن لوگوں کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو ان کے لئے بھی تیرنا بہت خطرناک ہے۔کیونکہ کان کے پردے سے گذر کر جب ٹھنڈا پانی کان کے درمیانی حصہ میں پہونچیگا تو اس سے کان کے بچوں کے اندر خراش پیدا ہوگی اور چکر آنے لگیں گے اور ان چکر دنکی وجہ سے ڈوب جا



معلومات

مدرسوں میں بچوں کی نشست

اسکولوں میں بچوں کو لکھنے کیلئے جو میزیں دیجاتی ہیں انکی اُونچائی کا اور ان تپائیوں کی اونچائی کا جن پر بچے بیٹھتے ہیں باہم متناسب ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر جی۔ ای۔ سینٹ کلیر اسٹاک ویل کا بیان ہے کہ :-

" بدقسمتی سے ابتک یہ دستور نہیں بدلا ہے کہ اسکولوں میں بچے کے قد کیساتھ اسکی میز اور کرسی کو متناسب کرنے کی بجائے موجودہ میز اور کرسی کے ساتھ بچے کو کسی نہ کسی طرح موزوں کر دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اور اس کا اگر اور کچھ بھی برا نتیجہ نہ نکلے تب بھی مدرسوں میں اسکی درستی صحت کیلئے جسقدر جسمانی ورزش اسے کرائی جاتی ہے اسکا اثر تو ضرور ہی باطل ہو جاتا ہے۔ میزوں کو چار مختلف پیمائشوں کے لحاظ سے بچے کے جسم کے مطابق کر دینا چاہیئے۔ اوّل بچے کی نشست کی اونچائی (یہ خیال رہے کہ بچے کے پاؤں زمین تک ضرور پہنچ جائیں اور آرام سے اس پر ٹکے رہیں۔) دوم آگے سے پیچھے تک کرسی کی نشست کی پیمائش۔ (یہ بچے کی رانوں کی لمبائی کیساتھ متناسب ہونی چاہیئے جب کہ بچہ اس پر بیٹھا ہوا ہو) سوم پشت سے ٹیکنے کی جگہ (یہ تکیہ ایسا اور اس طرح کرسی میں جڑا ہوا ہونا چاہیئے کہ بچے کی کمر سے لگا رہے اور اسے ٹھیک طور پر سہارا دے) چہارم لکھنے کی میز کی اونچائی باقی تینوں پیمائشیں درست ہو جانے پر اس میز کو اتنا اونچا کر دینا چاہیئے کہ بچہ بآرام تمام بیٹھا ہوا لکھتا رہے اور اسے اُچکنا یا خواہ مخواہ کیلئے جھکنا نہ پڑے۔" ڈاکٹر اسٹاک ویل کا خیال ہے کہ غلط تناسب کی میزیں بچوں کو بُرے طریقوں پر بیٹھنے کیلئے مجبور کرتی ہیں۔ اور اسکی وجہ سے مختلف قسم کی کجی اور کوزپن پیدا ہو جاتے ہیں۔

ڈاڑھی کی قدر و قیمت!

ڈاکٹر چارلس ہوپر (امریکہ) کا ایک بیان ڈاڑھی کے متعلق شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ :-

" ایک مضمون نگار صاحب نے ڈاڑھی صاف کرنے کیلئے برقی سوئیاں استعمال کرنے کی سفارش کی ہے تاکہ وہ تمام وقت جو ڈاڑھی مونڈنے کی نذر ہوا کرتا ہے بچ جایا کرے۔

لیکن آخر ڈاڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھ آتا ہے؟ لوگ اپنے سروں پر تو بال رکھتے ہیں پھر چہرہ پر ان کے رکھنے میں کونسی قباحت ہے؟ کسی کے سر پر اگر کسی جگہ کے بال اُڑ جائیں تو اُسے اس گنج کے اظہار سے شرم آتی ہے۔ لیکن یہ عجب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو وہ خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں۔ اور خود کو ڈاڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے جو مردانگی کی سب سے بین علامت ہے۔

ڈاڑھی مونچھیں ایک انسان کے چہرے کو مردانہ قوت، سیرت کی مضبوطی، فردیت کی تکمیل، اور امتیاز کی علامات بخشتی ہیں، اور اس کا رکھ رکھاؤ بھی مردانہ اور دلیرانہ ہوجاتا ہے۔ یہی تھوڑے سے بال ایک مرد کو زنانہ صفتی سے ممتاز کرتے ہیں۔ عورتیں دل میں ڈاڑھی مونچھوں کی بڑی قدر کرتی ہیں، اور باطن میں ہمیشہ بے ریش مردوں کی بہ نسبت باریش و بروت مردوں کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ضرور ہوتا ہے کہ انہیں ڈاڑھی مونچھیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں لیکن اس کا باعث صرف یہ ہے کہ وہ فیشن اور رواج کی غلام ہوتی

۱۴ اسلوت

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی من ابتدائے ۲۷ اکتوبر لغایۃ ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۳۵

مردم شماری	پیدائش			اموات			اسباب اموات								کم عمر بچوں میں اموات ایکسال سے			شرح پیدائش فی ہزار فی سال	شرح اموات فی ہزار فی سال
	مرد	عورتیں	کل	مرد	عورتیں	کل	ہیضہ	چیچک	طاعون	مختلف قسم کے بخار	پیچش اور اسہال	آلات تنفس کے امراض	صدمات	دیگر امراض	لڑکے	لڑکیاں	کل		
۳۴۷۵۳۹	۶۰۹	۸۲۲	۱۴۳۱	۳۸۳	۳۶۶	۷۴۹	۰	۷	۰	۲۹۷	۲۱	۱۵۵	۲۲	۱۲۹	۱۳۹	۱۰۷	۲۴۶	۶۴٫۷۵	۸٫۰۱

"افطاری"



حکیم صاحب:۔ روزہ آپ افطاری سے کھولا کیجئے

مریض:۔ جی ہاں، گھر میں روزمرہ باقاعدہ افطاری بنتی ہے اسی سے کھولا کرتا ہوں۔

حکیم صاحب:۔ نہیں حضرت وہ افطاری تو ٹھیک ہے "افطاری" ایک عجیب و غریب غذا کا نام ہے جو دہلی کے ہمدرد دواخانے نے تیار کی ہے اور ایک شیشی سوا روپے کو آتی ہے۔ آج ہی منگا لیجئے۔

ممکن ہے۔

ڈاکٹر جے۔ اشمٹ کا خیال ہے کہ صرف انہی لوگوں کے لئے خطرہ نہیں ہے کہ جنکے کان کا پردہ سوراخدار ہو بلکہ ان لوگوں کیلئے بھی کہ جن کے کان کا پردہ بہت باریک اور نازک ہو، یا جن کے اس پردے پر پہلے کبھی زخم ہو کر اچھا ہو چکا ہو۔ غوطہ خوروں کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے کان کے پردے کا امتحان کرالیا کریں۔ زخم خوردہ پردے پانی کے دباؤ سے بآسانی پھٹ سکتے ہیں اور اسکی تکلیف سے اگر غوطہ خور اپنے تنفس پر قابو نہ رکھ سکا تو نتیجہ خراب نکلنے کا اندیشہ ہے۔

گاجروں سے حیاتین

گاڑی بھر گاجروں سے ماہران فن نے گہرے نارنجی رنگ کی ایک پونڈ قلمیں علیحدہ کی ہیں۔ گاجروں میں ایک نادر شئے ہوتی ہے جسکو کیروٹین کہتے ہیں۔ گاجروں میں رنگ اسی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ کیروٹین مکھن، دودھ، پالک اور دوسرے ساگوں وغیرہ میں بھی ہوتی ہے اسکی طبی خصوصیت یہ ہے کہ جسم کے اندر پہنچکر یہ فوراً حیاتین الف میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص معمولاً گاجر، دودھ، پالک وغیرہ کا استعمال کرتا رہے تو اسکو جس قدر حیاتین الف کی ضرورت ہوگی وہ سب اسکو مل جائیگی۔ اور جو لوگ ایسی غذا سے محروم ہیں وہ بھی حیاتین الف کی کمی اس طرح پوری کر سکتے ہیں کہ کھانے کیساتھ تھوڑی سی کیروٹین روغن بنولہ کے چند قطروں میں ملاکے کھالیا کریں۔ یہ گویا گاجروں کا جوہر ہوگیا۔

مکھیوں کا زہر بطور دوا

ازمنہ قدیم میں کئی ممالک میں جوڑوں کے درد کا علاج اس طرح کیا جاتا تھا کہ کئی مکھیاں جمع کر کے مریض کے اردگرد منڈلانے کیلئے چھوڑی جاتی تھیں۔ اور جب وہ اُسے کاٹتی تھیں تو مرض میں افاقہ ہو جاتا تھا۔ اب اس اصول کو سائنٹیفک طور سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ جرمنی کے ایک کارخانے میں کئی لڑکیاں اس غرض سے ملازم رکھی گئی ہیں کہ وہ برقعہ اوڑھ کر شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے زہر نکالیں۔ اس طرح سے نوے ہزار مکھیاں روزانہ اپنے ڈنک سے محروم کیجاتی ہیں۔ اور اس زہر سے ایک قسم کا مرہم تیار کیا جاتا ہے جو مریضوں کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

سورج کے داغ اور موت!

ایک فرانسیسی ڈاکٹر فورسے نے اکاڈمی سائنس آف پیرس کے سامنے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ سورج کے اندر جو سیاہ داغ پائے جاتے ہیں انکا انسانی زندگی سے قوی تعلق ہے۔ دوران سال میں جب یہ داغ بڑھ جاتے ہیں ان دنوں دنیا میں انسانی اموات بکثرت ہوتی ہیں اور بالخصوص فوری و ناگہانی ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر موصوف اسکی توجیہ یوں فرماتے ہیں کہ سورج کے اندرونی داغوں کے رونما ہونے سے انسان کی قوتِ حیوانی میں زوال آجاتا ہے اور اس طرح وہ داغ انسانوں کیلئے پیامِ مرگ ثابت ہوتے ہیں۔

کلوروفارم کا بے نظیر بدل!

ابتک آپریشن کرنے کیلئے مریضوں کو کلوروفارم سنگھایا جاتا تھا۔ مگر اب ایک جرمن ڈاکٹر نے ایک اور دوا تیار کی ہے جو کلوروفارم سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ اسکی پچکاری دینے سے مریض پندرہ سیکنڈ کے قلیل عرصہ میں بیہوش ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدرتی نیند سو رہا ہے۔ امریکہ کے مشہور ڈاکٹر سیلڈر برینڈ کا بیان ہے کہ یہ نئی دوائی بالکل بے ضرر ہے اس سے وہ ناخوش گوار اثر جو کلوروفارم سونگھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے، قطعاً پیدا نہیں ہوتا۔ امریکہ میں انیس ہزار بیماروں پر اس کا نہایت کامیابی سے تجربہ کیا جاچکا ہے۔

مجربات

صدری مجربات

(مسلسل)

از جناب حکیم محمد رحمت علی صاحب ہمایوں لائلپور

حب مقوی باہ اکسیر الاثر | اکثر معزز اصحاب ایام سرما میں اسکا استعمال کرتے ہیں۔ زیادہ تعریف فضول۔ جو صاحب اسکو تیار کرکے استعمال فرمائیں گے۔ دوسری چیز کو اسکے نفع کے مقابلہ میں ہیچ پائیں گے۔

صفت :- کشتہ نقرہ، کشتہ طلا، کشتہ مروارید، کشتہ قلعی ہر ایک تین ماشہ، مغز تلکھانہ ا تولہ ست سلاجیت آفتابی ۶ ماشہ، بڑ کے دودھ میں کھرل کرکے مونگ برابر گولیاں بنالیں۔ ایک ایک گولی ہر روز صبح و شام ہمراہ آب یخنی کھایا کریں۔ اگر بجائے سلاجیت مومیائی ڈالیں تو پھر نفع دوبالا ہو جاتا ہے۔

صدیقی مجربات

از حکیم محمد فضل الٰہی صاحب صدیقی اکل سیالکوٹ

اکسیر احتلام | صفت :- خشخاش سفید ڈھائی تولہ، کشنیز خشک ۲ تولہ، کوکنار ۲ تولہ، موصلی سفید ۲ تولہ، نشاستہ گندم ۲ تولہ، کشتہ قلعی سوا تولہ، صمغ عربی سوا تولہ، قند سفید، نصف وزن ادویہ۔ کوٹ پیس کر سفوف طیار کرلیں۔

خوراک :- چار، چار ماشہ صبح و شام تازہ پانی یا شیر گاؤ کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد :- کثرت احتلام، جریان، اور رقت منی کو دور کرنے کیلئے ایک مفید و مجرب نسخہ ہے۔ مادہ تولید کی اصلاح کرتا ہے۔ بارہا کا مجرب اور معمول مطب ہے۔

تریاق اوجاع | صفت :- سورنجان شیریں پانچتولہ، کشنیز خشک پانچتولہ، اسپرین ۲ تولہ، سوڈا سیلی سلاس ۲ تولہ، کیفین سائٹراس ایک تولہ، پوٹاسیم برومائیڈ ایکتولہ، نبات سفید ۸ تولہ، کوٹ پیس کر سفوف تیار کرلیں۔ اور محفوظ رکھیں

خوراک :- ایک ماشہ سے تین ماشہ تک پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد :- وجع المفاصل، عرق النسا، وجع الورک، نقرس، دردسر، اور دردکمر وغیرہ اعصابی و مفاصلی دردوں کو دور کرنے کے لئے ایک مجرب المجرب اور معجز اثر دوائی ہے۔

حب مسہل | (زود اثر) صفت :- جمال گوٹہ مدبر ایکتولہ، ہلیلہ سیاہ ایکتولہ، برنج ساٹھی ایکتولہ، مغز گھی کوار تین تولہ۔ سب دواؤں کو کوٹ پیس کر مغز گھیکوار میں سحق کرکے چنے کے برابر گولیاں تیار کرلیں۔

خوراک :- ایک، دو گولی صبح نہار معدہ تازہ پانی یا عرق سونف ۵ تولہ کے ہمراہ استعمال کریں۔

فوائد :- بدن کے تمام فاسد مواد کو بذریعہ اسہال خارج کرتی ہیں۔ اخلاط ثلاثہ کا تنقیہ کرتی ہیں، نہایت بے نظیر اور عمدہ مسہل ہے۔ بالکل بے ضرر گولیاں ہیں۔

عملی معالجات

ضعف الکبد (جگر کی کمزوری)

از جناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب اکمل، سیالکوٹ)

ایک صاحب صدیقی مطب سیالکوٹ میں آئے اور اپنی مندرجہ ذیل کیفیت بیان کی۔

کیفیت چار پانچ ماہ سے ہاضمہ خراب رہتا ہے، بھوک بہت کم لگتی ہے قبض کی شکایت ہے، پیشاب کسی قدر گاڑھا اور غلیظ آتا ہے کبھی کبھی اسمیں سفید رطوبت کا بکثرت اخراج ہوتا ہے جسم دن بدن کمزور ولاغر ہو رہا ہے. طبیعت عام طور پر سست اور خیالات پراگندہ رہتے ہیں بدن کی رنگت سفید زردی مائل ہو گئی ہے۔

تشخیص کیگئی کہ ضعف الکبد (جگر کی کمزوری) کی وجہ سے یہ سب عوارض لاحق ہیں، عمل انہضام کی غیر درستی کے باعث پیشاب میں جو سفید رطوبت خارج ہو رہی ہے وہ دراصل غیر منہضم غذا ہے۔

علاج:۔ (۱) جوارش جالینوس ۵ ماشہ میں کشتہ خبث الحدید ایک رتی ملا کر صبح وشام ہمراہ عرق بادیان ۵ تولہ عرق کاسنی ۵ تولہ استعمال کریں

(۲) حب کبد نوشادری دو عدد۔ بعد از غذا ہر دو وقت استعمال کریں۔

(۳) حب ملین دو عدد ہفتہ میں دوبار (بحالت قبض) استعمال کریں۔

مریض ایک ہفتہ دوائیں استعمال کرنے کے بعد پھر مطب میں آیا اور بیان کیا کہ میری بھوک کچھ بڑھ گئی ہے لیکن باقی علامات میں فی الحال کوئی تخفیف نہیں۔ مریض کو دوبارہ وہی دوائیں استعمال کرنے کی ہدایت کر دیگئی۔ تیسرے ہفتہ پھر مریض نے آکر بیان کیا کہ مجھے پہلے سے بہت آرام ہے مگر کمزوری حد سے زیادہ ہے۔ اب مریض کیلئے مندرجہ ذیل ادویہ تجویز کی گئیں۔

(۱) کشتہ نقرہ ایک قرص انوشدارو خاص ۵ ماشہ میں رکھکر صبح کھا لیا کریں۔ اوپر سے عرق گاؤزبان ۵ تولہ عرق کیوڑہ تین تولہ، شربت صندل دو تولہ ملا کر استعمال کریں۔ باقی ادویہ بدستور جاری رکھیں۔

مریض نے دو ہفتے یہ ادویات استعمال کرنیکے بعد بتایا کہ میں اب بفضلہ تعالیٰ بالکل تندرست ہوں۔

ہدایات:۔ دوران علاج میں مندرجہ ذیل ہدایات کی پابندی کی مریض کو تاکید کر دیگئی کہ گرم ترش اور شیریں اشیاء سے پرہیز رکھیں غذا کے کھانے میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھیں، زیادہ محنت ومشقت نہ کریں، دھوپ میں نہ زیادہ چلیں پھریں۔ سادہ اور زود ہضم اغذیہ کا استعمال رکھیں. معمولی ورزش اور صبح وشام کی سیر اور ہواخوری کو اپنا معمول بنائیں۔

نوٹ:۔ جوارش جالینوس، حب کبد نوشادری، اور کشتہ نقرہ اور نوشدارو وغیرہ تمام مرکبات بہترین اور عمدہ اجزاء سے تیار شدہ

ہمدرد دواخانہ یونانی، بازار لال کنواں دہلی

سے مل سکتے ہیں بنسخہ جات کیلئے قرابادین اعظم، قرابادین قادری، اور کتاب علاج الامراض شریف خانی وغیرہ دیکھیں۔

تصحیح

نومبر کے پرچہ میں صفحہ ۳۰ سطر ۱۳ میں جنگلی نیل کی بجائے جنگلی تل چھپ گیا ہے ناظرین اس کو ٹھیک کر لیں۔

ایکپاؤ آبِ لیموں کاغذی میں کھرل کرکے سکھالیں۔ اور حسب دستور استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(و) خرمہرہ زرد سوختہ۔ آئینہ شکستہ۔ پھٹکری بریاں۔ سنگ بصری۔ دانہ الائچی خورد۔ بھڑ کے چھتہ کی مصری۔ کف دریا۔ گل ارمنی۔ غبار نبارہ، مروارید ہر ایک تین ماشہ۔ تمام دواؤں کو آب کھیگوار میں کہرل کرکے خشک کریں اور حسب دستور آنکھ میں لگائیں۔ (حکیم احسان الحق

۵۷ **نسخہ گلیسرین۔** جناب والا مجھے گلیسرین کے متعلق اتنا تو معلوم ہے کہ صابون بنانے کیلئے جب تیل اور کھار کو ملایا جاتا ہے تو اس کیمیادی انفصال سے صابون کے علاوہ ایک چیز اور بھی پیدا ہوتی ہے جو بیرنگ اور رقیق ہوتی ہے اور یہی گلیسرین ہے اس سے زائد مجھے کچھ معلوم نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) نسخہ گلیسرین کے لئے ڈاکٹری فارماکوپیا ملاحظہ فرمادیں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) گلیسرین مشین و آلات کے بغیر نکالنا ممکن نہیں ہے۔ یہ چربیوں اور تیلوں میں سے بہ ترکیب خاص نکالا جاتا ہے۔ مکمل جواب حکیم سید اکبر حسین صاحب دینگے۔ (حکیم آغا منصب علی)

۵۸ **شیلم** ارگٹ اور اسکا جوہر ارگوٹین تمام اچھے انگریزی دوافروشوں کے یہاں مل سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ارگٹ بحساب دو روپیہ فی سیر ہمدرد دواخانہ سے ملسکتا ہے (حکیم خواجہ نیاز احمد)

۵۹ **موتیا بند۔** موتیا بند کیلئے ہمدرد صحت بابتہ ماہ نومبر کے صفحہ ۲۹ پر حکیم رحمت علی صاحب کی طرف سے جو نسخہ شائع ہوا ہے وہ بہت مفید ہے (حکیم آغا منصب علی)

(ب) موتیا بند کا اکسیری نسخہ میری طرف سے ہمدرد صحت بابتہ ماہ نومبر میں شائع ہوچکا ہے جو اس مرض کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) موتیا بند کے لئے سب سے بڑا اکسیری نسخہ یہ ہے کہ اسکے روکنے کے لئے کوئی دوا استعمال نہ کریں تاکہ وہ جلد سے جلد مکمل ہوجائے اور تکمیل پذیر ہونے پر فوراً آنکھ بنوالیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) **اکسیر موتیا بند۔** جست ایکتولہ، پارہ دو تولہ، کافور بھیم سینی دو ماشہ۔ نوشادر ٹھیکری دو ماشہ، شگوفہ چنبیلی ایکتولہ، تخم سرس سیاہ سالم ۲ ماشہ۔ ترکیب: جست کو آگ پر رکھکر پگھلائیں جب وہ پگھل جائے تو اتار کر جلدی سے پارہ مصفےٰ اسمیں ڈالدیں۔ پھر دونوں کو دو روز تک کھرل کریں جب سیاہ ہوجائے تو تمام ادویہ اسمیں ملاکر ۱۲ یوم تک خوب کہرل کرکے سرمہ بنالیں۔ اور صبح و شام دو دو سلائیاں لگایا کریں اگر دو دو سلائیوں سے کچھ تکلیف محسوس ہو تو ایک ایک سلائی لگائیں۔ تخم سرس سیاہ سالم کے لئے ہمدرد دواخانہ دہلی کو خط لکھیئے (ڈاکٹر حکیم محفوظ عالم قریشی)

(ہ) آپ جواب سوال نمبر ۵۶ کا نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔ حکیم شمس الحق امرتسر)

۶۰ بادی اشیا سے اگر ایسی چیزیں مراد ہیں کہ جنکی ساخت میں یا جن کے خمیر میں کوئی ہوا (گیس) شامل ہو تو غالباً دنیا کی کوئی شے بھی ایسی نہ نکلیگی کہ جو بادی نہ ہو۔ اگر بادی سے مراد وہ چیزیں ہیں کہ جن سے ہوا (گیس) پیدا ہوتی ہے تو ایسے بہت سے کیمیادی مرکبات ہیں جن کے باہمی انفصال کا یعنی کیمیاوی طریقے پر ملنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مختلف قسموں کی گیسیں پیدا ہوتی ہیں۔ بارود اور وائنا میٹ اسکی بہت اچھی مثالیں ہیں، اور اگر بادی اشیاء کا یہ مطلب ہے کہ جب ان کے اجزا میں انتشار (ڈی کمپوزیشن) کی کیفیت پیدا ہو تو جو گیسیں انکی بناوٹ میں شامل تھیں الگ ہوجائیں تو یہ صورت بھی ہر عفونت پذیر چیز میں پیدا ہوجاتی ہے۔ جب کوئی چیز سڑتی ہے جو درحقیقت اسکے اجزا کا انتشار ہے تو اسمیں سے مختلف قسم کی گیس ضرور خارج ہونگی ایسی صورت میں یہ فیصلہ کرنا بہت ہی مشکل ہے کہ کس چیز کو بادی کہا جائے۔ میرے خیال میں مستفسر صاحب اگر اس نکتہ کو سمجھ لیں تو بالکل کافی ہے کہ اگر غذا صحیح طور پر ہضم ہو تو کوئی چیز بادی نہیں ہے۔ اور اگر ہاضمہ میں فتور لاحق ہے تو ہر چیز تعفن آشنا ہوکر بادی بنجائے گی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بھینس کا دودھ بادی ہے۔ اسمیں آب چونہ سفید مقطر ملاکر استعمال کیا جاسکتا ہے (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) کل بادی اشیا کے نام تحریر کرنا محال ہے دودھ سے اگر آپ کی مراد شیر گاؤ ہے تو اس کا مصلح شہد و شکر ہے اسلئے کہ یہ دونوں چیزیں

جوابات

۵۴ **بالخورہ**: روغن خردل (رائی) اور روغن گل بموزن ملا کر ملا کریں۔ مفرد ادویہ و اغذیہ یا ہیبہ کیلئے کتب مفردات کا مطالعہ کیجئے
(حکیم ڈاکٹر محمد محفوظ عالم قریشی)

(ب) جوان آدمی جو سیاہ رنگ کا ہو اسکے بال جمع کر کے روغن کشید کریں اور بالوں پر لگائیں۔ بالخورہ کے لئے مفید ہے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ج) آپ ریڈ آئینٹ منٹ (سرخ مرہم) کسی انگریزی دوا فروش سے خرید لیں اور روزانہ گرم پانی اور صابون سے مقام ماؤف کو دھو کر اس مرہم کی مالش کر دیا کریں۔ مرہم بہت ذرا سا استعمال کیجئے اور مالش کافی دیر تک کرتے رہیے۔

اس عہد اشتہارات میں مقوی باہ اور ممسک مفرد دوائیں کیا کمی ہے۔ ایسی مفرد دوائیں تکے اگر صرف نام مطلوب ہیں تو وہ حسب ذیل ہیں:۔ آرسینک۔ اسٹرکنیا، فاسفورس، یوہمبین وغیرہ۔ ترکیب استعمال مفرد صورت عوام کو نہیں بتائی جا سکتی۔ کیونکہ یہ سب سمیات ہیں، اور اگر ناواقف اصحاب بطور خود انہیں استعمال کریں تو خطرہ سے خالی نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) سر اور ڈاڑھی پر روغن بیضہ مرغ لگائیں۔ انشاء اللہ بال نکل آئینگے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ہ) پنجال ملس آب لیموں کاغذی میں حل کر کے دن میں تین چار مرتبہ لگائیں۔ چند روز میں بال نکل آئیں گے۔ (حکیم یار محمد)

۵۵ **مسّے**: ہاتھ پر کسی خاص قسم کے مسے تو نہیں ہو گئے۔ ہر جگہ کے مسوں کو جلانے کیلئے ایسی ٹک ایسڈ بہت اچھی چیز ہے کسی ڈاکٹر سے کہیے وہ باحتیاط لگا دیا کریگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سہاگہ سفید شگفتہ سو مرتبہ دھوئے ہوئے مکھن میں ملا کر دن میں دو تین بار لگایا کریں۔ سینکڑوں بار کا مجرب ہے۔

(ج) خاکستر بانس اور چونا بموزن پیس کر اور پانی میں ملا کر مسوں پر لیپ کریں۔ اگر تنقیہ کی ضرورت ہو تو بلغم و سودا کا منضج و مسہل دے تنقیہ کریں۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو مسوں کو کاٹ دیں۔ پھر مرہم سفیدہ اندمال زخم کیلئے لگائیں۔ (حکیم ڈاکٹر محمد محفوظ عالم قریشی)

(د) آپ مسوں پر روغن دارچینی، روغن دھتورہ اور روغن زنبق تینوں ایک ایک تولہ ملا کر دن میں دو تین مرتبہ مسوں پر لگایا کریں
حکیم شمس الحق امرتسر۔

(ہ) مسوں کیلئے فنائل کا استعمال بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے (حکیم آغا منصب علی)

(و) مسوں کیلئے عمل جراحی مناسب ہوگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

۵۶ **سرمہ کا نسخہ**: دنیا میں کوئی ایسا سرمہ نہیں ہو سکتا جو جملہ امراض چشم کیلئے مفید ہو۔ آنکھ کی بعض بیماریاں ایسی ہیں کہ جو دوا ایک مرض کیلئے مفید ہے وہ دوسرے مرض میں نقصان پہنچاتی ہے۔ سونف سکے ...... پانچ تولہ سرمہ میں ۲ رتی زنک سلفیٹ ملا دیا جائے تو آنکھ کی معمولی شکایتوں کیلئے بہت نافع ہے۔ بحالت مرض آنکھ ہمیشہ کسی طبیب کو دکھا دینی چاہیئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) سیسہ کو کڑھائی میں پگھلائیں۔ اور اس میں گندھک کی چٹکیاں ڈالتے رہیں۔ ہلانے کیلئے نیم کا ڈنڈا مناسب ہوگا جب تمام سیسہ سیاہ رنگ کے کشتہ میں تبدیل ہو جائے تو اسکو کپڑے میں چھان کر اور بقدر نصف پارہ ملا کر کھرل کریں۔ جب تمام پارہ حل ہو جائے تو عرق سونف کے پانی میں کھرل کریں۔ یہ پانی جسقدر جذب کیا جائیگا بہتر ہے۔ لاجواب سرمہ تیار ہے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ج) مامیران چینی۔ کف دریا۔ ہلیلہ ہر ایک ایک تولہ، تخم سرس سفید، سرمہ سیاہ سرمہ اصفہانی ہر ایک دو تولہ، گل ستیاناسی ایک تولہ تمام اجزا کو آب حرمل میں کھرل کریں۔ اور صبح و شام تمام امراض چشم کو دور کرنے کے لئے استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) جملہ امراض چشم کیلئے مفید اور یہ صفت موصوف سرمہ کا وجود میرا خیال ہے دنیا میں نہیں ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) سرمہ مصفّٰی ۵ تولہ۔ تخم نیل دو تولہ۔ تخم سرس سیاہ سالم دو تولہ، تینوں چیزوں کو آب برگ سرس سبز مردق ایک پاؤ میں کھرل کریں۔ پھر

رکھیں۔　　　　(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم قریشی۔)

(و) مرض جذام و دیگر امراض مندرجہ سوال کیلئے نہایت مفید اور جڑی بوٹیوں سے مرکب نسخہ لکھتا ہوں۔ البتہ محنت اور درد سری ضرور ہوگی۔ انشاءاللہ شافی مطلق شفا عطا فرمائیگا۔ نسخہ۔ افتیمون، بسفائج، ریوند چینی، سنا مکی ہر ایک پانچتولہ، گاؤزبان چار تولہ، شاہترہ عناب ہر ایک آدہ پاؤ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، ہلیلہ سیاہ ہر ایک پانچتولہ، سرپھوکہ، دہمایہ، چرائتہ، جوانسہ، اسگند پوست نیب، گل نیب، تخم نیب، پوست بکائن، برگ بکائن، پوست کچنال، پوست مولسری، ہر ایک آدہ پاؤ، دودہی خورد، بہنگرہ سیاہ ہر ایک پانچتولہ، پوست گولر، برگ بید سادہ ہر ایک آدہ پاؤ، برگ حنا پاؤ بھر، پوست درخت کسوندی، گل منڈی، گل نیلوفر، برادہ صندل سفید برادہ صندل سرخ، برہم ڈنڈی، نیل کنٹھی، ہرن کھری ہر ایک پانچتولہ، چوب چینی، برادہ صندل سفید ہر ایک آدہ پاؤ، عشبہ مغربی آدہ سیر، کشنیز خشک پاؤ بہر، ادویہ کو نیکوفتہ کرکے پچیس سیر پانی میں ایک رات دن تر کریں اور عرق کھینچیں۔ خوراک آدہ پاؤ ہمراہ شربت مطابق نسخہ ذیل نسخہ۔ عناب پاؤ بھر، چوب چینی، عشبہ مغربی ہر ایک ایک چھٹانک، گل منڈی آدہ پاؤ، رات کو تین سیر پانی میں تر کریں۔ اور صبح جوشدیں جب نصف پانی باقی رہے تو ملکر صاف کریں اور شہد خالص مصفیٰ ڈیڑہ سیر شامل کرکے قوام شربت تیار کریں۔ خوراک دو تولہ ہمراہ عرق مذکورہ بالا۔　　　　(حکیم یار محمد)

۶۴ **مشین قرص** ۔ ٹکیوں کی مشین مختلف سائز کی ہوتی ہیں۔ . . . . قیمتیں بھی مختلف ہیں۔ آپ جمال الدین صاحب اینڈ سنز انجینئرز گلی قوکری والان دہلی سے خط و کتابت کریں۔　　　　(حکیم آغا منصب علی)

۶۵ **کھانسی وغیرہ** ۔ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کرائیے۔

امونیا کارب	۵ گرین	
ٹنکچر سیلا	۱۰ بوند	
وائنم آئی پیکاک	۱۰ ”	
ٹنکچر کیمفر کمپاؤنڈ	۲۰ ”	
سیرپ ٹولو	½ ڈرام	
ایکوا کلوروفارم	اتنا کہ سب ایک اونس ہو جائے	

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین یا چار خوراکیں روزانہ استعمال کریں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کو مریض کی حالت دکہا کر نسخہ حاصل کیا جائے۔

(ب) گل بنفشہ ۶ ماشہ، برگ گاؤزبان ۶ ماشہ، عناب ۵ دانہ، سپستان ۹ دانہ، زوفا تین ماشہ، ملہٹی ۶ ماشہ، آبریشم مقرض تین ماشہ، مصری دو تولہ، ان سب دواؤں کو رات کو گرم پانی میں تر کریں، صبح جوش دیکر چھانیں اور استعمال کریں۔ اور یہی نسخہ صبح کو تر کرکے رات کو سوتے وقت گرم گرم پئیں۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔　　　　(حکیم آغا منصب علی)

(ج) آپ کشتہ بارہ سنگھا ایک رتی لعوق کتاں ایک تولہ میں ملاکر استعمال کریں۔ اوپر سے مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے پئیں۔ نسخہ۔ گل بنفشہ ۶ ماشہ، زوفا خشک چار ماشہ، برگ بانسہ چار ماشہ، اسطوخودوس تین ماشہ، عناب ۶ دانہ، گاؤزبان چار ماشہ، تخم خطمی خبازی چار چار ماشہ، برہمی بوٹی ایکتولہ، سب کو ایک سیر پانی میں جوش دیکر شربت اعجاز چار تولہ ملاکر استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ ہمدرد دواخانہ سے لعوق ضیق النفس منگا کر ایکتولہ ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ صبح و شام استعمال کریں۔ ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز کریں۔ سرخ مرچ و تیل بھی نہ کہائیں　　　　(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل جوشاندہ صبح و شام استعمال کریں۔ انشاءاللہ شکایت رفع ہو جائیگی، گل بنفشہ سات ماشہ، کہو خشک ۷ ماشہ عناب ۷ دانہ، ریشہ خطمی چھ ماشہ، گلوئے سبز ۶ ماشہ، اسطوخودوس ۶ ماشہ، برگ اڑوسہ ۶ ماشہ، تخم خطمی، خبازی، پرسیاؤشاں ہر ایک چار ماشہ، شربت بنفشہ چار تولہ　　　　(حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) آپ مریض کو بوٹی سوما کلپا لتا کے شربت کی ایک تولہ پلادیں۔ دمہ جڑ سے جاتا رہیگا۔ اس بوٹی پر مفصل مضمون عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔ یہ بوٹی بہت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ اور ہندوستان کے تقریباً تمام اضلاع میں پیدا ہوتی ہے۔
حکیم ہمایوں لائلپور

معدہ میں مانع انجماد ہیں (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) آلو، گوبھی، شریفہ، اڑد کی دال، خمیری روٹی، اروی، مٹر، دھوئی مونگ کی دال۔ (حکیم آغا منصب علی)

۶۱ **انتخاب مقام**:۔ آپ صوبہ بہار کے صدر مقام پٹنہ میں مطب کر سکتے ہیں۔ یہاں قابل ہوشیار محنتی اور ذہین حکیموں کی ضرورت ہے لیکن پہلے آپ کو یہاں تشریف لاکر آب و ہوا کا اندازہ اور مطب چلنے یا نہ چلنے کا خود ہی قیاس کر لینا چاہیئے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ب) آگرہ موزوں جگہ ہے انشاء اللہ۔ (مینو ہمدرد صحت) حکیم شمس الحق امرتسر

(ج) یوپی کے صدر مقامات الہ آباد، لکھنؤ، اور نینی تال ہیں۔ اور طبیب کی ہر اس جگہ ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں انسانی آبادی ہو۔ بہار کا صدر مقام پٹنہ ہے۔ اگر "طبیب کی ضرورت" سے مراد یہ ہے کہ اس مقام کی آب و ہوا خراب ہو اور اکثر لوگ مریض و معلول رہتے ہوں تو اندیشہ ہے کہ کہیں وہی "آب و ہوا کی ناموافقت" کا مسئلہ بنگال کی طرح یہاں بھی پیش نہ آجائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

۶۲ **امراض خاص**:۔ آپ ضعف اعصاب میں مبتلا ہیں۔ ممکن ہے کہ کثرت ـــــ اس کا باعث ہو آپ کچھ عرصہ تک محتاط اور محترز رہ کر کسی اچھی مقوی اعصاب دوا کا استعمال فرمالیجئے۔ ہر دواخانے کی فہرست اس قسم کی دواؤں سے بھری پڑی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) آپ اپنا علاج کسی مقامی معالج سے کرائیں۔ یا دہلی تشریف لے آئیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ج) اگر آپ مکمل صحت چاہتے ہیں تو معجون جالینوس عنبری اور طلاء جالینوس کا استعمال کریں۔ جنکے نسخے ہمدرد صحت کی خاص اشاعت بابتہ جولائی ۴۳ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) بغیر دیکھے نسخہ تجویز کر دینا خطرہ سے خالی نہیں ہے (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) مربہ آملہ ۱ عدد مربہ ہلیلہ ۱ عدد۔ دونوں کو گرم پانی سے دھوکر تھوڑے عرق کیوڑہ میں پیس کر چھانیں۔ اسکے بعد شیرہ مویز منقے شیرہ کشمش ہر ایک ۱۰ تولہ، شیرہ پستہ، شیرہ مغز بادام، شیرہ مغز تخم کدو، شیرہ مغز خیارین دانہ ہر ایک تین تولہ، مصری ڈیڑھ سیر میں ملاکر قوام کریں۔ اور پوست ہلیلہ زرد۔ پوست بلیلہ کابلی۔ پوست بلیلہ، آملہ، گل سیوتی ہر ایک چار تولہ، کشنیز خشک ۳ تولہ، گل گاؤزباں، گل بنفشہ، اسطوخودوس ہر ایک ۱ تولہ بادرنجبویہ دو تولہ کوٹ پیس کر اور ۱۰ تولہ روغن بادام میں چرب کر کے قوام مذکور میں ملائیں اور دو دو تولہ صبح و شام استعمال کریں اور کمی و لاغری کیلئے طلاء الماس جو عضو مخصوص کی تمام خرابیوں کو رفع کرنے میں بے مثل ہے استعمال کریں۔ (حکیم یار محمد)

(و) ضعف باہ کے علاج میں نیم حکیموں سے کام نہیں چلتا، اگر آپ مستقل فائدہ چاہتے ہیں تو ہمدرد صحت بابتہ ماہ اگست کے جواب نمبر ۱۲ پر عمل کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۶۳) **سن بہری**:۔ اندیشہ ہے کہ یہ جذام کی ابتدا ہے، آپ جلد سے جلد کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ کیجئے۔ غفلت میں علاج کا وقت ہاتھ سے نکل جائیگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ہمدرد دواخانہ سے معجون بلادر اور معجون سیر طلب کر کے استعمال کریں خدا نے چاہا تو فائدہ ہوگا۔ دونوں معجونوں کی خوراک ۶ ماشہ ہے۔ ایک معجون صبح کو اور ایک رات کو سوتے وقت استعمال کریں (حکیم آغا منصب علی)

(ج) یہ سفوف حضرت رجبیو خبیث مرض کیلئے نہایت عجیب چیز ہے۔ **نسخہ**:۔ درونج عقربی، زرنباد، مصطگی رومی۔ ابریشم مقرض بوزیدان، تخم بادرنجبویہ، گاؤزباں، الائچی خورد ہر ایک تین ماشہ، جدوار خطائی، عود غرقی ہر ایک پانچ ماشہ، عود صلیب، برگ فرنجمشک دارچینی، تج قلمی، بالچھڑ ہر ایک دو ماشہ، سورنجان شیریں، بہمن سرخ، بہمن سفید ہر ایک تین ماشہ تمام ادویہ کو باریک کر کے بطریق معروف سفوف بنائیں۔ اور ہموزن مصری ملاکر تین ماشہ یہ سفوف صبح کو اور تین ماشہ شام کو ہمراہ عرق گذر، تولہ شہد خالص دو تولہ استعمال کریں۔ غذا میں بٹیر، تیتر، مرغ وغیرہ استعمال کریں۔ اور مندرجہ ذیل ضماد بھی لگائیں۔ **نسخہ**:۔ زنجبیل ایک تولہ، پوست بیخ انجیر دو تولہ دونوں کو پیس کر کانجی میں ملائیں اور لیپ کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) معجون کچلہ ہمراہ ماء العسل صبح و شام استعمال کریں انشاء اللہ فائدہ ہوگا (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) آپ کسی مقامی معتبر معالج سے باقاعدہ بتکرار منضج و مسہل کے ذریعہ تنقیہ سوداء کرائیں۔ اسکے بعد معجون چوب چینی یا ماء الجبن وغیرہ کا استعمال

(ج) ہڈی سوختہ ایکتولہ مرہم داخلیون ایک تولہ نیلا تھوتھہ بریاں دو ماشہ۔ سب کو یکجان کریں اور مسے پر لگائیں۔ حکیم شمس الحق امرتسر

(د) آپ پھر بیخ ہلدی کا ہی لیپ کریں صحت ہوگی۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ہ) اگر مسے مقعد سے علیحدہ ہیں تو ہمدرد دواخانہ کی معرفت ہم سے دوا طلب کرلیں یا تیندوپھل پیس کر رات کو سوتے وقت مسہ پر باندھیں اور اسی کا بپھارہ کریں۔ حکیم آغا منصب علی

(۷۰) **سیلان الرحم**:۔ سیلان الرحم کے لئے یہ گولیاں نہایت مفید ہیں بلا مبالغہ اکسیر کا اثر کرتی ہیں۔ نسخہ۔ سہاگہ بریاں ایک تولہ مازو نیم سوختہ ایکتولہ، سفوف کمیلہ مدبر ایکتولہ، مصطگی رومی دو تولہ، مروارید ناسفتہ تین ماشہ عرق گلاب ۱۰ تولہ میں کھرل کرکے گولیاں بقدر نخود بنائیں۔ اور دو دو گولیاں صبح و شام ہمراہ شیرہ تخم خشخاش سفید ۶ ماشہ استعمال کریں۔ (حکیم یار محمد)

(ب) سیلان الرحم کیلئے کشتہ لسبد تین تین ماشہ صبح و شام اپنی اہلیہ کو کھلائیں خدا کے فضل سے صحت ہوگی۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) ایلیٹرس کارڈیل کی دو تین بوتلیں، اور اسی کیساتھ ساتھ سیرپ ہیموگلوبین استعمال کرائیے۔ انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) اقاقیا ست سلاجیت پوست بیرون پستہ گل دھاوا کشتہ قلعی کشتہ مرجان کشتہ عقیق موصلی سنبھل ہر ایک ایکتولہ ورق نقرہ دو تولہ مروارید تین ماشہ تمام ادویہ کو یکجان کریں اور تین تین ماشہ صبح و شام ہمراہ شربت انار استعمال کریں۔ مجرب ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) پہلے مریضہ کے رحم کا کسی قابل لیڈی ڈاکٹر یا ماہر قابلہ سے معائنہ کرائیے۔ اسکے بعد ہمدرد دواخانہ سے معجون موچرس منگا کر ایکتولہ ہمراہ عرق گاؤزبان بارہ تولہ صبح و شام استعمال کرائیں۔ ترش اور بادی چیزوں سے پرہیز (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(و) تالمکھانہ، بیجبند گجراتی، گل پستہ، گل سپاری، پوست بیرون پستہ، مجیٹھ، گل دھاوا ہر ایک ۵ ماشہ، ثعلب مصری، آرد مونگ بریاں، مغز تخم تمر ہندی ہر ایک ایکتولہ مصطگی رومی تین ماشہ، تمام ادویہ کا سفوف بنائیں اور بقدر چار ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کرائیں۔ شام کو معجون سپاری پاک چھ ماشہ ہمراہ عرق گاؤزبان دیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ز) تالمکھانہ، بیجبند گجراتی، گل پستہ، گل سپاری، مجیٹھ ہر ایک چار چار ماشہ ثعلب مصری ایکتولہ دارچینی تین ماشہ صدف صادق ایکتولہ مصطگی رومی ۲ ماشہ، تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر ہموزن مصری ملائیں اور بقدر ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ دیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

۷۱ **سل ریوی**۔ اہلیہ کو اسکاٹس ایملشن کچھ عرصہ تک استعمال کرائیے اور تازہ ہوا اور دھوپ سے جسقدر ممکن ہو فائدہ اٹھانے دیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ملٹھی ۵ تولہ نیمکوفتہ کرکے نصف سیر پانی میں تر کریں۔ دوسرے دن جوش کرکے چھانیں۔ اور ایک تولہ گوند حل کرکے پھر چھانیں اسکو بعد روغن بادام ۵ تولہ اضافہ کرکے ہلکی آنچ پر اس قدر پکائیں کہ لعوق بن جائے۔ دن میں چند مرتبہ قدرے قدرے چاٹتے رہیں انشاء اللہ آرام ہوگا۔

(ج) مریضہ کو قرص سرطان ایکعدد ہمراہ عرق شیر عرق ہرا بھرا استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ متواتر ایکماہ استعمال کرنیسے فائدہ ہوگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) پہلے جناب مریضہ کے پھیپھڑے کا بذریعہ ایکس رے (X. Ray) معائنہ کرائیں۔ اسکے بعد اگر خون کے معائنہ سے دق کے جراثیم ثابت ہوں تو مطلع فرمائیے میں انشاء اللہ مجرب المجرب نسخہ جات روانہ کردونگا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) آپ مریضہ کو عرق سرطان، عرق شیر عرق ہرا بھرا ہر ایک پانچ تولہ شربت اعجاز تین تولہ صبح و شام پلائیں۔ اور لعوق بادام ایکتولہ رات کو سوتے وقت چٹائیں۔ انشاء اللہ جملہ عوارض دفع ہوجائیں گے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) سل پر میرا مضمون ستمبر ۳۵ء کے پرچے میں چھپ چکا ہے اس میں اکسیر سل ودق کے نام سے نمبر ۳ پر جو نسخہ درج ہے اس مرض کا حکمی علاج ہے تیار کرکے فائدہ اٹھائیں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

۷۲ **درد سینہ وغیرہ** تشخیص کیلئے اور تفصیلی حالات کی ضرورت ہے مفصل حالات لکھکر نسخہ تجویز کرائیے۔ (حکیم یار محمد)

٦٦ **دمہ** :- دورے کیوقت تکلیف کم کر دینے کیلئے فیلسول [illegible] نامی ایک دوا بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اسکے مسلسل استعمال سے بعض مریض بالکل اچھے بھی ہو گئے ہیں۔ لیکن دمہ ایسا مرض ہے کہ جس کا صحیح علاج مریض کو دیکھکر ہی کیا جا سکتا ہے۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ جواب نمبر ٦٥ پر عمل کرائیں۔ اسکے علاوہ لعوق بادام ا تولہ ہمراہ عرق گاؤزبان شب کو سوتے وقت استعمال کرائیں۔
(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) آپ جواب سوال نمبر ٦٥ پر عمل کریں اور موم و روغن گل کی قیروطی بنا کر سینے پر ملیں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ جواب نمبر ٦٥ پر عمل کریں۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں)

(٦٧) **تعفن لثہ** :- دانت ہرگز نہ نکلوائیں۔ آپ کو صرف چند روز میں صحت ہو سکتی ہے۔ اگر نسخہ درکار ہے تو ہمدرد صحت کیلئے ۵ خریدار مہیا کریں۔ یا پانچ روپیہ دفتر میں جمع کرا کے مجرب نسخہ ہم سے منگوالیں آپکی تصدیق آنے پر ان پانچ روپوں سے غریبوں کے نام سال بھر کیلئے رسالہ جاری کر دیا جائیگا۔
(حکیم ہمایوں لائلپور)

(ب) آپ مندرجہ ذیل منجن تیار کر کے استعمال کریں۔ نسخہ: پھٹکری سفید، مازو، عقرقرحا، سمندر پھل، سوتی تمباکو، نیلا تھوتھہ، سپاری، کندر فلفل سیاہ، ہیراکسیس، طباشیر، دانہ الائچی خورد، ہلیلہ سیاہ، تخم سرس، مجیٹھہ، ناگرموتھہ ہر ایک ایک تولہ تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر منجن بنائیں اور کوہنی تیل ماشہ اضافہ کر کے حسب دستور رات کو سوتے وقت ملیں۔ حکیم احسان الحق امرتسر۔

(ج) آپ فورہنس ٹوتھ پیسٹ (ایک منجن ہے جو انگریزی دوا کی دوکان پر مل سکتا ہے) استعمال کیا کیجئے۔ اگر دانت ہل گئے ہیں تو نکلوا دینا ہی بہتر ہے۔ دانتوں کی جڑوں تک دوا آپ خود نہ پہنچا سکیں گے ورنہ اس مقصد کیلئے ہائیڈروجن پر آکسائیڈ بہت اچھی چیز ہے
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) دانتوں کی پیپ بند کرنے کیلئے پوٹاشیم پرمگنیٹ کا غرارہ کریں یا کاربالک ایسڈ کی پھریری لگائیں، ہائیڈروجن پر اکسائڈ سے غرارہ بھی مفید ہے
(حکیم آغا منصب علی)

(ہ) میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب کا مشورہ درست ہے۔ اگر واقعی بغیر دانت نکلوائے کوئی چارہ نہ ہو تو دانت نکلوا دیجئے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

٦٨ **چھائیاں** :- آپ کسی انگریزی دوا فروش سے تھوڑی سی یہ دوا لے لیجئے :-

فلاور آف سلفر

روزمرہ رات کو تھوڑی سی یہ دوا کوئی چھٹانک بھر دودھ میں بھگو دیا کیجئے۔ صبح اٹھکر منہ دھونے سے پہلے آہستگی کیساتھ اس دودھ کو نتھار لیا جائے کہ دوا نہ ہلے اور یہ دودھ منہ اور ہاتوں پر اچھی طرح مل لیا جائے۔ اسکے بعد حسب معمول دھو لیا جائے۔ چند روز کے استعمال سے چھائیاں جاتی رہیں گی۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پہلے اسباب کی تلاش کیجئے۔ اگر ایام ماہواری کی خرابی یا ہاضمہ کا نقص وغیرہ باعث مرض ہو تو اولاً اسکو دور کیجئے اسکے بعد یہ نسخہ استعمال کرائیے۔ نسخہ غازہ :- تخم ترب، تخم خربزہ، آرد باقلا (سرکہ میں بھگو کر خشک کیا ہو) مغز بادام، قسط، اکلیل، کتیرا سب مساوی لیکر سفوف بنائیں، اور بھیڑ کے دودھ میں ملا کر رات کو سوتے وقت ملیں۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) سیم کی کچی پھلی پیس کر چہرہ پر مالش کریں۔ انشاء اللہ چھائیاں جاتی رہیں گی (حکیم آغا منصب علی)

(د) جنگ جس یوسف باریک کوٹ کر پانی میں حل کر کے چند یوم چہرہ پر لگائیں۔ انشاء اللہ آرام ہوگا (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ہ) آپ یہ نسخہ تیار کر کے استعمال کریں عجیب چیز ہے۔ نسخہ :- ماش مقشر، کشنیز خشک، نشاستہ گندم، صدف مروارید سوختہ، مردار سنگ تخم ترب، تخم خیارین، تخم خربزہ، مغز بادام، تمام ادویہ کو باریک کر کے چہرہ پر ملیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

٦٩ **مسے** :- غالباً آپ کو تو میرے کسی ماہر فن ڈاکٹر کو دکھائیے اور آپریشن کرا لیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) :- بغیر معائنہ علاج کرنا سخت خطرناک ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

میں خوردبین کے ذریعہ اس کا اطمینان کریں کہ اب سوزاک کے جراثیم ان کے پیشاب میں خارج نہیں ہوتے ۔ اسکے بعد شادی کا خیال دلمیں لائیں ۔ یہ مرض ایسا نہیں ہے کہ اتنی دور سے بیٹھے بیٹھے نسخہ لکھدیا جائے ۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) مریض کا معائنہ علاج کے شروع کرنیسے پیشتر ضروری ہے ۔ مقوی دل و دماغ دوا استعمال کرنے سے اصل میں کبھی فائدہ نہ ہوگا ، شادی کرانا گویا جہنم میں جھونکنا ہے ، اسکے علاوہ شریک زندگی کو بھی زندہ درگور کرنا ہے ۔ ذرا سمجھ بوجھ سے کام کیجئے ۔

(حکیم ڈاکٹر محمد محفوظ عالم)

(د) ایسے ازکار رفتہ مریض کی شادی کرنا اُسکے حق میں بہت زیادہ مضر ہے وہ ہرگز قابل شادی نہیں ہے ۔ مقوی باہ ادویہ اور طلاء وغیرہ فی الحال استعمال نہیں کرانے چاہئیں ۔ فی الحال اندمال قرحہ کے لئے مندرجہ ذیل پچکاری کا نسخہ استعمال کریں ۔

نسخہ :- ہڑ ، بہیڑہ ، آملہ ، رسوت ، کتھہ سفید ہر ایک پانچ تولہ ، کوٹ چھان کر چار بوتل پانی میں بھگوئیں ۔ اور دوسرے دن جوش دیکر جب نصف پانی رہ جائے تو چھان کر رکھیں اور دن میں دو مرتبہ پچکاری کریں ۔ سوزاک کے بعد احتلام کا علاج کرائیے ۔

(حکیم آغا منصب علی)

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال مفت درج کرانیکا حق حاصل ہے

(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے ۔

(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے بھی دو آنے فی سطر کے حساب ٹکٹ بھیجنے چاہئیں ۔

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو آٹھ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں ۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنہ فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں

(۵) پانچ یا چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکیگا ۔

(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی

(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے ۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا ۔

---

(۷۶) میرا لڑکا جس کی عمر ڈھائی سال ہے ، بہت کمزور ہے ۔ اعضا پتلے پتلے اور بے جان سے ہیں ۔ اسکے واسطے ایسی دوا مطلوب ہے جس سے وہ موٹا تازہ اور طاقتور ہو جائے ۔ دوا عمدہ اور مجرب ہو ، اگر قیمتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ (خریدار نمبر ۳۵۰۰)

(۷۷) میری عمر تقریباً ۴۰ سال ہے ۔ سن بلوغت کی غلطیوں کی وجہ سے ہمیشہ ہی زکام ، قبض ، جریان ، کھانسی ، ضعف معدہ ، ضعف باہ وغیرہ امراض میں مبتلا رہا ۔ اور شاید کوئی دن بھی بغیر دوا کے نہیں گذرا ، دواؤں کے استعمال سے عاجز آکر قدرتی زندگی بھی بسر کرنا شروع کی ۔ یعنی سادہ غذا ، سادہ لباس و رہائش وغیرہ اختیار کی ۔ لیکن چند ہی روز کے بعد کچھ ایسی افتاد پڑی کہ آخر ڈاکٹروں اور حکیموں کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا ۔ اب ماہران کوئی ایسا شاہراہ تجویز کریں جس پر چلکر میں زندگی کے بقیہ دن آرام و آسائش سے گزار دوں ۔ (خریدار نمبر ۲۹۴۲)

(۷۸) طبی اصول سے اولاد نرینہ کا پیدا ہونا کس بات پر موقوف ہے کیا یہ صحیح ہے کہ کمزور مردوں کے لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں یا جنکو سوزاک ہوا ہو انکے اولاد نرینہ نہیں ہوتی ! اسلامی نقطۂ خیال سے تو یہ سب کچھ قدرت الٰہی پر منحصر ہے ۔ اطبا و ڈاکٹر صاحبان اس پر روشنی ڈالیں (خریدار نمبر ۲۸۲۶)

(۷۹) جن صاحب کے پاس کلیات علم طب یعنی پریکٹس آف میڈیسن مولفہ رائے بہادر نوبین چندر چکرورتی سینیئر اسسٹنٹ سرجن و سابق مدرس میڈیکل اسکول آگرہ طبوعہ ۱۹۱۲ء ہو تو مہربانی فرماکر اسکی قیمت سے مطلع کریں ۔ یا پتہ تحریر فرمائیں کہ کس جگہ یہ کتاب ملیگی (خریدار نمبر ۳۰۱)

(ب) آپ کچھ ورزش کیا کیجئے تاکہ اچھی طرح بھوک لگے اور غذا جزو بدن ہو۔ آپ کمزور ہیں۔ دوا کے طور پر لیسیون استعمال کیجئے
(ج) آپ پائیوریا کیلئے جواب ۱۲ والا سنون استعمال کریں اور دیگر عوارض کیلئے جواب ۱۲ پر عمل کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)
(د) آپ کا جسم مجموعہ امراض ہو رہا ہے۔ اسلئے بغیر معائنہ علاج سخت مشکل نظر آتا ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)
(ہ) آپ معجون عشبہ جدید تین ماشہ صبح و شام ہمراہ ماء العسل استعمال کریں اور پائیوریا کیلئے سنون مندرجہ جواب ۱۲ استعمال کریں
(حکیم احسان الحق امرتسر)
(و) بعد طعام جوارش جالینوس ہمدرد دواخانہ سے طلب کر کے بقدر نو نو ماشہ استعمال کریں۔ (حکیم آغا منصب علی)
(۷۳) **کھانسی نزلہ وغیرہ** ۔ مچھلی کا تیل برابر پیتے رہئیے۔ اور سنگترے بکثرت کھایا کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) صبح کو مغز بادام سات دانے پیسکر اور دو تولہ مصری اضافہ کر کے استعمال کریں۔ انشاء اللہ تمام شکایات رفع ہو جائینگی
(حکیم آغا منصب علی)
(ج) آپ جواب ۱۲ پر عمل کریں اور رات کو سوتے وقت خمیرہ گاؤزباں مروارید ی ۶ ماشہ ہمراہ شربت بیٹھہ دو تولہ اور عرق شیر پانچ تولہ استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)
(د) خمیرہ گاؤزباں ایکتولہ ہمراہ بہدانہ تین ماشہ، عناب ۵ دانہ، سپستاں نو دانہ، شربت اعجاز دو تولہ جوشاندہ بیکر استعمال کریں۔
(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)
(ہ) آپ جواب ۱۲ کا نسخہ متواتر دو ماہ استعمال کریں اور معجون اسطوخودوس بھی گاہے گاہے کھا لیا کریں۔ (حکیم شمس الحق)
(و) معلوم ہوتا ہے کہ ابھی جراثیم سل و دق کم و بیش آپ کے اندر موجود ہیں۔ جو آہستہ آہستہ بڑھنا چاہتے ہیں، ہمدرد صحت ماہنامہ ماہ ستمبر میں میرا مضمون سل و دق کے متعلق چھپا ہے اسمیں نسخہ نمبر ۲ اس مرض کا حتمی علاج ہے۔ تیار کر کے فائدہ اٹھائیں۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں)
(۷۴) **بواسیر خونی** ۔ لگانے کے لئے رکٹو سیرل ایک پیٹنٹ دوا آتی ہے اسکا استعمال کرائیے قبض دور کرنیکے لئے روزانہ ہڑ کے مربہ کا استعمال مناسب ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) بل کتھا اصلی کا گودا لے کر آٹے میں ملفوف کریں اور بھوبل میں دبائیں۔ پھر گرم گرم نکال کر میدے کی طرح باریک کرلیں اور ہموزن نمک بواسیری بوٹی اضافہ کر کے ۲ ماشہ صبح و ۲ ماشہ شام ہمراہ شیر بھینس تازہ استعمال کریں۔ اور مسوں پر سہاگہ شگفتہ سوبار دھوئے ہوئے مکھن میں ملا کر دن میں تین چار بار لگائیں۔ متواتر چالیس یوم استعمال کرتے رہنے سے مرض بالکل جاتا رہتا ہے۔
(حکیم رحمت علی ہمایوں لائلپور)
(ج) پوست ہلیلہ کابلی دو تولہ، بادیان ایکتولہ، انیسون مقشر ایکتولہ، رسوت دو تولہ، مغز تخم نیب دو تولہ، مغز تخم بکائن دو تولہ، تخم گندنا ایکتولہ، برگ سنا مکی ایکتولہ، تخم چاکسو ... مقشر دو تولہ، مغز بادام شیریں مقشر ایکتولہ، سب دواؤں کو کوٹ چھان کر الگ رکھیں، پھر مغز فلوس خیار شنبر (املتاس) دو تولہ، مقل ازرق دو تولہ، مویز منقے دو تولہ تین پہر پانی میں بھگوئے رکھیں۔ بعدہ مل چھان کر لعاب حاصل کریں اور سفوف مذکور کو اسمیں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالیں۔ خوراک دو تین گولیاں نیمگرم پانی کے ہمراہ صبح و شام کھلائیں۔ پرہیز بدستور۔ (حکیم ڈاکٹر محمد محفوظ عالم قریشی)
(د) پوست ریٹھا سوختہ، کتھہ سفید ہر ایک ایک تولہ دونوں کا سفوف بنا کر تین ماشہ صبح تین ماشہ شام ہمراہ مسکہ گاؤ ایک چھٹانک استعمال کریں اور رات کو سوتے وقت مرہلیلہ ایک عدد کھائیں (حکیم احسان الحق امرتسر)
۷۵ **عوارض جلق** :۔ اسکے مکمل علاج کیلئے جواب ۱۲ پر عمل کریں۔ اس علاج سے پہلے قرحہ سوزاک کیلئے عرق سوزاک یا جوہری استعمال کریں۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں)
(ب) انہیں شادی کرنے سے روک دیجئے۔ سوزاک متعدی مرض ہے ایک بیگناہ لڑکی کو اسمیں مبتلا کر کے کیوں اسکی زندگی تباہ کیجائے۔ اپنے دوست سے کہدیجئے کہ پہلے کسی اچھے ہوشیار حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔ اسکے بعد اگر ممکن ہو سکے تو کسی اسپتال

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طب یونانی کیلئے باعث فخر ہیں

اور بد اندیشوں اور نقالوں کیلئے موجب اضطراب و پریشانی



دنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل منظم دواخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز ایکسیلنسی مین السلطنت راجہ راجایان مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد جی سی آئی ای
صدر اعظم مملکت آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو نمایان ملک کی موجودگی میں فرمایا

(۸۰) ایک لڑکا جو چار سال سے دماغی بخار میں مبتلا تھا حکیموں اور ڈاکٹروں کے علاج سے اچھا ہو گیا لیکن اس کو کان سے کچھ سنائی نہیں دیتا کوئی مجرب نسخہ لکھا جائے۔ لڑکے کی عمر دس سال ہے۔ (علی احمد سکو سرلے)

(۸۱) میرے ایک عزیز جن کی عمر ۲۲ سال ہے ۵ سال سے سل بلغمی میں مبتلا ہیں شکم کے بائیں جانب امعاو انکے غدود متورم ہیں اور سخت بھی ہے عام جسمانی حالت کمزور ہے قبض رہتا ہے ریاح کا اخراج کم ہوتا ہے اشتہا بہت کم ہے ہضم خراب ہے شاذونادر ایک دو منٹ کیلئے بائیں جانب درد بھی ہو جاتا ہے دست کبھی نہیں آتے سال میں ایک دو مرتبہ مجبوراً جلاب لینا پڑتا ہے نسخہ کی ساتھ بعض اوقات بو آتی ہے۔ لہذا تمام حکماء سے التماس ہے نسخہ میں ان سب باتوں کا لحاظ فرما کر مجرب المجرب نسخے تحریر فرمائیں دواؤں کے نام اردو میں ہوں بنانے کی ترکیب بھی آسان ہو کشتہ جات شامل نہ ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۶۹۸)

(۸۲) امساک کا ایک نسخہ درکار ہے جو بے ضرر اور مجرب ہو۔ ورنہ ویسے تو کتابیں بھری پڑی ہیں۔ حکیم اکبر حسین کا جو لیپ کا نسخہ اکتوبر کے رسالہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں مغز کنجشک نر، و گدھے فیلے سرولا کے بدل ہو سکتے ہیں۔ حکیم صاحب خود توجہ فرمائیں نیز آل انڈیا آیورویدک و طبی کانفرنس کے سالانہ اجلاسوں میں جو نسخہ جات کتابی شکل میں شائع ہوتے رہے ہیں وہ کہاں سے دستیاب ہو سکیں گے۔ (خریداری نمبر ۳۷۹۹)

(۸۳) میری والدہ کی عمر ۴۰ سال ہے۔ ۲ سال سے جاڑے اور برسات میں ہتھیلیوں۔ تلوؤں۔ انگلیوں اور کل جوڑوں میں درد اور ورم کی شکایت ہو جاتی ہے۔ سردی کے اضافہ اور قبض سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ بخار بھی ہو جاتا ہے۔ سونٹھ کے استعمال سے تکلیف میں کمی رہتی ہے ہر قسم کے علاج سے مایوسی ہی رہی۔ اطباء توجہ فرمائیں۔ (ایک خریدار)

(۸۴) مریض شادی شدہ عمر ۲۵ سال دس سال سے ہفتہ میں ۲ و ۳ مرتبہ احتلام ہو جاتا ہے۔ پیشاب سے پہلے قطرات کو دیکھا جائے تو تار سا پیدا ہوتا یہ بات کسی رطوبت کے اخراج کو ظاہر کرتی ہے۔ ورزش کے بعد بھی اسی قسم کی رطوبت عضو مخصوص کے منہ میں نمودار ہوتی ہے۔ آج تک سینکڑوں دیسی۔ اور ڈاکٹری پیٹنٹ دوائیں استعمال کیں۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جسم کمزور ہے۔ ورزش حسب معمول کی جاتی ہے۔ حذقا کوئی مجرب نسخہ یا پیٹنٹ دوا تحریر فرمائیں۔ نیز یہ رطوبت کیسی ہے؟ (خریدار نمبر ۳۴۳۹)

(۸۵) میرے لڑکے کے کان بچپن سے بہتے ہیں۔ کبھی تو خود بخود بہنے بند ہو جاتے ہیں اور کبھی بہنے لگتے ہیں۔ کوئی صاحب اس مرض کا مناسب علاج رسالہ میں درج کر دیں۔ مریض نوجوان ہے (خریدار نمبر ۲۸۷۶)

(۸۶) ڈیڑھ برس سے آنت اترنے کی شکایت ہو گئی ہے۔ دبانے سے اوپر چڑھ جاتی ہے اور پھر ذرا سی حرکت سے اتر آتی ہے۔ اجابت وغیرہ صاف ہونے سے اور ریاح اچھی طرح خارج ہونے سے وہ جگہ ملائم رہتی ہے۔ آپریشن کے سوا دوسرے کسی مجرب طبی علاج کی ضرورت ہے حکمائے حاذق سے درخواست ہے کہ کوئی مجرب اور شفا بخش نسخہ عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ میری عمر اس وقت ۴۵ سال ہے۔ (خریدار نمبر ۲۷۰۱)

(۸۷) تقریباً ایک سال قبل شدت سے زکام کی وجہ سے کئی رات نیند نہیں آئی زکام رفع ہو جانے کے بعد طبیعت سست رہنے لگی اور درجہ حرارت بھی کم رہنے لگا۔ اس کے بعد بلند مقام سے نیچے کی طرف دیکھنے سے دل گھبرانے اور سر چکرانے لگا چند یوم کے بعد چلنے میں بھی ایسا معلوم ہونے لگا کہ پیر لڑکھڑاتے ہیں جیسے کوئی شرابی چلتا ہے تالو کی رگیں کھنچی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اب تک مقامی حکیموں اور ڈاکٹروں کا علاج کرایا گیا جو بے سود ثابت ہوا۔ ان کی تشخیص (۱) نزلہ حار کی رکاوٹ سے خرابی۔ (۲) سدر دوار۔ (۳) فساد معدہ و ہضم (۴) تبخیر معدہ (۵) ضعف اعضاء رئیسہ۔ (۶) ضعف اعصاب (۷) کمزوری دماغ۔ (۸) ریح البواسیر۔ (۹) ضعف غدہ نخامیہ وغیرہ رہی۔ اب تکلیف یہ ہے کہ چلنے کے بعد سر کی رگیں خوب کھنچتی ہیں اور سر میں عجیب بے کیفی رہتی ہے چلنے میں شرابیوں کی طرح پیر لڑکھڑاتے ہیں۔ اختلاج اور پستی رہتی ہے زبان پر سفیدی جمتی ہے۔ اجابت میں کبھی خون بھی آتا ہے۔ براہ کرم اطباء و ڈاکٹر صاحبان تشخیص اور بہتر سے بہتر علاج تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۲۱۸۳)

(۸۸) میری اہلیہ جنکی عمر ۲۸ سال ہے کچھ عرصے سے ان کا جسم موٹا اور ڈھلکا ہوا سا ہو گیا ہے۔ اور اگر ذرا سا بوجھ اٹھا لیا جائے تو ہاتھ کانپنے لگتے مریضہ کے چھ بچے موجود ہیں سب سے بڑے بچے کی عمر ۱۴ سال اور سب سے چھوٹا ۲ سال کا ہے بہتر نسخہ تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۲۵۳۳)

ماہوار مصور طبی رسالہ

ہمدرد صحت

بیادگار

شہید فن ہمدرد خلائق حکیم حافظ عبد المجید مرحوم دہلوی

بانیٔ ہمدرد دواخانہ دہلی

مرتبہ

حکیم حاجی عبد الحمید دہلوی

مقام اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

سالانہ ایک روپیہ

Regd. No. L. 2790.

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHA

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proved of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication.

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.

PRICE:

Special Edition As. 12. Ordinary Edition As. 8.



EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE.
HALF YEARLY

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY 2

جلد (۴) | جنوری ۱۹۳۶ء | نمبر (۷)

فہرست مضامین

عکسی تصاویر:- (۱) ولیم ہاروے (۲) سر فریڈرک بینٹنگ مکتشف ذیابیطس۔
(۳) حکیم ڈاکٹر محمد محفوظ عالم قریشی

قیمت سالانہ ایک روپیہ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ — ممالک غیر سے تین شلنگ

تہنیت عید

"ہمدرد صحت" انتہائی خلوص کیساتھ اپنے تمام قارئین کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے اور اسکی دلی دعا ہے کہ وہ ابھی دنیا میں ایسی ایسی بہت سی عیدیں دیکھیں نیز یہ بھی تمنا اور آرزو ہے کہ اسکے قدرشناس اسکے ناچیز مضامین کا مطالعہ کافی غور اور توجہ کیساتھ کیا کریں اور اس طرح انکی عمروں کا بیشتر حصہ صحت وتندرستی میں گذرے تاکہ سال کے سال وہ عید کا حقیقی لطف اٹھا سکیں۔

"ہمدرد صحت" اپنے تمام قلمی معاونین اور محسنین کی خدمت میں بھی اپنی مخلصانہ دعا پیش کرتا ہے کہ خدا کرے کہ یہ عید ان کے لئے بہر صورت مبارک ہو!

آمین!


اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ
ہمدرد شباب
منگا کر حاصل کیجئے
فی بوتل
پانچ روپے
نمونہ کی شیشی
تار کا پتہ "HAMDARD" "DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی، دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778


معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہو مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے
قیمت فی شیشی پانچ تولہ پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی ایک تولہ ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

دیکھ لینے اور خوردبین سے پرکھ لینے کے عادی ہیں۔

گریز اناٹمی کی روایت سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ دماغ کے اندر "بطون" کی پیچیدہ اور کالی کوٹھریوں کچھ باریک رگیں ہیں، جن کو جالینوس کی معزز شخصیت کی طرف منسوب کر کے وینی گیلی نائی Venae Galeni اور جالینوسیہ یا وینز آف گیلن Veins of Galen. جالینوس کی وریں) کہا جاتا ہے۔

کیوں؟ اس لئے کہ اس سے پہلے گو ایروفیلوس وغیرہ نے انسانی دماغ کا معائنہ و مشاہدہ سینکڑوں مرتبہ کیا تھا مگر ان باریک عروق کی طرف (انکی باریکی کی وجہ سے) توجہ نہ ہوسکی تھی، اسلئے ان کے مؤلفات میں ان عروق کی صراحت نہیں ملتی، مگر جالینوس کی باریک بینی نے اس کا پتہ چلالیا، اور پہلی بار ان عروق کا ذکر اسکی تشریحی مؤلفات میں ملا، اس لئے یورپ کے تشریحی مولفین نے ان عروق نام جالینوس کے نام پر رکھدیا، جیساکہ دوسرے بہت سے عروق، اعصاب، اعضاء اور اشیاء ہیں، جو ابتدائی محققین کی طرف منسوب کیجاتی ہیں، اور ان اشیاء کے نام ان ہستیوں کے ناموں کیساتھ وابستہ ہوتے ہیں علمی دنیا میں اس کو یادگار کا ایک بہترین ذریعہ اور محقق کی کاوش کا ایک اخلاقی شکریہ سمجھا جاتا ہے۔

اگرچہ انگریز مولفین کی یہ ایک عام ذہنیت ہے، جیساکہ آگے چلکر تاریخی حقائق سے میں منکشف کرونگا کہ اپنے اہل وطن کا نام اُبھارنے کی غرض سے قدیم آثار کو تدریجاً مٹانے کی برابر کوشش کر رہے ہیں، اور جالینوس وغیرہ جیسے قدیم بزرگوں کے نام اگر انگریزی کتابوں میں پہلے دس بیس جگہ درج تھے تو اب وہ مشکل سے دو چار جگہ ملتے ہیں۔

اسکے برعکس اگر انگریز نے کسی علمی تحقیق میں کوئی حصہ لیا ہے، تو اسکے کارناموں کو سوگنا بڑھاکر دکھلایا جاتا، اور دوسرے محققین کے ناموں کو ظلم و تعدی سے دباکر چھپالیا جاتا ہے۔

بدقسمتی سے جالینوس بھی اُن ہی قابل رشک ہستیوں میں سے ہے جسکی غیرفانی شہرت کو پندرہ سو سال تک پرستش کر چکنے بعد یورپ اب آہستہ آہستہ مٹانا چاہتا ہے اور انگریزی سیاست کے اصول پر موت کا ٹھنڈا نسخہ پلاتے ہوئے تدریجاً اسکی اہمیت گرائی جارہی ہے۔

آگے چل کر میں بتانے والا ہوں کہ کیس قدر انصاف کا خون کر کے دوران خون کی تحقیق کا سہرا زبردستی ہاروے کے سر منڈھا جارہا ہے، اور جالینوس وغیرہ کے زبردست مشاہدات سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی روا رکھی جارہی ہے۔ مگر تاریخ طب کے صفحات اور نہ چھپ سکنے والے واقعات اس حقیقت کو اچھی طرح عریاں کر رہے ہیں کہ "دوران خون کی تحقیق کا غلط انتساب ہاروے کی طرف وطنی عصبیت کا ایک ناپاک مظاہرہ ہے جو انگریز مولفین کی تحریروں کی صورت میں ہورہا ہے۔

غالباً اسی قسم کی کوئی تاریخ کسی انگریز کی لکھی ہوئی کرنل صاحب محترم کی نظروں سے گزری ہے جس میں اپنے ہموطن ہاروے کو بانسوں پر چڑھایا گیا ہے اور غریب جالینوس کے کارناموں کو نذر خاک بادیا گیا ہے۔ ان باطل تحریروں کے اعتماد و تاثر کے نتیجہ میں محترم کرنل صاحب کے معزز قلم سے ایسی باتیں نکل گئی ہیں جنکی تصدیق واقعات کی صحیح تاریخ سے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

بہرحال یہ ایک الگ دلچسپ داستان ہے جس پر آگے روشنی ڈالی جائیگی۔ سردست فاضل "گرے" کی عبارتیں ملاحظہ فرمایئے جن میں جالینوس کے نام کی وریدوں کا دبی زبان تذکرہ کیا گیا ہے، اور اہمیت کو دبانے کیلئے دوسری اصطلاحیں وضع کر کے یہ نام قوسین (بریکیٹ) کے اندر بخط خفی لکھے گئے ہیں۔ پھر بعد کی اشاعتوں میں یہ نام بعض مقامات سے قطعاً اڑادیئے گئے اور قوسین میں لکھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ حالانکہ کسی زمانہ میں یہی اصلی نام جلی حرفوں میں لکھے جاتے تھے۔ اسے کہتے ہیں انگریزی سیاست اور مارنے کا ٹھنڈا نسخہ جسکی داد نہ فریاد۔



بعض اعتراضات کی تحقیق

(تیسری قسط)

از فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ جامعہ طبیہ دہلی

(۴) چوتھی شہادت

جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ طب قدیم میں محض تکلمی دلائل سے کام لیا گیا ہے اور مشاہدہ وتجربہ سے کوئی امداد حاصل نہیں کی گئی، وہ اپنے بچھائے ہوئے جال میں اس بُری طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ ہزاروں مساعی کے باوجود وہ اس سے نکل نہیں سکتے ——— کیوں ——— ؟

اسلئے کہ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ایروفیلوس اور جالینوس وغیرہ نے انسانی اعضا کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا ہے، تو بھلا یہ دقیانوسی ہستیاں اس اعزاز کے قابل کہاں رہتی ہیں کہ خوردبین رکھنے والے دقیقہ رس اہل سائنس ان کے اندھی اٹکل پچّو باتوں کو، اور آنکھ سے نہ دیکھے ہوئے تشریحی اقوال کو اپنی مقدس کتب میں درج کریں۔

اگر آنکھ والوں نے ایسے لوگوں کی باتوں کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے جو محض قیاس وتخمین اور اٹکل پچّو سے کام لیا کرتے تھے، تو دُنیائے سائنس میں اس سے زیادہ حماقت اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایسا ہوا ہے، تو یہ ایک زبردست علمی گناہ، اور بڑا "وِدّیا پاپ" ہوا ہے جس سے سائنس کے ان کتب جدیدہ کی قدر وقیمت بہت پستی تک گر جاتی ہے۔

میں ناظرین کرام سے یہ دریافت کرتا ہوں اور اس فیصلہ کو قارئین رسالہ کے ضمیر صادق پر چھوڑتا ہوں، کہ آیا آپکے نزدیک یہ امر قرین قیاس ہے کہ جن لوگوں نے کبھی لاش چیر کر اپنی آنکھوں سے اندرونی اعضاء اور رگوں اور پٹھوں کو نہیں دیکھا ہو، وہ اس اعزاز کے مستحق ہیں کہ اُن کے نام دو ہزار سال کے بعد بھی موجودہ سائنس میں درج رہیں، اور رگوں اور پٹھوں کے نام ان کے ناموں پر رکھے جائیں

چند عروق واعضا کے نام پچھلے بیان میں آچکے ہیں، جو ایروفیلوس کے نام سے منسوب ہیں، یا جنکو پہلی مرتبہ دریافت کرنیکا شرف اس قدیم یونانی حکیم کو حاصل ہے۔

اب میں چند اور باریک عروق کا نام پیش کرتا ہوں، جنکی تحقیق کا سہرا جالینوس کے سر ہے، اور جس سے یہ صراحتاً نتیجہ برآمد ہوگا کہ جالینوس کتنا زبردست مشاہدہ کرنیوالا تھا، وہ کتنی دقیقہ رسی سے اعضاء انسانی کے کل پرزوں پر نگاہ ڈالتا تھا، اور اسکی نظر تحقیق وتدقیق کن باریکیوں تک پہونچ چکی تھی۔

پھر لطف یہ ہے کہ یہ روایت بھی دشمنوں کی نہیں بلکہ زبردست معتبر راویوں کی ہے، جو ہر حقیقت کو آنکھوں سے

طرح تسلیم کیلئے ہیں ان ہموطن مؤلفین پر کتنے گندہ الزامات عاید ہوجاتے ہیں۔

یہ تو وہ رگیں ہیں جو دماغ کے اندر پائی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ قلب کے عروق کی تشریح میں بھی ایک جگہ جالینوس کا نام کبھی ملتا تھا، لیکن اب نئی طباعتوں میں یہ نام نہیں ملتا

یہ کیوں ——— شاید اس لئے کہ سور کی تشریح جاننے والا اس سے زیادہ اعزاز کا مستحق نہیں ہوسکتا کہ گریز اناٹمی جیسی معزز کتاب میں اس کا نام دو ایک جگہ سے زیادہ لکھا جائے۔ اس لئے کتاب کے منتج (اڈیٹر) کے خود مختار قلم نے ہر سے جالینوس کے نام کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور اعلان فرمادیا کہ ———

کتاب کا "جدید اڈیشن" "نہایت اپٹوڈیٹ" ہے، اس میں تمام وہ باتیں درج کردی گئی ہیں جو حال کی تحقیقات سے ثابت ہوئی ہیں، اور تمام پرانی غلط باتوں کو اڑادیا گیا ہے "

مثلاً جدید اڈیشن سے جالینوس کا نام بھی حرف غلط کی طرح اڑادیا گیا، اور آئندہ اس کا نام لینا "صحیح" نہیں

قلب کی وریدوں کے متعلق قدیم گریز اناٹمی کی عبارت حسب ذیل ہے جسمیں جالینوس کا نام آتا ہے۔

"*The Right cardiace veins* are three or four small vessels, which collect the blood from the anterior surface of the right ventricle. One of these (the vein of Galen), larger then the rest, runs along the right border of the heart. They open separately in to the lower part into the right auricle.,, (Gray's Anatomy 13th Edition Page 660).

ترجمہ: "دائیں اوردہ قلبیہ تین چار باریک عروق ہیں جو قلب کے دائیں بطن کی اگلی سطح سے خون جمع کرتی ہیں۔ ان عروق میں سے ایک (وین آف گیلن، جالینوس کی ورید) بقیہ وریدوں سے ذرا بڑی ہے، جو قلب کے دائیں کنارے کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ وریدیں دائیں اذن کے زیریں حصے میں الگ الگ کھلتی ہیں "

(ملاحظہ ہو گریز اناٹمی، تیرھواں اڈیشن، صفحہ ۶۶۰)

ہاروے دوران خون کا محقق نہیں
دوران خون کی تحقیق میں جالینوس کا سب سے بڑا حصہ

میں اپنے سابقہ بیانات میں اشارہ کرچکا ہوں کہ کس قدر ظلم و ناانصافی کے ساتھ متقدمین کی اہمیت کو دبانے کیلئے انکی علمی کاوشوں اور دماغی عرقریزیوں کو تہ خاک دبا جارہا ہے اور ان کے ناقابل تردید تاریخی مشاہدات سے انکار کرکے ان کو کسی دلائل کے نئے خطاب سے منسوب کیا جارہا ہے۔

میں یہ بھی وعدہ کرچکا ہوں کہ آگے چلکر بتاؤنگا کہ دوران خون کی تحقیق و انکشاف کو انگریز مورخین نے کس طرح اپنے اہل وطن ہاروے کے سرمنڈھا ہے اور ایک ہموطن کے نام کو ابھارنے کے لئے اس میدان کے پیش رو محققین کے کارنامے نمایاں کو بدنیتی سے چھپایا ہے

انگریز مورخین کے اس نامقدس عصبی مقصد کی اشاعت و تبلیغ میں ——— دیدہ و دانستہ یا نیت طور پر ——— محترم کرنل صاحب کا راست باز قلم بھی کسی قدر شریک ہے "علم و عمل طب" جو فاضل موصوف کی

"*The Internal Cerebral veins* (veins of Galen) two in number, drain the deep parts of the hemisphere, each is formed near the interventricular foramen by the union of the *terminal* and *choroid* veins, (Page 717, Gray's Anatomy 22nd Edition).

ترجمہ: "اوردہ مخیہ باطنہ (جالینوس کی وریدیں)، یا مقدم دماغ کی اندرونی وریدیں، یہ تعداد میں دو ہوتی ہیں جو دماغ کے نصف کرہ کے گہرے حصوں کا خون واپس لے جاتی ہیں۔ ہر ورید ثقبہ بین البطنین (انٹروینٹریکولر فورمین) کے پاس ورید نہائی (ٹرمی نل) اور مشیمی (کورائڈ) کے باہم ملنے سے حاصل ہوتی ہے۔"
ملاحظہ ہو، گریز اناٹمی، صفحہ ۷۱۷ ــــ بائیسواں ایڈیشن)

جو لوگ دماغی تشریح کی نزاکت او پیچیدگی سے تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتے ہیں، اور ان رگوں کی باریکی کا انہیں اندازہ ہے، وہ اس حقیقت کا بہت جلد اعتراف کر سکتے ہیں کہ جالینوس نے کتنی دقیقہ رسی سے دماغ کی تشریح کا مطالعہ کیا ہے۔
ایسی حالت میں یہ کہنا جالینوس کی روح کو کتنا زبردست صدمہ پہنچاتا ہے کہ قدیم یونانی اطبا نے محض تکلمی دلائل کی بنیاد پر قصر طب تعمیر کی ہے اور ان تساہل پسندوں نے اعضا کو آنکھ سے دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔

اس سے آگے ملاحظہ فرمائیے یورپ کا معتبر راوی جالینوس کا نام مکرر لیتا ہے، مگر اسی انداز خفی سے، نام کو قوسین میں دبا کر، اور اگلے ایڈیشنوں میں انشاء اللہ آپ کو اتنا نشان بھی نہ ملیگا۔ اسے بھی ایک آخری تبرک سمجھئے، جو ایک مبارک تقریب کے سلسلہ میں آپ تک پہنچ رہا ہے۔

"*The great cerebral vein* (vena magna Galeni) formed by the union of the two internal cerebral veins, is a short median trunk which curves backwards and upwards around the splenium of carpus collosum and opens in to the antetior extremity of the straight sinus, (Gray's Anatomy 22nd Edition Page 717).

ترجمہ:- ورید مخی کبیر (ورید جالینوسی کبیر[2]) یعنی مقدم دماغ کی بڑی ورید، دونوں اوردہ مخیہ باطنہ (جنکا ذکر اوپر کے حوالہ میں آیا ہے، مترجم) کے اتحاد سے بنتی ہے یہ ایک چھوٹی سی ورید ہے جو وسط میں واقع ہے اور جسم صلب کے ذنب (اسپلے نیم آف دی کارپس کالوسم) کے گرد پیچھے اور اوپر کی طرف مڑکر ورید مستقیم کے اگلے سرے میں ختم ہو جاتی ہے۔"
ملاحظہ ہو گریز اناٹمی، بائیسواں ایڈیشن، صفحہ ۷۱۷)

کوئی شخص اگر کہے کہ جالینوس کو محض بندروں اور سؤروں کی تشریح معلوم تھی، پھر وہ اسکے اقوال کو اپنی معزز کتاب کی انسانی تشریح میں درج کرے، اور دو ہزار سال کے بعد بھی (ہم وطن نہ ہونیکے باوجود) اسکے نام کی مالا جپتا رہے تو ایسے شخص کو آپ اپنے لغت میں سے چنکر کیا خطاب مرحمت فرمائیں گے،
ایسے یوروپین مورخین کو "چلو بھر" پانی میں ڈوب مرنا چاہیئے جو ایک طرف تو محض تعصب و تنگدلی سے جالینوس کے تشریحی مشاہدات کو بندر و سؤر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف گریبان میں منہ ڈالکر نہیں سوچتے، اپنا گھر کا جائزہ نہیں لیتے کہ انہیں کے ہموطن مولفین نے اس برگزیدہ ہستی کو کہاں جگہ دے رکھی ہے اور یہ نہیں غور کرتے کہ اس

---

[1] جالینوس کی وریدیں، وینز آف گیلن۔ [2] ورید جالینوسی کبیر، وینا میگنا گیلنی۔

زرق نکلے تو سیر گریبان حاضر ہے

اسکے بعد میری یہ تقریر طبی کانفرنس کی روئداد اور مختلف طبی رسائل میں شائع ہوئی اور الگ رسالہ کی صورت میں ۱۹۲۶ء سے اب تک دفتر المسیح اسی صلائے عام (علمی چیلنج) کی نشر و اشاعت کر رہا ہے لیکن آج تک ہندوستان کے کسی گوشہ سے کوئی آواز مخالف بلند نہیں کی گئی۔

بلکہ ——— اسکے برعکس ——— دکن سے اس بارۂ خاص میں ایک ڈاکٹر کی آواز بلند ہوئی ہے، جسے بہت حد تک میں ایک "ہم نوا" کی آواز کہہ سکتا ہوں اس مقالہ میں تاریخی دستاویزوں سے تحقیق دوران خون میں متقدمین کی اہمیت اور جالینوسی مشاہدات کی قدامت و فضیلت ثابت کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہاروے کی شہرت کی بنا محض انگریزوں کی وطنی عصبیت اور غلط نشر و اشاعت ہے۔ اس میدان تحقیق میں ہاروے کا کوئی خاص قابل بیان حصہ نہیں

مجھے حیرت اور تعجب ہے جیسے غالباً آپ بھی میرے ہمنوا ہونگے کہ "آنکھوں کے ہوتے ہوئے آنکھ سے کام نہ لینے والا، اور محض قیاس و تخمین اور اٹکل سے باتیں بنانے والا جالینوس"، کتنا خوش نصیب تھا کہ آج بھی صفحات تاریخ میں اس کا نام اتنا جلی اور درخشندہ موجود ہے کہ باوجود صد ہزار مساعی کے سائنس کی دنیا میں کسی سائنسٹ سے دوسرے درجہ پر نہیں کہا جا سکتا، بلکہ شاید ہر ایک سے حد رشک و حسد تک بلند و بالا، جو "ایک سور اور بندر کی تشریح کا جاننے والا" کسی حالت میں اسکا مستحق نہیں ہو سکتا۔

لیجئے ——— اب دوران خون کی دلچسپ تاریخی داستان ایک حقیقت نگار ڈاکٹر کی زبان سے سنئے، اور شکریہ ادا کیجئے کہ وہ جالینوس کا کس ادب و احترام سے نام لیتا ہے اور بحوالہ تاریخ و اسناد ثابت کرتا ہے کہ تشریحی مشاہدات اور اخذ نتائج میں اس کا پایہ کتنا بلند ہے ۔ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب (ایم، بی، سی، ایچ، بی، اڈنبرا) پروفیسر منافع الاعضاء (فزیالوجی) عثمانیہ میڈیکل کالج حیدر آباد دکن اپنے تاریخی مقالہ (متعلقہ دوران خون) میں فرماتے ہیں:-

"Who discovered the circulatory system? The answer of the most of the students of medicine would be that it was William Harvey. Such an answer is due to the wrong teaching of history. For Harvey was neither the first person to demonstrate the circulation of the blood, nor did he add anything new in the already existing chain of evidences brought forward by the observations of thos who had gone before him. The frequent omission of names other than that of Harvey in this connection in the English text books has prompt me to write this article."

"نظام دوران خون کو سب سے پہلے کس نے دریافت کیا؟ اس سوال کا جواب بیشتر طلبائے علم طب کی طرف سے یہ ملیگا کہ دوران خون کا کاشف و محقق ولیم ہاروے ہے، اس قسم کے جواب کی وجہ "تاریخ کی غلط تعلیم" ہے۔ کیونکہ ہاروے نہ وہ پہلا شخص ہے جس نے دوران خون کو بتایا، نہ اس نے سلسلۂ ثبوت میں کسی نئی کڑی کا اضافہ کیا جو اُسکے پیشرو محققین اپنے مشاہدات سے پیش کر چکے تھے۔ ڈاکٹری کی انگریزی درسی کتب میں اس موقع پر ہاروے کے سوا دوسروں کے نام اکثر اڑا دئے جاتے ہیں۔ اس چیز نے مجھے اس مقالہ کے لکھنے پر آمادہ کیا۔"

یہ صدائے دل خراش چونکہ ان لوگوں کیلئے بار گوش تھی، جنکے قلوب ہاروے کی عظمت سے لبریز ہیں اور غلط تاریخ نے ان کے اذہان و طبعی میلان کو متغیر و منحرف کر دیا ہے، اسلئے اسکے بعد صاحب مضمون معذرت کا اظہار کرتے ہیں کہ ———

"اس تحریر کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہاروے کی اصلی قدر و منزلت جو اسے تاریخ میں حاصل ہے، پست کر کے دکھلائی جائے

سب سے بڑی تالیف ہے۔ اس میں انگریز مورخین کے طرز تحریر کے مطابق جالینوس کا تذکرہ اس اہمیت کیساتھ نہیں کیا گیا ہے جسکی مستحق ــــ اور بجا طور پر مستحق ــــ اسکی بڑی شخصیت تھی بلکہ یہ کہکر اسکی عزت کو خاک میں ملا دیا گیا ہے کہ "جالینوس کی تشریحی معلومات بندروں اور سوروں کی لاشوں کے مشاہدہ پر مبنی تھی"۔ اسکے برعکس ہاروے کا نام بہت اہمیت کے ساتھ لیا گیا ہے اسکے کاموں کو خوب خوب اُجالا گیا ہے، اور دوران خون کی تحقیق اسکی طرف منسوب کر کے بہت زیادہ سیاہی خرچ کی گئی ہے۔

اس "انصاف کے خون" پر نہ صرف ہم جالینوسیوں کی آنکھیں نم ہیں، بلکہ مقام حیرت ہے کہ اس واقعہ پر یورپ کے مورخین اور یورپ کے تعلیمیافتہ ماہران طب جدید بھی اشک حسرت بہا رہے ہیں۔ جالینوس کی حقیقی قدر و منزلت در اصل ہمیں ان ہی چند ہمت گو ہستیوں کے تاریخی بیانات سے معلوم ہو سکی، اور یہ پتہ چل سکا کہ یورپ میں کتنے عرصہ تک جالینوس کے قوانین و مسلمات، کی پرستش ہوتی رہی ہے۔ اور اسکی تعلیمات کا رعب یورپ کے قلوب پر کس قدر چھایا رہا ہے کہ اسے انسان سے بالاتر ہستی، اور مافوق الفطرت دیوتا سمجھا گیا اور اسکے اقوال کو ہزاروں سال تک مناقشہ نکتہ چینی سے ماوراء تصور کیا گیا۔

ایشیائ نے بھی اگرچہ جالینوسی تعلیم و فلسفہ کو مشعل راہ بنایا، اور حکمائے عرب اسلام نے اسکی تمام کتابوں کا ترجمہ یونانی سے عربی میں کیا، مگر یاد رہے کہ اسے ہمیشہ سہو و نسیان سے مرکب ایک انسان سمجھا گیا اور اسکے اقوال پر بے حد نکتہ چینیاں کی گئیں۔ قانون شیخ کے پڑھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابن سینا نے نہ معلوم کتنی جگہ جالینوس کے اصول و اقوال سے اختلاف کیا ہے۔

اسکے برعکس یورپ میں بڑی شخصیتیں، جن کو تاریخ طب میں "بانی طب جدید" کی حیثیت حاصل ہے اور جن میں ہاروے کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ جالینوسی تعلیم سے اس قدر مرعوب تھیں کہ اس علمی دیوتا اور سلطان الاطبا کے اقوال کے متعلق وہم و شک کا ادنیٰ شائبہ بھی ان کے دماغوں میں نہیں گھس سکتا تھا کہ اس فرشتۂ علم سے کوئی ادنیٰ غلطی بھی ہو سکتی ہے

آج سے نو دس سال پہلے "آل انڈیا طبی کانفرنس دہلی" کے چودھویں سالانہ اجلاس میں متقدمین کے اقوال پیش کرتے ہوئے میں نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ ہاروے کی طرف دوران خون کی تحقیق کا انتساب ظلم و بے انصافی پر مبنی ہے کیونکہ اس سے سینکڑوں سال پہلے کی دیرینہ کتب میں ایسی شہادتیں موجود ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ قدماء اس عجیب و غریب گردش خون کے کل پرزوں سے، اسکی پوری مشینری سے، خون کی آمد و رفت کی تمام راہوں سے، قلب کی کوٹھریوں کی ساخت، تعداد اور ان کے تمام افعال سے واقف تھے، اور ان کا علم اس بارہ میں اتنا سچا تھا کہ آج بھی ہزاروں سال گزرنے کے بعد بھی اُسی طرح صادق ہیں۔

میں نے تمام اقوال بھری مجلس میں پیش کئے تھے جسمیں اتفاق سے مولانا عبدالحلیم شرر مرحوم، اور مولانا ابوالکلام کے علاوہ دہلی اور لکھنؤ کے تقریباً سارے مقتدر اطباء جمع تھے۔ یہ وقت اس بیان و تفصیل کا نہیں کہ حاضرین کے قلوب پر اس بیان واقعہ کا کیا اثر پڑا، اور نہ دب سکنے والے جذبات مسرت کا ان بزرگوں نے کس طرح اظہار فرمایا اس وقت صرف اس قدر بتانا مقصود ہے کہ میں نے اس وقت تمام حکماء اطباء، ویدوں، اور ڈاکٹروں کو مخاطب کرتے ہوئے تردید و تنقید کیلئے دعوت عام دی تھی، کہ ان اقوال سے جو معانی و نتائج میں نے اخذ کئے ہیں، اگر ان میں ہرمو



ڈاکٹر ولیم ہاروے
(۱۵۷۸ تا ۱۶۵۷ء)

جس کی شخصیت طب جدید میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے - اور جس کو ناواقفیت
قومی عصبیت نے دوران خون کا مکتشف قرار دیا ہے لیکن ولیم ہاروے نہ وہ پہلا شخص ہے
دوران خون کو بتایا نہ اس نے سلسلہ ثبوت میں کسی نئی کڑی کا اضافہ کیا جو اس کے پیشرو
اپنے مشاہدات سے پیش کر چکے تھے - مثلاً جالینوس ' ابوسہل مسیحی ' اور علامہ علاالدین قرشی

Dr. WILLIAM HARVEY.
(1578—1657)

Vhose personality seems to be very prominent in the new Medical world n proclaimed as the discoverer of the circulation of blood through ignorance s or national prejudice only. But Harvey was neither the first person to strate the circulation of blood, nor did he add anything new to the existing of evidence brought forward by the observations of those who had gone him as Galen, Almasihi and Allama Alla-ud-Din Qurshi etc.

بلکہ ان اوراق کی حقیقی غرض وغایت "واقعات وحقائق کا صحیح منظر" پیش کرنا ہے۔

اس تمہید کے بعد تحقیق دوران خون کی داستان شروع کرتے ہیں، اور بحوالہ نیو برجر (مولف تاریخ طب، لندن) اس سلسلہ میں جالینوس کا نام اس طرح لیتے ہیں۔

"In order to relate the story of the discovery of the circulation, one has to go back to Galen. Galen has rightly been regarded amongst the greatest of physicians of all times. In him, as Neuberger says, Greek medicine attained its final conclusions in theory and knowledge. No physician ever bore such a powerful influence in medical history. In the west, he was the supreme medical authority for about 1500 years. His influence is felt even to this day. In the east, Galenism still holds its sway on the minds of the Unani physicians."

"تحقیق دوران خون کی داستان اگر ہم بیان کرنا چاہیں تو ہمیں بہت پیچھے پلٹ کر جالینوس (گیلن) تک پہنچنا چاہیئے جالینوس بجا طور پر تمام زمانے کے عظیم ترین اطبا میں شمار کیا گیا ہے، جالینوس کے دور میں، جیسا کہ نیو برجر نے بتایا ہے طب یونانی کے مسائل علمیہ ونظریہ نے آخری محاکمہ اور فیصلہ کی صورت حاصل کی کسی طبیب کو طبی تاریخ میں اتنا زبردست اقتدار نصیب نہیں ہوا مغرب (یورپ) میں تقریباً ڈیڑھ ہزار سال تک جالینوس مسائل طبیہ میں انتہائی سند اور آخری ثبوت بنا رہا ہے جس کا اثر ورسوخ آج کے دن تک محسوس کیا جاتا ہے اور مشرق (ایشیا وافریقہ) میں یونانی اطبا کے اذہان وعقول پر تو ابتک جالینوسیت حکومت کر رہی ہے"

یو۔پی مورخ کے فقرۂ بالا کو کئی مرتبہ غور سے پڑھیئے، اور جالینوس کی عظمت کا صحیح اندازہ لگا یئے۔ کیا ایک مدعی سائنس کیلئے رشک وحسد کا مقام نہیں ہے کہ مشاہدات وتجارب کی طویل جانکاہی میں پڑنے کے بعد کبھی ایسے وہ شرف حاصل نہ ہو سکا جو ایک "اٹکل بچو" باتیں بنانے والے کو نصیب ہو جائے۔ بزبان غیر۔ ہاردے کو طب جدید کا باوا آدم بنایا جاتا ہے، اور تبلیغ وتشہیر کے نہ معلوم کتنے جائز وناجائز وسائل اختیار کئے جا رہے ہیں، مگر اس غریب کی عزت، ڈیڑھ ہزار سال تو کجا، چند ہی سند کے اندر خاک میں مل رہی ہے اور نہ معلوم کیا کیا الزامات ابھی سے اس پر عائد ہونے لگے ہیں، جسکی پوری تفصیل آپ کو آئندہ ملیگی۔

نظام دوران خون کے بارہ میں جالینوس کی تعلیم کیا تھی، اسے ذیل کے فقرہ میں بتایا گیا ہے:۔

"Galen believed the heart to be the source of the body heat and the seat of the "Vital spirit." The chief function of the heart was supposed to be the preparation of the "Vital spirit" and this process could only be carried on by the aid of respiration. The "Vital spirit" along with the heat was distributed to the different parts of the body through the aorta and the arteries. The "Smoky Vapour" produced by the heart, as a result of its innate heat, passed to the lungs by means of the pulmonary artery and escaped through expiration "

"جالینوس کا عقیدہ تھا کہ قلب بدنی حرارت کا سرچشمہ (حرارت غریزیہ کا منبع) اور "روح حیوانی" کا مبداء ہے جالینوس کے نزدیک قلب کا بڑا فعل "روح حیوانی" کا تیار کرنا ہے، اور اس کا عقیدہ تھا کہ قلب کا یہ عمل محض تنفس کی امداد سے جاری رہتا ہے۔ یہ روح حیوانی حرارت غریزیہ کے ساتھ اورطے (شریان عظم) اور شرائین کے ذریعہ تمام بدن میں منقسم ہو جاتی ہے اور

بخارات دخانیہ جو قلب میں حرارت غریزیہ کی وجہ سے پیدا ہوتے رہتے ہیں، وہ شریان رئوی (وریدِ شریانی) کی راہ پھیپھڑوں تک پہنچتے، اور تنفس خارجی کے ذریعہ باہر ہو جاتے ہیں۔"

مذکورہ بالا فقرہ میں حرارت غریزیہ، روح حیوانی اور بخارات دخانیہ کا ذکر آگیا ہے۔ یہ الگ الگ مستقل عنوانات ہیں کبھی میں آئندہ گفتگو کروںگا اور بتاؤں گا کہ جالینوس کے مذکورہ بالا نظریات میں دو ہزار سال کے بعد بھی صداقت و واقعیت کا پہلو کس قدر ہے اور موجودہ مسلمات سے اس پر کتنی نکتہ چینیاں کی جا سکتی ہیں۔ اگر میں ان مسائل میں اُلجھ جاؤں تو موضوع سے دُور ہو جاؤں گا۔

اب سنیئے کہ دورانِ خون کی پیچیدہ قدرتی کل اور اصلی مشینری کے بارہ میں جالینوس کے معلومات کیا تھے۔ کیا معلوم نہ تھا کہ قلب کے چار خانے اور چار دہانے ہیں۔ اور ہر دہانہ پر کواڑیاں اس طرح لگی ہوئی ہیں کہ خون کو ایک طرف اجازت دیتی ہیں اور واپس جانے میں مزاحمت پیدا کر دیتی ہیں۔ کیا اُسے پتہ نہ تھا کہ داہنیں اذن میں اجوف (وینا کیوا) خون داخل ہوتا، جو داہنے بطن میں پہنچ جاتا ہے۔ پھر داہنے بطن سے پھیپھڑوں تک شریان رئوی (ورید شریانی) کی راہ بخارات دخانیہ سے صاف ہو جاتا۔ اور صاف ہونیکے بعد شوخ سُرخ ہو کر بائیں اذن میں اور وہ رئویہ (شرایین وریدیہ) کے ذریعہ پہنچ جاتا ہے۔ پھر بائیں اذن سے بائیں بطن میں داخل ہو کر براہ شریانِ اعظم (اورطہ) سارے بدن میں منقسم ہو جاتا

علی سا غم الف — اگر یورپ کی معتبر تواریخ واسناد اور متقدمین کے محترم دستاویزات سے ثابت ہو جائے جالینوس کو دورانِ خون کی اہم ترین مشین کے متعلق کافی معلومات حاصل تھے اسکو قلب کی چھوٹی چھوٹی نازک کواڑیوں کے کھلنے اور بند ہونیکا، اور خون کی آمد و رفت کے صحیح رُخ کا علم تھا تو غالباً آپ کا ضمیر کم از کم اتنا ضرور تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا (الف) دورانِ خون کے انکشاف کو هارویؔ کی طرف منسوب کرنا، اور جالینوس غریب کا اس موقع پر نام تک نہ لینے اندر کوئی "غیر ممدوح ارادہ" یقیناً کارفرما ہے جسکی اباحت کا فتوٰی سائنس کے دار العدالت سے ہرگز صادر نہیں (ب) اسکے ساتھ ہی یہ بھی لامحالہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ تشریحی حقائق کے مطالعہ کرنے میں متقدمین نے آنکھوں سے ضرور لیا ہے، اور یہ کہنا بجا نہیں ہے کہ ہر جگہ ان بزرگوں نے صرف تکلمی دلائل اور محض تخمین و قیاس کو مشعلِ راہ بنایا

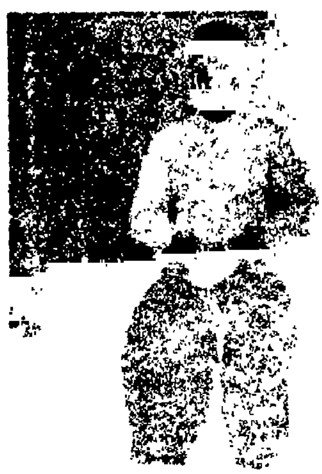
ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ذیل کے فقرہ میں جالینوسی معلومات کو اس طرح پیش کرتے ہیں:۔

"Galen was aware of the presence of the valves in the heart, knew that their function was to prevent regurgitation of blood, though he ...red that this prevention was not complete. The food after ingestion in the ...ach and intestine was returned to the liver through the portal vein. The ... turned this into blood which passed through the venae cava into the head ... extremities. A part of the blood passed through the lungs through the ... ventricle and the pulmonary artery. This blood was meant for the nutrition ...e lungs, and also carried the heart's "Smoky Vapour." The blood returned ...e left ventricle through the pulmonary veins, carrying with it pneuma or ...al air," which formed the "Vital spirit" in the heart. The blood then, ...g with the "Vital spirit," was distributed through the arteries to the different ...s of the body."



سر فریڈرک جارج ھاپکنس
ڈی - ایس - سی - ایف - آر - ایس

جو علم الحیات کے مسلّم ماہر ھیں - اور جنھوں نے
وٹامن ڈی کا اکتشاف کیا ھے -



حکیم ڈاکٹر محمد محفوظ عالم قریشی

جو ھمدرد صحت کے قلمی معاون ھیں - اور طب قدیم
کی حمایت میں پیش پیش رھتے ھیں -



افسانہ

ڈاکٹر لطفی



ازجناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

ڈاکٹر کنوارا تھا، بڈھا کنوارا۔ اس کی عمر اب پچاس سے اوپر ہو چکی تھی لیکن اس نے شادی نہیں کی تھی۔ ایسا بھی نہ تھا کہ اسے عورتوں سے نفرت ہو جیسی کہ بعض مردوں کو ہوا کرتی ہے۔ جو عورتیں اس کے پاس علاج کرانے آتی تھیں ان سے وہ بہت کافی ہمدردی اور خلق کا برتاؤ کیا کرتا تھا جن بوڑھی عورتوں کو اس کے مطب کی سیڑھیاں چڑھنے اترنے میں دقت ہوتی تھی انہیں وہ خود سہارا دیکر اوپر چڑھا لیتا یا نیچے سڑک پر پہونچا دیتا تھا، اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ اسے اس قسم کی مدد دیتے وقت کچھ گھن آئی ہو۔ اس کے سائن بورڈ پر بھی اس قسم کی کوئی عبارت لکھی ہوئی نہ تھی کہ "یہاں صرف مردوں کا علاج ہوتا ہے" یا "عورتیں یہاں علاج کے لئے نہ آئیں"۔ اپنے دوستوں سے بھی گفتگو کے دوران میں اس نے کبھی اس قسم کے خیالات کا اظہار نہ کیا تھا کہ اسے حوا کی بیٹیوں سے خدا واسطے کی عداوت ہے اور وہ ان کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ ریل میں، ٹریم میں، تفریح گاہوں میں، اور اسی قسم کے اور اجتماعات کے موقعوں پر کہ جہاں "کرخت" اور "لطیف" دونوں انسانی صنفوں کا مجمع ہوتا تھا لوگوں نے اکثر دیکھا کہ ڈاکٹر لطفی نے کسی خاتون کو جگہ کی قلت کی وجہ سے استادہ دیکھکر فوراً اپنی نشست خالی کر دی اور خود کھڑے رہنا خوشی سے گوارا کر لیا۔ ایسی بھی دو ایک مثالیں لوگوں کے حافظے میں تازہ تھیں کہ جس میں ڈاکٹر لطفی نے واقعی فیس لینے سے انکار کر دیا تھا۔ ان مثالوں کی تعداد اگرچہ بہت ہی تھوڑی تھی لیکن یہ کچھ عجیب اتفاق تھا کہ ڈاکٹر لطفی کی اس عظیم الشان اور نادر زمانہ رعایت یا فیاضی سے ہر موقع پر کسی نہ کسی حوا ہی کی بیٹی کو فائدہ پہنچتا تھا۔ آدم کے بیٹے اس قسم کی مراعات سے اس وقت تک محروم تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے خود کہا تھا کہ کبھی کبھی کسی بیوہ کی حالت دیکھکر ان کا دل دکھ جاتا تھا تو وہ ایسا کر لیا کرتے تھے کہ اپنی کل کی آمدنی میں سے روپئے نکال کر آج کی آمدنی میں ملا دیتے تھے اور اس عورت سے فیس نہ لیتے تھے۔ اب یہ مردوں کی بدنصیبی ہے کہ وہ کبھی کسی وقت میں بھی "بیوہ" نہیں ہو سکتے ورنہ ممکن تھا کہ پچیس سال کی مدت میں دو چار "مرد بیوؤں" کے ساتھ بھی ڈاکٹر صاحب اس قسم کی رعایت ملحوظ رکھتے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ بھی دستور تھا کہ مطب میں عورتوں اور بچوں کا بیٹھا رہنا گوارا نہ کرتے تھے، اور اس انگریزی مقولے کے مطابق کہ "عورتیں اور بچے سب سے پہلے" وہ سب سے پہلے عورتوں ہی کو دیکھا کرتے تھے، اور چونکہ عورتوں کے معاملے میں بچے ضمنی چیزیں ہیں اس لئے ضمناً وہ بھی دیکھ لئے جاتے تھے۔ اب ان کی اس عادت کے متعلق لوگوں کی رائیں مختلف تھیں بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو عورت کے سائے تک سے نفرت ہے اور انہیں کسی طرح گوارا نہیں ہوتا کہ کوئی برقعہ پوش یا جلوہ فروش ہستی ان کے مطب میں بیٹھے۔ ان لوگوں کا بیان تھا کہ نرم اور گداز اجسام ذی روح کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب کا دماغی توازن قائم رہنا دشوار ہو جاتا تھا۔ غصہ اور نفرت کے جذبات ہیجان میں آجاتے تھے اور اس بات پر مجبور ہوتے تھے کہ انہیں جلد سے جلد مطب سے باہر نکال دیں۔ ایک دوسرے فریق کی یہ رائے تھی کہ ڈاکٹر صاحب کو عورتوں سے تو نہیں مگر ہاں بچوں سے ضرور سخت نفرت ہے۔ ان کی بری بری آوازوں سے رونے اور چیخنے کا شور کان کے پردے پر کچھ ایسا ناخوشگوار اثر پیدا کرتا تھا اور سامعہ کو اس سے کچھ ایسی خراش پہنچتی تھی کہ وہ بے چین ہو جاتے تھے اور بعض اوقات

" جالینوس اس حقیقت سے آگاہ تھا کہ قلب کے اندر کواڑیاں پائی جاتی ہیں، اور اُسے علم تھا کہ ان کواڑیوں کا فعل یہ ہے کہ اگر ہوا خون اُلٹی طرف واپس لوٹنے لگے، تو یہ اُسے واپسی سے روک دیں اس کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ کواڑیوں کی یہ روک بالکل تام اور کامل نہیں ہے۔ معدہ و امعاء میں منہضم ہونیکے بعد باب الکبد (پورٹل وین) کی راہ جگر میں پہنچ جاتی ہے جگر اس غذا کو خون میں تبدیل کر دیتا ہے، جو دونوں جوف بنا کیوا) کے ذریعہ سر اور اطراف (ہاتھ پاؤں میں چلا جاتا ہے۔ اسی خون کا ایک حصہ قلب کے دائیں اذن اور شریان رئوی (وریدِ شریانی، پلمونری آرٹری) راہ پھیپھڑوں تک پہونچتا ہے۔ پھیپھڑوں تک اس خون کے جانیکی ایک غرض تو یہ ہے کہ اسکے پھیپھڑوں کا تغذیہ ہوتا ہے، دوئم یہ قلب کے بخارات ثانیہ کو پھیپھڑوں تک پہنچا دیتا ہے، پھر یہ خون پھیپھڑوں سے اور دو رئویہ شرائین وریدیہ پلمونری وینز کی راہ قلب کے بائیں بطن تک پہنچتا ہے، جو اپنے ساتھ پھیپھڑوں سے نیوما یعنی ھواءِ حیوانی" لاتا ہے، یہ حیوانی ہوا قلب میں پہنچکر روح حیوانی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اب یہ خون "روح حیوانی" کیساتھ شرائین کے ذریعہ جسم کے مختلف حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔"

مذکورۂ بالا بیان میں کتنی تشریحی حقیقتیں بے نقاب ہو رہی ہیں اور ان میں سے کتنی چیزیں آج بھی سائنس کی نکتہ چینی سے قابل تردید شکست نہیں ہیں۔ اس پر کبھی آئندہ تفصیلی بحث کرونگا۔ سردست یہ بتانا مقصود ہے کہ جالینوس نے اگر قلب کا عینی مشاہدہ نہیں کیا، تو قدرت نے یہ رازہائے سربستہ اس پر کیسے منکشف ہو گئے؟ اُسے کیونکر علم ہو گیا کہ قلب کے اندر کواڑیاں بھی ہیں جو اس طرح کھلتی اور بند ہوتی ہیں کیونکر معلوم کر سکا کہ قلب کی ایک رگ میں دخانی خون ہے جو پھیپھڑے میں صاف ہونیکے لئے جاتا ہے اور دوسری رگ (اورطے) میں مربانی خون ہے جس میں روح حیوانی ہوتی ہے جو منبع حرارت غریزیہ ہے

دلچسپ اور حیرت انگیز انکشاف | یہ روح حیوانی یا ھواءِ حیوانی کیا چیز ہے، جو بخیال جالینوس پھیپھڑے کی ہوا تنفس سے حاصل ہوتی ہے، اور اسکی اہمیت کیا ہے؟ کیا موجودہ سائنس سے اسکی کچھ علمی تائید ہو سکتی ہے یا اسے قدماء کا محض ایک قیاسی ڈھکوسلہ یا تکلیفی دلائل کہہ کر ٹال دیا جا سکتا ہے۔

اس بارہ میں خود محترم کرنل صاحب کی تحریر ہمارے لئے شمع ہدایت ہے۔ اپنی تالیف علم و عمل طب صفحہ ، میں تحریر فرماتے ہیں

" پچھلے زمانہ میں جالینوس یہ تعلیم دیا کرتا تھا کہ روح حیوانی ہوا میں سے تنفس کی راہ شش میں داخل ہوتا ہے، اور وہاں سے قلب میں پہنچکر منبع حرارت بن جاتا ہے"

اسکے بعد فرماتے ہیں :-

" جالینوس کا گمان تھا کہ کبھی نہ کبھی دن یہ روح ہوا میں سے علیحدہ کر لیا جائیگا، جالینوس سے سترہ صدی بعد لوازیہ ایک فرانسیسی کیمسٹ نے روح حیوانی کو ہوا میں جدا کر کے اس کا نام آکسیجن رکھا"

اسکے بعد تحریر فرماتے ہیں :-

" اور اس نے یہ بھی ثابت کیا کہ ہوا کے ذریعہ جسم حیوان کے اندر جو ترویح اور تنسیم ہو کر حرارت بنتی ہے، وہ وہی حرارت ہے جس سے کوئلہ اور لکڑی جلتی ہے"

ان تاریخی واقعات و حقائق کے مان لینے کے بعد کوئی صاحب ضمیر یہ کہہ سکتا ہے کہ سائنس کی دنیا میں جالینوس کی اتنی زبردست پیشین گوئی قانون قدرت اور نوامیس فطرت کے گہرے مشاہدہ اور عمیق مطالعہ کی بجائے افیون کی ایک پینک کا نتیجہ یہ آنکھیں بند کر کے محض قیاس و تخمین سے چند باتیں "بڑبڑا دیں"، جنکو قدرت نے سترہ سو سال کے بعد ایک حقیقت واقعیہ کی صورت پہنا کر اور سچائی کا مجسمہ بنا کر کھڑا کر دیا۔

(باقی)

وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ لطفی کے کنوارا رہنے کا باعث یہ بھی نہ تھا کہ ڈاکٹر لطفی کے بعض بے تکلف احباب نے ایک آدھ مرتبہ دبی زبان سے کچھ اس طرف اشارہ بھی کیا' اور بات میں سے بات اگر نکلتی رہتی تو غالباً یہ راز سربستہ کھل جاتا لیکن ایسے ہر موقع پہ لطفی نے کمال دانائی سے گفتگو کا رخ کچھ اس طرح بدل دیا کہ احباب کچھ اور کہہ نہ سکے اور راز اسی طرح پوشیدہ رہا اور اسی طرح راز پوشیدہ رہگیا۔

"آپ آخر شادی کیوں نہیں کرتے ؟" ایک روز زبیری نے انتہائی جرأت سے کام لیکر کہا۔

ڈاکٹر لطفی نے مسکرا کر جواب دیا کہ

"شادی ! میں شادی کیوں نہیں کرتا۔ آپ یہ پوچھ رہے ہیں یا یہ کہ میں نے اب تک شادی کیوں نہیں کی۔"

"دونوں سوالوں کا مطلب ایک ہی ہے" زبیری نے کہا۔

"نہیں دونوں کا مطلب ایک نہیں ہے۔ پہلے سوال میں تو آپ کا یہ یقین مضمر ہے کہ میں گویا فیصلہ کر چکا ہوں کہ کبھی شادی نہ کرونگا اور دوسرے سوال سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کام جو مجھے اب تک کر لینا چاہیئے کیوں نہ کیا۔ آپ نے غالباً پہلا سوال مجھ سے کیا تھا' اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں نے کبھی اس قسم کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے کہ مدت العمر شادی نہ کروں۔"

"لیکن اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہوگی کب ؟"

"دیکھیئے زبیری صاحب آپ خواہ مخواہ ایسی باتیں فرض کر لیتے ہیں جو نہ میں نے کبھی کہی ہیں اور نہ میرے دل میں ہیں۔ میں نے تو ہرگز یہ نہیں کہا تھا کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ میں نے ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے کہ کبھی شادی نہ کروں۔ اب اس کے یہ معنی کیسے ہو گئے کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا اب میں اپنا سوال بدل کر آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ اب تک آپ نے کیوں شادی نہیں کی ۔"

"یہ تو بڑا عجیب سا سوال ہے۔ اچھا یہ بتایئے کہ آپ کی شادی کو کتنا زمانہ ہوا"

"میری شادی کو تیس برس ہو چکے ۔"

"اور اب آپ کی عمر کیا ہے ؟"

"چھیالیس سال"

"گویا آپ کی شادی سولہ برس کی عمر میں ہو گئی تھی۔ اب فرض کیجیئے کہ میں آپ سے یہ پوچھوں کہ آپ نے اس قدر جلد کیوں شادی کر لی تھی تو آپ کیا جواب دیں گے ۔"

زبیری۔ آپ ٹال رہے ہیں اور میری بات کا جواب دینا نہیں چاہتے آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں لڑکے خود شادی نہیں کرتے بلکہ ماں باپ کیا کرتے ہیں۔ میرے والدین نے جب چاہا میری شادی کر دی' اب اس میں میرا کیا قصور ہے۔

لطفی ۔ (ہنسکر) اگر آپ کا یہ جواب صحیح اور معقول ہے تو میں بھی یہی کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی آپ کی طرح ہندوستان کا لڑکا تھا اور میرے والدین نے اس وقت تک میری شادی نہیں کی۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے۔

زبیری۔ تم بڑے شریر ہو۔ غرض یہ کہ تم بتاؤ گے نہیں۔ مگر لطفی واقعہ یہ ہے کہ یہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ اس قدر کامیاب زندگی بسر کرنے کے باوجود تم زندگی کے ——————

لطفی کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار پیدا ہو گئے' اور وہ آہستہ سے یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا کہ "مجھے ایک مریض کو دیکھنے جانا ہے۔"

اس گفتگو کے بعد سے ڈاکٹر لطفی کے طرز زیست میں بین فرق پڑ گیا۔ وہ اکثر کچھ اداس اور شگفتگی سے رہنے لگے۔

اس ڈر سے کہ مبادا یہ خدا فشردار یا خرو شہدار آوازیں کانوں تک پہنچ کر حصول یہ زخم ڈالدیں وہ ایسے موقعوں پر کہ جب کوئی ابن آدم کا اسم تصغیر یا بنت حوا کا بیسولائے ابتدائی مصروف غنا ہو تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے، ان ہی بچوں سے ایک پیشکش یہ بھی تھی کہ بیتا ترا شیدہ کندہ بے تکلف اور بلا تامل اپنی "جملہ قسم کی حوائج ضروریہ" سے ان کی کرسیوں پر، ان کے کمرے کے فرش پر، اور بعض اوقات خود ڈاکٹر صاحب کے کپڑوں پر فراغت حاصل کر لیا کرتے تھے، اور کبھی ایک مرتبہ بھی ایسا نہ ہوا کہ کسی ننھے بدمعاش نے اپنی اس ناشائستہ حرکت پر اظہار ندامت کیا ہو یا ڈاکٹر صاحب سے معافی مانگی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب کو بچوں کا مطب میں بیٹھا رہنا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اور وہ جلد سے جلد انہیں رخصت کر دیا کرتے تھے۔ لیکن ایک تیسرے گروہ کی رائے ان دونوں فریقوں سے مختلف تھی۔ وہ کہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب کو فرقۂ اناث کے ساتھ بہت ہمدردی اور بڑی محبت ہے، اور ان سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ایسے نازک اور نرم جسم بید سے بنی ہوئی سخت سخت کرسیوں پر گھنٹوں بیٹھے انتظار کی تکلیف اٹھایا کریں اس لئے وہ سب سے پہلے عورتوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اگر اس تیسرے فریق کی رائے صحیح تھی تو اس بات کا ایک اور یہ ثبوت تھا کہ ڈاکٹر لطفی کو عورتوں سے نفرت نہ تھی۔

پھر یہ کیا بات تھی کہ ڈاکٹر لطفی نے پچاس اور دو باون برس عمر عزیز کے یوں ہی گنوا دئے اور کبھی ان کے دل میں وہ خواہش پیدا ہوئی جو قلب انسانی کی عزیز ترین خواہش ہے۔ یہ ایک ایسا معما تھا کہ جس کا حل اگر ہو تو شاید خود ڈاکٹر صاحب ہی کے پاس ہو۔ ان کے بے تکلف احباب کو بھی کبھی اس بات کا پتہ نہ چل سکا کہ ایک ایسا شخص جو دنیا میں اس قدر کامیاب زندگی کا مالک ہو اپنی زندگی کو مکمل بنانے اور زیست کا سب سے بڑا لطف اپنے لئے مہیا کرنے سے کیوں اس درجہ احتراز کرے۔ خیال ہو سکتا تھا کہ شاید ڈاکٹر لطفی ہندوستان کے اس طریقۂ ازدواج کو پسند نہ کرتے ہوں جسے بہت سے "مغرب زدہ" نوجوان "مچھلی کا شکار" کہا کرتے ہیں اور جس میں لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کی صورت تک سے ناآشنا رکھے جاتے ہیں، لیکن وہ تو پانچ سال یا اس سے بھی کچھ زیادہ یورپ میں گذار کر آئے تھے، اور یہ پانچ سال بھی اس عمر کے کہ جب تمنائیں جوان اور آرزوئیں زندہ ہوتی ہیں۔ اگر انہیں کورٹ شپ ہی کا طریقہ پسند تھا تو اتنی طویل مدت اس کے لئے بالکل کافی تھی کہ کسی ہوٹل کی کوئی حسین خادمہ انہیں پسند آجائے۔ اور ان کی بارش زر اور مردانہ رعنائی اسے ان کی شریک زندگی بننے پر آمادہ کر دے۔ لیکن نہیں، ان کے ساتھ ہندوستان کے کچھ اور نوجوان بھی تحصیل علوم کی خاطر یورپ گئے تھے اور پوری مدت قیام تک لطفی کا اور ان لوگوں کا ساتھ رہا وہ سب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے لطفی کو کبھی کسی لڑکی سے تعلقات پیدا کرتے نہیں دیکھا۔ یہی نہیں دیکھا ایسا بھی ہوا کہ بعض شوخ و شنگ لڑکیاں ازراہ شرارت، یا ازراہ محبت و دل بستگی اس بات پر آمادہ بھی ہوئیں کہ لطفی کو اپنے دام حسن میں پھانس لیں لیکن لطفی نے کسی قسم کی بدتہذیبی اختیار کئے بغیر نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا۔

شادی سے محترز رہنے کا ایک باعث یہ بھی ہو سکتا تھا کہ لطفی کو بچوں سے دلی نفرت اور قلبی عداوت ہو، اور یہ ہے بھی سچ کہ بے ہنگام آوازیں بلند کرنے والی جسمانی صفائی کے قواعد سے ناآشنا مخلوق اس قابل بھی نہیں ہوتی کہ اسے کلیجے سے لگا کر رکھا جائے۔ لیکن اول تو کبھی کسی نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ لطفی نے کسی بچے کو دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا ہو۔ اور دوسرے یہ کہ خدا کے فضل و کرم سے اب وہ "تاریکی اور جہالت کا دور" تو نہیں کہ قدرت اپنی مرضی سے جو کچھ چاہے کر دے۔ اب تو سائنس کی مشعلوں بلکہ برقی قمقموں نے زندگی کے ہر شعبے کو روشن کر دیا ہے، اور بازاروں میں کھلے خزانے بیسیوں ایسی دوائیں "مفید مطلب" آلات فروخت ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے انسان قدرت کی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ جب چاہے پیدا کر سکتا ہے، اور جب چاہے نسل انسانی کے ابتدائی جرثوموں کو ربر کی تھیلیوں میں بند کر کے "گاؤ خورد" یا "دریا برد" کر سکتا ہے۔ اور پھر ڈاکٹر تو خود ڈاکٹر تھے انہیں تو کسی سے پوچھنے کیلئے بھی جانا نہ پڑتا۔ اگر بچوں سے انہیں نفرت تھی تو وہ بہ آسانی ایسا کر سکتے تھے کہ شادی شدہ زندگی کے تمام لطف بھی اٹھائیں اور امن سکون برباد کرنے والی کوئی آواز بھی کبھی کانوں میں نہ آئے۔ ان وجوہ کی بنا

ض سے شراب کا استعمال بدترین چیز ہے کیونکہ یہ دماغ کو تحریک پہونچاتی ہے اور تحریک پاکر دماغ لازمی طور پر انہی خیالات ں اور زیادہ منہمک ہو جائے گا کہ جو اس میں بھرے ہوئے ہیں۔ مدہوشی البتہ ہر خیال کو دل سے محو کر سکتی ہے لیکن وہ ایک ایسی ت اور ذلیل حالت ہے کہ اس میں انسان انسان ہی نہیں رہتا

ان حالات میں تقریباً ایک سال گذر گیا اور اس ایک سال میں ڈاکٹر لطفی گھل کر آدھے رہ گئے۔ انہوں نے اب مطب ں بیٹھنا بھی کم کر دیا تھا اور صرف خاص ہی خاص مریضوں کو دیکھا کرتے تھے۔ زبیری اپنی فرصت کا قریب قریب تمام وقت کٹر لطفی کے پاس گذارا کرتے تھے۔ اور دنیا میں اب اگر لطفی کیلئے کوئی دلچسپی باقی تھی تو وہ زبیری کی صحبت تھی یا اپنی دلت کا لٹانا۔

ایک روز صبح کے آٹھ بجے میرٹھ کے ایک بہت بڑے رئیس کا تار آیا جس میں ڈاکٹر لطفی سے درخواست ی گئی تھی کہ فوراً آئیں۔ تار میں یہ بھی لکھا تھا کہ مریضہ کی حالت بہت ہی خطرناک ہے اس لئے آنے میں ذرا سا بھی غیر روری توقف نہ کریں۔ زبیری موجود تھے انہوں نے تار دیکھ کر کہا کہ ضرور جاؤ۔ ریل سے جانے میں انتظار کرنا پڑیگا۔ جائے موٹر میں چلے جاؤ۔

لطفی:۔ تم بھی میرے ساتھ چلو۔

زبیری:۔ پھر میں عدالت نہ جا سکوں گا، لیکن خیر میں منشی جی کو رقعہ لکھے دیتا ہوں وہ کچھ نہ کچھ انتظام کر لیں گے۔ تو پھر جلدی سے تیار ہو جاؤ۔

لطفی:۔ میں تیار ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔

کوئی دس منٹ میں زبیری بھی رقعہ لکھکر فارغ ہو گئے اور موٹر بھی آگئی۔ دونوں دوست باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے اور زبیری یہ دیکھ کر بہت خوش تھے کہ اس سفر کا ڈاکٹر لطفی پر اچھا اثر پڑا تھا۔ خاموش بیٹھے رہنے بجائے ڈاکٹر لطفی راستہ بھر باتیں کرتے ہوئے گئے اور باتیں بھی ایسی تھیں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی دنیا سے میں کچھ دل بستگی باقی ہے۔ خلاف عادت آج انہوں نے راستے کے منظر کی دل فریبیوں کا بھی ذکر کیا اور تازہ ہوا کی فرحت شیوں کا بھی خود بخود انہوں نے یہ بھی کہا کہ

"زبیری تم اس دن مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ میں نے اب تک شادی کیوں نہیں کی"

زبیری اس گفتگو پر چونک پڑے۔ انہیں اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں اس روز کی طرح آج پھر اس ذکر کا اثر لطفی کی طبیعت پر نہ پڑے۔ وہ خاموش رہے اور اسی طرح اس بات کو ٹالنا چاہا۔

"زبیری، تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر یہ ذکر نکلا تو اب پھر میرا رنج و ملال تازہ ہو جائے گا"

زبیری۔ ہاں، کچھ ایسا ہی خیال تھا۔ اور پھر آخر اس کی ضرورت بھی کیا ہے کہ اسی ذکر کو اس موقع پر چھیڑا جائے ہم نے ایک مدت دراز کے بعد آج تمہیں ذرا خوش دیکھا ہے اور میں خواہ مخواہ اس خوشی کو کسی خطرے میں ڈالنا ں چاہتا۔

لطفی (ہنسکر) زبیری تم کتنے بھولے ہو۔ یعنی تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر زبان سے ہم اس ذکر کو دہرائیں گے ندیشہ ہے کہ وہ رنج و غم کے خیالات پھر تازہ ہو جائیں، لیکن اب جبکہ میرے دل میں اس کا خیال آ ہی چکا تب بھی اگر ن سے بعض الفاظ نہ نکلیں تو میرے دل پر ان خیالات کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ تو بالکل ایسی ہی بات ہوئی کہ زبان ے جب تک کوئی الحمد للہ نہ کہے تو خدا کا شکر ادا نہیں ہوتا خواہ اس کا دل ہر لحظہ شکریہ ادا کرتا رہتا ہو۔

زبیری:۔ اچھا اب اس بحث سے کیا حاصل۔ میرے لئے اس موقع پر اس ذکر کا سننا تکلیف دہ ہوگا اور میں نا نہیں چاہتا۔ اس وقت میرا دل خوشی کے جذبات سے لبریز ہے، اور میں نہیں چاہتا کہ غم کا لفظ بھی میرے کانوں

مریضوں کی دیکھ بھال کی طرف ان کی توجہ کے متعلق یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ جاتی رہی، لیکن اتنا ضرور دیکھا گیا کہ بسا اوقات وہ مریض کا معائنہ کرتے کرتے یا اس کے مرض کے حالات سنتے سنتے یکایک کچھ کھو سے جاتے تھے اور مریض کو یہ محسوس ہو جاتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کا دھیان کہیں اور ہے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مریض کی زبان وہ ابھی ابھی دیکھ چکے ہیں اور اس کے بعد انہوں نے پھر مریض سے یہی کہا کہ ذرا زبان دکھائیے۔ مریض کہہ رہا ہے کہ مجھے روزانہ سردی دے کر بخار آتا ہے اور وہ پھر بھی پوچھ رہے ہیں بخار سے پہلے سردی تو نہیں لگتی۔ فیس کے متعلق بھی اب ان کی بے پروائی اس حد تک بڑھ گئی کہ اگر کسی نے فیس دیدی یا جیب میں ڈال دی تو خیر ورنہ خود مانگنے کا انہیں کبھی خیال نہ آتا تھا۔ احباب کی صحبت میں بھی اب انکے چہرے پر وہ شگفتگی نظر نہ آتی تھی، اور اب انہیں ہنستے یا مسکراتے تو کبھی کوئی دیکھتا ہی نہ تھا۔ خاموشی اور غور و فکر انکی عادت کیا، طبیعت ثانیہ بن گئی اور ان کے نوکروں نے ایک آدھ مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ وہ تنہائی میں رو رہے ہیں یا کچھ اس انداز سے سانس لے رہے ہیں کہ ہو بہو سسکیوں کی آواز آتی ہے۔

اس افسردگی اور پژمردگی کا اثر ڈاکٹر کی جسمانی صحت پر بھی پڑا تھا۔ قد کی لمبائی تو بدستور موجود تھی لیکن اب وہ آہستہ آہستہ اقلیدس کے خط کی طرح چوڑائی سے محروم ہوتا جا رہا تھا۔ سرخ و سفید چہرہ اب کسی قدر کل جھا سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اور جھریوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ زبیری کا بیان ہے کہ ڈاکٹر لطفی جب سے دہلی آئے ان کا ٹینس کبھی ناغہ نہ ہوا تھا، اور اس عمر میں بھی وہ نہایت تیز کھیل کھیلا کرتے تھے، لیکن اب ایسی شامیں ہر مہینے کئی کئی ہونے لگیں کہ جب کلب والے ڈاکٹر لطفی کا بے سود انتظار کرتے رہتے تھے۔ اب انہیں ورزش سے بھی کوئی لگاؤ باقی نہ رہا تھا۔

لطفی کے اس تغیر کا زبیری کے دل پر بہت اثر تھا۔ زبیری ایک بہت کامیاب بیرسٹر تھے اور تقریباً بیس سال سے ڈاکٹر لطفی سے ان کے بہت ہی گہرے تعلقات چلے آتے تھے۔ انہیں لطفی سے سچی محبت تھی، اور اب اس خیال نے انہیں بہت ہی آزردہ کر دیا کہ لطفی کی غمگینی کی ابتدا ان کے اس سوال ۔۔ سے ہوئی تھی جو اس روز انہوں نے شادی کے متعلق لطفی سے کیا تھا۔ بار بار ان کا دل یہ کہتا تھا کہ لطفی کے کنوارا رہنے میں کوئی خاص راز ہے، اور بے اختیار ان کا جی چاہتا تھا کہ کسی طرح اس راز کو معلوم کر کے اگر ممکن ہو تو اپنے دوست کے دل سے بوجھ ہلکا کروں۔ لیکن پہلی ہی مرتبہ کی اس کوشش کا نتیجہ بقدر تکلیف دہ نکلا تھا کہ اب اس سلسلے میں کچھ کرنے کی ان کی ہمت نہ پڑتی تھی وہ دیکھتے تھے کہ لطفی برابر گھلتا چلا جا رہا ہے۔ انہیں محسوس ہوتا تھا کہ کوئی غم ان کے دوست کو کھائے جا رہا ہے، لیکن وہ صبر کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھتے رہنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکتے تھے اور اپنی اس مجبوری اور معذوری پر گھٹ گھٹ کر رہ جاتے تھے۔ مختلف طریقوں پر انہوں نے لطفی کا دل بہلانا چاہا اور بے انتہا کوشش کی کہ کھیل تماشوں، رقص و سرور کے جلسوں، یا سینماؤں اور تفریح گاہوں کی سیر۔ ان کے دوست کا دل اپنی طرف متوجہ کر لے لیکن ہمیشہ یہی دیکھا کہ سیر گاہوں سے وہ افسردہ واپس آیا اور سینما سے نیم مردہ۔ زبیری نے اب خاص طور سے خیال رکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ ایسے ڈرامے جن کا انجام ناکامی اور مایوسی ہو ڈاکٹر لطفی کے دل پر بہت اثر کیا کرتے تھے۔ اندھیرے میں وہ بیٹھا ہوا نہایت خاموشی کے ساتھ آنسو بہاتا رہتا تھا اور ڈرامے کے ختم پر جب گھر کو لوٹتا تھا تو اس کی حالت بہت ہی خراب ہوتی تھی۔ تفریح کے یہ الٹے اثرات دیکھکر مجبوراً زبیری نے اسے لیجانا چھوڑ دیا۔

ڈاکٹر لطفی نے بہت بڑی دولت پیدا کی تھی، اور اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اس کے پاس کم سے کم تین چار کروڑ روپیہ موجود ہے۔ زبیری نے دیکھا کہ اب لطفی کو دولت سے بھی کوئی دلچسپی باقی نہ رہی، اور وہ بالکل بے ضرورت اور فضول اپنا اندوختہ اندھا دھند لٹانے لگا۔ جب کسی موقعہ پر وہ دس بیس ہزار روپیہ اس طرح لٹا دیتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سے اسے ایک گونہ فرحت اور مسرت حاصل ہوئی ہے۔ زبیری کا دل چاہتا تھا کہ اسے منع کرے لیکن یہ دیکھکر کہ اس سے اس کا دل کسی قدر بہلتا ہے اس نے کچھ نہ کہا۔ زبیری نے آخری علاج کے طور پر یہ چاہا کہ لطفی کو شراب نوشی اور اس کے نشہ میں خود فراموشی کی لذت سے آشنا کر دے مگر شراب پینے پر لطفی کبھی آمادہ نہ ہوا۔ اس نے ہمیشہ یہی کہا کہ غم غلط کرنے کی

تھک کر انہیں اٹھانے دوڑے، لیکن اس عرصہ میں انہوں نے سوچا کہ ان کی بیوی بھی وہ مریضہ بھی سے بہوش ہو گئی تھیں، اور جس دورے سے ابھی افاقہ ہوا تھا اسی میں پھر مبتلا تھیں، نواب صاحب نے فوراً زبیری کو اندر بلوایا۔

نواب صاحب! دیکھئے تو یہ ڈاکٹر صاحب کو کیا ہو گیا۔ مریضہ کی نبض بھی نہ دیکھنے پائے تھے کہ یکایک بیہوش ہو کر گر پڑے۔ خدا کے لئے کچھ بتائیے میں کیا کروں۔ اسی وقت سے مریضہ کو بھی وہی دورہ پھر پڑ گیا ہے۔

زبیری نے ڈاکٹر لطفی کی نبض دیکھی، اور پھر یہ سوچ کر کہ اب انہیں دہلی ہی لے چلنا بہتر ہوگا انہوں نے نواب صاحب سے یہ بہانہ کر دیا کہ کچھ عرصے سے ڈاکٹر لطفی کی صحت اچھی نہیں رہتی تھی اسی لئے مطب میں بیٹھنا بھی تقریباً چھوڑ رکھا تھا۔ آپ کے تار کا جواب بھی انکار ہی میں دینا چاہتے تھے مگر میں نے بہت زور دیا کہ ذرا باہر کی ہوا کھا لو گے چلے جاؤ تو وہ آ گئے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر نے ان کے قلب پر کچھ برا اثر کیا۔ آپ دو ایک آدمی مجھے دیدیں تو میں انہیں موٹر میں لٹا دوں اور پھر جلد سے جلد دہلی پہونچکر انکا علاج کراؤں۔ اگر ان کی طبیعت سنبھل گئی جیسی کہ مجھے امید ہے تو انشاءاللہ کل یا پرسوں پھر آ کر یہ مریضہ کو دیکھ لیں گے۔ اس عرصہ میں آپ کسی اور اچھے ڈاکٹر کو بلا لیجئے۔

چار آدمیوں نے ہاتھوں پر اٹھا کر ڈاکٹر لطفی کو موٹر میں ڈالا اور زبیری تیز سے تیز رفتار سے موٹر لیکر دہلی آ گئے۔ ڈاکٹر لطفی کو انکے بستر پر لٹا کر شہر کے بہترین ڈاکٹروں کو ٹیلیفون سے خبر دیدی گئی۔ پندرہ منٹ کے اندر تین نہایت ہی قابل ڈاکٹر مریض کے معائنے سے فارغ ہو کر باہم مشورہ کر رہے تھے۔

تقریباً کوئی چھ گھنٹے کے بعد ڈاکٹر لطفی کو ہوش آیا۔ انہوں نے آہستہ آہستہ آنکھ کھولی۔ زبیری انکے پلنگ کے برابر کرسی ڈالے بیٹھے تھے۔ یہ دیکھ کر کہ لطفی کو ہوش آ چلا ہے انہوں نے آہستہ سے پوچھا کیسی طبیعت ہے۔

ڈاکٹر لطفی نے اشارہ سے پانی مانگا، اور پھر کوئی آدھ گھنٹے تک خاموش پڑے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے زبیری کو اپنے پاس بلایا، ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر دبانے کی کوشش کی اور آنسوؤں کے ابلتے ہوئے چشمے کو بمشکل روک کر کہنے لگے۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے شادی نہ کرنے کا سبب اگر تم آج نہیں سنو گے تو پھر کبھی نہ سن سکو گے ——— کچھ عجیب اتفاق ہے کہ میرا یہ قول صرف بحرف سچ ہو گیا ——— کل تک اس کا سنانے والا دنیا میں کوئی نہ ہو گا ——— فضول باتیں نہ کرو مجھے اپنی حالت اچھی طرح معلوم ہے ——— یہ عرف میں نے سنبھالا لیا ہے میں اب بچ نہیں سکتا۔ میرے دماغ کی رگ پھٹ گئی ہے ——— شاید ڈاکٹروں نے تمہیں بتایا ہوگا ——— مجھ سے تم یہ کیوں —۔ کہتے ہو اس قسم کی تسلیوں کی مجھے ضرورت نہیں ہے ——— میں مرنے سے ذرا بھی نہیں ڈرتا ——— اور دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے بھی نہیں کہ جس کے لئے میں زندہ رہنا چاہوں۔ اب میری کمزوری بڑھ رہی ہے ——— تم مجھے بغیر میرا قصہ سن لو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں میرے شادی نہ کرنے کا سبب معلوم ہو جائے ——— آج سے پورے چھبیس برس پہلے ——— دیکھو زبیری یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اس قصہ کی ——— ابتدا بھی سولہ اپریل کو ہوئی تھی اور ——— اس کا اختتام بھی آج سولہ ہی اپریل کو ہو رہا ہے ——— ہاں تو چھبیس سال پہلے جب میں انگلستان سے واپس آ رہا تھا تو بمبئی سے ——— میرے ہمراہ تین شخص اور سفر کر رہے تھے ——— ان تین میں ایک ادھیڑ عمر کے بہت حسین و جمیل مرد تھے ——— ایک ان کی بیوی اور ایک ——— ان کی نوجوان صاحبزادی ——— ہم چاروں دوسرے درجے میں سفر کر رہے تھے ——— اس خیال سے کہ عورتوں کو میری

میں چڑھے

لطفی (ہنس کر) اچھا تمہاری مرضی۔ لیکن یہ سمجھ لو کہ اگر آج تم نے یہ گھڑی گزار کے [illegible] سبب مجھ سے نہ سن لیا تو پھر کبھی سننے کو نہیں ملے گا۔

زبیری:- کچھ پروا نہیں۔ مجھے اس سبب کے معلوم کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم میرٹھ کے بالکل قریب آ پہنچے۔

لطفی:- ہاں۔ اب شہر زیادہ سے زیادہ دو میل ہوگا۔

موٹر نواب شجاع الدین کی کوٹھی پر رکی۔ نواب صاحب خود دوڑے ہوئے استقبال کیلئے آئے اور زبیری اور ڈاکٹر لطفی کو ملاقات کے کمرے میں لے گئے۔

لطفی:- مریضہ کا اب کیا حال ہے؟ میں نے تو آنے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگائی۔ بس جیسا بیٹھا تھا تار ملتے ہی بیگ اٹھا چلا آیا۔

شجاع الدین:- مریضہ اس وقت تو اپنے ہوش میں ہے۔ میں ابھی آپ کو اس کے کمرے میں لئے چلتا ہوں۔ آپ نے واقعی تشریف لانے میں ہماری توقعات سے بھی کہیں زیادہ جلدی کی۔ مریضوں کے ساتھ آپکی انہی ہمدردیوں نے تو آپ کو اسقدر ہردلعزیز بنا دیا ہے۔

زبیری:- ورنہ "عالم بالا کی شعر فہمی" تو ہمیں اچھی طرح معلوم ہے۔

سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ گذشتہ چھ مہینے میں یہ آج پہلا موقع تھا کہ ڈاکٹر لطفی کو اس طرح ہنسی آئی تھی۔

اتنے میں چائے آ گئی اور نواب صاحب کے اصرار پر زبیری اور لطفی نے چائے پی۔

نواب صاحب:- آپ اطمینان سے ناشتہ کریجیے۔ خدا کا شکر ہے کہ مریضہ آپ کے قدموں کی برکت ہی سے تقریباً بالکل اچھی ہو گئی ہے۔

ناشتے کے بعد زبیری اسی جگہ بیٹھے رہے اور ڈاکٹر لطفی مریضہ کو دیکھنے کے لئے مکان کے زنانہ حصے میں پہونچے کمرہ نہایت پر تکلف طریق پر آراستہ تھا۔ ہر چیز سے نفاست پسندی اور سلیقہ مندی ظاہر ہو رہی تھی۔ کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اور ٹھنڈی ہوا پائیں باغ کے پھولوں کی خوشبو سے لدی ہوئی خوب آزادی کے ساتھ آ رہی تھی۔ کمرے کی شمالی دیوار کے قریب ایک بہت خوبصورت مسہری بچھی ہوئی تھی۔ اور اس پر مریضہ ایک ہلکی سی دُلائی اوڑھے لیٹی ہوئی تھی۔ نواب صاحب نے پہلے تو مسہری کا پردہ اٹھا دیا اور اس کے بعد یہ کہکر کہ حکیم اور ڈاکٹر سے پردہ نہیں ہوا کرتا مریضہ کے منہ سے دُلائی بھی ہٹا دی۔

کسی قدر شرما کر مریضہ نے جلدی سے منہ دیوار کی جانب پھیر لیا اور ڈاکٹر لطفی کی نگاہیں چہرہ کے صرف اس حصہ پر پڑیں کہ جو منہ پھیر لئے جانے کے باوجود نظر کے سامنے تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ مریضہ حد سے زیادہ لاغر اور ضعیف ہے۔ رخسار پر کہیں خون کا نام تک نہ تھا۔ اور بادی النظر میں ڈاکٹر لطفی کو بالکل ایسا معلوم ہوا کہ جیسے وہ کسی دق کے مریض کی بے جان لاش کو دیکھ رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ اسی طرح کہ جیسے میت کا احترام کیا جاتا ہے وہ آگے بڑھے اور اپنا سینہ بیگ ہاتھ میں لئے ہوئے مسہری کی پٹی پر بیٹھ گئے۔

خدا جانے لطفی کے بیٹھنے سے چونک کر یا کسی اور خیال سے مریضہ نے یکایک اپنا منہ اس سمت کو پھیرا اور اب ڈاکٹر لطفی کی نگاہ مریضہ کے پورے چہرے پر پڑی۔

بے اختیاری کے عالم میں "ہائیں!" لطفی کے منہ سے نکلا اور وہ بے ہوش کر مسہری سے نیچے گر پڑے۔ نواب چھا

یوں تو غیر معمولی طور پر خوش تھا ——— تمہیں بھی تعجب تھا ——— ادھر میں بھی
حیران تھا ——— مگر کسے خبر تھی کہ تاریخ اپنے آپ کو ——— دُہرانا چاہتی ہے
کسے معلوم تھا کہ نواب شجاع الدین آہ! میرا سر بہت بھاری ہو گیا
ہاں مختصر یہ کہ مریضہ کے چہرے ——— پر نظر پڑتے ہی ———
میرے دماغ میں بجلی کا سا ایک ——— دھکہ لگا ——— میرے محبت کے خواب کی ———
——— تعبیر میرے سامنے تھی ——— بیہوش ہونے سے پہلے ہی مجھے محسوس ———
——— ہو گیا تھا ——— کہ میرے دماغ ——— کی شریاں ——— پھٹ
گئی ہے ——— لا الہ الا ———

دوسرے روز صبح کو نواب شجاع الدین صاحب کا تار پھر آیا جس میں لکھا تھا کہ مریضہ اپنے اس دورے سے جانبر نہ ہو سکی اور شام کے وقت انتقال کر گئی اس لئے ڈاکٹر لطفی اب تکلیف نہ کریں۔

جوگی کی وجہ سے تکلیف نہ ہو میں نے اپنا بستر اوپر والی نشست پر لگا لیا تھا ——— نواب صاحب
کے ساتھ کئی ایک نوکر چاکر تھے اور انہی کی گفتگو کے دوران میں مجھے معلوم ہوا کہ ——— میرے
ہم سفر علیگڑھ کے کوئی بڑے رئیس ہیں ——— بمبئی کی سیر کے لئے آئے تھے اور واپس علیگڑھ
جا رہے تھے ——— نواب صاحب بہت خوش خلق آدمی تھے اور ——— انکے
ساتھ سفر بہت لطف سے کٹا ——— دہلی پہونچنے سے کچھ پہلے میری آنکھ رات کے کوئی تین بجے
——— آپ ہی آپ کھل گئی ——— میں کروٹ سے سو رہا تھا اور میرا منہ سامنے کی
نیچے والی ——— نشست کی طرف تھا ——— گاڑی کا لیمپ پوری تیزی کے ساتھ جل
رہا تھا ——— غالباً نواب صاحب اس کا غلاف چڑھانا سوتے وقت بھول گئے تھے ———
ممکن ہے میری آنکھ بھی اسی وجہ سے کھل گئی ہو ——— میں تیز روشنی میں سونے کا عادی نہ تھا ———
——— آنکھ کھلنے پر جو کچھ میں نے دیکھا اسے تمام عمر ایک لمحے کے لئے بھی نہ بھلا سکا ——— نواب صاحب
کی صاحبزادی سامنے والی نشست پر سو رہی تھیں ——— اور میں سچ کہتا ہوں کہ
میرے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ گیس کے گلوب سے روشنی ان کے چہرے پر پڑ رہی تھی یا ———
——— ان کے چہرے کے عکس سے گلوب روشن تھا ——— میں سیدھا یورپ سے چلا
آرہا تھا اور ——— میری نگاہیں لندن اور پیرس کے حسن سے خیرہ تھیں ——— لیکن
انہیں دیکھکر بالکل ایسا محسوس ہوا ——— کہ اب تک جو کچھ دیکھا تھا ——— وہ سب صرف
نقلیں تھیں ——— حسن کی اصلی تصویر دنیا میں بس ایک وہی ——— تھی کہ جسے دیکھنے کا فخر مجھے
اس وقت حاصل تھا ——— میں خاموش لیٹا دیکھتا رہا اور ——— تھوڑی دیر
بعد مجھ پر یہ حقیقت ——— کھلی کہ لیمپ کی روشنی میرے چہرے پر بھی ———
پڑ رہی تھی اور وہ بھی ——— ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھ رہی تھیں ——— ذرا سا
پانی دو، اب کمزوری بہت بڑھ چلی ——— ہم دونوں میں کوئی گفتگو نہ ہوئی ———
——— پانچ بجے کے قریب ——— ان کی والدہ نے ——— کروٹ لی اور انہوں
——— نے اپنا منہ چھپا لیا ——— صبح چھ بجے دہلی کا اسٹیشن آگیا ———
——— ہم لوگ جلدی جلدی اتر رہے تھے کہ یکایک ——— ایک سیاہ برقعے میں سے ———
——— ایک بے حد خوبصورت ہاتھ نکلا اور ——— چپکے سے ایک پان میری ———
——— طرف بڑھا دیا گیا ——— میں نے بڑے شوق سے وہ پان لے لیا ——— دیکھو
زبیری جلدی سے ——— میرے گلے سے یہ تعویز کھول لو، ڈورا کاٹ دو ———
دیر نہ لگاؤ بھائی جلدی سے اسے ادھیڑ ڈالو ——— یہ مجھے دو، لاؤ، دیر نہ لگاؤ ———
——— آہ! یہی ہے وہ پان جو چھبیس برس سے میرے سینے سے ——— لگا رہتا ہے ———
——— آج میں اسے کھاؤں گا ——— لوگ غسل دیتے وقت اسے ———
——— میرے منہ سے نکال دینگے ——— اگر رہنے دیتے تو میری روح کو بہت
——— سکون رہتا ——— ان بھائی زبیری مجھے کبھی نہ معلوم ہو سکا
——— کہ وہ نواب صاحب کون تھے اور ——— نہ کسی طرح اس دشمنِ صبر و قرار کا کچھ
——— پتہ چل سکا ——— آج جب میں میرٹھ ——— گیا

جسمانی کا پیدا شدہ زہر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد معدہ میں بے حسی پیدا کر دیتا ہے جس کے باعث خون کے دوران میں رکاوٹ کی حرکت کمزور و ناتواں اور اعصاب کی قوت مدافعت مضمحل ہو جاتی ہے۔ اور طرح طرح کے عوارض ستانا شروع کر دیتے ہیں۔ تمباکو کے مضر صحت ہونے میں کسی کو شک نہیں لیکن افسوس کہ آدھی دنیا اس موذی چیز کو نہیں چھوڑتی۔ کیونکہ ان کا دماغ بھی ماؤف ہو جاتا ہے۔ اور وہ باوجود ارادہ کرنے کے اسے نہیں چھوڑ سکتے +

انسان کی کھال کیا کام دیتی ہے

ڈاکٹر الفریڈ جی جاڈسن **Dr. Alfred C. Jodson** ایک ممتاز امریکی ڈاکٹر انسان کی جلد بابت تحریر کرتے ہیں ــ

صحت انسانی کے ساتھ جلد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ ہمارے جسم کے ایک بڑی ڈھال ہے اور ہماری اندرونی مشینری کی حفاظت کے لئے ایک بڑا پیکنگ ہے۔ بلکہ درجہ حرارت کی رفتار۔ گرمی۔ سردی کے تناسب اور جسم حسب ضرورت حرارت پہنچانے کیلئے قدرت نے اس کو عجیب و غریب کام سپرد کر رکھا ہے۔ جن جانوروں کا خون سرد ہو مثلاً رینگنے والے جانور اور مچھلیاں اُن کی کھال میں یہ احساس و طاقت نہیں ہوتی۔ اُن کے جسموں میں وہی کم حرارت رہتا ہے۔ جو ان کی کھال ماحول کے اعتبار سے محسوس کرتی ہے۔ خواہ پانی ہو یا ہوا۔ گرمیوں کے زمانہ میں انکا جسما درجہ حرارت بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ موسم گرما میں بہت زیادہ کام کرنے والے اور سعی کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہر وقت حرکت و عمل میں مصروف دکھائی دیتے ہیں لیکن سردیوں میں ان پر نسبتاً زیادہ جمود و تعطل طاری ہو جاتا ہے اور اگر درجہ حرارت لوکنگی کم ہو تو وہ بالکل مضمحل و ناتواں ہو جاتے ہیں + دودھ پلانے والے جانور، جن میں حیوان ناطق یعنی انسان بھی شامل ہے، اور دیگر حیوانات جن کے خون گرم ہوتے ہیں۔ موسم کے درجہ حرارت کو قبول تو کرتے ہیں مگر زیادہ نہیں۔ ان کے جسموں میں جو اندرونی حرارت ہوتی ہے وہ بیرونی ٹمپریچر کو بہت کم قبول کرتی ہے۔ ان کے خون میں وہی ٹمپریچر قائم رہیگا جو قدرتاً ہونا چاہیئے۔ خواہ موسم گرما ہو یا سرما۔ یہی وجہ ہے کہ سردیوں کے زمانہ میں بھی انکے دل و دماغ اور اعصاب اسی طرح کام کرتے رہتے ہیں جس طرح گرمیوں میں کام کرتے ہیں۔ یعنی ان پر جمود و تعطل طاری نہ ہوگا +

ان حیوانات میں (اور انسان میں بالخصوص) جلد بہت کام کرتی ہے۔ اور درجہ حرارت کو محسوس کرنے میں بہت حساس واقع ہوئی ہے۔ کھال کے نیچے ایک بہت باریک تہہ ہوتی ہے جہاں باریک باریک ریشے۔ خلایا۔ خون کی نالیاں ریشوں کے بھرے ہوتے ہیں۔ جو خون کے دوران کو ترتیب و تنظیم کے ساتھ رکھنے اور ہر عضو تک خون کی ضروری مقدار پہنچانے میں مدد دیتے ہیں۔ جونہی جلد کو سردی محسوس ہوئی اور یہ نالیاں سکڑیں اور خون پر فوراً اس کا اثر ہوا۔ اور درجہ حرارت بھی کم ہو گیا۔ جونہی جلد نے گرمی محسوس کی اور نالیوں نے اُبھرنا شروع کیا۔ فوراً جسم میں حرارت محسوس ہوئی۔ غرض کھال ہمارے جسموں کی صحت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔ مسامات کو بالکل صاف رکھنا اور جلد کو ہر قسم کی آلائش سے پاک رکھنا عمدہ صحت کی ضمانت ہے +

وزن گھٹانیکے دوران میں غذا

ڈاکٹر جان ہاروپ جو ہاپکنس یونیورسٹی کے ایک استاد ہیں اس تحقیق کے ذمہ دار ہیں کہ وزن گھٹانے کیلئے اصلاح شدہ دودھ بہترین غذا ہے۔ آپ نے "امریکن جرنل آف میڈیکل ایسوسی ایشن" میں لکھا ہے

تمباکو کے زہر کا اثر اعصاب پر

نکوٹین Nicotine تمباکو کے زہر کا نام ہے۔ اور انسانی تندرستی کے لئے بہت ہی مضر چیز ہے تمباکو کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۵۵۹ء میں جین نکوٹین نامی ایک عطار نے اس بات کا پتہ چلایا تھا کہ سرطان اور اکثر امراض بالخصوص پلیگ کے لئے تمباکو کا زہر مفید ہے۔ اس ہی کے نام پر اس زہر کا یہ نام پڑ گیا۔

نکوٹین تمباکو کا جوہر ہے اور تمباکو میں ایسی چیز کا مزہ ہوتا ہے۔ بہت زود اثر زہر ہے۔ اور انسانی صحت پر بہت برا اثر کرتا ہے۔ جب اس کا دھواں نکلتا ہے تو کل نکوٹین کی (۵۰) فیصدی مقدار اس میں شامل ہوتی ہے اور اس مقدار کی (۶۶ ر ۷) فی صدی مقدار گلے اور ناک کے ذریعہ جذب ہو جاتی ہے۔ اور ۸۸ فیصدی جوہر پھیپھڑوں میں پہنچ جاتا ہے ایک سگریٹ پینے سے کل نکوٹین کا ۱/۲۵ یا ۱/۴ گرین انسانی جسم میں پہنچ جاتا ہے۔ سگار اور پائپ میں اس کی مقدار اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ڈاکٹر بامبرجر Dr. Baumberger کے نزدیک تمباکو کے دھوئیں میں (۳۷۵ ر ۰) فیصدی نکوٹین میں ضرور شامل ہوتی ہے۔ اور انسانی صحت کے لئے مہلک اثر ظاہر کرنے کے لئے نکوٹین ایک گرین کافی مقدار مانی گئی ہے۔

زبان پر مسلسل سلسلاہٹ اور میٹھی میٹھی کھجلی کا ہونا۔ گلے میں خراش رہنا۔ مرچوں کی سی ہلکی تیزی سانس کی نالی میں محسوس ہونا اس بات کی علامت ہے کہ نکوٹین کا زہر اپنا اثر کر رہا ہے۔ اور اگر یہ چیز قائم رہی تو زبان میں ضرور سرطان پیدا ہو جائے گا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ لوگ گلے سے دودکش کا کام لیتے ہیں۔ حالانکہ وہ صرف قدرت کے کارخانہ کے فضولات باہر نکالنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

ڈاکٹر فسک Dr. Fisk نے بہت سے تمباکو نوشوں کا معائنہ کیا تھا جن میں معمولی مریض بھی شامل تھے۔ اور بہت زیادہ تمباکو پینے والے بھی تھے ان کی تحقیق ہے کہ (۱۵) فیصدی سے زیادہ لوگ دانتوں کی خرابی میں مبتلا پائے گئے (۱۳) فیصدی مریضوں کے مسوڑھوں میں سوراخ پائے گئے۔ (۲۷) فی صدی لوگ پائیریا کے موذی مرض میں گرفتار تھے۔ ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے حلق۔ دانت اور گلے کے تمام جوارح کے لئے تمباکو کے استعمال قطعی مضر ہے۔ اور نکوٹین کا یہ خیال کہ مرض سرطان کے لئے اس کا جوہر مفید نتائج پیدا کرتا ہے۔ بالکل غلط تھا بلکہ وہ پھیپھڑوں کے لئے مضر ہے۔ اور سرطان کے پیدا کرنے کا موجب بھی ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر بارکر Dr. Barker نے (۳۵۰) تمباکو نوشوں کے خون کا امتحان کیا اور پتہ چلایا کہ خون کے زیادہ دباؤ کا مرض ان لوگوں میں زیادہ تھا جو چاول کے بنے ہوئے کاغذ کا سگریٹ بنا کر پیتے تھے ان لوگوں کا دل بہت کمزور تھا جو ناک سے دھواں نکالتے تھے ان کی شریانیں بہت ماؤف تھیں۔ جو سگار پیتے ہیں ان کا بیان ہے کہ تمباکو کا زہر اعصاب کو رفتہ رفتہ ماؤف کرتا رہتا ہے اور آخر کار تمام نظام پر

ہوگا۔ پس طبیب کا فرض ہو کہ وہ اِس امر کا اندازہ لگائے کہ بالوں کی خرابی کا اصل باعث کیا ہے۔ عام صحت کا کیا حال ہے۔ بالوں کے امراض دُور کرنے سے پہلے ہمیں صحت کی درستی اور اصل مرض کی جڑ دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خون کا امتحان کرنا چاہیئے۔ اور عصبی نظام کی بھی پُوری تفتیش ہونی چاہیئے۔ اور اصل خرابی معلوم کر کے اُسے دُور کرنے کی طرف پہلی توجہ ہونی چاہیئے۔ بیرونی استعمال کی چیزیں کیا فائدہ دینگی۔ جبتک اندرونی نقائص موجود اور باقی رہیں۔ جب اندرونی امراض نقائص کا علاج ہو جائے تو بیرونی استعمال کی چیزیں بھی دی جا سکتی ہیں +

گنج کے معاملہ میں یہ بات بخوبی معلوم ہو چکی ہو کہ دماغ کی خشکی یا بہت تری گنج پیدا کرتی ہو۔ اس لئے کھوپری کو نہ تو ہروقت تیل سے چپڑا رکھا جائے اور نہ خشک حالت میں مہینوں کے لئے چھوڑا جائے۔ بلکہ مناسب اوقات میں عمدہ روغن کا استعمال دماغ کی خشکی کو دُور کرتا رہیگا۔ اور بالوں کا کبھی مرض نہ ہوگا۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہو کہ دماغ کو زیادہ خشک رکھنے کی نسبت چکنا رکھنا زیادہ خراب نہیں۔ خشکی بہت نقصان دہ چیز ہے اور ہر بالوں کے مریض کو اس بات کا دھیان رکھنا چاہیئے۔ بالخصوص دماغی کام کرنے والوں کو جو دماغ کے تیل کو آنکھوں کے ذریعہ جلاتے رہتے ہیں اپنے دماغ کی قوت برقرار رکھنے کا ہروقت خیال رکھنا چاہیئے +

خشک میوے

خشک میووں میں نہ صرف چربی کے اجزا زیادہ ہوتے ہیں بلکہ البیومن کی مقدار بھی بہت کثرت کیساتھ پائی جاتی ترکاریوں اور پھلوں میں پانی کی مقدار ۹۰ فی صدی پانی اور ۰۰ فیصدی گوشت کے اجزا پائے جاتے ہیں لیکن خشک میووں اور گریوں میں پانی بہت ہی قلیل مقدار میں ہوتا ہو۔ یعنی ۵ فیصدی سے زیادہ نہیں پایا جاتا باقی تمام چربی انڈے کی زردی، نمک اور نشاستہ ہوتا ہے۔ جو انسانی صحت کے لئے بہترین مقوی عناصر ہیں البیومن نہایت عمدہ اصاف حالت میں پایا جاتا ہو۔ چربی کی مقدار کی وجہ سے نہیں بلکہ البیومن کی باعث خشک میوے اور گریاں، گوشت انڈے مچھلی اور پنیر کا بہترین نعم البدل ہیں اور ان کے ساتھ گریوں کا استعمال اور بھی مفید ہو۔ اگر یہ چیزیں چھوڑ کر صرف خشک میوے ہی استعمال کئے جائیں تو جسم بہت توانا ہو جائیگا۔

بادام۔ چلغوزہ۔ پستہ اور دیگر خشک میوے جاڑوں میں اکثر کھائے جاتے ہیں اور ہندوستان میں ان کو مختلف طریقوں سے حلووں میں ملا کر کھانے کا بھی رواج ہے +

شربت مدرّ

ایام ماہواری کی کمی اور بندش کو رفع کرتا ہے، ایام ماہواری کھلکر لاتا ہے اور اُسکے فعل کو باقاعدہ کرتا ہے۔ سدوں کو کھولتا ہو اور فضلات رحم کو خارج کرتا ہے۔ پیڑو کے درد کو رفع کرتا ہے۔ ایام ماہواری کی خرابی سے رفتہ رفتہ طرح طرح کے امراض پیدا ہو کر تندرستی کو نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس لئے اسکے علاج سے غافل نہ رہنا چاہیئے۔ فی شیشی عہ

ترکیب استعمال۔ ایکتولہ یہ شربت دس تولہ پانی میں گھول کر یا مناسب بدرقہ کیساتھ استعمال کریں۔

مینیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دھلی

کہ میں نے ۱۰۰ مریضوں کو جو ذیابطیس میں مبتلا تھے یہ غذا کھانے کو بتائی۔ جس سے ان کو بہت فائدہ ہوا۔ ان کی چربی کم ہونے لگی۔ آپ لکھتے ہیں :-

"یہ غذا اس لئے زیادہ قابل سفارش ہے کہ بہت کم قیمت ہے۔ اور نہایت لذیذ ہے۔ ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہے۔ فوراً تیار ہو جاتی ہے۔ نمک کے اجزا اس میں کم ہیں۔ نشاستہ کے اجزا اس میں زیادہ ہیں اور مریض کے لئے بہترین ذریعہ آرام ہے۔"

ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ دس روز سے دو ہفتہ تک یہ غذا مریض کو استعمال کرائی جائے۔ روزانہ چھ کیلے اور چار گلاس دودھ جس میں بالائی نہ ہو۔ مریض استعمال کرے۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو دو کیلے کم کر کے دو انڈے بھی مریض کو دئے جا سکتے ہیں۔ اور ٹھنڈی ترکاریاں بھی کھلائی جا سکتی ہیں۔ بے پکی ہوئی سبزیاں کبھی کبھی ضرور کھلانی چاہئیں۔ اس سے جسم کا وزن گھٹ سکتا ہے۔ جن چیزوں میں پروٹینز زیادہ اور چکنائی کے اجزا اور کاربوہائیڈریٹ کا عنصر کم ہو عام طور پر ضرور کھلانا چاہیئے۔ جب تک وزن کم نہ ہو۔ غذا کی یہ احتیاط جاری رکھنی چاہیئے۔

وزن گھٹانے کے سلسلے میں یہ بات رکھنی چاہیئے کہ ایک ہفتہ میں ایک سے دو پونڈ تک وزن کم ہو تو مناسب ہے۔ اس سے زیادہ کمی مضر ثابت ہوگی۔ یا زیادہ سے زیادہ دس گیارہ پونڈ فی ماہ کم کیا جائے۔ بہر حال اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی مرضی اور مریض کی حالت پر مبنی ہے +

وزن گھٹانے کے لئے غذا کا روزانہ پروگرام!

ناشتہ :- آب انگور دو اونس۔ انڈا ایک عدد یا ایک گلاس دودھ بغیر بالائی +

دوپہر کا کھانا :- سبزی کا کھانا جس میں چکنائی حتی الوسع کم ہو۔ انڈے۔ لیمن جوس لال گیہوں کی روٹی اور دہی۔

رات کا کھانا :- ترکاریوں کا شوربہ۔ پنیر۔ کسی قسم کے بیج۔ ابلی ہوئی گاجر کی قاشیں نمک کیسا۔ چقندر کا سالن۔ اور موٹے آٹے کی روٹی +

بالوں کا تعلق انسانی صحت سے

ڈاکٹر ڈی ای۔ پیک Dr. D. E. Peak ایک امریکی طبی جریدہ میں رقمطراز ہیں کہ بہت سے لوگ بالوں کو بیکار اور بے حقیقت چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بالوں کا انسانی جسم اور صحت کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ اگر خورد بین سے بالوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بال جلد کا ایک جزو ہوتے ہیں۔ جلد کے معمولی خلایا آپس میں عمل و رد عمل کرنے کے بعد آخر کار بال جیسی نمایاں ایک چیز پیدا کرتے ہیں لیکن چونکہ بال میں نہ تو شریانیں ہوتی ہیں نہ نظام عصبی اس لئے ان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ اور جس طرح ناخن کاٹنے سے ہم کو کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ بالکل اسی طرح بالوں کے کاٹنے سے بھی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن ہر بال کی جڑ نظام عصبی سے متعلق ہوتی ہے۔ اور جونہی نظام عصبی پر کوئی اثر ہوتا بال اس اثر کو فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ صحت کے ساتھ بالوں کی حالت میں بھی تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اگر عصبی نظام کی پرورش میں خامی پیدا ہو جائے تو بال فوراً اس کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ اگر نزلہ کی زیادتی ہو تو جوانی ہی میں بال سفید ہو جاتے ہیں۔ اگر دماغ میں خشکی بہت بڑھ جائے تو بال گرنا شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ گنج بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

خون کے رقیق ہو جانے کے ساتھ ہی بال خود بھی سو جاتا ہے۔ غرض کوئی بات ہو بالوں پر ضرور اس کا اثر نمایاں

خیالات کے ہمارے خیالات ارفع و اعلیٰ ہوں تاکہ ہونے والے بچوں پر اچھا اثر پڑے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب مرد و عورت ہم صحبت ہوں تو یہ دعا پڑھ لیا کریں۔ اللھم جنبنا الشیطن وجنب الشیطن ما رزقتنا۔ یعنی اے خدا ہمیں شیطان کے مس سے بچا اور جو اولاد ہمیں دے اسے بھی شیطان کے مس سے محفوظ رکھ۔ اس دعا میں گناہ و بداخلاقی سے بیزاری کا اظہار ہے۔

خاندانی امراض و نقائص سے اپنی اولاد کو محفوظ رکھنے کیلئے لازم ہے کہ ہم اپنی صحت کو بہتر بنائیں اور ان امراض کا حتی الوسع ازالہ کرنے کی پوری کوشش کریں جو زوجین میں موجود ہوں اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ موروثی امراض والے خاندان قریبی رشتہ داروں میں شادیاں نہ کریں تاکہ خاندانی اور موروثی امراض سد باب ہو سکے۔

۲ بچے کی تربیت چھوٹی عمر ہی میں ایسی ہونی چاہیئے کہ وہ بڑا ہو کر با اخلاق انسان بنے اور بداخلاقی ابتدا ہی سے پیدا نہ ہو۔

ہمارے رسول پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بچپن ہی سے بچوں کے آداب و اخلاق کی طرف توجہ فرمائی ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام حسن علیہ السلام دو، ڈھائی سال کی عمر میں حضور کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کل بیمینک وکل ممایلیک کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

لیکن ہمارے ملک میں اگر کوئی بچہ سارے کھانے میں بھی ہاتھ ڈال دے اور سارا منہ بھی بھر لے بلکہ ارد گرد بیٹھنے والوں کے کپڑے بھی خراب کر دے تو ماں باپ بیٹھے ہنستے ہیں جن سے ان کا مقصد بچے کو سمجھانا نہیں بلکہ دوسروں کو انکی بدتمیزی کا نمونہ دکھانا اور بچے کو اس عادت پر دلیر کرنا ہے۔

حدیث شریف میں ایک اور واقعہ بھی آیا ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے دہن سے اپنی انگشت مبارک ڈال کر وہ کھجور نکال دی گویا اس سے حسنؓ کو بچپن ہی سے یہ سکھانا مقصود تھا کہ آپ کا کام خود کام کر کے کھانا ہے نہ کہ دوسروں کے لئے بوجھ بننا غرض بچپن کی تربیت ہی وہ چیز ہے جو انسان کو وہ کچھ بناتی ہے جو وہ آئندہ چلکر بنتا ہے پس ماں باپ کا فرض اولین ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کی طرف پوری پوری توجہ رکھیں۔

فرمانبرداری

ابتدا ہی سے بچے کو ایسا فرمانبردار بنانا چاہیئے کہ وہ بغیر چوں و چرا ماں باپ کے حکم کو ماننے لگے فرماں برداری کی عادت بچے کی زندگی کو کامیاب بنانے کا یقینی نسخہ ہے اور اس سے وہ ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے کہتے ہیں کہ ایک بچہ ریل کی لائن پر بے خبر اور نہایت انہماک سے کھیل رہا تھا کہ ٹرین آگئی۔ بچہ ماں باپ کا بہت فرمانبردار تھا جب باپ نے دیکھا کہ بچے کی جان خطرہ میں ہے اس نے بچے کو آواز دی کہ لیٹ جاؤ۔ بچہ باپ کی آواز سنتے ہی بے چون و چرا لیٹ گیا۔ اتنے میں ٹرین پہونچ گئی اور اس کے اوپر سے ایک لحظہ میں گذر گئی لیکن اس فرمانبرداری نے بچے کو ہلاکت سے بچا لیا۔ قرآن کریم میں بھی ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خواب دیکھا کہ آپ اپنے لڑکے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ اس خواب کو وہ اپنے لڑکے سے بیان فرماتے ہیں سبحان اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لڑکے نے فرمانبرداری کا کیا پاک نمونہ دکھلایا ہے۔

"قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔"

ترجمہ۔ حضرت ابراہیم نے "کہا اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ کر رہا ہوں۔ [illegible] ہے۔

تربیت اطفال اور والدین کے فرائض

(حقوق محفوظ)

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی لاہور

ے طفلی و آغوشِ مادر خوش جہانے بودہ است
چوں بپائے خود رواں گشتیم سرگرداں شدیم

پرورش کے ساتھ اولاد کی تربیت بھی ماں باپ کے اولین فرائض میں سے ہے۔ بچے میں نیک و بد اخلاق کی تخم ریزی بلوغت سے بہت پہلے بچپن ہی سے شروع ہو جاتی ہے اور بالغ ہونے پر صرف انہی اخلاق کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ اگر تربیت کی خرابی کی وجہ سے بچپن میں ہی طبیعت کا میلان برائی کی طرف ہو جائے تو خواہ بظاہر وہ بچہ بالکل معصوم ہی کیوں نہ نظر آتا ہو لیکن اس کے اندر برائی کے ارتکاب کا پورا سامان موجود ہوتا ہے۔

پس بچپن ہی وہ زمانہ ہے جب سب سے زیادہ گہری جگہ پکڑنے والے نقش جمتے ہیں۔ چنانچہ تربیت اطفال کا مسئلہ ایک نہایت اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔

بچہ جس طرح اپنی شکل و شباہت میں ماں باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور جیسے بچے کی آنکھ ناک انگلیوں کی بناوٹ بالوں کا رنگ قد و قامت اور چال ڈھال وغیرہ اپنے ماں باپ سے گہری مشابہت رکھتے ہیں یا جس طرح امراض کے قبول کرنے کی استعداد اور بعض امراض کا وجود اسے ماں باپ سے وراثتاً ملتا ہے مثلاً دیوانگی۔ مرگی۔ مالیخولیا۔ فالج۔ ضیق النفس۔ سل و دق۔ آتشک و جذام۔ موٹاپا۔ ذیابیطس رنگ کوری وغیرہ۔

ٹھیک اسی طرح بچے کے اخلاق کی پہلی بنیاد بھی شکم مادر ہی میں پڑتی ہے۔ اور بچہ کا ذہن اپنے ماں باپ کے ان نیک و بد خیالات اور ان کے نیک و بد ارادوں سے شکم مادر ہی میں متاثر ہونے لگتا ہے جو بچے کی پیدائش سے پہلے والدین کے دل میں موجزن ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک دستکار کے لڑکے میں دستکاری اور وکیل یا ڈاکٹر کے بچے میں وکالت یا ڈاکٹری کی زیادہ استعداد موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک بدمعاش اور چور کے بچے میں ارتکاب جرائم اور ایک نیک اور صالح آدمی کی اولاد میں صلاحیت کے اکثر اوصاف ملتے ہیں۔

پیدائش کے بعد بچے کی تربیت ایسے نامعلوم طریقہ سے شروع ہو جاتی ہے کہ ناسمجھ انسان تو اسے محسوس تک نہیں کرتا۔ حالانکہ بچے کے قلب پر ہر بات کا ایک گہرا نقش ہونے لگتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ بچہ فطرت صحیح پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ ہی اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں اور ماں باپ ہی اسے ہندو مسلمان یا سکھ بھی بناتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب بچہ بالغ ہوتا ہے تو ماں باپ اسے مندر یا مسجد میں لے جا کر ہندو یا مسلمان بناتے ہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کے اعمال و خیالات کی نقل کر کے اور ان کی باتوں سے متاثر ہو کر وہی کچھ بنتا ہے جو کچھ کہ اسکے ماں باپ ہوتے ہیں۔

بچپن کے ہی یہ تاثرات پھر ایسے راسخ ہو جاتے ہیں کہ انسان اپنے خیالات کو ہی صحیح سمجھنے لگتا ہے۔

مسلمانوں کو حکم ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان کہی جائے یہ کوئی منتر یا ٹونا نہیں جو بچے کے کان میں ڈالا جاتا ہو۔ بلکہ اس سے یہ امر واضح کرنا مقصود ہے کہ بچے کی تربیت کا وقت شروع ہو گیا ہے۔

غرض بچے کی تربیت کا زمانہ حقیقت میں رحم مادر ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ شیر خوارگی اور بچپن میں ہی ماں باپ کے اخلاق خیالات اور ان کے مذہب و ملت کو قبول کر لیتا ہے۔ چنانچہ نیک سیرت اور خوش اخلاق بچے حاصل کرنے کیلئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات و ارادوں کو نیک اور پاک رکھیں۔ ہماری نظر وسیع ہو۔ اور بجائے ادنے اور ذلیل

کا بھوپیر کس نے کاٹے ہیں لڑکا سچ بولنے کا عادی تھا فوراً بولا ہاں ابا۔ یہ تو میں نے ہی اپنی آری سے کاٹے تھے۔ باپ نے جب یہ سنا اس کا تمام غصہ فرد ہو گیا۔ غرض سچ بولنے کی عادت بھی ایک نہایت اعلیٰ وصف ہے۔

صفائی

والدین کا تیسرا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے بچے کو صفائی پسند بنانے کی کوشش کریں اس سے صحت اور اخلاق پر نہایت اثر پڑتا ہے چنانچہ بچے کو نہایت محبت اور پیار سے سمجھانا چاہیئے کہ وہ اپنا بدن اور لباس پاک وصاف رکھے۔ غلاظت اور گندگی سے علیحدہ رہے۔ غلیظ پھلوں اور مکھیوں سے بھن بھناتی مٹھائیوں سے اجتناب کرے۔ کسی کا پس خوردہ نہ کھائے۔ صبح سویرے اٹھکر پیشاب و پاخانہ سے فارغ ہو پھر سب سے پہلے وہ غسل کرے یا کم ازکم ہاتھ منہ دھو کر دانتوں اور منہ کو صاف کرے مریضوں کے پاس بلا ضرورت کھڑا نہ ہو، کھلی ہوا اور سورج کی روشنی کو دوست رکھے۔ اپنے ناخن بڑھنے نہ دے اپنے ناک کان اور منہ میں انگلی نہ ڈالا کرے۔ اور نہ ہی وہ اپنے آلات بول و براز کو چھوتا رہے۔ کھانا کھانے سے پہلے التزام کے ساتھ اپنے ہاتھ اور منہ دھو لیا کرے۔

مجھے میاں ایک واقعہ یاد آیا ہے جو بہت ہی سبق آموز ہے ایک دفعہ حضرت والدم حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ اور میرے جد امجد حضرت میاں چراغ الدین صاحب مرحوم ایک دوست کے ہاں ضیافت پر تشریف لے گئے میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ ہمارے قریب ہی ایک اور معزز دوست مع اپنے خوردسال بچے کے بیٹھے تھے۔ کھانے سے پہلے سلفچی لائی گئی اور سب نے ہاتھ دھوئے لیکن بچے کو خورد سال سمجھکر اس کی طرف کسی نے توجہ نہ کی اتنے میں کھانا لایا گیا حاضرین نے کھانا شروع کیا لیکن وہ بچہ بڑے اطمینان کے ساتھ خاموش بیٹھا تھا۔ صاحب خانہ نے دیکھ کر پوچھا برخوردار تم نہیں کھاتے اس نے نہایت متانت سے جواب دیا میں نے ابھی ہاتھ نہیں دھوئے۔ مجلس میں ایک قہقہہ ہوا اور بچے کے ہاتھ فوراً دھلائے گئے۔ میرے دادا صاحب مرحوم اس بچے کی بات سے اس قدر محظوظ ہوئے کہ بچہ کو اٹھا کر گود میں لے لیا۔ اس کا منہ سر چوما۔ پیار کیا اور اس کی حسن تربیت پر صد آفرین کہی اس واقعہ کا اثر آج تک میرے قلب پر ہے۔ غرض خوش تربیت بچے ہر جگہ اپنی عزت کراتے اور پیار لیتے ہیں۔ لیکن بے تمیز بچے کو دیکھ کر خواہ دوسرے بناوٹ سے خوش ہی کیوں نہ ہوں مگر ان کی ہنسی اور پیار میں بھی نفرت اور حقارت کی آمیزش ہوتی ہے اور عقلمند آدمی تو صرف ایسے ہی بچے کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا بلکہ اس کے ماں باپ کو بھی قابل نفریں سمجھتا ہے۔ ؎

بوئے گل لے گئی بیرون چمن راز چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غماز چمن

بزرگوں کا ادب واحترام

از بے ادبی کسے بجائے نہ رسید — در بیست ادب بہر گدائے نہ رسید
سر رشتۂ ملک پادشاہی ادب است — تاجے است کہ جز بپادشاہے نہ رسید

بچوں کو نہایت پیار سے ترغیب دینی چاہیئے کہ وہ بزرگوں کا ادب واحترام ملحوظ رکھیں اور اپنے سے چھوٹے بچوں پر شفقت کرنی سیکھیں اس سے بچے کے اخلاق شستہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی طبیعت حلیم زبان میٹھی اور آنکھ میں حیا و شرم پیدا ہوتی ہے جس سے وہ سب خورد و کلاں میں عزیز القدر ہو جاتا ہے۔ بعض ناعاقبت اندیش مائیں بچوں کی گالیاں سن کر بہت خوش ہوتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ بے تمیز خود سر اور بدزبان ہو جاتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ماں باپ کے منہ پر بچے کو دوسرا شخص کچھ نہ کہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دوسروں کو دلی ایسے بچوں سے بیزاری پیدا ہوتی ہے ؎

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

بعض بچے نہایت لغو اور بیہودہ ہوتے ہیں بزرگوں کا ادب ان میں نہیں ہوتا۔ چھوٹوں سے ہمدردی یا پیار کرنا وہ نہیں جانتے۔ لیکن بعض گھر والوں کے بچے بہت باشعور حلیم طبع منکسر مزاج اور متواضع ہوتے ہیں۔ دوسرے شخص کو بھی بچوں

حضرت اسمٰعیل۔ ”اے ابا! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کو پورا کریں۔ خدا نے چاہا تو میں ثابت قدم رہوں گا۔“
اس واقعہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری کو خانصاحب حفیظ جالندھری نے ایک نہایت دل سوز طور نظم میں بیان کیا ہے جس کے چند شعر ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

وہیں فرطِ خوشی سے سربسجدہ ہو گئے حضرت — تھکے ہارے ہوئے تھے نیند آئی سو گئے حضرت
بشارت خواب میں پائی کہ اٹھ ہمت کا ساماں کر — پئے خوشنودیٔ مولیٰ اسی بیٹے کو قرباں کر

اُٹھا مرسل اسی عالم میں رسی اور تبرے کر — پئے تعمیل چل نکلا خدا کا پاک پیغمبر
پہاڑی پہ سے دی آواز اسمٰعیل ادھر آؤ — یہاں آ کر خدائے پاک کا ارشاد سُن جاؤ
پدر کی یہ صدا سن کر پسر دوڑا ہوا آیا — رکا ہرگز نہ اسماعیل گو شیطاں نے بہکایا
پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے — کتاب زندگی کا اک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں — خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں
سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمان باری پر — زمین و آسمان حیران تھے اس طاعت گذاری پر

کہا فرزند نے اے باپ اسمٰعیل صابر ہے — خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے
ہوئے اب ہر طرح تیار دونوں باپ اور بیٹا — چھری اس نے سنبھالی تو یہ جھٹ قدموں سے آلپٹا
زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بیچارہ — نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ

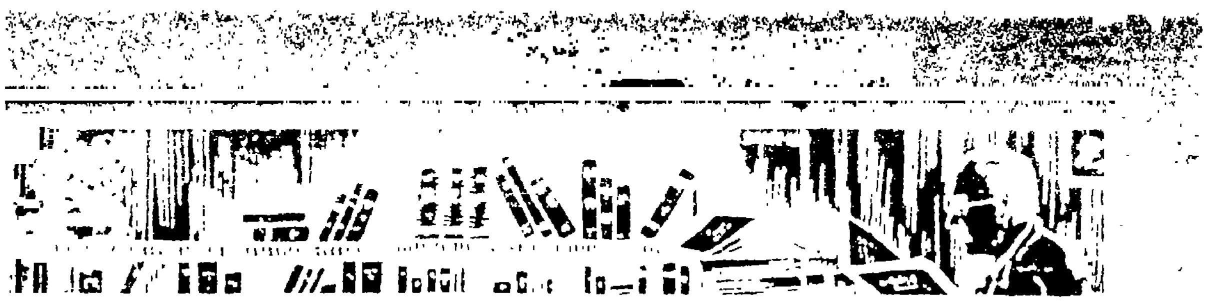
اب ہر شخص کو اپنے دل میں اندازہ کرنا چاہئے کہ اس کے اپنے بچے اس کے کس قدر فرمانبردار اور مطیع ہیں اگر وہ نافرمان اور خودسر ہیں تو یہ بچوں کا قصور نہیں بلکہ ان کے والدین کا قصور اور ان کی تربیت کا قصور ہے اور جتنے برے نتائج اس سے پیدا ہوتے ہیں ان کی ذمہ داری غالب حصہ والدین کا ہوتا ہے۔

خنک آنکس کہ گوئے نیکی برد

سچائی

دوسری بات جو تربیت اولاد میں نہایت ضروری اور اہم ہے وہ سچ بولنے کی عادت ہے بچوں کو ہمیشہ سچ بولنے کی ترغیب دینی چاہئے اس سے بچے کے بہت سارے نقائص خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ مثلاً وہ غمازی چغلخوری غیبت بلاوجہ غصہ اور حسد کے عیوب سے بچ جاتا ہے۔ دروغ گوئی سے بچے کے اخلاق پر نہایت برا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ کمینہ دغاباز اور فریبی بنجاتا اگر غور کیا جائے تو اس بداخلاقی کی ذمہ داری بھی والدین کے کندھوں پر ہے۔ کیونکہ ماں باپ جب تفریح طبع کیلئے بچے سے کھیلتے ہیں تو وہ اس کے سامنے ہزاروں جھوٹ بول بول کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ بچے کی کوئی چیز اٹھا کر چھپا لیتے اور کہتے ہیں کہ کوا لے گیا۔ اور پھر وہ چیز بچے کو دکھا کر اس پر واضح کرتے ہیں کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ اسی طرح اگر ان کا اپنا بچہ کسی ملازم پر یا کسی پڑوسی کے بچہ پر زیادتی کر آئے۔ تو والدین اس کے سامنے ہزاروں جھوٹ بول کر اسے بے قصور ٹھہرانے کی کوشش کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ پہلے درجہ کا جھوٹا فریبی اور متکبر ہو جاتا ہے۔ اور اپنی ساری عمر میں کبھی وہ جھوٹ کی لعنت سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ اور بمصداق لعنت اللہ علی الکاذبین۔ تمام عمر لعنت الٰہی کا مورد بنا رہتا ہے۔

سچ بات بچے کے منہ سے بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کسی شخص نے باغ میں اپنے ہاتھ سے چند پیڑ ایسے لگا رکھے تھے جو اسے بہت مرغوب خاطر تھے۔ ایک دن اس کا لڑکا آری سے کھیلتا ہوا باغ میں چلا گیا۔ اور اس نے انہیں پیڑوں کو آری سے کاٹ ڈالا۔ جب اس کا باپ باغ میں گیا اور اپنے پیڑوں کو اجڑا ہوا دیکھا تو وہ خفگی اور غصہ میں گھر واپس آیا اور پوچھا کہ



معلومات

تام چینی کے برتنوں کے خطرات

تام چینی کے برتن بنانے کے بعض کارخانے سستا مال تیار کرنے کی غرض سے اکثر ایسا کرتے ہیں کہ برتنوں پر لگانے کی اینیمل رانگ کے کشتے سے تیار کرنے کی بجائے اینٹی منی (سرمہ) کے کشتے سے تیار کرتے ہیں جو بہت سستا پڑتا ہے۔ ایسے متعدد واقعات ہو چکے ہیں کہ یہ سستا اینیمل زہریلا ثابت ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اینٹی منی کا ٹرائی اوکسائیڈ جو اینیمل میں اسے غیر شفاف کرنے کی غرض سے ڈالا جاتا ہے وہ بعض تیزابوں میں مثلاً لیموں کا تیزاب یا املی کے تیزاب میں حل ہو جاتا ہے اور یہ تیزاب لیمینیڈ اور دیگر ترش مشروبات تیار کرنے میں بکثرت استعمال ہوا کرتے ہیں۔ اس قسم کے مشروبات جب ان سستے تام چینی کے برتنوں میں تیار کئے اور رکھے جاتے ہیں تو اینٹی منی کا مرکب تیزاب کی موجودگی کے باعث لیمینیڈ یا ختہ میں حل ہو کر مل جاتا ہے اور کیمیادی طور پر ایسے مرکبات بنجاتے ہیں جو زہر ہیں۔ ان زہریلے مرکبات کے استعمال سے معدہ اور آنتوں میں سخت خراش پیدا ہو جاتی ہے، قے دست لگ جاتے ہیں اور موت واقع ہونے کا بھی امکان ہے۔

دائمی جوانی خود اختیاری بات ہے

طبی اخبار "دی میڈیکل ورلڈ" رقم طراز ہے کہ گذشتہ سال ہم نے ایک بڑے ماطب کا ایک مضمون لوگوں کی اس غلطی کے متعلق شائع کیا تھا کہ وہ خود کو بوڑھا ہو جانے دیتے ہیں۔ اس مضمون میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ عام طور پر لوگ اور بالخصوص مرد کس طرح اس امر پر قناعت کر لیتے ہیں کہ ادھیڑ عمر میں جو اضمحلال بزور انحطاط رونما ہوتا ہے اسے خاموشی سے بیٹھے دیکھتے رہیں اور دوسرے کاموں میں اس قدر منہمک رہتے ہیں کہ وقت ہاتھ سے نکل جانے سے پیشتر اس کے خلاف احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کرتے۔

سائنس کی ترقی کی برطانوی انجمن کے حال کے اجلاس میں ڈاکٹر واتح جونس نے جو کہ شعبۂ نفسیات کے صدر ہیں اسی قسم کے بعض خیالات کا اظہار کیا ہے اپنی تقریر میں عمر کے تینوں مشہور زمانوں یعنی جوانی، ادھیڑ عمر، اور بڑھاپے پر تبصرہ کے دوران میں انہوں نے پیری بہ لحاظ عمر اور پیری بہ لحاظ قویٰ کو ایک دوسرے سے بیّن طور پر ممتاز کر دیا اور یہ بتا کر کہ ایک ہی عمر کے آدمی قویٰ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے کس درجہ مختلف ہوتے ہیں انہوں نے یہ ثابت کیا کہ جہاں تک دماغ کا تعلق ہے پیری اور ضعیفی کی آمد بے انتہا آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قوائے ذہنی کے اوعل اور دیگر دماغی افعال کے امتحان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم بڑھاپے کی آمد تقریباً ہمیشہ کے لئے ملتوی کر سکتے ہیں اگر ہماری یہ مرضی ہو کہ ہم ہمیشہ جوان رہیں اور اپنی اس مرضی سے کام لینا بھی جانتے ہوں۔ اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ نئی نئی اشیاء کو دلچسپی سے دیکھنے اور ان پر غور و خوض کرنے کی اپنی عادت کو برابر جاری رکھیں۔ حالانکہ بالغوں کی تعلیم کو ضروری ثابت کرنا مقصود نہ تھا لیکن ڈاکٹر واتح جونس نے بڑے

اچھا معلوم ہوتا ہے۔ جو با اخلاق اور شریف ہو ورنہ بمصداق ؎

کفش گر زریں بود بر سر نمی باید نہاد

ہم کسی امیر کے بچے کو بھی اس کی بدتمیزی اور گستاخی کے ہوتے ہوئے اچھا نہیں کہہ سکتے۔ ؎

نشاید بنی آدم خاک زاد ۔۔۔ کہ در سر کند کبر و تندی و باد
ترا باچنیں تندی و سرکشی ۔۔۔ پنندارم از خاکی۔ از آتشی

پس ہر ماں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بزرگوں کا احترام سکھائے۔ اور انہیں بزرگوں کے سامنے گستاخی کرنے یا بیہودہ بکنے سے باز رکھے۔

کھانے پینے کی اشیاء میں اسے ہاتھ نہ ڈالنے دے۔ ایک دفعہ مجھے ٹی پارٹی میں جانے کا اتفاق ہوا میرے ساتھ میز پر ایک محترم دوست اور ان کا لڑکا بھی بیٹھے تھے۔ سامنے میز پر کچھ پھل۔ انگریزی مٹھائیاں اور چاء وغیرہ رکھی تھی مگر جب تک میرے دوست نے اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا اور اپنے بچے کو کھانے کا اشارہ نہیں کیا اس نے ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی چیز کو اٹھانے کی کوشش کی باپ سے اشارہ پا کر وہ ایسی تمیز اور سلیقہ سے ان چیزوں کو اٹھا کر کھاتا رہا کہ میں حیران تھا اور دل سے شاباش نکل رہی تھی۔ غرض مبارک ہیں ایسی نیک نہاد مائیں جن کے بچے سچ مچ آنکھوں کی ٹھنڈک اور جان کا آرام ہوں۔ ؎

یک نظری کردی و آداب فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشاک مرا واسوختی

حفظان صحت کے اصول

ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ بچوں کو حفظان صحت کے اصول ذہن نشین کرائیں مثلاً انہیں سیدھا بیٹھنے اور سیدھے کھڑے ہونے کی ہدایت کریں تاکہ پھیپھڑے سانس لینے میں اچھی طرح پھیل سکیں۔ سیدھے بیٹھنے اور سیدھے کھڑے ہونے سے جسم میں نسیم (اوکسیجن) زیادہ داخل ہوتی ہے اور جسم مضبوط ہوتا ہے اس کے علاوہ دیکھنے میں بھی وہ خوبصورت اور ہوشیار نظر آتے ہیں۔

(۲) بچوں کو گہرا سانس لینے کی مشق کرائیں۔ اور ہدایت کریں کہ ہمیشہ سانس ناک کی راہ سے لیں۔

(۳) بچوں کو منہ ڈھانپ کر سونے سے منع کریں۔

(۴) بچوں کو لقمہ خوب چبا چبا کر کھانے کی ہدایت کریں۔

(۵) کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں انہیں ہاتھ منہ اور دانتوں کو صاف کرنے کی عادت ڈالیں۔

(۶) رات کو سونے سے پہلے اور سویرے اٹھ کر انہیں پیشاب و پاخانہ سے فارغ ہونے کی عادت ڈالیں۔

(۷) انہیں گرمی و سردی کے حملے سے محفوظ رہنے کی تدابیر بتائیں۔

(۸) بچوں کو سادہ لباس۔ سادہ غذا۔ صاف ہوا۔ مصفےٰ پانی تازہ پھل اور تازہ دودھ کے فوائد بتائیں اور باسی چیزوں اور خراب اغذیہ کے مضرات اچھی طرح سمجھاتے رہیں۔

(۹) گرد و غبار مکھیوں مچھروں اور کوئلوں کی گیس وغیرہ کے نقصانات مثالیں دیکر واضح کریں۔

(۱۰) بچوں کو اپنے مذہب و ملت کے مطابق مذہبی باتوں سے بتدریج آگاہ کرتے رہیں۔

صحبت کا اثر

بچے پر صحبت کا اثر بہت گہرا ہوتا ہے اسے جس قسم کی سوسائٹی میسر آتی ہے اسی کے رنگ میں رنگیں ہو جاتا ہے۔ پس ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے اعلےٰ اور نیک سوسائٹی پیدا کریں اور خود بھی ان کے لئے اچھا نمونہ بنیں۔ ؎

گر نشیند فرشتۂ با دیو ۔۔۔ وحشت آموز و خیانت و ریو
از بداں جز بدی نیاموزی ۔۔۔ نکند گرگ پوستیں دوزی

بقیہ صفحہ ۳۲ پر

چینی بدو شہر کی طرف سے زبردست پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ہر ایک مکان میں بچوں کے کھیلنے کے لیے جگہ بنائی جائے تاکہ وہ دھوپ اور روشنی اچھی طرح حاصل کر سکیں۔ نیز چھوٹے بچوں کے لئے ایک قسم کے پنجرے تیار کئے گئے ہیں جنہیں اہنیں بٹھا کر کھڑکیوں سے لٹکا دیا جاتا ہے تاکہ وہ باہر کی روشنی اور ہوا کا لطف اٹھا سکیں۔

وائرلیس بطور علاج

مارکونی دنیا کے مشہور ترین سائنس داں ہیں آپ نے کئی سال کی تحقیقات کے بعد معلوم کیا ہے کہ وائرلیس سے گٹھیا اور دیگر بیماریوں کا علاج بخوبی ہو سکتا ہے۔ جوڑوں کے درد کے لئے مائیکرو ویوز یقینی شفا بخش علاج ہے۔ اس کی بدولت وائرلیس سٹیشن کے کئی ڈاکٹروں اور متعدد سائنس دانوں نے کئی مریضوں کو جام صحت نوش کرایا ہے

برقی استاد

نیو یارک واقعہ امریکہ کے سکولوں کی ابتدائی جماعتوں میں پڑھائی کا ایک نیا طریقہ رائج ہونے والا ہے آیندہ ان جماعتوں میں برقی استاد پڑھایا کریں گے۔ یہ اتالیق مکینکل انسان نہیں ہوں گے بلکہ ایک قسم کی مشین ہوگی جو کہ برقی قوت سے چلے گی۔ اس کے اوپر ایک ایستادہ ہوگا جس میں مختلف پلیٹیں ہوں گی۔ پلیٹوں میں تصاویر چسپاں ہوں گی ایک خاص میز کا بٹن دبانے سے مشین کے ذریعے مختلف آوازیں پیدا ہوں گی۔ جو کہ ان تصاویر کے متعلق ہوں گی جن کے متعلق سبق دینا ہوگا۔ مثلاً ایک تصویر گھوڑے کے متعلق ہوگی، جب گھوڑے کی تصویر کا بٹن دبایا جائے گا تو مشین لیکچر دینا شروع کر دے گی۔ اور گھوڑے کے بارے میں جملہ امور بیان کر دے گی۔

پیدل چلنا بہترین ورزش ہے

"سائنٹفک امریکن" میں دو ہزار خطوں میں (۱۱۱۲) خطوط کے جواب اس امر پر متفق تھے کہ پیدل چلنا ہر اعتبار سے بہترین ورزش ہے جس میں نہ ورزش کے میدان کی ضرورت ہے نہ خاص قسم کے کپڑوں کی نہ اور لوازم کی۔ اگر روزانہ ایک خاص مقدار کی چہل قدمی اور پیدل سفر کرنے کی عادت ڈال لی جائے تو صحت میں فرق نہیں آ سکتا۔

دماغی کام اور طوالت عمر

لینن گراڈ (دارالحکومت روس) کی "مجلس تجربات طبی" کے رکن ڈاکٹر ایم پی لازاریف Dr. M. P. Lazarev ایک عرصہ سے انسانی زندگی کو بڑھانے کے طریقوں پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ آپ اس فکر میں ہیں کہ حیات انسانی کو کم از کم (۱۸۰) سال تک طویل کرنے کی تدبیر معلوم ہو جائے آپ نے یہ اصول انہی تحقیق مرتب کیا ہے کہ "ہر عضو کی درستی و صحت عمل اعلیٰ عصبی مراکز کے درجۂ احساس پر منحصر ہے" اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اعصاب کا احساس قوی ہو تو عمر زیادہ ہوتی ہے۔ جن کا نظام عصبی قوی اور دماغ

بڑے وثوق کے ساتھ کہا کہ پینتالیس سال سے کم عمر کا کوئی آدمی نہ با صلاحیت ہوتا اور نہ اسے حصول علم سے باز رہنا چاہئے۔ عمر کی یہ مدت درحقیقت پوری جوانی کی عمر ہوتی ہے۔ ہم بہت سے لوگوں کے تذکرے سنتے ہیں کہ ستر سال کی عمر میں وہ نئی زبانیں سیکھتے ہیں اور مسائل نا آمانوس اور نئے پیشے اختیار کرتے ہیں یا ایسی چیزوں سے دلچسپی لینے لگتے ہیں جن کے وہ پہلے سے عادی نہ تھے اور یہ سب کچھ صرف اس لئے ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کے اندر خود کو اتنا زیادہ محدود نہیں کر لیتے کہ رسم اور عادت کی بیڑیاں ان سے نہ توڑی جا سکیں، اور اس لئے کہ وہ بڑھاپے اور بے عملی کی زندگی کو خوشی سے قبول کر کے آدھے راستے تک جا کے موت کا استقبال کرنا پسند نہیں کرتے۔

دستوں کی بیماری اور سیب

ڈاکٹر جے، ای، ہولسٹ نے سال گذشتہ میں مختلف قسم کے اسہال کے مریضوں پر سیب کا استعمال بطور علاج کے بڑی کثرت کے ساتھ کیا ہے ان کا اسپتال ڈنمارک میں ہے، اور وہاں دستوں کے ہر مریض کو یہی دوا ملتی تھی۔ جس وقت سے اس طریق علاج کو جرمنی میں ایک باضابطہ شکل دی گئی ہے اس وقت سے اس میں کئی ایک تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ سب سے بڑی تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ اب پختہ سیبوں کو چھیل کر کس لیا جاتا ہے اور پھر اسی طرح یہ کچا گودا دن رات میں پانچ مرتبہ کر کے پانچ سو سے پندرہ سو گرام (ایک گرام تقریباً ایک ماشے کے برابر ہوتا ہے) کی مقدار میں مریض کو کھلایا جائے گویا ہر مرتبہ میں ایک سو سے تین سو گرام تک مقدار ہونی چاہیئے۔ دو روز تک اس کے سوا مریض کو اور کوئی چیز کھانے کو نہیں دی جاتی البتہ اگر مریض کو پیاس زیادہ معلوم ہو تو بہت ہلکی چار تھوڑی تھوڑی دی جا سکتی ہے۔ بسا اوقات چوبیس گھنٹے میں بالکل آرام ہو جاتا ہے لیکن بعض اوقات تین چار دن تک یہی علاج جاری رکھنا پڑتا ہے تاکہ شفائے کلی حاصل ہو جائے۔ اگر اسہال شدید اور حاد قسم کے ہوں تو اس علاج کے نتائج بہت اچھے نکلتے ہیں، لیکن پرانے مریضوں کو بھی بہت ہی قابل اطمینان حد تک فائدہ پہونچتا ہے، اور سب سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اسہال کا سبب خواہ کچھ بھی ہو اس علاج سے نفع ضرور پہونچتا ہے۔ ڈاکٹر ہولسٹ کا ایک مریض برسوں سے اسہال کے مرض میں مبتلا تھا جن کے دورے بار بار پڑتے رہتے تھے۔ ان دواؤں کی وجہ سے وہ ہمیشہ پرہیزی غذا کھانے پر مجبور تھا جس کی وجہ سے وہ بہت لاغر اور کمزور ہو گیا تھا سیبوں کے استعمال کا اس پر اس قدر عجیب اور اچھا اثر ہوا کہ چند ہی روز کے بعد اپنی معمولی غذا کھانے اور ہضم کرنے کے قابل ہو گیا۔ بدہضمی کے ایسے پرانے مریض جن کی خوراک بہت کم رہ گئی ہو اور جو اکثر فاقہ کرنے پر مجبور ہوتے ہوں سیب سے بہت فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا ہے کہ سیب کس طریق پر اپنا عمل کرتا ہے اور اس سے یہ فائدہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ بعض ڈاکٹروں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سیب میں ٹینک ایسڈ پایا جاتا ہے اور یہ اسی کا اثر ہے لیکن یہ خیال اس لئے صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ بہت سے ایسے مریض بھی سیب سے اچھے ہوئے ہیں جنہیں پہلے دوا کے طور پر ٹینک ایسڈ کے مرکبات دیئے گئے تھے اور کچھ نتیجہ نہیں نکلا تھا۔

بچوں کے لئے دھوپ اور روشنی

ناظرین سے مخفی نہیں کہ حیاتین سورج کی شعاعوں کے اثر سے جانوروں کی جلد میں پیدا ہو جاتی ہے
…اگر بچوں کی خوراک میں یہ حیاتین کافی مقدار میں نہ ہو، اور ان کے جسم کو کافی دھوپ نہ لگے، تو ان ہڈیوں
…ی ساخت درست طور پر نہیں ہوتی اور یہ نرم رہ جاتی ہیں اور مڑ جاتی ہیں۔ اور ان کو کساح کی بیماری ہو جاتی
ہے، مغربی عورتیں اس امر کو بخوبی سمجھ گئی ہیں، اور انہوں نے سائنٹفک اصولوں پر شدومد سے عمل کرنا شروع کر دیا ہے چنانچہ

مراسلات

انعامی مضمون بیادگار جشن جوبلی

عثمانی جشن سیمین کے مبارک موقع پر حسب ذیل مضمون کیلئے ایک اشرفی مقرر کیگئی ہے مضمون رائل سائز کے ۸ صفحہ (فی صفحہ ۵ اسطور) پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

"طب قدیم (یونانی) اور طب جدید ڈاکٹری کا مقابلہ کرتے ہوئے بیان کیجیے کہ ہندوستان میں عموماً اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں خصوصاً طب یونانی کی ترقی کیلئے کیا تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں"

اس مضمون کے انتخاب کیلئے حسب ذیل معزز ارکان کی مجلس قائم کی گئی ہے۔

(۱) عالی جناب نواب صدر یار جنگ بہادر معتمد فوج و طبابت سرکار عالی صدر مجلس۔ (۲) عالیجناب نواب اختر یار جنگ بہادر سابق ناظم امور مذہبی و رکن مجلس طبابت سرکار عالی (۳) عالیجناب ڈاکٹر محمد عثمان خانصاحب رکن دار الترجمہ عثمانیہ (۴) عالیجناب ڈاکٹر سید محی الدین صاحب زور قادری ایم، اے، پی، ایچ، ڈی پروفیسر جامعہ عثمانیہ (۵) عالیجناب حکیم ابو الفدا محمود احمد صاحب معتمد انجمن اطبا یونانی (۶) عالیجناب حکیم محمد ھبتہ اللہ صاحب لکچرار طبیہ کالج و رکن مجلس طبابت یونانی (۷) عالیجناب حکیم معین الدین صاحب پروفیسر طبیہ کالج (۸) عالیجناب لئیق احمد صاحب فائق نعمانی معتمد۔

۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء م ۲۹ شوال ۱۳۵۴ھ تک اپنا اپنا مضمون معتمد صاحب مجلس مضامین انجمن طلبۂ طبیہ یونانی سرکار عالی چار مینار (صدر شفاخانہ یونانی) حیدر آباد دکن کے ہاں روانہ فرما دیا جائے۔ جلسۂ انتخاب میں مضامین ارسال شدہ پر کافی غور و خوض ہو بغلبۂ آراء جو مضمون بھی منتخب ہوگا مضمون نگار صاحب کو صلۂ انعامی جلسۂ عام (بزمانہ جشن جوبلی) میں دیا جائیگا

داخلہ و امتحانات راجپوتانہ طبیہ کالج

راجپوتانہ آیورویدک و یونانی طبیہ کالج جے پور کے امتحانات اس سال بجائے آخر ماہ نومبر کے ۲ جنوری ۱۹۳۶ء لغایتہ ۸ کو ہونگے۔ اور داخلہ آخیر مارچ تک کھلا رہیگا۔ امیدواران امتحان کو فیس داخلہ امتحان ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء تک اور امیدوار داخلہ کو مع فیس داخلہ (۲۰ مارچ تک) ہمراہ درخواست بھیجدینا چاہیئے۔ فیسیں حسب ذیل ہیں۔

فیس داخلہ ۔ ۶ + فیس بورڈنگ مع خوراک ماہوار ۵ + فیس پرائیویٹ امتحان اسکول کورس ۱۰ + فیس امتحان کالج کورس ممتاز الحکما ۱۵ +

پرنسپل طبیہ کالج جے پور (راجپوتانہ)

ویدک طبیہ کالج امرتسر کا پانچواں سالانہ جلسہ

ویدک طبیہ کالج امرتسر میں لاہور، گورداسپور، بٹالہ، جالندھر، کپورتھلہ، فیروزپور، گوجرانوالہ وغیرہ سے تجربہ کار اطبا و وید صاحبان تشریف فرما ہیں۔ چار کامیاب اجلاس ہوئے، ۲۳-۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء کو دونوں دن صبح نو بجے سے ۲ بجے تک مریضوں کا معائنہ کرکے بہترین نسخے تجویز کئے گئے۔ پہلا اجلاس زیر صدارت جناب رائے صاحب لالہ لابھ چند صاحب ایم اے ۲۳ نومبر کو دو بجے سے شام کے چھ بجے تک ہوا۔ دوسرا اجلاس ۲۴ نومبر کو زیر صدارت جناب شیخ ابو الفضل صاحب

بھی قوی ہو (دیگر حوادث کو نظر انداز کرنے کے بعد) تو انسان کی عمر طویل ہوتی ہے اس مجلس کا یہ اندازہ ہے کہ جدید تحقیق کی رو سے دماغی کام کرنے والے لوگ زیادہ عرصہ تک زندہ رہتے ہیں۔ اہل قلم۔ سائنسدان۔ مفکرین و مصنفین عالم اور دیگر اہل دماغ کی عمریں نسبتاً جسمانی کام کرنے والوں کی عمروں کے زیادہ ہوتی ہیں۔

قوی جانوروں کے جنسی غدودوں کے جوہر بھی انسان کی عمر طویل کرتا ہے چنانچہ ایک ڈاکٹر ایم براؤن سیکوئرڈ Brown Sequard نے اپنے جسم میں ایسے جوہر داخل کرائے ہیں۔۔۔ بہر حال روس کی اس مجلس میں تطویل عمر انسانی کے مسئلہ پر بہت زبردست ریسرچ ہو رہی ہے اور دنیا کے بڑے بڑے ریکارڈ چھانے جا رہے ہیں جو بڑی عمر کے لوگ مختلف اقوام میں زندہ ہیں ان سے ان کی زندگی و صحت کے راز معلوم کئے جا رہے ہیں۔ دیکھیئے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۸ یہ ہے)

حضرت شیخ سعدی کی بھی ایک رباعی بہت ہی پر لطف ہے۔ فرماتے ہیں ؎

طلب کردم ز دانایاں یکے پند
مرا گفتند با ناداں مپیوند
کہ گر صاحب تمیزی خر نمائی
وگر نادانی احمق تر نمائی

فرض شناسی

چھوٹی ہی عمر میں بچوں کو فرض شناسی اور ایثار کی عادت ڈالنی چاہیئے تاکہ وہ بڑے ہو کر اپنے خاندان اپنی قوم اور اپنے ملک کیلئے مفید انسان بن سکیں۔

اچھی تربیت کے بچے دوسرے بچوں کی تکلیف کو دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں اور ہر ممکن کوشش سے اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میں نے سینکڑوں بچوں کو خود دیکھا ہے کہ اگر کوئی بچہ گر گیا ہے یا اسے چوٹ آگئی ہے تو اس کی مدد کی بجائے وہ اس کے پاس سے بھی بھاگ جاتے ہیں۔ یہ بھی تربیت کا نقص ہے۔

ملک ہالینڈ کا ایک تاریخی واقعہ ہے جو نہایت سبق آموز ہے۔ ہالینڈ کی ساحلی زمین سطح سمندر سے بہت نیچی ہے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے حفاظت کے لئے سمندر کے آگے ایک بند لگا رکھا ہے۔ اتفاقاً اس بند میں ایک دفعہ چھوٹا سا سوراخ ہو گیا۔ وہاں پر ایک چھوٹا بچہ بھی کھیل رہا تھا اس نے خیال کیا کہ اگر میں اس وقت گاؤں میں جا کر لوگوں کو اطلاع دوں تو اس اثناء میں یہ سوراخ بہت بڑھ جائے گا اور سیلاب گاؤں کو بہالے جائے گا۔ اس لئے وہ وہیں پر بیٹھ گیا اور اس نے اس سوراخ میں پہلے اپنی ایک انگلی ڈالی جب وہ سوراخ اور پھیل گیا تو اس نے اس میں دو یا زیادہ انگلیاں داخل کر دیں۔ جب وہ اور پھیل گیا تو اسے اپنے ہاتھ سے بند کر دیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے کام لیا اسی جدوجہد میں شام ہو گئی اور بچے کے والدین۔۔۔ اسے ڈھونڈتے ہوئے سمندر کے کنارے پر آن پہنچے تو دیکھا کہ بچہ تھک کر چور ہو رہا ہے اور اپنی جگہ پر مستعدی سے کھڑا ہے۔ غرض اس بچے کی حسن تربیت اور فرض شناسی نے تمام گاؤں والوں کی جان و مال کو بچا لیا۔

ہرماں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اولاد کی تربیت ایک انمول گوہر ہے جو والدین کی تھوڑی سی توجہ کا محتاج ہے۔ اس پر کچھ خرچ بھی نہیں آتا۔ اور اس کے فوائد سے کبھی والدین ہی پہلے متمتع ہوتے ہیں۔

لا تمنن لان الفائدۃ الیک عائدۃ ؎

مراد ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

(ختم شد)

مجربات

معالجات اطفال

(حقوق محفوظ)

(از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی بیرون دہلی دروازہ لاہور)

مکسچرز

یادداشت مندرجہ ذیل کے نسخوں میں ایک خوراک کے اوزان درج ہیں۔ ایک سال کے بچے کو ایسی ایک ایک خوراک دن میں ۳ یا ۴ دفعہ دی جا سکتی ہے۔

۱ ایسڈ نائٹرک ڈائیلیوٹ ۳ منم
ٹنکچر سنکونا ۵ منم
سیرپ اورنشائی ۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

ملیریا میں مفید ہے۔

۲ ایسڈ نائٹرو ہائیڈروکلورک ڈائیلیوٹ ۱ منم
لائیکوار پپٹیک Liq Peptic ۲۰ منم
سیرپ ۱۰ منم
ایکوا اورنشائی فلیوا ۱ ڈرام

ایسی خوراک دن میں دو دو دفعہ بعد غذا دیں۔
ضعف ہضم و کمزوری معدہ کیلئے مفید ہے۔

۳ لائیکوار سٹرکنیا ہائیڈروکلور ½ منم
ایسڈ فاسفورک ڈائیلیوٹ ۱ منم
گلیسرین ۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

ایسی ایک خوراک دن میں دو دو دفعہ پلائیں
مقوی اعصاب ہے۔

۴ ایسڈ سلفیورک ڈائیلیوٹ ۲ منم
ٹنکچر اوپیم ۱ منم
سیرپ ایرومیٹک ۱۰ منم
ایکوا ۱ ڈرام

اسہال مفرط میں مفید ہے۔

۵ میگنیشیا سلفیٹ ۸ گرین
میگنیشیا کارب ۴ گرین
ایکوا منتھا پپ ۱ ڈرام

مسہل ہے

۶ سوڈا بائیکارب ½ گرین
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۲ منم
گلیسرین ۱۰ منم
ڈل واٹر ۱ ڈرام

ہاضم کاسر الریاح اور مشتہی ہے

۷ امونیا کارب ۱ گرین
وائنم اپیکاک ۲½ منم
گلیسرین ۱۰ منم
ایکوا ۱ ڈرام

کھانسی (برانکائٹس) میں مفید ہے۔

۸ لائیکوار آرسینی کیلس ۱ منم
ٹنکچر جنشن کمپونڈ ۶ ڈرام
ایکوا ۱ ڈرام

مصفی خون اور مانع قے ہے

۹ لائیکوار آرسینی کیلس ۱½ منم

صاحب ایڈوکیٹ کیو رتھلہ ہوا جس میں ڈاکٹر پنڈال ڈنٹسٹ سرجن نے دانتوں کے تحفظ پر لیکچر دیا۔ تیسرا اجلاس ۲۴ نومبر کو ۳ بجے سے ۵ بجے تک زیر صدارت سردار شوکہ سنگھ صاحب صدر بلدیہ امرتسر ہوا اور کامیاب طلبہ طبیہ کالج کو اسناد اور تمغے دئے گئے۔ اجلاس چہارم زیر صدارت جناب حکیم سید ظفریاب علیخاں صاحب رئیس اعظم لاہور منعقد ہوا۔ پانچواں اجلاس برائے اظہار تجربات ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء کو سات بجے رات گیارہ بجے تک زیر صدارت جناب حکیم خواجہ غلام محی الدین صاحب دہلوی منعقد ہوا ان جلسوں میں ذیل کے ریزولیوشن منظور ہوئے۔

(۱) ویدک طبیہ کالج امرتسر کا یہ اجلاس حکیم محمد احمد خاں صاحب صدر آل انڈیا طبی کانفرنس دہلی پر پورا پورا اعتماد رکھتا ہے اور آپ کے تقرر صدارت کو بہ نظر استحسان دیکھتا ہے۔

(۲) یہ اہم اجلاس گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہے کہ طبیبوں اور ویدوں کو عموماً اور سند یافتگان طبیہ کالج کو خصوصاً دیہات سدھار کمیٹیوں میں ملازم رکھکر دیہات کی خدمت کیجائے۔

(۳) ویدک طبیہ کالج امرتسر کا یہ اہم اجلاس تجویز کرتا ہے۔ چونکہ یہ کمیٹی عرصہ دراز سے ویدک اور یونانی طب کی خدمت کر رہی ہے اور اسکے جلسوں میں دور دراز مقامات سے اطباء و وید شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ جماعت پنجاب ویدک طبیہ کانفرنس کے نام سے موسوم ہو۔

(۴) یہ اہم اجلاس میونسپل کمیٹی امرتسر کے اس رویہ کو کہ وہ اس طبیہ کالج بلڈنگ کیلئے جگہ عطا کرنے اور امداد سے انکاری ہے بنظر استحسان نہیں دیکھتا۔ حالانکہ اس کالج میں تمام جماعتوں کے نوجوان تعلیم حاصل کر کے ملک کی بہترین خدمت کرتے ہیں۔ دو عنوانوں پر مباحثے ہوئے ہوئے اور اطبا اور وید صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

(۱) کیا مرد افضل ہے کہ عورت۔

(۲) کیا آتشک یا سوزاک ایک دن میں غائب ہو سکتے ہیں۔ مباحثہ کے جلسہ کے صدر حکیم سید ظفریاب علیخاں صاحب تھے۔ الغرض دونوں دن جلسے کامیابی سے ختم ہوئے اور امرتسر و پنجاب کی پبلک بہت مستفید ہوئی۔

(حاجی محمد شمس الحق خاں صاحب سکریٹری پنجاب ویدک طبیہ کانفرنس امرتسر)

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی از ۲۴ نومبر لغایتہ ۱۴ دسمبر ۳۵ء

مردم شماری بلدیہ دہلی	پیدائش: لڑکے	پیدائش: لڑکیاں	پیدائش: کل	اموات: مرد	اموات: عورتیں	اموات: کل	شرح اسباب اموات: چیچک	شرح اسباب اموات: ہیضہ	شرح اسباب اموات: بخار	شرح اسباب اموات: اسہال	شرح اسباب اموات: امراض آلات تنفس	شرح اسباب اموات: صدمات	شرح اسباب اموات: دیگر امراض	بچیاں سے کم عمر کے فوت شدہ: لڑکے	بچیاں سے کم عمر کے فوت شدہ: لڑکیاں	بچیاں سے کم عمر کے فوت شدہ: کل	شرح حساب فی ہزار: پیدائش	شرح حساب فی ہزار: اموات
۳۴۶۵۳۹	۶۴۴	۶۱۶	۱۲۶۱	۲۳۸	۲۳۶	۴۷۴	۱۰	۱	۲۲۶	۱۲	۱۶۹	۱۱	۶۹	۶۹	۸۲	۱۵۲	۴۲٫۴۳	۲۳٫۲۳

ڈل واٹر ۔۔۔ ا ڈرام

کاسرالریاح اور دافع تشنج ہے

۲۱ ایکسٹریکٹ کسکارا سگراڈا الکوڈ ۔۔۔ ۵ منم
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۔۔۔ ۳ منم
ایکسٹریکٹ گلیسرریزا الکوڈ ۔۔۔ ۵ منم
ٹنکچر نکس وامیکا ۔۔۔ ا منم
ٹنکچر بیلاڈونا ۔۔۔ ۲ منم
ایکوا کلوروفارم ۔۔۔ ا ڈرام

ایسی خوراک صرف ایک دفعہ بوقت خفتن پلائیں
مزمن قبض کو دور کرتا ہے۔

۲۲ ٹنکچر کیٹے کیو ۔۔۔ ۸ منم
ٹنکچر اوپیم ۔۔۔ $\frac{1}{2}$ منم
مسچورا کریٹا ۔۔۔ ا ڈرام

اسہال میں مفید ہے۔

۲۳ کلورل ہائیڈریٹ ۔۔۔ $1\frac{1}{2}$ گرین
ٹنکچر بیلاڈونا ۔۔۔ $2\frac{1}{2}$ منم
ایکسٹریکٹ گلیسرریزا الکوڈ ۔۔۔ ۳ منم
ایکوا کمفر ۔۔۔ ا ڈرام

سنوم اور دافع تشنج ہے۔

۲۴ کلورل ہائیڈریٹ ۔۔۔ ا گرین
پوٹاسیم برومائیڈ ۔۔۔ ا گرین
گلیسرین ۔۔۔ ۱۰ منم
ایکوا ۔۔۔ ا ڈرام

سنوم ہے

۲۵ کمریازوٹ ۔۔۔ $\frac{1}{2}$ منم
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ۔۔۔ ۱۰ منم
سیرپ ٹولو ۔۔۔ ۱۰ منم
ایکوا انی سی Anisi ۔۔۔ ا ڈرام

دق وسل میں مفید ہے۔

۲۶ پلوکریٹا ایرومیٹک ۔۔۔ ۳۰ گرین
ٹنکچر کیٹے کیو ۔۔۔ ۳ منم
سپرٹ کلوروفارم ۔۔۔ ۲ منم
ایکوا اسنے سی ۔۔۔ ا ڈرام

اسہال میں مفید ہے

۲۷ لائیکوار بسمتھ ۔۔۔ ۱۵ منم
ٹنکچر اوپیم ۔۔۔ ا منم
مسچورا کریٹا ۔۔۔ ا ڈرام

مزمن ہیضہ واسہال میں مفید ہے

۲۸ ایسڈ پوٹاسیم ٹارٹریٹ ۔۔۔ ۵ گرین
ٹنکچر ڈیجی ٹیلس ۔۔۔ ا منم
وائنم اپیکاک ۔۔۔ ۲ منم
سپرٹ ایتھر نائٹروسائی ۔۔۔ ۵ منم
ایکوا ۔۔۔ ا منم

مدربول ہے۔

۲۹ ایمونیا کارب ۔۔۔ $\frac{1}{2}$ گرین
لائیکوار ایمونیا ایسی ٹیٹ ۔۔۔ ۱۵ منم
سپرٹ کلوروفارم ۔۔۔ ۳ منم
سیرپ ۔۔۔ ۵ منم
ایکوا ۔۔۔ ا ڈرام

برنکائیٹس (التہاب شعب) میں مفید ہے

۳۰ ٹنکچر فیرائی پرکلورائیڈ ۔۔۔ ۳ منم
گلیسرین ۔۔۔ ۱۰ منم
ایکوا ۔۔۔ ا ڈرام

مولد خون ہے۔

۳۱ فیرائی ایٹ ایمونیا سائٹریٹ ۔۔۔ ۲ گرین
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۔۔۔ ۳ منم
سیرپ ۔۔۔ ۶ منم
ایکوا ۔۔۔ ا ڈرام

ایسی ایک ایک خوراک صبح وشام بعد غذا دیں۔
مولد خون اور دافع قلت الدم ہے

۳۲ فیرائی ٹارٹریٹ ۔۔۔ ا گرین
لائیکوار آرسینی کیلس ۔۔۔ ا منم
ایکوا کلوروفارم ۔۔۔ ۵ منم
سیرپ ۔۔۔ ۵ منم
ڈل واٹر ۔۔۔ ا ڈرام

پوٹاسیم برومائیڈ ۲ گرین
ایکسٹریکٹ گلیسریز الکوڈ ۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

رعشہ میں مفید ہے۔

۱۰ ایمونیا برومائیڈ ۱ گرین
ٹنکچر بیلاڈونا ۱ منم
ٹنکچر کمفر کمپونڈ ۳ منم
سیرپ ۶ منم
ایکوا ۱ ڈرام

کالی کھانسی (شہیقہ) میں مفید ہے

۱۰ ٹنکچر بیلاڈونا ۲ منم
پوٹاسیم برومائیڈ ۲ گرین
سیرپ ۱۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

کالی کھانسی میں مفید ہے

۱۱ بسمتھ اوکسی کارب ۲ گرین
سوڈا بائیکارب ۲ گرین
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ۱۵ منم
ڈل واٹر ۱ ڈرام

اسہال و درد شکم میں مفید ہے

۱۲ بسمتھ اوکسی کارب ۵ گرین
پلو کریٹا ایرومیٹک کم اوپیئم ۱ گرین
گلیسرین ایسڈ ٹینک ۵ منم
ڈل واٹر ۱ ڈرام

اسہال مفرط میں مفید ہے۔

۱۴ بسمتھ کاربونیٹ ۳ گرین
مگنیشیا کاربونیٹ ۳ گرین
سوڈا بائیکارب ۳ گرین
سپرٹ کلوروفارم ۲ منم
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ۸ منم
ایکوا ۱ ڈرام

نفخ و درد شکم میں مفید ہے۔

۱۱ بسمتھ کارب ۴ گرین
سیرپ [illegible]
اولیم ریسے نائی (کسٹرائل) ۵ منم
سپرٹ کلوروفارم ۱ منم
میوسیلیج اکیشیا ۲۰ منم
ڈل واٹر ۲ ڈرام

معدہ و امعاء کی عفونت اور پیچش میں مفید ہے۔

۱۶ وائنم اپیکاک ۳ منم
ٹنکچر کمفر کمپونڈ $2\frac{1}{2}$ منم
اگزیل سلا ۱۰ منم
ایکوا کمفر ۱ ڈرام

کھانسی میں مفید ہے

۱۷ پوٹاسیم سائٹریٹ $2\frac{1}{2}$ گرین
وائنم اپیکاک ۳ منم
ٹنکچر کمفر کمپونڈ $2\frac{1}{2}$ منم
سیرپ ٹولو ۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

کھانسی میں مفید ہے

۱۸ سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۲ منم
ٹنکچر رہائی کمپونڈ ۴ منم
گلیسرین ۱۰ منم
ایکوا اینے تھی (ڈل واٹر) ۱ ڈرام

ملین ہے اور امراض کبد میں مفید ہے

۱۹ سوڈا بائیکارب ۳ گرین
ٹنکچر کارڈیمم کمپونڈ ۵ منم
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۳ منم
سیرپ ۱۰ منم
ایکوا ڈل ۱ ڈرام

کاسر الریاح اور ہاضم ہے۔

۲۰ مگنیشیا کارب لیوس ۱ گرین
ٹنکچر ایسیفوٹیڈا $\frac{1}{2}$ منم
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۲ منم
ٹنکچر کمفر کمپونڈ ۱ منم
سیرپ ۵ منم

۴۴ پوٹاسیم آیوڈائیڈ ۱½ گرین
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۳ منم
سیرپ اورنشائی ۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

مرض بلغم ہے
نمونیا اور پلیوریسی میں مفید ہے۔

۴۵ پوٹاسیم آیوڈائیڈ ½ گرین
لائیکوار ہائیڈرارجائی پرکلورائیڈ ۳ منم
ایکوا سنتھاپ ۱ ڈرام
آتشک میں مفید ہے۔

۴۶ کونین سلفیٹ ½ گرین
ٹنکچر اورنشائی ۳ منم
سیرپ ۱۲ منم
ایسڈ سلفیورک ڈائیلیوٹ ۱ منم
ایکوا ۱ ڈرام
ملیریا میں مفید ہے۔

۴۷ پلورہائی ۲½ گرین
سوڈا بائیکارب ۲½ گرین
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۳ منم
ڈل واٹر ۱ ڈرام
ملین ہے اور امراض کبد میں مفید ہے۔

۴۸ پلورہائی کمپونڈ ۵ گرین
سوڈا بائیکارب ۲ گرین
ٹنکچر جنجر ۳ منم
سیرپ ۲۰ منم
ایکو سنتھاپ ۱ ڈرام
دافع نفخ و قراقر ہے

۴۹ پوٹاسیم نائٹریٹ ۳ گرین
سپرٹ ایتھر نائٹروسائی ۲ منم
لائیکوار ایمونیا ایسی ٹیٹ ۳۰ منم
ایکوا ۱ ڈرام
ہر قسم کے بخار میں مفید ہے

۵۰ پوٹاسیم نائٹریٹ ۱½ گرین
لائیکوار ایمونیا ایسی ٹیٹ ۱۵ منم
سپرٹ ایتھر نائٹروسائی ۵ منم
سیرپ لیمن ۱۰ منم
ایکوا ۱ ڈرام
ہر قسم کے بخار میں مفید ہے۔

۵۱ سوڈا سائٹریٹ ۲ گرین
سوڈا بائیکارب ۱ گرین
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۲ منم
ڈل واٹر ۱ ڈرام
با منم شیر ہے

۵۲ سوڈا سیلی سلیٹ ۲ گرین
سپرٹ ایمونیا ایرومیٹک ۳ منم
سپرٹ کلوروفارم ۱ منم
ایکوا ۱ ڈرام
زکام و نزلہ میں مفید ہے

(باقی باقی)

ملاکر صبح وشام ایسی ایک ایک خوراک دیں۔
سولد خوان ہے۔

۳۳ سیرپ فیرائی آئیوڈائیڈ ۱۰ منم
پوٹاسیم آئیوڈائیڈ ½ گرین
ایسٹر سائٹرک ا گرین
ایکوا ا ڈرام

ایسی ایک خوراک ہر تیسرے یا چوتھے گھنٹہ بعد دیں
خنازیر اور گھیگہ میں مفید ہے

۳۴ پوٹاسیم کلوریٹ ۲ گرین
ٹنکچر فیرائی پرکلورائیڈ ۲ منم
گلیسرین ۵ منم
ایکوا ا ڈرام

ورم لوزتین وخناق میں مفید ہے۔

۳۵ سیرپ فیرائی فاسفیٹ ۱۵ منم
سوڈا فاسفیٹ ۳ گرین
ایکوا ۱ ڈرام

یرقان اسود اور امراض کبد میں مفید ہے

۳۶ سوڈا بائیکارب ۳ گرین
انفیوژن جنشن کمپونڈ ا ڈرام
امنم وشتہی ہے۔

۳۷ ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ½ گرین
مگنیشیا کارب ½۱ گرین
پلورہائی ا گرین
پلوٹراگاکنتہ کمپونڈ ۲ گرین
ایکوا سنے من ا ڈرام

مرض اسہال میں مفید ہے

۳۸ ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ا گرین
پلوکریٹا ایرومیٹک ۳ گرین
سپرٹ کلوروفارم ۳ منم
میوسیلیج ٹراگاکنتہ حسب ضرورت
ایکوا ا ڈرام

مرض اسہال میں مفید ہے

۳۹ وائنم ایپیکاک ۳ منم

سپرٹ ایتھر نائٹروسائی ۵ منم
لائیکوار ایمونیا ایسی ٹیٹ ۱۰ منم
گلیسرین ۱۰ منم
ایکوا ا ڈرام

برانکائیٹس مع بخار میں مفید ہے

۴۰ وائنم ایپیکاک ½۲ منم
ایمونیا کارب ا گرین
سیرپ ٹولو ۱۰ منم
ٹنکچر سلا ½۲ منم
ایکوا ا ڈرام

برانکائیٹس اور نمونہ میں مفید ہے۔

۴۱ وائنم ایپیکاک ۴ منم
پوٹاسیم بائیکارب ا گرین
ایمونیا کارب ½ گرین
سپرٹ کلوروفارم ۳ منم
ایکوا ا ڈرام

دمہ اور ضیق میں مفید ہے۔ مخرج بلغم ہے۔

۴۲ اولیم مارہیو (کاڈیور آئل) ۱۵ منم
لائیکوار کیلس ۱۵ منم
سیرپ فیرائی فاسفیٹ ۱۰ منم
میوسیلیج اکیشیا ۸ منم
سوڈا ہائیپوفاسفیٹ ا گرین
اولیم کیسی ½ منم
ایکوا ا ڈرام
مکسچر بنائیں

دق وسل میں مفید ہے۔

۴۳ اولیم مارہیو (کاڈلیور آئل) ۳۰ منم
فیرائی ایٹ ایمونیا سائٹریٹ ا گرین
پوٹاسیم کاربونیٹ ½ گرین
اولیم کیروائی ۱/۱۲ منم
گلوسائیڈ ۱/۴ گرین
ایکوا ۲ ڈرام

اعوجاج العظام اور کساح میں مفید ہے

جوابات

۷۶ **بچہ ۲½ سالہ** :- آخر کمزوری کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہوگی۔ پیدائشی یا باطنی کسی مرض میں مبتلا ہونے سے بہرحال بچہ کا معدہ درست رکھنا، غذا کا معقول و مناسب انتظام کرنا۔ کھیلنے کودنے اور ورزش وغیرہ کا سامان مہیا کر دینا اور دھوپ سے متمتع ہونیکا کافی موقع دینا چاہیئے۔ پورے جسم پر صبح و شام روغن سرسوں کی مالش کریں۔ ہر روز غسل کرائیں۔ اسکے علاوہ ہمدرد دواخانہ دہلی سے اکسیر الاطفال کی ایک ڈبیہ منگا کر حسب ہدایات مندرجہ استعمال کرانی چاہیئے (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ب) مروارید ناسفتہ ۴ سرخ، زہر مہرہ خطائی، نارجیل دریائی، طباشیر کبود، حجر الیہود، پوست ہلیلہ زرد، دانہ الائچی خورد، زرا ورد، مغز کنول گٹہ ہر ایک چھ ماشہ، پہلے مروارید کو روح کیوڑہ میں ایک گھنٹہ تک کھرل کریں اسکے بعد سب دوائیں علیحدہ علیحدہ باریک کرکے اس میں ملا لیں۔ مقدار خوراک نصف رتی سے دو رتی تک ہمراہ شیر مادر یا عرق گلاب۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں)

(ج) پارک ڈیوس کمپنی کی بنائی ہوئی "فیریڈول" نامی ایک دوا ہے ہر انگریزی دوا فروش سے ملسکتی ہے اسکا استعمال کرائیے۔ ترکیب استعمال دوا کے ہمراہ ملیگی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) عود صلیب، اندر جو شیریں۔ سنگدانہ مرغ، صندل سفید، صندل سرخ۔ زہر مہرہ خطائی زرد، ورد۔ گل سرخ زیرہ سفید، سہاگہ بریاں، جدوار خطائی ہر ایک چار ماشہ۔ دانہ الائچی سفید دو ماشہ، مرچ سیاہ پانچ ماشہ زعفران ڈیڑھ ماشہ، مروارید ناسفتہ ۱ ماشہ، ورق نقرہ ورق طلا ایک ایک ماشہ، ریش برگد، ریش پیپل ہر ایک دو ماشہ عرق گلاب دو آتشہ عرق کیوڑہ آب درخت کیلا ہر ایک چار تولہ سب دواؤں کو عرق ہائے مذکور میں کھرل کریں اور کالی مرچوں کی برابر گولیاں بنائیں اور دو گولیاں ہمراہ عرق بادیان دیں۔ (حکیم یار محمد کوڑوائی)

(ہ) آب قلعی مقطر ایکتولہ، روغن زیتون ۱۰ تولہ میں خوب حل کریں۔ جب مکھن کیطرح ہو جائے تو ورق نقرہ ۳ عدد زفت یابس ایکتولہ مروارید ۳ ماشہ اسمیں ملا کر حفاظت سے رکھیں اور ایک ایک ماشہ صبح و شام بچہ کو استعمال کرائیں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) برگ گاؤزبان۔ ابریشم مقرض ہر ایک آدہ پاؤ نصف سیر پانی میں جوش دیں جب آدھا رہ جائے تو ایک پاؤ قند میں ملا کر قوام بنائیں اور مروارید سائیدہ ۳ ماشہ ورق نقرہ ۲ ماشہ گوند سائیدہ ۳ ماشہ شامل کرکے صبح و شام تین تین ماشہ یہ دوا ہمراہ عرق گاؤزبان بچہ کو استعمال کرائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

۷۷ **عوارض مختلف** :- آپ نے یہ تو لکھا ہی نہیں کہ اس وقت آپ پر کیا افتاد پڑی ہے یعنی ان دنوں کون کونسی بیماریاں خصوصیت سے آپ کو ستائے ہوئے ہیں مفصل حالات لکھکر بھیجیئے۔ غور کرنے کے بعد انشاءاللہ مناسب و مفید مشورے دیئے جائینگے۔ جن سے بقیہ دن آسائش سے گذر جائیں گے (ڈاکٹر محفوظ عالم قریشی)

(ب) ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی سے عرق روح افزا منگا کر استعمال فرمائیے، جملہ شکایات کو رفع کرنے والا اور تندرستی کو قائم رکھنے والا ہے۔ (حکیم یار محمد)

(ج) عوارض عادت بد :- اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو کلی صحت ہو جائے اور زندگی کے دن آرام سے گذاریں تو مندرجہ ذیل اصولی علاج پر عمل کریں انشاءاللہ صحت ہوگی۔

مجربات

صدری مجربات

مسلسل

از حکیم محمد رحمت علی صاحب ہمایوں

تریاق صداع

سوڈا اسیلی سلاس ۱ تولہ۔ اسپرین ۳ ماشہ۔ سورنجان شیریں ۳ ماشہ۔ دانہ الائچی خورد ۸ ماشہ پوٹاشیم برومائیڈ ۳ ماشہ۔ قند سفید ۲ تولہ۔ سب کو اچھی طرح کھرل کر کے سفوف بنائیں۔ بوقت دورہ کے وقت یہ دوا ۲ ماشہ سے ۳ ماشہ تک کھلائیں۔ صداع مزمن میں ایک ماشہ صبح و شام کچھ عرصہ تک معمول بنائیں۔ صداع کے علاوہ وجع المفاصل کیلئے بھی مفید ہے۔

گوشت خورہ کی مجرب دوا

برگ سداب ۵ تولہ۔ سجی۔ چونہ ۲۔ ۲۔ تولہ۔ سرکہ تند حسب ضرورت میں کھرل کر کے ٹکیاں بنائیں اور کوزہ گلی میں بند کر کے اپلوں کی آگ میں پھونک لیں اور پیس کر بحفاظت رکھیں۔ صبح و شام دانتوں پر ملا کریں۔ پائیوریا کیلئے اکسیر ہے۔

منجن خوشبودار

خون کو بند کرتا ہے۔ مسوڑھوں کے درد کو بے حد مفید ہے۔ دانتوں کے درد کے واسطے اکسیر سے کم نہیں۔ خوشبودار ہے۔

نسخہ مرچ سیاہ ۳ ماشہ۔ مشک کافور ۳ ماشہ۔ یوکلپٹس آئل ۱۰ قطرہ۔ پھٹکری سفید ۶ ماشہ سوڈا ۶ ماشہ خاکستر چھالیہ ۱ تولہ چاک خالص ۲ تولہ

ہر ایک دوا کو علیحدہ علیحدہ باریک پیس لیں اور سب کو ملا کر یوکلپٹس آئل ڈال کر حل کریں۔ منجن تیار ہے حسب دستور استعمال کیا کریں۔

~~~~~~~~

دو اکسیری مجربات

از جناب حاجی حکیم شمس الحق خاں صاحب

(۱) معجون مقوی باہ عجیب

نسخہ:۔ ثعلب مصری ۱ تولہ۔ شقاقل مصری ۱ تولہ۔ بہمن سرخ ۱ تولہ بہمن سفید ۱ تولہ۔ تودری سرخ ۱ تولہ۔ تودری سفید ۱ تولہ۔ جاوتری ۴ ماشہ جائفل ۴ ماشہ۔ لونگ ۶ ماشہ۔ تخم حمہ جیر ۶ ماشہ۔ تخم مولی ۱ تولہ۔ تخم گذر ۱ تولہ۔ تخم شلغم ۵ تولہ۔ مغز پستہ ۱ تولہ۔ مغز بادام شیریں۔ ثار مغز چلغوزہ۔ ثار۔ مغز اخروٹ۔ ثار مغز فندق ۵ تولہ۔ ورق نقرہ ۱ تولہ۔ ورق طلا ۱ ماشہ۔ زعفران ۱ ماشہ۔ آرد نخود بریاں ۱ سیر بیضہ مرغ ۶ عدد۔ مدبر سم الفار ۳ ماشہ۔ مصری ۲ سیر روغن زرد ۲ سیر۔ بطریق معروف معجون بنائیں۔ خوراک ۲، ۶ ماشہ صبح و شام

فوائد:۔ اس سے رقت سرعت کثرت احتلام ضعف اعضار رئیسہ کا ازالہ ہوتا ہے۔

(۲) روغن برائے مجلوق

بیر بہوٹی۔ خراطین صاف۔ ذلو۔ بچھناک۔ ہڑتال طبقی۔ پارہ۔ مالکنگنی۔ بیج کنیر سفید عاقرقرحا۔ سنگجراحت۔ آنبہ ہلدی۔ جائفل۔ جاوتری۔ دارچینی۔ تخم تیبد۔ تخم پیاز تخم شلغم۔ کنیر سیاہ۔ مغز ارنڈی۔ گھونگچی سفید۔ لونگ۔ بھلانوہ۔ پیپال کبوتر۔ تخم بادنجان۔ سنکھیا زرد۔ سنکھیا سفید۔ روغن ساہو سہاگہ۔ قسط۔ کچلہ کوفتہ۔ ہر ایک ۱ تولہ۔ لوبان ۴ تولہ۔ آب کشائی خوردہ تولہ۔ پتہ گاؤ ۲ تولہ۔ زردی بیضہ مرغ ۱۲ عدد ان تمام ادویہ کو باریک کر کے زردی بیضہ وغیرہ میں باہم یکجان کر لیں اور قرص بنائیں اور حسب معمول پتال جنتر سے روغن کشید کریں۔

فوائد:۔ اس طلا کو ہفتہ عشرہ تک استعمال کرنے سے کجی لاغری اور سستی وغیرہ بالکل رفع ہو جاتی ہے نامردی جو کثرت جماع اور جلق سے پیدا ہو گئی ہو، دور کرتا ہے۔ عجیب چیز ہے۔
~~~~~~~~

(د) اولاد نرینہ کا انحصار مرد کی قوت اور مادہ کی طاقت پر منحصر ہے اگر مرد کا مادہ عورت کے مادہ پر غلبہ حاصل کرے تو عموماً اولاد نرینہ ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف عموماً لڑکی ہوتی ہے۔ بہرحال اسکے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کیجا سکتی۔ حکیم ہمایوں

(۷۹) **کلیات علم طب**:۔ کوئی جواب نہیں آیا (منیجر ہمدرد صحت)

(۸۰) **بہرا پن**:۔ کیسہ کا پتہ روغن گل میں ملا کر کان میں ڈالا جائے انشاءاللہ شفا ہوگی (حکیم یار محمد)

(ب) آپ لڑکے کو حب ایارج تین ماشہ ایک ہفتہ تک رات کو سوتے وقت استعمال کرائیں۔ تنقیہ دماغ کے بعد کانوں سے سنائی دینے لگیگا (حکیم آغا منصب علی)

(ج) بہتر ہے کہ بچے کو کلکتہ یا لکھنؤ لیجائیے اور وہاں میڈیکل کالج میں کان کے امراض کے جو ماہر خصوصی ہوں انہیں دکھائیے یہ بھی ممکن ہے کہ دوران مرض میں بچے کو کونین استعمال کرائی گئی ہو اور اس سے عارضی طور پر ثقل سماعت لاحق ہو گیا ہو۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) آپ لڑکے کے کان میں روغن بادام تلخ نیمگرم کرکے رات کو ڈالا کریں اور معجون برہمی ۶ ماشہ ہمراہ شیرہ مغز بادام ۵ دانہ، شیرہ مغز خیارین شیرہ تخم خشخاش تین ماشہ کیساتھ استعمال کرائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) آپ روغن بادام تلخ، روغن نیم، روغن کدو ہر ایک دو تولہ میں آب برگ نیم۔ آب شحم حنظل ہر ایک ایک تولہ ملا کر آگ پہ رکھیں۔ جب پانی جذب ہو جائے تو شیشی میں حفاظت سے رکھیں اور رات کو کان میں ڈالیں اور معجون برہمی تیز تین ماشہ ہمراہ شیر گاؤ صبح و شام استعمال کرائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) آپ اپنے بچہ کو صرف اطریفل اسطخودوس بالکل صاف و تازہ دواؤں سے بدستور معروف تیار کیا ہوا بقدر ۶ ماشہ روزانہ رات کو سوتے وقت نیمگرم پانی کیساتھ استعمال کرائیں۔ (ڈاکٹر حکیم محفوظ عالم)

(۸۱) **سل بطنی**:۔ سل دق پر میرا مضمون ستمبر ۳۵ئ کے پرچہ میں چھپ چکا ہے۔ اسمیں جو نسخہ اکسیر سل و دق کے نام سے ۴۵ پر چھپا اسکو استعمال کرائیں۔ انشاءاللہ صحت کلی ہوگی۔ (حکیم ہمایوں)

ب:۔ بغیر معائنہ علاج سخت دشوار بلکہ خطرناک نظر آتا ہے۔ (ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) آپ نے سل کو ایسا معمولی مرض سمجھ رکھا ہے کہ اسکے لئے کوئی اکسیری نسخہ مریض کو دیکھے بغیر لکھدیا جائیگا بہترین صورت یہ ہے کہ کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس مریض کو لیجائیے اور اُنکے مشورہ پر عمل کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) بہتر تو یہ ہے کہ آپ کسی مقامی طبیب سے باستقلال علاج کرائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل عرق تیار کرکے استعمال کرائیں۔ نسخہ:۔ شیر خر ۴۰ تولہ آب کوہ سبز۔ آب گلو سبز، آب کاسنی سبز ہر ایک چالیس تولہ ترپھلا، اذخر۔ گل بنفشہ گل منڈی ہر ایک پانچ تولہ، برادہ لکڑی چیڑ ۳۰ تولہ، ساذج ہندی خس، بادیان، بیخ بادیان، برگ گاؤزبان، گل گاؤزبان، عشبہ مغربی، چرائتہ، پودینہ، ہر ایک آٹھ تولہ سب دوائیں ۱۰ سیر پانی میں ترکرکے حسب معمول عرق کشید کریں۔ اور دوا الکرکم ۶ ماشہ کیساتھ صبح و شام ۱۰، ۱۰ تولہ استعمال کرائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) آپ اپنے بچہ کو عرق برنجاسف ۱۰ تولہ اور شربت دینار دو تولہ ملا کر صبح نہار منہ پلائیں۔ اور کھانے کے بعد دونوں وقت مندرجہ ذیل سفوف تیار کرکے بقدر دو ماشہ دیں۔ اور یہی سفوف دو تولہ لیکر پاؤ بھر بکری کے دودھ میں پکائیں اور پیٹ پر اس جگہ لگائیں جہاں ورم ہے۔ نسخہ سفوف۔ کلتھی دو تولہ، سورنجان شیریں ۱ تولہ، ہلدی تین ماشہ کوٹ چھانکر سفوف بنائیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۸۲) **امساک**:۔ اس قسم کے نسخے طلب کرنے والوں کے مقاصد اکثر اچھے نہیں ہوتے اس لئے میں کوئی نسخہ تجویز کرنے

(۱) سفوف مصلح مادہ تولید | پارہ مصفی ۶ ماشہ قلعی مصفے ایکتولہ، پوست بیخ لفاح تین ماشہ، فلفل مرچ ۲ ماشہ، مرچ سفید دکنی دو تولہ۔ اول پارہ اور قلعی کی گرہ کریں پھر خوب کھرل کرکے پوست بیخ لفاح اسمیں ڈال کر خوب کھرل کریں۔ پھر تمام مرکب میں ایک ایک مرچ ڈال کر کھرل کرتے جائیں حتیٰ کہ تمام مرچیں ختم ہوکر سفوف مثل غبار بنجائے مقدار خوراک ۳ یا ۴ چاول ہمراہ مکھن۔ جریان، احتلام سرعت اور ذکاوت حس کے اندفاع کیلئے بے نظیر ہے

(۲) حب جریان کہنہ مقوی باہ واعصاب | کشتہ فولاد دو تولہ، کشتہ سہ دھاتہ تین تولہ کشتہ چاندی ایکتولہ۔ سلاجیت ۱ تولہ، سب کو باریک پیس کر جیساندہ پوست خشخاش میں کھرل کرکے ۲ رتی کی گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک ایک ایک گولی صبح و شام۔ جریان کہنہ کے دفعیہ کیلئے اکسیر ہیں۔ مقوی باہ و مقوی اعصاب ہیں۔

(۳) حب خاص | کشتہ طلا دو ماشہ۔ الاحمر ایکماشہ۔ مغز کدو شیریں دو ماشہ۔ عنبر اشہب دو ماشہ، مشک تبتی ۱ ماشہ عرق بید مشک حسب ضرورت۔ سب ادویہ کو عرق بید مشک میں کھرل کرکے حبوب بقدر دانہ مونگ بنائیں ایک گولی صبح کھانا کھانیکے بعد اور ایک گولی شام کو استعمال ہو۔ لطیف و نفیس اور قوی غذائیں خاطر خواہ استعمال کیجاسکتی ہیں۔ دودھ مکھن کا استعمال ضرور کیا جائے اعضائے رئیسہ کو قوت دیتی ہیں۔ بیمار کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے۔

نوٹ:۔ اگر طلاء کی بھی ضرورت ہو تو اطلاع دیں۔ پھر نسخہ عرض کر دیا جاویگا۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(د) آپ اپنی صحت قائم رکھنے کے لئے گرمی کے زمانہ مغلظ ادویہ جو قبض نہ کریں استعمال فرمائیں اور موسم سرما میں مقوی باہ اور مقوی جسم ادویہ استعمال کریں اور ہمدرد دواخانہ سے کوئی طلا منگا کر چند سال استعمال کریں (حکیم آغا منصب علی)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں اکسیر ہے جملہ شکایات کو رفع کرنے والا ہے۔ نسخہ:۔ خبث الحدید مدبر، کشتہ فولاد، کشتہ یشب، کشتہ عقیق، کشتہ مرجان، کشتہ قلعی۔ ورق نقرہ، رب السوس، شکر تیغال، گل بابونہ، گل بنفشہ ہر ایک ایک تولہ ان سب کو یکجان کرکے معجون جالینوس ایک پاؤ میں ملاکر ۶ ماشہ سے ۹ ماشہ تک استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) جو لوگ مادرِ فطرت کی آغوش میں پرورش پاتے ہیں۔ ان کی زندگیاں سب سے زیادہ مسرور اور کامیاب گذرتی ہیں آپ پھر سادہ زندگی ہی کی طرف رجوع کیجئے اور کھلی ہوا، پاک اور سادہ غذا۔ موسم کے پھلوں اور سورج کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

۷۸ اولاد نرینہ:۔ عورت مرد میں سے جسکے مادہ کو دوسرے پر غلبہ حاصل ہوگا۔ عموماً ویسی ہی اولاد پیدا ہوگی۔ مضبوط توانا عورت اکثر اولاد نرینہ پیدا کرتی ہے کمزور مرد عموماً لڑکیاں ہی پیدا کرتے ہیں۔ سوزاکی مرد کے مادہ میں اولاد نرینہ پیدا کرنیکی قوت واقعی کم ہوجاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات تولید کی طاقت کا ہی فقدان ہو جاتا ہے۔ بیشک یہ سب باتیں قدرت الٰہی پر موقوف ہیں۔ لیکن قدرت الٰہی نے ہی انسان کو اتنی عقل و دانش عطا کی ہے کہ وہ حسب منشا اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ (ڈاکٹر محفوظ عالم قریشی)

(ب) ابھی تک ایسی کوئی چیز دریافت نہیں ہوئی ہے جسے لڑکی یا لڑکے کے پیدا ہونیکا سبب قرار دیا جاسکے اور میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں انسان کو "کیف یشاء" ہی پر قناعت کرنی پڑیگی۔ اس سلسلہ میں جو کچھ مشہور ہے وہ سب قیاسات ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) یہ بات غلط ہے کہ کمزور مردوں کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح سوزاک والے مریض کے یہاں بھی لڑکے پیدا ہوئے ہیں۔ مادہ کے قوام کو بھی اس میں کافی دخل ہے۔ اگر ایام سے فراغت پاتے ہی عورت مرد کے پاس چلی جائے۔ تو عموماً ایسے وقت کا حمل نرینہ ہوتا ہے۔ اور کچھ آسنوں پر بھی نرینہ اولاد کا ہونا منحصر ہے۔

(حکیم آغا منصب علی)

استعمال کرنیکے بعد جب جریان کہنہ مقوی باہ واعصاب دوہفتہ تک استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) یہ تار جیسی رطوبت جو خارج ہوتی ہے مذی ہے احتلام کے لئے تخم سروالی اور ملیٹھی ہموزن کوٹ کر رات کو سوتے وقت بقدر ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ حکیم آغا منصب علی)

(د) ذکاوت حس کی وجہ سے مادہ خارج ہوتا ہے۔ ذیل کے نسخے سے تمام شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔

نسخہ:۔ پوست بیخ ستیاناسی، تخم بونتی، تالمکھانہ، کشتہ قلعی، کشتہ مرجان، کشتہ صدف۔ ورق نقرہ ہر ایک ایک تولہ مصری کوزہ دو تولہ، ست گلو اصلی تین تولہ، سب کو یکجان کرکے حفاظت سے رکھیں اور چھ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۸۵) **کان بہنا**:۔ بہتے ہوئے کانوں کا بہترین علاج یہ ہے کہ کان میں چند قطرے ہائیڈروجن پر آکسائڈ کے ڈالے جائیں اور تین چار منٹ تک یونہی چھوڑ دیا جائے اسکے بعد روئی کی پھریری سے بآہستگی کان کو صاف کرکے اسمیں چند قطرے گلیسرین آیوڈوفام کے ڈالدیئے جائیں۔ روزانہ ایک یا دو مرتبہ یہ عمل کیا جائے۔ یہ دونوں دوائیں ہر انگریزی دوا فروش سے مل سکتی ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اطریفل اسطوخودوس ایک تولہ ہمراہ آب نیمگرم رات کو سوتے وقت ہفتہ میں تین بار استعمال کرائیں۔ غلیظ نفاخ اور دیر ہضم چیزوں سے پرہیز کریں۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) آپ جواب نمبر ۸۰ پر عمل کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) آپ اپنے بچہ کو تنقیہ دماغ کراکے روغن بادام تلخ کان میں ڈالا کریں۔ اور صبح کو ۵ دانہ مغز بادام پیس کر قدرے قند ملاکر پلائیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۸۶) **فتق**:۔ میرے خیال میں آپ کے لئے ماہر سرجن سے علاج کرنا ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس مرض میں قبض اور تولید ریاح کی شکایت نہیں ہونی چاہیئے۔ اور ہر حرکت سنبھل سنبھل کر کرنی چاہیئے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ب) جب کہ آنت کے اترنے کیلئے ایک راستہ جسم میں بن چکا ہے تو اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ آپریشن کراکے اس راستے کو بند کرا دیا جائے۔ اگر یہ منظور نہیں تو پھر کمان کا استعمال کیجئے۔ تاکہ وہ راستے کو ہر وقت بند رکھے کبھی کبھی کمانی کے استعمال سے مستقل فائدہ بھی پہنچ جاتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) سوائے آپریشن کے چارہ نہیں ہے۔ میرے علم میں کئی مریضوں نے آپریشن کرایا اور کامیاب ہوئے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(د) آپ مندرجہ ذیل لیپ کا نسخہ تیار کریں امید ہے کہ بہت جلد آرام ہو جائیگا۔ نسخہ۔ گل درخت ڈھاک ٹنکار مغز تخم بید انجیر۔ پشک گوسفند ہر ایک دو چھٹانک افیون گیارہ ماشہ۔ سب چیزوں کو ایک سیر بھیڑ کے دودھ میں پکائیں۔ جب نرم ہو جائے تو پیس کر نیمگرم پارچہ پر لگائیں اور خصیتین پر باندہیں۔ ہر روز رات کو یہ عمل کرنا چاہیئے (حکیم احسان الحق امرتسر)

۸۷ **ضعف اعصاب وغیرہ**:۔ ممکن ہو تو کسی مقامی ڈاکٹر کے مشورے سے "تھائرائڈ ایکسٹریکٹ" کا استعمال کیجئے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ ضرور نفع پہونچیگا۔ ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر خود اس دوا کو استعمال نہ کیجئے گا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) حضرت خدا عوذ تو فرماتے ہیں کہ اتنی شکایات کی موجودگی میں بلا معائنہ کیونکر تشخیص و تجویز کیجا سکتی ہے (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) آپ کو تمام شکایات ضعف اعضائے رئیسہ کی وجہ سے ہیں۔ جواب نمبر ۷۰ پر عمل کریں۔ انشاء اللہ کلی

سے معذور ہوں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ب:۔ آپ امساک کا وہ نسخہ تیار کر کے استعمال کریں جو میری طرف سے اکتوبر کے رسالہ میں شائع ہو چکا ہے
(حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) آپ ہمدرد دواخانہ دہلی سے حبوب ممسک طلائی منگا کر فائدہ حاصل کریں مشہور چیز ہے۔ ایک گولی مباشر سے دو گھنٹہ قبل غذا ہضم ہونے پر پاؤ بھر دودھ کیساتھ کھا لینی چاہیئے (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) شنگرف ایکتولہ بر اٹھری ایک بوتل۔ افیون ایکتولہ۔ بزر البنج ایکتولہ، عقرقرحا ایکتولہ، لونگ، جائفل، جوتری، دارچینی ہر ایک ایک تولہ، زعفران چھ ماشہ، مشک خالص ۲ ماشہ، روغن دھتورہ ۵ تولہ سب ادویہ کو خوب باریک کر کے مثل غبار کریں۔ پھر شراب اور روغن دھتورہ ملا کر خوب کھرل کریں حتیٰ کہ خشک ہو جائے اور حبوب بقدر نخود بنائیں ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ بید ممسک ومقوی ہے آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کے دفتر سے گذشتہ اجلاس کی روئدادیں مل سکتی ہیں (حکیم ہمایوں)

(ہ) شیر بڑ، تخم قنب، بیج لفاح، ہر ایک ایک تولہ، جند بید ستر، عقرقرحا، دارچینی، قرنفل، جوز ماثل مدبر ہر ایک ۹ ماشہ مایہ شتر اعرابی ایکتولہ، عسل خالص دو تولہ سب کو یکجان کر کے چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

۸) **جوڑوں کا درد**:۔ آپ اپنی والدہ کو "ایٹوفین" کی گولیاں استعمال کرائیں، ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ملیگی گوشت سے بالکل محترز رہیں تو بہتر ہے سبز ترکاریاں اور پھل خوب کھائیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

ب حب اکسیر الاوجاع بیس مدبر، افیون مصفیٰ، شنگرف مدبر۔ مرچ سفید دکھنی ہموزن لیکر آب ادرک سے کھرل کریں اور مٹر کے برابر گولیاں بنائیں، خوراک ایک گولی صبح وایک گولی شام کو بعد از غذا عرق ادرک کیساتھ۔
(حکیم ہمایوں لائل پور)

(ج) معجون سورنجان شیریں ۵ ماشہ بوزیدان ۴ ماشہ، زنجبیل دو تولہ، پوست ہلیلہ زرد ۶ ماشہ بسفائج فستقی ۴ ماشہ قسط شیریں ۴ ماشہ، مویز منقیٰ ۹ دانہ انجیر زرد دو عدد۔ سب چیزوں کو پانی میں جوش دیکر صاف کریں اور تین تولہ گلقند سائیدہ اضافہ کر کے پئیں۔ نسخہ دونوں وقت استعمال کرنا چاہیئے۔ اور مرض کے حملہ کے دنوں سے کچھ روز پیشتر ہی شروع کر دینا چاہیئے، بلکہ بعد تک بیچ میں دو چار روز کا وقفہ دیکر استعمال کرائیے اغذیہ غلیظ اور نفاخ سے سخت پرہیز
(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) آپ اپنی والدہ صاحبہ کو معجون مصفی خاص چھ ماشہ صبح اور چھ ماشہ شام کو ہمراہ ماء العسل استعمال کرائیں انشاء اللہ بہت جلد آرام ہو جائیگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) آپ اپنی والدہ کو مندرجہ ذیل ادویہ کا بھپارہ دیں۔ اور کھانیکے بعد دونوں وقت سونٹھ، کالا نمک، نوسادر، سہاگہ بریاں ہموزن کوٹ چھانکر اور قدرے ہینگ ملا کر ایک ایک ماشہ دیں۔ نسخہ بھپارہ:۔ سبوس گندم ایک پاؤ، نمک سیاہ دو تولہ، سرکہ ۵ تولہ پانی دو سیر۔ (حکیم آغا منتخب علی)

(و) آپ معجون وبید الورد ۹ ماشہ ہمراہ عرق پان ۱۰ تولہ شہد خالص تین تولہ استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

۸) **اخراج رطوبت**:۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرض دس سال سے ہے، اگر خارج شدہ رطوبت وہی رطوبت ہوتی کہ جس کا آپ کو اندیشہ ہے تو اتنے عرصہ میں مریض کو بہت ہی لاغر اور کمزور ہو جانا چاہیئے تھا لیکن غالباً ایسا نہیں ہے ورنہ ذکر کرتے۔ اگر ممکن ہو تو پیشاب کا امتحان کسی اسپتال میں یا کسی پرائیویٹ لیبورٹیری میں کرائیے، صحیح حالات معلوم ہو جائینگے اور پھر علاج میں آسانی ہوگی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر آپ کلی صحت چاہتے ہیں تو اصولی علاج کریں اور جواب ۵ دیکر سفوف مصلح مادہ تولید کا ۲ دو ہفتہ

سوالات

ضوابط اندراج ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانے کا حق حاصل ہے۔
(۲) لیکن سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں ہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں زیادہ سطور کے لئے دو آنہ فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۵) پانچ چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں، شائع نہیں ہو سکے گا
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہر حال ہوگا۔

---

(۸۹) میری عمر ۴۳ سال ہے۔ عرصہ ۴ یا ۵ ماہ سے میری دونوں جانب کی ڈاڑھیں ہلنے لگی ہیں لیکن انہوں نے ہنوز جگہ نہیں چھوڑی ہے اگرچہ پائیریا بھی خفیف سا ہے۔ اور سرد پانی بھی ڈاڑھوں میں بہت لگتا ہے مگر خاص شکایت ڈاڑھ کا ہلنا ہے۔ بہت سے منجن استعمال کئے مگر سب بے سود ثابت ہوئے۔ براہ کرم حکمائے کرام خاص و مجرب نسخہ تحریر فرمائیں۔
(خریدار نمبر ۳۳۷۲)

(۹۰) میری عمر تقریباً ۳۵ سال ہے۔ تین سال سے ملازمت کی وجہ سے ہمیشہ بائیسکل کی سواری کرنی پڑتی ہے روزانہ کم از کم ۳۰ میل چلنا ہوتا ہے عرصہ ایک ماہ سے پنڈلیوں میں درد شروع ہوگیا ہے گاہے گاہے تیل کی مالش کر لیتا ہوں جس سے کچھ آرام معلوم ہوتا ہے قبض ہمیشہ رہتا ہے۔ اطبائے کرام غور فرما کر سہل العمل اور کم خرچ نسخہ تجویز فرمائیں۔
(خریدار نمبر ۲۳۰)

(۹۱) رفاہ عام کیلئے نمک سلیمانی کا آسان اور سستا نسخہ درکار ہے۔ اور کسی ایسے مرہم کا نسخہ بھی لکھدیا جائے جو تمام قسم کے درد، چوٹ اور زخم کو آرام کر دے۔
(خریدار نمبر ۳۶۱۲)

(۹۲) مجکو مندرجہ ذیل کمیاب ادویہ کی ضرورت ہے امید ہے کہ ماہران فن طب غور فرما کر ملنے کا پتہ و اندازہ قیمت سے اطلاع دیں گے۔ (۱) مستی سانڈہ (۲) مستی مینڈک صحرائی (۳) مستی فیل (۴) مستی شتر (خریدار نمبر ۳۶۱۷)

(۹۳) ایک کتاب میں ایک نسخہ معمہ میں اس طرح درج ہے
"ایرانی بڑھیا قلب برآوردہ سر پاؤں پر رکھکر ریح ہندی پر سوار کریں حتی کہ اس کی حیات کے کچھ آثار باقی نہ رہیں۔ بلکہ بالکل خشک ہو جائے اب اس کو اس کے رگ و ریشہ سمیت کوٹ کر رکھیں۔ بوقت خواہش ایک ہی جست میں مرکب کر کے بلغم فضلہ پر چڑھا کر حی العالم سے چمیر کریں۔ بفضلہ بہت ہی جلد خون جاری ہو جائے گا۔ اور دوران خون کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک تخ تاؤ بغیر ہوا پنجابی کے دیکر اس کا پانی نکالکر نہ پلایا جائے"
اس نسخہ کا حل مطلوب ہے۔
(خریدار نمبر ۳۴۲)

(۹۴) دس سال ہوئے۔ کہ میری اہلیہ کا حمل ساقط ہوا تھا۔ اسقاط سے پہلے بھی دو بچے تھے اس کے بعد تین لڑکے ہوئے اسقاط کے بعد تقریباً ایک ماہ تک طبیعت معمولی بخار اور کمزوری سے مضمحل رہی۔ اس کے ساتھ ثقل سماعت شروع ہوا۔ طبیعت تو ٹھیک ہو گئی لیکن ثقالت بڑھتے بڑھتے تقریباً بہرا پن آگیا۔ متعدد علاج کئے لیکن بے سود

ت ہوگی ۔ حکیم ہمایوں لائلپور)

د) اس مرض کا علاج ماء الجبن ہے جو فروری کے مہینے میں کریں۔ فی الحال جوارش جالینوس و جوارش مصطگی ہر ایک ۲ ماشہ
صبح و شام ہمراہ عرق بادیان عرق مکوہ استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

۸/ رعشہ :- حالات کافی نہیں ہیں بمفصل تحریر فرمایئے تسلی بخش جواب دیا جائیگا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

ب :- مریضہ کو معجون بلادر رات کو سوتے وقت بقدر ۳ ماشہ ہمراہ ۶ ق بادیان استعمال۔ کرائیں۔
(حکیم آغا منصب علی)

ج :- آپ کے سب سے بڑے بچے کی عمر ۲۴ اور اہلیہ کی عمر ۳۰ سال ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ انکی شادی بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں ہوگئی تھی۔ جن بچیوں کو اتنی کم عمری میں ماں کے فرائض ادا کرنے پڑیں۔ اس کی تندرستی جتنی بھی خراب نہ ہو کم ہے۔ ایسی دوائیں بہت سی ہیں جن سے غیر ضروری مٹاپا کم ہوجاتا ہے لیکن مریضہ کو دیکھے بغیر نسخہ نہیں لکھا جاسکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) آپ مریضہ کو بلغمی اشیاء سے پرہیز کرائیں اور دوسرے تیسرے روز ایک خفیف مسہل دیدیا کریں۔ اور کھانیکے لئے معجون فلاسفہ ۶ ماشہ رات کو سوتے وقت استعمال کرائیں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) لک مغسول ،۱ ذراقی مدبر، جوزماثل مدبر، جند بید ستر ہر ایک ایک تولہ شہد ۵ تولہ۔ سب چیزوں کو ملا کر تیار کریں اور ایک ماشہ صبح و شام تھوڑے سے شہد کے ساتھ دیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

گلیسرین کا نسخہ

(بسلسلہ جواب سوال ۴۵)

ازجناب حکیم فضل کریم صاحب

ناظرین یہ نسخہ مجھے میرے کتبخانہ کے چند پرانے اوراق میں سے ملا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی کتاب یا رسالہ کے اوراق ہوں لیکن اس میں درج کرنے والے نے یہ نسخہ جناب مکند لال صاحب رائے بہادر آنریری سرجن وائسرائے ہند فیلو یونیورسٹی الہ آباد کی میٹیریا میڈیکا اردو ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲۴۲ سطر ۱۹ سے نقل کیا ہے میں نے اسکو تیار نہیں کیا۔ گلیسرین کی حقیقت یہی ہے۔ جو ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔ شمس الاطباء مرحوم نے بھی اپنی میٹیریا میڈیکا میں وہی لکھا ہے۔ اس نسخہ بھی یہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ نسخہ ملاحظہ ہو۔

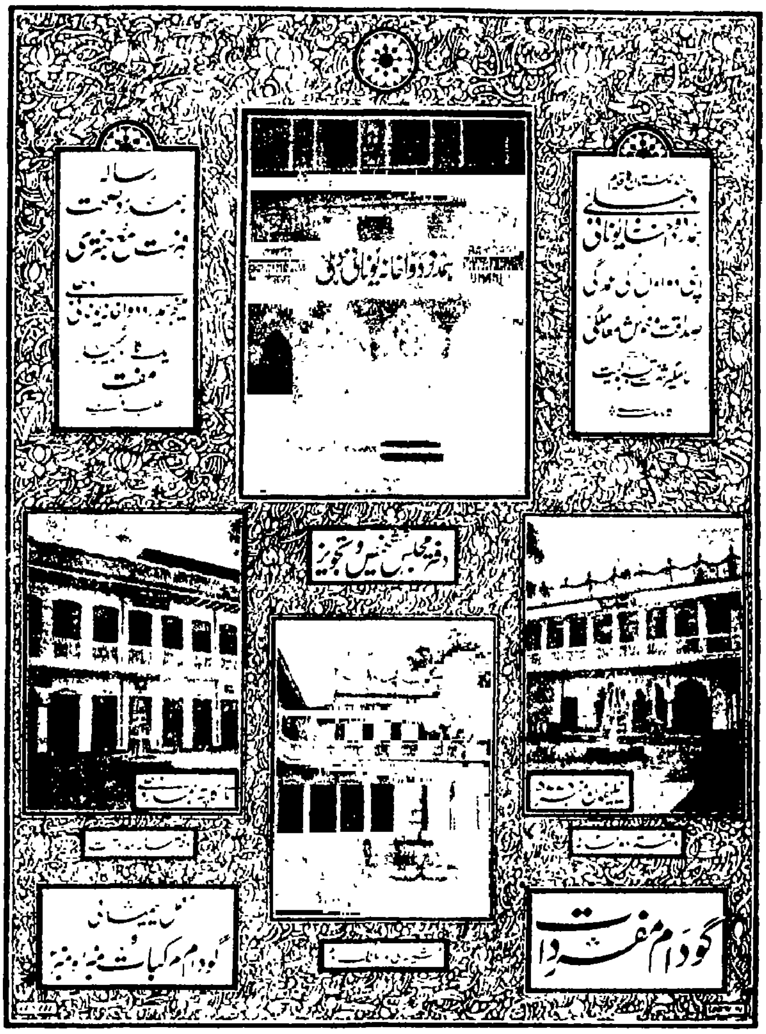
"کوئی تیل یا چربی لیکر اسکو تیل کی طرح پگھلائیں اور پتھر کے چونہ کو جو نہایت سفید رنگ کا ہو پانی میں گھول کر چھان لیں اور اس پگھلی ہوئی چربی یا تیل میں چونے کا پانی ملا کر خوب جوش دیں اب تیل کا موٹا حصہ چونہ اپنے میں جذب کرکے صابن بن جائیگا۔ اور اسکو کپڑے سے نچوڑ کر جو سفید رنگ کا تیل نکلے اسکو چکنی سے ہوا پہونچائیں تو تھوڑا سا گاڑھا اور سفید رنگ کا ہوجائیگا۔ اب اسکو دوبارہ چھان لیں اس چھانے ہوئے تیل میں چکنی سے دوبارہ ہوا پہونچا کر دیکھیں۔ جب سفیدی پیدا نہ ہو تو سمجھ لیں کہ تیل یا چربی نے گلیسرین کی صورت اختیار کرلی ہے۔ تیار شدہ گلیسرین کا ذائقہ ذرا میٹھا ہوتا ہے۔

نوٹ :- اصلی گلیسرین کی پہچان یہ ہے کہ ایک کاغذ پر تھوڑی سی گلیسرین لیکر اس پر تھوڑا پرمیگنیٹ آف پوٹاش ڈال کر کھلی ہوا میں رکھیں تو جلنے لگتی ہے۔

همدرد دواخانہ یونانی دھلی؛

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طبِ یونانی کیلیے باعثِ فخر ہیں،

اور بداندیشوں اور نقالوں کیلیے موجب اضطراب و پریشانی



دنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل و منظم دواخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز ایکسلینسی یمین السلطنت راجہ راجایان مہاراجہ بہادر کشن پرشاد جی سی آئی ای
صدر اعظم مملکتِ آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو رہنمایانِ ملک کی موجودگی میں فرمایا

التماس ہے کہ کوئی مجرب اور زود اثر نسخہ تجویز کیا جائے۔ (خریدار نمبر ۱۰)

(۹۵) زمانۂ حمل میں زچگی سے کتنے زمانہ پیشتر اور زچگی کے بعد کس مدت تک مجامعت سے پرہیز ضروری ہے۔ بزمانۂ رضاعت صحبت سے کوئی نقصان تو لازم نہیں آتا۔ ضبط تولید طبی نقطۂ نظر سے اگر جائز ہو تو عمل جراحی کے علاوہ اس کا کوئی بے ضرر اور مؤثر طریقہ تحریر فرمایا جائے۔ (خریدار نمبر ۳۵۱)

(۹۶) میری عمر ۲۴ سال ہے تین سال پہلے سوزاک میں مبتلا ہوا۔ جو علاج سے کچھ عرصہ میں جاتا رہا۔ اس کے بعد میرے دونوں پاؤں گھٹنوں پر سے جکڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا بہت علاج کیا۔ لیکن ابھی تک پاؤں کھلے نہیں گو اور گھٹنوں میں خفیف درد ہے۔ دونوں پاؤں ہلاتا ہوں۔ لیکن وہ پورے طور پر سیدھے نہیں ہوتے سوزاک اب بظاہر نہیں ہے۔ احتلام کی شکایت ہے۔ براہ کرم اطبار بہترین علاج تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۱)

(۹۷) میری عمر ۳۵ سال ہے۔ ابتداء سے نحیف الجثہ ہوں۔ تمام عمر کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا رہا ان میں قابل ذکر سوزاک ریگ گردہ و مثانہ اور نزلہ بوجہ کمزوری دماغ ہیں۔ اس وقت مجھے جو شکایتیں ہیں عرض کرتا ہوں۔ دو مہینے ہوئے کہ ملیریا میں مبتلا ہوا۔ غذا اکثر دودھ ساگودانہ رہی۔ اس کے بعد ورم معدہ و جگر و یرقان ہوگیا۔ یونانی معالجہ کر رہا ہوں۔ یرقان کا کوئی اثر نہیں رہا البتہ معدہ و جگر میں بیٹھکر دبانے سے سخت درد محسوس ہوتا ہے۔ ۱ شکم میں بائیں جانب قراقر اور پانی کے ہلنے کی آواز ہوتی ہے۔ ۲ اجابت ایک مرتبہ صبح کو قراقر کے ساتھ کھل کر ہو جاتی ہے غلوئے معدہ میں قراقر زیادہ ہوتا ہے۔ ۳ قارورہ زرد اور کچھ دیر رکھنے سے دودھ کے مانند یا سرخ یا سفید بادل کی طرح مگر مقدار میں کم ہوتا ہے ۴ بھوک زیادہ پیاس اعتدال پر ہے۔ ۵ بائیں پیر اور آنکھوں پر کسی قدر ورم۔ ۶ شکم کسی قدر بڑھا ہوا اور رگیں پھولی ہوئی ہیں۔ ۷ ریاح بذریعہ ڈکار یا گوز بو دار زیادتی سے خارج ہوتے ہیں حکیم سید اکبر حسین و آغا منصب علی و کبیر الدین و ڈاکٹر سعید احمد صاحبان کی خاص توجہ کا امیدوار ہوں۔ گو دو ماہ سے نمکی اور میٹھی چیزیں استعمال میں نہیں ہیں مگر آیندہ کیلئے دودھ یا شیریں چیزوں کی اجازت ہے یا نہیں۔

(خریدار نمبر ۱۶۹۳)

(۹۸) میرے ایک عزیز جن کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے۔ وہ عرصہ ۶-۷ سال سے ضعف باہ میں مبتلا ہیں شکایت کے وجوہ کثرت مباشرت و استعمال منشیات اور شراب وغیرہ ہیں۔ خانگی ڈاکٹری اور یونانی مقوی ادویہ اور طلے کافی استعمال کئے گئے ہیں فائدہ نہیں ہوا نعوظ کامل نہیں ہوتا۔ مادہ تولید پتلا۔ حظ اور خواہش بالکل مفقود۔ عرصہ ہوا سوزاک بھی ہوا تھا۔ جریان عرصہ دراز تک رہا۔ اب کوئی شکایت نہیں۔ مریض کا جسم مضبوط۔ ہاضمہ درست ہے۔ اطبار کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ مریض کی حالت پر غور فرما کر حسب حال مریض کو کوئی مجرب المجرب اور قطعی علاج تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۲۹۲)

(۹۹) میری عمر قریباً ۵۴ سال ہے۔ ایک سال سے عضو کی جڑ میں گانٹھ سی ہوگئی ہے جس کو دبانے سے درد محسوس ہوتا ہے۔ انتشار کی حالت میں کچھ اؤسا ہو کر درد سا محسوس ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رگیں سکڑ کر گانٹھ بن گئی ہے ماہران طب سے التماس ہے کہ دیسی یا انگریزی مجرب اور پیٹنٹ دوا تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۶۵۵)

(۱۰) مجھ کو سات سال سے نزلہ و زکام کی سخت شکایت ہے اب تو یہ حال ہے کہ چوبیس گھنٹہ نزلہ بہتا ہی رہتا ہے اور برابر چھینکیں آتی رہتی ہیں رات کو منہ پر خارش ہوتی ہے سینکنے سے کسی قدر فائدہ ہوتا ہے بہت کچھ علاج کئے مگر فائدہ نہ ہوا تمام طبیبوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ کم خرچ اور سہل نسخہ تجویز فرما کر شکر گزار فرمائیں۔

(خریدار نمبر ۱۹۶۲)

ماہوار مصور طبی رسالہ

ہمدردِ صحت

بیادگار

شہید فنِ ہمدردِ خلائق حکیم حافظ عبدالمجید مرحوم دہلوی

بانیٔ ہمدرد دواخانہ دہلی

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقامِ اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں ۔ دہلی

سالانہ ایک روپیہ

کتبہ یوسف

Regd. No. L. 2790.

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proved of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication.

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.

PRICE:

Special Edition As. 12. Ordinary Edition As. 8.



EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE.
HALF YEARLY

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY
2
ANNAS

کرنل بھولا ناتھ کا اِنتقال پُر مَلال



ہندوستان کے طبی حلقوں میں یہ خبر نہایت ہی رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی۔ کہ جناب کرنل بھولا ناتھ آئی۔ ایم۔ ایس۔ (رٹائرڈ) سی۔ آئی۔ ای۔ صدر آل انڈیا میڈیکل کانفرنس ۳۱ر جنوری [illegible]ء کی رات کو ۴۵-۹ پر قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔

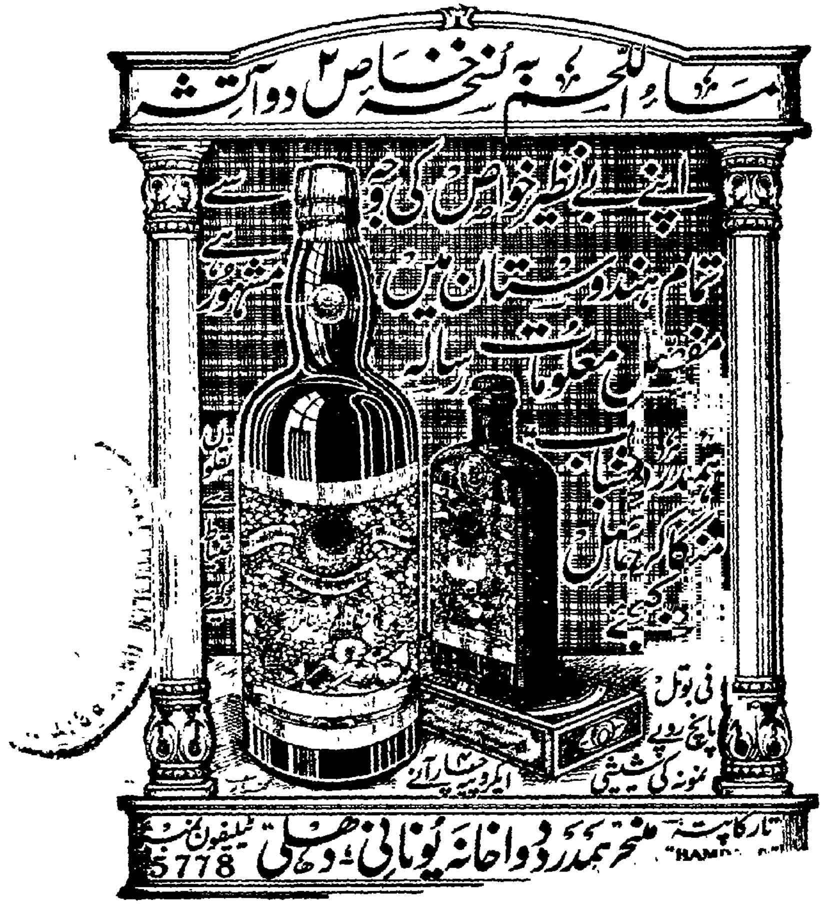
انا للہ و انا الیہ راجعون

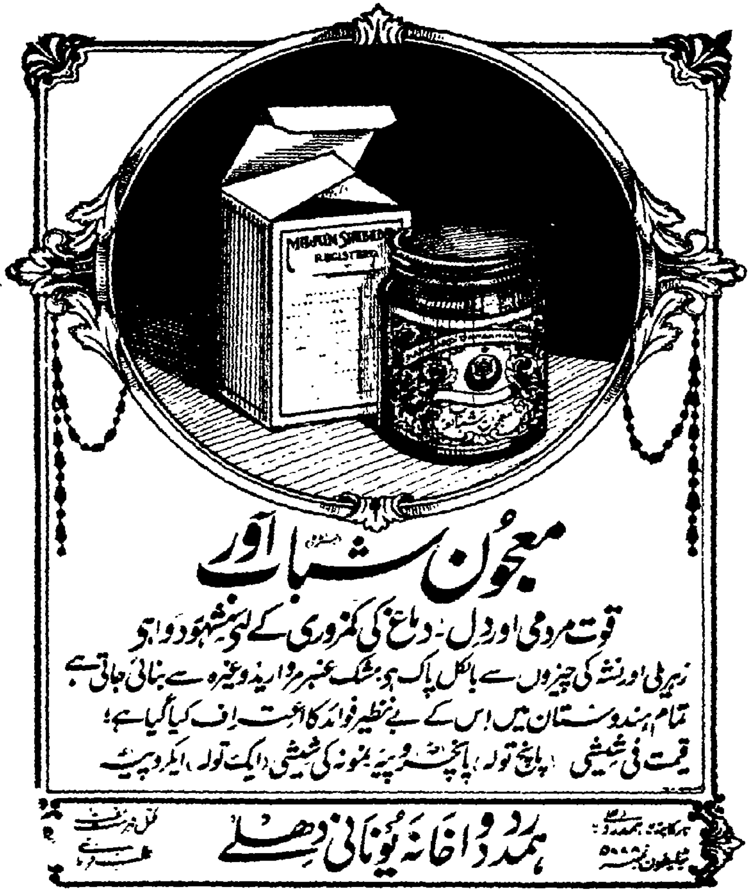
مرحوم ایک نہایت متواضع، شریف الطبع، مخیر، پابند وضع اور روشن خیال انسان تھے۔ مذہباً گو ہندو تھے۔ لیکن مذہبی معاملات میں وہ تعصب سے ہمیشہ بالاتر رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ دوستوں اور ملاقاتیوں کے ساتھ ان کا برتاؤ ہمیشہ مخلصانہ ہوتا تھا۔ اعلیٰ خصائل کے ساتھ دماغ کی بہت سی خوبیاں بھی انہیں جمع تھیں۔ جن کا اجتماع بیک موقع شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ ابھی حال میں (۱۶ر اکتوبر [illegible]ء) ان کی دھرم پتنی کا انتقال ہو گیا تھا جس سے وہ بیحد متاثر تھے۔ انکی چتا پر ہی انہوں نے بآواز بلند کہدیا تھا۔ کہ "میں تیرا ساتھ دینے میں بہت پیچھے نہیں رہونگا" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور کل ساڑھے تین مہینے کے عرصہ میں وہ بھی ان سے جا ملے عمر غالباً ستر سال ہوگی۔ لیکن اس پیرانہ سالی میں بھی بہت جوش و انہماک سے کام کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج۔ میں داخل ہوئے۔ آپ وہاں کے سب سے پرانے گریجویٹوں میں سے تھے۔ اس کے بعد پریکٹس کرتے رہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں وہ عراق عرب میں سرکاری خدمات بہت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے ان کی خدمات کو دارالعوام میں سکرٹری آف اسٹیٹ نے بہت سراہا تھا۔ ایران میں بھی کچھ عرصہ رہے صوبجات متحدہ میں ہسپتالوں کے ناظر اعلیٰ (انسپکٹر جنرل) کی حیثیت کو بھی انہوں نے اپنی قابلیت کا سکہ جمایا۔ اور بہت سی دفتری اصلاحات کیں۔

ریٹائر ہونے کے بعد انہوں نے میڈیکل ایسوسی ایشن کے قیام میں عملی حصہ لیا۔ اس کے سالانہ جلسوں میں انکے صدارتی خطبات آزادیٔ رائے کا مظہر ہوتے تھے۔ اور ان میں ہندوستانی نظام طب پر تنقید و تبصرہ ہوتا تھا۔ آل انڈیا میڈیکل کانفرنس کے گذشتہ سالانہ اجلاس دہلی میں بھی انکے خطبہ صدارت کی یہی شان تھی بحیثیت صدر کانفرنس گذشتہ سال انہوں نے تمام ملک کا دورہ کر کے اس کی شاخوں کو منظم کیا۔

ان سرگرمیوں کے ساتھ وہ علمی کاموں میں بھی پیش پیش رہے، عراق عرب اور ایران کے دوران قیام میں انہوں نے عربی فارسی میں کافی مہارت پیدا کر لی تھی۔ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ فارسی شعراء میں عمر خیام، حافظ و سعدی کے بہت معتقد و مداح تھے اور اپنے مضامین میں جا بجا انکے اشعار لاتے تھے۔ اردو کے بھی ادیب تھے۔ پنجابی زبان تو ان کی مادری زبان تھی۔ اس زبان میں بھی وہ بحیثیت ایک اعلیٰ ناثر و ناظم کے مشہور تھے۔ پنجابی کے مشہور رسالہ "سارنگ" مدیر اعلیٰ تھے۔ پنجابی لٹریری لیگ لاہور کے

Regd. No. L.


ماء اللحم یہ نسخہ خاص ۲ دوآتشہ
اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں
مفصل معلومات رسالہ
منگا کر حاصل کیجیے
فی بوتل
پانچ روپے
نمونہ کی شیشی
ایک روپیہ چار آنے
تار کا پتہ "HAMD..."
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
ٹیلیفون نمبر 5778


معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل۔ دماغ کی کمزوری کے لیے مشہور دوا ہے
زہریلی اور نشہ کی چیزوں سے بالکل پاک ہے مشک عنبر مروارید وغیرہ سے بنائی جاتی ہے
تمام ہندوستان میں اس کے بے نظیر فوائد کا اعتراف کیا گیا ہے
قیمت فی شیشی (پانچ تولہ) پانچ روپیہ نمونہ کی شیشی (ایک تولہ) ایک روپیہ
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جلد ۴ | [illegible] | نمبر ۸

فہرست مضامین

(خاکے) (۱) دوران خون (۲) قلب کے ایک جوف کا خاکہ (۳) قلب کا ایک جوف (۴) قلب کے چاروں دانے اور انکی رگیں (۵) قلب کی کواڑیوں کا خاکہ (۶) صمامات ہلالیہ (۷) اورطی کی سکر ہلالی (۸) تصویر کرنل بھولا ناتھ مرحوم۔

قیمت سالانہ ایک روپیہ — ممالک غیر سے تین شلنگ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

نوٹ:- خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط و کتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں۔ منیجر

سرپرست ومعاون خاص تھے۔ ابھی حال میں اس ینگ کی لائبریری کیلئے اپنی دھرم پتنی کی یاد میں ایک ہزار روپے دیئے تھے۔ پنجابی زبان میں "تاریخ لاہور" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ اسکے علاوہ اب وہ ریاست ہائے ہند کی ایک تاریخ لکھنے کی تیاری کر رہے تھے۔ لیکن افسوس جس روز وہ راجپوتانہ کے سفر کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اسی روز انکو سفر آخرت پیش آگیا۔ اردو میں طب کی دو خاص کتابیں انہوں نے لکھیں ایک "علم وعمل طب" جو آج سے بیس سال پہلے شائع ہوئی۔ یہ کتاب مسیح الملک حکیم اجمل خاںؒ کے نام معنون تھی۔ دوسری کتاب "جنسی امراض اور ان کا علاج" ہے۔ یہ کتاب انہوں نے بہت وسیع مطالعہ کے بعد لکھی تھی اور اب ان کا رنگ تحریر بھی پختہ ہوگیا تھا۔ اس کے علاوہ اردو کے طبی رسائل میں اپنے افکار وخیالات شائع کراتے رہتے تھے۔ "ہمدرد صحت" سے بھی بہت دلچسپی لیتے تھے۔

طب جدید کے تو وہ ماہر تھے۔ لیکن طب قدیم پر بھی ان کی نظر تھی۔ اطبائے قدیم کے کاموں کے مداح تھے۔ ابھی حال میں طب قدیم کے متعلق انہوں نے جو خیالات ظاہر کئے تھے۔ اور جن کے متعلق مختلف طبی رسائل مضامین شائع ہوئے۔ ان کے متعلق بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ اصلاح حال ترقی طب کی خاطر تھے۔

بہرحال کرنل بھولا ناتھ کی وفات نہ صرف حاملین طب جدید کیلئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے بلکہ اطبائے قدیم بھی اس سے متاثر ہیں۔ خدا تعالیٰ مرحوم کی روح کو ابدی سکون عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔

"مُصوّرِ غم" کی المناک موت

ملک کے تعلیمیافتہ طبقہ میں علامہ راشد الخیری کے پرملال انتقال نے گھر گھر ماتم بپا کر دیا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ مرحوم کا جسقدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی درماندہ ومظلوم فرقہ اناث کی حمایت کیلئے وقف کر دی تھی۔ آپ کا سارا زور قلم صرف اسی ایک مقصد کیلئے صرف ہوا کرتا تھا اور اس میں شک نہیں کہ حقوق نسواں کی اہمیت مردوں کے دلوں میں بٹھانے میں جو کچھ علامہ مرحوم نے کیا اسکی نظیر ملک کی کسی دوسری ہستی میں نہیں ملتی۔

علامہ راشد الخیری کی وفات صرف اسی لئے رنج دہ نہیں ہے کہ دنیا سے فرقہ اناث کا ایک سچا ہمدرد اور بہی خواہ اٹھ گیا، بلکہ اس لئے بھی کہ انکی موت نے ملک کو ایک بے مثال ادیب اور ایک سحر نگار افسانہ نویس کی ذات سے بھی محروم کر دیا جس کی یاد شاید کبھی ہمارے دلوں سے محو نہ ہوسکے۔ ادب اردو سے مرحوم کو خاص شغف تھا اور یہ واقعہ ہے کہ غم والم اور حزن ملال کی تصویر الفاظ کے ذریعہ سے کھینچ دینے میں راشد الخیری کو کمال حاصل تھا۔ اس صنف خاص میں شاید ہی کسی دوسرے ادیب کا نام انکے مقابلے میں پیش کیا جاسکے یہی وجہ تھی کہ ملک نے انہیں "مصور غم" کا خطاب دیدیا تھا جو واقعی ان پر پھبتا بھی خوب تھا۔۔۔۔ جن لوگوں نے مولانا مرحوم کو دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ آپ ایک بہت ہی خندہ رو، بذلہ سنج اور مرنجان مرنج انسان تھے اور اس زمانے میں تہذیب قدیم کی سچی یادگار۔ انکے مرنے سے دلی کی تہذیب کی آخری جھلملاتی ہوئی شمع بھی افسوس ہے کہ گل ہوگئی!! انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی یادگار آپکا رسالہ "عصمت" باقی ہے جسے مولانا کے بڑے صاحبزادے بڑی کامیابی کے ساتھ نکال رہے ہیں۔ خدا انکو بعافیت رکھے۔ اور اس پرچے کو عروج کمال پر پہنچائے۔ پسماندوں کو تلقین صبر اور مرحوم کیلئے دعائے مغفرت رسمی سی باتیں ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں۔ جنکے لئے غیر آنسو بہا رہے ہیں۔ اسکے اپنے کس طرح ماتم نہ کرینگے۔ "خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں" علامہ کا انتقال ۳ فروری کو صبح کے آٹھ بجے ہوا تھا۔

ابن سہل مسیحی... تصنیف کی ہیں جن کو گزرے ہوئے آج تقریباً ہزار سال ہو چکے۔ یہ شیخ بو علی بن سینا کے بعد ... مشہور حکیم جنکی ... تصنیفات ہیں۔ ابو سہل مسیحی کا مختصر نام، اور انکی مشہور تالیف مائۃ مسیحی کا ذکر باربار تمام معتبر طبی کتب میں آتا ہے، اس علم فن کا علمی اعتبار و وقار اور انکے اقوال کی عزت طبی دنیا میں اتنی معمولی نہیں جسے کہ نظرانداز کر دیا جائے۔

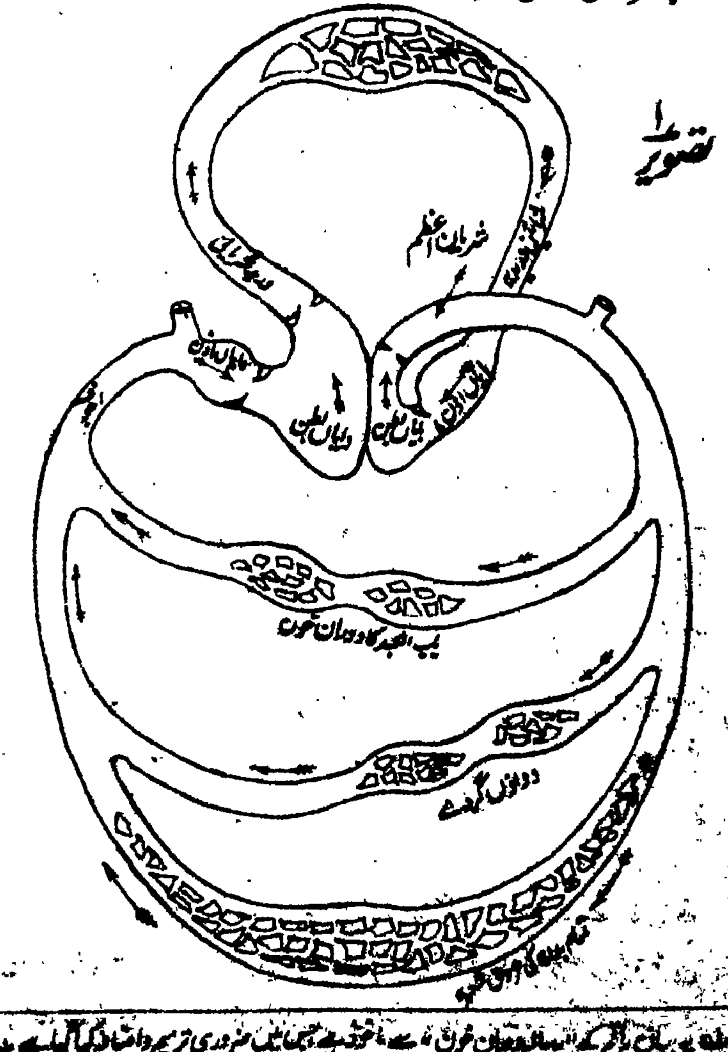
کتاب مائۃ مسیحی (کتاب المائۃ) اگرچہ بدقسمتی سے اب تک چھپکر شائع نہیں ہوئی ہے۔ مگر یہ کتاب قلمی صورت میں ناپید بھی نہیں ہے، ہندوستان کے اکثر علمی کتب خانوں میں اور مختلف اطبا کے پاس موجود ہے،

ابو سہل مسیحی کا دوسرا قول کواڑیوں کی ساخت کے متعلق علامہ علی حسین گیلانی نے اپنی مشہور "شرح قانون" میں ابو سہل مسیحی سے نقل کیا ہے۔ ابو سہل مسیحی نے منافع الاعضاء پر ایک کتاب (کتاب خلق الانسان) لکھی تھی جسکا نام تاریخی حوالوں میں برابر آتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ علامہ علی حسین گیلانی کو یہ قول شاید ابو سہل مسیحی کی اسی کتاب میں ملا ہوگا۔

کواڑیوں کی تعداد کے متعلق ایک قول علامہ علاء الدین قرشی (مولف موجز القانون و شارح قانون) کا نقل کیا گیا ہے جو مجھے شرح قانون میں ملا ہے۔

پھیپھڑے کی عروق شعریہ

تصویر ۱



لیکن ان اقوال کی اہمیت کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے پہلے دوران خون کا ذرا تفصیل سے تذکرہ کرنے کی ضرورت ہے۔

دورانِ خون کا ایک خاکہ

خون کی عجیب و غریب گردش کو سمجھانے کے لئے ذیل میں ایک خاکہ پیش کرتا ہوں جس سے خون کے چکر کے سمجھنے اور آمد و شد کی راہوں اور سڑکوں کے معلوم کرنے میں سہولت ہوگی،

اس نقشہ کو آپ ملاحظہ کریں۔ اس میں تیروں کے رُخ پر خون کا ہر وقت چکر کھانا دکھلایا گیا ہے۔ بیچ میں قلب واقع ہے جو ایک قدرتی پچکاری ہے، یہ ایک طرف سے خون کو کھینچتا ہے اور دوسری طرف سے دھکیل کر نکال دیتا ہے اس خاکہ میں قلب چار نلیاں یا چار رگیں لگی ہوئی ہیں دو اوپر کی طرف ہیں جو پھیپھڑوں سے تعلق رکھتی ہیں، اور دو نیچے کی طرف ہیں جو تمام بدن کی رگوں کا

ملہ یہ بیان راقم کے "رسالہ دوران خون" سے ماخوذ ہے جس میں ضروری ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے۔



بعض اعتراضات کی تحقیق

(قسط چہارم)

از فاضلِ گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ، جامعہ طبیہ دہلی

سلسلۂ بیان کو ملانے اور پچھلی کڑی کو اگلی کڑی سے جوڑنے کیلئے میں اس وقت بطور تمہید کے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے بیان میں ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ممدوح کا جو قول نقل کیا گیا ہے، ہمیں بعض اجلاً یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ جالینوس اس حقیقت سے آ[گاہ] تھا کہ قلب کے اندر کواڑیاں پائی جاتی ہیں، اور اُسے علم تھا کہ ان کواڑیوں کا فعل یہ ہے کہ اگر قلب میں آیا ہوا خون اُلٹی طرف واپس لوٹنا [چاہے] تو یہ اُسے واپسی سے روکدیں ۔"

چونکہ یہ بیان اور شرح کا موقعہ ہے، اور جالینوس کے چشم دید مشاہدات کو منکرین سے منوانا ہے، اس لئے میں جالینو[س] کے تشریحی معلومات کو زیادہ وضاحت اور تفصیل سے بتانا چاہتا ہوں کہ اُسے قلب کی کواڑیوں اور خون کی آمدورفت کی کل راہوں سے متعلق کیا کیا علم تھا، تاکہ کسی فریق کو یہ کہنے کی ادنےٰ گنجائش باقی نہ رہے۔ کہ

قدماء کو کواڑیوں کے وجود کا اجمالی علم تکلیں لا قل کے زور سے ہو گیا ہوگا، کیونکہ قدماء کے قیاسی تُکّے کافی تیز کہتے ہیں جو کبھی غلطی سے نشانہ پر پڑ سکتے ہیں، اُنہوں نے کچھ دیکھکر اٹکل سے سمجھ لیا ہوگا کہ قلب کے اندر خون کی صحیح آمدورفت قدرت نے کچھ سامان پیدا کر دیا ہوگا جس کو آپ آجکل "کواڑیاں" کہہ رہے ہیں۔ اس سے یہ کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ قدماء نے ا[نہیں] کو آنکھوں سے دیکھنے کی بھی زحمت گوارا کی ہو، ان کی تو عادت ہمیشہ "اٹکل سے باتیں بنانے" کی رہی، اگر اُنہوں نے قلب کو بغور دیکھ[ا] ہوتا، تو تمام کواڑیوں کی صحیح تعداد، ہر ایک کی طبعی شکل، اور انکی ساخت بتائی جاتی ۔"

فریق مخالف کے اسی قسم کے واہمہ کے ازالہ کیلئے جالینوسی معلومات اور اُسکے مشاہدات کو اس وقت تفصی[ل] کیساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں، جو قلب کی کواڑیوں اور خون کی راہوں سے متعلق ہیں، تاکہ سائنٹفک ڈاکو ں کا یہ دعویٰ غیر مؤثر اور "بے فروغ" ہو جائے کہ گردش خون کی تحقیق و تفتیش انگلستان کے ایک دماغ کی رہین منت ہے، اور تاکہ یہ حقیقت بھی وا[ضح و] عریاں ہو جائے کہ "طب قدیم کی بنیاد میں متقدمین نے چشم دید واقعات اور دقیق ترین مشاہدات کے اٹل اور "لم یزل" گرا[ں] سنگ ہائے حقیقت رکھ دیئے ہیں، جو صد ہزار "سائنٹفک" مساعی کے باوجود دو ہزار سال گذرنے کے بعد بھی ہلائے نہیں ہلتے۔

طب یونانی ——— یا طب جالینوسی ——— کی معتبر کتابوں میں مختلف مقامات پر قلب کی کواڑیوں کا ذکر مختلف عنوا[ن] اور طرز بیان کیساتھ آیا ہے، جن میں سے میں ابو سہل مسیحی کے اقوال پیش کرتا ہوں، جو زیادہ واضح اور صاف ہیں۔

بایاں بطن (لیفٹ وینٹریکل) کہا جاتا ہے جب قلب کا بایاں بطن پچکاری کے طور پر سکڑتا ہے تو یہ خون اس بڑی رگ میں جاتا ہے جو اورطی (ایے آرٹا) یا شریان اعظم کہلاتی ہے، جس کو شہ رگ کہنا بہت موزون ہے۔ اس لئے کہ یہی رگ تمام شریانوں (آرٹیریز) کی جڑ ہے۔ یہ خون انہی رگوں کے ذریعہ سے جنکو شرائین (آرٹریز) کہا جاتا ہے، اور جو ہر وقت قلب کی پچکاری کے عمل سے تڑپتی رہتی ہیں، تمام بدن میں تقسیم ہو جاتا ہے یعنی یہ خون تمام اعضا کے اندر باریک نازک رگوں میں پھیل جاتا ہے جن کو عروق شعریہ (کیپلریز) کہا جاتا ہے جیسا کہ پھیپھڑوں کے اندر بتایا گیا ہے جس سے سارے اعضا اپنی پرورش کا سارا سامان اس سے حاصل کر لیتے ہیں۔

یہ شریانی خون جب اعضا کی ساخت میں پہنچتا ہے تو جس طرح اسکے سامان سے تمام اعضا اپنی غذا کا سامان لے لیتے ہیں اسی طرح اس خون کے مخصوص اجزاء کے باہمی عمل سے بدنی حرارت (باڈی ہیٹ) اور قوت حیات (انرجی) بھی پیدا ہوتی ہے۔ نیز جب یہ خون تمام اعضاء میں پہونچتا ہے، تو غذائی سامان بخشنے کے علاوہ تمام اعضا کی ساخت میں انکے عمل اور فعل سے جو فضلات پیدا ہو جاتے ہیں وہ اس خون میں تبادلہ کی شکل پر آجاتے ہیں۔ تاکہ جب یہ خون واپس ہونے لگے، تو یہ فضلات بھی اس خون کے ساتھ چلے جائیں اور اعضا ان فضلات سے پاک ہو جائیں۔ بہرحال جب یہ خون اپنا کام کر چکتا ہے، تو پھر وریدوں (وینز) کے ذریعہ واپس ہونے لگتا ہے جو بالآخر قلب تک پہنچ جاتا ہے، اور پھر قلب اسے قبول کر کے پھیپھڑوں کی طرف دوبارہ روانہ کر دیتا ہے، تاکہ پھر دوبارہ یہ صاف ہو جائے۔

دورانِ خون میں کون کونسے پرزے کام کرتے ہیں

اور یہ قدرتی کل (مشینری) کیونکر باقاعدہ جاری رہتی ہے، خون کیونکر دھکیلا جاتا ہے، اور کیونکر وہ چکر کھا کر واپس آجاتا ہے؟

یہ میں پہلے اپنے بیان میں ظاہر کر چکا ہوں کہ قلب سے چار نالیاں لگی ہوئی ہیں، جو قلب کے چاروں خانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ چاروں خانوں سے ہماری مراد یہ ہیں۔

(۱) **قلب کے دائیں طرف کا بالائی حصہ جسکو دایاں اذن** یا دایاں آریکل کہا جاتا ہے اس سے جو نالیاں جو رگیں تعلق رکھتی ہیں، وہ تمام وریدوں (وینز) کی جڑ ہیں، جن کو اجوف (وینا کیوا) کہتے ہیں، جن کی راہ تمام بدن کا وریدی خون (وینیس بلڈ) لوٹ کر قلب کے اس حصہ میں آجاتا ہے۔

قلب کا دوسرا خانہ وہ ہے جو اسی حصہ کے نیچے واقع ہے یعنی قلب کے دائیں جانب کا زیرین حصہ جسکو دایاں بطن (رائٹ وینٹریکل) کہا جاتا ہے، اس خانے سے جس نالی یا جس رگ کا تعلق ہے، اُسے یونانی اصطلاح میں وریدِ شریانی کہتے ہیں اور ڈاکٹری میں پلمونری آرٹری یعنی پھیپھڑے کی شریان۔ یہ رگ قلب کے اس حصہ سے نکلکر پھیپھڑوں تک جاتی ہے + جو وریدی خون قلب کے دائیں اذن (آریکل) میں اجوف (وینا کیوا) کے ذریعہ تمام اعضا کی وریدوں سے داخل ہوتا ہے تو وہ قلب کے اسی زیرین حصے یعنی دائیں بطن (وینٹریکل) میں گر جاتا ہے، چنانچہ جب دایاں بطن سکڑتا ہے تو یہ خون ورید شریانی (پلمونری آرٹری) کے ذریعہ پھیپھڑوں کی طرف چلا جاتا ہے اس خون کے اندر بخارات وخانیہ یعنی زائد بھاپ اور کاربونک ایسڈ گیس بکثرت ہوتا ہے، اسی وجہ سے یہ خون رنگ میں سیاہ اور اسے وریدی خون (وینس بلڈ) کہا جاتا ہے +

کواڑیوں کا عمل رہا یہ سوال کہ جب قلب کا یہ خانہ (دایاں بطن = دایاں وینٹریکل) سکڑتا ہے تو یہ خون اسی طرف واپس کیوں نہیں جاتا۔ جدھر سے آیا ہے یعنی یہ خون دائیں اذن (آریکل) کی طرف کیوں نہیں چلا جاتا ہے، اسے کون سی چیز مجبور کرتی ہے، کہ یہ پھیپھڑوں کی رگ (ورید شریانی پلمونری آرٹری) کی طرف چلا جائے؟

سلسلہ قائم رہتا ہے ایک طرف سے خون جاتا ہے اور دوسری طرف سے خون آتا ہے۔ قلب کے بیچ میں ایک دیوار ہے جو قلب کو دو خانوں یا دو کوٹھریوں میں تقسیم کر رہی ہے ایک دائیں طرف، اور دوسرا بائیں طرف۔ ان دونوں خانوں کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے اگر باہمی کوئی تعلق ہے، تو صرف ان رگوں کے ذریعہ سے ہے جو پھیپھڑوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ دائیں خانے کا خون بائیں خانے میں ہرگز نہیں جا سکتا جب تک کہ وہ پھیپھڑوں سے گھوم کر نہ آئے۔ پھر قلب کا ہر ایک دایاں اور بایاں خانہ دو حصوں میں منقسم ہے بالائی حصہ اور زیرین حصہ ہر ایک بالائی حصہ کو اُذن (آریکل ؛ اٹریم) کہا جاتا ہے، اور زیرین حصہ کو بطن (وینٹریکل)۔ چنانچہ ہر ایک بالائی حصہ (اذن ؛ آریکل) خون کو باہر سے قبول کرتا ہے، اور ہر ایک زیرین حصہ (بطن ؛ وینٹریکل) خون کو باہر دھکیلنے کا ذریعہ ہے۔ ان چاروں حصوں سے خاص خاص رگیں بھی لگی ہوئی ہیں۔

قلب کو میں نے ایک پچکاری کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قلب جب سکڑتا ہے تو قلب کے خانوں کا خون متصلہ رگوں میں چلا جاتا ہے، اور پھر ان رگوں سے قلب کی طرف واپس نہیں آ سکتا، اس لئے کہ ان رگوں کے دہانوں پر ایسی جھلیاں یا کواڑ بنا لگی ہوئی ہیں کہ وہ خون کو قلب سے باہر جانے کی اجازت دیتی ہیں، اور جب خون واپس لوٹنے لگتا ہے تو یہ کواڑیاں کھلکر ان دہانوں کو بند کر دیتی ہیں۔

اس تصویر سے یہ صاف ظاہر ہے کہ قلب کے بائیں خانے سے شریانیں نکلتی ہیں، جو خون کو لیکر تمام بدن میں پہونچاتی ہیں پھر یہ خون تمام اعضاء میں پھیلکر ان کی پرورش کرتا ہے، اور پھر یہی رگوں کے ایک مخصوص جال میں ہوتا ہوا دوسری طرف رگوں میں چلا آتا ہے چنانچہ درمیانی جال کو عروق شعریہ (کیپلریز) یعنی بال جیسی رگیں کہتے ہیں اور دوسری طرف کی رگوں کو وریدیں (وینز) یہ وریدیں خون کو واپس لے کر قلب میں پہونچاتی ہیں۔ اس بیان سے یہ صاف ظاہر ہے کہ شریانوں کے ذریعہ تمام اعضاء میں خون قلب سے جاتا ہے اور وریدوں کے ذریعہ تمام اعضاء سے خون قلب کی طرف واپس لوٹتا ہے۔

اسی طرح قلب کے دائیں خانے سے دو رگیں لگی ہوئی ہیں، ایک رگ وہ ہے جس سے تمام بدن کا خون قلب کے دائیں اذن (آریکل) میں واپس آتا ہے جسکو اجوف (وینا کیوا) کہتے ہیں جو تمام بدن کی وریدوں کی جڑ ہے، اور دوسری رگ کے ذریعہ جس کو وریدی شریانی (پلمونری آرٹری) کہا جاتا ہے، پھر یہی واپس شدہ خون قلب سے پھیپھڑے کی طرف چلا جاتا ہے، تاکہ یہ خون پھیپھڑے میں جا کر صاف ہو جائے یعنی اس کے اندر جو فضلات دخانیہ (کاربانک ایسڈ گیس وغیرہ) اعضاء کی ساختوں میں پیدا ہو کر شامل ہو گئے ہیں۔ وہ پھیپھڑوں کے ذریعہ نکل جائیں۔ اور ہوا کی نالیوں میں جو اچھی ہوا زائد مقدار میں موجود ہے اس میں سے ایک حصہ جذب ہو کر خون میں آ جائے۔ اس عمل سے خون جو پہلے ناکارہ، وریدی (وینس)، اور سیاہ تھا، اب درجہ کارآمد شریانی (آرٹیریل) اور شوخ سُرخ ہو جاتا ہے۔ پھیپھڑوں کے اندر یہ قدرتی فعل جس طرح انجام پاتا ہے اسکو تبادلہ کہا جاتا، یعنی یہ فضلات دخانیہ (کاربونک ایسڈ) خون کی رگوں اور انکی نازک دیواروں سے نکلکر ہوا کی نالیوں میں چلے جاتے ہیں، اور ہوا کی نالیوں میں چونکہ اچھی ہوا (نسیم ؛ آکسی جن) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، اور اس خون میں کم، جو قلب کے دائیں خانے سے پھیپھڑوں میں جاتا ہے اسلئے ہوائی نالیوں اور انکی باریک دیواروں سے چھن چھن کر نسیم (آکسی جن) خون کی طرف چلا آتا ہے جس سے وہ خون از سر نو کارآمد اور مفید تر ہو کر قلب کے بائیں خانے کی طرف لوٹنا چاہتا ہے تاکہ قلب اسے پھر سارے بدن میں تقسیم کر دے۔

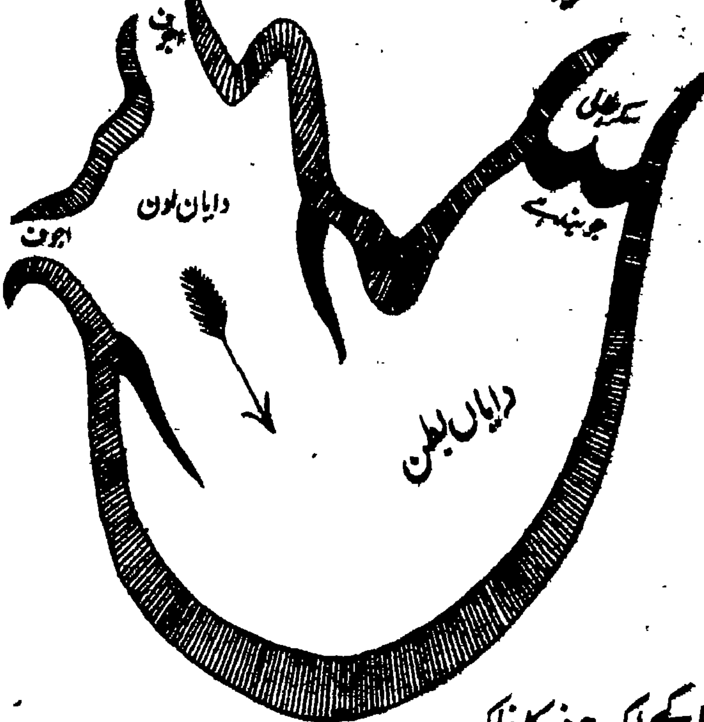
جب یہ خون پھیپھڑوں میں صاف ہو جاتا ہے، تو اُن چند رگوں کے ذریعہ سے خون قلب کے بائیں طرف کے بالائی حصہ (بایاں اذن یا آریکل) میں پہنچ جاتا ہے جن رگوں کو ہماری اصطلاح میں شریانی وریدیں اور ڈاکٹری میں پلمونری وینز کہتے ہیں، پھر یہ صاف خون قلب کے بالائی حصے سے، یعنی اذن یا آریکل سے، زیرین حصہ میں چلا آتا ہے جس کو قلب کا

جو ... صاف خون ... کی طرف ... قلب ... جیسا کہ ... پھیپھڑوں ... پہنچتا ہے تو ...
صاف ... پھیپھڑوں ... آکسیجن ... دوسری رگوں ... قلب کے تیسرے خانے کی طرف واپس ...

✦✦✦

(۳) قلب کا تیسرا خانہ قلب کے داہنی طرف کا بالائی حصہ تیسرا خانہ کہلاتا ہے جسے یونانی اصطلاح میں بایاں اذن اور ڈاکٹری میں اسے بایاں آریکل کہا جاتا ہے۔ اس خانے سے جو نالی تعلق رکھتی ہے، اور جو پھیپھڑوں سے صاف خون قلب کی طرف واپس لاتی ہے اسے شرائین وریدیہ کہتے ہیں، اور ڈاکٹری میں اسے پلمونری وینز یعنی پھیپھڑے کی وریدیں کہتے ہیں۔ ان وریدوں میں شریانی خون (آرٹیریل بلڈ) ہوتا ہے جو پھیپھڑوں سے آکسیجن لیکر شوخ سرخ ہو جاتا ہے۔ جب یہ خون ان نالیوں یا رگوں کے ذریعہ قلب کے اس تیسرے خانے میں پہنچتا ہے تو پھر یہ خانہ اسے چوتھے خانہ میں روانہ کر دیتا ہے، یا یہ کہ یہ خون تیسرے خانہ سے چوتھے خانے میں گر پڑتا ہے۔

تصویر ۳



قلب کے ایک جوف کا خاکہ

اس تصویر میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ ہلالی کواڑیاں بند ہیں اور قلب کی طرف آنیکا راستہ کھلا ہوا ہے

---✦✦✦---

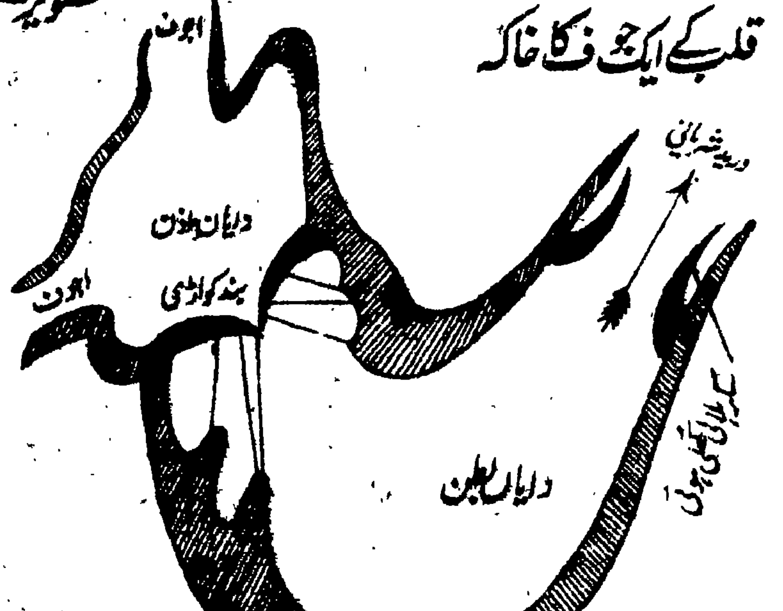
قلب کا چوتھا خانہ قلب کی بائیں طرف کے زیریں حصے کو ہم اس وقت چوتھا خانہ کہتے ہیں، جسے یونانی اصطلاح میں بایاں بطن کہتے ہیں، اور ڈاکٹری میں بایاں ونٹریکل۔ اس خانہ سے جو رگ نکلتی ہے، وہ وہی بڑی رگ ہے جسے شہ رگ، اورطی، اور شریان اعظم کہا جاتا ہے، اسکو ڈاکٹری میں اے آرٹا کہتے ہیں۔ اورطی اور اے آرٹا ایک ہی لفظ ہیں۔ پھیپھڑے کا صاف خون جب تیسرے خانہ سے چوتھے خانے میں آتا ہے تو چوتھا خانہ سکڑ کر اسے اپنی رگ (اورطی) اے آرٹا کی طرف روانہ کر دیتا ہے، اور جس طرح داہنی طرف پہلے اور دوسرے خانہ کے درمیان تین پٹ کی کواڑی لگی ہوتی ہے جو خون کو دوسرے خانے سے پہلے خانے کی طرف واپس نہیں جانے دیتی، اسی طرح بائیں طرف بھی اس تیسرے اور چوتھے خانے کے درمیان دو پٹ کی کواڑی لگی ہوئی ہے جو آئے ہوئے خون کو چوتھے خانے سے تیسرے خانے کی طرف واپس جانے سے روکتی ہے، اس کواڑی کو ڈاکٹری اصطلاح میں بائی کسپڈ ویلو یعنی دو پٹ کی کواڑی کہتے ہیں، اور عربی میں [1] مسکو شاقی یا اسکر ذوالا سیلن کہتے ہیں۔ اسی طرح شہ رگ کی جڑ میں بھی ورید شریانی (پلمونری آرٹری) کی مانند تین ہلالی شکل کی کواڑیاں لگی ہوئی ہیں ان کواڑیوں کا نام بھی ورید شریانی کی کواڑیوں کی طرح سے سیمی لیونر ویلو ہے جسے [2] صمام ہلالی کہتے ہیں۔ جب خون بائیں بطن کے سکڑنے سے اس رگ میں چلا جاتا ہے تو وہ اپنی کواڑیوں کے بند ہو جانے

---

[1] مسکو ذوالرتین ✦ [2] صمام ہلالی ✦

اس کا جواب یہ ہے کہ قلب کے ان بطنوں کے دہانوں پر جو داہنے اذن سے کھلتے ہیں ۔۔۔ ایسے تین پھاٹک لگے ہوتے ہیں جو خون کو نیچے بطن کی طرف آنے کی اجازت تو دیتے ہیں مگر جب بطن سکڑتا ہے تو خون اس اذن کی طرف جہاں سے آیا ہے جانا چاہتا ہو تو ان کواڑیوں یا پھاٹکوں پر خون کا دباؤ پڑتا ہے کہ وہ بند ہو جاتی ہیں اور خون بطن سے اذن کی طرف واپس جانے سے رک جاتا ہے۔ اب وہ بطن کے سکڑنے سے مجبور ہو کر منفذ نالی ورید شریانی۔ پلمونری آرٹری کی طرف جو اس وقت کھلی ہوتی ہے جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ان کواڑیوں کو ڈاکٹری میں ٹرائی کسپڈ والو یعنی تین پٹ والی کواڑیاں کہتے ہیں "ٹرائی" کے معنی لاطینی میں "تین" کے ہیں اور "بائی" کے معنی لاطینی میں دو کے ہیں، جیسا کہ قلب کے بائیں حصے کی کواڑی میں یہ لفظ آنے والا ہے، جہاں دو پٹ کی کواڑی ہوتی ہے۔ اسی کا ترجمہ عربی میں سکر ثلاثی[1] (تین پٹ کا پھاٹک کیا گیا ہے۔ سکر نہروں کے پھاٹک کو کہتے ہیں جو پانی روکنے کیلئے قائم کئے جاتے ہیں قلب کی ان کواڑیوں کیلئے سکر کا لفظ مجھے شرح قانون گیلانی میں ملا ہے، جنہوں نے قلب کی کواڑیوں کا فعل بتاتے ہوئے اس لفظ کا استعمال کیا ہے اور اسی سکر کے فعل سے قلب کی کواڑیوں کے فعل کو تشبیہ دی ہے۔

تصویر ۲



جس میں یہ دکھلایا ہے کہ سکر ہلالی کھلی ہوئی ہے اور بطن کا راستہ بند ہے۔

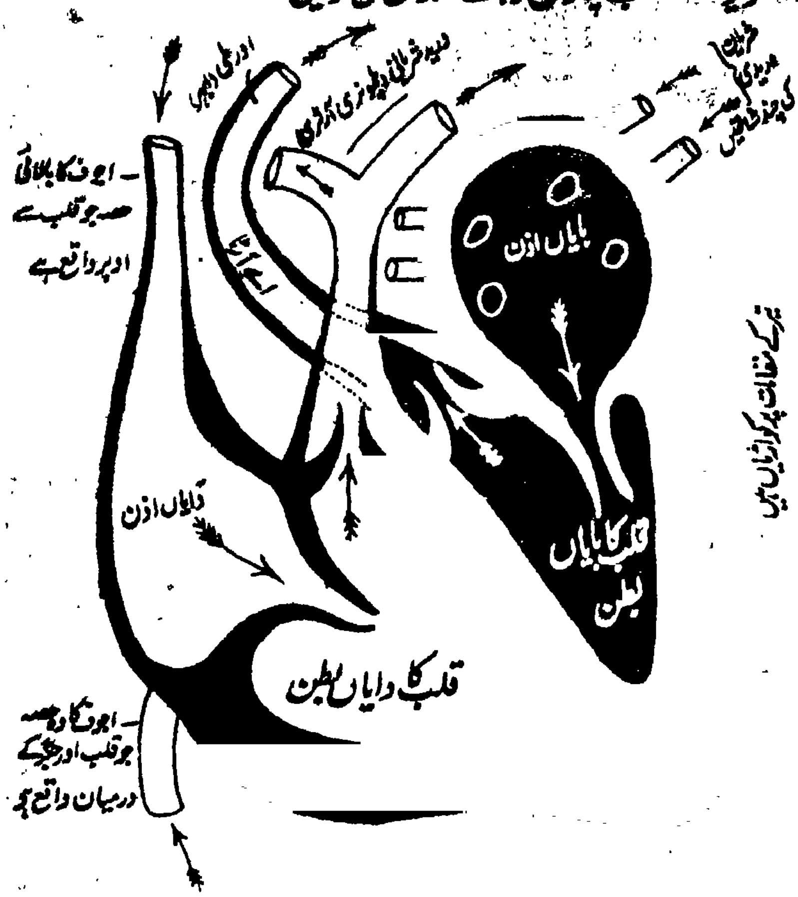
اسکے بعد مجھے بتانا ہے کہ جب قلب کے داہنے بطن (رائٹ وینٹریکل) کا خون داہنے اذن کی طرف واپس جانے سے رک جاتا ہے اور وہ پھیپھڑے والی رگ ورید شریانی۔ پلمونری آرٹری کی طرف چلا جاتا ہے تو پھر یہ خون قلب کے پھیلنے پر قلب کے اسی خانے کی طرف واپس کیوں نہیں آ جاتا ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ قلب سکڑنے کے بعد پھیل جایا کرتا ہے تاکہ وہ خون لے اور پھر دھکیلے۔

اس کا جواب بھی پہلے سوال کے جواب کے مانند ہے۔ یعنی اس نالی کے دہانہ پر بھی جو قلب کے اس خانے سے پھیپھڑوں کی جاتی ہے اور قلب کے اس سیاہ خون کو قلب سے پھیپھڑوں کی طرف لیجاتی ہے۔ جہاں سے یہ شروع ہوتی ہے ایک کواڑی لگی ہوتی ہے جس کے پٹ بھی تین ہوتے ہیں، ہر ایک پٹ ہلالی شکل کا ہوتا ہے اس کو ڈاکٹری اصطلاح میں سیمی لیونر والو کہتے ہیں، سیمی لیونر کے معنی ہلالی کے ہیں یا آدھے چاند کے۔ اس کو ہم سکر ہلالی کہتے ہیں۔ اس کواڑی کی وضع اور صورت اس قسم کی ہے کہ جب خون سے پھیپھڑوں کی طرف جانے لگتا ہے، تو یہ کواڑیاں خون کے دھکے اور دباؤ سے ہٹکر کنارے لگ جاتی ہیں، اور پورا راستہ خون کے بہاؤ کیلئے کھل جاتا ہے۔ لیکن جب آگے کا گیا ہوا خون واپس لوٹنے لگتا ہے، تو ان کواڑیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں، انکی جیبیں پر ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح یہ پھیل جاتی ہیں کہ تینوں کواڑیوں کے پھیلنے سے اس رگ کی پوری نالی بند ہو جاتی ہے۔ اور خون قلب کی طرف واپس جانے سے رک جاتا ہے۔ راستے میں قلب کے دوسرے ۔۔۔ لگتا ہے۔ اور نیا خون پیچھے سے بہتا ہوا آتا ہے جو اس اگلے خون کو آگے کی طرف دھکیلتا چلا جاتا ہے۔ ۔۔۔

---

[1] ۔۔۔ ثلاثی ، سکر ثلاثی ۔ تین پٹ کی کواڑی ۔

تصویر ۴، قلب کے چاروں والو اور ان کی رگیں،



(الف) جس سوراخ سے اجوف (وینا کیوا) کا خون دائیں اذن (رائٹ آریکل) میں ہوکر دائیں بطن (رائٹ ونٹریکل) میں داخل ہوتا ہے یہاں مسکر ثلاثی (ٹرائی کسپڈ ویلو) ہوتی ہے جس کے پٹ تین ہوتے ہیں۔

(ب) ورید شریانی (پلمونری آرٹری) کے دہانہ پر سکر ہلالی (سیمی لیونیز ویلو) ہے جس کے پٹ تین ہی ہوتے ہیں۔

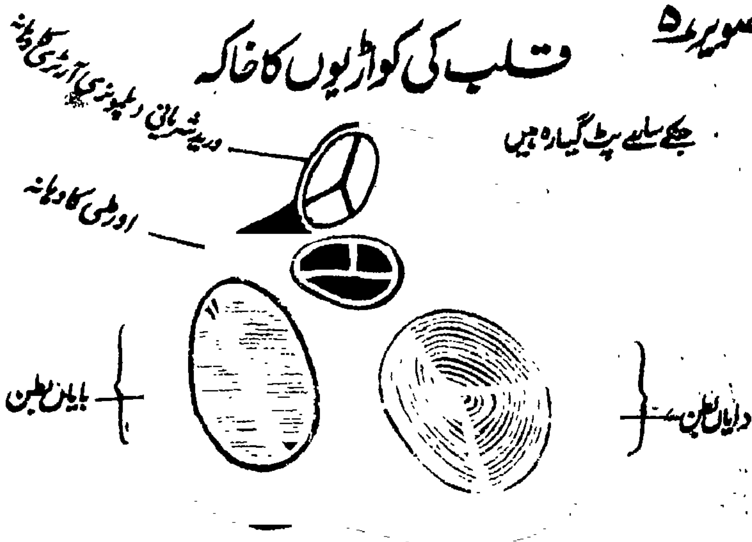
(ج) پھر جس سوراخ سے پھیپھڑے کا صاف خون شرائین ورید یہ (پلمونری وینز) کے ذریعہ بائیں اذن میں ہوتا ہوا بائیں بطن میں پہونچتا ہے وہاں پہ سکر ثنائی یا سکر ذوالرسین (بائی کسپڈ ویلو) ہوتی ہے جس کے پٹ محض دو ہیں۔

(د) شریان اعظم (اورطی۔ اے آرٹا) کے دہانہ پر سکر ہلالی (سیمی لیونر ویلو) ہوتی ہے، جسکے پٹ بھی تین ہوتے ہیں۔

تصویر ۵

قلب کی کواڑیوں کا خاکہ

جسکے سلیے پٹ گیارہ ہیں



(۶) ورید شریانی (پلمونری آرٹری) کے اندر جو خون قلب کے دائیں اذن اور دائیں بطن سے پھیپھڑوں کی طرف جاتا ہے اسکے اندر کاربونک ایسڈ گیس بکثرت ہوتا ہے جسکو ہمارے اطباء دخان یعنی دھوئیں کے نام سے ذکر کرتے ہیں، جیساکہ بعد کے اقوال سے بتاؤں گا۔

(۷) شرائین ورید یہ (پلمونری وینز) میں جو خون پھیپھڑوں سے قلب کے بائیں حصہ کی طرف آتا ہے اس میں آکسیجن کی مقدار بکثرت ہوتی ہے جسے ہمارے اطباء نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ اسکے اندر روح یا ہوا ہوتی ہے جیساکہ بعد میں ابوسہل مسیحی کے قول سے معلوم ہوگا +

کی وجہ سے پھر قلب کے اس خانے کی طرف واپس لوٹ نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ قلب دوبارہ سکڑتا ہے اور اسی سکڑاؤ میں نیا خون اور پرانا خون کو ہے جو اسکو آگے کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ اسی طرح قلب کے سکڑنے اور پھیلنے سے پیاپے نئے بہاؤ اور نئی موجیں پیچھے سے آتی رہتی ہیں اور اگلے خون کو سامنے کی طرف نالیوں میں بہنے کیلئے مجبور کرتی چلی جاتی ہیں حتیٰ کہ یہ خون اعضا میں ہو کر پھر متصلہ وریدوں (وینز) کے ذریعہ از سر نو قلب کے دائیں خانہ کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ جو پھیپھڑوں میں جاکر اور صاف ہو کر پھر قلب کے بائیں طرف آجاتا ہے، اور یہی دور ہر وقت قائم رہتا ہے۔

یہ بیان میں نے حرف بحرف ڈاکٹری اصول اور مسلمات کے مطابق کیا ہے، اور ڈاکٹروں کے اقوال کی ترجمانی کی ہے۔ تاکہ اسکے سمجھنے کے بعد ہمارے بزرگوں کے اقوال کے سمجھنے میں وقت نہ ہو، اور دونوں خیالات کے درمیان تطبیق دینا یا اختلاف کا بتانا آسان ہو جائے۔

مذکورہ بالا بیان سے چند ضروری نتائج حاصل ہوتے ہیں جن کا ذہن نشین رکھنا اگلے مضمون کو واضح طور پر سمجھنے کیلئے ضروری ہے:۔

(۱) دوران خون اور اسکی قدرتی گردش کے قیام میں مندرجہ ذیل چیزیں حصہ دار ہیں۔

اول قلب ——— دوم ——— شرائین یعنی آرٹیریز، جو خون کو قلب سے پھیپھڑوں اور تمام اعضا تک پہونچانے کا راستہ ہیں

——— سوم وریدیں یعنی وینز، جو خون کو پھیپھڑوں اور تمام اعضا سے قلب تک واپس لانے کا راستہ ہیں۔

مگر ان تینوں چیزوں میں شرائین اور وریدیں محض نالیاں اور راستہ ہیں، اور قلب اس کا اصلی محرک ہے، اسی لئے قلب کو دوران خون کا مرکز مانا جاتا ہے۔ قلب ہی کے سکڑنے اور پھیلنے سے خون گردش کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

---

(۲) قلب کے فعل میں قلب کی کواڑیوں کو اس قدر زبردست اہمیت حاصل ہے کہ اگر یہ کسی وجہ سے خراب ہو جائیں، تو سارا نظام دوران درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر کواڑیاں نہ ہوں تو قلب کا سکڑنا اور پھیلنا محض بیکار ثابت ہو کیونکہ اگر کواڑیاں نہ ہوں تو خون جدھر جاتا ہے اسی طرف لوٹ جائے۔ قلب کی کواڑیاں جب کسی مرض (مثلاً آتشک وغیرہ) سے خراب ہو جاتی ہیں، تو دوران خون کے بگڑ جانے کی وجہ سے مہلک نتائج پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس مرض کو ریگرجی ٹیشن (رجعت قہقری) کہا جاتا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ جو خون قلب کے خانے سے انکے سکڑنے کے وقت روانہ ہوتا ہے وہ پھر اسی راستہ سے قلب کے اسی خانہ میں واپس آجاتا ہے۔

---

(۳) قلب میں چار خانے ہیں اور چاروں خانوں سے چار قسم کی نالیاں یا رگیں لگی ہوتی ہیں۔

پہلے خانے یعنی دائیں اذن (رائٹ آریکل) سے اجوف لگی رہتی ہے، جسے ڈاکٹری میں "وینا کیوا" کہتے ہیں۔

دوسرے خانے یعنی دائیں بطن (رائٹ وینٹریکل) سے وریدی شریانی لگی رہتی ہے جسے ڈاکٹری اصطلاح میں "پلمونری آرٹری" کہا جاتا ہے

تیسرے خانے یعنی بائیں اذن (لفٹ آریکل) سے شریانی وریدیں یعنی پلمونری وینز لگی رہتی ہیں

چوتھے خانے یعنی بائیں بطن (لفٹ وینٹریکل) سے شریان اعظم (اے آرٹا = اورطی) لگی رہتی ہیں:۔

---

(۴) قلب میں جس طرح چار خانے ہیں، اور ان خانوں سے چار قسم کی رگیں لگی رہتی ہیں، اسی طرح قلب کے اندر چار قسم کے راستے پائے جاتے ہیں۔ انہیں چاروں راستوں سے ان چاروں قسم کی رگوں کا خون قلب کے اندر آمد و رفت رکھتا ہے۔

---

(۵) ان چاروں راستوں میں خاص قسم کی کواڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ تین مقامات پر یہ کواڑیاں تین پٹ کی ہیں اور ایک مقام پر دو پٹ کی۔ اس لحاظ سے کل کواڑیوں کی تعداد گیارہ ہوتی ہے:۔

وضاحت | ابوسہل مسیحی کے قول کا یہ دوسرا حصہ اس قدر واضح ہے کہ اسے سمجھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس قول میں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ وریدِ شریانی (پلمونری آرٹری) کی راہ قلب سے پھیپھڑے کی طرف دوران جاتا ہے، اسکے معنی یہ ہوئے کہ آجکل جس چیز کو کہا جاتا ہے کا اینک یہ کہا جاتا ہے اسے مسیحی نے آج سے ہزار سال پہلے دہان کے نام سے پکارا ہے۔ اس میں کوئی مغالطہ اور حرج نہیں ہے تا رکھنے میں اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اس رگ کے دہانہ پر جو جھلیاں ہوتی ہیں وہ وہی ہیں جن کو پہلے ہم نے سکہ ہلالی (سمی لیونر ویلو) کہا ہے یہ کواڑیاں اس طرح بند ہوتی ہیں کہ ان کے سرے باہر سے اندر کی طرف یعنی قلب کی طرف چلے آتے ہیں اور کھلتے وقت یہ جھلیاں کے سرے قلب سے دور چلے جاتے ہیں، اور اسی رگ کی دیواروں سے جا لگتے ہیں۔

وفوهة الابهر تتغلق من خارج الى داخل باغشية عليها۔

(۳) اور ابہر کا دہانہ (اورطی کا دہانہ۔ اسے آرٹا کا دہانہ جو بائیں بطن یا بائیں وینٹریکل سے تعلق رکھتا ہے) باہر سے اندر کی طرف ان چند جھلیوں یا کواڑیوں کے ذریعہ بند ہو جاتا ہے، جو اس دہانہ پر ہوتی ہیں"

وضاحت | شریانِ عظیم جس کو اورطی (اے ارٹا) بھی کہا جاتا ہے، یہ بائیں بطن (لفٹ وینٹریکل) سے نکلتی ہے، اسکے دہانہ پر جو کواڑیاں لگی ہوئی ہیں اور جنکو ابوسہل مسیحی اس وقت جھلیاں کہہ رہا ہے۔ یہ تعداد میں تین ہوتی ہیں، جنکو سکہ ہلالی (سمی لیونر ویلو) کہا جاتا ہے، نیز انہیں مسکہ سینی (سگمائڈ ویلو) بھی کہا جاتا ہے جسکی نقلی تحقیق میں تفصیل سے آگے بیان کرونگا، اس دہانہ کے بند ہونے کی صورت یہ ہے کہ جب باہر سے خون کا دھکا پڑتا ہے تو یہ کواڑیاں کھل کر اور دبکر اندر کی طرف یعنی اورطی سے قلب کی طرف آجاتی ہیں، اور پھیلکر اس دہانہ کو بند کر دیتی ہیں، جس سے اورطی (اے آرٹا) کا خون دوبارہ قلب میں داخل ہونے سے رک جاتا ہے اسی مدعا کو ابوسہل مسیحی اس طرح بیان کر رہا ہے کہ "ابہر یعنی اورطی کا دہانہ باہر سے اندر کی طرف جھلیوں کے ذریعہ بند ہو جاتا ہے"

وفوهة الشريان الذى يتصل بالرية وينفذ فيه الهواء منها الى القلب تتغلق من داخل الى خارج باغشية عليها۔

(۴) اور اس شریان کا دہانہ (شریان وریدی کا دہانہ) جو پھیپھڑے سے متصل ہے اور جس میں ہوا (آکسی جن) پھیپھڑے سے قلب تک آتی ہے۔ یہ دہانہ اندر سے باہر کی طرف چند جھلیوں کے ذریعہ (کواڑیوں کے ذریعہ) بند ہو جاتا ہے۔

وضاحت | یہاں اُس شریان کے دہانہ سے ابوسہل مسیحی کی مراد وہ دہانہ ہے، جو بائیں بطن (لفٹ وینٹریکل) میں ہوتا ہے جس کے ذریعہ شریانی مصفیٰ خون آکسی جن کو لیکر قلب کے بائیں بطن میں داخل ہوتا ہے۔ اس دہانہ پر دو پٹ کی کواڑی ہوتی ہے جسکو سکہ ثنائیہ کہتے ہیں اور اسی کا نام ڈاکٹری میں بائی کسپڈ ویلو ہے۔ یہ کواڑیاں جب کھلی رہتی ہیں تو نیچے کی طرف بائیں بطن (بائیں وینٹریکل) کے اندر جھکی رہتی ہیں، اور جب یہ بند ہونے لگتی ہیں تو نیچے سے اوپر کی طرف چلی جاتی ہیں، اور ایک مقام پر ٹھہر کر اس دہانہ کو پورے طور پر بند کر دیتی ہیں، تاکہ جو خون پھیپھڑے سے قلب کے بائیں بطن میں داخل ہوا ہے وہ واپس لوٹکر نہ چلا جائے۔ بلکہ بائیں بطن کی دوسری رگ (اورطی اے۔آرٹا) کی طرف روانہ ہونیکے لئے مجبور ہو جائے۔ یہ کواڑیاں جب بند ہونے لگتی ہیں، تو چونکہ جوف بطن سے باہر کی طرف جانا چاہتی ہیں۔ یہانتک کہ بطن کے جوف سے متحرک ہو کر بطن کے بالائی کنارے تک پہنچکر رک جاتی ہیں، اور اس سوراخ کو بند کر دیتی ہیں۔ اس لئے ابوسہل مسیحی نے اسے اس طور پر بیان کیا ہے کہ "یہ دہانہ اندر سے باہر کی طرف چند جھلیوں کے ذریعہ بند ہو جاتا ہے"

اس بیان میں اور نہایت مختصر بیان میں ابوسہل مسیحی بہت سی باتیں بیان کر گیا ہے اس قول سے نہ صرف یہ معلوم ہوا کہ دہانہ کیونکر بند ہوتا ہے، بلکہ یہ بھی بتا گیا کہ اس دہانہ سے جو خون آتا ہے، وہ قلب کی طرف پھیپھڑے سے آتا ہے اور یہ کہ اس خون کے اندر ہوا ہوتی ہے، جیسا کہ آجکل بھی مانا جاتا ہے کہ پلمونری وینز (شرائین وریدیہ) کے اندر جو خون پھیپھڑوں سے قلب کی طرف آتا ہے اس میں آکسیجن ہوتی ہے جس کی وجہ سے وریدی خون کے صفات پھیپھڑوں میں بدل جاتے ہیں اور یہ خون آکسی

قدماء کے اقوال

دورانِ خون، قلب اور قلب کی کواڑیوں سے متعلق

موجودہ نظام دوران خون کو سمجھانے اور مفصل طور پر بیان کرنے کے بعد اب میں اشکال سے حقیقت تک پہنچ جانے والے قدماء ـــــ کے اقوال پیش کرتا ہوں جنہوں نے ـــــ حسب خیال کرنل صاحب محترم ـــــ طب قدیم کی بنیاد یعنی مشاہدہ کی بجائے تکلمی دلائل کے "سنگِ لرزاں" پر رکھی ہے جیسے کہ لئے مشاہدہ و تشریح کا ہر جملہ کوہ آتش فشاں "ثابت ہوگا۔ کیونکہ ان قدیم اقوال سے قلب کا مفصل کواڑیوں کا وجود، ان کی صحیح تعداد، ان کے کھلنے بند ہونے کا صحیح مقام اور خون کی گردش ایسے صاف اور صریح بیان سے ثابت ہوگا جس میں ذرا بھی پیچیدگی نہ ہوگی، میں تمام مخالفین کے سامنے ان اقوال کو پیش کرکے شک کرنے والوں کو ایک عام دعوت دیتا ہوں کہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھیں اور ہر امکانی کوشش سے بزرگوں کے ان مشاہدات عینیہ کو "تکلمی دلائل" پر مبنی قرار دیکر انہیں بے بنیاد اور غلط ثابت کریں۔

ابو سہل مسیحی اور قلب کی کواڑیاں

"وفوهة الوتين التي يدخل فيها الدم من الكبد الى البطن الايمن من القلب تنغلق من داخل الى خارج باغشية عليها۔

(۱) فوهة الوتين[1] یعنی اجوف یا وینا کیوا کا دہانہ جس میں خون جگر سے قلب کے دائیں بطن (رائٹ وینٹریکل) کی طرف داخل ہوتا ہے، یہ دہانہ اندر سے باہر کی طرف اُن جھلیوں (کواڑیوں ـ ویلوز) کے ذریعہ بند ہوجاتا ہے، جو اس دہانہ پر ہوتی ہیں"

وضاحت: ابو سہل مسیحی نے فوهة الوتين سے وہ دہانہ یا سوراخ مراد لیا ہے، جو دائیں بطن (رائٹ وینٹریکل) کے اندر ہوتا ہے جس دہانے سے اجوف زیریں (انفریر وینا کیوا) کا خون جگر کی طرف سے آتا ہوا، اور جگر کے خاص خون کو لیتا ہوا قلب کے دائیں بطن میں داخل ہوتا ہے جہاں پر تین کواڑیاں ہوتی ہیں، جن کو سکر ٹلائی (ٹرائی کسپڈ ویلو) کہتے ہیں، جن کے سرے نیچے کی طرف جھکے ہوئے رہتے ہیں اور جب بند ہونے لگتی ہیں، تو نیچے سے اوپر کی طرف ان کے سرے آجاتے ہیں۔ کواڑیوں کی اسی حرکت کو وہ اپنی زبان میں اس طرح بیان کرتا ہے کہ یہ دہانہ اندر سے باہر کی طرف بند ہوجاتا ہے یعنی وہ کواڑیاں یا جھلیاں بند ہوتے وقت اندر سے باہر کی طرف حرکت کرتی ہیں یعنی جوف قلب سے باہر کی طرف حرکت کرتی ہیں۔

وفوهة العرق الذي يتصل من داخل البطن بالرية ويجري اليه الدخان تنغلق من خارج الى داخل باغشية عليها۔

(۲) "اور اس رگ کا دہانہ جو اس بطن سے (دائیں بطن ورائٹ وینٹریکل سے) متصل ہے اور پھیپھڑے تک جاتی ہے (یعنی سید شریانی ـ پلمونری آرٹری) اور جس کی راہ دخان یعنی دھواں (کاربونک ایسڈ گیس) خارج ہوتا ہے (یعنی جس کی راہ کاربونک ایسڈ گیس قلب سے پھیپھڑوں تک جاتا ہے تاکہ وہاں سے خارج ہوجائے) یہ دہانہ باہر سے اندر کی طرف ان جھلیوں کے (یعنی چند کواڑیوں کے یا بذریعہ ویلو کے) بند ہوجاتا ہے جو اس دہانہ پر ہوتی ہیں"

---

[1] یہاں وتین سے مراد اجوف (وینا کیوا) ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے کیونکہ اجوف ہی کا خون دائیں بطن (رائٹ وینٹریکل) میں داخل ہوتا ہے، اجوف کو بنیادا بھی کہتے ہیں۔

قول قرشی علامہ علاء الدین قرشی (مولف شرح قانون و موجز القانون) نے شرح قانون بو علی سینا بحث تشریح شریان وریدی (پلمونری وینز) میں نہایت وضاحت سے قلب کے چاروں دہانوں کا چاروں قسم کی رگوں کا اور چاروں دہانوں کی کواڑیوں کا ذکر جس قول میں کیا ہے اُسے میں درج ذیل کرتا ہوں۔ (دیکھئے تصویر اول و دوم)

"ان القلب یخرج منه عروق اربعة - اما الشریان الوریدی فعلیٰ مخرجه غشاء ان و اما الثلثة الاخر فعلیٰ کل واحد ثلثة اغشیة"

ترجمہ - قلب سے چار رگیں (چار قسم کی رگیں) نکلتی ہیں۔ (۱) اورطی یعنی اے - آرٹا - (۲) ورید شریانی یعنی پلمونری آرٹری (۳) شریان وریدیہ یعنی پلمونری وینز (۴) (اجوف یعنی وینا کیوا) - صرف شریان وریدی (پلمونری وینز) کے مخرج پر (یعنی بائیں بطن میں جس میں پھیپھڑے سے صاف خون قلب کی طرف آتا ہے) دو جھلیاں ہوتی ہیں (جن کو بائی کسپڈ ویلو، سکر ثنائی کہتے ہیں) رہیں دوسری تیسری رگیں ان سے ہر ایک کے مخرج و منفذ پر (ہر ایک کے متعلقہ سوراخ پر) تین تین جھلیاں (تین تین پٹ کی کواڑیاں) ہیں"

یعنی اے آرٹا (اورطی - شریان اعظم) کے مخرج پر جو کواڑی ہے اسکے تین پٹ ہیں (سیمی لیونر ویلو) ورید شریانی (پلمونری آرٹری) کے مخرج پر تین جھلیاں ہیں - جن کو سیمی لیونر ویلو یعنی سکر ہلالی کہتے ہیں اور اجوف (وینا کیوا) کے مخرج پر بھی تین ہی جھلیاں ہیں جن کو سکر ثلاثی یا ٹرائی کسپڈ ویلو کہتے ہیں

ایک نتیجہ قرشی کا یہ قول نہایت واضح اور سچا ہے جس میں کوئی لغزش نہیں پائی جاتی ہے - اس واضح قول سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجوف (وینا کیوا) کی ابتدا بھی قرشی کے نزدیک قلب ہی ہے - جیسا کہ ارسطو کا مذہب ہے۔ اگر اجوف (وینا کیوا) کی ابتدا قلب سے مان لی گئی تو اسکے بعد یہ کہنا درست ہوگا کہ شریانوں کی طرح وریدیں (وینز) بھی قلب ہی سے نکلتی ہیں -
نہ کہ جگر سے - کیونکہ قرشی نے یہ کہا ہے کہ قلب سے چار رگیں نکلتی ہیں - اس نے یہ نہیں کہا ہے کہ قلب سے چار رگیں متعلق رہتی ہیں

علاّمہ علی حسین گیلانی کا قول !

اجوف (وینا کیوا) کی تشریح کے ذیل میں جہاں شیخ نے یہ بتلایا ہے کہ "قلب کے اندر جس مقام پر اجوف (وینا کیوا) داخل ہوتی ہے تین جھلیاں ہیں، جنکے پٹ باہر سے اندر کی طرف کھلتے ہیں - اسی مقام سے قلب کے اندر، قلب کے پھیلنے کے وقت خون داخل ہوتا ہے - پھر وہ خون (ان کواڑیوں کی وجہ سے) قلب سے واپس نہیں لوٹتا" علامہ علی حسین جیلانی شارح قانون نے کل کواڑیوں کی تعداد اس طرح بتائی ہے"

"ومجموع الاغشیة فعلیٰ اقاویلهم احد عشر اثنان للشریان الوریدی و ثلثة ثلثة لکل من الابهر والورید الشریانی والنیاط"

ترجمہ - کل جھلیوں کی (قلب کی کواڑیوں کی) مجموعی تعداد ان (اطباء قدیم) کے اقوال کے مطابق گیارہ ہے - دو شریان وریدی کیلئے (پلمونری وینز کے مخرج کے لیے بائیں بطن کے اندر - جس سے پھیپھڑے کا شریانی اور صاف خون قلب کے بائیں خانہ میں جاتا ہے) اور تین تین ابہر (اورطی - اے آرٹا) ورید شریانی (پلمونری آرٹری) اور نیاط کے لئے ہیں (نیاط سے مراد اجوف ہے جسکو ڈاکٹری میں وینا کیوا کہا جاتا ہے جس سے خون قلب کے دائیں اذن (آریکل) کے ذریعہ دائیں بطن میں داخل ہوتا ہے)

+ + +

ابوسہل مسیحی کا قول کواڑیوں کی ساخت کے متعلق

شیخ بو علی سینا نے تشریح اورطی (اے آرٹا) میں لکھا ہے:-

"وعلی المخرج الاورطی اغشیة ثلثة صلبة هی من داخل الی خارج"

ترجمہ - اورطی یعنی اے آرٹا کے مخرج پر (دہانہ پر) (جو قلب کے بائیں بطن سے لگا رہتا ہے) تین سخت جھلیاں ہیں (تین پٹ کی کواڑی)

جذب کر کے سرخ شوخ ہو کر شریانی خون (آرٹیریل بلڈ) ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں تصاویر نمبر ۲ و ۳ سے کواڑیوں کے کھلنے اور بند ہونے کا نقشہ دماغ میں اچھی طرح جم سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کواڑیاں جب کھلی رہتی ہیں، تو کہاں رہتی ہیں، اور جب بند ہونے لگتی ہیں تو حرکت کر کے کہاں سے کہاں پہونچ جاتی ہیں یعنی اندر سے باہر چلی جاتی ہیں، یا باہر سے اندر آجاتی ہیں یعنی انکی حرکت انکو جوف قلب سے دور کر دیتی ہے یا نزدیک لے آتی ہے یہ دونوں تصویریں قلب کے دایئں نصف کا خاکہ ہیں جن میں دایئں اذن (رائٹ آریکل)، اور دایئں بطن (رائٹ وینٹریکل) کو کھول کر دکھلایا گیا ہے جس میں سیاہ خون ہوتا ہے، اور قلب میں وریدیں (وینز) سے آکر پھیپھڑوں کی طرف جاتا ہے۔ یہ دونوں تصویریں اور انکے علاوہ تمام تصویریں ڈاکٹری کتب سے لی گئی ہیں، یہ محض جھوٹی اور اپنے مدعا کیلئے من گھڑت تکلمی ولائل کی امداد سے نہیں بنائی گئی ہیں۔

مسیحی کے مذکورہ بالا اقوال سے کیا کیا نتائج حاصل ہوتے ہیں

ابو سہل مسیحی کے مذکورہ بالا قول سے جو یقینی نتائج حاصل ہو رہے ہیں وہ اس قدر واضح اور صاف ہیں کہ ان میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔

ابو سہل مسیحی قلب کے فعل سے آگاہ تھا، اور اچھی طرح آگاہ تھا، آج جو کچھ قلب کے متعلق بیان کیا جا سکتا ہے اس مختصر عبارت میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ قلب کی کواڑیوں کے افعال، ان کا کھلنا اور بند ہونا، قلب کے چاروں راستے آمد و شد کے، اور خون کا ان راستوں میں دوڑنا غرض تمام متعلقہ باتیں اس قول سے اس طرح حل ہو رہی ہیں کہ ایک ہزار سال کے بعد بھی آج اس قول میں ہم کوئی غلطی نہیں نکال سکتے، بجز چند اصطلاحی الفاظ کے اختلاف اور طرز بیان کے فرق کے اور کوئی چیز آجکل کے مسلمہ اصول کے مخالف نہیں ہے آجکل جس چیز کو ڈاکٹری میں کاربونک ایسڈ کہا جا رہا ہے، ابو سہل مسیحی اس زمانہ میں اسے "دخان" یعنی دھواں کہتا ہے، آجکل اگر پھیپھڑوں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے، کہ وہ وریدی خون (وینس بلڈ) کے کاربونک ایسڈ گیس کو خارج کر کے اس میں مخصوص ہوا یعنے آکسی جن کو شامل کر دیتے ہیں، اور خون شریانی (آرٹیریل بلڈ) ہو کر قلب کی دوسری رگ سے واپس جاتا ہے، تو ابو سہل مسیحی اس طرح بیان کرتا ہے کہ جو رگ پھیپھڑوں کی طرف خون کو لیجاتی ہے، اس میں دخان (دھواں) ہوتا ہے، اور جو رگ اس خون کو پھیپھڑوں سے واپس لیکر قلب تک پہونچاتی ہے اس میں ہوا ہوتی ہے۔ غرض وہ آکسیجن کی بجائے ہواء بولتا ہے۔ کیونکہ آکسی جن بھی در اصل ایک قسم کی اچھی اور کارآمد ہوا ہے جسے قدیم اصطلاح میں نسیم بھی کہا جاتا ہے اور آکسی جن کا لفظ اس وقت پیدا ابھی نہیں ہوا تھا۔ یہ اس علم کیمیا کی پیداوار ہے جس کی ترقی بہت بعد کو ہوتی ہے

قلب کی کواڑیوں کے متعلق دوسرے اقوال!

جدید تشریح اور ڈاکٹری مسلمات کی بنا پر جو بیانات میں نے ابتدا میں پیش کئے ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ قلب سے چار قسم کی رگیں تعلق رکھتی ہیں اور قلب کے اندر ان چاروں رگوں کے متعلقہ سوراخوں پر جو کواڑیاں لگی ہوئی ہیں انکی مجموعی تعداد گیارہ ہوتی ہے یعنی صرف بائیں بطن (لفٹ ونٹریکل) کے اندر دو پٹ کی کواڑی ہے جسکو بائی کسپڈ ویلو کہتے ہیں (بائی کے معنی "دو" کسپڈ کے معنی "پٹ" کے ہیں) اسی کواڑی کو صمام ثنائی یا سکر ثنائی کہا گیا ہے، باقی تین مقامات میں تین تین پٹ کی کواڑیاں ہیں، یعنی اورطی (اے۔ آرٹا) کے اندر تین سکر ہلالی یا سیمی (سیمی لیونر ویلو) اور ورید شریانی (پلمونری آرٹری) کے اندر تین سیمی لیونر ویلو (سکر ہلالی) اور قلب کے دایئں بطن (رائٹ ونٹریکل) کے اندر جہاں سے اجوف (وینا کیوا) کا خون قلب کے اندر داخل ہوتا ہے۔ تین یعنی ٹرائی کسپڈ ویلو (سکر ثلاثی) ہوتی ہیں۔

اب میں علامہ علاء الدین قرشی شارح قانون اور علامہ علی حسین گیلانی شارح قانون کے اقوال نقل کرتا ہوں، جو ڈاکٹری بیانات بالکل مطابق ہیں۔

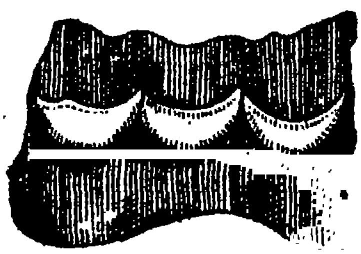
اپنی اصطلاحات میں اس طرح بیان کرتا ہے کہ "رشحا" اور خون قلب سے اوطی کی طرف چلے جاتے ہیں"

(۳) "وشکلہا حین الانفتاح علی هيئة السين فی کتابة اليونانيين۔ وحين الانغلاق علی شکل ذی ثلث زوايا"

ان کواڑیوں کی شکل (اورطی کے کواڑیوں کی شکل) اس حالت میں جب کہ یہ کھلی ہوئی ہوتی ہیں یونانی کتابت (یونانی الف بے تے) کی سین کی مانند ہوتی ہے اور اس حالت میں جب کہ یہ بند ہوتی ہیں، ان کی شکل سہ گوشہ (مثلث۔ تکونی) سی ہوتی ہے۔

اس قول کی توضیح یونانی حروف میں سین کو "سگما" کہا جاتا ہو جیس طرح الف کو "الفا" بے کو "بیٹا" ڈال کو "ڈیلٹا" اس کو سگما یعنی سین یونانی کی شکل اس قسم کی ہوتی ہے کہ اس کا بیشتر حصہ ہلال کے مانند کھایا ہوا ہوتا ہے (مثلاً اس طرح ی) چنانچہ قلب کی یہ کواڑیاں درحقیقت ہوتی بھی ہلالی ہیں۔ اسی وجہ سے انگریزی ڈاکٹری میں "سمی لیونر" کہا جاتا ہے جس کے معنے "ہلالی" کے ہیں۔ علی ہذا ان کواڑیوں کو جدید تشریح میں بھی سگما یا سین یونانی کی طرف منسوب کرکے سگمائڈ ویلو (سکر سینتی) کہا جاتا ہے جو درحقیقت آج سے ہزار سال پہلے کے قول کی صحیح ترجمانی معلوم ہوتی ہے

تصویر ملا
تینوں سکر ہلالی یا صمامات ہلالیہ کھول کر دکھلائی گئی ہیں



اس بیان میں اس قدیم خیال کی ایک نئی تائید ہوتی ہو (اور ایسی صدہا نئی تائیدیں ہر جگہ ڈاکٹری میں مل جایا کرتی ہیں) کہ مغربی طب یعنی ڈاکٹری کا ماخذ اصلی یہی قدیم بوسیدہ اقوال ہیں جو رازی مسیحی، شیخ ابن سینا کی کتابوں میں اب بھی کبھی کبھی چمک جایا کرتے ہیں اور جنکے نام معاندین فن ہرگز اس عزت سے نہیں لیتے جس عزت کے یہ معزز برگزیدہ نام اصلی معنوں میں مستحق ہیں۔

رہا ابوسہل کا خیال کہ "یہ کواڑیاں جب بند ہوتی ہیں تو تکونی معلوم ہوتی ہیں" یہ بالکل صحیح ہے، جیسا کہ اس نقشہ سے معلوم ہوسکتا ہے جس میں قلب کے چاروں دہانوں کی کواڑیاں بند ہونے کی حالت میں دکھلائی گئی ہیں، کیونکہ ایک گول سوراخ کو جب تین چیزیں بند کرینگی تو آخر تینوں کی شکل تکونی ہی ہوجائیگی۔ اس نقشہ میں اورطے (اے آرٹا) اور وریدِ شریانی (پلمونری آرٹری) کی کواڑیوں کا ایک ہی حال ہے کیونکہ دونوں مقامات پر ایک ہی قسم کی کواڑیاں ہیں

تصویر سکر ہلالی اورطی کی

تصویر ملا



یہ تصویر درحقیقت اورطے یا ورید شریانی کے دہانہ کا خاکہ ہے جس میں تینوں ہلالی پردوں کو بند ہونے کی حالت میں دکھلایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا اقوال سے

جو ابوسہل مسیحی، قرشی اور گیلانی وغیرہ کے ہیں، قلب کے افعال پر پوری روشنی پڑرہی ہے۔ ان سے قلب کی کواڑیوں کے اعمال بالکل واضح ہیں قلب کی متعدد جانبوں میں خون کا آنا جانا، اور پھیپھڑوں کا دوران خون جدید سلسلہ نظام کے مطابق بالکل ظاہر ہے، کوئی سمجھدار انسان، اور کوئی منصف ڈاکٹر ان سے انکار کی مجال نہیں رکھتا۔

ان اقوال سے پھیپھڑے کی طرف قلب سے خون کا جانا، پھیپھڑے میں اس کا صاف ہونا یعنی خون سے کاربونک ایسڈ گیس (بخارات دخانیہ) کا خارج ہونا، اور اس میں ہوا و نسیم یا آکسیجن کا جذب ہونا، پھر اس خون کا قلب کی طرف واپس ہونا، اور قلب سے ... تمام بدن میں پھیل جانا، بہت خوبی سے ظاہر ہے

ہیں، جو معمولی حالات میں اندر سے باہر کی طرف رخ کئے ہوتی ہیں۔"

شیخ کے اسی قول کے ذیل میں علامہ علی حسین جیلانی شارح قانون نے ابوسہل مسیحی سے یہ قول نقل کیا ہے۔

(۱) "تلک الاغشیۃ نباتہا من اغشیۃ القلب و اربطتہ۔"

ان جھلیوں کی پیدائش (قلب کی کواڑیوں۔ والوز کی) کواڑیوں کی پیدائش قلب کی جھلیوں (دیواروں قلب اینڈوکارڈیم) اور قلب کے رباطات (لیغامنٹ۔ ریشوں) سے ہوتی ہے۔

وضاحت: تشریح جاننے والے اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ قلب کی کواڑیاں دراصل قلب کی اندرونی جھلی (اینڈوکارڈیم) سے جو قلب سے پیدا ہوتی ہیں، جو قلب کے اندر استر کرکے چتوں کی شکل میں ابھر آتی ہیں نیز ان کے اندر اسکو مستحکم بنانے کیلئے قلب کی ساخت کے اصلی ریشے بھی داخل ہوجاتے ہیں جن کو مسکیولر فائبرز یعنی عضلی ریشے کہا جاتا ہے، غرض قلب کی کواڑیوں کے بنانے میں دو چیزیں شریک ہیں۔ اول قلب کی اندرونی جھلی، اور دوئم کچھ قلب کے ریشے (لیغامنٹ۔ فائبرز) یہی مفہوم کو ابوسہل مسیحی نے اپنی اصطلاح میں اس طرح بیان کیا ہے کہ "یہ کواڑیاں قلب کی جھلیوں، اور قلب کے اربطہ سے بنتی ہیں" یہ ظاہر ہے کہ یہاں اربطہ (رباطات) سے مراد عضلی ریشے ہوسکتے ہیں، جو آجکل عضلی ریشے یا مسکیولر فائبرز کہے جاتے ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔

---

(۲) وتاتی مائلۃ من جانب داخل القلب الی خارجہ الذی ہو داخل الورطی وہذا الوضع اعون علی الانفتاح حین ما ینبسط الشریان فینفذ الیہ الروح والدم من القلب۔ وعلی الانغلاق حین ما ینقبض۔ فلا یرجع قہقری الی القلب۔

"یہ کواڑیاں (اورطی کی کواڑیاں) قلب کے اندر سے باہر کی طرف یعنی اورطی (اے آرٹا) کے اندر کی طرف آتی ہیں۔ اور یہ مقام (کواڑیوں کا مقام) کچھ اس قسم کا ہے کہ جب شریان (اورطی) پھیلتی ہے، تو کواڑیاں کھل جاتی ہیں (یا یہ کہ کواڑیوں کے کھل جانے پر یہ مقام مددگار ہوتا ہے) جس سے اورطی (اے آرٹا) کی طرف روح اور خون قلب سے چلے جاتے ہیں، اور جب شریان یعنی اورطی (اپنی لچک کی وجہ سے) سکڑتی ہے تو یہ مقام بند ہوجاتا ہے (یا یہ کہ کواڑیاں بند ہوجاتی ہیں) جس سے خون قلب کی طرف واپس نہیں جاسکتا۔"

اس قول میں اس نے لفظ قہقری کا استعمال کیا ہے۔ عربی جاننے والے اس لفظ سے بہت زیادہ لطف حاصل کرسکتے ہیں قہقری کے معنی ہیں "اُلٹے پاؤں پیچھے کی طرف واپس لوٹنا" یہ ظاہر ہے کہ اس موقعہ پر اس لفظ کا استعمال کس خوبی سے کیا گیا ہے، دوران خون اور خون کی گردش کا راز اسی میں پوشیدہ ہے کہ جو خون قلب سے اورطی (اے آرٹا) میں چلا جاتا ہے، وہ واپس نہیں ہوسکتا، بلکہ دوسرا خون پھر اس میں آجاتا ہے اور اسکو آگے دھکیلتا چلا جاتا ہے حتی کہ وہ تمام اعضاء میں گھوم کر عروق شعریہ (کیپلریز) سے ہوتا ہوا وریدوں میں آجاتا ہے۔

جدید تشریح میں بیان کیا جاتا ہے کہ اے آرٹا (اورطی) کے جس مقام پر کواڑیاں (والوز) لگی ہوتی ہیں، وہاں پر تین طرف سے جھول ہوتے ہیں، جنکو اے ارنگ سائنسز یعنی اورطی کے جھول یا جیوب (جیوب اورطی) کہتے ہیں۔ ان جھولوں سے کواڑیوں کے بند ہونے میں بڑی زبردست مدد ملتی ہے۔ کیونکہ جب شریانیں (آرٹریز) یا اورطی میں خون چلا جاتا ہے اور خون کے جانے سے اورطی پھیل جاتی ہے اسکے بعد وہ اپنی ذاتی لچک سے سکڑتا ہے جس سے خون قلب کی طرف واپس آنا چاہتا ہے ایسی حالت میں وہ جھول اس خون سے بھر جاتے ہیں، اور کواڑیوں کا تعلق اس جھول سے اس طور پر قائم ہے کہ جب یہ جھول بھر جاتے ہیں تو کواڑیاں بھی بھر جاتی ہیں، اور بالآخر پھول کر پورے راستے کو بند کردیتی ہیں۔

اسی مدعا کو ابوسہل نے کیسے پیارے طریقے سے بیان کیا ہے کہ "یہ مقام کچھ اس قسم کا ہے کہ جب شریان پھیل جاتی ہے تو کواڑیاں کھل جاتی ہیں، اور جب شریان سکڑتی ہے تو یہ مقام بند ہوجاتا ہے۔"

یہ ظاہر ہے کہ اے ارٹا (اورطی) میں جو خون قلب سے روانہ ہوتا ہے، اس میں آکسیجن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے یہی [illegible]

آتشک

اطبار کے نتائج تحقیقات

ازجناب حکیم مولوی ناظر الدین احمد صاحب دہلوی ڈیرہ دون

بعض اطبار نے لکھا ہے کہ آتشک کا ظہور ۹۰۴ھ ہجری میں جزائر فرنگ میں ہوا۔ اس لئے یونان کے قدیم اطبار نے اس مرض کا ذکر اپنی کتابوں میں نہیں کیا ہے۔ اب یہ بیماری تمام دنیا میں پھیل گئی ہے اور آتشک کے نام سے مشہور ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بیماری قدیم ہے اور سکندر کے زمانہ میں موجود تھی اور بثور غریبہ سے جس کا ذکر قدیم اطبار نے کیا ہے یہی بیماری مراد ہے۔ بعض اس مرض کو طائر کے نام سے موسوم کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایران کے کیانی بادشاہوں کے عہد حکومت میں ایک پرند کی پیخال ایک شخص کے جسم پر پڑی اور اس نے فوراً اس کے بدن کو فاسد کر دیا۔ اور یہ بیماری پیدا ہو گئی۔ پھر اس شخص سے یہ بیماری اوروں تک پہونچی اس مرض کی اصلیت کچھ ہی ہو۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جب اس کا ظہور ہوتا ہے تو شروع میں مردوں کے عضو تناسل پر اور اس کے آس پاس اور عورتوں کے اندام نہانی میں پھنسیاں نکل آتی ہیں اور وہ بہت جلد زخموں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اس کے ظہور کا سبب مباشرت ہے خاص کر اس عورت کے ساتھ جس کے بدن میں اس بیماری کا اثر موجود ہو اور جس کا مزاج گرم اور اخلاط کثیر الفساد ہوں۔ اگر کوئی عورت ایسی ہو کہ اسکے ساتھ بہت سے مرد مباشرت کرتے ہوں تو اس کا اندام نہانی بہت جلد متعفن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی آتشک زدہ مرد اسکے ساتھ مباشرت کرے تو وہ عورت فوراً اس بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہے۔

کبھی یہ بیماری آتشک زدہ کے ساتھ کھانا کھانے اور ملکر بیٹھنے اور ایک جگہ پیشاب کرنے سے نمودار ہوتی ہے۔ اس بیماری کا مادی سبب ایسے اخلاط ہیں جو جل گئے ہوں اور جن کا رنگ و مزاج بدل گیا ہو۔ یہ بیماری بہت خراب اور خطرناک ہے اور اکثر اس بیماری سے پورے طور پر نجات نہیں ہوتی۔ اکثر بیماروں میں ران کے گوشہ کی گلٹی پھول جاتی ہے جس کو بد کہتے ہیں۔ جب وہ پک کر پھوٹتی ہے تو بہت تکلیف دیتی ہے اور کبھی بد کا زخم سڑ جاتا ہے اور ہلاک کر ڈالتا ہے۔ بعض بیماروں میں گٹھیا وغیرہ خطرناک امراض بھی اس کے اثر سے نمودار ہوتے ہیں۔ کبھی حشفہ اور کبھی عضو تناسل کے اور اجزا گل سڑ کر گر پڑتے ہیں۔ گاہے ناک میں زخم ہو جاتا ہے اور ناک کی درمیانی ہڈی گل سڑ کر ناک بیٹھ جاتی ہے۔ کبھی تالو میں زخم ہو کر آر پار ہو جاتا ہے کبھی جذام تک نوبت پہونچتی ہے۔

انطاکی نے لکھا ہے کہ اس بیماری کو عام طور پر حب افرنجی مصر میں مرض مبارک اور عرب میں قیحر کہتے ہیں۔ اولاً یہ بیماری اہل فرنگ کو ہوتی ہے رفتہ رفتہ ۸۰۰ھ ہجری تک عرب اور دیگر ممالک میں پہنچی۔ اطبار نے اس بیماری کا ذکر نہیں کیا ہے۔ متاخرین نے اس کو نار فارسی کی ذیل میں داخل کیا ہے۔ مگر یہ سراسر ناواقفیت ہے یہ بیماری مباشرت سے جلد اثر کرتی ہے اور اس کا مادہ تمام اخلاط سے پیدا ہوتا ہے اگر خون کے غلبہ سے یہ بیماری پیدا ہو تو پھنسیاں

فکاہاتِ طبیہ

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی۔ لاہور

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ سے ایک چہار ماہی طبی رسالہ "ڈاکٹر" میرے نام آتا ہے۔ اس رسالہ کے جولائی ۱۹۳۵ء کے نمبر میں ایک صفحہ طبی فکاہات و لطائف کے لئے مخصوص ہے۔ یہ لطائف فاضل اڈیٹر نے فلورڈا ٹائمز یونین جلوڈنیس ہیرلڈ مانچسٹر یونین۔ ڈیلی نیوز۔ بوسٹن ہیرلڈ۔ دی ٹریولر وغیرہ یورپ اور امریکہ کے مشہور رسائل اور مجلات سے نقل کر کے ایک جگہ جمع کئے ہیں۔ میں ان میں سے بعض دلچسپ طبی لطائف اپنے احباب کی ضیافتِ طبع کے لئے انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر کے ذیل میں درج کرتا ہوں۔ نیر واسطی

بوسٹن کا ایک ماہرِ فنِ موسیقی کہتا ہے کہ موسیقی ایک دوا ہے لیکن اس کے بعض گھونٹ بڑے تلخ ہیں۔

جب ایک مرد کی سالگرہ ہوتی ہے تو اس کی عمر کا ایک دن کم ہوتا ہے اور جب ایک عورت کی سالگرہ ہوتی ہے تو اس کا ایک سال کم ہو جاتا ہے۔

انسانی بیماریاں جو ہزار سال پہلے تھیں آج بھی وہی ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ اب ڈاکٹروں نے انکے لئے بڑے بڑے نام تجویز کر لئے ہیں۔

چھوٹی لڑکی (اپنے باپ سے) ابا! کیا حضرت موسیٰ کو کوئی معدہ کی شکایت تھی؟

باپ۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟

چھوٹی لڑکی۔ میرا استاد سکول میں کہتا تھا کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو دو ٹیبلٹز[1] عطا کی تھیں۔

استاد۔ جوزف! تم اپنی بہن کو اس کی سالگرہ پر کیا تحفہ دو گے؟

جوزف۔ اس دفعہ کچھ نہیں دوں گا۔ گذشتہ سال میں نے اس کو چیکن[2] پاکس دی تھی۔

بیمار لڑکی۔ ڈاکٹر میں تمہاری مہربانیوں کا بدلہ کیسے ادا کر سکتی ہوں؟

ڈاکٹر۔ جیسے مرضی ہو۔ چیک سے۔ منی آرڈر سے یا نقد سے۔

خفیف دمہ کا سائینٹفک نام Pneumonaltrainisarcsopicsiliconaolcanok oniosis ہے۔ اگر آپ اس چھوٹے سے لفظ کا تلفظ ادا کر دیں تو دمہ دور ہو جائے گا۔

میڈیکل کالج کا پروفیسر طلبا سے۔ نسخہ نویسی کے زمانہ سے پہلے طلبا کو بہت کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے۔

طلبا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہماری ابتدائی زمانے کی کوششیں محض بیکار اور فضول ہیں۔

سکاٹ لینڈ کے ایک باشندے نے نیویارک کے ایک بازار میں سڑک پر کوئی چیز پڑی دیکھی اور وہ جھک کر اسے اٹھانے لگا۔ وہ اس چیز کے اٹھانے میں مصروف تھا کہ سامنے سے ایک موٹر آئی اور اسے کچل گئی۔ اسپیشل جج نے فتویٰ دیا کہ یہ موت قدرتی اسباب (بخل) کا نتیجہ واقع ہوئی ہے۔

اگر علاج سے مقصد محض مریض کو خوش کرنا ہے تو کیوں نہ باغ میں جا کر گل چینی کر کے مریض کو بہلایا جائے اور روپیہ کو ڈاکٹر کے بل سے بچایا جائے۔

---

[1] ٹیبلٹ کے دو معنی ہیں۔ ایک دوا کی ٹکیاں۔ دوسرے تختیاں۔ بائبل کی روایت ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰ کو کوہِ طور پر دو تختیاں دی تھیں جن پر احکام تحریر تھے۔ غریب استاد کا اشارہ اسی جانب تھا۔ منہ

[2] چیچک خارش ہے۔ منہ

تو خالص سوداہوتاہے جو سودا کے جلنے سے پیداہوتاہے۔ کبھی وہ سوداہوتاہے جو اور خلطوں کے جلنے سے تیار ہوتاہے سے سودا کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ یعنی اول وہ سوداجو سودا کے جلنے سے پیداہو دوسرے وہ سوداجو صفرا کے جلنے سے پیدا ہو تیسرے وہ سوداجو خون کے جلنے سے تیار ہو۔ چوتھے وہ سوداجو بلغم کے جلنے سے ظہور کرے۔ کبھی سودا مرکب ہوتاہے جس میں ان چار قسموں میں سے دو یا دو سے زیادہ کی آمیزش ہوتی ہے۔ کبھی اس بیماری کاظہور ا س سے ہوتاہے جو سودا یا کسی اور خلط سے پیداہو غرضکہ جنون کی طرح آتشک کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔

واضح ہو کہ یہ بیماری متعدی بیماریوں میں سے ہے یعنی اس کا اثر ایک سے دوسرے تک پہونچتاہے سب سے خراب آتشک وہ ہے جو مباشرت کی وجہ سے ظہور کرتی ہے۔ پھر وہ آتشک ہے جو مریض کی جگہ بیٹھنے یا اسکے ساتھ برتن میں کھانا کھانے یا پانی پینے یا اس کے کپڑے پہننے سے نمودار ہوتی ہے۔ اگرچہ اطبانے لکھاہے کہ یہ بیماری امراض متوارثہ میں سے نہیں ہے یعنی اس کا اثر والدین سے اولاد کو نہیں پہونچتا۔ تاہم بعض بچے ایسے دیکھے گئے ہیں جو آتشک میں مبتلا تھے اور ان کو یہ بیماری صرف اس سبب سے ہوئی تھی کہ ان کے والدین اس میں مبتلا ہو چکے تھے۔

حکیم بہاؤالدین نے لکھاہے کہ اس بیماری کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں۔ بعض بیماروں کے بدن پر ایسے دانے ہوتے ہیں جو چیچک کے دانوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ بعض کے بدن پر بڑے بڑے آبلے یکایک پیداہو جاتے ہیں وہ آپس میں ملے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور ان میں سیال رطوبت پیداہو جاتی ہے اور ان کا حجم بڑھ جاتاہے۔ ان میں سوزش اور درد کی ٹیس پیداہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی بخار بھی چڑھا رہتاہے۔ بعض مریضوں میں درد کم ہے۔ اور دانے بھی کم ہوتے ہیں۔ بعض کے بدن پر خشک دانے پیداہوتے ہیں اور وہ بدن کی کھال کو کھاجاتے ہیں بعض کے بدن پر تر دانے پیداہو کر جلد ہی زخموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور مقام ماؤف پر گرمی و سوزش اور درد کی ٹیس پائی جاتی ہے۔ کبھی یہ دانے سر پر کبھی اعضائے تناسل پر اور کبھی بدن کے اکثر حصوں پر پیداہوتے ہیں بعض بیماروں میں یہ دانے ایک دم سے نکل آتے ہیں۔ مگر بعض رفتہ رفتہ ظہور کرتے ہیں کبھی تمام دانے مل کر کچھ لیتے ہیں اور کبھی متفرق طور سے پھیلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

جب کوئی شخص اس بیماری میں مبتلا ہوتاہے تو اس کے مزاج میں حرارت کا غلبہ ہوتاہے اور سارا بدن درد زدہ معلوم ہوتاہے اور جوڑوں میں درد اس شدت سے ہوتاہے کہ مریض حرکت نہیں کر سکتا۔ رات کے وقت درد بہت ہی شدید ہوتاہے جن بیماروں کے بدن پر دانے کم نکلتے ہیں ان کے جوڑوں میں درد شدید ہوتاہے کبھی درد کی شدت ایسی ہوتی ہے کہ مریض خود کشی کرنے پر آمادہ ہو جاتاہے اکثر یہ درد مزمن ہو جاتاہے۔ کبھی جوڑوں کے درد کے ساتھ پاؤں۔ چہرہ اور آنکھوں پر ورم بھی ہوتاہے بھوک بند ہو جاتی ۔ ہاضمہ کمزور ہو جاتاہے۔ کبھی شروع سے دانوں کا غلبہ ہوتاہے اور آخر وقت تک درد نہیں ہوتا۔

بعض بیماروں میں اس بیماری کا ظہور بار بار ہوتاہے۔ جن لوگوں کے مزاج قوی ہوتے ہیں اور فاسد اخلاط کم ہوتے ہیں ان میں مادہ کم ہوتاہے۔ بعض بیماروں میں پھنسیوں کے نکلنے سے پہلے بخار اور بدن میں سستی اور درد پیداہو جاتی ہے۔ علاج کرنے سے اکثر یہ علامتیں کم ہو جاتی ہیں۔ مگر پھر ان علامات کا غلبہ ہو جاتاہے اور پھنسیاں نمودار ہو کر بحران تام اس بیماری کا سترہ مہینے میں ہوتاہے۔ اگر اس سے پہلے عمدہ علاج کیا جائے تو بہت فائدہ ہوتاہے۔ اگر علاج میں غفلت کی جائے تو تین چار سال بلکہ اس سے زیادہ عرصہ تک یہ بیماری ستاتی رہتی ہے جن لوگوں کے بدن میں اخلاط زیادہ ہوں اور پھنسیاں زیادہ نکلیں اور علاج اچھی طرح نہ کیا جائے تو ان کا انجام اکثر ہلاکت ہوتاہے۔

بڑی اور گول ہونگی اور ان کا رنگ بہت زیادہ سرخ ہوگا اور پھنسیوں میں خارش [illegible]
ہوگا۔ اور اگر صفرا کے غلبہ سے یہ بیماری پیدا ہو تو مذکورہ بالا علامتوں کے ساتھ اس [illegible]
اور خون میں حدت ہوگی۔ اس کو مصر میں ضنان کہتے ہیں اور اگر بلغم کی زیادتی سے یہ بیماری [illegible]
نہیں ہوگی۔ سفید رنگ کی طرح رطوبت کثرت سے بہتی ہوگی۔ جلد اس مقام کی پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور اگر [illegible] خارش
یہ بیماری پیدا ہوئی ہے تو اس کی علامت خشکی مقام ورم کی سختی اور تیرگی اور جوڑوں کا درد وغیرہ ہوں گی اور کبھی ایسا ہوتا
ہے کہ اخلاط مل کر یہ بیماری پیدا کرتے ہیں۔ اس صورت میں ان ہی خلطوں کے غلبہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں سب سے خراب
آتشک وہ ہے جس میں گلٹیاں پھول جاتی ہیں۔ ناواقف طبیب شروع میں ان گلٹیوں پر ایسے مرہم لگاتے ہیں جن سے زخم
بھر جائیں۔ مگر یہ سخت غلطی ہے۔ ان گلٹیوں میں سے رطوبت جاری رہنا بہت مفید ہے اور مرہم لگانے اور رطوبت کو بند کرنے کی
کوشش سے ہلاکت کا اندیشہ ہے۔

حکیم عماد الدین محمود شیرازی نے لکھا ہے کہ آتشک کی بیماری قدیم زمانہ میں نہ تھی یہ نئی بیماریوں میں سے ہے۔ اسی
لئے قدیم اطباء کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ شروع شروع میں اس کا ظہور ملک فرنگ میں ہوا۔ اسی لئے اس کو
آبلہ فرنگ کہتے ہیں اور اس بیماری میں مقام ماؤف آگ کی طرح جلتا ہے اس وجہ سے آتشک کہتے ہیں۔ نیز اس سبب سے
کہ مشرقی ملکوں میں سب سے اول اس کا ظہور ملک آرمینیا میں ہوا اس لئے اس کو ارمنی دانہ بھی کہتے ہیں۔ زمانہ حال کے
اطباء نے اس بیماری کو ان بیماریوں کے ساتھ جو قدیم زمانہ کی طبی کتابوں میں مذکور ہیں مطابق کرنے کی بہت کوشش کی ہے
مگر اس باب میں وہ ہمیشہ مختلف رہے۔ بعض نے اس بیماری کو نار فارسی کی ذیل میں داخل کیا ہے اور بعض نے ....
اس کو آبلوں کی قسم سمجھا ہے۔ بعض اس کو ایک قسم کی جرب یعنی خارش تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بعض نے تو اس بیماری کا
نام جرب جذامی رکھ دیا ہے مگر پوری تحقیق کے بعد یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ اس بیماری کو جرب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اس
بیماری کا سبب سوداء سوختہ۔ یا متعفن ہے جس میں حد سے زیادہ جوش پیدا ہو چکا ہو کبھی تو اس مادے سے ورم اور آبلہ
پیدا ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ پھر ورم کبھی تو زخم میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ ان علامات سے صاف ظاہر ہے کہ
یہ بیماری دیگر سوداوی بیماریوں سے مطابق نہیں ہو سکتی۔ نہ اس کی علامات پورے طور پر جدری یعنی چیچک سے ملتی جلتی
ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہ بیماری بالکل ایک نئی بیماری ہے۔ اس بیماری کی علامت یہ ہیں کہ مریض کے تمام اعصاب
عضلات اور مفاصل میں اس درجہ کمزوری ہوتی ہے کہ ذرا سی چیز کے اٹھانے سے بھی اس کو تکلیف ہوتی ہے جب پھنسیاں
ظاہر ہوتی ہیں تو ان میں اس قدر جلن ہوتی ہے کہ گویا کسی نے مقام ماؤف پر چنگاریاں رکھ دی ہیں اس مقام کا رنگ میلا سا ہوتا
ہے رات کے وقت جوڑوں میں شدید درد ہوا کرتا ہے اگر اس درد کا باعث ریحی مادہ ہو تو جس کو باد فرنگ کہتے ہیں تو درد
ان کے مختلف مقامات میں ہوتا ہے۔ اور نہایت سرعت کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے جب
پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں تو دیر میں اچھی ہوتی ہیں۔ اس بیماری کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا درد طلا اور ضماد اور رادع اور
عام حال کی دواؤں سے نہیں تھمتا۔ بلکہ اکثر زیادہ ہو جاتا ہے اور جب تک وہ دوائیں جو اس مرض کے لئے خاص ہیں استعمال
کرائی جائیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا تمام عارضی تکلیفیں جو اس بیماری میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس بیماری کا خاص علاج کرنے سے
دور ہوتی ہیں جب یہ بیماری مغلوب ہو جاتی ہے تو وہ عارضی تکلیفیں بھی جاتی رہتی ہیں۔ ایک خصوصیت اس بیماری کی یہ بھی
ہے بعض دفعہ مریض کے بدن پر چھوٹے چھوٹے سخت دانے نمودار ہوتے ہیں۔ جن میں درد کی ٹیس اور جلن نہیں ہوتی
وہ یکایک ناپید ہو جاتے ہیں۔

اس بیماری کے اسباب میں سب سے بڑا سبب سوداء ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ خواہ وہ سوداء جل گیا ہو یا
اس میں تعفن ہو۔ یا جوش میں حدت پیدا ہو گئی ہو۔ کیونکہ اس بیماری کی کوئی قسم بھی سوداء کی آمیزش سے خالی نہیں پائی جاتی مگر کبھی

ملاقات ایک بہت ہی دلچسپ اور خوش آیند نوجوان سے ہوگئی۔ وہ ایک بیوہ کا اکلوتا لڑکا تھا اور ہم دونوں ساتھ ساتھ روزانہ شام کے وقت گاؤں کے خوشنما راستوں اور پہاڑی کی خاموش سڑکوں پر ٹہلنے جایا کرتے تھے۔ چند روز میں بے تکلفی بڑھی اور اس لڑکے نے مجھ سے اپنی اُمیدوں کا، اپنے حوصلوں کا، اور کشمکش حیات میں اپنی حیرت انگیز جد وجہد کا تذکرہ کیا۔ باپ کی بے وقت موت نے اسے اور اسکی ماں کو بہت ہی خستہ اور زار حالت میں چھوڑا تھا، اور خود کو زندہ رکھنے اور اپنے بچے کو پالنے کے متعلق بیوہ ماں نے جیسی جیسی مصیبتیں جھیلی تھیں ان کا اسکے ننھے سے دل پر گہرا اثر ہوا تھا۔ ٹور کوایٹو ——— یہ اسکے لڑکے کا نام تھا ——— ایسی چھوٹی سی عمر میں پورا آدمی بنگیا تھا کہ جس عمر میں دوسرے بچے اسکول سے بھی نہیں نکل پاتے ہیں۔ اور اپنی سنجیدہ مزاجی کی بدولت اس نے جو سب سے بڑی خوبی حاصل کرلی تھی وہ ایک زبردست اور مستقل قوت ارادی تھی۔ دنیا کی کوئی مشکل اسے کبھی مایوس نہ کرسکی کبھی کسی مصیبت میں اسنے ہمت نہ ہاری، اور یہ واقعہ ہے کہ اس زندگی کا جو روشن پہلو اس نے دیکھ لیا تھا اسکی جھلک ہر وقت اسکے ارادوں اور اسکے کاموں میں نظر آیا کرتی تھی۔ ابھی وہ گیارہ ہی برس کا تھا کہ اس نے ایک دکاندار کا حساب لکھنا شروع کردیا، اور تیرہ برس کی عمر میں اسے اسی قسم کا کام کئی دکانوں سے ملگیا۔ اور یہ سب آمدنی اتنی ہونے لگی کہ ماں بیٹے آرام سے روٹی کھالیں۔ ان نوکریوں کیساتھ ساتھ اسنے اپنی تعلیم بھی جاری رکھی۔ وہ راتوں کو بہت رات گئے تک پڑھتا رہتا تھا حتی کہ اسے نیند کی بھی پرواہ نہ تھی جو اس نشوونما کی عمر میں جسم کی پرداخت کے لئے حد سے زیادہ ضروری چیز ہے۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ اسے خبر بھی نہ ہوئی کہ کب وہ ایک لڑکے کی عمر سے تجاوز کرکے ایک مرد بنگیا تھا اور اسے عمر کی اس تکلیف دہ دَور سے گذرنا ہی نہ پڑا تھا، جسے شباب کہا جاتا ہے، اور جسکی وجہ سے بچوں کے ماں باپ کو اور اُستادوں کو سو فکریں لگی رہتی ہیں۔ اسکے شباب میں نہ جنون خیزیاں تھیں نہ ولولہ انگیزیاں، اور نہ اس عمر میں اسکے دل میں کوئی خاص خواہشیں یا خاص دلچسپیاں پیدا ہوئیں۔ اس کا قدم اپنی زندگی کے جادۂ مقصود سے کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں ہٹا۔ ایک اعلیٰ درجہ کی صحیح گھڑی کی طرح اسکی زندگی باقاعدہ تھی۔ کبھی اسکی عمر کا ایک لمحہ بھی بیکار نہیں گیا، ہر لمحے کیلئے کام مقرر تھے۔ جن میں وہ اٹھتا تھا، غسل کرتا تھا، کپڑے پہنتا تھا، کھانا کھاتا تھا اور سوتا تھا، اور جو نظام الاوقات اس نے مرتب کرلیا تھا اسکی پابندی وہ انتہائی باضابطگی کیساتھ کیا کرتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو اُن چند لمحات فرصت سے بھی محروم کررکھا تھا جو لوازمات بشریت کیلئے ضروری ہیں۔ اسکی باقاعدگی مافوق العادت تھی اور یہ سب کچھ اس لئے کہ وہ اتنا کما سکے کہ جو ضروریات زندگی کیلئے کافی ہو جائے اور وہ حصول تعلیم کی غرض سے یونیورسٹی میں داخل ہوسکے۔ اسے کسی ذلیل سے ذلیل کام کے کرنے میں عار نہ تھا وہ بلاتکلف جوتوں پر پالش کرنے کو تیار تھا اگر اس ذریعے سے اسے کافی پیسے مل سکتے وہ اپنے سے اونچے درجے کے طلبہ کے لئے مضامین لکھدیا کرتا تھا۔ یونیورسٹی کے پادریوں کیلئے خطبے تیار کردیتا تھا، کارخانہ داروں کیلئے فہرستیں کمپنیوں کے ناظموں کیلئے رُوداد، غرضکہ ہر ایسی چیز کہ جس سے اسے تھوڑا سا روپیہ مل جائے اور ہر ایسے شخص کی چیز کہ جسکی شناسائی آئندہ کسی کام آسکے۔ بالآخر اس نے اپنے تمام امتحانات بہت اچھے نمبروں سے پاس کرلئے اور خود یونیورسٹی میں ہی اسے ایک جگہ ملگئی جسکی تنخواہ گو ابھی زیادہ نہ تھی لیکن اتنا سہارا ضرور تھا کہ وہ اطمینان کیساتھ اپنا کام جاری رکھ سکے اور اپنے نصب العین تک پہنچنے کے قابل ہوجائے۔

ایکدن میں نے ٹور کوایٹو سے پوچھا کہ کیا تم کبھی بیمار نہیں ہوتے، کیونکہ میرا خیال ہے کہ جن لوگوں کی آمدنی بس اتنی ہو کہ وہ اپنا خرچ پورا کرلیں۔ ان کے حوصلوں کو بیماری ہی پست کیا کرتی ہے۔ اس نے تعجب سے کہا "کیا بیمار؟ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس اتنا وقت ہی نہ تھا جو بیماری کی نذر کرسکتا۔ تمام عمر میں البتہ اب مجھے ہاضمہ کے متعلق کسی قدر شکایت لاحق ہوئی ہے اور اسی کی درستی کیلئے میں یہاں تبدیل آب و ہوا کو آیا ہوں۔ میری تمام عمر میں یہ پہلا ہی اتفاق ہے کہ میرا کچھ وقت آرام یا بیکاری میں صرف ہو رہا ہے میں یہاں آکر بہت ہی مسرور ہوا ہوں۔ مدتہا مدت کی محنت و مشقت کے بعد یہ کھلی ہوا اور یہ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو مجھے مست بنائے دیتی ہے لیکن آپ یہ نہ خیال کریں کہ یہاں آکر میں اپنے ضابطوں کو بھول گیا ہوں۔ اگرچہ میں نوجوان ہوں اور نوجوانی کے جذبات کا نشہ میرے سر میں بھرا ہوا ہے۔ پھر بھی میری قوت ارادی سب پر غالب ہے۔ میں اپنے نفس پر پورا غلبہ اور اختیار رکھتا ہوں، اور دنیا کی کوئی چیز میرے اس ارادے کی راہ میں رکاوٹ نہیں پیدا کرسکتی کہ میں اپنی ماں کی آئندہ زندگی کیلئے آرام، انکی ضعیفی کے زمانہ کیلئے راحت و سکون، اور اپنے لئے دُنیا میں راستہ مہیا کرلوں۔ مجھے معلوم ہے کہ قدرت





پرتگال کی ایک مشہور ادیب امیلیا پارڈو بازن کے ایک افسانے کا ترجمہ

ہم البرادہ کے چبوترے پر بیٹھے ہوا کا لطف اُٹھا تو کیا رہے تھے، اُٹھانے کی کوشش کر رہے تھے، اگست کا مہینہ تھا اور سہ پہر کا وقت، سخت گھمس ہو رہی تھی جو انسان کو بالکل مضمحل بنا دیتی ہے. فضا نم آلود تھی اور ہمیں قریب کے دیودار کے جنگل کی تیز بو کے علاوہ، بہت سے ننھے ننھے کیڑوں کی عجیب قسم کی بو بھی بسی ہوئی جو مکھیوں کے چھتے کے شہد اور موم کی بو کیسا تھ ملکر بہت ہی زیادہ عجیب ہو گئی تھی۔ گرمی کی وجہ سے تمام کیڑے اپنی اپنی جگہ سے نکل پڑے تھے اور صدہا قسم کی تیتریاں اور مکھیاں ہوا میں ناچتی پھرتی تھیں۔ مچھروں اور ڈانسوں کی فوجیں کی فوجیں موجود تھیں اور ٹڈے جا بجا اس طرح پھدک رہے تھے کہ گویا سوار گھوڑوں کو ٹٹیاں کدانے کی مشق کر رہے ہیں۔

تقریباً ہر شخص خاموش بیٹھا ہوا شام کی خنک اور خوشگوار ہوا کی آمد کا انتظار کر رہا تھا اور اگر کچھ گفتگو ہوتی بھی تھی تو اس کا موضوع موسم اور مختلف قسم کے موسموں کا انسانی صحت اور انسانی اعضا پر اثر تھا۔

ہم میں سے ایک صاحب علم طب کے ماہر تھے انہوں نے کہا۔

"اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ سیرت (کیرکٹر) کی مضبوطی ایک بہت ہی اچھی چیز ہے، اور ہمیں اسکے ترقی دینے کیلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے جس شخص نے یہ کہا ہے کہ ہر شخص اپنی تقدیر خود بناتا ہے وہ سچائی سے زیادہ دور نہیں تھا، پھر بھی قدرت کی یہ گوناگوں ہستیاں اور یہ ننھی ننھی جاندار ہستیاں جو ہمیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور اکثر ہمیں ستاتی بھی رہتی ہیں میرے دل پر ہمیشہ ہلاکت اور موت کا ایک نامعلوم اثر ڈالا کرتی ہیں۔ اور وہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ میں باوجود کوشش اسے دور نہیں کر سکتا۔ قدرت کی ان افواج کے سامنے ضعیف البنیان انسان کی بھلا کیا حقیقت ہے؟"

"واہ حضرت واہ! انسان کی تو بہت بڑی حقیقت ہے" ایک فلاسفر نے فرمایا جو ہمارے شریک جلسہ تھے "ہم نے قدرت کی طاقتوں پر فتح حاصل کی ہے۔ ہم نے انہیں اپنے قدموں پر گرا لیا ہے اور انہیں مجبور کر دیا ہے کہ ہماری خدمت کیا کریں۔ ہر صبح کو نکلنے والا سورج ہمیں فتحمندی اور کامیابی کے راستے پر گذشتہ دن کی بہ نسبت چند قدم آگے دیکھتا ہے اور ان پر غلبہ حاصل کرنیکے متعلق ہمارے ذرائع اور ہماری قابلیت روز افزوں ترقی پر ہے۔"

"جی نہیں، اسکے بالکل برعکس قدرت کی افواج ہم سے اپنی وہ زمین واپس لے رہی ہیں جو ہم نے فتح کر لی تھی۔ اسکے علاوہ ہم کبھی بھی ہم اپنے اوپر تو فتح حاصل نہیں کر سکتے اور ہم بھی قدرت کی مخلوق ہیں۔" ڈاکٹر صاحب نے کچھ سوچکر جواب دیا۔ اس عرصہ میں سورج غروب ہو گیا تھا اور اسکے چھپتے ہی تازہ اور ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا سمندر کے پانی کی بوندوں سے لدا ہوا آیا اور ہم سب کے قوائے فعلیہ کو بیدار اور ترو تازہ کر دیا۔ اسکی خنکی سے فرحت پاکر ڈاکٹر صاحب ہمیں ایک قصہ سنانے پر آمادہ ہو گئے جو اپنے طبی تجربات کے دوران میں انہیں پیش آیا تھا۔

وہ کہنے لگے کہ۔

"میں اپنی گرمیوں کی چھٹیاں ایک پر سکون اور مختصر سے گاؤں میں گذار رہا تھا جس کا نام کلداس رو جا ہے، اور وہاں میری

تاریخ طب

طب اسلامی اور دختران عرب

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی، لاہور

سلاطین اسلام کے عہد بابرکت میں دختران عرب دور حاضرہ کی طرح طب کی تعلیم حاصل کرکے باقاعدہ فرائض طبابت انجام دیتی تھیں۔ یہ خواتین گویا اسلامی عہد کی لیڈی ڈاکٹرز تھیں اور اس دور میں طبابت پیشہ خاتون کو طبیبہ (یعنی لیڈی ڈاکٹر) کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

زمانۂ حال کی طرح عہد اسلامی میں بھی بعض خواتین صرف بیماروں کی تیمارداری کے فرائض ادا کرتی تھیں۔ اکثر خواتین اسلام میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرتی تھیں اور ان میں بیشتر عورتیں فن تیمارداری میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔

بعض خواتین صرف زنانہ امراض کے علاج میں مشہور و ممتاز تھیں اور بعض تمام نظام طب پر عبور کامل رکھتی تھیں اور مرد طبیبوں کی طرح تمام امراض کا کامیاب معالجہ کرتی تھیں۔

عہد اسلامی میں جو شفاخانے بنائے گئے تھے اُن میں مستورات کیلئے جداگانہ وارڈ بنائے جاتے تھے۔ بیمارستان کبیر میں جو دمشق کا نہایت ممتاز ہسپتال تھا۔ عورتوں کے قیام و علاج کے لئے وہ تمام سہولتیں اور آسائشیں بہم پہنچائی گئی تھیں جو مردوں کیلئے مہیا تھیں۔ چنانچہ مشہور مستشرق پروفیسر ایڈورڈ جی۔ براؤن اپنی کتاب عربین میڈیسن میں لکھتے ہیں۔

> بیمارستان کبیر کے نام جو جائدادیں وقف کی گئی تھیں وہ لاکھوں روپے سالانہ کے منافع کی تھیں اور اس ہسپتال کا دروازہ ہر ایک بیمار غریب، امیر، عورت، اور مرد سب کیلئے کھلا ہوا تھا اور اس میں مردوں کی طرح عورتوں کے قیام کے لئے وارڈ موجود تھے[1]

عہد اسلامی کی پہلی طبیبہ زینب تھی جو عرب کے ایک قبیلہ بنی اَود کی چشم و چراغ تھی۔ یہ طبیبہ علم طب کی بلند پایہ عالمہ تھی اور اسے معالجات امراض میں وسیع تجربہ اور خاص دست شفا حاصل تھا۔ امراض جراحت میں کامل تھی۔ اور امراض چشم کے علاج میں ماہر خصوصی (آئی سپیشلسٹ) کی حیثیت رکھتی تھی، چنانچہ علامہ ابن ابی اُصیبعہ اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں اسکی فضیلت و شہرت کی نسبت یوں لکھتے ہیں۔

> "قبیلۂ بنی اود کی خاتون زینب اعمال طبیہ کی عالمہ تھی اور بالخصوص آنکھوں اور زخموں کے علاج میں بڑی باخبر طبیبہ تھی اور اپنے طرق علاج میں عرب میں بہت مشہور و معروف تھی"[2]

زینب کا زمانۂ حیات خلفائے بنی اُمیہ کا عہد حکومت تھا اور یہ طبیبہ اس دور کے طبابت پیشہ اکابر کی آخری یادگار تھی، چنانچہ مشہور مستشرق اور مؤلف ادبیات ایران پروفیسر ایڈورڈ جی۔ براؤن اپنی کتاب عربین میڈیسن میں عہد بنی اُمیہ کے مشاہیر اطباء کا تذکرہ کرتے ہوئے زینب کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں

> "بنی اُمیہ کے عہد کے ان اطباء کی مختصر فہرست ایک خاتون زینب کے نام پر ختم ہو جاتی ہے"

---

[1] ملاحظہ ہو عربین میڈیسن صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس۔ منہ +

[2] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۱۲۳۔ مطبوعہ مصر۔ منہ +

نے مجھے ایک اچھا دماغ دیا ہے اور ہی کیساتھ کام کرنے کی قابلیت بھی۔ کوئی دوسرا شخص شاید ان نعمتوں کی قدر نہ کرتا۔ لیکن میں تو دُنیا سے ان چیزوں کا معاوضہ لوں گا اور ایسا معاوضہ کہ جو ہمیشہ بڑھتا ہی چلا جائے۔ انسان جو کچھ چاہے کر سکتا ہے سب کچھ اسکی اپنی مرضی اور اپنے ارادے پر منحصر ہے۔ انجیل مقدس کی تعلیم بھی تو یہی ہے "۔

لُوکوآیٹو نے مجھ سے یہ باتیں ایک روز شام کے وقت کہی تھیں۔ جب کہ ہم ساحل سمندر سے سیر کر کے واپس آرہے تھے اور اس سڑک پر چل رہے تھے جس پر کہ پرتگال سے باہر جانے والے مال کی گاڑیاں لدی ہوئی باہر جایا کرتی ہیں۔ سورج نیچا ہوتا جارہا تھا، اور ہماری گفتگو کا سلسلہ بار بار ان بھاری بھاری گاڑیوں کے پہیوں کے شور سے منقطع ہو جاتا تھا۔ وہ منظر مجھے کبھی فراموش نہ ہوگا، سامنے سے آتی ہوئی دو بہت بھاری گاڑیاں ہمارے سامنے سے گذر گئیں جن پر نیم پختہ کھالیں لدی تھیں جو کہ یہاں سے انگلستان کو بھیجی جاتی ہیں۔ سورج کی آخری کرنیں سُرخی مائل چمڑے سے منعکس ہو رہی تھیں۔ لُوکوآیٹو نے اپنا سیدھا ہاتھ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ لیا تاکہ سامنے کی شعاعوں سے محفوظ رہ سکے۔ میں نے دیکھا کہ کوئی چمکدار سبز چیز اسکے ہاتھ پر آکر بیٹھی۔ اس نے اس ننھے سے کیڑے کو اڑا دینے کیلئے اپنا ہاتھ جھٹکا۔

"اُفوہ! کمبخت نے ڈنک مار دیا!"

میں یہ سُنکر نجانے کیوں کانپ سا گیا اور پھر لُوکوآیٹو کا ہاتھ پکڑ کر غور سے دیکھا، اس پر ڈنک کا کوئی نشان نہ تھا۔ ہم دونوں چلتے رہے۔ مگر میں خاموش سا ہو گیا تھا۔ بات کرنے کو میرا دل ہی نہ چاہتا تھا اور بار بار میں نظر اُٹھا کر اپنے دوست کی طرف دیکھ لیتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ کئی مرتبہ اس نے اس جگہ کو زور زور سے ملا جہاں ڈنک لگا تھا، اور ذرا ہی سی دیر میں مجھے نظر آیا کہ ایک سُرخ رنگ کا چھالا اس جگہ نمودار ہو گیا، جو تھوڑی ہی دیر میں غائب ہو گیا اور اسکی جگہ پر ایک بدرنگ سا گڑھا پڑ گیا جو برابر سیاہ ہوتا چلا گیا۔ میرا رنگ خوف کی وجہ سے زرد پڑ گیا۔ ہم ابھی گاؤں سے کوئی تین میل کے فاصلے پر تھے۔

میں نے کہا کہ "ہمیں ذرا تیز قدم سے چلنا چاہیئے۔ اگرچہ اس ڈنک سے کچھ اندیشہ نہیں ہے پھر بھی یہی مناسب ہے کہ میں اسے کاسٹک سے داغ دوں"۔

لُوکوآیٹو نے خوفزدہ نہیں، بلکہ متعجب ہو کر کہا "ارے! یہ میرا ہاتھ تو کچھ سوجتا جا رہا ہے" میں نے سمجھ لیا کہ وہ اس ڈنک کے نتائج سے بیخبر تھا جو کہ اس زمردی رنگ کی خوبصورت مکھی نے اسکے ہاتھ میں چبھو دیا تھا، اور جو جانوروں کی کھالوں پر اسکے بیٹھنے سے زہریلا ہو گیا تھا۔

"سُرخ پھوڑا!" میں نے خیال کیا اور خوف اور رنج سے میرا دل کانپ اُٹھا۔ خون کے اندر زہر پھیلا دینے میں کوئی مرض اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

اس المناک قصہ کو میں مختصر کر دینا چاہتا ہوں۔ ایک دوا فروش کی دوکان کے پچھلے حصے میں جب ہم نے لُوکوآیٹو کے کپڑے اُتارے تاکہ نیش زدہ عضو پر دوائی لگائی جا سکے تو ہم نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ ہی نہیں بلکہ پورا بازو متورم اور ملتہب تھا اب شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی تھی۔ پورے بازو کا کاٹ دیا جانا ناگزیر تھا۔ زندگی کی اگر توقع ہو سکتی تھی تو صرف اسی صورت میں .... لیکن یہ کیسے ہو؟ نہ بیہوش کرنے والی دوا موجود تھی اور نہ ضروری اوزار۔ میں نے اپنی قیام گاہ پر آدمی بھیجکر جو چیزیں وہاں تھیں منگوائیں۔ اور پھر اس طرح کہ خوف سے میرا خون رگوں میں منجمد ہوا جاتا تھا، اور قلق اور رنج میرے دل کے ٹکڑے کئے دیتا تھا مجھے حقیقت حال اس لڑکے پر ظاہر کرنی پڑی۔ اُف! اس نے کس عجیب نگاہ سے اس وقت مجھے دیکھا ہے! اسکی آنکھوں میں خوف، التجا، اور غم کی دُنیائیں نظر آرہی تھیں۔

"کیا میرا داہنا بازو؟ مگر میری ماں کا کیا حشر ہوگا؟ اسے جب یہ خبر پہنچیگی تو وہ کیا کہیگی؟"

میں نے کہا۔

وقت بہت ہی کم ہے، اب اس وقت ضرورت ہے کہ تم اپنی تمام مضبوطی اور اپنی تمام قوت ارادی سے کام لو ایسا

(بقیہ مضمون صفحہ (۲۲) پر ملاحظہ کیجئے)

باب الصحت

ہم جلدی کیوں تھک جاتے ہیں؟

از جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب سعید بریلوی

اب بھی ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں جو ایک صبح سے لیکر شام تک برابر کام کئے جاتے ہیں اور پھر بھی نہیں تھکتے لیکن بدقسمتی سے ایسے مضبوط اور توانا افراد کی تمام قوم میں روز بروز کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اب یہ ایک عام اور عالمگیر سی شکایت ہوگئی ہے کہ لوگوں نے جہاں تھوڑی سی دیر کام کیا اور انہیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ ہاتھ پیروں میں اب جان نہیں ہے، یا دماغ بیکار اور مخبوط الحواس سا ہوگیا ہے۔ یہ خرابی کچھ زیادہ عمر کے آدمیوں ہی تک محدود نہیں ہے کہ جنکے متعلق یہ قیاس کر لیا جا سکتا ہے کہ ان کے قوائے اب طبعی طور پر انحطاط پذیر ہیں۔ اسی لئے جلدی سے تھک جاتے ہیں۔ بلکہ جوان، نوجوان اور بچے بھی اسی مصیبت میں مبتلا ہیں اور بہت سے والدین اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو صرف اسی بات کا علاج کرانے کے لئے طبیبوں کے پاس لیجاتے ہیں کہ بچے کمزور ہیں۔ اور ذرا سی محنت سے تھک کر چور ہو جاتے ہیں۔

طبعی طور پر بچوں میں قوت عمل بہت زیادہ ہوتی ہے اور انکے قوائے چونکہ ابھی تک فرسودگی سے بالکل محفوظ ہوتے ہیں اسلئے وہ اس قسم کے کام کہ جن سے انہیں دلچسپی ہو بڑی آسانی کیساتھ گھنٹوں کرتے رہ سکتے ہیں لیکن اگر بھی بچے دوڑ بھاگ اور کھیل کود کے دوران میں کہ جو ان کے مرغوب طبع کام ہیں اضمحلال اور تکان کا اظہار کریں، اور کھیل میں دل بڑا ہونیکے باوجود الگ ہو کر بیٹھ یا لیٹ جائیں، تو اسے لازمی طور پر ایک غیر طبعی کیفیت اور مرض خیال کیا جائیگا۔

نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بھی کھیل کے حد سے زیادہ دلدادہ ہوتے ہیں، اور طبعی طور پر انہیں کئی کئی گھنٹے تک دوڑنے اور بھاگنے کے باوجود ذرا سی بھی تکان محسوس نہ ہونی چاہیئے لیکن ہمارے بچوں کی حالت اسکے بالکل خلاف ہے۔ نوجوان بچے بھی تھوڑی ہی سی دیر تک کسی کام کو مسلسل جاری رکھ سکتے ہیں، اور پھر ہنس ہنس کر تھک جانیکی شکایت پیش کرتے ہیں۔ گویا انہیں خود بھی تعجب ہوتا ہے اور اس بات پر ہنسی آتی ہے کہ وہ ذرا سی دیر میں تھک گئے۔

جوانوں کی حالت بھی بالکل یہی ہے، ایسے جوان آدمیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے کہ جو لگاتار پانچ یا چھ گھنٹے تک محنت کا کوئی کام کریں۔ اور پھر اُن کے حواس اس قدر درست رہیں کہ وہ کسی سے سیدھے منہ بات کر لیں۔ حالانکہ ابھی کچھ دنوں پیشتر تک اچھی خاصی ادھیڑ عمر کے کسان بھی صبح تڑکے سے کھیت میں ہل چلاتے چلاتے دوپہر کر دیتے تھے اور اس قدر محنت شاقہ کے بعد جب ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوتے اس کنوئیں کی طرف جاتے تھے۔ کہ جہاں بیوی اُنکے لئے روٹی لئے بیٹھی ہوتی تھی، تو ہمیشہ ساتھیوں سے مذاق کرتے ہوئے جاتے تھے اور اپنے تمسخر اور چھیڑ چھاڑ سے بیوی کا ہنساتے ہنساتے ناک میں دم کر دیتے تھے۔

اس طرح جلدی سے تھک جانیکا باعث کیا ہے؟ اس کا جواب اس وقت زیادہ آسانی سے دیا جاسکے گا کہ جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ تھک جانا کسے کہتے ہیں اور کوئی جاندار جلدی یا دیر میں آخر تھکتا ہی کیوں ہے۔ ہم زمین پر چلتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ چار چھ مہینے میں ہمارے جوتے کے تلے گھس جاتے ہیں اور ہمیں دوسرا تلا چڑھوانیکی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اور بچوں کے پیروں میں تو یہ تلے دو مہینے بھی مشکل سے کام دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہماری طرح نستعلیق چال نہیں چلتے، بلکہ بیشتر بھاگتے اور دوڑتے رہتے ہیں۔ اس سے ہماری سمجھ میں دو باتیں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو چیز استعمال میں رہے وہ لازمی طور پر گھستی رہتی ہے اور دوسرا یہ کہ استعمال جس قدر زیادہ زور اور طاقت کیساتھ کیا جائیگا اسی قدر چیزیں جلد گھسیں گی۔ ہمارے جسم کے اعضاء بھی اس کلیئے سے

جو امراضِ چشم کا معالجہ کیا کرتی تھی لہ۔

...... زینب کی شہرت تمام دیارِ عرب میں پھیلی ہوئی تھی اور عرب کے مرد و زن دور دراز مقامات سے اسکی خدمت میں معالجہ کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ شعرائے عرب نے اسکی مدح و ستائش میں اشعار آبدار موزوں کئے ہیں جو اس زمانے میں اکثر زبانوں پر جاری تھے۔ چنانچہ مولفِ کتاب الاغانی نے اپنی کتاب میں اس امر کی تصریح کی ہے۔

زینب کے بعد عرب میں کثیر التعداد طبابت پیشہ خواتین پیدا ہوئیں جو اپنے فن میں یگانۂ روزگار تھیں۔ ان طبیبات میں حکیم ابن زہر المتوفی ۵۹۵ھ کی ہمشیرہ اور ہمشیرزادی دونوں فن طب کی نہایت جید عالمہ تھیں اور امراض نسواں کے علاج میں ان کو خاص مہارت حاصل تھی۔

ان تاریخی حقایق کی روشنی میں ہمیں یہ دیکھکر سخت تعجب ہے کہ ہماری خواتین آج اپنی طب سے اس قدر بیگانہ کیوں ہیں اور وہ کیوں یہ ضرورت محسوس نہیں کرتیں کہ اپنی عربی خواتین سلف کی طرح اپنی طب کو حاصل کر کے اس میں مہارت تامہ پیدا کریں؟

آج صورتِ حال یہ ہے کہ:-

(۱) مستورات کیلئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر باعزت زندگی بسر کرنے کے وسائل بہت محدود ہو چکے ہیں۔ بلکہ تقریباً معدوم ہیں۔

(۲) ملک میں عورتوں کی تعداد اموات روز افزوں ہے اور عام امراض اور بالخصوص زنانہ امراض نے عورتوں پر شدت سے ہجوم کر رکھا ہے

(۳) ملک کی مالی حالت اس قابل نہیں کہ یورپ کے مہنگے علاج کو اب زیادہ عرصہ تک برداشت کر سکے۔

(۴) ہمارا علاج صحیح معنی میں ہماری گھٹی میں پڑ چکا ہے۔ ہم ہمیشہ اپنی ملکی دواؤں سے صحتیاب ہوتے رہے ہیں۔ اور ہم اور ہماری نسلیں اس علاج کی خوگر ہیں۔

ان حالات میں ہماری خواتین کا فرض ہے کہ وہ دختران عرب کی تاریخ کو زندہ کرتے ہوئے اپنے کلچر۔ اپنی صحت۔ اپنی دولت اور اپنے وسائل معاش کے تحفظ کی غرض سے اپنی طب کے حصول کیلئے اٹھیں اور تیز رفتاری سے قدم آگے بڑھائیں +

لہ ملاحظہ ہو عربین میڈیسن صفحہ ۱۶، مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس۔ منہ +

بقیہ مضمون صفحہ (۲۰) یہ ہے کہ

ہونا اب ناگزیر ہے، اب کوئی اور چارہ کار باقی نہیں ہے " یہ کہتے وقت میں خود مریض سے زیادہ خوف زدہ اور ہراساں تھا۔

بیہوش کئے بغیر اس کا بازو کاٹنے میں جو شدید ترین اذیت و عقوبت میں نے اس لڑکے کو پہنچائی اس سے میرا دل پھٹا جا رہا تھا اب خدا جانے اس وجہ سے کہ عمل جراحی دیر میں کیا گیا، یا اس سبب سے کہ جو عمل فوراً کیا جانا چاہیئے تھا، اسکے متعلق تذبذب رہا، یا شاید اسلئے کہ زہر ایک غلاف میں ملفوف ڈنک کے ذریعہ داخل ہوا تھا غرض کہ کسی سبب سے بھی ہو اس بہادر نوجوان کی زندگی کسی طرح نہ بچائی جا سکی میں ان خوفناک علامات کا جو ظاہر ہوئیں، اور جس طرح تکلیف سے اس نے دم توڑا اس کا بیان مناسب نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ سلیمان کا قول ہے کہ اگر ڈاکٹر اپنے بعض مریضوں کے حالات تفصیل سے بیان کر دیا کریں۔ تو بنی نوع انسان کو اپنے وجود سے نفرت ہو جائے۔ میں نے آپ سب کے سامنے یہ قصہ اس لئے نقل کیا ہے کہ آپ اندازہ کر سکیں کہ ایک ننھی سی سنڈی بھی، قدرت کی ایک حسین اور دلربا مخلوق کیا کچھ کر سکتی ہے۔ اور اس مختصر سی ہستی کے مقابلے میں ہماری قوت ارادی، ہمارے استقلال، ہماری تربیت، ہماری محنت پسندی اور ہمارے ایثار کی تمام قوتیں کس درجہ ناکارہ اور عاجز ثابت ہوتی ہیں۔ نہیں! میں تو یہی کہوں گا کہ ہماری ہستی کوئی حقیقت نہیں رکھتی،

رات ہو چکی تھی اور ہر چہار جانب جگنوؤں کی فوجوں نے چمک چمک کر اجالا کر دیا تھا۔

شروع ہی سے سخت تناؤ اور بیدکھچاؤ کی حالت میں رہتے ہیں اور وقت سے بہت پہلے ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

متواتر اور مسلسل گھنٹوں تک محنت کرتے رہنا مضبوط اعصاب والوں کا کام ہے۔ ہمارے اعصاب کی قوت تعلیم اور تہذیب کی نذر ہو چکی ہے۔ ہم دیر تک کام نہیں کر سکتے اور بہت جلد جلد مرمت کے وقفے یا آرام کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ ہی کا نام جلد تھک جانا ہے۔

تہذیب جدید نے انسان کو زندگی کے بہت سے تعیشات دئے ہیں۔ ہماری زندگیاں اپنی نئی نئی مصنوعات کی بدولت بڑے عیش اور آرام سے بسر ہوتی ہیں۔ مہینوں کے راستے دنوں اور گھنٹوں میں طے ہوتے ہیں۔ بجلی کی خدمتگزاریوں نے ہمیں موسمی تکالیف سے بالکل ناآشنا بنا دیا ہے اور مختلف قسم کے کھیل اور تماشے ہمارا دل بھی بہلاتے رہتے ہیں لیکن یہ بھی کیسا تھا ایک ناخوشگوار حقیقت یہ بھی ہے کہ اس نے تنازع للبقا اور کشاکش حیات میں بھی بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے۔ اب ہم جنگلی درختوں کے پھلوں، اور کوہستانی چشموں کے پانی پر بسر نہیں کر سکتے جنگلوں پر اب حکومت کا قبضہ ہے اور دریاؤں اور چشموں کے پانی میں ہمیں بیضے اور موتی جھرے کے جراثیم نظر آنے لگے ہیں۔ اب ہمیں توس اور مکھن کے بغیر ناشتہ نہیں بھاتا، اور اب ہمارا کسان بھی ضرورتاً نہیں تو تفریحاً ہی سوڈا اور لیمنیڈ پئے بغیر نہیں رہتا۔ نوجوان، اور پورے جوان آدمی بھی گھر سے نکلتے ہی بائیسکل، تانگہ، موٹر اور ٹریم کی طرف نظریں دوڑاتے ہیں اور گاؤں کے صحیح القوی کاشتکار بھی چار چھ میل پیدل چلنے کی بجائے ریل میں بیٹھکر جاتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ توس مکھن، سوڈا لیمن، اور موٹر اور ریل کی سواری مفت میں کہیں سے نہیں ملجاتی ہے ہمیں اپنے ان تعیشات کے لئے کہ جنہیں تہذیب نے ضرورت زندگی بنا دیا ہے، بھر منھی پاپے دینے پڑتے ہیں۔ اور اتنی دولت کمانے کیلئے اپنے دماغ، اپنے اعصاب، اپنے قلب اور اپنے جگر کا خون کر دینا پڑتا ہے۔

اسکے علاوہ بازاروں کی چیخ پکار، ٹریموں، موٹروں، اور ریلوں کی ہر وقت کی گڑگڑاہٹ، ہوائی جہازوں کا ہیبت ناک شور، کارخانوں کے انجنوں کی سیٹیاں قوت سامعہ کو حد سے زیادہ فگار اور مضطرب کر دیتی ہیں اور کانوں سے دماغ تک ان آوازوں کو پہنچانے والے تار ہمارے وہی اعصاب ہیں۔ تھیٹروں، رقص گاہوں، اور ہوٹلوں میں راتوں کو دیر تک جاگنا، سینما میں تھرتھراتی تصویروں پر کئی کئی گھنٹے تک نظر جمائے رکھنا، بجلی اور گیس کی تیز روشنیوں سے روزانہ کو واسطہ پڑنا نگاہ کو کمزور اور مفلوج کر دیتا ہے اور اس طرح بھی جو نقصان پہونچتا ہے وہ بصارت کے اعصاب ہی کو پہنچتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ تہذیب نے ہمارے اعصاب کیلئے صدہا چیزیں ایسی مہیا کر دی ہیں جو انہیں ہر وقت بےچین رکھتی، اور وقت سے بہت پہلے کمزور اور ناکارہ بنا دیتی ہیں۔ زندگی کے خواہ کسی شعبے پر نظر ڈالیں ہمیں ہر شخص ایک ہول اور ایک اضطراب میں مبتلا نظر آتا ہے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اضطراب مجسم اور پریشانی اور گھبراہٹ کا پتلا ہے جو بھاگم بھاگ جلدی جلدی اپنا کام کرنا چاہتا ہے، اور اس قدر جلدی اور گھبراہٹ کے باوجود اسے یہ اطمینان نہیں ہے کہ جو کام یا جس قدر کام اسے کرنا ہے اسے وقت پر پورا کر لیگا۔ یہ بے اطمینانی اور پریشانی کی حالت ہمارے اعصاب پر ایک دائمی بار ہے جو اپنے وزن سے ان نازک تاروں کو برابر کھینچ رہا ہے اور وہ روز بروز زیادہ تنتے چلے جاتے ہیں۔ اعصاب کا یہ ہر وقت کا تناؤ اور زیادہ ضرورت یا مقدرت سے زیادہ تناؤ انکی فرسودگی کا باعث بنتا ہے۔ اور ان میں اتنی قوت باقی نہیں رہتی کہ جلدی جلدی مرمت کے لئے وقفے لئے بغیر وہ دیر تک مسلسل کام کرتے رہیں۔

تلاش معاش بھی ہمارے اعصاب کی فرسودگی کا ایک بہت ہی بڑا سبب ہے، اور ہمارے تعلیمیافتہ نوجوانوں کا دفتروں دفتروں مارے مارے پھرنا، اور غیر تعلیمیافتہ نوجوانوں کا محنت اور مزدوری اور کام کیلئے در در کی ٹھوکریں کھانا اعصاب کو کسی طرح بھی اس قابل نہیں چھوڑتا کہ ضرورت کے وقت ان پر بھروسہ کیا جا سکے۔ میرے ایک دوست نہایت اچھے تیراک تھے۔ اور گھنٹوں پانی میں پڑے تیرتے رہنا ان کے لئے ایک بالکل ہی معمولی سی بات تھی۔ ضرورتوں نے انہیں کسب معاش پر مجبور کیا اور انہوں نے ایک جگہ ملازمت کر لی۔ اب بھی وہ اکثر تیرنے کیلئے جایا کرتے تھے لیکن تھوڑی سی دیر کیلئے۔ ان حالات میں کوئی چار سال گذر گئے، اور اتفاق سے ایک مرتبہ جب کہ وہ چھٹی پر تھے تو احباب کے ہمراہ تیرنے کیلئے دریا پر گئے۔ دریا کا پاٹ بہت زیادہ نہ تھا اور ان جیسے تیراک کے لئے حد سے زیادہ آسان کام لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ اس چار پانچ سال میں کشمکش حیات نے ان کے اعصاب کو کس حد تک گھس دیا ہے

بقیہ مضمون صفحہ ۲۷ پر ملاحظہ کیجئے

مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ہم رات دن اپنے اعضائے جسمانی سے کام لیتے ہیں اور یہ استعمال اُن کے گھس جانے کا باعث ہوتا ہے جوتہ ایک بے جان چیز تھی، انسان کی بنائی ہوئی۔ اسلئے اس کا تلا گھس جانے پر ہمیں پھر اسے کسی انسان کے سپرد کرنا پڑا کہ دوسرا تلا چڑھائے۔ انسانی جسم قدرت کی بنائی ہوئی مشین ہے اور اس میں اس قسم کے انتظامات موجود ہیں کہ جہاں کوئی عضو استعمال کی وجہ سے ذرا گھسا اور خود جسم کی رطوبتوں نے اسکی مرمت کر دی۔

جب ہم کام کرتے ہیں۔ گویا اپنے جسم کے اعضاء کو استعمال میں لاتے ہیں تو لازمی طور پر یہ اعضاء گھستے ہیں (خواہ وہ بالکل غیر محسوس ہی حد تک کیوں نہ گھسیں) اور گھس جانے کا نام تکان ہے جسم کی تکان اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جن اعضاء سے کام لیا جا رہا تھا وہ اب اس حد تک گھس گئے ہیں کہ انہیں مرمت کیلئے کارخانے میں بھیجنے کی ضرورت ہے یعنی اب یہ بات ضروری ہے کہ انہیں کام سے روک دیا جائے تاکہ انکی درستی اور اصلاح ہو سکے، ہم کام سے رک جاتے ہیں اور یہ وقفہ کہ جس میں ہم کام نہیں کرتے، درحقیقت اعضاء کو کارخانے میں مرمت کی غرض سے بھیجنے کا دوسرا نام ہے، ہم اپنی اصطلاح میں اس وقفے کو "آرام" کہا کرتے ہیں ہمارے جسم کا نظام اسی اصول پر قائم ہے کہ کام کے بعد ہمیشہ آرام کا وقفہ ملتا رہے تاکہ گھسے ہوئے اعضاء کی مرمت ہو سکے

لیکن ہم سے پوچھا گیا تھا کہ ہم آجکل اس قدر جلد کیوں تھک جاتے ہیں۔ ہم بھی وہی ہیں اور ہمارے کام بھی وہی۔ ہمارے جسمانی اعضاء بھی وہی ہیں اور جسم کا نظام بھی وہی پھر اسکی کیا وجہ ہو کہ چھ یا آٹھ گھنٹے دھوپ میں ایسی سخت محنت کرنے کے بعد اگلے وقتوں کا ایک کسان اور وہ بھی بوڑھا تو اس قابل ہو کہ دوستوں سے مذاق اور بیوی سے تمسخر کرتا رہے اور ہم اپنی پوری جوانی کے عہد میں اول تو اتنے عرصہ تک کام ہی نہ کر سکیں اور اگر مر گر کر کسی طرح اتنا وقت بھی پورا کر لیں تو بیوی اور بچوں کی شامت آ جائے۔ ادھر کسی بچے کی ذرا آواز نکلی اور منہ تھر کی نگاہوں سے اسے گھورا، اور ادھر بیوی کو حقہ یا پان لانے میں ایک منٹ کی دیر لگی اور ہم آپے سے باہر ہو گئے۔ بیٹیاں سر دبا رہی ہیں۔ بیٹے پیروں کو پلٹے ہوئے ہیں، اور اسکے بعد بھی اسکی ضرورت ہے کہ بیوی کھڑی ہوئی برابر پنکھا جھلتی رہے۔

اصل یہ ہے کہ جس طرح چیزوں کو غلط طریقے پر استعمال کرنا انکے ٹوٹ جانے گھس جانے یا خراب ہو جانے کا باعث ہوتا ہے اسی طرح ہمارا نظام جسمانی بھی غلط استعمال کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا اور بدقسمتی سے اس دور ترقی و تہذیب میں ہم اپنے جسم کے اعضاء سے صحیح طریقے پر کام لینا بھول گئے ہیں۔ ہمارے بچوں کی عمر ابھی بمشکل چار پانچ سال کی ہوتی ہے کہ ہم انہیں تعلیم اور تہذیب کے بندھنوں میں جکڑ دیتے ہیں۔ جلدی اٹھو، اسکول کو دیر ہو جائیگی۔ دیکھو آٹھ بج چکے ہیں۔ اور تم نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ او ہو ابھی تک تم نے کپڑے بھی نہیں پہنے ہیں۔ ارے یہ تم نے کوٹ کس کا پہن لیا۔ یہ تو نصیر کا ہے۔ جلدی کرو اپنا پہنو۔ جوتے کے تسمے باندھو نہیں تو گر پڑو گے راستے میں ذرا دیکھتے ہوئے جانا، موٹروں اور تانگوں سے دور دور رہنا۔

ننھا سا بچہ اپنے آپ کو والدین کی پچاسوں ہدایتوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ ایک ہی وقت میں اسکے مختصر دماغ میں یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ مدرسے کو دیر ہوتی جا رہی ہے، اور یہ بھی کہ کہیں وہ کسی ٹریم یا موٹر کے نیچے نہ آ جائے اور یہ بھی کہ سڑک پر آم، خربوزے یا کیلے کے کسی چھلکے پر اس کا پاؤں نہ پڑ جائے اور یہ بھی کہ جو سبق رات یاد کیا تھا وہ خدا جانے کیا تھا، اور یہ بھی کہ لڈن سے وعدہ ہے کہ آج شام کو کھیلیں گے۔ بیک وقت اتنے بہت سے خیالات کی طرف توجہ دینا ننھے سے دماغ کیلئے دشوار ہوتا ہے، اور اس پر ایک اضطراب اور گھبراہٹ سی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ کرتا سب کچھ ہے، اور تاحد امکان ہر ایک بات کو یاد بھی رکھتا ہے لیکن اسکے دماغ کو سکون اور آرام بالکل نہیں ملتا اتنی ذرا سی عمر سے دماغ اور اعصاب ایک دائمی اضطراب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ دماغ اور اعصاب کے استعمال کا صحیح طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ اس طرق استعمال کا لازمی نتیجہ وہی نکلتا ہے جو ستار کے تار کو تاننے کیلئے کھونٹی کو غلط طریقے پر گھمانے کا نکلتا ہے۔ تار جب تنا ہوا ہو تو اسے اور زیادہ تاننے کیلئے یہ ضروری ہے کہ کھونٹی کو پہلے الٹے رخ گھما کر ایک ذرا سی ڈھیل دی جائے اور پھر صحیح رخ گھما کر تار جتنا پہلے تنا ہوا تھا اس سے کچھ زیادہ تان دیا جائے۔ اس طرح تار ٹوٹتا نہیں اور خوب تن جاتا ہے۔ بچے کے اعصاب کے تاروں کو بھی اگر اسی طرح ڈھیل دے دیکر تانا جائے تو وہ بآسانی بہت سے تناؤ کو برداشت کر لیں گے لیکن اگر انہیں اندھا دھند تاننا شروع کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ تباہی ہے موجودہ تہذیب اور موجودہ طرز تعلیم بچوں کے اعصاب کی کھونٹیوں کو صرف ایک ہی رخ گھمانا جانتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے اعصاب

مشکل ہی سے اپنے آپ کو مہذب یا مہذب دُنیا کا باشندہ کہہ سکتا ہو۔ ڈاکٹر مچینی کوف کا خیال ہے کہ یہی قبض لوگوں کے قبل از وقت بوڑھا ہونیکا باعث ہوتا ہے، کیونکہ قبض کی وجہ سے انڈول اور اسکیٹول خون میں بکثرت شامل ہونے اور قلب اور شرائین کی بیماری کو دعوت دیتے رہتے ہیں۔ اس بات کے باور کرنیکے بہت سے وجوہ ہیں کہ بڑھاپا انسانی زندگی کا طبعی دور نہیں ہے بلکہ ایک مرض ہے کہ جسے ایک حد تک روکنا ممکن ہے کہ وہ مدتوں تک رونما نہ ہو۔

خون میں زہر سرایت کرنیکا ایک اور بہت بڑا ذریعہ تمباکو کا استعمال ہے مختلف محققین نے مختلف قسم کے جانوروں پر تجربے کر کے ثابت کر دیا ہے کہ تمباکو کے زہر کا اثر قلب اور شرائین کی ساخت میں فرق پیدا کرنیکا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ جرمنی کے پروفیسر ہلیس جیسی اہم شخصیت کا یہ بیان ہے کہ نکوٹین (تمباکو کا جوہر یا زہر) اور ڈیجی ٹیلس سے زیادہ کوئی چیز قلب اور شرائین کی ساخت کو خراب نہیں کرتی۔ پیرس کے مشہور و معروف ڈاکٹر ہوا اور ڈاکٹر اوشار کا خیال ہے کہ شراب، سیاہ مرچ، رائی اور اسی نوع کے اور زہر جب خون میں شامل ہو کر رگوں میں دوڑتے پھرتے ہیں تو ان رگوں کی ساخت بھی خراب ہو جاتی ہے اور جسم کی دیگر ساختوں پر بھی خراب اثر پڑتا ہے

ان حالات کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ سقوط قلب کی وجہ سے اموات کی جو ہولناک تعداد واقع ہو رہی ہے اسمیں ہم بہت کچھ کمی پیدا کر سکتے ہیں۔ اگر اپنی عادتیں تبدیل کر دیں تقریباً ہر ڈاکٹر اپنے مریض سے یہی کہا کرتا ہے کہ تمباکو کا استعمال چھوڑ دو یا جس قدر کم ہو سکے کم کر دو، اور یہ کوئی پوشیدہ راز نہیں کہ تمباکو قلب کے لئے بیحد مضر چیز ہے۔ پُرانے حقہ نوشوں کی تو یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ چند کش بھی حقے کے آسانی سے برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسے تمباکو نوش بھی موجود ہیں جنہیں خود تمباکو پینا تو بڑی چیز ہے، صرف حقے یا سگریٹ کا دھواں سونگھ لینے سے دمہ کا دورہ پڑ جاتا ہے اور کھانستے کھانستے بیدم ہو جاتے ہیں۔

تہذیب نے ہماری افکار میں بھی بہت کچھ اضافہ کر دیا ہوا ور ہمارے اعصاب پر ہر وقت ایک دباؤ یا بوجھ موجود رہتا ہے جس کے باعث سے جسم کے تمام اعضاء کے طبعی افعال میں کسی نہ کسی حد تک فرق آجاتا ہوا ور قلب چونکہ ہر دوسرے عضو کے درد دکھ میں کام آتا اور تکلیف کے وقت اسے کافی مقدار میں خون پہونچاتا ہے اس لئے اس مسلسل بار کا اثر اسی پر سب سے زیادہ پڑتا ہے۔ اور وہ قبل از وقت ضعیف ہو کر کام سے بیٹھ رہتا ہے۔

اعصاب کا بار دُور کرنا تو شاید موجودہ تہذیب و تمدن کے زمانہ میں ممکن نہ ہو لیکن اپنی اور عادتوں کا بدل لینا ضرور ہمارے اختیار میں ہے، شراب، تمباکو، اور گرم مصالحوں سے احتراز، سادہ خوراک، تازہ اور صاف ہوا میں سانس لینا جسمانی صفائی اور ماحول کی پاکیزگی کا خیال رکھنا ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر عملدرآمد کر کے ہم سقوط قلب سے جو اموات لاحق ہوتی ہیں انکی تعداد میں کافی فرق ڈال سکتے ہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ سالانہ ایک لاکھ انسانی زندگیاں بچ جایا کریں۔ اور اس شرح کو کسی حالت میں بھی ادنیٰ یا ناقابل لحاظ نہیں کہا جا سکتا۔

بقیہ مضمون صفحہ (۲۵) یہ ہے،

وہ نہایت بے پروائی کیساتھ دریا میں کودے اور ایک بہت ہی اچھے ماہر فن کی طرح تیرتے ہوئے دوسرے کنارے کی طرف چلے لیکن نصف سے کچھ ہی زیادہ راستہ طے کیا ہوگا کہ ان کے اعصاب نے جواب دیدیا۔ اور اب جو گھبرا کر اُنہوں نے خوب تیز تیز کر کنارے تک پہنچنے کی کوشش کی تو اس محنت نے اعصاب کو بالکل ہی مفلوج کر دیا، اب وہ اس قابل بھی نہ رہے کہ ذرا بھی ہاتھ پاؤں ہلا سکیں اور ڈوبنے لگے۔ اُنہوں نے مدد کیلئے لوگوں کو پکارا لیکن ہر شخص اسے ان کا ایک مذاق سمجھا اور وہ انتہائی بےکسی کے عالم میں ڈوب گئے زندگی کی کشاکش نے ان کے اعصاب کو اس قابل نہ رکھا تھا کہ ان پر بھروسہ کیا جا سکے۔ اندازہ سے کہیں پہلے وہ تھک گئے تھے اور تھکے بھی ایسے کہ ہاتھ ہلانیکا بھی یارا نہ رہا۔

ہمارے اس قدر جلدی سے تھک جانے، اور تھوڑی سی محنت کے بعد آرام کے محتاج بنجانے کا باعث صرف یہی ہے کہ تہذیب کی برکتوں نے ہمارے اعصاب کو بالکل تباہ اور برباد کر دیا ہے، اور اس پر اگر نوجوانی کی غلط کاریوں، اور جوانی کی "تیز رفتاریوں" کا اضافہ ہو جائے تو پھر حالت بہت ہی قابل رحم ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر سعید احمد بریلوی

تپِ دق ہار گئی!

ایک زمانہ تھا کہ جب سل یا تپِ دق سب سے زیادہ مہلک بیماری سمجھی جاتی تھی اور ملک الموت کو اپنے اس آلۂ کار پر فخر تھا لیکن اب جس طرح انسان نے نئے نئے ہتھیار اور قتل و غارت کے جدید آلات ایجاد کرلئے ہیں۔ اسی طرح ملک الموت نے جدت سے کام لیکر تپِ دق سے بہت زیادہ زیادہ مہلک بیماریوں سے اپنی خدمت لینی شروع کردی ہے۔ اب تپِ دق کا نمبر ہلاکت آفرینی میں چھٹا ہے نسلِ انسانی کو تباہ کرنے کی دوڑ میں سالخوردہ اور ضعیف القویٰ دق نئے نئے امراض کا ساتھ نہ دیسکی اور پیچھے ہٹتے ہٹتے چھٹے نمبر پر جا پہنچی ہے۔ آج سقوطِ قلب (حرکت قلب بند ہوجانا) کا دور دورہ ہے اور یہ واقعہ ہے کہ سب سے زیادہ انسانی جانیں تباہ کرنیکا سہرا اب اسی کے سر ہے۔ اعداد و شمار کے اعتبار سے مندرجہ ذیل چھ بیماریاں ہماری موت کے لئے سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ یہ اعداد و شمار انگلستان کی اموات کے ہیں۔

امراض	تعداد اموات
سقوطِ قلب	۳۳۲۰۰۰
کینسر (آکلہ)	۱۵۱۰۰۰
نیومونیا	۱۲۵۰۰۰
اتفاقی حادثات	۱۰۰۰۰۰
گردہ کے امراض	۹۵۰۰۰
سل یا دق	۸۷۰۰۰

جس طرح گھوڑ دوڑ میں اچھے، تیز، اور مضبوط گھوڑے شروع میں اپنا پورا زور لگانیکی بجائے آخر میں ایک دم سے سارا زور خرچ کرکے آگے نکل جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح سقوطِ قلب کے مرض نے یہ تمام ترقی یکایک گذشتہ پچیس سال میں کی ہے محققین اسکے اسباب کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں اور گو ابھی تک کوئی یقینی بات تو دریافت نہیں ہوئی ہے تاہم کچھ نہ کچھ رائیں ضرور قائم کی گئی ہیں۔ کہا جاتا ہے یا قیاس کیا جاتا ہے کہ قلب کی خرابی یا کمزوری کا ایک بہت ہی بڑا سبب وجع المفاصل (گٹھیا) ہے جو بچوں کو اور تیس سال سے کم عمر کے نوجوانوں کو بکثرت ہوتا ہے۔ سقوطِ قلب سے مرنے والوں میں ایک تہائی بلکہ شاید چالیس فیصدی تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہوتی ہے جنہیں پہلے وجع مفاصل کی بیماری ہوچکی ہے۔

قلب اور جسم کی شریانوں اور وریدوں کی ساخت میں فرق پڑجانا بھی سقوطِ قلب کا ایک خاص سبب ہے، اور تقریباً پچیس فیصدی مرنے والوں میں سبب سقوط یہی ہوتا ہے۔ قلب کی ساخت میں فرق پڑنا اکثر موروثی ہوتا ہے اس طرح نہیں کہ موروثی طور پر خراب ساخت کا قلب لیکر کوئی بچہ پیدا ہو بلکہ اس طرح کہ باپ سے بیٹے کو اس قسم کی استعداد ورثہ میں ملتی ہے کہ اگر کبھی کچھ اور اسباب بھی پیدا ہوجائیں تو وہ بآسانی اس مرض میں مبتلا ہوجاتے

شرمناک امراض جو بداخلاقی کی بدولت لاحق ہوتے ہیں قلب کی کمزوری کا باعث ہوسکتے ہیں لیکن پھر بھی قریب قریب پچیس فیصدی ایسی اموات ہوتی ہیں کہ جن میں کمزوری قلب کا کوئی خاص باعث سمجھ میں نہیں آتا ایک ماہر فن کا خیال ہے کہ مختلف قسم کے سمیات (زہر) ہمارے خون میں شامل ہوتے رہتے ہیں، اور وہ قلب کو ضعیف کردیتے ہیں۔ ڈاکٹر مینی کوف اور اُنکے تلامذہ نے ثابت کیا تھا کہ قولون (بڑی آنت کا درمیانی حصہ) میں دو زہر پیدا ہوتے ہیں جن کے نام اُنہوں نے "انڈول" اور "اسکیٹول" رکھے تھے اور ان کا اثر یہ بتایا تھا کہ اگر یہ زہر کم عمر کے جانوروں کو بھی کھلائے جائیں تو انکی شریانوں کی دیواریں سخت پڑجاتی ہیں۔ اور انکی لچکیلی خاصیت کم ہوجاتی ہے گویا انکی ساخت میں بین فرق پڑجاتا ہے۔ قبض کی بیماری آجکل فیشن میں داخل ہوچکی ہے اور کوئی ایسا شخص کہ جسے عادتاً قبض نہ رہتا ہو

تشریح

اعضائے تناسل مردانہ

از جناب حکیم ڈاکٹر سید علی اکبر صاحب آنرؔ ادچاندپوری مستند آصفیہ کالج)

مردوں کے آلات تناسل میں (۱) خصیے (۲) قضیب (۳) غدد ودی (۴) غدد مذی (۵) اوعیہ منی اور (۶) مجریٰ منی شامل ہیں ان میں سے پہلے تین اعضا جوف عانہ یعنی پیڑو کے باہر اور آخر کے تین پیڑو کے اندر رہتے ہیں۔ منی کے تیار کرنیکا کام جن اعضاء کے سپرد ہے انکو اعضائے محصلہ منی یعنی منی حاصل کرنے والے اعضا کہتے ہیں۔ اور جو اعضا مادہ منویہ کو عورت کے رحم میں پہونچانیکی خدمت انجام دیتے ہیں ان کا نام اعضا ناقلۃ المنی (یعنی منی کو منتقل کرنیوالے) ہے۔ ہم پہلے ان اعضا کی تشریح لکھیں گے جو پیڑو کے باہر ہیں۔

خصیے

یہ دو چھوٹی چھوٹی بیضوی شکل کی گلٹیاں ہیں جو بحالت جنین پیٹ کے اندر بار ایطون (پیری ٹونیم) کے پیچھے اور گردوں کے نیچے رہتی ہیں۔ مگر پیدائش سے اندازاً دو ڈیڑھ ماہ پہلے ثقبہ عانہ کی راہ بتدریج فوطوں میں اُتر آتی ہیں اور حبل المنی نامی دو ڈوریوں کے ذریعہ صفن (فوطہ) نامی تھیلی میں لٹک جاتی ہیں۔

ہر ایک خصیہ دونوں جانب سے بیضوی اور اطراف و پیچھے سے پچکا ہوا ہوتا ہے اور ترچھے طور پر معلق ہوتا ہے اسکا بالائی سرا سامنے اور قدرے بیرونی جانب اور زیرین سرا پیچھے اور اندرونی جانب کو مائل ہوتا ہے اگلا محدب کنارہ سامنے و نیچے کو پچھلا سیدھا کنارہ پیچھے اور اوپر کو مائل ہوتا ہے۔

اسکی پہلوی سطحیں نیز دونوں سرے محدب اور آزاد طبقہ غمدیہ سے پوشیدہ رہتے ہیں طبقہ غمدیہ کو ڈاکٹری میں ٹیونیکا ویجائینلس کہتے ہیں، پچھلے کنارے پر جو حبل المنی کی طرف ہوتا ہے اس پردے کا بہت کم استر ہوتا ہے۔

ہر خصیے کے پچھلے کنارے پر ایک چپٹا اور تنگ جسم ہوتا ہے جسکو بربخ یا اغدیدوس کہتے ہیں اسکی بناوٹ میں تین حصے ہوتے ہیں۔

(۱) پھولا ہوا موٹا بالائی سرا، راس البربخ یعنی اس کا سر کہلاتا ہے، یہ خصیے کے بالائی سرے پر قاذف نالی کی وساطت سے ملا رہتا ہے

(۲) دوسرے زیرین پتلے سرے کو ذنب البربخ یعنی دم کہتے ہیں۔ یہ خصیے کے زیرین حصہ سے طبقہ غمدیہ کی وساطت سے ملا ہوا ہے

(۳) ان دونوں حصوں کے درمیان جو بڑا حصہ ہوتا ہے اسکو جسم کہتے ہیں۔

اغدیدوس Epididymia کی بیرونی سطح اور نیچے اوپر کے سرے آزاد اور لعابدار جھلی (غشاء مخاطی) سے محیط ہوتے ہیں اور اسکے جسم پر بھی لعابدار جھلی لپٹی رہتی ہے مگر وہ حصہ جو خصیے کی پشت سے ملا رہتا ہے اس پر یہ جھلی چسپاں نہیں رہتی جسم مذکور اور خصیے کو اسی آبدار جھلی کے ذریعہ انفصال حاصل ہے۔

خصیوں کا وزن اور جسامت ایک خصیہ ڈیڑھ انچ لمبا اور ایک انچ چوڑا اور سوا انچ دبیز ہوتا ہے اور وزن میں تقریباً نصف چھٹانک ہوتا ہے، مختلف اشخاص میں خصیوں کی جسامت اور وزن مختلف

بچہ

نتیجۂ فکر جناب قاضی محمد ریاض الدین صاحب انصاری ایم اے، بی، ٹی لشکر گوالیار

اچھا بچہ ، پیارا بچہ ، سب کی آنکھ کا تارا بچہ ۔۔۔ ننھا سا قدرت کا کھلونا ، بھولا بھالا پیارا بچہ
میٹھی میٹھی باتیں اسکی، پیاری پیاری گھاتیں اسکی ۔۔۔ کھیل سے دلکش تر دن اسکے، خواب سے شیریں راتیں اسکی
پھول یہ جب ہنس ہنس کے کھلائے کلی کلی دل کی کھل جائے ۔۔۔ گود میں جب یہ ہمک کر آئے اپنے پرائے کو پیار آئے
توتلی بولی والا ساحر، دل میں سمایا آنکھ کو بھایا ۔۔۔ اِسکو لبھایا، اس کو رجھایا، اس کو ملایا، اسکو بنایا
نورِ ازل سے ربط ہے اس کو روشنی کا دیوانہ ہے ۔۔۔ تاروں کا شائق، چاند کا عاشق، شمع کا یہ پروانہ ہے
فکر سے مطلب اسکو نہیں ہے خوف غم بیجا سے نہیں ہے ۔۔۔ دُنیا اور ہے اسکی دُنیا، اسکو غرض دُنیا سے نہیں ہے
اسکی نظر میں ہر شے دلکش، اچھی بُری ہر چیز حسیں ہے ۔۔۔ کیسی حسیں فطرت والا ہے ہر شے بے تمیز حسیں ہے
دل ہے اس کا پریم کا ساگر، آنکھ کسی گوپی کی گاگر ۔۔۔ اسکی صدائیں ایسی سہانی بنسی بجے جیسے جمنا پر

نورِ نظر ہے راحتِ دل ہے، ہے یہ اندھیرے گھر کا اُجالا ۔۔۔ ماں نے اِسے آنکھوں آنکھوں میں اللہ آمین کر کے پالا
پلنا بڑھنا سہل نہیں دُنیا میں غرض سو باتیں ہیں ۔۔۔ حادثہ، سانحہ، دُکھ، بیماری، روگ، مرض، سو باتیں ہیں
ان سے بچا تو تربیت اسکی عقدۂ لاینحل ہوگی ۔۔۔ باپ ہوا سختی پہ جو مائل ماں اسکی بے کل ہوگی
جنگ بقا کھیل اس کا ہوگا اور کھلونا سارا جہاں ہے ۔۔۔ ایک طرف ایک چھوٹی کشتی، ایک طرف سارا طوفاں ہے
قیدیں لگائی جائینگی اب اسکے جاگنے سونے پر بھی ۔۔۔ روئیگی دُنیا اسکی ہنسی پر اور ہنسیگی رونے پر بھی
ضد کی عادت دیگی مدد اب چپ رہکر دُکھ سہنے میں ۔۔۔ ٹھانیگا جس بات کی دل میں اسکے ہی کرنے رہنے میں
قوم کی اب نظریں ہیں اسی پر ملک اسی کو تاک رہا ہے ۔۔۔ ہوکے بڑا یہ دارِ عمل میں کام یہ کیا کیا کر سکتا ہے

اے قوم کے لوگو! اچھی طرح بچہ جو نہ پالا جائے گا
اس ایک خطا میں دُنیا کی جنت سے نکالا جائے گا

گہری زرد ہوجاتی ہے۔ انکی ساخت میں ایک مخصوص جھلی شامل ہے جس کے اندر خلیات منویہ (ایپی تھیلی ائل سیلز) کے متعدد پرت ہوتے ہیں یہ جھلی شیشے مانند شفاف ہوتی ہو اور اسکے اندرونی طبق میں یکساں پر فاصلے پر چپٹی مگر بیضوی گٹھلیاں ہوتی ہیں۔

خلیات منویہ کا استر مختلف انابیب میں مختلف ہوتا ہے۔ بعض نالیوں پر ایک بیرونی طبق ہوتا ہے، جسکے اندر شفاف جھلی اور اندرونی یعنی بین الانسجہ خلیات کی دو یا زیادہ تہیں یعنی پرت پائی جاتی ہیں، پہلی قسم کی خلیات (سیلز) قریب قریب مساوی الجم ہوتی ہیں اور ان کے اندر بیضوی یا گول جوہر حیات یا نواۃ پائے جاتے ہیں۔ دوسرے قسم کے خلیات گول ہوتے ہیں اور ڈھیلے طور پر ان کا آپس میں اتصال رہتا ہے۔

جوہر حیات پہلو بہ پہلو ایکدوسرے سے ملے رہتے ہیں اور تمام خلیات کی چھوٹی چھوٹی نورائیڈ خلیات نالیوں کے اندر ایک دوسری سے خوب پیوستہ نظر آتی ہیں۔ ان خلیات کو خلیات مولدہ اجسام منویہ یعنی کرم منی پیدا کرنے والے خلیات کہتے ہیں۔

یہ خلیات آہستہ آہستہ تغیر پاکر حیوانات منویہ بنجاتے ہیں۔

دوسری نالیوں میں اجسام منویہ کی پیدائش اور نشو و نما کے مختلف درجات بھی دکھلائی دیتے ہیں بعض نالیوں میں کرم منی پیدا کرنے والے خلیات کی شکل ناشپاتی کی طرح پائی جاتی ہے۔ ان کا نوکیلا سرا اندرونی خلیات منویہ کی طرف ہوتا ہے اور اس میں جوہر حیات ہوتا ہے چوڑا سرا لاٹھی کی طرح لمبا ہوکر بڑھتا ہو اور بعد میں منی کرم منی کا درمیانی حصہ بنجاتا ہے اور جوہر حیات اسی کا سر بنجاتا ہے۔ علاوہ ازیں قینوات منویہ کے بعض حصوں میں نوخیز اجسام منویہ اس طرح پیوست پائے جاتے ہیں کہ کچھ ولایتی پنکھے کی سی شکل بنجاتی ہے۔ انکی دم نالی کے جوف میں مہین جھلی کے اندر سے ابھری ہوئی رہا کرتی ہے۔ انابیب منویہ (ٹیوبولائی سیمی نفرائی) عروق شعریہ (کیپلریز) کے ایک نازک جال میں لپٹی رہتی ہے، اور اتصالی انسجہ کی وساطت سے آپس میں پیوست رہتی ہیں۔ فصوص کے سروں کی طرف انابیب منویہ زیادہ پیچیدہ نہیں ہوتیں، بلکہ بہت کچھ سیدھی ہوکر اندازاً بیس پچیس نالیاں بنادیتی ہیں جنکو عروق مستقیمہ کہتے ہیں یہ نالیاں انابیب المنی سے دو چند موٹی ہوتی ہیں۔ نالیاں مذکورہ حجاب منصف خصیہ کی ریشہ دار بناوٹ میں داخل ہوکر پیچھے کو تھوڑی اوپر چڑھتی ہیں۔ اور خصیے کی تمام لمبائی میں شبکۃ الخصیہ Rate Teats نامی ایک جال بناتی ہوئی اسکے بالائی سرے تک پہنچ جاتی ہیں۔ حجاب منصف خصیہ کے بالائی سرے کی طرف شبکۃ الخصیہ کی رگوں سے پھر بارہ سے پندرہ تک نالیاں پھوٹتی ہیں جن کو عروق مخرجہ یا قینوات خارجہ کہتے ہیں، یہ نالیاں طبقہ بیضہ کو چھید کر طبقہ غدیہ میں ختم ہوتی ہیں اور انکی وساطت سے منی خصیہ سے خصیہ فوقانی میں جاتی ہے ان کا رخ ابتدا میں سیدھا ہوتا ہے پھر کشادہ ہوکر اس طرح پر پیچ ہوجاتا ہے کہ ہر نالی کے سرے پر ایک مثلث شریانی بن جاتا ہے، ان تمام مثلثوں کے اتصال سے راس البربخ (گلوبس میجر) بنتا ہے ہر ایک پر پیچ مثلث ایک قنات پر مشتمل ہوتا ہے جسکی لمبائی ۶ انچ سے ۸ انچ تک ہوتی ہے۔ یہ نالی خصیے سے لیکر جس قدر بڑھتی ہے، اسی قدر اس کا قطر کم ہوتا جاتا ہے۔ ان مثلثوں کے قاعدوں کے بالمقابل عروق خارجہ یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ایک پیچیدہ نالی میں کھلتی ہیں اس نالی کو مجرائے بربخ (ایپی ڈوس کنال) کہتے ہیں۔

یہ نالی خصیے کے بالائی سرے سے شروع ہوکر خصیے اندرونی کنارے کے متوازی نیچے کو اترتی ہے اسکا درمیانی حصہ جسم بربخ (باڈی آف ایپی ڈوس) اور زیرین حصہ ذنب البربخ یعنی بربخ کی دم میں کھلتا ہے جو مجرائے منی (واس ڈفرنس) سے جا ملتا ہے

اغدیدوس اس قدر پیچدار واقع ہوا ہے کہ اگر اسکے تمام پیچ کھول کر ناپے جاویں تو اس کا طول قریباً بیس فٹ لمبا ہوتا ہے۔

ذنب البربخ کے زیرین حصے پر جہاں مجرائے منی کا آغاز ہوتا ہے ایک پتلی سی رگ لگی رہتی ہے جسکو وعائے عمیہ واس ایبے رنیس Vas Aberaas کہتے ہیں یہ ذنب البربخ سے شروع ہوکر دو تین انچ اوپر کو جاتی ہے پھر اس کا سرا بند ہوجاتا ہے اور کبھی کبھی دو شاخوں پر تقسیم ہوجاتا ہے اسکی لمبائی ڈیڑھ انچ سے لیکر بارہ انچ تک ہوتی ہے، عام طور پر تو اس نالی کا قطر اول سے آخر تک یکساں ہوتا ہے۔ مگر کبھی سرا چوڑا بھی پایا جاتا ہے، اسکی ساخت مجرائے منی کے مشابہ ہوتی ہے۔ عروق مستقیمہ قینوات منویہ سے باریک ترین اور انکی دیواریں بھی بہت پتلی ہوتی ہیں۔ ان میں اور شبکۃ الخصیہ کی نالیوں میں خلیات منویہ کا استر ہوتا ہے انہیں سیلز سے اجسام منی بنتے ہیں اور انہی غدوں میں خون سے منی تیار ہوتی ہے۔

ہوتے ہیں بلکہ کبھی ایک ہی شخص کے خصیوں کے وزن اور جسامت میں فرق ہوتا ہے، چنانچہ بکثرت اخراج منی کی صورت میں خصیوں کا وزن کم ہو جائیگا، اور پھر جسامت میں بھی یقینی طور پر کمی ہو جائیگی اور منی کی زیادہ مقدار جمع ہو جانے کی صورت میں جسامت اور وزن میں یقیناً اضافہ ہو جائیگا۔ اس صورت میں ایک شادی شدہ دنیادار کے مقابلہ میں ایک نوجوان اور حقیقی مجرد انسان کے خصیوں کے وزن و جسامت میں اندازاً سوایا فرق ہوتا ہے، بایاں خصیہ بہ نسبت دائیں کے کچھ بڑا ہوتا ہے۔

خصیوں کی جھلیاں

ہر خصیے پر تین جھلیوں کا استر لگا ہوتا ہے جو نمبروار لکھی جاتی ہیں۔

(۱) طبقہ غمدیہ، یہ خصیہ کا آبدار غلاف ہے جو دراصل باریطون پردے کا بڑھاؤ ہے جب خصیے پیدائش سے دو ڈیڑھ ماہ قبل پیٹ سے فوطوں میں اُترتے ہیں۔ تو باریطون کا یہ بڑھاؤ بھی ان کے ساتھ آجاتا ہے۔ اسمیں دو پرت ہوتے ہیں جو خصیے کی بیرونی سطح اور اغدیدوس پر محیط ہے اور اُن کو اپنی ایک چنٹ کی وساطت سے ملا دیتا ہے۔ خصیے کے پچھلے کنارے سے پرت مذکور صفن کی اندرونی جانب مڑ جاتا ہے

دوسرا پرت فوطے کے اندرونی جانب استر لگاتا ہے، اور بہ نسبت پہلے پرت کے بڑا ہوتا ہے ان دونوں پردوں کے درمیان ایک رطوبت سی رہتی ہے جس سے یہ تر اور چکنے رہتے ہیں۔ مگر جب یہ رطوبت مقدار طبعی سے زیادہ رس رس کر جمع ہو جاتی ہے۔ تو اس سے ایک تکلیف دہ مرض پیدا ہوتا ہے جسکو قیلۃ الماء یا ہائیڈروسیل کہتے ہیں۔

اس طبقہ کی اندرونی سطح آزاد صاف اور خلیات کی ایک سادہ تہ سے معمور ہوتی ہے، اگرچہ حسب تحریر مذکور بالا یہ باریطون کا بڑھاؤ ہے مگر پیدائش کے بعد ان کا درمیانی علاقہ مسدود ہو جاتا ہے اور جوف شکم و فوطہ میں کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

(۲) دوسری جھلی طبقہ بیضا یہ سفید نیلگوں مضبوط و بیز ریشہ دار پردہ ہے جو خصیوں کیساتھ پیدا ہوتا ہے اور ان پر چسپاں رہتا ہے، اسمیں سفید ریشہ دار ساخت بکثرت ہوتی ہے اور ہر سمت تانے بانے کی طرح پھیلی رہتی ہے، اس پردے پر طبقہ غمدیہ محیط ہوتا ہے مگر اس کا پچھلا کنارہ جو طبقہ غمدیہ سے ملتا ہے طبقہ مذکور کے استر سے محیط نہیں ہوتا، طبقہ مذکور خصیوں کی غدودی ساخت پر لپٹا رہتا ہے اسی وجہ سے بعض شارحین نے اسکو حجاب القلب (پری کارڈیم) کی طرح فائبر دوسس ممبرین (غشائے لیفی مائی) مانا ہے۔ اس کی پچھلی سطح سے ایک چنٹ (غشائے منصف خصیہ) نکلکر خصیے کے اندر داخل ہوتی ہے اور مثل ایک پردے کے حائل ہو کر اسکو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ یہ پردہ خصیے کے بالائی کنارے سے تقریباً زیرین کنارے تک پھیلا ہوا ہے اور اوپر سے چوڑا نیچے سے تنگ ہے۔ اس سے خصیے کے شریانی اور عصبی جال کو سہارا ملتا ہے، اس سے درخت کی شاخوں کی طرح بے شمار چنٹیں (زوائد) پیدا ہو کر خصیے کے محیط کی طرف بڑھتے ہیں۔ اور طبقہ مذکور کی اندرونی سطح سے جا ملتے ہیں۔ اس وجہ سے خصیے کا اندرونی حصہ بہت سے غیر مکمل خانوں یا لوتھڑوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ان لوتھڑوں کو فصوص کہتے ہیں۔ ان کے اندر منی پیدا کرنے والی گلٹیاں ہوتی ہیں جنکی تعداد تین سو تک بتائی جاتی ہے۔

(۳) تیسری جھلی طبقہ عروقی ہے۔ یہ طبقہ پردہ نمبر ۲ کے اندر پایا جاتا ہے۔ اسکے اندر خصیے کو پرورش کرنے والی رگیں ہوتی ہیں۔ اسی واسطے اس کا نام طبقہ عروقی رکھا گیا ہے۔

خصیوں کی ساخت

خصیوں کی ساخت میں بے شمار لوتھڑے پائے جاتے ہیں۔ ان لوتھڑوں کا نام فصوص ہے انکی تعداد ہر خصیے میں ڈھائی سو سے چار سو تک ہوتی ہے، انکی جسامت جائے وقوع کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے خصیے کے درمیانی لوتھڑے بڑے اور ادھر اُدھر کے لوتھڑے نسبتاً کچھ چھوٹے ہوتے ہیں، انکی شکل مخروطی ہوتی ہے چنانچہ چوڑا سرا خصیہ کے محیط کی طرف اور پتلا سرا جانب خصیہ کی جانب ہوتا ہے، ہر لوتھڑے کے اندر ایک سے لیکر تین تک یا اس سے زیادہ چھوٹی چھوٹی نالیاں ہوتی ہیں جن کو نابیب المنی یا قینوات منویہ کہتے ہیں۔ ان نالیوں کی کل تعداد تقریباً تین سو ہوتی ہے ہر نالی کی لمبائی قریب ۲۹ سے ۳۳ انچ اور قطر ۱/۱۲۰ انچ ہوتا ہے، بقول ڈاکٹر لاتھ انکی تعداد آٹھ سو چالیس تک ہوتی ہے، اور اُسکے نزدیک ان کی لمبائی سوا دو فٹ یا ۲۷، انچ ہے جوانی میں ان نالیوں کی رنگت ہلکی زرد ہوتی ہے، مگر بڑھاپے میں چونکہ چربی دار مادہ زیادہ ہو جاتا ہے اسلئے انکی رنگت



معلومات

جسمانی وزن

ہندوستان میں عام طور پر لوگ اپنے جسمانی وزن کی طرف بہت کم توجہ کرتے اور اسے بہت ہی کم اہمیت دیتے ہیں، حالانکہ وزن جسمانی صحت کا ایک بہت ہی اچھا اور قابل اعتبار معیار ہے تقریباً ہر بیماری میں انسان کا وزن کبھی نہ کسی حد تک ضرور گھٹ جاتا ہے، اور بعض بیماریاں تو ایسی ہیں کہ آدمی کو بتاشے کی طرح گھلا دیتی ہیں۔ عام آدمیوں کی واقفیت کیلئے ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہو سکیگا کہ کس عمر میں اور قد کی کتنی لمبائی کیساتھ آدمی کا وزن کتنا ہونا چاہیئے، یہ نقشہ بالکل صحیح تو نہیں ہے اور نہ بالکل صحیح کوئی نقشہ تیار کیا جا سکتا ہے تاہم ایک اندازہ قائم کرنے کیلئے یہ بالکل کافی ہے، اچھی خوراک کھانے والوں، اور کسرت کرنے والوں کے جسم کا وزن، لازمی طور پر اس معیار سے کسی قدر زیادہ ہونا چاہیئے۔ عورتوں کے جسم کا وزن طبعی طور پر ہی قد و قامت کے مردوں سے کسی قدر کم ہونا چاہیئے

قد کی لمبائی		عمر ۲۰ سے ۲۴ سال	عمر ۲۵ سے ۲۹ سال	عمر ۳۰ سے ۳۴ سال	عمر ۳۵ سے ۳۹ سال	عمر ۴۰ سے ۴۴ سال	عمر ۴۵ سے ۴۹ سال
فیٹ	انچ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ	پونڈ
۵	۰	۱۰۴	۱۰۸	۱۱۲	۱۱۶	۱۱۹	۱۲۱
۵	۱	۱۰۷	۱۱۰	۱۱۴	۱۱۸	۱۲۱	۱۲۴
۵	۲	۱۰۹	۱۱۳	۱۱۷	۱۲۱	۱۲۴	۱۲۶
۵	۳	۱۱۲	۱۱۵	۱۲۰	۱۲۳	۱۲۷	۱۲۹
۵	۴	۱۱۵	۱۱۸	۱۲۲	۱۲۶	۱۳۰	۱۳۲
۵	۵	۱۱۸	۱۲۱	۱۲۵	۱۳۰	۱۳۴	۱۳۵
۵	۶	۱۲۱	۱۲۴	۱۲۹	۱۳۴	۱۳۸	۱۳۹
۵	۷	۱۲۵	۱۲۸	۱۳۲	۱۳۷	۱۴۲	۱۴۲
۵	۸	۱۲۸	۱۳۲	۱۳۷	۱۴۲	۱۴۶	۱۴۷
۵	۹	۱۳۲	۱۳۶	۱۴۱	۱۴۷	۱۵۰	۱۵۲
۵	۱۰	۱۳۶	۱۴۰	۱۴۶	۱۵۱	۱۵۴	۱۵۷
۵	۱۱	۱۴۱	۱۴۵	۱۵۰	۱۵۶	۱۵۹	۱۶۲
۶	۰	۱۴۵	۱۵۰	۱۵۵	۱۶۱	۱۶۴	۱۶۸

سبز عینکیں

نیویارک کے ڈاکٹر ایلیوائی ہوٹالنگ نے موتیا بند کے لئے ایک غیر جراحی علاج دریافت کیا ہے وہ علاج یہ ہے کہ ایک خاص قسم کی ٹھنڈی سبز عینکیں استعمال کرنے سے موتیا بند کی رفتار رک جاتی ہے، چنانچہ سات برس کے بعد آزمائش کی گئی تو سو میں سے ساٹھ مریضوں کی بصارت میں معتدبہ افاقہ ہوا۔

اس علاج کی دریافت میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس اصول سے کام لیا کہ حرارت موتیا بند کی محرک ہوتی ہے۔ انہوں نے طیف Spectrum کے سرخ حصے کو حرارتی حصہ تسلیم کر کے مچھلیوں پر تجربے کئے، مچھلیوں کو شیشے کے ظروف میں رکھا جن کی دیواروں میں مختلف رنگ کے شیشے تھے، لال شیشے سے انکو معلوم ہوا کہ مچھلیوں کی آنکھیں دس دن کے اندر متاثر ہو جاتی ہیں، جب

خصیوں کے متعلقات

صفن یا فوطہ یہ دراصل جلد کی تھیلی ہے جس میں خصیے اور حبل المنی کا کچھ حصہ لٹکا رہتا ہے تھیلی مذکور بذریعہ ایک ابھرے ہوئے خط کے دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہے اس خط کو عضرطا (یعنی Raphe /) کہتے ہیں۔ یہ سامنے کی طرف قضیب کی زیرین سطح کے درمیانی خط تک اور پیچھے کی جانب سیون کے درمیانی خط سے گذرتا ہوا مقعد تک پہنچتا ہے اس خط سے صفن کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ان حصوں میں بایاں حصہ داہنے سے کچھ بڑا ہوتا ہے صفن کی بیرونی سطح مختلف حالتوں میں مختلف ہوتی ہے، بڑھاپے، گرمی اور کمزوری کی حالت میں لمبی اور ڈھیلی ہوتی ہے۔ ایام سرما جوانی اور قوت کی حالت میں چھوٹی اور سکڑی ہوئی نظر آتی ہے اور خصیوں سے چسپاں رہتی ہے صفن میں دو طبقات ہوتے ہیں۔ بیرونی پرت جلد کا ہوتا ہے جو بہت پتلا رنگت میں بھورا سیاہی مائل، اور اس میں شکنیں پڑی رہتی ہیں۔ اور چربی کے کیسہ دار غدد پائے جاتے ہیں جن میں سے ایک خاص بو دار مادہ خارج ہوا کرتا ہے۔ اسکے اوپر گھونگروالے بال ہوتے ہیں جنکی جڑیں ترچھی اور ابھری ہوئی ہوتی ہیں۔

اندرونی پرت سکڑنے والی ریشہ دار ساخت کا ہوتا ہے اور یہی صفن کا حقیقی غلاف ہے جو سیون اور چڈھے کی دبیز جھلی سے ملا ہوا ہے اس پرت کی اندرونی سطح سے ایک اور درمیانی پردہ پیدا ہوتا ہے جسکو فاصل الصفن سپٹم سکروٹائی Septum secroti کہتے ہیں یہ پردہ خصیوں کے لئے دو علیحدہ خانے بنا دیتا ہے۔ پردہ مذکور صفن کے درمیانی خط اور قضیب کی زیرین سطح کے درمیان اسکی جڑ تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ پرت یعنی اندرونی طبق اپنی اوپر کی جلد سے مضبوطی کیساتھ پیوست رہتا ہے۔ مگر زیرین حصوں کیساتھ اس کا اتصال نازک ریشوں کے ذریعہ ہوتا ہے اور بسہولت اُن پر حرکت کرتا ہے اس میں رگیں بکثرت ہوتی ہیں یہ آہستگی سکڑتا ہے مگر سردی اور آلاتی تحریک سے اسکے سکڑنے کی طاقت اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے، اس چھوٹی سی تھیلی سے خصیوں کی بہترین حفاظت ہوتی ہے اور خصیے اس میں آسانی سے لٹکے رہتے ہیں، ان کے گرد ایک آبدار جھلی محیط رہتی ہے جسکی وجہ سے وہ بہت سہولت کیساتھ اِدھر اُدھر پھسل سکتے ہیں ان کے پھسلنے میں قدرت کی یہ مصلحت ہے کہ وہ چوٹ اور دبنے سے ایک بڑی حد تک محفوظ رہتے ہیں صفن کی اندرونی جلد بہت لچکدار اور پھیلنے والی ہوتی ہے اور اسکے نیچے بہت سی بناوٹیں ہوتی ہیں۔ اسلئے ورم رخو (اوذیما) میں یہ بہت بڑھ جاتی ہے، اسکی بیرونی جلد چونکہ بہت زیادہ شکن دار ہے اس لئے عدم صفائی سے اس میں بہت کچھ میل کچیل جمع ہو کر امراض پیدا کر سکتا ہے۔

حبل المنی یہ دو ڈوریاں ہیں جنکے ذریعہ خصیے اپنی اپنی جگہ تھیلی میں لٹکے رہتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ خصیوں کا شکم سے تعلق رہتا ہے ہر ایک ڈوری اندرونی ثقبہ بطنیہ یعنی پیٹ کے اندرونی سوراخ سے شروع ہو کر خصیے کے پچھلے حصہ پر ختم ہوتی ہے، ان ڈوریوں کی ترکیب اس طرح ہوتی ہے کہ جب مجرائے منی اور اسکے متعلقہ عروق و اعصاب آپس ملتے ہیں تو ان پر دو جھلیاں محیط ہو جاتی ہیں جو خصیوں کیساتھ پردۂ شکم میں سے لیکر نیچے اُترتی ہیں تو مذکورہ ڈوریاں بنجاتی ہیں۔ یہ شکم میں بیرونی ثقبہ بطنیہ یعنے شکم کے بیرونی سوراخ کی راہ فوطوں میں داخل ہو جاتی ہیں بائیں طرف کی ڈوری بہ نسبت داہنی ڈوری کے کچھ لمبی ہوتی ہے جسکی وجہ سے بایاں خصیہ بہ نسبت داہنے کے کسی قدر نیچے لٹکا ہوا رہتا ہے +

روشن دل" عورت

بعض کیڑوں مثلاً جگنو کے جسم سے روشنی نکلتی ہے۔ اسی طرح سمندر کی تہ میں سطح سے کئی نیچے متعدد ایسے جانور دیکھے گئے ہیں، جنکے جسموں سے فاسفورس کی روشنی نکلتی ہے اب معلوم ہوا ہے کہ شہر پیرانو کی ایک عورت اینا میرینو کے جسم سے روشنی نکلتی ہے، یہ روشنی سوتے وقت زیادہ نکلتی ہے اور ہمیشہ دل کی جگہ سے نکلتی ہے اس روشنی کا رنگ کبھی سبز ہوتا ہے اور کبھی سرخ ہوتا ہے اور بالعموم بدلتا رہتا ہے، یہ روشنی رات کے پہلے حصے میں جب گہری نیند سوئی ہوتی ہے نکلتی ہے اور صرف تین چار منٹ رہتی ہے، جب ختم ہو جاتی ہے تو اپنے پیچھے کسی قسم کی حرارت، بو، یا نشان نہیں چھوڑتی، وینس کے ڈاکٹر جی پرڈکی نے حال ہی میں اس کا طبی معائنہ کیا ہے اور اپنی رپورٹ میں ان سب باتوں کی تصدیق کی جو اسکے رشتہ دار اور پڑوسی بیان کرتے تھے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق اینا کا درجہ حرارت معمولی رہتا ہے اور خود اسے روشنی کا کوئی احساس نہیں ہوتا، وہ غریب عورت بہ اکثر سخت برت رکھتی ہے برت کی حالت میں روشنی زیادہ نکلتی ہے اور زیادہ دفعہ نکلتی ہے۔ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ جن پودوں اور جانوروں کے جسم سے روشنی نکلتی ہے اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان خصوصاً اُن کے پتوں سے شہد جیسا ایک گاڑھا رس نکلتا ہے اور یہ رس اسی حالت میں نکلتا ہے جب کہ پودے کی ساخت میں روشنی کے جراثیم ہوں، خدا جانے اینا کے جسم میں بھی روشنی کے جراثیم ہیں یا نہیں۔ مگر اُسکے جسم سے روشنی نکلتی ہے جو عجیب کرشمۂ قدرت ہے۔

خودکشی کا حق

امریکہ اور انگلستان میں ایک جماعت اس خیال کی پیدا ہو رہی ہے کہ بعض حالات میں جب کہ زندگی نا برداشت ہو جائے خودکشی نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو جاتی ہے، چنانچہ حال میں امریکہ کے ایک ڈا... اور ایک ممتاز خاتون نے جو مدت سے سرطان کی مریض تھی، اپنی صحت سے مایوس ہو کر خودکشی کر لی خاتون نے اپنے اس فعل کے متعلق میں جو خط لکھ چھوڑا تھا اس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ "جائز خودکشی انسانی حقوق میں پہلا حق ہے" اس خیال کے لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے "ڈیلی میل" لندن کا بیان ہے کہ ایک ڈاکٹر نے "ازراہ ترحم" پانچ آدمیوں کو دواؤں کے ذریعہ ختم کر دیا۔ اس اقرار کے سلسلہ میں اس نے عدالت میں بیان کیا کہ "میرے ضمیر نے مجھے مطلق ملامت نہیں کی، مجھے ابتک وہ واقعات یاد ہیں، اور موت قبل کے وہ بشاش چہرے میری آنکھوں کے سامنے ہیں" ڈاکٹر کے اس اقرار سے اطباء اور علمائے اخلاقیات میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی ہے، اور خودکشی کے مسئلہ سے متعلق ملک میں مختلف جماعتیں رُونما ہو رہی ہے، چنانچہ برطانیہ کے ایک مشہور ڈاکٹر لارڈ موئنہن Lord Moynihan ایک سوسائٹی قائم کرکے اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ لاعلاج امراض کی صورت میں خودکشی جائز قرار دیجائے۔ ان کا بیان ہے کہ "خودکشی کے حق کی تائید کرنے والے پوری قوم میں زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے آئندہ سیشن میں ایک بل بھی اس مقصد کیلئے پیش کرنے والے ہیں، انکی سوسائٹی کے ارکان میں جو "مجلس حق خودکشی" کے نام سے قائم کیگئی ہے، برطانیہ کے بعض نہایت ممتاز اشخاص بھی شامل ہیں، مثلاً پروفیسر جولین ہکسلے Prof Julian Huxley سابق گورنر جنرل آسٹریلیا لارڈ لسٹول Earl of Listowel اور لارڈ ڈنمان Lord, Denman ڈاکٹر انجے Dr. Inge سابق ڈین سینٹ پال کی رائے ہے کہ یہ تجویز مسیحی اصولوں کی مخالف نہیں ہے۔

آنکھوں سے درازی عمر پر استدلال

ڈاکٹر فیلکس برنشین پروفیسر کولمبیا یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے کہ عمر انسانی کی طوالت یا کوتاہی کا راز اسکی آنکھوں میں نہیں بلکہ عدسۂ چشم میں پوشیدہ رہتا ہے عموماً جب لوگ عمر کے چالیس پچاس سال طے کر لیتے ہیں تو اُنکے عدسۂ چشم میں ایک طرح کا تصلب پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر یہ تصلب معمولی .... رہے تو اس سے مدت عمر کا معمولی ہونا واضح ہوگا۔ اگر بہت مدت کا نظر آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ شخص معمر نہ ہوگا اور قریبی زمانے کا تصلب معلوم ہو تو درازی عمر پر استدلال کیا جائیگا۔ مگر یہ نظریہ ان عوارض سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا جو انسان کو کبھی کبھی، بچپن، جوانی یا بڑھاپے میں دفعتاً ختم کر دیتے ہیں +

ایسا فیشہ استعمال کیا گیا جس سے سرخ اور زیر سرخ Infra-red شعاعیں سالاہرگئیں تو معلوم ہوا کہ تو نیا بند دین ۵۰ فیصدی کمی ہوگئی۔ ایسے عدسوں کا تیار کرنا جو سفید روشنی میں سے سرخ اور زیر سرخ شعاعوں کو حذف کردیں، آسان نہیں ہے لیکن ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایسے عدسے بالآخر تیار کرلئے جن سے یہ شعاعیں کم سے کم ہوجاتی ہیں۔ ایسی عینکیں ٹھنڈی بھی معلوم ہوتی ہیں۔

گمشدہ ریڈیم

ریڈیم کی ایک شیشی میں نو ہزار روپے کی قیمت کا ریڈیم تھا۔ یہ ریڈیم امریکہ کے ایک شفاخانے کی ملک تھا۔ یہ شیشی اتفاقی سے ردی میں پھینک دی گئی۔ جب اس گمشدگی کا حال معلوم ہوا تو مقامی جامعہ کے دو سائنس دانوں نے اسکی باقاعدہ تلاش شروع کی، انہوں نے فوراً ایک شناسندہ سونے کے ورق کا بنایا اور تلاش شروع کردی۔

ایک گھنٹے تک وہ تلاش کرتے رہے۔ اس کوڑے کرکٹ کے میدان میں ۵۰۰ سور بھی پھر رہے تھے۔ اسکے بعد اُن کے شناسندے نے شناخت کی۔ انہوں نے سوروں کو ہٹا دیا اور زمین کھودنا شروع کی لیکن جب سور ہٹ گئے تو شناسندہ پھر اپنی وضع پر آگیا اس سے انہوں نے نتیجہ نکالا کہ ہو نہ ہو یہ ریڈیم کسی سور کے شکم میں پہنچ گیا ہے اب ان پانچسو سوروں کو انہوں نے پانسو حصوں میں تقسیم کردیا۔ اور سب کو آزماتے رہے، یہاں تک کہ تین سور رہ گئے۔ اور بالآخر انہوں نے ایک سور کو پکڑا جس متعلق یقین ہوگیا کہ ریڈیم اسکے پیٹ میں ہے، ایک سائنسداں نے ایک کوڑا اٹھانے والے سے کہا کہ اس سور کے پیٹ میں ریڈیم ہے۔ اس شخص نے انکار کیا۔ سائنس دان نے اس سور کی قیمت کی شرط باندھی۔ اب ایک قصاب بلایا گیا۔ اس نے جب سور کے پیٹ کو کھولا تو اس میں سے ½ انچ قطر اور ½ انچ طول کی ایک شیشی نکلی، اور ریڈیم اسکے اندر تھا۔

شہد کی نئی مکھی

سائنس آجکل جس سرعت سے ترقی کر رہی ہے اور جو عجائبات اسکی بدولت معرض ظہور میں آرہے ہیں انہیں دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے۔ ناظرین سے مخفی نہیں کہ قبل ازیں ایک عالم نے اپنی سعی و کوشش سے ایسا انگور پیدا کیا تھا جس میں بیج نہیں تھا، اب ایک امریکن عالم نے برسوں کے تجربے کے بعد شہد کی ایک ایسی مکھی پرورش کی ہے جسکا ڈنک نہیں ہے، اور طرہ یہ ہے کہ یہ عام شہد کی مکھیوں سے قد و قامت میں بڑی ہے، انکی نسبت بہت دور تک اڑ سکتی ہیں، بڑا بھاری چھتہ بناتی ہے اور شہد بھی بہت زیادہ مقدار میں جمع کرسکتی ہے۔ جہاں شہد کی عام مکھیاں اپنے چھتوں سے صرف آٹھ میل کی دوری تک اڑ سکتی ہیں وہاں یہ نو پروردہ مکھی سولہ میل تک پرواز کرسکتی ہے۔ دیکھئے ابھی وہ عالم یا کوئی اور صاحب اسکی زندگی میں کیا تغیرات پیدا کرتے ہیں۔

دل کی حرکت بتانیوالا گراموفون

دل اعضائے رئیسہ میں سے ہے اور اسی کی حرکت پر انسانی صحت کا مدار ہے، دل کی حرکت ظاہر کرنے والے کئی آلات ایجاد ہو رہے ہیں۔ کینیڈا کے ہسپتال میں ایک آلہ موجود ہے جسکی مدد سے بیک وقت صد اشخاص کسی مریض کی حرکت قلبی سن سکتے ہیں۔ یہ آلہ بجلی کے ذریعے سے کام میں لایا جاتا تھا اب ماسکو کے گراموفون انسٹی ٹیوٹ نے دل کی بیماریوں کا پتہ لگانے کیلئے ایک گراموفون تیار کیا ہے۔ اسکی بدولت دل کی حرکت کا ریکارڈ گراموفون کی پلیٹ پر قائم ہوجاتا ہے اور بعد میں وہ کئی گنا پُرزور آواز میں سنا جاسکتا ہے، موجدوں کا دعوٰے ہے کہ اس طرح انسان کے دل کی خفیف ترین حرکت بھی معلوم ہوسکتی ہے۔ اور اُسکے امراض کی بخوبی تشخیص ہوسکتی ہے۔

تاریکی میں کھانا کھانے کے فائدے

لندن میں ایک ڈاکٹر نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ حفظ صحت کے خیال سے تاریکی کے فوائد کی قدر نہیں کرتے، ڈاکٹر صاحب موصوف کی رائے میں معدے کی بہت سی بیماریوں کا سبب کھانا کھاتے وقت روشنی کا زیادہ استعمال ہے۔ کھانے کے کمروں میں خواہ وہ پرائیویٹ مکانات میں ہوں یا ہوٹلوں میں، تیز روشنی کا استعمال سخت مضر رساں ہے، ڈاکٹر ممدوح کا خیال ہے کہ تیز روشنی ہمارے ہاضمے کے عمل میں خلل انداز ہوتی ہے، اور انہضام طعام کے فعل کے بہترین طور پر سرانجام پانے پر ہی ہماری صحت اور تندرستی کا انحصار ہے اس کھانے کے کمروں میں روشنی کا استعمال بہت کم ہونا چاہیئے۔

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی از ۲۵ دسمبر ۳۲ء لغایتہ ۲۵ جنوری ۳۳ء

تناسب فی ہزار		ایک سال سے کم عمر کے بچے جو فوت ہوئے			اسباب اموات							اموات			پیدائش			
اموات	پیدائش	کل	لڑکیاں	لڑکے	علاوہ دیگر عوارض	ضربات	امراض آلات تنفس	پیچش و اسہال	بخار مختلف اقسام	خسرہ	چیچک	کل	عورتیں	مرد	کل	لڑکیاں	لڑکے	مردم شماری
۲۲٫۲۵	۵۰٫۵۰	۲۷۲	۱۳۱	۱۴۲	۱۷۴	۲۷	۲۸۰	۱۹	۴۲۵	۲	۱۷	۹۲۷	۴۳۲	۴۷۵	۲۰۲۵	۹۵۲	۱۰۷۲	۳۴۷۵۳۹

جامعہ طبیہ دہلی

دواخانہ کا افتتاح جامعہ طبیہ کے افتتاح کے ساتھ ہی مقامی و بیرونی مریضوں کی سہولت کیلئے مطب کا اجرا بھی عمل میں آگیا تھا جس سے بندگان خدا نے خوب فائدہ اٹھایا، عالیجناب حکیم محمد الیاس خاں صاحب سر مطب ہیں لیکن اب تک اس مطب سے متعلق کوئی دواخانہ موجود نہیں تھا جس سے غریب مریضوں کو مفت دوا دیجا سکے، الحمد للہ اس کمی کو پورا کرنے کا پورا پورا اہتمام ہو چکا ہے، انشاء اللہ اسی مہینے میں جامعہ طبیہ کے دواخانہ کا افتتاح ہو جائیگا، امید ہے کہ خواہان جامعہ اس خبر کو سنکر مسرور و مطمئن ہونگے +

طبی کمیٹی حیدرآباد دکن اعلیحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی حکومت نے طب قدیم کے تحفظ اور ترقی کیلئے ایک گرانقدر رقم منظور کی ہے اس رقم کو صحیح طریقوں پر صرف کرنے کیلئے ایک کمیٹی نواب صدر یار جنگ بہادر کی سرپرستی اور صدارت میں بنائی گئی ہے، اس کمیٹی کے جلسوں میں شرکت کیلئے بیرون دکن کے ماہرین فن طب کو بھی دعوت دیگئی ہے چنانچہ عالیجناب حکیم محمد الیاس خاں صاحب صدر جامعہ طبیہ دہلی اور عالیجناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ آج حیدرآباد تشریف لیجا رہے ہیں، غالباً دس بارہ روز میں واپسی ہوگی، خدا اعلیحضرت سلطان العلوم کو بے پایاں مدت تک سلامت رکھے جنکی شاہانہ توجہ سے ہمارے فن کے تحفظ و ترقی کے نئے نئے اسباب پیدا ہو رہے ہیں +

خاکسار
حکیم محمد یحییٰ
از جامعہ طبیہ، دہلی

یکم فروری ۳۳ء

مراسلات

مجلس مذاکرہ

طبیہ کالج دہلی

بتاریخ ۹ فروری ۱۹۳۶ء یوم یکشنبہ بوقت ½ ۴ بجے شام (اسٹنڈرڈ ٹائم) طبیہ کالج دہلی میں ایک مباحثہ ہوگا جسکا عنوان حسب ذیل ہے:-

"اس ایوان کی رائے میں ہندوستانیوں کے لئے دیسی طریقہ علاج ہی زیادہ مناسب ہے"

قواعد وضوابط

(۱) مباحثہ میں صرف طلباء ہی حصہ لے سکتے ہیں۔
(۲) ہر کالج سے دو مقرر اس مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہیں جن میں سے ایک ایوان کی موافقت میں تقریر کریگا اور دوسرا مخالفت میں
(۳) ہر مقرر کو شرکاء کی تعداد کے مطابق سات سے دس منٹ تک وقت دیا جائیگا۔
(۴) جج صاحبان کا فیصلہ آخری و قطعی ہوگا۔
(۵) اعلیٰ تین مقرروں کی خدمت میں بترتیب تین میڈل پیش کئے جائیں گے۔
(۶) ۶ فروری تک مقررین کے اسماء صدر مجلس مذاکرہ کے پاس آجانے ضروری ہیں۔

نوٹ:- بیرونی مقررین کیلئے قیام وطعام کا انتظام مجلس کے ذمہ ہوگا۔

خواجہ رضوان احمد (پروفیسر طبیہ کالج دہلی)
صدر مجلس

عالیجناب ایڈیٹر صاحب رسالہ ہمدرد صحت،

السلام علیکم۔ آپ کا رسالہ ہمدرد صحت بابتہ ماہ جنوری ۱۹۳۶ء اتفاقیہ طور پر دستیاب ہوگیا اور یہ حسن اتفاق کہ حضرت ملا رموزی کے مکتوب مفرح نے دل کو ایسا فرحت بخشی اور حضرت ممدوح کے فقروں نے جو صفحہ (۶) کے دوسرے کالم میں ہیں۔ ایک مطیب باعی نازل کروا ہی لی۔ اس سوچ میں تھا کہ حضرت ملا رموزی مدظلہٗ کی خدمت میں کس طرح روانہ کیجائے۔ چونکہ پتہ بھی معلوم نہیں ایسی صورت میں یہی مناسب ہے کہ آپ ہی کا حسن توسط اختیار کیا جائے، اگر آپ مندرجہ ذیل رباعی مطیب کو حضرت ممدوح کی خدمت میں روانہ فرمادیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ فقط

رباعی مطیب

جھک کر بہ ادب میں نے کیا جبکو سلام ۔۔۔ سمجھا کہ ہوں میں بزدل ومحتاج طعام
جب ترک کیا میں نے ادب کا وہ سلام ۔۔۔ تب قدر مری کرنے لگی خلق تمام

راقم:- محمد یعقوب مطیب حیدرآبادی

ملاکر چھوٹا رکھیں، اور جلے ہوئے مقام پر لگائیں

(۴) اولیم مارحیو (کاڈلیور آئل) ۱۰ منم
ایکسٹرکٹ مالٹ ۱۰ ”
ملاکر بچے کو چٹائیں۔ مقوی بدن ہے۔

پازما (Pasma) ذرور

(۱) ایسڈ بورک ایک اونس
زنک اوکسائڈ ” ”
پلوایمائی لم دو ”
ملاکر بطور ذرور زخموں پر بُرکیں۔

(۲) پلو ایسڈ بورک ۱ اونس
آئیڈوفارم ۱ ڈرام
ملاکر بطور ذرور زخموں پر بُرکیں

پیسٹ Paste ضماد

(۱) ایسڈ سیلی سیلک ۱۰ گرین
زنک اوکسائڈ ۲ ڈرام
پلوایمائی لم ۲ ”
پیرافین مولس ۴ ”
ملاکر لیپ بنائیں، اور اگزیما پر لگائیں۔

(۲) زنک اوکسائڈ ۱ ڈرام
بورک ایسڈ ۱ ”
بسمتھ کارب ۱ ”
ویزلین ۱ اونس
ملاکر لیپ بنائیں اور اگزیما وغیرہ پر لگائیں۔

(۳) اکتھی اول ۱۰ منم
ری سارسین ۵ گرین
ایسڈ سیلی سیلک ۵ ”
زنک اوکسائڈ ۲ اونس
پلوایمائی لم ۱ اونس
ایڈیپس لینی ۲ ”
پیرافین مولس ۲ ”
ملاکر لیپ بنائیں اور اگزیما پر لگائیں

(۴) ایسڈ سٹیرک ۴۴ گرین
سوڈا کاربونیٹ ۷ گرین
گلیسرین ۸ منم
لائیکوار سپے میلس ۴ ڈرام
ایکوا روز ۱۱ اونس
ایسڈ سٹیرک کو تام چینی کی پیالی میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب یہ مذاب ہو جائے تو سوڈا اور دوسرے اجزاء کو خوب باہم ملاکر اس میں شامل کریں، اور خوب پھینٹیں، چہرے پر لگانے کی نہایت عمدہ سنو تیار ہو جائیگی۔

پلویرس Pulveris سفوف چٹکی

(۱) پوٹاسیم کلوریٹ ۱۰ ڈرام
بوریکس (سہاگہ) ۱۰ ”
سوڈا بائیکارب ۱۰ ”
اولیم کاتھیریا ۱ منم
تھائی مول ۱ گرین
سکری البا (سفید چینی) ۲½ اونس
خوب کھرل کرکے محفوظ رکھیں، خوراک ایک چٹکی گلے کی خرابی میں مفید ہے۔

(۲) سوڈا بائیکارب
سوڈا سیلی سلیٹ
بوریکس (سہاگہ) ہموزن
سفوف بنالیں، خوراک ایک چٹکی برابر، نزلہ و زکام میں مفید ہے۔

(۳) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ۱ گرین
سوڈا کاربونیٹ (اکسی) ۲ ”
پلوکریٹا کمپونڈ ۲ ”
یہ ایک خوراک ہے اسہال بچگان میں مفید ہے

(۴) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ۱ گرین
سوڈا بائیکارب ۲ ”
بلوریہائی ۲ ”
یہ ایک خوراک ہے، اسہال میں مفید ہے۔

معالجاتِ اطفال

از جناب ڈاکٹر عبدالمجید صاحب چغتائی بیرون دہلی دروازہ، لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

مکسچرز

(۵۳) ایمونیا کارب ½ گرین
ٹنکچر سلا ۳ منم
اسپرٹ ایتھر نائٹروسائی ۶ "
میوسیلیج ٹراگا کنتھ حسب ضرورت
انفیوژن سینگا ۱ ڈرام
سعال مزمن میں مفید ہے۔

۵۴ سوڈا بائیکارب ۲ گرین
سپرٹ کلوروفارم ۱ منم
ٹنکچر مر ۳ "
میوسیلیج ٹراگا کنتھ حسب ضرورت
ایکوا منتھا پپ ۱ ڈرام
نفخ و اسہال میں مفید ہے۔

(۵۵) سوڈا بائیکارب ۲ گرین
ٹنکچر نکس وامیکا ½ منم
سپرٹ کلوروفارم ½ "
ایکوا منتھا پپ ۱ ڈرام
معدہ کی ترشی کو زائل کرتا مشتہی و مقوی ہے۔

۵۶ سوڈا بائیکارب ۲ گرین
پلور ہیائی ۱ "
ایمونیا کارب ½ "
گلیسرین ۵ منم
ایکوا منتھا پپ ۱ ڈرام
مشتہی و ملین ہے۔

(۵۷) ٹنکچر فیرائی پر کلورائڈ ۲ منم
گلیسرین ۵ "
انفیوژن کواشیا ۱ ڈرام
مولد خون ہے۔

اولیم Oleum روغن

(۱) کیلے میں پیری پیپر رڈ ۳۰ گرین
کریٹا پیری پیپر رڈ ۳۰ "
زنک اوکسائڈ ۳۰ "
لائیکوار کیلسی ۲ ڈرام
اولیم آلیو ایک اونس
ملا کر خوب ہلائیں اور محفوظ رکھیں، اگزیما میں نہایت مفید ہے عند الضرورت مقام ماؤف پر لگائیں۔

(۲) ایسڈ کاربالک ۱ ڈرام
آلیو آئل ایک اونس ایک ڈرام (۹ ڈرم)
ملا کر محفوظ رکھیں۔ زخم و جراحت پر لگائیں۔

(۳) اولیم یوکلپٹس ایک اونس
آلیو آئل ۲½ اونس
کسٹر آئل ۲½ "

جوابات!

(۸۹) پائیریا۔ آپ مندرجہ ذیل دوائیں ملاکر منجن بنالیجئے۔

سلفیٹ آف زنک	۴ گرین	روزانہ یہ منجن ملا کیجئے اور اسکے بعد ذرا سا نمک گرم
ایلم	۸ "	پانی میں ملاکر اس سے غرارہ کر لیا کیجئے۔
منتھال	۲ "	
پری پیرڈ چاک	ایک اونس	(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی سے اس مرض کی مشہور دوا اکسیر پائیریا منگاکر استعمال کریں۔ پرچہ ترکیب ہمراہ ادویہ ہے اسکے علاوہ اگر جناب کا معدہ بھی ماؤف ہو تو نمک جالینوس بھی اسی دواخانہ سے طلب کرلیں اور حسب ہدایت کھایا کریں انشاءاللہ آپ بہت جلد تندرست ہو جائینگے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم کوٹلور)

(ج) سنون دنداں:۔ دانتوں کو قوت دیتاہے، اور خون جو مسوڑھوں سے آئے اسکو بند کرتا ہے منہ کو خوشبودار کرتا ہے ہلتے ہوئے دانتوں کو جما دیتا ہے۔ نسخہ:۔ اصلی چینی کی رکابی کا ٹکڑا چھ ماشہ، کہربا سائیدہ چار ماشہ، لوہچون سائیدہ ایک تولہ، مصطگی تین ماشہ، مازوئے سبز تین ماشہ، توتیائے سوختہ تین ماشہ، چوب چینی سات ماشہ پوست بیخ مولسری سات ماشہ شاخ مرجاں سائیدہ سات ماشہ، ہیراکسیس، چھالیہ سوختہ، کتھہ پپڑیا، سنگجراحت ہرایک چھ ماشہ، پھٹکری بریاں، ہڑ کلاں ہرایک تین ماشہ، شاخ گوزن سوختہ (بارہ سنگے کا سینگ جلاہوا) ایکتولہ باریک کرکے منجن بنائیں، پہلے سرکہ سے کلی کریں اسکے منجن ملیں، ملنے کے بعد ایک گھنٹہ تک نہ کلی کریں نہ کچھہ کھائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) میری طرف سے ماہ جنوری کے پرچہ میں صفحہ ۴۰ پر منجن کا ایک نسخہ چھپا ہے آپ اس کو تیار کرکے استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل منجن کا نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔ انشاءاللہ تمام شکایات رفع ہو جائینگی۔ نسخہ:۔ کانٹا چھلی سوختہ پھٹکری بریاں، سہاگہ بریاں۔ سپاری دکھنی ہرایک ایک تولہ، نیلا تھوتھہ چھ ماشہ، عقرقرحا جند بید ستر ہرایک چھ ماشہ کاربالک ایسڈ تین ماشہ۔ سب کو یکجان کرکے حفاظت سے رکھیں اور حسب معمول کام میں لائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) آپ کو منہ کو خوردنی ونوشیدنی سے یہ صورت پیش آئی ہے اور کچھہ تقاضائے سن بھی ہے، یہ منجن آپ برابر استعمال کریں۔ نسخہ:۔ گل ارمنی دس تولہ، پھٹکری چھ ماشہ، فلفل سیاہ ایک ماشہ، مصطگی رومی ۶ ماشہ، کافور قیصوری ۶ ماشہ، ترکیب:۔ پھٹکری کو پانی میں گھول لیں، اور گل ارمنی کو آگ پر تین مرتبہ گرم کرکے اس پانی میں ٹھنڈا کریں۔ پھر سب چیزوں کو کوٹ چھان کر منجن بنالیں، اور صبح کو منہ دھونے وقت اور رات کو سونے وقت استعمال کریں۔ (سید ابو علی رضوی)

(ز) اگر آپ کے منہ سے رطوبت بار بار اور کثرت سے نکلتی ہے اور مسوڑھے ڈھیلے پڑ گئے ہیں تو مندرجہ ذیل منجن کا نسخہ تیار کرکے استعمال کریں، انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ نسخہ:۔ چھالیہ سوختہ ایکتولہ، پوست بادام، ثمر ببول سوختہ ایک ایک تولہ، دندان فیل سوختہ ایکتولہ، برادہ آہن، سنگ مقناطیس، شاخ گوزن، کچلہ سوختہ، کرنجوہ ہرایک ایک تولہ، سعد کوفی زیر ورد دم الاخوین، مائیں خورد، مصطگی رومی، مازو، کندر، عقرقرحا، کتھہ سفید، پاہ گجراتی، پھٹکری بریاں، سونا گیھی، پوست انار، سنگ جراحت، کسیس سبز، نیلا تھوتھہ بریاں، ہرایک چھ ماشہ، کوٹ چھان کر منجن بنالیں اور رات کو سوتے وقت لگا لیں صبح وشام کھانا کھانیکے بعد سات ماشہ جوارش جالینوس میں قرص خبث الحدید ایک عدد ملاکر استعمال کریں اور صبح کے وقت ببول کی مسواک کریں۔ (حکیم ایس، اے مرزا حمید)

(۵) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا — ا گرین
پلوسنےمن کمپونڈ — ۱ ״
پلوریہائی — ۲ ״
مگنیشیا کارب پونڈرس — ۲ ״

یہ ایک خوراک ہے' اسہال میں مفید ہے۔

(۶) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا — ½ گرین
پلوکریٹا ایرومیٹک — ۲ ״
سوڈا بائیکارب — ۱ ״

ایک خوراک ہے۔ اسہال میں مفید ہے۔

(۷) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا — ½ گرین
پلوا ییکاک کمپونڈ — ½ ״
بسمتھ سیلی سیلیٹ — ۴ ״

ایک خوراک ہے۔ پیچش میں مفید ہے۔

(۸) کلسیئم سلفائڈ — ½ گرین
پلوسکری لکٹیٹ — ۳ ״

ملاکر کھلائیں۔ ایک خوراک ہے۔
بچوں کے پھنسی پھوڑوں اور خرابیٔ خون میں مفید ہے۔

(۹) پلوسنٹونین — ا گرین
پلوسقامنی کمپونڈ — ۲ ״
کیلومل — ½ ״

ایک خوراک ہے، بچوں کے پیٹ سے کدو دانے اور ملھپ کو خارج کرتا ہے۔

(باقی باقی)

جریان و احتلام کے تین مجرّب نسخے

از جناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب، اکملؔ، سیالکوٹ،

اکسیر مغلظ جریان و کثرت احتلام، اور رقت' سرعت کو رفع کرنے کیلئے ایک مجرب و زود اثر دوا ہے۔ مادہ منویہ کی تغلیظ و تولید میں عجیب الاثر ہے، ۲۱ روزہ استعمال کایا پلٹ دیتا ہے، اور جسم میں قوت و طاقت پیدا ہو جاتی ہے

صفتہ :۔ ثعلب مصری، موچرس، بہمن سفید، تالمکھانہ، ستاور، سمندر سوکھ، موصلی سفید، موصلی سیاہ، موصلی سینبل ہر یک یک تولہ، کشتہ مثلث (سہ دھاتہ) ۶ ماشہ، قند سفید بموزن ادویہ۔ باریک کوٹ پیس کر سفوف تیار کرلیں۔

ترکیب استعمال، ۶،۶ ماشہ صبح و شام ہمراہ شیر گاؤ مصری ڈال کر استعمال کریں۔ گرم و ترش اشیا سے پرہیز۔

اکسیر جریان میرے ایک مخلص دوست زبدۃ الحکما حکیم سید منظور احمد صاحب منظورؔ زیدی اٹھر ضلع سیالکوٹ کا عطیہ ہے جریان و کثرتِ احتلام کو دفع کیلئے مفید و مجرب ثابت ہوا۔ نہایت سہل الحصول اور کم خرچ نسخہ ہے بنا کر آزمائیں۔

صفتہ :۔ مغز تخم تمر ہندی خورد بریاں پانچ تولہ، کشنیز خشک ۲۰ تولہ۔ کشتہ قلعی ایک تولہ، قند سفید بموزن ادویہ، کوٹ پیس کر سفوف بنائیں۔ مقدار خوراک :۔ چار ماشہ صبح اور چار ماشہ شام تازہ پانی یا دودھ سے استعمال کریں۔

اکسیر احتلام کثرت احتلام و جریان کو دور کرنے میں اکسیر الاثر ہے۔ مادہ منویہ کی اصلاح کرنے میں بے عدیل، رقت منی کو دور کرنا اور امساک پیدا کرتا ہے

صفتہ :۔ صمغ کتیرا ۶ ماشہ، سنگھاڑہ خشک ۶ ماشہ، تالمکھانہ چار ماشہ، ثعلب مصری چار ماشہ، مازو تین ماشہ، مصطگی رومی تین ماشہ، کشتہ قلعی ڈیڑھ تولہ، نبات سفید بموزن ادویہ، کوٹ پیس کر سفوف تیار کریں

ترکیب استعمال، چھ ماشہ ہمراہ آب تازہ یا شیر مادہ گاؤ صبح استعمال کریں۔

پانی ہے۔ (محمد موسیٰ شاہ پوری)

(۹۴) ثقل سماعت :- ناک، کان، اور حلق کے امراض کے کسی ماہر خصوصی کو دکھایئے۔ اس طرح بے دیکھے بھالے جو نسخہ لکھدیا جائیگا۔ وہ غالباً مفید نہ ہوگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اول حب ایارج سے دماغ کا تنقیہ کریں (حب ایارج کا نسخہ عام ہے کسی طبیب سے دریافت کرلیں یا کسی دواخانہ سے منگوالیں) ۱۶ عدد حب ایارج رات کو سوتے وقت کہا کر اوپر سے عرق مکوہ ۶ق بادیان ہموزن ملاکر نیمگرم پلائیں۔ اسی طرح ایک ایک دن کے وقفہ سے تین یوم استعمال کرائیں۔ اسکے بعد بابونہ، اکلیل الملک، قیصوم ہر ایک تین تولہ۔ خام۔ دو نہرا اذخر، پوست بیخ بادیان، اجمود، گل سرخ، ہر ایک ساڑھے سترہ ماشہ، دس سیر پانی میں جوش کریں، جب تین سیر پانی رہ جائے تو سر اور کان کو اسکے بخارات پہونچائیں۔ اور ان کے گرد نطول کریں۔ اس طرح کہ پانی کان کے سوراخ میں نہ جانے پائے۔ اسی طرح روزانہ چند یوم اس کا استعمال جاری رکھیں اور یہ روغن بناکر کان میں ڈالیں۔ نسخہ:- اجوائن خراسانی، حرمل، افیون ہر ایک چار ماشہ، تینوں چیزوں کو سواپاؤ پانی میں رات کو بھگودیں، علی الصباح جوش دیکر جب نصف پانی رہ جائے تو چھانکر اتارلیں۔ اب اس پانی میں آب ترب سبز ڈھائی تولہ، روغن مغز بادام تلخ تین تولہ، روغن کنجد چار تولہ شامل کرکے پکائیں۔ جب پانی جل جائے اور روغن رہ جائے تو چھانکر بوتل میں رکھیں اور نیمگرم دو تین قطرے دن میں دو بار ڈالیں۔

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ روغن بادام تلخ نیمگرم کرکے کان میں ڈلوائیں، اور معجون اسطوخودوس ایک تولہ رات کو سوتے وقت استعمال کریں۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) باقاعدہ منضج و مسہل کیساتھ علاج کی ضرورت ہے کسی مقامی معالج سے رجوع کیجئے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) قرص خبث الحدید ایک عدد، قرص مرجان دو عدد، اطریفل اسطوخودوس، ۵ ماشہ میں ملاکر صبح کو استعمال کرائیں، اور مکوہ خشک، مرزنجوش، گل بابونہ، اکلیل الملک، ہر ایک چھ ماشہ پانی میں جوش دیکر بھپارا کریں، روغن بابونہ نیمگرم کرکے کان میں ٹپکائیں، اور اطریفل زمانی نو ماشہ ہفتہ میں دو مرتبہ رات کو سوتے وقت کھلائیں۔ اگر ہضم میں خرابی ہو تو کھانا کھانیکے بعد جوارش جالینوس کا استعمال مناسب ہوگا۔ (حکیم ایس اے مرزا حمید)

(۹۵) ضبط تولید :- زمانۂ حمل میں ہوسکے تو پوری مدت تک ہی محترز رہنا اچھا ہے اگر اس پر مقدرت نہ ہو تو آخیر کے تین ماہ میں تو ضرور ہی مجامعت سے پرہیز لازم ہے، وضع حمل کے بعد چالیس روز کی مدت پرہیز کیلئے کافی ہے۔ ایام رضاعت میں مجامعت سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ضبط تولید بجز اس صورت کے کہ کوئی سخت مرض لاحق ہو اور کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور حالت مرض میں ضبط تولید ضبط نفس یعنی مجامعت سے احتراز کی صورت میں ہونی چاہیئے نہ کہ دواؤں یا ربر کے آلات کے ذریعہ سے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) حمل ٹھہر جانیکے بعد کم از کم تین ماہ تک مجامعت سے پرہیز کرنا چاہیئے، اور اسی طرح ۷ ماہ گذر جانیکے بعد تا وضع حمل اس فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے۔ زمانۂ رضاعت میں صحبت کرنیسے مرضعہ اور بچہ دونوں ہی کا نقصان ہوتاہے اگرچہ اس نقصان کا احساس کوتاہ بینوں کو نہیں ہوتا، ضبط تولید طبی نقطۂ نظر سے بھی قطعاً ناجائز بلکہ نقصان دہ ہے میں اسکو دلائل کیساتھ ثابت کرسکتا ہوں لیکن یہاں پر اسکی مطلق گنجائش نہیں، (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) ابتدائی زمانۂ حمل میں تین چار ماہ تک جماع کرسکتے ہیں، اور زچگی کے بعد زیادہ سے زیادہ پانچ ماہ تک احتراز کرنا چاہیئے! زمانۂ رضاعت میں مجامعت سے بچہ کی صحت پر خراب اثر پڑتا ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) تمام زمانۂ حمل میں اور زچگی کے بعد تمام زمانۂ رضاعت میں صحبت سے پرہیز لازمی ہے، ایسا کرنے سے بعید نقصانات پہنچتے ہیں جن پر تفصیلی مضمون آئندہ ماہ سے شروع کرونگا (حکیم ہمایوں لائلپوری)

(۹۰) **پنڈلیوں کا درد**:۔ درد کا اصل باعث تکان نہیں، بلکہ قبض ہے اسلئے اسکے رفع کرنے کی کوشش کیجئے۔ دوا کے طور پر کروشین سالٹ کا استعمال مناسب ہوگا، ایک شیشی خرید لیجئے، ہدایات اس پر موجود ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ جوارش جالینوس ہمراہ عرق کموہ، عرق بادیان استعمال کریں۔ اس سے پنڈلیوں کا درد رفع ہو جائیگا۔
(حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) تکان اور درد کیلئے تو تیل کی مالش اور آرام مفید ہوگا اور قبض کیلئے چھ ماشہ روغن بادام ڈیڑھ پاؤ گرم دودھ میں ملا کر رات کو سوتے وقت پی لیا کریں۔ حکیم ہمایوں لائلپور

(د) آپ پہلے تدریجاً بائیسکل کی سواری ترک کیجئے اور رفع قبض کیلئے کوئی قبض کشا دوا استعمال کر لیا کریں، یا رات کو سوتے وقت جوارش جالینوس پابندی سے استعمال کریں (حکیم محفوظ عالم)

(ہ) آپ کم سے کم پندرہ روز جوارش جالینوس استعمال کریں۔ صبح کو غذا سے پہلے اور رات کو غذا کے بعد اس کا استعمال مناسب ہوگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۹۱) **نمک سلیمانی**:۔ نمک سیاہ، نمک لاہوری، نمک کانچ، نمک سانبھر، نمک چرچری، نمک ترب، نمک سیندھا، جوا کھار، نوسادر، سہاگہ چوکیہ بریاں، پودینہ خشک، دارفلفل، زنجبیل، ہموزن کوٹ چھان کر سفوف بنائیں باقی رہا آپ کے مشروط مرہم کا نسخہ تو اس معیار کا مرہم میرے خیال سے اس دنیا میں تیار نہ ہو سکے گا، اور جو اس کا دعوے کرے وہ اکذب الکاذبین ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ب) نمک سلیمانی کا نسخہ عام طبی کتابوں اور مخزنوں میں ملاحظہ فرمائیں یا یہ چورن عجیب تیار کر لیں نسخہ:۔ نوسادر، نمک سیاہ، مرچ سیاہ ہر ایک تین تولہ، ست پودینہ، ست اجوائن ہر ایک تین ماشہ کوٹ چھان کر سفوف تیار کر لیں۔ اور بوقت ضرورت ایک ایک ماشہ گرم پانی سے استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں، لائل پور)

(ج) **نمک خاص**، زیرہ سفید، نمک سیاہ، مرچ سیاہ، نوشادر، سب ہموزن باریک کر کے رکھیں خوراک ایک ماشہ۔
نسخہ مرہم:۔ روغن کنجد ایک پاؤ، انزروت مصفے چھ تولہ، روغن میں انزروت ڈال کر بہت ملائم آگ پر گرم کریں حتی کہ سب انزروت حل ہو جائے پھر اتار کر رکھیں، اور جب تھوڑی گرمی باقی ہو تو ڈھائی تولہ کافور سائیدہ شامل کر کے حل کر لیں۔ یہ ہر قسم کے درد، زخم، چوٹ، پھوڑا پھنسی کیواسطے بہترین شے ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) **نسخہ نمک سلیمانی**:۔ چہار نمک، اجوائن دیسی، فلفل سیاہ، ہر ایک ایک تولہ، دارفلفل، تخم لیموں، تخم سنگترہ، اترپھلا، گل سرخ، گل بنفشہ، ہر ایک نو ماشہ، تمام چیزوں کو یک جان کر کے سفوف بنالیں۔ **نسخہ مرہم**:۔ موم سفید، روغن گل سفیدہ کاشغری، مردار سنگ، روغن زنبق، روغن نیم ہر ایک ایک تولہ، تمام چیزوں کو حسب معمول یکجان کر کے مرہم بنالیں۔
(حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) **نمک اندرانی**۔۔۔۔ نوشادر، نمک سانبھر، نمک سنگ ہر ایک سات تولہ، زنجبیل، لونگ، زیرہ سیاہ، جائفل، جاوتری، نانخواہ، فلفل سیاہ، اجمود ہر ایک ایک تولہ تمام ادویہ کو کوٹ چھان کر خالص سرکہ میں تر کریں۔ اور خشک کر کے محفوظ رکھیں اور بوقت ضرورت بقدر دو ماشہ استعمال کریں۔ نہایت مقوی معدہ اور ہاضم ہے۔ **نسخہ مرہم**:۔ چار تولہ روغن سرسوں میں افیون، مقل، پانچ پانچ ماشہ حل کر کے ایک تولہ موم زرد ملائیں اور آگ پر رکھیں۔ اسکے بعد گندھک آملہ سار، زراوند طویل، کف دریا، رال، پانچ پانچ ماشہ سفوف کر کے ملا دیں، زخموں کے اندمال کیلئے یہ مرہم مجرب ہے۔ (حکیم ایس اے، مرزا حمید)

(۹۲) **کمیاب ادویہ**:۔ آپ ہمدرد دواخانہ دہلی سے خط و کتابت کیجئے۔ حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ب):۔ اس قسم کی اشیاء کا قابل اطمینان ملنا مشکل ہے، تاوقتیکہ اپنے روبرو حاصل نہ کی جائیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۹۳) **حل نسخہ**:۔ یہ نسخہ کتاب کنز المفردات مؤلفہ حکیم عبداللہ صاحب میں ہے اس میں سمہ کا حل جونک ہے، اور مصلح سبز نتا کو کا

زیرہ سیاہ، دارچینی، سونٹھ، ملیٹھی، انیسون، مغز تخم معصفر تخم انجدان، ہر ایک سات ماشہ، تمام ادویہ کو کوٹ کر رکھیں اور کھانا کھانیکے بعد دونوں وقت ایکماشہ سے تین ماشہ تک پھانک لیا کریں (حکیم سید اکبر حسین الہ آباد)

۹) **ضعف باہ** ۔ آپکے دوست زندگی کا بہت کافی لطف اٹھا چکے، اور اس بے اعتدالی کا نتیجہ بھی دیکھ لیا۔ اب پھر انہی فضولیات میں مبتلا ہونیکے آرزومند کیوں ہیں۔ اتنی مدت میں تو دل سیر ہو جانا چاہیئے، اگر وہ باز نہیں رہ سکتے اور زندگی کے اسی ایک شعبے کو حاصل زندگی تصور کرتے ہیں تو ان سے کہیئے کہ کسی ہوشیار ڈاکٹر یا حکیم کے پاس جائیں، اور کچھ عرصہ تک باقاعدہ علاج کرائیں وہ بہت سا علاج کر چکے اور فائدہ نہیں ہوا تو اسکے یہی معنی ہیں کہ کچھ پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں جو اتنی دور سے بیٹھے بیٹھے سمجھ میں نہیں آسکتیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اپنے عزیز سے مسکرات کا استعمال ترک کرائیے۔ یوں تو ضعف باہ کے صدہا نسخے موجود ہیں۔ مگر پیچیدہ امراض کیلئے کسی مقامی معالج کی خدمات حاصل کیجئے، میری جانب سے رسالہ ہمدرد صحت بابتہ ماہ ستمبر ۳۵ء جواب نمبر ۱۳ میں جو نسخہ شائع ہوا ہے اسکو بنالیں اور استعمال کریں، انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم ایس، اے مرزا حمید)

(ج) آپ لبوب الاسرار بقدر ۶ ماشہ میں دو چاول کشتہ قلعی ملاکر ہمراہ ماءاللحم نسخہ خاص دوآتشہ پانچ تولہ روزانہ صبح کو استعمال کریں۔ ترش و بادی اشیاء سے پرہیز ضروری ہے۔ جملہ ادویہ ہمدرد دواخانہ سے طلب کرلیجئے۔ کچھ عرصہ تک استعمال کرنے سے انشاءاللہ خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) آپ حبوب مقوی باہ کا استعمال کریں۔ انشاءاللہ کلی صحت ہوگی۔ نسخہ ۔ کشتہ فولاد تین تولہ، کشتہ سم الفار ۔ تولہ کشتہ نقرہ ایکتولہ، ست سلاجیت اصلی ایکتولہ، عنبر اشہب، مشک خالص ایک ایک ماشہ، کشتہ طلا نیم ماشہ، سبکو خساندہ پوست خشخاش میں کھرل کرکے دو دو رتی کی گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی روزانہ رات کو سوتے وقت دودھ کیساتھ استعمال کریں، مقوی باہ، مقوی اعصاب اور مقوی اعضائے رئیسہ ہیں، جریان کہنہ کو دور کرنے میں اکسیر ہیں۔ (حکیم ہمایوں)

(ہ) یہ گولیاں بنا کر اپنے عزیز کو استعمال کرائیں۔ اگر خدانخواستہ فائدہ نہ ہوا تو میں قیمت ادا کردونگا۔ نسخہ: ۔ مصطگی خالص قرنفل، مشک خالص ہر ایک ساڑھے چار ماشہ، خصیۃ الثعلب، خولنجان، عنبر اشہب، ہر ایک نو ماشہ۔ پنیر مایہ، شتر اعرابی ساڑھے تیرہ ماشہ، کوٹ چھانکر بقدر ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ کی گولیاں بنائیں۔ علی الصباح ایک گولی کھاکر اوپر سے شراب انگور یا شیر گاؤ یا آب نخود خام نوش کریں۔ خوراک چرب از قسم مغز گوشت مرغ، گوشت بٹیر۔ چنا وغیرہ ان میں سے جو ممکن ہو اور یہ لیپ بناکر عضو پر لگائیں، فرفیون پونے دو ماشہ، مشک خالص چھ رتی سوا دو چاول، عاقرقرحا ساڑھے تین ماشہ سبکو خوب باریک کرکے روغن خیری زرد گل میں ملاکر ایکدن مسلسل کھرل کرکے رکھیں۔ رات کو بقدر تین ماشہ قضیب کے اوپر لگاکر برگ پان لپیٹ دیں۔ اگر شدت لعوذ سے تکلیف ہو تو سرد پانی سے عضو کو دھو ڈالیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

۹) **وجع قضیب** : ۔ مویزج سیاہ، نخود سیاہ ایک ایک جز، بچھو سیاہ کی راکھ نصف جز تمام چیزوں کو باریک کرکے پانی میں پکائیں، اور لیپ کریں۔ انشاءاللہ دس روز میں فائدہ ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) یہ گانٹھ اغلباً کوئی چھوٹی سی رسولی ہے کسی ڈاکٹر کو دکھایئے اور اگر رسولی ہے تو اسے نکلوا دیجئے۔ بہت ہی معمولی سا اپریشن ہے جسمیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) یہ گانٹھ غالباً عضو پر سردی پہنچنے سے یا کسی اور غلط کاری سے بن گئی ہے۔ آپ طلاء مطول استعمال کریں۔ انشاءاللہ صحت ہوگی۔ نسخہ: ۔ عنبر اشہب، مومیائی کانی ہر ایک چھ ماشہ، روغن زیتون، روغن بلساں۔ روغن بیربہوٹی، روغن زلو، روغن زردی بیضہ مرغ، چربی شیر، چربی یا روغن سانڈہ ہر ایک ڈیڑہ تولہ، جو ہر کچلہ ایک رتی زعفران چار رتی، افیون ایک ماشہ، مشک خالص ایک ماشہ، مصطگی رومی ایکتولہ، سب کو ایک آتشی شیشی میں ڈال کر نرم آگ پر رکھیں۔ جب پگھل کر مل ہو جائیں تو خوب کھرل کریں کہ یک جان ہو جائیں اور حسب دستور مالش کیا کریں

(۹۶) **وجع المفاصل** :- ابھی آپ کا سوزاک اچھا نہیں ہوا ہے، سوزاک ایسا ہی مرض ہے کہ اُسے بظاہر آرام ہوجاتا ہے لیکن اسکے جراثیم جسم سے نہیں نکلتے اور مختلف جوڑوں کی سوزش اور درد کا باعث بنتے ہیں۔ آپ کچھ عرصہ تک سینٹل ووڈ کی گولیاں استعمال کیجیے، یا دقت نہ ہو تو کسی ماہر فن سے مشورہ کر لیجیے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) معجون سورنجان سات ماشہ ہمراہ شیرہ سورنجان شیریں پانچ ماشہ، بوزیدان چار ماشہ، قسط شیریں چار ماشہ، انجیر زرد تین عدد، بسفائج چار ماشہ، اسگند ناگوری تین ماشہ۔ تمام چیزوں کو پانی میں جوشدیکر دو تولہ گلقند سائیدہ ملا ئیں، اور معجون سورنجان کیساتھ صبح و شام استعمال کریں۔ سرخ مرچ اور غلیظ نفاخ چیزوں سے پرہیز کریں۔ اس نسخہ سے احتلام بھی رفع ہوجائیگا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) بیش مدبر، کچلہ مدبر، خولنجان، سیماب مصفےٰ، عقرقرحا، جند بیدستر، دارچینی، ہلدی خوردنی مساوی الوزن لیکر آب حرمل میں ملا کر گولیاں چنے کے برابر گولیاں بنائیں، اور چار گولیاں صبح و شام ہمراہ عرق سورنجان استعمال کریں۔ مجرب نسخہ ہے (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ رات کو سوتے وقت معجون اوجاع چھ ماشہ نیم گرم پانی کیساتھ استعمال کریں۔ ہمدرد دواخانہ کی بہت مفید چیز ہے، غلیظ مواد کو اجابت کی راہ خارج کرتی ہے قبض کشا بھی ہے قیمت بھی معمولی ہے، احتلام کیلئے قرص جریان مذکورہ بالا دواخانہ سے منگا کر استعمال کریں، بہروسہ کی دوا ہے۔ (حکیم ایس، اے، مرزا حمید)

(ہ) سوزاک کا زہر جسم میں سرایت کر چکا ہے، اور یہ درد اسی کی وجہ سے ہے، بھکڑہ دو تولہ، سبوس گندم چار تولہ، تخم کاہو کشنیز خشک، تخم بھنگ ہر ایک ایک تولہ مصری کوزہ آٹھ تولہ تمام چیزوں کو کوٹ چھان کر سفوف بنائیں، اور چھ چھ ماشہ صبح و شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں، سوزاک کا زہر جسم سے خارج ہوکر درد رفع ہوجائیگا۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۹۷) **ضعف معدہ و جگر** :- گمان غالب یہ ہے کہ آپکی تلی بڑھی ہوئی ہے، اور ملیریا کا اثر آپ کے جسم سے ابھی خارج نہیں ہوا ہے، مندرجہ ذیل نسخہ کچھ عرصہ تک استعمال کریجیے۔

فیرائی سلفاس	۲ گرین	یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ استعمال
ڈائلیوٹ سلفیورک ایسڈ	۱۰ بوند	کیجئے اور تینوں مرتبہ دوا کچھ نہ کچھ کھانیکے بعد پیجئے
کونین سلفاس	۲ گرین	خالی پیٹ پر نہ پیجئے، مناسب مقدار میں آپ گھی
میگنیشیا سلفاس	ایک ڈرام	مکھن، دودھ اور شکر سب چیزیں استعمال کرسکتے ہیں
لائکر آرسینی کیلس	۲ بوند	
پانی	اتنا کہ سب مل کر	ایک اونس ہو جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) معائنہ کی ضرورت ہے۔ (ڈاکٹر حکیم محفوظ عالم)

(ج) سرخ مرچ کے پتے بیس عدد پانی میں پیسکر قدرے نمک نوسادر ملا کر پلائیں، برگ مرچ کیساتھ آٹھ دس دانے کالی مرچوں کے بھی شامل کرلیں، انشاء اللہ چند روز کے استعمال سے صحت کلی ہو جائیگی۔ یا اسٹوورسل جو ایک پیٹنٹ دوا ہے کی ایک گولی روزانہ غذا سے نصف گھنٹہ پہلے پانی کیساتھ کھایا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(د) جناب نے مجھکو مخاطب فرمایا ہے حسب ذیل نسخہ جات بنا کر استعمال کریں۔ نسخہ:- اجوائن دیسی، حاما، سونف دیسی سونف رومی، سیسالیوس، جند بیدستر، تخم سویا، زراوند طویل، مصطگی، تگر کرویا، سب ہموزن کوٹ چھان کر سہ گن شہد میں معجون بنائیں، خوراک علی الصباح و شام کو چار ماشہ سے آٹھ ماشہ تک، اور حسب ذیل سفوف غذا کے بعد دونوں وقت استعمال کریں۔ نسخہ:- نمک سانبھر، چھٹانک، نمک لاہوری، نوشادر ہر ایک پانچ تولہ، ماشہ، نمک اندرائی تین تولہ، مرچ سیاہ تولہ پانچ ماشہ فلفل سفید ایک تولہ، ڈیڑھ ماشہ، ہینگ، سونف، سنبل الطیب، افتیمون دو ماشہ، اذخر ماشہ، تخم کرفس ایک تولہ

سوالات

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا
(۲) سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنے فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں۔
(۵) پانچ چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکیگا۔
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہر حال ہوگا۔ "منیجر"

---

(۱۰۱) میرے ایک ۴۳ سالہ عزیز کے عرصہ دو سال سے پیروں کے تلووں میں جلن اور درد کی شکایت ہے قبض بھی رہتا ہے اور پیشاب میں شکر بھی آتی ہے تلوے اس قدر ملائم ہو گئے ہیں کہ نماز چٹائی پر مشکل سے پڑھی جاتی ہے۔ تقریباً ہر موسم میں یکساں حالت رہتی ہے، قوت مردمی بھی کم ہے، داخلی اور خارجی سب علاج کر چکا، کوئی فائدہ نہیں اُمید ہے کہ اطباء کرام غور فرما کر بہتر علاج تجویز کر دینگے۔ (خریدار نمبر ۱۵۴۷)

(۱۰۲) مریض کی عمر ۴۵ سال ہے جسم اوسط درجہ کا ہے، چار سال قبل بیوی کا انتقال ہو چکا ہے، اسکے بعد تجرد کی زندگی گذار رہا ہو لیکن قلاع کی شکایت اسکو پندرہ بیس سال سے ہے، اب تو یہ حال ہو گیا ہو کہ مریض مصالحہ دار اغذیہ کھانے سے بالکل معذور ہے۔ زبان اور جبڑوں کا رنگ سفید مائل بسرخی ہے، زبان منہ سے باہر نہیں نکال سکتا، ہر چند علاج کیا لیکن سب بے نتیجہ التماس ہے کہ تشخیص مرض اور بہتر و مجرب نسخوں سے مطلع کیا جائے (خریدار نمبر ۲۰۹۰)

(۱۰۳) میرے ایک دوست کی بیوی کو ایام بلوغت سے ہی بے قاعدگی حیض کی شکایت ہے کبھی دو دو اور کبھی چار چار ماہ میں حیض جاری ہوتا ہے، اور وہ بھی کھلکر نہیں آتا، مریضہ کی جسمانی حالت نہایت اچھی ہے، عمر ۱۹ سال ہے۔ (خریدار نمبر ۴۴۳۳)

(۱۰۴) بال اُگانے کا نسخہ درکار ہے جس جگہ بال نہ اُگتے ہوں، لگانے سے ازسرنو نکل آئیں۔ (خریدار نمبر ۱۹۹۰)

(۱۰۵) خالص دیسی اجزا کے ایک ایسے نسخہ کی ضرورت ہو جسکے استعمال سے بال تمام عمر نہ پیدا ہوں اور جو جلد پر کسی قسم کا داغ بھی نہ ڈالے۔ (خریدار نمبر ۲۵۸۵)

(۱۰۶) ایک ۲۴ سالہ مریض کو پہلے تو اتوار کی صبح کو نزلہ و زکام ہوتا تھا اور پیر کی شام کو خود ہی رفع ہو جاتا تھا، ڈیڑہ سال تک اس طرح پابندی وقت کے بعد اب ایکسال سے جمعرات کی صبح کو نزلہ زکام شروع ہوتا ہے اور جمعہ کی شام تک رہتا ہے۔ بہت سے علاج کئے لیکن فائدہ ندارد، حکماء اسکے اسباب علاج پر روشنی ڈالیں۔ (خریدار نمبر ۱۹۲۳)

(۱۰۷) ایک شخص کی عمر بائیس سال ہے، مزاج گرم ہے، چار برس سے آنکھوں میں حسب ذیل شکایتیں ہیں۔ دہوپ میں بہت تکلیف ہوتی ہے تیز روشنی برداشت نہیں ہوتی، دہوپ میں رہنے اور چمکیلی چیز آنکھوں کے سامنے آجانے سے اور دوران مطالعہ میں سامنے چھوٹی چھوٹی چمکیلی چیزیں اُڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اور آنکھوں میں پانی بھر آتا ہے۔ اسکے بعد درد شروع ہو جاتا ہو اور بینائی سخت کمزور ہے، اسلئے حکماء کرام مجرب المجرب نسخہ تجویز کر دیں۔ اگر پیٹنٹ دوا نہ ہو، نسخہ قیمتی ہو تو مضائقہ نہیں۔

(خریدار نمبر ۱۵۰۳)

اس سے عضو کی تمام خرابیاں دُور ہوکر عضو فربہ و دراز بھی ہو جائیگا۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(د) آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ سوزاک یا جلق آتشک یا کثرت مجامعت یا کثرت احتلام کس حرکت میں زیادتی کے باعث یہ کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ اگر تفصیل سے اپنے مرض کی حالت تحریر فرمائیں تو انشاءاللہ تسلی بخش جواب دیا جائیگا۔

(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) آپ گانٹھ پر مرہم داخلیون اور مرہم زنبق دونوں ملاکر لگایا کریں۔ انشاءاللہ درد رفع ہو جائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۰۰) نزلہ و زکام :- آپ ایک مدت تک مچھلی کا تیل اگرمی، برسات، اور جاڑے ہر موسم میں استعمال کرتے رہیئے۔ خالص مچھلی کا تیل جس میں کہ کچھ اور دوائیں نہ ملی ہوں۔ سوا روپے یا ڈیڑھ روپے پونڈ بکتا ہے۔ اس لئے کافی سستا ہے۔ اسکے علاوہ گریمالٹ سیرپ جسے عام طور پر لال شربت یا شربت چونا بھی کہا جاتا ہے استعمال کیجئے۔ دونوں دوائیں ساتھ استعمال کیجا سکتی ہیں۔ مچھلی کا تیل شروع میں چائے کا ایک ایک چمچہ دن میں تین مرتبہ استعمال کیجئے اور اگر موافق آجائے تو آہستہ آہستہ مقدار بڑھاتے جائیے، ناموافق ہونے کی علامت یہ ہے کہ دست آنے لگتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آٹھ تولہ پوست خشخاش مسلم کو تین پاؤ پانی میں رات کو بھگودیں، علی الصباح ملائم آگ پر جوش دیں۔ جب ایک پاؤ پانی باقی رہے تو چھان کر دوبارہ صرف زلال کو پکائیں جب زلال گاڑھا ہو جائے تو اس میں دو تولہ مالکنگنی سائیدہ ملاکر گولیاں بقدر نخود بنالیں۔ ایک گولی علی الصباح روزانہ شیر گاؤ یا بکری کیساتھ استعمال کریں۔

نوٹ :- مقدار خوراک ایک ہی گولی کافی ہے۔ دو چار یوم کے استعمال سے شکایت کا ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ خمیرہ گاؤزبان عنبری استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(د) آپ ہمدرد دواخانہ دہلی سے خمیرہ نزلی جواہر والا منگوا لیجئے اور بقدر چھ ماشہ سے نو ماشہ تک بوقت خواب ہمراہ عرق گاؤزبان نیم گرم بیس یوم تک متواتر بلا ناغہ استعمال کریں ترش و ثقیل اور زیادہ سرد اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) نزلہ و زکام کیلئے سب علاج چھوڑ کر صرف ہمدرد دواخانہ کی مشہور و مستند دوا خمیرہ نزلی جواہر والا منگا کر استعمال کریں۔ اس مرض کیلئے اس سے بہتر کوئی دوسری دوا میں نے نہیں دیکھی۔ اسی کیساتھ قرص مثلث ایک دو عدد پانی میں گھسکر کنپٹی پر لگائیں۔ (حکیم ڈاکٹر ایس، مرزا اے حمید)

(و) نزلہ زکام کیلئے اکسیری نسخہ درج ذیل ہے۔ اسکو بناکر کام میں لائیں۔ نسخہ :- جوز ماثل مدبر ایک تولہ، ریوند چینی ایک تولہ صمغ عربی، کتیرا ہر ایک چھ ماشہ، مغز بہیدانہ تین تولہ، زنجبیل ۲ ماشہ تمام چیزوں کو یک جان کرکے قدرے پانی ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں، اور دو دو گولیاں صبح و شام ہمراہ شربت خشخاش استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

تصحیح :- جنوری ۱۹۳۸ء کے رسالہ ہمدرد صحت میں سوال نمبر ۸۲ کا جواب میری طرف سے شائع ہوا ہے، اسمیں زنجبیل بجائے دو ماشہ کے دو تولہ درج کردیگئی ہے، جو ایک مہلک غلطی ہے۔ ناظرین تصحیح کرلیں۔

(حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

بقیہ مضمون صفحہ ۲۸ پر ہے۔

بعد سکون ہوا، مگر طبیعت ایسی نازک ہوگئی ہے کہ اگر ذرا بھی تیزی سے حرکت کی تو فوراً درد شروع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹری علاج کیا، مگر بے سود بالآخر ایک پہلوان نے چند ادویہ کی پوٹلی روغن کنجد میں تر کرکے دی جسکی گرم گرم ٹکور سے ایک ہفتہ میں بالکل آرام ہوگیا، اسکے تقریباً ڈھائی سال بعد نہ معلوم درد پھر کیوں شروع ہوگیا پھر پوٹلی استعمال کیگئی، مگر مکمل نہ ہوئی، اب کسر یہ ہے کہ جب کبھی تیز چلتا ہو یا کسی اونچی جگہ مثلاً پل وغیرہ کی سیڑھی چڑھنا پڑتا ہے تو گلے میں سینے تک دھواں سا اٹھتا ہے جو کہ پہلے درد کا پیش خیمہ ہوا کرتا تھا) جب پانچ سات منٹ ٹھیر جاتا ہوں تو شکایت رفع

[illegible]

معجون سپاری پاک

خوص۔ باہ کو قوت دیتی ہی۔ سُرعت کو زائل کرتی ہے عورتوں کے جریان کی مخصوص دوا ہے۔ استقرار حمل میں ممد ہے۔ عورتوں کی عام کمزوری کو رفع کرتی ہی۔ نہایت مفید اور مجرب دوا ہی۔ ترکیب استعمال۔ ایک تولہ یہ معجون پاؤ بھر دُودھ کے ساتھ یا تنہا استعمال کیجاتی ہی۔ ترشی وبادیکا پرہیز۔ قیمت فی سیر صمہ، پانچ روپے فی تولہ ایک آنہ (۱، ر)

معجون حمل عنبری علویخانی

خوص۔ جن عورتوں کا حمل ساقط ہوجاتا ہو یا بچہ ام الصبیان میں مبتلا ہوکر ضائع ہوجاتا ہو۔ انکے لئے بہت مفید ہی۔ تیسرے مہینے حمل کے اس سے اسکا استعمال شروع کیا جائے پورے دنوں کے بعد بچہ پیدا ہوگا اور آفات سے محفوظ رہیگا۔ یہ معجون قیمتی اجزا سے بنائی جاتی ہی۔ عمدہ چیز ہی۔ ترکیب استعمال۔ ۵ ماشہ یہ معجون عرق گاؤزبان ۱۲ تولہ شربت انار شیریں ۲ تولہ یا تنہا پانی کے ساتھ صبح استعمال کیجائے قیمت فی سیر چالیس روپے

عرق رُوح افزا نمبر ۲۷۴

دل اور دماغ اور جگر کو نہایت قوت بخشتا ہی۔ معدہ کی ہر قسم کی خرابی کی اصلاح کرتا ہی اور ہاضمہ کو بیحد قوی کرتا اور اعلیٰ درجہ کا مشتہی ہے غذا کو جزو بدن بناتا۔ خون صالح کثرت سے پیدا کرکے چہرے کو خوشرنگ کرتا ہی۔ سستی اور کاہلی کو دُور کرکے طبیعت میں بشاشت اور شگفتگی اور جسم میں چستی و تازگی پیدا کرتا ہی۔ ہر قسم کے ضعف کو خواہ کسی وجہ سے ہو دفع کرتا ہی اور گئی ہوئی طاقت کو واپس لاتا ہے۔ مایوسین باہ کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہی۔ سالہا سال تجربہ کیا ہمیشہ تیر بہدف ثابت ہوا ہے۔ قریب قریب ہر مزاج پر یکساں فائدہ رکھتا ہے۔ بلا قید موسم استعمال کیا جاتا ہی۔ نہایت ہی جانفشانی اور خاص اہتمام سے تیار کیا جاتا ہی۔ قابل استعمال اور عدیم المثال

قیمت، فی بوتل تین روپے (سے ۳ ر)

ترکیب استعمال، ۲ تولہ میں ۹ ماشہ مصری ملاکر صبح یا سہ پہر کے وقت استعمال کریں۔ ترشی اور ثقیل چیزوں سے پرہیز +

عرق عنبر

خوص، اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہی غشی کو دُور کرتا ہی اور زائل شدہ قوت کو جلد واپس لے آتا ہی اور بواسیر او خون کی کثرت سے جو ضعف پیدا ہوجاتا ہی اسکو دُور کرتا ہی باہ کو قوت دیتا ہی فوری اثر کرتا ہی۔ ترکیب استعمال ۵ ماشہ عرق میں ایک تولہ شربت انار شیریں ملاکر پئیں یا دُوسری مناسب دوا کے ساتھ استعمال کریں۔ بادی و ترش اشیاء سے پرہیز۔ قیمت فی بوتل دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ ۸ ر)

(۱۰۸) ایک لڑکی (عمر ۱۰ سال) کے پاؤں پر تقریب چھ سات سال سے برص کے نشانات ہیں، اور کچھ بڑھتے بھی جاتے ہیں۔ براہ کرم حکمائے کرام خاص و مجرب نسخہ مع ہدایات پرہیز و میعاد علاج تحریر فرمائیں (خریدار نمبر ۲۶۴۰)

(۱۰۹) ۲۰ سالہ نوجوان بچپن سے آنکھوں کا مریض ہے، چھ سال سے چشمہ بھی استعمال کرتا ہے۔ آنکھیں پرانے رد ہوں اور گردوں کی وجہ سے ہمیشہ سرخ رہتی ہیں۔ موسم گرما میں زیادہ شکایت رہتی ہے۔ سینکڑوں یونانی ڈاکٹری دوائیں استعمال کیں لیکن سوائے عارضی فائدے کے کچھ نہ ہوا (خریدار نمبر ۳۷۹۰)

(۱۱۰) رُب بنانے کی ترکیبیں کیا ہیں۔ ذرا تفصیل سے بتائیں۔ (خریدار نمبر ۳۴۱۳)

(۱۱۱) جامع الادویہ میں نمک سیاہ تیار کرنے کی جو ترکیب لکھی ہے وہ بہت دقت طلب ہے کیا حکما کوئی آسان ترکیب بتا سکتے ہیں۔ (خریدار نمبر ۳۲۵۰)

(۱۱۲) عمر تقریباً ۲۵ سال ہے، شادی ہوئے تین سال ہوئے کوئی اولاد نہیں ہے، معدہ جگر اور مثانہ کمزور ہے۔ جریان وغیرہ کی بھی شکایت ہے۔ ورزش کرنے کے بعد اخراج رطوبت ہوتا رہتا ہے۔ اجابت کے بعد بھی چیپ دار قطرے نمودار ہوتے ہیں۔ گرم چیزیں اور زیادہ اخراج کا باعث ہوتی ہیں۔ (خریدار نمبر ۱۸۲۱)

(۱۱۳) میرے ایک عزیز دوست کی ۱۹ سالہ اہلیہ کی تندرستی اچھی خاصی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ سے ان کے چہرے پر سیاہ بدنما داغ پڑ گئے ہیں اور پستان بھی خشک ہو گئے ہیں (خریدار نمبر ۳۷۹۹)

(۱۱۴) ایک مریض، ۲۰ سالہ جسم نہ زیادہ فربہ نہ لاغر، ایک عرصہ سے دائمی قبض اور بدہضمی میں مبتلا ہے۔ ابتداً ان سے کوئی اور خاص شکایت پیدا نہیں ہوئی، مگر اب رفتہ رفتہ خفقان اور اختلاج قلب کی شکایت رہنے لگی ہے کھانے کے تین گھنٹے بعد اکثر ہاتھ پاؤں سرد ہو کر اختلاجی دورہ پڑتا ہے۔ گرم نمکین پانی پی کر قے کر ڈالنے سے ترش مادہ نکلتا ہے اور طبیعت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ شدت قبض اور بدہضمی میں صبح کے وقت پیشاب سے قبل ایک سفید رطوبت خاصی مقدار میں خارج ہوتی ہے۔ مزاج گرم ہے شادی ہو چکی ہے، نیند خوب آتی ہے، اور درد سر کبھی نہیں ہوتا۔ (خریدار نمبر ۲۸۵۴)

(۱۱۵) میری والدہ کی آنکھوں میں اوپر والی پلک کے اندرونی حصہ میں اکثر بال نکلتے ہیں جن سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے دانے بھی نکلتے ہیں اطبائے کرام سے التماس ہے کہ کوئی سہل العمل علاج تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۴۸۰)

(۱۱۶) میری ۵۳ سال ہے، سولہ سال کی عمر میں سوزاک ہوا، پھر کبھی یہ تکلیف نہیں ہوئی، اب سات برس سے نزلہ و زکام لاحق ہے گرمی میں زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ناک کبھی کبھی بند ہو جاتی ہے، گھٹنے و ٹخنے میں درد ہو جاتا ہے۔ درد زیر ناف اٹھتا ہے فوطہ میں ہو کر گردہ و کمر تک جاتا ہے، ڈھائی تین گھنٹے میں خود کم ہو کر آرام ہو جاتا ہے۔ کیا ہلیلہ سیاہ کا ورد یکسالہ مناسب ہو گا۔ (خریدار نمبر ۳۴۰۴)

(۱۱۷) میرے ایک تیس سالہ عزیز کو سترہ سال سے مرگی کے دورے پڑتے ہیں۔ وقت مقرر نہیں کبھی پے در پے دورے پڑتے ہیں، دورے کے وقت انگوٹھوں کی رگیں پھڑکتی ہیں اور مریض چیخیں مارتا ہے، اور چہرہ سرخ سیاہی مائل ہو جاتا ہے، متعدد علاج کئے لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ (خریدار نمبر ۳۳۱۹)

(۱۱۸) کشتہ سیم جاذب سیماب کی اشد ضرورت ہے جس قدر زیادہ سیماب کو گرفت کرنے والا ہو اسی قدر بہتر ہے ترکیب آزمودہ اور مجرب ہونی چاہیئے (خوراکی ہونے کی شرط نہیں) (ڈاکٹر عبدالحمید چغتائی)

(۱۱۹) میرے تین سالہ بچہ کو پانچ ماہ ہوئے کہ ڈبل نمونیہ ہو گیا تھا اب بفضلہ بالکل تندرست ہے مگر اس کا حافظہ نہایت کمزور ہے ممکن ہے کہ وہ پیدائشی کمزور ہو، مگر بیماری سے قبل کبھی محسوس نہیں ہوا اور اب نمایاں طور پر ظاہر ہے حکیم و ڈاکٹر صاحبان کوئی ایسی دوا یا غذا تجویز فرمائیں جس سے اس کی یہ شکایت رفع ہو جائے (خریدار نمبر ۳۳۸۲)

(۱۲۰) میری عمر ۴۸ سال ہے کسی نشی چیز کا عادی نہیں ہوں ۱۹۲۹ء میں ایک دفعہ سخت جسمانی مشقت کے بعد فوراً ہی آدھ سیر ٹھنڈا دودھ پی لیا گیا تھوڑے عرصے بعد سینے اور بازوؤں میں سخت درد ہونے لگا، گرم چائے استعمال کی گئی اور سینکا بھی گیا، تقریباً دو گھنٹے کے

بقیہ مضمون صفحہ ۴۶ پر ملاحظہ کیجئے

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی،

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طبِ یونانی کیلیے باعثِ فخر ہیں،
اور بداندیشوں اور نقالوں کیلیے موجبِ اضطراب و پریشانی



دُنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل منظم دَوَاخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز ایکسیلنسی یمین السلطنت راجہ راجایان مہاراجہ بہادر سرکشن پرشاد جی سی آئی ای
صدرِ اعظم مملکتِ آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو رہنمایانِ ملک کی موجودگی میں فرمایا

اکسیر شفا رجسٹرڈ

ہر قسم کے جنون کیلئے دنیا میں بہترین دوا ہی اسکی بےنظیر فوائد کو تسلیم کیا گیا ہی جنون کے عوارض میں بہت جلد تخفیف ہو جاتی ہی جنون جو اختناق الرحم (یا گولہ) کیوجہ سے ہو اسکے لئے عجیب وغریب چیز ہی۔ اس دوا کی مدت استعمال مرض کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہو لیکن عام طور پر زیادہ سے زیادہ چالیس روز کا استعمال پورے فائدے کے لئے کافی ہے +

ترکیب استعمال۔ ایک قرص صبح کو شربت روح افزا ۲ تولہ کے ساتھ استعمال کرائیں اگر شربت نہ مل سکے تو صرف پانی کے ساتھ استعمال کریں +

قیمت فی قرص تین آنہ (۳ر)

روغن اکسیر خنازیر (رجسٹرڈ)

یہ روغن خنازیر (کنٹھ مالا) کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہی نوے فیصدی خنازیری مریض اس دوا سے صحتیاب ہوگئے ہیں خنازیری گلٹیوں کو چند روز میں تحلیل کر دیتا ہی۔ ترکیب استعمال۔ بقدر ضرورت یہ روغن گرم کرکے پندرہ منٹ تک مالش کریں اسکے بعد ارنڈ کا پتہ یا پان گرم کرکے باندھ دیں + قیمت فی شیشی ایک مریض کے لئے کافی ہے تین روپے (سے)

معجون مقوی وممسک

یہ معجون قوت مردمی کیلئے حیرت انگیز ہی۔ بے انتہا ممسک ہی۔ پہلی ہی خوراک میں اپنا اثر دکھاتی ہی۔ باہ میں اندازہ سے زیادہ اضافہ کرتی ہی۔ دل عیش ونشاط کا مرکز بنجاتا ہی۔ ناکارہ اور عاقبت نااندیش لوگوں کو زندگی کا سچا لطف حاصل ہوتا ہی۔

ترکیب استعمال۔ ایک ماشہ رات کو سوتے وقت پاؤ بھر دودھ کے ساتھ استعمال کریں +

قیمت فی تولہ ایک روپیہ (عہ)

طلا الماس

ہیرے کا مشہور اور بےنظیر طلا

یہ عجیب وغریب ہی جسکے فوائد کا چرچہ عام ہی ہیرے جیسے قیمتی اجزاء سے خاص اہتمام کے ساتھ تیار کیا جاتا ہے عضو مخصوص کی ہر قسم کی خرابی رفع کرنے میں عدیم المثال ہی سست اور بیکار اعصاب از سر نو تازہ ہو جاتے ہیں کجی۔ لاغری۔ کمزوری کو جلد رفع کرتا ہی۔ اس کے چند روزہ استعمال سے مریض غیر معمولی قوت محسوس کرنے لگتا ہے + ترکیب استعمال۔ ایک گولی کا لعاب دہن میں گھسکر حشفہ اور سیون چھوڑ کر لگائیں اوپر سے پان باندھ دیں۔ دوران استعمال میں جماع سے قطعی پرہیز +

قیمت فی گولی چار روپے (للعہ)

ماہوار مصورِ صحی رسالہ

ہمدردِ صحت

بیادگار

شہیدِ فنِ ہمدردِ خلائق حکیم حافظ عبدالمجید مرحوم دہلوی

بانیِ ہمدرد دواخانہ دہلی

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقامِ اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں - دہلی

سالانہ ایک روپیہ

قیمت فی پرچہ

مارچ ۱۹۳۶ء

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proved of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.



PRICE:

Special Edition As. 12. Ordinary Edition As. 8.

EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SUBSCRIPTION YEARLY ONE RUPEE, HALF YEARLY TEN ANNAS.

SINGLE COPY 2 ANNAS

جلد (۲۹) | مارچ ۱۹۳۶ء | نمبر (۹)

فہرست مضامین

عکسی تصاویر
(۱) مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ،
(۲) ڈاکٹر اے، ڈبلیو، ہیری ڈاٹریٹ (امریکہ)
(۳) حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی

قیمت سالانہ ایک روپیہ — فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱ ۱/۲) — ممالک غیر سے تین شلنگ

عید آئی

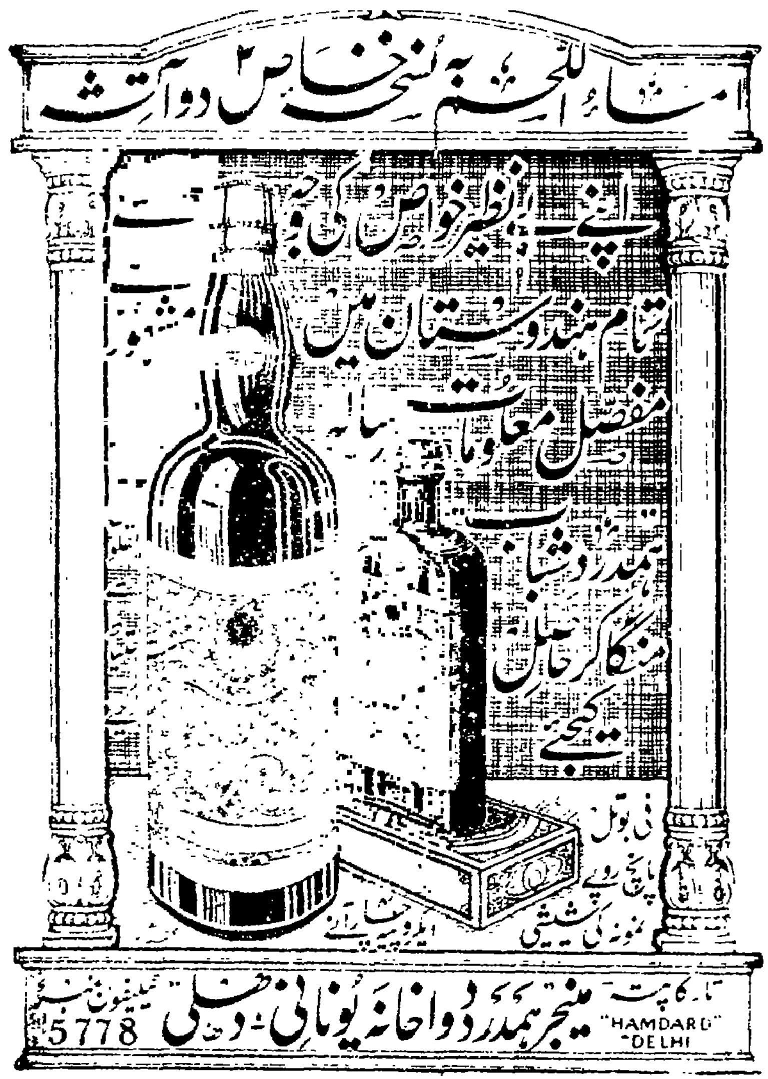
مفلسوں اور کنگالوں کی عید ہی کیا؟ اور پھر اُن میں سے اُنکی جو بیمار اور آزاری ہیں! ملک اور قوم کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جدہر نگاہ اُٹھا کر دیکھئے بھوک، فاقہ، پھٹے ہوئے اور غلیظ چیتھڑے، اور ہزار طرح کے دُکھ درد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ عید نام ہے خوشی اور شادمانی کا۔ کیا ایسے دلوں میں بھی خوشی و مسرت کا گذر ہو سکتا ہے؟

لیکن نہیں، برس کے برس زبان سے ایسے مایوسانہ کلمے نکالنا مناسب نہیں۔ بارگاہ ایزدی سے ناامید ہونا کفر ہے۔

خدا کرے کہ یہ عید ہمارے اور آپکے سب کیلئے مبارک ثابت ہو!!

از من و از جملہ جہاں آمین باد

نیاز کیش
مدیر


اپنے بے نظیر خواص کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں
مشہور ہے
مفصل معلومات رسالہ
ہمدرد شباب
منگا کر حاصل
کیجئے
فی بوتل
پانچ روپے
نمونے کی شیشی
5778
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
"HAMDARD"
DELHI


معجون شباب آور
قوت مردی اور دل و دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

ادھر تو فراہم کرنے والے رسائل مضمون نگاروں پر تقاضہ پر تقاضہ اور خط پر خط بھیجنا شروع کر دیتے ہیں اور جن اصحاب کے رسائل کا بوجھ بہت حد تک خود ان کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ وہ بیچارے روشنائی کی شیشیاں اور سلپ کافی تعداد میں منگوا کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اس طرح جب مضامین کی ایک خاص مقدار اور اوراق کی ایک معینہ تعداد پوری ہو جاتی ہے تو کوئی اُسے "سالنامہ" سے تعبیر کرتا ہو اور کوئی اسکا نام "سالانہ نمبر" رکھ دیتا ہے۔ کسی کے ہاں وہ سالگرہ نمبر بنجاتا ہو اور کوئی اسکی لوح پر "اشاعت خاص" لکھ دیتا ہے، کوئی اسے ایک موضوع سے مختص کر کے "روسی ادب نمبر" یا "جاپان نمبر" یا "کیمیا نمبر" یا "اطفال" نمبر وغیرہ ناموں سے موسوم کر دیتا ہے۔ اپنی زبان کے رسائل کی یہ سرگرمیاں دیکھکر ہر شخص کو قدرتی طور پر مسرت ہونی چاہیئے۔ یقیناً اس قسم کی کوششیں علم و ادب کی ترقی کے لئے لازمی ہیں۔ ہم بھی بحیثیت ایک ادنیٰ علمی خدمتگزار کے ان مساعی کی اطلاع سے مسرور ہیں۔ اور اسکو علم و ادب کی ترقی کیلئے ایک نیک فال سمجھتے ہیں لیکن ہم اس "سالنامگی" یا "سالنامہ گردی" کو محض ایک رسم بنا دینے کے سخت مخالف ہیں کیونکہ اس سے نہ صرف قوتوں کے ضیاع ہی کا خطرہ ہے بلکہ یہ چیز ہمارے سرمایہ علم و ادب میں بے نتیجہ اور غیر ضروری اجزا کا غیر معمولی انبار لگا دینے کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

ہماری صحافت کی موجودہ رفتار پر جن لوگوں کی نظر ہے وہ اس چیز کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا یہ خیال محض بے بنیاد نہیں ہے بلکہ اس میں دلائل و شواہد کا کافی دخل ہے۔ ہمیں اس وقت ادبی یا علمی رسائل میں سے ایک ایک کا نام لیکر اُس پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ ہم جو کچھ یہاں عرض کرنا چاہتے ہیں وہ بحیثیت کلی ہوگا۔

ہمارے خیال میں سالناموں اور نمبروں کی محافل کے کثرت انعقاد کے عموماً دو اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) ادارہ کی نقل کوشی اور غیر معمولی خواہش ازدیاد اشاعت۔

(۲) ناظرین کا نعرۂ هَلْ مِنْ مَّزِيد

لیکن ارباب نظر کے نزدیک یہ دونوں اسباب ترقی علم و ادب کیلئے ہرگز صحیح محرکات نہیں کہے جا سکتے۔

جب کسی خاصے بھلے چنگے آدمی میں صحافت کے میدان میں قدم رکھنے کی حرکت دو دیہ "شروع ہوتی ہو اور وہ بالآخر اس میں قدم رکھ ہی دیتا ہے تو علی العموم یہ ہوتا ہے کہ اسکو اس سے پہلے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا (یہ ہندوستانی صحافت خصوصاً اردو صحافت کا ذکر ہے جہاں اخبار یا رسالہ نکالنا کچھ کما کھانے کا ذریعہ بنا ہوا ہے) پس رسالہ نکال ڈالنے کیلئے کاغذ کے دس پانچ رم منگالئے، چھپائی کیلئے اپنے کسی ملنے والے سے کسی پریس کے مالک کے نام ایک سفارشی چٹھی لکھوالی اور بالائی اخراجات کے لئے ادھر اُدھر سے دو چار اشتہار مانگ لائے، پھر ایڈیٹر صاحب نے مضمون نگاری کی طرف توجہ فرمائی اور ایک "بلند پایہ ماہنامہ" خدمت علم و ادب کے بے پایاں جذبہ سے سرشار ہو کر اس جہل آباد ہندوستان میں بہت زور شور کیساتھ پیش فرما دیا۔ پرچہ کے کچھ نمونے باہر بھجوا دیئے۔ کچھ اپنے دوستوں میں تقسیم کر کے خریداروں کی فراہمی کیلئے ان پر زور ڈالا۔ اب امید تھی کہ ہر طرف سے چندہ کی ریل پیل شروع ہو جائیگی لیکن ؏ خود غلط بود آں چہ ما پنداشتیم - ہر روز ڈاکیہ کا سخت انتظار کرنے کے بعد بمشکل سے مہینہ بھر میں دو چار منی آرڈروں کی صورتیں نظر آئیں کچھ نہ کچھ سہارا ہوا، دوسرے مہینہ کے رسالہ کیلئے پھر کر ہمت باندھی کاغذی سے کسی نہ کسی طرح کاغذ کے رم اُدھار لے آئے۔ مطبع والے کو آئندہ ماہ کچھ دینے کا وعدہ کیا۔ اشتہاریوں سے بھی کچھ ملا کچھ نہ ملا بہر حال لے دیکر دوسرا نمبر بھی شائع کر دیا۔ لیکن یہ "اقتصادی "مہارت خاص" تا بکے؟ اس بے مائگی نا تجربہ کاری بے مقصدی اور بے استقلالی کے جو نتائج ہونے چاہئیں بالآخر ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا یہ پیدائشی بلند پایہ ماہنامہ چند ہی مہینہ میں ہمکو داغ مفارقت دیجاتا ہے۔ یہ ذکر تو ان "صحیفوں" کا ہے جنکو حقیقتاً صحافت سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اب رسالے جو ذرا سوچ سمجھکر نکالے جاتے ہیں اور اپنے سامنے کچھ نہ کچھ پونجی بھی رکھتے ہیں، وہ بھی ان تلخ حقائق سے دوچار ہوتے ہیں۔ بالآخر ہر صاحب رسالہ کے سامنے (غریب اردو صحافت کا ذکر ہے) ایک نہ ایک وقت ایسا ضرور آتا ہو کہ اسکو اپنے اعمال اور اپنی رفتار کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ بس اس مقام جائزہ سے ہی بعض صورتیں ایسی بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو معیار صحافت کے منافی ہوتے ہیں اور جنکا رُخ علم و ادب کی حقیقی ترقی کی طرف نہیں رہتا۔

اس وقت ہمارا اشارہ ادارہ کی نقل کوشی اور غیر معمولی خواہش ازدیاد اشاعت کی طرف ہے۔ بحیثیت مجموعی نہ تو نقل ہی کو بے معنی کہا جا سکتا ہے نہ خواہش ازدیاد اشاعت ہی کوئی گناہ کبیرہ ہے لیکن اگر بہ نظر تعمق دیکھا جائے تو یہ بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اگر صحافت

اِشارات

تعجیل

عید الضحےٰ غالباً ۵ ,مارچ کو ہوگی ۔ رسالہ کبھی ہر مہینے کی پانچ ہی تاریخ کو شائع ہوتا ہے اس لئے بنظر سہولت ناظرین کا یہ رسالہ دو روز پہلے شائع کیا جاتا ہے۔ تقریباً تین سال سے رسالہ ٹھیک مقررہ وقت پر شائع ہوجاتا ہے اور آج تک تعویق نہیں ہوئی البتہ تعجیل ضرور ہوئی اور عید الفطر کے موقعہ پر رسالہ دس روز پہلے شائع کر دیا گیا تھا لیکن ہمدرد صحت کے ناظرین اب وقت کے اس قدر پابند ہوگئے ہیں کہ ان کو یہ تعجیل بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی ۔ چنانچہ عید الفطر کے موقع پر ہمارے پاس اس سلسلہ کے کئی خط آئے ۔ ایک مہربان نے لکھا تھا کہ " آپ نے رسالہ وقت سے پہلے شائع کرکے میرے پروگرام میں گڑبڑ پیدا کردی میں ہمدرد صحت کی ایک ایک سطر پڑھنے کا عادی ہوں ۔ مطالعہ کیلئے مسلسل وقت نہیں نکال سکتا ۔ اس لئے ایک مہینہ میں تدریجاً ایک ایک دو دو صفحہ کرکے ختم کرتا ہوں ۔ رسالہ جلدی آجانیکی وجہ سے طبیعت تازہ پرچہ ہی دیکھنا چاہتی ہے " ہمکو خود اس کا تھوڑا بہت احساس تھا لیکن اس قسم کے خطوط آنیکے بعد تو یہ احساس اور بھی زیادہ ہوگیا ہے ۔ لیکن کیا کیجئے ، واقعہ یہ ہے کہ مجبوریاں ہر بشر کیساتھ آخر لگی ہوئی ہیں کچھ لوگ اگر تاخیر کی عادت سے مجبور ہیں ، تو ہم کبھی کبھی تعجیل کیلئے ہی مجبور ہوجاتے ہیں ، بہر حال ناظر موصوف کی شکایت بالکل نئی ہے اسی لئے ہم اور کسی وجہ سے نہیں تو اس جدت ہی کی وجہ سے معذرت خواہ ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ اول تو ایسا موقعہ شاید اب آئیگا ہی نہیں ، اور اگر کبھی ہم مجبور ہی ہوگئے تو ان کا رسالہ دفتر میں روک لیا جائیگا ، اور اُسکو باہتمام وقت پر ہی حوالہ ڈاک کر دیا جایا کریگا۔

مسئلہ اصلاح و تجدید

اس مسئلہ پر جو بحث از سر نو مرحوم کرنل بھولا ناتھ کی وجہ سے معرض وجود میں آئی تھی ۔ اسکے متعلق اب صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اسکو ابھی جاری رکھا جائیگا کیونکہ وہ کرنل مرحوم کی ذات سے متعلق نہیں تھی بلکہ اس بحث کا نقطہ حقیقتاً طب قدیم ہے اور بفضلہ طب قدیم ابھی زندہ ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی زندہ رہیگی ، اسی وجہ سے یہ بحثِ اصلاح بھی موجود رہنی چاہیئے ۔ اس سلسلہ میں ناظرین اس اشاعت میں فاضل گرامی حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب کا کوئی مضمون نہیں دیکھیں گے ۔ اس کی وجہ ہے کہ موصوف آجکل حیدر آباد کی طبی کمیٹی کے جلسوں میں شریک ہیں ۔ اور وہاں بھی وہی کام کر رہے ہیں جو یہاں کر رہے تھے ۔ انشاء اللہ آئندہ ماہ سے یہ سلسلہ پھر شروع ہوگا ۔

انتقاد

دو تین مہینے سے ان کتابوں اور رسالوں پر بھی اظہار خیال نہیں کیا جاسکا جو دفتر میں آئی ہوئی ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ یہاں وقت کی قلت کیساتھ تنگئی داماں کی شکایت بھی تو لاحق ہے ۔ بہت غور کرنیکے بعد بھی اس مرض کا کوئی علاج سمجھ میں نہیں آتا رسالہ کے صفحات اگر خالی نظر آئیں تو ان کو کالا کرنیکی کوئی نہ کوئی صورت تو اختیار کیجائے ۔ اس اشاعت میں انتقاد کیلئے بمشکل کچھ صفحات نکالے گئے ہیں لیکن ابھی بہت کچھ اظہارِ خیال کیلئے رکھا ہوا ہے ۔ انشاء اللہ آئندہ یہ سلسلہ پابندی سے قائم رہیگا اور جو واقعی شکایات ہمارے مہربانوں کو پیدا ہوجاتی ہیں ۔ اب نہیں پیدا ہونگی ۔

ہمارے سالنامے اور خاص اشاعتیں

میدان صحافت میں علمی کام کرنیوالوں کا اب یہ کچھ دستور سا ہوگیا ہو کہ ہر سال کبھی یک مہینہ میں معمول سے کچھ زیادہ کام کرنے میں دو تین رسائل کی نقل کرکے اپنے رسالہ کے اوراق پر کرنے والے متفرق رسائل کی ورق گردانی اور دیکھ بھال زیادہ کر دیتے ہیں ۔ اور مضمونوں کو

[illegible] صورت ہے کہ ان مضامین کا کوئی خاص واسطہ نہیں ہوتا۔ اس صورت حال کا جو نتیجہ نکلنا تھا نکلا۔ اگر یہی صورت باقی رہی تو جو تاریخ آئندہ لکھنے والے ہیں وہ بھی [illegible] ہو کر رہیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مدیر و ناظر دونوں ہی اپنے طریق عمل پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اپنی زبان کی صحافت کیلئے مزید مشکلات پیدا کرنیکا سبب نہ بنیں۔

ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص!

ہمدرد صحت بھی ایک ماہانہ رسالہ ہے اور تقریباً پونے تین سال سے میدان صحافت میں گامزن ہے۔ ماہانہ رسالہ کیساتھ سالنامہ یا اشاعت خاص بھی نکالتا ہے، لیکن ارباب نظر دیکھ رہے ہونگے کہ اُس نے ابتداہی سے عام روش پر چلنے سے ہمیشہ احتراز کیا۔ اس نے ترتیب و تبویب میں جدت کو رہنما بنایا۔ صحافت طب کی عام مقبولیت میں جو چیزیں حائل تھیں ان پر غور کیا اور اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کی، اسی کیساتھ ساتھ اور جو چیزیں رسالہ سے تعلق رکھتی تھیں یا رکھ سکتی ہیں ان پر بھی غور کا ایک نیا انداز پیدا کیا۔ یہ نئے اسلوب صرف ماہانہ اشاعتوں پر ہی ختم نہیں ہو گئے بلکہ اگر نفس سالنامہ یا نفس اشاعت خاص کے اختیار سے قطع نظر کر لیا جائے تو یہ چیزیں بیشتر اشاعت ہائے خاص میں ہی نمایاں نظر آئینگی۔ ہمدرد صحت کی اشاعت ہائے خاص کے متعلق تو یہ بالطمینان کہا جا سکتا ہے کہ وہ کم سے کم صحافت طب میں تو ایک نئی چیزیں تھیں۔ خواہش ازدیادِ اشاعت کوئی معیوب بات نہیں لیکن ہمدرد صحت میں کبھی یہ جذبہ غیر معمولی یا غیر محدود نہیں ہوا کیونکہ اس کا نتیجہ لازماً اُسکے معیار پر پڑتا تھا۔

ناظرین کے نعرۂ ہل من مزید سے بھی ہمدرد صحت محفوظ و مامون رہا۔ اس لئے کہ یہاں نعروں کی مزید گنجائش ہی نہیں تھی اور جو کچھ زیادہ سے زیادہ ادارہ کی طرف سے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا سکتا تھا اُس کو پیش کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا گیا اور یہ ایک ایسی صورت تھی جس کو ہر معمولی سمجھ کا انسان بھی کسی دقت کے بغیر محسوس کر کے سمجھ سکتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد ناظرین غور فرمائیں کہ جو تحریک ہمدرد صحت کی اشاعت خاص نکالنے پر ہمکو آمادہ کر دیتی ہے وہ کیا ہے؟ اگر ہم سے اسکا جواب طلب کیا جائے تو ہم بلا تامل عرض کرینگے کہ وہ محرک ایک ایسا محرک ہے جو حقیقتاً ہر صاحب رسالہ کیلئے محرک ہونا چاہیئے، اور ہماری اشاعت خاص کا مقصد بھی وہی ہے۔ جو ہر سالنامہ یا اشاعت خاص نکالنے والے کا مقصد ہونا چاہیئے۔ اور سچ پوچھیے۔ تو ہمارا مقصد ذاتیات کے حدود میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جب تقریباً ایک سال تک ایک ہی قسم کا چکر کاٹتے کاٹتے ہماری طبیعت اُکتا جاتی ہے۔ اور اُس کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایک نیا میدان تلاش کیا جائے۔ تو اُس وقت ہم اشاعت خاص کو جولانگاہ طبیعت بنا کر اپنی تشفی و تسکین کا سامان فراہم کر لیتے ہیں۔

بقدر شوق نہیں ظرف تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیئے وسعت مرے بیاں کیلئے

اور اس سلسلہ میں اگر کوئی فائدہ ملک و فن کو پہنچ جاتا ہے تو اُسکو ضمنی اور ثانوی مقصد سمجھ لیجیے۔

موضوع مارچ کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ آج دوسری تاریخ بھی ہو گئی۔ اور آئندہ اشاعت خاص کیلئے صرف چار مہینے باقی ہیں مگر گذشتہ سال غالباً ہم نے اپریل کے مہینے میں موضوع کے انتخاب فیصلہ کیا لیکن تجربے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہم کو اس فیصلہ میں عجلت سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک ایسے اہم مقصد کیلئے دو تین مہینے کی مدت قطعی ناکافی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ دائرہ عمل بہت ہی وسیع ہو۔

"ہمدرد صحت" کی اب تک دو خاص اشاعتیں پیش کی جا چکی ہیں۔ پہلی کا موضوع "تجدید و اعادہ شباب اور درازی عمر" تھا اور دوسری کا "اطفال" تھا۔ یہ دونوں موضوع ضرورت و مقصد کے لحاظ سے مناسب و موزوں تھے۔ ایک میں اگر مردوں اور ضمناً

یا کسی اور شکل میں نقل ہی کو رہنما ان لیا جائے تو سرے سے اس عمل یا اس تحریک [illegible] صحافت [illegible] کا
مقصد ہی تکمیل کیلئے ایک چیز موجود ہے تو پھر کسی اور کسی دوسری چیز کی پیدائش بالکل غیر ضروری ہے [illegible] ہم دیکھتے ہیں کہ [illegible]
صحافت میں نقل کے جراثیم اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ اب امکان سے چھٹکارا پانا ہی مشکل نظر آتا ہے۔ باستثنا چند [illegible] بہت سے رسالے میں
ایک ہی قسم کی باتیں ملیں گی بعض بعض جگہ تو یہ نقل اس قدر تکمیل اختیار کر لیتی ہے کہ نام کے سوا اور کوئی چیز مابہ الامتیاز باقی ہی نہیں رہتی۔
اگر مشترک نام رکھ لینے میں کوئی پابندی عائد نہ ہو تو ممکن ہے کہ یہ اتنا سا پردہ بھی اُٹھ جائے اور پھر ہر علمی رسالہ کا نام "معارف" اور ہر ادبی
رسالہ کا نام "شاہکار" ہو جائے اس وقت تو واقعی اشتراک یکسانیت کا وہ کارخ بلند پیدا ہو جائے جہاں پہنچ کر حضرت امیر خسروؒ نے بیساختہ فرمایا تھا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

جب ایک غیر مطمئن ایڈیٹر اپنے ماحول پر نظر ڈالتا ہے اور اپنے افعال کا جائزہ لیتا ہے اور اسی کیساتھ جب وہ کسی مطمئن اور کامیاب مدیر کے حالات
دیکھتا اور سنتا ہے تو لامحالہ اس کو ان اسباب و عوامل کی تلاش ہوتی ہے جنہوں نے آخر الذکر کی زندگی کو اسکے خیال میں یہ حال کر رکھا ہے اس وقت
عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ وہ ان موجبات پر تنقید و تبصرہ کرنے اور ان میں ایک نئی راہ پیدا کرنیکی بجائے ان چیزوں کو بطور نقل سامنے رکھ لیتا ہے
اور بالکل وہی کیا جاتا ہے جو ابتک کوئی شخص کر رہا ہے یا پہلے کیا جا چکا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس نقل گردی نے ہماری صحافت کو ایک بے رنگ، بے مزہ، اور بے کیف افسردہ بنا دیا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے
کہ اصحاب ذوق کی خاطر خواہ تسکین و تشفی کا سامان بن سکے۔

نقل گردی کے ان عام مظاہروں میں سے ایک مظاہرہ سالنامے اور خاص اشاعتیں بھی ہیں ہمیں اس موقعے پر یہ کہنے میں
بالکل تامل نہیں ہے کہ ان میں سے بہت کم مذکورہ بالا ناموں سے منسوب کرنیکے قابل ہوتے ہیں ورنہ باقی سب نقل کی کارفرمائی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

اشاعت بڑھانیکی خواہش بھی ہرگز قابل اعتراض نہیں کہی جا سکتی لیکن اور خواہشات کی طرح جب یہ بھی حد اعتدال سے بڑھ جائے
تو اس وقت اسکے بھی المناک نتائج سالناموں کی صورت میں نکلتے ہیں، ممکن ہے کہ اس قسم کے "سالنامے" اپنے رسائل کی اشاعت میں کچھ
اضافہ کر لیں لیکن ان کو یقین رکھنا چاہیئے کہ علم و ادب کو ان کی ان سرگرمیوں سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔

یہاں تک تو بیچارے مدیروں کی جد و جہد اور کاوشوں کا تذکرہ تھا اب انکی مجبوریوں کا بھی پاس کرنا چاہیئے ان مجبوریوں میں
سب سے بڑی مجبوری جس کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور جو سالناموں کی تخلیق میں بے محابا ممد ہوتی ہے رسالے کے قارئین کرام کا نعرۂ ہل من مزید
ہے، خریداروں کو یہ سوچنے کی تو ضرورت نہیں کہ غریب مدیر کا کن کن مشکلات سے واسطہ ہے۔ ہر مہینے کی کچھ تاریخیں کس طرح اسکے لئے آفت
جان ہوتی ہیں، روپیہ کے انتظام کیلئے وہ کہاں کہاں در بدر مارا مارا پھرتا ہے۔ اسکے علاوہ رسالہ کی ترتیب مضمونوں کی فراہمی کاتب
پریس اور دفتر وغیرہ کی گوناگوں مشکلات ہمیشہ اسکا تعاقب کرتی رہتی ہیں۔ لیکن ناظرین عظام کا تقاضہ یہی رہتا ہے کہ "کچھ اور لائیے" "رسالہ
کی ضخامت میں کمی ہے اسکو بڑھا دینا چاہیئے" "تصاویر کا اچھا انتظام ہے لیکن انکی تعداد کم ہوتی ہے" "کیا رنگین تصاویر کا مزید اہتمام
نہیں ہو سکتا؟" "رسالہ کیلئے فلاں صاحب کے مضامین کا اور بندوبست کیجئے" "فلاں رسالے نے اپنے خریداروں کو ڈیڑھ ہزار صفحے
دیئے ہیں لیکن آپ نے تیرہ سو ہی پر اکتفا کیا حالانکہ قیمت دونوں کی ایک ہی ہے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے" "فلاں رسالہ کا سالنامہ
بہت شاندار نکلا ہے، اُمید ہے کہ آپ کا سالنامہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوگا" یہ اور اسی قسم کی بیسیوں "اصلاحات" مدیروں پر خریداروں
کی طرف سے نازل ہوتی رہتی ہیں۔ جن کا کم و بیش ہر مدیر کو تجربہ ہوگا ایسی صورت میں یا تو وہ ان پر عمل کرے ورنہ خریداروں ہی سے ہاتھ
دھو بیٹھے یا اس پیشہ کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہدے، اول الذکر صورت اختیار کرنے میں مزید اخراجات کا سامنا ہے لیکن وہ بیچارہ اس کو حتی
الامکان ہنسکر برداشت کرتا ہی چلا جاتا ہے۔

خیر یہ تو مالی معاملات کی طرف ایک اشارہ تھا لیکن یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ علمی معاملات میں اس قسم کا جبر ہرگز موزوں و مناسب
نہیں کہا جا سکتا اگر اس نامناسبت اور ناموزونیت کا مطالعہ کرنا ہو تو اسکے لئے ہمارے سالنامے موجود ہیں جن میں سے اکثر صرف اس
جبر و اکراہ کی بدولت عالم وجود میں آتے ہیں اور جوش علم، جذبۂ خدمت، اور طلب و جستجو [illegible]

انتقاد



"مفتاح الکیمیا" اشاعت خاص "الطبیب" لاہور

تقطیع ۲۰×۳۰ ضخامت ۵۴ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ قیمت سالانہ دو روپے معہ اشاعت خاص۔
پتہ:۔ مینجر صاحب "الطبیب" برکت علی خان روڈ بیرون موچی دروازہ، لاہور۔

رسالہ الطبیب تقریباً دو سال سے جناب حکیم محمد شریف صاحب۔ ایچ، پی، ایل ایل سابق مدیر "الحکیم" کی ادارت میں شائع ہوتا ہے طبی صحافت میں الطبیب کا وجود یقیناً ہر لحاظ سے ایک عمدہ اضافہ ہے۔ جن لوگوں نے الحکیم کو اسکے گذشتہ دور آخر میں دیکھا ہے۔ وہ الطبیب کے معیار مضامین اور ترتیب وغیرہ کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ جناب حکیم محمد شریف صاحب نے الطبیب کو اُس سے بھی بہتر شکل میں پیش کیا ہے جسکے لئے مدیر موصوف مستحق تبریک ہیں "الطبیب" ہر سال اپنا ایک خاص نمبر بھی نکالا کرتا ہے۔ اس سال اس اشاعت کیلئے جو موضوع منتخب کیا گیا ہے وہ بہت ہی دلچسپ اور ایک خاص طبقہ کیلئے تو بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اشاعت خاص کا نام "مفتاح الکیمیا" ہے جس میں اس موضوع پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ سہولت مطالعہ کیلئے اس کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اول میں کیمیاگری کی تاریخ تفصیل سے بیان کیگئی ہے۔ دوسرے باب میں وجودِ کیمیا پر بحث ہے۔ تیسرے باب کا عنوان اصول کیمیا ہے۔ چوتھے پانچویں اور چھٹے باب میں علی الترتیب عقاقیر اکسیریہ مصطلحات و رموزات اور اعمال کیمیا پر تفصیلات فراہم کیگئی ہیں۔ اس مختصر سے خاکہ کے بعد مفتاح الکیمیا کے مضامین کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ نمبر یقیناً ہر شائق کیمیا کے مطالعہ کے لائق ہے۔ اور حکیم محمد شریف صاحب نے اسکے مضامین کی تیاری اور فراہمی میں بہت محنت برداشت کی ہے کاغذ و طباعت وغیرہ موزوں و مناسب ہے۔

دستور الاطبا جلد دوم

تقطیع ۱۸×۲۲ ضخامت ۱۶۰ صفحات۔ قیمت دو روپے۔
ملنے کا پتہ:۔ ناظم مشیر الاطبا، فلیمنگ روڈ، لاہور

اس وقت دستور الاطبا کی دوسری جلد ہمارے سامنے ہے پہلی جلد امراض دماغ سے امراض قلب تک کے دستور علاج پر مشتمل تھی یہ دوسری جلد امراض معدہ سے شروع ہو کر حمیات پر ختم ہوئی ہے اس طرح یہ سلسلہ بھی مکمل ہو جاتا ہے۔

دستور الاطبا میں ادارہ مشیر الاطبا نے یہ اہتمام کیا ہے کہ اس میں ہر وہ مجرب نسخے درج کئے جائیں۔ جو ہندوستان کے طبی خاندانوں میں معمول و مروج ہیں۔ اس طرح تمام اطبا کو موقع دیا ہے کہ وہ ان سے مستفید ہوں۔ ترتیب میں سب سے پہلے جس مطب کو جگہ دیگئی ہے وہ مطب شریفی ہے، اسکے بعد علی الترتیب مطب عزیزی اور مطب رضوی مطب نوری اور مطب سلیمی کے معمولات ہیں۔

معمولات کے جمع و ترتیب میں کافی محنت و تلاش سے کام لیا گیا ہے۔ اس لئے یہ مجموعہ اطبا کیلئے بیحد مفید اور کارآمد ثابت ہوگا۔

جن اصحاب کو ضرورت ہو وہ مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔

"الحکیم" کی اشاعت خاص متعلقہ تحفظ و علاج الانف

تقطیع ۲۰×۳۰ ضخامت ۱۳۰ صفحات، قیمت سالانہ ایک روپیہ آٹھ آنے معہ اشاعت خاص
پتہ:۔ مینجر الحکیم، رفیق منزل، موچی دروازہ۔ لاہور۔

الحکیم طبی رسائل میں سب سے پرانا پرچہ ہے، اور طب و اطبا کی خدمت جو اس نے ابتک کی ہے وہ ناقابل فراموش ہیں۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی اس نے اپنا خاص نمبر شائع کیا ہے۔

عورتوں کی طبی خدمت انجام دیگئی۔ تو آخر الذکر میں بچوں کے امراض و علاج اور تعلیم و تربیت پر بحث کچھ روشنی ڈالی گئی ہے بعض کا بیان ہی کہ یہ آخر الذکر اشاعت موجودہ ہندوستان کی حقیقی ضرورت کے صحیح احساس پر مبنی تھی کیونکہ جسمانی اور دماغی حیثیت سے ہندوستان میں بچوں کی جو حالتِ زار ہے اسکے تصور سے بھی وحشت ہوتی ہے اس وجہ سے ایک ایسا رسالہ جس کا مقصد اصلی جسم کی حفاظت اور انکی تربیت کے طریقوں سے ابنائے وطن کو آگاہ کرنا ہو اُسکی توجہ کے مستحق سب سے زیادہ تھے۔

اسکے بعد جو چیز ایکدم سامنے آجاتی ہے۔ وہ وہی ہے جسکی مظلومیت کم سے کم اس ہندوستان جنت نشان میں تو بالکل آشکارا و مسلم ہے جن احباب کے سامنے اس مظلوم طبقہ کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی حالت کا صحیح نقشہ ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کس طرح ہندوستان کی عورت روز بروز ہلاکت کے عمیق غار میں چلی جا رہی ہے۔ اور اس کا کوئی پُرسان حال نہیں۔ ہم طبیب اور ڈاکٹر جنکے ذمے عوام کی جسمانی حالت کی نگہداشت کے فرائض عاید ہوتے ہیں۔ ان سے کس طرح غافل و بے خبر ہیں، ہر سال لاکھوں عورتیں محض اس وجہ سے اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں کہ ان کو معقول طبی امداد میسر نہیں آتی۔ اگر صرف زچگی اور اس سے پیدا شدہ امراض اور ان امراض سے واقع شدہ اموات کا حساب ہی سامنے رکھ لیا جائے تو دیدۂ عبرت کیلئے بہت سا سامان فراہم ہو سکتا ہے۔ بیسیوں ایسے جان لیوا امراض ہیں جو مردوں کی ذرا سی غفلت سے عورتوں کے جسموں میں اپنی مستقل جگہ بنا لیتے ہیں اور انکی کارآمد اور مفید زندگی کو بالکل تباہ کر ڈالتے ہیں۔ ہندوستانیوں کی صحت ویسے ہی دن بدن تنزل پذیر ہے لیکن عورتوں کو ان سے جو حصہ ملتا ہے وہ انکے حصہ رسدی سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔

بہرحال ان درد انگیز حالات کا کہاں تک تذکرہ کیا جائے۔ اگر جسمانیت کو فنا کر کے وہ کچھ دماغی اور اخلاقی فوائد حاصل کر رہی ہوتیں تو صبر آجاتا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس اعتبار سے بھی انکی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ عورتوں کی اس حالت سے ہندوستان کو عمرانی اقتصادی، معاشرتی، اور سیاسی نقصانات پہنچ رہے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔

ایسے مایوس کن حالت میں کوئی اقدام ذرا مشکل ہوتا ہے۔ درحقیقت اسکے لئے نہایت ہی استقلال سے مسلسل اور وسیع کوششوں کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد ہی اُمید کیجا سکتی ہے کہ انسانیت کے نصف کی حالت اس قابل ہو سکیگی کہ وہ اس دُنیا کیلئے اطمینان و ترقی کا سبب بن سکے۔

ہمارا خیال ہے کہ ایسے حالات میں بھی ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہیں ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ اس مسئلے پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور حالات و ماحول کی موافقت کیلئے جو جو کوششیں وہ کر سکتا ہے اسکو کرنی چاہئیں۔ آخر قطرہ قطرہ کر کے تالاب بھی بن جاتا ہے اور پھر لوگ اس سے متمتع ہوتے ہیں۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر ہماری رائے ہے کہ اس مرتبہ ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کو "عورت" ہی کیلئے مخصوص کر دیا جائے اور اس میں اس مقہور طبقہ کی بہتری پر تفصیل سے اظہار خیال کیا جائے

درحقیقت یہ موضوع گذشتہ سال کی اشاعت خاص سے فارغ ہوتے ہی ہمارے سامنے آگیا تھا۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی موضوع پیش نظر تھے لیکن جب کبھی ہمنے انتخاب موضوع کے مسئلے پر غور کیا تو ہمیشہ دلائل و شواہد اسی مجوزہ موضوع کی تائید میں رہے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ہمدرد صحت کے معزز قلمی معاونین اور علم دوست ناظرین بھی ہماری اس رائے سے کلی اتفاق کرینگے۔

موضوع کے اس فیصلہ کے بعد اب ہم اسی مہینے سے اسکی طرف توجہ منعطف کر دینگے ہندوستان کے علاوہ بیرون ممالک کے متعلق جہاں جہاں سے اس موضوع پر کچھ حاصل ہو سکتا ہے ابھی سے کارروائی شروع کرنیکی ضرورت ہے۔ کیونکہ گذشتہ اشاعت خاص کے موقع پر یورپ کے کئی مضمون نگاروں نے وقت کی قلت کی وجہ سے کچھ لکھنے سے معذرت کی تھی اگرچہ اب بھی کچھ زیادہ وقت نہیں ہو پھر بھی گذشتہ سال کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی ہے۔ اسی لئے اُمید ہے کہ اس سال ہم زیادہ خوش اسلوبی کیساتھ اس کام کو انجام دے سکینگے جسکا بار اس وقت ہم اپنے کندھوں پر اُٹھا رہے ہیں۔ وما توفیقی اِلّا باللہ العظیم

ہم اس تحریر کو اس وقت یہیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اپریل کے رسالہ میں اس اشاعت خاص کی ترتیب و مشتملات کا ایک سرسری خاکہ پیش کیا جائیگا اور اُس وقت ہم غالباً اس قابل بھی ہو جائینگے کہ اپنے ناظرین کو ان کارروائیوں سے اطلاع دے سکیں جو اس سلسلہ میں اختیار کیجائینگی ✦



مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ
جنکی یاد میں ۹ فروری ۱۹۳۶ ء کو طبیہ کالج دہلی میں "یوم اجمل" منایا گیا

جس کا موضوع "نمک" ہے۔ اس میں نمک کی تشریح و منافع، نمک کے مختلف قسمیں کے استعمال، جہاں الات [illegible] [illegible]
تجربات، اور ہر عمر کے انسان کیلئے ہدایات وغیرہ پر مفصل معلومات جمع کئے گئے ہیں۔ اسکے علاوہ یونانی و ڈاکٹری سے علاوہ [illegible] کی وضاحت [illegible]
کے علمی خاندانوں کے کثیر الاستعمال نسخہ جات بھی درج کئے گئے ہیں۔ بہرحال یہ تشاعت خاص اپنے موضوع پر بہت [illegible]
کہ ہر طبیب اسکو اپنے پاس رکھے۔ کاغذ و کتابت و طباعت وغیرہ مناسب ہے۔

امراض الکبد

تقطیع ۲۲x۱۸ ، ضخامت ۱۲۰ صفحات قیمت دو روپے۔
پتہ:- مینجر رسالہ شمس الاطبا بھاٹی گیٹ، لاہور۔

امراض الکبد کے نام سے یہ مجموعہ ادارہ شمس الاطبا نے شائع کیا ہے۔ اسمیں جگر کی تشریح و منافع کے علاوہ جگر کے اصول علاج [illegible]
گئے ہیں، معالجات میں یونانی ڈاکٹری، ہومیوپیتھی، بایوکیمک وغیرہ سب ہی طرق علاج پر توجہ صرف کی گئی ہے۔ آخری حصہ مجربات امراض
جگر پر مشتمل ہے۔ موضوع کی مناسبت سے کچھ تصاویر بھی شامل ہے۔ بہرحال یہ مجموعہ بحیثیت مجموعی مفید ہے جن احباب کو ضرورت ہو مندرجہ بالا
پتہ سے طلب فرما سکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ قیمت بہت زیادہ رکھی گئی ہے۔ کتابت و طباعت وغیرہ بھی خاصی ہے۔

"ساقی" کا جاپان نمبر

تقطیع ۲۰x۳۰ ضخامت ۲۰۰ صفحات، قیمت ایک روپیہ چار آنے ؍ ۱ عہ
قیمت سالانہ مع جاپان نمبر چار روپے آٹھ آنے، للعہ
پتہ:- مہتمم رسالہ "ساقی" کٹرہ بڑیان، دہلی۔

جاپان اپنی تجارت کے ذریعہ جس قدر ہم سے روشناس ہے۔ اسی قدر ہم اسکی زندگی کے دوسرے پہلوؤں سے ناواقف ہیں۔
ہندوستان کے ہر معمولی گھر میں جاپان کی بنی ہوئی بیسیوں چیزیں نکل آئیں گی لیکن کسی اچھے لکھے پڑھے ہندوستانی کے ہاں بھی جاپان کی
معاشرت، تمدن، مذہب اور اسکے ادب وغیرہ کے متعلق شاید ایک چھوٹا سا رسالہ بھی نہ نکل سکے۔ جنیستاد و معاشرت کی یہ صورت یقیناً نہایت
افسوسناک ہے۔ لیکن شکر ہے کہ ہماری زبان کے ادیب اور ہمارے ادبی رسائل اب اس طرف متوجہ ہو گئے ہیں اور اس طرح ہم کو اپنے ایک
ایشیائی ملک کے متعلق معلومات حاصل کرنیکا موقع ملتا رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم اور نمایاں کوشش دہلی کے مشہور ادبی رسالہ "ساقی"
کی ہے جس نے اپنا ایک پورا نمبر جو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جاپان کیلئے وقف کر دیا ہے۔

جاپان نمبر کے مطالعہ سے ہم جاپان کی زندگی کے تقریباً ہر شعبہ سے کافی واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔

اس کو جناب شاہد صاحب کی سعی پیہم کا نتیجہ کہیئے یا ساقی کی جواں طالعی سمجھئے کہ اُس کو جاپان نمبر کیلئے مضمون نگار بھی موزوں و مناسب
مل گئے جنہوں نے ایسا نمبر کو ڈھائی سو صفحات کے ایک انبار کی بجائے واقعی جاپان نمبر بنا دیا، ان مضمون نگاروں میں جناب پروفیسر نور الحسن صاحب
برلاس کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے، موصوف ٹوکیو کے مدرسہ السنہ غیر میں ہندوستانی زبان کے پروفیسر ہیں، اور تقریباً تین سال سے
جاپان میں مقیم ہیں۔

ان کے علاوہ اس نمبر میں جاپان کے بعض ادیبوں کے مضامین بھی نظر آتے ہیں جناب منصور احمد صاحب ایڈیٹر ادبی دنیا، شاہد صاحب
اور فضل حق صاحب قریشی دہلوی کے مضامین بھی قابل ستائش ہیں۔

جاپان نمبر میں تصویروں کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ شاید پچاس ساٹھ تصویریں ہونگی۔ اور سب جاپان ہی سے متعلق ہیں ہمارے
خیال میں ہر لکھے پڑھے ہندوستانی کو جاپان نمبر کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

کاغذ و کتابت و طباعت وغیرہ نہایت عمدہ اور موزوں ہے۔

"عالمگیر" لاہور خاص نمبر ۱۹۳۶ء

سائز ۲۰x۲۶ ضخامت ۱۹۲ صفحات، قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔
قیمت سالانہ چار روپے چار آنے مع خاص نمبر۔
پتہ:- مینجر رسالہ عالمگیر، بازار سید مٹھا، لاہور

ماہانہ رسالہ عالمگیر، لاہور کے پرانے ادبی رسالوں کی صف میں شامل ہے۔ اور خاص نمبروں کی دوڑ میں بھی کسی سے پیچھے نہیں

رہنما چاہتا ہے۔ ہر سال غالباً دو خاص نمبر نکالتا ہے جو اچھے خاصے ضخیم ہوتے ہیں ۱۹۳۵ء کا خاص نمبر اس وقت پیش نظر ہے جس میں علمی و ادبی مضامین کے علاوہ افسانوں اور نظموں کی کافی تعداد شامل ہے، مضمون نگاروں میں سے اکثر ہندوستان کے مشہور ادیب و انشا پرداز ہیں۔ اس نمبر میں حافظ محمد عالم صاحب ایڈیٹر رسالہ نے کافی محنت کی ہے، اسی وجہ سے یہ خاص نمبر گذشتہ خاص نمبروں سے بڑھا ہوا ہے، بعض مضامین تو واقعی قابل مطالعہ ہیں۔

یہ رسالہ تصاویر کے اہتمام میں بھی پیش پیش ہے، اس خاص نمبر میں بھی بعض تصاویر اچھی ہیں۔ کاغذ کتابت، طباعت عمدہ ہے امید ہے کہ ادبی و علمی ذوق رکھنے والے اس رسالہ کی قدر کرینگے۔

سالنامہ "جوہر" دہلی

سائز ۲۰×۲۶ ضخامت ۲۰۰ صفحے، قیمت آٹھ آنے۔
پتہ:۔ سکریٹری بزم اتحاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے ہونہار فرزند ایک عرصہ سے ہر پندرھویں روز ایک قلمی رسالہ نکالا کرتے تھے، جسکا نام "جوہر" رکھا گیا تھا سال کے سال اس کا ایک سالنامہ بھی نکلتا تھا لیکن وہ بھی ۱۹۳۵ء سے پہلے پہلے تک پریس کے شکنجے سے ناآشنا رہے محض تنہا گذشتہ موقعوں پر یہ دیکھکر کہ ان کا پرچہ بہت پسند کیا جاتا ہے اور ارباب ذوق اس مختصر سے قلمی رسالے کی کافی قدر کرتے ہیں، طلبہ کی ہمتیں بڑھیں۔ اور انہوں نے آپس میں چندہ کرکے ۱۹۳۵ء کا سالنامہ چھپوا ڈالا۔

یہ سالنامہ اس وقت ہمارے سامنے ہے، اور اسکی خوبی ترتیب، بلندی مضامین اور درستئ مذاق کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ جامعہ اپنے طالبعلموں کے اندر کام کرنیکا سلیقہ اور ذوق سلیم کس حد تک کوٹ کوٹ کر بھر دیتی ہے، مضامین طلبہ کے بھی ہیں اور اساتذہ کے بھی لیکن جس قدر ہیں سب نفاست طبع اور وسعت معلومات پر دال ہیں، رائج الوقت ادب لطیف کا کہ جسکی "لطافت" پر ہزار کثافتیں قربان ہوا کرتی ہیں اس پرچے میں کہیں پتہ نہیں ہے، لیکن اسکے باوجود وہ لطیف ہے اور ایسا لطیف کہ خواہ مخواہ اور آگے بڑھنے اور مضمون کو پورا پڑھنے پر طبیعت راغب ہوتی ہے۔ آج جن نوجوانوں نے اسکی ترتیب میں حصہ لیا ہے ان میں سے اکثر کے نہیں تو بعض کے ہاتھوں میں تو ضرور ہی ملک کی آئندہ صحافت ہوگی، اور اگر اس صحافت کا یہی نمونہ ہے تو ہمیں ایک بہت ہی خوشگوار مستقبل کی توقع قائم کرلینی چاہیئے

کاغذ بھی بہت ہی اچھا لگایا گیا ہے اور کتابت و طباعت بھی نہایت دیدہ زیب ہے۔ اور چونکہ اس پرچہ سے نفع کمانا مقصود نہیں ہے اس لئے قیمت بہت ہی کم یعنی علاوہ محصول ڈاک صرف آٹھ آنے، اور معہ محصول ڈاک بارہ آنے رکھی گئی ہے درحالیکہ اس میں آٹھ بلاک کی تصویریں بھی ہیں۔

ہونہار دہلی کا سالگرہ نمبر

سائز ۲۰×۳۰ ضخامت ۱۰۰ صفحات، قیمت سالگرہ نمبر آٹھ آنے۔
قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے معہ سالگرہ نمبر۔
پتہ:۔ مینجر رسالہ "ہونہار" قرول باغ، دہلی

بچوں کا یہ عمدہ رسالہ جناب فیاض حسین صاحب نسیم (جامعی) کی ادارت میں عرصہ سے نکل رہا ہے اور اپنے دلچسپ اور بہتر مضامین کی وجہ سے بہت مقبول ہوا ہے، یوپی، سی پی، بہار اڑیسہ، بمبئی و مدراس وغیرہ صوبجات کے علاوہ بعض بڑی بڑی ریاستوں مثلاً حیدرآباد دکن، میسور اور بھوپال وغیرہ کے محکمہ ہائے تعلیم میں منظور شدہ ہے

ایڈیٹر صاحب کو بچوں کی تعلیم اور نفسیات سے خاصا لگاؤ معلوم ہوتا ہے، اسی لئے وہ اپنے رسالہ کے ہر مضمون کو بچوں کی تعلیم و تربیت اور انکی عقل کا صحیح اندازہ کرکے درج کرتے ہیں۔ یہ سالنامہ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے، مندرجہ بالا تمام خصوصیات کا حامل ہے اور اس قابل ہے کہ ہر بچے کے ہاتھ میں بلا تکلف دیدیا جائے۔

رسالہ میں بلاک کی اور دلچسپ و سستی تصاویر خاص اہتمام سے شایع کیجاتی ہیں۔ کتابت وغیرہ میں بھی بچوں کی استعداد کا خیال رکھا گیا ہے

سالنامہ آبحیات ٹوہانہ

سائز ۲۰×۳۰ ضخامت ۹۶ صفحات قیمت سالنامہ چھ آنے۔ قیمت سالانہ ایک روپیہ چار آنے
پتہ:۔ مینجر رسالہ آبحیات ٹوہانہ ضلع حصار، ایس، پی، ریلوے



ڈٹرائٹ (امریکہ) کے سائنس‌داں ڈاکٹر ایے - ڈبلیو - بری نے تپ کا ھی
(Hay Fever) کے جراثیم کا اکتشاف کیا ہے



حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دھلوی
جنہوں نے گزشتہ ۹ فروری ۱۹۳۶ء کو طبیہ کالج کی مجلس
مذاکرہ کے جلسہ کی صدارت فرمائی تھی

بختیشوع بن جورجس

از جناب حکیم مولوی سید علی احمد صاحب نیّر دہلی، لاہور

بختیشوع بن جورجس [illegible] مطابق [illegible] میں اپنے والد بزرگوار جورجس کی طرح ایک نہایت بلند پایہ اور عالی مرتبہ مسیحی المذہب یونانی حکیم تھے اور جورجس کے انتقال کے بعد جندی شاپور کے شفاخانہ کا اہتمام آپ ہی کے مبارک ہاتھوں میں تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ قدرت نے صحیح معنیٰ میں آپ کو اپنے پدر مکرم کے علم طب کا وارث بنایا تھا اور جورجس کے بعد آپ کو بھی سلاطین عباسیہ کے دربار میں امتیاز خاص اور مرتبۂ رفیع حاصل ہوا۔ علامہ ابن ابی اصیبعہ اس حقیقت کی تصریح اس طرح کرتے ہیں۔

وکان بختیشوع یلحق بابیہ فی معرفتہ لصناعۃ الطب ومزاولتہ لاعمالہا وخدم ہارون الرشید وتمیز فی ایامہ[1]

بختیشوع اپنے والد کی طرح صنعتِ طب کے عارف اور عامل فن میں ماہر تھے آپ نے ہارون الرشید کی بھی خدمت سر انجام دی اور اسکے عہد میں ممتاز مراتب حاصل کئے۔

نوٹ۔ آپکے نام نامی بختیشوع کی نسبت علامہ ابن ابی اصیبعہ لکھتے ہیں کہ بختیشوع کے معنی عبدالمسیح ہیں کیونکہ سریانی زبان میں بخت کے معنی عبد ہیں اور یشوع حضرت عیسےٰ کا نام ہے[2]

اس سلسلے میں پروفیسر ایڈورڈ جی۔ براؤن اپنی کتاب عربین میڈیسن میں پروفیسر نماس نولڈیک کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ بختیشوع ایک نیم ایرانی اور نیم سریانی لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں عطا کردۂ مسیح۔[3]

علامہ موفق الدین ابن ابی اصیبعہ نے اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں بختیشوع بن جورجس کے متعلق فیستون ترجمان کے حوالے سے دو روایتیں سپردِ قلم فرمائی ہیں جن سے طبیب موصوف کی حذاقت اور فطانت، رزانت رائے اور اصابت فکر، تجربہ کی پختگی اور دربار سلاطین اور مجلس معاصرین میں آپ کی عزت و تکریم اور توقیر و تعظیم پر روشنی پڑتی ہے۔

پہلی روایت ہے کہ جب خلیفہ موسیٰ ہادی عباسی بیمار ہوا تو اس نے اپنے درباری اطبا ابو قریش عیسیٰ، عبداللہ الطیفوری اور داؤد بن سرابیون کو جمع کر کے ان سے کہا کہ آپ حضرات میرے علاج میں .... پوری توجہ اور سعی صرف نہیں فرماتے؟ اس پر ابو قریش عیسیٰ نے عرض کیا کہ بندہ نواز! ہم تو اپنی طرف سے پوری کوشش کرتے ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ شفا صرف دستِ پروردگار میں ہے۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ درباری حاجب ربیع نے کہا کہ حضور! نہر صرصر کے قریب ایک طبیب ماہر رہتا ہے جس کو عبد یشوع کہتے ہیں، خلیفہ نے یہ سن کر قاصد کو روانہ کیا تاکہ وہ بختیشوع کو دربارِ خلافت میں لائے چنانچہ بختیشوع تشریف لائے۔

جب بختیشوع شاہی دربار میں پہنچے تو آپ نے خلیفہ کے تمام حالات کا معائنہ کر کے آپ سے عرض کیا حضور! میں نے سب کچھ دریافت کر لیا اور اب میں آپ کیلئے دوا تیار کرتا ہوں۔

بختیشوع نے آثار و علامات مرض سے معلوم کر لیا تھا کہ بیماری نے اپنا کام تمام کر لیا ہے اور بادشاہ کی زندگی اب زیادہ سے

---

[1] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۱۲۶، مطبوعہ مصر، منہ

[2] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۱۲۶، منہ

[3] ملاحظہ ہو عربین میڈیسن باب اول، مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس، منہ

یہ رسالہ کچھ عرصہ سے نکل رہا ہے، اس کے ایڈیٹر جناب پنڈت کرشن کنور صاحب شرما ہیں جو ایک مشہور ادیب شاعر ہیں۔ ان کی ادارت میں "ایمجات" نے اچھی ترقی کی ہے۔ اس رسالہ کا مقصد غالباً خدمت ادب و تصوف ہے۔ اگرچہ علمی مضامین کی تعداد بھی اس میں کافی ہے۔

اس سالنامہ میں طبیات کے عنوان سے علم الاثر یہ اور علم الصحت کے بعض اچھے مضامین ہیں۔ ادبی مضامین کا انتخاب بھی مرتب کی تلاش و جستجو کا پتہ دیتا ہے۔ جناب مدیر کے قلم سے نکلے ہوئے ادبی مضامین بھی دلچسپ ہیں۔

بہرحال یہ سالنامہ متنوع مضامین کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے اور اس قابل ہے کہ اصحاب ذوق مطالعہ کریں۔

کرانتی کا بچہ نمبر

سائز ۲۰×۳۰ ضخامت ۲۳۲ صفحات، قیمت گیارہ آنے مع محصول ڈاک،
پتہ:- مینیجر رسالہ کرانتی، ہسپتال روڈ، لاہور

ماہانہ رسالہ کرانتی کا بچہ نمبر ہمارے پیش نظر ہے جس میں بچے کے متعلق ہر قسم کے معلومات جمع ہیں۔ اگرچہ مضامین کے اندراج میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے تاہم مضامین و مندرجات سب ہی مفید اور کارآمد ہیں۔ ایڈیٹر صاحب نے افادے سے زیادہ اس نمبر کو دلچسپ بنانے کا خیال رکھا ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں کہ یہ نمبر عوام کیلئے بہت دلچسپ اور مفید ہو گیا ہے۔ سنجیدہ مذاق اصحاب بھی اس کو دلچسپی سے ہی پڑھیں گے۔ بلاک کی تصاویر کے علاوہ جا بجا دستی تصاویر اور کارٹون بکثرت دیے گئے ہیں۔ ٹائیٹل رنگین و خوشنما ہے، کاغذ و کتابت و طباعت وغیرہ اچھی ہے۔

ضرورتمند اصحاب گیارہ آنے کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔

انوار عالم جنتری سنہ ۱۹۳۶ء

سائز ۱۸×۲۲ ضخامت ۲ صفحات، قیمت تین آنے
پتہ:- مینیجر صاحب مطبع مجیدی کانپور

ہندوستان میں آجکل ان گنت جنتریاں شائع ہو رہی ہیں۔ لیکن ان میں بہت کم ایسی ہیں جو کسی خصوصیت کی مالک ہوں۔ عام طور پر وہی الٹے سیدھے نقشے، کچھ ٹیڑھی لائنیں اور ان میں ہندسوں کا بے پناہ سیلاب اور کچھ ادھر ادھر کے ربط بے ربط مضامین بس یہی ان جنتریوں کا سرمایہ از آدم تا ایندم چلا آتا ہے۔ لیکن یہ دیکھکر مسرت ہوتی ہے کہ اب جنتریوں کی فضا میں بھی اصلاحی لہر دوڑ رہی ہے اور جنتریوں کے اس انبار میں بعض بعض جنتریاں واقعی مفید اور کارآمد بھی نکل رہی ہیں۔ ان ہی جنتریوں میں ایک انوار عالم جنتری بھی ہے جو حال ہی میں کانپور کے مشہور مطبع مجیدی سے شائع ہوئی ہے، یہ جنتری ۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ مضامین اچھے اور موزوں ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کتابت اور طباعت میں کافی اہتمام کیا گیا ہے۔ کاغذ بھی اچھا ہے۔ ٹائیٹل رنگین و خوشنما ہے، جن اصحاب کو ضرورت ہو وہ اپنے تاجر کتب سے طلب فرمائیں۔ یا کانپور سے براہ راست منگالیں +

جذام

از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی، لاہور

تسمیہ: جذام کا لفظ جذم سے مشتق ہے جسکے معنی کاٹنے یا قطع کرنیکے ہیں۔

نام: جذام، داء الاسد، کوڑھ، لیپرسی Leprosy

ماہیت: یہ ایک شدید متعدی مرض ہے، جو حضرت انسان کے سوا کسی دوسرے حیوان کو عارض نہیں ہوتا۔

تاریخ: یہ مرض قدیم زمانہ سے لوگوں کو معلوم تہا، اور توریت وانجیل میں بھی اس کا ذکر موجود ہے، آج سے تین چار سو سال قبل یورپ، ایشیا اور افریقہ میں یہ مرض بکثرت موجود تہا۔ اور آج بھی ہندوستان میں لاکھوں کوڑھی موجود ہیں۔

اسباب | اس مرض کا سبب ایک خوردبینی جرثومہ (بیسی لس لیپرا) ہے جو مریض سے تندرست اشخاص کو لگ کر باعث مرض ہوتا ہے۔ ان جراثیم کو ڈاکٹر ہینسن نے ۱۸۷۳ء میں دریافت کیا ہے۔

تعدیہ | اس مرض کی چھوت مریض کے لباس، بستر، چارپائی، رومال، تولیہ، کھانے پینے کے برتنوں، نیز اسکے کاٹے ہوئے مچھر، پسو اور قسم و رطوبات بدن سے لگ جاتی ہے، چنانچہ مریضوں کا قرب وجوار تعدیہ مرض کا بڑا باعث ہے۔

آب وہوا کا اثر | یہ مرض گرم ممالک میں بہ نسبت سرد ممالک کے زیادہ ہوتا ہے اور پندرہ بیس برس کی عمر میں حملہ آور ہو کر تمام عمر رہتا ہے۔

جرثومہ مرض کی خصوصیات | (۱) اس مرض کے جراثیم شکل وشباہت میں سل کے جراثیم سے ملتے جلتے ہیں اور جب انہیں رنگ دیا جائے تو ان پر ایسا پختہ رنگ چڑھتا ہے کہ وہ کسی تیزاب سے زائل نہیں ہوتا، اس لئے انہیں اصطلاح میں ایسڈ فاسٹ Acid Fast کہتے ہیں۔

(۲) جرثومہ مرض ایک غیر متحرک اور سست الوجود خوردبینی کرم ہے جو مقام ماؤف کی خوردبینی رطوبت میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ اور خود نقل مکان نہیں کرتا بلکہ مریض کے ہاتھوں سے بدن کے دوسرے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

(۳) ان جراثیم کی نسل دیگر جراثیم کی طرح مصنوعی طور پر بڑھائی نہیں جاسکتی۔

(۴) مریض مرد کی منی اور مریضہ عورت کا بیضہ انثی ان جراثیم سے یکسر مبرا ہوتے ہیں، چنانچہ کوڑھی لوگوں کے بچے پیدائشی طور پر کوڑھی نہیں ہوتے بلکہ انہیں مرض کی چھوت بعد میں لگتی ہے۔

اقسام مرض | جذام کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) جذام درنی ٹیوبرکولر لیپرسی Tubercular Leprosy

(۲) جذام خدری اناستھیٹک لیپرسی Anaesthetic Leprosy

(۳) جذام مرکب مکسڈ لیپرسی Mixed Leprosy

مدت حضانت | چھوت لگنے کے بعد اس مرض کی مدت حضانت چند ہفتوں سے چند سال ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد مرض کی علامات کا ظہور ہوتا ہے۔

زمانہ حضانت میں مریض کو بخار اور جوڑوں کا درد رہتا ہے اور بھوک بھی کم لگتی ہے جس سے وہ کمزور ہو جاتا ہے۔

علامات | جب مرض حملہ آور ہوتا ہے تو پہلے چہرے پر سرخ سرخ دھبے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر ان دھبوں پر ابھار پیدا ہو کر ابھاروں کی شکل اختیار

زیادہ دو گھنٹے باقی ہیں۔ یہ معلوم کرکے آپ نے اطباء سے دربار سے کہا آپ مطمئن رہیں آج شام تک آپکو رخصت مل جائیگی اور آپ اپنے وقت پر گھر کو تشریف لیجائینگے یہ کہکر آپ نے اطباء سے کہا کہ آپ یہ دوائیں اور بادشاہ کے قریب مکان میں دوا پسانے اور کوٹنے میں مصروف ہو جائیں تاکہ بادشاہ کے کان میں دوا پسنے کی آواز پہونچتی رہے۔

اب بادشاہ مضطرب تھا اور بار بار بختیشوع کو بلا کر دوا کی نسبت استفسار کرتا تھا اور بختیشوع ہر مرتبہ یہ جواب دیدیتے تھے کہ وہ سنئے قریب کے کمرے سے دوا کوٹنے کی آواز آرہی ہے۔ یہاں تک کہ دو گھنٹے گذر گئے اور خلیفہ نے قید حیات سے اور اطباء نے بند تشویش علاج سے نجات پائی۔ یہ واقعہ ۱۷۵ھ المطابق ۷۹۲ء کا ہے[1]

لوٹ ۱:۔ اس باب میں ایک بیان یہ بھی ہے کہ خلیفہ موسٰی ہادی کے دربار میں بختیشوع کے پہنچنے سے پہلے خلیفہ کا انتقال ہو چکا تھا[2]

دوسری روایت یہ ہے کہ ۱۷۷ھ المطابق ۷۹۳ء میں خلیفہ ہارون الرشید کو ایک قسم کا مرض صداع (درد سر) لاحق ہوا، اطبائے دربار نے بہت کچھ علاج کیا لیکن فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر خلیفہ نے اپنے وزیر یحییٰ بن خالد برمکی کو بلا کر کہا میرے اطبا بہت کچھ سعی کر رہے ہیں لیکن مجھے آرام حاصل نہیں ہوا۔ یحییٰ بن خالد نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین! ابو قریش آپکے والد اور والدہ کا طبیب موجود ہے۔ آپ اُسکے علاج کی جانب رجوع کیجئے۔ اس پر خلیفہ ہارون الرشید نے کہا کہ ابو قریش کا میرے دل میں بہت احترام ہے لیکن مجھے اُسکے علاج سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ باہر سے کسی حاذق طبیب کو بلائیں چنانچہ قاصد روانہ کرکے جندی شاپور سے بختیشوع بن جرجیس کو طلب کیا گیا۔

جب بختیشوع دربار میں پہونچے تو آپ نے فارسی اور عربی زبان میں خلیفہ کو دعائیں دیں۔ خلیفہ مسکرایا اور اس نے بختیشوع کی طبی قابلیت کی آزمائش کیلئے اپنے درباری اطباء ابو قریش عیسٰی، عبداللہ الطیفوری، داؤد بن سرابیون اور سرجس کو طلب کیا جب ان حضرات نے بختیشوع کو دیکھا تو سینے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اور اُن میں سے ابو قریش عیسٰی نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہم میں سے کسی میں بختیشوع کے ساتھ علمی مکالمہ کی قابلیت نہیں ہے۔ یہ طب اور فلسفہ کا نہایت جلیل القدر عالم ہے۔

یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید نے خود ہی بختیشوع کو آزمانا چاہا اور وہ اس طرح کہ اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ گھوڑے کا قارورہ لے آئے۔ چنانچہ خادم گیا اور لے آیا جب یہ قارورہ بختیشوع کو دکھایا گیا تو آپ نے دیکھا اور کہدیا کہ یا امیر المومنین! یہ انسان کا قارورہ نہیں ہے۔ اس پر ابو قریش بولے کہ حضور! یہ تو حضرت خلیفۃ المومنین کی ایک کنیز کا قارورہ ہے۔ اب بختیشوع ہنسے اور کہنے لگے کہ جناب محترم! انسان کا قارورہ ایسا نہیں ہوتا اور اگر درحقیقت آپکے کہنے کے مطابق انسان ہی کا قارورہ ہے تو یقین کیجئے کہ وہ انسان اب چوپایہ بن چکا ہے۔

اس پر خلیفہ نے دریافت کیا کہ بختیشوع! آپ نے کیسے معلوم کر لیا کہ یہ انسان کا قارورہ نہیں ہے؟ بختیشوع نے عرض کیا کہ بند لوٹا اس کا قوام۔ بُو اور رنگ انسانی قارورہ سے یکسر مختلف ہے۔ اس پر خلیفہ نے پوچھا کہ پھر اس صاحب قارورہ کو کیا غذا دیجائے؟ بختیشوع نے جواب دیا کہ عمدہ جو۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور حکم دیا کہ بختیشوع کو خلعت شاہی دیجائے اور مال وافر عطا کیا جائے اور رئیس الاطباء کے عہدہ پر سرفراز کیا جائے[3]

علامہ ابن ابی اصیبعہ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ بختیشوع بن جرجیس ایک یگانۂ روزگار حاذق معالج ہونے کے علاوہ صاحب تصانیف طبیہ بھی تھے۔ چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے آپکی دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک کناش مختصر اور دوسری کتاب التذکرہ جو آپ نے اپنے فرزند جبرئیل کے لئے لکھی تھی[4]

---

[1] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول، صفحہ ۱۲۶ منہ

[2] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول، صفحہ ۱۲۶ منہ

[3] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۱۲۷ منہ

[4] ملاحظہ ہو عیون الانباء فی طبقات الاطباء جلد اول صفحہ ۱۲۷ منہ

[illegible] استعمال کیا جاتا ہے لیکن اگر مریض کو شالموگرا آئل راس نہ آتا ہو تو سوڈیم گائینو کارڈیٹ - Sodium
Gynocardate - ایک تا ۲ گرین بذریعہ احتقان وریدی داخل بدن کیا جاتا ہے۔ اور ایسڈ گائینو کارڈک - Acid
Gynocardic ایک تا دو گرین بصورت حب صبح و شام کھلایا جاتا ہے۔

جذام عقدی میں سوڈیم مار ہوایٹ Sodium Morrhuate ۳ فیصدی کا عضلی ٹیکہ مفید ہے۔

نسخہ جات انگریزی

(۱) اولیم شالموگرا — ایک اونس
روغن بنولہ — تین اونس
ملاکر زخموں پر لگائیں

(۲) انگوئنٹم آرسینائی آولیئیٹ — دو ڈرام
انگوئنٹم زنک اوکسائڈ — ״
ملاکر زخموں پر لگائیں۔

(۳) جذام کے ابھاروں پر ایکس ریز یا ریڈیم کی شعاعوں کا ڈالنا بھی مفید ہے۔

(۴) اولیم شالموگرا — ۲۰ منم
پلواکیشیا — ۳۰ گرین
ایکوا سنے من — ایک اونس
ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ پلائیں

(۵) ایتھل شالموگرا — ۱۵ منم
دن میں تین دفعہ پلائیں۔

(۶) آرسینک آیوڈائڈ — ۱ گرین
ایکسٹریکٹ کونائیم — ۵ ״
ایکسٹریکٹ جنشن کمپونڈ — ۱ ڈرام
ملاکر اسکی ۲۰ حبوب بنالیں اور ایک ایک گولی صبح و شام دیں۔

علاج یونانی

جذام کے مندرجہ ذیل اکسیری نسخے نہایت اسراری اور صدری رموز ہیں جنکی نظیر دنیائے طب پیش نہیں کر سکتی۔ اور صرف خدمت خلق اللہ کا جذبہ ان کے اظہار کا محرک ہوا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(۱) **معجون جذام**۔ برگ حنا نو تولہ، گوگرد آملہ سار نو تولہ، ہر دو کو خوب باریک پیس کر اس میں سیماب مصفیٰ تین تولہ ملا کر سحق بلیغ کریں، پھر منسل نو تولہ، ہلیلہ سیاہ ۹ تولہ کو ۳ پاس صلایہ کر کے ملادیں اور اس ساری دوا کو چار روز کامل سحق کریں۔ پھر شاہترہ نو تولہ، بابچی نو تولہ، برگ سناء ۱۰ تولہ، افتیموں ۱۰ تولہ، بسفائج فستقی ۱۰ تولہ، چوب چینی ۲۰ تولہ کا سفوف کر کے روغن زرد سے چرب کریں۔ اور سفوف بالا میں شامل کر شہد کے ساتھ معجون بنالیں، اس معجون کو مرتبان میں ڈال کر ایک سال تک غلہ میں دفن رکھیں۔ پھر نکال کر استعمال کریں۔

خوراک تین ماشہ ہمراہ عرق منڈی۔

(۲) **اکسیر جذام**۔ سیماب مصفیٰ ایک تولہ، توتیا سبز ایک تولہ، مردار سنگ تولہ، سب اجزا کو دو روز آب چاہ سے صلایہ کریں۔ پھر ۵۰ عدد ہلیلہ کاغذی کے آب افشردہ میں صلایہ کر کے خشک کرلیں۔ پھر کافور ایک تولہ فلفل سیاہ ایک تولہ فلفل دراز ایک تولہ ہرساجوانتی ۲ تولہ اور رسکپور ۲ ماشہ ملا کر ایک ہفتہ سحق بلیغ کریں اور سفوف بنالیں، خوراک بقدر دانہ فلفل سیاہ ہمراہ مسکہ کھلائیں۔

(۳) **دیگر**۔ رسکپور ۲ ماشہ، دار چکنہ ۲ ماشہ، سم الفار سفید ۲ ماشہ سیماب مصفیٰ ۲ ماشہ آملہ سار ۲ ماشہ نوشادر ۲ ماشہ، سیم خالص ۲ ماشہ، سب اجزا کو [illegible] کے ساتھ دو یوم سحق بلیغ کر کے قرص بنالیں۔

[illegible] مٹی کے برتن میں اول خاکستر برگ پیپل ایک سیر پر کر کے اس پر نیلا تھوتھہ بقدر ضرورت چھڑک دیں پھر قرص مذکور رکھکر نیلا تھوتھہ [illegible] کے خاکستر مذکور ایک سیر ڈال کر خوب دبادیں۔ اور برتن کو چولہے پر چڑھائیں۔ جب تک خاکستر کے سر پر جل جائے تو برتن کو سرد کر کے قرص مذکور [illegible] نکالیں اور سفوف کر کے محفوظ رکھیں۔

[illegible] ہمراہ مسکہ۔

[illegible] ورم [illegible] طرح اور بعض اوقات [illegible] کی [illegible]

اسکے علاوہ مریض کے سر اور چہروں کے بال گر جاتے ہیں۔ اسکی [illegible]

جب یہ دانے پک کر پھوٹ جاتے ہیں تو ان سے نہایت متعفن مادہ نکلتا ہے اور مریض کی شکل نہایت [illegible]

نتائج و عواقب یہ مرض نہایت غیر العلاج ہے اور مریض کی موت عموماً اسہال [illegible] یا [illegible] کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔ مزمن صورتوں میں مریض کے ناک کا بانسہ گل جاتا اور ناک بیٹھ جاتی ہے۔ اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گر کر مریض لولا اور لنگڑا ہو جاتا ہے۔

جذام حذری اس مرض میں جراثیم جذام کا حملہ اعصاب پر ہوتا ہے جس سے اعصاب ماؤف میں متورم ہو کر وہ اعضا حس ہو جاتے ہیں، چنانچہ مقام ماؤف پر سردی گرمی درد اور چبھن کا مطلق احساس نہیں ہوتا اور یہ مقام چکنا اور درمیان دبا ہوا ہوتا ہے۔

جب یہ مرض ترقی کر جاتا ہے تو مقام ماؤف پر پھنسیاں پیدا ہو کر اعضا گلنے شروع ہو جاتے ہیں، چنانچہ مریض کی انگلیاں اور جوڑ گل کر گر جاتے ہیں لیکن مریض کو درد کا احساس نہیں ہوتا۔

ان مریضوں میں سے ایک خاص قسم کی بدبو آتی ہے اور شکل نہایت مکروہ اور بری ہو جاتی ہے۔

جذام مرکب اس مرض کی علامات ملی جلی ہوا کرتی ہیں، چنانچہ کبھی تو مریض کو کسی عصب میں درد پیدا ہو کر وہ بے حس ہو جاتا ہے کبھی بدن کے کسی دوسرے مقام پر جذامی ابھار پیدا ہو کر جذام درنی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ غرض جذام مرکب جذام کی یہ دو قسمیں ہیں۔

انسداد مرض کی تدابیر

(۱) کوڑھیوں کو شہری آبادی سے دور کھلی ہوا میں اور کوڑی خانوں کے اندر رکھیں۔

(۲) مریض کے زخموں پر ہمیشہ پٹی رکھیں تاکہ مواد زخم دوسرے مقام پر نہ لگے۔

(۳) مریضوں کے بول و براز، بلغم و خون، زخموں کے مواد اور انکی پٹیوں کو جلوا دیا کریں۔

(۴) مریضوں کے لباس برتن، بستر، اور چارپائیوں کو علیحدہ علیحدہ رکھیں اور انکے غلیظ بستر و لباس کو جلوا دیا کریں۔

(۵) کسی جذامی کو تندرست اشخاص سے ملنے کی اجازت نہ دیں اور نہ ہی اُسے کوئی ملازمت اختیار کرنے دیں۔

(۶) کبھی مریض کو کھانے پینے کی چیز میں ہاتھ نہ ڈالنے دیں۔

(۷) کبھی کوڑھی کو بھیک مانگنے کیلئے شہر میں داخل نہ ہونے دیں۔

(۸) جذامی والدین کے بچوں کو پیدائش کے بعد فوراً ہی علیحدہ کر دیں۔

(۹) مریضوں کی خوراک زود ہضم اور جید الکیموس ہونی چاہیئے لیکن مچھلی اور گائے کا گوشت مضر ہے۔

(۱۰) ہر مریض کا لباس، بستر اور بدن پاک و صاف رکھیں۔

(۱۱) لولے لنگڑے اور خراب قسم کے مریضوں کو مار دینا بہتر ہے۔

طریق تشخیص مرض کے زمانہ حضانت اور ابتداء عمل میں تشخیص کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ اس غرض کیلئے مریض کے خون یا اسکی ناک کی رطوبت کے چند قطرے لیکر شیشے کے سلائڈ پر پھیلا دیں جب وہ خشک ہو جائے تو اس پر چند قطرے کاربالک فکشین ڈال کر چار پانچ منٹ تک سلائڈ کو اسپرٹ لیمپ پر گرم کریں، پھر اسے سڑک کے پانی کی دھار سے خوب دھو ڈالیں۔

اب اسے [illegible] ایسڈ سے دھو کر پھر سادہ پانی کی دھارے سے دھو ڈالیں اور [illegible] سلائڈ کو [illegible] خشک کر لیں اور خوردبین سے ملاحظہ کریں۔ جذام کے جراثیم بنڈل بنے ہوئے سگرٹوں کی صورت میں دکھائی دینگے۔

ڈاکٹری علاج انگریزی اور یہ میں شالموگرا آئل Chaulmoogra oil اس مرض کا خاص علاج [illegible]

اسبابِ مرض یرقانِ صفر کے مختلف اسباب ہونے ہیں چنانچہ گرم اشیا کے کثرت استعمال یا خارجی حرارت پہنچنے سے جگر میں صفرا زیادہ مقدار میں پیدا ہو کر خون کے ساتھ مل جاتا ہے کبھی طبیعت مدبرۂ بدن صفراوی بخاروں میں بطریق بحران صفرا کو بطور افتقا ہر بدن کی طرف دفع کر دیتی ہے بعض اوقات غشاء مخاطی کی نالی میں سوزش یا سنگ مرارہ یا کسی دوسرے سبب سے سدہ واقع ہو کر پیدا ہو کر صفرا جلد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے کبھی جگر کی ساخت میں نقص ہو جانے سے خاص قسم کے بخاروں کی سمیت اور کسی زہریلی چیز کے کھانے سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔ اسکے علاوہ بدہضمی دائمی قبض اور رنج و غم میں مبتلا رہنے کی وجہ سے بھی اکثر اشخاص اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔

یرقانِ اسود۔ اسکو یرقان سندہی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ باشندگانِ سندھ سیاہ فام ہوتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ یہ مرض اس ملک میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس قسم کے مریض شاذ و نادر دیکھنے میں آتے ہیں۔ اسکے بھی مختلف اسباب ہیں کبھی طحال سے فم معدہ کی طرف سودا جانیوالے راستے میں سدہ کے سبب یا کسی دوسری وجہ سے سودا کی آمد و رفت بند ہو جاتی ہے۔ اس لئے تلی میں سودا جمع ہو کر زیادتی کے سبب سے خون میں مل جاتا ہے، کبھی سوء مزاج جگر بارد یا ورم بارد کیوجہ سے خون منجمد ہو کر اسکا سبب بنجاتا ہے۔

علاماتِ مرض یہ مرض کبھی رفتہ رفتہ کبھی ایکدم ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ جب آہستہ آہستہ ہو تو اصل علامات ظاہر ہونے سے پیشتر درد سر سستی، کمی اشتہا، غثیان، قبض، پیٹ میں خفیف سا درد ہوتا ہے اور جب یکایک ہو تو ایکدم جلد خصوصاً آنکھوں کی رنگت زرد یا سیاہ ہو جاتی ہے پاخانہ سفیدی مائل اور پیشاب گاڑھا گہرا سرخ یا سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے جس میں رسوب بکثرت پائے جاتے ہیں اگر یہ پیشاب کپڑے میں لگ جائے تو زرد یا سیاہ رنگ کا داغ پڑ جاتا ہے، گو بخار یا پیاس اور یا کسی مقام پر درد وغیرہ نہیں ہوتا لیکن مریض پست ہمت سست اور چڑچڑا ہو جاتا ہے اور عموماً دائمی قبض میں مبتلا رہتا ہے کبھی شاذ و نادر اسہال بھی آجاتے ہیں نبض کمزور، قلت اشتہا، زبان میلی منہ کا ذائقہ تلخ اور جلد میں بہت خارش ہوتی ہے، دوران سر کی اکثر شکایت رہتی ہے، جب آنکھ کی رطوبت زجاجیہ پر صفرا تراوش پا جاتا ہے تو تمام چیزیں زرد نظر آنے لگتی ہیں۔ اگر مرض بہت شدید ہو تو پسینہ اور رال کا رنگ بھی زرد ہو جاتا ہے کبھی غنودگی یا بیہوشی اور ہذیان بھی ہو جاتا ہے۔

تشخیصِ مرض مرض یرقان کی تشخیص چنداں دشوار نہیں البتہ رکاوٹ سدہ یا اجزاء صفرا کے خون میں ملجانے کی پہچان ذرا دقت طلب ہوتی ہے تاہم اسکو اس طرح دریافت کیا جاتا ہے کہ جب صفرا غیر معمولی طور پر جسم میں پھیل جاتا ہے تو پیشاب کے امتحان میں صرف وہ اجزاء پائے جاتے ہیں جو خون سے علیحدہ ہی ہوتے ہیں لیکن جب یرقان رکاوٹ کی وجہ سے ہوتا ہے تو علاوہ اجزاء بالا کے حموضات صفرا بھی (جو کیسہ ہائے جگر میں پیدا ہوتے ہیں) پائے جاتے ہیں۔

انجامِ مرض اگر فتور فعل ہضم کی وجہ سے ہو تو بہت جلد صحت ہو جاتی ہے اور اگر اس کا سبب اعضا کی ساخت میں خرابی ہو تو بہت عرصہ کے بعد آرام ہوتا ہے یا بڑھکر تین دن سے چند ہفتہ تک مریض ہلاک ہو جاتا ہے۔

اصولِ علاج چونکہ یہ بذات خود کوئی مرض نہیں بلکہ امراض جگر یا دوسرے امراض میں بطور عرض ہوتا ہے، اسلئے اصل سبب کو معلوم کر کے رفع کریں اور اُسکے علاج میں تاخیر نہ کریں۔

دستورِ علاج یرقانِ اصفر میں پہلے تو خمیرہ گاؤزبان ایک تولہ، چاندی کے ورق میں لپیٹ کر شیرہ تخم خیارین، شیرہ تخم کاسنی، شیرہ تخم خربزہ، شیرہ کاکنج، شیرہ بادیان ۵ ماشہ پانی میں نکال کر سکنجبین بزوری دو تولہ اضافہ کر کے پلائیں۔ (۲) اگر بحران کی وجہ سے ہو تو مریض کو گرم پانی کے ٹب میں بٹھائیں، اور شربت بزوری دو تولہ عرق کاسنی چھ تولہ عرق مکوہ ۶ تولہ پلائیں (۳) اگر سنگ مرارہ وغیرہ کی وجہ سے ہو تو تخم کاسنی نمک لاہوری دونوں کو پانی میں پیس کر آگ پر رکھیں، جب پھٹ جائے تو چھان کر پلائیں (۴) مرض زائل ہو جانیکے بعد آنکھوں کی زردی وغیرہ دور کرنیکے لئے عرق گلاب سرکہ خالص ہموزن ملا کر آبنوس کی سلائی سے آنکھوں میں لگائیں۔

یرقانِ اسود۔ (۱) آب ترب، سبز چار تولہ، شکر سرخ چار تولہ میں ملا کر پلائیں اگر ضرورت ہو تو سودا کا منضج و مسہل سے تنقیہ کریں اسکے علاوہ حسب ذیل معمولات کام میں لائیں۔

(۴) دیگر: برگ حنا تین ماشہ، پوست نیم کہنہ تین ماشہ، بابچی پانچ ماشہ، ملٹھی پانچ ماشہ، شاہترہ پانچ ماشہ، تخم کرنجوہ ۴ دام ۴ دام۔ رت منڈی چار دام، صندل سرخ چار دام، گل سرخ ۳ دام، جل نیم ۴ دام، سفوف بنالیں۔

خوراک پانچ ماشہ صبح و شام ہمراہ آب آملہ و شربت عناب۔

(۵) زرنیخ طبقی ایک تولہ کو آہنی کڑاہی میں ڈال کر آہنی دستہ سے کھرل کریں اور فلفلگرد ۴ تولہ ایک ایک کرکے ڈالتے جائیں جب غبار آ ہوجائے تو بیش مدبر ایک تولہ، چترہ ایک تولہ، دارفلفل ایک تولہ، اور زنجبیل ایک تولہ، جدا جدا باریک کرکے مسحوقہ بالا میں ملا کر سحق بلیغ کریں اور سفوف بنا کر محفوظ رکھیں۔

خوراک ایک ماشہ ہمراہ الوبان مناسبہ، غذا موٹھ و باجرہ بے نمک دیں۔ اور زلال شاہترہ بجائے پانی کے پلائیں۔ سرد پانی سے غسل کرنے دیں۔

(۶) آملہ سار ۳ ماشہ، سیماب مصفیٰ ساڑھے تین ماشہ، رسکپور ۲ ماشہ، بلادر سر بریدہ ۳ ماشہ، فلفل سیاہ ۳ ماشہ، زرنیخ زرد ایک ماشہ ۲ ماشہ، ہلیلہ زنگی ۳ ماشہ، شحم حنظل ۳ ماشہ، تمام اجزاء کو سحق بلیغ کرکے آب مطبوخ برگ نیم و شاہترہ و ہلیلہ زرد کے ساتھ ایک ہفتہ سحق سفوف بنالیں اور اسکی ۱۰۰ خوراک یا ۱۰۰ پڑیہ باندھلیں، ایک خوراک صبح ایک شام ہمراہ جزات دیں۔

(۷) دارچینی ایک تولہ، لوبان ایک تولہ، سم الفار ایک تولہ، باریک کرکے شیر برگ کے ہمراہ قرص بنالیں اور خشک کرکے بطریق معروف جوہر اڑالیں خوراک بقدر دانہ باجرہ۔

(۸) تخم بکائن بیس تولہ، برگ نیم ۲۰ تولہ، بابچی ۲۰ تولہ، منڈی بوٹی ۲۰ تولہ، گلو ۲۰ تولہ، شاہترہ ۲۰ تولہ، چرائتہ ۲۰ تولہ، برگ حنا ۲۰ تولہ ہلیلہ زنگی ۲۰ تولہ، شور بار مار سیاہ ایک عدد۔ اجزا کو جوکوب کرکے ۸ سیر پانی میں ترکردیں اور ایک شبانہ روز کے بعد بطریق معروف ۸ بوتل عرق نکال لیں۔ خوراک دو تولہ صبح و شام۔

(۹) آملہ سار ایک تولہ، سیماب مصفیٰ ایک تولہ، صبر زرد ۴ تولہ، بلادر گلا ہ بریدہ دو تولہ، حب الملوک مدبر چار تولہ، زرنیخ طبقی ایک تولہ فلفل ایک تولہ، ہلیلہ زنگی دو تولہ، بابچی دو تولہ، بچھناک ۶ ماشہ،

سب اجزاء کو باریک کرکے آب اکاس بیل میں ایک ہفتہ سحق کریں۔ پھر حبوب نخودی بنالیں۔ ایک حب ہمراہ شیر گاؤ دیں۔

غذا بے نمک، اور گھی خوب کھلائیں۔

(۱۰) سم الفار ایک تولہ کو کفچہ آہنی میں رکھکر کوئلوں پر رکھیں، اور روغن جمال گوٹہ دو تولہ، روغن نارجیل دو تولہ، روغن بادام دو تولہ ملا کر اس پر چھڑکدیں۔ سم الفار موسیہ ہوجائیگا۔ خوراک بقدر ریک برنج عجیب و غریب شے ہے۔ (باقی دارد)

یرقان

از جناب حکیم انوار الحق صاحب انوار تھانوی، لاہور

نوٹ: اس مرض کو اکٹرس بھی کہتے ہیں اور اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لاطینی زبان میں اکٹرس ایک زرد چڑیا کو کہتے ہیں، پہلے زمانہ کے عوام کا یہ خیال تھا کہ بیماری اکٹرس کو دیکھنے سے دور ہوجاتی ہے، اور وہ چڑیا مرجاتی ہے۔

کیفیت و ماہیت مرض | اس میں صفرا یا سودا خون کیساتھ شامل ہوکر جلد اور دوسری سطحی ساختوں میں سرایت کرکے چہرہ، آنکھ اور جلد بدن اور پیشاب وغیرہ کو رنگین (زرد یا سیاہ) کردیتا ہے۔

اقسام مرض | اس مرض کی دو قسمیں ہیں (۱) صفراوی (۲) سوداوی۔ صفراوی میں جلد اور آنکھ وغیرہ کا رنگ زرد اور سوداوی میں سیاہ ہوجاتا ہے۔

باب الصحت

ہندوستان میں نقص تغذیہ کا مسئلہ

از جناب سید اسرار حسین صاحب ترمذی حیدرآباد دکن

"آجکل ماہرین علم الصحت کی توجہ سب طرف سے سمٹ سمٹا کر مسئلہ غذا پر مبذول ہو رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بعض اہم اور ہمہ گیر مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

غذا اور صحت و مرض کے ارتباط اور اُسکے متعلقہ مباحث کوئی جدید چیزیں نہیں ہیں۔ البتہ اُسکی موجودہ ہمہ گیر حیثیت ضرور نئی ہے۔

ہماری زبان میں اس قسم کے علمی مباحث کی اطلاع دیر میں ہوتی ہے تاہم "ہندوستان میں نقص تغذیہ کے مسئلہ" پر معزز معاصر سائنس" میں جناب سید اسرار حسین صاحب ترمذی کا ایک مختصر سا مضمون حال ہی میں شائع ہوا ہے جس سے ان مسائل پر کچھ نہ کچھ روشنی پڑتی ہے۔ ہم ناظرین ہمدرد صحت کی اطلاع کیلئے اس مضمون کو کسی قدر ترمیم کے بعد شائع کرتے ہیں۔ "ہمدرد صحت"

یہ امر واقعہ ہے کہ ہندوستان میں کثرت سے لوگ بُری غذاؤں کے استعمال سے روزمرہ مختلف بیماریوں کا شکار بنے رہتے ہیں۔ اس ضمن میں صحیح اعداد تو دستیاب نہیں ہوسکے ہیں لیکن محکمۂ حفظان صحت اس بارے میں صحیح اعداد جمع کرکے یہ بتلا سکتا ہے کہ بُری غذاؤں کا اثر پبلک کی صحت پر کیا ہو رہا ہے۔ مختلف ذرائع سے یہ امر تو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ مرض نقص تغذیہ بہت شدت سے پھیل گیا ہے اگر عام طور پر لوگوں کی غذا کا مقابلہ فی زمانہ ماہر فعلیات کے معیار غذا سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ موجودہ غذاؤں کا معیار بہت گرا ہوا ہے اور ان میں لحمی غذائیت، حیاتین، اور معدنی نمکوں کی بہت کمی ہوتی ہے۔ اکثر لوگ غذا میں ان اجزا کی کمی کے باعث بیری بیری، Beri Beri کمی خون، استسقاء اور آشوب چشم وغیرہ میں سے ایک نہ ایک بیماری میں مُبتلا ہو جاتے ہیں، عام طور پر لوگوں کی جسمانی صحت خراب ہونیکی وجہ سے ان میں بیماریوں کے مقابلے کی قوت باقی نہیں رہتی ہے جسکی ذمہ داری ایک بڑی حد تک ہندوستانی نقص تغذیہ پر مبنی ہے۔ یہ خرابی صرف ہندوستان ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ تقریباً دُنیا کے تمام ملکوں میں یہی حالت ہے۔ مشرقی اور وسطی یورپ، شمالی امریکہ، آسٹریلیا اور نیوزیلینڈ کے علاوہ تقریباً تمام ملکوں میں نقص تغذیہ کی وہی حالت ہے جیسی کہ ہندوستان میں ہے، تیس چالیس برس کا عرصہ ہوا جب کہ انگلستان میں بھی امراض نقص تغذیہ کے باعث کساح اور اسی قسم کی دوسری بیماریاں عام طور پر پھیلی ہوئی تھیں جو غذا کے معیار کو بتدریج بڑھا دینے کی وجہ سے تقریباً نابود ہوگئی ہیں۔ آج کل چین میں بھی نقص تغذیہ کا تقریباً وہی حال ہے جیسا کہ ہندوستان میں ہے، اسکے علاوہ دیگر مشرقی ممالک مثلاً جاوا، ملایا اور جاپان میں بھی غذا کا معیار مشکل سے بہتر کہا جا سکتا ہے۔ جنوبی امریکہ میں نقص تغذیہ پر ابھی زیادہ روشنی نہیں ڈالی جاسکتی ہے لیکن حال میں ملک چلی کے ذمہ دار حلقوں نے اس بات کو محسوس کر لیا ہے کہ غذا میں اہم اجزا کی کمی ایک بڑی حد تک صحت کی خرابی کا باعث ہے اور اکثر و بیشتر بیماریاں اسی وجہ سے پھیلتی ہیں، وہاں کے لوگ اس خرابی کو دور کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔

صحیح طور پر تصور کیا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں بہت سے وجوہ کی بنا پر جو مذہبی عقاید اور آب و ہوا کی تفریق سے تعلق رکھتے ہیں نقص تغذیہ کا حل ایک حد تک مشکل ہوگیا ہے لیکن یہ اختلاف مدارج میں کیا جا سکتا ہے نہ کہ طریقۂ عمل میں، ماہرین معاشیات کا خیال ہے

(۱) ریوند چینی ایک ماشہ، بادیان ۵ ماشہ، تخم کاسنی ۵ ماشہ، مویز منقیٰ ۹ دانہ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح مل چھان لیں، اور خمیرۂ بنفشہ چار تولہ ملا کر پلائیں۔ (۲) عناب پانچ دانہ، آلو بخارا ۵ دانہ، تخم کاسنی ۵ ماشہ، کوہ خشک ۵ ماشہ، گل نیلوفر ۵ ماشہ، رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح مل چھان کر شربت بزوری چار تولہ ملا کر آب مکوہ سبز مروق چار تولہ، آب کاسنی سبز مروق چار تولہ اضافہ کر کے پلائیں۔ (۳) رات کو سکنجبین بزوری چار تولہ عرق برنجاسف چار تولہ، عرق کاسنی چار تولہ، عرق مکوہ چار تولہ میں ملا کر پلائیں۔ (۴) اور تنقیہ کی ضرورت ہو تو گل بنفشہ سات ماشہ، مویز منقیٰ ۹ دانہ، بیخ کاسنی ۵ ماشہ، بیخ بادیان ۵ ماشہ، بادیان پانچ ماشہ، تخم خیارین پانچ ماشہ، آلو بخارا ۵ دانہ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح مل چھان کر گلقند آفتابی چار تولہ ملا کر چند روز پلائیں جب مادہ نضیج پا جائے تو اسی نسخہ میں شکر سرخ چار تولہ، ترنجبین تین تولہ، گلقند تین تولہ، سالٹ چار تولہ اضافہ کر کے مسہل دیں۔ بعد میں مروقین (آب مکوہ سبز مروق و آب کاسنی سبز مروق) شربت بزوری چار تولہ میں ملا کر چند روز پلائیں (۵) یرقان سوداوی میں گل بنفشہ ۵ ماشہ، مویز منقیٰ ۹ دانہ، برگ شاہترہ ۵ ماشہ، ہلیلہ سیاہ ۵ ماشہ، بادیان ۵ ماشہ، انجیر زرد ۳ عدد رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح مل چھان کر گلقند آفتابی چار تولہ ملائیں اور مروقین ۸ تولہ اضافہ کر کے پلائیں۔ مسہل کے روز نسخہ میں سنا مکی ایک تولہ تربد سفید ایک تولہ اضافہ کریں۔ اور دوا کی تیاری کے بعد مغز فلوس خیار شنبر چار تولہ، شربت دینار تین تولہ اور روغن بادام شیریں ۳ ماشہ اضافہ کر کے پلائیں۔ (۶) امداد کے طور پر بادیان ایک تولہ، کوہ خشک ایک تولہ پوٹلی میں باندھ کر پانی میں جوش دیں اور پیاس کے وقت اس کا پانی پلائیں۔

اکسیر یرقان خبث الحدید (پانی سے دھو کر صاف کیا ہوا) پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ آملہ ہر ایک ایک پاؤ آخری تینوں چیزوں کو باریک کر کے خبث الحدید میں ملا لیں اور ان پر گائے کی دہی اتنا ڈالیں کہ چار انگل اوپر آ جائے۔ اسی طرح چار روز تک ہر روز تھوڑا سا دہی ڈال دیا کریں، پھر سب کو سایہ میں خشک کر کے باریک کر لیں اور فلفل دراز، فلفل سیاہ، زنجبیل ہر ایک تین تولہ باریک کر کے اس میں ملائیں۔ ہر روز تین ماشہ صبح کے وقت دہی کے ساتھ کھائیں۔ یا

دیگر۔ ریوند خطائی نوسادر دیسی ہر ایک ایک تولہ قلمی شورہ دو تولہ کشتہ فولاد ۶ ماشہ سب کو پیس کر سفوف بنائیں، اور ایک رتی صبح و شام مناسب بدرقہ کے ساتھ استعمال کریں۔

ڈاکٹری علاج ہدایات مندرجہ بالا پر عمل کریں اصل سبب کو دریافت کر کے رفع کریں، اگر ایکدم مرض کی تشخیص نہ ہو تو فوری تدبیر کے طور پر کم مقدار میں مرکبات سیماب وغیرہ استعمال کرائیں۔ اگر صفرا پیدا نہ ہونے کے باعث ہو تو جگر کے فعل کو تحریک پہونچانے والی ادویہ پلائیں، اسکے علاوہ ذیل کے نسخے یرقان میں مفید ہیں ان کو استعمال کرائیں۔

اسکیمونی پوڈر	گرین	۷	
پٹاس بائی ٹارٹراس	"	۱۲	
جنجر پوڈر	"	۱۲	سب کو پانی کیساتھ سونے وقت استعمال کریں۔

نسخہ دیگر

پٹاس کاربناس	۱۰	گرین	
پٹاس بائی ٹارٹراس	۱۰	"	
پٹاس ایسیٹاس	۱۰	"	
پٹاس نائی ٹراس	۱۵	"	
پانی	ایک اونس		سب کو دن میں تین تین گھنٹہ کے بعد پلائیں

اگر پتہ کی پتھری کی وجہ سے ہو تو اکسٹرکیٹ بلاڈونا دو ڈرام، اکسٹرکیٹ ہائیوسائمس دو ڈرام تھوڑے سے پانی میں حل کر کے مقام جگر پر لیپ کریں۔

غذا اور پرہیز۔ غذا بکری کا شوربا چپاتی، مونگ کی کھچڑی، کدو، ککڑی، پالک وغیرہ کھلائیں، سوڈا واٹر دودھ میں ملا کر پلائیں۔

پرہیز۔ ثقیل بادی چیزوں سے پرہیز کریں گوبھی آلو، مرچیں اور گرم اشیاء نہ کھائیں +

[illegible] کے تمام حفظانِ صحت کے محکموں میں اس قسم کے کام انجام دینے کیلئے ایک آفیسر ہے۔ ہندوستان میں [illegible] کہ فی الوقت اس قسم کے معالج دستیاب نہ ہو سکیں لیکن آئندہ انکو مستند بنانے کیلئے مختلف طریقوں سے تعلیم کا انتظام کیا جا سکتا ہے غذا کے متعلق ابتدائی باتیں پبلک اور خانگی اسکولوں کی بڑی جماعتوں کے نصاب میں داخل کیجا سکتی ہیں۔

یہ دیکھا جا رہا ہے کہ میک کریسن کی کتاب "غذا" کافی مقبول ہو رہی ہے اور جو فوائد کہ اس سے اسکولوں میں پہونچے ہیں و نیز اُستادوں کی دلچسپی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مضمون کو نصاب میں داخل کرنیکے لئے بالکل تیار ہیں۔

لیکن پیشتر مناسب یہ ہوگا کہ اُستادوں کو کسی ٹریننگ کالج میں حفظانِ صحت کی تعلیم دی جائے اور اسکی اہمیت بتائی جائے پبلک کو تعلیم دینے کے لئے مناسب طریقہ یہ ہوگا کہ اخبارں میں مضمون لکھے جائیں اور لاسلکی وغیرہ کے ذریعے سے صحت عامہ پر لیکچر دئے جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں غذا کے متعلق کافی بیداری پیدا ہو گئی ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ ممکن ہے کہ صحت عامہ کے پروپیگنڈے پر عمل کرنیکے لئے تیار ہو جائے۔

دیہاتوں میں نقص تغذیہ کے مسئلے کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ چند مقامات مظاہرے کیلئے منتخب کر لئے جائیں۔ عوام کے خورد و نوش کے متعلق فرقہ وارانہ غذا کی حالت کا اچھی طرح مطالعہ کیا جائے جس سے مفصل معلومات بہم پہنچ سکتی ہیں اور اس طرح غذا میں جن اہم اجزا کی کمی ہے ان کا مفصل حال معلوم ہو جائیگا۔ دوسرا اقدام یہ ہو سکتا ہے کہ مظاہروں کے موقعوں پر مختلف طریقوں سے نقص تغذیہ کے دور کی کوشش کی جائے اور تعلیم، پروپیگنڈہ، بہبودیٔ اطفال، ترقی نسل جانوران و زرعی اشیا سے نمائش کو کامیاب بنایا جائے۔ اس طرح جو نتائج ان چھوٹے مقامات پر برآمد ہونگے ان سے تمام ملک میں سبق لیا جا سکتا ہے۔ اگر پبلک کی صحت کے مدنظر غذا کی درستی کا مسئلہ صحیح طریقے پر حل کرنا مقصود ہے تو اسکے لئے ضرورت ہے کہ جدید انکشافات کیلئے متعدد تجربہ گاہیں قائم کی جائیں تاکہ ان سے عوام کو معلومات حاصل ہو سکیں۔ غذا کے متعلق کونور اور دوسرے مقامات پر نہایت سرگرمی سے جدید انکشافات کئے جا رہے ہیں لیکن گنجایش ہو کہ ان اور وسعت دی جائے اور مزید انکشافات کیلئے تجربہ گاہیں قائم کیجائیں

سر رابرٹ میک کیریسن نے "کرنٹ سائنس" کے جولائی نمبر میں تجویز کی ہے کہ ہر ایک ملک یا صوبے میں ایک تجربہ گاہ ہونا چاہئیے ان تجربہ گاہوں کا یہ عمل رہنا چاہئیے کہ ان میں جدید انکشافات کئے جائیں۔ باقاعدہ طور پر اشیائے خوردنی کا مطالعہ کیا جائے، عشرہ کو ہمدست ہونے والی سستی اور مقوی اشیاء کا امتحان کیا جائے نیز تعلیم اور پروپیگنڈے کا کام انجام دیا جائے۔ اسکے تحت ایک شعبہ تعلیمی قائم کیا جائے۔ جہاں حفظانِ صحت پر کام کرنے والوں کو ٹریننگ دی جائے۔ افزائش نسل مویشی۔ ترقی غذا و زراعت پر جو جو تحقیقات کی گئی ہیں ان سب کا واحد مقصد حفظانِ صحت ہو اور اس پر مبنی بھی کوشش کیجائے بہتر نتائج برآمد ہونگے۔

بچوں سے خدا واسطے کی عداوت

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

برتھ کنٹرول یا ضبط تولید کا مسئلہ آہستہ آہستہ ہندوستان میں بھی اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے، امریکہ کی مشہور خاتون مسز سینگر جو اس تحریک کی یوں کہنا چاہیے کہ روح رواں ہیں آجکل ہندوستان میں رونق افروز ہیں۔ ڈاکٹر ٹی موزمدار صاحب ایم اے، پی ایچ، ڈی مسز سینگر سے امریکہ میں ملاقات کی تھی اور اس مسئلے کے متعلق ان سے بعض سوالات کئے تھے، ڈاکٹر موزمدار امریکہ میں مقیم ہیں اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ مسز سینگر [illegible] کانفرنس کی دعوت پر ہندوستان جا رہی ہیں تو انہوں نے سوچا کہ ہندوستان کے حالات کو پیش رکھکر برتھ کنٹرول کے متعلق مسز سینگر کے [illegible] معلوم کریں۔

ڈاکٹر موزمدار نے اپنے مضمون میں مسز سینگر کی اس "صحت گاہ" کی کافی تعریف کی ہے جہاں منع اولاد یا زیادہ صحیح لفظوں میں قتل اولاد

کہ اشیائے خوردنی کو ضرورت سے زیادہ پیدا کیا جائے تاکہ دنیا کی آبادی کو بہتر غذا ملنے کے امکانات بڑھ جائیں۔ ہندوستان میں غذا کا مسئلہ دو پہلوؤں سے بآسانی حل کیا جا سکتا ہے۔ پہلے تو جدید معلومات حاصل کرنی چاہئیں، اور پھر ان معلومات کو عملی طور پر بار آور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ملک کے مختلف مقامات کے غذائی معیار کو صحیح طور پر معلوم کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے محنت جانفشانی اور مساعت درکار ہے۔

اس قسم کی مساعت کے ہمراہ باقاعدہ طور پر صحت وار گروہ بھی قائم کرنا چاہیے یوں تو عوام کی حالت سے ہم کو واقفیت ہو گئی ہے۔ لیکن صحیح طور پر دیہاتوں اور شہروں میں غذا کی خرابی سے ہم تقریباً لاعلم ہیں اور نہیں جانتے کہ غذا میں کن اجزا کی کمی کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

اسکے لئے ایک آسان اور مفید صورت یہ بھی ہے کہ تمام صوبوں کے اسکولوں میں مختلف اقوام کی اوسط لمبائی اور وزن عمر کے تناسب سے قائم کیا جائے لیکن یہاں امریکہ اور انگلستان کا معیار افزائش نافذ نہیں ہو سکتا۔

ہندوستانی اشیائے خوردنی کی غذائی حیثیتوں کے متعلق بالخصوص حیاتینوں اور معدنی نمکوں کے لحاظ سے ہمارا علم بہت ناقص ہے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسی بدیہی اور ضروری تحقیقات سے قطع نظر خود امراض نقص تغذیہ پر تجربہ گاہوں میں بہت طبی تحقیق کرنا ہے۔ گمان غالب یہ ہے کہ ہندوستان میں ایسے امراض نقص تغذیہ موجود ہیں جن کا نہ تو مشاہدہ ہی کیا گیا اور نہ ان پر کچھ لکھا گیا۔ اگر بعض ان مشہور امراض کا جو کتابوں میں درج ہیں طبی حیثیت سے مزید مطالعہ کیا جائے تو نفع بخش ہوگا۔ غذا کے متعلق بعض اعداد و شمار کی تحقیقات سے اس مسئلے کی مزید تصریح ہو جائیگی۔ پہلے غذا کا ایک ایسا معیار قائم کیا جائے جو انسانی ضروریات کو کما حقہٗ پورا کرتا ہو اور اس معیار کو بلحاظ غذا مرتب کر کے جو اشیاء جہاں پیدا ہوتی ہیں انکی غذائی قیمت کا اندازہ کر لیا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عوام الناس کی اشیائے خوردنی کا لحاظ کرتے ہوئے انکی غذائی حیثیتوں کو مقرر کر لیا جائے۔ اگر اس اصول پر ملک کی زرعی پیداوار کے ضروری اجزا کا عوام الناس کی ضروریات کے لحاظ سے مقابلہ کیا جائے تو یہ نتیجہ خود بخود برآمد ہو جائیگا کہ موجودہ اشیاء خوردنی کی پیداوار بہت کم ہے اور امراض نقص تغذیہ کو دور کرنے کیلئے جن اجزا کی ضرورت ہے وہ قطعی دستیاب نہیں ہو رہے ہیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنا اس وقت تک سخت دشوار ہے جب تک کہ غذائی معیار، فصلوں کی پیداوار اور مویشیوں وغیرہ کے متعلق مفصل معلومات نہ حاصل ہو جائیں۔ لیکن کوئی وجہ نہیں کہ اس قسم کی معلومات حاصل نہ کی جا سکیں۔ مسٹر باؤلی اور مسٹر رابرٹسن نے اپنی حالیہ رپورٹ میں موجودہ اعداد و شمار کے قاعدے کو ناقص قرار دیتے ہوئے بہت سی تجویزیں پیش کی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اعداد و شمار کی صحیح معلومات حاصل ہونے پر ماہرین غذا کو ہندوستان میں نقص تغذیہ کے متعلق کام کرنے میں بہت سہولت ہوگی۔ اب ہم کو پبلک کی غذا کے متعلق عملی طور پر مطالعہ کرنا چاہیے۔ مسٹر رابرٹ میک کریسن کا خیال ہے کہ اس میدان میں علمی معلومات سے عوام نے بہت کم فائدہ حاصل کیا ہے انکی غربت، لاعلمی اور تعصب نے نقص تغذیہ کے مسئلے کو دشوار تر بنا دیا ہے۔ اسکی بڑی ذمہ داری خوش باش لوگوں پر ہے جن کو نقص تغذیہ کے دور کرنے کے بہتر مواقع حاصل تھے لیکن انہوں نے کبھی بھی اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ ہندوستان میں نقص تغذیہ کو دور کرنے کا مسئلہ محکمۂ حفظان صحت یا اس کے ماتحت محکموں کے ساتھ ساتھ ترقی کر سکتا ہے۔ موجودہ دور میں پبلک کی صحت کے مد نظر غذا کے مسئلے کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے اور امید ہے کہ آئندہ اس مسئلے پر برابر توجہ کی جائیگی۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ صحت عامہ کی تعلیم میں معالجوں، نرسوں اور حفظان صحت کے حکام کو غذا کی طرف زیادہ توجہ دلائی جائے۔ بعض مغربی ممالک میں غذا کو بہتر اور مقوی بنانے کیلئے مرکز بہبودی اطفال، ڈاکٹروں اور حفظان صحت کے حکام کے ذریعے سے بہت بہتر کام انجام پا چکا ہے۔ اگر اس قسم کی تدابیر ہندوستان میں اختیار کی جائیں تو غذائی شکایتیں بڑی حد تک دور ہو جائینگی اور ترقی کرنے کے بہت سے مواقع مل سکیں گے۔

ماہرین غذا کے اعتراض کرنے پر محکمہ حفظان صحت کے توجہ کرنے کے امکانات ہیں اور ممکن ہے کہ وہ اسکی اہمیت کا خیال کر کے ہر ایک صوبے میں ماہرین فن کو متعین کر دیں جنکے ذمے تعلیمی مواد فراہم کرنا، ترقی و بہبودی اطفال میں امداد دینا، طالب علموں، نرسوں، معالجوں اور حفظان صحت کے متعلقہ افسروں کو پبلک اور مقامی اداروں میں غذائی [illegible] پر تعلیم دینا ہو۔

مسز سینگر کی یہ عجیب و غریب منطق ہماری سمجھ میں کسی طرح نہیں آسکی کہ ہر سال ہزاروں عورتیں بچہ جننے میں مرجاتی ہیں اور ہر سال ہزاروں بچے ایکسال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے مرجاتے ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ بچے پیدا کرنے بند کردیں۔ اگر خرابیوں کے علاج کرنیکا یہی اصول رہا تو ہمیں اور بھی ہزاروں کام بند کرنے پڑینگے۔ مثلاً یہ کہ ہاضمہ کے فتور سے ہر سال لاکھوں جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ لہٰذا کھانا بند کردیا جائے ریلوں کے حادثوں میں ہر سال لاکھوں جانیں ضائع ہوتی ہیں لہٰذا ریل کی سواری ترک کردیجائے کیا اس سے یہ زیادہ اچھا نہیں ہے کہ ہم ان خرابیوں کو دور کریں جو زچہ و بچہ کے اتلافِ جان کا باعث ہوتی ہیں؟ مسز سینگر نے ہی فرمایا ہے کہ اس خرابی کا باعث یہ ہے کہ لوگ جاہل ہیں اور ماؤں کی نگہداشت اور بچوں کی دیکھ بھال کے طریقوں سے واقف نہیں ہیں تو ایسی صورت میں بچوں کی پیدائش روکنے سے کیا یہ بہت زیادہ آسان اور بالکل بے ضرر طریقہ نہیں ہے کہ ہم لوگوں کے علم اور آگہی میں اضافہ کردیں؟

ضبط تولید کے حامیوں سے ہمیں یہ پوچھ لینے کا حق ہے کہ آخر انہیں انسانی بچے ہی کیوں برے معلوم ہوتے ہیں اور وہ انہی غریب معصوموں کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں، جب کہ دُنیا میں اور صدہا چیزیں ایسی موجود ہیں جو اس سے کہیں زیادہ انسانی تباہی اور انسانی ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں اگر انسانی جماعتوں کی خرابیاں ہی دور کرنا مقصود تھا تو سب سے پہلے ان ہمدردانِ بنی نوع کی نگاہ ایک ایسی ہی چیز پر کیوں پڑی جسکی خرابیاں اسکی خوبیوں کے مقابلہ میں سورج اور ذرے کی نسبت بھی نہیں رکھتیں۔ انہیں چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے وہ قوموں کی محتاجی اور افلاس کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرتے۔ طاقتور قوموں کو اس بات سے روکتے کہ وہ کمزور قوموں کو اپنا غلام بنا بنا کر فنا کئے ڈالتی ہیں "تہذیب" کی ان ہنگامہ آرائیوں کو روکتے جنہوں نے دُنیا کو عرصۂ محشر بنا رکھا ہے اور جسکی وجہ سے لوگوں کا آرام اور سکون اس درجہ مفقود ہو گیا ہے کہ عین جوانی ہی میں اعصاب اور اعصاب کے بعد قلب جواب دے جاتا ہے۔ کیا ان بزرگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اب تپ دق سے بھی اتنے مریض نہیں مرتے جتنے کہ حرکت قلب بند ہونے سے اچھے خاصے تندرست آدمی مرجاتے ہیں۔ کیا کسی طرح بھی اس کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ چونکہ لوگ بچے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کا قلب کمزور ہوجاتا ہے؟ آخر بچے تو دُنیا ہمیشہ ہی سے پیدا کرتی آئی ہے پھر اس وقت قلب کیوں کمزور نہیں ہوجاتے تھے۔

اسکے علاوہ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ جنکی وجہ سے ہر سال لاکھوں موتیں وقوع میں آتی ہیں اور ان میں سے بعض یقیناً ایسی ہیں کہ جنہیں روکا جاسکتا ہے، انکی طرف مسز سینگر اور ان کے ہمخیال اصحاب نے کیوں توجہ نہ کی، اور برتھ کنٹرول پر لیکچر دینے کی بجائے لوگوں کو حفظانِ صحت کے طریقوں کی تعلیم پر اپنا وقت کیوں نہ صرف کیا؟ اس سے خواہ اور کچھ نتیجہ نکلے یا نہ نکلے لیکن یہ ضرور ثابت ہوجاتا ہے کہ برتھ کنٹرول کی تحریک کی بنیاد بنی نوع انسان کی ہمدردی پر نہیں ہے اور پھر لوگوں کو یہ شک کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ بالکل خود غرضی اور خود پرستی پر مبنی ہے بچے یقیناً تکلیف دہ چیزیں ہیں بالخصوص اس وقت جب کہ وہ ماں کے کلب جانے یا اپنے احباب کی ملاقات کرنے میں حارج ہوں۔ بہت سی مائیں اپنی مامتا کی وجہ سے اپنا عیش اپنے بچوں پر قربان کردیتی ہیں لیکن ایسی ماؤں کی تعداد بھی کافی ہے جنہیں ایک نامعقول بچے کا دخل در معقولات حد سے زیادہ ناگوار گذرتا ہے اور وہ نہیں چاہتیں کہ انکے عیش اور تفریح میں کوئی خلل انداز ہو۔ مرد تو یوں بھی اسے پسند کرتے تھے کہ رات کو جب وہ تھک کر سونے کیلئے لیٹیں تو قریب سے بچے کے رونے اور چیخنے کی آوازیں کان میں آئیں۔ چلئے برتھ کنٹرول کیلئے ضرورت پیدا ہوگئی اور دو چار زوردار تحریروں اور تقریروں نے اسے ملکوں اور قوموں کی اہم ترین ضرورت بنا دیا! یہ کس قدر عجیب دلیل ہے کہ چونکہ ہر سال ہزاروں بچوں کی جانیں ایکسال کی عمر سے پہلے ضائع ہوجاتی ہیں کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم صرف انہی ہزاروں کو نہیں بلکہ اور بھی لاکھوں بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ماردیں۔

مسز سینگر نے فرمایا کہ اس تحریک کے نتائج ہمارے لئے عجیب مسرت اور طمانیت قلب کا باعث ہونگے۔

ہونگے، اور ضرور ہونگے، کسی کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا لیکن اگر آپ عورت ہیں اور آپکے سینے میں عورت کا دل ہے تو ایک ذرا دل پر ہاتھ رکھکر یہ بتا یئے کہ کیا یہ مسرت اور طمانیت قلب اس سچی اور وجدانی خوشی کا مقابلہ کرسکتی جو ایک ننھے سے وجود کو ہمک ہمک کر اپنی گود کی طرف آتا دیکھ کر ایک ماں کو ہوا کرتی ہے؟

کی جدید ترین اور علمی "تعلیم دیجاتی ہے اور شاید عملی" تعلیم کے بھی نہایت معقول انتظامات ہیں۔ اس معاملہ کے متعلق ایک ادارہ تحقیق بھی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کی طبی تحقیق و تدقیق اسی ادارہ کا کام ہے۔

بہرحال ڈاکٹر موزمدار نے مسز سینگر سے جو سوال کیا وہ یہ تھا کہ "ضبط تولید کے مسئلے کو قوموں کی تعمیر میں کہاں تک دخل ہے" جواب ملا کہ:-

"قوموں کی تعمیر میں ضبط تولید کو بہت بڑا دخل ہے" اب اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ ضبط تولید کا قوموں کی صحت اور انکی آمدنی و دولت کے معیار پر بڑا اثر پڑتا ہے "اور یہ عناصر یعنی صحت اور دولت قوم کی تعمیر اور تخریب میں بہت بڑا حصہ رکھتے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ضبط تولید کے عمل کو میں نے کسی قوم یا ملک کیساتھ مخصوص نہیں کیا ہے، بلکہ یہ صحت انسانی کا ایسا اہم پروگرام ہے جو ہر طبقہ اور ہر فرقے کیلئے مفید اور ضروری ہے جو مائیں بچے پیدا کرنے کے ناقابل ہیں۔ جہاں زچگی بہت سی موتوں کا باعث ہوتی ہے اور جہاں بچوں کی کثرت نے قوم میں انحطاط اور زوال پیدا کر دیا ہے وہاں علمی طریقے پر بچوں کی پیدائش روک دینے اور طبی طریقوں پر استقرار حمل کو ناممکن بنا دینے میں ہم بنی نوع انسان کی بہت بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت خصوصیت سے عورتوں کی خدمت ہوگی اور اسکے نتائج ہمارے لئے عجیب مسرت اور طمانیت قلب کا باعث ہونگے یہ امر کس قدر افسوسناک ہے کہ غریب گھرانوں میں جہاں اولاد کی مطلق ضرورت نہیں ہے اولاد پے در پے ہوئی جاتی ہے نرسیں اور دائیاں اس باب میں حیران ہیں اور ان مصیبت زدہ گھرانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا رونا اکثر روتی ہیں مگر قوم کے بہی خواہ خاموش ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ کیا یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں کہ نام نہاد مصلحان قوم اپنے قوائے عمل کو حرکت میں لائیں؟ ہر سال ہزاروں عورتیں بچے ہونے میں مر جاتی ہیں، ہزاروں بچے ایکسال کی عمر پانے سے پہلے پہلے ختم ہو جاتے ہیں، اور ہر سال نسل انسانی یہ خراج ادا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ماؤں کی نگہداشت، صحیح طبی معلومات ضبط اولاد کے صحیح طریقے اور اصول معلوم نہ ہونے، اور عام طور پر تعلیم سے بے بہرہ ہونیکی وجہ سے لوگ بالکل بےخبر اور ناواقف ہیں، اور انہیں ان چیزوں کا علم نہیں کہ جن سے نسل انسانی کی یہ خوفناک مصیبت جو ہر سال ہزاروں جانیں لیجاتی ہے دور ہو سکے بہرکیف میں نے مختصراً آپکو بتا دیا کہ ضبط تولید کا مسئلہ کسی قوم یا ملک کی تعمیر و تخریب اور اسکی صحت و دولت کے معاملے میں کس درجہ دخل رکھتا ہے اور کس قدر اہم ہے"۔

مسز سینگر کے اس لایعنی اور مہمل جواب سے خدا ہی جانے کہ ڈاکٹر موزمدار مطمئن ہو گئے تھے یا انہوں نے فارسی زبان کے ایک مشہور مصرع کے مطابق خاموشی اختیار کر لی اور کچھ نہ بولے، بہرحال وہ مطمئن ہو گئے ہوں یا خاموش ہمیں تو ذرا سا بھی اطمینان نہیں ہوا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مسز سینگر نے اس طریق پر گفتگو کی ہے کہ گویا ضبط تولید کا مسئلہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے اور اس سے کسی شخص کو کوئی اختلاف ہی نہیں لیکن اگر انہوں نے ایسا فرض کر لیا ہے تو سخت غلطی کی ہے اس مسئلے کو صحیح سمجھنے والوں کی تعداد ابھی دنیا میں تو ایک فیصدی بھی نہیں ہے "اور مہذب" دنیا میں بھی وہ بمشکل پانچ فیصدی تک پہنچی ہو تو پہونچی ہو ایسی صورت میں بھلا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مسز سینگر اپنی اس تحریک کے متعلق یہ خیال کر لیں کہ تمام دنیا ان سے متفق الرائے ہے۔ ان کے پورے جواب میں کہیں کسی ایک دلیل کا بھی ذکر نہیں ہے جو اس تحریک کو جائز اور اس مسئلے کو صحیح ثابت کر سکے۔

وہ فرماتی ہیں اور اس طرح فرماتی ہیں کہ گویا یہ بھی اقلیدس اور ریاضی کے علوم متعارفہ کی طرح کوئی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ "قوموں کی تعمیر و تخریب اور انکی صحت و دولت کے معاملات میں ضبط تولید کو بہت بڑا دخل ہے۔ کیا مسز سینگر ازراہ کرم ان تمام قوموں میں سے جو آج سب سے زیادہ ترقی یافتہ، سب سے زیادہ تعمیر پذیر رفتہ، سب سے زیادہ صحت مند اور سب سے زیادہ صاحب دولت و زر ہیں کسی ایک ایسی قوم کا نام بتا سکتی ہیں جسکی تعمیر میں انکے ضبط تولید کو ذرا سا بھی دخل ہے۔ یورپ اور امریکہ کی قومیں جنہوں نے صدیوں تک مسلسل جدوجہد کر کے اپنی تعمیر کی ہے برتھ کنٹرول کے نام سے بھی آشنا نہ تھیں، اور یہ واقعہ ہے کہ موجودہ نسل کی مائیں اور دادیاں ہرگز ہرگز اس مکروہ لفظ کا سننا بھی گوارا نہ کر سکتی تھیں چہ جائیکہ خود ایک عورت کی زبان سے۔ اب سے پچاس برس پہلے کی مسز براؤن اور مسز اسمتھ، اور مسز سینگر تو اس بات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ وہ اس قابل ہیں کہ اپنی قوم کو ایک اچھا لائق اور تندرست لڑکا دے سکیں جو قوم کی تعمیر میں قوم کا ہاتھ بٹا سکے گا۔ قوموں کی تعمیر میں ضبط تولید کے دخل کو تو مسز سینگر ثابت نہ کر سکیں گی، لیکن اس سے ہمیں بھی انکار نہیں ہے کہ قوموں کی تخریب میں اس کا کافی دخل ضرور ہے، اور اگر بدقسمتی سے مسز سینگر کی تحریک عام ہو گئی تو مستقبل اس کا ثبوت خود فراہم کر دیگا۔

افسانہ

گیتی آرا



ازجناب ڈاکٹر سید احمد صاحب معیکن بریلوی

دہلی قرول باغ۔
۴ راپریل ۳۲ئہ
مکرمی جناب فصیح صاحب!

آپ کا تار باعثِ فخر و عزت ہوا۔ ایک صاحب جنکا نام سلیم ہے میرے ہسپتال میں ہیں تو ضرور، لیکن انکے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہی آپ کے دوست بھی ہیں یا نہیں۔ آپکے تار میں زیادہ تفصیل نہ تھی اس لئے یہ دقت پیدا ہوئی۔ یہ بالکل ممکن تھا کہ میں اپنے مریض یعنی سلیم سے دریافت کرکے اطمینان کر لیتا لیکن آجکل سلیم صاحب کسی شخص کا اپنے کمرے میں آنا گوارا نہیں کرتے، مجھے بھی صرف اتنی اجازت ہے کہ روزانہ صبح کو صرف چند منٹ کیلئے ان کے پاس ہو آؤں۔ میں اگر طبی ضرورتوں کے علاوہ کسی قسم کی اور گفتگو کروں تو فوراً کہدیتے ہیں کہ "ڈاکٹر صاحب میری طبیعت بات کرنیکو بالکل نہیں چاہتی پھر کسی وقت یہ باتیں پوچھ لیجئیگا" پرسوں نہ معلوم کس ضرورت سے میں شام کو بھی ان کے کمرے میں چلا گیا تو انہیں بہت بُرا معلوم ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید مجھ سے لڑ پڑینگے آپکا تار دوپہر کے قریب ملا تھا، اور چونکہ مجھے قریب قریب یقین ہے کہ یہی آپ کے سلیم صاحب ہیں۔ اس لئے میں نے ان سے کچھ پوچھکر انہیں برافروختہ کرنا غیر ضروری سمجھا! اور یہ جواب لکھے دیتا ہوں۔

سلیم صاحب کو وہ مشہور بیماری تھی جو اس سبب سے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کو ہو گئی تھی عوام میں کافی شہرت پا چکی ہے میری مُراد اپنڈی سائٹس (اِمتباس معل) سے ہے انکی زندگی خطرہ میں تھی اس لئے فوراً عمل جراحی کرنا لازم ہو گیا۔ آج چوتھا روز ہے جب ان کا آپریشن ہوا تھا اور میں فخر و مسرت کیساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپریشن نہایت کامیاب ہوا، ان کا درد اب بالکل جاتا رہا ہے حرارت اگرچہ اب بھی شام سے وقت ہو جاتی ہے لیکن نسبتاً کم اور اُمید ہے کہ اگر اسی طرح زخم بھرتا چلا آیا تو چار پانچ روز میں وہ بھی جاتی رہیگی۔

آپ کی اس قدر بیتابی اور بے چینی دیکھکر میں نے غالباً یہ نتیجہ نکالنے میں غلطی نہیں کی ہو کہ آپ ان کے ایک سچے رفیق اور ہمدرد ہیں۔ اگر میرا خیال صحیح ہے تو میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ خدا کے لئے کسی طرح اپنے دوست کو سمجھائیے کہ وہ بستر سے اُٹھنے کیلئے اس قدر بیقرار نہ ہوں، انکے مزاج کی آجکل جو کیفیت ہے وہ حد درجہ اندیشہ ناک ہے ان سے کسی طرح خاموش اور ساکن نہیں لیٹا جاتا، اور بار بار جسم کو اس طرح حرکت دیتے رہتے ہیں کہ گویا اُٹھیں گے، اور جب ان کا تیمار دار انہیں منع کرتا ہے تو اس غریب کو سینکڑوں صلواتیں سُناتے ہیں کہ "مجھے قید کر رہا ہے، اور مجھے بمبئی جانے سے روکدیا، اور میری تمام چھٹی یہاں اس ذلیل جیلخانے میں ختم ہو جائیگی وغیرہ" آج صبح سے اُنہوں نے بھوک ہڑتال بھی شروع کر دی ہے۔ خدمتگار جو کھانا لیکر گیا اسکے کتاب کھینچ ماری جس سے دو ایک برتن بھی ٹوٹ گئے۔ خیر یہ سب کچھ تو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اور ہم لوگ روزمرہ کیا ہی کرتے ہیں لیکن یہ کیسی مصیبت ہے کہ وہ حرکت سے باز نہیں رہتے، اور اب کھانا کھانے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں حرکت ان کے لئے کس قدر خطرناک ہو سکتی ہے، اور اگر وہ فاقے کرکے کمزور ہو چلے گئے تو زخم کے اندمال کی کہاں تک امید کی جا سکتی ہے۔ اُن سے میں نے پوچھا تھا تو اُنہوں نے کہا کہ میرا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہیں ہے ورنہ ممکن تھا کہ اپنے عزیزوں کے کہنے سے شاید وہ بہل جاتے۔

مجھے اُمید ہے آپ خود انہیں خط لکھکر انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کرینگے کہ حرکت کرنا ان کے حق میں سخت خطرناک ہے اور ان کے رشتہ

نظم

جو تاریخ ۱۵ فروری سنہ اطبائے یونانی حیدرآباد کے جلسہ عام میں حکیم محمد یوسف صاحب نیر اورنگ آبادی ضلع بیڑ نے موثر انداز میں پڑھکر سنائی

بڑی نازک پوزیشن ہے تیری اے طب یونانی
بھنور میں ناؤ اور سیلِ حوادث کی ہے طغیانی

جو بیڑا پار ہو جائے تو ہم اعجاز سمجھیں گے
کہ غفلت سے ہماری سر سے اونچا ہو گیا پانی

کہاں غیرت ہے اے ناموسِ فن کے چھوڑنیوالو
یہی فن تھا جسے سمجھا تھا اک عالم نے لاثانی

اُدہر تشریح و جراحی میں ہردم موشگافی ہے
اِدہر مرہم کے کچھ ڈبے ہیں اور ہیں شیخ رمضانی

پھر اس غفلت پہ پندارِ غلط کا بھی تغافل ہے
"چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی"

یہ اپنے ہاتھ کے کرتوت ہیں اے سوچنے والو
کہ رسوائی بنی ناواقفانِ فن کی ارزانی

اِدہر الفاظ میں تو ادعائیِ بو علی سینا
"چہ گیری زلف معنی را نداند طب احسانی"

زمانے کے ذرا تیور تو دیکھو دیکھنے والو
کہ یونانی پہ اب کرنے کو ہی وہ فاتحہ خوانی

یہی فن تہا کہ صدیوں تک جسکو یورپ نے پوجا ہے
ہمارے ہی ذخیروں سے چُنے لعلِ بدخشانی

ہمارا فنِ علم الادویہ اتنا اچھوتا تھا
کہ چھو سکتی نہ تھی جس کو ستاروں کی درخشانی

ابھی تک اپنے نسخے قوتِ اکسیر رکھتے ہیں
دواؤں میں ابھی تک ہیں بہت اسرار لافانی

بہت امراض ہیں وہ جن میں یونانی مقدم ہے
جسے دعوے ہو آئے دیکھ لے نیر کی تابانی

مگر نا اتفاقی نے کچل ڈالا ہے عظمت کو
یہ وہ نکتہ ہے سمجھیں کاش اس نکتے کو یونانی

بڑھو یا ہم کہ اس منزل میں ہم پھر بڑھنے والے ہیں
مگر مضبوط کرلیں مل کے ایک بنیادِ عمرانی

طبیب اور ڈاکٹر کو ایک ہی پلڑے میں تولیگا
نہ گھبراؤ نہ گھبراؤ یہ کہ ہے یہ دورِ عثمانی

ہمارے شاہ عثمان علی خان بہادر نے
ہمارا ہاتھ پکڑا ہے یہ ہے اک فضلِ ربانی

یہی ہمت کی منزل ہے طبیبو اب نہ گھبرانا
ہے دامانِ صداقت میں عروجِ طبِ یونانی

جو یورپ کو دیا ہے آج اسکا سود تک لے لو
گر اسپر شیخ جی طعنہ بھی دیں ہے اُن کی نادانی

یہ ہے گھڑ دوڑ اس گھوڑ دوڑ میں بڑھنا ہی بہتر ہے
جو پیچھے رہ گئے تو سامنے ہے حسنانہ ویرانی

نظام الملک آصفجاہ سابع کو خدا رکھے
کہ جسکے دم سے ہے علم و عمل کی یہ فراوانی

اُسی کے عہد میں اک دن تمہیں دکھلائیگے نیر
کہ یونانی سے پیچھے رہ گئی ہے طبِ عیانی

دلے دارم صداقت آفرینے صدق پیمائے
نہ باطل را مجال جلوہ بر این طورِ سینائی

لگے تب تو زیادہ اندیشہ نہیں ہے مگر ورلور ناطاقت مریضوں کے زخم بھرنے میں دقت ہوا کرتی ہے ۔ پیپ پڑنے کا خاص سبب تو انہوں نے کہا کہ میل اور غلاظت ہے لیکن بعض اوقات مریض کا حرکت کرنا بھی بہت کچھ نقصان پہنچا دیتا ہے ۔ میں یہ سب کچھ تمہیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میں تمہارے مزاج کی بے پرواہیوں سے واقف ہوں ۔ خدا کیلئے کہیں ایسا نہ کر بیٹھنا کہ تمہاری ذرا سی بے پروائی سب بنا بنایا کام بگاڑ دے ۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ مریض کا خوش وخرم رہنا بھی بہت ضروری ہے ، رنج وغم یا فکر اور پریشانی کا زخم بھرنے پر برا اثر پڑتا ہے ، رنج اور غم تو میں جانتا ہوں کہ تمہاری صورت سے ڈرتے ہیں ۔ تمہارے پاس کیوں آنے لگے لیکن ہاں مایوسی اور فکر کا غلبہ تمہارے دل پر ضرور ہوگا ۔ اس میں شک نہیں کہ بندھی امیدوں کا ٹوٹنا اور خوشیوں کا پوری ہونے ہوتے رک جانا سخت دلشکن چیزیں ہیں لیکن یہ دشواری ظاہر ہے کہ بالکل عارضی ہے ، زیادہ سے زیادہ تین ہفتے میں تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ سفر کرسکو ، اور چھٹی کے پھر بھی کافی دن باقی ہونگے مگر یہ سب کچھ اسی پر منحصر ہے کہ تم بالکل حرکت نہ کرو خوب کھاؤ پیو تاکہ طاقت قائم رہے اور اپنی طبیعت کو ہر وقت خوش رکھو تاکہ دورانِ خون صحیح ہو ۔

اچھا اب تمہیں اپنی سرگذشت بھی سنا دوں ۔ میں نے تمہیں لکھا تھا کہ ابا جان حج سے واپس تشریف لا رہے ہیں اور میں بمبئی میں انکا استقبال کرونگا اور جب وہ بمبئی سے گھر روانہ ہو جائینگے تو پھر آزادانہ تمہارے ہمراہ بمبئی کی سیر کرونگا ۔ ابا جان "خسرو" نامی جہاز سے تشریف لائے لیکن جہاز پر وہ سخت بیمار ہو گئے تھے اور بمبئی کے ڈاکٹروں نے انہیں مشورہ دیا کہ کم از کم ایک مہینے وہ ساحل سمندر پر بسر کریں ۔ وہ ٹھہر گئے اور ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق بمبئی میں رہنے کی بجائے جوہو میں آکر قیام کیا ، جوہو کوئی شہر نہیں ہے ۔ بلکہ بمبئی کے مضافات میں سمندر کے کنارے ایک چھوٹا سا مقام ہے ۔ یہاں وہ بمبئی کی سی چہل پہل وہ گہما گہمی ، وہ حسینان دکن کے جمگھٹے ، وہ رنگا رنگ ساریاں ، اور عطر بیز گاؤن ، وہ قدم قدم پر قہوے خانے اور ان کا ہنگامہ ، وہ دلہن کی طرح سجی ہوئی دکانیں ، اور وہ دلکش سینما اور آسی نوع کی اور تفریح گاہیں کہاں ؟ مقام خوبصورت ہے فرحت افزا ہے ، ناریل کے جھنڈ کھڑے ہیں ، آب وہوا بھی ضرور اچھی ہوگی مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی ! ہر طرف ایک خاموشی ، ایک اداسی اور ایک سناٹا سا چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔ آبادی میں کچھ مریض ہیں کچھ تیماردار یا دو چار بمبئی کے شور وشغب سے اکتائے ہوئے ضعیف الاعصاب لوگ جو دو چار روز یا چند گھنٹے آرام کرنیکے لئے یہاں آجاتے ہیں قدرتی مناظر یقیناً بہت اچھے ہیں لیکن تنہائی میں ان سے کیا لطف اٹھایا جا سکتا ہے ، اور پھر اس پر مصیبت یہ کہ تمام وقت ابا جان کی تیمارداری میں گذر جاتا ہے یہاں آئے آج چار روز ہو چکے اور میں سچ کہدوں کہ میرا دل تو کسی طرح لگتا نہیں ، خدا جانے ان کمبخت ڈاکٹروں کے دماغ میں کہاں کا بلغم بھر گیا ہے کہ وہ دل بہلانیکے لئے مریضوں کو ایسے سنسان مقامات پر بھیجا کرتے ہیں ۔ جہاں اگر نہ ہوتا ہو تو اختلاج قلب پیدا ہو جائے ۔

کل شام کو جب میں ابا جان کو لیکر سمندر کے کنارے گیا تھا تو انہیں ایک جگہ آرام سے لٹا کر خود کنارے کنارے ٹہلتا ہوا دور تک نکل گیا اب یا تو اس وجہ سے کہ جہاں رو کھے نہیں وہاں ارنڈ ہی روکھ ہو جاتے ہیں ، یا شاید سچ مچ ہی ہو بہرحال ایک صورت ایسی نظر پڑ ہی گئی کہ جسے دیکھکر انسان دیکھتا ہی رہ جائے ۔ کنارے سے بالکل ملی ہوئی ایک کشتی کھڑی تھی اور اس کشتی میں وہ ملکہ حسن بیٹھی ہوئی بالکل ایسی ہی معلوم ہو رہی تھی کہ گویا مصر کی مشہور عالم ملکہ کلیوپیٹرا اپنی مورپنکھی میں بیٹھی دریائے نیل کی سیر کر رہی ہے ۔ اب اس وقت جب میں الگ الگ اسکی آنکھ ناک وغیرہ کا تصور قائم کرتا ہوں تو یہ چیزیں اگرچہ بدنما نہیں لیکن غالباً غیر معمولی طور پر حسین بھی نہ تھیں ، مگر بحالت مجموعی اسکے چہرے میں بلا کی دلکشی ہے ۔ اور آنکھیں تو انفرادی طور پر بھی یقیناً بیحد حسین کہی جانے کی مستحق ہیں ۔ محض اتفاقاً ایک مرتبہ اسکی نگاہ اس کتاب سے اٹھ کر جو اسکے زانوؤں پر کھلی رکھی تھی مجھ پر پڑی تھی ، اور میرا خیال ہے کہ میں اس وقت اپنی عمر میں پہلی مرتبہ اس جملے کا مطلب سمجھا ہوں جو حوروں کی آنکھوں کی تعریف میں کلام مجید میں وارد ہوا ہے یعنی یہ کہ ان کی آنکھیں ایسی ہونگی کہ گویا ان میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں ۔ پس سچ مچ کل اسکی آنکھیں بالکل کچھ ایسی ہی معلوم ہوئیں یا پھر یہ کہ میں ان کی خوبصورتی کو بیان کرنے ہی سے قاصر ہوں ۔ اگر تم ہوتے تو اس نادر زمانہ حسن کی سچی قدر کرتے ۔

میں نے اس سے پہلے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ کون ہے غالباً یہیں جوہو میں رہتی ہوگی اور بہت ممکن ہے کہ اس کا باپ بھی نقرس میں مبتلا ہو اور وہ غریب میری ہی طرح گرفتار دام ، بہرحال یہ تو یقینی ہے کہ وہ کوئی سمندر کی پری نہ تھی جو پانی سے نکل کر بیٹھی ہو ، ایسا ہوتا تو یہ خوشنما فیروزی رنگ کی ساری اسکے جسم پر کہاں سے آجاتی ، سمندر کی پریاں تو قدرتی ملبوس میں رہا کرتی ہیں میں کوشش کرونگا کہ اس کا پتہ لگاؤں بلکہ اگر اس قسم کا امکان ہوا تو یاد اللہ کی بھی کوئی سبیل نکالوں اس وقت میں ابا جان کی موجودگی کو

میں سے کسی کا پتہ اگر آپکو معلوم ہو تو ان سے بھی درخواست [illegible] مریضوں کی کتابیں لکھا بیچے عادی ہیں لیکن کتاب کا ذائقہ کتابوں سے مختلف تھا اور کتاب لکھا کو بعد اب اسکی ہمت نہیں پڑتی کہ [illegible] کمرے میں جائے۔

میں آخر میں پھر ایک مرتبہ یہ عرض کر دوں کہ انکی زندگی اگر پھر خطرہ میں پڑ گئی تو اسکے لئے وہ خود ذمہ دار ہونگے

آپ کا نیازمند
(ڈاکٹر) نعمانی

منجانب فصیح
بنام ڈاکٹر نعمانی
جمہو
۶ اپریل ۳۴ء

مکرمی و محترمی۔ گرامی نامہ کا دلی شکریہ۔ میں آج ہی سلیم کو خط لکھ رہا ہوں اور مجھے قوی اُمید ہے کہ وہ آپکے یا آپ کے ہسپتال ملازمین کیلئے آئندہ باعث تکلیف و ایذا نہ ہونگے۔ سلیم درحقیقت بہت ہی نیک اور اچھا لڑکا ہے اس موقع پر اس کا مزاج بگڑ جانیکا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی چھٹی میرے ہمراہ بمبئی میں گذارنا چاہتا تھا اور اسی ناگہانی مرض نے اسے اس سے محروم کر دیا۔ اسے بمبئی دیکھنے کی بڑی تمنا تھی وہ سب دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ ایک بہت ہی بے پرواسا نوجوان ہے اور ذرا ذکی الحس اور زود رنج۔ اسے قطعاً احساس نہ ہوگا کہ وہ کتنے بڑے خطرہ سے بچ گیا۔ لیکن اس صدمہ سے اسکی جان پر بنی ہوگی کہ اسکی آرزو پوری نہ ہوسکی، یہ چڑچڑاپن بالکل عارضی ہے اور میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اور ہر لحاظ سے وہ اتنا اچھا آدمی ہے کہ ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔

آپ جس شفقت اور توجہ سے اس کا علاج کر رہے ہیں۔ اسکے لئے میرا دلی شکریہ قبول فرمایئے۔

سلیم نے آپ سے یہ بالکل سچ کہا تھا کہ اس کا کوئی رشتہ دار دنیا میں موجود نہیں ہے۔ میرے لائق جو خدمت ہو اس سے مجھے مطلع فرماتے رہیئے

آپ کا نادیدہ خادم
فصیح

منجانب فصیح
بنام سلیم
جمہو
۶ اپریل ۳۴ء

سلیم، تم بیمار ہوگئے اور افسوس کہ کیسی کیسی آرزوؤں کا خون ہوا! یہ معلوم کر کے کہ تمہیں اپنڈی سائٹس ہوگئی تھی اور آپریشن تک نوبت آگئی میرے تو ہوش اُڑ گئے تھے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ڈاکٹر نعمانی کے خط نے آج بہت کچھ اطمینان دلا دیا۔ ڈاکٹر نعمانی نے اپنے خط میں تمہاری بہت تعریف لکھی ہے۔ انہی کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم بمبئی نہ آسکنے کی وجہ سے کس قدر غمگین ہو۔ میں نے بمبئی کے ایک بڑے مشہور ڈاکٹر سے پوچھا تھا کہ اب جب کہ آپریشن ہو چکا تو کوئی خطرہ تو نہیں ہے، نیز یہ کہ تم کتنے دنوں میں اس قابل ہو جاؤ گے کہ سفر کر سکو۔ یہی خیال تھا کہ اگر جلدی سے اچھے ہو جاؤ تو ابھی کافی مدت چھٹی کی پڑی ہے دہلی سے سیدھے یہیں چلے آؤ۔ اُنہوں نے بہت ہی ڈرا دیا۔ کہنے لگے ابھی آپ کے دوست کی زندگی خطرے سے باہر نہیں ہے۔ زخم میں اگر پیپ پڑ گئی تو بہت ہی دشوار ہوگا۔ اگر پیپ نہ پڑے اور زخم ٹھیک بھرتا چلا آئے تو اچھے ہونے میں زیادہ دن نہ لگیں گے۔ میں نے پوچھا کہ پیپ پڑنے کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں اور انہیں کیسے بچایا جا سکتا ہے تو جواب دینے سے پہلے اُنہوں نے یہ پوچھا کہ تمہارے دوست کی عمر کیا ہے اور جسمانی صحت کیسی ہے۔ میں نے صاف کہہ دیا کہ بالکل نوجوان ہے اور جیسے مندروں کے نام پر چھوڑے ہوئے سانڈ ہوتے ہیں اسی طرح موٹا تازہ اور تندرست ہے مگر ذرا

میں اب پہلے سے اچھا ہوں ۔ زخم بھی اطمینان بخش حالت میں ہے ۔ بخار بھی مجھے اب بالکل نہیں معلوم ہوتا لیکن جسم نقشہ پر خفیفا کلسا جاتا ہے ساسر میں ابھی تک موٹی لکیر سے کسی قدر اوپر ہی نقطہ لگایا جاتا ہے

اچھا اب یہ تو بتاؤ یہ تمہاری کلو پیٹرا کون ہیں ۔ کسی اچھی لڑکی کو کلیو پیٹرا سے تشبیہ دینا میرے خیال میں تو کسی طرح بھی مناسب نہ تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ تم ان نازک باتوں کو کیا سمجھو ۔ تمہارے سر میں اگر دماغ ہوتا تو اچھے خاصے اور بیسیوں علم و فن چھوڑ کے انجنیری کیوں سیکھنے بیٹھ جاتے ، میرا دل کہتا ہے کہ یہ سمندری لیلا ضرور دلچسپ ہوگی ۔ اب تک تو تم اس سے ملاقات بھی کر چکے ہوگے اجنبی لوگوں سے تعلقات پیدا کر لینے میں تو تم اُستاد ہو اگر کچھ حرج نہ ہو تو اسکے مزید حالات ہمیں بھی لکھ بھیجو ۔

تمہارا

بستر سوار ، سلیم

منجانب فصیح

بنام سلیم

جوہو

۱۴ اپریل ۳۲ء

میں بہت تھکا ہوا ہوں ، اور جی تو کسی طرح نہ چاہتا تھا لیکن خدا جانے کس خیال سے خط لکھنے بیٹھ ہی گیا ۔ اس دنیا میں بعض اوقات کیسے کیسے عجیب و غریب اتفاقات ہوتے ہیں ۔ میں تمہاری اس سمندری لیلا کو دیکھنے اور بشرط ممکن اسکے حالات معلوم کرنے روزانہ ہی جگہ جایا کرتا تھا اور بڑی کوشش سے صرف اتنا معلوم کر سکا تھا کہ وہ اور اسکے والد بہت دنوں سے یہیں جوہو میں رہتے ہیں ۔ وہ کشتی جس میں وہ روزانہ جا کر بیٹھتی ہے انکی اپنی ہے اور صبح کو باپ بیٹی دونوں آپس میں بیٹھ کر سمندر کی سیر کو جایا کرتے ہیں ۔ اس سے زیادہ میں کچھ معلوم نہ کر سکا تھا اور بہ ظاہر کوئی صورت بھی ایسی سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ اس سے تعارف پیدا کیا جائے ، لیکن کل ابا جان نے مجھ سے آپکے متعلق کہا کہ شام کو گھر ہی رہنا کہیں جانا نہیں میں نے اپنے دو ایک دوستوں کی دعوت کی ہے —— جوہو میں ابا جان نے کئی شخصوں سے ملاقات پیدا کر لی ہے —— میں خاموش ہو گیا آج جب میں حسب معمول سمندر کے کنارے اس جگہ پر گیا تو موٹر بھی موجود تھی لیکن اس میں کلیو پیٹرا —— مگر تمہیں تو یہ نام پسند نہیں ہے —— غیر لیلا کا کہیں پتہ نہ تھا ۔ یوں بھی میں بہت عجلت میں گیا تھا اس لئے فوراً واپس چلا آیا اور گھر پہونچکر مہمانوں کے استقبال کی تیاری کرنے لگا ۔ مغرب کے کچھ دیر بعد مہمان آنے شروع ہوئے ، میں ہر ایک کا استقبال کرتا تھا اور لیجا کر اس کمرے میں بٹھا دیتا تھا ۔ جہاں ابا جان تھے میں اس طرح تیسرے صاحب کو پہونچانے گیا ہوا تھا وہاں سے واپس ہو کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خضر صورت بزرگ اس کمرے کے بالکل قریب آ پہنچے کہ جہاں مہمان جمع تھے ، میں نے گھبرا کر جلدی سے سلام کیا اور اب ذرا ہوش بجا ہوئے تو دیکھا کہ ان کے ساتھ ساتھ کسی قدر پیچھے کی طرف وہ سمندری پری بھی موجود ہے ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرے جسم میں رعشہ پڑ گیا اور سر سے پاؤں تک پسینہ آ گیا ۔ بہزار دقت و خرابی میں نے اپنے آپ کو سنبھالا پھر بھی کسی طرح نظریں اوپر کو نہ اُٹھ سکیں ۔ اور میں دوسری نگاہ اسکے چہرے پر نہ ڈال سکا ۔ میں نے بڑے ادب سے ان دونوں کو ابا جان کے کمرے میں پہونچا دیا ۔ ابا جان نے غیر معمولی گرمجوشی سے ان دونوں سے ہاتھ ملایا ، اور تمہاری لیلا کو اپنے برابر کرسی پر بٹھا لیا ۔ میں پھر باہر جانے لگا ۔ تو ابا جان نے کہا کہ بس اب کیوں جاتے ہو اب تو سب لوگ آچکے ، آؤ میں نواب صاحب سے تمہارا تعارف کرادوں ۔ (اشارہ انہی خضر صورت بزرگ کی طرف تھا) میں نے جھک کر ادب سے سلام کیا اور ابا جان نے اُن سے کہا کہ یہ آپکا بندہ زادہ ہے ، آپ نے اسے دیکھا تو نہیں تھا لیکن نام تو اس کا میں نے آپکو لکھ دیا تھا ۔ مدتوں کی بات ہے آپ بھول گئے ہونگے ، اس کا نام فصیح الدین ہے ۔ نواب صاحب کے متعلق مجھ سے یہ کہا گیا کہ ان کا نام نواب منوّر الدین خانصاحب تھا ابا جان اور وہ دونوں بچپن کے دوست اور لنگوٹیئے یار تھے ۔ نواب صاحب کوئی پچیس سال سے علیگڈھ چھوڑ کر پٹنہ چلے گئے تھے اور اسی زمانہ سے دونوں دوست ایکدوسرے سے ملے بھی نہیں تھے ۔ خط و کتابت کچھ عرصہ تک باقاعدہ رہی پھر تخفیف ہے عمل در آمد ہوا اور بالآخر کوئی پانچسال سے بالکل بند ہو گئی ۔ نواب صاحب بھی درستی صحت کیلئے جوہو تشریف لائے تھے ۔ اور یہ مقام کچھ ایسا پسند آیا کہ تقریباً چار سال سے یہیں ہیں ۔

نواب صاحب نے پاس بلا کر ہماری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ، درازی عمر کی دعا دی ، اور پھر تمہاری لیلا سے مخاطب ہو کر کہا " گیتی آرا بیٹی ! آپ سے

بالکل بھولے ہوئے تھا ابھی ابھی برابر کے کمرے سے اگلی کھانسی کی آواز آئی تو ہوش آیا اب تمہیں بتاؤ کہ ان حالات میں کیا امید ہو سکتی ہے اچھا اب مجھے خط ختم کر کے چپکے سے لیٹ جانا چاہیئے ۔ اباجان کو اگر ذرا بھی شک ہو گیا کہ میں جاگ رہا ہوں تو ابھی آ کھڑے ہونگے اور ان سے کچھ بعید نہیں ہے کہ اسی خط میں تمہیں دعا لکھنے کیلئے بیٹھ جائیں "! اچھا اب دعائے صحت ۔

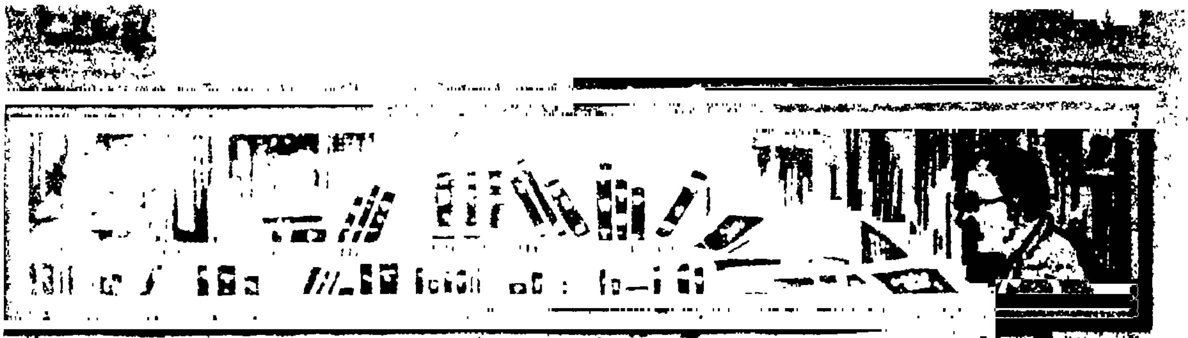
تمہارا
"سنڈباد" فصیح

منجانب سلیم
بنام فصیح
دہلی ۔ نعمانی ہاسپٹل قرول باغ
۱۰ / اپریل ۳۴ء

میں تو سمجھ رہا تھا کہ اس کال کوٹھری میں کسی نو گرفتار قفس کی طرح پھڑک پھڑک کر دو چار روز میں میرا دم نکل جائیگا، مگر نہیں بھئی شاید کچھ عمر اور باقی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر عمر باقی نہ ہوتی تو ایسے سخت مرض اور ایسے خطرناک آپریشن کے بعد کہ جس کے دوران میں ڈاکٹر نعمانی کا نشتر پیٹ کی ایک ایک رگ میں گھوم آیا جانبری کیوں ہوتی ۔ اور اب جب کہ تمہارا اس قدر پُر لطف، اس درجہ مزہ دار، اور ایسا دلچسپ خط آ گیا تو اب تو اگر ملک الموت صاحب تشریف لائیں بھی تو گھنٹوں کشتی رہیگی ۔ اب میں ہرگز مرنے کیلئے تیار نہیں ہوں ۔

بھئی فصیح خدا کیلئے ذرا تمہیں انصاف کرو میں کسی طرح بھی اس بات کا اہل تھا کہ یوں اپاہج بنا کر چارپائی پر ڈال دیا جاؤں یعنی کرد یہ حالت، یہ حرکت سے معذوری، اور تم سے ایسی سخت مجبوری کسی لحاظ سے بھی میرے مزاج کے مناسب ہو سکتی ہے لیکن اب قدرت کی ستم ظریفیوں کو کیا کیا جائے ۔ اللہ میاں کو کچھ اسی قسم کے تماشوں میں لطف آتا ہو میں پوچھتا ہوں کہ ملک میں دس کروڑ ایسے انسان بستے ہیں جنہیں اپنی زندگی دو بھر ہے، جن سے میل آدھ میل پیدل نہیں چلا جاتا کام محنت اور دوڑ بھاگ کے نام سے جنکا دم نکلتا ہے اور جو یوں بھی جب تک بس نہ چلے چارپائی سے اُٹھنا گناہ خیال کرتے ہیں، وہ اسکے لئے زیادہ موزوں تھے کہ یوں پاؤں توڑ کر ڈال دیا جائے یا میں موزوں ہوں جسے رات کو سوتے میں کبھی چین سے پڑا رہنا گوارا نہ ہوا فصیح میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس ہر وقت کی بستر سواری کی وجہ سے پاگل ہو چلا تھا اور اگر تمہارا یہ خط نہ آ جائے تو خودکشی تک کے منصوبے ذہن میں آ چکے تھے ۔ آخر میں کیا کروں مجھ سے اس طرح بے حس و حرکت مردہ بن کے نہیں پڑا جاتا ۔ ایک وہ کمبخت پتھر کا دل ڈاکٹر ہے ——— خیر اب میں اسے گالیاں نہ دونگا ——— ہر چند اس سے کہا لاکھ طرح سے سمجھایا کہ ڈاکٹر صاحب میرے لئے پھانسی کے تختے پر چڑھ جانا اس سے زیادہ آسان ہے کہ رات دن ایک ساچت پڑا رہوں مگر اس پر ایک اثر نہ ہوا ۔ ہر بات کا جواب اسی ——— ارے توبہ توبہ گالی نہیں دونگا ——— نیک بخت کے پاس بس مسکراہٹ ہے ۔ کوئی پوچھے کہ آپ کوئی حسین و جمیل دوشیزہ ہیں کہ میں آپکی مسکراہٹ پر فریفتہ ہو جاؤنگا، سچ کہتا ہوں کئی مرتبہ جی میں آیا کہ ابکی دفعہ اگر وہ مسکرائے تو کسی بہانے سے قریب بلا کر منہ پر ایسا گھونسا رسید کردوں کہ دو چار روز تک تو ورم کی وجہ سے ہونٹ نہ ہل سکیں اور یہ زہر آلود ——— میں سچ کہتا ہوں کہ اسکے تبسم میں واقعی زہر بھرا ہے ——— مسکراہٹ بند رہے ۔

تمہارے خط نے فصیح بڑا کام کیا ۔ میرے دل کو بہت ہی کافی سکون پہونچا ہے ۔ اب میں نے عہد کر لیا کہ نہ تو یہاں ہسپتال میں کسی کو گالیاں دونگا، اور نہ اُس کلہ ہے ——— لاحول ولاقوۃ ——— اور نہ اس خدمتگار کے کتاب پھینک کر مارونگا ——— تمہیں کیا خبر کہ میں یہاں کیا کچھ کرتا رہا ہوں ۔ ایک ایک منہ میں سو سو صلواتیں سب کو سناتا تھا، اور کوئی اور چیز تو ایسی میرے پاس رہتے نہیں جو حربہ کا کام دے سکے اسلئے کتاب سے یہ کام لیتا رہا ہوں ——— بھئی یہ اسپتال والے ہوتے ہیں واقعی بڑے شریف۔ ماں باپ بھی شاید ہی اس طرح خدمت کریں کہ جیسی یہ کرتے ہیں، اور پھر گھڑی کی سوئی کی طرح وقت کے پابند، آندھی جائے پانی جائے کچھ ہو لیکن بالکل ٹھیک اپنے وقت پر دوا پلانا، وقت پر بخار دیکھنا وقت پر کھانا کھلانا ۔ انہی بعض خوبیوں کی وجہ سے شاید انکی بخشش ہو جائے ورنہ ویسے تو یہ آدمیوں کو بڑی بڑی ایذائیں دیتے ہیں خیر اب اس ذکر کو چھوڑو ۔ ڈاکٹر نعمانی بُرا آدمی نہیں ہے اور مجھے جو تکلیف دے چکا یا دے رہا ہے میرے ہی فائدے کیلئے ہے ۔



ہندوستانی غذائیں

معلومات

غذا، اور غذا سے جسم انسان کی جو پرورش ہوتی ہے اس کا مسئلہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ اہم خیال کیا جاتا ہے ترقی یافتہ ممالک نے ایک بڑی حد تک اپنی غذاؤں کے اچھی طرح تجزیئے کرکے ہر ایک کی غذائی قدر و قیمت معلوم کرلی ہے۔ ہندوستان اس معاملے میں مہذب دُنیا سے بہت پیچھے پڑا ہوا ہے گذشتہ چند سالوں میں بنگال کے چند ڈاکٹروں نے خاص طور پر اس طرف توجہ کی اور انکی تحقیقات کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

اُنہوں نے ہندوستان کی مختلف قسم کی مچھلیوں کے متعلق تحقیقات کی اور یہ معلوم کیا کہ روہو، مرگل، اور ونکی مچھلیوں کے جگر کے تیل میں کاڈ مچھلی کے جگر کے تیل سے کہیں زیادہ وٹامن "اے" پائے جاتے ہیں اگرچہ یہ ضروری ہے کہ پھر بھی اتنے نہیں ہوتے کہ جتنے امریکہ کی ہیلی بٹ مچھلی کے جگر میں ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر روہو اور اسی نوع کی دوسری ہندوستانی مچھلیوں سے تیل حاصل کیا جائے تو وہ کاڈلیور آئل سے بہتر اور مریضوں کیلئے زیادہ مفید ہوگا۔

جگر کے علاوہ روہو اور شینگرا، مچھلیوں کے سارے جسم میں وٹامن "اے" بکثرت موجود ہوتا ہے۔

دالوں میں سے چنے، مسور اور مٹر کی دالوں میں وٹامن "اے" کی مقدار اچھی خاصی ہے اور پھلوں میں سے آم سب سے زیادہ وٹامن "اے" مہیا کرتا ہے۔

وٹامن "بی" کی فراہمی غلہ کی تمام اقسام سے ہوتی ہے بجز سیلا چاول کے جو بنا یا اور پالش کیا جاتا ہے۔ دالوں میں سے مونگ میں وٹامن "بی" بہت زیادہ ملتا ہے، عام طور پر ترکاریاں اس وٹامن سے خالی ہوتی ہیں، لیکن بینگن اور شکر قندی سے وٹامن "بی" کی کافی مقدار مل سکتی ہے۔ دالوں میں سے مٹر میں وٹامن "بی" بہت ہوتا ہے۔ پھلوں میں سے آم میں وٹامن "بی ۱" اور وٹامن "بی ۲" دونوں کافی مقدار میں مہیا ہو سکتے ہیں۔

جانوروں کے گردے اور کلیجیاں وٹامن "بی ۲" حاصل کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہیں، البتہ مچھلیوں کے جگر میں یہ وٹامن نہیں ہوتا۔

وٹامن "سی" کے متعلق یہ تحقیق ہوا کہ امرود، آم، چکوترا، لیچی اور اناناس میں یہ وٹامن سنگترے اور لیموں سے بھی زیادہ موجود ہوتا ہے جنہیں دافع اسکروی ہونیکے متعلق عالمگیر شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ دودھ سے جب دہی تیار کیا جاتا ہے تو اُسکے وٹامن "سی" ضائع ہونیکی بجائے اور مستحکم ہو جاتے ہیں۔ یہ ملحوظ خاطر رہے کہ وٹامن "سی" حرارت اور ہوا میں ضائع ہو جاتا ہے، اسلئے پکائے جانیکے بعد پھلوں میں یہ غذائیت باقی نہیں رہ سکتی۔

ہندوستانی اشیاء غذا میں معدنی اجزا کی معلوم کرنیکی غرض سے جو تحقیقات کیگئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بند گوبھی، لال ساگ (چولائی مراد ہے۔ ہمدرد صحت) گیما ساگ اور پوئین ساگ میں کیلسیم کی مقدار بہت کافی ہوتی ہے، لال ساگ، گیما ساگ، کولمی ساگ اور ڈینگ میں فولاد کا جزو بکثرت پایا جاتا ہے۔ پہدر یا پرول، پوئین ساگ اور میتھے میں فاسفورس کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، پودر کے پتوں میں کیلسیم کی مقدار بہت زیادہ پائی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان میں فولاد اور فاسفورس کے اجزا بھی بہت ہوتے ہیں اور چونکہ ان میں پروٹین کی مقدار بھی کافی ہوتی ہے اسلئے یہ پتے غذا کا بہت اچھا کام دیتے ہیں۔ (ترکاریوں اور مچھلیوں کے نام بنگالی ہیں۔ ہمدرد صحت) ✦

ہوئے گیتی آرا کا منظر پیش کئے شرم و حجاب کیساتھ اُٹھنا درحقیقت قیامت کا اُٹھنا تھا یا کسی فتنہ خوابیدہ کا اٹھنا ۔ مختصر میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ پانچ فٹ تین انچ کا کوئی نسوانی قد اس سے زیادہ لچک اور اس سے زیادہ شان کیساتھ بلند نہیں ہو سکتا۔ چھوٹا سا مگر گداز اور خوبصورت ہاتھ میری طرف کو بڑھا دیا گیا اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ ہتھوڑا چلانے والے ہاتھ ہرگز اس قابل نہیں ہوتے کہ انہیں کسی شریف خاتون کے سامنے پیش کیا جائے ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب سے بمبئی آیا ہوں ہتھوڑے کو کبھی ہاتھ نہیں لگایا اور آج شام کو مہمانوں کے استقبال سے پہلے وسلین لگا کر نہایت اچھے صابن سے ہاتھ دھو لئے تھے ، مگر گیتی آرا کے ہاتھ واقعی ہاتھ ہیں مجھے کچھ یونہی کسی قدر شرم سی آ رہی تھی ۔ ان کمبخت موٹے موٹے اور گنوارو ہاتھوں نے اور بھی شرمندہ کر دیا لیکن یا تو گیتی آرا نے میرا ہاتھ دیکھا ہی نہیں یا نسوانی رواداری اور شرافت سے کام لیکر میرے ہاتھ سے بچانے کیلئے اپنا ہاتھ جلدی سے کھینچا نہیں ، اور کہنے لگیں کہ مجھے آپ سے نیاز حاصل کر کے بڑی مسرت ہوئی ۔

اس عرصہ میں نواب صاحب نے مجھے اس کرسی پر بٹھلا لیا جو انکی اور گیتی آرا کی کرسیوں کے درمیان خالی پڑی تھی ۔ اس طرح ہماری نشست یوں ہو گئی کہ دہنی جانب سے ، سب سے پہلے ابا جان کی کرسی پھر گیتی آرا کی ، پھر میری ، اور پھر نواب صاحب کی ۔

کھانے کے دوران میں تو زیادہ بات چیت نہ ہو سکی لیکن کھانے کے بعد جب لوگ رخصت ہونے لگے تو ابا جان نے نواب صاحب کو روک لیا اور کمرے میں دونوں بڈھے بڈھے ایک طرف بیٹھ گئے اور میں اور گیتی آرا ایک طرف ۔ بہت کافی باتیں ہوئیں میں بھی اتنے عرصہ میں اچھی طرح بے تکلف ہو گیا تھا ۔ صدہا باتیں پوچھ ڈالیں ، ہاں تمہارا بھی ذکر آ گیا تھا ۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ میرے بمبئی آنے کا اصلی سبب ابا جان کا استقبال نہ تھا بلکہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ بمبئی کی سیر کرنا اس پر قدرتاً یہ سوال پیدا ہوا کہ وہ دوست کیوں نہ آئے تب میں نے سب حالات سنا دئے کہ یکایک دہلی پہونچکر تم کس طرح بیمار ہو گئے اور پھر آپریشن کیا گیا ۔ یہ سنکر کہنے لگیں اپنڈی سائٹیس کا مرض تھا کہنے لگیں کہ اگر ایسا ہے تو آپ انہیں جلد یہاں بلا لیجئے ۔ ہمارے ابا جان کو بھی یہی بیماری ہوئی تھی اور آپریشن کے بعد ڈاکٹروں نے یہی رائے دی کہ سمندر کے کنارے کسی مقام پر جا کر رہیں ۔ اسی وجہ سے ہمارا جو ہو میں آنا ہوا اور کسی قدر مسکرا کے بولیں کہ پھر یہیں رہ پڑے ——— سلیم تم نے ڈاکٹر نعمانی کی مسکراہٹ کی شکایت کی ہو مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ انسان اتنا حسین کسی وقت نہیں معلوم ہوتا کہ جتنا مسکراتے وقت ——— جب نواب صاحب رخصت ہونے لگے تو ابا جان نے مجھ سے کہا کہ جاؤ تم ساتھ ساتھ چلے جاؤ اور نواب صاحب کو کوٹھی تک پہونچا آؤ ۔ ایک فرماں بردار بیٹے کی طرح میں چون و چرا کئے بغیر ساتھ ہو لیا ۔ راستے میں گیتی آرا نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں انکی کوٹھی پر روز جایا کرونگا ، اور ہاں ، اس پر اصرار کیا کہ تمہیں جلد سے جلد جو ہو بلا لوں ۔ مجھے اس اصرار پر کسی قدر حیرت بھی ہوئی لیکن میرا خیال ہو کہ میں نے "غلطی سے" تمہاری صورت کی بہت کچھ تعریف کر دی تھی ، شاید اسی کا یہ اثر ہو ۔ یا شاید گیتی آرا کو تم سے اسلئے ہمدردی پیدا ہو گئی ہو کہ میں نے انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ تم دہلی میں کانگریس کے ایک جلوس میں شریک تھے جسکی ممانعت کر دی گئی تھی اور جب اس جلوس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا تو ایک لاٹھی تمہارے پیٹ پر لگی تھی اور اسی چوٹ کے اثر کو تمہیں یہ مرض ہوا غالباً یہ میرا پچھلا خیال ہی زیادہ صحیح ہے ۔ کیونکہ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ گیتی آرا سودیشی کپڑے کی ساری باندھے ہوئے تھیں ۔

اب تو میں دیکھتا ہوں کہ جو ہو مجھے خاصی اچھی جگہ معلوم ہونے لگی ہے ، کل تک تو یہاں کسی طرح دل ہی نہ لگتا تھا لیکن آج کچھ اور عالم ہے گیتی آرا کو پہونچا کر جب میں واپس ہوا تو چاندنی میں سمندر بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے زربفت کی ایک چادر بچھی ہے جسے بار بار کوئی ہلا کر اس میں شکنیں ڈالدیتا ہو اور روشنی کے رُخ پر جو حصہ آتا ہو وہ جھلملانے لگتا ہو واقعہ یہ ہو کہ آج مجھے معلوم ہوا کہ لوگ کیوں یہاں سیر کرنے آتے ہیں اور جو ہو کے مناظر کیوں اس قدر مشہور ہیں ۔

اگلے خط میں غالباً میں گیتی آرا کے متعلق بہت سی باتیں لکھ سکونگا ، اس وقت تک تو میرا خیال یہی ہے کہ وہ ایک نہایت حسین نہایت شریف ، نہایت نیک اور کافی تعلیم یافتہ اور عقلمند لڑکی ہے ۔ میرا اپنا خیال یہ بھی ہے کہ تم اور وہ دونوں ایکدوسرے کیلئے بہت ہی موزوں ہو ۔ اچھا اب پھر کسی روز باتیں ہونگی ۔ اسپتال کا وہ خدمتگار جو تمہارا لکھا تالا تا تھا زندہ ہے یا کنا یکی نذر ہو گیا ؟

تمہاری آمد کا منتظر

تمہارا [illegible]

باقی آئندہ

مجربات

خاندانی تجابر

ازجناب حکیم محمد رحمت علی صاحب ہمایوں

حب جواہر کشتہ مرجان، کشتہ صدف مروارید، کشتہ عقیق، کشتہ سنگ یشب، کشتہ یاقوت، کشتہ قلعی ہر ایک ایک تولہ، کشتہ نقرہ تین ماشہ، ورق نقرہ چھ ماشہ، ورق طلا ڈیڑھ ماشہ، زعفران، عنبر اشہب، مشک خالص ہر ایک ایک ماشہ، سب کو شیر بگدیر ایک روز کھرل کر کے بقدر نخود گولیاں بنائیں۔ **خوراک** :- ایک گولی صبح ایک گولی شام کو ہمراہ شیر گاؤ۔

فوائد :- ضعف اعضائے رئیسہ و بدن۔ اختلاج قلب و خفقان کو رفع کرنیکے لئے اکسیر الاثر ہے۔ بیحد مقوی باہ ہے۔ ہفتہ عشرہ میں تندرستی کا طاقت و توانائی کا سماں نظر آجاتا ہے۔

حب عنبر پنیر مایہ شتر اعرابی، عنبر اشہب، خولنجان، مشک خالص، خصیتہ الثعلب، مصطگی۔ قرنفل مساوی الوزن کوٹ چھان کر آپس میں خوب اچھی طرح ملا کر شہد کے ہمراہ بقدر فندق گولیاں بنائیں خوراک ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ۔

فوائد :- ایک ہی بار کھانیسے نمایاں فائدہ ہوتا ہے۔ قوتِ باہ اور رکاوٹ کیلئے خاص چیز ہے۔ کچھ عرصہ استعمال کرتے رہنے سے جریان سُرعت، رقت، وغیرہ شکایات رفع ہو جاتی ہیں۔ قوتِ باہ بڑھ جاتی ہے۔

طلاء کنبلہ اسکے استعمال سے عضو مخصوص میں توانائی آدہ گھنٹہ کے اندر اندر شروع ہو جاتی ہے، جیکے رُکنے کی ضرورت پڑتی ہے، اگر ذرا محنت اور خرچ سے اطباء اس نسخہ کو تیار کر لیں تو دیگر تمام نسخوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ **نسخہ** :- مسمائے قلب مار سیاہ ایک حصہ کنبلہ جنگو یا بنگو کتا ۵ حصہ، جونک تازہ ۱۰ حصہ۔ روغن زیتون حسب ضرورت۔ تینوں چیزوں کو حسب ضرورت روغن زیتون میں ملا کر آٹھ روز تک کھرل کریں، اسکے بعد حبوب بنا کر ایک چھوٹی سی آتشی شیشی میں ڈالکر نہایت نرم نرم آنچ پہنچا کر بطریق پتال جنتر روغن کشید کریں اور بحفاظت رکھیں،

ترکیب استعمال :- بوقت ضرورت تین سے چار قطرہ تک عضو مخصوص کی پشت پر ڈال کر اچھی طرح سے مل دیں، تھوڑی دیر بعد جلن شروع ہوگی پھر انتفاخ شروع ہوگا جو بڑھتا رہیگا، جب انتفاخ حسب لخواہ ایک حد تک پہنچ جائے تب فوراً عضو پر مرغ جوان کے پتے کا پانی (جسے پہلے مہیا کر کے پاس رکھ لیا ہو) مل دیں، اسکے ملنے سے جلن موقوف ہو جائیگی اور جتنا پھیلا ہوا ہوگا وہ مضبوط ہو جائیگا۔ یہ نسخہ صحیح طور پر بلا مبالغہ اکسیر ہے لیکن صرف وہی حضرات استعمال کریں جو شادی شدہ ہوں اور بیوی گھر پر موجود ہو، ورنہ نفر سیمرس کی سی حالت ہو جائیگی، جو بجائے خوشی کے رنج میں مبدل کر دیگی۔ نیز اس طلاء کو تمام عمر میں صرف ایک دفعہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا ایک دفعہ کا استعمال ہی تمام عمر کیلئے کافی ہوگا۔ دوسری دفعہ کے استعمال سے سخت نقصان پہنچتا ہے (اس طلاء کے استعمال سے دو تین یوم پیشتر اگر ان گولیوں کا استعمال شروع کر دیا جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام دیگی)

حب مقوی طلسمی فاسفورس ۱ رتی، عنبر خالص ۱۰ رتی، مشک خالص ۲۰ رتی، جند بیدستر ۱۰ رتی، جدوار خطائی ۴۰ رتی، جوہر کچلہ ½ رتی، جوہر خصیہ مرغ ۲۰ رتی، جوہر مغز عصفور ۲۰ رتی، یوہمبین خالص ایک رتی۔

تمام ترکیب کی تیس گولیاں تیار کر لیں۔ ایک گولی سے ہی خاص قوت پیدا ہوتی ہے نہایت درجہ کی مقوی باہ گولیاں ہیں ایک گولی صبح اور ایک شام کے وقت بعد از طعام دودھ سے کھایا کریں +

زبدۃ الحکماء حکیم محمد رحمت علی ہمایوں

برص و جذام

[illegible] سب سے قدیم بیماریاں ہیں جن کی مدت تین ہزار سال بتائی جاتی ہے۔ [illegible] مصر کے مصنف تک ان کا [illegible] ہے [illegible] جو لوگ ان امراض کا شکار ہوتے تھے انہیں آبادی سے نکال کر کسی دور دراز مقام پر بھیج دیا جاتا تھا۔ ان کے علاج کیلئے کوئی باقاعدہ کوشش نہیں کیجاتی تھی۔ ۱۸۴۸ء میں ناروے کے دو ڈاکٹروں ڈانیل ڈنیل سن اور [illegible] بوئک نے ان امراض کے متعلق پہلا جامع سائنٹفک رسالہ لکھا، پھر ۱۸۷۳ء میں آرمر ہانسن نے جو ڈنیل سن کا داماد اور ناروے میں برص و جذام کے معالجہ میں اس کا جانشین تھا وہ جرثومہ دریافت کیا جسے وہ برص و جذام کا جرثومہ سمجھتا تھا۔ اسی سال بلجیم کے مشہور مشنری فادر ڈامین نے اپنی زندگی اس کام کیلئے وقف کرکے جزیرہ مولوکائی میں جاکر مستقل سکونت اختیار کرلی جہاں حکومت ہوائی نے برص و جذام کے مریضوں کو جلا وطن کردیا تھا۔ اس نے ان مریضوں کے کھانے پانی اور مکانات میں بہت کچھ اصلاحیں کیں اور برسوں کی جانفشانی سے بالآخر دنیا کی توجہ انکی جانب مبذول کرادی۔ مجذوموں کے ساتھ ہر وقت رہنے سہنے سے وہ خود بھی اس مرض کا شکار ہوگیا اور ۱۸۸۹ء میں انتقال کر گیا لیکن اس کا ایثار اور بے لوث خدمت اپنا اثر دکھا کر رہی اور برص و جذام کے استیصال کا مسئلہ تمام دنیا کیلئے روز بروز جاذب توجہ ہوتا گیا۔

فادر ڈامین کا کام اب ہر ملک میں جاری ہے۔ ۱۸۷۴ء میں اسکاٹ لینڈ کے ایک شخص ولزلی نے مجذوموں کیلئے ایک مشن قائم کیا جو ساٹھ سال سے برابر برص و جذام کے علاج اور استیصال کی کوششوں میں مصروف ہے۔ اب اس مشن کی ایک شاخ امریکہ میں بھی کھل گئی ہے۔ حال میں ماہر جرمیات نے بھی ان امراض کی جانب توجہ کی ہے اور ان میں سے بہتیرے انکی تحقیقات کیلئے مبروصوں اور مجذوموں کی نوآبادیوں میں جاکر سکونت پذیر ہوگئے ہیں، چنانچہ اس جماعت کے ایک بہت مشہور امریکن ڈاکٹر ہربرٹ ویڈ نے ۱۹۲۲ء میں کیولیون جاکر وہاں مستقل طور پر قیام اختیار کرلیا ہے۔ یہ مقام جزائر فلپائن میں واقع ہے۔ جہاں برص و جذام کے مریضوں کی ایک بڑی نوآبادی قائم ہوگئی ہے ڈاکٹر ویڈ نے وہاں پہنچکر ان مریضوں کیلئے ایک عظیم الشان شفاخانہ قائم کیا ہے جو دنیا میں اپنی قسم کا سب سے بڑا شفاخانہ ہے وہاں نہ صرف برص و جذام کا علاج ہوتا ہے بلکہ ان کے اسباب و علل کی تحقیق بھی کیجاتی ہے۔ ۱۹۲۵ء میں ڈاکٹر موصوف کی اہلیہ اس شفاخانہ کیلئے سرمایہ کی فراہمی کے مقصد سے امریکہ واپس آئی تھیں اور وہ اپنی جدوجہد میں اس حد تک کامیاب ہوئیں کہ امریکہ میں ایک زبردست ادارہ لیونرڈ ووڈ میموریل کے نام سے برص و جذام کے استیصال کیلئے قائم ہوگیا ہے، اور اس ادارہ کے پیش نظر یہ تجویز ہے کہ تمام دنیا میں ان امراض کی تحقیق کیلئے مرکز قائم کردیئے جائیں، کیونکہ باوجود انتہائی کوششوں کے ابھی ان کے اسباب متعین طور پر معلوم نہیں ہوئے ہیں اور یہ امراض کثرت سے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں، تمام دنیا میں ان مریضوں کی تعداد تقریباً تیس لاکھ ہے جن سے صرف پچاس ہزار سے کم کا علاج مناسب اور معقول طریقہ پر ہورہا ہے، کیولیون کا شفاخانہ اپنی خدمات میں سب سے زیادہ ممتاز ہے گذشتہ دس سال میں ڈھائی ہزار سے زیادہ مریض وہاں سے تندرست ہوکر اپنے گھر واپس آچکے ہیں +

نارنگیاں کھانیکا طریقہ

نیویارک (امریکہ) کے ڈاکٹر جیارج وڈکلپ نے نارنگیوں کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات بہم پہونچائی ہیں۔

لوگ نارنگیاں اس طرح کھاتے ہیں کہ ان کا عرق پی لیا اور چھلکا اور گودا پھینک دیا لیکن ایسا کرنے سے نارنگی کا بہت سا حصہ ضائع ہوجاتا ہے جو غذائیت کے لحاظ سے بہت اہم ہوتا ہے۔ نارنگی کے عرق میں وٹامن "سی" ہوتا ہے اور کیلسیم کی بھی کافی مقدار ہوتی ہے یہ دونوں اجزا بہت ہی قابل قدر ہیں لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسکے سوا نارنگی میں کچھ اور ہوتا ہی نہیں۔ آج اطباء کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ کھانیکی ایسی چیزیں جو براہ راست سورج کی روشنی میں زمین سے اگتی اور پھلتی ہیں اُن غذاؤں سے بہتر ہیں جنہیں سورج کی روشنی شیشہ کے واسطے سے میسر آتی ہے بالخصوص اس معاملہ میں کہ وہ بیرا [illegible] غذا میں [illegible]

بقیہ مضمون صفحہ ۴۷ پر ملاحظہ فرمایئے

حسب معمول تمام اجزا باحتیاط تمام کوٹ کر معجون بنائیں۔ عنبر اشہب شہد کے قوام میں شامل کریں۔ اور مشک و زعفران عرق کیوڑہ میں حل کرکے ملائیں۔ تیاری کے بعد معجون کو ایک روغنی مرتبان میں ڈال کر اس کا منہ اچھی طرح ملتانی مٹی سے بند کر دیں۔ اسکے بعد ایک کنستر میں جو دغلہ بھر کر اس میں مرتبان رکھدیں، اور تین مہینے کے بعد نکالیں۔ بس مزاج گرفتہ اعلیٰ درجہ کی معجون تیار ہے۔

فوائد:۔ یہ معجون برقی واقعی برق تاثیر ہے۔ نزلہ زکام کی شکایتیں تو ہمیشہ دور ہی رہتی ہیں۔ بینائی کی محافظ ہے۔ اسکے علاوہ تمام عصبی امراض مثلاً فالج، لقوہ، مرگی، رعشہ، اور نسیان او ضعف اعصاب میں یہ دوا اپنا حیرت انگیز اثر دکھائے بغیر نہیں رہتی، ضعف باہ کو بھی زائل کرتی ہے۔ پرانے بخاروں میں بھی مجرب ہے، اول درجہ کی ممسک ہے۔

خوراک، ۳ ماشہ ہمراہ بدرقہ مناسب، گڑ، تیل اور کھٹی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اکسیر سیلان الرحم

اجزاء:۔ سمندر سوکھ آٹھ ماشہ، چنیا گوند نو ماشہ، بھکڑا نو ماشہ، پھلی کیکر نو ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ایک تولہ، موچرس نو ماشہ، موصلی سفید ایک تولہ، لودھ پٹھانی ایک تولہ، سونف ایک تولہ، خولنجان ایک تولہ مروارید ناسفتہ سائیدہ ۱ ماشہ، ورق طلا خالص ۳ عدد سرخ، چورہ ورق نقرہ دو ماشہ، ست سلاجیت ۹ ماشہ، روغن زرد (گھی) آدھ سیر شکر تری سوا سیر۔

کوٹنے کے قابل ادویہ کو کوٹ چھان کر بھگائے ہوئے عمدہ گھی میں ڈالیں، اسکے بعد شکر تری شامل کردیں، مروارید سائیدہ اور دونوں ورق بعد میں ملالیں۔ اکسیر سیلان الرحم تیار ہے۔

خوراک ½ تولہ کافی ہے۔ علی الصبح گائے کے دودھ کیساتھ استعمال کرائیں۔ دوا کے وقت کے علاوہ بھی اس قدر دودھ دیتے رہیں۔ جو بآسانی ہضم ہو جائے۔

فوائد:۔ سیلان الرحم (بچہ دانی سے رطوبت آنا) کیلئے یہ دوا عجیب و غریب خاصیت رکھتی ہے۔ چند ہی روز میں مرض کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتی ہے۔ اکیس دن کا استعمال تو پوری صحت کیلئے بفضل خدا کافی ہوتا ہے۔ یہ دوا نہ صرف سیلان الرحم جیسے خبیث مرض سے عورت کو نجات دلاتی ہے بلکہ رحم میں حمل کی قابلیت بھی پیدا کرتی ہے۔ چہرہ کے رنگ کو جو اس مرض کی وجہ سے زرد ہو چکا ہو..... آب و تاب بخشتی ہے۔ ضرورتمند صاحب اس کو بنا کر استعمال کرائیں۔ اور فقیر کو دعائے خیر دیں۔

حبوب مقوی و ممسک

ازجناب حکیم سید مشتاق حسین صاحب طبیب حاذق بجے پور

ایک نسخہ ارسال ہے جو اُستاذی حکیم حبیب اللہ صاحب قبلہ (حیدرآباد دکن) کے مجربات میں سے ہے، "مشتاق"

نسخہ:۔ سم الفار سفید، افیون خالص، زعفران اصلی کشمیری ہر ایک ایک تولہ، تینوں ادویہ کو سفید پیاز کے پانی (ڈیڑھ پاؤ) میں خوب کھرل کرکے غلولہ بنائیں، اور اسکو پیاز میں رکھکر بھوبل میں دبا دیں تین گھنٹے کے بعد نکال کر پانی سے سرسوں کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی ہمراہ بدرقہ مناسب دیں۔ اگر اسی نسخہ میں تین ماشہ کشتہ طلا اور شامل کر لیا جائے۔ تو بہت قوی الاثر ہو جائیگا۔

حبوب کے دوران استعمال میں گھی دودھ مکھن وغیرہ حسب برداشت استعمال کریں۔

جریان و رقت کے دو مجرب نسخے

از جناب حکیم ڈاکٹر محمد مسعود عالم قریشی

اکسیر نمبر (۱) بیج بند سیاہ ۳۰ تولہ، تخم ہلیلہ ۳۰ تولہ، گوکھرو ۳۰ تولہ، تالمکھانہ ۳۰ تولہ، اندرجو شیریں سات تولے، اسپغول، شکر تری ہموزن ادویہ سفوف بنائیں۔

خوراک :- ایک تولہ ہمراہ شیر گاؤ خالص۔

فوائد :- جریان کہنہ، رقت منی، کثرت احتلام کے لئے آزمودہ ہے

اکسیر نمبر (۲) ست گلو، سلاجیت، طباشیر، اصل السوس مقشر، تالمکھانہ، پکھان بید، بہمن، الائچی خورد، کشتہ قلعی ہر ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور نبات سفید ہموزن ادویہ شامل کریں۔

خوراک :- تین ماشے ہمراہ خیسانده پوست فالسہ شکری ایک تولہ، و شربت بزوری چار تولہ۔

فوائد :- جریان و سوزاک، و سرعت انزال (جو سوزاک سے ہو جائے) کیلئے ازبس مفید ثابت ہوا ہے۔

مجربات سنیاسی

از جناب ایم بشارت صاحب سنیاسی بٹالہ

"مکرم بندہ!

تسلیم۔ میں عرصہ سے علیل ہوں، ہمدرد صحت کی کچھ خدمت نہیں کر سکتا لیکن اللہ کی مخلوق کے فائدہ کیلئے اپنے خاص مجربات ارسال کر رہا ہوں، مہربانی فرما کر ان نسخوں کو اپنے موقر طبی صحیفہ میں جگہ دیدیں، زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں" دعاگو "بشارت"

سرمہ لولوی ورق طلا ایکماشہ، مروارید ناسفتہ ایکماشہ، ورق نقرہ ۱۰ ماشہ، سرمہ سیاہ خالص ایکتولہ۔ سب اجزا کو ایک ہفتہ درجہ اول عرق کیوڑہ میں کھرل کریں۔ اور حسب دستور بطور سرمہ استعمال کریں۔

فوائد :- یہ سرمہ قوت باصرہ کو قوی کرتا ہے اور آنکھ کے اکثر امراض کیلئے مفید ہے۔

حب جواہر خاص ست سلاجیت ایکماشہ، مروارید ناسفتہ ۱ ماشہ، مشک خالص ایکماشہ، عنبر اشہب خالص ۱ ماشہ، جدوار خطائی دانہ ساز ایکماشہ، ورق نقرہ ایکماشہ، ورق طلا ایکماشہ، زعفران قسم اول کشمیری ایکماشہ، ابریشم مقرض ۱ سب اجزا کو سرمہ کیطرح باریک کرکے شہد سے باجرہ کے برابر گولیاں بنالیں۔ اور رات کو سوتے وقت ایک گولی ایکماشہ بالائی میں رکھکر کھائیں

فوائد :- یہ گولیاں ہر عمر کے آدمی کو استعمال کرائی جاسکتی ہیں لیکن چالیس برس یا اس سے زیادہ عمر والوں کیلئے تو اکسیر کا حکم رکھتی ہیں تمام جسمانی قوتوں کیلئے عصا کا کام دیتی ہیں۔ ان کے برابر استعمال کرتے رہنے سے فالج لقوہ وغیرہ عصبی امراض پاس تک نہیں پھٹکنے پاتے۔ کثرت پیشاب یا تکرار پیشاب کی علت کو دور کرتی ہیں۔ معدہ اور جگر اور باہ کی قوتوں کی محافظ و معاون ہیں۔

معجون برقی اجزا :- مرچ سیاہ ایکتولہ آٹھ ماشہ، زعفران قسم اول ۱ ماشہ، دارچینی دو ماشہ، عاقرقرحا ۱ ماشہ، افیون خالص ۱۰ ماشہ، مرچ سفید ایکتولہ ماشہ، اجوائن خراسانی ۲۰ ماشہ، فرفیون ۱۰ ماشہ، مشک خالص دو ماشہ عنبر اشہب دو ماشہ، شہد خالص - پاؤ،

شرکاء میں حکیم ڈاکٹر اور ویدوں کے علاوہ معززین بھی شامل تھے۔ (نامہ نگار)

حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی اور مطالعۂ لسانیات

جناب ایڈیٹر صاحب! تسلیم و نیاز

تقریباً ایک سال سے اُستاذنا الفاضل حکیم سید علی احمد صاحب نیّر واسطی کے گرانقدر طبی مضامین کا سلسلہ مختلف طبی رسائل و مجلات میں جاری ہے۔ یہ مضامین درحقیقت انگریزی، فرانسیسی، جدید و قدیم فارسی اور عربی کتب کے وسیع مطالعہ کا نتیجہ ہیں جن کے ذریعے تاریخ طب اور فن کی بیشمار نادر معلومات طبی دُنیا کے سامنے آرہی ہیں۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ یہ خبر طبی دُنیا میں نہایت مسرت کیساتھ سنی جائیگی کہ حضرت حکیم موصوف کی توجہات کچھ عرصہ سے طب کے اصل ماخذ کی طرف منعطف ہے اور اس ضمن میں آن ممدوح اب طب قدیم کی اصل دو زبانوں یعنی سریانی اور یونانی زبانوں کی تحصیل میں معروف ہیں آپ ارادہ کرچکے ہیں کہ یونانی زبان کی تکمیل کے بعد آپ جالینوس و بقراط وغیرہ کی اصل یونانی کتابوں کا جو یورپ سے دستیاب ہوسکتی ہیں۔ غائر مطالعہ کرینگے اور اسکے بعد آپ اُن کا ان کے عربی تراجم اور شروح و تلخیصات سے مقابلہ کرینگے۔ اور پھر ان یونانی و عربی دور کے طبی دستوروں پر مغرب کے جدید آئین کی روشنی میں تبصرہ فرمائیں گے۔

اگر یہ مقصد تکمیل پذیر ہوگیا اور دستور طب کے تمام تمام قدیم نظامات سامنے آگئے تو اس طرح طبی حلقوں کی مساعی ترقی کے سلسلے میں ایک نئے علمی دور کا آغاز کیا جاسکیگا۔ بقراط و جالینوس کی زبان میں علم اولین کے بیشمار معارف و تجارب بے نقاب ہوسکیں گے۔ اور عہد بقراط سے لیکر آجتک کے تمام نظامات فن کی ایک صحیح تصویر پیش نظر ہوسکیگی۔

سردار محمد از لاہور

کرنل بھولا ناتھ کا ماتم

پنجاب ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کا ایک اہم اجلاس مورخہ ۔ فروری ۳۶ء کو طبیہ کالج امرتسر میں زیر صدارت جناب حاجی ابوتراب محمد عبدالحق صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر منعقد ہوا اور حسب ذیل تجویز باتفاق رائے پاس ہوئی۔

"یہ اجلاس کرنل بھولا ناتھ صاحب کے انتقال پر اظہار افسوس کرتا ہے اور کرنل صاحب کی طبی خدمات کا قدر کی نگاہ سے احترام کرتا ہے اور اُن کے پسماندگان سے دلی ہمدردی رکھتا ہے۔ (حکیم ابوالفقر محمد شمس الحق خان امرتسر)

اسکے علاوہ کرنل مرحوم کا ماتم ہندوستان کے ہر طبی حلقے میں کیا گیا۔ آل انڈیا میڈیکل کانفرنس نے انکی تعزیت کیلئے فوری اجلاس منعقد کیا، طبیہ کالج دہلی اور جامعہ طبیہ دہلی میں انکے انتقال پر اظہار افسوس کی قرار دادیں پاس کی گئیں۔ "ہمدرد صحت"

نقشۂ پیدائش و اموات بلدیۂ دہلی من ابتدائے ۲۶ جنوری ۳۶ء لغایۃ ۲۲ فروری ۳۶ء

مردم شماری ۱۹۳۱ء	پیدائش: مرد	پیدائش: عورتیں	پیدائش: کل	اموات: مرد	اموات: عورتیں	اموات: کل	اسباب اموات: ہیضہ	اسباب اموات: چیچک	اسباب اموات: خسرہ	اسباب اموات: مختلف اقسام بخار	اسباب اموات: پیچش و اسہال	اسباب اموات: امراض آلات تنفس	اسباب اموات: اتفاقی صدمات	اسباب اموات: جملہ دیگر عوارض	ایکسال سے کم عمر کی اموات: لڑکے	ایکسال سے کم عمر کی اموات: لڑکیاں	ایکسال سے کم عمر کی اموات: کل	شرح: پیدائش فی ہزار	شرح: اموات فی ہزار
[illegible]	۶۴۴	۵۸۲	۱۲۲۶	۳۱۷	۲۵۶	۵۷۳	۰	۲۷	۴	۲۳۳	۱۲	۱۸۵	۱۵	۹۱	۹۰	۷۰	۱۶۰	۵۴٫۰۸۷	۲۱٫۴۴

مراسلات

علامہ برجموہن دتاتریہ کیفی اور "ہمدرد صحت"

ماڈل ٹاؤن (پنجاب) ۷ فروری ۳۶ء

میرے مکرم و معظم

تسلیم - ہمدرد صحت آپ کی توجہ سے دیکھنے میں آتا ہے - پہلے خیال تھا کہ میں اسکے مندرجات کیا سمجھ سکونگا لیکن جو دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں - سائنس اور طب کے اور رسالے بھی دیکھنے میں آتے ہیں لیکن طب اور اسکے متعلقات کے ادق غوامض کو جس خوش اسلوبی اور سلاست سے اسمیں واضح کیا جاتا ہے اسکی نظیر اور کہیں نہیں ملتی - مضامین کی سائنٹفک وقعت اور افادت عامہ سے قطع نظر بعض اوصاف میں وہ عدیم النظیر ہے اس رسالہ کے مندرجات کی زبان کتنی فصیح اور انداز بیان کتنا شگفتہ و دلپذیر ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی کم ادبی رسالے ہیں جو اس اعتبار سے مقابلہ میں ٹھہر سکیں -

ہمدرد صحت طبی واقفیت اور حفظ صحت سے متعلق جو ترغیب پبلک میں منتشر کر رہا ہے وہ بے بہا خدمت ہے جسکا صلہ شائقین ترقی ہی دینگے آپ کو نامہ نگار بھی خوش نصیبی سے بہت قابل اور موزوں ملے ہوئے ہیں - مضامین تو رہے الگ جو افسانچے آپ کے رسالے میں چھپتے ہیں ان میں ادبی پردلز اور افسانوی محاسن کے علاوہ کتنے علمی نکات اور طبی اصول کی واقفیت بھری ہوتی ہے - غرضکہ وہ خاص نمبر مثل الاطفال ہو یا معمولی نمبر ہمدرد صحت اسم با مسمی ہی نہیں بلکہ طبی واقفیت اور علمی تلقین کا گنجینہ ہے -

پچھلی دفعہ جنوری میں راقم بہت مصروف رہا اور طبیعت بھی اچھی نہ رہی، اس وجہ سے شرف اندوز ملاقات نہ ہو سکا اب اس مہینے کی ۱۰ تاریخ کو غالب مشاعرہ کیلئے پھر دہلی آ رہا ہوں اس دفعہ امید ہے ضرور ملاقات ہوگی -

زیادہ اشتیاق   نیاز کیش، برجموہن دتاتریہ کیفی

طبیہ کالج دہلی

یوم اجمل طبیہ کالج دہلی کے ارباب حل و عقد ہر سال "یوم اجمل" منانے کا اہتمام کیا ہے چنانچہ پچھلے سال کیطرح اس سال بھی ۹ فروری ۳۶ء کو دوپہر کے بعد یہ دن منایا گیا - طبیہ کالج کے وسیع ہال میں خاصہ اجتماع تھا - کالج کے اسٹاف اور طلبا کے علاوہ معززین شہر اور بعض ممبران اسمبلی بھی شریک جلسہ تھے - سر محمد یعقوب صاحب مرادآبادی نے جلسہ کی صدارت فرمائی - مقررین نے مسیح الملک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خاندان کو شاندار طبی خدمات کے سلسلہ میں خراج تحسین پیش کیا -

مجلس مذاکرہ مجلس مذاکرہ طبیہ کالج کی جانب سے ۹ فروری ۳۶ء کو بموجب پروگرام ۶½ بجے شام کو ایک جلسہ بصدارت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب طبیہ کالج دہلی میں منعقد ہوا - مباحثہ میں نہ صرف طبیہ کالج دہلی، بلکہ علیگڈہ طبیہ کالج، اور جھوائی ٹولہ طبیہ کالج وغیرہ نے بھی حصہ لیا -

مباحثہ کا عنوان حسب ذیل تھا -

"اس ایوان کی رائے میں ہندوستانیوں کیلئے دیسی طریقہ علاج ہی زیادہ مناسب ہے"

حسب ذیل طلبائے انعامات حاصل کئے

(۱) سید آل مصطفےٰ صاحب علیگڈہ طبیہ کالج - فرسٹ طلائی تمغہ   (۲) سید محمد صادق صاحب علیگڈہ طبیہ کالج، سکنڈ نقرئی تمغہ

(۳) فضل احمد صاحب دہلوی یونانی طبیہ کالج دہلی - تھرڈ نقرئی تمغہ   (۴) کیشو پرشاد صاحب میڈیکل طبیہ کالج دہلی، متفرق نقرئی تمغہ

خوردنما ماشہ، تخم کاہو، گل سرخ، گل ارمنی، کشنیز خشک، تخم خماض، گلنار فارسی، صندل سفید، گرد سماق، صمغ عربی ہر ایک ۱۰ ماشہ
کافور ۱ ماشہ، حب السوس مقشر، کتیرا، مغز تخم خیارین، مغز تخم کدو، ابہوا تین خراسانی، نشاستہ، تخم خشخاش، خار خسک ہر ایک ۳ ماشہ
کوٹ چھان کر خرفہ کے پانی میں چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ مقدار خوراک۔ دو گولیاں ہمراہ آب انار تازہ۔

(سکرٹیری طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج)

۱۰۲ **قلاع مزمن** :- قلاع کیلئے برگ مہندی کوٹ کر ایک سیر پانی میں رات کو بھگودیں صبح کو مل چھان کر شربت عناب دو تولہ اضافہ کر کے پلائیں۔ اور غذا میں مولی کا استعمال زیادہ رکھیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ب) آپ باقاعدہ کسی طبیب سے منضج و مسہل کرائیں۔ ورنہ تصفیہ خون کیلئے معجون عشبہ ہمراہ عرق عشبہ و شربت عناب استعمال کرتے رہیں۔ (حکیم ایس ''اے مرزا مجید)

(ج) کافور خالص ایک تولہ عرق گلاب ایک بوتل میں خوب حل کر کے رکھ لیجئے اور دن میں دو تین مرتبہ اس سے کلیاں کرتے رہیئے۔ مصالحہ دار اغذیہ نہ کھائیے۔ کافور کا وزن حسب ضرورت کم و بیش کیا جا سکتا ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) قلاع کا باعث معدہ کی خرابی ہوا کرتی ہے۔ مریض کو ترشی اور مصالحہ دار غذاؤں سے کامل پرہیز لازم ہے۔ مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کر لیجئے۔

پٹاسی کلوراس	۵ گرین	یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا استعمال کریں۔
سوڈا بائی کارب	۱۰ "	
ٹنکچر کارڈیم کپونڈ	۱۰ بوند	
سیرپ سمپل	ایک ڈرام	
پانی اتنا کہ سب مل کر ایک اونس ہو جائے		

اسکے علاوہ بورکس گلیسرین دن میں چند مرتبہ منہ میں لگائیں، اور مندرجہ ذیل لوشن سے غرارہ کیا کریں۔

پرمینگنیٹ آف پٹاش	۳ یک گرین	یہ لوشن بنا کر رکھ لیں اور کلی کرتے وقت جتنا یہ لوشن لیں اسی قدر گرم پانی اسمیں ملا کر کلیاں کریں۔
پٹاسی کلوراس	دو یک ڈرام	
ایلم	۸ گرین	
پانی (ایک بوتل خورد)	۲۰ اونس	

آپ کو اپنے کھانے پینے کے برتن علیحدہ کر لینے چاہئیں، ورنہ گھر میں دوسروں کو بھی اس مرض کا لگ جانا ممکن ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ہ) پہلے تو عاقر قرحا، مویزج، جو مقشر چھ ماشہ، برگ حنا دو تولہ، سرکہ خالص تین تولہ ڈیڑھ پاؤ پانی میں سب کو جوش دیں اور مل چھان کر غرارہ کرائیں، اسکے بعد پھٹکری، مازو، طباشیر سفید، علا بیشا، ہلیلہ زرد، گلنار سب چیزیں ہموزن کوٹ چھان کر منہ میں چھڑکیں۔

(حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(و) یہ بڑا خبیث مرض ہے مسلسل علاج جاری رکھنا چاہیئے مندرجہ ذیل نسخہ کلیوں کیلئے مفید ہے۔

نسخہ۔ گلنار فارسی، پوست انار شیریں۔ مازو سبز، پوست ہلیلہ زرد، پوست بلیلہ، ہلیلہ کابلی۔ گل بستان افروز، حلتیت، برگ گاؤزبان۔ سماق۔ مساوی الوزن پانی میں جوش دیکر چھانیں اور سوت سائیدہ ۲ ماشہ، مرجان سائیدہ ۳ ماشہ، لہد سائیدہ ۳ ماشہ اضافہ کر کے دن میں تین مرتبہ کلیاں کریں اور رات کو سوتے وقت یہ سفوف پھانک لیا کریں۔ پوست ہلیلہ زرد دو تولہ، ستار کی دو تولہ مغز بادام شیریں چار تولہ مصری پانچ تولہ کوٹ چھان کر سفوف بنالیں۔ خوراک ۶ ماشہ ہمراہ آب نیم گرم (حکیم یار محمد کورو الی)

۱۰۳ **بے قاعدگی حیض**۔ قبل از ایام ایک ہفتہ تک مندرجہ ذیل شربت تیار کر کے استعمال کرائیں۔

نسخہ۔ تخم خربزہ ۲ تولہ، بادیان ایکتولہ، سونف ۲ تولہ، تخم قرطم ۳ تولہ، تخم کاسنی ۲ تولہ، گاؤزبان ایکتولہ، گل سرخ ایکتولہ

جوابات!

۱۰۱ **تلووں کا درد**:۔ ایسا مریض جو مجموعۂ امراض ہو اسکو مقامی طبیب سے رجوع کرنا چاہیئے۔ یا کسی حاذق طبیب کیخدمت میں حاضر ہوکر علاج کرانا چاہیئے۔ (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(ب):۔ افیون چھ ماشہ، گڑمار بوٹی دو تولہ، خستہ جامن تین تولہ کوٹ پیس کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں۔ اور ایک ایک گولی صبح وشام پانی کیساتھ کھا لیا کریں۔ رفع قبض کیلئے روغن بادام شیریں ۶ ماشہ گائے کے دودھ میں ملاکر رات کو پی لیں۔ اور روغن زیتون ایک تولہ میں چھ ماشہ بکری کا دودھ ملاکر نیمگرم درد کی جگہ مالش کریں۔ غذا میں ساگ خرفہ اور روہی تازہ شیر گاؤ خالص۔ بادام مقشر وبیضۂ مرغ نیمبرشت وغیرہ اکثر استعمال میں رکھیں۔ قوت مردمی کی طرف سردست توجہ نہیں کی گئی باقی عوارض میں معتدبہ فائدہ کے بعد اسکے لئے بھی تدبیر کیجائیگی۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پیروں کے تلوے بالعموم ہاضمہ کی خرابی سے جلا کرتے ہیں آپ کے عزیز کو قبض تو رہتا ہی ہے غالباً سوئے ہضم کی بھی شکایت ہوگی۔ آپ انہیں مقامی ڈاکٹر کے مشورے سے "ٹیکا ڈائیس ٹیبلٹ" کا استعمال کرائیے۔ پیشاب میں شکر آنا ایک مستقل مرض ہے اور سخت خطرناک۔ اس سے غفلت خوب نہیں۔ کسی ڈاکٹر سے پیشاب کا امتحان کرائیے، اور اگر شکر آتی ہو تو انسیولن کی پچکاریاں زیر جلد لگوائیے۔ پہلے انکی جان بچانے کی فکر کیجیئے، قوت مردمی پھر آتی رہے گی۔
(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) مندرجہ ذیل نسخہ جات کا استعمال کریں، انشاء اللہ صحت ہوگی۔

(۱) حب اسرار:۔ کشتہ فولاد دو تولہ، کشتہ سہ دہاتہ ۳ تولہ، کشتہ چاندی ایک تولہ، سلاجیت ایک تولہ، خساندہ پوست خشخاش میں کھرل کرکے تین تین رتی کی گولیاں بنالیں، اور صبح وشام ایک ایک گولی دودھ کیساتھ کھائیں، دافع جریان مقوی باہ اور مقوی اعصاب ہے۔

(۲) طلائے اسرار:۔ عنبر اشہب، مومیائی خالص ہر ایک چھ ماشہ روغن زیتون، روغن ملساں، روغن بیر بہوٹی روغن سانڈا چربی شیر مصطگی رومی، چربی ریچھ ہر ایک ایک ایک تولہ سب کو آتشی شیشی میں ڈال کر نرم آنچ پر پکائیں، پھر خوب کھرل کریں۔ اور رکھ لیں۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں)

(ہ) آپ معجون جالینوس لولوی صبح وشام چھ ماشہ ہمراہ شربت بزوری معتدل عرق بادیان وعرق مکو استعمال کریں۔ اور ہفتہ میں ایک مرتبہ رات کو سونے وقت اطریفل زمانی کھالیا کریں۔ اور کشتہ خبث الحدید چار برنج، کشتہ بیضۂ مرغ چار برنج چھ ماشہ لبوب کبیر میں ملاکر رات کو سونے وقت کھائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) مریض کو پہلے ایک خفیف سا مسہل دیں اسکے بعد کچھ عرصہ تک معجون مصفی خاص ۶ ماشہ استعمال کرائیں اور رات کو سوتے وقت لبوب کبیر ہمراہ شیر گاؤ دیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ز) آپ اپنے عزیز کے پیروں کو مرکب:۔ مازو پھل دو تولہ سبوس گندم ۵ تولہ گل ٹیسو پانچ تولہ کا بپھارا دیں۔ اسکے بعد پیر پر گرم گرم پھوک باندھ دیں۔ رات کو سوتے وقت جوارش جالینوس ۹ ماشہ کھلائیں جب پیروں کی شکایت رفع ہوجائے تو گڑمار بوٹی دو ماشہ کالی مرچیں تین دانہ پانی میں پیس کر صبح نہار منہ پلائیں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ح) آپ اپنے عزیز کو مندرجہ ذیل گولیاں تیار کرکے استعمال کرائیں۔
نسخہ:۔ گل نیلوفر ۱ ماشہ، تخم پالک ۱ ماشہ، افیون ۳ ماشہ، زعفران ۳ ماشہ، طباشیر ۳ ماشہ، سبوس اسپغول ۶ ماشہ، تخم

مقصود ہوں۔ پانی میں یہ چیز ڈال کر مہندی کی طرح لیپ کر دیں جب خشک ہو جائے تو پانی سے صاف کریں اور پھر کتیا کا دودھ لگا دیں۔ بس ایک ہی دفعہ لگانے سے عمر بھر بال پیدا نہ ہونگے اور جلد بھی سیاہ نہیں پڑیگی۔ (محمد موسیٰ مالدھی)

(ب) ایسے نسخہ جات کا استعمال مضر ثابت ہوتا ہے پرہیز کریں تو بہتر ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) ہڑتال زرد سوختہ، اور بڑکی ڈاڑھی کی راکھ دونوں ہموزن لیں پھر موچنے سے بال اُکھاڑ کر اس مقام پر ہفتہ عشرہ تک یہ سفوف مل دیا کریں۔ بال پیدا نہ ہونگے۔ لیکن مردوں کیلئے اسکا استعمال ضرر رساں ہے (حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(د) دیگر حضرات کی طرف سے ممکن ہے کہ جناب کو تشفی بخش جواب مل جائے لیکن میرے خیال میں ایسی دوا جسکے استعمال سے بال عمر بھر پیدا نہ ہوں جلد پر کسی قسم کا داغ ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم قریشی)

(ہ) بالوں کی پیدائش کو روکنا اصول حفظان صحت کے خلاف ہے اور ممکن ہے کہ بعض موقعوں پر اسکا استعمال سخت تکلیف دہ ثابت ہو۔ (حکیم آغا منصب علی)

(و) اگر کسی جگہ کے بال اُکھاڑ کر چھچھوندر کا خون یا جنگلی مینڈک کا خون یا خاکستر جونک لگا دیں تو پھر وہاں بال پیدا نہ ہونگے (حکیم ایس اے مرزا جمیل)

١٠٦ نزلہ و زکام :۔ نزلہ کی یہ بہت عجیب قسم سننے میں آئی کہ ہمیشہ اتوار کو ہوتا تھا، اور اب ہمیشہ جمعرات کو ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی طریق پر اس کا تعلق ساتوں سیاروں سے ہی، بہر حال اگر وہ صرف دن بھر کے لئے ہوتا ہے اور لازمی طور پر دوسرے دن اچھا ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ تکلیف بھی نہیں دیتا تو آپ بھی کیوں اسکے درپے ہوتے ہیں۔ نزلہ کو روکنے کیلئے مسٹول ایک بہت ہی مجرب دوا ہے اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو ایک شیشی خرید کر گھر میں رکھیئے اور جمعرات کی صبح کو اسکے چند قطرے ناک میں ٹپکا لیا کیجئے ضرورت ہو تو دن میں پھر بھی عمل دو تین بار کر سکتے ہیں۔ اپنی تمام عادات اور خصوصیات پر اچھی طرح غور کیجئے، غالباً کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہوتی ہوگی جو ہر جمعرات باندہ کو آپ کرتے ہوں اور وہی نزلہ کا سبب ہو جاتی ہو۔

(ب) آپ ہمدرد دواخانے سے صرف خمیرہ نزلی جواہر والا منگا کر استعمال فرمائیں، اُمید ہے کہ انشاء اللہ شفا ہوگی، نزلہ و زکام خواہ کیسا ہی پُرانا اور اسکا سبب خواہ کچھ ہی ہو مگر یہ خمیرہ اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ سبب مرض کمزوری دماغ ہے۔ (حکیم ایس اے مرزا حمید)

(ج) روغن بادام شیریں سر پر ملیں اور ناک میں بھی چند قطرے ڈالیں۔ نزلہ کی عادت جاتی رہیگی۔ (حکیم آغا منصب علی)

(د) زمانہ کے انقلاب، موسم کے تغیرات، نظام شمسی، قمری کے ردو بدل سے اتوار کا دن جمعرات سے بدل گیا۔ اور کوئی دوسری بات نہیں ۔۔ جناب جواب نمبر (١٠٠) مندرجہ رسالہ ہمدرد صحت بابتہ ماہ فروری ۱۹۳۹ء جو میری طرف سے شائع ہوا ہے اس پر عمل کریں۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) اسباب ظاہر ہیں آپ میں نزلہ و زکام میں مبتلا ہونیکی استعداد موجود ہے۔ بہر حال آپ اول کسی مقامی طبیب سے دماغ و معدہ کا تنقیہ کرائیں اسکے بعد چائے دو ماشہ، سبوس گندم چار ماشہ جوش دیکر اور حسب خواہش نمک ملا کر چند یوم دونوں وقت استعمال کریں۔

(حکیم اکبر حسین الٰہ آباد)

(و) شیرہ مغز بادام دو ماشہ، لعاب بہدانہ تین ماشہ شربت فریاد رس تین تولہ حسب معمول یہ نسخہ صبح و شام ہمراہ معجون برہمی استعمال کرائیں۔ ایک مہینہ میں انشاء اللہ صحت ہو جائیگی۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

١٠٧ امراض چشم ۔ آپ معجون برہمی ایک تولہ اور خمیرہ گاؤزبان مرطب ہی تین ماشہ دونوں ملا کر ہمراہ خمیرہ گاؤزبان استعمال کریں۔ اور روغن بادام شیریں سر پر ملیں، اور آنکھوں میں کحل الجواہر لگائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ب) مندرجہ ذیل سرمہ استعمال کریں۔ صحت کلی ہوگی۔ (نسخہ) جست ایک تولہ۔ پارہ دو تولہ، کافور بھیم سینی دو ماشہ، نوشادر ٹھیکری دو ماشہ، گل چینی ایک تولہ، تخم سرس سیاہ مسلم ۲ ماشہ، جست اور پارہ کو آگ پر ملا کر دو یوم تک کھرل کریں اسکے بعد بقیہ اجزاء ملا کر سرمہ بنا لیں۔ اور صبح و شام دو دو سلائیاں لگائیں۔ موتیا بند کو جڑ سے دور کرتا ہے اور آنکھوں کی تمام شکایتوں کو رفع کرتا ہے۔

(حکیم ہمایوں لائلپور)

شکر طبرزد تین تولہ، پوست املتاس ۵ تولہ سب ادویہ کو کوٹ چھان کر ڈیڑھ سیر پانی میں ... ملا کر شربت کا قوام بنالیں اور چار تولہ شربت پانی میں ملا کر پلائیں۔ انشاء اللہ شکایات رفع ہو جائینگی۔ (حکیم ...)

(ب) مریضہ کو ایام حیض سے تین دن پہلے سے مندرجہ ذیل معجون تیار کر کے استعمال کرانا شروع کر دیں۔

نسخہ:۔ تخم کرفس دو تولہ، پودینہ خشک دو تولہ، بادیان چار تولہ، افسنتین رومی دو تولہ، شکر طبرزد اشیع دو تولہ کوٹ چھان کر شہد اور مصری میں قوام بنالیں خوراک ۹ ماشہ ہمراہ عرق بادیان۔ اگر ضرورت ہو تو یہ معجون دونوں وقت بھی استعمال کرائی جا سکتی ہے۔ دو تین ماہ استعمال کرانے سے حیض وقت پر ہونے لگیگا۔ (حکیم رام ناتھ)

(ج) مریضہ کو چند روز ایلیٹیرس کارڈیل کا استعمال کرائیے یہ ایک پیٹنٹ دوا ہے، انگریزی دوا فروشوں سے مل سکیگی۔ ترکیب استعمال شیشی کے ہمراہ ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) ہمدرد دواخانہ سے "ماہواری" طلب فرمالیں ترکیب استعمال کا پرچہ ساتھ ہوگا۔ بارہا کا تجربہ ہے اچھی چیز ہے۔ (سکریٹری ... طبیہ کالج)

(ہ) آپ مریضہ کو مندرجہ ذیل جوشاندہ استعمال کرائیں۔ نسخہ:۔ مغز املتاس ایک تولہ، بادیان ۹ ماشہ، تخم خربزہ ۷ ماشہ، افسنتین ۴ ماشہ تخم کرفس چار ماشہ، گاؤزبان ۵ ماشہ، گلقند دو تولہ۔ نسخہ کے ساتھ سفوف ریوند خطائی دو ماشہ اگر استعمال کرایا جائے تو زیادہ قوی ہوجائیگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے رکھ لیں۔ نسخہ:۔ تخم شبت، حب القلت، تخم ترب، تخم کاسنی، تخم پالک، بیخ کاسنی، بادیان، بیخ بادیان، تخم کرفس، بیخ کرفس، تخم خربزہ ہر ایک چار تولہ چھ سیر پانی میں دواؤں کو پکائیں جب دو سیر پانی رہجائے تو ڈیڑھ سیر شکر سفید میں شربت کا قوام بنالیں اور ہر روز صبح و شام تین تین تولہ یہ شربت پانی میں ملا کر استعمال کرائیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ز) آپ قابلہ کو دکھائیں مریضہ کو ورم رحم کی شکایت ہے۔ (حکیم آغا منصب علی)

۱۰۴ بال اُگانے کا نسخہ:۔ چلم کا کٹ جو اندرونی جانب لگا رہتا ہے، تھوڑا سا لیکر گرم پانی میں حل کریں اور جس جگہ بال اُگانا منظور ہوں وہاں رات کو سوتے وقت لگادیں۔ صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے از سرِ نو بال پیدا ہو جائینگے۔ مجرب فقیری چٹکلہ ہے۔ (حکیم ایس اے مرزا حمید)

(ب) "روغن بال جوان انسان" میں برادہ ہاتھی دانت ۱ تولہ کھرل کر کے ضماد کریں۔ بال پیدا ہو جائینگے (حکیم آغا منصب علی)

(ج) آپ ہمدرد دواخانہ سے روغن بیضۂ مرغ منگا کر کام میں لائیں امید ہے کہ اس سے کامیابی ہوگی۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) بیس عدد شہد کی مکھیاں پکڑ کر ایک کوزہ میں بند کر کے آگ پر رکھکر جلالیں۔ اس خاک کو روغن بیضۂ مرغ میں ملا کر جس جگہ بال اُگانے منظور ہوں وہاں لگادیں اسکے متواتر استعمال سے بال نکل آئیں گے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ہ) روغن زردی بیضۂ مرغ لگایا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(و) جس جگہ بال عادتاً نہ اُگتے ہوں وہاں بھلا کیسے اُگنے لگیں گے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ جہاں کے بال گر گئے ہوں وہاں پھر نکل آئیں بازار سے دوا وش ٹنکچر کینتھرائڈس یا اگر یہ نہ ملے تو لائکر اپس پا سٹیکس لے آئیے اور کم سے کم پاؤ بھر ورنہ ڈیڑھ پاؤ چنبیلی کے تیل میں ملا کر خوب ہلالیجئے، اور پھر یہ تیل ذرا ذرا سا روزانہ اس مقام پر لگایا کیجئے جہاں بال اُگانے مقصود ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ز) گائے کے دودھ کے جھاگ لگائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ح) قیصوم، پرسیاؤشاں، گل بابونہ ہر ایک ڈھائی تولہ کو ایک پاؤ پانی میں ملا کر نیم گرم آگ پر پکائیں۔ اسکے بعد پانی چھان کر روغن گل پانچ تولہ ڈال کر جوش دیں جب صرف تیل رہ جائے اور پانی جل جائے تو صاف کر کے شیشی میں محفوظ کریں اور دن میں دو وقت بلا ناغہ مالش کر لیا کریں۔ (سکریٹری یونین بورڈ ... طبیہ کالج)

(ط) روغن بیضۂ مرغ استعمال کریں۔ انشاء اللہ بال بکثرت نکل آئیں گے۔ (احمد ...)

۱۰۵ بال صفا نسخہ:۔ ہیرم سلفائڈ ایک تولہ، میدہ گندم ۴ تولہ۔ دونوں کو ملا کر ... کی ٹکیاں بنالیں ...

(۱۰۹) **رو ہے** ، چونکہ آپ ڈاکٹر اور یونانی بہت سے علاج کر چکے ہیں، اس لئے کوئی نسخہ لکھنا فضول ہوگا، آپ اپنے مریض کو دہلی میں حکیم کرم الدین صاحب کی خدمت میں بھیج دیجئے ان کے پاس رو ہوں کی ایک بے نظیر دوا ہے جو میرے تجربہ میں آچکی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ جواب نمبر (۱۰۷) پر عمل کریں، اور افیون ۴ رتی، پھٹکری سفید ۴ ماشہ، ۴ تولہ عرق گلاب میں خوب حل کر کے رات کو سوتے وقت دو دو قطرے آنکھوں میں ڈال لیا کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) آپ شیرہ گل ستیاناسی رو ہوں پر روزانہ لگایا کریں اور اطریفل اسطوخودوس رات کو سوتے وقت ایک تولہ استعمال کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) جواب نمبر (۱۰۷) کا سرمہ استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(ہ) میری جانب سے حب سبز کا جو نسخہ ہمدرد صحت میں شائع ہو چکا ہے آپ بنا کر استعمال کریں، انشاء اللہ جملہ شکایات رفع ہو جائینگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(و) معائنہ کی ضرورت ہے آنکھوں کا معاملہ ہے کہیں اندھا دھند دوا استعمال کر کے بینائی ہاتھ سے نہ دھو بیٹھے گا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ز) چاکسو مدبر، برگ نیم، مصری ہموزن ملا کر خوب کھرل کریں اور رات کو سوتے وقت ایک چٹکی آنکھوں میں ڈال لیا کریں۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۱۱۰) **رُب** ، رُب بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ جس چیز کا رب بنانا ہو، اس کا پانی نکال کر جوش دیں اور ہموزن قند ملا کر قوام بنائیں (حکیم آغا منصب علی)

(ب) دواسازی کی کتب ملاحظہ فرمائیں، یا کسی عطار سے اپنے سامنے بنوا کر سمجھ لیں یہ عملی چیز ہے تحریر کفایت نہیں کریگی (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(۱۱۱) **نمک سیاہ** ، جامع الادویہ والی ترکیب اگرچہ دقت طلب ہے لیکن عمدہ ہے (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۱۲) **جریان** ۔ اس مرض کے مریضوں سے ملک اور دواؤں سے بازار بھرا پڑا ہے۔ کسی ایک دواخانے کی جس پر آپکو اعتماد ہو کوئی دوا اپنے لئے منتخب کر لیجئے اور چند روز تک جمکر استعمال کیجئے۔ میرے خیال میں ہمدرد دواخانہ کی معجون مقوی و ممسک آپکے لئے مناسب ہوگی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہمدرد دواخانہ سے اطریفل کشنیزی اور اکسیر احتلام منگا کر استعمال کریں (حکیم تاج الدین)

(ج) سنگجراحت، کتھ سفید، ہموزن پیس کر رکھیں اور بقدر تین ماشہ ہمراہ شربت انار شیریں دو تولہ صبح نہار منہ استعمال کریں انشاء اللہ فائدہ ہوگا (حکیم آغا منصب علی)

(د) آپ ہمدرد دواخانہ دہلی سے جوارش زرعونی سادہ منگوا لیجئے اور بقدر سات ماشہ یہ جوارش صبح و شام ہمراہ عرق بادیان، نو تولہ عرق گندم پانچ تولہ استعمال کیجئے۔ بادی اور ترش چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔ عرقیات بھی دواخانہ مذکور ہی سے طلب کر لیجئیگا تاکہ اچھے مل سکیں۔ ورزش کچھ عرصہ کیلئے ملتوی کر دیجئے، گرم چیزیں جو باعث نقصان ہیں انہیں ترک کر دیجئے، اولاد کی ہوس میں کثرت جماع کے مرتکب نہ ہو جیئے گا ورنہ فائدہ کی جگہ نقصان ہوگا (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) اول معدہ و جگر کی اصلاح کریں، اسکے بعد جریان کی طرف توجہ کی ضرورت ہے، معدہ و جگر کی اصلاح کیلئے مندرجہ ذیل سفوف تیار کر لیجئے۔ نسخہ۔ نوسادر دو تولہ، دانہ الائچی خورد دو تولہ، فلفل سیاہ ایک تولہ، نمک سیاہ ایک تولہ، ست پودینہ تین تولہ، ست اجوائن تین تولہ سب چیزوں کو باریک کر کے رکھیں، اور ایک رتی سے دو رتی تک ہمراہ پانی استعمال کریں۔ حکیم اکبر حسین الہ آباد

(و) جواب نمبر (۱۰۱) پر عمل کریں (حکیم ہمایوں لائل پور)

(ز) آپ معجون چالیس مردا ہی جس کا نسخہ ہمدرد صحت کے شباب نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ استعمال کریں۔ اس سے انشاء اللہ تمام

(ج) معائنہ کی ضرورت ہے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) روغن لبوب سبعہ سر پر ملیں اور خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا پانچ ماشہ سہ پہر کے وقت تازہ پانی کیساتھ استعمال کریں۔ رات کو سونے وقت کحل الجواہر آنکھوں میں لگائیں۔ (حکیم ایس۔ اے مرزا حمید)

(ہ) اکیس روز تک علی الصباح یہ حریرہ استعمال فرمایئے۔ اور ضعف بصارت کیلئے مندرجہ ذیل سرمہ آنکھوں میں لگائیں۔

نسخہ حریرہ۔ مغز بادام شیریں پانچ عدد، مغز تخم خربزہ تین ماشہ، تخم خشخاش سفید تین ماشہ، کشنیز خشک تین ماشہ، مغز کدو شیریں تین ماشہ، مغز تخم کاہو مقشر تین ماشہ سب ادویہ عرق بید مشک پانچ تولہ، عرق گاؤزبان پانچ تولہ میں شیرہ نکالا روغن زرد سے داغ دیں اور مصری ۲ تولہ اضافہ کریں اور بطور حریرہ پکاکر زعفران ایک سرخ مشک نصف مونگ، دانہ الائچی دو عدد عرق کیوڑہ میں صلایہ کرکے شامل کریں اور نوش فرمایئں۔

نسخہ سرمہ۔ سرمہ سیاہ ایک تولہ، سرمہ سفید ایک تولہ لیں۔ اور گردہ کی چربی میں اس کا غلولہ سا باندہ کر ڈھاک کے کوئلوں پر رکھکر جلائیں، جب دھواں موقوف ہو جائے تو عرق گلاب خالص سہ آتشہ یا دو آتشہ میں سات مرتبہ بجھا دیں اسکے بعد ماميران دو ماشہ، زعفران دو ماشہ مشک خالص دو رتی تمام دوائیں سبز سونف کے پانی میں تین روز متواتر کھرل کرکے ....
خشک کریں۔ اعلیٰ درجہ کا سرمہ تیار ہے۔ (حکیم یار محمد کورمانی)

(و) یہ ضعف بصر کی ابتدا ہے بہتر ہو کہ آپکے یہ مریض کسی ایسے ڈاکٹر کو اپنی آنکھیں دکھائیں جو امراض چشم کا ماہر خصوصی ہو مریض کو بغیر کوئی نسخہ نہیں لکھا جا سکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۱۰۸) **برص** - پہلے تو زنجبیل فلفل سفید کٹکی سیاہ، ایارج فیقرا ہر ایک نو ماشہ لیکر سفوف بنائیں۔ اور عمدہ شراب میں ملاکر بعد علی الصباح ایک روز ناغہ کرکے مریض کو کھلائیں۔ اسی طرح چار مسہل دیکر مندرجہ ذیل ضماد کا نسخہ استعمال کریں۔

نسخہ شیطرج ہندی، سرمہ سیاہ ایک ایک تولہ، استخوان ماہی سوختہ ایک تولہ پھٹکری سرخ ایک تولہ، باریک پیسکر تیز سرکہ میں ملائیں، اور داغوں پر دن میں ایک دو مرتبہ لگا دیا کریں۔ انشاء اللہ پندرہ بیس روز میں نمایاں فائدہ ہوگا۔ (حکیم یار محمد)

(ب) باپچی تین ماشہ گندھک آملہ سار تین ماشہ، گیرو تین ماشہ، گلنار تین ماشہ رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو آب زلال پیئیں اور جنگلی انجیر کی جڑ، باپچی، سہاگہ، املی، سب کو تازہ پانی میں پیس کر دن دو مرتبہ داغوں پر لگا دیا کریں۔ (حکیم ایس۔ اے مرزا حمید)

(ج) گندھک آملہ سار چار ماشہ، تخم پنواڑ سہ ماشہ، باپچی چار ماشہ کوٹ کر رات کو پانی میں بھگو دیں، اور صبح کو پانی نتھار کر پلائیں ان پھوک سرکہ میں پیس کر داغوں پر لگائیں۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) جنگلی انجیر کی جڑ کو سرکہ میں گھسکر داغوں پر لگائیں۔ انشاء اللہ چند دن میں شکایت رفع ہو جائیگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ہ) بیخ بید انجیر دشتی چھ ماشہ روزانہ پانی میں پیس کر پلایا کریں۔ (حکیم ہمایوں)

(و) آپ کالے سانپ کا تیل داغوں پر لگائیں اور دو ماشہ کلونجی صبح و شام پانی کیساتھ استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ز) اس خبیث مرض کا بہترین نسخہ میری طرف سے کسی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے، تلاش کریں (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ح) آپ ایک خط مندرجہ ذیل پتے پر بھیج دیجئے۔

منیجر صاحب اسکول آف کیمیکل ٹیکنالوجی

پوسٹ ۱۵۴ لیک روڈ - کالی گھاٹ ، کلکتہ

مجھے معلوم ہوا ہے کہ برص کیلئے انہوں ایک تیل تیار کیا ہے جو بہت مفید ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ط) یہ گولیاں بہت مفید ہیں۔ نسخہ۔ باپچی، بیخ اندرائن ہر ایک دو تولہ، گیرو ۱ تولہ، خردل ایک تولہ، سب چیزوں کو کوٹ چھانکر تازہ گندنا کے پانی میں گولیاں بنائیں اور بوقت ضرورت پانی میں گھسکر برص کے داغ پر لیپ کریں۔ انشاء اللہ چالیس روز میں فائدہ ہو جائیگا۔ مچھلی سے سخت پرہیز۔ (سکریٹری مجوپندر الطبیہ کالج)

(د) آپ مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے کام میں لائیں۔ نسخہ۔ جواہر مہرہ خورد، کہربا، زہر مہرہ۔ جدوار خطائی ہر ایک ایک تولہ مروارید ناسفتہ ۴ ماشہ، ورق طلا ۲ ماشہ، ورق نقرہ ایک تولہ مصطگی رومی ایک تولہ کشتہ یشب ۹ ماشہ، کشتہ عقیق ۹ ماشہ، کشتہ زمرد ۳ ماشہ سب کو یکجان کریں۔ اور بقدر دو ماشہ صبح و شام ہمراہ شربت روح افزا استعمال کریں عجیب چیز ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) آپ صبح کے وقت مفرح دلکشا ۲ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت جوارش فواکہ چھ چھ ماشہ کھائیں اور رات کو سوتے وقت جوارش زرعونی اور جوارش مصطگی چھ چھ ماشہ ملا کر استعمال کر لیا کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(و) آپ مریض کو صبح کے وقت مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کرائیں۔ نسخہ۔ مفرح بارد ۵ ماشہ کھلا کر اوپر سے کشنیز خشک ۳ ماشہ کشمش سبز ایک تولہ بادیان ۵ ماشہ، عرق بادیان، تولہ، عرق بید مشک ۵ تولہ میں شیرہ نکال کر شربت سیب دو تولہ ملا کر پئیں، شام کو گلقند سیوتی چار تولہ کھلا کر اُوپر سے عرق گاؤزباں ۲ تولہ شربت مدر دو تولہ ڈال کر پلائیے اور کھانا کھانے کے بعد دونوں وقت حب ترش مشتہی دیجئے

(سکرٹیری طبی بورڈ بھوپندرا طبیہ کالج)

(۱۱۵) پر بال۔ آپ بال اکھڑوا کر اس جگہ کتے کے کان کے بڑے چیچڑے کا خون لگا دیں۔ انشاء اللہ عمر بھر بال پیدا نہ ہونگے (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ب) آپ جواب سوال نمبر (۱۰۹) کے نسخہ پر عمل کریں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ج) سوال نمبر (۱۰۷) کے جواب کا سرمہ استعمال کریں (حکیم ہمایوں لائلپور)

(د) آپ حب سبز بنا کر استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ہ) آپ اپنی والدہ مکرمہ کو کسی ہوشیار سرجن کو دکھا کر پر بال کا آپریشن کرائیں، ہمیشہ کیلئے اطمینان ہو جائیگا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(و) بال اکھاڑ کر یامنی سوختہ کی خاک آنکھوں میں ڈال دیں بال پیدا ہونے بند ہو جائینگے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ز) کسی اچھے ڈاکٹر کو دکھائیے (حکیم تاج الدین)

(ح) اگر ہمیشہ کیلئے اس مرض سے نجات حاصل کرنی ہے تو اپریشن کرا دیجئے۔ بالکل بضرر آپریشن ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۱۱۶) درد زیر ناف، ہلیلہ سیاہ کے یکسالہ دور کے متعلق تو میں کچھ عرض نہیں کر سکتا لیکن یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کا سوزاک ابھی اچھا نہیں ہوا ہے اور یہ سب اسی کی خرابیاں ہیں۔ مرض کی ایسی صورت میں انجکشن زیادہ مفید ہوتے ہیں۔ مقامی طور پر کسی ڈاکٹر سے طبی امداد حاصل کریجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہلیلہ سیاہ کو کتر کر روغن بادام شیریں میں چرب کر لیا کریں اور صبح و شام دو ماشہ پانی سے پھانکیں، اور مغز بادام، دانہ قدرے شہد میں ملا کر رات کو چاٹ لیا کریں، نزلہ زکام سے محفوظ رہیں گے (حکیم آغا منصب علی)

(ج) معائنہ کی ضرورت ہے (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) کچلہ مدبر ایک رتی، دانہ الائچی خورد ۲ رتی علی الصباح پھانک کر اُوپر سے شیر گاؤ پی لیں، اسی طرح دونوں وقت استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ہ) سوزاک کا زہر بدن میں سرایت کر چکا ہے آپ جواب نمبر (۹۶) میں جو نسخہ میری طرف سے شائع ہوا ہے بنا کر استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں، لائلپور)

(و) آپ نزلہ وغیرہ سے نجات چاہتے ہیں تو جواب نمبر ۱۰۶ پر عمل کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۱۷) (مرگی) کسی لائق مقامی طبیب سے رجوع کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ب) چھ ماہ سے ایک سال تک کی عمر کے بکرے کو ذبح کر کے دل نکالیں، پھر اس میں سے [illegible] جو خون نکلے اُس کو ایک چینی کے پیالے میں ڈال کر سایہ میں خشک کریں جب خشک ہو جائے تو سرمہ کی طرح باریک کر کے چند یوم تک آنکھوں میں سلائی سے لگائیں۔ انشاء اللہ [illegible] مرض سے مرگی جاتی رہیگی [illegible] نسخہ ہے (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

شکایات رفع ہو جائینگی (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ح) آپ مادۂ تولید کی حفاظت کریں اور مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کریں۔ نسخہ۔ موصلی سیاہ موصلی سفید، ثعلب مصری، تالمکھانہ، گوند کیکر، کتیرا، تخم بیدانہ، پھان بید ہر ایک چھ ماشہ، شقاقل، ستاور ہر ایک ۹ ماشہ سب کا سفوف بنائیں، اور کر بیضہ مرغ ۶ ماشہ، کشتہ قلعی ایک تولہ، کشتہ فولاد چھ ماشہ، قند سفید دو تولہ اضافہ کرکے صبح و شام بقدر ۳، ۳ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ نوش کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ط) آپ صبح و شام قرص جریان اور کھانا کھانے کے بعد معجون مقوی معدہ استعمال کریں۔ یہ دونوں دوائیں ہمدرد دواخانہ دہلی سے منگالیں۔ (سکریٹری طبی بورڈ بھوپندر الطبیہ کالج)

(۱۱۳) داغ :۔ آپ اوبٹنہ کا مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کرائیں۔ نسخہ۔ ترمس ایک تولہ، سمندر جھاگ ایک تولہ، آرد کرسنہ ایک تولہ، خطمی ایک تولہ، کافور نو ماشہ، سب چیزیں کوٹ چھان کر سرکہ میں ملالیں اور چہرہ پر لگا کر ایک گھنٹہ کے بعد دھو ڈالیں۔ مجرب نسخہ ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ب) سوال نامکمل ہے تمام حالات پر روشنی ڈالیں تب کچھ اصولی علاج لکھا جاتا ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) ۶ ماشہ سہاگہ دو تولہ روغن چنبیلی میں حل کرکے چہرہ پر ملیں۔ اور کسی مقامی طبیب کے مشورہ سے مصفی خون دوائیں استعمال کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) مریضہ کی عام حالت کی طرف توجہ کیجئے۔ غم واندوہ نے ستا رکھا ہو تو سب سے پہلے اس سے نجات دلائیے، خوشی و شادمانی کے مواقع پیدا کیجئے، نظام انہضام بگڑ گیا ہو تو کسی مقامی معالج سے رجوع کیجئے، ورنہ ہمدرد دواخانہ سے شربت روح افزا منگا کر صبح و شام پلائیے۔ مجھے یقین ہے مریضہ کو انشاء اللہ تعالیٰ اسکے استعمال سے ضرور فوائد حاصل ہوں گے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ہ) ایام ماہواری کی خرابی ہے، دائی کو دکھائیں۔ شاید ورم رحم کی شکایت بھی ہو۔ (حکیم آغا منصب علی)

(و) آپ نے مریضہ کے حالات بالکل بھی نہیں لکھے مفصل حالات لکھئے تو نسخہ تجویز کیا جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ز) تخم پنواڑ، سمندر جھاگ، پوست انار ترش، پوست ترنج، ہموزن لیکر کوٹ کر سفوف بنائیں اور ہر روز بقدر ضرورت سرکہ انگوری ملا کر رات کو سوتے وقت چہرہ پر ملیں اور صبح کو دھو ڈالیں۔ (حکیم ایس اے مرزا حمید)

(ح) چہرہ پر آب لیموں کا غذی کی مالش کریں اور پستان کی خشکی کیلئے رات کو سوتے وقت سونف مصری ہموزن باریک پیس کر ایک تولہ ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اور روغن چنبیلی یا روغن گل بیرونی طور پر مالش کریں۔ (محمد موسیٰ مالدہی)

(۱۱۴) دائمی قبض۔ قبض کُش گولیاں ہمدرد دواخانہ سے منگا کر استعمال کرائیں اور زہر مہرہ خطائی سائیدہ دو سرخ طباشیر ایک ماشہ دو تولہ مربہ سیب میں ملا کر صبح کو کھلائیں، اور سہ پہر کو مربہ آملہ ایکعدد ورق نقرہ ایک عدد میں لپیٹ کر دیں۔ (حکیم تاج الدین)

(ب) جوارش کمونی چھ ماشہ گلقند دو تولہ ہمراہ عرق بید سادہ ۱۲ تولہ سکنجبین سادہ دو تولہ یہ نسخہ صبح و شام دونوں وقت استعمال کرائیں۔ گوشت کباب وغیرہ بہت کم کھائیے۔ سبزیاں تازہ شیریں میوے تازہ و میٹھا دہی خوب استعمال کیجئے۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(ج) آپ اپنے مریض کو مندرجہ ذیل نسخہ استعمال کرائیے۔

فیری ایٹ کوئینائنی سایٹراس	۸ گرین	یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں دن میں بعد غذا استعمال کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
ایسڈ نائیٹرو، ہیڈرو کلورک ڈل	۱۰ بوند	
ٹنکچر نکس وامیکا	۵ بوند	
ٹنکچر جنشین کمپاؤنڈ	۲۰ بوند	
سیرپ جنجر	[illegible] ڈرام	
[illegible]		

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے + لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے +

(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں +

(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کراسکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنے فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں +

(۵) پانچ چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کرسکتے ہیں شائع نہیں ہوسکیگا +

(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے +

(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے، دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا +

---

(۱۲۱) نامردی میں (جو جلق کی وجہ سے ہے) عرصہ سے مبتلا ہوں۔ احتلام بہت ہی زیادہ ہوتا ہے، جریان اور سرعت انزال کی شکایت ہے، تین سال سے بڑے بڑے حکیموں کا جن میں دہلی کے بعض مشہور حکیم بھی شامل ہیں علاج کیا مگر مطلق فائدہ نہ ہوا۔ عمر ۲۴ سال ہے اور تندرستی اچھی ہے، اطبا اپنی رائے سے مطلع کریں۔ (خریدار نمبر ۴۰۵۶)

(۱۲۲) ایک پانچسالہ بچہ جسے فالج ہوگیا تھا، اب اُسکے ہاتھ کا پہنچا کام نہیں کرتا ہے اور ذرا لنگڑا کر بھی چلتا ہے۔ جن دواؤں سے پہلے آرام ہوا تھا، اب وہ کام نہیں کرتیں۔ اُمید کہ ماہرین فن تسلی بخش نسخہ تجویز کرینگے۔ (اسے یوگراج گوگل اور نارائن تیل پہلے استعمال کرایا گیا تھا جس سے اتنا آرام ہوا ہے) (خریدار نمبر ۳۲۷۹)

(۱۲۳) میرے والد بزرگوار جنکی عمر ۵۴ سال سے زیادہ ہے ابتدائے زکام کیساتھ بائیں جانب آنکھ کے نیچے ہڈی میں درد ہوکر نتھنے میں ایک غدود پیدا ہوگیا ہے جسکی وجہ سے وہ نتھنا ہر وقت رُکا رہتا ہے کبھی کبھی پانی کی بوندیں گرتی ہیں آخر شب میں کبھی دونوں نتھنے رُک جاتے ہیں چار ماہ سے یہ شکایت ہے۔ مجرب نسخہ تجویز کر دیجئے۔ (خریدار نمبر ۳۴۷۴)

(۱۲۴) میری عمر اکیس سال ہے، تقریباً دس سال سے ہاتھوں میں صرف پہنچے تک، پیروں میں ٹخنوں تک پسینہ اس قدر جاری رہتا ہے گویا پانی میں تر کئے ہوئے ہیں، اور سینہ میں بائیں جانب ہمیشہ درد محسوس ہوتا ہے، مزاج گرم ہے۔ .... آخر پسینہ صرف ہاتھ پیروں سے جاری ہونیکا سبب کیا ہے حکما سے التماس ہے کہ کوئی مفید نسخہ عطا فرمائیں۔ ممکن ہو تو ذرا تفصیل سے لکھیں۔ (خریدار نمبر ۳۷۸۲)

(۱۲۵) کشتہ مرگانگ کی ترکیب ساخت جو کم خرچ بالانشین ہو مع فوائد و ترکیب استعمال بالتفصیل مطلوب ہے، جملہ حکما و وید حضرات، و اطبا کرام عیوسین، و سنیاسی صاحبان کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اس کا جواب شافی وکافی عنایت فرما دیں۔ (خریدار نمبر ۱۷۰۲)

(۱۲۶) میرے سات سالہ بچے کے دائیں ہاتھ کے اوپر گردن کے پیچھے ایک گلٹی نبولی کے برابر موجود ہے۔ اس کا علاج کیا ہے۔ (خریدار نمبر ۲۵۷۹)

(۱۲۷) میری عمر ۲۸ سال ہے ضعف باہ کی شکایت ہے۔ قضیب پر نیلگوں نسیں اُبھر آئی ہیں۔ کثرتِ جماع کا عادی رہا ہوں قوام منی پتلا ہوگیا ہے زیادہ قیمتی ادویہ استعمال نہیں کرسکتا ہوں۔ لہذا کوئی کھانیکا نسخہ اور کوئی طلا کا نسخہ حذاق تجویز فرما دیں۔ حکیم سید اکبر حسین صاحب کی توجہ کا خاص امیدوار ہوں۔ (خریدار نمبر ۳۲۳۹)

(ج) افاقہ کی حالت میں باقاعدہ منضج و مسہل کی فرصت ہو ایسا ورنہ مرض بھونکوں سے سنا اُڑایا جاسکیگا۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم)

(د) آپ اپنے عزیز کو ایک مدت دراز تک یہ پڑیاں کھلایئے۔

اسٹرانشیم برومائڈ ۱۰ گرین

یہ ایک پڑیا ہے ایسی ایسی تین پڑیاں روز کھلائی جائیں اور مریض کو تا حدامکان خوش و خرم رکھا جائے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلی)

(۱۱۸) **کشتہ سیم جاذب سیماب**۔ رسالہ الطبیب کا خاص نمبر مفتاح الکیمیا ملاحظہ فرمائیں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ب) خالص چاندی کا پترا دو تولہ لیکر آب لیموں میں انکو ایک مرتبہ بجھائیں۔ ہر پچیس مرتبہ کے بعد پانی تبدیل کر دینا چاہیئے بعدہٗ آدہ سیر مچکنی کے نغدہ میں رکھکر اور گل حکمت کرکے خشک ہونیکے بعد ایک من کنڈوں کی آگ میں محفوظ الہوا مقام پر پھونکیں

ڈاکٹر صاحب بالکل آپ کے حسب خواہش ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) میں خدا کے فضل سے سینکڑوں جاذب سیماب چاندی کے کشتے بنانا جانتا ہوں۔ رسالہ کے صفحات تفصیل کے متحمل نہیں ہو خط و کتابت سے معلوم کریجیئے۔ مجھے آپ جیسے قابل ڈاکٹر کو بتانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ (حکیم آغا منصب علی)

(۱۱۹) **ضعف حافظہ**۔ خمیرہ مروارید چار چار سرخ صبح و شام استعمال کرائیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) مغز بادام ۲ عدد، برہمی بوٹی ایک ماشہ، مصری ایک تولہ تھوڑے سے پانی میں پیسکر بلا چھانے پلا دیں، مداومت سے انشاء اللہ درست ہو جائیگا۔ (حکیم آغا منصب علی)

(ج) آپ بچہ کو خمیرہ گاؤزباں مرواریدی ۱ ماشہ اور معجون برہمی بوٹی دو ماشہ ملا کر ہمراہ شیر گاؤ صبح و شام استعمال کریں۔ (حکیم احسان اللہ)

(د) بچہ کو کسی قسم کی دوا استعمال کرانیکی ضرورت نہیں۔ بلکہ مادر فطرت کی آغوش میں پرورش پانیکا موقع دیدیجیئے، اور کھلی ہوا پاک غذا موسم کے پھل سورج کی روشنی سے متمتع ہونیکے موقعے بہم پہونچایئے، کھیلنے کودنے کی آزادی دیجیئے۔ شیر گاؤ خالص ضرور پلایئے (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم کوکوں)

(ہ) بچے کو غذا کے طور پر انڈے کھلایئے۔ دو تین انڈے روزانہ کھلا دیا کیجیئے۔ کچے کھلائے تو بہت اچھا ہے ورنہ نیم برشت کرکے دیجیئے (ڈاکٹر سعید احمد)

(و) خمیرہ گاؤزباں عنبری جدوار عود صلیب والا دو ماشہ علی الصباح استعمال کرایئے، آپکے بچہ کیلئے اس کا استعمال بہت مناسب ہوگا۔ (حکیم ایس اے مرزا حمید)

(ز) جناب اپنے پیارے بچہ کو متواتر دو تین ہفتے اطریفل اسطوخودوس تین ماشہ روزانہ کھلائیں۔ (حکیم یار محمد کورداتی)

(۱۲۰) **درد سینہ**۔ تا وقتیکہ آپکے قلب اور پھیپھڑوں کا امتحان نہ کر لیا جائے کوئی نسخہ تجویز نہیں کیا جاسکتا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلی)

(ب) آپ ہمدرد دواخانہ کی تیار کردہ دوا عرق شہ زور حکیم حاجی عبد الحمید دہلوی ایڈیٹر ہمدرد صحت کے مشورہ سے منگا کر استعمال کریں اور اس کا معجزہ ملاحظہ فرمائیں۔ (حکیم ڈاکٹر محفوظ عالم کوٹلور)

(ج) آپ کے معدہ میں خرابی ہے غذا کے بعد جوارش مصطگی ایک تولہ ہمراہ عرق پودینہ استعمال کریں اور درد کے مقام پر روغن جند ملیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

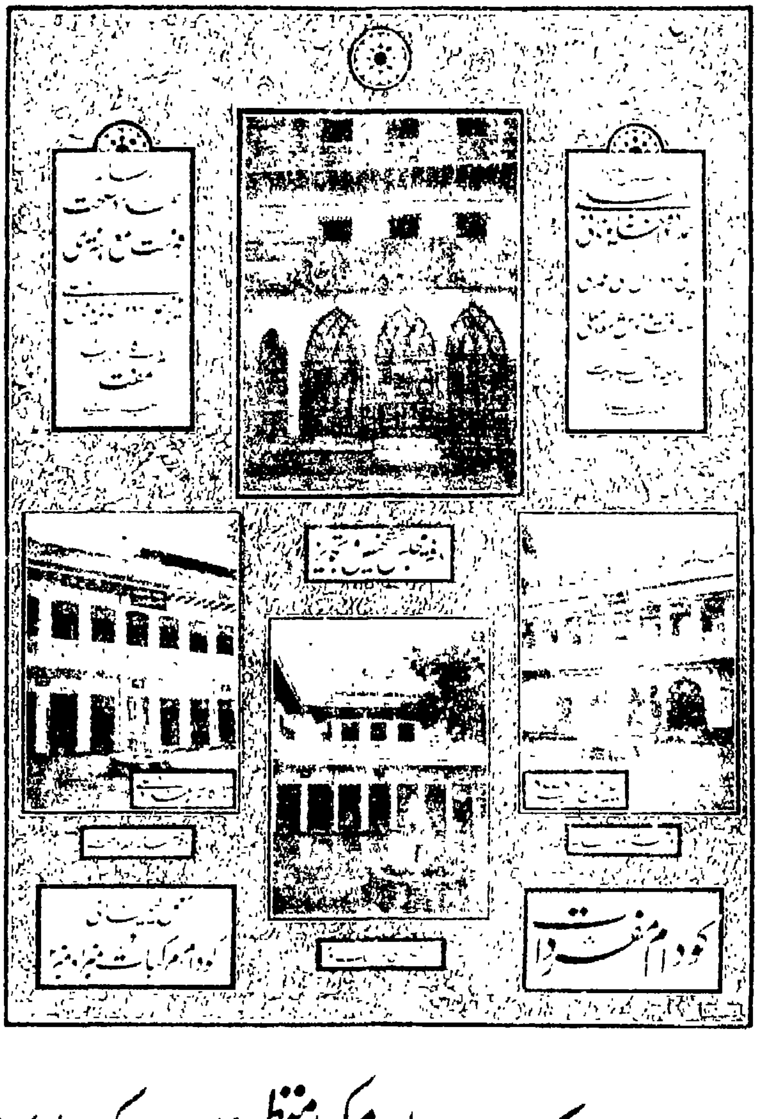
(د) آپ ہمدرد دواخانہ کی معجون اوجاع تین ماشہ صبح و تین ماشہ شام ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم احسان اللہ)

(ہ) آپ حمام میں جاکر نمک و سرکہ مل کر بیٹھیں جسوقت تمام جسم سے پسینہ نکلنے لگے تو گرم پانی سے غسل کریں۔ اسی طرح چند دنوں وقفہ سے تین بار یہ عمل کرنا چاہیئے۔ (حکیم آغا منصب علی)

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طبِ یونانی کیلیے باعثِ فخر ہیں

اور بداندیشوں اور نقالوں کیلیے موجب اضطراب و پریشانی



دُنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل منظم دواخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز ایکسیلنسی یمین السلطنت راجۂ راجایان مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد جی سی آئی ای
صدرِ اعظم مملکتِ آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو رہنمایانِ ملک کی موجودگی میں فرمایا

ماہوار مصور طبی رسالہ

ہمدردِ صحت

بیادگار

شہیدِ فنِ ہمدردِ خلائق حکیم حافظ عبدالمجید مرحوم دہلوی

بانیِ ہمدرد دواخانہ دہلی

مرتبہ

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقامِ اشاعت :- ہمدرد منزل لال کنواں ، دہلی

سالانہ ایک روپیہ

کتبہٗ یوسف

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

[H]AMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

[TH]E LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proud of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication.

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.

PRICE:

Special Edition As. 12. ***Ordinary Edition As. 8.***



EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

[SU]BSCRIPTION
[Y]EARLY
[O]NE RUPEE.
[HAL]F YEARLY
[TE]N ANNAS.

HAMDARD MANZI[L] LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY
2
ANNAS

جلد ۴ | اپریل سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۰

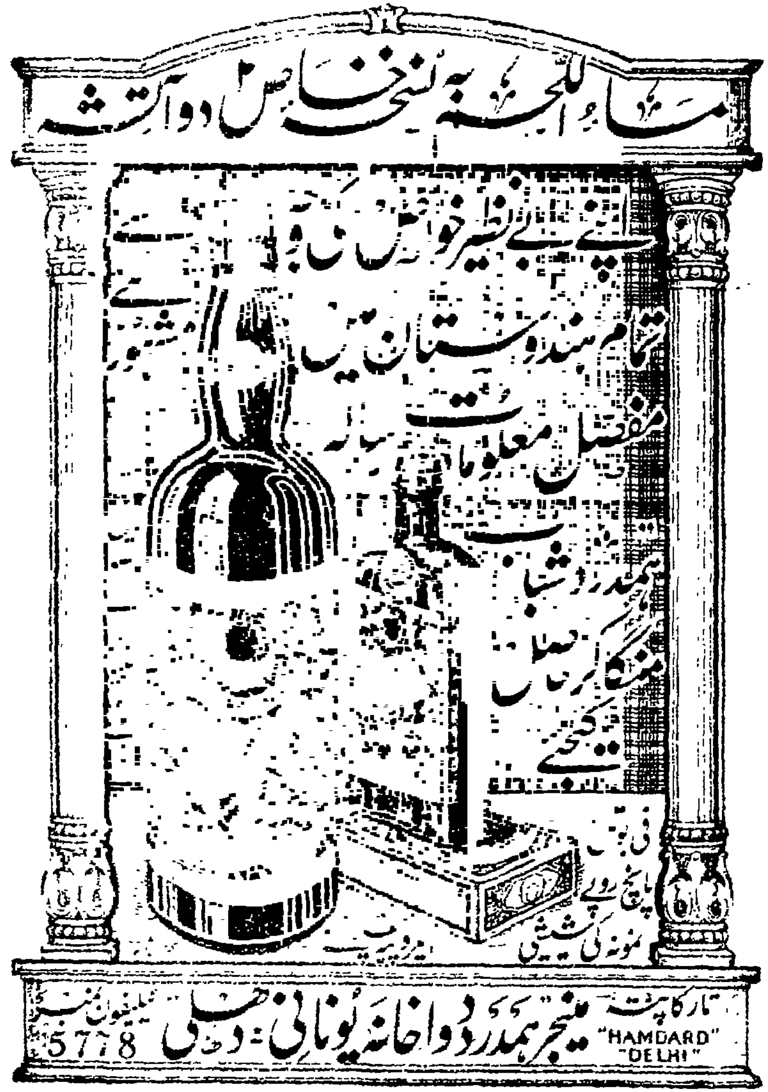
فہرست مضامین

عکسی تصاویر (۱) بالائے بنفشجی شعاعیں پیدا کرنے کا آلہ، (۲) بچے کی دیکھ بھال (۳) توازن کا عمل +

اعتذار

مسلسل سفر اور پھر اُسکے بعد غیر معمولی مصروفیت نے مجھے اسکی بھی مہلت نہیں دی کہ میں اس ماہ کے رسالہ پر معمولی سے کچھ کم ہی توجہ کر سکتا۔ سب سے زیادہ ضروری چیز جس پر مجھے اظہار خیال کرنا تھا وہ آئندہ "اشاعت خاص" تھی۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اشاعت خاص کے سلسلہ میں ابتک کوئی عملی قدم نہیں اُٹھایا جا سکا ہے، پھر بھی بعض تفصیلات اظہار طلب ضرور تھیں اب سوائے اسکے اور کیا کیا جا سکتا ہے کہ تفصیلات کیلئے آئندہ ماہ کا انتظار کیا جائے اور اس مہینے میں اس مقصد کیلئے زیادہ سے زیادہ جو وقت نکل سکے اسکو غنیمت سمجھا جائے +

"مدیر" ہمدرد صحت


تمام ہندوستان میں
مفصل معلومات
ہمدرد شباب
تار کا پتہ
"HAMDARD"
"DELHI"
منیجر ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی
ٹیلیفون نمبر
5778


MAJUN SHABAB
REGISTERED
معجون شباب آور
قوت مردمی اور دل و دماغ کی کمزوری کے لئے مشہور دوا ہے
ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

خواب استراحت کے لئے، نرم بستر پر دراز ہوتا ہے، تو پھولوں کی سیج اور نرم گدیلے اُسکے لئے کانٹے بن جاتے ہیں ——— نیند نہیں آتی ——— نیند کو بلاتا ہے، آنکھیں میچتا ہے، مگر نہیں آتی ——— تخیلات کی انجمن میں گھر جاتا ہے ——— غم اندوہ کی مہیب گھٹائیں، بلا بلائے، دماغ کی تاریک کوٹھریوں میں گھستی چلی جاتی ہیں ——— سرد آہیں کھینچتا ہے، کروٹیں بدلتا ہے ——— "ایک عالم کا ہنسانے والا اس وقت تو کیوں نہیں ہنستا"؟ ——— ہنس ——— مگر تو نہیں ہنس سکتا ——— دریا کے بہاؤ کو ذرا روک ——— مگر تو اس وقت نہیں روک سکتا" ———

الغرض، وہ خوب خوب روتا ہے، ہچکیاں بندھ جاتی ہیں ——— جب صبح کو اٹھتا ہے تو اب ڈرتا ہے، کہیں اس کا آنسوؤں کا بھرا، گیلا، تکیہ چغلی نہ کھائے، اس کا راز افشا نہ ہو، اسے سوکھانے اور چھپانے کی تدبیریں کرتا ہے۔

یہ ہے تصویر کا دوسرا رُخ، جسے کہتے ہیں ——— اصل حقیقت ——— اور جو منظر عام سے اکثر ذرا دور رہا کرتی ہے دُنیا کو معلوم نہیں کہ کرنل بھولا ناتھ کی جُدائی میں کبیر الدین کی آنکھیں کتنی دفعہ رو چکی ہیں اور تیرے نام پر خلوص کے گوہر کتنی بار نثار کر چکی ہیں۔

آنکھیں ——— سطح کی دیکھنے والی آنکھیں ——— دیکھ رہی ہیں ——— "تماشا بہت دلچسپ ہے ——— دنگل خوب گرم ہے" ——— زور آزمائیاں ہو رہی ہیں ——— تماشائیوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہے ——— "وہ مارا ——— وہ پچھاڑا ——— کیسے داؤں گھات ہیں ——— لو، اسکی کمر ٹوٹ گئی" ——— وہ گر پڑا ———"

مگر وہ نہیں جانتے ——— یہ پردہ ہے ——— یہ تماشا ہے ——— یہ اصل حقیقت نہیں ہے ———

پھر اصل حقیقت کیا ہے؟ ——— ایک مقصد ہے، مشترک فیہ ——— ایک راہ ہے، جسکے دو مسافر ہیں، ایک درد ہے جو دو سینوں کو یکساں تڑپا رہا ہے ——— ایک سوزش ہے جو دونوں کو جلا رہی ہے ——— ایک رشتہ ہے، جسمیں دو دلوں جکڑے ہوئے ہیں ——— عہد بندھ چکا ہے ——— پیمان وفا استوار ہو چکا ہے۔

تم ہمارے، ہم تمہارے ہو چکے

آہ! بھولا ناتھ!! ———

مجھے کیا معلوم تھا کہ کل تو نے جو آنسو "نذر محبت" کے طور پر کشمیر کی بلند چوٹیوں سے میرے پاس بھیجے ہیں، آج وہی آنسو، وہی "گہر چشم"، قرول باغ کی غمگین پہاڑیوں سے تیری ہی جُدائی میں صرف ماتم ہونگے۔

"گہر نثار کند بر سر زباں چشم
مرا چو نام عزیز تو بر زباں آید"

تیرے اس نامۂ محبت کو اب میں بڑی احتیاط سے رکھوں گا، حرز جان بناؤں گا، جسکے سر عنوان تیری آنکھ کے یہ گوہر، بہت قیمتی اور نادر گوہر بکھرے ہوئے ہیں، کبھی کبھی اس یادگار سوت کو دیکھ لیا کرونگا، اور تیرے فراق میں ایک پُر کیف ترنم کے ساتھ، یہی تیرا شعر پڑھا کروں گا۔

مکر و فریب پر لُبھانے والی، اور جھوٹی تصویروں پر ریجھنے والی دُنیا کو آج یہ بتا کر متحیر کر دینگے کہ یہ اکھاڑا تیرا ہی قائم کیا ہوا تھا ——— تو ہی اس دنگل میں بہادری کے ساتھ لنگوٹا باندھ کر اُترا ——— اور تیرے ہی چشم و ابرو کے اشارہ نے مجھے اپنا حریف اور مقابل بنا کر کھڑا کر دیا[1]

[1] یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہو کہ کرنل بھولا ناتھ مرحوم نے مدیر الطبیب محمد شریف خاں صاحب کو بطور خاص لکھا کہ ان کا مضمون میرے پاس روانہ کیا جائے، اور بطور خاص "جوابی" کیلئے تحریک کی جائے + اسکی اطلاع خود کرنل بھولا ناتھ مرحوم نے کشمیر سے مجھے دی

آہ! کرنل بھولا ناتھ!

از فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب
شیخ الجامعہ، جامعہ طبیہ دہلی

چھوڑ یارا آج اپنے زخمِ پنہاں کرکے چھوڑونگا — لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کرکے چھوڑ
مجھے اے ہمنشیں! اپنے دلِ شغل سینہ کاوی ہے — کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کرکے چھوڑو

دکھا دونگا جہاں کو جو مری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورتِ آئینہ حیراں کرکے چھوڑونگا"

دُنیا —— فانی اور ظاہر بین دنیا —— میں نہ معلوم کیا کیا قیاس آرائیاں ہو رہی ہوں گی —— "اکا جم رہا ہے —— ڈاکٹر اور حکیم کی کشتی ہے —— کرنل بھولا ناتھ اور کبیر الدین، دونوں دست وگریباں ہیں —— داؤں گھات ہو رہے ہیں —— پینترے بدلے جا رہے ہیں —— دیکھئے، کون پچھڑتا اور جیت ہوتا ہے، اور "فاتح ڈاکٹر" کے ساتھ سینہ تانے ہوئے تماشائیوں کی طرف مڑتا ہے، اور "واہ، واہ" کی ہر صدا پر، غرور نخوت کے ساتھ جھک جھک کر بے تحاشا سلام کرتا ہے۔

مگر آہ! دُنیا بڑی کوتاہ اندیش ہے —— بڑی ظاہر بین اور اوپری ہے —— یہ حقیقت کی گہرائی تک جا نہیں جانتی —— اس کاوش میں کون پڑے —— یہ تو پردہ کی پُرفریب، چھوٹی تصویروں کی دیکھنے والی جسے ہنستا ہوا دیکھا، سمجھتی ہے کہ اسکے دل میں مسرت کی لہریں دوڑ رہی ہیں —— جسے روتا ہوا پایا، جانتی ہے کہ غم اندوہ کا سمندر اسکے سینے کے اندر موجزن ہے۔

اسے یہ نہیں معلوم کہ یہ پردہ کی تصویریں ہیں —— ان کا ہنسنا بالکل مصنوعی، ان کا رونا قطعی بناوٹی، مار مار کر رُلایا جاتا ہے، اور زبردستیوں کے ساتھ ہنسایا جاتا ہے —— کرایہ کا رونا، کرایہ کا ہنسنا —— چھوٹے کرتب اور مداری کے کھیل کی وجہ سے کھلاڑیوں کو بڑی بڑی تنخواہیں دیجاتی ہیں جس پر بڑے بڑے اہل کمال رشک کرتے ہیں۔

یہ محض فریب اداکاری ہے کہ کھلاڑی کا دل افسردہ ہے، روح پژمردہ ہے، مگر پردہ پر خوش فعلیاں کرتا قہقہے لگاتا ہوا آتا ہے، اور فضا، تماشا گاہ میں اس فراوانی کے ساتھ مسرت کی جھوٹی لہریں بکھیرتا ہے کہ دُنیا ہنستے ہنستے لوٹ جاتی ہے ——

لیکن یہ وہی تماشا، ہنسی کا ہنسانا جب پردہ سے الگ ہوتا ہے، رات کی خاموشی اور پُرسکون تاریکی میں

میں نہیں سمجھ سکتا کہ اب تو نہیں رہا ــــ پھر تجھے بزور اپنا بنا کر کیا لونگا ــــ اب کیا لالچ ــــ کیا فائدہ ہے ــــ آخر تیرے مر جانے کے بعد عبث اپنی حقیت تجھ میں کیوں ثابت کر رہا ہوں ــــ

لیکن تو ہی بتا ــــ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ یہی تاریخی اور آخری دستاویز ہیں، جواب میرے لئے حرز جان ہے، یہ اقرار صالح تو نے لکھا ہے۔

ــــ "میری عمر اس وقت ۲۷ برس کی ہے ــــ میری ساری زندگی علم و فن کی خدمت میں صرف ہوئی ہے ــــ اب بقیہ عمر میں آپ کو دیتا ہوں[1] ــــ"

آہ! بھولا ناتھ! تو نے اپنی کمال فیاضی سے مجھے کیا دیا؟ ــــ بہت کچھ دیا ــــ اور کچھ بھی نہیں تو نے اپنی عمر کا بقیہ مجھے اُس وقت دیا، جب کہ صیاد اجل اپنے گھات میں تجھے لے چکا تھا اور کھاتہ کی آمد و خرچ کی میزان میں کوئی جمع باقی نہیں رہی تھی۔

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے

آہ! ــــ کشمیر کی پُرسکون فضا میں بھی تیرے ولولے کو سکون و قرار نہ تھا ــــ خدمت فن کی مبارک سوزش تیرے دل کو برف کی ٹھنڈی ہواؤں میں بھی جلا رہی تھی ــــ اصلاح و تحقیق مسائل کی مہم کیلئے کیا کیا منصوبے تو باندھ رہا تھا ــــ "دہلی آؤنگا ــــ اتنے دن قیام کرونگا ــــ اس اہم مرحلے کے پروگرام میں آپ لوگوں سے مشورے کرونگا ــــ یہ کرونگا ــــ وہ کرونگا ــــ"

آہ بھولا ناتھ! خدمتِ فن کے لئے زندگی کا وقف کرنے والا بھولا ناتھ!! تجھے کیا پتہ تھا کہ تیرے منصوبوں پر آسمان ہنس رہا ہے ــــ تیری زادِ راہ ختم ہو چکی ــــ تیرے تنفس کی تعداد پوری ہو چکی ــــ دنیا ــــ یہ فانی دنیا، تیرے لئے اب تنگ ہے ــــ فرشتۂ اجل قہر آلود ارادوں کیساتھ تیرا رحیل سفر باندھ چکا، جسکی عدالت میں ترحم کی کوئی استدعا منظور نہیں ہوتی ــــ تو کدھر جانا چاہتا ہے ــــ ارادوں کے منہ موڑ ــــ دل کی تڑپ بند کر ــــ ارمانوں کی تہیں قلب کی تاریک کوٹھریوں میں دفن کردے، اور اس سیدھے راستہ پر چل پڑ، جدھر سب کو جانا ہے۔

بہت نکلے ترے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

آہ بھولا ناتھ! تیرا یہی جذبۂ خالص مجھے رُلاتا ہے ــــ اتنی بڑی بستی میں ایسا کوئی دل نظر نہیں آتا جس میں تیری جیسی بے پناہ تڑپ ہو، ــــ ایسا کوئی سر نہیں ملتا جس میں خدمت فن کا نہ مٹ سکنے والا تیرے جیسا سودا ہو۔

آہ! ــــ علم کا ایک بہت بڑا دیوانہ آج دُنیا سے اُٹھ گیا ــــ قابل قدر دیوانہ ــــ اور بہت عجیب دیوانہ

یاد اُس کی دل سے دھوئیے اے چشم تر! تو مانوں
اب دیکھنی ہمیں بھی تیری روانیاں ہیں

اے رندِ خرابات! بے ادبی معاف ــــ میں نے تجھے دیوانہ کہا ہے ــــ تو خفا نہ ہو ــــ ملول نہ بن ــــ اس وقت مجھے کہنے دے ــــ جو قلب حزیں سے نکلے ــــ کہنے دے ــــ میں نے تجھے اس زبان اور اصطلاح میں دیوانہ کہا ہے جسے سنکر تیری روح کو ایک پُرکیف طمانیت حاصل ہوگی ــــ میں نے تجھے میخانہ علم کا

---

[1] اس سے مرحوم کا اشارہ اس طرف ہے کہ تحقیق مسائل طبیہ کے لئے مرحوم نے اپنی زندگی کا بقیہ حصہ وقف کیا تھا، اور مجھے کشمیر سے لکھا تھا کہ اس بارہ میں جو خدمت مجھ سے لینی چاہیں، میں حاضر ہوں۔

اس واقعہ سے انکے جذبۂ صادق کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے مخلص انسان تھے۔

دُنیا اسے بھی باور نہ کرے گی ـــــ اسے بھی ایک فرضی افسانہ تصور کرے گی۔
کیوں ؟ اسلئے فریبی دُنیا اُن نقوش کو پڑھنے کیلئے کوئی آنکھ نہیں رکھتی جو تیرے سویدائے قلب میں چھپے ہوئے ہیں ـــــ تیری نیت کی ان کو خبر نہیں ـــــ تیرا مقصود جنگ کرنا نہیں تھا ـــــ تیری خالص نیت اہلیانِ ملک کے قوائے عمل کو جگانا تھا ـــــ سوئی ہوئی، اور موت کی نیند سوئی، قوتوں کو بیدار کرنا تھا۔

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم، ورنہ
عشق کاریست کہ بے آہ و فغاں نیز کنند

آہ! بھولا ناتھ!!

مجھے یاد ہے، تجھے بھی یاد ہوگا ـــــ میں نے مضمون کے ابتدائی اجزا میں اشتیاق ملاقات اور تمنائے دید کا اظہار کیا تھا ـــــ رسمی دُنیا نے اُسے جھوٹا جانا ـــــ لیکن اب وہی دیرینہ تمنا لاہور کی گلیوں میں محوِ تلاش ہو ـــــ یاس کی تاریکیوں میں بھٹکتی اور سر ٹکراتی پھر رہی ہے ـــــ بتا ـــــ اب میں اپنی حسرت دید کو کس طرح مطمئن کروں ـــــ کہاں جاؤں، اور تجھے کہاں پاؤں۔

تو نے اپنے نامۂ محبت میں لکھا ہے کہ "میرے آپ کے درمیان ایک روحانی رشتہ ہے" ـــــ سچ ہے ـــــ روحانی رشتہ ہے، اور آخر وقت تک محض روحانی رشتہ رہا ـــــ میری آنکھیں صد ہزار ارمانوں کے باوجود تیرے جسد خاکی کو نہ دیکھ سکیں، اور ہمیشہ کیلئے دیدار یار سے محروم ہو گئیں ـــــ

دیکھا جمال جاناں آنکھوں نے اور دل نے
کیا جانے کس ادا سے کی تو نے دلستانی

افسوس

افسوس ـــــ اب بھولا ناتھ کہاں ہے ـــــ کون بھولا ناتھ؟ ایک بڑا ڈاکٹر؟ ـــــ ایک بڑا میڈیکل آفیسر؟ ـــــ ایک کرنل؟ ـــــ ایک آئی، ایم، ایس ـــــ
نہیں، نہیں ـــــ ایسوں کی ملک میں کمی نہیں ـــــ پھر کیا؟ ـــــ سچائی کا ایک بہادر شیدا ـــــ بھری محفل میں کھری بات کہنے والا ـــــ علم و فن کا شیفتہ ـــــ پیر فرزانہ، مگر محبت کا دیوانہ ـــــ خوش باش ـــــ بذلہ سنج ـــــ زندہ دل ـــــ آزاد منش۔

حیف! در چشم زدن صحبت یار آخر شد

ہمارا بد نصیب اور غلام ملک اتنی بڑی وسعت و آبادی کے باوجود بھولا ناتھ کی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ کوئی ایسا مرد میدان نہیں ملتا جو بہادری کے ساتھ سامنے آجائے اور للکار کر کہے "کوئی پرواہ نہیں ـــــ بھولا ناتھ نہیں سہی ـــــ ہم اُسکے ہمنوا اور ترجمان ہیں ـــــ یہ علمی اکھاڑہ یوں ہی جا رہے ہے" ـــــ کوئی ذات سامنے نہیں آتی جس میں ایکساتھ اتنی خوبیاں جمع ہوں۔ ادب اردو کا بڑا ماہر ـــــ فارسی کا اچھا شاعر ـــــ عربی زبان و اصطلاحات کا شیفتہ ـــــ ڈاکٹری کی مہارت تامہ کے ساتھ یونانی کا فریفتہ ـــــ

لوگوں سے میں کہتا ہوں کہ کرنل بھولا ناتھ کی جُدائی میں میری آنکھیں تم سے زیادہ نم ہیں ـــــ کیوں؟ ـــــ اس لئے کہ اب بھولا ناتھ میرا تھا ـــــ دوسروں کا نہیں رہا تھا۔
لیکن لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ میری بات کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

کیا تباؤں، تیری اسی آوازِ جہاں نواز نے مجھے تیرا دیوانہ بنا دیا۔

اجازت ہو تو تیری ہی آوازِ درد اور نوائے افسوں اثر دوسروں تک بھی پہنچا دوں۔ تاکہ وہ بھی میرے ساتھ سر دُھننے پر مجبور ہو جائیں، اور یہ سمجھ سکیں کہ واقعی تو محبت کرنے کے قابل تھا۔

طب یونانی کے ساتھ تیری الفت —— اس کا پتہ تیری اس آرزو سے چلتا ہے۔

—— میری ایک مدت سے آرزو تھی کہ ایک اس قسم کی کتاب لکھی جائے، کہ جس میں یونانی اور انگریزی طب کے معلومات جمع ہوں"

مجھے معلوم ہے کہ تیری یہ آرزو محض فن کی محبت کی نشانی ہے —— ورنہ تجھے اس سے کوئی مالی فائدہ نہ پہونچا۔ اور نہ تجھے اسکی ضرورت تھی —— تیری گرانقدر تنخواہ نے تجھے اس قسم کے سوالات سے بے نیاز کر دیا تھا۔

جذبۂ وطن پرستی —— ملکی زبان، مکان، رسوم کی تبدیلی اور انکی بدحالی سے تیرا جذبۂ وطن پرستی کس قدر متاثر تھا! اس کا پتہ تیرے اس درد بھرے فقرہ سے چلتا ہے:۔

—— "جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں، آپ نے بھی ملاحظہ کیا ہوگا، کہ ہمارے ملک میں آجکل ایک طوفان سا بپا ہو رہا ہے۔ ہر سو ایک قسم کی ہلچل مچی ہوئی ہے، جسکے سبب سے ہماری سوسائٹی بنیاد سے ہلی جا رہی ہے ——"

—— "ہماری زبان، ہمارا طرز رہائش، ہمارا لباس، مکان، کھانا، پینا، مذہب، غرضکہ ہمارے زندگی کے ہر پہلو میں بغیر محسوس کئے عظیم الشان تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔ اور ہماری قومی زندگی نئی کٹھالیوں میں ڈھل رہی ہے ہمارے آئیڈیل بدل رہے ہیں، پرانے شربتوں کی بجائے عجیب و غریب شرابیں کھچ کھچ کر صراحیوں میں ٹپکائی جا رہی ہیں جس سے محفل کا رنگ بدل رہا ہے نئی تعمیر چل رہی ہیں۔ نئی مجلس سج رہی ہے۔ مگر اس عالمگیر انقلاب کے گرد و غبار میں بہی خواہان ملک کو پرانی عمارتوں کے مسمار اور منہدم ہونے کے سوا کوئی نئی عمارت ابھی تک کھڑی ہوتی ہوئی دکھائی نہیں دیتی۔ توڑنے والے تو بہت سے نظر آتے ہیں، مگر بنانے والے بہت کم ہیں۔

ہندوستان کی موجودہ حالت عجیب بن رہی ہے، نہ تو مشرقی ہے، نہ مغربی —— بقول اکبر

عجب عجب لگ رہی ہیں آنچیں یہ قوم بیکس پگھل رہی ہے
نہ مشرقی ہے، نہ مغربی ہے، عجیب سانچوں میں ڈھل رہی ہے

مادری زبان کی محبت:۔ مادری زبان کی محبت میں تیرا دل کس قدر مضطر تھا، اس کا اندازہ تیرے اس ماتمی بیان سے ہو رہا ہے:۔

—— "ہمارے ملک میں کوئی ایسا اسکول یا دارالعلوم نظر نہیں آتا، جہاں پر جدید علموں کی تعلیم ملک کی اپنی زبان میں دیجاتی ہو، اور جہاں پر یہ کوشش کی جاتی ہو کہ جدید معلومات اور فنون کو مشرقی لباس پہنایا جائے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ہمارا ملک مغربی استادوں، مغربی کتابوں، مغربی آلات و ادوات کا محتاج ہے، اور محتاج رہیگا ——"

—— "علمی تحقیقات کے لئے ہماری زبان مفلس و نادار ہے۔ ہم تعلیم انگریزی میں سیکھتے ہیں، ہمارے خیالات انگریزی میں پیدا ہوتے ہیں، جب ہم اپنی زبان میں کچھ لکھنے بیٹھتے ہیں تو ان خیالات کا ہمیں ترجمہ کرنا پڑتا ہے، اور پھر ترجمہ کرتے وقت بھی دقت پیش آتی ہے کہ خیالات کو ادا کرنے کے لئے لفظ اور اصطلاحات نہیں ملتے۔ ——"

—— "یہ علمی بے بسی اور دست نگری تاکے —— قومی زندگی میں اس قسم کا علمی افلاس اور گداگری عارضی طور پر اور ایک حد تک ممکن اور گوارا ہو سکتا ہے —— مگر ہمیشہ کیلئے کبھی ممکن نہیں"

اسکے بعد ترجمۂ علوم اور نقل فنون کی اہمیت کو کس خوبی سے تو نے پیش کیا ہے، اور کتنا زرین اصول بتایا ہے؟

—— "اس لئے میری رائے میں اب وقت آپہونچا ہے کہ متحدہ کوشش کر کے ہم اس قومی سقم کو پورا کریں اور مغربی

دنیا کہتی ہے ـــــ مجھے یاد ہے ـــــ اپنی کتاب کا پہلا ورق کھول ـــــ اور خیام کی زبان میں دیوانگی کا وہی نغمہ مستانہ پھر ایکبار سُنا کر مجھے متوالا بنا دے، جو کبھی تو اجمل اعظم کے سامنے گا چکا ہے

آمد سحرے ندا ز میخانۂ ما　　کاے رندِ خراباتی و دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمے　　زاں پیش کہ پر کنند پیمانۂ ما

لوگ پوچھتے ہیں ـــــ بزم احباب میں تحقیق مسائل کے جس ساز کو تونے ایک مرتبہ چھیڑ دیا ہے اور جس کھیل میں تو نے مجھے اپنا حریف بنا کر کھڑا کر دیا ہے، تیری جدائی پر کیا حشر ہوگا ـــــ بتا پوچھنے والوں کو کیا جواب دوں۔ تیرے اشارۂ ابرو کا انتظار ہے ـــــ تیرے ارشاد کی تعمیل مقدم ہے ـــــ بتا، تو کس چیز سے خوش ہوگا؟ اس نغمۂ طرب انگیز سے محفل علم کو گرم رکھا جائے، یا اسے خاموش کر کے محفل ویران کر دی جائے۔

تیرے پر سکون دل کی خاموش آواز میرے کانوں تک آرہی ہے کہ تیری روح کو اس نغمۂ مستانہ کی گرم نوائی سے راحت و سکون حاصل ہوگا ـــــ تو اسکو وجد و مدہوشی کے ساتھ سنتا رہیگا ـــــ تیرا چھیڑا ہوا ساز بجتا رہیگا ـــــ تیری محفل آباد رہیگی ـــــ تیرے مشتاق تماشا مایوس نہ پھرینگے۔

مگر نہیں ـــــ میں تیرے بغیر اس نغمہ کو جاری نہ رکھہ سکونگا ـــــ میرا جی اُداس ہے ـــــ تیری جُدائی میں میری کمر ٹوٹ چکی ـــــ بازو شل ہو چکے ـــــ میں اس ساز کو اکیلا نہیں بجا سکتا۔

ارادے کرتا ہوں ـــــ ہمت باندھتا ہوں کہ تیری روح سے باتیں کرنے اور تجھ سے شرف خطاب جاری رکھنے کیلئے اس علمی چھیڑ کو بہانہ بناؤں ـــــ مگر جب تجھ کو نہیں پاتا، تو دل بیٹھ جاتا ہے، ہمت جواب دے جاتی ہے، محفل سونی نظر آتی ہے۔

اگر تو اس لے کو سننا چاہتا ہے تو پردے میں نہ چھپ، میدان میں آجا، اور دولہا بن کر برات میں بیٹھ جا، پھر اس بزم کی رونق کو نگاہ شوق سے دیکھ، اور اس علمی دُھن کی طرب انگیز روانی سُن۔

پھر دیکھ لے اندازِ گل افشانیٔ گفتار
رکھدے کوئی پیمانۂ صہبا میرے آگے

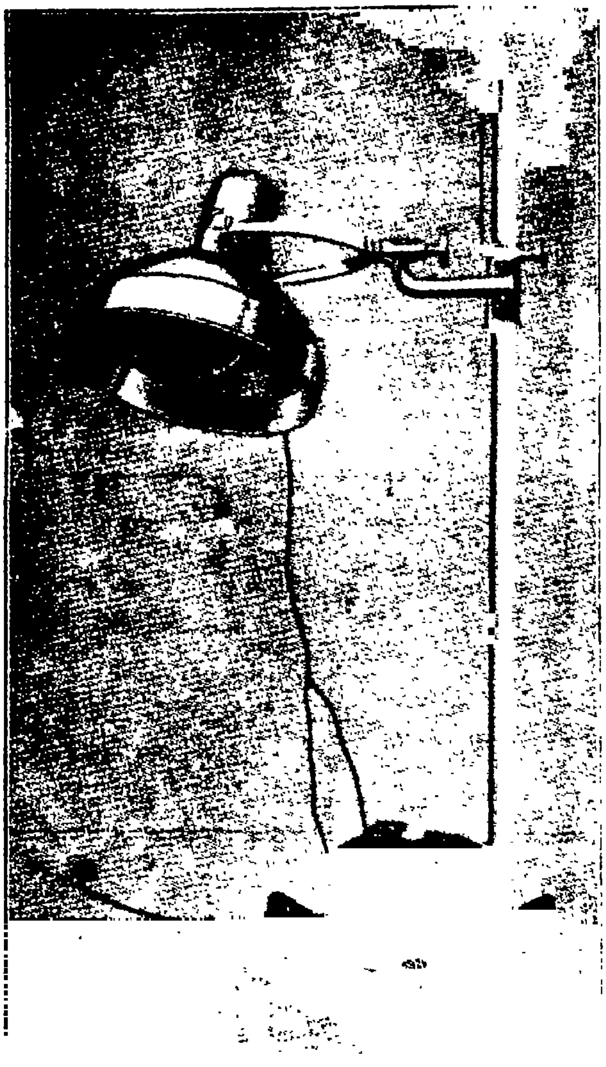
دُنیا بار بار حیرت کے ساتھ مجھ سے سوال کرتی ہے؟ آخر بھولا ناتھ میں اتنی خوبیاں کیا تھیں کہ تیری زبان نہیں تھکتی، اور تیرے سینہ کا درد نہیں تھمتا۔

لوگوں کو کیا بتاؤں، تجھ میں کیا کیا خوبیاں جمع تھیں ـــــ تیری کن کن اداؤں پر میرا دل شیدا تھا ـــــ بہت کم لوگوں کو تیری اصلی قدر و منزلت معلوم ہے ـــــ عمل کا خلوص ـــــ نیت کی پاکیزگی ـــــ بے مثال آزاد روی ـــــ وطن کی الفت ـــــ زبان اور فن کی جدت ـــــ یہ ساری خوبیاں ایک ساتھ تیری ذات میں قدرت کی خاص فیاضی سے کچھ اس طرح سمٹ کر جمع ہو گئی تھیں کہ اسکی دوسری مثال نہیں ملتی ـــــ

علم و عمل طب کے شروع میں مسیح ملک و فن حکیم اجمل خاں نے مخاطب کرتے ہوئے، اور اُنکی خدمت میں اپنی کتاب ہدیۃً پیش کرتے ہوئے تونے اپنے خلوص جذبات کا اظہار جس طرح کیا ہے وہ ایک صاحب عقل و خرد کو مدہوش بنا دینے کیلئے کافی ہے۔

"Hamdard-i-Sehat," Delhi.
April 1936

ہمدرد صحت ۔ دھلی
اپریل ۱۹۳۶ء



لائے بنفشجی شعاعیں پیدا کرنے کا آلہ



بچے کی دیکھ بھال

معلومات کو سیکھ سکھا کر ان میں سے حسب ضرورت خذ ما صفا ودع ما کدر کے اصول پر ردوبدل کر کے اپنی زبان میں کرلیں، اور ان علوم کو "قومی" بنالیں ــــــ"

علم وعمل طب اس ملی کمی کو پورا کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے ــــــ"

ترجمۂ علوم کی دشواری :- کسی نئے کام میں کیا کیا دشواریاں لاحق ہوا کرتی ہیں، اور کام کرنے والوں سے کیسی مضحکہ خیز غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، اس اعتذار کو توئے کس خوبی سے ادا کیا ہے ــــــ

ــــــ" جب کسی نئے ملک میں نوآبادی قائم کی جاتی ہے تو پہلے جنگلوں کو کاٹنا پڑتا ہے، خس وخاشاک کو صاف کرنا اور غاروں کا پُر کرنا، ٹیلوں اور بلندیوں کو کھودنا، اور ہموار کرنا پڑتا ہے، اور بہت سے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو بظاہر فضول اور بے معلوم ہوتے ہیں۔ اس قسم کے ابتدائی کاموں کو "پائیونیر" کام کہتے ہیں ــــــ"

ــــــ" یہ کام عموماً بطور امتحان ہوا کرتے ہیں جس میں کام کرنے والا غلطیاں کرتا ہے، اور ان غلطیوں سے رفتہ رفتہ تجربہ حاصل کرتا ہے۔ اسکی غلطیوں اور تجربوں کا فائدہ وہ لوگ اٹھاتے ہیں، جو اسکے بعد آتے ہیں، اور آکر عارضی اور موقتی جھو[نپڑوں] کی جگہ پر عالیشان اور استوار عمارتیں بناتے ہیں ــــــ"

عربی اور فارسی اصطلاحات سے محبت :- ڈاکٹر بھولا ناتھ ان لوگوں میں نہ تھا جو ڈاکٹری اصطلاحات بدستور انگریزی اور لاطینی میں قائم رکھنے کے حامی ہیں ــــــ وہ تمام ڈاکٹری اصطلاحات کو عربی، فارسی میں دیکھنے کا آرزومند تھا ــــــ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ــــــ

ــــــ" مغربی علوم کو مشرقی لباس پہنانا اردو زبان کے لئے نئی زمین ہے، اس کوشش میں میں نے بہت مستند عربی اور فارسی اصطلاحات سے کام لیا ہے ــــــ چند نئے اصطلاحات ایجاد کئے ہیں اور باقی انگریزی اصطلاحات کو قائم رہنے دیا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان کو بھی مشرقی لباس پہنا دیا جائیگا ــــــ"

یونانی اطباء اور طب یونانی سے دلچسپی :- ڈاکٹر کرنل بھولا ناتھ کو ہماری طب اور ہمارے اطباء سے گ[ہری] دلچسپی تھی ــــــ کتاب علم وعمل کے اصلی مخاطب در اصل یونانی اطباء ہیں، اور انہیں کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

ــــــ" علم وعمل طب مقدم طور پر یونانی طبیبوں کے استفادہ کیلئے لکھی گئی ہے، جو عموماً انگریزی سے ناواقف اور معلومات سے بے بہرہ ہوتے ہیں ــــــ"

طب یونانی پر نکتہ چینی خلوص پر مبنی تھی :- کرنل بھولا ناتھ کے سر میں تحقیق مسائل کا بڑا سودا نہ معلوم کب سے چلا آرہا ہے۔ اس کتاب میں بھی مختلف مقامات پر تحقیقی نکتہ چینیاں پائی جاتی ہیں، جو محض [خلوص] پر مبنی ہیں ــــــ تنقیص مقصود نہیں ــــــ چنانچہ فرماتے ہیں :-

ــــــ" یونانی اطباء کی خدمت میں عرض ہے کہ جن جن مقامات پر علم وعمل طب میں یونانی حکمت پر نکتہ چینی کی گئی ہے جہاں اسکے نقص اور سقم دکھائے گئے ہیں، اسکو مخاصمت اور مخالفت پر محمول نہ فرمائیں ــــــ بلکہ اسکو عین خیر خواہی اور خدمت تصور کریں۔

لذّت صحبت دوستاں بر تنم | کاخلاق بد مرحسن نمایند
عیبم ہنر و کمال بینند | خارم گل و یاسمن نمایند

کو دشمن شوخ چشم و بے باک تا عیب مرا بہ من نمایند

اس میں شک نہیں کہ عیب جوئی اور نکتہ چینی ہمارے مشرقی خیال سے معیوب اور مغضوب اعمال ہیں لیکن علمی ترقی اس بات کی متقاضی ہے کہ بحث و مباحثہ کرکے دوستانہ اور محبانہ طریق سے ہم ایک دوسرے کی غلطیوں کو ظاہر کرکے انکی اصلاح کر لیں ۔

سب سے بڑی تصنیف :- تیری سب سے بڑی تصنیف کتاب **علم و عمل طب** ہے جس سے تجھ کو اور مجھ کو خاص طور پر دلچسپی ہے ۔ اب مجھے ملال ہے تو یہ ہے کہ اس کتاب کا تیرے پیچھے نہ معلوم کیا حشر ہونے والا ہے تو اسکی اصلاح و نظر ثانی میں لگا ہوا تھا ، مجھے بڑی خوشی تھی کہ تو اصطلاحات کے بارہ میں مجھ سے امداد لینی چاہتا ہے ۔ لیکن خدا نے میری یہ مسرت بھی حاصل نہ ہونے دی ، اور مجھے قلق ہے کہ میرا جذبۂ خدمت مطمئن نہ ہو سکا ——— کاش میں کچھ خدمت کر سکتا ———

اچھا ——— اے زندہ دل بھولا ناتھ ! جا ——— اب تجھے اجازت ہے ——— جا ، اور سکون و راحت کے گلزار میں پھول کی کسی پنکھڑی کو منتخب کر ، اور بوئے معنبر بن کر اسکے اندر سما جا ، اور دیر تک ——— اور جتنا جی چاہے ——— دیر تک آرام و استراحت فرما ۔

اب تجھے شدید استراحت کی ضرورت ہے ——— ٢ ے سال کا مسافر ہے ۔ بڑی لمبی منزل کرکے آیا ہے ——— اس گھناونی دُنیا سے آخر میں تیرا دل بھی سیر ہو چکا تھا ——— تو خود جلد یہاں سے کوچ کرنا چاہتا تھا ——— تیری مرضی خدا نے پوری کی ——— اچھا ، جا ——— آرام فرما ———

ہاں ——— اگر ہو سکے ، تو چلتے ہوئے اتنی عنایت کر ——— کہ اپنی خوبیوں میں سے کچھ ہمیں بھی یادگار مودّت کے طور پر دے جا ——— اسے ہم تیرا **تحفہ** اور **ھدیہ** سمجھیں گے ——— زندگی میں ہمارے کام آئینگی ——— تیرا بھلا ہوگا ——— ہم دعا دینگے ۔

اچھا ——— بھولا ناتھ ! ——— ہمارے دلوں میں تو دیر تک زندہ اور آباد رہ ——— دیر تک ، اور بہت دیر تک +

خدا حافظ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

اِطلاع

آئندہ "اشاعت خاص" کی وجہ سے اپریل کے اس پرچے کے بعد جو پرچہ شائع ہوگا ۔ وہ حسب معمول ۔ مئی اور جون دونوں مہینوں کا مشترک پرچہ ہوگا ۔ جسکی ضخامت معمولی پرچے سے ڈیوڑھی یا اِس سے کچھ زیادہ ہوگی ۔ ناظرین کرام نوٹ فرمالیں +

خاکسار

مینجر "ہمدرد صحت" دہلی



دلچسپ جسمانی ورزش اور توازن کا عمل

باب الصحت

دودھ اور میونسپلٹی

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

انسانی غذاؤں میں صرف دودھ ہی ایک ایسی چیز ہے جسے تقریبًا مکمل غذا کہا جا سکتا ہے مکمل غذا سے مُراد یہ ہے کہ اس سے جسم کی ساری ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ قدرت نے جانداروں کی بہت سی قسموں کے لئے دودھ ہی کو ان کی ابتدائی غذا مقرر کیا ہے اور اس لئے اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ دودھ سے جسم انسانی کی تمام ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ شیر خواری کے زمانہ میں یقینًا ایسا ہی ہوتا ہے لیکن جسم جتنا جتنا بڑھتا جاتا ہے۔ اسی قدر اسکی ضروریات کی حدیں بھی وسیع ہوتی جاتی ہیں، اس لئے ایک شیر خوار کی نسبت ایک بڑے بچے یا ایک جوان آدمی کے جسم کو بعض ایسی چیزوں کی ضرورت بھی ہوتی ہے جو دودھ میں نہیں پائی جاتیں۔ مثال کے طور پر فولاد کا نام لیا جا سکتا ہے، یہ انسانی جسم کی ایک ضرورت ہے اور دودھ اس ضرورت کو پورا نہیں کرتا لیکن اسکے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ چونکہ دودھ میں فولاد کا جزو نہیں ہوتا اس لئے وہ بیکار چیز ہے۔

انسان کے لئے دودھ بہترین غذا ہے کیلسیم یا چونا جو انسانی جسم کی ایک بڑی ضرورت ہے وہ دودھ سے بدرجہ اتم پوری ہوتی ہے چکنائی یا چربی بھی انسانی غذا کا ایک لازمی جزو ہے اور وہ بھی دودھ بہت کافی مقدار میں مہیا کر دیتا ہے۔ اور ان چیزوں سے علاوہ وٹامن اے جس قدر دودھ میں دستیاب ہو جاتا ہے اتنا اور کسی طرح نہیں مل سکتا۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ دودھ ایک ایسی غذا ہے کہ جسکی ہر انسان کو ضرورت ہے، اور جس کے بغیر ہمارا تندرست رہنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔

دودھ انسانی جسم میں قوتِ عمل پیدا کرتا ہے۔ دودھ انسانی عضلات کی پرورش کرتا ہے۔ کیونکہ اسمیں پروٹین کا جزو بہت زیادہ ہے دودھ دانتوں اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے اور ان کو نشو و نما دیتا ہے کیونکہ اسمیں کیلسیم (چونا) کا جزو بہ افراط ہے۔ امریکن جرنل آف ہیلتھ میں پروفیسر میلنبی اور انکی اہلیہ کی اس تحقیقات کا ذکر شائع ہوا ہے جو انہوں نے وٹامن کے متعلق کی ہے۔ اس تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے کہ زچہ عورتوں کی صحت کو جتنا فائدہ وٹامن اے سے پہونچا اتنا وٹامن ڈی سے نہ پہنچ سکا اور چونکہ وٹامن اے دودھ میں بکثرت ہوتا ہے، اس لئے زچہ کیلئے بھی یہ بہترین خوراک ہے۔ ان فوائد کے علاوہ دودھ کی ایک سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک بہت ہی زود ہضم غذا ہے۔ اور اس کا ستانوے یا اٹھانوے فیصدی حصہ جسم انسانی کے کام آجاتا ہے۔

دودھ کے ان فوائد کو پیش نظر کیا ہمارا یہ فرض نہ ہونا چاہیئے کہ ہم دودھ کی زیادہ سے زیادہ مقدار اپنے اور اپنے بچوں کے لئے فراہم کریں۔ بحالات موجودہ دودھ کی ایک بڑی مقدار فراہم بھی کی جاتی ہے، اور شہروں میں گلی کوچے دودھ بکتا ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ اس دودھ کا بیشتر حصہ ایسا ہوتا ہے کہ جسے استعمال کرنے سے استعمال نہ کرنا کہیں بہتر ہے۔ دودھ جس طرح انسان کے لئے ایک عمدہ غذا ہے، بالکل اسی طرح جراثیم بھی اسے حلوائے بے دود خیال کرتے ہیں، اور ہر قسم کے جراثیم اس میں نہایت اچھی طرح پرورش پاتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے کہ بعض جراثیم ہمارے جسم میں پہونچکر مختلف قسم کے امراض پیدا کیا کرتے ہیں تو ایسا دودھ جسکے اندر بیسیوں مختلف قسم کے جراثیم پرورش پا رہے ہوں، ہمارے جسم کے لئے کہاں تک مفید ہوگا۔

ہمارے ملک میں دودھ فروخت کرنیکا عام طریقہ یہ ہے کہ دیہات سے لوگ اپنے برتنوں میں دودھ لیکر آتے ہیں اور شہر کے دکانداروں کے ہاتھ فروخت کر کے چلے جاتے ہیں۔ شہر کے شیر فروش اسے کڑھاؤں میں ڈال کر آگ پر رکھدیتے ہیں اور بہت ہلکی سی آنچ پر دودھ گھٹنے

نیّرؔ کا پیام اطبائے یونانی کے نام

سکوں ایسا کہاں سے آگیا ہے قلبِ مضطر میں
یہ تم پر نیند کیوں طاری ہوئی آغوشِ خنجر میں

نہ اُٹھے اب تو پھر لاریب کندھوں پر اُٹھاؤگے
جنازہ طب کا لپٹا ہے جو اک میلی سی چادر میں

مسیحائی یہی ہے مل کے باہم کوششیں کرلو
عجب کیا ہے کہ پھر تم جان ڈالو طب کے پیکر میں

اُٹھو گھر کو سنبھالو عیش بیجا کے پرستارو
ہوئیں صدیاں کہ لُو کا لگ چکا ہے اس بھرے گھر میں

سنبھالو گھر اور اُسکے ساتھ لو مال غنیمت بھی
وہ ہمت ہو کہ رخنے ڈال دو سدِّ سکندر میں

جمود اچھا نہیں یہ بخششی دواں کا فرماں ہے
کہ بیکاروں کا کچھ مصرف نہیں ہوتا ہے دفتر میں

یہ سودا کب تک اے شمعِ سحرگاہی کے پروانو
نکل آیا ہے دن تم ہو مئے دو شیں کے چکر میں

ہے چوبِ خشک میں شاید ابھی کچھ تازگی باقی
چمن کی جان بنکر جا ملو سرو و صنوبر میں

رگِ ہر تاک میں پنہاں ہے روحِ بادۂ رنگیں
نچوڑے تو ہلا کر ہاتھ کوئی اپنے ساغر میں

ذرا جا گوشۂ عثمان علیخاں کا زمانہ ہے
علومِ مشرقی پلتے ہیں یاں آغوشِ مادر میں

یہ طعنے اب سُنے جاتے نہیں اے حضرتِ نیّرؔ
"جہالت کی ہے پُوجا طبِ یونانی کے مندر میں"

(از جناب حکیم مولوی محمد یوسف صاحب نیّر اورنگ آبادی ضلع بیڑ)

ہیں اتنی ہی یا اس سے کچھ قدر زائد اس صورت میں بھی ہوتیں جب کہ ہیلتھ آفیسر صاحب موجود نہ ہوتے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ محض نمائش کی خاطر میونسپل کمیٹیاں غریب شہریوں کا اتنا روپیہ اس تمام عملے کی تنخواہوں پر کیوں برباد کیا کرتی ہیں۔ کیا صرف اس لئے کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو کمیٹی تحریری سند پیش کرکے یہ کہہ سکے کہ ہم تو تمہاری خوراک کی چیزوں کی درستی کے لئے ہر سال اتنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔

ہیلتھ آفیسر سے مراد۔ اگر وہ عظیم الشان اور غربا کی رسائی کی حد سے باہر شخصیت ہے جو روزانہ خس کی ٹٹی اور بجلی کے پنکھوں میں بیٹھ کر چند نادری احکام صادر کردیا کرے، یا جو ان تمام بڑی بڑی سڑکوں کو آئینے کی طرح صاف کرلو دیا کرے کہ جن پر امراء کی موٹریں گذرا کرتی ہیں تو ہمیں ایسے ہیلتھ آفیسر کی ضرورت نہیں ہے۔ ہیلتھ آفیسر کے متعلق ہمارا تخیل یہ ہے کہ وہ ایک ہمدرد بنی نوع، مخلص، جفاکش اور واقف فن انسان ہو جو اپنا پیشتر وقت دکانوں پر اور غریب اور جاہل لوگوں کے دروازوں پر صرف کیا کرے۔ وہ دودھ بیچنے والوں کو علمی طریقہ دودھ کی حفاظت کا بتلائے اور وہ اپنے ہاتھ سے کرکے لوگوں کو گھر صاف کرنیکے طریقے سکھلائے وہ ہر اس شخص کا جانی دشمن ہو جو اشیائے خوراک میں ناخوردنی چیزیں ملاتے ہیں، اور وہ ہر اس شخص کو سخت سے سخت سزا دلائے کہ جو کھانے پینے کی چیزیں اس طریق پر بیچتا ہے کہ وہ مضر صحت ہوجائیں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ گھی کے کنستر، ہٹھائیوں کے تھال، پھلوں کی ڈالیاں، نوٹوں کے بنڈل، اور روپوں کی تھیلیاں اسکی نگاہ آز کو اپنی طرف متوجہ نہ کرسکیں۔

اگر میونسپل کمیٹیاں اس قسم کے ہیلتھ آفیسر بہم نہیں پہونچا سکتیں تو ان کے لئے یہ مناسب ہے کہ بجلی کے کارخانے کھولنے کی بجائے وہ ڈیریاں کھولیں۔ اچھی صاف جگہ پر اچھے ہوادار تھانوں میں ان کی اپنی گائیں اور بھینسیں ہوں انکے اپنے ملازم ان مویشیوں کی دیکھ بھال کریں، اور انکے اپنے تربیت یافتہ گوالے مخصوص برتنوں میں دودھ دوہ کر رکھیں۔ ان کی اپنی گاڑیاں ہوں جو دونوں وقت تمام شہر میں دودھ تقسیم کرآیا کریں۔ ان انتظامات کے سلسلے میں کمیٹیوں پر خرچ کا بار ضرور پڑے گا۔ لیکن اگر بالکل صحیح طور پر آمد اور خرچ کا حساب لگایا جائے تو کمیٹیوں کو یقینی طور پر اچھی خاصی معقول بچت ہوا کرے گی۔ کیا بجلی کی روشنی بیچنے سے دودھ بیچنا زیادہ مفید کام نہیں ہے؟ جو میونسپل کمیٹیاں مالدار نہیں ہیں، یا جو اپنا روپیہ اس کام میں لگانا نہیں چاہتیں وہ بھی اتنا تو بآسانی کرسکتی ہیں کہ شہر میں محلے محلے یا صرف دو تین مقامات ایسی جگہیں مقرر کردیں جہاں تمام گوالے اپنی اپنی گائیں اور بھینسیں لاکر کمیٹی کے برتنوں میں اور کمیٹی کی ہدایات کے مطابق دودھ دوہ جایا کریں ایک مقررہ نرخ کے مطابق مثلاً ڈیڑھ آنے یا دو آنے سیر ان کو قیمت دیدی جایا کرے۔ اور اب میونسپلٹی اس دودھ کو دو آنے یا ڈھائی آنے سیر کے حساب سے شہر والوں کے ہاتھ فروخت کردیا کرے اس سلسلے میں کمیٹیوں کو جو تھوڑا سا خرچ برداشت کرنا پڑیگا اسے پورا کرنے بلکہ بہت کچھ بچا دینے کے لئے بھی وہ دو پیسے سیر کا نفع بالکل کافی ہے جو لیا گیا ہے۔

یہ تجویز کوئی مکمل تجویز نہیں ہے۔ صرف ایک اشارہ ہے جس سے ہماری میونسپل کمیٹیاں اگر مناسب سمجھیں تو فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔ دودھ کی تقسیم کا موجودہ طریقہ ہرگز قابل اطمینان نہیں ہے اور یہ میونسپل کمیٹیوں کے اولین فرائض میں سے ہے کہ اس کا مناسب انتظام کریں +

ڈاکٹر ہاچینسن کے چودہ نکات

۱) ہمیشہ تازہ اور صاف ہوا میں سانس لینا چاہیئے۔ جو ہوا سانس کے ساتھ باہر آتی ہے وہ صاف نہیں رہتی۔ بند مکان کی ہوا صاف نہیں ہوتی جہاں بہت سے آدمی جمع ہوں خاصکر بند جگہ میں، یا جہاں آگ جلتی ہو وہاں کی ہوا صاف نہ ہوگی؛

رکھا رہتا ہے۔ خریدنے والے آتے ہیں اور دکاندار کڑھاؤ سے دودھ نکال نکال کر ان کے ہاتھ بیچتا رہتا ہے اس تمام عرصے میں یعنی اس وقت سے لیکر کہ جب وہ گائے یا بھینس کے تھنوں سے نکالا گیا تھا اس وقت تک جب کہ وہ کسی گلاس، پیالے یا مٹی کے برتن میں ڈالا جائے دودھ برابر کھلا رہتا ہے۔ اور ہر قسم کی خاک مٹی، بازار کا کوڑا کرکٹ اور ان کے ہمراہ امراض کے جراثیم بلا تکلف اس تک پہنچتے رہتے ہیں۔ گلاسوں اور آبخوروں میں پہنچنے کے بعد اسے ڈھکنے کا خیال آتا ہے اور محتاط اور صفائی پسند حلوائی ایک میلا سا ڈھاک کا پتہ جس میں خود کئی ہزار جراثیم کی چھاؤنی آباد ہوتی ہے اس پر ڈھک کر خریدار کے حوالے کرتا ہے۔ اس خاک مٹی اور جراثیم کے علاوہ دریا کنوئیں یا نل کا جتنا اس میں ملایا جاتا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

سرِراہ، سڑک پر ایک طرف کو بیٹھ کر اگر کوئی ذیابیطس کا مریض کہ جسے بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے اگر پیشاب کر دے ملک کے قوانین کی رو سے وہ مجرم اور خطاکار ہے، اسکی خطا یہ نہیں کہ اس نے اس تکلیف سے کیوں نجات حاصل کر لی کہ جس میں مبتلا تھا بلکہ یہ کہ اس نے سرِراہ گندگی پھیلائی جو دوسروں کے بیمار ہو جانے اور تکلیف پانیکا باعث ہو سکتی ہے۔ لیکن بالکل بر اور سرِبازار ایک دودھ بیچنے والا جب ٹائیفائڈ بخار یا تپ دق کے جراثیم ایک ناواقف گاہک کے ہاتھ بیچکر اپنی جیب میں پیسے اور اس کے پیٹ میں بیماری کے کیڑے ڈالتا ہے تو کسی پولس والے کو ذرا سا بھی اعتراض نہیں ہوتا۔ صرف اس لئے کہ ملک کے موجودہ قوانین میں ایسی کوئی دفعہ نہیں ہے جو اس حلوائی کو مجرم قرار دے، اور ہر وہ گناہ جس کا ذکر ہماری تعزیرات ہند میں نہ ہو عین صواب ہے

شہروں میں اب تو مدت سے یہی دستور ہے اور غالباً دستور بھی اچھا ہے کہ ہم سب رات دن محنت و مشقت کرتے ہیں اور اپنی جماعت میں سے تھوڑے سے ایسے آدمیوں کہ جنہیں ہم انتظام کا اہل اور لائق خیال کرتے ہیں مجلس انتظامیہ کی صورت میں جمع کرکے سیاہ و سفید کا اختیار ان کے ہاتھ میں دیدیا کرتے ہیں۔ یہ انتظامیہ مجلس میونسپل کمیٹی یا بورڈ کہلاتی ہے کہ اپنی طرف سے یہ اختیار دیدیا کرتے ہیں کہ وہ ہماری آمدنی کا ایک حصہ ہم سے لیکر شہر بھر کیلئے ایسے انتظامات کر دیں کہ ہر شخص کو معقول خوراک کافی آرام، مناسب دوا، اور بقدر ضرورت تعلیم میسر آ سکے۔ اپنے گھروں کے اندر جس طرح ہم اپنی آمدنی خاندان کے بزرگوں کے ہاتھ میں دیکر مطمئن اور بے فکر ہو جاتے ہیں اور گھر کے انتظام سے ہمیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح اس بہت بڑے گھر یعنی شہر میں بھی یہی ہونا چاہیئے کہ حسب ضرورت اپنی آمدنی کا ایک حصہ ان خدایانِ شہر یا گھر کے بڑے بوڑھوں کے حوالے کرکے ہم بے فکر ہو جائیں اور ہماری تمام ضرورتیں معقول اور مناسب طریقے پر پوری ہوتی رہیں۔ ان ضرورتوں کی فراہمی کے وقت یہ دیکھنا بھی بڑے بوڑھوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ زندگی کی ضرورتیں کون کون سی ہیں، اور ہمیشہ شہر والوں کا روپیہ پہلے انکی زندگی کی ضروریات کی فراہمی پر اور اس سے بچے تو آرائش و زیبائش یا تعیشات پر خرچ کرنا چاہیئے۔ دودھ، غلہ، گوشت پھل، ترکاری وغیرہ ہماری زندگی کی ضرورتیں ہیں۔ ان چیزوں کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور یہ چیزیں اگر خراب حالت میں استعمال میں آئیں تو ہمارا بیمار ہو جانا قریب یقینی ہے، روشنی، سڑکیں، بجلی، ٹریم اور تفریح گاہیں زندگی کی ضرورتیں نہیں ہیں اور انکے بغیر بھی ہم زندہ اور تندرست رہ سکتے ہیں۔ اچھے اور سلیقہ مند بڑے بوڑھوں کی طرح ہمارے خدایان شہر کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہمارا روپیہ سب سے پہلے اچھی خوراک اور اچھا پانی بہم پہونچانے پر صرف کریں، اور اس سے جو کچھ بچے اسے سڑکوں کی تعمیر، بجلی کی روشنی، یا سرکاری حکام کی دعوتوں پر اور یادگاروں کے قیام پر خرچ کرنا چاہیئے۔

یہ ہماری انتہائی بدنصیبی ہے کہ ہمارا روپیہ جس طرح صرف ہونا چاہیئے اس طرح نہیں ہوتا۔ نام کے لئے ہر میونسپل کمیٹی حفظان صحت کے متعلق کچھ نہ کچھ انتظام کرتی ضرور ہے اور کمیٹی کے بجٹ میں ہیلتھ آفیسر اور اُسکے عملے کی تنخواہوں کی مد میں ہر سال ایک اچھی معقول رقم لکھی ہوتی ہے۔ لیکن دشواری یہ ہے کہ اگر ہم انتہائی پابندی کے ساتھ روزانہ صبح کو جاکر ہیلتھ آفیسر صاحب کے درشن بھی کر آیا کریں تب بھی تو یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ خراب۔ آلودہ جراثیم دودھ پاک پوتر اور قابل استعمال بنجائے۔ ہیلتھ آفیسر اس زمانے میں کوئی باخدا درویش بھی نہیں ہوتے کہ انکی کرامات سے جو پانی دودھ میں ملایا گیا ہے وہ "دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" ہوکر الگ ہو جایا کرے۔ جتنی خرابیاں دودھ، گھی، ترکاری، گوشت اور پھل کے متعلق اب موجود

معالجات

ضعفِ ہضم

ازجناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب اکمل صدیقی

ایک بیس سالہ نوجوان مریض "صدیقی مطب" میں آیا اور اپنی مندرجہ ذیل کیفیت بیان کی۔

علامات تین چار ماہ سے مجھے معدہ میں کھانیکے بعد درد شروع ہوجاتا ہے۔ کھانا اچھی طرح ہضم نہیں ہوتا، بھوک بہت کم لگتی ہے پیٹ میں بکثرت ریاح پھرتے رہتے ہیں۔ طبیعت کسل مند رہتی ہے۔ قبض کی شکایت بھی عام طور پر رہتی ہے۔ منہ کا مزہ ہر وقت ناخوشگوار رہتا ہے۔ اور عموماً منہ میں ترش رطوبت بھر جاتی ہے۔ کھانا کھانیکے بعد کبھی کبھی سر میں درد بھی ہوتا ہے۔ اور دل دھڑکتا ہے۔ پیشتر ازیں ایک دو بار علاج کرایا گیا۔ مگر کلی افاقہ نہیں ہوا۔

تشخیص ازدیاد حرارت، اور رطوبات کی کثرتِ تولید کے باعث معدہ کا عمل انہضام کمزور ہوچکا ہے جسکی وجہ سے مریض ضعف ہضم کی شکایت میں مبتلا ہے، حسب ذیل ادویہ ان کے لئے تجویز کی گئیں۔

علاج (۱) جوارش جالینوس چھ ماشہ میں کشتہ خبث الحدید ایک رتی ملاکر کھالیں۔ اوپر سے عرق بادیان پانچ تولہ پی لیں۔

(۲) پیام صحت ۲ رتی دوپہر کو بعد از غذا پانی کیساتھ استعمال کریں۔

(۳) حب کبد نوشادری بعد از غذا رات کو کھائیں۔

مریض کو دو ہفتہ تک یہ ادویہ استعمال کرنے کی ہدایات کردی گئیں اور مندرجہ ذیل ہدایات کی پابندی کی تلقین کی گئی۔

پرہیز: ثقیل، دیر ہضم اغذیہ اور نفاخ چیزوں کے کھانے سے پرہیز کریں۔

غذا: لطیف اور سریع الہضم اغذیہ استعمال کریں۔ بکری کا شوربہ مونگ کی دال چپاتی، مونگ کی کھچڑی، سوجی کی ڈبل روٹی، اور رس چاء وغیرہ اور پودینہ و انار دانہ کی چٹنی بھی استعمال میں رکھیں۔

مریض دو ہفتہ کے بعد مطب میں پھر آیا تو اس نے بیان کیا کہ میں اب بالکل تندرست ہوں۔

نوٹ: جوارش جالینوس، کشتہ خبث الحدید، اور حب کبد، عام قرابادینی نسخے ہیں۔ پیام صحت کا نسخہ درج ذیل ہے۔ دوسری ادویہ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی ۶ سے اچھی اور عمدہ مل سکتی ہیں۔

پیام صحت (معمول مطب) تمام امراض معدہ کے رفع کرنیکے لئے ایک مجرب المجرب لاثانی اور ہزاروں بار کا آزمودہ نسخہ ہے۔

درد معدہ، نفخ شکم، ضعف ہضم، سوء ہضم، تخمہ وغیرہ عوارض کا قلع قمع کرنے میں اسکی پہلی خوراک ہی اپنا اثر دکھاتی ہے۔

نسخہ: نوشادر ۲ تولہ، فلفل سیاہ ۲ تولہ، ہر مچی دو تولہ، تخم جوز ماثل سیاہ ایک تولہ، کشتہ فولاد ایک تولہ، کوٹ پیس کر سفوف بناکر محفوظ رکھیں۔

خوراک: ایک رتی سے چار رتی تک عرق بادیان یا نیم گرم پانی کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے۔

---

(۲) غذا ہمیشہ زبان کے ذائقے کے لئے نہیں۔ بلکہ جسم کے فائدے کیلئے کھانی چاہیئے۔ جن چیزوں سے جسم کی پرورش ہوتی ہے اور جو جسم کو طاقت پہنچاتی ہیں وہ ان چیزوں سے بہت بہتر ہیں جن میں صرف تھوڑا سا ذائقہ ہوتا ہے۔ غذا میں گوشت دودھ انڈے، پھل، غلہ، دالیں، سبز ترکاریاں، گھی، تیل اور نمک سب چیزیں شامل ہونی چاہئیں۔ ان میں سے ہر چیز جسم کی کسی نہ کسی کمی کو پورا کرتی ہے۔ اس لئے کسی ایک کو چھوڑ دینا مصلحت کے خلاف ہے۔

(۳) ہمیشہ سادہ پانی استعمال کرنا چاہیئے۔ پانی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ صاف ہو، بیماریوں کے جراثیم اکثر پانی کے ہمراہ ہمارے جسم میں پہنچ جاتے ہیں۔ پانی کو جوش دے لیا جائے تو وہ جراثیم سے پاک ہو جاتا ہے۔ انسانی صحت کے لحاظ سے پینے کی کوئی چیز پانی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(۴) پانی خوب کافی مقدار میں پینا چاہیئے۔ ہمارے بدن میں نو حصے پانی ہے اور ایک حصہ ٹھوس چیزیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہماری خوراک میں بھی پانی کی مقدار اتنی ہی ہو۔ پانی ہمارے جسم کو اندر سے دھو کر صاف کرتا ہے اسلئے جسم کو اسکی بہت ضرورت ہوتی

(۵) اپنا زیادہ سے زیادہ وقت روشنی میں گذارنا چاہیئے، روشنی سے ہمارے جسم بڑھتے اور نشو و نما پاتے ہیں۔ اس لئے گھروں میں اس کا انتظام ہونا چاہیئے کہ سورج کی روشنی آسکے۔

(۶) گندگی اور غلاظت سے دور رہنا چاہیئے خواہ کوئی چیز ہو اگر وہ سڑ رہی ہو تو اس سے خراب زہریلی اور بدبودار گیسیں خارج ہوتی ہیں جن کو سونگھنا مضر ہے۔ اسلئے گھروں میں کوئی چیز سڑنے نہ دینی چاہیئے۔

(۷) جسم کی گرمی ہمیشہ قائم رکھنی چاہیئے جسم میں گرمی نہ ہو تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہماری خوراک .... ہمارے جسم میں گرمی پیدا کرتی ہے، اگر ضرورت ہو تو ورزش یا گرم کپڑوں، یا آگ کے ذریعہ سے جسم کی حرارت کو صحیح درجہ پر رکھنا چاہیئے۔

(۸) ورزش کے بغیر جسم تندرست نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ہمیشہ باقاعدہ ورزش کرنی چاہیئے۔ ورزش سے جسم میں گرمی اور طاقت پیدا ہوتی ہے، اور پسینہ آکر خون کی بہت سی سے غلاظت باہر نکل جاتی ہے۔

(۹) رہنے کا مکان ہمیشہ ہوادار ہونا چاہیئے۔ ہوادار سے یہ مطلب ہے کہ اسکے کمروں میں ایک راستہ ہوا کے آنیکا اور اس کے سامنے دوسرا اسکے نکلنے کا موجود ہو، اگر ایک ہی راستہ ہو تو کمرے میں ہوا نہ آئیگی۔

(۱۰) ہر روز صبح کو غسل کرنا ضروری ہے، ہمارے بدن کی کھال میں لاکھوں باریک باریک سوراخ ہیں۔ ان سوراخوں میں سے ہوا اندر جاتی ہے اور خون کو صاف کرتی ہے انہی کے راستے پسینہ نکلتا ہے جو خون کا میل ہے۔ اگر یہ سوراخ بند ہو جائیں تو ہوا اندر جا سکیگی نہ پسینہ باہر آسکے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم روز نہایا کریں۔

(۱۱) جسم کو آرام پہونچانا اور تھوڑی دیر کے لئے سونا لازمی ہے۔ نیند کی حالت میں ہمارے بدن کے تمام اعضا آرام کرتے ہیں اور دن بھر کے کام سے کل پرزے جس قدر گھس گئے ہوں انکی مرمت ہو جاتی ہے۔ رات کو جلد سے سو جانا، اور صبح جلدی سے اٹھ بیٹھنا بہترین عادتیں ہیں۔

(۱۲) دماغی کام کرنا بھی صحت کیلئے لازمی ہے جس طرح جسم کو ورزش کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح دماغ کو بھی تازہ اور کام کے لائق رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ روزانہ اس سے بھی کام لیا جائے۔

(۱۳) ہر قسم کا نشہ صحت کے لئے مضر ہے اس سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ شراب، افیون، تمباکو، بھنگ اور اسی قسم کی اور تمام چیزیں صحت کے لئے بہت ہی مضر ہیں۔ اس لئے ان کے پاس بھی نہ جانا چاہیئے۔

(۱۴) زندگی کے ہر کام میں اعتدال بہت اچھا ہے۔ اچھی سے اچھی چیز بھی زیادہ مقدار میں بری ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کم مقدار میں بھی کوئی مفید چیز فائدہ نہیں پہنچا سکتی، کھانا، پینا، سونا، ورزش غرضکہ ہر کام میں اعتدال مدنظر رہنا چاہیئے۔

قوبا

از جناب حکیم ڈاکٹر علی کوثر صاحب چاندپوری سند یافتہ و تمغہ یافتہ آصفیہ طبیہ کالج بیگم گنج،

اس مضمون کے جملہ حقوق ادارہ نقل محفوظ ہیں

"میرے پاس ایک قدیم اور قلمی بیاض ہے جس میں قرابادین لوامع شیریہ، من تالیف عبداللہ بن حسین مرقوم ہے، اسکے اکثر نسخے عرصہ سے میرے مطب میں داخل ہیں، جو تجربے کے بعد نہایت موثر اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو اردو میں منتقل کردوں۔ مگر بہت بڑی دقت یہ ہے کہ اسکے اکثر نسخے خط رموز میں لکھے گئے ہیں جن کے حل کرنے میں بڑی زحمت پیش آتی ہے۔ اگرچہ آخر کتاب میں مصنف نے اس خط کے حروف تہجی بھی لکھدیئے ہیں۔ تاہم ایک غیر مانوس خط کے سمجھنے میں کافی دشواری ہوتی ہے آج میں اسکے ایک باب کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔" "کوثر"

قوبا (بضم قاف و سکون واؤ و فتح بائے موحدہ و الف) یہ ایک قسم کی سختی اور کھردرا پن ہے جو جلد کے اوپر پیدا ہو جاتا ہے اس میں خارش بہت ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ چھلکے سے اترتے رہتے ہیں، ابتدا میں چھوٹے چھوٹے سخت دانے نمایاں ہوتے ہیں جو ملکر ایک داغ سا بنا دیتے ہیں۔ اولاً بہت سخت کھجلی ہوتی ہے پھر خارش کے ساتھ سرخ پانی بھی رسنے لگتا ہے۔ روز بروز پھیلتا جاتا ہے اس کا شمار امراض مسریہ میں ہے۔ سرخ و سیاہ اسکی دو قسمیں ہیں، سرخ خفیف ہوتا ہے۔ اس میں خارش زیادہ ہوتی ہے، سیاہ بڑا اور زیادہ کھردرا ہوتا ہے، اسمیں خارش زیادہ ہوتی ہے، سرخ پتلے اور خراب و تیز خون سے ہوتا ہے، سیاہ سودائے غیر طبعی فاسد ردی سے، خواہ خون جلکر سودا بنا ہو یا صفرا، خواہ خود سودا ہی سوختہ ہو کر جلد کی طرف آگیا ہو، بعض اوقات عمق بدن میں سودا ہوتا ہے اور خارش زیادہ ہوتی ہے، چھلکے بھی اترتے ہیں اور روز بروز پھیلتا جاتا ہے جس داد سے زرد یا سرخ پانی سڑا ہوا اور سوزش پیدا کرنیوالا خارج ہو اور وہ جلد جلد پھیلتا جائے، اور اسکے اطراف میں زخم پڑتے جائیں وہ بہت برا ہوتا ہے اور جذام کا پیش خیمہ خیال کیا جاتا ہے قوبائے منتشر کو برص اسود بھی کہتے ہیں۔ داد بعض اوقات دماغ میں بھی ہو جاتا ہے۔ اسکے علامات اور اسباب وہی ہیں جو حمرۃ داغ کے ہوتے ہیں جیکہ دماغ اسکے لئے لازمی ہے۔

علاج :۔ ماء الجبن سے تنقیہ کرنیکے بعد مجرب روغن اور ضماد، طلا وغیرہ استعمال کریں۔

روغن گندم :۔ داد کیلئے مجرب ہے۔ اسکی ترکیب یہ ہے کہ کوئی چوڑا آہنی برتن لگن وغیرہ لیکر اس میں گیہوں پھیلائیں اور ایک بڑا پتھر گرم کرکے اس پر ڈھک دیں، پتھر دہکتے ہوئے انگارے رکھدیں۔ لگن کے نیچے بھی گرم راکھ رکھنی چاہیئے اس طرح گیہوں سے جو عرق نکلے اس کو لے کر لیں اسکے بعد ہلیلہ سیاہ کو ذرا سے سرکہ میں پیس کر تھوڑی سی رائی شامل کرکے لگائیں۔

خیساندہ :۔ سیاہ داد کیلئے مجرب ہے، ہر قسم کے درد کو زائل کرتا ہے، شاہترہ چرائتہ، برگ حنا، ہلیلہ سیاہ ہر ایک ۳ ماشہ، بسفائج فستقی، افتیمون ہر ایک ۱۰ ماشہ کوٹ کر رات کو پانی میں بھگوئیں اور سواد و تولہ شکر سرخ ۱۵ عدد فلفل سیاہ پسی ہوئی ملا کر پلائیں جذام اور تر خارش میں چالیس دن تک یہ نسخہ روزانہ پینا چاہیئے۔

طلاء :۔ داد کو مفید ہے، تخم پنواڑ دہی میں ڈال کر سڑائیں اور پیس کر داد پر لگائیں۔

دیگر :۔ توتیائے سبز دو ماشہ، کتھہ سفید، مازوئے سبز، گوگرد ہر ایک ۳ ماشہ ترش لیموں کے عرق میں حل کرکے کہیں ضرورت کیوقت

العقاقیر

لونیا بوٹی

(قاضی حکیم محمد ذوالفقار حسن صاحب شیرکوٹی)

"بوٹی لونیا" ایک مشہور بوٹی ہے۔ اور کھیتوں کے کنارے پر نہروں کے قریب وجوار میں بکثرت ملتی ہے۔ موسم گرما میں بکثرت دستیاب ہوتی ہے۔ اونٹ اس کو شوق سے کھاتے ہیں۔ اسکے مختلف نام ہیں جس کو عام طور سے سونکھا۔ سونکھی۔ لونیا۔ نونیا بھی کہتے ہیں۔ اس کی شاخیں پتلی گرہ دار اور سُرخ ہوتی ہیں پتے موٹے بھرے ہوتے ہیں۔ مزہ ترش وشور۔ پھول زرد چہار رگی۔ جو طلوع آفتاب کے دو گھنٹہ بعد کھلتا ہے۔ اور دوپہر کے بعد کملا جاتا ہے۔ بیج باریک ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل سطور میں چند مجربات پیش کرتا ہوں۔

مجربات

(۱) اس کو پیس کر ٹکیاں بنا کر کنپٹی پر باندھنے سے نیند خوب آتی ہے (۲) اس کا ساگ دردسر و مثانہ وگردہ دانہ وغیرہ کی مجرب دوا ہے (۳) پیشاب خوب لاتی ہے (۴) تازہ پتے بقدر ۶ ماشہ خوب گھوٹ چھان کر پلانے سے بلغمی غدہ دو تین روز میں جاتا رہتا ہے۔

(۵) درد گردہ کیلئے اسکے پتے ایک تولہ پانی میں پیس کر ہمراہ شربت بزوری چار تولہ صبح وشام استعمال کرائیں مفید ہے

(۶) نئے سوزاک کے لئے پتوں کا پانی ۲ تولہ شربت گھوکھرو ۳ تولہ میں ملا کر دیں جلد صحت عطا ہوگی۔ (۷) اگر بھوک نہ لگے اور غذا ہضم نہ ہو تو اس کا نمک بطریق معروف بنا کر ۳-۲ رتی پانی کے ساتھ استعمال کرائیں۔

کشتہ نقرہ اکسیری خالص چاندی کے ایک دو تولے کے ٹکڑے کو آکھ کے دودھ میں اکیس مرتبہ بجھاویں اس کے بعد ایک ماشہ پارہ اس پر لگا کر رکھیں اور لونیا بوٹی کے پتوں کے نغدہ میں رکھ کر اور اوپر سے خشک کپڑے کی چار تہ دیکر ملتانی مٹی لگائیں اور خشک کریں اور ڈھائی ڈھائی سیر کے دو اپلے بنا کر ملفوفہ اس میں رکھدیں۔ اور اپلوں کے منہ اچھی طرح بند کر دیں اس کے بعد اس کو ایک گڑھے میں رکھ کر دس پندرہ سیر اپلوں کی آگ دیں۔ سرد ہونے کے بعد چاندی نکال لیں۔ اور اس پر ایک ماشہ پارہ اور لگا کر اسی طرح لونیا بوٹی کے نغدہ میں رکھکر حسب سابق آگ دیں۔ یہ عمل آٹھ مرتبہ کرنا چاہئے ہر بار ایک ماشہ پارہ چاندی میں اضافہ کر دینا چاہئے۔ اس کے بعد چاندی کو کھرل میں ڈالکر پیسیں اور تازہ گلاب کی پتی کے پانی میں چار پہر کھرل کے ٹکیاں بنائیں اور پانچ سیر اپلوں کی آگ دیں۔ بس ہلکا گلابی کشتہ تیار ہے خوراک ایک رتی۔ ہمراہ بدرقہ مناسب یہ کشتہ قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے۔ جریان سرعت رقت اور احتلام وغیرہ وغیرہ کو کھوتا ہے۔

روغن مقوی یہ روغن قوت باہ کے لئے عجیب چیز ہے۔ حیرت انگیز قوت پیدا کرتا ہے سیروں دودھ اور گھی ہضم کرتا ہے غذا کو جزو بدن بناتا ہے۔ اس روغن کو استعمال کرنے سے پہلے اپنا وزن کر لیجئے اور پندرہ روز کے بعد پھر اپنا وزن کیجئے آپ کا کتنا وزن بڑھا ہزاروں سست اور لاغر اصحاب اس کے چند روزہ استعمال سے چست اور فربہ ہو گئے ہیں بعض اوقات جسم میں غیر معمولی ترقی کی وجہ سے پہچاننے میں تامل ہوتا ہے۔

ترکیب استعمال دو رتی سے تین رتی تک یہ روغن صبح کو یا شب کو پاؤ سیر دودھ یا دو تولہ مکھن میں ملا کر استعمال کریں دوران استعمال میں دودھ اور گھی جس قدر ہضم ہو سکیں استعمال کریں۔ ترش اشیاء سے پرہیز کریں۔ قیمت فی شیشی چھ ماشہ دو روپے۔ عہ

تاریخ الاطباء

طبِ عربی

اطبائے عرب کی شہرت یورپ میں

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی لاہور

علی سینا مغربی مصنفین شیخ بو علی سینا کو ایوی سینا Avicenna کہتے ہیں۔ شیخ تقریباً ایک سو پانچ تالیفات کا مؤلف ہے جس میں الشفا کی اٹھارہ جلدیں ہیں اور القانون چودہ جلدوں میں ہے۔ شیخ کی عظمت کا آوازہ تمام ...پ میں گونج چکا ہے۔ آجکل بھی جرمنی کی درسگاہوں میں شیخ کی آراء سے استناد کیا جاتا ہے اور اُسکی وہ کتابیں جو اُسکے مولد و وطن ...ایشیا میں موجود نہیں آج بھی مغربی کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

شیخ کی زندگی ایک عجیب چیستاں نظر آتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی اُسے چین سے ایک جگہ بیٹھنا نصیب نہیں ہوا ...وہ سلاطین عصر کے خوف سے اصفہان، ہمدان اور رے میں اپنی کتابیں بغل میں دبائے ہوئے بھاگا بھاگا پھرتا ہے کبھی ...پر مصائب و نوائب کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں اور قید و بند کی صعوبتیں اُٹھاتا ہے اور کبھی اُس پر الحاد و زندقہ کے طعنوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے ...ہ ہر حال میں صابر و شاکر رہ کر پکار اُٹھتا ہے۔ کما قال ؎

درد ہر چو من یکے و آں ہم کافر　　پس در ہمہ دہر یک مسلماں نبود

پھر کبھی شمس الدولہ کے دربار میں رسائی ہوتی ہے اور قلمدان وزارت اُسکے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ باینہمہ مصائب و مشاغل ...یف و مطالعہ کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔

شیخ کو متقدمین و متاخرین کے مابین تاریخ طب میں حدِ فاصل مانا جاتا ہے اور معلم اول یعنی ارسطو اور معلم ثانی یعنی فارابی ...بعد شیخ کا مرتبہ علم و فضل میں سب سے زیادہ بلند قرار دیا گیا ہے۔

شیخ قریہ مرخشین میں شہر بخارا کے نواح میں ۳۷۵ھ المطابق ۹۹۰ء میں پیدا ہوا ابتدائی تعلیم شیخ ابی اسمٰعیل زاہد اور ...ستاد سے حاصل کی اور اپنی حیرت انگیز ذہانت و فطانت کے باعث سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر شیخ کے معزز لقب ملقب ہوا۔

جب اُسکی خداداد قابلیتیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں تو اُسکی مجلس درس و تذکار کے سامنے فضلاء و مشائخ عصر کی محافل ...کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

اس کا شغف و انہماک علمی اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ وہ شبانہ روز کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتا تھا جب تھک جاتا تو تھوڑا ...انی پی لیتا اور پھر مطالعہ شروع کر دیتا تھا۔ اس حد سے بڑھے ہوئے شوق مطالعہ کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ رات کو مسائل علمیہ کو سوچتے ...چتے جب کبھی سو جاتا تو اکثر و بیشتر مسائل خواب ہی میں حل ہو جاتے تھے، ایک مرتبہ ایک کتاب اُسے اس قدر پسند آئی کہ اُس ...اس کو چالیس مرتبہ پڑھا حتیٰ کہ وہ اُسے حفظ ہو گئی۔

ابوبکر رازی شیخ کی طرح ابوبکر رازی کو بھی یورپ میں خاص شہرت حاصل ہے اہل مغرب اُسکو ریزز Rhases کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یورپ میں شیخ و رازی کی حیرت انگیز مقبولیت کے متعلق ایک فرنچ مستشرق کہتا ہے

دو بار لگائیں۔

دیگر :۔ داد کے لئے مجرب ہے۔ برگ درخت گیندا، سہاگہ چوکیہ، مہندی، منو ملتاس کھٹے لیموں کے عرق میں پیس کر چار روز داد پر لگائیں۔

دیگر :۔ داد کے لئے مجرب ہے۔ گندھک نہایت سفید ہموزن لیکر عرق لیموئے کاغذی حسب ضرورت میں پیس کر لگائیں۔

قرص :۔ داد کے لئے مجرب ہے، پوست بیخ پالک جوئی، ہلیلہ سیاہ ہر ایک چودہ ماشہ، پھٹکری سفید بریاں، مازوئے سبز کشتہ سفید ہر ایک ۳ ماشہ سب کو دو روز تک کھٹے لیموں کے عرق میں پیس کر ٹکیاں بنائیں اور پہلے داد کو کسی سخت کپڑے سے کھجا کر ٹکیہ گلاب میں گھس کر لگائیں۔

طلا :۔ داد کو بہت مفید ہے، توتیائے ہندی جلا ہوا لیکر آب بھنگرہ اور لہسن کے ساتھ پیس کر دو تین مرتبہ لگائیں۔

دیگر :۔ داد کیلئے مجرب ہے، بیخ پنواڑ، پھٹکری سفید (جزو اول کا آٹھواں حصہ) کھٹے لیموں کے عرق میں پیس کر لگائیں۔

دیگر :۔ بیخ پالک جوئی کو اسی کے پتوں کے عرق میں پیس کر گولیاں بنا لیں۔ ضرورت کے وقت ایک یا دو گولی کو آب برگ زقوم میں پیس کر داد پر لگائیں۔

دیگر :۔ مجرب ہے رامک (آرام دارو) ۱۴ ماشہ کو سرکہ انگوری میں ڈالکر گرم کریں تاکہ حل ہو جائے۔ پھر پیس کر لگائیں۔

دیگر :۔ مجرب ہے، کندر، پھٹکری، گندک، ایلوا زرد ہر ایک ایک جز، صمغ عربی دو جز سرکہ انگوری میں پیس کر لگائیں۔ دو تین مرتبہ لگانے سے آرام ہو جاتا ہے۔

دیگر :۔ داد کو مفید ہے، شیاف ماميثا، کندر، سمندر جھاگ، کتیرا، دیگ چون (تانبہ کا میل) بورہ ارمنی، خربق سفید، ترمس، اشق مساوی سرکہ انگوری میں پیس کر داد پر لگائیں۔

دیگر :۔ داد کو مفید ہے۔ مجیٹھ، تخم ترب، تخم لہسن مساوی سرکہ میں پیس کر لگائیں۔ دو تین بار لگانے سے داد اڑ جائیگا۔

دیگر :۔ بہت مفید ہے خربق سفید، صدف سوختہ، تربد، بورہ ارمنی ہر ایک ۱۰ ماشہ کوٹ چھان کر سرکہ میں گوندھ کر لگائیں۔

دیگر :۔ کلونجی، صندل سرخ، سرکہ کہنہ اور آب برگ دھنیا سبز میں پیس کر چند بار لگائیں۔

دیگر :۔ بہت مفید ہے۔ روغن گل، سرکہ کہنہ مساوی بورہ ارمنی ۳ ماشہ پیس کر ملائیں اور طلا کریں۔

دیگر :۔ شحم حنظل، ترمس، سداب، گندک زرد، صمغ عربی ہر ایک ۱۷ ماشہ، سفیدہ ۱۴ ماشہ، مویزج ۱۰ ماشہ، پھٹکری سوختہ ۸ ماشہ سب کوٹ چھان کر روغن گل اور سرکہ میں ملا کر لگائیں

دیگر :۔ داد کیلئے مجرب ہے۔ اقاقیا، شیاف ماميثا ہر ایک ۳ ماشہ ایلوا زرد، نوشادر ہر ایک ۷ ماشہ، اشنان (کنول) ۱۰ ماشہ زعفران ۲ رتی کوٹ چھان کر روغن گل اور سرکہ میں ملا کر ضماد کریں۔

طلا :۔ داد کو مفید ہے۔ باپچی، زیرہ سیاہ، تخم پنواڑ، گندھک آملہ سار، گندھک زرد، مساوی رات کو پانی میں بھگوئیں صبح کو کھرل میں پیس کر روغن کنجد ملا کر لگائیں، دو گھنٹہ کے بعد گرم پانی اور سرکہ سے دھوئیں۔

دیگر :۔ گندھک زرد دو تولہ ۱۱ ماشہ، صمغ آلو (آلو بخارے کا گوند) ۱۷ ماشہ بکرے کی چربی تازہ پانچ تولہ خوب ملا کر داد پر لگائیں۔

دیگر :۔ مجرب ہے۔ تخم پنواڑ کو پانی میں بھگوئیں جب نرم ہو جائے تو پتھر پر پیس لیں۔ اور اس میں فی دس تولہ میں ۹ ماشہ رال ملا کر پکا کر گائے کا دہی اور لیموں کا عرق شامل کرلیں تو زیادہ زود اثر ہو جائیگا

روغن کمیلہ :۔ داد کے لئے مجرب ہے، کمیلہ دو تولہ تین ماشہ، شنگرف، گندھک، مردار سنگ، توتیائے ہندی بریاں، پارہ، ہڑتال ہر ایک سوا دو ماشہ، روغن گاؤ ۱۰ تولہ، گھی کو اکیسوا ایک مرتبہ دھو کر دوائیں نہایت باریک پیس کر ملائیں، اور اسکو داد پر لگائیں۔

روغن سندرس :۔ داد، پرانی خارش اور امراض جلد کیلئے بے نظیر ہے۔ سندرس (چندرس) ضرورت کے موافق لے کر خوب باریک پیس لیں۔ اور روغن زیتون یا روغن کتاں میں جو سندرس سے دو چند ہو ملا کر نرم آنچ پر پکائیں جب تیل نصف

بقیہ مضمون صفحہ ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیے

محمد بن باجہ کا املاء Abu Bakr Mohamed Ibn Badja کرتے ہیں۔ ابن باجہ فارابی کے بعد فلسفہ اور طبیعات میں سب سے بڑا فیلسوف سمجھا جاتا ہے۔ ۱۱۳۶ء میں پیدا ہوا اور ۵۳۳ھ المطابق ۱۱۳۸ء میں وفات پاکر فاس دار الخلافہ مراکش میں امام ابن عربی کے پہلو میں دفن ہوا۔

الجزار اہل مغرب ابوجعفر بن ابراہیم الجزار کو Aen Jaffar Ahmed bin Ibrahim Jezar کہتے ہیں اور بعض اس کو الگزار Algizar یا الگازیرہ Algazirah لکھتے ہیں۔

ابن ابی اصیبعہ مغربی کتب میں مشہور تاریخ طب عیون الانباء فی طبقات الاطباء کے مولف اور امیر شام کے درباری طبیب موفق الدین ابن ابی اصیبعہ المتوفی ۱۲۷۳ء کو Ibn Abu Uscibia Mawaffiked Din لکھا جاتا ہے۔

علی بن عباس مجوسی مغربی مصنفین علی بن عباس مجوسی کو Alli Abbas Aimajusi یا Ali bin Al Abbas Abmajusi کہتے ہیں یہ ایک مشہور آتش پرست ایرانی حکیم تھا۔ دسویں صدی مسیحی کے آخر میں اہواز (ملک ایران) میں پیدا ہوا۔ ابو ماہر موسیٰ سے طب حاصل کی اور سلطان عضد الدولہ بن بویہ دیلمی کا درباری طبیب ہوا

علی بن عیسیٰ کحال یورپ میں علی بن عیسیٰ کحال (آئی سپیشلسٹ) کے نام کو بھی خاص امتیازی شہرت حاصل ہے۔ اہل مغرب اسکو علی بن عیسیٰ یا یسوع ہالی Jesus Haly کے نام سے پہچانتے ہیں۔ دور اول میں یہ شخص مغرب میں امراض چشم کا ماہر خصوصی تسلیم کیا گیا ہے۔ عراق عرب میں پیدا ہوا، اور گیارہویں صدی عیسوی میں فوت ہوا

یحییٰ بن ماسویہ اہل یورپ یحییٰ بن ماسویہ المتوفی ۸۵۵ء کو میسس دی ایلڈر Mesaus the Elder یا یحییٰ بن ماسویل Jahia ben Maswail کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کا دوسرا نام یوحنا بن ماسویہ بھی ہے یہ فاضل طبیب جلیل القدر طبی مصنف تھا اور جبریل بن بختیشوع کا شاگرد اور ہارون الرشید کا درباری طبیب تھا۔

جابر بن حیان مغرب میں مشہور عربی کیمسٹ جابر بن حیان Gaber bin Hayyan کے نام کا بھی بڑا احترام کیا جاتا ہے۔ ہالمائیرڈ اور سارٹن کی رائے ہے کہ جابر ایک بلند مرتبہ کیمیا داں تھا۔

دیگر مشاہیر اطبا مغربی مصنفین ابن البیطار المتوفی ۶۴۶ھ المطابق ۱۲۴۸ء کو ابن البیطار یعنی Ibnal Baitar یا ابن البیطہار Ibnal Beithar ابن وافد (۴۶۰ھ المطابق ۱۰۶۸ء) کو ابن وافد اللحمی Ibn Wafidal Lahme یا ابن غوفط Ibn Guefit ابو عمران موسیٰ بن میمون المتوفی ۱۲۰۴ء کو Maimunedes Rabbi Moses اور ابن جزلہ کو ابن جزلر Ibn Gezlar کہتے ہیں۔

ازمنۂ وسطیٰ میں یورپ میں اطبائے عرب کے ناموں کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ بو علی سینا۔ ابن زہر ابن طفیل۔ ابن باجہ۔ ذکریا رازی۔ ابن رومیہ۔ اور ابن رشد کا خاص احترام کیا جاتا تھا۔ اور انکی معلومات حکمیہ مغربی کتب کا اصل سرمایہ سمجھی جاتی تھیں اس عہد میں ذکریا رازی۔ بو علی سینا اور فارابی کی تصویریں میلانو اور روما کی بعض پرانی خانقاہوں کی محرابوں میں شیشے کی رنگین چوکھٹوں پر منقش کی گئی تھیں یہ تصویریں آج بھی یورپ کے محل ہیں میں موجود ہیں۔ اور بعض مغربی مصنفین نے ان کے عکس شائع کئے ہیں +

"ازمنۂ وسطیٰ میں عربی علم طب کو عیسائی ممالک میں بھی خاص شہرت و امتیاز حاصل تھا۔
اور بوعلی سینا اور رازی کے نام مغرب میں بھی ایسے ہی مشہور تھے جیسے مشرق میں۔"

ابن زہر ابومروان بن ابوالعلاء بن زہر کو بعض انگریزی مصنفین ابن زور Abensoor اور بعض ابو میرون Abumeron کہتے ہیں اور بعض انگریزی کتب میں اس کا نام ابومروان بن زہر Abu-Merwan-Ibnzohr آتا ہے۔ یہ فاضل طبیب اشبیلیہ کے قریب ۱۰۷۲ء میں پیدا ہوا اور ۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء میں اشبیلیہ میں فوت ہوا۔ اندلس میں اسکی بڑی شہرت تھی اور اندلس کے خلیفہ عبدالمومن نے اُسکو شاہی طبیب کے عہدے سے ترقی دے کر اپنا وزیر بنا لیا تھا۔

ہسپانیہ کا طبی خاندان ابن زہر کا خاندان دسویں صدی عیسوی میں ہسپانیہ میں آباد تھا اسکے اجداد و اسلاف میں نہایت نامور طبیب گذرے اور بعد میں بڑے عالی مرتبت علما اور فضلا پیدا ہوئے
اسلامی دور[1] میں ہسپانیہ نے طب کی نہایت شاندار خدمات انجام دی ہیں اور یہاں بے شمار نامور اور حاذق اطبا پیدا ہوئے ہیں۔ ان اطبا میں سے اس طبی خاندان کو اپنے بے شمار طبی کارناموں کے لحاظ سے تاریخ طب میں خاص تفوق اور امتیاز حاصل ہے۔ ابن خلکان اور مقری جیسے بلند پایہ سوانح نگار اس خاندان والا تبار کا ذکر نہایت تحسین آمیز الفاظ میں کرتے ہیں۔ اس دودمان کا مورث اعلیٰ عبدالملک بن زہر تھا جسے مشرقی علما ابن زہر اور مغربی اون زور کہتے ہیں۔ ابن زہر مشرقی ممالک میں مطب کرتا تھا اور اطبائے بغداد میں فاضل ترین طبیب تسلیم کیا جاتا تھا۔

ابن رشد مغرب میں ابن رشد کو خاص شہرت اور امتیاز حاصل ہے۔ اہل مغرب اسکو ایولیے روس دی گریٹ ——— Averroes the Great کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بعض کتب میں اس کا نام ابن روش ـ Ibn Rosh آتا ہے۔ یہ نامور حکیم ۱۱۲۶ء میں قرطبہ یعنی کارڈووا Cardova میں پیدا ہوا۔ ۱۱۹۶ء میں سلطان منصور کے عہد میں قاضی القضاۃ یعنی چیف جسٹس مقرر ہوا۔ اور ۱۹ صفر ۵۹۵ھ مطابق ۱۲۱۶ء میں راہگرائے عالم باقی ہوا۔ اس نے شیخ کی کتابوں پر محققانہ شرحیں لکھیں۔ فیلسوفانِ مغرب نے ابن رشد کی بڑی تعظیم کی ہے۔ اُن کی رائے تھی کہ ارسطو نیچر کا ترجمان ہے اور ابن رشد ارسطو کا۔

ابن رشد کا پہلا شاگرد مائیکل سکاٹ تھا جس نے شاہ جرمنی کے دربار میں اُسکی تصانیف پیش کیں اور جرمنی کے فضلا کو اُن سے روشناس کرایا۔ اطالیہ کے ایک جلیل القدر شاعر نے بطلیموس۔ جالینوس اور اقلیدس کی طرح ابن رشد کا ذکر بھی نہایت احترام کے ساتھ کیا ہے جسکی وجہ یہ تھی کہ اطالیہ میں ابن رشد کی بے حد قدر کی جاتی تھی اور اطالیہ کے دارالعلوم میں ابن رشد کا مرتبہ ارسطو سے بھی زیادہ سمجھا جاتا تھا۔ یورپ کے طلبا ابن رشد پر فخر کرتے تھے، چنانچہ انگلستان کے مشہور شاعر چاسر نے بھی اُسے اعاظم رجال میں شمار کیا ہے۔

ابن باجہ ابن باجہ یعنی ابوبکر محمد بن باجہ کو اہل یورپ ایوے پاکا یا اویمپس Avempace کہتے ہیں اور بعض ابوبکر

[1] طب عربی کے ہسپانیہ میں نزول کے بعد اطبا کے دو گروہ ہو چکے تھے ایک مشرقی دوسرا مغربی۔ تاریخ طب میں دوسرے گروہ کو "مغربیون" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس گروہ سے مُراد مراکش، اندلس اور الجزائر کے اطبا ہیں۔
مغربی طب نے زیادہ تر اسی گروہ کے آراء و افکار سے استفادہ کیا ہے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ یورپ کی آب و ہوا اس جماعت کے طرقِ علاج اور ادویہ سے زیادہ مناسبت رکھتی تھی۔
یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ بارھویں صدی عیسوی میں اندلس کی اسلامی سلطنت کے زوال کے بعد جب سلجوقیوں کے مدرسوں کو زوال آیا تب اسکے بعد جو تالیفات ممالک اسلامی میں مرتب ہوئیں یورپ ان کے مطالعہ سے تقریباً محروم رہا چنانچہ شروح قانون قرشی و نجندی و سمرقندی و شروح اسباب کرمانی و سرہندی و شروح موجز نفیسی ، کرمانی و تبریزی مغرب میں نہیں پہونچیں ۔ منہ

اور یہ آیور وید کا سنہری دور ہے، جب کہ شیدائیان علم ہر چیز کا بغور مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ کیا کرتے تھے، اپنے تجربات اور تحقیقات کو معرض تحریر میں لانے اور دوسروں کو اپنی تحقیقات اور اپنے غور و خوض کے نتائج بتلاتے تھے حسیات کے اس علم کے بنیادی اصول سشسرت سمہتھ اور چرک سمہتھ نامی دو مشہور کتابوں میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، ولیم ہسٹاریکل عجائب خانے کے کیپٹن جانسٹن سینٹ نے بہت زور دیکر لکھا ہے کہ مصنوعی ناک بنانیکا عمل جراحی، چیچک کا ٹیکہ، علم سمیات، توجہ کے ذریعہ معالجہ علم القابلہ اور طبی قواعد حفظان صحت کے علوم و فنون میں علاوہ قرابادین اور ہند و جراحی کے جنکی بجا طور پر شہرت ہے، قدیم ہندوؤں کا علم زمانۂ حال کی بہت سی جدید تحقیقاتوں کے متعلق صدیوں پیشتر کا ہے اگرچہ تہذیب مغرب ان چیزوں کی تحقیق کا طرۂ امتیاز اپنے سر باندھنے پر فخر کیا کرتی ہے۔

ازمنۂ قدیم کے ہندو اپنی ہم عصر تمام قوموں پر جراحی عملیات میں سبقت لے گئے تھے۔ مشہور طبی مورخ ایف۔ ایچ گیریسن نے لکھا ہے کہ "علم طب کی اس شاخ نے جسے جراحی کہا جاتا ہے زمانۂ قدیم میں سب سے زیادہ ترقی ہندوستان میں کی تھی"۔ سشسرت نے جن ایکسو اکیس آلات جراحی کا ذکر کیا ہے جن میں کتھیٹر، پچکاریاں اور اسپیکیولم شامل ہیں، ان آلات کے استعمال کے متعلق اس کا مفصل بیان، عمل جراحی کے کمرہ کے متعلق اس کا ذکر اور قبل از عمل جراح کی تیاری کے متعلق ہدایات آج بھی ایک ڈاکٹر کو حیرت میں مبتلا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ شرائین میں بند باندھنے کے علاوہ ہندو قدماء جراحی کے تمام عملیات سے واقف تھے وہ ہاتھ پاؤں کاٹ سکتے تھے۔ ٹوٹے ہوئے اعضاء کو تختیاں باندھ کر جوڑتے تھے، مثانے سے پتھریاں نکالتے تھے، موتیا بند کا آپریشن کرتے تھے، اور جلد کا قلم لگانے اور مصنوعی ناک کان وغیرہ بنانے میں تو ید طولیٰ رکھتے تھے۔ برلن کے ڈاکٹر برشبرگ کا خیال ہے کہ ہندوستانی دست کاروں کی کارگذاریوں کے علم نے یورپ میں مصنوعی اعضاء بنانے کی جراحی کیلئے ایک نیا باب کھولدیا۔ سشسرت نے علم طب کے طالبان کیلئے جو ابتدائی اوصاف ضروری خیال کئے ہیں۔ ان کا معیار بہت بلند ہے اور ان میں صرف جسمانی اور دماغی خوبیاں ہی شامل نہیں ہیں۔ بلکہ اخلاقی بلندیاں بھی شامل ہیں۔ علم طب کی تحصیل شروع کرنے سے پیشتر وہ ایک خاص رسم کی ادائیگی اور ایک مقررہ قسم کا کھانا طالب علموں کیلئے ضروری خیال کرتا ہے، طبیب کیلئے یہ ضروری تھا کہ وہ طب کے علاوہ دیگر علوم کا بھی ماہر کامل ہو، سشسرت کی عجیب و غریب تصنیف کے متعلق خیال یہ ہے کہ وہ اُن لیکچروں کا مجموعہ ہے جو اسکے اُستاد دھنونتری نے اعلیٰ عملیات جراحی پر دیئے تھے۔ گیریسن نے ان اُستادانہ طریقوں کی بھی بہت تعریف کی ہے جو عمل جراحی کی مشق کرانے کے لئے رائج تھے، اور جن میں کھیرے ککڑی اور دیگر نرم پھلوں میں ہوشیاری اور تیزی کے ساتھ نشتر داخل کرنا اور پانی سے بھرے ہوئے چمڑے کی مشکوں میں شگاف دینا داخل تھے، نیلوفر کے ڈنٹھلوں اور بڑے بڑے پتوں کی باریک رگوں میں نیز مردہ جانوروں کی خون کی رگوں میں سوئیاں اور نشتر داخل کرنے کی مشق کرائی جاتی تھی، پٹیاں باندھنے اور اعضاء قطع کرنے کی مشق کی خاطر مصنوعی پکڑنے والے ہاتھ پاؤں استعمال ہوتے تھے، مصنوعی اعضاء بنانے کی مشق مردہ جانوروں پر کیجاتی تھی، طلبہ کو اس طریق پر تعلیم دینے میں جس سے وہ جراحی میں کامل ہو جائیں ہند و موجودہ زمانے کی جراحی کے تجربات کے بھی راہنما تھے۔

چرک سمہتھ ایک مجموعہ ہے جو چرک نے ایک پیشتر کے مجموعے سے تیار کیا ہے جس کا نام آگنی ویس تھا اور جسکی بنیاد اس کے استاد اتھرے کے لیکچروں پر تھی جو چھٹی صدی قبل مسیح ٹیکسیلا میں طب کا سب سے ممتاز اُستاد تھا۔ چرک نے امراء کے لئے اسپتال بنانے کے قواعد بیان کئے ہیں اور اپنے زمانے کے دستور کے مطابق ان اسپتالوں کے سامان اور عملہ کی تفصیلات دی ہیں۔ چرک نے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ طب کے ہونہار طالب علم کو چاہیئے کہ وہ بہت ہوشیاری سے اپنے لئے طب کا کوئی ایک شعبہ اور اسی کیلئے مناسب نصاب منتخب کرلے۔

نامناسب نہ ہوگا اگر اس جگہ یہ بھی بتا دیا جائے کہ قدیم ہندوؤں کے طبی نصاب تعلیم میں تشریح اجسام کی حیثیت کیا تھی سشسرت اور چرک دونوں نے اس پر زور دیا ہے کہ علم طب سیکھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ طالب تشریح سے اچھی طرح واقف ہو، سشسرت نے تو صاف صاف تقطیع الابدان (نعش شگافی) کی سفارش کی ہے، بالخصوص ان لوگوں کیلئے جو جراح بننے کی

تاریخ طب

ہندِ قدیم اور طبی تعلیم

ازجناب ڈاکٹر ڈی، وی، ایس، ریڈی ایم بی بی ایس

(۱) ویدوں کا زمانہ

رِگ وید اور اتھروید میں جو سنسکرت کی قدیم ترین کتابیں ہیں طب کا ذکر بالکل قیاسی ہے اور علاج کے طور پر منتروں اور ٹوٹکوں کا بیان ہے جن سے بیماری کے دیووں یا ان کے انسانی نمایندوں کے خلاف کام لیا جاتا تھا یا جادوگروں اور جادوگرنیوں کے سحرِ باطل کئے جاتے تھے لیکن ایک ایسا مخصوص طبقہ بھی وجود میں آچکا تھا جسے انسانی دُکھ درد کو کم کرنیکی خاص تعلیم دیجاتی تھی، رِگ وید میں ایسے طبیبوں کا حوالہ اس فہرست میں دیا گیا ہے جس میں مختلف پیشوں کا ذکر ہے۔ یہ اطبا جن گھروں میں رہتے تھے ان کے چاروں طرف دواؤں میں کام آنے والی جڑی بوٹیوں کے درخت اور پودے لگے ہوتے تھے۔ اطباء کو مریضوں کی تلاش میں دروازے دروازے پھرنا پڑتا تھا۔ اتھروید کے بعض اشلوکوں، منتروں کے ساتھ ساتھ جڑی بوٹیاں استعمال کرنے کی بھی ہدایت ہے۔ اسی بنا پر میکڈانل نے یہ رائے قائم کی ہے، کہ اتھروید ہندوستانی علمِ طب کی سب سے قدیم کتابی یادگار ہے، جب قبیلوں کی باہمی لڑائیوں کا بازار گرم ہوا تو تیروں اور تلواروں کے زخم، اور ہاتھ پاؤں کی شکستہ ہڈیاں بہت عام شکایتیں ہوگئیں اس لئے طب کی دوسری شاخ یعنی جراحی کی ضرورت محسوس ہوئی، اور اس کا سنگِ بنیاد رکھدیا گیا۔ مہابھارت میں یہ تذکرہ موجود ہے کہ جب بہادر بھیشم میدان جنگ میں زخم خوردہ پڑا تھا تو اسکے پاس طب اور جراحی کے فوجی ماہرین پہنچے تھے۔ جن کے پاس ضروری آلات اور ضروری دوائیں تھیں۔

اس ویدک زمانے میں (اندازاً پندرہ سو سال قبل مسیح) تعلیم کا یہ طریقہ رائج تھا کہ سن رسیدہ بزرگ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو بھجن زبانی یاد کرادیا کرتے تھے، اور ان سے اتنی مرتبہ دہروایا کرتے تھے کہ وہ انہیں ازبر ہوجائیں، اسکے کچھ عرصہ کے بعد درسگاہیں وجود میں آئیں۔ نوجوان اپنے خاندان یا اپنے گاؤں کے بوڑھوں کے علاوہ اُستادوں کی تلاش میں پھرنے لگے مشہور اساتذہ ملک میں جا بجا شاگردوں کو تعلیم دینے کیلئے دورے کرنے لگے لیکن طریق تعلیم اب بھی زبانی ہی تھا، سب سے پہلے لکھنے کا ہنر ملک میں عراق عرب سے تقریباً آٹھ سو برس قبل مسیح لایا گیا تھا اور ابتدا میں اس کا استعمال تجارتی معاملات تک محدود تھا، اسکے بہت دنوں بعد کہیں ایسا ہوا مذہبی کتابیں قیدِ تحریر میں آئیں جو جانور دیوتاؤں کی بھینٹ کیلئے ذبح کئے جاتے تھے ان کے اعضا کی قطع و برید نے علم تشریح الاجسام کی ابتدار کے لئے آسانیاں فراہم کردیں۔ چندوگیا اپنشد میں نرادنے اپنے حاصل کردہ علوم کی فہرست میں بوتھ ودیا اور سرپ ودیا کا ذکر کیا ہے۔ پینینی کے عہد میں (سات سو برس قبل مسیح) تعلیمی مضامین میں علاوہ چاروں ویدوں کی سرپ ودیا، بوتھ ودیا، اور وِش ودیا بھی شامل تھی، طبی تعلیم اس زمانہ میں کلیتہً برہمن سادھوؤں کے ہاتھ میں تھی، جو بنارس اور ٹکسیلا کے مشہور مرکزوں میں جمع ہوا کرتے تھے۔ تقریباً پانچسو برس قبل مسیح میں چھتری اور ویش طالبعلموں کو بھی برہمن اُستادوں سے علم حاصل کرنے کی اجازت لگئی تھی، چھٹی صدی قبل مسیح میں علم کے مختلف شعبہ جات کیلئے مخصوص تعلیم گاہیں اس دور کی ایک نمایاں خصوصیت تھیں۔

(۲) آیوروید کا عہدِ زریں

ہندو طب کی مستند تاریخ کی ابتدا، آٹھ سو برس قبل مسیح سے لیکر چھ سو برس قبل مسیح تک کے زمانہ سے ہوئی ہے،

والوں کا تھا، سکھانے والوں کا نہ تھا۔ کپتان جانسٹن سینٹ نے لکھا ہے کہ سچ تو یہ ہے کہ ہم اپنی موجودہ طب کی ماں یونان کو نہیں کہہ سکتے، یونان کی حیثیت صرف ایک دایہ کی ہے۔"

(۴) سن عیسوی کی ابتدائی صدیاں

سن عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں بھی آیورویدک کا سلسلۂ تعلیم اور طریق علاج رائج تھا۔ روائس نے اپنی تصنیفات میں ہندوستانی ادویہ کا ذکر کیا ہے۔ تقریباً اسی عہد میں دریائے کرشنا کے کنارے دھینہ کٹک یونیورسٹی سب سے زیادہ شہرت حاصل کر چکی تھی جہاں ناگرجن جو گوتم بدھ کے علوم کا ارسطو تھا رہتا، اور طب کا درس دیتا تھا۔ ہندوستانی علم کیمیا کا اولین ماہر ہونے کے علاوہ، وہ ایک زبردست فلاسفر، ایک جید منطقی، اور ایک کامیاب مناظر بھی تھا۔ اس نے شسرت سمہتہ پر خود نظر ثانی کی تھی۔ امراض چشم کے متعلق اسکے نسخے چین میں بہت مشہور رہے تھے بعض امراض کے لئے اسکے نسخے اس درجہ مفید ثابت ہوئے تھے کہ رفاہ عامہ کی غرض سے انہیں ہندوستان کے مختلف مقامات پر سرکاری ستونوں کے اوپر کھدوا دیا گیا تھا۔ دھینہ کٹک کے کالج سے جہاں ناگرجن مدرس اول تھا بے تعداد طلبہ فارغ التحصیل ہوکر نکلے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

فاہیان نے (۳۹۹ء سے ۴۱۴ء تک) جو کہ چندر گپت وکرماجیت کا ہمعصر تھا، پاٹلی پتر کے خیراتی اسپتالوں کا ذکر اس طرح کیا ہے "اس ملک کے رؤسا نے اسپتال قائم کئے تھے، جہاں ہر ملک کے غربا، معذور الخدمت، اپاہج، اور بیمار جا سکتے تھے۔ طبیب انکی بیماریاں تشخیص کرکے، انکے لئے خوراک اور دوا کا حکم دیتے تھے۔ غرضکہ ان کے آرام کا ہر سامان مہیا کر دیتے تھے۔"

وی، اسمتھ کا بیان ہے کہ اُس زمانہ میں اس قسم کے مکانات دُنیا میں اور کسی جگہ موجود نہ تھے۔ یورپ کا سب سے پہلا ہسپتال جس کا نام "ہوٹل ڈیو" (خدا کا گھر) تھا پیرس میں ساتویں صدی عیسوی میں کھولا گیا تھا۔

واگبھٹ اول کے متعلق جو اشٹنگ سنگرہ کا مصنف ہے یہ خیال ہے کہ وہ چوتھی سے چھٹی عیسوی صدی تک کسی زمانے میں گذرا ہے واگبھٹ ثانی جو اس سے مختصر لیکن زیادہ مشہور درسی کتاب اشٹنگ ہردے سمہتہ کا مصنف تھا اس کا زمانہ ساتویں یا آٹھویں صدی عیسوی بتایا جاتا ہے۔ بعض علمائے تاریخ کا خیال ہے کہ چینی سیاح ہیوآن تسانگ نے جس مصنف کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے طب کی آٹھوں شاخوں کی کتابوں کو لیکر جو الگ الگ تھیں ایک کتاب میں جمع کر دیا تھا، وہ یہی دوسرا واگبھٹ تھا۔ اس زمانے میں یہ کتاب سارے ہندوستان کی مستند کتاب تھی۔

(۵) طبی تعلیم کا بین الاقوامی مرکز

اسی سیاح نے جو کہ دس سال تک نلندا یونیورسٹی میں رہا تھا لکھا ہے کہ چکتس ودیا (علاج الامراض) یونیورسٹی کے مضامین میں داخل تھی، لیکن اس علم کی تحصیل سب کے لئے لازمی نہ تھی۔" اگر کسی کا اپنا دل چاہتا تھا تو وہ یونیورسٹی میں طب کی تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔ طریق تعلیم یہاں خالصتاً انفرادی طرز پر تعلیم کا تھا اور ایک ایک فرد کو الگ الگ تعلیم دیجاتی تھی، پروفیسروں کی طرح لیکچر دینے کی رسم نہ تھی، طلبا کو قلمی کتابوں کے نسخوں سے اپنے سبق نقل کرنے پڑتے تھے جو کہ دھرم گنیا نامی عظیم الشان کتب خانے میں رکھی رہتی تھیں طلبہ سب سے پہلے مختلف زبانوں میں کامل مہارت پیدا کرتے تھے اور پھر فلسفہ سیکھنے کے بعد کالج کی تعلیم ختم ہو جاتی تھی، غیر ممالک کے روسا نے اپنے طلبہ کیلئے نلندا میں کالج بنا دئے تھے۔ یونیورسٹی کی طرف سے مریضوں کو دوا ملتی تھی اور ایک ہسپتال قائم تھا۔ زمانۂ حال کی تحقیقاتی کھدائیوں سے وہ مقام برآمد ہوا ہے جہاں غالباً دواؤں کے مرکب تیار کئے جاتے تھے۔ اس مشہور تعلیمی مرکز کا عروج چوتھی سے دسویں عیسوی صدی تک رہا اور اس عرصہ میں یہاں سے ہزارہا طبیب نکل کر ملک میں پھیلے ہونگے۔ بلکہ بیرون ملک، تبت اور چین میں بھی۔ ہیوآن تسانگ کا یہ بھی بیان ہے کہ راجہ سیلادیت ثانی نے (۶۱۰ء سے ۶۵۰ء تک) تمام ہندوستان میں بڑی بڑی شاہراہوں پر ایسے اسپتال بنوا دئے تھے جہاں کھانے پینے کا سامان رہتا تھا اور ایک طبیب مقرر ہوتا تھا جو مسافروں اور غریبوں کو حسب ضرورت

آزردہ رکھتے ہوں، اور نعشوں کو تعلیم کیلئے تیار کرنے کی ترکیبیں بالتفصیل بتائی ہیں، اور یہ بھی واضح کردیا ہے کہ جسم انسانی کی ساخت کے مطالعہ کر سکنے کیا طریقے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ازمنۂ قدیم کے ہندوؤں میں بعد کے زمانے کے ہندو رسم و رواج کے اثرات نہ تھے۔ مُردے کی ہڈی چھونے یا لاش کو ہاتھ لگانے سے جو ناپاکی چڑھ جاتی تھی وہ گائے کو چھو لینے یا سورج کی طرف دیکھ لینے سے دُور ہو جاتی تھی۔

اگرچہ شسرت اور چرک کے زمانے کے متعلق مورخین میں اتفاق رائے نہیں ہے۔ پھر بھی اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح سے بعد کا نہ تھا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہندو علم طب بدھ کے زمانہ کی ابتداء میں اپنے پورے عروج پر تھا، ڈاکٹر ہورنل نے اپنی کتاب "ہندوستان میں علمِ طب کا مطالعہ" میں لکھا ہے کہ "بدھ کے زمانے میں ہندوستان میں دو عظیم الشان یونیورسٹیاں تھیں جن میں ہر قسم کے علوم کی بشمول طب تعلیم دی جاتی تھی اور انکی تعلیم گاہوں کے اساتذہ کو عالمگیر شہرت حاصل تھی" یہ بتلانے کی تو کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یہ دونوں یونیورسٹیاں دریائے گنگا کے کنارے کاشی یا بنارس کی اور اس سے بھی زیادہ مشہور دریائے جہلم کے کنارے پنجاب میں ٹیکسلا کی یونیورسٹیاں تھیں۔ مہاتما بدھ کا ہمعصر جیوک جو ایک بہت ہی مشہور طبیب تھا اس نے ٹیکسلا ہی میں تحصیل علوم کی تھی۔ بدھ مت کے پھیلنے سے جسکی بنیاد اہنسا پر تھی طبی امداد کی فراہمی عالمگیر ہو گئی تھی، غریبوں اور پرہیزگار انسانوں کو دوائیں بلا قیمت تقسیم کی جاتی تھیں۔ مہا درگ میں تحریر ہے کہ دیک نے جب مہاتما بدھ سے آٹھ چیزیں مانگیں تو ان میں سے ایک یہ حق بھی تھا کہ مریضوں کو کھانا، مریضوں کے تیمارداروں کو کھانا، اور مریضوں کو دوا دیجا سکے۔

۳ گوتم بدھ کا عہد

مختلف اسباب کی بنا پر جن میں سے ایک مہاتما بدھ کا نیا مذہب بھی تھا ہندوستان میں جراحی کی ترقی رُک گئی اور اس کا زوال شروع ہو گیا۔ گوتم بدھ کی تعلیم نے اگرچہ سینیوں میں شگاف دینے کی اجازت دی تھی اور نشتر کے استعمال کو بالکل ممنوع قرار نہیں دیا تھا، پھر بھی فن جراحی پر کچھ اس قدر بندشیں اور قیود عائد کر دی گئی تھیں کہ بالآخر یہ فن معدوم ہو کر رہا۔ اس دور میں البتہ ہندو طب کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا دائرہ اثر ڈاریس اول کی حکومت کے عرض و طول میں پھیل گیا تھا جو دریائے اندس سے مقدونیہ تک تھی۔

ڈاریس اول کا زمانہ ۵۲۲ء قبل مسیح سے ۴۸۶ء قبل مسیح تک تہا۔ سکندر اعظم کے حملہ کے وقت (۳۲۳ء قبل مسیح) ہندوستانی اطباء نے سانپ کے کاٹے ہوئے لوگوں کو اپنے علاج سے اچھا کیا تہا، جب کہ یونانی اطبا اس کام سے عاجز رہے تھے۔ سکندر نے مشہور ہندو اطباء کو جو غالباً ٹیکسلا کے اساتذہ ہونگے اپنے گرد جمع کر لیا تہا اور اپنی فوج میں منادی کرادی تھی کہ جس سپاہی کے سانپ کاٹ لے وہ فوراً شاہی خیمے میں علاج کے لئے پہنچ جائے۔ میگاس تھینیز کے واسطے سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اطباء کی بڑی عزت و توقیر کیجاتی تھی۔ اسٹرابو کا بیان ہے کہ یہ اطبا اکثر و بیشتر مریضوں کا علاج دواؤں کی بجائے مرہموں اور ضمادوں تک محدود تھیں، اشیائے خوراک سے کیا کرتے تھے۔

اشوک اعظم نے دو قسم کی دوائیں مہیا کر دی تھیں۔ ایک تو انسانوں کے لئے اور دوسری حیوانوں کے لئے۔ دو صدی قبل مسیح کے زمانے میں بدھ مذہب کے سادھوؤں کے مشاغل زندگی میں مریضوں کی تیمارداری بھی داخل تھی۔ اُنہوں نے زچاؤں اور مسافروں کیلئے علیحدہ علیحدہ اسپتال کھول رکھے تھے۔ بدھ واس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے سرکاری اطباء کا انتظام کر دیا تھا۔ جن میں سے ہر ایک ہندوستان کی بڑی بڑی شاہراہوں پر دس دس گانوں کے لئے مقرر تھا۔

اس جگہ اس انقلاب کا ذکر بھی مناسب ہوگا جو مستشرقین کی رائے میں پیدا ہو گیا ہے۔ سب سے پہلے ڈاکٹر وائز نے یہ رائے جو اُنہوں نے بڑی تحقیق کے بعد قائم کی تھی ظاہر کرنے کی جرأت کی کہ یونان اور مصر دونوں کا واسطہ ہندوستان کے ساتھ پہلے

افسانہ

گیتی آرا

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی

(گذشتہ سے پیوستہ)



منجانب سلیم
بنام فصیح
دہلی
۱۶ اپریل ۳۲ء

مجھے یقین تھا کہ تم اتنے عرصہ میں ضرور اس لیلا سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے جس کا نام اب تم نے گیتی آرا لکھا ہے۔ بھئی نام تو بہت پیارا ہے۔ گیتی آرا۔ زبان سے ادا کرنے میں بھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور کانوں سے سُننے میں بھی۔ واقعی اچھا نام ہے۔ مجھے یاد ہے کہ قصے کہانی کی کتابوں میں سب سے پہلے میری نظر سے سرور مرحوم کی فسانۂ عجائب گذری تھی اس میں ہیروئن کا نام انجمن آرا ہے۔ بس اسی زمانہ سے مجھے اس قسم کے نام اچھے معلوم ہونے لگے تھے۔ جہاں آرا، عالم آرا، گلشن آرا وغیرہ۔ گیتی آرا واقعی اچھا نام ہے۔ نام ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت شریف اور بہت حسین ہوگی۔ میں دیکھتا ہوں کہ مجھے بھی خواہ مخواہ کچھ دلچسپی سی پیدا ہو چلی۔ تم ہنس رہے ہو، سخت شریر ہو، اچھا خوب ہنسو۔ میں کہتا ہوں کہ آخر اس میں حرج بھی کیا ہے۔ اگر مجھے نادیدہ کسی سے دلچسپی پیدا ہو جائے تو اس میں گناہ کونسا ہے۔ دلچسپی اس لئے زیادہ ہو گئی کہ تم کہتے ہو کہ وہ کھدر کی ساری باندھے تھیں۔ یقیناً مجھے ہر اُس لڑکی سے دلچسپی پیدا ہو سکتی ہے جو اتنی عقلمند ہو، اور جو اپنے ملک کی پیداوار کی اتنی قدر کرے۔ گیتی آرا یقیناً بہت ہی عقلمند ہوگی۔ تم کہتے ہو کہ وہ نہایت حسین بھی ہے۔ ممکن ہو کہ ایسا ہو لیکن اسکے متعلق تو میں اسی وقت رائے دے سکتا ہوں، جب ڈاکٹر نعمانی کی قید سے مجھے رہائی ملجائے۔ غضب خدا کا کتنے دن ہو گئے، چارپائی پر پڑے پڑے پیٹھ جل اُٹھتی ہے، اور اگرچہ میں وعدہ کر چکا ہوں کہ حرکت نہ کرونگا لیکن سچ کہتا ہوں کہ بعض اوقات تو صبر اور ضبط قریب قریب ناممکن ہو جاتا ہے۔ ہاں، دیکھو فصیح ایک صورت اور بھی ہے اور وہ یہ کہ تم گیتی آرا کی تصویر کسی طرح حاصل کر کے مجھے بھیجدو۔ کچھ دشوار بات تو نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی تصویر کھچوائی ضرور ہوگی، اور اب تمہارے تعلقات اتنے کافی ہو بھی گئے ہونگے کہ تم اُن سے ایک تصویر مانگ لو۔ اگر کوئی تصویر موجود نہ ہو تو یہ بھی آسانی سے ہو سکتا ہے کہ تم اپنے کیمرے کی آزمائش کر لو۔ کوڈک سے تصویر اُتار لینا بہت ہی سہل کام ہے۔ اُفوہ! دل کس قدر بیتاب ہو رہا ہے کہ تمہارے پاس کسی طرح پہنچ جاؤں۔ چھٹی کے دن برابر کم ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اس سنگدل نعمانی کو کسی طرح رحم نہیں آتا۔ ہاں، تو انہیں نواب صاحب کو بھی یہی مرض ہوا تھا کسی ایسے ہی پتھر کے دل والے ڈاکٹر سے واسطہ پڑا ہوگا جبھی تو ایسے بھاگے کہ اس طرف نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔

اور ہاں، یہ تمنے کیسے لکھدیا کہ گیتی آرا کو مجھ سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے، وہ غریب مجھے کیا جانے؟ دلچسپی پیدا ہوئی ہوگی تو تم سے ہوئی ہوگی اور اسکے کیا معنی ہیں کہ آپ مجھے اسکے لئے موزوں ہستی خیال فرماتے ہیں، آخر آپ اس سے کیوں کنارہ کش ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ بیوقوف نہ بنو، اگر وہ لڑکی واقعی ایسی ہی ہے جیسا کہ تمنے لکھا ہے تو اس موقع سے فائدہ اُٹھاؤ اور جس طرح بھی ہو سکے اس پری کو شیشے میں اُتار لو لیکن پری کو شیشے میں اُتار نے سے کیا کام چلیگا، اس بڈھے جن کو بھی تو اُتارنا پڑیگا۔ بہرحال کچھ بھی کرو مگر گیتی آرا کو ضرور حاصل کرو۔ اپنے بڑے میاں کے کان میں کسی کے ذریعہ یہ بات ڈلوا دو، ان کے کہنے سے نواب صاحب انکار نہ کرینگے

دوائیں معالجہ کیا جاتا تھا، بیماروں کو مفت کھانا دیا جاتا تھا اور جہاں یتیموں، بیواؤں اور معذور الخدمت لوگوں کو کھانا، کپڑا اور دوائیں مفت ملتی تھیں۔

اگرچہ اس وقت تک جراحی قریب قریب معدوم ہو چکی تھی لیکن ہندو طب کا علم زندہ تھا جس کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ اس زمانے میں بعض حاذق طبیب پیدا ہوئے جنہوں نے کامیاب علاج کے لئے شہرت حاصل کی اور طب کے جو معارف و علوم موجود تھے ان میں قابل لحاظ اضافہ کیا۔ ڈاکٹر ہورنل نے ثابت کیا ہے کہ مادھو جو ندان (ناک کے علم پر ایک کتاب) کا مصنف ہے اور درد پال جس نے چرک (طب کی ایک کتاب) کو ادبی لباس پہنایا، اور واگبھٹ ثانی ساتویں اور نویں عیسوی صدیوں کے درمیانی زمانے میں گذرے ہیں اور انکے زمانوں کا باہمی فصل زیادہ نہیں ہے

اس کا بھی اعتراف کرنا پڑیگا کہ آٹھویں صدی عیسوی میں ہندوستان کو اپنی طبی درسگاہوں کی بدولت بین الاقوامی شہرت حاصل تھی۔ خلافت عباسیہ کے عروج کے زمانے میں بغداد کے خاندان برمکی کے وزرا ہندوستان بھیجے گئے تھے تاکہ یہاں رہکر علم طب اور علم دواسازی سیکھیں۔ ہندو طبیبوں کو بغداد بلایا گیا تھا تاکہ وہاں اطبائے خاص کی خدمات انجام دیں۔ بغداد میں برمکی اسپتال کا مہتم دھنین تھا اور کانکا ہارون الرشید کا طبیب خاص تھا۔ عباسی خلفائے سنسکرت علوم کی سرپرستی کی تھی اور طب دواسازی اور سمیات کے علوم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرنیکا حکم دیا تھا۔ چرک سہتھ کا ترجمہ آٹھویں عیسوی صدی کے آغاز میں عربی زبان میں ہو چکا تھا اور ابن سینا (۹۸۰ء سے ۱۰۳۷ء تک) رازی (۸۵۰ء سے ۹۳۲ء تک) اور دیگر حکما کی تصانیف شرک ہندیش کا نام آتا ہے۔ سشرت سہتھ کا ترجمہ آٹھویں صدی عیسوی کے ختم کے قریب اختتام کو پہونچا تھا، اور کتاب السسرد کے نام سے رازی نے علم الجراحت کی ایک مستند کتاب کے طور پر اسکے حوالے دیئے ہیں۔ واگبھٹ کی کتاب اشٹنگ ہردے سہتھ بھی ان طبی کتابوں میں سے ایک تھی جن کا ترجمہ کیا گیا تھا اور رازی نے اس کا بھی حوالہ سندہی سارا یا سندھی چرک کے نام سے دیا ہے۔ مکو پادیا کے بیان کے مطابق مادھو کی تصنیف ندان کا بھی خلیفہ ہارون الرشید کے حکم سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تھا۔

زوال

لیکن اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد عربوں کا سلسلۂ رسل و رسائل ہندوستان کے ساتھ منقطع ہو گیا اور اُنہوں نے یونانی علوم سے فائدہ اٹھانا شروع کیا جو نسطوری حکما کی معرفت ان تک پہونچا تھا۔ البیرونی جس نے گیارہویں عیسوی صدی ہندوستان کی سیاحت کی ہے یہاں کی طب سے بہت زیادہ متاثر نہ ہوا حالانکہ اس نے ہندوؤں کے فلسفہ، ریاضی، اور نجوم کی بہت تعریف کی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس نے خاص طور پر ہندوؤں کی طب کا مطالعہ نہیں کیا تھا اس نے صرف چرک کے اُس ترجمہ کو استعمال کیا ہے جو اسکے کتب خانے میں تھا، پھر بھی اس نے سنسکرت کے ایک رسالہ کا ترجمہ عربی میں کیا ہے جو "قابل نفرت امراض" کے متعلق تھا اس نے رسائن کا بھی حوالہ دیا ہے جس سے مراد وہ علم ہے جس میں بعض دواؤں اور جراحی اعمال، اور مرکبات کے استعمال سے بوڑھوں کو جوان بنایا جاتا تھا۔ یہ امر بہت ہی افسوسناک ہے کہ البیرونی جیسے شخص نے جو بڑے بڑے عرب حکما اور بقراط اور جالینوس کی تصانیف سے کماحقہ واقفیت رکھتا تھا ہندوستان کے اس فن علم طب کے حالات تفصیل اور تنقید کے ساتھ نہیں لکھے۔ یہ زمانہ گیارہویں عیسوی صدی کے قریب قریب کا تھا۔

تاہم اس بات کے بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ علم طب کے دو مشہور اور بین الاقوامی مرکز ہندوستان میں آٹھویں سے بارھویں عیسوی صدی تک موجود تھے۔ ایک قدیم اور زوال پذیر مرکز جو غالباً نکندہ میں تھا، اور دوسرا برسر عروج ایرانی مرکز جسکی شہرت رازی اور ابن سینا کی بدولت آسمان پر پہونچ گئی، حکیم اجمل خاں صاحب کا بیان ہے کہ یہ عربی یا یونانی طب جسے مستند حکمائے یورپ کے قرون وسطیٰ کی طب کا ماخذ قرار دیتے ہیں۔ درحقیقت سنسکرت کی کتابوں کے ان ترجموں پر مبنی تھی جو ۸۵۰ء سے ۹۶۰ء تک کئے گئے تھے۔

ہندوستانی طب کی المناک داستان اور اسکے زوال اور بالآخر فنا کا بیان مختصراً یہ ہے کہ برہمنوں کے رسم و رواج نے جراحوں کے ہاتھوں میں ہتکڑیاں ڈالدیں، علم طب کے مختلف شعبے سادھوؤں کے ہاتھوں میں پہونچ گئے۔ دواؤں کی جگہ منتروں نے، ٹوٹکوں نے اور جھاڑ پھونک نے لے لی۔ طبیب کو جو اعلیٰ منزلت حاصل تھی وہ اس سے چھن گئی زمانہ گذشتہ میں دادا پردادا کے حاصل کئے ہوئے علم کو کافی خیال کر لیا گیا، پرانی قلمی تحریروں میں بہت سی غلطیاں لازمی طور پر ہو گئیں۔ زمانۂ قدیم کی ہندوستانی طب کا عہد عروج ختم ہوا، اور

آپ کا یہ خیال ہے کہ اگر وہ چار دیواریوں میں مقید نہ ہوں تو بدراہ ہوجائیں گی۔

بھئی سلیم وہ تو سچ مچ جھاڑی کا کانٹا بنکے مجھے لپٹ گئیں، اور مجھے پیچھا چھڑانا دشوار ہوگیا، میں نے خاموشی اختیار کرلی تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تو مردوں کے خلاف بس بھری ہی بیٹھی تھیں۔ ایک مرتبہ خاموش ہوگئی تھیں اور میں دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کررہا تھا کہ بلا ٹلی۔ مگر وہ شاید دم لینے کیلئے رُکی تھیں، پھر کہنے لگیں کہ فصیح صاحب معاف کیجئے حقیقت یہ ہے کہ مرد خود نہایت بداخلاق ہوتے ہیں۔ اور چونکہ ان کے اپنے ذہن میں گناہ اور معصیت کے خیالات بھرے ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ عورتوں کے متعلق بھی اپنے اوپر سے قیاس کرتے ہیں۔ کبھی کوئی بے ایمان آدمی دوسروں کو ایماندار نہیں سمجھتا، بالکل یہی حالت مردوں کی ہے وہ خود آلودۂ عصیاں ہیں۔ اسی لئے وہ سب کو خطاکار خیال کرتے ہیں، مردوں کو خود اپنے اوپر اعتبار نہیں ہے، اسی لئے وہ اپنی عورتوں پر بھی اعتبار نہیں کرسکتے، اور چونکہ رسم ورواج نے عورت کو ان کے ہاتھوں میں ایک بیکس قیدی بنادیا ہے۔ اس لئے وہ جس طرح چاہتے ہیں، اس پر ستم ڈھاتے ہیں۔

میں نے کہا بہن گیتی آرا معاف کرنا میرا ہرگز یہ منشا نہ تھا اور مجھے دلی صدمہ ہے کہ میں نے تمہیں آزردہ کردیا۔ بولیں نہیں، مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ کہا یہ عام مردوں کے متعلق تھا۔ بڑی مشکل سے بات رفت وگذشت ہوئی، اور میں نے کوشش کرکے گفتگو کا سلسلہ بدل دیا۔

تم نے پوچھا ہے کہ میں نے گیتی آرا کو تمہارے لئے کیوں مختص کردیا اور جب کہ وہ اس قدر اچھی اس قدر حسین اور اس قدر قابل ہے تو خود کیوں نہ اُمیدواروں میں نام لکھایا۔ بھئی بات یہ ہے کہ گیتی آرا میں درحقیقت صدہا خوبیاں ہیں، اور وہ ہر لحاظ سے اسی قابل ہے کہ اسے اپنے دل کی ملکہ بنایا جائے، لیکن مصیبت یہ ہے کہ بیوی کے متعلق میرے دل میں چند خاص تمنائیں ہیں، اور گیتی آرا میں ان مخصوص باتوں میں سے بعض باتیں موجود نہیں ہیں۔ جو باتیں اس میں نہیں ہیں وہ میرے نقطۂ نظر سے تو بہت ضروری ہیں، اسلئے کہ میری دلی آرزو یہی ہے کہ میری بیوی میں یہ صفات ہوں، لیکن کسی دوسرے کیلئے وہ قطعاً ضروری نہیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ گیتی آرا میں ایک قسم کی سنجیدگی اور متانت ہے اور میری خواہش یہ ہے کہ میری بیوی حد سے زیادہ شوخ اور شریر ہو۔ اسکی متانت تمہارے لئے ایک خوبی ہوگی اور میرے لئے وہ ایک نقص ہے۔ اسکے علاوہ تم یہ سوچو کہ میں کسی ایسی لڑکی کو اپنی بیوی بنالینا کیسے گوارا کرلوں کہ جو مجھ سے بات ہی اس وقت کرے کہ جب تمہارا ذکر آجائے، اور جو مجھے دیکھ کر خوش صرف اس لئے ہوتی ہو کہ میری زبان سے اسے تمہارا ذکر سننے کو ملیگا پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب اسکا میلان طبع تمہاری طرف ہو تو وہ میری بیوی بننا قبول ہی کیوں کرنے لگی ہے؟ کیا تم نے اسے بھی اُن بے زبان بھیڑ بکریوں میں سے ایک سمجھا ہے جنہیں ماں باپ چاہے جسکے دروازے پر لیجا کے باندھ دیتے ہیں؟

نہیں بھائی، وہ تو کچھ تمہارے ہی لئے موزوں ہے۔ میں تو اس سے بس ایسی ہی محبت کرسکتا ہوں جیسی ایک بہن سے کیجاتی ہے کبھی ذرا اسے چھیڑ دیا، کبھی آہستہ سے ایک آدھ تھپڑ رسید کردیا، کبھی بازار سے اسکے لئے کوئی اچھا سا بروچ یا کنٹھا خرید لائے اور پھر دور سے دکھا دکھا کے اور خوب خوشامد کراکے دیدیا، کبھی اسکے بُننے کی سلائی چھپادی، اور باتوں باتوں میں جتا بھی دیا کہ ہمنے چھپائی ہے اور پھر خوب دق کرکے اسے بتادیا کہ کہاں رکھی ہے، اور کبھی اسکے ہاتھ سے مٹھائی یا پھل جو وہ کھاتی ہو چھین کر کھا گئے وہ کھسیانی ہوکر رہ گئی اور ہم کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ میری تو وہ بہن ہے، اور بڑی ہی اچھی اور بڑی ہی پیاری بہن!

اب تو ڈاکٹر نعمانی کے اسپتال میں ڈریسنگ کا سامان بھی باقی نہ رہا ہوگا۔ اب کبتک آؤگے؟ گیتی آرا نے وعدہ کرلیا ہے تصویریں عنقریب بھیج سکونگا۔

گیتی آرا کا بھائی
فصیح

منجانب سلیم
بنام فصیح
دہلی

اچھا پہلے تم تصویر تو بھیج دو۔ دیکھو بھولنا نہیں۔

میرا زخم اگر یونہی چھوڑ دیا جاتا تو شاید اب تک بھر چکا ہوتا، مگر مشکل تو یہ ہے کہ ڈاکٹر نعمانی مرہم پٹی کے متعلق اپنے سارے تجربات مجھی پر کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تختۂ مشق کی طرح میں بے حس و حرکت چپکا پڑا رہتا ہوں اور وہ جس طرح چاہتے ہیں زخم کو کرید تے ہیں دھوتے ہیں، چھیڑتے ہیں، اور ٹانکے اُدھیڑتے ہیں، پھر خدا جانے کیا کیا خاک بلا اس پر لگا کر اور اچھی طرح مجھ پر یہ جتا کر کہ گویا وہ بڑی ہی جفاکشی اور تندہی سے کام کر رہے ہیں پھر نئے پھاہے اور نئی پٹیاں چڑھا دیتے ہیں، بہرحال اگر میرے زخم کی بدولت یا میرے دو چار روز زیادہ چارپائی پر پڑے رہنے سے ایک ڈاکٹر زخموں کے علاج کے متعلق کچھ نئی باتیں سیکھ جائے تو میرا بھی کیا نقصان ہے۔ اب تو کروٹ بدل لینے کی اجازت مل گئی ہے۔

وہ خدمتگار زندہ ہی نہیں بلکہ میرے کھانے سے بچے ہوئے انڈے اور کباب کھا کھا کر موٹا ہو گیا ہے۔ کہیں کباب کو کتاب نہ پڑھ لینا اس سے پہلے وہ کتابیں ہی کھاتا تھا۔

تصویر کا منتظر
تمہارا سلیم

منجانب فصیح
بنام سلیم
جونپور
۱۰، اپریل ۳۲ء

اب تو اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں رہا کہ گیتی آرا کو تمہارا خیال ہے۔ میں نے کئی مرتبہ یہ دیکھا کہ جب میں کشتی میں اُسکے پاس جا کر بیٹھتا ہوں تو پہلے تو وہ بڑے تپاک سے ملتی ہے اور پھر کچھ خاموش سی ہو کر کسی خاص خیال میں ڈوب جاتی ہے۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری طرف متوجہ نہیں ہے لیکن جہاں میں نے اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے کسی طرح تمہارا کچھ ذکر شروع کیا اور وہ ہمہ تن گوش۔ کل میں نے آزمائش کیلئے بالقصد تمہارا کوئی ذکر نہیں کیا، تو میں نے دیکھا کہ اُس نے مجھ سے گفتگو ہی نہ کی، اور تقریباً سارا وقت خاموشی میں گذرا، آج بھی میں نے شروع میں تمہارا ذکر تھوڑی دیر تک نہیں کیا، وہ بھی کچھ کھوئی ہوئی سی بیٹھی رہی، پھر بیچ بیچ کچھ بات نکال کر جیسے ہی تمہارا نام لیا اسی وقت اسکی وہ ساری محویت اور بیخودی دور ہو گئی، اور بالکل کچھ ایسی کیفیت ہوئی جیسے بجھتے ہوئے چراغ میں کوئی تیل ڈال دے۔ یہی نہیں، بلکہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ ہمہ تن اشتیاق تھی۔ خود ہی مجھ سے پوچھا کہ آپ نے انہیں یہاں آنیکے لئے لکھ دیا ہے یا نہیں۔ تمہارا نام بھی اِسے پسند ہے۔ کہنے لگیں کہ مجھے ایسے ہی چھوٹے چھوٹے نام اچھے معلوم ہوتے ہیں، میرا نام بہت بُرا ہے، اتنا بڑا نام سکھے جی آتا ہے زبان سے ادا کرنا کس قدر مشکل ہے۔ میرے جی میں تو آیا کہ کہہ دوں کہ سلیم کو تو تمہارا نام بہت ہی پسند ہے، لیکن کسی قدر خلاف مصلحت معلوم ہوا۔ میں نے پردے کے متعلق بھی پوچھا تھا تو بولیں کہ ابا جان پردے کے سخت خلاف ہیں، اُنہوں نے کبھی نہ مجھے پردے میں رہنے دیا نہ امی جان کو۔ یہ بھی کہا کہ ابا جان کا خیال ہے کہ پردے میں مقید رہنے سے عورتوں کی صحت خراب ہونیکے علاوہ ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ بزدل ہو جاتی ہیں، اور زندگی کے متعلق کسی قسم کی ذمہ داری کا احساس ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ بحث جاری رکھنے کیلئے میں نے آہستہ سے کہا کہ اس مسئلے کا ایک اخلاقی پہلو بھی تو ہے، اُسے آپ کے ابا جان نے کیسا نظر انداز کر دیا۔ اتنا میری زبان سے سنتے ہی اُس کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا اور بہت برہم ہو کر بولی کہ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں، وہ سب بداخلاق ہیں؟ اور اگر کسی شخص کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دئے جائیں، اور پھر وہ کبھی کسی کی کوئی چیز نہ چرائے تو کیا اسے بھی یہ بات کسی طرح زیب دیتی ہے کہ وہ اس بات پر فخر کرے کہ میں نے کبھی کسی کی کوئی چیز نہیں چرائی ہے۔ اخلاق کا تعلق دل سے ہے اگر ہماری تربیت اچھی ہوئی ہے، اور ہمارے دل میں جرم و گناہ کی رغبت پیدا نہیں ہوئی ہے تو ہم کبھی آلودۂ معصیت نہیں ہو سکتے اسکے برخلاف اگر غلط تربیت یا خراب صحبت نے اس قسم کا میلان دل میں پیدا کر دیا ہے۔ تو کوئی بندش بھی ہمیں نہیں روک سکتی، آپ ذرا غور کیجیئے کہ آپ اپنی ماں، اپنی بہن، اپنی بیٹی، اور اپنی بیوی کی اس سے زیادہ توہین اور کیا کر سکتے ہیں کہ ان سب کے متعلق

منجانب سلیم
بنام فصیح

دہلی
۲۶ر اپریل ۳۲ء

تصویر کے متعلق حادثہ کا حال سُنکر سخت رنج ہوا۔ خیراب میرے وہاں پہونچنے میں زیادہ عرصہ نہیں ہے، مجھے چلنے پھرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور میں آہستہ آہستہ پائین باغ تک چلا جاتا ہوں۔ غالباً یہ یہاں سے آخری خط ہوگا اپنے وہاں پہونچنے کی اطلاع تار سے دونگا۔

تمہارا
سلیم

تار

منجانب فصیح
بنام سلیم

یہاں آنے کا ارادہ نہ کرو۔ حالات میں یکایک عظیم تغیر واقع ہوگیا ہے۔ نواب صاحب کو شکوک پیدا ہوگئے ہیں۔

فصیح

تار

منجانب فصیح
بنام ڈاکٹر نعمانی

سلیم کو جس طرح ہوسکے روک لیجیے۔ یہاں آنے میں اس کا سخت نقصان ہے۔ تفصیلات پھر لکھونگا۔

فصیح

تار

منجانب سلیم
بنام فصیح

میں ضرور آؤنگا۔ حالات سب درست ہو جائینگے۔

سلیم

تار

منجانب فصیح
بنام سلیم

بیوقوفی نہ کرو۔ تمہارا آنا آگ کو بھڑکا دیگا۔ چند روز صبر کرو۔ میں اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں۔

فصیح

تار

منجانب سلیم
بنام فصیح

میں اب نہیں رُک سکتا۔ میری آمد ظاہر نہ ہوگی۔ پوشیدہ رہ سکتا ہوں۔ اسے دیکھ تو لونگا۔

سلیم

---

۲۰ راپریل سنہ ۳۲ء۔

فصیح بھائی! تم کس قدر اچھے اور نیک دل ہو۔ تمہارا خط پڑھکر میرے آنسو نکل آئے۔ مجھے تم سے بیحد محبت تھی لیکن کہتا ہوں کہ میں تمہیں اس قدر نیک دل کبھی نہیں خیال کرتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ جو کہتے ہیں کہ

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

تو میرے معاملہ میں کچھ ایسا ہی ہوا ہے۔ خدا جانے کیوں، تمہارے پہلے ہی خط سے میرے دل میں گیتی آرا کا ایک خیال سا ہو گیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں ذرا عورتوں سے دُور ہی دور رہنا زیادہ پسند کرتا ہوں، اسلئے میں نے اسکے خیال کو شروع شروع اور نفرت کیساتھ، اور پھر غصہ کیساتھ دل سے نکالنے کی کوشش کی لیکن کسی طرح کامیابی نہ ہوئی۔ اکثر مجھے خود اپنے اوپر آیا ہے کہ آخر مجھے یہ ہو کیا گیا ہے اور کیوں میں ایسی حماقت میں مبتلا ہوں کہ جسے کبھی آنکھ سے دیکھا تک نہیں اسکے خیال میں محو رہتا ہوں لیکن وہ خیال دل سے نکلنے کی بجائے اور مضبوطی کے ساتھ دل میں جمتا گیا، اور اس خبر نے کہ گیتی آرا کو بھی میری دلچسپی ہے، میرے اُن خیالات کو سچ مچ محبت میں تبدیل کر دیا، اب گیتی آرا خواہ حسین جمیل ہو یا نہ ہو، مجھے اس سے محبت ہو تمہارے صحیح خیالات معلوم کرنے کیلئے تمہیں یہ لکھا تھا کہ تم اسے اپنے لئے حاصل کرنیکی کوشش کرو، اور دل میں یہ عہد کر لیا تھا کہ اگر ہوا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو تو میں خاموشی سے کنارہ کش ہو جاؤنگا، اور کبھی تم پر یہ ظاہر نہ کرونگا کہ مجھے بھی گیتی آرا سے محبت میں جانتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ایثار ہوتا لیکن میں اس ایثار کیلئے تیار تھا، اور اگر تمہارا خط اسکے برعکس مضمون کا آتا تو اب میرے خط میں گیتی آرا کا ذرا سا ذکر بھی نہ ہوتا۔

تصویر خدا جانے تم کب بھیجو گے، مجھے ڈاکٹر صاحب نے اب تکیوں کے سہارے بیٹھ جانیکی اجازت دیدی ہے۔ امید کہ اب انشاءاللہ بہت جلد اصل ہی کو دیکھ سکونگا

تمہارا گرویدہ۔ تمہارا پرستہ
سلیم

منجانب فصیح
بنام سلیم
جوہو
۲۳ راپریل سنہ ۳۲ء

مجھے یہ معلوم کرکے دلی مسرت ہوئی کہ تم گیتی آرا کے نادیدہ شیدا ہو گئے وہ درحقیقت اسی قابل ہے کہ انسان اسے دل کے مندر میں بٹھالے، اور پھر پرستش کیا کرے، گیتی آرا کی دلچسپیاں بھی تمہارے ذکر کے ساتھ بڑھتی ہی جارہی ہیں اور اگر اندازہ غلط نہیں ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں دیکھنے کیلئے اسی قدر بے چین ہے۔ انتہا یہ ہوئی کہ کل اس نے خود پوچھا کہ کہئے سلیم صاحب کا کوئی خط آیا؟ کیسے ہیں، کب تک آئیں گے؟ اس سے پہلے اگرچہ وہ برابر منتظر رہتی تھی کہ میں تمہارا ذکر کروں، لیکن از خود کبھی نہیں پوچھا کرتی تھی۔ بہرحال اب تم چند روز میں آہی جاؤگے لیکن یہ خیال رکھنا کہ آنے میں خواہ مخواہ جلدی نہ کرنا، جب ڈاکٹر صاحب خود اپنی خوشی سے اجازت دیں تب سفر کرنا۔ یہ سفر کافی طویل اور تھکا دینے والا ہے۔

جوہو میں کوئی اچھا فوٹوگرافر نہیں ہے لیکن جو صورتیں اچھی ہوتی ہیں انکی تصویر معمولی فوٹوگرافروں کے ہاتھ سے بھی اچھی آجاتی ہے گیتی آرا نے تصویر کھنچوائی تھی اور واقعہ یہ ہے کہ نہایت ہی صحیح اور بے عیب تھی، بدقسمتی سے فوٹوگرافر کے ہاتھ سے گر کر چور چور ہو گیا، ورنہ اس خط کے ساتھ تمہارے پاس تصویر بھی پہنچ جاتی۔ اب غالباً کل یا پرسوں وہ پھر کھنچوائیگی اور تیار ہو جائیگی تب بھیج سکونگا۔

ابا جان کو آج کسی قدر تکلیف ہے، اس لئے زیادہ نہ لکھ سکا۔

تمہارا
فصیح

مباحث ِعلم الاحیاء

کلاہ گردہ

از جناب حکیم ڈاکٹر مولوی اختر حسین صاحب صدیقی ڈی آئی یو ایم ایس پروفیسر جامعہ طبیہ دہلی

یہ سہ گوشہ یا کلیسہ نما دو اجسام ہیں، جنکا ہر زیرین گوشہ گردہ کے بالائی گوشہ پر سہارا لئے ہوتا ہے۔ اس غدہ کے اوپر ایک رقیق ریشہ دار جھلی کا غلاف ہوتا ہے

۱۵۵۵ء کے درمیان ماہر یوسٹیکیس Eustachius نے کلاہ گردہ کے متعلق تحقیقات کی کہ اس کا رنگ سرخی مائل بھورا ہوتا ہے اور یہ گردہ کے اوپر اور سامنے کی طرف پایا جاتا ہے۔ انسانی کلاہ گردہ کا وزن طبعی حالت میں دو گرام[ل] ہوتا ہے عضوی اور تشریحی حیثیت سے اس غدہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ گذشتہ بیس سال کے زمانے میں اسکے متعلق اظہار میں بہت کچھ اختلاف آراء رہ چکا ہے۔

اس غدہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں حصے جنینی زمانہ میں مختلف ساختوں سے نشو ونما پاتے ہیں اور ان دونوں خورد بینی ساخت اور افعال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ وہ دونوں حصے مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) قشری حصہ:۔ یہ باہر کی طرف ہوتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے۔ یہ غدہ میں ۸۵ فیصدی حصہ بناتا ہے، اسکے اندر خلیات کے مختلف طبقات ہوتے ہیں۔

(۱) Zona tasciculata

(۲) بیرونی جھلی سے متصل جو طبقہ ہوتا ہے وہ گول خلیات کا ہوتا ہے۔ Zona Glomerulosa

(۳) اور مخی حصہ سے اتصال رکھنے والے حصے کے اندر جال کی سی بناوٹ ہوتی ہے Zona Reticularis اسکے خلیات چند سطح والے ہوتے ہیں۔ ہر ایک میں نوات پایا جاتا ہے اور چربی کی طرح انمیں حبیبات موجود ہوتے ہیں۔

(۲) مخی حصہ:۔ یہ اندر کی طرف ہوتا ہے اور نرم دھندلا ہوتا ہے۔ یہ غدہ کا ۱۵ فیصدی حصہ بناتا ہے۔ اس میں میلے گول یا بیضاً نسیجہ لیفی جال کی طرح ہوتے ہیں جن کے خلیات ہیں کثیر النواۃ مادۂ حیات۔ عروقِ دمویہ کی کثیر تعداد اور الیاف عصبی کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے۔ موجودہ تحقیق شاہد ہے کہ جسم انسانی کے لئے مخی حصہ نہایت ضروری ہے کیونکہ وہ ایک قوی باطنی رطوبت کا افراز کرتا ہے جسکو اصطلاح میں خلاصۂ کلاہ گردہ کہتے ہیں۔ یہی سب سے پہلی باطنی رطوبت ہے جسکو بطور دوا کے استعمال کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے ایڈیسن نے ۱۸۵۵ء میں اس شدید کمزوری کو جسکا کوئی مرضی سبب معلوم نہ تھا کلاہ گردہ کے ضائع ہونے کی طرف منسوب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرض کا نام مرض ایڈیسن رکھا گیا ہے۔ یہ انکشاف طبی دنیا میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

۱۸۹۴ء میں ماہرین اولیور Oliver اور شیفر Shchafer نے کلاہ گردہ کے مخی حصہ کی تاثیرات کو معلوم کیا۔ نیز کلاہ گردہ کے قشری حصہ کی باطنی رطوبت کو تحقیق کرنیکے بعد امراض میں علاجاً استعمال بھی کرایا۔

کلاہ گردہ کے مخی حصہ کی باطنی رطوبت:۔

اسکی رطوبت کو خالص طور پر علیحدہ کرنے سے پہلے کالن Colin نے یہ بتایا کہ اگر کلاہ گردہ کی کٹی ہوئی سطح پر فیرک سلفیٹ لگایا جائے تو اس سے نیلا رنگ پیدا ہوگا اور ماہرین ولپیان Vulpian نے یہ ثابت کیا کہ اگر کلاہ گردہ کے مخی حصہ کو فیرک کلورائڈ سے رنگین کیا جائے تو سبز رنگ پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر اس پر ضعیف ہلکی طاقت کا کھاری محلول لگایا جائے تو یہ رنگ بدل کر

ل آدھی رتی کم ایک ماشہ

خط

منجانب فصیح
بنام سلیم

خدا کیلئے تم یہاں نہ آؤ۔ نہ تم پوشیدہ رہ سکتے ہو نہ اسے دیکھ سکتے ہو۔ نواب صاحب نے اسے مقید کردیا ہے۔

فصیح

خط

منجانب سلیم
بنام فصیح

اب تو مجھ پر فرض ہوگیا کہ وہاں پہونچوں۔ پرسوں شام کے پانچ بجے جو ہو پہونچونگا

سلیم

خط

منجانب فصیح
بنام سلیم

سلیم، تم بڑے احمق ہو کہ کسی طرح نہ ملنے اور آخر چلے ہی آرہے ہیں تو تمہارے ڈر کے مارے آج بمبئی جارہا ہوں، اور یہ خط جاتا ہوں۔ جو یہاں آنے پر تمہیں مل جائیگا۔ خدا کیلئے ذرا ہوش وحواس درست رکھنا اور میرے مکان پر کسی سے نواب منورالدین یا گیتی کے متعلق کچھ نہ پوچھ بیٹھنا ورنہ بہت ذلیل ہوگے۔ یہاں نہ کوئی نواب منورالدین ہیں اور نہ کوئی گیتی آرا۔ ڈاکٹر نعمانی نے مجھے لکھا تھا کسی طرح چین سے بستر پر نہیں لیٹتے اور ہسپتال کے ملازموں کو گالیاں دیتے اور مارتے ہو، اور مجھ سے درخواست کی تھی کہ تمہارا بہلانیکی کوئی تدبیر کروں۔ میں نے محض اس خیال سے کہ ایک حسین اور نوجوان لڑکی کا خط میں اگر ذکر کردیا جائے تو شاید تمہاری توجہ اپنے مرض کی طرف سے کچھ ہٹیگی۔ ایک لڑکی کا ذکر کردیا۔ تمہیں اس سے دلچسپی ہوگئی تو میں نے بھی پسند نہ کیا کہ دوران علالت میں حالات لکھکر تمہاری دلشکنی کروں۔ بس یہ ہے آپکی گیتی آرا کی اصلیت، اب آپ آگئے ہیں تو آرام کیجئے۔ میں جانتا تھا کہ اگر میں نے زبانی سب باتیں کہیں تو مجھے مارتے مارتے ادھ موا کردوگے۔ اس لئے بمبئی بھاگا جارہا ہوں، اور رات کو کھانے کے وقت تک پہنچ جاؤنگا
افسوس، گیتی آرا!

تمہارا مجرم
فصیح

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۸ یہ ہے)

رہ جائے اُتار کر کام میں لائیں۔
اسکی بُو سے حاملہ عورتوں کو بچنا چاہیئے ورنہ فوراً اسقاط ہوجائیگا۔

معجون:۔ دل کیلئے بہت مفید ہے۔ ہڈال کا عصارہ فلفلین، دارفلفل منڈی ہرایک ۲۲ ماشہ، مرکی زعفران سقمونیا مشوی ہرایک سات ماشہ، اشق ۳۰ ماشہ کوٹ چھانکر شہد کے قوام میں ملائیں خوراک دو تولہ یا ڈیڑہ تولہ گرم پانی کے ساتھ۔

مرہم:۔ داد میں مفید ہے، روغن سرسوں ۳ مار صابون۔ مار، سیندور، سفیدہ ہرایک چار تولہ، تیل کو جوش دیکر دوائیں کوٹ کر ملائیں، صابون بھی ڈالدیں اور پکاتے رہیں، جب نصف تیل جل جائے تو اُتار رکھ لیں۔

مجربات

صدری اسراری مجربات

ازجناب حکیم محمد رحمت علی صاحب ہمایوں،

اکسیر سل و دق سل اور دق کے لئے واقعی اکسیر ہے، مرض میں چوتھے پانچویں روز سے افاقہ شروع ہوجاتا ہے اور جسمانی وزن روز بروز بڑھنے لگ جاتا ہے صحت عامہ بھی ترقی کرجاتی ہے، اور پھیپھڑے کی حالت روز بروز روبہ صحت ہوتی ہے۔ کھانسی آہستہ آہستہ رفع ہوجاتی ہے۔

(ص) :- عقیق سرخ، سنکھ، سنگ یشب، مرجان۔ کوڑہ (کوڑی کلاں جو آدہ آدہ پاؤ وزن کی ہوتی ہے) ابرک سیاہ و سفید ہر ایک دو دو تولہ لیکر سب کو آب اجوائن تازہ، آب بانسہ تازہ، آب گلو تازہ آب نیم تازہ۔ آب کریجوہ تازہ۔ آب گنوار تازہ، آب کاسنی تازہ، آب زرشک، شیر خرادہ، شیر بڑ، ہر ایک پانچ پانچ تولہ میں علی الترتیب کھرل کرکے غلولہ بناکر کوزہ گلی میں بند کرکے دس سیر اُپلوں کی آگ دیں۔ سرد ہونے پر نکال کر متواتر انہیں بوٹیوں کے پانی میں بدستور سابق کھرل کرکے دس آنچیں پوری کریں، بس اکسیری دوا تیار ہے۔ بوٹیاں سبز میسر آئیں تو بہتر ہے۔ ورنہ خشک لے کر خیساندہ میں کھرل کرتے رہیں۔ مقدار خوراک ایک سے چار رتی تک مریض کے ماؤف عضو کا خیال رکھتے ہوئے مناسب بدرقہ کیساتھ استعمال کرسکتے ہیں۔ مرض میں افاقہ دوسرے تیسرے روز شروع ہوجاتا ہے صحت عامہ بھی ترقی کرتی جاتی ہے جسمانی وزن روز بروز بڑھنے لگتا ہے، اور پھیپھڑے کی حالت بھی روبصحت ہوتی جاتی ہے۔ کھانسی رفع ہوجاتی ہے، بشرطیکہ ادویہ دیکھ بھال کر عمدہ بیجائیں اور خاص طور پر صحیح نسخہ اپنی نگرانی میں تیار کرایا جائے۔

چند آزمودہ نسخے

ازجناب حکیم اکبر حسین صاحب الہ آباد

(۱) برائے ضعف قلب اختلاج قلب:- مسکہ گاؤ، بالائی، عرق کیوڑہ، عرق بیدمشک، مصری کوزہ، ہر ایک ایک دو دو تولہ، سب کو ملاکر رات کو شبنم میں رکھیں اور علی الصباح استعمال کریں، چند یوم کے استعمال سے شکایت رفع ہوجائیگی

(۲) قلب الحجر کے اکثر حصہ میں مثل بلور کے ایک سفید شے حاصل ہوتی ہے جو ایک بہترین دوا کہلائے جانیکی مستحق ہے اور حسب ذیل امراض میں حکمی اثر کرتی ہے۔ اختلاج قلب۔ ہسٹیریا (اختناق الرحم)، بخار کہنہ جنون، مالیخولیا، جریان زخم کہنہ سے کہنہ کہنہ درد سر، کمزوری دماغ، کہنہ سوزاک، تنہا یا مناسب بدرقہ کیساتھ استعمال کرائیں۔ مقدار خوراک دو رتی سے چار رتی تک ہے۔ میں نے احتیاطاً لکھدیا تاکہ اطبا اس معمولی دوا سے وقت پر بہترین کام میں لیں۔ یہ دوا فوائد کے اعتبار سے صدہا روپوں میں بھی ارزاں ہے۔ میں اس دوا کے متعلق مفصل حالات کسی قریبی اشاعت میں

شروع ہوجاتا ہے، اور یہی رنگ کلاہ گردہ کی درید قلب تک بھی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سے ...

کا باطنی افراز درید کے ذریعہ سے خون میں شامل ہوجاتا ہے۔

۱۸۵۶ء میں ماہر ہینلے Henle نے معلوم کیا کہ کرومک ایسڈ (حامض کرومین) کلاہ گردہ کے مخی حصہ کا رنگ سیاہ ہوجاتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے کلاہ گردہ کی مخی انسجہ کا نام انسجہ صبغیہ Chromaffin tissues رکھ دیا۔

سب سے پہلے کلاہ گردہ کے مخی حصے کا جوہر ۱۸۹۵ء میں الم Holim نے تیار کیا تھا اور اسی شخص نے اس کے متعلق کیمیاوی اصول بھی معلوم کئے تھے۔ نیز یہی وہ شخص تھا جس نے کلاہ گردہ کے مخی حصہ سے اسکے افراز کو کلوروفارم اور الکحل کے ذریعہ علیحدہ کیا تھا۔

تقریباً اسکے تیس سال بعد اولیور اور شیفر کے تجارب نے مزید معلومات بہم پہونچائیں۔ نیز انہوں نے مختلف قسم کے حل کرنے والے اجزا مثلاً گلیسرین الکحل اور ایتھر وغیرہ کے ذریعہ ان خلاصہ جات کو علیحدہ حاصل کر لیا۔

ان خلاصہ جات کی تلقیح کرنے سے ضغطۂ دموی زیادہ ہوجاتا ہے۔ الکحل اور ایتھر کے ذریعہ سے جو خلاصہ جات حاصل کئے تھے، ان میں انقباض پیدا کرنے والے اجزا موجود نہ ہوتے تھے۔

اب ان تجربات کے بعد ماہر فرتھ Furth اور ایبل Abel نے اس کا خلاصہ کرزد حامض کے ذریعہ حاصل کیا۔ مگر وہ بھی خالص نہ تھا۔ تاہم اس میں انقباض پیدا کرنے والے اجزا موجود تھے۔

محقق براؤن نے تجربے کی کسوٹی پر یہ معلوم کیا تھا کہ حیوانات میں غدۂ فوق الکلیہ کے نکال دینے سے ہلاکت واقع ہوتی ہے لیکن ان میں مرض ایڈیسن کی نمایاں علامت "تلوین جلدی" موجود نہیں ہوتی، اور باقی علامات مثلاً اعصاب کی کمزوری، عروقی قوت کا انحطاط ضعف اعصاب وغیرہ جیسی علامات حیوانات میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ ماہر براؤن کی ان تحقیقات کو از سر نو زندہ کرنے والے ایبلس اور شیفر وغیرہ تھے۔ ورنہ اسکی تحقیقات عرصہ دراز تک معرض ذہول میں پڑی رہیں۔

غدۂ کلاہ گردہ کو جسم سے ہٹا دینے اور جوہر غدہ کی تلقیح کرنے کے بعد نظام عصبی پر نمایاں نتائج برآمد ہوئے۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ خلاصہ مذکور کی تلقیح کرنے سے عضلات ارادیہ کی طاقت زیادہ ہوجاتی ہے۔ لیکن اس قول کو بعض مشاہیر تسلیم نہیں کرتے۔ البتہ غیر ارادی عضلات پر اس خلاصہ کے اثرات ناقابل انکار اور بہت نمایاں ہیں، چنانچہ اسکی تلقیح سے شرایین صغیرہ میں انقباض پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اگر عصب راجع کو کاٹ دیا جائے تو اس وقت ضغطۂ دموی بھی زیادہ ہوجائیگا۔ لیکن اگر عصب راجع کو نہ کاٹا جائے تو ضغطۂ دموی کم ہوگا۔ کیونکہ قلب کی حرکت اس جوہر کے اثر سے سست ہوجاتی ہے۔

فعل جسمانی میں اس قدر تغیرات پیدا کرنے والا جوہر Adrenaline ہے جس نے علاج و معالجہ میں بہت ہی آسانیاں بہم پہونچائی ہیں۔

ایڈرے نےلین غدۂ فوق الکلیہ کے تقریباً سب حصہ میں پایا جاتا ہے، سوائے اس صورت کے جب کہ مرض ایڈیسن لاحق ہو گیا۔ یہ ایک بڑی طاقتور چیز ہے، حتیٰ کہ اس کا ایک حصہ دس لاکھ حصہ محلول میں شامل ہونیکے بعد بھی اپنے طبعی اثرات ظاہر کرتا ہے۔

یہ امر بھی واضح رہے کہ ایڈرے نےلین کا فعل صرف نظام عصبی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اثر تمام ان عضلات پر بھی ہے جو عصب راجع کے الیاف سے متعلق ہیں۔

اب سوال یہ باقی رہتا ہے کہ کیا یہ جوہر مرکز اعصاب یعنی مرکز محرک العروق پر اپنا اثر ڈالتا ہے؟ اس سوال کا جواب ہم نفی میں دینگے۔ کیونکہ مراکز کے برباد ہونیکے بعد بھی اسکے فعل میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ اور اسکے مخصوص اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ کہیں گے کہ یہ مقامی طور پر اثر انداز ہے۔ اور مقام عام ہے خواہ وہ عصب راجع کے سرے ہوں یا ان کے متعلقہ الیاف و اعصاب ہوں البتہ غیر ارادی عضلات کے ریشے جو اپنے فعل میں عصب راجع کے محتاج ہیں، وہ اس جوہر کے اثر سے منقبض نہیں ہوتے۔

ایڈرے نےلین کی تلقیح کے عام تاثرات یہ ہیں۔ جسم نظام شرکی پر تحریک پیدا ہوجاتی ہے۔ بال کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آنکھ کی پتلی پھیل جاتی ہے۔ چھوٹی عروق پر اسکا اثر نہایت قوی ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر اسکا نہایت کم محلول بھی مقامی طور پر لگایا جائے تو عروق منقبض ...

معالجات اطفال

از جناب ڈاکٹر عبد الحمید صاحب چغتائی، لاہور

پلز حبوب PILLS

(۱) کیلسیم سلفیوریٹ ۱/۱۲ گرین
سکری لیکٹیٹ ۲ ״
گلیسرین آف ٹراگا کنتھ حسب ضرورت
ایک گولی بنالیں۔ اور ایسی ایک گولی روزانہ کھلائیں جن بچوں کے پھوڑے پھنسیاں زیادہ نکلتے ہوں انکے لئے مفید ہے۔

(۲) کیبلول ۱/۴ گرین
پلواوپیئم ۱/۸ گرین
کنفکشن آف روز حسب ضرورت
ایک گولی بنالیں۔ قولنج میں مفید ہے۔

(۳) کوڈائنا ۱/۴ گرین
شیر خشت ۲ ״
ایک گولی بنالیں۔ نزلہ وزکام و شدید کھانسی میں مفید ہے۔

(۴) کوپر سلفیٹ ۱/۸ گرین
پلواوپیئم ۱/۴ ״
ایکسٹریکٹ جنشن ۱/۲ ״
ایک گولی بنالیں۔ شدید اسہال میں مفید ہے۔

(۵) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ۱/۲ گرین
پلوا ایپکاک کمپونڈ ۱ ״
ایک گولی بنالیں۔ پیچش میں مفید ہے

(۶) کونین سلفیٹ ۱ گرین
ایسڈ ٹارٹریٹ حسب ضرورت
میوسیلیج اکیشیا ״ ״
ایک گولی بنالیں۔
ملیریا بخار میں مفید ہے۔

سیرپ شربت SYRUP

(۱) کیلسیم آیوڈائیڈ ۲ گرین
سیرپ ۱ ڈرام
خوراک ۱۰ سے ۲۰ بوند
ذات الجنب۔ دق۔ نمونیا، اور سعال مزمن میں مفید ہے

(۲) ایکسٹریکٹ کسکارا سگراڈا لکوڈ ۵ منم
ایکسٹریکٹ گلیسریزا لکوڈ ۴ ״
ٹنکچر کارڈیمنے ٹیو ۱/۲ منم
سیرپ ۱ ڈرام
خوراک ۳۰ منم سے ۱ ڈرام
ملین اور قبض کشا ہے۔

(۳) سیرپ فیرائی آیوڈائیڈ ۱ ڈرام
کاڈلیور آئل ۱ ״
خوراک ۳۰ منم سے ۱ ڈرام
خنازیر میں مفید ہے۔

(۴) فیرائی فاسفیٹ ۱/۴ گرین
کیلسیم فاسفیٹ ۲/۵ ״
پوٹاسیم فاسفیٹ ۱/۴ ״
سوڈا فاسفیٹ ۱/۴ ״
ایسڈ فاسفورک ڈائیلیوٹ حسب ضرورت
کوچ نیل ״ ״
سیرپ ایک ڈرام
بعد غذا ایسی ایک ایک خوراک چٹائیں۔ مقوی و مولد خون ہے۔ (یہ نسخہ کیمیکل فوڈ کا ہے)

(۵) فیرائی فاسفیٹ ۱/۲ گرین
کیلسیم فاسفیٹ ۱ ״
سوڈا فاسفیٹ ۱/۲ ״

شافع کرا دیگا۔

(۳) خفیف حالت کا رہنا۔ ہاتھ پیر کا جلنا، فافکسی زغب کلاں ۲ پانچ ماشہ عرق گلاب ایک چھٹانک، چینی معصری ملا کر پئیں۔ چار پانچ یوم کے استعمال سے شکایت رفع ہو جائیگی

(۴) لرزہ کا بخار۔ برگ تا تورہ کو جلا کر راکھ کریں۔ دو رتی سے چار رتی تک شہد میں ملا کر چاٹیں ان شاء اللہ بخار نہ

(۵) مانع حمل۔ دندان طفل (پہلی دفعہ کا ٹوٹا ہوا) سیسہ کے پترہ میں لپیٹ کر چاندی کے تعویذ میں رکھکر جو عورت باندھے حمل نہ ٹھہریگا۔

(۶) طلاء ملذذ چہار خواص۔ اول بالیدگی قضیب، دویم زیادتی قوت، سویم انزال عورت، چہارم جذب را
نسخہ۔ زہرہ مکیان سیاہ (از اکر ملکنا تھہ گویند) لیکر ذرا سا سوراخ کریں اور اسمیں پانچ عدد قرنفل (لونگ) گیارہ عدد سیہ داخل کرکے منہ بند کریں اور سایہ میں کھلی جگہ لٹکا دیں، جب کہ خشک ہو جاوے باہر نکال کر باریک کرکے شیشی میں وقت ضرورت تھوڑا سا لیکر لعاب دہن یا شہد میں حل کرکے قبل از مجامعت ذکر پر طلا کرکے خشک ہو نیکے بعد کریں، نہایت ملذذ ہے

---

۲ دو مفید المثال صدری مجربات

ازجناب حکیم ابوالفقر محمد شمس الحق خانصاحب امرتسر

میں بھی لایا ہوں تحفہ جگر کے ٹکڑے
نگہ لطف سے اُمید قبولیت ہے

(۱) معجون اکسیر البدن شمسی

فوائد:۔ دل و دماغ جگر کو قوت دیتی ہے اور باہ کو زیادہ کرتی ہے کو سُرخ اور فربہ کرتی ہے اعصاب کو مضبوط کرتی ہے تحریک جماع کیلئے نایاب چیز ہے، نامرد مرد بناتا اور مردوں کو جوان مرد بناتا ہے۔ الغرض جملہ عوارض دُور کرتا ہے اور زندگی کے ایام کو پر مسرت بنا دیتا۔
نسخہ یہ ہے:۔ تخم گزر، تخم شلغم، تخم مولی، تخم پیاز ہر ایک ۹ ماشہ، مغز بادام، مغز کدو، مغز خیارین، مغز پنبہ دانہ، ہر ایک دو تولہ، مغز پستہ، اخروٹ، مغز فندق حب الزلم، حبۃ الخضرا ماہی روبیان، ریگ ماہی سقنقور خولنجان ہر ایک تولہ، ثعلب مصری، موصلین، تودری شقاقل مصری، بوزیدان، تالمکھانہ، سنگھاڑہ، آرد سنگھاڑہ ہر ایک دو تولہ، زنجبیل، سعد کوفی، کبابہ، حب القلقل، لسان العصافیر عقربی، نارجیل تازہ ہر ایک ۹ ماشہ، مغز سر کنجشک، خشخاش سفید ہر ایک ۳ تولہ، قضیب گاؤ خشک، سودہ سورنجان نخاع خشک ہر ایکتولہ، مایہ شتر اعرابی، زعفران، مصطگی رومی ہر ایک نو ماشہ عود خام ڈیڑھ تولہ، ورق طلا ایکماشہ، ورق نقرہ ایکتولہ، مروارید تین ماشہ عنبر اشہب دو ماشہ، مشک تین ماشہ، عسل دو چند، سب کو یکجان کرکے معجون بنائیں اور چھ ماشہ سے ۹ ماشہ تک صبح و شام ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں

(۲) نسخہ سم الفار مومیہ

آتشک کہنہ اور جدید سوزاک اور قوت باہ کیلئے بے نظیر نسخہ ہے، اوجاع مفاصل اور دمہ کیلئے بھی تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ نسخہ یہ ہے:۔ سم الفار سالم ڈلی بوزن دو تولہ لیکر ۱۰ یوم شیر زقوم میں تر رکھیں اور خشک کریں، پھر پیالہ چینی (گل حکمت کردہ) کو دیگ پر رکھیں اور چار سیر ریگ گلی پر ڈالیں اور اس پر پیالہ چینی رکھکر سم الفار کو اسمیں رکھیں، اور اس قدر روغن شو اس پر ڈالیں کہ سم الفار ڈوب جائے پھر نرم آگ جلائیں تاکہ روغن میں جوش آتا رہے، تین گھنٹہ کے بعد آہن سے دبا کر دیکھیں، اگر نرم ہو گیا ہو تو آگ سے اُتار لیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ درجہ کا مومیہ ہوگا۔

جامعہ طبیہ دہلی میں شفاخانہ اور دواخانہ کا افتتاح

جامعہ طبیہ دہلی میں طب کی تعلیم اگست ۱۹۳۲ء سے جاری ہے، اور سینکڑوں طلبہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ لیکن عملی تعلیم تشخیص امراض و تجویز نسخہ جات کیلئے شفاخانہ اور دواخانہ کی کمی محسوس کیجا رہی تھی۔ مقام شکر ہے کہ اس کمی کو جامعہ طبیہ کی مجلس انتظامی نے بہت جلد پورا کر دیا۔ اور ۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء کو صدر جامعہ جناب حکیم محمد الیاس خاں صاحب نے طلبہ اور اساتذہ کے جلسے میں ان دونوں چیزوں کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔

غیر مستطیع و نادار مریضوں کو جامعہ طبیہ کے دواخانہ سے دوائیں مفت دیجاتی ہیں۔

حکیم محمد کبیر الدین، شیخ الجامعہ

مجربات نویسوں کی خدمت میں

جناب ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ مزاج شریف!

آجکل رسالوں میں مجربات کے عنوان سے حکیم صاحبان کے نسخے اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان میں اول تو بعض دوائیں ایسی ہوتی ہیں جنکا ہر جگہ ملنا مشکل ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ محض خواص دیکھکر نسخہ بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ مگر ان کو یہ پتہ نہیں چلتا کہ مرض کے اسباب کیا ہیں۔ ایسی حالت میں نسخہ نفع دینے کی بجائے اکثر نقصان پہونچا دیتا ہے۔ آپ نے تو پبلک کی بھلائی کے لئے کام کیا، مگر انجام اسکا خراب نکلا، اور صاحب نسخہ کا وقار بھی پبلک کی نظروں میں کم ہو گیا۔ میں نے اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ حکیم لوگ ایسے ہی ہیں۔ جو جی میں آتا ہے لکھدیتے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ نسخوں کے ساتھ یہ نوٹ بھی لکھدیا جایا کرے کہ کسی ماہر فن سے مشورہ لیکر نسخہ استعمال کیجئے وغیرہ وغیرہ۔ امید ہے کہ آپ اسکو اپنے موقر جریدہ میں شائع فرما کر شکریہ کا موقع دینگے۔

مضمون پڑھکر ردی میں نہ ڈال دیا جائے بلکہ شائع کر دیا جاوے۔

خادم

حکیم رحمت اللہ، ہنگام

پنجاب ویدک طبی کانفرنس امرتسر کی سٹینڈنگ کمیٹی کا اہم اجلاس

مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۶ء کو پنجاب ویدک طبی کانفرنس امرتسر کی سٹینڈنگ کمیٹی کا اہم اجلاس زیر صدارت جناب حکیم ابو تراب محمد عبد الحق صاحب پرنسپل طبیہ کالج و رئیس الاطبا امرتسر ویدک طبیہ کالج امرتسر میں ہوا امرتسر اور مضافات کے اطباء و وید صاحبان شامل اجلاس تھے۔ ذیل کی قراردادیں اتفاق سے پاس ہوئیں۔

(۱) پنجاب ویدک طبی کانفرنس امرتسر کا یہ اہم اجلاس بورڈ آف انڈین میڈیسن کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کیونکہ ایسا ہونے سے طبیبوں اور ویدوں کے حقوق کو نقصان پہونچیگا، اور جن طبیبوں نے اسکی تحریک و تائید میں جالندھر میں اجلاس کیا اسکو بہ نظر استحسان نہیں دیکھتا۔

محرک حکیم احسان الحق خاں   موئید حکیم سید محمد تقی   موئید حکیم اللہ رکھا   موئید نانیراج صاحب   موئید حکیم محمد ابراہیم صاحب

(۲) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ جو طبیب فن طب یونانی میں ترمیم اور اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں وہ بورڈ آف انڈین میڈیسن کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتے۔

محرک حکیم ابو تراب محمد عبد الحق صاحب صدر۔   موئید، حکیم نہال چند صاحب، حکیم رام سنگھ، حکیم شرف الحق صاحب

پوٹاسیم فاسفیٹ ½ گرین
سیرپ ۱ ڈرام
ایسی ایک خوراک بعد غذا پلائیں۔ مقوی و مولد خون ہے
(۶) ہیروئن ہائیڈروکلور ½ گرین
ایسڈ فاسفورک پلور ۳ منم
سیرپ ایک اونس
خوراک ۳۰ منم سے ۱ ڈرام
شدت سعال میں مسکن ہے۔
(۷) فیرائی ہائپو فاسفیٹ ۱ گرین
کیلسیم ہائپو فاسفیٹ ۱ ؍؍
پوٹاسیم ہائپو فاسفیٹ ½ ؍؍
میگنیشیم ہائپو فاسفیٹ ½ ؍؍
سیرپ ایک ڈرام
ایسی ایک خوراک بعد غذا پلائیں۔ مقوی و مولد خون ہے

ٹیبلٹ اقراص TABLET

(۱) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ½ گرین
پلوریہائی ۱ ؍؍
سوڈا بائی کارب ۱ ؍؍
ایک قرص بنالیں۔ اسہال میں مفید ہے
(۲) سنٹونین ۱ گرین
کیلومل ۱ ؍؍
ایک قرص بنالیں۔ دیدان الامعا میں مفید ہے
(۳) ایکسٹریکٹ گلیسیرزا ۲ گرین
اولیم اینی سائی ½ منم

کھانسی میں مفید ہے۔

انگوئنٹم مراہم UNGUENTUM

(۱) کیرائی سیروبین ۱۰ گرین
پیرافین مولس ۱ اونس
مرہم بنالیں۔ داد کیلئے مفید ہے۔
(۲) ایسڈ سیلی سیلک ۵ گرین
ریسارسین ۵ ؍؍
زنک اوکسائڈ ۲ ؍؍
پلوا ایمائی لم ۲ ڈرام
ویزلین ۱ اونس
مرہم بنالیں۔ اگزیما کے لئے نہایت مفید ہے
(۳) ارسٹول ۱۰ گرین
پیرافین مولس ۲ ڈرام
مرہم بنالیں۔ معمولی زخم و جراحت پر لگائیں۔
(۴) بیٹا نفتھول ۱۰ گرین
ویزلین ۹۰ ؍؍
مرہم بنالیں خارش میں مفید ہے
(۵) بسمتھ سب نائٹریٹ ۴ ڈرام
زنک اوکسائڈ ۲۰ گرین
ایسڈ کاربالک ۱۰ ؍؍
ویزلین ۲ اونس
مرہم بنالیں۔ اور اگزیما دپاکلاہ پر لگائیں۔
(باقی آئندہ)

ہے کہ ایک صحت سے ایک عورت کے جڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔

جسم کے اندرونی وظائف کا نمونہ

حیاتیات کی تعلیم دینے کیلئے نیویارک کے ایک سائنٹفک ادارے میں انسانی ڈھانچے کے ماڈل بنائے گئے ہیں جن میں انتڑیاں پیٹ، دل، جگر وغیرہ تمام اعضا اور جسمانی حصے بنائے گئے ہیں۔ اور علمی قوت سے یہ دکھایا جاتا ہے کہ جسم اپنے وظائف کس طرح انجام دیتا ہے۔ ایک نو ایجاد حیرت خیز کیمرے کی مدد سے جسم کے اندر کی چلتی پھرتی چیزوں کا فوٹو لیا گیا ہے اور اسکی مدد سے ماڈل بنائے گئے ہیں۔ اس میں قوت ہضم اور قوت خیال و ذہن وغیرہ کے عملی طریقے بھی بڑی صفائی سے دکھائے گئے ہیں۔

اصحاب کہف کی سی نیند

علمائے طبیعیات کو اصحاب کہف کی سی نیند کے عجیب و غریب حوادث وقتاً فوقتاً معلوم ہوتے رہتے ہیں امریکن طبی اکاڈمی کے رسالے نے اس قبیل کی کئی حکایتیں لکھی ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ طویل نیند کے چودہ حادثے پوری صحت کیساتھ دریافت ہو چکے ہیں۔ جن میں آخری واقعہ ایک امریکن لڑکی بائریشیا ماگیر کا ہے جو ۱۵ فروری ۱۹۳۲ء کو گہری نیند سوئی اور ابتک سوتی رہی۔ اگرچہ وہ چند روز قبل بیدار ہوئی تھی لیکن اسکی یہ بیداری درحقیقت صحو یعنی اونگھ کی سی کیفیت سے زیادہ مشابہ تھی۔ اس درمیان میں اطبا اسے ایسے مصنوعی طریقوں سے غذا دیتے رہے جنکی شرح کی گنجائش نہیں۔ یہ لڑکی اس اثنا میں مختلف امراض میں بھی مبتلا ہوئی اور اطبا کے علاج سے اچھی ہو گئی۔

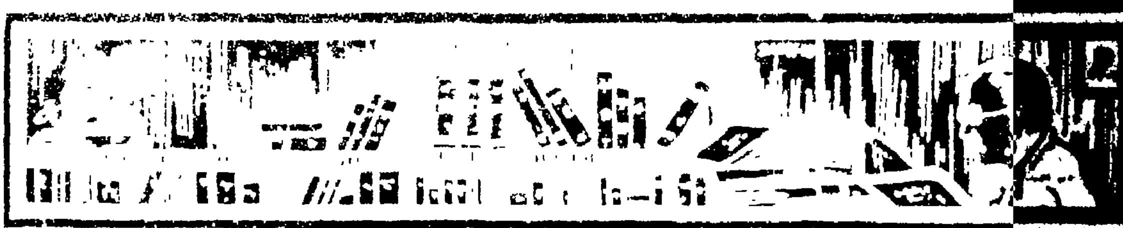
وجع مفاصل اور حیاتین

وجع مفاصل نہایت کثیر الوقوع اور شدید مرض ہے۔ اسکے متعلق بعض اطبا کی رائے ہے کہ یہ بیماری عنقریب مدنیت کا خاتمہ کر دے گی۔ نہایت وسیع اور اہم تحقیقات کے بعد اس امر کا ثبوت ملا کہ حیاتین (د) اس بیماری کو دور کرنے کیلئے بہترین چیز ہے۔ کئی امریکن اطبا نے وجع مفاصل کا علاج حیاتین مذکور سے کیا تو تجربہ بہت کامیاب رہا۔ مخفی نہ رہے کہ یہی حیاتین مرض کساح (ہڈیوں کی بیماری) کی بھی شفا بخش دوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض کساح اور وجع مفاصل میں کوئی گہرا علاقہ یا وجہ مشابہت موجود ہوگی +

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۹ یہ ہے)

نقشہ پیدائش و اموات بلدیہ دہلی من ابتدائے یکم مارچ لغایتہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۶ء

آبادی مطابق مردم شماری ۱۹۳۱ء	پیدائش			اموات			شرح اسباب اموات							ایکسال کی کم عمر کے بچے جو فوت ہوئے			شرح فی ہزار	
	مذکر	مؤنث	میزان	مذکر	مؤنث	میزان	تپ محرقہ	حصبہ	مختلف اقسام بخار	پیچش و اسہال	امراض آلات تنفس	صدمات	دیگر امراض	ایک ماہ سے کم	ایک سال سے کم	میزان	پیدائش	اموات
۳۴۷۵۹۳	۵۹۶	۵۴۳	۱۱۴۰	۳۰۵	۲۸۷	۵۹۲	۱۹	۲	۲۸۱	۱۲	۱۲۹	۲۴	۲۰۱	۱۱۵	۶۷	۱۹۲	۲۰.۳۴	۱۲.۲۲



معلومات

روس میں جڑواں بچوں کی پیدائش میں اضافہ

سائنس دانوں کی رائے ہے کہ سیاہ فام عورتوں میں سفید فام عورتوں کے مقابلے میں جڑواں بچے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور زرد فام عورتوں یہاں اس نوع کی ولادت بہت کم ہوتی ہے۔ یہ امر تعجب خیز ہے کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ آبادی چین کی ہے۔ برٹش میڈیکل جرنل میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں ہندوستانی ہسپتالوں میں جڑواں پیدا ہونے والے بچوں پر تبصرہ کیا ہے۔ اس میں بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے ہسپتالوں میں جڑواں پیدا ہونے والے بچوں پر تبصرہ کیا ہے۔ اس میں بیان کیا ہے کہ ہندوستان کے ہسپتالوں میں ۹۵ یورپین عورتوں میں سے ایک عورت کے جڑواں بچے ہوئے برخلاف ان کے ہندوستانی عورتوں میں جڑواں بچوں کی پیدائش ۵۱ عورتوں میں سے ایک رہی۔ نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہانگ کانگ کے ہسپتالوں میں جہاں سولہ ہزار دس بچے پیدا ہوئے وہاں ان میں ۱۲۴ جڑواں تھے۔ اسکے بعد ہی رسالے میں مختلف ممالک میں جڑواں بچوں کی پیدائش کے اعداد و شمار دئیے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوگا کہ روس میں جڑواں بچوں کی پیدائش بہت زیادہ ہے۔

روس میں ۴۳ میں ایک	اٹلی میں ۶۲ میں ایک
آئرلینڈ میں ۶۶ میں ایک	اسکاٹ لینڈ میں ۱۷ میں ایک
جرمنی میں ۸۳ میں ایک	جاپان میں ۹۳ میں ایک

آنکھوں سے جرم کا ثبوت

مجرموں کا پتہ لگانے میں سائنس سے بھی بہت کچھ مدد لیجا چکی ہے۔ سائنس دانوں نے ایسے بہت سے طریقے ایجاد کئے جن سے مجرموں کو پکڑنے اور جرم کا اقبال کرانے میں بڑی کامیابی ہوئی۔ مگر حال ہی میں نیویارک میں ایک نہایت تعجب خیز کیمرا تیار ہوا ہے جس سے آنکھ کے اندرونی حصہ کی تصویر اُتر آتی ہے اور اسکی مدد سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ یہ شخص ملزم ہے یا نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس قسم کا فوٹو اُتارنے میں بڑی مہارت درکار ہے۔ مگر جب فوٹو اُتر آئے تو اقبال و اثبات جرم میں کوئی دُشواری پیش نہیں آتی۔ نشان انگشت کے فوٹو سے بھی جرم کی تفتیش میں بڑی مدد ملتی رہی ہے۔ مگر امریکی سائنس دانوں کا دعویٰ ہے کہ اب آنکھ کے اندرونی حصہ کا فوٹو اُتر آنے کی وجہ سے اور زیادہ قابل اطمینان طریقے پر ثبوت جرم بہم پہونچایا جا سکتا ہے۔ آجکل ڈاکٹر کارلٹن سائمن ایک آدمی کے اندرونی پردہ چشم کی تصویر اُتارنے میں معروف ہیں۔

بغیر باپ کے جڑواں بچے

بغیر باپ کے صرف ٹیوب (نلکی) کے ذریعے سے بچے پیدا کرنیکی جو علمی جد و جہد اور زور شور سے جاری تھی۔ اس نے عملی صورت اب اختیار کی ہے اس کوشش کا ماحصل یہ تھا کہ عورت کو بغیر مرد کے صرف آپریشن کے ذریعہ سے حاملہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کوشش میں کامیابی ہوئی اور حال میں اطلاع ملی

(ب) اسگند ناگوری سائیدہ تین ماشہ، روغن زرد تین ماشہ، شکر سفید تین ماشہ سب کو ملا کر علی الصباح اور شب کو سوتے وقت کھلائیں۔ اور یہ روغن بنا کر عضو ماؤف پر مالش کریں۔ نسخہ:۔ برگ چمپیر سبز کا پانی، دھتورہ سبز کا پانی، ارنڈ سبز کا پانی۔ مدار سبز کا پانی، ستیاناسی سبز کا پانی ہر ایک ایک پاؤ، پہلے ڈھائی پاؤ روغن کنجد خالص کو آگ پر سرخ کریں۔ پھر اس میں پانچ عدد کچلہ جلا کر ایک تولہ سیاہ مرچ چھوڑ دیں تاکہ وہ بھی جل جائے اسکے بعد سب پانی ڈال کر جلالیں۔ اور روغن کو چھان کر بوتل میں رکھیں۔ اس روغن کی دونوں وقت مالش کریں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) اکسیر فالج:۔ میٹھا تیلیہ مدبر، ۲ ماشہ، سیماب ۹ ماشہ کچلہ مدبر ۸ ماشہ زنجبیل، سہاگہ بریاں ایک تولہ، گندھک آملہ سار ایک تولہ، جائفل ۶ ماشہ، زعفران تین ماشہ، فلفل دراز ایک تولہ، مالکنگنی ایک تولہ، مرچ سیاہ، تولہ، خرمہرہ زرد سوختہ ۱۱ عدد، آب ادرک ۵ تولہ، آب کیلہ ۵ تولہ۔ اول سیماب و سیسہ کا عقد کریں۔ اور دوسری دواؤں کو کوٹ چھان کر باریک کرلیں۔ پھر ان سب کو پہلے تو آب ادرک میں کھرل کریں۔ اسکے بعد آب کیلہ میں ۴ گھنٹہ تک کھرل کر کے حبوب بقدر دانہ موٹھ بنا کر خشک کرلیں تنقیہ کے بعد ایک گولی پان میں رکھکر ہر روز رات کو سوتے وقت متواتر ۲۱ یوم تک کھلائیں اور دن میں کھانا کھانیکے بعد دو تین ماشہ آب ادرک ایک پیالی چائے میں ملا کر دیا کریں۔ اگر مریض پان میں دوا استعمال نہ کرسکے تو اُسے آب ادرک کے ہمراہ دے سکتے ہیں۔ دوران استعمال میں مناسب وقفہ سے مریض کو تین بار معمولی مسہل بھی دیدینا چاہیئے۔ اس نسخہ پر آل انڈیا ویدک اینڈ یونانی طبی کانفرنس کی طرف سے سند اور تمغہ بھی مل چکا ہے۔ گویا یہ نسخہ مصدقہ ہے اور فالج کا شرطیہ علاج ہے۔ بچہ کو نصف گولی دینی چاہیئے۔

(حکیم ہمایوں لائلپور)

(د) آپ اپنے بچہ پر پہونچے پر تیل کا مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کرائیں۔ نسخہ افیون خالص ایک ماشہ، تخم مالکنگنی ایک تولہ عقرقرحا تین ماشہ۔ روغن کنجد آدھ پاؤ، سب دوائیں روغن کنجد میں ہلکی آنچ پر جلائیں اور صاف کر کے رکھیں۔ اور رات کو سوتے وقت مالش کریں۔ (حکیم سید ابو علی رضوی)

(ہ) آپ کسی مقامی طبیب کے مشورہ سے بلغم کے منضج اور مسہل کرائیں۔ اسکے بعد پھر جوگراج گوگل اور نرائن تیل استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہو جائیگا (حکیم تاج الدین)

(و) آپ بچہ کے پہونچے پر روغن سنقنقور جند بید ستر والا ملیں۔ اور تقویت اعصاب کے لئے حب ذاراقی ایک عدد خمیرہ گاؤزبان میں ملا کر استعمال کرائیں (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۲۳) عوارض زکام:۔ آپ غدہ پر سہاگہ بریاں کہن میں ملا کر لگائیں اور زکام کا علاج کسی مقامی طبیب سے کرائیں (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ب) اس غدد کو نکلوا دیجئے۔ بہترین علاج یہی ہے۔ آپریشن بالکل معمولی اور بےضرر ہے۔ کچھ خوف نہ کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ج) اسطوخودوس ۱۰ ماشہ، گل گاؤزباں۔ تخم مورد، کشنیز ہر ایک تین تولہ، تخم کاہو دو تولہ چار ماشہ، اجوائن خراسانی، پوست خشخاش، ہر ایک پونے نو تولہ تخم خشخاش سفید ۱۱ تولہ آٹھ ماشہ، رات کو ڈیرہ سیر پانی میں بھگو کر جوش دیں۔ جب نصف پانی رہجائے تو چھان کر ڈھائی پاؤ شکر سفید ملا کر شربت کا قوام تیار کریں، اسکے بعد حسب ذیل اشیا سفوف کر کے ملا دیں گلسرخ۔ کشنیز رب السوس، نشاستہ گندم، گوند ببول، کتیرا، مرکی ہر ایک ساڑھے سترہ ماشہ۔ مقدار خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک ہمراہ عرق گاؤزباں، جہاں غدد پیدا ہوگیا ہے اُس مقام پر مردار سنگ سرکہ میں گھسکر لگائیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) آپ معجون اسطوخودوس صبح و شام ہمراہ حریرہ مغز بادام ایک تولہ، مغز کدو شیریں، ایک تولہ، مغز خیارین ایک تولہ، مغز پیٹھا ایک تولہ بادیان چار ماشہ، مغز کشنیز چار ماشہ مصری تین تولہ دیں۔ اور سر پر روغن خشخاش کی مالش کریں۔ اور جند بید ستر اور کاسفل کی نسوار بنا کر ناک میں ڈالیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) سفید قلعی۔ مردار سنگ، قلمیائے نقرہ، سرب سوختہ ہموزن لیکر روغن گل میں حل کریں اور اس دوا سے بتی تر کر کے ناک میں رکھیں اور نارجیل دریائی ۲ سرخ قدرے پانی میں گھسکر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم یار محمد گوندانی)

جوابات

(۱۲۱) **احتلام وغیرہ** :- جلق کی وجہ سے ذکاوت حس کی شکایت ہے اور احتلام وجریان کا سبب بھی یہی ہے جب تک ذکاوت حس کا علاج نہ کیا جائے اس وقت تک کامیابی ممکن نہیں۔ آپ سفوف مصلح مادۂ تولید اور حب امساک کا استعمال کریں۔ ان کے نسخے ہمدرد صحت کی اشاعت بابتہ ماہ اگست ۳۵ء میں ملاحظہ فرمائیے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ب) :- آپ نے صرف رائے دریافت فرمائی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی مستند حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ کیجئے اور کچھ عرصہ تک جبکہ اس کا علاج کئے جائیے۔ ان امراض کے متعلق بدقسمتی سے تجارت پیشہ عطائیوں نے سخت غلط فہمیاں پھیلادی ہیں۔ وہ لوگ کہیں سے ایک آدہ نسخہ حاصل کر کے اور دوا تیار کر کے اشتہار دیتے ہیں اور ہر اشتہار میں یہی لکھا جاتا ہے کہ یہ دوا جریان اور کثرت احتلام یا ضعف باہ کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور حلق سے نیچے اُترتے ہی اپنا اثر دکھاتی ہے ان اشتہارات کو جن میں سے ایک بھی سچا نہیں ہوتا پڑھتے پڑھتے عوام کے ذہن میں یہ بات نقش ہو گئی ہے کہ احتلام جریان اور ضعف باہ کے لئے جو دوائیں ہوتی ہیں وہ ایک دو روز میں مریض کو اچھا کر دیتی ہیں۔ اس اعتقاد کے ساتھ جب وہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور پھر یہ دیکھتے ہیں کہ اسکے علاج سے چار چھ روز میں بھی کوئی نفع نہیں ہوا تو انہیں بددلی اور بد اعتقادی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک کو چھوڑ دوسرے کو پکڑ پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ اور مریض کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ مریضوں کو سمجھنا چاہیئے کہ انسان کی بنائی ہوئی ذراسی کوئی مشین جب خراب ہو جاتی ہے تو اسی کی مرمت بسا اوقات دشواری نہیں بلکہ محال ہو جاتی ہے تو پھر خدا کی بنائی ہوئی اس پیچیدہ مشین کو جب ہم خراب کر دینگے تو کوئی مستری کیسے اسے ایک دو روز میں درست کر دیگا۔ آلاتِ تولید کا نظام بہت کافی پیچیدہ ہے اور اعصاب کا نظام اس سے بھی زیادہ پیچیدہ اور نازک۔ جب ان نظاموں میں کوئی مستقل خرابی لاحق ہو جاتی ہے تو ہوشیار سے ہوشیار طبیب بھی بعض اوقات اسے دور کرنے سے عاجز رہتے ہیں۔ ایسے امراض میں ضرورت اسی بات کی ہے کہ معالج ہوشیار اور تجربہ کار ہو، اور مریض صبر وسکون کا پابند۔ مریض کی حالت کی مناسبت سے نسخہ تجویز ہو اور طبیب کو برابر مریض کے دیکھنے کا موقع ملتا رہے۔

(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) کافور ایک حصہ، گیلک ایسڈ دو حصے، افیون تین حصے۔ صمغ عربی نصف حصہ، سب کو پانی میں حل کر کے گولیاں بقدر ماش بنائیں اور علی الصباح ایک گولی کھا کر اوپر سے آدہ پاؤ پانی میں تین رتی پوٹاشیم برومائڈ ملا کر پی لیں گولی دونوں وقت استعمال کریں۔ پندرہ بیس یوم کے بعد جو کچھ حالت ہو اس سے اطلاع دیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) آپ ہمدرد صحت کے اعادۂ شباب نمبر سے طلا رجالینوس اور اکسیر اعظم شمسی کے نسخے دیکھکر تیار کریں۔ ان سے رفت ہر قسم اور خارجی عوارض کا مکمل طور پر ازالہ ہو جائیگا۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۲۲) **فالج** :- آپ نے یہ تحریر نہ فرمایا کہ فالج ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا، اور کتنی مدت میں بچے کو اتنا آرام ہوا ہے۔ مفلوج اعضاء دوبارہ اپنی قوت حاصل کرنے میں بہت وقت لیتے ہیں یا تو وہی دوائیں ابھی استعمال کرائے جائیے یا حسب ذیل نسخہ استعمال کیجئے۔

پٹاسی آیوڈائڈ	۲ گرین
ٹنکچر نکس وامی کا	۲ بوند
ٹنکچر جنشین کمپاؤنڈ	۸ بوند
سیرپ آرنشیائی	۲۰ "
پانی اتنا کہ	نصف اونس ہو جائیے

یہ ایک خوراک ہے۔ ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ بعد غذا دیں۔ غذا میں انڈے، گوشت، اور پھل خوب استعمال کرائیں۔ مالش کیلئے لنی منٹ کیمفر چار اونس لیکر رکھ لیں اور دونوں وقت اسکی مالش کیا کریں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

اسپرٹ امونیا ایرومیٹک	۲۰ بوند	
اسپرٹ کلوروفارم	۱۵ ،،	
پانی اتنا کہ سب	ایک اونس ہو جائے	(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہیراہینگ، کافوردیسی، جند بید ستر، افیون، سب ہموزن لیکر کالی مرچوں کے برابر گولیاں بنالیں، اور صبح و شام ایک ایک گولی دو گھونٹ پانی کے ساتھ کھلائیں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج)؛۔ یہ عصبی مرض ہے خط و کتابت سے علاج مناسب نہیں کسی مقامی لائق طبیب سے رجوع کریں (حکیم ہمایوں)

(د) آپ مریضہ کو عرق عنبر ہمراہ شربت انار شیریں استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ (حکیم تاج الدین)

(ہ) آپ مریضہ کو مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرکے استعمال کرائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ نسخہ:۔ آملہ مصفیٰ شیر پروردہ ۱۰ تولہ، غنچہ گل سرخ چار تولہ، کشنیز خشک، عود ہندی، مصطگی رومی طباشیر کبود ہر ایک تین ماشہ، صدف صادق سوختہ چار ماشہ، سماق تین ماشہ، آب لیموں کاغذی چار تولہ، مصری آدھ سیر عرق گلاب پاؤ بھر عرق کیوڑہ پانچ تولہ عرق بید مشک ۵ تولہ بدستور معروف مفرح تیار کریں اور علی الصباح بقدر ۶ ماشہ ہمراہ عرق بید مشک استعمال کرائیں۔ (حکیم یار محمد کبروائی)

(و) آپ مریضہ کو مندرجہ ذیل نسخہ تیار کرا کے استعمال کرائیں۔ نسخہ:۔ جدوار بنفشجی، جواہر مہرہ خورد، کشتہ یشب، کشتہ عقیق، کشتہ مرجان ہر ایک ایک تولہ، کشتہ زمرد، ورق نقرہ، طباشیر، الائچی خورد، الائچی کلاں زرد رد، ہر ایک نو ماشہ، مروارید ناسفتہ تین ماشہ، تمام ادویہ کو کھرل کریں، اور بقدر ایک ماشہ صبح و شام ہمراہ شربت سنگترہ استعمال کرائیں۔ ہفتہ عشرہ میں نمایاں فائدہ نظر آئیگا (حکیم شمس الحق امرتسر)

۱۲۱) **سیاہ سنگی**؛۔ کوئی جواب نہیں آیا۔ (مینجر ہمدرد صحت)

۱۳۰) **کالی کھانسی**؛۔ دن رات میں چار پانچ مرتبہ ایک ایک ماشہ روغن نارجیل چٹا دیا کریں۔ چند یوم کے استعمال سے شکایت رفع ہو جائیگی۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) یہ نسخہ استعمال کیجئے:۔

ٹنکچر بیلاڈونا	۵ منم	یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ۔ اگر بچے کو دینا ہو تو چار کا ایک ایک چمچہ ایک خوراک میں دیں۔
ٹنکچر لوبیلیا ابنھر	۱۰ ،،	
ٹنکچر سِلا	۱۰ ،،	
وائینم آئی بیکاک	۱۰ ،،	
ٹنکچر کیمفر کمپاؤنڈ	۲۰ ،،	
سیرپ ٹولو	نصف ڈرام	
پانی اتنا کہ سب	ایک اونس ہو جائے۔	

(ج) نشاستہ، گوند کیکر، افیون، رب السوس ہموزن لیکر موٹھ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک سال کے بچے کو ایک گولی، دو سال کے بچہ کو دو گولیاں اور تین سال سے آٹھ سال تک کے بچہ کیلئے تین گولیاں صبح و شام پانی کیساتھ دیں۔ (حکیم ہمایوں لائل پور)

(د) جوا کھار۔ دار فلفل فلفل سیاہ، نمک لاہوری ہر ایک چار ماشہ، اناردانہ ایک تولہ، نمک سیاہ ایک تولہ کوٹ چھان کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور صبح و شام ایک ایک گولی کھلائیں۔ (حکیم تاج الدین)

(ہ) نمک چرچٹہ چار رتی خمیرہ گاؤزباں میں ملا کر استعمال کرائیں انشاء اللہ دو چار دن میں فائدہ ہو جائیگا۔ (حکیم شمس الحق)

۱۳ **تعطل شہوت**؛۔ جس مرد میں اتنی مردانگی بھی نہیں کہ وہ دو یا تین مہینے تک اپنے جذبات پر قابو رکھ سکے اسے پہلے

(و) آپ اپنے والد صاحب کی ناک کے باہر احتیاطاً تمام جونکیں لگوا دیں ۔ اور نزلہ و زکام کی شکایت کے واسطے ہمدرد دواخانہ سے خمیرہ نزلی جواہر والا منگا کر استعمال کرائیں ۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا ۔ (حکیم تاج الدین)

(۱۲۴) **پسینہ** ۔ نسخہ لکھنے سے قبل آپ کے قلب کا امتحان ضروری ہے (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ کا دل کمزور معلوم ہوتا ہے مقامی طبیب کے مشورہ سے کوئی مقوی دل اور مقوی اعصاب دوا استعمال کریں ۔
(حکیم تاج الدین)

(ج) اس مرض کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں ، بہتر یہ ہے کہ کسی مقامی قابل طبیب سے رجوع کریں (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۱۲۵) **کشتہ مرگانگ** :۔ کشتہ مرگانگ نیز ہر قسم کے کشتوں کی ترکیبیں ۔ معدن الاکسیر مؤلفہ حکیم فیروز الدین صاحب مرحوم میں ملاحظہ فرمائیے ۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) آپ کو کشتہ مرگانگ کس مقصد کے لئے درکار ہے ۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) کشتہ مرگانگ کے متعلق ایک مفصل مضمون آئندہ ماہ کے ہمدرد صحت میں ملاحظہ فرمائیگا ۔ (حکیم شانتی لال طبیہ کالج دہلی)

(۱۲۶) **رسولی** :۔ غالباً یہ ایک غیر مہلک قسم کی رسولی ہے چونکہ ابھی بہت چھوٹی ہے اور تکلیف بھی کچھ نہیں دیتی اس لئے ابھی یونہی رہنے دیجئے جب کافی بڑی ہو جائے تو نکلوا دیجئیگا ۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) گلٹی پر روغن اکسیر خنازیر ہمدرد دواخانہ سے منگا کر لگائیں ۔ یہ روغن اسکے لئے بھی مفید ہے (حکیم یار محمد کوروائی)

(ج) جدوار اصلی ایک تولہ ، گوگل ایک تولہ ، اشق الکیتولہ ، ہلدی ایک تولہ سب چیزوں کو باریک پیس کر مغز کھیکوار میں ملا کر ضماد بنائیں اور گلٹی پر لگا کر برگ نیب پختہ باندھ دیں ۔ انشاء اللہ بتدریج تحلیل ہو جائیگی ۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آدھ پاؤ بکری کے گردے کی چربی میں چھ ماشہ پارہ چھ گھنٹہ تک مسلسل کھرل کر کے رکھیں ۔ اور دن میں دو تین مرتبہ گلٹی پر مالش کریں ۔ چند یوم کے استعمال سے گلٹی ناپید ہو جائیگی ۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۱۲۷) **عوارض کثرت جماع** :۔ اس قسم کی دواؤں سے بازار بھرے پڑے ہیں ۔ جو دوا مناسب حالات معلوم ہو خرید کر استعمال کیجئے ۔ بلحاظ اثرات تقریباً سب یکساں ہیں ۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) پہلے تو آپ جواب ۱۲/۱ پر عمل کریں ، اسکے ساتھ ساتھ طلائے اسرار خارجی طور پر استعمال کریں ۔ انشاء اللہ شفا ہوگی ۔
نسخہ طلائے اسرار :۔ عنبر اشہب ۲ ماشہ ، مومیائی کالی ۲ ماشہ ، روغن بلسان ، روغن زیتون ہر ایک ڈھائی تولہ مصطگی رومی ایک تولہ ، سب کو آتشی شیشی میں ڈال کر نرم آگ پر پکائیں ۔ پھر کھرل کر کے حسب دستور کام میں لائیں ۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) جواب سوال ۱۲/۱ پر عمل کریں ۔ (حکیم شمس الحق خاں امرتسر)

(د) مغز تخم تمر ہندی بریاں آدھ پاؤ ، خرالطین مصفےٰ ایک چھٹانک ، اسگند ناگوری ، خولنجان ہر ایک دو تولہ ، دواؤں کو باریک کر کے ہموزن شکر سفید ملا کر رکھیں ۔ خوراک سوا تولہ صبح سوا تولہ شام ہمراہ شیر گاؤ ۔ خارجی طور پر حسب ذیل دوائیں استعمال کریں ۔
روغن سانڈہ ، چربی شیر ، چربی مینڈک صحرائی ، روغن بیربہوٹی ، سب کو ہموزن لیکر یکجا کر کے رات کو سوتے وقت نصف گھنٹہ تک آہستہ آہستہ مالش کریں ۔ تاکہ روغن جذب ہو جائے ۔ اسی طرح اگر دن میں موقع ملے تو استعمال کریں ۔ آپ سردے سے عضو کو بچائیں پھر کچھ باندھنے کی ضرورت نہیں کم سے کم داخلی و خارجی ہر دو دوا دو یہ دو ماہ تک استعمال کرنی چاہئیں ۔ انشاء اللہ صحت ہوگی ۔

(حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(۱۲۸) **ہذیان** :۔ آپ کچھ عرصہ تک انہیں یہ نسخہ استعمال کرائیے :۔

پٹاسی برومائڈ	۱۰	گرین
ٹنکچر ویلیرین ایمونی ایٹا	۱۵	بوند
ٹنکچر ایسا فیٹڈا	۱۰	"

یہ ایک خوراک ہے ایسی ایسی تین خوراکیں روزانہ ۔ اسکے علاوہ فرینڈول کی تین چار شیشیاں بھی پلا دیجئے ۔ اسکی ترکیب استعمال بوتل کے ہمراہ ملیگی ۔ پیٹنٹ دوا ہے ۔

سوالات؟

ضوابط اندراج

(۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہے لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کیا جا سکتا
(۲) سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے +
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں +
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنہ فی سطر کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہئیں +
(۵) پانچ چھ سطرے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جسکا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہو سکیگا +
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ تعمیل نہیں ہو سکیگی +
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونی چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا +

---

(۱۳۵) تپ دق کیلئے سہل الحصول اور زود اثر علاج سے مطلع فرمائیے۔ (خریدار نمبر ۱۱۹۱)

(۱۳۶) شنک کیا دوا ہے، اور وہ اصلی و نقلی کس طرح بنائی جاتی ہے۔ ان کے خواص کیا ہیں۔ (خریدار نمبر ۲۹۱۶)

(۱۳۷) میری عمر ۵۵ سال ہے۔ مدت سے ناف ٹل جانیکا عارضہ ہے۔ جوانی میں تو ماؤف جگہ پر درد کے سوا دوسری کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی اور ملوانے سے رفع ہو جاتی تھی، اب عرصہ دس سال سے جب ناف ٹلتی ہے تو اس وقت کھانا کم کھایا جاتا ہے۔ وہ بھی بخوبی ہضم نہیں ہوتا سر میں درد اور پاؤں کے تلووں میں جھنجھناہٹ ہو جاتی ہے جس سے طبیعت پریشان رہتی ہے، اطبائے کرام غور فرما کر بہتر علاج تجویز فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۴۷۶)

(۱۳۸) سجی سے نمک سیاہ بنانیکی سہل سے سہل ترکیب مطلوب ہے۔ اطبا توجہ سے جواب عنایت فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۳۲۵۰)

(۱۳۹) سرخ کاہی کو روغن کرنیکی مجرب ترکیب اور شیر زق جیسے کہنہ لنگ بھی کہتے ہیں مطلوب ہے۔ احباب توجہ فرما کر شکر گذار فرمائیں۔ (ڈاکٹر عبدالحمید چغتائی)

(۱۴۰) یکسچر یا جوب کے ایک ایسے نسخے کی ضرورت ہے جو ہر قسم کے بخار میں استعمال کیا جا سکے۔ اور جو شدید سے شدید بخار کے دوران میں بھی استعمال کرایا جا سکے، کسی واقعی مجرب نسخہ کی ضرورت ہے طفل تسلی مطلوب نہیں۔ (حکیم اکرسین)

(۱۴۱) ایک بارہ سالہ غیر شادی شدہ لڑکی کے دائیں بازو پر کبھی کبھی درد کا سخت دورہ پڑتا ہے اور بازو متورم بھی ہو جاتا ہے۔ تین سال سے اس شکایت میں مبتلا ہے حیض بھی جاری ہو گیا ہے۔ (ایک خریدار)

(۱۴۲) کشتہ شنگرف اور کشتہ سہ دھاتہ (قلعی سیسہ جست) تیار کرنے کی مجرب اور آسان ترکیب مطلوب ہے۔ حکما اور وید صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ تجربہ شدہ تراکیب سے مطلع فرمائیں۔
بطور دوا کیا کشتہ جات کے استعمال سے کچھ نقصان ہوتا ہے؟ حکیم عبدالمالک (خریدار نمبر ۳۸۹)

(۱۴۳) جگر کے اوپر جہاں دونوں پسلیاں ملتی ہیں۔ ایک نرم سی ہڈی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ عام لوگ کہتے ہیں کہ اس مقام پر کوئی ہڈی نہیں۔ حذاق ارشاد فرمادیں کہ اس کا کیا سبب ہے اور اسکی موجودگی سے کیا نقصان ہے۔ اس ہڈی کو دبایا جائے تو معمولی سا درد ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی تکلیف نہیں۔ (خریدار نمبر ۳۴۵۵)

(۱۴۴) مجھے ایک نسخہ کی ضرورت ہے۔ جو ورم خنازیر کو بآسانی پھاڑ ڈالے، اور جس سے کوئی تکلیف بھی نہ ہو۔ نسخہ دو چار دواؤں سے

اپنے ضعف اعصاب کا علاج کرانے کی ضرورت ہے۔ جن لوگوں کی زندگی پر انکی عقل نہیں، بلکہ انکی خواہشات نفسانی حکمرانی کیا کرتی ہیں انہیں اپنے آپ کو مرد کہنے کا کوئی حق نہیں پہونچتا خواہشوں کے غلام ہونا مرد کی شان سے بعید ہے۔ آپ دوا کے بغیر اس کوشش میں کامیاب ہو سکتے ہیں طبیعت پر ذرا سے جبر کی ضرورت ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) آپ مندرجہ ذیل قاطع باہ نسخہ استعمال کریں۔ نسخہ:۔ تخم سداب ۱۳ ماشہ، اصل السوس نو ماشہ، گل انار ۲۲ ۱/۲ ماشہ، تخم کاہو ۹ ماشہ، گل نیلوفر ۴ ماشہ، سب چیزوں کو پانی میں پیس کر چھان لیں اور سکنجبین سادہ ملا کر پی لیں۔ چند روز کے ہی استعمال سے مقصد حل ہو جائیگا۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج)؛۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اس قسم کی دواؤں کے استعمال سے پرہیز کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(د) میرے خیال میں خارجی نسخہ کا استعمال زیادہ مضر ثابت ہوگا آپ کیلئے کا پانی ۵ تولہ چار پانچ روز تک استعمال کریں۔ یہی کافی ہوگا۔ (حکیم تاج الدین)

(ہ) تخم خرفہ سیاہ تخم کاہو ہر ایک ۱۰ درم کشنیز خشک اسپغول ہر ایک تین درم، گلنار فارسی، گل نیلوفر ہر ایک دو درم کافور نصف دانگ سب چیزوں کو ایک کر کے بقدر دس ماشہ پانی کے ساتھ ایک ہفتہ تک استعمال کریں۔ (سید محبوب شاہ گیلانی)

(۱۳۲) **خضاب**:۔ میرے تجربہ میں ابتک کوئی دوا ایسی نہیں آئی جسکے استعمال سے بال سیاہ نکلیں۔ (حکیم اکبر حسین)

(ب)؛۔ مہندی اور وسمہ ہر دو ہموزن ملا کر لگایا کریں۔ آپ کا مقصد حل ہو جائیگا۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) اس قسم کے خضابوں کے بعض اشتہار مختلف پرچوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں، غالباً آپکی نظر سے بھی گذرے ہونگے مجھے ان کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔ آپ منگا کر تجربہ کر دیکھئے شاید کوئی صحیح ہی نکل آئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(۱۳۳) **ضعف ہاضمہ**:۔ آپ یہ نسخہ چند روز استعمال کرائیے:۔

سوڈا بائیکارب	۲۰ گرین	یہ ایک خوراک ہے، ہر مرتبہ کھانا کھانے کے ایک گھنٹہ بعد ایک خوراک استعمال کرائیے۔
سوڈا سائیٹراس	۱۰ "	
ٹنکچر جنجر	۱۰ منم	
سیرپ آرنیشیائی	ایک ڈرام	
پانی اتنا کہ سب	ایک اونس ہو جائے	(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) ہڑ سیاہ بریاں بروغن بادام ایک حصہ۔ بادیان نصف حصہ دونوں چیزوں کو باریک کر کے رکھیں اور صبح دوپہر اور رات کو سوتے وقت ایکماشہ قدرے پانی سے کھلا دیا کریں۔ غذا میں دہی ضرور استعمال کرائیں اور غذا زود ہضم اور ملائم ہونی چاہیئے اور اسکی مقدار بھی آدھی سے کچھ ہی زیادہ ہونی چاہیئے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ مریضہ کو ہمدرد دواخانہ کا شربت فولاد منگا کر استعمال کرائیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا (حکیم تاج الدین)

(د) بدہضمی پرانی ہے، اصولی علاج کی ضرورت ہے مہینہ دو مہینہ تک مسلسل کسی مقامی طبیب سے علاج کرائیں (حکیم ہمایوں)

(ہ) معجون دبید الورد ۶ ماشہ صبح و شام ہمراہ عرق برنجاسف عرق نعناع اور عرق الائچی استعمال کرائیں، اور کھانے کے بعد دونوں وقت معجون سنگدانہ مرغ چھ چھ ماشہ دیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(و) دہی کا پانی ایک سیر، کاغذی لیموں کا پانی آدھ سیر، آب ادرک تین تولہ، بیخ چیتہ ایکتولہ فلفل سیاہ ایکتولہ سہاگہ بریاں نمک لاہوری تین تولہ، دواؤں کو پیس کر آب ہائے مذکورہ بالا میں ملائیں اور شیشے کی بوتل میں محفوظ کر کے گیارہ دن تک دھوپ میں رکھیں۔ اور تین تولہ روزانہ استعمال کرائیں۔ (حکیم یار محمد کوہ دائی)

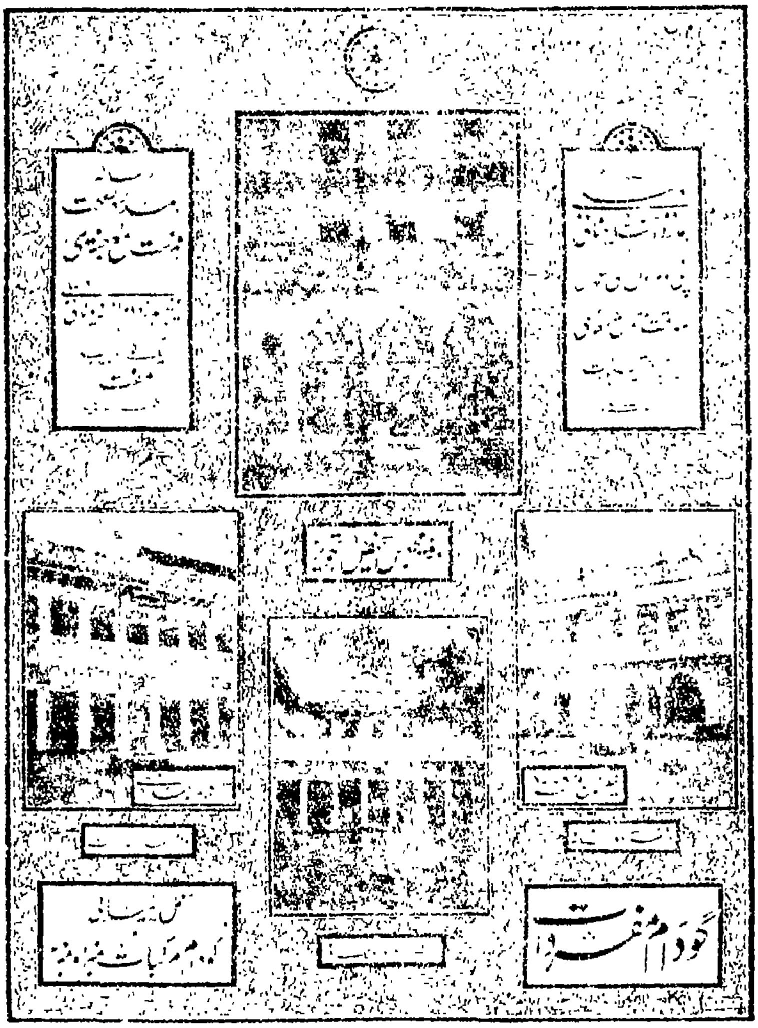
(۱۳۴) **ریاح باسوری**:۔ خود مرض تشخیص کر لینے کی بجائے بہتر ہوتا کہ آپ مرض کی علامات یعنی اپنی شکایات تحریر فرما دیتے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) وجہ تسمیہ۔ نقصانات۔ علامات۔ اور اسباب مرض کی تفصیل کیلئے تو رسالہ کے کئی صفحات درکار ہونگے۔ بہر حال ریاح باسوری پر ہی کیا منحصر ہے۔ جملہ امراض قابل علاج ہیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

جس کی بیش بہا خدمات اور ترقیاں طب یونانی کیلیے باعث فخر ہیں

اور بد اندیشوں اور نقالوں کیلیے موجب اضطراب و پریشانی



دنیا میں یونانی ادویات کے سب سے بڑے اور مکمل منظم دواخانہ کی جدید عالیشان عمارات
جن کا افتتاح ہز ایکسیلنسی یمین السلطنت راجہ راجایان مہاراجہ بہادر سرکشن پرشاد جی سی آئی ای
صدر اعظم مملکت آصفیہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۲ء کو نمایان ملک کی موجودگی میں فرمایا

مرکب ہو۔ (مستری عبدالحمید شاہد)

(۱۴۵) کیا کوئی ایسے پتے یا بوٹی ہے جسکے پتے چائے کی پتیوں سے مشابہ ہوں۔ اس کا رنگ اور جوش کیا ہوا پانی بھی چائے کی طرح ہو، غیر ضرر بھی ہو اور ہر جگہ با فراط مل سکتی ہو۔ مجھکو ایک نسخہ کے لئے اس بوٹی کی ضرورت ہے۔ لیکن معروف نام معلوم نہیں ہے (غوث محی الدین)

(۱۴۶) دس سال سے میرا دایاں فوطہ متورم ہوگیا ہے۔ نہ ابتداءً کسی قسم کی تکلیف ہوئی اور نہ اب ہے، وزن ڈیڑھ پاؤ سے زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر ایکطرف بیٹری کی روشنی کی جائے تو دوسری طرف سرخ نظر آتا ہے۔ خارجی و داخلی علاج کرایا گیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ براہ کرم حکماء حاذق کوئی علاج تجویز فرمائیں جس سے بلا اپریشن اس مرض سے رستگاری ہوجائے

(خریدار نمبر ۳۵۱۹)

(۱۴۷) دو سال ہوئے کہ میرے دائیں پاؤں کے انگوٹھے میں سانپ نے کاٹا اس وقت جو دوا استعمال کی گئی اسکا اجزاء خاص ریٹھا اور پھٹکری تھے۔ پہلے تو سیاہ رنگ کا خون جاری رہا، اسکے بعد سرخ آتا رہا۔ اس سال موسم سرما میں جو خوراک خصوصاً استعمال کیگئی اس کا جزو اعظم پیٹھہ ہمراہ شیر تھا۔ دوران استعمال میں جسم دردناک رہا، اور اسکے بعد تکلیف کر اور دائیں ٹانگ میں اینٹھن ہوگئی جس سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ معجون کچلہ استعمال کرنے سے فائدہ ہوگیا۔ اب پھر کبھی کبھی دائیں جوڑ اور پنڈلی میں کوئی ٹھوس سی چیز اٹکی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ ورزش کا عادی ہوں، کثرت جماع سے بھی محترز ہوں جسم طاقتور ہے۔

(خریدار نمبر ۲۹۰۶)

(۱۴۸) بعض حضرات تیل کی مالش کراتے ہیں اور پھر غسل کے بعد تمام جسم کو ایک ملائم تولیہ سے ملوانے یا رگڑوانے ہیں جسکو انگریزی میں مساجنگ Massage کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اگر عضو مخصوص پر بھی مساجنگ کیا جائے خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ اسکی رگیں مردہ ہو چکی ہوں تو کیا اثر ہوگا؟ میرے دوست کی عمر پچاس سال ہے۔ مگر ورزش اور مساج ان کے لئے ایک حد تک شباب آور ثابت ہوئی۔ ان کو امید ہے کہ شاید یہ قوت بھی اسطرح عود کر آئے۔ اگر کسی کتاب یا رسالہ میں اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہو تو اس کا پتہ درکار ہے۔ یہ بھی دریافت طلب ہے کہ انجکشن کا علاج اس مرض میں کس حد تک مفید یا مضر ثابت ہوا ہے۔ (ایک خریدار)

(۱۴۹) اطبائے کرام سرمہ کے مندرجہ ذیل نسخہ کے اجزاء پر غور کر کے مطلع فرمائیں کہ آیا یہ نسخہ مقوی بصر ہے اور بیاض کہنہ اور دیگر امراض چشم کو رفع کردیگا اگر کچھ ترمیم کی ضرورت ہو تو کردی جائے۔ نسخہ:۔ کل ستیاناسی ۳ ماشہ، میل سونا دو ماشہ، میل چاندی دو ماشہ، سرمہ صفاہانی مصفیٰ ایکتولہ، ورق نقرہ دو ماشہ، ورق طلا ایکماشہ، مروارید ناسفتہ یک ماشہ، کافور بھیمسینی ۴ رتی، پھول چنبیلی ۵ تولہ بیلا تھوتھہ تین رتی۔ (خریدار نمبر ۳۴۵۸)

(۱۵۰) خاکسار کو ایک ایسے مجرب المجرب نسخہ کی ضرورت ہے جسکے استعمال کرانے سے بچوں والی یا کنواری عورتیں حاملہ نہ ہوں نسخہ مجرب ہونیکے علاوہ کم قیمت بھی ہو اور نقصان دہ بھی نہ ہو۔ (خریدار نمبر ۳۰۸ بھی)

(۱۵۱) کتنے ہی نامی گرامی حکیموں اور ڈاکٹروں سے قیمتی اور حسب منشاء ادویہ اور طلا استعمال کرنیکے بعد ثابت ہوا کہ یہ سب ضرورتمندوں کو پھنسانے کے فنی ہتھکنڈے ہیں۔ مگر اس قدر تجربہ حاصل ہوجانیکے باوجود میں خواہشمند ہوں کہ کیا کوئی تدبیر ایسی ممکنات ہے ہے جو عضو مخصوص کو سوایا یا ڈیوڑھا موٹا اور لمبا کرسکے۔ اگر ہے تو براہ کرم مناسب مشورہ سے مطلع فرماکر شکر گذار فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۲۸۲۳)

(۱۵۲) ایک ۵۶ سالہ مریضہ ضیق النفس کے عارضہ میں عرصہ سے مبتلا ہیں اور نہایت کمزور ہوگئی ہیں، سردی کے زمانے میں یہ مرض نہایت تیزی پر ہوتا ہے اور اگر کھانسی کے ساتھ بلغم خارج نہیں ہوتا تو بیحد تکلیف ہوتی ہے مگر ایکسال سے یہ تکلیف اور بڑھ گئی کہ درد سر رہتا ہے اور پیشانی کے دائیں طرف کچھ آبلے پڑجاتے ہیں جنمیں سوزش اور نہایت شدید خارش ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اطبائے کرام کوئی مجرب علاج تجویز فرمائیں گے۔ (خریدار نمبر ۳۹۴۲)

(۱۵۳) مجھے ایک ایسی کم قیمت اور فوری اثر دکھلانے والی مجرب دوا کی ضرورت ہے جو بحالت نزع بیمار کو ہوش میں لاکر اس قابل بنالے۔

ماہوار مصور طبی رسالہ

ہمدرد صحت

یادگار

مجدد فن ہمدرد خلائق حکیم حافظ عبدالمجید مرحوم دہلوی

بانی ہمدرد دواخانہ (وقف) دہلی

حکیم حاجی عبدالحمید دہلوی

مقام اشاعت: ہمدرد منزل، لال کنواں، دہلی

سالانہ ایک روپیہ

کتبہ یوسف

19

AN ILLUSTRATED TIBBI MONTHLY

HAMDARD-I-SEHAT

FOUNDED IN MEMORY OF

THE LATE HAKIM HAFIZ ABDUL MAJEED DEHLAVI

FOUNDER OF THE HAMDARD DAWAKHANA DELHI.

"CHILD NUMBER."

CONTAINING thoughts of some of the greatest modern scientists on psychology of children, contributions from learned European and Oriental physicians on diseases of children and their treatments, also short interesting stories and poems on allied subjects from famous men of letters and poets. The important subject of child welfare was never so thoroughly dealt with in the Urdu language, and Hamdard-i-Sehat can be rightly proved of its achievement in this respect. Although a special number of a monthly magazine, it is more useful, comprehensive and interesting than many books on this subject. Its simple language makes it a very easy and interesting reading to the laymen also, and it is essential that no family should remain without a copy of this all-important publication.

It is also beautifully illustrated, and besides the photo-blocks of contributors, it contains other artistic and attractive pictures.

PRICE:

Special Edition As. 12. *Ordinary Edition As. 8.*



EDITOR
HAKIM HAJI ABDUL HAMEED

SUBSCRIPTION
YEARLY
ONE RUPEE.
HALF YEARLY
TEN ANNAS.

HAMDARD MANZIL, LAL KAUN DELHI.

SINGLE COPY
2
ANNAS

جلد (۴) مئی و جون ۳۶ء نمبر ۱۱ و ۱۲

فہرست مضامین

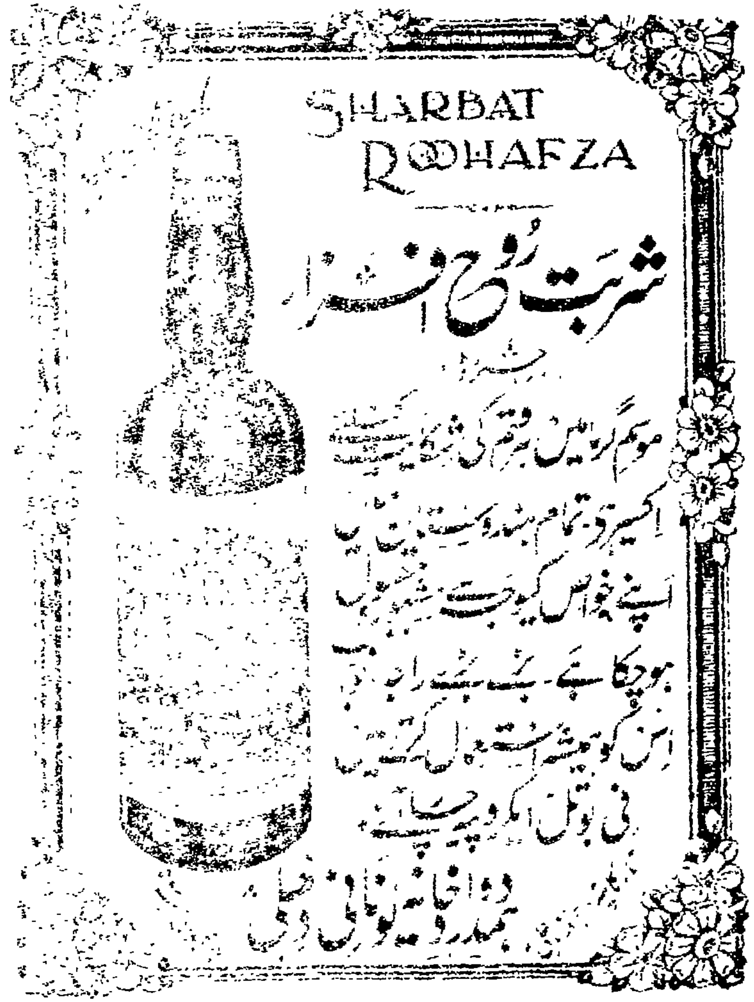
تصاویر:- (۱) اردن ہسپتال لہا (۲) کریم (۳) چینی سائنسدان عورت

قیمت سالانہ، ایک روپیہ — ممالک غیر سے تین شلنگ — فی پرچہ، ڈیڑھ آنہ

نوٹ

خریداران رسالہ ہمدرد صحت کی خدمت میں التماس ہے کہ خط وکتابت کے وقت اپنے نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت نہ فرمائیں۔

”مینیجر“


SHARBAT
ROOHAFZA
شربت روح افزا
اپنے خواص کی وجہ سے مشہور
ہو چکا ہے۔ بڑے بڑے راجہ
فی بوتل ایک روپیہ
دواخانہ ہمدرد یونانی دہلی



ہمدردِ صحت کو معنویت کا موقع دیں۔

اور دو سالوں میں یہ فخر صرف "ہمدردِ صحت" ہی کو حاصل ہے کہ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے ڈاکٹر اور فاضل اس کے لئے مضامین لکھتے، اور اس کی قدر کرتے ہیں، اور وہ سال میں ایک مرتبہ ایک نمبر ایسا شائع کرتا ہے کہ جو ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے اور جسے مجلد کرا کے یوروپین ماہرین فن بھی اپنے کتب خانوں میں محفوظ رکھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

"ہمدردِ صحت" کی ایک خصوصیت اور بھی ہے جو کسی طرح نظر انداز نہیں کی جا سکتی، اور وہ یہ ہے کہ یہ جس حد تک ماہرین فن کے لئے کارآمد و مفید ہے اسی حد تک عوام بھی اس سے استفادہ کرتے اور کر سکتے ہیں۔ دقیق سے دقیق اور بالکل خالص علمی مضامین بھی اس میں اس طریقے پر بیان کئے جاتے ہیں کہ عوام ان سے پورے طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس مختصر سی عمر میں "ہمدردِ صحت" کیا کچھ کر چکا ہے اس کا اندازہ آپ اس کے پچھلے فائل دیکھ کر لگا سکتے ہیں اور اگر آپ کچھ عرصہ سے اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں تو اس وقت تک اندازہ فرما چکے ہونگے۔ سال آئندہ کے متعلق غالباً آپ نے یہ فیصلہ بھی کر لیا ہوگا کہ خواہ اور تمام پرچے بند کر دیئے جائیں لیکن "ہمدردِ صحت" کو بند نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ گھر میں بچوں اور عورتوں کے لئے ذریعہ تعلیم ہے۔ لیکن اگر شاید کسی سبب سے آپ کا فیصلہ اس کے خلاف بھی ہوا ہو تو ہم آپ سے مؤدبانہ یہ درخواست کرنی چاہتے ہیں کہ آپ اپنے فیصلہ پر پھر ایک نظر ڈال لیں اور فرصت کے وقت ٹھنڈے دل سے یہ سوچیں کہ صرف ایک روپیہ کے خرچ کی وجہ سے "ہمدردِ صحت" جیسے مفید رسالہ کے بارہ پرچے چھوڑ دینا کہاں تک قرینِ دانائی و کفایت شعاری ہے۔

خریداری کا سلسلہ جاری رکھنے کی صورت میں آپ کے لئے زیادہ مفید صورت یہ ہوگی کہ ایک روپیہ منی آرڈر کے ذریعہ ارسال فرماویں۔ وی پی منگانے میں آپ کے تین آنے اور زیادہ خرچ ہونگے اور بالکل فضول۔

یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جن اصحاب کا چندہ جون ۳۶ء میں ختم ہو جائے گا، اگر ان کے پاس سے منی آرڈر یا کوئی اطلاع دفتر میں موصول نہ ہوئی تو جولائی کا پرچہ یعنی "عورت" نمبر مجبوراً بذریعہ وی پی ارسال کیا جائے گا اور اسے واپس کر دینے سے زیادہ اس پرچے پر اور کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔

نوٹ

اشاعت خاص کی الگ کوئی قیمت نہیں لیجاتی بلکہ ہر خریدار کو اسی ایک روپیہ میں جو "ہمدردِ صحت" کا سالانہ چندہ ہے گیارہ معمولی پرچے اور ایک اشاعت خاص کا پرچہ دیا جاتا ہے جو صاحبان جولائی ۳۶ء سے خریدار ہونگے انہیں پہلا پرچہ جو ملے گا وہ اشاعت خاص ہی ہوگا۔

نیاز مند

منیجر۔ "ہمدردِ صحت"

دہلی

اس پر ضرور ایک نظر ڈال لیجئے

ہمدرد صحت کے قدر شناسوں کی خدمت میں گذارش

"ہمدرد" نواز!

بعد ادب تسلیم۔ آپ کا "ہمدرد صحت" افضال ایزدی اور آپ کی نوازشوں کی بدولت اپنی عمر کا چوتھا سال پورا کر چکا۔ جو پرچہ اسوقت آپ کے ہاتھ میں ہے یہ مئی اور جون ۳۶ء کا مشترکہ پرچہ ہے اور اسی کے ساتھ چوتھا سال ختم ہو رہا ہے۔ دستور قدیم کے مطابق آئندہ سال کا پہلا پرچہ جو جولائی ۳۶ء میں شائع ہوگا سالگرہ نمبر ہوگا۔

اس سے پیشتر آپ غالباً دو یا شاید ایک خاص نمبر ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اگر آپ ابھی تھوڑے ہی عرصہ سے اس کے خریدار ہوئے ہیں تو ان گذشتہ خاص نمبروں کی شہرت تو ضرور ہی گوش گذار ہو چکی ہوگی۔ ہمیں اپنے منہ میاں مٹھو بننا اچھا نہیں معلوم ہوتا اس لئے ان اشاعت ہائے خاص کے متعلق اپنی طرف سے کچھ کہنا نہیں چاہیئے۔ جو کچھ دوسروں نے ان کے متعلق کہا ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر سن لیجئے۔ ماہرین علم طب کی جن میں حکیم، ڈاکٹر اور وید سب شامل ہیں یہ رائے ہے کہ "ہمدرد صحت" کا اعادۂ شباب نمبر دلچسپ اور مفید ہونے کے اعتبار سے لاجواب تھا۔ جیسے بلند پایہ اور بیش بہا علمی مضامین اس پرچے میں جمع کر دئے گئے تھے وہ کسی یوروپین طبی پرچے میں بھی یکجا نہیں مل سکتے اور اس ایک خاص نمبر کو پڑھنے کے بعد اعادۂ شباب کے متعلق کسی کتاب کے پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

خواص کی رائے آپ نے سن لی۔ اب ذرا عوام کے خیالات بھی ملاحظہ ہوں۔ اکثر اصحاب نے ہمیں یہ لکھ کر بھیجا ہے کہ یہ دیکھ کر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ ایسے دقیق مضمون پر یورپ اور امریکہ کے مشہور ترین حکماء کے خیالات کو ایسی سادہ اور سلیس زبان میں پیش کیا گیا ہے کہ ہم لوگ بھی بہ آسانی ان تحریروں کا مطلب سمجھ لیتے ہیں۔ متعدد اصحاب نے ہمارا تہ دل سے شکریہ ادا کیا ہے کہ ہماری حقیر کوشش انکے علم میں اضافہ کا باعث بنی۔

"الاطفال" یعنی گذشتہ سال کا سالگرہ نمبر اپنی بعض خصوصیات میں اپنے پیشرو سے بھی بہتر تھا۔ بچوں کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس پر بحث نہ کی گئی ہو اور یہ بحث کرنے والے سب کے سب بچوں کے امراض اور بچوں کی نفسیات کے مستند ماہرین تھے۔ اس اشاعت خاص کے متعلق بھی ملک کے ہر گوشے اور یورپ کے بعض مقامات سے جو رائے ظاہر کی گئی وہ یہی تھی کہ اردو ادب اسی طبی رسالے پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔

آئندہ جولائی میں "ہمدرد صحت" کا تیسرا سالگرہ نمبر شائع ہونے والا ہے اور اس کے لئے جو موضوع مقرر کیا گیا ہے وہ "عورت" ہے سالہائے ماسبق کی طرح اس مرتبہ بھی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ یہ پرچہ بھی ادب اردو میں اپنی نظیر آپ ہو، اسی لئے ہندوستان، یورپ اور امریکہ کے مستند اہل الرائے سے درخواست کی گئی ہے کہ عورت کی جملہ خصوصیات اور اس کی زندگی کے ہر شعبہ پر اظہار خیال کر سکے ہیں اور ہمارے سامنے [illegible]

ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت خاص!

عنوانات اور ترتیب کا سرسری خاکہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مارچ ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں ہم نے اپنی زبان کے رسائل کے خاص نمبروں اور سالناموں پر کچھ بعض خیالات پیش کئے تھے۔ وہ خیالات واقعی ایسے تھے کہ جن سے ہر شخص متفق نہیں ہوسکتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض خطوط ایسے آئے جن میں ہمارے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا۔ اور ان سے اتفاق ظاہر کرتے ہوئے انکی اشاعت کو ضروری قرار دیا گیا تھا بعض اصحاب نے خود کو ان سے متفق تو پایا لیکن انکی اشاعت کو غیر مناسب سمجھا۔ دو عنایت نامے ایسے بھی آئے کہ جن میں ان خیالات سے اختلاف کیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے ضروری بات جو عرض کرنی ہے وہ یہ ہے۔ اور شاید اُس مضمون میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے کہ یہ خیالات اتفاقاً زبان قلم پر آگئے۔ اور چونکہ انکی اشاعت سے کسی نہ کسی حد تک اصلاح حالات کی اُمید تھی اس لئے وہ ہمدرد صحت میں درج بھی کردئے گئے۔ ہمیں نکتہ چینی یا دل آزاری کبھی بھی منظور نہیں تھی اور نہ اب اسکے لئے تیار ہیں۔ اور نہ اس مضمون میں کسی خاص شخصیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا وہ بحیثیت کلی تھا۔ ہمارا خیال ہے، کہ اگر ہمارے آخر الذکر دونوں کرمفرما غور سے ان سطور کو ملاحظہ فرما لیتے تو غالباً وہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتے۔

بہرحال اس سلسلہ میں ہم اسوقت کچھ زیادہ عرض نہیں کرنا چاہتے۔ اگر موقع ہوا تو پھر کبھی وقت ذرا تفصیل سے گفتگو ہوگی موجودہ سطور میں تو ہمدرد صحت کی آئندہ اشاعت کے متعلق مختصراً کچھ ملاحظہ فرمائیے جو انشاءاللہ جولائی ۱۹۳۶ء کو شائع ہوگی

مذکورہ بالا مضمون میں آئندہ اشاعت خاص کے موضوع پر بھی اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اور "تجدید و اعادۂ شباب" اور "للاطفال" کی خاص اشاعتوں کے بعد اس موقع پر "عورت" کو آئندہ اشاعت خاص کا موضوع قرار دیا گیا تھا اسکے بعد ہم نے قلمی معاونین اور ناظرین کرام سے اظہار خیال کی درخواست کی تھی۔

توقع تھی کہ ہم اپریل کے پرچہ میں اس اشاعت کے عنوانات اور مضامین و ترتیب وغیرہ کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کردینگے تاکہ معاونین کو .... ہماری مدد کرنے میں آسانی ہو۔ لیکن افسوس کہ پچھلے مہینے میں ہمکو معذرت ہی کرنا پڑی۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں باختصار لائحہ عمل پیش کردیں۔

انتخاب موضوع کے متعلق اب تک جو کچھ ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے مجوزہ موضوع کو ہمارے ناظرین و معاونین نے بیحد پسند کیا ہے اور سب نے اس کو متفقہ طور پر ملک و فن کی موجودہ ضروریات کے مطابق قرار دیا ہے انتخاب کے وقت ہمارا خیال بھی یہی تھا کہ اس موضوع کو خواص و عوام دونوں ہی طبقوں میں پسند کیا جائیگا۔ شاید اسکی وجہ وہ مناسبت اور دلبستگی بھی ہو جو ہر مرد و عورت کے درمیان طبعی طور پر موجود ہوتی ہے۔

بہرحال ہم ناظرین ہمدرد صحت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ہماری تجویز کی تائید فرمائی۔ اور اس طرح ہمکو کافی سہولت بہم پہونچانے میں مدد کی۔

عام ناظرین کے علاوہ ہمارے بعض محترم کرمفرماؤں نے بھی حسب معمول اپنے خیالات تفصیل سے ظاہر فرمائے ہیں۔ اور اپنے بیش قیمت خیالات و مشوروں سے ممتاز و مفتخر فرمایا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے بعض خطوط کے ضروری اقتباسات اس وقت ناظرین کے سامنے پیش کریں۔

علم و حکمت کے خزانے

شائقین علم کے لئے ایک زرین موقع!

اُردو کی طبی صحافت میں ہمدرد صحت ہی وہ رسالہ ہے جو اپنی ظاہری اور باطنی خصوصیات کی وجہ سے ایک انقلاب آفرین دعوت اسی لئے اس کا خیر مقدم نہ صرف ہندوستان ہی کے طبی اور علمی طبقوں کی طرف سے کیا گیا بلکہ غیر ممالک کے ماہرین بھی اسی صف میں داخل ہو گئے آج سے چند سال پہلے کسی شخص کے خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ہماری طبی صحافت اسقدر کامیابی کے ساتھ منازل ترقی طے کرنے لگیگی ہمدرد صحت ہی وہ رسالہ ہے جس نے طبیب اور غیر طبیب اور عام و خواص کی ہر طبی ضرورت کو کماحقہ پورا کر دیا ہے اسکی اشاعت خاص جو ہر سال اسکی سالگرہ کی تقریب میں ۵ جولائی کو شائع ہوتی ہے اپنی نوعیت اور جامعیت کے لحاظ سے مشرقی زبانوں میں بالکل نئی چیز ہوتی ہے اور جسکی ضخامت تین سو صفحات سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

گزشتہ سال ہمدرد صحت کی جلدوں کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ صرف پندرہ بیس جلدیں مکمل کی جاسکی تھیں جو چند ہی روز میں شائقین علم نے حاصل کر لی تھیں۔ اب دفتر میں بھی گذشتہ سال کی صرف دو ہی جلدیں بطور فائل موجود ہیں۔ قدردانوں کے پیہم تقاضوں کا خیال کر کے کبھی کبھی خیال بھی کیا گیا کہ گذشتہ جلد کے بعض پرچے طبع کرالئے جائیں لیکن اسکے لئے موقع نہیں مل سکا۔

پہلے تجربے کو سامنے رکھکر تازہ جلد کے تقریباً پانچسو پرچے علیحدہ رکھے جاتے رہے تاکہ آخر میں یہ پانچسو جلدیں مکمل کیجا سکیں اور شائقین اس سے محروم نہ رہیں چنانچہ اب اس جلد کے تمام پرچے مکمل ہو جانیکے بعد دفتر میں یہ جلدیں مکمل کرالی گئی ہیں جو جولائی [illegible] سے جون [illegible] تک اور جولائی [illegible] سے جون [illegible] تک کے پرچوں پر مشتمل ہیں۔ اس میں ہمدرد صحت کی گذشتہ اشاعت ہائے خاص بھی شامل ہیں جو بجائے خود ایک جلد کا درجہ رکھتی ہیں اور جو "تجدید و اعادۂ شباب اور درازئ عمر" پر نیز بچوں کے متعلق ہر قسم کی جدید و قدیم معلومات کا انتہائی ذخیرہ ہیں۔ جلد بندی بھی رنگین کپڑے کی پختہ کرائی گئی ہے جسکے پشتے پر رسالہ کا نام وغیرہ مضروب ہے۔

اِن جلدوں میں کیا ہے؟

اس کا جواب اتنا مختصر نہیں ہے کہ اس ذراسی جگہ میں دیا جاسکے مجمل طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ [illegible] جلد میں ایک تو وہ مشہور زمانہ اشاعت خاص ہے جس کا موضوع "اعادہ شباب و درازی عمر" تھا اور اسکے علاوہ "ہمدرد صحت" کے گیارہ مہینوں کے گیارہ پرچے ہیں جن میں ہر ایک علم و حکمت کے جواہر ریزوں سے مالا مال ہے۔ [illegible] کی جلد میں "ہمدرد صحت" کے گیارہ معمولی پرچوں کے علاوہ ایک وہ معرکۃ الآرا اشاعت خاص ہے جسے "الاطفال" کا نام دیا گیا ہے اور جسمیں بچوں کی پرورش، انکی تربیت، انکی تعلیم، ان کے کھیل، ان کے عادات و اطوار اور ان کے امراض و علاج کے متعلق بہت سے ایسے نادر زمانہ مضامین ہیں کہ جنکی نظیر آپ انگریزی زبان کے طبی پرچوں میں بھی نہیں پاسکتی۔ بچوں کی تربیت و تعلیم کے متعلق آپ اس ایک پرچے سے اتنی معلومات حاصل کر سکتے ہیں جو بصورت دیگر کئی مستقل فنی کتابیں دیکھنے سے بھی بمشکل حاصل ہو سکتی ہے اور وہ فنی کتابیں بھی اُردو زبان میں کہیں موجود نہیں ہیں۔

"ہمدرد صحت" کے معمولی پرچوں میں علاوہ اُن بیش بہا علمی مضامین کے جو ماہ بماہ شائع ہوتے رہتے ہیں آپ کو اچھے اچھے حکیموں اور ڈاکٹروں کے مجرب اور آزمودہ صدہا نسخے ملیں گے جن میں سے ہر ایک کی قیمت یقیناً اس رقم سے بہت زیادہ ہو جو آپ کو ہمدرد صحت کی جلدیں خریدنے پر صرف کرنی پڑیگی۔

جو رقم صرف دو روپے فی جلد ہے۔ محصول ڈاک اسکے علاوہ۔

منیجر رسالہ "ہمدرد صحت" ہمدرد منزل لال کنواں دہلی

مرحال [illegible] تاہم اس سلسلہ میں اب خاص کوشش کیجائیگی۔ امید ہے کہ ناظرین اس اشاعت کو بہرحال مفید و بہتر پائینگے۔
اب ہم [illegible] مشکل ہے کہ اشاعت کے بعد اشاعت خاص کے کام پر اپنی توجہ کا بڑا حصہ صرف کرینگے اور اسکو دو ہی مہینے کی قلیل مدت
میں انشاء اللہ کامیاب بناکر ناظرین کی خدمت میں پیش کردینگے۔

اب ہم اپنے ناظرین کیلئے عموماً اور اپنے قلمی معاونین کیلئے خصوصاً آئندہ اشاعت خاص کے مشتملات و ترتیب وغیرہ کا خاکہ بغیر کسی تمہید کے پیش کرتے ہیں۔

ہمدرد صحت کی اشاعت خاص کی ضخامت تصویری صفحات کے علاوہ عموماً دو سو صفحات ہوتی ہے۔ گزشتہ سال "الاطفال" میں ضرورتاً آٹھ صفحات بڑھا دیئے گئے تھے اسکے بعد اگست ۳۵ء کی معمولی اشاعت بھی اسکے لئے وقف کرنی پڑی تھی۔ لیکن جس موضوع پر گذشتہ سال ہم نے طبع آزمائی کی تھی اسکی وسعت اور پہنائی پیش نظر موضوع کے مقابلہ میں بہت کم تھی یہاں جس طرف نظر جاتی ہے مضمونوں اور عنوانوں کا ایک غیر مختتم سلسلہ نظر آتا ہے کہ اگر کسی ایک عنوان پر توجہ کیجائے تو دو سو صفحات کا بھی کفایت نہ کرنا کچھ بعید امر نہیں ہے۔ ہم نے اس موضوع کا انتخاب کرنے کو تو کرلیا۔ لیکن اسکے بعد اکثر یہی مسئلہ سامنے آتا رہا کہ اس دریا کو کوزہ میں کس طرح بند کرنا چاہیئے۔ ہمارے خیال میں "عورت" کے موضوع کو ہمدرد صحت کی خاص اشاعت میں محصور کرنا حقیقتاً دریا کو کوزے میں بند کردینے کی کامیاب یا ناکام کوشش ہوگی۔

بہرحال اب آپ مندرجہ ذیل سطور میں مشتملات و ترتیب کا ایک سرسری نقشہ ملاحظہ فرمالیجئے۔ اسکے تیار کرنے میں ہمدرد صحت کی پہلی خاص اشاعتوں کی طرح یہ کوشش کی گئی ہے کہ اسکو نہ صرف طبیبوں اور معالجوں ہی کے لئے مفید اور مشعل راہ بنایا جائے۔ بلکہ غیر طبیب بھی اس سے یکساں طور پر مستفید ہوسکیں۔ اور صنف لطیف جو اس وقت ہمارے خاص مخاطب ہوگی وہ بھی اپنی دلچسپی اور افادہ کے کافی سامان مہیا پاسکے ہمارا خیال ہے کہ یہ اشاعت بھی پہلی اشاعتوں کی طرح **دو حصوں** منقسم ہونی چاہیئے پہلا حصہ تو **طبی** جو ہمارے مباحث و اذکار کا خاص موضوع ہوگا۔

سہولت مطالعہ کیلئے یہ حصہ فی الحال چھ مختلف ابواب میں تقسیم کردیا گیا ہے۔

باب اوّل اعضائے مخصوصہ نسواں کی تشریح و منافع۔
جسمیں جدید ترین معلومات کے ساتھ قدماکے اقوال و مشاہدات کی بھی تشریح ہو، یہ باب خاصا مفصل ہوگا۔ اسمیں کوشش کیجائیگی کہ عام متداول تشریحی کتب کی قائم کردہ سطح سے ذرا بلند ہوکر مسائل پر روشنی ڈالی جائے۔ تاکہ اس کی افادی حیثیت معالجین کیلئے ذرا وسیع ہوجائے اگر معاونین کرام میں سے کسی نے یہ بوجھ اُٹھالیا تو فبہا ورنہ پھر ادارہ ہمدرد صحت کی طرف سے اس باب کی تسوید کی کوشش کیجائیگی ہمیں عکسی اور دستی تصاویر کا خاص اہتمام بھی لازماً کرنا پڑیگا۔

باب دوم میں عورتوں کی بعض مخصوص جنسی امتیازات مثلاً حیض، استقرار حمل، اور دودھ کی پیدائش وغیرہ پر جدید مباحث کی روشنی میں اظہار خیال اس باب کے عنوان بھی اہم ہیں۔ ان پر بھی احتیاط سے قلمکاری ہونی چاہیئے۔

باب سوم فی الحال اس باب کو ہم نے **آٹھ فصلوں** پر تقسیم کیا ہے جنکی تفریح درج ذیل ہے۔

فصل اوّل۔ امراض نسواں کی بعض ممتاز علامتیں۔ مثلاً نزف، اخراجی رطوبات، درد، اختلافات بول وغیرہ ان تمام علامات کو ایک ہی مقالہ میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ معالجین ان [illegible] علامات اور انکی ابتدا و نتائج کا علم بطور کلی حاصل کرسکیں۔

فصل دوم۔ امراض اعضائے تناسل ظاہری اس فصل میں زنانہ اعضائے تناسل ظاہری کے کثیر الوقوع امراض کا بیان کیا جائیگا۔ اس فصل کے علاوہ آئندہ دوسری فصلوں میں امراض کے بیان کے متعلق یہ یقیناً ضروری ہوگا کہ ان میں انتخاب سے کام لیا جائے کیونکہ اگر بلا انتخاب امراض ہی کو موضوع بحث بنالیا جائے تو یقیناً اشاعت خاص کے پورے دو سو صفحے بھی اسکے لئے ناکافی ہونگے [illegible] اصولوں کو پیش نظر رکھنا کافی ہوگا یعنی ان امراض کو زیر بحث لایا جائے جنکو کسی حد تک امراض غیر مدونہ میں شامل [illegible] ذکر کیا جاتا ہے جو اکثر عسیر العلاج بھی جانتے ہیں۔ ان کے علاوہ عوام کے افادہ کیلئے عام امراض کے بھی مجربات [illegible] بلکہ خاص [illegible] ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمدرد صحت کے حلقہ ناظرین میں معالجین کے علاوہ [illegible]

ہمارے محترم کرمفرما جناب ڈاکٹر محمد عثمان خاں صاحب [illegible] رقمطراز ہیں:

"نساء اور امراض النساء" کا موضوع اشاعت خاص کے لئے نہایت موزوں ہے [illegible] یہ ہے کہ اُردو میں اور بالخصوص طبقہ عوام کے لئے امراض النساء کی علم واقفیت پر [illegible] ہے۔ [illegible] بھی عام معلومات تشریح اور افعال اعضاء کے متعلق درج کرنا ضروری ہیں اور [illegible] کہ اس نوعیت کے ساتھ منسوب کیا ہو جسمیں خاص عنوانات کے نیچے نیلا خط اور ذیلی عنوانات کے نیچے سُرخ خط کھینچ دیا ہے۔ ان [illegible] ایک مستقل بحث ہو۔ میرے خیال ناقص میں ضروری ہے کہ تشریح اور وظائف کے متعلق اوارہ ہمدرد کے تیار کردہ [illegible] آچاہیں۔ پھر بعض ممتاز علامات اور عوارض ہیں جن پر مستقل مضامین ضروری ہیں

اس اشاعت خاص میں علم الولادت .... سے براہ راست بحث بالکل غیر ضروری ہے۔ [illegible] عوارض نسواں کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ امراض نسواں کا موضوع بطور خود نہایت وسیع ہے اور اگر صرف اسی کے لئے مضامین کو لیلیا جائے تو کئی اشاعتیں بمشکل کافی ہونگی۔ اس لئے نہایت ضروری امور سے بحث ہونی چاہیئے۔"

اسکے بعد موصوف نے بعض عنوانات کا ایک خاکہ شامل کیا ہو جس سے ہمکو اپنا خاکہ بنانے میں خاص مدد ملی ہے۔

ہمارے ایک اور مکرم جناب حکیم ڈاکٹر مولوی لطافت حسین صاحب راشد اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"اس اشاعت خاص کے متعلق کیا مشورہ دوں۔ آپ عنوان تجویز فرما چکے ہیں۔ اور بہترین عنوان۔ جنس بشری کی [illegible] "رجال" و "اطفال" تو پہلے ہی موضوع بنچکی تھیں۔ تیسری نوع "النساء" اس مرتبہ پوری فرمائی۔ اس کا خاکہ میرے [illegible] میں جو آتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

عورت کا مفہوم، عورت کی کمسنی میں تربیت و تعلیم، عورت کی ازدواجی معاشرت اور اسکے فرائض، عورت کیلئے تدابیر حفظ از قسم تفریح وغیرہ، ریاضت و ورزش وغیرہ، عورتوں کیلئے زمانہ حمل کی مناسب تدابیر مدت ولادت کی احتیاطیں۔ عورتوں کا زمانہ، عورتوں کے کثیر الوقوع امراض طبی و ڈاکٹری نقطۂ نظر سے۔ نسوانی امراض کے شافی معالجات۔ یہ تو ہے مجمل خاکہ، یہیں تفصیل [illegible] صرف یہ ہے کہ عورتوں کے امراض بالترتیب لکھے جائیں، اور فضول بحث و تکرار مضامین سے اسبارہ میں احتراز کیا جائے۔ اگر [illegible] مضمون نگاروں سے صرف مجربات اور صحیح معالجات حاصل کئے جائیں۔ اور تسوید مضامین مرضیہ ادارہ سے متعلق فرمائے جائیں۔ تا حاصل بحث بھی ہو جائے اور خلط مبحث بھی نہ ہو، یا جو مضامین امراض کے متعلق حاصل ہوں۔ اُن میں انتخاب کر لیا جائے۔ آئندہ [illegible] مناسب سمجھیں۔"

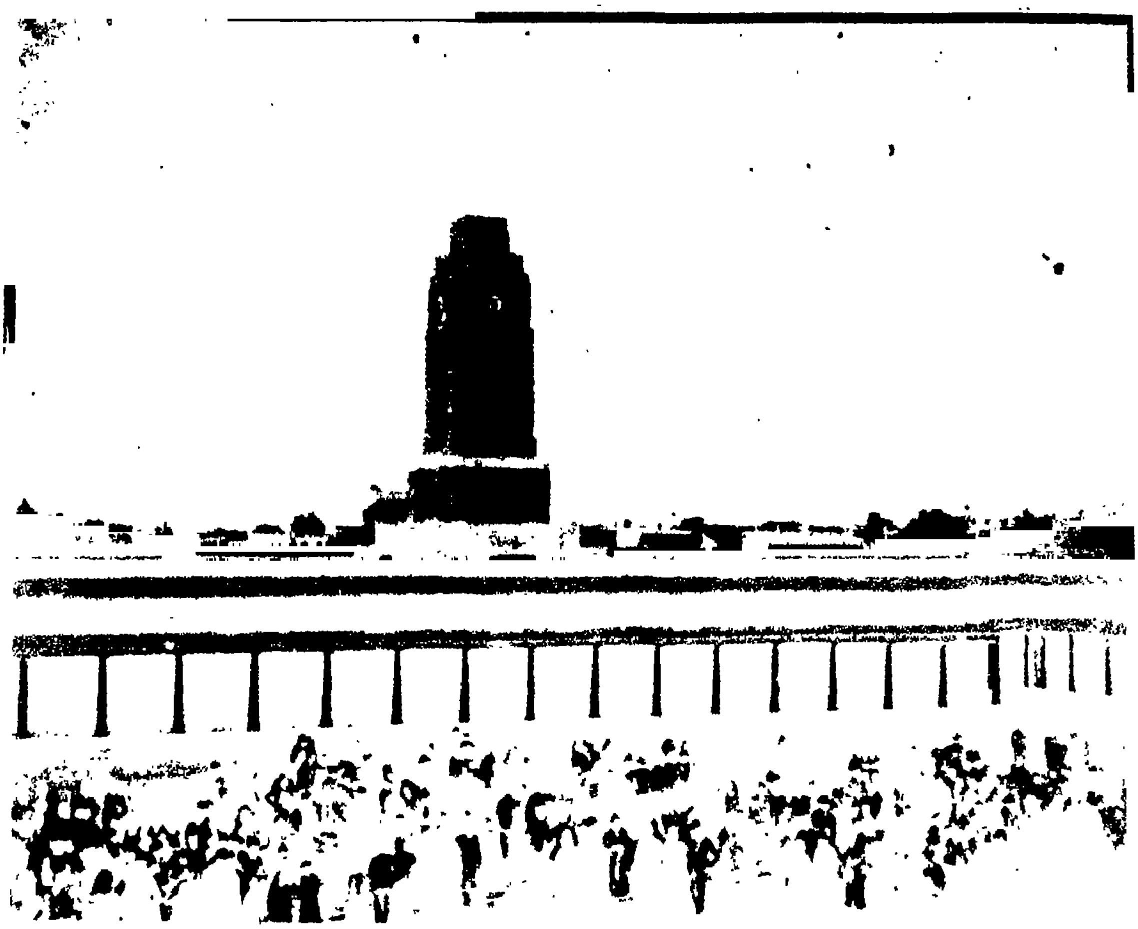
ہمارے ادیب و طبیب دوست حکیم ڈاکٹر سید علی کوثر چاندپوری اپنے عنایت نامہ میں رقمطراز ہیں کہ:۔

"اشاعت خاص کیلئے میں بھی عورت کے موضوع کو پسند کرتا ہوں، واقعی اس طبقہ کی مظلومیت اب اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ اہل فن انکی دردانگیز حالت کا احساس کریں اور مستقل طور پر اس پیکر عصمت و شباب کی حفاظت و بہبودی کیلئے کوشش کرتے رہیں۔

اگر یہ موضوع عام طور پر پسند کر لیا جائے تو مجھے مطلع فرمائیے۔ تاکہ میں افسانہ اور مضمون تیار کرنے میں مصروف ہو جاؤں۔"

ہم قلت گنجائش کی وجہ سے فی الحال صرف انہی اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں، ان حضرات کے علاوہ مخدومی حکیم مولوی محمد یوسف [illegible] اور لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر محمد اشرف الحق صاحب اور ڈاکٹر سعید الحمید صاحب چغتائی وغیرہم نے بھی اس موضوع سے اتفاق ظاہر کیا اور اپنی [illegible] یقین دلایا ہے۔

ہمارا خیال تھا کہ [illegible] کے بعد اس سلسلہ میں عملی کارروائی شروع کردیتے اور ان خاص کاموں کی ابتدا ایک [illegible] کر دینگے جن پر وقت کے وقت توجہ کرنے سے کسی نہ کسی نقص کا احتمال رہتا ہے لیکن بعض ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا [illegible] کہ اس مرتبہ ہم نے معمول سے بھی کچھ دیر میں کام [illegible] خاص [illegible] سے خط و کتابت اور ان سے مضامین حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ گذشتہ سال [illegible] اس



ارون ہسپتال دہلی
جسکی رسم افتتاح اپریل کے دوسرے ہفتہ میں لارڈ ولنگڈن نے ادا کی
یہ ہسپتال شمالی ہند میں سب سے بڑا ہسپتال ہے

دوسرے شائقین علم و ادب بھی شامل ہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ امراض مخصوصہ نسواں کے بیان کیلئے حتی الامکان ایسے الفاظ اور طرز بیان کیلئے ایسا پیرایہ اختیار کیا جائے جو ایسے شائقین کیلئے بہت زیادہ قابل اعتراض نہ ہو اگرچہ ہم یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ پوری احتیاط کے باوجود بھی اس مشکل کو آسان کرنیکی کوئی سبیل موجود نہیں ہے۔ پھر بھی اگر ہم نے احتیاط سے کام لیا تو ہمارے خیال میں عام شائقین کو مطمئن ہو جانا چاہئے بہرحال ہمارا یہ مقصد بھی نہیں ہے کہ ایک موہوم چیز کو سامنے رکھکر ہم اپنے مقصد اصلی کو نظرانداز کردیں۔

فصل سوم۔ میں امراض اعضائے تناسل اندرونی کی تفصیلات ہونگی۔ اسی فصل میں قسم عفونت الدم، اور غلوی الثہ وغیرہ کیفیات امراض کا تذکرہ بھی ہوگا۔

فصل چہارم۔ امراض رحم کی تفصیل پر مشتمل ہوگی۔ اس ضمن میں بعض امراض وضع بھی شامل کردیئے جائینگے۔ مثلاً سیلان وسقوط الرحم وغیرہ۔

فصل پنجم میں بعض اہم امراض متعلقات رحم کی توضیح ہوگی

فصل ششم۔ میں پستان کے امراض پر نگاہ ڈالی جائیگی۔

فصل هفتم۔ نوعی سرایتوں کے بیان کی حامل ہوگی۔ مثلاً نسوانی سوزاک، نسوانی آتشک اور نسوانی اعضائے تناسل کا تذا

فصل هشتم۔ کو ہمارے کرمفرما دید قابل مطالعہ اور دلچسپ بنائیں گے۔

یہانتک تو طبی حصے کے باب سوم کی آٹھ فصلیں ختم ہونگی۔ اسکے بعد:۔

باب چہارم۔ میں عورتوں سے متعلق بعض جدید طبی مسائل پر محققانہ مضامین ہونگے۔ مثلاً (۱) عورتوں میں تجدید شباب (۲) ضبط تولید (۳) صناعی استقرار حمل۔

باب پنجم۔ اصول حفظان صحت کے متعلق مضامین درج ہونگے۔

باب ششم۔ مجربات پر مشتمل ہوگا جیسمیں طب قدیم اور طب جدید کے مجربات کے علاوہ ویدک کے مجربات بھی درج ہوں گے

اس طرح چھ ابواب پر یہ طبی حصہ ختم کردیا جائیگا۔ اسکے بعد غیر طبی حصے کو ہم تین ابواب پر تقسیم کردینگے

باب اوّل۔ میں دُنیائے نسواں کے عام حالات وکوائف ہونگے جسکے لئے مرحوم جمعیۃ الاقوام کو لکھا گیا ہے۔ غالباً وہاں کی رپورٹوں سے اس باب کی ترتیب میں کافی مدد ملیگی۔

باب دوم۔ نسائیات پر اہم علمی مضامین پر مشتمل ہوگا۔ اسکے متعلق ابھی کچھ عرض کرنا قبل از وقت ہے یقین ہے کہ یہ باب بھی پچھلی خاص اشاعتوں کی طرح مفید اور معلومات میں اضافہ کرنے والا ہوگا۔

باب سوم۔ ادبی مضامین افسانوں اور نظموں کا باب ہوگا۔ یہ وہی باب ہے جس کا تفریحی عنوان ہم نے گذشتہ سال "نُقل" رکھدیا تھا۔

بس یہ ہے آئندہ اشاعت خاص کا ایک مختصر سا خاکہ   جس طرح کسی سفر کو اختیار کرنے سے پہلے منزل مقصود کے متعلق معلومات کی فراہمی اور دوران سفر میں راستے کے میدانوں، دریاؤں اور پہاڑوں کی کیفیات کا قیاس اور تصور کسی نہ کسی حد تک مفید اور اطمینان بخش ہوتا ہے بالکل اسی طرح اس علمی سفر کے پیش نظر نقشہ و خاکہ کو بھی سمجھنا چاہیئے اگرچہ سفر میں یہ یقین کیساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ہر پیش آنے والا واقعہ ہمارے تصورات اور تخیلات کے عین مطابق ہوگا تو اس سفر علم میں بھی یہ باور کیساتھ کہنا مشکل ہے کہ وہ بالکل اسی نقشہ اور پروگرام کے مطابق ہوگا تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسوقت عقل و قرائن کی رہنمائی اس طرف ہے۔ ممکن ہے کہ ہمکو اس نقشہ میں ایک نقطہ اور ایک لکیر بھی ادھر ادھر نہ کرنی پڑے اور پھر یہ بھی قرین قیاس ہے کہ وہ کافی حذف و اضافہ کا طالب ہو۔ بہرحال اسکے بعد ہمکو اپنا سفر شروع کردینا ہے۔

خاص نمبر خراشی کے سلسلہ میں اپنے معزز معاونین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حسب معمول اپنی توجہ اور سرگرمی سے اس اہم کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں اور اس اشاعت کو بھی گذشتہ اشاعتوں کی طرح کامیابی سے ہمکنار کریں ... [illegible] ... رکھتے ہوں اسکی اطلاع فوراً دفتر میں دیدیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو ہمارے لئے غیر معمولی سہولت پیدا ہو جائیگی۔ عبدالحفیظ



بعض اعتراضات کی تحقیق

(قسط پنجم)

از فاضل گرامی جناب حکیم مولوی محمد کبیر الدین صاحب شیخ الجامعہ، جامعہ طبیہ دہلی

نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حُدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

تین ماہ کی طویل غیر حاضری کے بعد اس عنوان کی پانچویں قسط پیش کرنے کیلئے، قارئین کرام کے سامنے آج پھر حاضر ہونے کی کوشش کر رہا ہوں، مگر حالت یہ ہے کہ ہمتیں پست ہیں، بازو شل ہیں، دل افسردہ ہے، مجلس احباب میں پژمردگی اور اُداسی چھائی ہوئی ہے، شمع محفل غائب ہے جس سے اس بزم کی رونق تھی۔ ایسی پست ہمتی اور شکستگی خاطر کی حالت میں دیکھنا یہ ہے کہ اس مجروح دل و دماغ سے دوستوں کی تواضع کیلئے سوائے "تلخ نوائی" میں کیا پیش کر سکتا ہوں، میرے دوستوں کو اگر میری دل خراش آواز و شور سے کوئی تکلیف پہنچے، تو انہیں معاف کرنا پڑیگا، کیونکہ:-

نغمۂ عافیت از بربطِ من می طلبی
از کجا بر کشم آں نغمہ کہ در تارش نیست

اصلی سوال یہ ہے کہ اپنے مضمون کا مخاطب اب میں کس کو بناؤں! میرے مضمون کا صحیح مخاطب کرنل بھولا ناتھ مرحوم تھا، جنکی برگزیدہ و بے نظیر ہستی طویل و نامتناہی رخصت حاصل کر کے نہ معلوم کہاں روپوش ہو گئی، اور یہ بتا کر بھی نہ جاسکی کہ اُس کے بعد اس طویل غیر حاضری میں کسے اس کا سجادہ نشین بنایا جائے۔

دریں اثناء حیدرآباد، بمبئی، اور دہلی وغیرہ میں اکثر ارباب نظر سے اس بارۂ خاص میں تبادل خیالات ہوا، لیکن اس اعترافِ حقیقت کے باوجود کہ کرنل بھولا ناتھ کی اچانک رحلت سے یہ محفل سونی اور میری ہمت شکستہ ہو گئی، ہر کرمفرما کا اس پر پوری حوصلہ افزائی کے ساتھ اصرار رہا کہ اس علمی سلسلہ کو ہرگز توڑا نہ جائے، بلکہ ہر امکانی کوشش سے اس مقالہ کو جاری رکھا جائے۔

گو کرنل بھولا ناتھ مرحوم اب کتم عدم کی تاریک فضا میں روپوش ہیں، مگر یہ حقیقت ہے کہ سرزمین ہند میں ایسے گم کردۂ راہ اور بھولے ہوئے ڈاکٹروں کی کمی نہیں، جو صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے اور اپنی حقیقت کو فراموش کئے بیٹھے ہیں!——
جن کا شجرۂ نسب محض آباء کو بتاتا ہے اور اجداد کا اس میں کوئی تذکرہ نہیں؛ جنکی کتاب الاسانید محض آبائی فخر کے محامد و محاسن سے لبریز ہے اور آبائے بعید کے مناقب کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔—— جو صرف اس قدر جانتے ہیں کہ



جرمنی کا مشہور پہلوان کریمر
جسمانی تربیت کی مشق کر رہا ہے



چین کی ایک سائنسدان عورت
اپنے معمل میں مصروف ہے

[illegible] میں بھی اسی قسم کے مواد پیش کرونگا، جو میرے محترم کرم نفس دوست ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ہ وچیئر [illegible] منافع الاعضاء) کلیہ طبیہ، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن کا مہیا کیا ہوا ہے، اس علمی مقالہ کے بعض حصے قارئین رسالہ تک ماہ جنوری کے پرچہ کے ذریعہ پہنچ چکے ہیں جو تحقیق دوران کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں، اسی زنجیر کی بعض کڑیاں آج پیش کرتی ہیں [illegible] عجیب و غریب واقعات اور مفید و دلچسپ حقائق کا انکشاف ہوگا۔

جالینوس اور مورخین یورپ کا اعتراف

کرنل بھولا ناتھ مرحوم نے اپنے معرکہ آرا مقالہ میں لکھا ہی کہ "چونکہ طب قدیم مشاہدات پر مبنی نہیں ہے، اسلئے اسے علم و سائنس کا شاندار خطاب عطا نہیں کیا جا سکتا" ——— دنیا جانتی ہے کہ اسی قسم کے عقائد طب قدیم کے متعلق ہمارے ملک کے بہت سے ڈاکٹروں کے ہیں جو اس وقت بھی ہر محفل مجلس میں خفیہ و علانیہ، موقع پاکر زہر افشانیاں کیا کرتے ہیں، مگر چونکہ ان میں سے اکثر تھڑدلے اور بزدل ہیں، اس لئے وہ بھولا ناتھ مرحوم کی طرح مردانہ وار میدان میں نہیں اترتے ——— بھولا ناتھ مرحوم کے انتقال کے بعد اب میں اتنے بڑے گروہ کو شرم و غیرت دلاکر میدان میں اترنے کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی قوم اور اپنی جماعت کی لاج رکھیں، اور کوئی صاحب بہادری کے ساتھ للکار کر میدان میں یہ کہتے ہوئے کود پڑیں کہ ——— ہاں، ہاں، کرنل مرحوم نے جو کچھ طب قدیم کے متعلق دعاوی کئے ہیں، وہ بجا اور درست ہیں۔ میں کرنل مرحوم کا جھنڈا اور نیابت و وکیل بنتا ہوں، اور ان تمام جوابات کی تردید پیش کرتا ہوں۔

مگر، اے میرے گم کردہ راہ دوستو! مجھے اندازہ ہے، تمہارے گروہ میں اب کوئی بہادر نہیں ——— کوئی شیر نہیں ——— کوئی مرد میدان نہیں ——— ایک اور محض ایک بھولا ناتھ تم میں اتفاقاً پیدا ہو گیا تھا جو اب بدقسمتی سے مفقود ہے۔ تم میں سے کسی میں جرأت نہیں کہ اس بازیگاہ میں اترے، اور اس علمی کھیل میں کوئی کرتب دکھا سکے۔

مجھے معلوم ہے کہ میرے کڑوے الفاظ جو بے حد تلخ ہیں، جو تمہارے حلق سے فرو نہ ہو سکیں گے، تم برا مانوگے، منہ کڑوا کسیلا بناؤگے، دل ہی دل میں کڑھ ہوگے، مگر اسکے سوا تمہارا کوئی بس نہیں چلیگا ——— دو چار گالیاں دیکر اور تلملا کر رہ جاؤگے لیکن میدان میں اترنے کی جسارت تم میں ہرگز پیدا نہ ہوگی۔

تم جانتے ہو کہ تمہاری گرانقدر تنخواہیں تمہارے تفاخر کے لئے کافی ہیں، تمہارے اعزازات و خطابات تمہارے لئے سہارا ہیں جو تمہیں سرکاری طور پر ملے ہوئے ہیں۔

لیکن تمہارے سینہ میں اگر کوئی حق پسند دل ہے اور دل کے کسی گوشہ میں ضمیر کے نام کی کوئی چیز ہے ——— اور اگر تمہاری آنکھوں میں تھوڑی سی غیرت و حمیت ہو جو صداقت کی تصویر کو دیکھکر ہمیشہ جھپ جایا کرتی ہیں، تو ان تاریخی حقائق و واقعات کو ذرا غور سے پڑھو، اور غور کے بعد اگر تمہیں ان سیاہ نقوش کے اندر صداقت و راستی کا کوئی پہلو نظر آئے تو آئندہ خدارا اپنی زبانِ ملامت کو بند کرو، کہ ہمیں تباہ و برباد کرنیکے لئے تمہاری وہ حکومت ہی کافی ہو جس کے ہم اور تم دونوں غلام ہیں۔

پھر تم بھولے ہوئے ہو، پچھلے واقعات کو ذرا یاد کرو، اور تاریخ کی تھوڑی سی ورق گردانی کی تکلیف برداشت کرو، جالینوس سے فقط جلادی رشتہ نہیں ہے، شاید یہ تمہارا بھی بزرگ محترم ثابت ہو۔

لہ اگر ڈاکٹر صاحب نے توجہ فرمائی تو انشاءاللہ قارئین کرام ان کی ملاقات صوریہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔ دوران قیام حیدرآباد کی پرلطف صحبتوں میں میں نے بہ اصرار ان سے فوٹو حاصل کرنا چاہا، مگر اس وقت کامیابی نہ ہو سکی، اب دہلی سے پھر ایک مرتبہ کوشش کرونگا اور بذریعہ ہمدرد صحت آپ حضرات تک پہونچاؤنگا۔

[illegible] جالینوس و ارسطو ہے ـــــ جنکو اساتذہ کی دولت اور ہوش [illegible] تحریروں نے [illegible] اس قدر چڑھا رکھا ہے [illegible] کی [illegible] اور انکو غلط کہنا [illegible] نہیں [illegible] سے کبھی نہ [illegible] کہ ـــــ آہ [illegible] جالینوس اور ارسطو کی کتنی عزت کیا کرتا تھا، اور اسکے دل میں ان دو بزرگوں کی کیا قدر و منزلت تھی ـــــ جنکو صرف اس قدر علم ہے تو [illegible] حقیقت کے وقت [illegible] ارسطو اور جالینوس اپنی آنکھیں بند کیا کرتے تھے، اور یہ لوگ علم کے [illegible] کی [illegible] بجائے عقل قیاس و تخمین کے گھوڑے سے کام لیا کرتے تھے۔ ـــــ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمارا [illegible] بھی [illegible] تھا، اور اسکے پاس مشاہدۂ حقیقت کیلئے کوئی عجیب و غریب، دور بین، اور خرد نگار، بڑی بڑی تیلی آنکھیں نہ تھیں مگر اس سے بھی شرمناک اور مضحکہ انگیز غلطیاں سرزد ہو چکی ہیں۔

ہمارے ملک میں بیشتر ڈاکٹروں کی حالت اُس نادان بھولے بچہ کی سی ہے، جو صرف اپنے باپ کو پہچانتا ہے اور باپ کے باپ کو نہیں جانتا، اور اس جہالت میں اپنے واجب الاحترام دادا کی بوڑھی ڈاڑھی کو بازیچۂ اطفال بنا کر نوچتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ وہ اس احمقانہ نادانی سے اپنے باپ کی روح کو کس طرح اذیت پہونچا رہا ہے۔ ایسے ہی ڈاکٹروں کو میں نے "حقیقت فراموش" اور گم کردہ راہ کہا ہے، جنکو قطعاً خبر نہیں کہ ہمارا [illegible] تحقیق دوران خون کے ادعائے باطل کے باوجود تمام عقائد و خیالات میں جالینوس و ارسطو کا مقلد تھا، اور لکھنؤ و دہلی کے اطباء کی طرح گل بنفشہ، دیاریان، اور عطس و خبازی کے لمبے لمبے نسخے لکھا کرتا تھا [illegible] کے مرکبات اس زمانہ تک اسی طرح صدہا سال سے معمولات مطب تھے، اور ابھی تک اس کا نام قرابادین برطانیہ [illegible] کی شکل میں تبدیل نہیں کیا گیا تھا

یہ ظاہر ہے کہ گو میرا روئے سخن اس مضمون میں بظاہر کرنل بھولا ناتھ مرحوم کی طرف تھا، مگر میں جانتا ہوں کہ اس تماشا گاہ میں ایسے بہت سے ڈاکٹروں اور حکیموں کی بھیڑ ہے، جو اپنے اپنے جذبات کے مطابق منافرت یا محبت کے ساتھ اس کھیل کو کن انکھیوں کو دیکھ رہے ہیں، اور بہت سی مسرور و شادکام اور غضبناک خون آلود آنکھیں ہیں جو مختلف جھروکوں سے جھانک رہی ہیں اور میں اس پردۂ ساز میں دونوں متضاد ارکان تک اپنی آواز پہونچا رہا ہوں۔

پردہ ساز میں سب دل کا کہا راز اُس سے

بھولا ناتھ مرحوم کی غیر موجودگی میں اب میں اپنا مخاطب ایسے ہی بھولے ہوئے ڈاکٹروں کو بناؤنگا، اور ایسے ہی گم کردہ راہوں کو ان کا بھولا ہوا شجرۂ نسب یاد دلاؤنگا اسکے بعد ان سے پوچھونگا کہ بتاؤ ـــــ یہ کس مذہب کا اصول ہے کہ باپ خواہ خاطی ہو، اسکی منزلت سے زیادہ توقیر کرو، اور باپ کا باپ خواہ ہر طرح واجب الاحترام ہو، اسکی توہین کو فرض کفایہ سمجھو ـــــ

علم کی عدالت عالیہ میں یہ کتنی بڑی محرومی و بدنصیبی کہی جائیگی کہ ہارویؔ چونکہ ایک انگریز تھا، اس لئے اس کے ایک معمولی علمی کرشمہ اور پُرفن فریب پر ہم ایسے مفتون ہو جائیں کہ اگلی پچھلی دنیا کو فراموش کر بیٹھیں ـــــ اور کسی ایک "بھول" اور ذرا سی "چوک" کی وجہ سے موجود دو ہزار سال کے بعد اتفاقاً ہمیں محسوس ہو، خواہ حقیقت میں ہماری ہی غلط فہمی ہو، ہم اپنے قدیم مقتداؤں اور اپنے واجب الاحترام بزرگوں کے ہزاروں مشاہدات سے قطعاً انکار کر بیٹھیں ـــــ فوا اسفاہ ـــــ

لہ ان غلطیوں کو شرمناک اور مضحکہ خیز اُن لوگوں کی اصطلاح میں کہا گیا ہے جو بعض غلطیوں کی وجہ سے متقدمین کو عقل و فہم سے بیگانہ سمجھتے ہیں، ورنہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ ہر محقق سے، جبکہ وہ انسان ہے غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں [illegible]

"My studies of anatomy would never have succeeded had I, when studying at Medicine at Paris, been willing that the viscera should be merely shown to me and to my fellow-students at one or another public dissections by wholly unskilled barbers, and that in the most superficial way. I had to put my own hands into the business."

ترجمہ ــــــــ جبکہ میں پیرس میں علم طب حاصل کر رہا تھا، تو تشریح کے مطالعہ میں مجھے کبھی کامیابی نہ ہوتی اگر میں بھی صرف یہی پسند کرتا کہ پورے اناڑی نائیوں کے ذریعہ مجھے اور میرے ساتھی دوسرے طلبہ کو مجمع عام میں ایک یا دو مرتبہ لاش چیر کر سرسری طور پر محض احشا دکھلا دئے جائیں۔ میں نے اپنے ہاتھ اس کام میں خود ڈال دئے" ــــــــ

ایک شخص سو انسانی نعشیں چیرتا ہے، اسکے زمانہ میں طب جدید جنم لیتی ہے، قیاس و تخمین اور تخلی دلائل کا دور ختم ہوتا ہے، اور اسکی بجائے عینی مشاہدات کے زبردست ہتھیار سے یہ آراستہ ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ طب قدیم کی کتنی غلطیاں ایسے شخص پر واضح ہوتی ہیں؟ جالینوسی عقائد اور قیاسی ڈھکوسلے والوں سے یہ مشاہدہ نگار کس درجہ منحرف ہوتا ہے؟ اور سو نعشوں کے چیرنے کے بعد اسکے خیالات طب قدیم سے کس قدر بدلتے ہیں؟

ہمارے بھولے بھالے ڈاکٹر دوست یہ سنکر غالباً بحرِ ندامت میں ڈوب مرینگے، کہ ویزے لی اس سو نعشوں کو چیرنے کے بعد بھی سرِ مو جالینوسی عقائد سے منحرف نہ ہوسکا، اُسی طرح تمام قدیم غلطیوں پر قائم رہا جسکی بنا پر میرے دوستوں نے متقدمین پر یہ گندہ اور بے حقیقت الزام لگایا ہے کہ اُنہوں نے کبھی نعشوں کے چیرنے اور انسانی اعضا کے مشاہدہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی، اور یہ کہ یہ لوگ محض عقلی ڈھکوسلوں سے کام لیکر قیاسی تکّے چلایا کرتے تھے۔

اگر نعش کے چیرنے پر ہر حقیقت کا منکشف ہوجانا ضروری ہے، تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ ویزے لی اس کی آنکھوں پر کونسی پٹی بندھ گئی تھی کہ وہ سو مردوں کو چیر کر بھی جالینوس کے ایک مسئلہ سے منحرف نہ ہوسکا، اور جالینوس کی طرح یہ بھی اس غلطی پر قائم رہا کہ قلب کے درمیان کی دیوار میں نامعلوم چھید موجود ہیں جنکی راہ دائیں بطن کا خون بائیں بطن کی طرف نفوذ کیا کرتا ہے۔

اسکی کتاب فیبریکا ہیومینی کارپورس (تخلیق جسم انسانی) اگرچہ جدید تشریح و منافع کی ابتدائی حد قائم کرتی ہو، جیسا کہ خود یورپ کا اعتراف ہے، مگر یہ کن تعلیمات اور عقائد کیا تھے جنکی وہ عمر بھر تبلیغ کرتا رہا؟ ذیل کے فقرہ میں آپ کو اسی سوال کا دلچسپ جواب ملیگا۔

On the whole however, Vesalius was content to teach the Galenic Doctrines. In his great work of 1543, he writes "Just as the right ventricle draws blood from cava so also the left ventricle draws unto itself, each time the heart is dilated, air from lungs through the pulmonary veins and uses it for the cooling of the innate heat, for the nourishment of its substance, and for the preparation of the "vital spirits," elaborating and refining this air so that it, together with the blood which soaks plentifully through the septum from right ventricle into the left may be assigned to the great artery (aorta) and so to the whole body."

(Sir M. Foster's Lectures on the History of Physiology. Cambridge 1924.)

Fabrica Humani Corporis. — جسم انسانی کی خلقت و ترکیب، یا ساخت اور بناوٹ

The Fabrica marks the beginning of modern Anatomy and Physiology. *

* ویزے لی اس کی تالیف فیبریکا سے جدید تشریح و منافع کا دور شروع ہوتا ہے (مقالہ محولہ بالا)

جیل ننا کی صورت [illegible] کلیسا [illegible] کے [illegible] پڑا
خرکنے پھر رہا تھا۔

یورپ کے اس دور جاہلیت میں انسانی نعشوں کا چیرنا کتنا بڑا پاپ تھا، پیشوایان کلیسا نے اس پر کتنی پابندیاں عائد کر رکھی تھیں اور اگر اتفاق سے بہزار دقت و خرابی کوئی نعش چیری جاتی تھی تو اس زمانہ میں اس کا دستور کیا تھا؟ ان امور کا پتہ ذیل کے فقرہ سے چلیگا، جس میں ویزے لیس Vesalius کی تاریخ زندگی کا تھوڑا سا تذکرہ ہے جس نے [illegible] میں انسانی تشریح پر ایک کتاب شائع کی تھی اور جس نے تقریباً سو نعشیں اپنے ہاتھ سے چیری تھیں، یہ بھی یاد رہے کہ اسی سنہ سے طب جدید کی ابتداء فرض کی جاتی ہے۔

Vesalius at the time was professor of Surgery and Anatomy at Padua. A man of genius, he had a natural bend towards anatomy and dissected no less than 100 bodies with his own hands. This was no light matter in those days, because the dissection of the human body was regarded sacrilegious by the Church and was severely punished. Very rarely was ever permission given to dissect the body of a criminal or of some such person. The dissections were usually public and the custom was that, while the physician read from Galen, a barber-surgeon actually made the dissections. It was regarded as below dignity for a physician to dissect a body with his own hands. Vesalius, however, would have nothing of this and would do the dissections with his own hands.

ترجمہ:—— "ویزے لیس اس وقت پڈوا میں جراحیات اور تشریح کا اُستاد تھا۔ یہ ایک بلا کا ذہین انسان تھا جسکی طبیعت فطرۃً تشریح کی طرف مائل تھی، اس نے اپنے ہاتھوں سے سو سے کم مُردے نہیں چیرے ہونگے، اس زمانہ میں یہ کوئی چھوٹی سی بات نہ تھی، کیونکہ انسانی نعش کا چیرنا کلیسا میں ایک زبردست توہین اور بڑا پاپ سمجھا جاتا، اور بڑی سخت سزا دیجاتی تھی کسی مجرم وغیرہ کی نعش کے چیرنے کی اجازت بھی شاذ و نادر ہی کسی کو ملا کرتی تھی۔ پھر نعشیں عام طور پر عوام کے سامنے منظر عام پر چیری جاتی تھیں، اور دستور یہ تھا کہ ایک طرف طبیب جالینوس کی تشریح پڑھتا جاتا تھا، اور دوسری طرف جرّاح[1] نائی مردہ چیرتا جاتا تھا۔ اُس زمانہ میں نعش کا اپنے ہاتھوں سے چیرنا طبیب کی شان کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ویزے لی اس نے ان باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور وہ اپنے ہاتھوں سے مردے چیرا کرتا تھا"——

اس دلچسپ تاریخی فقرہ سے بہت سے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) یورپ کا دور جہالت، ہندوستان کے دور جہالت سے سو فیصدی اتفاق و اتحاد رکھتا ہے۔ جو کچھ ہم اپنے ملک میں دیکھ رہے ہیں یہ ساری حماقتیں یورپ میں گذر چکی ہیں، مثلاً تشریح اور جراحی سے اطبا کا نفرت کرنا، اور اسے خلاف شان سمجھکر نائیوں کے حوالہ کرنا۔
(۲) اس تاریخی فقرہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جالینوسی تعلیمات کی اہمیت یورپ میں کب سے کب تک قائم رہی اور اسکے تشریحی مشاہدات کا وقار محققین یورپ کے دل و دماغ پر کس طرح بھوت بنکر چھایا رہا۔

ویزے لی اس خود لکھتا ہے:-

[1] یہ ایک حسن اتفاق ہے کہ ہمارے ملک میں بھی جراح نائی ہوا کرتے ہیں۔ اس بارہ میں یورپ اور ہندوستان بالکل ہم مشرب ہیں جس طرح ہمارے اطباء بھی مردہ کا چیرنا اپنی توہین اور خلاف شان سمجھتے تھے۔

میرے نادان دوستو! طب قدیم میں دو چار بھول چوک اور غلطیوں کو دیکھکر یہ کہدینا تمہارے نزدیک گویا بہت ہی آسان ہے کہ متقدمین نے آنکھوں سے کچھ نہ دیکھا تھا ــــــ مگر تمہارے اس قول کی قیمت کا اندازہ میرے نزدیک اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ تم سو مُردے چیرو، اور اپنے مشاہدات ــــــ اور محض اپنے مشاہدات ــــــ کے زور پر تشریح کی ایک کتاب مرتب کرو۔ اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ تم سے کیسی کیسی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، کتنی دفعہ تم ٹھوکریں کھاتے ہو، اور کتنی دفعہ تم ملامت کے مستحق بنتے ہو۔ اس وقت چھٹی کا دودھ تمہیں یاد نہ آجائے، تو ہمیں کچھ اور کہنا۔

دیکھو، سو مُردے چیرنے والا ویزیلیس کی اس تنگی داماں کی بے بسی میں پھنسا ہوا، خدا کی قدرت کو کس طرح یاد کر رہا ہے!

" The septum of the ventricles, composed, as I have said, of the thickest substance of the heart, abounds on both sides with little pits impressed in it. Of these pits, none, so far at least, can be perceived by the senses, penetrate through from right to left ventricle, so that we are driven to wonder at the hand work of the Almighty, by means of which the blood sweats from the right into the left ventricle through passages which escape human vision."

ترجمہ: قلب کے دونوں بطون کے درمیان کی دیوار حاجز بین البطنین، جیسا کہ میں بتا چکا ہوں قلب کے سب سے دبیز جوہر پر مشتمل ہے۔ اس دیوار کی دونوں جانب بہت سے چھوٹے چھوٹے نشیب ہیں، جو اس دیوار کے دباؤ سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان گڑھوں میں سے کوئی ایک گڑھا بھی جہاں تک ہمارے حواس کی رسائی ہے ایسا نہیں ملتا جس کا چھید دائیں بطن سے بائیں بطن تک نفوذ کئے ہوئے ہو۔ یہاں قادر مطلق کے دست قدرت کی صناعی ہمیں حیرت و استعجاب میں ڈال دیتی ہے کہ کس طرح دائیں بطن کا خون بائیں بطن تک ایسے راستوں سے نفوذ کر جاتا ہے جو انسانی نگاہ کی رسائی سے بالاتر ہیں ــــــ

اس تاریخی مقالے سے جس طرح اس حقیقت کا انکشاف ہو رہا ہے کہ ویزیلیس جالینوس کا اتنا بڑا اطاعت شعار غلام اور وفا کیش مُرید تھا کہ وہ اپنے مرشد کے قیاسی ڈھکوسلوں سے سرِ مو منحرف نہ ہو سکا۔ اسی طرح یہ امر بھی واضح ہو رہا ہے کہ طب جدید کا الگ کوئی مستقل وجود نہیں ہے۔ بلکہ وہی طب قدیم ہے جو جدید رنگ روغن اور آب و تاب سے آراستہ ہو کر نئے روپ میں ہمارے سامنے جلوہ افروز ہے، اسکی شہادتیں ویزیلیس کے علاوہ آئندہ ہمیں اور بھی بہت سی ملیں گی۔

رہا مشاہدات میں بھول چوک اور فروگذاشتوں کا ہونا، وہ تو ایک ایسا خاصۂ لازمہ ہے، کہ انسان خواہ تحقیق و تدقیق کی کیسی منزل رفیع میں پہنچ جائے جب تک وہ آب و گل سے مرکب ہے، اس سے کسی طرح اور کسی حالت میں بچ نہیں سکتا۔ تم نے دراصل سائنس کے معنی ہی غلط سمجھے ہیں کہ وہ تمامتر صحیح مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے، جس میں کبھی چوک اور غلطی نہیں نکل سکتی۔

اگر تم میرے اس عقیدے سے اتفاق نہ کروگے تو تمہیں روپوش ہونے کیلئے کوئی گوشۂ عافیت نہ مل سکیگا۔ تم کہیں چھپ کر نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ میں تم سے پوچھونگا کہ بتاؤ، تمہاری طب جدید کس دن سے سائنس بنی، اگر تم نے غلطی سے وہی ۱۵۴۳ء کے خطرناک زمانہ کا نام لے لیا، جیسا کہ مورخین نے بتایا ہے، تو دوسرے ہی لمحہ شرمندہ ہو کر تم اپنے الفاظ واپس لے لوگے۔ کیونکہ اب تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ زمانہ تو سراسر تنگیٔ داماں کا دور جاہلیت تھا، جس میں جالینوسی عقائد بھوت بن کر سارے دماغوں پر مسلط تھے اور کسی میں دم مارنے کی مجال نہ تھی۔

ذرا ملاحظہ ہو، جالینوسی عظمت سے ویزیلیس کی اس کس طرح لرزہ براندام ہے:-

ترجمہ ــــــ "لیکن بحیثیت مجموعی ویزنے لی اس محقق حکمت جالینوسی اور اسکے اصول و مسلمات کی تعلیم پر قانع تھا، اپنی سب سے بڑی، ۱۵۴۳ء کی تالیف میں وہ لکھتا ہے ــــــ "قلب کے ہر انبساط کے وقت جس طرح دایاں بطن اجوف سے خون جذب کرتا ہے ٹھیک اسی وقت بایاں بطن پھیپھڑوں سے شرائین وریدیہ (پلمونری وینز؛ آرٹیریا وینوسا) کے ذریعہ ہوا جذب کیا کرتا ہے، اور اُسکو حرارت غریزیہ کی تعدیل و تبرید کیلئے اپنے جوہر کے تغذیہ و پرورش کیلئے اور "روح حیوانی" بنانے کے لئے خرچ کرتا ہے (یعنی یہ ہوا قلب کے بائیں بطن میں پاک و صاف اور لطیف ہوکر اس خون کے ساتھ مل جاتی ہے جو دائیں بطن سے درمیانی دیوار کے ذریعہ بائیں بطن کی طرف کثرت سے مترشح ہوکر آتا ہے)، اور پھر یہاں سے شریان عظمیٰ (اورطی) کی راہ تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔"

دیکھئے ــــــ ویزنے لی اس سو مُردوں کو چیرنے کے بعد بھی محض جالینوسی اصول و عقائد کا پابند ہے، اور جالینوس کی طرح اس عقیدے پر قائم ہے کہ قلب کی درمیانی دیوار کے ذریعہ خون کی بہت بڑی مقدار دائیں بطن سے بائیں بطن کی طرف بطور ترشح پہونچا کرتی ہے۔

اس سے کیا ثابت ہوا؟ ــــــ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر طب قدیم میں ایک یا چند غلطیاں موجود ہیں تو یہ کہنا سراسر حماقت ہے کہ متقدمین نے انسانی اعضاء کو اپنی آنکھوں سے قطعاً مشاہدہ نہیں کیا۔ کیونکہ ویزنے لی اس سو نعشیں چیرتا ہے، پھر بھی بعض حقائق تشریحی پس پردہ دبے رہ جاتے ہیں۔ اسکے بعد کیا مجھے یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ متقدمین بھی قدرت کی عطا کی ہوئی اسی قسم کی خلاق آنکھیں رکھتے تھے، جو ویزنے لی اس کے ماتھے کے نیچے چمک رہی تھیں، اور جن سے اُس نے سو بار ایک چیز کو دیکھا، اور اُسی طرح پرانی غلطی پر قائم رہا۔

میرے بھٹکے ہوئے دوستو! جالینوس سے اگر غلطیاں ہوئیں، تو تمہارے عقیدے کے مطابق اسکی وجہ تو یہ ہوئی کہ وہ حقائق کو مشاہدہ کے لئے آنکھیں کھولتا ہی نہ تھا، وہ تو محض قیاسی تکے چلایا کرتا تھا، وہ دور جہالت طب قدیم کا تھا جس میں مشاہدہ سے کوئی سروکار نہیں ــــــ اب تو ماشاء اللہ مشاہدہ اور سائنس کا دور ہے، اور مطالعہ حقائق کیلئے آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ ایسی حالت میں سائنس کے باپ ویزنے لی اس کا تکملی دلائل پر قانع رہ جانا ایک اتنا بڑا الزام اور بدنما داغ ہے کہ ہزاروں من "سن لائٹ سوپ" خرچ کرنے پر بھی تم اس دھبہ کو اسکے دامن سے مٹا نہیں سکتے۔

کیوں؟ ــــــ اس لئے کہ طب قدیم کو گرانے کیلئے بدنیتی سے تم نے جو گڑھا کھودا تھا، اُسی گڑھے میں تم، مع اپنے "سائنٹفک پشتارہ" کے اوندھے پڑے ہوئے ہو، ــــــ اور سائنس کی حدود سے ہماری غریب طب کو خارج کرنے کیلئے تم نے سائنس کی تعریف پر جو من مانی قیود لگائی تھیں، وہی سائنٹفک قیود، تمہارے اور تمہارے بزرگوں کے گلے میں پھندا بنی ہوئی ہیں۔

عزیزوں کی عیب بینی میں تم اس قدر محو و مدہوش ہوکر منہمک ہوئے کہ تمہاری آنکھیں اپنے دامن کے عیوب دیکھنے سے اندھی ہوگئیں، تمہیں اپنی حقیقت کے مطالعہ کرنیکا موقع ہی نہیں ملا، ورنہ جو کچھ تم ہمارے غریب خانہ میں پاتے ہو، اس سے کم تم اپنے دولت خانہ میں نہ پاتے یہ دیکھکر اُس وقت تمہاری زبان، بشرطیکہ تمہارے سینہ میں ضمیر ہوتا، خود بخود گونگی ہو جاتی۔

نہ تھی حال کی جب تک اپنے خبر، رہے تاکتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر، تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

جب تمہیں معلوم ہو جاتا کہ تمہاری مایہ ناز عمارت میں وہی چونہ، وہی گارہ، اور وہی اینٹیں لگی ہوئی ہیں، جو بقراط، ارسطو، اور جالینوس وغیرہ کے ہاتھوں کی تیار کی ہوئی ہیں، تو تم اپنی عمارت کی شان و شوکت اور اسکی بلندی و رفعت پر بہت زیادہ نہ اتراتے۔ تمہیں تو صبح شام سوڈا پوٹاش لکھنے کی بڑی بڑی تنخواہیں مل جاتی ہیں۔ اس کے سوچنے کی تمہیں فرصت کہاں کہ تم کیا ہو، کیا تھے، کب بنے، اور کیونکر بنے۔

چونکہ انگریزوں کی تقلید کو زمانہ سے ہارویؔ کی بیجا مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں انہیں یہ فقرہ بار بار اور غور کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ انگریز مؤلفین اگر ہارویؔ کے کارنامہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں تو یہاں تو یہ راز پوشیدہ ہے کہ وہ ایک ہم وطن بھائی کی توقیر بڑھا رہے ہیں، پھر اسکی کیا وجہ ہے کہ ہم بھی انکی اندھی تقلید میں بلا تحقیق وہی سرود بے ہنگام شروع کردیں۔

اگر یہ مضمون ضرورت سے زیادہ ناول مسلسل کی طرح دراز نہ ہوگیا ہوتا۔ تو میں ذرا تفصیل سے دوسرے محققین کے اقوال پیش کرتا، جو ہارویؔ سے پہلے دوران خون کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرچکے تھے۔

مثلاً سی سل پی نس .... نے ۱۵۷۱ء میں ایک کتاب شائع کی، جس میں پوری وضاحت سے خون کی آمد و رفت کا تذکرہ موجود ہے کہ کس طرح وہ براہ شرائین تمام بدن میں تقسیم ہوتا ہے اور پھر وریدوں کی راہ قلب تک واپس آتا ہے اسی طرح قلب اور پھیپھڑوں کی تمام راہوں کا صحیح بیان درج ہے لیکن نیک دل ہارویؔ اپنے سابقین کا نام لینا گناہ عظیم سمجھتا ہے۔ سب کے ناموں کو مجرمانہ خاموشی کے ساتھ خاک میں روندتا ہوا چلا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو:۔

Harvey, however, committed a grave injustice in claiming the whole of the credit for the discovery of the circulation to himself. In his *Exertatio* he hardly even mentions the names of others who had done so much in bringing into being the conception of circulation. There is overwhelming evidence to show that Harvey was fully acquainted with the works of Cesalpinus which were published in Venice in 1593 some four years before Harvey went to Padua. When he was accused of plagiarism by his contemporaries he remained silent. This may indicate, as Luciani suggests, that Harvey prudently avoided a dispute in which he had much to lose and nothing to gain.

ترجمہ:۔ ـــــ لیکن ہارویؔ نے دوران خون کی تحقیق و اکتشاف کے سارے اعزاز کو اپنی طرف منسوب کرکے بڑی بھاری بے انصافی کا ارتکاب کیا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی تالیف (اگزرٹے شو) میں دوسروں کے نام تک مشکل سے لیتا ہے جنہوں نے دوران خون کی دریافت و انکشاف میں بہت زیادہ کام کیا ہے۔ اس قسم کی دبی ہوئی شہادتیں اور مخفی ثبوت موجود ہیں کہ سی سل پی نس کی تالیفات سے ہارویؔ پورے طور پر آگاہ تھا، جو ہارویؔ کے پڈوا جانے سے تقریباً چار سال پہلے وینس میں ۱۵۹۳ء میں شائع ہوئی تھیں۔ ہارویؔ کے ہمعصروں نے جب اس پر یہ الزام لگایا کہ ـــــ "تو نے دوسروں کی تحریروں کا سرقہ کیا ہے" ـــــ تو ہارویؔ اس الزام کے جواب میں قطعاً خاموش رہا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے، جیسا کہ لیوسیانی قائل ہے، کہ ہارویؔ نے چالاکی سے اس بحث میں حصہ لینے سے گریز کیا جس میں اُسے حاصل تو کچھ نہ ہوتا مگر کھوتا بہت زیادہ ـــــ"

یہ ہیں شریف چور اور علمی ڈاکو، جن کے نام سنہری حرفوں کے ساتھ سائنس کے بتخانوں میں زیب محراب و در ہیں۔ ایسے ہی "سائنٹی فک چوروں" کا نام فخر و مباہات کے ساتھ ہمارے سامنے لیا جاتا ہے۔ جن کے دامن میں بے ایمانی کی سینکڑوں غلاظتیں چھپی ہوئی ہیں اور ان کے مقابلہ میں جالینوس و ارسطو کی بے مثال کوششوں کو قیاسی ڈھکوسلے کہکر تہ خاک دبا دیا جاتا ہے ہمارے دوست ذرا سوچیں، اور غور کریں۔ کتنے شرم کا مقام ہے، کس منہ سے وہ ایسے سند یافتہ ضمیر فروشوں کے نام جالینوس و ارسطو کے سامنے پیش کر جاتے، اور ان بزرگ ہستیوں کو پست تر دکھلانے کی نامبارک سعی فرمائی جاتی ہے +

۱۵۹۶ء سے ۱۵۹۲ء تک معالجات کا معلم تھا +

Vesalius however does not seem to have given his own true opinions as he himself says in a later writing that "he accommodated his statements to the dogmas of Galen, not because he thought that these were in all cases consonant with truth, but because in such a new great work he hesitated to lay down his own opinions, and did not dare to swerve a nail's breadth from the doctrines of the prince of Medicines."

ترجمہ :— لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ویزیلی اس اپنی صحیح رائے پیش کرنی نہیں چاہتا، جیسا کہ وہ بعد کی تحریر میں خود لکھتا ہے — " اس نے اپنے بیانات جالینوس کے اصول و مسلمات پر جمع کئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ ان تمام بیانات کو ہر طرح مطابق واقع اور معیار صداقت پر کھرا سمجھتا ہے، بلکہ اس لئے کہ اپنے اس نئے بڑے کام (تالیف) میں اپنے خیالات کے پیش کرنے سے اُسے تامل ہوا، اور سلطان الاطباء (جالینوس) سے نشانِ ناخن کے برابر اختلاف کرنے کی اسے جرأت نہ ہو سکی "۔

ہاروے کی فنی خیانت اور سرقہ

ہاروے ۱۵۷۸ء میں پیدا ہوا، اور پڈوآ سے ۱۶۰۲ء میں ڈاکٹر آف میڈیسن Doctor of Medicine کی سند حاصل کی۔ اسکو طب جدید کے آبائے محترم میں سب سے اونچی جگہ دیجاتی ہے۔ اُسے محسن فن شمار کیا جاتا ہے، اور دوران خون کا عظیم و فانی محقق سمجھا جاتا ہے اور انگریز مولفین کے قلم سے اسے نہ معلوم اور کیا کیا بنایا جاتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مُحسنِ علم اور فن کے دیوتا کے متعلق یورپ ہی کے مورخین کیا کیا خیالات رکھتے ہیں اور اسکو سب سے بڑے کارنامہ کی حقیقت و صداقت میں خیانت و سرقہ کی کتنی زبردست آلائشیں ملی ہوئی ہیں؛ اس نے کس ظلم و تعدی اور علمی بے ایمانی سے اپنے متقدمین کے کارہائے نمایاں کو چھپانے اور دبانے کی کوشش کی اور کس طرح دوران خون کے پورے انکشاف کو اول سے آخر تک اپنی طرف منسوب کرنا چاہا۔

ذیل کے فقرہ میں آپ کو اسی قسم کا مواد ملیگا۔

The discovery of the circulation of the blood is generally attributed to Harvey. One, however, wonders if there was anything new in the observations which he made. We know that the pulmonary circulation was known even to Galen. The mistake of Galen in supposing that the inter-ventricular septum had pores was corrected by *Servetus* and *Columbus*. The existence of the valves was discovered by *Fabricius* and their functions by

ترجمہ :— " دوران خون کی تحقیق و انکشاف کو عموماً ہاروے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن ہر شخص حیرت و استعجاب سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ ہاروے نے جو کچھ مشاہدات کئے ہیں کیا ان میں سے کوئی بات بھی نئی ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ پھیپھڑے کا دوران خون (دورۂ رئویہ، پلمونری سرکولیشن) جالینوس تک کو معلوم تھا۔ رہی جالینوس کی یہ بھول کہ قلب کی درمیانی دیوار (حاجز بین البطنین) کے اندر کچھ منافذ اور چھید ہوتے ہیں، اس غلطی کی اصلاح کولمبس[1] اور سرویٹس[2] سے ہو چکی تھی (جو ہاروے سے پہلے گزر چکے تھے)؛ وریدوں کے اندر کواڑیوں کا وجود فیبری شش[3] اور ان کا فعل سسلپنس[4] بتا چکا تھا "

[1] کولمبس Columbus، پڈوا میں ویزیلی اس کا ہمعصر نوجوان تھا، اسکے بعد ۱۵۴۴ء میں اُستاد تشریح بنکر پیسا Pisa چلا گیا۔ اسکے بعد آخر عمر تک روما (اٹلی) کی یونیورسٹی میں تشریح کی کرسی پر جلوہ افروز رہا۔ [2] سرویٹس Servetus ایک مذہبی عالم اور طبیب تھا جو اسپین میں پیدا ہوا۔ اس کا زمانۂ حیات ۱۵۱۱ء اور ۱۵۵۳ء کے درمیان ہے۔

[3] فیبری شش Fabricius ہاروے کا استاد پڈوا میں معلم تشریح تھا۔ ایک بہت بڑا جراح اور تشریح کا علامہ شمار کیا جاتا ہے۔ [4] سسلپنس Cesalpinus ہاروے کی طرح فیبری شش کا شاگرد ہے [illegible]

کا مبدا قلب ہے، اور یہ کیوں عقلی دلائل کے زور سے ثابت کر رہا ہے کہ شریانی خون زیادہ رقیق اور لطیف ہوتا ہے۔ اس لئے اسکا رنگ شوخ ہے۔

(۵) ان فروگذاشتوں کے بعد بھی کیا ھاروی کو تم امام فن اور مقتدا تسلیم کرتے رہوگے؟ اور اگر کرتے رہوگے، تو اسکی توجیہ تمہارے نزدیک کیا ہوگی؟ کیا وہ توجیہہ اس قسم کی ہو سکتی ہے کہ ہم بھی اسکے مطابق جالینوس وارسطو کی عزت کر سکیں؟ اور انکے زمانہ کی طب کو سائنس کہہ سکیں؟

اگر ہاروے کے زمانہ میں علم طب اکیسو ایک غلطیوں پر مشتمل تھا جن میں سے محض ایک غلطی کے دور ہونے پر اسے سائنس کا خطاب مل گیا تو آخر اسکی کیا وجہ ہے کہ ہم ایکسو ایک غلطیوں کی موجودگی میں اُسے سائنس نہ کہہ سکیں؟ یہ کس دارالعدالت کا فتویٰ ہے، جسکے تسلیم کرنے پر ہم مجبور ہو جائیں۔

ھاروی اور عروق شعریہ کا انکار

اور ملاحظہ فرمائیے، سائنس کے دیوتا کے اقوال و تجربات عروق شعریہ کے متعلق کس قدر لایعنی اور مضحکہ خیز ہیں:۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

Harvey's conception of the anastomoses between the arteries and veins was also wrong. He was misled by his experiments. He says :—

"I have never succeeded in tracing any connection between the arteries and the veins by a direct anastomosis of their orifices; neither in the liver, spleen, lungs, kidneys, or any viscus is such a thing to be seen; and by boiling I have rendered the parenchyma of these organs so friable that it could be shaken like dust from the fibres, so that I could follow every capillary filament distinctly. I can, therefore, boldly affirm that there is neither any anastomosis of the portal vein with the vena cava, of the hepatic arteries with the hepatic veins, nor of these with the biliary ducts."

ترجمہ: ——— شرائین اور اوردہ کے درمیان اتصال و تعلق کس قسم کا ہے، اسکے متعلق ھاروی نے جو معلومات پیش کئے ہیں، وہ بھی غلط ہیں، وہ اپنے تجربات سے گمراہ ہوگیا ——— وہ لکھتا ہے: ———

——— "شرائین اور اوردہ کے دہانے براہ راست باہم ملے ہوئے ہیں (جیسا کہ بتایا جاتا ہے کہ عروق شعریہ کے ذریعہ دونوں کا تواصل ہے) مجھے اس تعلق و اتصال کے پتہ چلانے اور ٹوہ لگانے میں کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ نہ کبھی مجھے اس قسم کی کوئی چیز جگر، طحال، پھیپھڑوں، گردوں یا دوسرے احشا میں نظر آئی۔ میں نے ان اعضاء کو اُبالا اور پکایا جس سے ان کے اصلی جوہر گل کر اس قدر بھربھرے ہوگئے کہ ان کے ریشوں سے یہ جوہر الگ ہو کر غبار کیطرح (پانی میں) بکھر سکتے تھے، اور اس طرح ہر عرق شعری کے دھاگے کا نمایاں طور پر تعاقب کیا جا سکتا تھا، لہذا میں جرأت و دلاوری کے ساتھ دعوے کر سکتا ہوں کہ نہ تو باب الکبد کا ورید اجوف کے ساتھ کوئی لگاؤ ہے، ——— نہ جگر کی شریانوں کا جگر کی وریدوں کیساتھ کوئی تعلق ہے، ——— اور نہ ان عروق مذکورہ کا صفراء کی نالیوں (مجاری صفراویہ) کے ساتھ کوئی اتصال ہے (یعنی عروق مذکورہ کے درمیان جگر میں عروق شعریہ کا کوئی وجود نہیں ہے)" ———

ہوتے ہوئے ہندوستانی طب جدید کے سب سے بڑے دیوتا کے پُرزور دعوے کو خدا دو چار بار پڑھو اور اپنی اور اسکی

ہاروے جالینوس اور ارسطو کا پیرو تھا

ذیل کے فقرہ میں بتایا گیا ہے کہ گو ہاروے کی تالیف دوران خون کے متعلق ایک قابل قدر چیز ہے مگر باقی امور میں اسکے تمام عقائد اور تمام خیالات جالینوس و ارسطو کے مسلمات کے مطابق تھے، اور وہ ان دونوں یونانی بزرگوں کا پیرو تھا۔

It should be mentioned that, though Harvey's *Exertatio* is a work of the highest scientific achievement, Harvey was a Galenist and Aristotelian in other ways. To him the heart still remained the seat of inherent heat and of "Vital Spirits" which it imparted to the arterial blood. He did not realise the importance of his own discovery and in a reply to the criticisms of Riolan, confessed that his discovery was not of any medical significance at all. As to the crimson colour of the arterial bloou, Harvey believed that it was due to the fact that arterial blood was "thinner and lighter" than the venous blood and this, he explained, was due to the higher pressure in the arteries. In the lungs too, the bright red colour of the blood was due to the same reason.

ترجمہ: ——— یہ امر بھی واضح ہونا چاہیے کہ گو ہاروے کی تالیف (اگزرسائٹو) ایک علمی اور اعلیٰ کام ہے مگر وہ دوسرے تمام امور میں یہ جالینوسی اور ارسطو طالیسی (جالینوس اور ارسطو کا پیرو) تھا۔ اُسکے نزدیک اب تک (دوران خون کے اقرار کے بعد تک) قلب حرارت غریزیہ اور "ارواح حیوانیہ" کا مبدا تھا جو شریانی خون کو سونپ دی جاتی ہیں، اسے اپنے انکشاف کی اہمیت کا پتہ نہ تھا، چنانچہ ریولان کے اعتراضات و نکتہ چینی کے جواب میں خود ہاروے نے تسلیم کیا ہے کہ اسکی یہ تحقیق ہرگز کوئی طبی قدر و منزلت نہیں رکھتی۔ شریانی خون کی شوخ سرخی (لون قرمزی) کی وجہ ہاروے کے عقیدہ کے مطابق یہ ہے کہ شریانی خون بمقابلہ وریدی خون کے "رقیق و لطیف" ہو اور اسکی وجہ وہ یہ بیان کرتا ہے کہ چونکہ شریانوں میں دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اسکا خون لطیف و رقیق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پھیپھڑوں کے خون کی سرخ رنگت میں شوخی اسی قسم کے سبب سے حاصل ہے"———

---

(۱) یہ عجیب دلچسپی اور ستم ظریفی ہے کہ ہمارے ڈاکٹر ہاروے کو تو طب جدید کا باوا آدم تسلیم کرتے ہیں، اور خود بیچارا ہاروے "طب قدیم" کا فدائی اور عاشق زار ہے۔

(۲) سائنس میں ہر چیز کو اس طرح صحیح و صادق ہونا چاہیئے کہ عینی مشاہدہ ہر چیز کی تصدیق کر سکے، مگر غریب ہاروے تکلفی و قیاسی ڈھکوسلوں پر اس قدر فریفتہ ہے کہ وہ جالینوس و ارسطو کا دامن چھوڑنا ہی نہیں چاہتا۔

(۳) اگر علم طب ہاروے سے پہلے سائنس نہ تھا، اور سائنس کا خلعت اسکو ہاروے کے زمانے میں نصیب ہوا، تو اب میڈیکل سائنس کے معنے یہ ہوئے کہ اس میں محض ایک چیز مشاہدہ کی تصدیق کے مطابق صحیح اور درست ہو اور باقی ساری چیزیں تکلفی دلائل پر مبنی اور غلط ہیں۔ اور صدہا بلکہ ہزارہا غلطیوں کے باوجود وہ محض ہاروے کے ایک انکشاف دوران خون سے سائنس بن گیا۔

سبحان اللہ، قربان جایئے اس تعصب تنگ نظری پر، یہ جو کچھ نہ منوادے کم ہے، اور جتنے خرافات تسلیم کرنے پر مجبور نہ کرے، تھوڑا ہے۔

(۴) میں اپنے بھولے بھالے ڈاکٹروں سے دریافت کرتا ہوں کہ تم ہمارے قدیم بزرگوں پر تو بری طرح منہ آتے ہو کہ ان سے صدہا غلطیاں اس وجہ سے سرزد ہوئیں کہ وہ لاشیں نہیں چیرتے تھے ———— اب بتاؤ، ہاروے تو تمہارے سائنس کا دیوتا ہے، اس سے کیوں مضحکہ انگیز غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں؟ یہ کس طرح تسلیم کر رہا ہے کہ حرارت غریزیہ اور ارواح حیوانیہ

دُنیائے ہندوستان ایک نیا اور مہلک مرض

یعنی

حکیمیت اور ڈاکٹریت کی وبا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونومن بہٖ ونتوکل علیہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد
فیاایہا الناظرین و الناظرات؟

مفلس ونہتے ہندوستانیوں کو حصول سوراج کی جدوجہد کرتے برس ہا برس گذر گئے ۔ تلک ، محمد علی ، گوکھلے ، نہرو ، اجمل خاں جیسے بڑے بڑے قائد اور مدبر اسی تمنا کو دلوں میں لئے ہوئے راہی عدم ہوگئے ، فدائیان ملک و ملت جیلخانے جاتے جاتے تھک گئے ، سینکڑوں مان کو ایریٹر ڈگریاں ، ڈپلومے تمغے اور خطابات واپس کرکے اور ہزاروں ملازم اپنی لگی روزیوں پر لات مار کر تباہ و برباد ہو گئے ۔ پچاسوں آل انڈیا کانفرنسیں معرض وجود میں آئیں اور معدوم ہوگئیں ۔ لاتعداد ریزولیوشن پاس ہوئے ، حلق پھاڑ پھاڑ کر احتجاجی صدائیں بلند کی گئیں لیکن ہندوستان کو سوراج نہ ملنا تھا نہ ملا ۔

ہاں ۔ اگر کسی فرقہ یا جماعت نے کامیابی حاصل کی ۔ اگر کسی فرقے نے گورنمنٹ سے حقوق لیلیئے ۔ اگر کسی قوم نے منہ مانگی راد پائی ، اگر کسی طبقہ نے سوراج لے لیا تو وہ صرف ہمارا نامور طبقہ یا فرقہ یا قوم یا جماعت ہے ۔ اور بس ۔

اب آپ سوال کرینگے کہ کیسے ؟ تو سنیئے !

ہندوستان میں سب سے پہلے ہومیو پیتھک نے گورنمنٹ سے جبری آزادی حاصل کی اور ہومیو پیتھوں نے گلی گلی کوچہ کوچہ اسکے پرچار شروع کردیئے ۔ ایک دو نہیں ۔ دس پندرہ نہیں بلکہ پچاسوں ہومیو پیتھک کالج قائم کردئے ۔ اور کالج بھی کیسے ۔ جن میں نہ حاضری کی جنج ، نہ پڑھنے و تعلیم حاصل کرنے کی قید ۔ اور نہ کسی قابلیت کی شرط ۔ بس پھر کیا تھا چلی حشمت سینکڑوں ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ پچاسوں ایم ۔ بی ۔ ایچ ، بیسیوں ایم ، ڈی ، ایچ ، ان کالج سے تولد ہو گئے

جس طرح کہ جب کوئی اہم سیاسی تحریک عمومیت حاصل کرلیتی ہے ۔ اور اسمیں چھوٹے چھوٹے معمولی قسم کے لیڈروں کی کثرت ہوکر بڑے بڑے واقعی اور مخلص لیڈر و قائد کس مپرسی کے عمیق غاروں میں جا پڑتے ہیں بالکل اسی طرح اس تحریک نے بھی اپنا حلقہ توسیع کرکے واقعی و مستند کالجوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی ۔ اگر سو ۱۰۰ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کی اسناد تعلیمی دیکھی جائیں تو ان میں مشکل دو یا تین آپ کو نیشنل میڈیکل کالج کلکتہ کے سند یافتہ ملیں گے ماباقی میں سے یا تو "پنجاب ہومیو پیتھک میڈیکل کالج" کے ہونگے یا "رجسٹرڈ ہومیو پیتھک کالج پٹنہ" کے فارغ التحصیل ۔

اس تحریک کی وسعت و ہمہ گیری کا جو نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا وہ نکلا یعنی واقعی اور قابل سند یافتہ ہومیو پیتھ تو پردۂ گمنامی میں روپوش ہوگئے ۔ یا غریب ہومیو پیتھی کے جسد نیم بسمل پر اشک حسرت بہانے کے لئے منہ ڈھک کر کونے میں جا بیٹھے ۔ اور پوسٹ آفس کے ذریعہ ڈھلے ہوئے ڈاکٹر حشرات الارض کی طرح ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور دنیا نے دیکھ لیا نہ "جھوٹے کے آگے سچا کس طرح رو مرتا ہے "

رین جانب اپنی عنان توجہ کبھی اس طرف منعطف نہ فرماتے اگر اُسکے مسموم اثرات صرف ہومیو پیتھک حلقہ ہی کے اندر رہ کر فنا ہوجاتے لیکن مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ اس کا انفیکشن (تعدیہ) بڑھا اور غریب یونانی طب اور ویدک کو بھی لپیٹ لیا ۔

پہلے تو یونانی طبیہ کالجوں پر بمباری کی ۔ جب وہ بے نتیجہ ثابت ہوئی تو فوراً ہی روئے عمل تبدیل کرکے طب یونانی اور

عقل پر ہر مرتبہ دو آنسو بہاؤ ، دیکھو ، سائنس کا دیوتا مشاہدہ کرتا ہے ، اور مشاہدہ کے زور پر اینٹھکر کس طرح بے بس ہو جاتا ، اور اکڑ اکڑ کر خود بخود چت ہو جاتا ہے۔

عبرت کا مقام ہے متقدمین محض عقلی دلائل سے دعوے کرتے ہیں کہ جگر میں عروق شعریہ موجود ہیں اور باب الکبد اور شریان کبدی کی شاخیں اجوف کی شاخوں سے منہ ملائے ہوئے ہیں ، اور اس دعوے میں ان سے کوئی غلطی نہیں ہوتی ۔

لیکن اسکے بعد سولہویں صدی میں ھاسے کے مشاہدہ کی قوت سے ان چیزوں کا معائنہ کرنا چاہتا ، اور اسے کچھ پتہ نہیں چلتا ، صحیح راستہ سے بھٹک جاتا ہے ، اور وہ پورے غرور و نخوت اور شان تبختر سے ایک قدیم اور صحیح مسلمہ سے انکار کر بیٹھتا ہے ۔

اب ذرا تم ان دونوں دعاوی کی تصدیق و تکذیب کے لئے ، اور ان دونوں مسلمات کی قوت آزمانے کے لئے ، آجکل کی کتابیں پڑھو ، جنہوں نے عروق شعریہ سے باریک تر چیزوں کو خردبین کی مدد سے آئینہ بنا کر پیش کر دیا ہے ۔ تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ عقلی تکے چلانیوالے یہاں کامیاب ہیں ، یا تمہارا مشاہدہ نگار ھاسے آدمی ؟

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مشاہدہ بھی صحیح نتائج تک پہونچانے کے لئے کافی نہیں ہے ، اسکے اندر بھی صدہا رموز و نکات ہیں ، جو کبھی بشر پر قدرت کی یاوری سے کبھی کبھی منکشف ہو جاتے ہیں ۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است

حکیم ، ڈاکٹر ، اور وید

منتظر ہیں کہ ہمدرد صحت کا ، عورت کے متعلق خاص نمبر جسمیں انکے امراض و علاج اور ترتیب جسمانی و دماغی وغیرہ کے متعلق مضامین ہونگے کب شائع ہوگا انکی اطلاع کیلئے لکھا جاتا ہے کہ اس خاص نمبر کے انتظامات شروع ہو گئے ہیں ، اور انشاء اللہ جولائی ۳۶ء کو یہ خاص نمبر شائع ہوگا ۔ ہندوستان کے علاوہ یورپ اور ایشیا کے ماہرین بھی اس خاص نمبر کی تحریر و تسوید میں حصہ لیں گے اور اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ نمبر مشرقی زبانوں میں پہلی چیز ہوگا ۔ اگر آپ صرف خاص نمبر کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو معمولی ایڈیشن کے لئے نو آنہ کے ٹکٹ اور اعلیٰ ایڈیشن کے لئے تیرہ آنے کے ٹکٹ بھیج دیجئے ۔ لیکن اگر آپ صرف ایک روپیہ ادا کر کے رسالہ کے باقاعدہ خریدار بنجائیں تو نہ صرف یہ خاص نمبر (معمولی ایڈیشن) آپکی خدمت میں پیش کیا جائیگا بلکہ گیارہ مہینے تک رسالہ آپکے نام جاری رہیگا ۔ خاص نمبر اعلیٰ ایڈیشن کیلئے ایک روپیہ چار آنے بھیجنے چاہئیں ۔

مینیجر " ہمدرد صحت " دہلی

ہمدرد صحت کے خریداروں کو ضروری اطلاع

ہمدرد صحت کا جولائی میں شائع ہونیوالا " خاص نمبر " اگر بحفاظت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو تین آنے کے ٹکٹ (برائے رجسٹری) بھیجکر رجسٹری کے ذریعہ منگالیں ، امکانی احتیاط کے باوجود یہ خاص نمبر اگر راستہ میں ضائع ہو جائے تو اس کا دفتر ذمہ دار نہ ہوگا ۔

ان اصحاب کو جنکی مدت خریداری مئی و جون کے پرچہ کے ساتھ ختم ہو رہی ہے ٹکٹ بھیجنے کی ضرورت نہیں ، انکے نام رسالہ وی پی سے روانہ کیا جائیگا ۔ جو رسالہ کی قیمت منی آرڈر سے بھیجیں تو ان کو بھی اگر وہ چاہیں ۔ تو رجسٹری کیلئے تین آنے اضافہ کر کے بھیجنے چاہئیں ۔

نوٹ ، ۔ ٹکٹ بھیجتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

مینیجر " ہمدرد صحت " دہلی

اسباب مرض حکیم یا ڈاکٹر بننے کا شوق۔ افلاس و تنگدستی۔ کند ذہنی، دماغی محنت سے معذوری، مسیح علیہ السلام کی الفت۔ گورنمنٹ کی بے رُخی و بے توجہی۔ عامتہ الناس کی شامت، مریضوں کی موت، ڈگریوں اور ڈپلوموں کی قیمت کی ارزانی، ڈاک خانہ کا حسن انتظام۔ "رسالہ" ....

....

علامات کسی معمولی قابلیت کے انسان کا گھر بیٹھے بیٹھے۔ بلا اسکول یا کالج گئے ہو گئے یکایک حکیم یا ڈاکٹر بنجانا جیب میں آلہ تسماع الصدر" مگر طریق استعمال سے ناواقفیت۔ امراض اور ادویہ کے نام غلط بولنا۔ اپنے نام سے پہلے حکیم یا ڈاکٹر یا "حکیم اینڈ ڈاکٹر"، اور بعد میں ایم۔ بی۔ ایچ۔ یا مسیح الملک اول لکھنا" دروازہ پر خوشنما سائن بورڈ۔ گھر میں ایک چھوٹی سی میز اور اس پر ایک جلد رہبر صحت اردو" یا رسالہ" حاذق" مجلد۔ یا زیادہ سے زیادہ میزان الطب اُردو

زمانہ حضانت دس روز سے ڈیڑھ ماہ۔

تشریح بعد الوفات اگر آپ ایسے سند یافتہ گولڈ میڈلسٹ ڈاکٹر یا حکیم کی تلاشی لی جائے تو مبلغ دس پیسے کی رسید منی آرڈر" اور" سنٹرل یونانی طبیہ کالج شیلانگ" یا" ہومیو پیتھک میڈیکل کالج لاہور" کا نہایت خوشنما اور مطبوعہ ڈپلومہ بخط انگریزی۔ اور کسی دواخانہ کی کوئی فہرست از قسم "رہبر صحت" وغیرہ۔ اور ایک چھوٹا سا ہومیو پیتھک ادویہ کا بکس برآمد ہوگا۔ باقی آگے آیت۔

عواقب و نتائج مابعد طب یونانی اور ہومیو پیتھک کی بربادی و بدنامی۔

ھو الشافی

علاج اس قسم کے جملہ حکیم اینڈ ڈاکٹر صاحبان کا مکمل بائیکاٹ۔ تجارتی کالجوں کے خلاف اظہار نفرت و ناراضی۔ گورنمنٹ سے استمداد۔ خانہ ساز حکما، و ڈاکٹران کی فہرست مرتب کر کے رسائل میں بغرض اطلاع عام شائع کرنا۔ یہ سب اولین تدابیر ازالہ مرض ہیں

مقامی طور پر طبی جرائد کو چاہیئے کہ وہ کسی مضمون نگار کے ساتھ لفظ حکیم یا ڈاکٹر اس وقت تک تحریر نہ کریں جب تک وہ انکی اصلیت و حقیقت معلوم نہ کرلیں۔ اور دوست نما دشمن فن کالجوں کے متعلق صحیح معلومات حاصل کر کے عوام کو ان کے دام فریب سے بچانے کی کوشش کریں۔ اور اُنکے خلاف انتہائی ایجی ٹیشن کرائیں۔ یہ سب تدابیر ایسی ہیں جو ازالہ مرض و انسداد مرض کیلئے کافی ہیں۔ اگر ان کے علاوہ کوئی مفید تدبیر یا شافی علاج ناظرین کرام میں سے کسی صاحب کے علم میں ہو تو براہ کرم شائع فرما کر طب یونانی و ویدک اور ہومیو پیتھی پر احسان و کرم فرمائیں۔ فقط۔ زیادہ حد ادب۔

ہم ہیں مضمون کے لکھنے والے

ممالک محروسہ بھوپال کے مشہور سائنسداں علامہ لطافت حسین صاحب "لطیلموس اق ل" بقلم خود خانہ ساز۔

زیادہ والسلام

حب مُدِر ایام ماہواری کی خرابی ہونا آجکل مستورات میں عام ہے اور انکی تندرستی کو شدید نقصان پہنچا رہی ہے، اسکے علاج سے ہرگز غفلت نہ کرنی چاہیئے، طرح طرح کے عوارض رفتہ رفتہ اس خرابی سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ گولیاں عورتوں کی مخصوص شکایات، ایام ماہواری کی کمی اور بندش کو دور کر کے اس فعل کو باقاعدہ کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ قدرتی طور ہوتا ہے اور ایام ماہواری میں خرابی پیدا ہونے سے جو شکایتیں پیدا ہو جاتی ہیں ان کو دور کرتی ہیں۔ قیمت فی درجن چھ آنہ (۶/)

ترکیب استعمال۔ ایام مقررہ سے تین دن پہلے ایک گولی صبح دوپہر شام کو کھانی چاہیئے۔ حالت ایام میں نہ کھائیں۔

پتہ ہمدرد دواخانہ یونانی دہلی

ویدک کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ اور ہومیو پیتھک کالجوں میں۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں نے نہایت ایثار و دریا دلی کے ساتھ دیسی طبوں کی تعلیم بھی شروع کر دی۔

چونکہ دیسی طبوں کی اِم میونٹی کمزور تھی اور وہ اس زبردست عدوے کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی اور اُسکے حاملین بھی جدید سائنس سے ناواقف ہونیکے باعث "اینٹی ڈاکٹریٹ سیرم" کا ٹیکہ نہ لے سکتے تھے۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوا کہ وبائی مرض طبقۂ اطبا میں بھی پھیل گیا اور چونکہ رفتار مرض بہت سست تھی اسلئے ماہرین طب یونانی ڈ ویدک نے شاید اسطرف خاص توجہ ہی نہیں کی۔ اور ذ اس شعر کے مفہوم کو قطعاً بھول گئے کہ :-

سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل چو پُر شد نشاید گذشتن بپیل

اب جبکہ مرض یکدم اپنے مہلک اثرات کے ساتھ نہایت شد و مد کیساتھ اُبل پڑا اور ایم ، بی ، ایچ اور ایم ، ڈی ، ایچ کے ساتھ ساتھ حاذق الحکماً ، مسیح الملک اوّل ، کویراج آیور ویدرتنا ، زبدۃ الاطبا اول ، حکیم اعظم اوّل ، شمس الحکما اول ، طبیب حاذق ۔ اور راج ویدمعہ تمغہ جات طلائی و نقرئی کے برساتی مینڈکوں کیطرح جابجا پھُدکنے لگے تو اب علمبرداران طب کی بھی آنکھیں کھُلیں ۔ مگر چونکہ یہ مرض امراض غیر مدّونہ میں سے ہے اور قانون شیخ یا شرح اسباب نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اس لئے اب اجتماعی و انفرادی حیثیت سے اس مرض پر غور کیا جانے لگا ہی لیکن ابھی تک نتیجہ صفر ہے۔

محض ہمدردیٔ طب و ملک کے جذبہ سے متاثر ہو کر ہم بھی بنفس نفیس بحیثیت بطلیموس اوّل اس مرض کے اسباب و علامات پر تحقیقی نظر ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ دیگر معزز معاصرین کو اس مرض کا شافی علاج تجویز کرنے میں سہولت و آسانی ہو جائے اور ہمارے تلامذہ و مقلّدین کے لئے راہِ عمل کُھل جائے ۔

وَهُوَ هٰذَا

ماہیت مرض چونکہ اس مرض کا حملہ دفعتہً ہوتا ہے اسلئے ایک اچھا خاصہ ناقابل و قطعاً غیر تعلیمیافتہ شخص گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک حکیم یا ڈاکٹر یا "حکیم ڈاکٹر" مرکب بنجاتا ہے۔ اور پوسٹ مین سے وی پی وصول کرتے ہی دروازہ پر شاندار سائن بورڈ آویزاں کر کے کرسیٔ مطب کی زینت بن جاتا ہے۔ یہ ایک سخت قسم کا متعدی مرض ہے جو مبتلائے مرض کی صحبت میں رہنے سے یا کامیاب حکیموں یا ڈاکٹروں کا مطب دیکھنے اور طمع زر و خواہش نمود سے لاحق ہو جاتا ہے۔ اس مرض کا باعث ایک مطبوعہ جرثومہ ہوتا ہے جسکو "میڈیکل بیسی لس" (یعنی جرثومۂ حکیمیت) کہا جاتا ہے جو اپنی ظاہری شکل و شباہت میں میڈیکل کالج بمبئی یا طبیہ کالج دہلی کی مطبوعہ سند سے مشابہ ہوتا ہے اور اُسکی پیشانی پر نہایت جلی حروف میں "پنجاب ہومیو پیتھک میڈیکل کالج لاہور" یا "رجسٹرڈ سنٹرل یونانی طبیہ کالج شیلانگ" لکھا رہتا ہے اور آخری حصۂ تحریر پر ایک سیل بنی رہتی ہے۔ وسط میں ایم ، ڈی ، ایچ ، یا "مسیح الملک اول" اور ڈپلومہ حاصل کرنے والے کا نام تحریر ہوتا ہے۔ اس جرثومہ کا انکشاف بھوپال کے مشہور و معروف خانہ ساز سائنسداں حکیم لطافت حسین صاحب "بطلیموس اوّل" نے فرمایا ہے۔

جس طرح ملیریا کے جراثیم مچھروں کے ذریعہ اور پلیگ کے جراثیم چوہوں اور پسوؤں کے ذریعہ پھیلتے ہیں بالکل اسی طرح اس مرض کے جراثیم اخبارات اور مطبوعہ فہرست ادویہ وغیرہ کے ذریعہ پھیلتے ہیں۔

جراثیم حکیمیت یا ڈاکٹریت کا خوردبینی منظر

اس کالج میں ہر قسم کا ڈپلومہ معمولی قیمت ادا کرنے پر بذریعہ وی ، پی ارسال ہوتا ہے۔

پنجاب یونانی طبیہ کالج

گورنمنٹ رجسٹرڈ

.... کو مسیح الملک اوّل کا ڈپلومہ دیا جاتا ہے۔

دستخط پرنسپل

مُہر کالج

قیمت ڈپلومہ دس روپے (عه) مصارف وی پی وغیرہ بذمہ خریدار

مؤلف کنوز الصحۃ ڈاکٹر محمد بن سلیمان التونسی کا طرزِ کلام نہایت دلاویز ۔ پُر از معلومات سلیس اور سادہ ہے ۔ اور جا بجا آپ نے اپنی اِس تالیفِ گرامی میں فن کی نہایت بیش قیمت اور دلچسپ معلومات ذکر کی ہیں ۔ ذیل میں ہم بطورِ تعارف اس کتاب کے بعض اقتباسات درج کرتے ہیں

فاضل مؤلف ایک جگہ ہوا کے ذکر کے سلسلے میں ہوا اور نباتات کی نسبت اس طرح تحریر فرماتے ہیں ۔

ومن المضر ایضاً وجود النباتات والازہار فی محل ضیق لانہا تمتص الھواء الجید وتفرز حمض الکربونیک[1]

کسی تنگ مقام میں سبزہ اور پھولوں کا ہونا بھی مضر ہے کیونکہ یہ چیزیں اچھی ہوا کو جذب کر لیتی ہیں اور حمض الکربونیک (کاربانک ایسڈ گیس) کو خارج کرتی رہتی ہیں ۔

فیما یلبس علی الراس کے عنوان کے ماتحت ایک مقام پر آپ سر کو نہ ڈھکنے اور کھلا رکھنے کے متعلق اس طرح رقمطراز ہیں ۔

اعلم انہ ان یکون غطاء الراس خفیفاً کما اوصیٰ بذلک ابقراط لانہ ان کان ثقیلاً وجاء الحر یسخن وتتجہ الیہ کثیر من الدم فیحصل من ذالک فی المخ دمویۃ ینشاء عنہا الصداع الشدید والسکتۃ[2]

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سر کو ہلکا رکھنا اور کم ڈھکنا چاہیئے چنانچہ بقراط نے اس بارے میں وصیت کی ہے ۔ کیونکہ گرمی کی حالت میں سر پر بوجھ رکھنے اور اسکو گرم رکھنے سے سر گرم ہو جاتا ہے اور اُسکی جانب خون زیادہ متوجہ ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دماغ میں خون کا اجتماع ہو کر شدید دردِ سر اور سکتہ پیدا ہو جاتا ہے ۔

کیفیۃ الاکل والمُدّۃ کے عنوان کے ماتحت کھانا کھانے وقت تفریح و انبساط کی ضرورت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں ۔

اعلم انہ لابد من راحۃ العقل حتی یحصل الھضم فعلی الانسان ان لا یتذکر مدۃ الاکل الاشیاء المحزنۃ لانہ من المجرب ان الاکل الذی یحصل وقت انشراح الصدر یہضم فی اقرب زمن[3]

ہضمِ غذا کی حالت میں دماغ اور عقل کو آرام دینا چاہیئے ۔ پس انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کھانا کھاتے وقت غم انگیز اُمور کو یاد نہ کرے ۔ کیونکہ یہ بات تجربہ میں آچکی ہے کہ جو کھانا خوشی اور مسرت کی حالت میں کھایا جاتا ہے وہ نسبتاً بہت تھوڑی مدت میں ہضم ہو جاتا ہے ۔

ایک جگہ تعریف الماء کے ضمن میں اپنے دریائے نیل کی صفت و ثنا آپ اس طرح کرتے ہیں ۔

اجود المیاہ الماء الجاری کماء النیل الذی ہو اعظم الانہار الموجودۃ علی وجہ الارض وہو اٰتٍ من الامطار المنصبۃ علی الجبال ویمر علی الرمال والاحجار[4]

پانی کی تمام قسموں میں سب سے بہتر بہنے والا پانی ہے جیسے کہ دریائے نیل کا پانی کیونکہ رودِ نیل سطحِ ارض کی ایک بڑی نہر ہے جو پہاڑوں کی بارشوں سے بنکر ریت اور پتھریوں پر گذرتی ہوئی آتی ہے ۔

صفات بول کے ذکر کے سلسلے میں آپ پسینہ اور بول کے باہمی تعلق کو اس طرح واضح فرماتے ہیں ۔

اعلم ان البرد یزید فی البول وینقص من العرق من حیث ان بینہما اشتراکاً فمتی زاد احدہما نقص الآخر کما ہو مشاہد کثیراً لان بعض الناس یحسون بالبول اذا اضعوا ایدیہم فی الماء البارد او وضعوا فی مکان بارد[5]

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سردی پیشاب کو زیادہ اور پسینہ کو کم کرتی ہے ۔ اور چونکہ پیشاب اور پسینہ کو کم کرتی ہے ۔ اور چونکہ پیشاب اور پسینہ میں باہم تعلق ہے اس لئے جب ان میں سے ایک چیز بڑھ جاتی ہے تو دوسری گھٹ جاتی ہے ، چنانچہ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض آدمی پیشاب کی ضرورت محسوس کرنے

[1] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ ویواقیت المنحۃ صفحہ ۲۱ ، مطبوعہ مصر منہ ۔ [2] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ ، صفحہ ۲۰ ۔ منہ ۔ [3] ملاحظہ ہو ۔ کنوز الصحۃ صفحہ [illegible] [4] [illegible]

[5] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ ، صفحہ ۵۰ ، مطبوعہ مصر منہ ۔

"کنوز الصحۃ"

از جناب حکیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی، لاہور

عصر نو میں ممالک عربیہ مصر، شام، بیروت، ٹیونس وغیرہ میں عربی زبان میں طبی کتب کی اشاعت و تالیف کی تحریک اہتمام کے ساتھ جاری ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی کتب قدیمہ طبیہ از سر نو مرتب کر کے شائع کیا جا رہا ہے اور بیشمار طبی کتابیں طب جدید کے اصول و مباحث پر تالیف کی جا رہی ہیں۔

اس تحریک کی عنان زیادہ تر اُن عربی علمائے طب کے ہاتھوں میں ہے جنہوں نے فرانس اور فرانس کی طبی یونیورسٹیوں سے استفادہ کیا ہے اور اب وہ اپنے علوم طبیہ قدیمہ کی بنیادوں پر عربی طب جدید کے قصر نو کی تکمیل کو مکمل کر رہے ہیں۔

اس سلسلے میں جدید اطبائے عرب نے بیشمار بیش قیمت جدید و قدیم تالیفاتِ طبیہ کا ذخیرہ فراہم کر کے صحیح معنی میں ایک نہایت مفید اور مکمل نصاب طب مرتب کر لیا ہے۔

کتاب کنوز الصحۃ جس کا نام زیب عنوان ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب علمی اور عملی حیثیت سے ایک نہایت بیش قیمت طبی تالیف ہے جو طب جدید کے اصول پر گھروں کی تمام ضروریات کو پیش نظر رکھ کر مرتب کی گئی ہے اور جدید عربی نظام طب میں فن طبی میڈیسن یعنی طب البیت کی ... معیار ... کی حیثیت رکھتی ہے۔

کنوز الصحۃ ٹیونس کے فاضل ڈاکٹر محمد بن سلیمان کے قلم کی یادگار ہے جس کو فاضل مؤلف نے سید الوزراء الحاج محمد علی آفندی کے ایما پر مدرسۃ الطب الانسانی کی تاسیس کے سلسلے میں تالیف فرمایا

ان چند صفحات میں اس تالیف گرامی کی تمام خوبیوں اور خصوصیتوں کا احصار تو بہت مشکل ہے تاہم میں ذیل میں آپ کو اس کی علمی اور افادی حیثیت سے متعارف کرانا چاہتا ہوں۔

کنوز الصحۃ کے ابتدائی صفحات میں فاضل مؤلف نے ایک نہایت گرانقدر عالمانہ مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس میں آپ نے مصری بیمارستانوں کی ایک نہایت مفصل تاریخ بیان کی ہے اور اسلامی بیمارستانوں کے اولین بانی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد سے لیکر بیمارستان ثانی مویدی کے حالات تک عہد بعہد تمام عربی اور مصری بیمارستانوں کی تاریخ کو نہایت وضاحت کیساتھ سپرد قلم فرمایا ہے۔

اسکے بعد منسوجات جسم انسانی اور تشریح و علم منافع اعضاء پر نہایت مفید معلومات درج ہیں۔ بعد ازاں ہوائے جوی۔ ملبوسات اور نظافت جسم کا بیان ہے۔ پھر ادہان و تعطیر۔ اوصاف خبز۔ اغذیہ حیوانیہ۔ لحم الطیر۔ لحم ذوات الاربع۔ اغذیہ مناسبہ کیفیت اکل و شرب۔ تصفیۂ ماء۔ فضول۔ حواس خمسہ۔ حیثیت امزجہ، امزاج دموی۔ مزاج عصبی۔ مزاج لمفاوی۔ مزاج عضلی وغیرہ کا ذکر۔ زمان بعد و نسائط صحیہ۔ کیفیت رضاع۔ اوصاف لبن۔ تدبیر النساء بوقت حمل و بعد ولادت۔ امراض النساء۔ امراض الاطفال۔ ماہیت مرض و علم تشخیص۔ امراضِ خاصہ۔ اور امراضِ عامہ کی بحث ہے اور اس سلسلے میں فاضل مؤلف نے امراض سر سے لیکر امراض پا تک تمام بیماریوں اور اُن کے طرق علاج کو نہایت بسط و شرح کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسی ضمن میں علم جراحت کی ضروری معلومات بہم پہنچا دی ہیں۔

اس کے بعد کمادات۔ استحمامات۔ تہابیل۔ لعوقات۔ مراہم۔ مروخات۔ زروقات۔ حقنات۔ قطورات۔ اکحال۔ لیوفات مستحلبات۔ مغلیات۔ جرعات۔ محالیل۔ معجونات۔ لبوخات۔ حبوب۔ اقراص۔ مساحیق وغیرہ کا بیان ہے۔ اور اس سلسلے میں طب جدید کے نہایت مفید۔ مجرب اور کارآمد نسخے تحریر فرمائے ہیں۔

جدید حکمائے مغرب کی طرح مزاج کی تعریف میں آپ کو بھی قدماء کی رائے سے اختلاف ہے۔ بااینہمہ آپ مزاج کی طبی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں اور جدید نقطۂ نگاہ سے آپ امزجہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

الامزجة هي الاختلافات التي توجد بين افراد الناس الناشئة عن استيلاء مجموع من المجاميع وغلبته على غيره في البنية فان استولت اعضاء الدورة على غيرها وتسبب عن استيلائها وغلبتها كثرة الدم سمي المزاج دمويا وان استولت الاعصاب سمي عصبيا وان غلبت الدورة الدم وكان التنفس خالصًا سريعا سمي المزاج بالدوري النفسي وان استولى (وان استولى الجهاز التنفسي سمي تنفسيا) المجموع العضلي سمي عضليا او اعضاء التناسل سمي تناسليا وغير ذلك فظهر بما ذكرناه ابطال كلام القدماء حصر الامزجة في الطبائع الاربعة التي هي الصفراء والدم والسوداء والبلغم لانهم لا دليل لهم على ذلك الا الظن[1]

جسم انسانی میں متعدد نظامات پائے جاتے ہیں مثلاً نظامِ دوران خون۔ نظام ہضم۔ نظام تنفس۔ نظام تناسلی وغیرہ۔ اب معلوم ہونا چاہیئے کہ ہماری جدید اصطلاح میں) امزجہ وہ اختلافات ہیں جو مجموعی طور پر نظامات جسم انسانی میں سے کسی نظام کے دیگر نظامات پر غلبہ کی وجہ سے لوگوں میں پائے جاتے ہیں پس اگر کسی شخص میں عام نظام دوران خون سے تعلق رکھنے والے اعضاء کا غلبہ ہو اور اس وجہ سے جسم میں خون کی کثرت ہو تو اس صورت میں اُسکے مزاج کو مزاج دموی کہتے ہیں۔ اور اگر کسی شخص میں عصبی نظام کے ماتحت عصبی احساسات و تحریکات کا غلبہ ہو تو اُسکے مزاج کو مزاج عصبی۔ اگر نظام لمفاوی کا غلبہ ہو تو مزاج لمفاوی۔ اگر دوران خون ریوی کا غلبہ ہو اور تنفس سریع ہو تو مزاج دوری تنفسی۔ اگر مجموعی طور پر عضلی ساخت کا غلبہ ہو تو مزاج عضلی۔ اور اعضائے نسل کے افعال حس و حرکت کا غلبہ ہو تو مزاج تناسلی کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ مزاج کے بارے میں قدماء کی رائے صحیح نہیں جنہوں نے مزاج کو صرف چار طبائع صفرا، خون، سودا اور بلغم میں محصور و محدود کر دیا ہے۔ کیونکہ ان کے پاس اس بارے میں سوائے ظن کے اور کوئی دلیل نہیں۔

وقتِ ولادت کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے بعض مخصوص علامتوں کو آپ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

يعرف قرب وقت الولادة بانخفاض البطن بعد ارتفاعه واحساس الحامل بالخفة عما كانت ويكثر منها التبول وتنزل من قبلها مادة مخاطية تعرف بالسلوب وتحس بالام خفيفة تبتدأ من البطن وتنتهي في الظهر[2]

وقت ولادت کے قریب ہونیکی پہچان یہ ہے کہ حاملہ کا پیٹ جو پہلے بڑھا ہوا تھا اب نیچے کو دب جاتا ہے اور وہ بہ نسبت سابق پیٹ میں ہلکا پن محسوس کرتی ہے۔ اُس کو پیشاب بار بار آتا ہے اور رحم سے ایک رطوبت (میوکس ممبرین) خارج ہوتی ہے جسکو عرف میں سلوب کہتے ہیں۔ حاملہ بار بار دردزہ محسوس کرتی ہے جو پیٹ سے شروع ہو کر پشت میں ختم ہوتا ہے

اس سلسلے میں آپ عادات اہل مصر پر اس طرح تبصرہ کرتے ہیں۔

قد جرت عادة كثيرة في المدن الاسلامية كمصر وقراها وطرابلس الغرب وتونس ان الحامل لا تلد الا على كرسي معد للولادة وهي عادة قبيحة[3]

اسلامی شہروں مثلاً مصر، دیہات مصر، طرابلس الغرب ٹیونس وغیرہ میں یہ عادت جاری ہے کہ حاملہ بچہ جننے کے لئے ایک کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے جو خاص طور سے اسی مقصد کیلئے تیار کی جاتی ہے۔ یہ ایک بُری عادت ہے۔

[1] ملاحظہ ہو۔ کنوز الصحۃ صفحہ ۹۲ منہ [2] ملاحظہ ہو۔ کنوز الصحۃ صفحہ ۱۲۳

[3] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۱۲۳ منہ ۔

لگتے ہیں جب وہ اپنے ہاتھوں کو سرد پانی میں ڈالتے ہیں یا وہ کسی سرد مقام سے گذرتے ہیں۔

ذکر وظیفۂ ازدواج کے ضمن میں آپ ادویۂ مروجہ مقویۂ باہ کی ہلاکت آفرینیوں کی نسبت اس طرح لکھتے ہیں:۔

ومن الضر الاشیاء علی الرجل تعاطی ادویۃ لزیادۃ القوۃ لان اغلب تلک الادویۃ لا نفع لہ بل ہو مضر السبب انما تحدث امراضا خطرۃ بل مہلکۃ وان حدث عنہا نتیجۃ اعقبہا ضعف وفتور فی اعضاء التناسل اعظم مما کان[۱]

مردوں کے لئے سب سے زیادہ مضر چیز قوت باہ کے بڑھانے کیلئے دواؤں کا استعمال ہے کیونکہ اس مقصد کی اکثر دوائیں یکسر بیکار اور غیر مفید ہیں بلکہ مضر ہیں کیونکہ ان سے نہایت خطرناک بلکہ مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر عارضی طور پر ان سے کوئی نتیجہ نکل بھی آیا تو آخر میں پہلے سے زیادہ ضعف اور اعضائے تناسل میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔

مختلف حالات اور انسان میں آپ حسِ لمس کی قلت وکثرت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:۔

وہذہ الحاسۃ فی الانسان اتم منہا فی غیرہ من الحیوانات وفی النساء اکثر من الرجال وفی سن الشبیبۃ اکثر من الشیخوخۃ وفی بلاد الحارۃ اکثر من البارۃ[۲]

حسِ لمس انسان میں حیوانات سے زیادہ اور مکمل ہے۔ اور عورتوں میں مردوں سے زیادہ۔ جوانی میں بڑھاپے سے زیادہ اور گرم ملکوں میں سرد ملکوں سے زیادہ۔

توارداتِ نفسانیہ کے ضمن میں فرح وحزن وغیرہ کے دوش بدوش آپ جذبۂ حب وطن کو بھی ذکر کرتے ہیں اور اسکے احساس مفرط کو طرح "نوعٌ من الجنون" سے تعبیر کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

واما حب الوطن فہو حالۃ للانسان الذی یکون متباعدا عن المحل الذی الفہ والذی ولد ہ و ہذہ الحالۃ تسمی (نوستولوجیا) وتسمی فی لغۃ العرب حب الوطن الذی قال فیہ سید ولد عدنان حب الوطن من الایمان لکن ان کان مفرطا نشأت عنہ اعراض خطرۃ فقد شوہد من کانت ہذہ حالتہ قد حصلت لہ مالیخولیا وصار نحیفا بل شوہد من ہلک من ذلک[۳]

حبِ وطن انسان کی ایک حالت ہے جو اس میں اُسکے وطن مالوف اور مولد سے دُور ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس حالت کا جدید اصطلاحی نام نوستولوجیا ہے۔ اور (قدیم لغت) عرب میں حب الوطن کہتے ہیں جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حُبّ الوطن من الایمان (یعنی حب وطن جزو ایمان ہے) لیکن جب یہ جذبۂ وطن بہت بڑھ جاتا ہے (جیسا کہ بعض مغربی اقوام میں بڑھ چکا ہے) تو اس سے نہایت خطرناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جس پر یہ حالت طاری ہوئی اُسکو مالیخولیا ہو گیا اور وہ بہت کمزور ہو گیا بلکہ ہلاک ہو گیا۔

مختلف اقوام۔ ممالک اور فصول کے ساتھ حضرتِ عشق کے تعلق وارتباط کو آپ اس طرح واضح فرماتے ہیں۔

واما العشق فہو اقوی الشہوات النفسانیۃ وہو فی البلاد الحارۃ اشد منہ فی البارۃ ویقوی فی فصل الربیع اکثر من غیرہ وفی المدن اکثر من القری وفی الشبیبۃ اکثر من بقیۃ اطوار الحیاۃ[۴]

عشق ایک قوی ترین شہوت نفسانی ہے اور یہ گرم ملکوں میں سرد ملکوں کے مقابلے میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ دیگر فصول کی نسبت فصل ربیع میں اس کا اثر قوی ہوتا ہے۔ اور شہروں میں دیہات سے زیادہ اور جوانی میں عمر کے دوسرے حصوں سے زیادہ حملہ آور ہوتا ہے۔

[۱] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۶۳ منہ [۲] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۶۰ منہ [۳] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۷ منہ [۴] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۸۰ منہ ۔ [۵] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۱۸ منہ

ان هذه الجراح تكون من اجسام المقذوفة من البندق او الطبنجات وغيرها وهذه ليست كالجروح السابقة لان هذه تكون مستديرة واغلبها لا يسيل منه دم ويكون للجرح منها فتحة ان لم ينفذ الجسم المقذوف من محل آخر وفتحتان ان نفذ[1]۔

یہ زخم بندوق اور طمنچہ وغیرہ کی گولیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ زخم ایسے نہیں ہوتے جن کا بیان پہلے صفحات میں گذر چکا بلکہ یہ زخم گول ہوتے ہیں۔ اور بالعموم ان سے خون نہیں بہتا اور اگر گولی آر پار نکل جائے تو دو سوراخ ورنہ اس زخم میں ایک سوراخ پایا جاتا ہے۔

ایک جگہ آپ جبر عظام کے بیان میں عوام کی جہالت کا بیان اس طرح فرماتے ہیں:۔

ومن العجب ان العامة تظن ان الاطباء لا يعرفون صناعة التجبير وان المجبرين الجهلة لفن الطب هم الذين يعرفونها وهذا غاية الخطاء لان الطبيب الذي درس العلوم وتلقاها علما وعملا ويعرف كيفية وضع الاعضاء واتجاهاتها على ما ينبغي اذا كان لا يدري صناعة التجبير فالجهلة اولى بعدم المعرفة لعدم درايتهم على ان صناعة التجبير من فن الجراحة والجراحة فرع من فروع الطب[2]

یہ بات کس قدر تعجب خیز ہے کہ عوام یہ سمجھتے ہیں کہ اطبا ہڈیاں جوڑنے کا ہنر نہیں جانتے اور جاہل لوگ اس فن سے آشنا ہیں۔ یہ خیال انتہائی غلطی پر مبنی ہے۔ بھلا غور تو کیجئے کہ اگر ایک طبیب (جو علوم طبیہ کو بطور درس حاصل کرتا، ان کے علمی اور عملی حصوں کو سیکھتا۔ وضع اعضا کی کیفیت کو جانتا، اور اُن کے جانبی میلانات اور طبعی و غیر طبعی افعال سے اچھی طرح باخبر ہے) اس فن سے ناواقف ہے تو ایک جاہل کو تو بدرجہ اولی اس ہنر سے ناآشنا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے جوڑنے کا علم فنِ جراحت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور فنِ جراحت فنِ طب کی ایک شاخ ہے (جسے ایک طبیب ہی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے)

نظر بہ تصریحات بالا یہ ایک حقیقت ہے کہ کتاب کنوز الصحۃ عربی زبان میں علوم طبیہ کا ایک بیش قیمت خزانہ ہے جس میں حفظ صحت اور طب البیت سے متعلق طب جدید کے تمام ضروری مباحث کو اس خوبصورتی کے ساتھ عربی سرمایۂ علم و ادب میں منتقل کر لیا گیا ہے کہ یہ تمام مباحث عربی زبان کی قدیم ملکیت نظر آتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں ایک لطیف ترین چیز یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے لسان العرب کی وسعتِ اشتقاق اور اسلوب تعریب سے صحیح طور پر استفادہ کرتے ہوئے اس کتاب میں وضع اصطلاحات طبیہ و لغات علمیہ کا مسئلہ اس خوش اسلوبی سے حل کیا ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔

پھر لطف مزید یہ ہے کہ انداز بیان نہایت دلکش، عبارت سادہ اور پاکیزہ اور مضمون بغایت جامع ہے۔ اور معنوی خوبیوں کے علاوہ ظاہری آرائش بھی کم نہیں۔ چنانچہ کاغذ نہایت عمدہ۔ طباعت نہایت دل فریب اور جلد نہایت خوشنما ہے جبیں مصری ٹائپ کے ۲۰۶ صفحات پر یہ کتاب محفوظ کی گئی ہے۔

غرض یہ ہے کہ کتاب کنوز الصحۃ ہر ایک اعتبار سے دور حاضر کی ایک جمیل ترین طبی تالیف ہے اور بحیثیت مجموعی اس قابل ہے کہ طلبائے طب اس کو حرزِ جان بنائیں اور عربی زبان میں طب کا مطالعہ کرنے والے اربابِ فن یوسفستانِ مصر کی اس متاع عزیز کو نقد دل دے کر خرید کریں +

---

[1] ملاحظہ ہو، کنوز الصحۃ صفحہ ۲۹۰ منہ [2] ملاحظہ ہو۔ کنوز الصحۃ صفحہ ۲۸۳ منہ +

طاعون کی تاریخ کا ذکر آپ اس طرح شروع کرتے ہیں۔

وهذا المرض معروف ببلاد الشرق ومخصوص بها من قديم الزمان لانه مذكور في التوراة

یہ مرض مشرقی شہروں میں مشہور ہے اور عہد سے مشرق کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ توریت میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔

حمی اصفر (ییلو فیور) کی ہلاکت خیزیوں اور اسکے مصر میں داخل ہونے کا ذکر آپ اس طرح کرتے ہیں۔

هذا المرض من اخطر الامراض لانه قد يموت بالمرض في ظرف ساعتين وهو من الامراض الوبائية وهو معروف قديما ببلاد الهند لكن منذ سنين انتشر في اقطار الارض ومات به العالم لا يحصى كثرة واستو بائي مصر سنة ۱۲ هجرية وكان قد علق بالحجاج من الحجاز واستمر معهم الى ان دخلوا مصر فانتشر بها۔

یہ مرض نہایت خطرناک ہے کیونکہ اس سے دو گھڑی میں موت واقع ہوتی ہے۔ یہ ایک وبائی مرض ہے۔ یہ مرض ہندوستان میں زمانہ قدیم میں بھی مشہور تھا لیکن کچھ عرصہ سے تو یہ تمام کرۂ ارض پر پھیل گیا ہے اور اس سے بیشمار اموات واقع ہوئی ہیں مصر میں پہلے پہل یہ مرض ۱۲۴۱ھ میں وبائی طور پر پھیلا اسکی یہ صورت ہوئی کہ ابتداءً یہ مرض حاجیوں کو لگا، پھر یہ اُن کے ساتھ مصر پہونچا۔ اور وہاں پھیل گیا۔

ایک مقام پر عرق النسا کا ذکر کرتے ہوئے علم عوارض امراض کا ایک عجیب نکتہ آپ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ومن العجب ان هذا الالم مع شدة الم لا يوجد له احمرار ولا حرارة في الجلد۔[3]

یہ ایک تعجب انگیز بات ہے کہ عرق النسا میں شدت الم اور سخت درد کے باوجود مقام درد پر کسی قسم کی سرخی کا نشان نہیں ہوتا اور نہ جلد میں حرارت محسوس ہوتی ہے۔

رعاف کے بند کرنے کے لئے ایک مجرب تدبیر آپ اس طرح لکھتے ہیں۔

ومما جرب نفعه في قطع الرعاف مسك الانف في الاصابع ورفع الذراعين الى مدة دقائق بشرط ان يكون الراعف قائما او قاعدا والسبب في قطع الدم انه بارتفاع الذراعين ينزل الدم الى جهة القلب والرئتين فلا يصعد الى اصلي كما كان۔[4]

نکسیر کو بند کرنے کے لئے ایک مجرب اور نافع تدبیر یہ ہے کہ نکسیر کے وقت ناک کو انگلیوں سے پکڑ لیا جائے، اور مریض کے بازوؤں کو چند منٹ تک اوپر اٹھایا جائے لیکن اس حالت میں مریض کو بیٹھا یا کھڑا رکھا جائے۔ اس طریق عمل سے نکسیر کے بند ہوجانیکا سبب یہ ہے کہ مریض کے بازوؤں کو اوپر کی طرف اٹھانے سے خون دل اور پھیپھڑوں کی جانب نازل ہوتا ہے اور حسب دستور اوپر کی طرف صعود نہیں کرتا۔

تفرس اسنان کے علاج میں آپ ایک مجرب تدبیر اس طرح لکھتے ہیں۔

اعلم ان بعض الاسنان يكثر احساسها وتالمها من تناول الجواهر الحامضة كالليمون والخل وما ماثلهما فمتى صارت كذالك ينبغي ان تدلك بالمغنيسيا المكلسه فان ذالك يزيل شدة احساسها[5]

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بعض دانت ترش اشیا مثلاً سرکہ اور لیموں وغیرہ کے استعمال سے بہت تکلیف اور درد محسوس کیا کرتے ہیں۔ جب یہ تکلیف لاحق ہو تو علاج یہ ہے کہ دانتوں پر مغنیسیا المکلسہ (میگنیشیا یا اوکسائڈ) ملا جائے اس سے دانتوں کے احساس کی تیزی رفع ہوجاتی ہے۔

جروح اسلحہ ناریہ کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۱۰۳ منہ [2] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۱۸۰ منہ [3] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۲۲۳ منہ
[4] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۲۳۰ منہ [5] ملاحظہ ہو کنوز الصحۃ صفحہ ۲۵۲ منہ

پیدا کر تے یعنی ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ امراض معدہ و امعاء میں سے بدہضمی بھی اس کو پیدا کردیتی ہے۔
علامات:۔ یہ مرض اکثر دورے سے وقوع پذیر ہوتا ہے اور اس کا دورہ عام طور پر رات کو اس وقت ہوا کرتا ہے کہ جب مریض بآرام سویا ہوا ہوتا ہے۔ دورے سے قبل مریض کو قبض نفخ شکم اور نزلہ و سرفہ کی شکایات لاحق ہوجاتی ہیں۔ پیشاب کا رنگ سفید ہوجاتا اور مقدار میں بڑھ جاتا ہے، مریض نہایت سست اکزور، مضطرب، اور پریشان حال و کسلمند نظر آتا ہے۔ دورے کی مخصوص علامت خفیف سرفہ اور تنفس کی شکایت ہوا کرتی ہے، مریض یکلخت اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ ہوا کی آمد کیلئے کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں کھولنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر باقاعدہ دورہ شروع ہوجاتا ہے جسکی علامات درج ذیل ہیں:۔
دورۂ مرض کی علامات:۔ سانس بہت تنگی اور تکلیف سے آتا ہے۔ مریض کے سانس لیتے وقت ایک سیٹی کی مانند آواز نکلتی ہے۔ مریض کے منہ کا رنگ زرد اور لب اور کان وغیرہ قدرے نیلے ہوجاتے ہیں۔ چہرے سے پریشان حالی، بلکہ ابتدائی دوروں میں ڈر و خوف کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں۔ گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور جلد پر پسینہ آجاتا ہے۔ یہ حالت بیچارے کے لئے نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ یہ دورہ عام طور پر قریباً ایک گھنٹہ، لیکن بعض اوقات اسکی مدت اس سے زیادہ طویل ہوجاتی ہے۔ دورے کے انحطاط و افاقہ کے وقت کھانسی شروع ہوکر سفیدی مائل بلغم اخراج پذیر ہوکر بالعموم دورہ ختم ہوجاتا ہے اور مریض آرام سے سوجاتا ہے۔ صبح اُٹھنے پر دورے کی کوئی خاص علامات باقی نہیں رہتیں لیکن مریض کوفت و تکان محسوس کرتا ہے۔ مزمن دمہ کی صورت میں دورے کی مدت زیادہ طویل اور اسکی حالت زیادہ شدید ہوتی ہے
تشخیصی نکات:۔ دمہ کی تشخیص بالکل آسان ہے اسمیں سانس کے اخراج میں تکلیف ہوتی ہے۔ اسباب کے لحاظ سے ربو نزلی میں نزلے کی تمام علامات درد سر، گرانئ سر، اور تمدد معلوم ہونا، حلق میں دماغ سے کسی چیز کا گر کر یکلخت شدت اختیار کرلینا وغیرہ پائی جاتی ہیں۔

ربو بلغمی:۔ میں سینہ میں بوجھ اور خرخراہٹ کی آواز پیدا ہوجاتی۔ کھانسی کیساتھ غلیظ بلغم نکلتا ہے۔

ربو دخانی: میں قلب و سینہ میں سوزش ہوجاتی۔ پیاس کی شدت، اور تبخیر کی وجہ سے دل کی دھڑکن اور گھبراہٹ ہوجاتی ہے، نبض عظیم، سریع اور متواتر ہوجاتی ہے۔

ربو ریحی:۔ میں آلاتِ تنفس میں ریاح پیدا ہوکر عوارضات دمہ شروع ہوتے ہیں جو نفاخ و ثقیل اغذیہ کے کھانے سے ہوجاتے ہیں۔ اس میں صرف خشک کھانسی ہوتی ہے۔

ربو انتصابی: میں مریض جب تک سر اونچا نہ کرے اُسکو سانس لینا دشوار ہوجاتا ہے۔ کھڑے ہونے اور گردن کو سیدھا کرنے سے سانس آتا ہے۔ گاہے سانس بند ہوکر مریض مثل مُردہ معلوم ہوتا ہے۔ بعض اوقات سانس بچوں کی طرح ہچکولے دار ہوکر ہچکی بندھ جاتی ہے، نبض نہایت نرم ہوجاتی ہے۔

ربو ورمی:۔ ریہ، جگر، طحال، یا حجاب حاجز وغیرہ کے متورم ہونے سے ہوجاتا ہے۔ کبھی خناق سے بھی عارض ہوجاتا ہے۔ اصل مرض کا علاج کرنے سے فائدہ ہوجاتا ہے۔

ربو معدی: میں فتور ہضم اور امتلائے شکم سے دمہ عارض ہوجاتا ہے۔ اور قے و تلیین، خوراک کی کمی نیز مقوی معدہ و ہضم ادویہ سے اصلاح پذیر ہوجاتا ہے۔

ربو حار، یا بارد، یا یابس۔ وغیرہ کیفیات کے غلبہ بغیر آلاتِ تنفس کی گرمی، سردی اور خشکی کے لاحق ہوجاتا ہے، حار میں ترطیب، بارد میں تسخین، اور گرم میں تبرید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اصولی و حسب قاعدہ علاج کرنے سے صحت ہوجاتی ہے۔
انجام و نتائج۔ یہ موذی مرض نہایت مشکل سے علاج اثرات قبول کرتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے۔ کہ "دمہ، دم کیساتھ جاتا ہے" اگر مزمن صورت اختیار کرے تو قطعی اس کا علاج بہت دشوار ہوجاتا ہے۔ ہاں اگر آغاز مرض سے ہی اسباب و

ضیق النفس

از جناب حکیم محمد فضل الٰہی صاحب اکمل صدیقی سیالکوٹ

کیفیت:- ضیق النفس ایک خوفناک، نہایت پریشان کن اور ہٹیلا مرض ہے۔ اس مرض کے مبتلا مریضوں کیلئے موسم سرما قیامت خیز اور ایک ناقابل برداشت زمانہ ہوتا ہے۔ اس بیماری میں پھیپھڑوں کی ہوائی باریک نلیاں متشنج ہوکر تنگیٔ تنفس کا باعث بنجاتی ہیں۔ آجکل چونکہ دمہ کی عام شکایت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اس مرض کا مفصل بیان درج ذیل ہے۔ بغور وخوض مطالعہ فرمائیں۔

نام:- اصطلاح اطبائے قدیم میں اس کو بلحاظ اسباب و علامات ربو، بہر، ضیق النفس، اور انتصاب النفس وغیرہ ناموں سے پکارتے اور بیان کرتے ہیں۔ اور اطبائے جدید (ڈاکٹر) ایستھما، ڈسپینیا، اور آرتھوپینیا وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔

اقسام:- اسباب کے ماتحت اس مرض کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

(۱) ربو نزلی (۲) ربو بلغمی (۳) ربو دخانی (۴) ربو ریحی (۵) ربو استرخائی (۶) ربو ورمی (۷) ربو معدی وغیرہ۔

بعض اطبائ نے متضاد کیفیات کے لحاظ سے اس کو حار، بارد، اور یابس میں تقسیم کردیا ہے۔ علاوہ ازیں جب یہ کسی دوسرے عضو کی شرکت کی وجہ سے عارض ہوتا ہے تو اسکو ربو شرکی یا ربو عرضی وغیرہ کہا جاتا ہے۔

دمہ کی عام طور پر دو اقسام بہت مشہور ہیں۔ اوّل، ضیق النفس یبسی (خشک دمہ) اس میں صرف ہوائی نالیوں اور عضلات تنفس میں تشنج ہوکر سانس کی تنگی کی شکایت ہوجاتی ہے لیکن نالیاں بلغم وغیرہ سے پاک ہوتی ہیں۔ دوم، ضیق النفس رطوبی (تر دمہ) اس میں تشنج کے ساتھ ہوائی نالیوں میں لیسدار بلغم وغیرہ کا اجتماع ہوکر سانس لینے میں سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے

نوٹ:- انتصاب النفس اسی کی شدید ترین حالت ہوتی ہے۔ اس میں مریض اس وقت تک سانس نہیں لے سکتا۔ جب تک وہ سیدھا کھڑا ہوکر گردن اوپر کی طرف نہ کھینچے

اسباب:- نزلہ، زکام اور کھانسی وغیرہ امراض کا باقاعدہ اور معقول علاج نہ کرانے سے پھیپھڑوں میں غلیظ بلغم کا اجتماع ہوکر "تنگیٔ تنفس" کا سبب بن جاتا ہے۔ یا سر کی جانب سے پھیپھڑوں کی طرف نزلہ گرکر قصبۃ الریہ کی شاخوں کو پُر کردیتا ہے کبھی دُخانی ابخرات سینے اور آلات تنفس میں مجتمع ہوکر "ضیق تنفس" کا باعث بن جاتے ہیں گاہے سینہ کے عضلات مسترخی ہوجاتے اور پھیلنے سے عاجز ہوکر اس مرض کو پیدا کردیتے ہیں۔ کبھی آلاتِ تنفس کی خشکی اور ان کے متورم ہوجانے سے بھی سانس تنگی سے آنا شروع ہوجاتا ہے۔ یہ مرض عام طور پر وراثتہً ملتا ہے۔ بوڑھوں کی نسبت جوانوں میں اور عورتوں کی نسبت مردوں میں بکثرت ہوا کرتا ہے۔

ربو شرکی کے اسباب میں دیگر اعضائ کے امراض مثلاً امراضِ رحم، ہوپنگ کف (کالی کھانسی) ورم لوزتین، حلق وحنجرہ اور قلب وشش کے بعض امراض، جذباتِ نفسانی حزن، خوف، فکر واندیشہ، اور مایوسی وغصہ وغیرہ بھی اکثر اس مرض کو

ہر ایک ۵ ماشہ نبات سفید دو تولہ بدستور جوشاندہ کر پلائیں۔ اگر بلغم میں غلظت کی زیادتی ہو تو بیخ بادیان ۵ ماشہ مویز منقیٰ ۹ دانہ عناب ۵ عدد، انجیر زرد ۳ عدد مندرجہ بالا نسخہ میں اضافہ کریں۔ اور نبات کی جگہ خمیرہ بنفشہ ۴ تولہ شامل کر پلائیں۔

بیرونی طور پر تحلیل بلغم کیلئے روغن کتاں دو تولہ موم سفید ایکتولہ، چربی گردہ بز ایکتولہ، تینوں کو ملا کر گرم کر کے سینہ پر مالش کریں۔ تنقیہ کے بعد معجون راح المومنین ۷ ماشہ یا لعوق کتاں ۷ ماشہ، شربت زوفا دو تولہ و عرق گاؤزباں ۷ تولہ کے ہمراہ کچھ عرصہ باقاعدہ استعمال کرائیں۔

ضیق النفس ریاحی میں نسخہ ذیل بلغم کے نضج، اور تحلیل ریاح میں اکثر مفید پڑتا ہے۔ تنقیہ سے قبل استعمال کرایا جاتا ہے۔

صفت:۔ گل بابونہ، بسفائج، بادرنجبویہ، پوست بیخ بادیان ہر یک ۷ ماشہ، اذخر، انیسون، فوہ ہر ایک تین ماشہ بادیان ۷ ماشہ گلقند عسلی چار تولہ، بدستور جوشاندہ بنا کر پلائیں۔ اور مسہل کے دن حب غاریقون تین ماشہ کھلا کر بلغم کا مسہل پلا کر تنقیہ کریں۔ بعد تنقیہ تعدیل مزاج اور ریاح تحلیل کرنے کے لئے (۱) جوارش جالینوس ۵ ماشہ یا (۲) جوارش مصطگی نو ماشہ، (۳)، جوارش کمونی ۷ ماشہ یا (۴) معجون فلاسفہ ۶ ماشہ وغیرہ میں سے کوئی ایک عرق بادیان ۱۰ تولہ سے کچھ عرصہ استعمال کرائیں،

ضیق النفس دماغی (۱) خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا یا (۲) خمیرہ گاؤزباں عنبری جواہر والا میں سے کوئی ایک ۶ ماشہ شربت ابریشم دو تولہ عرق گاؤزباں ۱۵ تولہ کے ہمراہ دینا مفید و مجرب ہے۔ (۳) مفرح بارد چار ماشہ (۴) خمیرہ مروارید بھی اس باب میں نہایت مفید ہے۔

(۵) مندرجہ ذیل سفوف اکسیر قلب اس دمہ میں خصوصیت سے فائدہ کرتا ہے۔ ہمارے مطب کی خاص چیز ہے اور ہزاروں دفعہ کی آزمودہ ہے۔

صفت:۔ برگ گاؤزباں چار تولہ، طباشیر نقرہ ایکتولہ، کشنیز خشک ۱ تولہ بہمن سفید ۱ تولہ، الائچی خورد ایکتولہ صندل سفید ایکتولہ، زہر مہرہ خطائی ۶ ماشہ، کشتہ صدف مروارید ۶ ماشہ ورق نقرہ تین ماشہ، مصری کوزہ ہموزن ادویہ باریک پیس کر سفوف بنالیں اور محفوظ رکھیں۔ اور تین تین ماشہ صبح و شام عرق گاؤزباں ۳ تولہ و عرق کیوڑہ ۳ تولہ وغیرہ میں شربت صندل دو تولہ ملا کر استعمال کریں۔

ضیق النفس استرخائی میں رب السوس ایکماشہ، فلفل سیاہ دو ماشہ، مرکی دو ماشہ باریک پیس کر شہد خالص ۱ تولہ میں ملا کر چٹائیں، اوپر سے گرم گرم چائے پلائیں۔

خارجاً ضماد ذیل جو دمہ استرخائی میں مفید و مجرب ہے استعمال کریں۔

صفت:۔ مصطگی رومی سنبل الطیب، مرکی، صبر زرد، ہموزن پیس کر اور روغن سداب میں ملا کر سینہ پر ضماد کریں روغن نرگس و روغن ناردین کی سینہ پر مالش کرنی بھی مفید ہے۔

دیگر ربو ورمی و ربو معدی کے لئے تشخیصی نکات کے اشارات پر عمل پیرا ہو۔ اور انتصاب النفس (شدید دمہ) میں کوئی مرطوب روغن سینہ پر ہرگز نہ ملیں۔ بلکہ اس کا بہترین علاج ظلطی میں قے کرانا ہے۔ اس غرض کیلئے تخم ترب کوفتہ تخم حلبہ کوفتہ ہر ایک چھ ماشہ پانی میں جوشدیکر شہد دو تولہ ملا کر پلائیں۔ تاکہ قے ہو جاوے۔ بعد ازاں خمیرہ بنفشہ گلقند چار چار تولہ پانی میں جوشدیکر پلائیں۔ یہ نسخہ بھی فائدہ کرتا ہے، سنا مکی دو ماشہ، زنجبیل دو ماشہ، نبات سفید چار ماشہ سوف کر آدہ سیر شیر گاؤ اور شہد تین تولے ملا کر سوتے وقت پلائیں۔ جید الاثر نسخہ ہے۔

مخصوص مجربات یونانیہ

دمہ کیلئے ہمارے "صدیقی مطب" .... میں جو مرکبات بکثرت مستعمل ہیں۔ اور نہایت مفید و مجرب ہیں۔ ذیل میں درج ہیں۔

دوائے ضیق النفس:۔ بوڑھے آدمیوں کی تنگی تنفس کے ازالہ میں نہایت مفید، معمول مطب نسخہ ہے۔

صفت:۔ لوبان کوڑیہ، سہاگہ بریاں، کاکڑا سینگی، تینوں ایک ایک تولہ، مرکی، شکر تیغال ہر ایک ۹ ماشہ۔

وعلامات کے ماتحت مناسب وصولی علاج کیا جائے۔ تواترالمرض میں بہت حد تک کامیابی نصیب ہوجاتی ہے۔ اگر دمہ یابسہ خشکی حد سے زائد تجاوز کر جاتی ہے تو اسکے نتیجہ میں دمہ سل ودق کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ جو انجام کار موت کا پیش خیمہ ثابت

دستور العلاج:۔ مندرجہ ذیل اصول اور دستور العلاج قریباً تمام اقسام ضیق النفس میں مدنظر رکھنے چاہئیں۔ یہ مرض چونکہ نزلہ سے بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے تنقیہ وتلیین کا دستور ہر وقت نگاہ میں رکھیں۔ مسہل وتنقیہ کے بعد قے بھی خصوصیت سے نفع مند ثابت ہے۔ دفعیہ قبض کا خیال۔ اور فعل ہضم ومعدہ کی درستی کی طرف توجہ رکھنا بھی از بس لازمی امر ہے۔ ہر قسم کی ترش ثقیل اور دیر ہضم نفاخ اغذیہ سے پرہیز رکھنا۔ غذا بھوک سے کم کھانا۔ بدہضمی۔ نفخ شکم، اور نزلہ وغیرہ کی صورت میں ان امراض کا فوری اور باقاعدہ علاج کرانا اس کا بہترین علاج ہے۔ دمہ کی ہر قسم میں زیادہ سونا۔ تیز اور بلغم پیدا کرنے والی اشیاء کا بکثرت استعمال بہت مضر ہے۔ شام کو کھانا جلدی کھا لینا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ آغاز مرض میں کسی مخدر دوا کو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہیئے۔

علاج یونانی:۔ دمہ کی جملہ اقسام کے لئے ذیل میں اپنا بارہ سالہ مجرب، مفید اور معمول مطب علاج لکھا جاتا ہے۔

دورے کی حالت میں:۔ (۱) گل بنفشہ ایکتولہ، سبوس گندم ایکتولہ کی چائے بنا کر پلانا مفید ہے۔ یا صرف:۔

(۲) اصل السوس مقشر کوفتہ ا تولہ، تخم کتاں کوفتہ ۶ ماشہ، جوشدیکر پلانے سے بھی دورہ رک جاتا ہے (از لب المجربات)

(۳) جوشاندہ ذیل بھی دورہ روکنے میں مفید و موثر ثابت ہوا ہے۔

صفت:۔ گاؤزباں، تخم خطمی، اصل السوس، بادیان خطائی ہر ایک چار ماشہ، زوفاخشک، دارچینی ہر ایک تین ماشہ نبات سفید ۲ تولہ پانی دس تولہ میں جوشدیکر قہوے کی طرح گرم گرم پلائیں

(۴) **بخور:۔** جو دورۂ ضیق النفس میں مفید ومجرب ہے

صفت:۔ برگ دھتورہ، شورہ قلمی، اجوائن دیسی، اجوائن خراسانی، ہلدی گانٹھ ہر ایک ہموزن باریک پیس کر رکھیں، دورہ کے وقت ایک چٹکی چلم میں رکھکر حقہ کی طرح پئیں۔

(۵) **شموم:۔** نوبت ضیق النفس کے دفعیہ میں بہت موثر، مفید اور معمول مطب ہے۔

صفت:۔ نوشادر، چونہ، ہڑتال، ہموزن باریک پیس کر شیشی جو شیشہ کے ڈھکنے والی ہو، میں ڈال کر محفوظ رکھیں۔ دورہ کی حالت میں شیشی ہلا کر مریض کو سونگھائیں۔ (جامع الحکمۃ)

دورہ ختم ہوجانیکے بعد اسباب کے ماتحت معالجہ شروع کریں۔ چنانچہ اگر نزلہ کی وجہ سے ہو تو نزلہ کا کامل انسداد و تدارک کرنے کی تدابیر پر عامل ہوں۔ اور حسب ذیل مطبوخ جو ضیق النفس نزلی حار میں مفید، مجرب، اور معمول ہے استعمال کرائیں۔

(۶) صفت:۔ سپستاں ۱۱ عدد، تخم خطمی، تخم خبازی ہر ایک ۶ ماشہ، اصل السوس، گاؤزباں، گل گاؤزباں ہر ایک ۵ ماشہ سب پانی میں پکا کر شربت بنفشہ دو تولہ اضافہ کرکے پلائیں۔

(۷) شام کو دیاقوزہ ایکتولہ عرق گاؤزباں میں گرم گرم جوشدیکر پلائیں۔ اگر سوء تنفس ہو تو اسی جوشاندے میں گل گاؤزباں کی بجائے عناب ۵ دانہ اور گل بنفشہ ۶ ماشہ اضافہ کرکے استعمال کرائیں۔

ضیق النفس نزلی بارد میں مندرجہ ذیل مطبوخ معمول ومجرب ہے۔

صفت:۔ گاؤزباں، گل گاؤزباں، تخم خطمی، تخم خبازی، مغز بادام نیکوب ہر ایک پانچ ماشہ نبات سفید دو تولہ سب کو عرق مکوہ ۱۲ تولہ میں جوشدیکر چائے کی طرح گرم گرم پلائیں۔ دوسرے روز اسی نسخہ میں تلطیف مادہ کیلئے پرسیاوشاں، زوفاخشک ہر ایک پانچ ماشہ اضافہ کریں۔ مزید تلطیف وتنضیج مواد کی ضرورت ہو تو کوئی ابریشم، سبوس گندم ہر ایک تین ماشہ کا اضافہ کریں۔ کامل صحت کے لئے تریاق نزلہ ۲ ماشہ یا حب شفا ایکعدد ہمراہ شربت خشخاش دو تولہ و عرق گاؤزباں ۱۰ تولہ ملا کر کچھ عرصہ استعمال کریں۔

ضیق النفس بلغمی میں مندرجہ ذیل جوشاندہ مواد کو نضج دیکر اسکو قابل اخراج بناتا ہے۔

صفت:۔ ابریشم خام مقرض، گاؤزباں، گل گاؤزباں، زوفاخشک ہر ایک تین ماشہ اصل السوس مقشر، سبوس گندم

۲ پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں مروج و معمول نسخہ ہے۔ جو دمہ میں بہت مفید ہے۔

پوٹاسیم برومائیڈ	۴ گرین	ایسی ایک ایک خوراک دوا دن میں تین مرتبہ استعمال کرائیں
پوٹاسیم آیوڈائیڈ	۹ "	
لائکر آرسینک کیلس	۵ منم	(جامع الحکمۃ)
وائنم ایپی کاک	۲۰ "	
ایکوا ایڈ	۱ اونس	

۳ دمہ کے لئے بہت مفید و مجرب ہے۔

پوٹاسیم آیوڈائیڈ	۱۰ گرین	ایسی ایک ایک خوراک دوا دن میں تین چار مرتبہ استعمال کرائیں۔
پوٹاسیم برومائیڈ	۱۰ "	مرض کی شدت میں ہر دو یا تین تین گھنٹہ بعد دیسکتے ہیں۔
ٹنکچر لوبیلیا ایتھرس	۱۵ منم	(مخزن حکمت)
سپرٹ ایتھر کمپازیٹس	۲۰ "	
ایکوا کلوروفارم ایڈ	۱ اونس	

۴ یہ مکسچر ضیق النفس قلبی میں بنایت مفید و مجرب ہے۔ خفقان میں بھی فائدہ کرتا ہے۔

سوڈیائی نائٹرس	۵ گرین	ایسی ایک ایک خوراک دوا دن میں تین چار بار دیسکتے ہیں۔
لائکر سٹرکنیا ہائیڈروکلور	۳ منم	ہر خوراک ۳، ۴ گھنٹہ کے وقفہ سے دیویں۔
اسپرٹ ایتھر نائٹروسائی	۲۰ "	(مخزن حکمت جیلانی)
سپرٹ ایتھرس کمپازیٹس	۲۰ "	
سپرٹ لائی مونس	۳۰ "	
ایکوا کلوروفارم ایڈ	۱ اونس	

۵ یہ دوا دورہ کی حالت میں اکسیری اور معجز نما ثابت ہوئی ہے۔ متواتر دو تین ہفتہ باقاعدہ و با پرہیز استعمال کرنے سے صحت کلی حاصل ہو جاتی ہے۔

پوٹاسیم آیوڈائیڈ	۵ گرین	ایسی ایک ایک خوراک دوا دن میں تین چار مرتبہ استعمال کرائیں
ٹنکچر سیلا	۱۰ منم	(لب المجربات)
ٹنکچر لوبیلیا ایتھرس	۱۵ "	
لائکر مارفیا ہیڈروکلوراس	۱۲ "	
ایکوا ایڈ	۱ اونس	

علاج ہومیوپیتھک

عصر حاضر کے جدید علم العلاج نے جو حیرت انگیز ترقی کی ہے اسمیں ہومیو پیتھک کے علاج کے شافی اثرات کی مسیحائی اور اعجاز نمائی کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ اسلئے ضیق النفس کے اس مفید مضمون میں ہم ہومیو پیتھک علاج کو بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ صرف وہی ادویہ اس ضمن میں لکھی جا رہی ہیں جو ہماری بارہا کی آزمودہ، مجرب اور معمول ہیں۔

۱ بلاٹا اورائی Blattaori مدر ٹنکچر کے تین سے د قطرے ایک چھٹانک پانی میں ملاکر دورۂ مرض کی حالت میں پلانا دورہ کو آن کی آن میں روک دیتا ہے۔ اگر پہلی خوراک سے دورہ نہ رکے تو دوسری تیسری خوراک میں مریض کی تنگئی تنفس

فلفل دراز، رب السوس ہر ایک چھ ماشہ، شہد خالص سہ چند، دوائیں باریک پیس کر شہد کے قوام میں ملا کر محفوظ
خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک ہمراہ عرق گاؤزبان ۵ تولہ یا بدرقہ مناسب چاء وغیرہ کے ساتھ استعمال کریں۔

معجون مختصر:- اجزا نہایت کم۔ فوائد میں کثیر المنافعہ۔ دمہ اور سرفہ بلغمی میں نہایت مفید و مجرب ہے بارہا کی آزمودہ معمول ہے۔

صفت:- تخم کتان چار تولہ، اصل السوس مقشر چار تولہ، قند سفید ۸ تولہ، پہلی ہر دو ادویہ کوٹ پیس کر قند کے قوام میں معجون بنالیں۔ خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک صبح و شام ہمراہ بدرقہ مناسب۔

(طب جیلانی)

حب دمہ:- ابتدائی اور معمولی دمہ میں حقیقتاً اکسیری اور مجرب گولیاں ہیں۔ جامع الحکمت سے منقول ہیں۔
صفت:- کافور، ہینگ ہموزن پیس کر شہد کے قوام میں ملا کر خوب کھرل کریں۔ اور نخودی گولیاں بنا کر رکھیں۔
خوراک:- ایک ایک گولی دن میں تین چار مرتبہ استعمال کرائیں۔

حب ہندی:- سرفہ بلغمی اور ضیق النفس کے لئے قرابادین قادری کا لاجواب نسخہ ہے جن کی تعریف علامہ حکیم محمد شریف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی ہے۔ اور اس کا لاجواب نسخہ "بیاضِ خاص" میں داخل فرمایا ہے
صفت:- انار دانہ ۳۰ تولہ، فلفل دراز ۱ تولہ، فلفل سیاہ ۱۵ ماشہ، جوکھار ۵ ماشہ، قند سیاہ ۷ تولہ۔ ادویہ کوٹ پیس کر قند سیاہ میں ملا کر نخودی گولیاں تیار کرلیں۔
خوراک:- دو دو گولیاں صبح دوپہر، شام پانی سے استعمال کریں۔ یا منہ میں رکھ کر چوسیں۔

نوٹ:- یہ گولیاں اکثر اقسام سرفہ میں نہایت مفید و مجرب ہیں۔ ہاضم و مقوی معدہ بھی ہیں۔ اور بچوں کی کالی کھانسی میں بھی فائدہ کرتی ہے۔ نہایت کم قیمت اور بالا نشین کے مصداق ہیں۔ انار دانہ سے خائف نہ ہوں۔ مرکبات میں کسی قسم کا نقصان نہیں دیتا۔

علاج ڈاکٹری

طب جدید (ڈاکٹری) میں بھی طب قدیم کے دستور علاج اور ہدایات کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے علاج کریں۔ سب سے اول دورۂ مرض کو روکنے کی انتہائی کوشش کریں۔ تاکہ دورہ کی مدت میں بہت حد تک کمی واقع ہو جائے۔ اور وقفہ کی حالت میں اصل اسباب معلوم کرکے مرض کے انسداد اور دفعیہ کے لئے سعی بلیغ کریں۔ چنانچہ دورۂ مرض کا اندیشہ ہو تو قبل از وقت احتیاطی تدابیر عمل میں لائیں۔ اور اس غرض کے لئے گرم چائے یا گرم گرم قہوہ پلانے سے اکثر دورۂ مرض رک جاتا ہے۔ غذا کھانے کے بعد اگر دورہ ہو جائے تو زنک سلفیٹ ۱۵ سے ۲۵ گرین تک گرم پانی کے ساتھ پلانا یا وائنم اپیکاک ۲ سے ۴ ڈرام تک آدھ پاؤ گرم پانی میں ملا کر پلائیں۔ تاکہ قے ہو کر معدہ خالی ہو جائے۔ قبض کی شکایت ہو تو حقنہ کرانا یا گلیسرین سپازیٹری مقعد میں رکھنا یا مسہل دینا مفید ہے تاکہ قبض دور ہو جائے۔ تشنج کے دفعیہ کے لئے کلورا فارم ۲۰ بوند یا ایمائل نائٹریٹ کا کیپ شول توڑ کر رومال میں رکھنا۔ یا ایتھل آیوڈائیڈ ۵ بوند رومال پر چھڑک کر ان میں سے کوئی ایک سونگھنا مفید ہے لیکن جب دم الٹنے کے باعث چہرہ نیلگوں ہو تو کلورا فارم اس حالت میں نہیں سونگھانا چاہیئے۔ دھتورہ کے سگرٹ پلانے سے بھی اکثر بلغم خارج ہو کر طبیعت میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ مجربات ذیل دمہ کے لئے نہایت مفید و مجرب اور ہمارے بارہا کے آزمودہ ہیں۔

۱:- ضیق النفس کے لئے پنجاب فارماکوپیا شیٹ کا مشہور نسخہ ہے۔ ہزاروں مریضوں پر آزمایا گیا ہے۔

پوٹاسی آیوڈائیڈ	۵ گرین	ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین مرتبہ پلائیں۔
ٹنکچر سٹریمونیم	۱۵ منم	
سپرٹ کلورا فارم	۲۰ "	(از کتاب ردّ العرب۔ تشخیص مع یونانی ڈاکٹری)
سپرٹ امونیا ایرومیٹ	۲۵ "	
ایکوا	ایڈ ۱ اونس	

بعض زیادہ ہوشیار آدمی دوا کی تاثیر کے واسطے ہر ایک مرض کے متعلق مختلف بدرقات کا دم چھلا لگا کر اپنی اکسیر گری کو نمایاں کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ ہماری اکسیر دوا ہر ایک مرض کا شافی علاج ہے۔ درد سر کیلئے ایک قطرہ دوا اسپرین میں پلا دیجئے، اسہال لانے کیلئے روغن حب الملوک کے ساتھ۔ بندش اسہال کے واسطے افیون کے ہمراہ وغیرہ وغیرہ مگر ایک مبصر بہت جلد یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ سب چالبازیاں ہیں۔ ہمارے دیسی اطبا نے تو جہاں تک ہمیں معلوم ہے اس قسم کی تحقیقات میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا، یورپ و امریکہ میں نت نئی ایجادیں ہوتی ہیں اور وہاں کے اطبا اپنی سرگرم کوششوں سے حیرت انگیز چیزیں دریافت کر کے دنیائے طب میں جدتیں پیدا کر رہے ہیں۔ چنانچہ کسی ڈاکٹر صاحب نے بدن کے تمام امراض کو بارہ میں محدود کر کے اسکے لئے بارہ اکسیریں تیار کی ہیں جو بعض حالات میں مفید بھی خیال کی جاتی ہیں۔

صحبت امروزہ میں ہم طب یونانی کے اصول علاج کو ڈاکٹری کی جدید تحقیقات سے موازنہ کرتے ہوئے ایک کثیر الوقوع مادہ کی طرف جو اکثر امراض کا موجب ہے ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں۔

طب یونانی میں جسم کے عام امراض کا اکثری سبب اخلاط اربعہ میں سے کسی خلط کا بگاڑ قرار دیا گیا ہے۔ جس مرض کا بیان دیکھو اسکے اسباب میں سب سے پہلے اخلاط اربعہ کا ذکر آتا ہے۔ اور ان اخلاط کی بنا پر ہی طریقہ علاج کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ مثلاً جب کسی مرض کا دستور العلاج بیان کرنا ہو تو کہتے ہیں دموی امراض کا علاج یہ ہے۔ اور سوداوی کا یہ۔ علیٰ ہذالقیاس گویا کلی طور پر اگر طبیب ہر ایک خلط کے طریق علاج سے پوری واقفیت رکھتا ہو تو بدن کے اکثر امراض میں وہ بعد تشخیص سبب نہایت کامیابی سے علاج کر سکتا ہے تحقیق جدید میں خون اور صفرا کے وجود کو تسلیم کر لیا گیا ہے باقی بلغم اور سودا کے متعلق اختلاف ہے، خلط بلغمی کا کوئی علیحدہ وجود یا جسم میں اس کا کوئی مخزن تو تحقیق نہیں ہوا مگر خون میں سفید دانہائے خون کی آمیزش جو رفتہ رفتہ سرخی سے بدل جاتے ہیں خلط بلغمی کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسکے بعض آثار بھی خلط بلغم کے علامات سے ملتے جلتے ہیں۔ باقی رہی خلط سودا، اسکے متعلق طب جدید منکر ہے۔ انکی تحقیق کے بموجب نہ تو جگر میں اسکی تولید ہوتی ہے اور نہ طحال اس کا مخزن ہے اور نہ یہ فم معدہ پر گر کر بھوک لگاتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

البتہ جسم انسانی میں ایک قسم کا مادہ پایا جاتا ہے جس پر قوام بدن کا انحصار تو نہیں لیکن اسکی زیادتی سے ایسے امراض پیدا ہوتے ہیں جن کو یونانی میں امراض سوداویہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے بعض محققین نے اسی مادہ کو ہی خلط سودا قرار دیا ہے۔ اس مادہ کا نام یورک ایسڈ ہے اور اس کا ذائقہ ترش ہوتا ہے۔

طب یونانی میں تو اکثر امراض کے غالب اسباب چار ہی میں محصور تھے لیکن ڈاکٹری تحقیقات کے بموجب کھاری اور ترش کیفیتیں دو متم کے متضاد امراض کا موجب ہیں۔

ہم اس وقت ترش کیفیت کے متعلق جس کو یورک ایسڈ سے تعبیر کیا گیا ہے خامہ فرسائی کرتے ہیں

یورک ایسڈ کی ماہیت:۔ یورک ایسڈ اجزائے لحمیہ کا فضلہ ہے۔ چنانچہ جسم کے عضلات اور غدد جب اپنے طبعی اعمال بجا لاتے ہیں تو انکی تحلیل سے یورک ایسڈ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم جو غذائے لحمیہ یعنی گوشت پیدا کرنے والی غذا مثلاً گوشت، انڈا، مچھلی، دودھ، دہی، پنیر، گیہوں، مٹر، لوبیا، سیم، ماش، مونگ وغیرہ کھاتے ہیں۔ تو ان کے ہضم ہونے اور جزو بدن بننے کے بعد جو فضلہ باقی رہتا ہے وہ بھی یورک ایسڈ کا مادہ ہوتا ہے۔

یہ اجزائے لحمیہ کا فضلہ جسکو طبیعت پرورش کرنے والے اجزا سے جدا کرتی ہے ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے جو دیگر فضلات کی طرح بدن سے خارج ہو جانا چاہیئے۔

چونکہ یہ مادہ بہت غلیظ اور ناقابل حل ہوتا ہے، اس لئے اس میں خون کی شوریت مل کر اسکو محلول کر دیتی ہے اور گردے اس زہریلے مادے کو خون سے جدا کر کے براہ پیشاب خارج کر دیتے ہیں۔ جب تک یہ مادہ خون کی شوریت سے حل ہو کر گردوں کے راہ پیشاب سے خارج ہوتا رہے تو انسانی صحت برقرار رہتی ہے۔ لیکن جب خون میں اس قدر شوریت موجود نہ ہو جو اسکو حل کر کے

کی شکایت اور شدتِ آہ و بکا کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ (قابل قدر دوائی ہے (طب مجربات - مخزن العلاج ہومیوپیتھی)

۲۔ چائنا China 30 دمہ کے دورہ کی اس حالت میں مفید و مجرب ہے کہ جب مریض محسوس کرے کہ بس اب میں مرا۔ میرا سانس مشکل سے اندر جائیگا۔ ایکدن چھوڑ کر دوسرے دن شدید دورہ پڑے اور رات کی غذا کے بعد تکلیف میں اضافہ ہو ہر تین گھنٹہ بعد ایک ایک خوراک استعمال کرائیں۔

۳۔ اپیی کاک Ipecac 30 یہ بلغمی دمہ کی مجرب ترین دوا ہے۔ جب کہ چھاتی میں بلغم کی خرخراہٹ معلوم ہوتی ہو۔ متلی و گھبراہٹ ہو اور قے بھی ہو جاتی ہو۔ یہ دوا کالی کھانسی میں بھی مفید و مجرب ثابت ہوئی ہے۔ دن میں تین چار دفعہ استعمال کریں۔ (مخزن العلاج ہومیوپیتھک، ہومیوپیتھک گائڈ)

علاج بائیوکیمک

بائیوکیمک علاج کے موجد نے سرتاپا امراض کے دفعیہ کیلئے بارہ نمکیات (بارہ اکسیرات) ایجاد کئے ہیں۔ بائیوکیمک علاج کے حاملین کا ادعا یہ ہے۔ کہ یہ دنیا کے تمام طریقہ ہائے علاج سے بہترین علاج ہے "ہوگا" لیکن اس میں شک و اشتباہ کی گنجائش نہیں۔ کہ ایک محدود مدت میں اسکی شہرت دمہ گیری نے اپنی صداقت کا اعتراف کرالیا ہے۔

ضیق النفس کیلئے ذیل کی دوا دویہ ہمنے آزمائی ہیں۔ تجربہ پر واقعی مفید ثابت ہوئیں۔ ایک عرصہ استعمال کرنے سے صحت ہو جاتی ہے۔

۱۔ کالی فاس 3 × دمہ کی مخصوص دوا ہے عصبی دمہ میں جب کہ وہ بعد از غذا عارض ہو خاص طور پر فائدہ کرتی ہے کافی مقدار میں اور بار بار دینے سے مفید اثرات دکھاتی ہے۔

۲۔ کلکریا فاس 3 × ہوائی نالیوں کے تشنجی دمہ میں مفید ہے۔ جب بلغم صاف اور سخت ہو، یا گاڑھا زردی مائل ہو معمولی حرکت سے دم اُکھڑ جاتا ہو اور سانس پھول جاتا ہو۔ دن میں پانچ مرتبہ استعمال کرائیں۔ (بائیوکیمک گائڈ)

غذا:- غذا نہایت لطیف، زود ہضم، اور کم مقدار میں استعمال کریں۔ بکری کا شوربہ، چپاتی۔ مونگ ارہر کی دال۔ شوربا چوزۂ مرغ، اور سبز ترکاریاں مثلاً چقندر، کدو، شلغم اور ترئی وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔

پرہیز:- تمام نفاخ اور ثقیل اغذیہ سے پرہیز ضروری ہے۔ پاؤں کو زیادہ دھونے، مرطوب کپڑے زیب تن کرنے اور گرم جگہ سے فوراً سرد جگہ جانے سے اجتناب ضروری ہے۔ زیادہ سونے اور سرد اشیا مثلاً نارنگی، سیب، لیموں وغیرہ سے قطعی پرہیز۔ دھوپ میں زیادہ چلنے پھرنے، اور شدید محنت ریاضت سے بچنا۔ اور تیل، ترشی، اور لہسن و لال مرچوں سے اشد پرہیز واجب ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین +

نسخۂ کیمیا کی تلاش!

ازجناب حکیم کریم بخش صاحب آسو اکبر شاہ

کیمیاگر شب و روز نسخۂ کیمیا کی تلاش میں رہتے ہیں لیکن طبیب کو اگر علاج امراض کے متعلق کوئی جدید نظریہ معلوم ہو جائے یا کوئی بالخاصہ مجرب نسخہ دستیاب ہو جائے تو وہ بھی کیمیا سے کسی طرح کم نہیں۔ عرصۂ دراز سے اطبا اس کوشش میں سرگرم رہے ہیں کہ جسم انسانی کے غیر متناہی امراض کو محدود کر کے ایک خاص دائرہ میں منحصر کر دیں۔ تاکہ علاج میں آسانی پیدا ہو۔ چنانچہ اس قسم کے اشتہار باز طبیب کسی ایک نسخہ کو ہی تمام امراض کے لئے علاج شافی سے تعبیر کرنیکے دعویدار ہیں لیکن نہ تو انکی نظر امراض کے پیدا ہونے کی کیفیت پر ہے اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ دوا کس طرح بدن میں تغیر پیدا کر کے مختلف امراض کا استیصال کرتی ہے

کراتے ہیں۔ تو اسکو فائدہ ہو جاتا ہو۔ لیکن اگر نظرِ انتخاب جوارش تمر ہندی یا جوارش آملہ یا تیزاب ہاضم پر پڑ جائے تو اُسکو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسکے برعکس بعض مریضوں میں دوسری قسم کی ترش ادویہ فائدہ دیتی ہیں۔ لیکن اول الذکر کھاری دوائیں کوئی نفع نہیں دیتیں۔ بدہضمی کے لئے سوڈا واٹر اور لیمن جوس دونوں مستعمل ہیں۔ لیکن ہم یہ تفریق نہیں کرتے کہ کس حالت میں سوڈا واٹر دینا چاہیئے۔ اور کب لیمن جوس۔ حقیقت یہ ہے کہ جب معدہ میں یورک ایسڈ کے اثر سے ترشی زیادہ ہو اور کھانا ہضم نہ ہوتا ہو ترشی کے علامات پائے جائیں تو اس وقت صرف کھاری دواؤں سے فائدہ کی اُمید کیجا سکتی ہے۔

(۲) **نزلہ اور کھانسی**:۔ بہت سے مریض اس قسم کی شکایت کرتے ہیں کہ ذراسی ترشی کے استعمال کرنے سے اُنکو فوراً نزلہ ہو جاتا ہے۔ ہم اسکے روکنے کے لئے افیون وغیرہ مخدرات سے ہی کام لیتے ہیں۔ اور کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ دافع ترشی ادویہ کو آزمائیں۔

(۳) **گردہ اور مثانہ کی پتھری اور ریت**:۔ اس قسم کے اکثر مریض ہمارے مطب میں آتے رہتے ہیں اور ہم ان کو ہمیشہ کھاری ادویہ از قسم شورہ، نمک مولی، جواکھار، سوڈا وغیرہ استعمال کراتے ہیں جو اکثر حالات میں مفید بھی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ خیال نہیں رہتا کہ پتھری اور ریت کی پیدائش کبھی کھاری مادہ سے بھی ہوتی ہے جس کو حل کرنے کے واسطے ترش ادویہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۴) **ضعف قلب خفقان**:۔ امراض قلب کے واسطے ہمارے پاس بہترین دوائیں کشتہ طلا، کشتہ نقرہ، کشتہ مروارید مشک عنبر، گاؤزبان وغیرہ ہیں۔ لیکن جب اس کا سبب یورک ایسڈ کی زیادتی ہو تو ہمیں کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ صرف کشتہ مرجان جیسی سستی دوا ان سب قیمتی دواؤں سے زیادہ مفید ہے

(۵) **ذات الریہ و ذات الجنب**:۔ ان امراض کیلئے ہم کئی قسم کے جوشاندے، شربت وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم یہ خیال آتا ہے کہ کشتہ شاخ گوزن جیسی دافع ترشی دوا اس کا بالخاصہ علاج ہے۔

(۶) **بواسیر**:۔ ایک نہایت ہی سخت اور ہٹیلی بیماری ہے۔ اسکی دواؤں کی ایک طویل فہرست تیار کیجا سکتی ہے۔ مگر اس طرف کبھی توجہ نہیں کی گئی کہ جو دوا یورک ایسڈ کی پتھری کو تحلیل کر سکتی ہے وہ بواسیر کے مسوں کو بھی مضمحل کر دیتی ہے۔

(۷) **نقرس**:۔ نقرس اور وجع مفاصل کے واسطے ہماری قدیمی دوا سورنجان۔ ایلوہ وغیرہ ہمیشہ کامیاب سمجھی جاتی ہیں۔ لیکن جب مرض مزمن ہو جاتا ہے اور بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یورک ایسڈ کے محللات ہی نقرس کا شافی علاج ہیں

(۸) **صرع** میں ہم عود صلیب اور جند بیدستر وغیرہ کو تو آزماتے ہیں مگر سہاگہ کے شفا بخش اثر سے غافل ہیں۔

(۹) **کثرت اسہال اور سنگرہنی** میں ہمارا مدار عمل افیون بھنگ اور پوست وغیرہ کے مرکبات ہیں۔ لیکن کوڑیوں کی دوا یعنی کوڑی سوختہ ہمارے ذہن میں نہیں آتی۔

(۱۰) **امراض جلد**۔ کیل مہاسے وغیرہ امراض میں ہم ہمیشہ مصفیات خون کو ہی استعمال کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن بعض کھاری دوائیں اس میں زیادہ فائدہ دیتی ہیں۔

اس سمع خراشی کا اصل مطلب یہ ہے کہ یورک ایسڈ کے سبب سے امراض کثیرہ کی ایک جماعت انسانی جسم میں پیدا ہوتی ہے اور ہم ان میں سے ہر ایک مرض کے متعلق مختلف قسم کی دوائیں استعمال کرتے ہیں جو کبھی مفید ہوتی ہیں اور کبھی کوئی فائدہ نہیں دیتیں چونکہ ان تمام امراض کا علاج شافی یہ ہے کہ کوئی ایسی دوا انتخاب کیجائے جو یورک ایسڈ کو حل کر سکے اور اسکو بذریعہ پیشاب بدن سے خارج کر دے وہی واحد دوا ان تمام مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے کافی ہوگی۔ جب اس قسم کی سریع الاثر دوا ہمارے تجربہ میں صحیح ثابت ہو تو گویا ہمیں کیمیا کا نسخہ مل جائیگا۔ اُمید ہے کہ اطبائے کرام اپنے وسیع علم و عمل کے ذریعہ اس قسم کی شافی دوا کے دریافت کرنے میں فرداً فرداً یا متفقہ کوشش کرینگے۔ ہم بھی اپنے معمل کیمیاوی میں اس کے متعلق تجربات کر رہے ہیں۔

اگر میری یہ استدعا شرف قبولیت حاصل کرے تو اطبائے کرام کو اسکے متعلق اپنے زریں آرا سے بذریعہ رسالہ مطلع کرنا چاہیئے اور جب ہم امراض کی اس جماعت کا علاج تجویز کرنے سے فارغ ہونگے اور ہمیں کامیاب ہو جائینگے تو امراض کی دوسری جماعتوں کے متعلق اپنے خیالات پیش کرینگے

یا گردے ایسے کمزور ہوگئے ہوں جو اسکو خون سے جدا کر کے خارج نہ کر سکیں تو بصورت اول یہ خون میں بدستور ملا رہتا ہے اور کئی قسم کے سخت اور مہلک امراض کا موجب ہوتا ہے، اور بصورت ثانی یہ مادہ گردہ یا حالبین میں جمع ہو کر پتھری کی صورت اختیار کر لیتا ہے یا مفاصل میں جمع ہو کر تحجر مفاصل کا باعث بنتا ہے۔

یورک ایسڈ سے پیدا ہونے والے امراض:۔ جب یورک ایسڈ خون میں ملا رہتا ہے اور بدن سے خارج نہیں ہوتا تو اس سے مختلف اعضاء ماؤف ہو کر بہت سے امراض پیدا ہو جاتے ہیں بعض لوگوں کے اجسام میں پیدائشی طور پر یورک ایسڈ کے انحلال کی استعداد نہیں ہوتی۔ اس لئے ابتدا ہی سے ان کا مزاج یورک ایسڈی یا بالفاظ دیگر سوداوی ہوتا ہے۔ اور ان میں ان تمام امراض کے پیدا ہونے کی استعداد ہوتی ہے جو یورک ایسڈ سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ ان امراض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) **امراض عصبی:**۔ مثلاً دردسر، دوران سر، مالیخولیا۔ صرع۔ سکتہ عصبی درد۔ نقرس۔ عرق النسا اور مختلف مقامات کا فالج۔

(۲) **امراض چشم:**۔ پردہ صلبیہ کی سوزش۔ آنکھوں میں جلن وغیرہ۔

(۳) **امراض معدہ و جگر:**۔ ضعف معدہ، بدہضمی، ورم معدہ، درد معدہ، ورم جگر وغیرہ۔

(۴) **امراض امعاء:**۔ ورم امعاء۔ قبض۔ اسہال۔ بواسیر۔

(۵) **امراض قلب:**۔ خفقان، درد دل، غشی۔ دل کا بڑھ جانا یا اس کا چربی سے بدل جانا۔ شرائین کی دیواروں کا سخت اور موٹا ہو جانا۔

(۶) **امراض سینہ و شش:**۔ ضیق النفس۔ پرانی کھانسی۔ ذات الریہ۔

(۷) **امراض اعضائے بول:**۔ گردوں کا نقص۔ انکی ساخت کا دانہ دار ہو جانا۔ بول زلالی۔ مثانہ اور حالبین میں ورم یا سوزش مزمن۔ پتھری کا پیدا ہونا۔

(۸) **امراض مفاصل:**۔ وجع مفاصل۔ تحجر مفاصل۔ نقرس مزمن وغیرہ

(۹) **امراض جلد:**۔ سدے۔ ورم جلد۔ بہق۔ کیل۔ مہاسے وغیرہ۔

خیال تو کرو کہ ایک مادہ جو جسم انسانی میں پیدا ہوتا ہے، اسکے باقاعدہ اخراج نہ ہونیکی وجہ سے کس قدر مزمن اور ہٹیلی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جنکی اصل وجہ معلوم نہ ہونیکے باعث ہم اندھا دھند کئی قسم کی دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ اور اکثر اوقات ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اگر ہم بیماری کا خاص سبب مشخص کر کے اسکے علاج کی طرف علمی طور پر توجہ کریں تو ہم اپنے فرض کی ادائیگی سے کسی قدر سبکدوش ہو سکتے ہیں۔

یورک ایسڈ کا امتحان:۔ اس بات کو معلوم کرنے کیلئے کہ بیمار کے جسم میں یورک ایسڈ کا زہر سرایت کئے ہیں ذیل کا تجربہ ہماری رہنمائی کر سکتا ہے۔ مریض کے جسم کا آب خون ایک شیشے کے چھوٹے سے گلاس میں ڈال کر اسمیں تیز تیزاب سرکہ (گلیشیل ایسی ٹک ایسڈ) کے دو تین قطرے ڈالدیں اور اسمیں سوت کے دو چار ٹکڑے بھی داخل کریں تو ایک دو روز کے بعد یورک ایسڈ کی باریک سوزنی قلمیں سوت کے ٹکڑوں کے گرد بندھ جائیگی جو خوردبین کے ذریعہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

مطب میں روزمرہ کے مشاہدات:۔ ہم کو اپنے مطب میں ہر روز چند ایسے مریضوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ جو یورک ایسڈ کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے بعض اوقات ہم مناسب علاج تجویز کرتے ہیں۔ لیکن اصل مرض اور دوا کی خاصیت سے ہم قطعی بے خبر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند امراض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) **بدہضمی:**۔ بدہضمی کا مریض ہمارے پاس آتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ اسکے معدہ میں جلن معلوم ہوتی ہے اسکو کھٹی ڈکاریں آتی ہیں۔ غذا بخوبی ہضم نہیں ہوتی۔ ہم اس کو بلا تحقیق سبب نمک سلیمانی یا جوارش شاہی یا سفوف پھلپھول تھا

افسانہ

پیپل کا آخری پتہ

از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعیدؔ، بریلوی،

گرمی اور برسات کا موسم منصوری پہاڑ پر گذارنے کے بعد فیروزہ اور نوشابہ اکتوبر کے مہینے میں دیرہ دون آگئیں اور شہر سے دور اسی سڑک پر جو کہ راجپور ہوتی ہوئی منصوری کو جاتی ہے ایک کوٹھی کی دوسری منزل کرایہ پر لیکر رہنے لگیں۔ فیروزہ کی عمر بیس سال کے قریب تھی اور نوشابہ اس سے کوئی دو برس بڑی ہوگی۔ دونوں بہنوں میں آپس میں حد سے زیادہ محبت تھی، اور یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ ایک طویل مدت کی علالت کے بعد جب نوشابہ کو ڈاکٹروں نے یہ ہدایت کی کہ شمالی ہندوستان کے کسی پہاڑی مقام پر کچھ عرصہ تک قیام کیا جائے تو فیروزہ کو بہن کی جدائی کسی طرح گوارا نہ ہوئی اور وہ بھی ساتھ چلی آئی

ان لڑکیوں کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے والد مسٹر شاپورجی سورت میں ایک بڑے معزز عہدے پر مامور تھے۔ گرمی کے موسم میں دو مہینے کی چھٹی لیکر وہ بھی بیٹیوں کے ساتھ منصوری پر رہے تھے لیکن چھٹی ختم ہونے پر وہ چلے گئے اور لڑکیوں کے قیام کا معقول طریقے پر انتظام کر دیا۔ ایک آیا اور ایک مرد نوکر کی معیت میں دونوں بہنیں انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ دہرہ دون میں سردی کے ختم ہونیکا انتظار کر رہی تھیں تاکہ آیندہ گرمی پھر منصوری پر گذاریں۔

منصوری کی تازگی بخش آب و ہوا نے نوشابہ کی صحت پر توقعات سے بھی زیادہ اچھا اثر کیا تھا۔ زرد اور بے رونق چہرہ پر اب خون کی سرخی کی نمایاں تھی پھٹی پھٹی اور بے نور سی آنکھیں جن کے گرد سیاہ حلقے پڑ گئے تھے اب پھر چمکنے لگی تھیں۔ اور ان میں شوخی اور شرارت آگئی تھی جلد کا رنگ جو پھیکا پھیکا، مٹیالا سا اور زرد تھا اب خون کی فراوانی اور روانی کی بدولت ہلکا ہلکا گلابی سا ہو گیا تھا، اسکے وزن میں بھی نمایاں ترقی ہوئی تھی۔ اچھال سے کچھ کم کے عرصہ میں اس کا وزن بیس پونڈ بڑھ گیا تھا اور افسردہ و مغموم پڑی رہنے والی نوشابہ دیرہ دون آنے سے پہلے پہاڑی بکری کیطرح چٹانوں چٹانوں کودتی پھرتی تھی۔

بہن کی صحت دری دیکھکر فیروزہ خوشی سے پھولی نہ سماتی تھی۔ اس کا ہر وقت یہی مشغلہ تھا کہ کبھی نوشابہ کے بازو فیتہ سے ناپتی، اور کبھی تولنے کی مشین اسکے پاس لاکر رکھدیتی۔ دونوں بہنیں بیحد خوش تھیں اور بہت ہی مسرور۔

جس کوٹھی میں یہ دونوں بہنیں رہتی تھیں وہ بہت ہی عالی شان اور خوشنما تھی۔ دروازے سے کوٹھی کے برآمدے تک سڑک کے دونوں کناروں پر نہایت خوشنما تاڑ کے درخت لگے ہوئے تھے، برآمدے کے سامنے سڑک کے دونوں جانب پائین باغ تھا۔ پھولوں کی خوشبو سے لدی ہوئی ہوا سیدھی اس کھڑکی میں جاتی تھی جو دوسری منزل کے کمرے میں شمال کی جانب تھی اور صبح کو غسل سے فارغ ہوتے ہی دونوں لڑکیاں اس کھڑکی میں آکر کھڑی ہو جاتی تھیں۔ تاکہ اچھی طرح نسیم سحر کی عطر بیزیوں کا لطف اُٹھا سکیں۔

فروری کا مہینہ تھا۔ ہر چہار جانب خزاں کی دستبرد کے آثار نظر آرہے تھے۔ ہرے بھرے پیڑ آہستہ آہستہ پتوں سے محروم ہوتے جا رہے تھے۔ پیلے پیلے اور سوکھے ہوئے پتوں کے ہر طرف انبار تھے۔ منصوری پر خوب برف پڑ چکی تھی اور ابھی تک سلسلہ جاری تھا، ہر مرتبہ منصوری پر برف گرنے کے بعد دیرہ دون میں سردی کا زور بڑھ جاتا تھا۔ فیروزہ اور نوشابہ نے اس سے پہلے ایسی سردی کبھی نہ دیکھی تھی جس دن دھوپ نہ نکلتی یا بہت زیادہ ٹھنڈی ہوا چلتی تو اس روز وہ دن بھر گھر سے باہر نہ نکلتیں اور کمرے میں برابر آتشدان گرم رکھتیں۔

نظم

از جناب حکیم محمد مصطفےٰ خاں صاحب مداحؔ (مہتمم پھپھوندوی)

نہیں کوئی ہمارے شکریہ کا مستحق ہرگز
مگر کرنیل بھولانا تھ، اس تحریک کے بانی

وہ اس موضوع نازک پر توجہ گر نہ فرماتے
تو رہ جاتے یونہی تاریک یہ ابواب نورانی

غرض کرنیل بھولا کی یہ تھی اس ساری حرکت سے
کہ ہے عقلی دلائل پر مدارِ طب یونانی

یہاں کچھ تجربہ ہے نہ کچھ تحقیق سے مطلب
قیاس آرائیاں ہیں اور دماغ و دل کی جولانی

ہے یہ ساری عمارت ایک ظن و وہم کا تودا
نہ یاں سائنس کا گارا، نہ یاں تشریح کا پانی

یہ تھا ایک سخت حملہ طب یونانی کی عظمت پر
کہ جس سے ہوگئے مجروح احساساتِ روحانی

مگر وا حسرتا بے حسیٔ اربابِ فن، جس نے
گوارا کر لیا اس ضرب کو با خندہ پیشانی

خلاف اسکے نہ اٹھی ایک صدا بھی ملک سے گویا
یہ حملہ ور کو تھی پروانگیٔ حملۂ ثانی

کبیر الدین صاحب حق جزائے خیر دے انکو
جنہوں نے دیکھکر یہ سب جمود و سکر طولانی

کیا احساس اپنے فنی و علمی فرائض کا
دیا ملک حقیقت ریز کو اذن دُر افشانی

وہ تحقیقات کے گوہر بکھیرے گئے ہو گیا پیدا
تمام اہل نظر کو خطرہ ہائے تنگ دامانی

یہ ثابت کر دیا ہر قسم کی علمی دلیلوں سے
کہ یہ دعوے ہیں سارے بر بنائے جہل و نادانی

وہی کہتے ہیں یہ جنمیں ہے یا تو علم کا فقداں
تعصب اور تکبر یا ہیں جن کے دشمن جانی

کوئی انصاف کی نظروں دیکھے ان مباحث کو
تو ہو سکتا ہے اس پر انکشاف انکا بآسانی

یہ ساری موشگافی کی جو ہے سائنس نے ابتک
حقیقت میں ہے سب منت کش تحقیق یونانی

وہی سب ہے جو پچھلے کر گئے ہیں فرق اتنا ہے
وہ ہے آب مکدر، اور یہ نتھرا ہوا پانی

وہی مے ہے جو تھی پہلے کبھی بوسیدہ مٹکوں میں
نمایاں کنٹروں میں ہو گئی انکی درخشانی

وہی آلات زنگ آلود ہیں، چمکا دیا جن کو
جلا تو نے پیدا کر کے براقی و تابانی

جزاک اللہ کیا تحقیق ہے کیا زور مضموں ہے
دکھائی ہے قلم سے قوتِ اعجاز عمرانی

جو نقطہ ہے جہاں اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتا
دلائل ہیں کہ اک تموج دریا کی ہو طغیانی

نہ پہنچے ہونگے اس منزل پہ وہ از لیبی جنکو
بزعم خویش ہے اس فن میں دعوائے ہمہ دانی

کبیر الدین کی ہے وہ خدمت فن حکمت کی
بجا ہوگا اگر ان کو کہیں ہم رشک رازانی

ہمیں افسوس ہے کرنیل بھولا کے نہ رہنے کا
بلا شک تھے وہ اک مجموعۂ اوصاف انسانی

بہت ہی نیک، بے حد منکسر، بے انتہا قابل
انہیں کے دم سے بزم علم و فن کی تھی چراغانی

حکیم انکے مخاطب بس وہی تھے ان مسائل پر
وہی تھے اور وہی تھے صرف اس موضوع کے بانی

یہ سچ ہے اب وہ جوش جذبہ قائم رہ نہیں سکتا
اب اسکے بعد جو ہوگا وہ ہوگا سلمی و آنی

مگر امید ہے یہ بحث ادھوری اب نہ چھوٹیگی
کہ تکمیل اسکی ہے تکمیل فن طب یونانی

نہیں کرنیل بھولا گرچہ پھر بھی ملک و ملت میں
ہے اہل علم و ارباب فراست کی فراوانی

فیمں نے کہ جب ڈاکٹر صاحب چلنے لگے تو وہ ان کے ساتھ ساتھ نیچے تک آئی اور پوچھنے لگی۔

"ڈاکٹر صاحب اب آپ ٹھیک ٹھیک بتا دیجئے۔ میری بہن کی کیا حالت ہے کوئی اندیشہ تو نہیں ہے؟"

ڈاکٹر صاحب:۔ ابھی تو بیماری شروع ہوئی ہے اگر ایک ہی پھیپھڑہ پر اثر رہا تو زیادہ اندیشہ نہیں ہے۔ اگر دوسرے پر بھی ہو گیا تو بے شک بہت خطرناک بات ہو جائیگی۔ آپ گھبرایئے نہیں۔ میں اینٹی فلوجسٹین بھیجتا ہوں۔ اس کا پلاسٹر لگا دیجئے، اور انہیں بس لیٹا ہی رہنے دیجئے اُٹھنے نہیں۔

گاڑی تک ڈاکٹر صاحب کو پہونچا کے جب فیروزہ لوٹی تو راستے میں اسے خجندی ملا جو اسی کوٹھی کی نیچے کی منزل میں رہتا تھا۔

خجندی:۔ مس فیروزہ کیا بات ہے، ڈاکٹر صاحب کیوں آئے تھے؟

فیروزہ:۔ نوشابہ کو نمونیا ہو گیا ہے۔

خجندی:۔ ایں! نمونیا؟ اب کیا حالت ہے؟ ڈاکٹر نے کیا کہا؟ کل شام کو تو وہ اچھی تھیں۔ مجھ سے اسی جگہ کھڑی ہوئی باتیں کرتی رہی تھیں۔

فیروزہ:۔ ہاں آج ہی صبح سے بیمار ہوئی ہیں ابھی تو حالت اچھی ہے، ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ اگر دوسرا پھیپھڑا خراب نہ ہوا تو زیادہ ڈر کی بات نہیں ہے۔

خجندی:۔ یہ ڈاکٹر صاحب ہیں تو تجربہ کار اور مریض کی طرف توجہ بھی خوب کرتے ہیں۔

فیروزہ:۔ میں تو ڈاکٹر نریمان کو بُلانے گئی تھی وہ ملے نہیں تو انہیں لے آئی۔

خجندی:۔ اگر ڈاکٹر نریمان اچھے ہیں تو کل اُنہیں اور انہیں دونوں کو بلا لیا جائے۔

فیروزہ:۔ کل دیکھا جائیگا۔

خجندی کہیں باہر جانیکے لئے کمرے سے نکلا تھا۔ فیروزہ سے باتیں کرنیکے بعد وہ پھر واپس اپنے کمرے میں آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا، بہت دیر تک دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے بیٹھا رہا اور پھر خدا جانے کیا خیال آیا کہ اُٹھکر باہر چل دیا۔

خجندی ایک نوجوان مصور تھا جو یورپ میں ایک عرصہ دراز تک رہکر اور مصوری میں کامل مہارت پیدا کر کے کوئی دو سال ہوئے ہندوستان آیا تھا۔ وہ بمبئی کے ایک بڑے سوداگر کا لڑکا تھا، اور باپ نے یہ دیکھکر کہ اسکی طبیعت میں قدرتی طور پر مصوری کا ذوق ہے اسے تجارت سے بالکل الگ رکھا تھا۔ خجندی کے شاہکار مختلف نمائشوں میں رکھے جا چکے تھے اور اس کا نام آہستہ آہستہ ایک اچھے مصور کی حیثیت سے مشہور ہوتا جا رہا تھا۔

مصوروں کو بالعموم سیاحی کا بہت شوق ہوتا ہے وہ ہر ایسے مقام پر جانا بہت پسند کرتے ہیں۔ جہاں انہیں اچھے اچھے قدرتی مناظر اور حسین اور دلکش انسانی صورتیں دیکھنے کو مل سکیں۔ مناظر دیکھنے کا شوق ہی خجندی کو منصوری لایا تھا۔ وہاں محض اتفاقیہ طور پر اسکی ملاقات ان دونوں بہنوں سے ہو گئی خجندی کا ارادہ جاڑوں میں بھی منصوری ہی پر رہنے کا تھا۔ اس نے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ نہیں دیکھے تھے لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ فیروزہ اور نوشابہ دہرہ دون میں سردی کا موسم گذاریں گی تو وہ بھی ان کے ہمراہ چلا آیا۔ یہاں سے وہ برابر دوسرے تیسرے ہفتہ منصوری چلا جاتا تھا۔ اسے ان دونوں بہنوں سے کافی اُنس ہو گیا تھا اور غالباً یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ بڑی بہن یعنی نوشابہ سے اسے دلی محبت تھی۔

نوشابہ کی علالت کا حال سُن کر اس کا دل بے چین ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نازک موقعے پر کس طرح اور کیا خدمت بجا لائے۔ روپے کی ان لڑکیوں کو ضرورت نہ تھی۔ علاج و معالجہ سے وہ خود ناواقف محض تھا۔ اسکے امکان میں اس سے زیادہ کچھ نہ تھا کہ خوب گڑگڑا کر اس شافیٔ مطلق سے دعائیں مانگے، جس کے ہاتھ میں سب کی موت اور زیست ہے۔ اس نے یہی کیا۔ ہر گھنٹے گھنٹے کے بعد وہ سجدے میں گر پڑتا اور رو رو کر دعائیں مانگتا کہ "بار الہا! اگر نوشابہ کی زندگی ختم بھی ہو چکی ہے تو میری بقیہ زندگی اسے بخش دے۔ اور اس مرض سے نجات دیدے۔ دنیا میں میرا کوئی خاص کام نہیں ہے، اور نہ دُنیا کو میری کوئی خاص ضرورت۔ لیکن نوشابہ اگر دُنیا سے اُٹھ گئی تو پھر اس دنیا میں کیا باقی رہ جائیگا۔ میری زندگی کے ساتھ کسی اور کی زندگی وابستہ نہیں ہے۔ میں

ان تمام احتیاطوں کے باوجود نوشابہ کا نظام جسمانی ایسی سخت سردی کی تاب نہ لا سکا اور ایک روز صبح کو جو اٹھی تو اسے داہنی جانب سینے میں ہلکا ہلکا سا درد محسوس ہوا۔ طبیعت بھی کچھ گری گری سی تھی۔ لیکن یہ خیال کر کے کہ وہ پریشان ہو جائیگی اس نے کچھ ذکر نہ کیا اور حسب معمول ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔ درد کی شدت تھوڑی ہی دیر میں اتنی بڑھ گئی کہ اسے چائے پینا دشوار ہو گیا۔ جلدی جلدی پیالی ختم کر کے وہ جا کر آرام کرسی پر لیٹ گئی۔ ہاتھ سینہ پر رکھا ہوا تھا۔

فیروزہ نے اندازہ سے سمجھ لیا کہ کچھ نہ کچھ غیر معمولی بات ہے وہ بھی پیچھے پیچھے آئی اور نوشابہ کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔

فیروزہ :۔ نوشابہ کیا ہوا؟ تمہارا چہرہ اُداس کیوں ہے؟ کیا کچھ تکلیف ہے؟

نوشابہ :۔ کچھ یونہی سا درد سینے میں ہونے لگا ہے۔ جاتا رہیگا۔ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔

فیروزہ :۔ (گھبرا کر) سینے میں؟ سینے میں کس جگہ؟

نوشابہ :۔ (زبردستی مسکرا کر) جہاں میرا ہاتھ رکھا ہے۔

فیروزہ :۔ کیا سانس کے ساتھ ہوتا ہے۔

نوشابہ :۔ تم تو خواہ مخواہ پریشان ہو گئیں۔ ذرا سا درد ہے جاتا رہیگا۔

فیروزہ :۔ نہیں، تم بتا دو۔ سانس رُکتا ہوا سا معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟ درد کی وجہ سے پورا سانس نہ لیا جاتا ہوگا۔

نوشابہ :۔ (ذرا ہنسکر) تم تو ڈاکٹر بن گئیں۔ آلہ کہاں ہے اس سے دیکھو۔ میں نے ایسی گھبرانے والی لڑکی ہی کوئی نہیں دیکھی۔

فیروزہ :۔ اچھا یہ بتادو کہ بخار تو نہیں ہے۔

نوشابہ :۔ طبیعت گری ہوئی سی تو ہے۔ شاید ہو۔

فیروزہ دوڑ کر تھرمامیٹر لائی۔ گھڑی دیکھکر تھرمامیٹر نوشابہ کے منہ میں رکھا اور ٹھیک ایک منٹ کے بعد نکال کر دیکھا۔ ایکسو ایک!

"تمہیں تو اچھا خاصہ تیز بخار ہے۔ میں ابھی ڈاکٹر کو لاتی ہوں" یہ کہکر فیروزہ چلی گئی۔

ڈاکٹر کا مطلب کچھ زیادہ دور نہ تھا کوئی آدھ گھنٹے میں ڈاکٹر صاحب آئے نبض دیکھی، تھرمامیٹر لگایا، حالات پوچھے۔ اور پھر آلہ لیکر سینے کا امتحان کرنے لگے۔

فیروزہ سخت تردد اور بے چینی کے عالم میں کھڑی ہوئی ڈاکٹر صاحب کی تشخیص کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بہت چاہتی تھی کہ اس خیال کو دل سے نکال دے لیکن نہ معلوم کیوں اس کا یہ وہم اور بھی پختہ ہوتا چلا جا رہا تھا کہ نوشابہ کو کوئی سخت بیماری ہے اور وہ اپنی تکلیف کو چھپا رہی ہے۔ اندازاً کوئی آٹھ دس منٹ کے بعد ڈاکٹر صاحب امتحان سے فارغ ہوئے۔ پھر گھڑی ہاتھ میں لے کر فی منٹ نبض کی ضربات اور فی منٹ تنفس کی تعداد گنی۔ ایک کاغذ پر مریضہ کا نام لکھا، اسکے نیچے تاریخ اور صبح کا وقت ڈال کر درجۂ حرارت، تعداد نبض، اور تعداد تنفس لکھی، اور ان سب کاموں سے فارغ ہو کر کہنے لگے۔

"کچھ گھبرانے کی بات نہیں ہے آپ کو تھوڑا نیومونیا ہو گیا ہے۔ رائٹ لنگ (داہنا پھیپھڑا) میں ہے۔ ایک ہفتہ تک بخار اُتر جائیگا۔ میں ابھی آپ کے واسطے میڈیسن (دوا) بھیجتا ہوں۔ برابر چار چار گھنٹے سے پیتی رہیئے۔ غذا بہت ہلکی ہونی چاہیئے۔ تھوڑا دودھ، ایگ فلپ (دودھ میں انڈا پھینٹا ہوا) بس اور کچھ نہیں۔ اور ہاں سنگترہ خوب کھائیے اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا"۔

فیروزہ نے گھبرا کر پوچھا۔

"کیا انہیں نیومونیا ہو گیا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب :۔ ہم نے ابھی بتایا تو تھا۔ رائٹ لنگ ایفیکٹڈ (ماؤف) ہے۔

فیروزہ کچھ اور پوچھنا چاہتی تھی لیکن اس خیال سے کہ مریضہ کے سامنے مرض کے حالات نہ بیان کرنے چاہئیں خاموش ہو گئی۔

امکان بہت ہی کم ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل پر بیماری کا خوف بیٹھ گیا ہے ۔ یا ممکن ہے کہ ....
ڈاکٹر نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا اور ایک خاص انداز سے مسکرایا ۔
فیروزہ :۔ یا کیا ممکن ہے ؟ آپ کیا کہہ رہے تھے ؟ مجھ سے کچھ نہ چھپائیے ۔ کیا بات ہے جلدی کہیئے ۔
ڈاکٹر :۔ تم میرا مطلب نہیں سمجھیں ۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ان کے دل میں کوئی خاص خیال ہے ۔
فیروزہ :۔ خاص خیال کیسا ؟ خیال سے آپ کا مطلب رنج سے ہے ؟
ڈاکٹر :۔ ہاں ۔ یونہی سمجھ لو ۔
فیروزہ :۔ نوشابہ کو کوئی رنج یا غم تو نہیں ہے کبھی کبھی میں انہیں ناراض کر دیتی ہوں ۔ اس کا تو یہ اثر ہو نہیں سکتا ؟
ڈاکٹر :۔ کتنی بھولی لڑکی ہے ، میرا یہ مطلب ہے کہ انہیں کسی نوجوان سے محبت تو نہیں ہے اور اس محبت میں ان کے دل کو کوئی صدمہ تو نہیں پہنچا ہے ۔
فیروزہ شرما گئی ۔ پھر آہستہ سے اس نے کہا ۔
" میرے خیال میں تو انہیں کسی سے محبت نہیں ہے "۔
ڈاکٹر :۔ اچھا ، خوب ہوشیاری سے خدمت کرو ۔ بالکل اُٹھنے نہ پائیں ۔ میں نے دوائیں بھی دی ہیں مگر تم بھی باتوں سے ان کا دل بہلاؤ کسی طرح ان کے دل کی حرکت پرسوں تک قائم رکھو ۔
فیروزہ جب ڈاکٹر کو گاڑی تک پہونچا کر لوٹی تو خجندی حسب معمول حالات معلوم کرنے کیلئے کھڑا تھا ۔ فیروزہ نے سب حالات سنائے اور پیپل کے پتے گننے کا واقعہ بھی بتایا ۔
خجندی :۔ اگر خدانخواستہ سچ مچ آج سب پتے گر گئے تو ان کے دل پر بہت بُرا اثر پڑیگا ۔
فیروزہ :۔ مجھے خود بھی فکر لگی ہوئی ہے ۔ مگر اب گرتے ہوئے پتوں کو کوئی کیسے روک سکتا ہے ۔
خجندی :۔ ہاں ، مگر تم کسی طرح اس خیال کو ان کے دل سے دور کر دو نا ۔
فیروزہ :۔ وہ اپنے ہوش میں ہوتیں تو میں سب کچھ کر دیتی ۔
خجندی :۔ (کچھ سوچ کر) واقعی بڑی مشکل ہے ، فیروزہ بہن اگر میں کسی طرح کچھ خدمت کر سکتا ہوں تو مجھے بتاؤ ۔
فیروزہ :۔ آپ واقعی بڑے نیکدل ہیں ، لیکن آپ یا میں ، یا کوئی اور کیا کر سکتا ہے ؟ ہم لوگ جو خدمت بھی کر سکتے تھے کر رہے ہیں ۔ اب یہی ہے کہ خدا سے دعا کریں ۔
خجندی :۔ ہاں اس میں سب قدرت ہے ۔
دن بھر نوشابہ بڑبڑاتی اور اپنی چٹکیوں سے بستر اور اپنے کپڑے پکڑتی اور نوچتی رہی ۔ شام کو بخار ایکسو چار اور پانچ کے درمیان تھا نقاہت کی وجہ سے آنکھ بھی کھولنا دشوار تھا ۔ دوا پلانے کیلئے فیروزہ نے جب اسے ہوشیار کیا تو دوا پی کر اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا اور مسکرائی ۔
نوشابہ :۔ فیروزی ! دیکھو اب صرف ایک پتہ رہ گیا ہو ۔ رات میں یہ بھی گر جائیگا ۔ بس اب یہ ہماری آخری رات ہو (آنسو بہنے لگے) فیروزی بڑی اچھی ہو ۔ بابا نہیں آسکے ، خیر اجب آئیں تو ہمارا سلام کہدینا ۔ اور ہاں انہیں مسٹر خجندی کو بھی سلام کہدینا ۔
فیروزہ :۔ (بھرائی ہوئی آواز میں) نوشابہ ! تم رو رو کے اپنے آپ کو کمزور کئے لیتی ہو ۔ میری بہن ! (نوشابہ سے لپٹ کر) تم کل کو اچھی ہو جاؤگی ۔ پرسوں بابا بھی آجائینگے ۔ مسٹر خجندی کو اگر تم کہو تو میں یہیں بلا لوں ۔ وہ تو بیچارے دن بھر مجھ سے تمہارا حال پوچھتے رہتے ہیں اور ہر وقت تمہارے لئے دعائیں مانگا کرتے ہیں ۔
نوشابہ :۔ میں اب نہیں روؤنگی اب تو ہنسنے کا وقت آگیا ہے ۔ ہاں بابا کو سلام کہدینا ۔ یہاں کسی کو مت بلاؤ ۔ اب میں کسی سے نہیں ملونگی ۔ خجندی کو سلام کہدینا ۔ بس کافی ہے ۔

اگر مرجاؤں تو کچھ بھی حرج واقع نہ ہوگا لیکن نوشابہ! نوشابہ کی زندگی کے ساتھ میں اپنی زندگی وابستہ کرچکا ہوں۔ مجھے معلوم اور تو بھی خوب جانتا ہے کہ نوشابہ کے بعد میرا اس دُنیا میں زندہ رہنا محال ہے:

دوسرے دن ڈاکٹر نے فیروزہ کو بتایا کہ بہت خفیف سا اثر دوسرے پھیپھڑے پر بھی ہوگیا ہے۔ نوشابہ کا بخار بھی ترقی اور دوسرے دن شام کو ایکسو چار درجے سے بھی کچھ اوپر تھا۔ فیروزہ کو دن رات رونے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ جتنی دیر نو کے سامنے رہتی اس کا دل بہلاتی، اور اسکی ہمت بندھاتی رہتی۔ جب اس سے الگ ہوتی تو آنسو بہا بہا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا

نوشابہ کی حالت روز بروز کچھ زیادہ ہی خراب ہوتی گئی۔ فیروزہ نے باپ کو تار دیا تھا۔ لیکن وہاں کسی بات پر بہت بلوہ ہوگیا تھا اور انہیں کسی طرح بھی چھٹی نہ ملسکی مجبور تھے۔ روزانہ فیروزہ تار کے ذریعہ حالات کی اطلاع انہیں دیتی رہتی تھی چھٹے روز نوشابہ پر ہذیانی کیفیت بہت زیادہ طاری ہوگئی، اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگی۔

کمرے میں نوشابہ کا پلنگ کھڑکی کے بالکل سامنے بچھا ہوا تھا، اس لئے اس کھڑکی کو بند کردیا تھا تاکہ سرد ہوا کے جھونکے اسکے مُنہ پر نہ جائیں، اور بغل کے دروازے ہوا کی آمدورفت کے لئے کھول دئے گئے تھے۔ اس کھڑکی کے سامنے ایک پیپل کا درخت تھا بہت بڑا اور بہت پُرانا۔ یہ کھڑکی مکان کی دوسری منزل پر تھی اور پیپل کی تمام اونچی شاخیں اس میں سے نظر آیا کرتی تھیں۔

رات کو جب فیروزہ نے اس دایہ کی مدد سے جو نوشابہ کی تیمارداری کیلئے ڈاکٹر صاحب کی مدد سے بلا لیگئی تھی، نوشابہ کو انڈا اور دودھ پلایا تو وہ کسی قدر ہوش میں تھی۔ فیروزہ نے آہستہ سے اسکی پیشانی چومی اور اسے تسلی تشفی دی۔

فیروزہ :- نوشابہ دیکھو اب چھ دن گذر چکے دو دن تمہاری تکلیف کے اور رہ گئے ہیں۔ بس پھر تم بالکل اچھی ہو جاؤگی۔

نوشابہ کے چہرہ پر خفیف سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

نوشابہ :- دیکھو اُدھر سامنے دیکھو۔

فیروزہ :- اُدھر سامنے کیا ہے؟ کیا دکھا رہی ہو؟

نوشابہ :- تمہیں اتنا بڑا پیپل کا پیڑ نظر نہیں آتا؟

فیروزہ :- ہاں ہاں پیپل کا پیڑ ہے تو سہی۔

نوشابہ :- اسکے سب پتے گر چکے، کل میں نے گنے تھے تو سولہ پتے باقی تھے آج صرف سات رہ گئے ہیں کل تک یہ بھی گر جائینگے سب پیلے ہیں، ذرا ہوا چلی اور گئے۔

فیروزہ :- (ہنسکر) آجکل سبھی پیڑوں کے پتے گر جاتے ہیں تمہیں ان پتوں کی کیا فکر ہے؟

نوشابہ :- (متعجب) فیروزہ تمہیں خبر نہیں؟ ساتواں پتہ جب گریگا تو میں بھی چلی جاؤنگی۔

فیروزہ کا دل بھر آیا۔ اس نے بڑی مشکل سے ضبط کرکے کہا

فیروزہ :- اے ہٹو بھی! تم کیسی بُری بُری باتیں کرنے لگی ہو۔ ایسی باتیں کروگی تو میں خفا ہو جاؤنگی۔

نوشابہ :- اب ایکدن کیلئے بہن سے خفا ہوکے کیا کروگی؟ کل تک ساتواں ضرور گر جائیگا۔

فیروزہ :- اچھی بہن! دیکھو ایسی باتیں مت کرو۔ ڈاکٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ اب تمہاری حالت پہلے سے اچھی ہے بس دو دن کی بات رہگئی ہے۔

نوشابہ :- دو دن کی کہاں؟ ایک ہی دن کی تو بات ہے۔

فیروزہ نے لپٹ کر آہستہ آہستہ اسے خوب پیار کیا اور جب آنسو کسی طرح نہ تھم سکے تو کمرے سے باہر چلی گئی۔

صبح کو جب ڈاکٹر آیا تو اس نے باہر نکل کر فیروزہ سے کہا۔

ڈاکٹر :- مس فیروزہ تمہاری بہن کا دل بہت کمزور ہے۔ ان کا بخار کل یا پرسوں اُتر جائیگا لیکن اس وقت تک ان کے زندہ رہنے

کمرے کے نیچے جو صاحب رہتے ہیں وہ اسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ شاید اب گھنٹہ آدھ گھنٹے کے مہمان ہیں۔ انکے دونوں پھیپھڑے خراب ہو چکے اور بہت ہی خراب حالت ہو۔

فیروزہ :۔ (گھبرا کر) کیا مسٹر خجندی ؟

ڈاکٹر :۔ جی ہاں وہی۔ شاید بمبئی کے کوئی مصور تھے۔

فیروزہ :۔ وہ بہت ہی اچھے آدمی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اکسی طرح انکی جان بچا لیجیے۔

ڈاکٹر :۔ آپ انہیں جانتی ہیں تو آیئے دیکھ لیجیے، ان کے بچنے کی بظاہر تو کوئی اُمید نہیں ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے دروازے پر قدم رکھا ہی تھا کہ اندر سے آیا غمگین سی صورت بنائے ہوئے آئی۔

ڈاکٹر :۔ کیا ختم ہو گئے ؟

آیا :۔ جی ہاں ابھی ابھی دم دیا ہے۔

فیروزہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب سے چھپانے کیلئے وہ پائیں باغ میں چلی گئی اور اس طرف کو مڑ گئی جدھر پیپل کا پیڑ تھا وہ آنسو پونچھتی ہوئی جا رہی تھی کہ یکایک اسے ایک لمبی سی سیڑھی نظر پڑی جو پیپل کی اسی ڈالی تک لگی ہوئی تھی جس میں وہ ایک پتہ باقی تھا جو فیروزہ کے کمرے کی کھڑکی سے نظر آتا تھا سیڑھی کے قریب ہی ایک لالٹین بھی رکھی تھی جس پر مینہ بوندوں کے بکثرت نشانات تھے کسی قدر حیرت سے اس نے ان چیزوں کو دیکھا۔ یکایک اسکی سمجھ میں کوئی بات آئی اور وہ سیڑھی پر چڑھ کر اس پتے تک پہونچی پتلی سی کھپچی اور باریک تار کے ذریعہ وہ پتہ اس شاخ میں مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا تھا جس میں وہ لگا تھا اور یہ چھوٹی شاخ موٹی ڈالی میں اس طرح کھپچی کے ذریعہ باندھ دی گئی تھی۔

فیروزہ کے دل میں اختلاج ہونے لگا اسکے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے، بڑی مشکل سے سنبھل سنبھل کر وہ اُتری اور نوشابہ کے پاس پہونچی۔ اسکی آنکھیں سُرخ تھیں اور چہرا اُترا ہوا۔

نوشابہ اسے دیکھکر مسکرائی "راتوں کو جاگتے جاگتے دیکھو فیروزہ تمہاری آنکھیں لال ہو گئی ہیں۔ تمہارا چہرہ بھی بہت اُداس ہے آج دن بھر تم آرام کرو"

فیروزہ :۔ اب تم اچھی ہو گئیں۔ اب آرام ہی آرام ہے۔

نوشابہ :۔ دیکھو میں نے کیسی ٹھیک بات کہی تھی۔ میری زندگی بھی تو پیپل کا یہ آخری پتہ بھی نہ گرا۔ یہ گر جاتا تو میں ضرور مر جاتی۔

فیروزہ :۔ ہاں یہ پتہ گرا تو نہیں، مگر اسے اس جگہ لگانے والا افسوس ہے کہ گر گیا۔

نوشابہ :۔ (تعجب سے) یہ کیا بات ہوئی پتے کو اس جگہ لگانے والا کون ؟

فیروزہ :۔ بہن جب مسٹر خجندی کو یہ معلوم ہوا کہ تمہارے دل میں یہ وہم بیٹھ گیا ہے کہ اس پتے کے گرنے کے ساتھ تمہارا بھی دم نکل جائیگا تو اسے سخت فکر ہوئی۔ مجھ سے اُنہوں نے کچھ کہا نہیں، مگر اب پیپل میں ایک سیڑھی لگی دیکھکر اور مسٹر خجندی کی لالٹین جو اسکے پاس رکھی تھی اسے پہچان کر میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس بارش اور آندھی کی رات میں جب انہیں یقین ہو گیا کہ اب پتہ ضرور گر گیا ہوگا وہ سیڑھی لگا کر پیپل پر چڑھے اور تار اور کھپچی سے ایک پتہ ٹھیک اسی جگہ باندھ دیا۔ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی، اور سردی اس بلا کی تھی کہ ہم لوگ کمرے کے اندر لحافوں اور کمبلوں میں ٹھٹھرے جا رہے تھے۔ وہ بھیگے اور اُترتے اُترتے شاید انکی حالت خراب ہو گئی اسی لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے بھاگ آئے۔ ان کے دونوں پھیپھڑوں میں نمونیا ہو گیا اور ابھی ابھی دس منٹ ہوئے ہیں کہ اُن کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوشابہ (چیخ کر) کیا انتقال ہو گیا ؟ خجندی کا ؟ اف !! اسکے بعد اسکی کوئی آواز نہ نکلی۔ دواؤں کے سہارے جو قلب اب کام کر رہا تھا وہ اس ناگہانی صدمہ کو نہ برداشت کر سکا !

فیروزہ نے جہاں تک ہو سکا نوشابہ کو بہلانے کی کوشش کی لیکن وہ جب تک ہوش میں رہی اپنی ناتواں آواز میں کہتی رہی کہ یہ آخری پتہ آج رات میں گر جائیگا۔ آج رات میں ہمارا کوچ ہے۔

فیروزہ جب نیچے اُتری تو مجندی انتظار میں کھڑا تھا۔ اس نے یہ ساری گفتگو سنا دی اور وہ بھی بے اختیار رو دیا۔

مجندی :- فیروزہ بہن معاف کرنا۔ میں تمہارے سامنے رو پڑا، مردوں کو کبھی اس طرح نہ رونا چاہیئے۔ مگر میں کیا کروں مجھ طرح ضبط نہ ہو سکا۔

فیروزہ : آج سردی کس بلا کی ہو گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ برف گری ہے۔ اس وقت ہوا بھی تیز ہو چلی، مجھے اس پتے کا ڈر تیز ہوا میں وہ کیسے رک سکیگا۔؟

مجندی :- انداز تو ایسے ہیں کہ شاید اب رات میں آندھی آئے۔

فیروزہ :- اب جو خدا کی مرضی۔

شام کو یکایک آسمان پر ابر آگیا اور آٹھ بجتے بجتے خوب زور کی موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ بارش کے علاوہ ہوا نے باندھا کہ الامان والحفیظ! کمرے کے سب دروازے بند تھے پھر بھی دل کے پار ہو جانے والی ٹھنڈی ہوا کسی نہ کسی راستے سے آ ہی جاتی تھی اور فیروزہ جو نوشابہ کے سرہانے بیٹھی اسکی حالت کا مشاہدہ کر رہی تھی کانپ اُٹھتی تھی، فیروزہ کو برابر اس پتے کا خیال لگا ہوا تھا اس نے کئی مرتبہ کھڑکی کی طرف اس خیال سے دیکھا بھی لیکن باہر اس قدر اندھیرا تھا کہ پتہ کیا معنی خود پیپل ہی نظر نہ آتا تھا۔ بارہ ایک بجے کے قریب فیروزہ کو کچھ شک سا ہوا کہ کھڑکی کی سمت میں کچھ یونہی سی روشنی ہوئی۔ اس نے یہ سمجھ کر کہ بجلی چمکی ہو گی اس طرف توجہ نہ کی اور دو بجے جب آیا آگئی تو اپنے کمرے میں جا کر سو رہی۔

صبح کو ابر اور آندھی کا کہیں نشان نہ تھا سردی البتہ حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ فیروزہ بستر سے اُٹھ کر سیدھی نوشابہ کے کمرے میں آئی، نوشابہ جاگ رہی تھی، دوا پلانے کے بعد فیروزہ نے حال پوچھا تو نوشابہ نے کہا:-

نوشابہ :- ابھی وہ آخری پتہ دیکھو نہیں گرا ہے، شاید ابھی ایک رات کی زندگی اور باقی ہے،

فیروزہ :- پھر تم نے وہی باتیں نکالیں؟ رات جب ایسی تیز آندھی میں وہ پتہ نہیں گرا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ تم بھی اس بیماری سے نہیں مر سکتیں۔

نوشابہ نے کچھ سوچا۔ کچھ دیر آنکھیں بند کئے پڑی رہی۔ پھر آہستہ سے کہا۔

"شاید تمہارا خیال ٹھیک ہو۔ اتنی آندھی میں یہ پتہ رہ گیا تو ممکن ہے کہ میں بھی زندہ رہ جاؤں۔

فیروزہ :- اب تم نے عقل کی بات کہی۔ خیال تو کرو کہ رات کیسی آندھی تھی اور پھر اسکے ساتھ موسلا دھار بارش۔ مگر تمہارا پتہ نہ گرنا تھا نہ گرا۔ یہ تو صحیح اسی بات کی علامت ہے کہ بیماری نے خواہ کتنا بھی زور دکھایا ہو مگر تم نہیں مروگی۔ بس آج کسی وقت تمہارا بخار اُتر جائیگا۔ (لپٹ کر) میری بہن اچھی ہو جائیگی۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب آئے۔ نوشابہ کو کسی قدر پسینہ آنا شروع ہو گیا تھا، اُنہوں نے دل کی تقویت کیلئے دوا کی پچکاری جلد کے نیچے لگائی اور یہ کہکر چلے گئے کہ میں دوپہر کو پھر آؤنگا۔

نوشابہ کو بے انتہا پسینہ آیا کئی کپڑے بالکل تر ہو گئے۔ اور کوئی گیارہ بجے تک اس کا بخار بہت کم ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب دوپہر کی بجائے شام کو آئے اس وقت تک بخار بالکل اُتر چکا تھا اور نوشابہ ایک مُردے کی طرح نڈھال اور بے اوسان پڑی تھی۔

فیروزہ کے پوچھنے پر ڈاکٹر صاحب نے اسے اطمینان دلایا اور کچھ ضروری ہدایتیں کر کے چلے گئے۔

دوسرے دن صبح نوشابہ کی طبیعت بہت اچھی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے فیروزہ کو مبارکباد دی۔ کمرے سے نیچے آکر فیروزہ نے پھر پوچھا کہ نوشابہ خطرے سے باہر ہو چکی یا نہیں تو اُنہوں نے اسے پورے طور پر اطمینان دلایا کہ اب کوئی خطرہ نہیں ہے

ڈاکٹر :- آپکی بہن تو اچھی ہو گئیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مکان میں نمونیا کے جراثیم بھر گئے ہیں۔ کل سے آپکے

کا سچا پیغامبر ہے۔

مریض کے لئے ڈاکٹر کی ہدایات قابل قبول اور خوشگوار بنا دینے کے لئے خوش طبعی بہت ہی ضروری چیز ہے۔ یہ خوش طبعی فی الاصل مریض کے ساتھ ہمدردی ہے جسے آہ و نالہ کی تاریک سمت سے پھیر کر زندگی کے روشن اور خوش آیند پہلو کی جانب لے آیا گیا ہے۔ مبارک ہیں وہ طبیب جو مریض کے ساتھ اپنی ہمدردیوں کو اس رنگ میں ظاہر کر سکیں !

انسان کی طبعی عمر ۱۰۵ سال

امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن (امریکہ کی انجمن طبی) کے جرنل کے بیان کے مطابق انسان کی دماغی حالت کا صحیح نشو و نما کر کے اسکی طبیعی عمر ۱۰۵ سال تک پہونچنے کی توقعات قائم کی جاسکتی ہیں۔ اس جرنل کا بیان ہے کہ جانوروں کی عمر بالعموم اُس مدت سے پانچ گنی ہوتی ہے جو مدت کہ انکی کھوپڑی کے پورے طور پر مکمل ہونے میں لگتی ہے۔ انسان کی کھوپڑی چونکہ پیدائش کے بعد ۲۱ سال کی عمر میں تکمیل کو پہونچتی ہے اس لئے اسکی عمر کا اوسط بھی ۲۱ × ۵ یعنی ۱۰۵ سال ہونا چاہیئے۔ اس جرنل کی رائے کہ درازیٔ عمر کی غرض سے ہمیں اعتدال پسندی، قناعت، اور رجائیت (پُر از اُمید ہونا) اختیار کرنی چاہیئے۔

گدھی کا دودھ

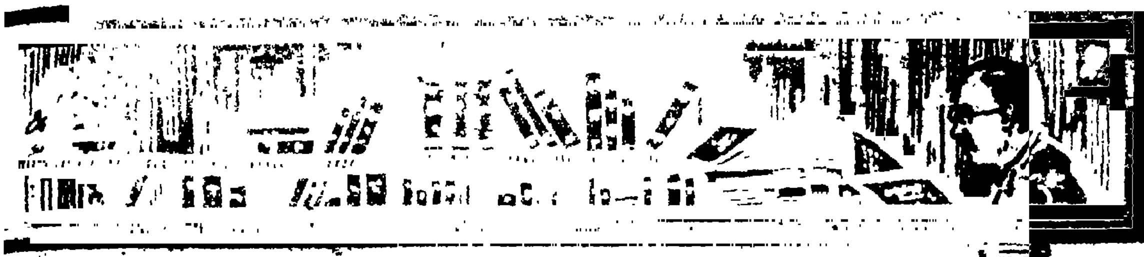
گدھی کا دودھ پروٹین کی کمی اور شکر کی زیادتی کے لحاظ سے گائے کے دودھ کی بہ نسبت انسانی دودھ سے زیادہ مشابہ ہو۔ اسمیں دہنیت بھی کم ہوتی ہے، اور حرارت بھی کم پیدا کرتا ہے ہضم کے وقت اس سے بہت ہی لطیف دہی جمتا ہے اسی لئے یہ بآسانی ہضم کر لیا جاتا ہو بعض ماہرین طب کی رائے میں نوزائیدہ بچوں کے لئے یہ تمام اور دودھوں سے زیادہ زود ہضم ہے۔ یہ جوش دئے بغیر کچا ہی پلایا جا سکتا ہو بشرطیکہ دوہنے میں پوری صفائی برتی گئی ہو۔ کیونکہ گدھوں میں سل اور دق کا مرض شاذ و نادر ہی دیکھا گیا ہو۔ جس گدہی کا دودھ لیا جائے اسکی غذا کے متعلق بعض احتیاطیں ضروری ہیں۔ کیونکہ ہری گھاس کا جو دودھ ہوگا وہ دست آور ہوگا اور بچوں کا اسہال میں مبتلا ہو جانا ممکن ہے۔ جن حالات میں گدہی کا دودھ استعمال کرنا چاہیئے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) گائے کا دودھ کسی صورت میں ہضم نہ ہوتا ہو (۲) بچہ بجید کمزور ہو یا قبل از وقت پیدا ہوا ہو اور ہاضمہ اس درجہ ضعیف ہو کہ انسانی دودھ کو بھی ہضم نہ کر سکے (۳) بچوں کو بعض سُکھا دینے والی بیماریوں میں جب کہ لبلبہ کی رطوبت کی کمی کے باعث انسانی دودھ ناقابل ہضم ہو کیونکہ اس میں چربی کا جزو زیادہ ہوتا ہے (۴) سخت اسہال سے صحت یاب ہونے کے زمانہ میں (۵) جب کہ طبعًا چکنائی ہضم ہی نہ ہوتی ہو۔

بکری کا دودھ

بکری کا دودھ گائے کے دودھ سے دو باتوں میں افضل ہے۔ ایک تو یہ کہ بکریوں میں سل کا مرض نہیں ہوتا جو گایوں میں عام ہے۔

اسکی دوسری خوبی یہ ہے کہ یہ نسبتًا زود ہضم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر این۔ این۔ ہمبیک نے مقابلہ کیلئے بکری اور گائے کے دودھ کا تجزیہ کیا ہے اور وہ بکری کے دودھ کی اس صفت پر کہ وہ زود ہضم ہوتا ہے بہت زور دیتے ہیں۔ اور اُن بچوں کے لئے جن کے جسم کی بڑھوار رُک گئی ہو یا اُن مریضوں کے لئے جنکا ہاضمہ خراب ہو اسکے استعمال کی سفارش کرتے ہیں۔ اس کے زود ہضم ہونے کے آثار



معلومات

مکھن یا مسکہ

مکھن بھی خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتوں میں سے ایک عجیب نعمت ہے۔

دودھ، دہی، مٹھا اور مسکا　　دے نہ خدا تو کس کے بس کا

(اسمٰعیل میرٹھی)

انسانی دنیا چار ہزار سال سے مکھن کا استعمال کر رہی ہے سب سے پہلے عربوں نے اسے دریافت کیا تھا۔ مشکیزوں میں بھرا ہوا دودھ اونٹوں پر لدا ہوا تھا اور قافلہ جا رہا تھا۔ مشکیزے برابر ہل رہے تھے اور انکی حرکت کی وجہ سے دودھ بھی الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ صبح کو جب دودھ نکالنے کے لئے مشکیزے کھولے گئے تو ان کے اندر سے مکھن کے گولے برآمد ہوئے۔ پہلے تو سب کو یہی خیال ہوا کہ دودھ کسی وجہ سے خراب ہو گیا ہے۔ اور اب کھانے کے قابل نہیں رہا، لیکن بقراط، و ارسطو اور جیمز و بوس ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں۔ چنانچہ چند مشتاق تجسس روحوں نے تحقیق کی خاطر دوسروں کی آنکھ بچا کے ان گولوں کو ڈرتے ڈرتے پہلے صرف چھوا، اور پھر ہمت کر کے تھوڑا سا منہ میں رکھ ہی لیا۔ ذائقہ اچھا معلوم ہوا۔ وہ خوش ہوئے۔ شام تک کوئی مضر اثر بھی نہ ہوا، تب انہوں نے تمام قافلے والوں کو بتا دیا کہ دودھ خراب نہیں ہوا تھا بلکہ ہل ہل کر دودھ کی چکنائی علیحدہ ہو گئی تھی۔

ہندوستان ایک گرم ملک ہے۔ یہاں اگر مکھن روزانہ تازہ تیار کر کے استعمال کیا جائے تو بہتر ہے۔ بوتل میں دودھ بھر کر اسے ہلاتے رہیں تو مکھن بہ آسانی بن جاتا ہے۔

پیدائش مسیح سے دو ہزار سال پیشتر جو مکھن استعمال ہوتا تھا وہ جما ہوا نہیں بلکہ پتلا پتلا اور سیال ہوتا تھا۔ اس زمانے میں محاورہ یہ نہ تھا کہ "روٹی پر مکھن لگا دو" بلکہ یوں کہتے تھے کہ "روٹی پر مکھن انڈیل دو"۔

ابتدائی زمانے میں مکھن بھیڑوں، بکریوں، اور اونٹوں کے دودھ سے نکالا جاتا تھا۔ گائے بھینسوں کو یہ فخر تھوڑے ہی عرصہ سے حاصل ہوا ہے۔

خوش طبعی اور دفع مرض

بیمار آدمی کو دنیا میں ہر طرف مایوسی اور تاریکی ہی نظر آیا کرتی ہے۔ مریض کا طبی معائنہ ایک صبر آزما امتحان ہوتا ہے۔ لیکن طبیب اسے ایک دلچسپ کھیل کی صورت دے سکتا ہے۔ کڑوی کڑوی دوائیں بھی طبیب کی کوشش سے قابل استعمال ہی نہیں بلکہ اچھی خوشگوار بن جاتی ہیں۔ طبیبوں اور تیمارداروں کی محنت اور توجہ بڑے بڑے اعمال جراحی کے بعد مریض کو اس قدر سکون پہنچاتی ہیں کہ اس پر حیرت ہوتی ہے۔

خوش طبعی درحقیقت انسانی فطرت کے سمجھ لینے کا دوسرا نام ہے ایک خوش طبع اور ظریف ڈاکٹر مریض کے خوف کو امید و اعتماد میں تبدیل کر دیتا ہے، اور اس کی تاریک دنیا میں اپنی ہنسی اور مسکراہٹ سے پھر روشنی پھیلا دیتا ہے وہ درحقیقت خوشی اور راحت

پروفیسر پاولو

حال میں روس کے مشہور سائنسداں پروفیسر پاؤلو .... نے ستاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ یہ ۱۸۴۹ء میں وسطی روس کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے تھے، ان کے والد گاؤں کے ایک غریب پادری تھے ۱۸۷۹ء میں اُنہوں نے طب کی سند حاصل کی اسکے بعد اُنہوں نے عضویات کو اپنا خاص موضوع بنالیا اور اسکی تحقیق میں معروف ہوگئے۔ رفتہ رفتہ ان کے اہم انکشافات کی کی بنا پر انکی شہرت تمام دُنیا میں پھیل گئی۔ انکی تحقیقاتیں زیادہ اہم وہ ہیں جو اُنہوں نے زندہ جانوروں اور خصوصاً کتوں سے متعلق کیں۔ یہ انہی کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ انسان اور کتے کے دماغ میں بہت سے باتیں مشترک ہیں اور کتے کا نظام عصبی بھی بنیادی طور پر ویسا ہی ہے، جیسا انسان کا کتا بھی انسان کی طرح اپنے خیالات میں تلازم پیدا کرسکتا ہے وہ بھی اپنے میلانات کو روک سکتا ہے اس میں بھی اپنے کو دوسروں سے فروتر سمجھنے یا دوسروں کے مقابلہ میں جارحانہ اقدام کرنیکا جذبہ پیدا ہوسکتا ہے عضویات یا جسم و دماغ کے تعلقات پر مشکل سے کوئی کتاب ایسی ملیگی جس میں پروفیسر پاؤلو کے تجربات کا حوالہ نہ ہو، موجودہ طب بہت بڑی حد تک انکی رہین منت ہے۔

پاولو کا طرز معاشرت بہت سادہ تھا انکی تقریباً تمام عمر اپنے معمل اور گھر ہی کے درمیان ختم ہوگئی۔ بولشیوزم سے ان کو نفرت تھی، ۱۹۱۷ء کے دورِ انقلاب میں نیز اسکے بعد بھی وہ اپنے خیالات کا اظہار نہایت بے خوفی سے کرتے تھے، باوجود اس کے حکومت روس نے ہمیشہ ان کا احترام کیا، اور سویٹ روس میں غالباً وہی ایک شخص تھے جنکو اپنے اصلی خیالات کے اظہار کی اجازت تھی۔ انقلاب کے زمانہ میں جب وہ روس سے چلے جانیکا قصد کررہے تھے تو لنین نے ان کو روکنے لئے حتی الامکان تمام سولتیں پیدا کردیں۔ اُنہوں نے اس آزاد خیالی کو آخر وقت تک قائم رکھا ان کی علمی خدمات کے صلہ میں حکومت روس اُنہیں دو ہزار پونڈ سالانہ وظیفہ دیتی تھی، اور اُنکی ۸۰ ویں سالگرہ کے موقعے پر ان کے معملوں کی آراستگی کیلئے دس ہزار پونڈ عطا کئے تھے۔

ہپنوٹزم کا جدید استعمال

ہپنوٹزم پہلے کتنی ہی پراسرار چیز رہی ہو، سائنس نے اُسے ایک معمولی شے بنا دیا ہے اور ماہرین نفسیات اپنی تحقیق میں اُسے بطور ایک آلہ کے استعمال کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر اسٹابروکس (امریکہ) رسالہ سائنٹفک امریکن میں اپنے دلچسپ تجربات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہپنوٹزم کا بڑا فائدہ تحقیق نفسی کے سلسلے میں نظر آتا ہے کیونکہ ہم اسکی مدد سے معمول میں جنون کی کیفیت پیدا کرکے اس کا مطالعہ سائنٹفک طریقہ پر کرسکتے ہیں۔ ہم کسی معمول میں اس حد تک بے حسی کی کیفیت پیدا کرسکتے ہیں کہ اگر اس سے یہ کہہ کر کہ تمہارے ہاتھ میں کوئی حس نہیں ہے، اس میں سوئی چبھودیں، یا اسے کسی قدر جلادیں، یا اسکی کوئی انگلی بھی کاٹ لیں تو بھی اُسے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوگی" اس قسم کے تجربوں سے ماہر نفسیات مختلف اعصابی بے ترتیبیوں کے اسباب کا مطالعہ کرسکتا ہے۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک شخص ہپنوٹک حالت میں ان واقعات کو بھی اچھی طرح یاد رکھتا ہے جن کو عرصہ ہوا وہ بھول چکا تھا۔ یہ چیز نفسیات کے لئے بہت اہم ہے۔ کیونکہ دماغی تکلیف کے بہتیرے واقعات بچپن کے واقعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ماہرین نفسیات اگر ہپنوٹزم سے کام لیں تو بعض دماغی بیماریوں کے دور کرنے میں بہت کچھ کامیاب ہوسکتے ہیں۔

اسباب یہ ہیں کہ ایک تو اسکی چربی کے کیسوں کی دیواریں بہت ہی پتلی ہوتی ہیں، دوسرے اسکے دودھ کی چربی لطیف ترین ہو، اور معدہ کی رطوبت بآسانی دودھ پر اپنا اثر کرسکتی ہے۔ تیسرے اسکے کیزین کے دانے بھی بہت ننھے ننھے ہوتے ہیں اور پار ہوجاتے ہیں، اور چوتھے اس میں البیومن کی مقدار زائد ہوتی ہے۔

بکری کے دودھ میں چکنائی اور نمکیات کے اجزا بہت کافی ہوتے ہیں۔ نمکوں میں سے ایک نمک کیلسیم (چونا) کا بھی ہوتا ہے کیلسیم کا نمک بکری کے دودھ کا سب سے اچھا جزو ہے اور دفع مرض کام دیتا ہے

آئیے اب گائے کے دودھ۔ بکری کے دودھ کا مقابلہ کریں، فرق بہت دلچسپ ہیں۔ بعض کو بکری کا دودھ ناپسند ہوتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں بو ہوتی ہے۔ یہ صرف دودھ نکالنے کے طریقوں پر منحصر ہے۔ ہم نے بکری کا دودھ بالکل کسی قسم کی بو کے بغیر نکالا ہے۔ بڑا اہم فرق یہ ہے کہ گائے کے دودھ کی کیفیت تیزابی ہوتی ہے، ضعف معدہ کے مریضوں میں یہ فرق موت اور زیست کا سوال بن سکتا ہے گائے کے دودھ کو ہضم کرنے کیلئے دو گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ بکری کا دودھ صرف آدہ گھنٹے میں ہضم ہوجاتا ہے۔ گائے بکری اور انسان کے دودھ میں جو نمکیات ملتے ہیں وہ بارہ مختلف اقسام کے ہیں ان میں سے نو قسم کے نمک بکری کے دودھ میں، چھ قسم کے گائے کے دودھ میں، اور پانچ قسم کے انسانی دودھ میں ہوتے ہیں۔ گائے کے دودھ میں فولاد کا جزو گویا بالکل نہیں ہوتا۔ بکری کے دودھ میں یہ سات سے لیکر دس گنا تک ہوتا ہے۔ اسی طرح پٹاسیم کی مقدار بھی بکری کے دودھ میں بہت زیادہ ہے اور پٹاسیم سے زیادہ کوئی چیز آکسیجن کو جذب نہیں کرتی۔ آکسیجن کہیں بھی ہو پٹاسیم اسے ضرور جذب کرلیتا ہے۔ اب اسکے ساتھ اسکے فولاد کے جزو کو ملا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ کسی دوسرے دودھ میں بکری کے سوا آکسیجن کو جذب کرنیکی اتنی استعداد نہیں ہوتی۔

گائے بکری اور انسان کے دودھ کا مقابلہ

اجزاء	نسبت فی صدی: گائے کے دودھ میں	نسبت فی صدی: بکری کے دودھ میں	نسبت فی صدی: انسانی دودھ میں
چربی	۳٫۹۰	۳٫۸۰	۳٫۳۰
شکر	۴٫۹۰	۴٫۵۰	۶٫۵۰
کیلسیم ملے ہوئے پروٹین	۳٫۲۰	۸٫۱۰	۱٫۵۰
نمک	۰٫۹۰۱	۰٫۹۳۹	۰٫۳۱۳

ایک نیا عنصر

علمائے کیمیا کے نزدیک گزشتہ سال کے اوائل تک عناصر کی تعداد بانوے تھی مگر انہیں وثوق کیساتھ خیال تھا کہ ابھی کم از کم دو عنصر اور دریافت طلب ہیں جن کا نمبر ۹۳ اور ۹۴ ہوگا۔ یہ دونوں عنصر دریافت شدہ عناصر سے زیادہ وزنی ہونگے۔ گزشتہ موسم بہار کے وسط میں خبر آئی کہ پروفیسر ورمی اطالوی، پروفیسر ھان و میٹینز باشندگان جرمنی، اور پروفیسر گروس امریکی میں سے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ متوقعہ دو عنصروں میں سے پہلا عنصر صنعتی طریقے سے ایجاد کرلیا ہے، اسی طرح ان میں سے بعض کو دوسرا عنصر بنانے میں بھی کامیابی ہوگئی ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ ابھی اور عناصر بھی ہیں جنہیں سائنس مرور زمانہ کے ساتھ معلوم کرسکے گی یا کیمیاوی طریقے پر تیار کرلے گی +

سوم ۔ پگھلی ہوئی قلعی کو چونہ کے پانی میں نہ تو یکلخت ڈالیں دکہ سکورا دظرف گلی کو توڑ دے یا ویسے باہر نکل پڑے) اور نہ اتنا آہستہ ڈالا جائے کہ ڈالتے ڈالتے کرچھے ہی میں ٹھنڈی ہو جائے

چہارم اس طرح قلعی شدہ کرنے سے کرچھے میں کچھ راکھ سی بچ جاتی ہے اسکو پھینکنا نہیں چاہیئے کیونکہ یہی قلعی کی بگڑی ہوئی ہیئت ہوتی ہے اور اسکو قلعی کی اصلی شکل پر لایا جا سکتا ہے جسکی ترکیب یہ ہے کہ اس راکھ میں تھوڑا سا گڑ، نوشادر، گھی، اور شہد ملا کر گرم کریں تو اس راکھ کی قلعی بن جائیگی اگر مندرجہ بالا تمام چیزیں نہ ملیں تو صرف گڑ ملا کر گرم کرنے سے قلعی حاصل ہو جاتی ہے

پارہ کو مصفےٰ کرنیکی ترکیب!

اسکی دو صورتیں ہیں ۔ (۱) یا تو پارے کو مصفےٰ کیا جائے (۲) یا شنگرف سے پارہ نکالا جائے اسلئے کہ شنگرف سے حاصل شدہ پارہ بالکل مصفےٰ ہوتا ہے۔

پہلی ترکیب سے پارہ مصفےٰ کرنے کے لئے کافی چیزوں اور کافی دنوں کی ضرورت ہے اور پارے کو مصفےٰ کرنا خود ایک علیحدہ اور مستقل عمل ہے جسکے لئے ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے لہذا ہم طوالت مضمون کے خوف سے اسے ترک کرتے ہیں اور دوسرا طریقہ جو مقابلتاً سہل ہے حوالۂ قلم کرتے ہیں اور کبھی پھر موقع ہوا تو متقدم الذکر کے متعلق چند چیزیں علیحدہ عنوان سے قارئین کرام کی خدمت اقدس میں پیش کرینگے ۔

پارہ کو شنگرف سے حاصل کرنا

اسکی بھی دو ترکیبیں ہیں ۔

اول بقدر ضرورت (مثلاً پاؤ بھر) شنگرف رومی لیں اور اُسے کھرل کرنا شروع کریں اور اُس میں ایک دو لیموں یا کھٹوں کا رس نچوڑ دیں اور کھرل کرتے رہیں جب وہ خشک ہونے لگے تو پھر ایک یا دو لیموں کا رس اس میں ڈالدیں اور کھرل کریں حتیٰ کہ آدہ سیر لیموں کا رس اس میں خشک کردیں (آدہ سیر لیموں آدہ سیر ہو اور ان کا جتنا رس نکلے) یاد رکھنا چاہیئے کہ اس رس کو کھرل کرتے کرتے خشک کرنا چاہیئے نہ کہ دھوپ میں رکھنے سے اور اس وقت تک اور رس نہ ڈالنا چاہیئے جب تک پہلا رس خشک نہ ہو جائے ۔ اس مذکورہ عمل کو بعض لوگ شنگرف کو مدبر یا شدہ کرنا بھی کہتے ہیں ۔

پھر جب یہ شنگرف قدرے خشک ہو جائے تو اسکی روپے سے دوگنی موٹی ٹکیاں بنالیں اور ان ٹکیوں کو خشک کرلیں جب یہ ٹکیاں خشک ہو جائیں تو ان کو ایک سکورہ گلی میں ایکدوسرے کیساتھ برابر برابر رکھیں یہ ایک دوسرے کے اوپر نہیں ہونی چاہیئں ۔ اور ایک ہانڈی کی اندرونی سطح پر گل ملتانی کا ہلکا سا لیپ کرکے اس سکورہ پر اوندھا کردیں ۔ اور ان کے اتصالی کناروں پر خوب مضبوطی کے چھ سات مرتبہ کپڑ مٹی کریں اور اسکے علاوہ سکورہ کے اوپر بھی کپڑ مٹی کریں ۔ اور کپڑ مٹی سوکھ جانے پر سکورے والے حصے کو چولھے پر چڑھا دیں ۔ (یعنی سکورے والا حصہ نیچے ہو اور ہانڈی اوپر ہو) اسکو دیگ میں ڈمرو جنتر کہتے ہیں ۔ اسکے نیچے ہلکی ہلکی آنچ جلائیں اور بتدریج بڑھاتے جائیں اور یہ سلسلہ تقریباً آٹھ نو گھنٹے تک رکھیں اور ہانڈی کے پیندے پر (جو کہ ہانڈی کے اُلٹا ہونیکی وجہ سے اوپر ہے) کپڑا ٹھنڈے پانی میں تر کرکے رکھیں اور جب کپڑا کچھ گرم محسوس ہو تو اس کپڑے کو اُٹھا لیں اور دوسرے کپڑے کو ٹھنڈے پانی میں تر کرکے پیندے پر رکھیں ۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ پارہ شنگرف سے نکلکر ہانڈی کے پیندے میں لگ جائیگا یہ عمل اس وقت تک کرتے رہیں جب تک کہ چولھے میں آنچ رہے جب چولھے میں آنچ بالکل بجھ جائے اور چولھا ٹھنڈا پڑ جائے تو اسکو اتار کر کھولیں تو ہانڈی کے پیندے میں گل ملتانی میں پارہ لگا ہوا ہوگا اس ساری مٹی کو کھرچ لیں اور کھرل میں ڈال کر پیسیں اور اسمیں پانی ملا کر مٹی کو علیحدہ کردیں تو پارہ نیچے رہ جائیگا یہ شدہ پارہ ہوگا ۔

اسکی ترکیب میں ایک تکلیف یہ ہے کہ ہمیں آنچ کا ٹھیک اندازہ بہت مشکل سے ہوتا ہے کبھی تو آنچ کم رہ جاتی ہے تو شنگرف میں پارہ رہ جاتا ہے اور کبھی زیادہ آنچ لگ جاتی ہے تو پارہ اُڑ جاتا ہے ۔ اس لئے ہم ایسی ترکیب قلمبند کرتے ہیں جو نہایت سہل و آسان ہے اور جسمیں اس قسم کا احتمال نہیں ہے ۔

دوسری ترکیب :۔ جب شنگرف مدبر ہو جائے (جسکی ترکیب پہلے لکھی جا چکی ہے) تو اسکی ایک بڑی ٹکیہ بنا کر خشک کرلیں جب خشک ہو جائے تو اس پر آدہ سیر یا تین پاؤ کپڑا لپیٹ دیں اس گولے کو مٹی کے ایسے برتن میں رکھیں جو تھالی کی شکل کا ہو یا



واسانہ

کشتہ مرگانگ!

ازجناب حکیم شانتی لال کھیترپال صاحب شاگرد جناب حکیم مولوی سید فرید احمد صاحب عباسی پروفیسر ہاؤس فزیشن طبیہ کالج دہلی

وید حضرات اسے سورن بنگ اور اطبائے یونانی کشتہ قلعی برنگ طلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ دونوں اصطلاحیں ایک دوسرے کی مترادف ہیں اور وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ کشتہ تو قلعی کا ہوتا ہے لیکن اس کا رنگ سونے کا ہوتا ہے۔

کشتہ مرگانگ کے اجزاء:- قلعی مصفیٰ، سیماب مصفیٰ، گندھک آملہ سار مدبر، نوشادر ہر ایک پانچ پانچ تولہ۔

ہمدرد صحت کے ایک خریدار نے چونکہ اس کشتہ کے تیار کرنے کا طریقہ بالتفصیل پوچھا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک جامع مضمون جو اسکی ترکیب تیاری و فوائد پر حاوی ہو قارئین کرام کے سامنے پیش کیا جائے۔ لہذا یہ ضروری ہوگا کہ سب سے پہلے اسکے اجزاء کو مصفے کرنیکی تراکیب تحریر کی جائیں، اسکے بعد شرح و بسط کے ساتھ لکھا جائے۔ تاکہ پڑھنے والے صاحب اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں چنانچہ ہم ہر ایک چیز کو فرداً فرداً لیتے ہیں:-

قلعی کے مصفیٰ کرنیکی ترکیب!

قلعی کو پگھلا کر چونے کے پانی میں سات بار بجھا دیں۔ لکھنے کو تو یہ چیز کافی ہے لیکن پڑھنے والے کو اس سے قطعاً فائدہ نہیں پہونچتا جب تک کہ اسکی عملی باریکیوں اور تجربے کے نکات پر روشنی نہ ڈالی جائے۔ اور اسی چیز کی ہماری فنی کتابوں میں کمی ہے۔ چنانچہ ہم آپکے سامنے اسکو اس طرح پیش کرتے ہیں۔ جیسے کہ آپکے سامنے کوئی عملی طور پر کر رہا ہو آپ بقدر ضرورت (مثلاً چھٹانک یا سیر) اچھی قلعی لیں۔ اسکو آہنی کڑچھے میں ڈال کر آگ پر گرم کریں دوسری طرف ظرف گلی پر جسمیں نصف کے قریب چونے کا نتھرا ہوا پانی بھرا ہوا ہو، ایک سکورہ گلی جسکے وسط میں چھوٹا سا سوراخ ہو رکھدیں۔ اور جب قلعی پگھل جائے تو آہستہ سے اُسکو اس سوراخ کے ذریعہ ظرف گلی میں ڈالدیں۔ اب قلعی کو ظرف گلی ہو نکالکر پھر دوبارہ پگھلائیں اور چونے کا پانی بھی بدل دیں اور یہ عمل سات بار کریں، بہتر تو یہ ہے کہ ہر مرتبہ چونے کے پانی کو بدلتے رہیں نہیں تو دوسری تیسری دفعہ تو ضرور ہی بدلنا چاہیئے اس طرح قلعی مصفیٰ ہو جاتی ہے۔ گا ہے یہ عمل چونے کے پانی کی بجائے کڑوے تیل میں بھی کر لیتے ہیں اور اگر زیادہ تصفیہ مقصود ہو تو دونوں میں ایکد وسرے کے بعد بجھا دے لیتے ہیں یا مندرجہ ذیل چیزوں دکڑوا تیل، لسی، گئو موتر، کلتھی کا جوشاندہ اور کانجی) میں جو کہ آیورویدک کی مستند کتب میں "تمام دھاتوں کے شدھ کرنیکا عام طریقہ" کے ضمن میں مسطور ہیں ہر ایک میں سات سات بار یا کسی ایک میں سات بار یا کسی دو میں یا کسی تین میں علیٰ ہذالقیاس بجھا دیتے ہیں

نکات:- اول تو چونے کے پانی والے برتن بغیر سکورہ گلی (سوراخدار) رکھنے کے پگھلی ہوئی قلعی کا اس میں ڈالنا خطرے سے خالی نہیں۔ اسکی قدر اسی شخص کو معلوم ہو سکتی ہے جسنے کبھی اسکے خلاف عمل کرتے ہوئے منہ یا سر کو مضروب و مجروح کیا ہو

دوم سکورہ گلی بھاری ہونا چاہیئے ورنہ جب پگھلی ہوئی قلعی پانی میں جائیگی تو وہ اچھل سکورہ کو توڑ دیگی یا اٹھاکر باہر نکل پڑیگی بر چہرے اور بدن پر بہت زور سے لگیگی۔

یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسکے بغیر کشتہ مرگانک نہ بنے بلکہ یہ تو صرف مالی فائدے کیلئے ملایا جاتا ہے) حتی کہ عمدہ کجلی تیار ہو جاتی ہے۔

لیکن اس طریقہ میں نقص یہ ہے کہ عموماً کجلی میں نمی رہ جاتی ہے۔ اس لئے اگر اس طریقہ سے کجلی کرنی ہو تو قلعی اور پارے کے مرکب کو بہت ہی خشک کرنا چاہیئے ورنہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا۔ اب جب کجلی تیار ہو گئی تو اسکو کسی آتشی شیشی یا گلیسرین کی شیشی میں ڈال دیں جس کو سات بار کپڑ مٹی کیا گیا ہو یا گل ملتانی میں دھنی ہوئی روئی ملا کر ایک انگل موٹا لیپ کیا گیا ہو، یاد رہے کہ شیشی اتنی بڑی ہونی چاہیئے کہ جسمیں کجلی ڈالنے کے بعد بھی اس کا تین چوتھائی حصہ خالی ہو۔ اس کے بعد اس کو آنچ دی جاتی ہے جسکے دو طریقے ہیں (۱) ایک تو بالواسطہ (۲) دوسرا بلا واسطہ، بالواسطہ میں گل حکمت شدہ شیشی اور آنچ کے درمیان کسی چیز کا واسطہ یا کوئی چیز حائل ہوتی ہے، بلا واسطہ میں ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی بلکہ براہ راست شیشی کو آنچ میں رکھ دیا جاتا ہے۔

(۱) پہلا طریقہ جسے ہمنے بالواسطہ آنچ کا طریقہ کہا ہے وہی ہے جسے ویدک میں "بالوجنتر دوارہ" کہتے ہیں۔ اس کے لئے ایک گھڑا لیں جسکا منہ اس قدر چوڑا ہو کہ جس سے گل حکمت شدہ آتشی شیشی یا گلیسرین کی شیشی آسانی سے گذر جائے۔ اور گہرا اتنا ہو کہ شیشی مذکور کی گردن کا تھوڑا سا حصہ باہر رہے۔ اس گھڑے کو بھی سات بار کپڑ مٹی کریں، سوکھ جانے پر اسکے پیندے پر تھوڑا سا پسا ہوا نمک ڈال کر اور شیشی مذکور کو گھڑے میں رکھدیں۔ اور ارد گرد ریت ڈال کر گھڑے کو بھر دیں۔ پھر ریت کے اوپر بھی نمک کی ایک انگل موٹی تہ جما دیں۔ اور اس گھڑے کو آہستہ سے اٹھا کر چولہے پر رکھدیں اور نیچے چار گھنٹے تک ہلکی ہلکی آنچ کریں۔ اس دوران میں کوئی ڈھائی گھنٹہ کے بعد شیشی کے منہ سے دھواں نکلنا شروع ہو جائیگا جب دھواں کچھ بند ہوتا ہوا معلوم ہو تو ایک آہنی سلاخ کو گرم کرکے شیشی مذکورہ کا منہ کھولدیں۔ کیونکہ نوشادر اور گندھک اڑ کر شیشی کے گلے میں لگ جایا کرتے ہیں اور شیشی کے منہ کو بند کر دیا کرتے ہیں۔ چار گھنٹے گذر جانے پر آگ پہلے سے تیز کریں اور بتدریج بڑھاتے جائیں اور آخری چار گھنٹوں میں آگ بہت ہی تیز ہونی چاہیئے یعنی کل بارہ گھنٹے آنچ دینی چاہیئے۔ اسی دوران میں آگ دینے سے کوئی نو گھنٹہ بعد دھواں نکلنا بند ہو جاتا ہے اور باوجود شیشی کا منہ کھولنے کے دھواں نہیں نکلتا۔ اب آہنی سلاخ کو شیشی کے پیندے تک لیجائیں اور باہر نکالیں۔ اگر سلاخ کا زیرین سرا تمام کا تمام سنہری ہو تو کشتہ تیار ہے اور اگر سلاخ کا یہ سرا کچھ سیاہ ہو اور کچھ سنہری تو ابھی کچھ حصہ کشتہ ہو چکا ہے اور کچھ حصہ ویسے ہی کجلی کی حالت میں کچا پڑا رہے تو ایسی حالت میں اور آنچ دیں حتی کہ سلاخ کا زیرین سرا تمام کا تمام سنہری نظر آنے لگے، اب آنچ بند کر دیں اور بھٹی کو خود بخود ٹھنڈا ہونے دیں جب شیشی گھڑا اور ریت بالکل ٹھنڈے ہو جائیں تو شیشی نکال لیں اور گل حکمت اتار کر شیشی کو دھولیں اور پھر شیشی کو توڑ لیں شیشی میں سب سے اوپر گلے میں سفید رنگ کی کوئی چیز لگی ہوتی ہے جس کو نمک مرگانک کہتے ہیں یہ حقیقت میں نوشادر کا کچھ ہوتا ہے۔ اسکو پیس کر شیشی میں محفوظ رکھیں۔ اس سے ذرا نیچے گلے ہی میں زرد رنگ کی کوئی چیز ہوتی ہے جو کہ گندھک کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ اس کے نیچے سرخ گیروے رنگ کی کوئی چیز ہوتی ہے، اسکو بعض لوگ سورن بنگ سیندور اور بعض رس سیندور کہتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں چیزیں (گندھک اور سرخ گیروے رنگ کی چیز) عموماً استعمال نہیں کیجاتیں بلکہ پھینک دی جاتی ہیں۔ اس سے نیچے پیندے میں سونے کی طرح چمکدار ہماری مطلوبہ شے یعنی مرگانک ہوتا ہے

دوسرا طریقہ یعنی بلا واسطہ آنچ دینے کا طریقہ:- یہ طریقہ پہلے طریقہ سے آسان ہے اور اسمیں محنت بھی کم درکار ہے اسکے ساتھ ہی یہ بہت ہی کم خرچ ہے اسکو آج ہم ناظرین ہمدرد صحت کے سامنے پیش کرتے ہیں

اسکے لیے جو آتشی شیشی استعمال کی جاتی ہے اس گل حکمت کرتے وقت اسکی گردن کو گل حکمت نہیں کرتے کیونکہ اسکی گردن کو توڑ دیا جاتا ہے۔ گردن کو ایک جیسا توڑنے کیلئے بہتر یہ ہے کہ اسکے ارد گرد کسی موٹے تاگے کو انگلی کی چوڑائی کے برابر لپیٹ دیا جائے لیکن تاگا صرف چوڑائی کے رخ ہی نہ لپیٹا جائے بلکہ تاگے کے اوپر بھی تاگا لپٹنا چاہیئے) پھر تاگے کو مٹی کے تیل سے تر کرکے آگ لگا دی جائے جس سے شیشی کی گردن تڑخ جائیگی اور معمولی سی چوٹ لگانے سے ایک جیسی ہموار طریقہ پر ٹوٹ جائیگی۔ جب گردن توڑ لیں تو اسمیں کجلی مذکور ڈالیں، اور پھر ایک انگیٹھی لیں جسمیں ایک دفعہ کے بجھے ہوئے سوا سیر کوئلے ڈال لیں۔ پھر اس پر دو چار دہکتے ہوئے کوئلے ڈال کر اسکے اوپر آتشی شیشی کو رکھیں۔ اب سوا سیر اور کوئلے آتشی شیشی کے ارد گرد اس طرح رکھیں کہ شیشی کے منہ تک آجائیں ان کوئلوں کے

اس گولے کو آپ برتن کی بجائے صاف سیمنٹ شدہ فرش پر رکھیں۔ اس گولے کے ارد گرد لیکن فاصلے پر چار پانچ موٹی ٹھیکریاں رکھیں ان ٹھیکریوں کے اوپر ایک بڑا مٹی کا ناند رکھیں لیکن ناند رکھنے سے قبل اس گولے پر آگ کے دو تین کوئلے رکھ دیں (ان ٹھیکریوں کے رکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دو ٹھیکریوں کے درمیان کی فضا سے ہوا ناند کے اندر آتی جاتی رہتی ہے جس سے گولا جلتا رہتا ہے اور اگر یہ ٹھیکریاں نہ رکھی جائیں تو ناند کے اندر ہوا نہ جاسکنے کی وجہ سے گولے کی آگ بجھ جائیگی ، اور ناند کے اوپر ایک بوری دوہری تہری کرکے ٹھنڈے پانی میں تر کرکے رکھدیں اب آپ کو اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں رہیگی۔ دوسرے دن آپ ناند کو اٹھائیں۔ پارہ ناند کے پیندے میں لگا ہوا ہوگا اور کچھ نچلے برتن یا فرش پر بھی ہوگا جو کہ راکھ کو پانی میں بھگونے سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔

میں نے بغیر شنگرف کو مدبر کئے بھی پارہ اس ترکیب سے نکالا ہے جو کہ بہت اعلیٰ قسم کا نکلا تھا۔

گندھک کو مدبر یا شدھ کرنیکا طریقہ

گندھک مدبر کرنیکے بہت سے طریقے ہیں اور ہر طریقہ تدبیر سے علیحدہ علیحدہ فوائد مرتب ہوتے ہیں۔ اگر ان تمام کو رسالہ میں درج کیا جائے تو صرف اسی کا ایک علیحدہ رسالہ بن جائے لہٰذا ہم صرف ایک عام مشہور اور سادہ طریقہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو دواخانوں میں مروج ہے عمدہ گندھک آملہ سار لیں اور اس کو باریک کریں اور ہموزن گھی اور چار گنا شیر گاؤ لیں ایک برتن یا کرچھے میں گھی ڈال کر پگھلائیں جب گھی پگھل جائے تو اس میں پسی ہوئی گندھک تھوڑی تھوڑی ڈالیں اور آہستہ آہستہ آنچ دیتے رہیں حتیٰ کہ تمام گندھک پگھل جائے پھر اسکو دودھ والے برتن میں جسکے منہ پر پتلا سا کپڑا رکھا ہو انڈیل دیں، تمام گندھک اور گھی پتلے کپڑے سے گذر کر دودھ میں چلا جائیگا گندھک کو تھوڑی دیر کے لئے دودھ میں پڑا رہنے دیں تاکہ گندھک ٹھنڈی ہو جائے یہ عمل کم از کم ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ کرتے ہیں ویسے عام طور پر یہ عمل تین دفعہ کیا جاتا ہے اور بہتر تو یہی ہے کہ ہر بار دودھ بدلا جائے لیکن تیسری دفعہ تو ضرور بدل دینا چاہیئے۔

بعض لوگ بچت کی غرض سے گندھک سے نصف گھی اور دو گنا دودھ لیتے ہیں لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ گھی اتنا ہونا چاہیئے جس میں گندھک آسانی سے پگھل جائے اور دودھ اتنا جس میں گندھک آسانی سے ڈوب جائے۔

جب گندھک مذکورہ بالا طریقہ سے مدبر کرلیں تو اسکو گرم پانی میں اچھی طرح دھولیں تاکہ گھی وغیرہ کی چکنائی جاتی رہے پھر اسے دھوپ میں رکھکر سکھالیں۔

نوٹ:۔ بچے ہوئے گھی اور دودھ میں سے گھی کو علیحدہ کرلینا چاہیئے کیونکہ یہ گھی بعض بعض مرضوں مثلاً خارش وغیرہ کے لئے مفید ہے۔

ضروری احتیاط:۔ (۱) گندھک کو پگھلانے کے لئے آنچ بہت تیز نہیں ہونی چاہیئے ورنہ گندھک میں آگ لگ جائیگی۔
(۲) جب گندھک پگھل جائے تو اسے فوراً دودھ میں انڈیل دیا جائے ورنہ گندھک ٹھنڈی ہوکر کپڑے پر جم جائیگی۔

جب یہ تمام چیزیں (یعنی قلعی مصفیٰ۔ پارہ مصفےٰ۔ گندھک آملہ سار مدبر اور نوشادر ہر ایک پانچ تولہ) تیار ہو جائیں تو اسکی کجلی بنائیں جسکی ترکیب یہ ہے کہ اولاً پارہ مصفےٰ کو ایک عمدہ کھرل میں ڈالیں اور بعد میں قلعی مصفےٰ کو کرچھے میں پگھلا کر کھرل میں ڈالیں اور اس کو خوب زوردار ہاتھوں سے کھرل کرنا شروع کردیں۔ اسکے بعد جب قلعی اور پارہ اچھی طرح کھرل ہو جائے تو گندھک مدبر اور نوشادر کا سفوف کھرل میں ڈالیں اور اسکو خوب کھرل کریں۔ یہانتک کہ اس مرکب میں چمک باقی نہ رہے اور پانی پر ڈالنے سے ڈوبے نہیں بلکہ تیرنے لگے۔ یہ یاد رہے کہ کجلی جتنی عمدہ اور باریک تیار ہوگی مرگانک اتنا ہی اعلےٰ تیار ہوگا اور مرگانک کے بنانے میں اکثر ناکامی کا سبب کجلی کا نقص ہوتا ہے۔

بعض لوگ عمدہ اور نفیس کجلی تیار کرنے کی غرض سے پارہ اور قلعی کو کھرل کرتے ہوئے اس میں نمک کے پانی کا ایک گلاس بھی ڈال دیتے ہیں (پانچ تولہ نمک ۵ سیر پانی میں محلول) اور جب وہ پانی بالکل گہرے سیاہ رنگ کا ہو جاتا ہے تو اس پانی کو نکال دیتے ہیں۔ پھر اور نمک کا پانی ڈال کر کھرل کرتے ہیں۔ اور جب وہ پانی بھی سیاہ ہو جاتا ہے تو اسے بھی نکال دیتے ہیں غرضیکہ قلعی اور پارے کے مرکب کو اس وقت تک نمک کے پانی کے ساتھ کھرل کرتے ہیں جب تک کہ سیاہ پانی نکلنا بند نہ ہو اور جب نمک کے پانی کے ساتھ کھرل کرنے کے باوجود بھی پانی سیاہ نہیں ہوتا تو کھرل کرنا بند کردیتے ہیں اور اس مرکب کو دھوپ میں بالکل خشک کرلیتے ہیں۔ اور خشک ہو جانے پر گندھک اور نوشادر کا سفوف ملاکر کھرل کرتے ہیں (بعض لوگ اسمیں چھماشہ شورہ قلمی بھی ملا لیتے ہیں لیکن اس کا ملانا کوئی ضروری نہیں یعنی

مجربات

معالجاتِ اطفال

(رائل مانچسٹر چلڈرن ہاسپٹل کی فارماکوپیا)

(از جناب ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی لاہور)

"ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی سے "ہمدرد صحت" کے قارئین اس وقت تک اچھی طرح متعارف ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے مفید اور کارآمد نسخوں کا سلسلہ ایک عرصہ سے "ہمدرد صحت" میں شائع ہو رہا ہے، اور بہت کچھ مفید ثابت ہوا ہے۔ خواص کے علاوہ عوام بھی ان نسخہ جات کو دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اکثر و بیشتر ایسے ہی ہوتے ہیں جو بآسانی دستیاب ہو جائیں۔ یہ اس مسلسل مضمون کی آخری قسط ہے، اور اسمیں تمام وہ نسخے جو انگلستان کے رائل مانچسٹر چلڈرن ہاسپٹل میں روزمرہ برتے جاتے ہیں شامل ہیں۔ یہ سب نسخے نہایت اچھے، اور سہل الحصول ہونے کی وجہ سے بہت ہی کارآمد ہیں۔ "ہمدرد صحت" ڈاکٹر صاحب کا دل سے ممنون ہے، اور متوقع ہے کہ صاحب موصوف آئندہ بھی اسکے حال پر اسی طرح نظر لطف فرماتے رہیں گے"۔

(ہمدرد صحت)

کلوٹوریا
COLLUTORIA
غسول دہن

نوٹ غسول دہن کے مندرجہ ذیل نسخوں میں ہموزن نیمگرم پانی شامل کرکے بچوں کو کلیاں کرائی جاتی ہیں۔ غسول آکلہ دہن، قلاع اور بدبوئے فم میں مفید ہیں۔

نسخہ جات

(۱) گلیسرین ایسڈ بورک	۱ ڈرام
ایکوا	ایک اونس،
(۲) لائیکوار ہائیڈروجن پراوکسائڈ،	۲ ڈرام
ایکوا	ایک اونس

(۳) تھائی مول	۲ گرین
میتھل سیلی سلیٹ	۲ منم
اولیم منتھاپپ	۳ "
اولیم کیرو فلائی	۲ "
سپرٹ رکٹی فائیڈ	۳ ڈرام
لائیکوار کاکوس (عرق زعفران)	۱۰ منم
گلیسیرین بوریکس	۴ ڈرام
ایکوا	۱۰ اونس

ملاکر لوشن بنالیں اور محفوظ رکھیں۔

کلوریا
COLLYRIA
قطورات چشم

(۱) ایسڈ بورک	۱۰ گرین
ایکواڈسٹلڈ	ایک اونس
(۲) زنک سلفیٹ	۲ گرین
ایکواڈسٹلڈ	ایک اونس

رمد و آشوب چشم میں مفید ہیں۔ ڈراپر سے آنکھ میں ڈالیں۔

ایملشن
EMULSIONS

(۱) کریازوٹ	½ منم
ایملشن اولیم مارہیو	۱ ڈرام

دق سل اور مزمن کھانسی میں مفید ہے، ایسی ایک ایک خوراک بعد غذا دیں۔

[illegible] میں کوئی عیب نہیں۔ اور اگر ضرورت محسوس ہو تو تھوڑے تھوڑے اوپلے بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں تمام کو تو شلگ اٹھنے کے بعد زرد رنگ کا دھواں اٹھتا ہے بعد ازاں سفید دھواں نکلتا رہتا ہے اس میں بھی پہلی ترکیب کی طرح شیشی کا [illegible] کرتے رہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ بعض اوقات شیشی کے منہ پر آگ پیدا ہو جاتی ہو اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ تیز آنچ کی وجہ سے گندھک لگ جاتی ہو ایسی صورت میں کوئی کوئلہ وغیرہ شیشی کے منہ پر رکھ دینا چاہیئے اس سے وہ شعلے ختم ہو جاتے ہیں جو شیشی کے منہ پر اسکے بعد اس کوئلہ کو ہٹا دیں جب دو گھنٹہ کے قریب وقت گذر جائے تو آہنی سلاخ کو شیشی کے پیندے تک لیجا کر مرکب کو باہر نکا دیکھیں اگر سلاخ کا سرا تمام کا تمام سنہری نظر آئے تو سمجھیں کہ کشتہ مرگانگ تیار ہو گیا ہے اور اگر سرے کا کچھ حصہ سیاہ ہو تو سمجھیں کہ ابھی آنچ کی ضرورت ہے۔ اور جب سلاخ کا سرا بالکل سنہری آنے لگے تو شیشی مذکور کو آگ سے نکال دیں۔ اور ٹھنڈا ہونے پر جب شیشی ٹھنڈی ہو جائے تو کپڑ مٹی اتار کر شیشی کو توڑ کر کشتہ مرگانک اور نمک مرگانگ نکال لیں۔

نکتہ:۔ آج ہم ناظرین ہمدرد صحت کے سامنے وہ چیز پیش کرتے ہیں جس سے بہت سے ماہرین فن اور کہنہ مشق بھی ناواقف ہیں وہ یہ ہے کہ اگر مرگانگ آنچ کی کمی کی وجہ سے کچا رہ جائے اور ٹکلی کا کچھ حصہ ویسے ہی سیاہ پڑا رہے تو اس وقت اسے پھینک نہیں دینا چاہیئے بلکہ اس ٹکلی وغیرہ کو تول کر دیکھا جائے کہ اسمیں کتنی کمی آگئی ہے اور جتنا وزن کم ہو گیا ہو اس میں آدھی گندھک مدبر اور آدھا نوشادر ڈال کر پہلے وزن کو پورا کر لیں اور اسکی پھر نہایت اہتمام سے ٹکلی بنائیں اور پھر بدستور سابق آنچ دیں اور پہلی مرتبہ جو نقائص رہ گئے تھے ان کا خیال رکھیں۔

مقدار خوراک:۔ چار چاول بالائی مکھن یا شہد کے ہمراہ۔

فوائد:۔ امراض مجاری بول۔ جریان۔ سیلان الرحم۔ ضیق النفس پرانی کھانسی اور بواسیر کیلئے مفید ہے۔

اگر بقدر چار چاول یا زیادہ سے زیادہ ایک رتی یہ کشتہ کھا کر اوپر سے چھ ماشہ خاکسی شستہ پیالہ چینی میں ڈال کر پیالہ کے منہ پر ململ کا باریک کپڑا باندھ دیں۔ کپڑے کے اوپر دو تولہ مصری کوٹ کر ڈال دیں اور اس پر ایک پاؤ شیر گاؤ تازہ دوہ کر کشتہ کھانے کے بعد پی لیا کریں اور چالیس روز تک اسی طرح کرتے رہیں تو مولد منی مغلظ منی اور مسمن ثابت ہوتا ہے۔

اسکے علاوہ اسکو مکھن میں چار چاول کی مقدار میں ملا کر کھلانا جریان کو روکتا اور باہ کو تقویت دیتا ہے نیز جگر کیلئے بہت مفید ہے خون صالح پیدا کرتا ہے۔ اسکے ساتھ ہی مشتہی، مقوی معدہ بھی ہے

نیز اسکو شہد میں ملا کر کھلانا ضیق النفس اور پرانی کھانسی کیلئے مفید ہے۔

اسکے علاوہ یہ بواسیر میں بھی فائدہ پہونچاتا ہے۔ استاد الاطباء جناب حکیم مولوی فرید احمد صاحب عباسی پروفیسر دہلوی فریشن طبیہ کالج دہلی اسکو مندرجہ ذیل ترکیب سے بواسیر میں استعمال کراتے ہیں:۔ کشتہ مرگانک چار برنج در جوارش شاہی ۲ ماشہ آمیختہ ہمراہ لعاب ریشہ خطمی ۴ ماشہ، شیرۂ بادیان ۵ ماشہ، شیرہ مویز منقے ۹ دانہ، در عرق بادیان ۱۲ تولہ بر آوردہ صاف نمودہ گلقند آفتابی دو تولہ حل کردہ اسپغول مسلم ۷ ماشہ پاشیدہ بخورند۔

اور اگر اس کشتہ کو شیشی میں ڈال کر ایکسال غلہ گندم میں دفن کریں اور پھر استعمال کریں تو تقویت باہ، امساک، اشتہائے طعام اور تقویت اعضائے رئیسہ کیلئے بہت مفید ہے

نمک مرگانگ:۔ کا آنکھ میں لگانا پھولا جالا اور ناخنہ کیلئے مفید ہے۔ اسکے علاوہ نمک کو تین چار چاول مکھن میں ملا کر کھلانا خارش کو فائدہ پہونچاتا ہے، نیز ضعف ہضم میں بھی مفید ہے۔ اسکے علاوہ ریاح باسوری میں جوارش جالینوس میں ملا کر کھلانا استاد کا معمول ہے ملینکے علاوہ مشتہی اور محلل ریاح بھی ہے اور مرغن اور ثقیل غذاؤں کے ہضم میں خاص مدد دیتا ہو اور اگر ریاح اور بادی چیزوں کی وجہ سے پیٹ میں نفخ درد اور گرانی ہو تو دو سے چار چاول تک جوارش بیاسہ یا جوارش جالینوس کے ساتھ ملا کر کھلائیں۔

اسکے علاوہ کشتہ مرگانگ اور نمک مرگانگ جگر کیلئے خاص طور پر مفید ہیں۔ کیونکہ نوشادر کو جگر کے ساتھ خصوصیت ہے اور ان میں نوشادر ہوتا ہو۔ بلکہ نمک مرگانگ تو ایک قسم کا جوہر نوشادر ہی ہوتا ہے۔

(۳) منتھول ١٠ گرین
سپرٹ رکٹی فائیڈ ۴ ڈرام
مگنیشیا کاربولیوس ٢٠ گرین
ایکوا ایک اونس
ملا کر محفوظ رکھیں اور اس میں سے ایک پائنٹ اُبلتے پانی میں ڈال دیں اور بخارات کو سونگھائیں۔
ورم لوزتین و گلو میں مفید ہے۔

لینمنٹ
LINIMENT

فیتروطی

(۱) لینمنٹ ایکونائٹ مینتھی لیٹڈ ۲ ڈرام
" بلاڈونا " ۳ "
کلوروفارم ۱ "
لینمنٹ سیپونس ایڈ ۱ اونس
ملا کر محفوظ رکھیں۔ چوٹ اور ورم کے مقام پر لگائیں۔

(۲) کمفر ۵۴ گرین
لائیکوار امونیا فورٹ ۴۸ منم
سپرٹ میتھی لیٹڈ ایڈ ۱ اونس
ملا کر محفوظ رکھیں۔
لدغ ابھڑ، بچھو، وغیرہ پر لگائیں۔

(۳) مینتھل سیلی سلیٹ ۴ ڈرام
اولیم یوکلپٹس ۱ "
لینمنٹ کمفر ۱ اونس
دافع ورم و متالم مقام پر لگائیں۔

نارمل سیلائن کا نسخہ

سوڈیم کلورائڈ ٨٠ گرین
ایکوا ڈسٹلڈ ٢٠ اونس
شدت اسہال و ہیضہ میں اس کا انیما دیا جاتا ہے۔

لوشن
LOTION غسول

(۱) ایسڈ بورک ١٥ گرین
ایکوا ١ اونس
آنکھ اور زخموں کے لئے عمدہ غسول ہے

(۲) ایسڈ پکرک ۴ گرین
ایکوا ١ اونس
جلے ہوئے مقام پر لگاتے ہیں۔

(۳) ایسڈ کاربالک لکوڈ ٢٤ منم
ایسڈ ایسٹیک گلیشیل ٤٠ "
سپرٹ میتھی لیٹڈ ٨٠ "
ملا کر محفوظ رکھیں۔
گنج و سعفہ پر لگائیں۔

. . . .

. . . .

(۴) کیلے مین پری پیرڈ ٤٠ گرین
زنک اوکسائڈ ٢٠ "
گلیسرین ٢٠ منم
ایکوا ١ اونس
ملا کر، اگزیما پر لگائیں

(۵) ریسارسین ١٢ گرین
ٹنکچر کیپسیکم ١ ڈرام
اولیم ریسے نائی (کسٹرائل) ١ "
سپرٹ مینتھی لیٹڈ ١ اونس
ملا کر سر پر لگائیں۔
تقویت شعر کے لئے مفید ہے۔

(۶) لائیکوار پائی سس کاربونس ٦ منم
لائیکوار پلمبائی سب ایسی ٹیٹ ٦ "
ایکوا ڈسٹلڈ ١ اونس
اگزیما کے لئے نہایت مفید ہے
مقام ماؤف پر لگائیں۔

(۷) زنک سلفیٹ ٢ گرین
ٹنکچر لیونڈیولا کمپونڈ ١٠ منم
ایکوا ١ اونس
ملا کر ناسور پر لگائیں

مکسچر
MIXTURES

(۱) ایسڈ نائٹرک ڈائلیوٹ ١½ منم
سیرپ ٥ "
انفیوژن جنشن کمپونڈ ٣٠ "
ایکوا کلوروفارم ١ ڈرام
ہاضم و مشتہی ہے۔ بعد غذا دیں

(۲) سپرٹ ایتھر ٢½ منم
سپرٹ امونیا ایرومیٹک " "
سیرپ ١٠ "
ایکوا کلوروفارم ١ ڈرام
مفرح و محرک قلب ہے۔ ضعف شدید اور غشی میں مفید ہے۔

(۳) مگنیشیا ٥ گرین
مگنیشیا کارب لیوس ٢½ "
سیرپ ٥ منم
ایکوا انی سائی ١ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک ہر تیسرے گھنٹے دیں۔ مسہل ہے۔
قولنج میں مفید ہے۔

(۴) امونیا کارب ½ گرین
ایتھر ½ منم
ٹنکچر نکس وامیکا ½ "
ٹنکچر سلا ١½ "
ایکسٹریکٹ گلیسیرزا لکوڈ ٣ "
انفیوژن سینگا ٣٠ "
ایکوا ایک ڈرام
مخرج بلغم اور محرک قلب ہے۔
مزمن سعال میں مفید ہے۔

(۵) بسمتھ کارب ٢ گرین
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ١٠ منم
سیرپ ٥ "
ایکوا منتھا پپ ١ ڈرام

(۲) فیرائی ایٹ ایمونیا سائٹریٹ ۸ گرین
ایملشن اولیم مارہیو ۱ ڈرام
کمی خون اور کساح میں مفید ہے

(۳) سیرپ فیرائی فاسفیٹ کمپونڈ ۱۰ منم
ایملشن اولیم مارہیو ۱ ڈرام
کمی خون اور دق میں مفید ہے،

(۴) کسٹر آئل ۲۴ منم
پلو اکیشیاء ۶ گرین
الگزر گلوکوسائیڈ ½ منم
اولیم سنے من ¼ "
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک ہر تیسرے گھنٹہ بعد دیں۔
قولنج و اسہال میں مفید ہے۔

(۵) سیلول ۱ گرین
اولیم پرسک ۱۰ منم
اولیم کیبر یوفلائی ¼ "
پلو اکیشیا ۴ گرین
سپرٹ کلوروفارم ۲ منم
ایکوا ۱ ڈرام
ایسی ایک ایک خوراک دن میں تین دفعہ پلائیں۔ پیچش میں مفید ہے۔

گارگارسما
GARGARISMA
غرارے

(۱) گلیسیرین ایسڈ کاربالک ۲۴ منم
ایکوا ۱ اونس

(۲) گلیسیرین ایلم ۱ ڈرام
ایکوا ۱ اونس

(۳) پوٹاسیم کلوریٹ ۶ گرین
ایسڈ ہائیڈروکلورک ڈائلیوٹ ۳ منم
سیرپ ۲۰
ایکوا ۱ اونس
عند الضرورت ان میں ہموزن گرم پانی ملا کر غرارے کرائیں۔ خناق۔ ورم لوزتین اور لہات میں مفید ہے۔

(۴) پوٹاسیم کلوریٹ ۱۶ گرین
گلیسیرین ۳۰ منم
ایکوا ۱ اونس

(۵) لائیکوار فیرائی پرکلورائیڈ ۱۰ منم
پوٹاسیم کلوریٹ ۱۶ گرین
گلیسیرین ۳۰ منم
ایکوا ۱ اونس
ملا کر ہموزن گرم پانی ملا کر غرارے کرائیں ورم لہات اور ورم لوزتین میں مفید ہے

گٹی آورل
GUTTAE, AURAL
قطورات اذن!

(۱) ایسڈ کاربالک لکوڈ ۳۰ منم
گلیسیرین ۱ اونس
زخم گوش میں نیم گرم کر کے ایک قطرہ کان میں ٹپکائیں۔

(۲) سوڈا بائیکارب ۲۰ گرین
گلیسیرین ۶ ڈرام
ایکوا ایڈ ۱ اونس
ملا کر کان میں ڈالیں۔
درد گوش میں مفید ہے۔

(۳) ایسڈ بورک ۸ گرین
سپرٹ رکٹی فائیڈ ۴ ڈرام
لائیکوار کاکوس ۱ منم
ایکوا ۱ اونس
ملا کر کان میں ڈالیں۔
ریم گوش میں مفید ہے۔

گٹی اوفتھلمک
GUTTAE OPHTHALIMIC
قطورات چشم

(۱) آرجی رول
ایکوا ڈسٹلڈ
ککروں پر لگائیں۔

(۲) ایٹروپین سلفیٹ
ایکوا ڈسٹلڈ
درد و سوزش چشم میں آنکھ میں ڈالیں۔

ہاسٹس
HAUSTUS
جرعہ

(۱) ایکسٹریکٹ فیلے سس لکوڈ
اولیم پرسک
پلو اکیشیا
الگزر گلوکوسائیڈ
اولیم منتھا پپ
ایکوا کلوروفارم نصف
ایک ہی دفعہ پلادیں۔
دیدان الامعاء میں مفید ہے

انہیلیشن!
INHALATION
بخورات

(۱) ٹنکچر آیوڈین رکٹی فائیڈ ۲
کریا زوٹ ۲
ایسڈ کاربالک لکوڈ ۲
سپرٹ کلوروفارم ۱۱
ملا کر محفوظ رکھیں اور ۵ قطرے سپنج یا رومال پر ڈال کر سونگھائیں۔
دق وسل میں مفید ہے۔

(۲) ٹنکچر بنزوائن کمپونڈ
اُبلتے پانی میں ایک ٹی سپون ڈال کر اور بخورات کو سونگھائیں۔
سعال مزمن۔ نمونیا۔ پلوریسی۔ ورم لوز اور ورم گلو میں مفید ہے۔

اُم الصبیان میں مفید ہے۔

(۲۳) پوٹاسیم برومائیڈ ۳ گرین
ٹنکچر بیلاڈونا ۲½ منم
سیرپ ٹولو ۱۰ ״
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام
شہیقہ (کالی کھانسی) میں مفید ہے۔

(۲۴) پوٹاسیم برومائیڈ ۳ گرین
کلورل ہائیڈریٹ ۱½ ״
ایکسٹریکٹ گلیسیرزا لکوڈ ½ منم
ایکوا ایک ڈرام
منوم ہے۔ بیخوابی اور صرع میں مفید ہے

(۲۵) لائیکوار فیرائی پرکلورائڈ ½۱ منم
پوٹاسیم کلوریٹ ۱ گرین
گلیسرین ۴ منم
ایکوا ۱ ڈرام
امراض حلق۔ ورم لوزتین ولہات اور خناق میں مفید ہے۔

(۲۶) پوٹاسیم آئیوڈائیڈ ½۱ گرین
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۲½ منم
ایکسٹریکٹ گلیسیریزا لکوڈ ۳ منم
ایکوا ایک ڈرام
ذات الجنب، ذات الریہ، ضیق النفس وسعال مزمن میں مفید ہے

(۲۷) پوٹاسیم آئیوڈائیڈ ½ گرین
لائیکوار ہائیڈرارجرائی پرکلوراڈ ۳ منم
نیوژن کیلبا ۱۵ ״
ایکوا ایک ڈرام
آتشک اور فساد خون میں مفید ہے۔

(۲۸) کونین سلفیٹ ½ گرین
ایسڈ ہائیڈروبرمک ڈائیلیوٹ ½۱ منم
سیرپ اورنشیائی ۱۰ ״
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام
... میں مفید ہے

(۲۹) پلوریہائی ۱ گرین
سوڈا بائیکارب ½۲ ״
سپرٹ کلوروفارم ۲ منم
گلیسیرین ۵ ״
ایکوا انی سائی ۱ ڈرام
نفخ و قولنج میں مفید ہے۔

(۳۰) سوڈا بائیکارب ۲ گرین
گلیسیرین ایسڈ کاربالک ۱ منم
سپرٹ کلوروفارم ۲ ״
ایکوا ۱ ڈرام
چیچک، خسرہ اور تپ محرقہ میں مفید ہے

(۳۱) سوڈا سیلی سلیٹ ½۱ گرین
سوڈا بائیکارب ۳ ״
انفیوژن اورنشیائی ۲۰ منم
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام
وجع المفاصل، نقرس، نزلہ و زکام، اعضا شکنی وغیرہ میں مفید ہے

(۳۲) پوٹاسیم برومائیڈ ۱ گرین
سوڈا برومائیڈ ۱ ״
امونیا برومائیڈ ۱ ״
سیرپ اورنشیائی ۱۰ منم
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام
صرع و ام الصبیان میں نہایت مفید ہے

نیبیولا
NEBULAE
قطورات الف

(۱) منتھول ۸ گرین
پیرافین لکوڈ ۱ اونس
ملا کر ایک دو قطرے ناک کے اندر ڈالیں زکام اور کثرت چھینک میں مفید ہے

(۲) تھائی مول ۱ گرین
یوکلپٹول ۱ منم
پیرافین لکوڈ ۱ اونس

فوائد بشرح بالا۔

تھروٹ پگمنٹ
THROAT, PIGMENT
دواء حلق

(۱) آئیوڈین ۵ گرین
پوٹاسیم آئیوڈائیڈ ۱۰ ״
اولیم منتھا پپ ۳ منم
گلیسیرین ۱ اونس
ملا کر گلے کے اندر لگائیں۔
ورم لوزتین ولہات میں مفید ہے

پلوِس
PULVIS
سفوف

(۱) ہائیڈرارجرائی سب کلورائڈ ½ گرین
پلو سکری البا ۲ ״
ملین ہو۔ رفع قبض کیلئے مستعمل ہے۔ اس کے علاوہ قے کو روکتا اور اسہال عفنی میں مفید ہے۔

(۲) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ½ گرین
پلو سکری البا ۲ ״
اسہال میں مفید ہے۔ معدل بھی ہے

(۳) ہائیڈرارجرائی کم کریٹا ½ گرین
سوڈا بائیکارب ۲ ״
پلو کریٹا ایرومیٹک ۴ ״
اسہال میں مفید ہے

(۴) سنٹونین ½ گرین
کیلومل ½ ״
پلو سقامنی کمپونڈ ½۱ ״
دیدان الامعاء و دود الخل میں مفید ہے

ختم شد

اسہال و قراقر میں مفید ہے۔

(۶) سوڈا بائیکارب ۲ گرین
بسمتھ کارب ۲ "
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ۱۰ منم
سیرپ ۵ "
ایکوا منتھاپپ ۱ ڈرام

اسہال و قراقر اور ترشی معدہ میں مفید ہے

(۷) بسمتھ سیلی سیلیٹ ۲ گرین
پلوٹراگاکنتھ کمپونڈ $\frac{1}{4}$ ۱ گرین
سیرپ ۵ منم
ایکوا انی سائی ۱ ڈرام

پیچش میں مفید ہے۔

(۸) سوڈا بائیکارب ۲ گرین
سپرٹ امونیا ایرومیٹک $\frac{1}{2}$ ۱ منم
ٹنکچر کارڈیمم کمپونڈ ۳ "
سیرپ جنجر ۵ "
ایکوا کیروائی ۱ ڈرام

ہاضم و مشتہی ہے۔

(۹) ایکسٹریکٹ کیسکارا سگراڈا لکوڈ ۵ منم
ایکسٹریکٹ گلیسرزا لکوڈ ۱۰ "
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۲ "
گلیسرین ۵ "
ایکوا انی سائی ۱ ڈرام

قبض مزمن میں مفید ہے۔

نوٹ:۔ کبھی مندرجہ بالا نسخہ میں ٹنکچر بیلاڈونا ۱ منم ٹنکچر نکس وامیکا $\frac{1}{2}$ منم کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(۱۰) کریازوٹ $\frac{1}{2}$ منم
میوسیلیج ٹراگاکنتھ ۱۰ "
سیرپ ٹولو ۱۰ "
ایکوا منتھاپپ ۱ ڈرام

دق و سل میں مفید ہے

اوپیم کیروفلاٹی $\frac{1}{4}$ منم
اوپیم سنے مین $\frac{1}{16}$ "
پلوٹراگاکنتھ کمپونڈ $\frac{1}{4}$ گرین
سیرپ ۵ منم
ایکوا ۱ ڈرام

اسہال عفنی میں نہایت مفید ہے

نوٹ:۔ کبھی نسخہ مذکورہ بالا میں:۔

ٹنکچر کیٹے کیو ۵ منم
سپرٹ امونیا ایرومیٹک ۲ "
وائنم اپیکاک ۲ "

کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

(۱۲) پوٹاسیم سائٹریٹ $\frac{1}{2}$ ۲ گرین
سپرٹ ایتھر نائٹروسائی $\frac{1}{2}$ ۷ منم
لائیکوار امونیا ایسی ٹیٹ ۱۵ "
سیرپ اورنشائی ۵ "
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام

ہر قسم کے بخار میں مفید ہے۔

(۱۳) پوٹاسیم ایسی ٹیٹ ۵ گرین
ٹنکچر سِلّا ۲ منم
سپرٹ ایتھر نائٹروسائی $\frac{1}{2}$ "
سیرپ اورنشائی ۵ "
انفیوژن سکاپری ۱ ڈرام

مدر بول ہے۔
استسقا و التہاب کلیہ میں مفید ہے۔

(۱۴) وائنم اپیکاک ۲ منم
ٹنکچر سِلّا $\frac{1}{2}$ ۱ "
گلیسرین ۵ "
ایکوا انی سائی ۱ ڈرام

مخرج بلغم ہے۔

(۱۵) لائیکوار آرسینی کیلس $\frac{1}{2}$ منم
فیرائی ایٹ امونیا سائٹریٹ ۱ گرین
گلیسرین $\frac{1}{2}$ ۲ منم

قلت الدم میں مفید ہے۔

(۱۶) لائیکوار فیرائی پرکلورائیڈ ۲ منم
گلیسرین ۵ "
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام

مولد خون ہے۔

(۱۷) سوڈا بائیکارب ۲ گرین
ٹنکچر نکس وامیکا $\frac{1}{2}$ منم
انفیوژن جنشن کمپونڈ ۲۰ "
ایکوا کلوروفارم ایک ڈرام

مقوی معدہ و مشتہی ہے۔

(۱۸) یوروٹروپین ۲ گرین
انفیوژن اورنشیائی ۲۰ منم
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام

امراض گردہ و مثانہ میں مفید ہے۔

(۱۹) سوڈا بائیکارب ۲ گرین
وائنم اپیکاک ۲ منم
سیرپ ٹولو ۵ "
ایکوا کلوروفارم ۱ ڈرام

مخرج بلغم ہے اور کھانسی میں مفید ہے

(۲۰) میگنیشیا سلفیٹ ۵ گرین
فیرائی سلفیٹ $\frac{1}{2}$ "
ایسڈ سلفیورک ڈائلیوٹ $\frac{1}{2}$ منم
سیرپ جنجر ۵ "
ایکوا منتھاپپ ۱ ڈرام

مسہل ہے۔

(۲۱) میگنیشیا سلفیٹ ۵ گرین
ٹنکچر کارڈیمم کمپونڈ ۵ منم
ایکسٹریکٹ گلیسرزا لکوڈ ۵ "
انفیوژن سناء ۱ ڈرام

قوی مسہل ہے

(۲۲) پوٹاسیم برومائیڈ $\frac{1}{2}$ ۲ گرین
سیرپ اورنشائی ۵ منم

جوابات

(۱۳۵) **تپ دق**:- روغن چیڑ دو قطرے شربت اعجاز ایک تولہ میں ملا کر صبح و شام چٹائیں انشاء اللہ جلد صحت ہوگی۔ روغن چیڑ کی مقدار خوراک مریض کی قوت پر موقوف ہے یہ دوا بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ب) تپ دق کا اکسیری علاج اپریل ۱۹۳۶ء کے ہمدرد صحت میں اکسیر تپ دق کے نام سے شائع ہوا ہے وہ تیار کرکے استعمال کریں۔ انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ (حکیم رحمت علی ہمایوں)

(ج) آپ تپ دق کیلئے "سہل الحصول" اور "زود اثر" علاج چاہتے ہیں۔ لیکن دنیا بھر کے حکیم، ڈاکٹر، اور وید ابھی تک اسی تمنا میں ہیں کہ کاش کوئی "عسیر الحصول" اور "دیر اثر" علاج ہی تپ دق کا میسر آجا۔ تپ دق ان امراض میں سے ہے جنکا کوئی شافی علاج اس وقت تک دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ مریض کے حالات اور مرض کی علامات کی مناسبت سے ایسی دوائیں دیدی جاتی ہیں جن سے مرض کی شدت اور مریض کی تکالیف میں کمی آجائے۔ اگر مریض کے مفصل حالات آپ تحریر فرمائیں تو اس قسم کے نسخے آپکی خدمت میں بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(د) گو تپ دق لاعلاج مرض ہے مگر آپ خدا کا نام لے کر دونوں وقت قرص سرطان ایک عدد ہمراہ عرق شیر مرکب چار تولہ عرق ہرا بھرا تین تولہ اور شربت بیٹھا دو تولہ استعمال کرائیں۔ غذا میں شوربہ سرطان کبھی دیں اور ماء الشعیر بھی مفید ہوگا اور پینے کیلئے لوہے کا بجھا ہوا پانی استعمال کرائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل نسخہ بنا کر استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ میں اپنا فائدہ دکھائیگا۔

نسخہ:- کشتہ یشب۔ کشتہ عقیق۔ کشتہ ابرک سیاہ۔ اقاقیا ہر ایک دو تولہ، کافور بھیم سینی تین تولہ، زعفران چار ماشہ ست گلو اصلی دو تولہ سب کو یکجان کرکے بقدر دو ماشہ دن میں چار بار ہمراہ شیر خر یا عرق شیر استعمال کرائیں۔ غذا میں ماء الشعیر وغیرہ دیں۔ گرم محرک ادویہ و اغذیہ سے پرہیز کرائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۳۶) **سک**:- سک اصلی اور غیر اصلی ہوتی ہے۔ اصلی افشردہ آملہ تازہ سے حاصل کیجاتی ہے اسکو سک صینی کہتے ہیں۔ چونکہ ہندوستان کے علاوہ تازہ آملہ میسر نہیں آسکتا۔ اسلئے غیر ممالک میں اسکو عصارۂ بلح (چھوارہ خام) سے بناتے ہیں۔ اگر مشک ملا لیا جائے تو اسکو سک المسک کہتے ہیں۔ کبھی حسب ضرورت اسمیں اور دوائیں بھی اضافہ کر لی جاتی ہیں۔ غیر اصلی سکہ مازو اور چھوارہ خام سے بنائی جاتی ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ب) سک ایک مشہور دوا ہے، بازار میں ہر جگہ مل سکتی ہے، تازہ آملہ سے بنائی جاتی ہے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۳۷) **ناف ٹلنا**:- یہ آپ کی آنتوں کی خرابی ہے آپ کچھ عرصہ تک سیرپ ڈائمول کا استعمال کیجئے۔ یہ ایک پیٹنٹ دوا ہے انگریزی دوا فروشوں سے مل سکیگی۔ ترکیب استعمال شیشی کے ہمراہ ہوگی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) املتتی کا تخم نکالکر اس میں نمک چرچٹا ۳ رتی اور نمک بانسہ ایک رتی، ہینگ ایک رتی ملفوف کرکے ایک گھونٹ پانی سے نگل جائیں انشاء اللہ ۵ یوم کے استعمال سے پھر یہ عارضہ نہ ہوگا۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) شدید حرکت سے پرہیز کریں۔ اور سکون کے دوران میں جوارش مقوی معدہ ۹، ۹ ماشہ ہمراہ عرق بادیان صبح و شام استعمال کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(د) آپ معجون سنگدانہ خروس ۶ ماشہ کھانا کھانیکے بعد لیمونٹ کے ساتھ کھایا کریں، اور جوارش جالینوس رات کو سوتے وقت ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

کچھ مجرب نسخے

(ادارہ)

سفوف مفاصل جدید سورنجان شیریں پانچتولہ، غنچۂ گل سرخ ۲۔ تولہ، سنارکی ۲۔ تولہ، سقمونیا مشوی ایک، زرجوند مغسول ۹ ماشہ، بوزیدان ۲۔ تولہ، بسفائج فستقی ا۔ تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ، سفید مجوف خراشیدہ دو تولہ، زعفران تین ماشہ، نبات سفید ۱۰ تولہ سب کو بہت احتیاط سے کوٹ چھانکر سفوف بنائیں اور اسے رکھیں، ہر صبح ۶ ماشہ تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ فوائد:۔ درد مفاصل درد کمر نقرس میں بارہا کا مجرب اور مفید ہے

حب بواسیر خونی رسوت مصفیٰ زرد اعلیٰ دو تولہ، مغز تخم نیب ا۔ تولہ، ست لوبان ۹ ماشہ، مغز کشنیز ا۔ تولہ تمام ادویات کو گولیاں بقدر نخود کابلی بنائیں۔ اور دو گولیاں ہمراہ آب تازہ استعمال کریں۔

فوائد:۔ خونی و بادی بواسیر کے لئے مفید ہے۔

حب تپ کہنہ میٹھا تیلیہ مدبر چھ ماشہ فلفل سیاہ چھ ماشہ سہاگہ چوکیہ چھ ماشہ، شنگرف رومی چھ ماشہ، کشتہ فولاد ۶ ماشہ مالتی بسنت ۶ ماشہ۔ تمام ادویہ عرق لیموں کاغذی میں کھرل کرکے گولیاں بقدر مرچ سفید بنائیں۔ اور دو دو گولیاں ہمراہ آب صبح و شام دینا چاہئیں۔ فوائد:۔ پرانے بخار کیلئے یہ گولیاں اکسیر ہیں۔ کھانسی زکام صفراوی بخار میں بھی مجرب

سفوف تغلیظ موصلی سفید ایک تولہ، موصلی سیاہ ایک تولہ، ثعلب مصری، بدھاری قند ایک تولہ، تالمکھانہ ایک تولہ، گوکھرو کلاں ایک تولہ، گوکھرو خورد ایک تولہ، چنیا گوند ایک تولہ، مہدہ لکڑی ایک تولہ، ستاور ایک تولہ، ست سلاجیت ا۔ تولہ کشتہ مرجان سادہ نو ماشہ، کشتہ قلعی ایک تولہ، کوٹ چھان کر نبات سفید ہموزن ادویہ ملا کر سفوف بنائیں، ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ صبح یا سہ پہر کو استعمال کریں۔ ترش چیزوں سے پرہیز کریں۔ فوائد:۔ مادہ منویہ کی تغلیظ اور قوت مردمی کیلئے لاجواب چیز ہے

مرہم خارش چونہ مدبر، برگ حنا، مردار سنگ، اقلیمیائے فضہ ہر ایک ایک تولہ، سفیدہ ازریر ۶ ماشہ، ہلوطیائے ہندی بریاں ا ماشہ، کتھہ کانپوری ۶ ماشہ، کوٹ چھان کر خوب باریک کھرل کریں۔ موم، روغن چنبیلی میں حسب دستور مرہم بنائیں۔ فوائد:۔ تر خارش کے لئے مفید ہے، پرانی سے پرانی خارش کے لئے مجرب دوا ہے۔

حب قوبا نوشادر، گندھک آملہ سار ہر ایک ا۔ تولہ، مازو سبز بلا سوراخ آٹھ ماشہ۔ سفیدہ ازریر سہاگہ ہر ایک ۶ ماشہ، نیلا تھوتھہ ایک ماشہ، لیموں کاغذی کے پانی میں چار روز کھرل کرکے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنائیں۔ استعمال کے وقت داد نیم کے پانی سے دھولیں۔ اور اسکے بعد یہ گولیاں لیموں کے پانی میں گھسکر لگائیں۔

فوائد:۔ کیسا ہی پرانا اور ناقابل علاج داد ہو، ان گولیوں کے استعمال سے انشاء اللہ جاتا رہیگا۔

سفوف استحاضہ تخم خرما ہندی ایک تولہ، تالمکھانہ ایک تولہ، لودھ پٹھانی ایک تولہ، چنیا گوند ایک تولہ، نبات سفید ۳ تولہ کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ اور بقدر ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ یا آب تازہ استعمال کرائیں۔

فوائد:۔ استحاضہ کیلئے آزمودہ دوا ہے کیسی ہی پرانی شکایت کیوں نہ ہو اسکے استعمال سے رفع ہو جاتی ہے۔

ہرشے کے استعمال کا ایک موقعہ اور طریقہ ہے (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ب) ہر قسم کے کشتہ جات کیلئے مفتاح الخزائن کا مطالعہ مفید ہوگا۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۱۴۳) ہڈی:- کسی مقامی ڈاکٹر کو دکھا کر رائے لیجئے۔ بے دیکھے کوئی صحیح رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) اگر اس مقام پر کسی قسم کا مادہ جمع ہو رہا ہے تو حسب ذیل ترکیب پر عمل کرنے سے انشاء اللہ ضرور منتشر ہو جائیگا۔ اور درد بھی جاتا رہیگا۔ دوا آسان اور کم خرچ ہے ضرور تجربہ کریں۔ عصارہ ریوند کو پانی میں پکا کر مقام ورم پر لیپ کریں، اوپر سے دھتورہ کا پتہ گرم کرکے باندھ دیں۔ دن میں دو مرتبہ دوا کو تبدیل کر دینا چاہیئے۔ اگر دو چار یوم میں دوا اپنا اثر نہ کرے تو استعمال ترک کر دیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) کسی مقامی طبیب سے مشورہ کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۴۴) ورم خنازیر:- آپ "آیوڈیکس" کی مالش کیا کیجئے۔ یہ ایک مرہم سا ہوتا ہے۔ انگریزی دوا فروشوں سے مل سکیگا۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) بڑھئی کی ڈاڑھی کی راکھ دو حصے۔ زنگار ایک حصہ۔ آب قلعی میں پلٹس بنا کر خنازیر پر باندھیں دو چار یوم کے استعمال سے پھٹ کر مواد نکل جائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) اشق۔ گوگل۔ کندر، بورہ ارمنی ہر ایک تولہ، گندھک آملہ سار ۹ ماشہ، فضلہ کبوتر ڈیڑھ تولہ، سرکہ تین تولہ، سب کو یکجان کرکے حفاظت سے رکھیں اور مقام ورم پر لگائیں۔ مجرب نسخہ ہے۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) ورم خنازیر کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ سے فائدہ حاصل کریں۔ نسخہ:- چاکسو، نارجیل، کنجد سیاہ، ہر ایک تولہ سب کو خوب باریک کرکے اور تین تولہ قند سیاہ ملا کر ریٹھے کے برابر گولیاں بنا لیں۔ اور روزانہ ایک گولی ہمراہ شیر گاؤ استعمال کریں۔ اسی کے ساتھ ساتھ رتن جوت پانی میں پیس کر گلٹیوں پر لگائیں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۴۵) بوٹی چائے نما:- جن لوگوں کے چائے کے باغات ہیں وہ غالباً آپکی مدد کر سکیں گے۔ جو بوٹی وہ اپنی چائے میں اسکا وزن بڑھانے کے لئے ملاتے ہوں وہی آپ کے کام آسکتی ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) مطلوبہ بوٹی اس علاقہ میں موجود ہے، عام زمیندار بھی جانتے ہیں۔ بعض لوگ چائے کی بجائے اسے پیتے ہیں۔ نام اس وقت یاد نہیں جس قدر درکار ہو مزدور کی مزدوری اور محصول بھیج کر طلب کر سکتے ہیں (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۱۴۶) ورم فوطہ:- فوطہ کے اورام بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ دیکھنے کے بعد آپ کو مشورہ دیا جا سکتا ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سدا سہاگن یا سدا بہار کے پتے لیکر اسکی پلٹس بنائیں اور فوطہ پر باندھیں۔ اُوپر سے برگ ارنڈ رکھکر لنگوٹ کس لیں چند بار کے عمل سے فوطہ اصلی حالت پر آجائیگا۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ج) آپ مرہم رسل فوطہ پر لگا کر اسکے اوپر گلر ڈ پتر باندھیں۔ یہ عمل ہر روز رات کو سوتے وقت کریں۔ اور امربیل پانی میں جوش دیکر اسکے بخارات ماؤف جگہ پر پہونچائیں۔ اور اسی کی تکمید کریں۔ اور دواء المسک معتدل جواہر والی چھ ماشہ صبح و شام ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) میری طرف سے اس مرض کیلئے بہترین علاج کسی گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکا ہے تلاش فرمالیں۔ (حکیم احسان الحق)

(۱۴۷) عرق النساء:- آپ عرق النساء میں مبتلا ہیں۔ معجون کچلہ آپ کے لئے بہت مفید ہے جسے آپ آزما بھی چکے ہیں مگر صرف اتنا خیال رہے کہ کبھی مقدار سے زیادہ نہ کھائیگا۔ زہریلی چیز ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) میرے خیال میں آپ کو کسی قابل مقامی طبیب کی رائے سے سوداکی رعایت کیساتھ منضج و مسہل لینا چاہیئے (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۳۸) نمک سجی :- سجی کو پانی میں گھول کر ایک دن پڑا رہنے دیں، اس کے بعد پانی کو نتھار کے کڑاہی میں ڈالیں اور آگ پر رکھکر خشک کریں جو باقی رہے وہی سجی کا نمک ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)

(ب) جناب حکیم دین محمد صاحب دھنولہ ضلع لائلپور سے ان کی تصنیف کی ہوئی کتاب رموز صنعت منگا کر ملاحظہ (فرمائیں)
(حکیم ہمایوں لائلپور)

(ج) آپ کتاب رموز صنعت و حرفت ملاحظہ فرمائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۳۹) روغن سرخ کاہی :- کوئی جواب نہیں آیا۔ (مینجر ہمدرد صحت)

(۱۴۰) دافع بخار :- بخار اگر ملیریا (معمولی جاڑا بخار) ہو تو آپ بحالت بخار بھی مریض کو کونین دے سکتے ہیں۔ اچھی کافی مقدار میں کونین دینے سے بخار اتر بھی جاتا ہے اور آئندہ باری بھی رک جاتی ہے۔ دوسرے بخار جو مخصوص جراثیم کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ بالعموم اپنا مقررہ وقت پورا کر کے اترتے ہیں۔ تاہم ان کی شدت کم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

لائکر امونیا ایسی ٹیٹس	ایک ڈرام	یہ ایک خوراک ہے، ایسی ایسی ایک ایک خوراک ہر تین یا چار گھنٹے بعد مریض کو دیں۔
اسپرٹ ایتھر نائٹروسائی	۲۰ بوند	
سوڈا اسیلی سلاس	۱۰ گرین	
اسپرٹ امونیا ایرومیٹک	۲۰ بوند	
پوٹاسی سائٹراس	۱۰ گرین	
پانی اتنا کہ سب ملکر	ایک اونس ہو جائے	(ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) جناب کے سوال میں اگر ہر قسم کے بخار کی شرط نہ ہوتی تو ضرور نسخہ حاضر کیا جاتا۔ آپ حکیم ہو کر بھی بے اصول سوال درج کراتے ہیں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) حبوب بخار :- سنگ بصری اصلی فلفل سفید، افیون، ہموزن کوٹ چھانکر ایک ایک رتی کی گولیاں بنائیں۔ اور ایک گولی بخار سے پہلے کھلائیں۔ بخار رک جائیگا (حکیم ہمایوں لائلپور)

(د) آپ ہر قسم کے بخاروں کیلئے نسخہ مندرجہ جواب نمبر ۱۳۰، بنا کر استعمال کریں یہ نسخہ واقعی مفید و مجرب ہے۔
(حکیم شمس الحق امرتسر)

(ہ) آپ مندرجہ ذیل نسخہ سے فائدہ حاصل کریں۔ نسخہ :- ہڑتال ورقی تین تولہ، چونہ سنکھ ڈیڑھ تولہ۔ نیلا تھوتھہ دو ماشہ تینوں کو لعاب گھیکوار میں خوب کھرل کریں، جب ایک دفعہ لعاب خشک ہو جائے تو دوسری دفعہ لعاب ڈال خشک کریں اور ٹکیہ بنا کر دہ سیر اُپلوں کی آنچ دیں سرد ہونے پر نکالیں۔ اور کھرل کر کے رکھیں۔ خوراک ایک رتی ہمراہ بدرقہ مناسب
(حکیم احسان الحق امرتسر)

(۱۴۱) درد بازو :- لنی منٹ بیلاڈونا نصف اونس اور لنی منٹ کیمفر کمپاؤنڈ نصف اونس ملا کر مالش کیجئے۔ (ڈاکٹر سعید احمد)

(ب) مقام درد پر پٹرول کی مالش کریں اور مریضہ کو معجون فلاسفہ صبح و شام دودھ کے ساتھ استعمال کرائیں (حکیم ہمایوں)

(ج) آپ مقام درد پر روغن کالی زیری اور روغن مالکنگنی کی مالش کریں، اور معجون سورنجان صبح و شام ہمراہ ماء اصل استعمال کرائیں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ مریضہ کو صبح و شام معجون عشبہ ہمراہ عرق بادیان استعمال کرائیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ہ) آپ کا سوال صراحت کا محتاج ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۴۲) کشتہ شنگرف وغیرہ :- کشتوں کی ترکیبوں سے طبی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ معدن الاکسیر آپ کے لئے مفید ہوگی نیز ہر شے کے مفید اور مضر دونوں پہلو ہوتے ہیں حتیٰ کہ جو غذا آپ استعمال کرتے ہیں وہی بعض اوقات سم قاتل ہو جاتی ہے

کھرل کرکے رکھیں، اور استعمال کریں۔ (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(ج) طلاء مطول ومعظم:- کیوں نہیں ایسے نسخے اب بھی دُنیا سے ناپید نہیں ہیں۔ ماہ مارچ ۳۶ء کے رسالہ میں مجربات کے تحت میں طلاء کنبلہ کا نسخہ ملاحظہ کریں یا اس نسخہ کو تیار کرکے استعمال کریں۔ اگر فربہی و درازی نہ ہوگی تو میں محنت کے علاوہ لاگت نسخہ وغیرہ اپنی گرہ سے دونگا۔ بنائیے اور رسالہ ہمدرد صحت میں تصدیق شائع کرائیے۔

نسخہ:- عنبر اشہب ۲ ماشہ، مومیائی کانی ۲ ماشہ، روغن بلساں، روغن زیتون، روغن بیر بہوٹی، روغن خراطین۔ روغن زلو۔ روغن سانڈہ، روغن زردی بیضہ مرغ، چربی شیر، چربی غوک کلاں، چربی خرس ہر ایک نو ماشہ، مشک خالص، افیون، زعفران خالص ایک ایک ماشہ، جوہر کچلہ ایک رتی، مصطگی رومی ایک تولہ۔

اول سب ادویہ کو ایک آتشی شیشی میں ڈال کر نرم آگ پر پکائیں۔ جب سب حل ہو جائیں تو کھرل میں ڈال کر خوب کھرل کرکے نگاہ رکھیں اور حسب ترکیب معروف استعمال کریں۔ شرطیہ کامیابی ہوگی۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)

(۱۵۲) **ضیق النفس**:- آپ مریضہ کو فیلسول کی پڑیاں استعمال کرائیے۔ یہ ایک پیٹنٹ دوا ہے۔ انگریزی دوافروشوں سے مل سکیگی ترکیب استعمال اسکے ساتھ ہوگی۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ب) سفوف بوٹی سوماکلپا چھ چھ ماشہ کی مقدار میں صبح وشام پانی کے ساتھ استعمال کریں، مرض جڑ سے جاتا رہیگا (حکیم ہمایوں)

(ج) آپ مریضہ کو کشتہ پارہ سنگھیا ایک رتی ہمراہ لعوق کتاں ایک تولہ وعرق برگ بانسہ ۵ تولہ صبح وشام استعمال کرائیں۔

(حکیم شمس الحق امرتسر)

(د) آپ صبح وشام بلاٹا اورائی ایک ایک قطرہ ایک چھٹانک پانی میں ملاکر استعمال کریں بہت مفید ہے۔ (حکیم احسان الحق)

(۱۵۳) **ہوش آور دوا**:- ایسی چیزیں ہیں ضرور، لیکن ان کا استعمال ایک ڈاکٹر ہی کر سکتا ہے۔ اور ہر حالت میں کامیابی بھی ضروری نہیں ہے۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)

(ج) آپ کو دوا چاہیئے یا نسخہ کی ضرورت ہے، اگر دوا کی ضرورت ہے تو ایسی دوا تو غالباً ہمدرد دواخانہ سے بھی مل جائیگی

(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(د) اس مطلب کے لئے کشتہ ہڑتال ورقی، کشتہ طلا، کشتہ تانبہ وغیرہ خاص چیزیں ہیں (حکیم ہمایوں، لائلپور)

(ہ) بعض مواقع پر دوار المسک کا استعمال کارگر ثابت ہوا ہے۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)

(ج) تریاق فاروقی یا معجون کچلہ کا پھر استعمال کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)
(د) آپ جواب نمبر ۱۴۱ پر عمل کریں۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)
(ہ) آپ معجون جالینوس لولوی صبح و شام ہمراہ عرق بادیان استعمال کریں۔ انشاءاللہ کچھ عرصہ کے بعد تمام شکایات ہو جائینگی۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۴۸) مالش:- مساجنگ صحیح طریقے پر کیا جائے تو مفید ثابت ہوگا۔ مساجنگ خود ایک باقاعدہ فن ہے اور میسرز بردرتہ کمپنی پوسٹ آفس بکس نمبر ۲۵۱ کلکتہ سے خط وکتابت کرکے آپ ایسی کتابیں منگا سکتے ہیں۔ انجکشن کے علاج کے معنیٰ ہیں کہ کوئی ایک دوا مقرر ہے وہی ہر ڈاکٹر لگا دیتا ہے۔ انجکشن کا طریق علاج یقیناً مفید ہے بشرطیکہ جو دوا استعمال کی جائے وہ صحیح ہو۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) مساجنگ کے ذریعہ سے عضو کی حالت قدرے بہتر ہو سکتی ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)
(ج) یہ عمل تو خاص اصول علاج میں داخل ہے اور اطبا نے اس پر بالخصوص زور دیا ہے کہ عضو خاص کو جبر رگڑا جائے حتیٰ کہ وہ سرخ ہو جائے اور اسکے بعد اگر معمولی طلا بھی استعمال کیا جائے تو کافی قوت آجائیگی۔ ہندوستان کے اکثر اطبا کا اس عمل پر دار و مدار ہے۔ (حکیم اکبر حسین الہ آباد)
(د) مساجنگ ایک مسلمہ باضابطہ علاج ہے۔ اس پر عمل کرنے سے بعض اوقات اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ خاص طور پر کیلئے اگر روغن سانڈہ استعمال کیا جائے تو بہت مناسب ہے۔ اس سے مریضان ضعف باہ کو فائدہ ہوگا۔ (حکیم شمس الحق)

(۱۴۹) نسخہ سرمہ:- سرمہ کا نسخہ بہت اچھا ہے میری رائے ہے کہ اسمیں تخم سرس سیاہ اور شامل کر لئے جائیں (حکیم اکبر حسین الہ آبادی)
(ب) سرمہ کے اجزا بہت مفید ہیں امید ہے کہ آپ کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ (حکیم احسان الحق امرتسر)
(ج) سرمہ کے اجزا بتلا رہے ہیں کہ یہ بہترین چیز ہے۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)
(د) یہ نسخہ خدا کے فضل وکرم سے تمام امراض چشم کے لئے مفید ہے اور مقوی بصر ہے بڑی خوشی سے اسکو استعمال کریں۔ (حکیم شمس الحق امرتسر)

(۱۵۰) مانع حمل:- جہاں تک مجھے معلوم ہے کنواری عورتیں تو کبھی حاملہ نہیں ہوا کرتیں۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی کنواری عورت ہرگز ہرگز حاملہ نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک حضرت مریم کی مثال ایسی ہے کہ وہ قدرت ایزدی سے کنواری ہونیکے باوجود حاملہ ہو گئیں تھیں۔ امریکہ میں البتہ ایسی کوششیں کی گئی ہیں کہ مردانہ نطفہ لیکر پچکاری سے عورتوں کے رحم میں پہنچایا گیا اور وہ حاملہ ہو گئیں۔ ہندوستان میں اس کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اسلئے کنواریوں کیلئے تو آپ کا دوا پوچھنا فضول ہے بچے والیوں کو اگر حاملہ ہونے سے بچانا ہے تو اس کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ انہیں مردوں سے دور رکھا جائے۔ اتنی سی بات کیلئے دوا کی کیا ضرورت ہے؟ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) ہر حیض سے فارغ ہونیکے بعد ایک دانہ گھونگچی سفید مسلم کھلا دیا کریں۔ (حکیم ہمایوں لائلپور)
(ج) جو نسخہ یا ترکیب میری جانب سے ہمدرد صحت میں شائع ہو چکی ہے وہ مجرب ہے۔ آپ بھی فائدہ حاصل کریں۔
(حکیم اکبر حسین الہ آبادی)

(۱۵۱) نسخہ طلا:- معاف فرمائیے چونکہ آپ کی خواہش ہی ایسی ہے کہ اسکی طرف کوئی مستند حکیم یا ڈاکٹر توجہ نہیں کریگا۔ اسی لئے عطائی اور نیم حکیم آپ سے روپیہ اینٹھ لیا کرتے ہیں۔ قدرت نے جو کچھ دیا ہے اس پر قناعت کیجئے اور ہوس کو چھوڑ دیجئے۔ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ (ڈاکٹر سعید احمد بریلوی)
(ب) یہ نسخہ بنا کر استعمال کریں۔ انشاءاللہ کامیابی ہوگی۔ نسخہ:- روغن کرگٹ، روغن سانڈہ، روغن مینڈک، چربی مار سیاہ، چربی شیر، روغن بیر بہوٹی ہر ایک ایک تولہ، زفت رومی، خراطین مصفیٰ، زلو خشک، شہد خالص ہر ایک تین ماشہ مسلسل تین یوم

بھی آئندہ محفوظ رہیں۔ (خریدار نمبر ۴۰۴۵)

(۱۵۹) ریڑھ کے اس مقام پر جہاں نویں اور دسویں پسلی جا کر ملتی ہے، ہر حرکت و جنبش کے وقت تقریباً ڈھائی سال سے درد ہے۔ درد کم و بیش ہر وقت رہتا ہے، ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ متواتر چھ ماہ لیٹے رہنا چاہیئے۔ اگر اطبا غور فرما کر کوئی مجرب علاج لکھدیں تو بہت شکریہ ادا کرونگا۔ (خریدار نمبر ۴۰۸۹)

(۱۶۰) مجھے ایک ایسے آلہ کی ضرورت ہے جس سے ایک مقررہ درجۂ حرارت تک پانی پکا کر گرم کیا جا سکے اور اس پر ایسے نشانات موجود ہوں جو پانی وغیرہ کا درجۂ حرارت ٹھیک ٹھیک بتلا سکیں۔ کہاں سے اور کس قیمت پر ملسکتا ہے۔ واقف کار حضرات توجہ فرمائیں۔

(خریدار نمبر ۱۶۹۱)

(۱۶۱) طبیب اور ڈاکٹر صاحبان کوئی ایسا زود اثر انگریزی یا یونانی نسخہ تحریر فرمائیں جس سے عورت کی شہوانی قوت کلیتًا جاتی رہے کیونکہ مریضہ کی صحت اس قابل نہیں ہے کہ وہ اسکے نتائج کو برداشت کر سکے۔ لیکن اس کا صحت پر کوئی ناگوار اثر نہیں ہونا چاہیئے نسخہ عرق یا حبوب کی شکل میں ہو۔ (خریدار نمبر ۳۰۵۵)

(۱۶۲) میری چھ سالہ لڑکی کی آنکھوں میں کبھی کبھار بھینگا پن آ جاتا ہے، پہلے کہتی ہے کہ ہر چیز دو دکھائی دیتی ہے، پھر آنکھوں کی پتلیاں پھر جاتی ہیں۔ یہ کیفیت کچھ دیر رہتی ہے پھر سونے سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔ اطبا مہربانی فرما کر اسکے سبب اور علاج سے آگاہ کریں۔

(خریدار نمبر ۱۸۳۸)

(۱۶۳) کوئی ایسا نسخہ بتائیں جو جسم اور دل و دماغ کیلئے نافع ہو، اور امراض چشم و دیگر عوارض جسم کے لئے بمنزلہ اکسیر۔ مزید براں یہ کہ سہل الحصول بھی ہو۔ (خریدار نمبر ۴۳۳۴)

(۱۶۴) مجھے صبح سے شام تک دماغی کام کرنا پڑتا ہے جس سے دماغ نہایت کمزور ہو گیا ہے، نہایت مفید سہل الحصول اور کم خرچ نسخہ یا دوا کی ضرورت ہے جس سے دماغ کی کمزوری دور ہو جائے۔ (خریدار نمبر ۳۴۷۳)

(۱۶۵) میرے ایک دوست جنکی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال ہے اور جسم بھی ۶ فٹ لمبا ہے اور وزن ایک من چار سیر ہے۔ کثرت جماع کے بہت شوقین ہیں اتفاق سے بیویاں بھی دو ہیں۔ اطبائے کرام سے گذارش ہے کہ وہ کوئی کم خرچ اور آسان نسخہ یا ترکیب بتائیں جس سے جسمانی قوتوں میں زوال نہ آئے۔ (خریدار نمبر ۴۱۴۵)

(۱۶۶) ملک دکن میں سانپ اور بچھوؤں کا بڑا زور ہے، ان کے کاٹنے کی وجہ سے اکثر اموات ہوتی رہتی ہیں براہ کرم اسکے لئے کوئی مجرب دوا بتلائی جائے بڑا ثواب ملیگا۔ (خریدار نمبر ۲۷۱۵)

(۱۶۷) کشن خرما یعنی پھول خرما اور ماہی سقنقور کہاں سے دستیاب ہونگے۔ مہربانی فرما کر ان کا نرخ اور پتہ لکھیں۔ (خریدار نمبر ۳۲۸۲)

(۱۶۸) چار پانچ مہینے سے محض کھانا کھاتے وقت گردن سے اوپر چہرہ اور سر سے بیحد پسینہ گرتا ہے۔ کیا یہ مرض ہے۔ اور اگر ہے تو کس وجہ سے، عمر تقریباً ۴۵ برس ہے اطبا و محققین توجہ فرمائیں۔ اور اسکے لئے کوئی مجرب نسخہ تجویز کریں۔ (ذاکر حسین)

(۱۶۹) ایک بیس سالہ لڑکی کے دونوں پہلوؤں پر عین ازار باندھنے کی جگہ سفید داغ پڑ گئے ہیں۔ باقی بدن پر کوئی داغ نہیں صرف ازار کی جگہ دو تین انچ لمبائی میں اسی طرح کے داغ ہیں جس طرح ازار کے شکن جلد پر پڑ جاتے ہیں۔ لڑکی کو ازار سخت کس کر باندھنے کی عادت تھی۔ اور داغ تقریباً چھ سات سال سے رونما ہیں۔ ایسی دوا مطلوب ہے جس سے یہ داغ مٹ جائیں۔ کیا ان داغوں کا برص یا بہق سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ (خریدار نمبر ۱۰۱۰)

(۱۷۰) مجھے ایک ایسا نسخہ درکار ہے جو باہ کی تمام خرابیوں کو دور کرنیکے علاوہ مقوی بھی ہو غذا کو جلد ہضم کرے، خون صالح بھی بکثرت پیدا ہو، اور اعضائے رئیسہ کو تقویت پہونچائے اور وہ کم قیمت اور بآسانی بن جانے والا ہو۔ (خریدار نمبر ۳۳۳۳)

(۱۷۱) عرصہ دس سال سے قروح الانف کی شکایت ہے، ناک میں کیچ کیچ کی سی آواز متواتر آتی رہتی ہے، آپریشن کرایا گیا مگر فائدہ نہیں ہوا حذاق کرام نسخہ مجرب تجویز فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (خریدار نمبر)

سوالات؟

ضوابط اندراج - (۱) ہر خریدار کو سال بھر میں ایک سوال درج کرانیکا حق حاصل ہو لیکن دوسرے سال اس حق کو استعمال نہیں کر
(۲) سوال تین سطروں سے ہرگز زیادہ نہیں ہونا چاہیئے۔
(۳) تین سطروں سے زیادہ کیلئے خریداروں کو بھی دو آنے فی سطر کے حساب سے ٹکٹ بھیجنے چاہیئیں۔
(۴) اگر آپ رسالہ کے خریدار نہیں تو آٹھ آنے کے ٹکٹ بھیجکر چار سطری سوال درج کرا سکتے ہیں۔ زیادہ سطور کیلئے دو آنہ
کے حساب سے مزید ٹکٹ ارسال کرنے چاہیئیں۔
(۵) پانچ چھ سطر سے زیادہ طویل سوال کسی خاص حالت کے سوا جس کا فیصلہ جناب مدیر کر سکتے ہیں شائع نہیں ہوسکا
(۶) رسالہ کے خریداروں کو سوال بھیجتے وقت نمبر خریداری اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ تعمیل نہیں ہو سکے گی۔
(۷) سوال کی عبارت مختصر اور صاف ہونا چاہیئے۔ دفتر کو قطع و برید کا اختیار بہرحال ہوگا۔
(۸) آئندہ ماہ سوال درج ہو جانیکی توقع زیادہ سے زیادہ ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک دفتر میں سوال پہنچ جانیکی صورت میں ہوسکتی۔

---

(۱۵۱) عمل دینی میں جو کاسٹر آئیل ربڑ کے اندر لگ جاتا ہے وہ بخوبی صاف نہیں ہوتا۔ ماہرین فن سے توقع ہے کہ کوئی سہل الحصول نسخہ تحریر فرما کر شکر گذار فرمائیں گے۔ (خریدار نمبر ۳۷۳۱)

(۱۵۵) میری عمر ۴۵ سال ہے۔ ابتدا میں کثرت احتلام اور مادہ منویہ کو ضائع کرنیکے دوسرے غیر مناسب طریقوں میں مبتلا رہا اب قوت بہت کم ہو گئی ہے۔ عضو میں بھی خرابیاں ہیں۔ پرانا بخار بھی معلوم ہوتا ہے۔ پیٹ میں درد رہتا ہے۔ ریاح کی پیدائش زیادہ ہے۔ پیشاب کبھی جلن سے آتا ہو۔ کسی ایسے نسخہ کی ضرورت ہو جس میں کامل طور پر شفایاب ہو جاؤں مباشرت میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکوں۔ (خریدار نمبر ۳۴۴۳)

(۱۵۶) میرے ایک دوست کے ہاں ساڑھے تین ماہ ہوئے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اس بچے کی کمر پر دونوں گردوں کے درمیان اُ رسولی ایک چھوٹے لیمو کے برابر تھی۔ دبانے سے کوئی تکلیف نہیں تھی اور نہ ہے۔ بچے کے پیدا ہوتے وقت اسکے جسم پر ایک آٹے جیسی شے تقریباً آدہ انچ موٹی چربی ہوئی تھی۔ جسے بمشکل صاف کر کے نکالنا پڑا۔ رسولی بڑھتے بڑھتے آج ساڑھے بعد سیب کے برابر ہو گئی ہے اور اس میں صاف و شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔ رسولی کا رنگ گندمی خون میں چھوٹے ہوئے کا سا ہے اور وہ چمکدار ہے۔ بچہ پہلے جیسا دُبلا پتلا ہے۔ حکما کرام اور ڈاکٹران ذی احترام سے التماس ہے کہ وہ براہ کرم کوئی تدبیر بتلائیں کہ جس سے رسولی دفع ہو جائے۔ (خریدار نمبر ۳۳۲۱)

(۱۵۷) میرے ایک بیس سالہ دوست کو پانچ سال سے کبھی کبھی درد کی سخت شکایت ہوتی ہے۔ درد بائیں طرف پسلیوں اور کمر کے درمیانی حصے میں پیچھے کی طرف ہوتا ہے۔ درد کی موجودگی میں پیشاب کے ساتھ پہلے کوئی سفید چیز خارج ہوتی ہے اور پیشاب بھی پیلا یا کچھ سرخی مائل آتا ہے۔ بعض اطبا کہتے ہیں کہ گردے میں ریت ہے اور بعض کہتے ہیں سنگ مثانہ ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ کونسا مرض ہے اور مجھے اس مرض کے آسان ترین نسخے درکار ہیں۔ (خریدار نمبر ۳۸۲۳)

(۱۵۸) میرے ایک عزیز جنکی عمر اس وقت کم و بیش چالیس سال ہے آٹھ دس سال سے افیون کا استعمال کرتے ہیں اب ۱۲ رتی صبح اور ۴ رتی شام کو کھاتے ہیں۔ درمیان میں دو تین دفعہ چھوڑ بھی دی مگر پھر کھانے لگے۔
براہ اطبا اپنے تجربہ کا ایسا نسخہ مرحمت فرمائیں جس سے بتدریج افیون کی عادت بھی ترک ہو جائے۔ اور اسکے بُرے اثرات سے

(۱۷۲) میری عمر ۶۵ سال ہے۔ ڈیڑھ سال سے دمہ کی شکایت ہے اس سے قبل بلغمی کھانسی تھی۔ اکثر اطبائے یونانی نے معدہ میں گرمی نیز ضعف دل و دماغ اسکی وجہ بتائی۔ گرم دواؤں کے استعمال سے شدت سے پڑجاتے ہیں۔ سرد دواؤں سے سکون ہوتا ہے لیکن کھانسی اور بلغم زیادہ ہوجاتا ہے۔ کشتہ مرجان جواہر والا۔ خمیرہ گاؤزبان جواہر والا اور اکسیر سعال وغیرہ ادویہ بھی چالیس روز تک استعمال کیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا ہمیشہ غلیظ اور سفید بلغم منہ اور ناک سے نکلتا ہے۔ براہ کرم اطبائے حاذق کوئی مجرب اور آسان نسخہ مع پرہیز تحریر فرمائیں۔ (خریدار نمبر ۱۴۴۴)

(۱۷۳) ایک بیس سالہ خوشرنگ لڑکا پانچ سال ہوئے ٹائیفائڈ میں مبتلا ہوا تھا۔ صحت کے بعد اسکے بال گنج کی صورت میں گرنے لگے یہانتک کہ پلکوں کے سوا باقی تمام جسم کے بال گرگئے، اسکے کچھ عرصہ بعد سر کے بال نکلے لیکن گدی صاف رہی۔ حالانکہ پہلے بال گرنے کی ابتدا گدی پر ہی سے ہوئی تھی۔ ڈاکٹری اور یونانی علاج کئے گئے لیکن سب بے سود۔ پلکوں کے علاوہ تمام جسم اور سر فارغ البال ہے، امید ہے کہ اطبا اس پر روشنی ڈالیں گے۔ (ایک خریدار)

(۱۷۴) ایک شخص کی عمر تقریباً ۳۰ سال ہے نزلہ زکام میں چودہ سال سے مبتلا ہے زکام بہت شدت سے ہوتا ہے تنفس کی شکایت بھی بہت ہوجاتی ہے۔ زکام میں کبھی رقیق رطوبت خارج ہوتی ہے، اور کبھی رطوبت پکتی نہیں ہے چھینکیں بہت آتی ہیں حالت نزلہ میں ریاح بہت کم خارج ہوتے ہیں۔ مریض کے ابرو پر ایک مرتبہ چوٹ لگی اس سے بہت سا خون ناک اور حلق کے راستہ خارج ہوگیا تھا، ایکسال بعد نزلہ کی شکایت شروع ہوئی، دفع نزلہ کیلئے اطریفل زمانی وجوارش جالینوس وکشتہ مرجان سادہ وجواہر والا، وخمیرہ گاؤزبان، وحب جدوار وخمیرہ نزلی جواہر والا ومغز بادام اور ہلیلہ سیاہ کا ایک سال استعمال کرچکا مگر سب بے سود۔ جناب حکیم اکبر حسین صاحب کا ہالکنگنی والا نسخہ پورے ایکسال استعمال کیا تو قدرے فائدہ ہوا یعنی نزلہ تین تین ماہ تک نہیں ہوا اور ہوا تو بہت کم مگر اب ایکماہ سے کچھ فائدہ نہیں ہے یعنی پھر سابقہ حالت موجود ہے۔ خاص توجہ کا محتاج ہوں۔ (خریدار نمبر ۱۵۹۰)